نہج البلاغہ

علامہ السید الشریف الرضیؒ (طاب ثراہ)

ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی
Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

نام کتاب: نہج البلاغہ

مترجم: علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

پہلا ایڈیشن (ہندوستان): مارچ ۱۹۹۸ء

پہلا ایڈیشن (پاکستان): مارچ ۱۹۹۹ء

تعداد: ۱۰۰۰

ناشر (ہندوستان): تنظیم المکاتب، لکھنؤ

ناشر (پاکستان): محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی

قیمت: ڈیلکس ایڈیشن -/250

سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو ○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

رسمِ ناشرانہ

نہج البلاغہ ــــــ بابِ مدینۃ العلم اور خطیبِ منبرِ سلونی کے خطبات و مکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی و فکری ابعادِ ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اس کتاب ادب نصاب اور حکمت مآب کو وحیِ ربانی اور حدیثِ رسولِ آخر زمانی سے بلاغتاً و فصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اس کتابِ مظہر العجائب کو تحتِ کلام الخالق و فوق کلام المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت و طہارت کا انسب اظہار ہے۔

علوم و معارفِ امامیہ کی نشر و اشاعت کے ضمن میں محفوظ بک ایجنسی اب بین الاقوامی سطح پر ایک قابلِ اعتماد روایت کی حامل ہو چکی ہے۔ اسی روایت کی استواری و پاسداری میں ادارہ، بعد از قرآن افضل ترین کتاب، نہج البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور منفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہلِ خبر و نظر کے لئے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہ نے مرحمت فرمائی ہے۔

اس بے مثال کاوش کے توسط سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہ ایک لائق و فائق مترجم اور شارح کی حیثیت سے حرف و ظرف کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مُسلّم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اُردو تراجم کی صف میں ایک امتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اِس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات وکلمات کے حوالہ جات کی تحقیق توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدم رکھا گیا ہے۔

مزید برآں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اِس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات وکلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہِ برکت پناہ میں، دست بہ دُعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین) مَیں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترابی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اِس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیش

سید عنایت حسین

فہرست مضامین

نہج البلاغۃ : حصہ اول

نہج البلاغۃ: حصہ دوم مکاتیب و رسائل، فرامین و عہود، وصایا و نصائح

نہج البلاغۃ : حصہ سوم جوامع الکلم کلمات و حکمات

علامہ السید شریف الرضیؒ (طالب ثراہ)

جامعہ نہج البلاغہ

از مرحوم مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی

ابو الحسن محمد بن حسین ملقب بہ شریفؒ۔ ولادت ۳۵۹ھ۔ وفات ۴۰۶ھ۔ برادر سید مرتضیٰ علم الہدیٰ سابق الذکر۔ یہ دونوں بھائی آسمان شیعیت کے آفتاب و ماہتاب ہو کر چمکے۔ جیسا ان دونوں بھائیوں نے دنیاوی اور آخروی عروج پایا ان کے بعد کسی کو نصیب نہ ہوا چشم فلک نے نبیؐ کے بعد کوئی ایسی عظیم شخصیت نہیں دیکھی۔ جس کے احوال، سیرت، تاریخ اور علم و ادب پر اتنا لکھا گیا ہو کہ دفتر بن گئے۔ مگر ابھی تک نہ قلم رکے ہیں نہ زبانیں۔ جس کی اولاد کرام، اور آثار عظام اپنی مثال۔ ہر ایک پر لکھا جا رہا ہے، ہر ایک پر لکھا جاتا رہے گا۔

یہ نہج البلاغہ کیا ہے 'سینکڑوں خطیبوں اور پچاسوں مؤلفوں کی محنت کا گلدستہ سدا بہار۔ عہد امیر المومنینؑ سے اب تک امام علیہ السلام کے دوستوں، آپ کے افادات و ارشادات کے عاشقوں نے نہ معلوم کتنے مجموعے جمع کیے۔ خطب مکاتیب، فرامین کلمات قصائد، قضایا، حکم، اشعار، اور دعاؤں کے یہ مجموعے آج بھی محفوظ و مطبوع شکل میں موجود ہیں۔ کون ہے جس نے غرر الحکم، دیوان جناب امیر صحیفہ علویہ، کلمات قصار نہیں پڑھے۔

ہاں، یہ شرف سید رضی، رضی اللہ عنہ کے خلوص کو نصیب ہوا کہ ان کے جمع کردہ اس مجموعے "خطب و مکاتیب و کلمات" کی کم و بیش دو سو شرحیں لکھی جا چکی ہیں۔ دنیا کے ہر اسلام دوست نے پڑھا، اور قیامت تک آنکھوں سے لگاتے رہیں گے۔

علمی مرتبہ عربی ادب میں مسلم ہے کہ الشریف الرضی "اشعر ہاشمین" ہیں۔ حقیقت میں سید رضی و سید مرتضیٰ سے پہلے کسی ہاشمی کا اتنا بڑا دیوان ہاشمی شعراء کی یادگار نہیں ہے۔ سید رضی کا جوش بیان اسلوب زبان اور مہارت ابو تمام و متنبی، ابو العلا، و فرزدق جیسی ہے۔ آج تک ادباء عرب اصل دیوان کی وہی قدر کرتے ہیں۔ جو ان کے عہد میں تھی۔

لغت و معنی و بیان میں دست رسی و مہارت کے انداز معلوم کرنا ہوں۔ تو مجازات نبویہ اور تفاسیر دیکھیے۔ اشعار و روایات بحث معنی و استعمالات میں بالکل جاحظ کا رنگ اور ابن جنی و ابن فارس سے بڑھا ہوا آہنگ ہے۔

ذوق کا یہ عالم کہ "خصائص الائمہ" کی ایک فصل بڑھتے بڑھتے "نہج البلاغہ" کی صورت میں مکمل ہو گئی اور یہ آغاز عمر و عنفوان شباب کا کارنامہ ہے۔

آپ کا لقب اشعر الطالبین بھی ہے۔ حافظ قرآن بھی تھے۔ مقام علمی اسی سے ظاہر و باہر ہے۔ کہ آپ کی جمع کردہ کتاب "نہج البلاغہ" کے متعلق آج تک بعض علمائے اہلسنّت کو شبہ ہے کہ یہ آپ کی تصنیف ہے۔ حالانکہ یہ شبہ بے بنیاد ہے کیوں کہ آپ نے جو کچھ اس میں جمع کیا ہے۔ وہ سید رضیؒ کی ولادت سے قبل خود اہلسنّت کی کتب میں متفرقاً موجود تھا۔

اپنے عہد کے اکابر ادباء و علماء سے تعلیم حاصل کی۔ حفظ قرآن، کمال تفسیر، مہارت حدیث، اقتدار ادب کا یہ عالم، کہ فقط قرآن مجید پر تین بے مثال کتابیں لکھیں ہیں۔

ا۔ "تلخیص البیان عن مجاز القرآن"، جس کا قدیم مخطوطہ حجۃ الاسلام آقائے سید محمد مشکوۃ مدظلہم نے اصل عکس اور مفید ترین فہرستوں کے ساتھ شائع فرما کر حقیر کو مرحمت فرمائی ہے۔ فاشکرلھم شکرا جزیلا۔

۲۔ "حقائق التاویل فی متشابہ التنزیل" ایک حصہ شائع ہو چکا ہے۔ ۳۔ "معانی القرآن شائع" ضائع ہو چکی ہے۔

حدیث ۴۔ مجازات الآثار النبویہ، مطبوعہ عراق، و بیروت و مصر

ادب پر ۵۔ تعلیقہ علی ایضاح ابی علی الفارسی ۶۔ الحسن من شعر ابن الحجاج ۷۔ الزیادات فی شعر ابی الحاج

۸۔ الزیادات فی شعر ابی تمام ۹۔ مختار شعر ابی اسحاق الصابی ۱۰۔ ما دار بینہ و بین ابی اسحاق من الرسائل شعراء

۱۱۔ کتاب مراسلات ۱۲۔ انشراح الصدر فی مختارات من الشعرا

۱۳۔ دیوان، چار ضخیم جلدیں جو مختلف حواشی و شروح کے ساتھ متعدد مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔

۱۴۔ نہج البلاغہ "اختیار محاسن الخلب ثم محاسن الکتب ثم محاسن الحکم" من کلام امیر المومنین علیہ السلام۔

فقہ پر ۱۵۔ تعلیق خلاف الفقہا تاریخ پر ۱۶۔ خصائص الائمہ، طبع عراق ۱۷۔ اخبار قضۃ بغداد

۱۸۔ سیرت الطاہر (یہ کتاب اپنے والد کی سوانح عمری کے طور پر ۳۷۹ھ میں خود ان کی حیات میں لکھی تھی) اب ناپید ہے۔

القاب و مناصب ۳۸۸ھ میں بہاء الدولہ بویہی نے "الشریف الاجل" ۳۹۶ھ میں "ذی المنقبتین"

۳۹۸ھ میں "الرضی ذی الحسبین" کا لقب دیا۔ (کیونکہ خاندانی شرف کے لحاظ سے پدری و مادری رشتوں سے حسنی و کاظمی تھے)۔ ۴۰۱ھ میں دربار خلافت سے "الشریف الاجل" کے لقب سے ملقب کیے گئے۔

۳۸۰ھ میں سید اکیس سال کے تھے جب "نقابت طالبین، امارۃ حاج، اور سربراہی مظالم" کے نگراں تھے، تینوں عہدے اپنے فرائض کے لحاظ سے الگ الگ وقت، قوت، علم اور وجاہت چاہتے تھے۔ (جس کی تفصیل کے لیے دیکھیے الغدیر جلد ۴ ص ۲۰۰۔ ورنہ بعد سید آخر عمر تک ان معاملات داخلی اور انتظامی کے سربراہ رہے۔

ان دونوں بھائیوں کی جلالت قدر پر یہ واقعہ کافی ہے۔ کہ جو ابن ابو الحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ نے تحریر کیا ہے کہ ایک رات کو شیخ مفیدؒ نے خواب میں دیکھا کہ وہ محلہ کرخ کی مسجد میں بیٹھے ہیں ناگاہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ، حسن و حسین علیہما السلام کی انگلیاں پکڑے اندر داخل ہوئیں اور ان دونوں شہزادوں کو شیخ مفیدؒ کے سپرد فرمایا کہ ان کو فقہ کی تعلیم دو۔ یہ خواب دیکھ کر شیخ مفیدؒ چونک پڑے اور صبح تک بڑے حیران رہے۔ جس وقت صبح طالع ہوئی اور شیخ مفیدؒ مسجد درس دینے گئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک معظمہ کنیزوں کے جھرمٹ میں داخل مسجد ہوئیں۔ دو صاحبزادے ان کی انگلیاں تھامے ہوئے تھے۔ شیخ مفیدؒ ان کو دیکھتے ہی سروقد تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے۔ اس خاتون نے فرمایا کہ شیخ! میں بچوں کو تمہارے پاس اس لیے لائی ہوں کہ تم ان کو فقہ کی تعلیم دو۔ یہ خاتون سید مرتضیٰ و سید رضی کی والدہ فاطمہ بنت حسین تھیں۔ یہ سُن کر شیخ مفید رونے لگے اور اپنا خواب بیان کیا۔

سیدؒ کی ذاتی اور اخلاقی عظمتوں پر اُن کا دیوان اور معاصر تاریخیں گواہ ہیں، وہ بلند خیالی، عالی ہمت، باوقار، سیر چشم، اولوالعظم، مدبر و عالم تھے۔ سلاطین بنی عباس سے اُن کے تعلقات مساویانہ بلکہ اس سے بڑھ کر تھے۔ وہ امراء و سلاطین کے تحفے رد کردیتے تھے کہ میں کسی کا محتاج نہیں۔ ان کے یہاں علماء و ادباء و شعراء کا مجمع رہتا تھا۔ ابو الاسحاق صابی ان کے پرستاروں، مہیار دیلمی، ان کے مداحوں میں تھا۔ میل جول کا یہ عالم تھا کہ مملکت سلاطین و امراء سے لے کر عوام تک اس قدر محبت کرتے تھے کہ جب انھوں نے رحلت فرمائی تو کرخ کا محلہ ادباء وزراء، ججوں اور سپہ سالاروں سے بھر گیا۔ علامہ نجاشی اور اکابر علماء نے غسل دیا، وزیر فخر الملک ابو غالب نے نماز جنازہ پڑھائی اور گل سرا میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

روضہ کاظمین کے پاس ایک خوبصورت مسجد میں آپ کا مزار زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔ آپ کے جنازے پر سید مرتضیٰ شدتِ غم کی وجہ سے حاضر نہ ہوسکے۔ بلکہ ان کی وفات ہونے میں اپنے جد امام موسیٰ کاظمؑ کے روضہ پر چلے گئے اور وہاں رُوتے رہے۔ بھائی کے غم میں سید رضیؒ نے جو مرثیہ کہا ہے اس کے دو شعر یہاں پر نقل کیے جاتے ہیں۔

یا للرجال بفجعة جذمت یدی ووددت لو ذهبت علیّ براسی

لله عمرک من قصیر طاهر ولرب عمر طال بادناس

یعنی مجھ پر ایسی مصیبت پڑی جس نے میرے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے، کاش کہ اس کے بدلے میرا سر کٹ جاتا۔ ہائے کس کمسنی میں تجھ کو موت آگئی۔ در آنحالیکہ تم پاک و پاکیزہ رہے اور کتنے لوگ اپنی طویل عمر برائیوں سے وابستہ کر دیتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

باسمہ سبحانہ

عرضِ تنظیم

دنیا میں اگر کسی کلام کو کلام خالق سے کمتر اور کلام مخلوق سے بالاتر کہا جا سکتا ہے اور اس کے مفاہیم و مطالب کی بلندی و برتری کی ضمانت دی جا سکتی ہے تو وہ مولائے کائنات امیر المومنینؑ کا کلام ہے۔ جنھیں سرکار دو عالمؐ نے مفاہیم قرآن کی ترجمانی کے اعتبار سے "لسان اللہ" اور احکام و حقائق اسلام کی توضیح کے اعتبار سے "باب مدینۃ العلم" قرار دیا تھا۔

امیر المومنینؑ ہی کے کلمات و ارشادات کے ایک مجموعہ کا نام "نہج البلاغہ" ہے جو بجا طور پر فصاحت کا ایک اسلوب اور بلاغت کا ایک مخصوص نہج ہے۔

فصاحت بہترین الفاظ و کلمات کے انتخاب کا نام ہے اور بلاغت ان الفاظ و کلمات کے برمحل استعمال کو کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے نہج البلاغہ کی بلاغتی حیثیت کا اندازہ کرنے کے لئے اور اس کے ہر خطبہ، خط، وصیت یا کلمۂ حکمت کی عظمت کا اندازہ کرنے کے لئے اس موقع و محل کا بہر حال جائزہ لینا ہوگا جس موقع اور محل پر اس کلام کا استعمال ہوا ہے یا اس خطبہ کو ارشاد فرمایا گیا ہے۔

جنگ صفین کے موقع پر اگر اہل کوفہ کو سرزنش کی گئی ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ تمام اہل کوفہ ہر دور میں ایسے ہی رہے ہیں اور جنگ جمل کے موقع پر اگر اہل بصرہ کی مذمت یا عورت کی کمزوری کا اعلان کیا گیا ہے تو اس کا یہ نتیجہ نہیں ہو سکتا ہے کہ تمام اہل بصرہ ہر دور میں نالائق ہی قرار دیدیے جائیں یا ہر عورت کو انھیں اوصاف کا حامل سمجھ لیا جائے جو اس موقع پر بعض خواتین کا تھا۔

سید شریف رضی علیہ الرحمہ نے مولائے کائناتؑ کے ارشادات کا بڑا دقیق مطالعہ کیا تھا جب اس کے مجموعہ کا نام "نہج البلاغہ" رکھا تھا اور قاری کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کر دیا تھا کہ جس طرح قرآن مجید کے حقائق کا اندازہ کرنے کے لئے شان نزول کا معلوم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح ہر بلیغ کلام کے نہج بلاغت کو سمجھنے کے لئے اس کے کلمات کے محل استعمال کا جائزہ ضروری ہوگا۔

شارحین نہج البلاغہ نے بھی عام طور سے یہی کام کیا ہے کہ الفاظ و کلمات کی وضاحت کرنے کے بجائے پس منظر کی وضاحت کی ہے اور ہر مختصر سے مختصر خطبہ کی توضیح و تشریح میں پوری پوری جنگ اور پورے پورے سماجی پس منظر کا ذکر کر دیا ہے اور اس طرح نہج البلاغہ کے نہج بلاغت کے سمجھنے کا انتظام کیا ہے۔

عربی زبان میں ابن ابی الحدید سے لے کر منہاج البراعۃ تک نہایت مفصل شرحیں لکھی گئی ہیں۔ لیکن اردو زبان میں اس قدر تفصیلی کام منظر عام پر نہیں آیا ہے اور شاید اس کا راز یہ رہا ہو کہ اس زبان کے استعمال کرنے والوں میں نہج البلاغہ شناسی کا ذوق کمزور تھا یا ان کی قوت خرید اس قدر کمزور تھی کہ کسی مصنف و مولف نے تفصیلی شرح کے لکھنے یا اس کے منظر عام پر لانے کا ارادہ

بھی نہیں کیا۔ مگر اس کے باوجود خدا کے فضل سے ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اور شارحین کرام نے اس راہ میں قابل ستائش خدمات انجام دئے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ اس آخری دور میں بعض واقعاً قابل قدر شرحیں لکھی گئی ہیں لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ کسی انسان کے خدمات نہ اس کے دور کے تمام تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں اور نہ مستقبل کے لئے کافی ہونے کی ضمانت دے سکتے ہیں لہٰذا نئے کام کی ضرورت کا احساس بہرحال باقی ہے اور باقی رہے گا۔

اردو زبان میں منظر عام پر آنے والے تراجم اور شرحوں کی عمومی کمزوری یہ ہے کہ اس خدمت کے انجام دینے والوں نے مولائے کائنات کی فصاحت و بلاغت کو مرکز نظر بنایا ہے اور ان افراد کو تقریباً نظر انداز کر دیا ہے جن کے لئے یہ کام کیا گیا ہے اور جن کی تفہیم کے لئے یہ خدمت انجام دی گئی ہے۔ بعض حضرات نے تو ترجمہ کو اسقدر ادبی بنا دیا ہے کہ عربی کے مبتدی طالب علم کے لئے خود نہج البلاغہ کے الفاظ کا سمجھنا اسقدر دشوار نہیں ہے جسقدر ترجمہ کا سمجھنا دشوار ہے۔

ظاہر ہے کہ مولائے کائنات کے کلمات کا حق تھا کہ ان کی ترجمانی میں اسقدر فصاحت و بلاغت سے کام لیا جاتا۔ لیکن مسئلہ کلام کی بلاغت کا نہیں ہے۔ مسئلہ کلام کی تفہیم کا ہے اور ایسے مواقع پر انسان کو سادہ زبان استعمال کرنا ہی پڑتی ہے جس طرح مولائے کائناتؑ کے ان خطبات میں کیا گیا ہے جن کا تعلق تخلیق کائنات کے فلسفہ کے بجائے عوام الناس اور امت اسلامیہ کی زندگی سے تھا۔

بہرحال "ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است" جس طرح قرآن کریم کے بے شمار تراجم کے بعد اس صدی کے آخری عشرہ میں ایک جدید زبان و آہنگ کے ترجمہ کی ضرورت تھی جس کا اعتراف، صاحبان ذوق سلیم نے "انوار القرآن" کی اشاعت کے بعد کیا ہے۔ اسی طرح اس صدی کے اختتام پر نہج البلاغہ کی ایک جدید ترین شرح کی بھی ضرورت تھی جسے ادارہ تنظیم المکاتب عالم اسلام کے سامنے پیش کر رہا ہے۔

اس شرح میں بھی اسی انداز کو برقرار رکھا گیا ہے جو "انوار القرآن" کا تھا کہ طلاب علوم کے لئے الفاظ کی وضاحت بھی ہو اور عوام الناس کے لئے مفاہیم کی تشریح بھی۔ اور اس کے بعد بقدر ضرورت کلمات کے پس منظر کی طرف بھی اشارہ کر دیا جائے۔

ترجمہ و تشریح کا کام صدر ادارہ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی دام ظلہٗ نے انجام دیا ہے اور ادارہ کو ان کی قلمی خدمات پر فخر کرنے کا حق ہے۔

حقیر کے خیال میں ادارہ کی طرف سے بیسویں صدی کے لئے یہ ایک عظیم ترین تحفہ ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ اکیسویں صدی کا تحفہ اصول کافی کے ترجمہ و تشریح کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ ضرورت آپ حضرات کی دعاؤں اور سرکار علامہ جوادی کی توجہات کی ہے۔ اور التماس یہ ہے کہ آپ حضرات مسلسل اپنی دعاؤں میں ادارہ اور صدر ادارہ دام ظلہٗ کے توفیقات میں اضافہ کی دعا کو شامل رکھیں۔ اس کے بعد مالک کے کرم اور حضرت ولی عصرؑ کے توجہات سے دنیا کا ہر کام انجام پا سکتا ہے۔

طالب دعا

سید صفی حیدر

سکریٹری تنظیم المکاتب۔ لکھنؤ

گفتارِ مترجم

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی مُحَمَّدٍ وَاَھْلِ بَیْتِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ الَّذِیْنَ اَذْھَبَ اللّٰہُ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھَّرَھُمْ تَطْھِیْرًا۔

نہج البلاغہ : وہ مقدس کتاب جس کے مطالب الہام ربانی کا عطیہ ہیں تو اس کے الفاظ لسان اللہ کے تکلم کا اثر۔

نہج البلاغہ : وہ الہامی کتاب جس کے حقائق و معارف بہ بانگ دہل آواز دے رہے ہیں کہ اس کا متکلم علم لدنی کا مالک اور علمہ البیان کا مصداق ہے۔

نہج البلاغہ : امیرالمومنینؑ کے ارشادات کا وہ مجموعہ جس سے زیادہ بلند تر صحیفہ نہ اس سے پہلے مرتب ہوا ہے نہ اس کے بعد ہونے والا ہے۔

نہج البلاغہ : صاحب فصل الخطاب کے ارشادات کا وہ ذخیرہ جس نے بلاغت کی دنیا میں ایک نئے نہج کی ایجاد کی ہے اور خطابت کو ایک نیا موڑ دیا ہے۔

نہج البلاغہ : ایک ترجمان مشیت پروردگار کا وہ کلام جسے بجا طور پر تحت "کلام الخالق و فوق کلام المخلوق" کا درجہ دیا جاتا ہے۔!

مؤلف:

اس کتاب کے مرتب کرنے کا کام حضرت علامہ محمد بن الحسین الموسوی الشریف المعروف بہ "رضی" نے انجام دیا ہے۔ جو علم الہدیٰ السید الشریف المرتضیٰ کے برادر حقیقی تھے اور جن کی تعلیم کے لئے معصومۂ عالمؑ نے شیخ مفیدؒ کو ایک خواب کے ذریعہ متوجہ کیا تھا اور اس میں انھیں اپنے فرزند کے لفظ سے تعبیر کیا تھا۔

علامہ سید شریف رضیؒ کی عظمت ایک زمانہ تک ایک حقیقت مجہولہ بنی رہی اور اہل علم نے انھیں صرف مرتب نہج البلاغہ اور مصنف خصائص الائمہ کے نام سے پہچانا تھا لیکن ان کی کتاب تفسیر حقائق التنزیل و دقائق التاویل کے منظر عام پر آنے کے بعد سے ان کی صحیح علمی عظمت کا اندازہ ہونے لگا اور دنیائے علم و ادب اس اقرار پر مجبور ہوگئی کہ اس دور تک اس سے

بہتر کوئی کتاب تفسیر اس موضوع کے اعتبار سے نہیں لکھی گئی تھی۔ یہاں کہ علامہ ابوالحسن العمری نے اسے شیخ طوسی کی تفسیر "تبیان" سے بھی بہتر اور وسیع تر قرار دیا ہے اور علامہ محدث نوری نے اس کی تصدیق اور توثیق بھی کی ہے۔ اور اس نکتہ کا انکشاف کیا ہے کہ شریف رضیؒ نے اپنی تفسیر میں تمام مفسرین کے اس مزعومہ کو غلط ثابت کر دیا ہے کہ قرآن مجید میں بھی حروف زوائد پائے جاتے ہیں اور ان حروف کی عظمت و اہمیت کا اثبات کیا ہے اور یہ سید شریف رضیؒ کا وہ کارنامہ ہے جسے دنیائے تفسیر تا قیامت نظر انداز نہیں کر سکتی ہے۔

سید شریف رضیؒ کی ولادت ۳۵۹ھ میں ہوئی ہے اور ان کی وفات صبح روز یکشنبہ ۶ محرم ۴۰۶ھ میں واقع ہوئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس دار دنیا میں ان کی زندگی تقریباً کل ۴۷ سال رہی ہے اور اس مختصر سی عمر میں انھوں نے استے عظیم کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن کی مثال نہیں تلاش کی جا سکتی ہے۔

یاد رہے کہ آج کے کمپیوٹر کے دور میں مختلف کلمات کا ایک مقام پر جمع کر دینا کوئی مشکل کام نہیں ہے کہ کمپیوٹر میں فیڈنگ کا کام ایک پوری جماعت مل کر انجام دیتی ہے اور اس کے بعد دیگر افراد اس سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں جن کی تحقیق دیگر افراد کی محنت اور جستجو کی ممنون کرم ہوتی ہے۔ لیکن شریف رضیؒ کے دور کی صورت حال ایسی نہیں تھی۔ اس دور میں ایک ایک جملہ کو تلاش کرنے کے لئے پوری پوری کتاب کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا تب کہیں ایک فقرۂ امیر المومنینؑ کی تحصیل کا کام انجام پاتا تھا۔

سید شریف رضیؒ نے بظاہر ایک مختصر کتاب ہی مرتب کی ہے اور اسکے بعد مستدرک نہج البلاغہ کا کام انجام دینے والوں نے امیر المومنینؑ کے ارشادات کا ایک عظیم ذخیرہ مہیا کر دیا ہے۔ لیکن آج کے دور کا یہ کام کل کے حالات کا مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اور آج یہ کام اگر ایک سال کا ہے تو کل یقیناً دس سال کا تھا لیکن کس قدر بابرکت تھی سید رضیؒ کی زندگانی کہ ۴۷ سال کے اندر سیکڑوں کتابوں کا مطالعہ کر کے امیر المومنینؑ کے ارشادات کا اتنا بڑا ذخیرہ مرتب کر دیا کہ آج ساری دنیا اسے حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھ رہی ہے۔

علامہ یافعی نے سید شریف رضیؒ کی عظمت کو گھٹانے کے لئے ایک شوشہ یہ نکالا تھا کہ نہج البلاغہ دراصل ان کی یا ان کے بھائی سید مرتضیٰؒ کی تصنیف ہے اور اس کا امیر المومنینؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ آئندہ کی سطروں سے اس حقیقت کا انکشاف ہو جائے گا کہ اس مغسطہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس سے شریف رضیؒ کی جلالت قدر ہی کا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا کلام امیر المومنینؑ کے کلام کے مانند بے مثل تصور کیا جا رہا ہے اور اس کا جواب لانا فصحاء و بلغائے روزگار کے امکان میں نہیں ہے۔

یہاں ذیل میں ان کتابوں کا حوالہ بھی نقل کیا جا رہا ہے جن میں نہج البلاغہ میں پائے جانے والے ارشاداتِ امیر المومنینؑ کا حوالہ دیا گیا ہے اور ان کا زمانۂ تالیف نہج البلاغہ سے یقیناً مقدم ہے بلکہ اکثر مولفین کی وفات بھی سید شریف رضیؒ کی ولادت سے پہلے واقع ہو گئی تھی۔ جس کے بعد یہ تصور انتہائی جاہلانہ بلکہ احمقانہ ہے کہ ان کلمات و ارشادات کو سید رضیؒ نے انشاء و اختراع کیا ہے اور ان کا امیر المومنینؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کیا اس کا بھی کوئی امکان ہے کہ انسان دنیا میں آنے سے پہلے اپنے کلمات و بیانات مولفین کے اذہان تک منتقل کر دے اور ان کی کتابوں میں درج کرا دے ؟۔ ایسا ہو سکتا ہے تو یہ بھی سید رضیؒ کے معجزات میں شمار ہوگا۔ جس کا اسلامی دنیا میں

کوئی امکان نہیں پایا جاتا ہے۔

نمبر شمار	کتاب	مولف	وفات مولف	کیفیت
۱	کتاب اثبات الوصیہ	مسعودی	۳۰۳ھ	۵۶ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲	الاخبار الطوال	ابوحنیفہ دینوری	۲۹۰ھ	۶۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳	الاشتقاق	ابن درید	۳۲۱ھ	۳۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴	اعجاز القرآن	باقلانی	۳۷۲ھ	۲۸ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵	کمال الدین	صدوقؒ	۳۸۱	۲۰ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۶	اغانی	ابوالفرج اصفہانی	۳۵۶ھ	۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۷	امالی	زجاجی	۳۲۹ھ	۳۰ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۸	الامامۃ والسیاسۃ	ابن قتیبہ	۲۷۶ھ	۸۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۹	الامتاع والموانسہ	ابوحیان توحیدی	۳۸۰ھ	۲۰ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۱۰	انساب الاشراف	بلاذری	۲۷۹ھ	۸۰ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۱	الاوائل	ابوہلال العسکری	۳۹۵ھ	۵ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۱۲	البخلاء	ابوعثمان الجاحظ	۲۵۵ھ	۱۰۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۳	البدیع	ابن المعتز	۲۹۶ھ	۶۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۴	بصائر الدرجات	الصفار	۲۹۰ھ	۶۹ سال قبل سید رضیؒ
۱۵	البلدان	ابن الفقیہ	۳۰۰ھ	۵۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۶	البیان والتبیین	الجاحظ	۲۵۵ھ	۱۰۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۷	التاریخ	یعقوبی	۲۸۴ھ	۷۵ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۱۸	تحف العقول	ابن شعبہ حرانی	۳۸۰ھ	۲۰ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۱۹	البصائر والذخائر	ابوحیان توحیدی	۳۸۰	۲۰ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۲۰	تفسیر	العیاشیؒ	۳۰۰ھ	۵۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۱	توحید	صدوقؒ	۳۸۱ھ	۱۹ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۲۲	ثواب الاعمال	صدوقؒ	۳۸۱ھ	۱۹ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۲۳	الجمل	مدائنی	۲۲۵ھ	۱۳۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۴	الجمل	واقدی	۲۰۷ھ	۱۵۲ سال قبل ولادت سید رضیؒ

نمبر شمار	کتاب	مولف	وفات مولف	کیفیت
۲۵	جمہرۃ الانساب	الکلبی	سنہ ۲۰۴ھ یا سنہ ۲۰۶ھ	۱۵۵ یا ۱۵۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۶	جمہرۃ الامثال	ابو ہلال عسکری	سنہ ۳۹۵ھ	۵ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۲۷	خصائص	نسائی	سنہ ۳۰۳ھ	۵۶ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۸	الخطب المعربات	ابراہیم بن ہلال ثقفی	سنہ ۲۸۳ھ	۷۶ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۲۹	خطب امیر المومنینؑ	زید بن وہب جہنی	سنہ ۹۶ھ	۲۶۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۰	خطبۃ الزہراء و امیر المومنینؑ	ابی مخنف بن سلیم ازدی	سنہ ۱۵۷ھ	۲۰۲ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۱	خطب امیر المومنینؑ	واقدی	سنہ ۲۰۷ھ	۱۵۲ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۲	خطب علیؑ	نصر بن مزاحم	سنہ ۲۰۲ھ	۱۵۷ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۳	خطب علی کرم اللہ وجہہ	ابو منذر بن الکلبی	سنہ ۲۰۵ھ	۱۵۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۴	خطب علی و کتبہ الی عمالہ	المدائنی	سنہ ۲۲۵ھ	۱۳۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۵	خطب امیر المومنینؑ	ابن القالد الخزاز الکوفی	سنہ ۳۱۰ھ	۴۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۶	خطب امیر المومنینؑ	القاضی نعمان المصری	سنہ ۳۶۳ھ	۳۷ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۳۷	دعائم الاسلام	القاضی نعمان المصری	سنہ ۳۶۳ھ	۳۷ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۳۸	دلائل الامامۃ	الطبری	سنہ ۳۱۰ھ	۴۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۳۹	روضۃ الکافی	الکلینی	سنہ ۳۲۵ھ	۳۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۰	الزواجر والمواعظ	ابن سعید العسکری	سنہ ۳۸۲ھ	۱۸ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۴۱	کتاب صفین	الجلودی	سنہ ۳۳۲ھ	۲۷ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۲	کتاب صفین	ابراہیم بن الحسین المحدث	سنہ ۲۸۱ھ	۷۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۳	کتاب صفین	نصر بن مزاحم	سنہ ۲۰۲ھ	۱۵۷ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۴	الطبقات الکبریٰ	ابن سعد	سنہ ۲۳۰ھ	۱۲۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۵	العقد الفرید	ابن عبد ربہ	سنہ ۳۲۸ھ	۳۱ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۶	غریب الحدیث	ابن سلام	سنہ ۲۲۳ھ	۱۳۶ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۷	غریب الحدیث	ابن قتیبہ	سنہ ۲۷۶ھ	۸۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۴۸	الفاضل	المبرد	سنہ ۲۵۸ھ	۱۰۱ سال قبل ولادت سید رضی
۴۹	الفتوح	ابن اعثم	سنہ ۳۱۴ھ	۴۵ سال قبل ولادت سید رضیؒ

نمبر شمار	کتاب	مولف	وفات مولف	کیفیت
۵۰	فتوح البلدان	بلاذری	۲۷۹ھ	۸۰ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۱	الفرج بعد الشدۃ	التنوخی	۳۸۴ھ	۱۲ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵۲	قوۃ القلوب	ابو طالب المکی	۳۸۶ھ	۱۴ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵۳	الکامل	الازدی البصری	۲۸۵ھ	۷۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۴	المجالس	الثعلب	۲۹۱ھ	۶۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۵	المحاسن	البرقی	۲۷۴ھ	۸۵ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۶	المحاسن والاضداد	الجاحظ	۲۵۵ھ	۱۰۴ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۷	الموفقیات	الزبیر بن بکار	۲۵۶ھ	۱۰۳ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۵۸	الموفق	المرزبانی	۳۷۷ھ	۲۳ سال قبل تالیف نہج البلاغہ
۵۹	نقض العثمانیہ	ابوجعفر محمد بن عبداللہ المعتزلی	۲۴۰ھ	۱۱۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۶۰	الوزراء والکتاب	الجہشیاری	۳۳۱ھ	۲۸ سال قبل ولادت سید رضیؒ
۶۱	الولاۃ والقضاۃ	الکندی	۳۵۰ھ	۹ سال قبل ولادت سید رضیؒ

اس کے علاوہ بے شمار مولفین و مصنفین ہیں جنھوں نے اپنی کتاب میں نہج البلاغہ میں نقل ہونے والے کلمات کا حوالہ دیا ہے لیکن چونکہ ان کا زمانہ سید رضیؒ کا ہم زمان یا ان کے بعد کا ہے اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے۔

علامہ عبدالعزیز الخطیب نے اس ذیل میں ۱۰۸ کتابوں کا حوالہ دیا ہے اور انھیں کو نہج البلاغہ کے مصادر میں شمار کیا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سیکڑوں علماء اعلام اور محققین کے اس بیان کے بعد کہ یہ فقرات ارشادات امیرالمومنینؑ کے ہیں یا فقی یا ان کے جیسے بے خبر یا متعصب افراد کے اس پروپیگنڈہ کی کوئی قیمت نہیں رہ جاتی ہے کہ یہ کلام سید رضیؒ کی ایجاد طبع ہے اور اس کا امیرالمومنینؑ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ اس پروپیگنڈہ کا سبب وہ بعض خطبات ہیں جن میں اسلام کی معروف و مشہور شخصیتوں پر کھلی ہوئی تنقید کی گئی ہے اور ان کے کردار کو بے نقاب کیا گیا ہے اب چونکہ خلیفہ چہارم ہونے کے اعتبار سے امیرالمومنینؑ کے بیان کی تردید نہیں کی جا سکتی ہے لہٰذا اس کا آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کلام کے کلام امام ہونے سے انکار کر دیا جائے تاکہ اسلامی شخصیتوں کی عظمت کا تحفظ کیا جا سکے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ اس طرح کسی حقیقت کا انکار ممکن نہیں ہوتا ہے۔

مندرجات نہج البلاغہ:

اس مقدس کتاب میں امیرالمومنینؑ کے تین طرح کے ارشادات درج کئے گئے ہیں۔ ایک انداز کا نام خطبہ ہے اور دوسرے

اسلوب کا نام کتب و رسائل ہے۔ اور تیسرے کو حِکَم اور کلمات قصار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد خطبوں کی بھی چار قسمیں ہیں۔ ۱۲۲ خطب کو سید رضیؒ نے بعنوان خطبہ نقل کیا ہے۔ اور ۱۱۰ خطبوں کو کلام کے انداز سے نقل کیا ہے۔ چار خطبے قَالَ عَلَیْہِ السَّلاَمُ کے عنوان سے ہیں اور چار خطبے دعا کے انداز سے نقل کئے گئے ہیں۔

لیکن جو بات قابل توجہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ کسی خطبہ کو بھی مکمل خطبہ یا کلام کا نام نہیں دیا گیا ہے جب کہ اس میں پہلا خطبہ تخلیق کائنات کے سلسلہ سے کافی مفصل ہے۔

اور خطبہ نمبر ۸۲ خطبۂ غراء کے عنوان سے کافی طویل ہے۔

خطبۂ اشباح نمبر ۹۱ بارہ تیرہ صفحات پر مشتمل ہے۔

خطبہ نمبر ۱۰۹ بیانِ قدرتِ پروردگار کے بارے میں مفصل ہے۔

خطبہ نمبر ۱۶۵ خلقتِ طاؤس کے سلسلہ میں طویل ہے۔

توحید کے سلسلہ سے خطبہ نمبر ۱۸۶ مختصر نہیں ہے۔

قاصعہ کے عنوان سے خطبہ نمبر ۱۹۲ تقریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے جو اس کتاب کا طویل ترین خطبہ ہے۔

سورۂ تکاثر کی تفسیر میں خطبہ نمبر ۲۲۱ اور وماعنک بربک الکریم کے ذیل میں تنبیہ بشر کے لئے خطبہ نمبر ۲۲۳ بھی خاصہ طویل ہے۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود سید رضیؒ نے ہر خطبہ کا عنوان " مِنْ خطبة " قرار دیا ہے۔ جیسے کہ یہ امام علیہ السلام کے خطبہ کا ایک حصہ ہے۔ اور مکمل خطبہ مولف محترم کو حاصل نہیں ہو سکا ہے۔ اور یہی حال " کلام " کا بھی ہے کہ اس کا عنوان بھی " مِنْ کلامٍ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلاَم " ہے اور کسی کلام کو مکمل کلام قرار نہیں دیا ہے۔

سید رضیؒ کا یہ سلیقہ قابلِ تحسین ہے کہ انھوں نے امام عالیمقام کے ارشادات کو دو حصوں پر تقسیم کر دیا ہے اور ایک کا نام خطبہ رکھا ہے اور دوسرے کا کلام۔ سید شریف رضیؒ انتہائی بلند پایہ کے ادیب ہیں لہٰذا اس مسئلہ پر غور کرنا پڑے گا کہ انھوں نے ارشادات کا عنوان کیوں تبدیل کیا ہے اور بعض کو خطبہ اور بعض کو کلام سے کیوں تعبیر کیا ہے۔ اس کا راز صرف جدت بیان اور تنوع عبارت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے پیچھے صورت حال کی ترجمانی بھی ہے کہ کون سا کلام کن حالات میں اور کس انداز سے صادر ہوا ہے۔ جیسا کہ عام انسانوں کی زندگی میں بھی ہوتا ہے کہ کلام اسے بھی کہا جاتا ہے کہ جس کا مخاطب کوئی ایک شخص ہوتا ہے۔ لیکن خطبہ اسے نہیں کہا جاتا ہے جو کسی ایک یا دو افراد کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ خطبہ کا ماحول الگ ہوتا ہے اور کلام کا ماحول الگ۔

یہ سید رضیؒ کی جستجو یا ان کا سلیقۂ ادب ہے کہ انھوں نے کلمات کے موارد کو تلاش کر لیا ہے یا محسوس کر لیا ہے اور ہر بات کو اس کے لئے مناسب عنوان سے تعبیر کیا ہے۔

تفصیل خطبات:

نہج البلاغہ کے خطبات کی مجموعی تعداد ۲۴۱ ہے جس کو حسب ذیل موضوعات پر تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۶۸ - خطبات تعلیم و ارشاد کے موضوع سے تعلق رکھتے ہیں جن میں اس موضوع پر خصوصیت کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔
۲۶ - خطبات میں حالات پر تنقید اور اشخاص پر تعریض ہے تاکہ لوگ کسی شخصیت کی طرف سے کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں اور اسلام میں کوئی گمراہی نہ پھیلنے پائے۔
۱۵ - خطبات میں عوام کو تنبیہ کی گئی ہے اور انھیں ان کی مختلف کمزوریوں کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔
۱۲ - خطبات میں زہد پر زور دیا گیا ہے اور انسان کو حقیقتِ دنیا سے آشنا بنا کر اس سے کنارہ کشی کی دعوت دی گئی ہے۔
۱۰ - خطبات میں الٰہیات کا تذکرہ ہے جس میں ان فلسفیانہ اصطلاحات اور مناظرانہ ترکیبات کا بھی ذکر ہے جن سے اس دَور کے انسان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔
۹ - خطبات میں سرکار دو عالمؐ کی بعثت، اس کے اغراض و مقاصد اور اس کے حالات و ماحول پر روشنی ڈالی گئی ہے۔
۱۰ - خطبات میں قوم کو قتال و جہاد پر آمادہ کیا گیا ہے اور جہاد و راہ خدا کے فضائل و مناقب و محاسن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
۸ - خطبات تہدید و انذار کے سلسلہ سے ہیں جہاں قوموں کو ان کے اعمال کے بدترین نتائج سے باخبر کیا گیا ہے اور اپنے حالات کی اصلاح کی دعوت دی گئی ہے۔
۹ - خطبات میں فتنوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور اس سے بچنے کے طریقوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
۸ - خطبات فخر و مباہات پر مشتمل ہیں جن کی اس دور میں بیحد ضرورت تھی۔ جب لوگ حقائق کے انکار پر تُلے ہوئے تھے اور امیر المومنینؑ کی ہر عظمت کا برملا انکار ہو رہا تھا۔ اور اسی ضرورت نے اس انداز کلام کو خود ستائی کے حدود سے باہر نکال دیا ہے۔
۶ - خطبات میں مختلف موضوعات پر مناظرہ کا انداز ہے اور باطل کے مقابلہ میں حق کی تائید کے دلائل فراہم کئے گئے ہیں۔
۵ - خطبات میں صورت حال کی کھلی ہوئی فریاد ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حالات اس قدر بدتر ہو گئے ہیں کہ علیؑ جیسا صابر و شاکر انسان بھی تظلم و فریاد پر آمادہ ہو گیا ہے۔
۶ - خطبات میں دعاؤں کا سلیقہ تعلیم کیا گیا ہے اور عبد و معبود کے درمیان مناجات کی بہترین منظر کشی کی گئی ہے۔
۵ - خطبات کا موضوع سیاست ہے جس سے مولائے کائنات کے حکیمانہ اندازِ حکومت کا اندازہ ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ پر سیاست سے ناواقفیت کا الزام ایک جہالت اور حماقت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ علیؑ کی سیاست، سیاستِ الٰہیہ ہے مکرِ شیطانی اور فکرِ ابلیسی نہیں ہے۔
۴ - خطبات میں اوصاف الٰہیہ کا مفصل تذکرہ ہے اور انسان کو مکمل طور پر معرفتِ الٰہی سے آشنا بنایا گیا ہے۔
۴ - خطبات میں بعض افراد کی کھلی ہوئی مذمت کی گئی ہے اور ان کی مذمت کو اسلامی کردار کی ایک ضرورت قرار دیا گیا ہے۔
۵ - خطبات میں احکام شریعت کی تفصیل اور ان کے فلسفہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ تاکہ تعبد کی عظمت سے بے خبر اور مفاد پرست افراد عبادت الٰہی سے غافل نہ ہونے پائیں اور احکام الٰہیہ کو یکسر بے معنی اور بے فائدہ نہ تصور کر لیں۔

۳۔ خطبات میں نیک کردار اور مخلص افراد کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ دیگر افراد میں خدمت دین کا جذبہ پیدا ہو اور معاشرہ میں زیادہ سے زیادہ افراد اخلاص کے راستہ پر چل سکیں۔

۲۔ خطبات میں ابتدائے تخلیق کا تذکرہ کیا گیا ہے اور ان حقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جن کا تصور بھی فلاسفۂ یونان و ہند کے لئے ناممکن تھا۔

۱۔ خطبہ مرثیہ پر مشتمل ہے اور یہ بھی انسانی زندگی کی عظیم ترین ضرورت ہے جس سے انسان کی انسانیت کا اثبات ہوتا ہے اور قلب بشر پتھر کے حدود سے باہر نکل آتا ہے۔

ایک خطبہ میں مختلف زمینوں کے اثرات کا تذکرہ کیا گیا ہے کیونکہ مقامی فضا انسانی حالات پر بہرحال اثر انداز ہوتی ہے اور انسان کو اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ رہنا چاہئے۔

مشتملات خطبات:

مذکورہ بالا خطبات کی اکیس ۲۱ قسموں میں جن حقائق و معارف کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کی مختصر فہرست درج ذیل ہے:

- عقائد کے ذیل میں باﷲ۔ ملائکہ۔ آدم۔ ابلیس۔ وحی۔ رسالت۔ نبوت۔ قرآن۔ سنت۔ امامت۔ وصایت۔ قضا و قدر۔ علم غیب۔ روح۔ ازل و ابد۔ اجل و موت۔ عذاب قبر۔ برزخ۔ قیامت۔ بعث و نشور۔ صور۔ صراط۔ حساب۔ جنّت۔ جہنم جیسے امور شامل ہیں۔
- احکام کے ذیل میں ارکان اسلام: نماز۔ روزہ۔ حج۔ صدقہ۔ قربانی۔ استسقاء۔ حرام۔ حلال۔ ربا۔ احتکار۔ عقد۔ سُحت۔ مال۔ اقطاع۔ حدود۔ سرقہ۔ خمر۔ قتل۔ حرب۔ فرار۔ شہادت۔ فئ۔ میراث۔ شہادت (گواہی)۔ حیض۔ تحریر و قبہ۔ ہجرت۔ سحر۔ تنجیم جیسے امور شامل ہیں۔
- افراد کے ذیل میں ۱۶۷۔ اسماء کا ذکر کیا گیا ہے: آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ آل نبیؐ۔ احمد بن قتیبہ۔ اسحاقؑ۔ اسداﷲ۔ اسد الاحلافؑ۔ قبیلۂ اسد۔ بنی اسرائیل۔ اسود بن قطبہ۔ اسماعیلؑ۔ اشترؓ۔ اشعث۔ اصحاب جمل۔ امرء القیس۔ ابو ایوبؓ۔ تبع۔ حارث ہمدانیؓ۔ حجاج۔ حرب۔ حمالۃ الحطب۔ داؤدؑ۔ ابوذرؓ۔ ذعلبؓ۔ ذوالشہادتینؓ۔ سلمانؓ۔ زبیر وغیرہ۔
- حیوانات کے ذیل میں ۶۵ قسم کے حیوانات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان کے وجود کے دقائق کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، ابل۔ اسد۔ بعوض۔ ثور۔ جرادہ۔ حیّہ۔ دیک۔ خفاش۔ ضبع۔ طاؤس۔ عقاب۔ غراب۔ فیل۔ کلب۔ میمون۔ نحل۔ نمل۔ ہیم۔ یعسوب وغیرہ۔
- نباتات کے ذیل میں ۲۳ قسم کے نباتات کا تذکرہ کیا گیا ہے: ازاہیر۔ اقحوان۔ بذر۔ تر یحک۔ خوص۔ ریحان۔ شعیر۔ عشب۔ علقم۔ لیف۔ نخل وغیرہ۔
- کواکب و افلاک کے ذیل میں بارہ ۱۲ قسم کے ستاروں اور آسمانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے: شمس۔ عیوق۔ کوکب۔ نجم۔ فلک۔ فضا۔ دراری وغیرہ۔

● معدنیات کے ذیل میں پندرہ۱۵ قسم کے معدنیات ہیں: دُرّ ۔ ذہب ۔ زبرجد ۔ زمرد ۔ عقیان ۔ فضہ ۔ کحل ۔ لؤلؤ ۔ مرجان ۔ ورق فضہ ۔ یاقوت وغیرہ۔

● اماکن و بلدان کے ذیل میں ۳۴ مقامات کا تذکرہ کیا گیا ہے: اقالیم سبعہ ۔ انبار ۔ اہواز ۔ بحرین ۔ بصرہ ۔ حجاز ۔ ربذہ ۔ سقیفہ ۔ شام ۔ عراق وغیرہ۔

● وقائع تاریخیہ میں ۳۱ واقعات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: احد ۔ احزاب ۔ جمل ۔ حنین ۔ سقیفہ ۔ صفین ۔ قلیب بدر ۔ نہروان ۔ ہجرت ۔ ہریر ۔ موتہ وغیرہ۔

● ادعیہ کے ذیل میں بارہ۱۲ قسم کی دعاؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اقتباسات:

مولائے کائنات نے اپنے ارشادات میں جن کلماتِ طیبہ اور حکایاتِ ادبیہ کا حوالہ دیا ہے ان کا مختصر خاکہ یہ ہے:

ا۔ آیاتِ قرآنیہ ۱۱۱

ب۔ احادیثِ نبویؐ ۳۸

ت۔ اشعارِ عرب ۱۴

سوال؟

اس مقام پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مولائے کائنات کے خطبوں میں اتنے قسم کے مسائل کو کیوں عنوان کیا گیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان خطبوں میں تفہیم عقائد اور تعلیم احکام کے ساتھ زجر، توبیخ، تہدید، عتاب، تو بیخ اور ہجو و مذمت جیسے امور کو کیوں جگہ دی گئی ہے۔؟

لیکن اس کا جواب ان حالات سے بآسانی حاصل کیا جا سکتا ہے جن حالات میں ان خطبات کو پیش کیا گیا ہے۔

کھلی ہوئی بات ہے کہ مولائے کائناتؑ کی خطابت نہ کوئی اظہار کمال کا ذریعہ ہے جہاں حسین ترین عبارات اور لطیف ترین نکات کا سہارا لیا جائے اور نہ کوئی پیشہ وارانہ عمل ہے جو حالات کے تقاضوں سے یکسر بے نیاز ہو جائے۔ آپ کے ہر کلام کا ایک محرک اور پس منظر ہے اور جس وقت جیسا پس منظر ہوتا ہے ویسا ہی منظر نظر کے سامنے آتا ہے۔

آپ ذرا اس انسان کی زندگی کے بارے میں تصور کریں جس کے یہاں حالاتِ زمانہ کا اُتار، چڑھاؤ ناقابل تصور حد تک رہا ہو اور جس کے زمانہ میں اس کی شخصیت کے سمجھنے اور برداشت کرنے کی ادنیٰ صلاحیت بھی نہ رہی ہو۔ جو خود اپنے دور کی فریاد اس انداز سے کرتا ہو کہ "حق اور حق گوئی نے علیؑ کے پاس کوئی دوست نہیں چھوڑا ہے" اور تمام ابنائے زمانہ جو بہترین امیدیں لے کر ساتھ آئے تھے سب ساتھ چھوڑ کر الگ ہو گئے ہیں۔

ایک ایسا شخص جس نے خانۂ خدا میں پہلا قدم رکھا ہو اور آنکھ کھول کر پہلے پہل جمالِ سرکارِ دو عالمؐ کو دیکھا ہو۔ اور اس کے

بعد یکبارگی بتوں کے ایک جنگل سے دوچار ہو جائے کہ جہاں خانۂ خدا میں بھی اصنام کو برداشت کرنا پڑے۔

اس کے اپنے گھر کی زندگی میں اللہ۔ دین۔ مذہب۔ عبادت۔ تقویٰ، اخلاص کے علاوہ کچھ نہ ہو اور باہر نکلتے ہی بے ایمانی، بدکرداری کے علاوہ کچھ نہ دیکھتا ہو۔ وہ بہترین آغوش میں پرورش پائے اور بدترین ماحول میں زندگی گزارے۔

زندگی کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھے کہ ایک شخص کھانا کھلا کر خیر دنیا و آخرت کا پیغام دے رہا ہے اور سارا مجمع اسے جادوگر اور مجنون قرار دے رہا ہے۔ مکہ کی گلیوں میں ایک شخص فلاح و نجات کا پیغام سنا رہا ہے اور لوگ اسے پتھر مار رہے ہیں۔

وہ لوگوں کی زندگی کے لئے پریشان ہے اور لوگ اس کے قتل کی سازشیں کر رہے ہیں۔

وہ وطن چھوڑ کر ہجرت کر جاتا ہے اور لوگ ہر سال دارالہجرت پر ایک نیا حملہ کر رہے ہیں اور اسے چین کا سانس نہیں لینے دے رہے ہیں۔

اس کے بعد جب وہ خود اپنی ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالتا ہے تو اس کا نقشہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دن ایک لاکھ بیس ہزار اصحاب کا مجمع اس کے قدموں تلے ہوتا ہے اور سب اسے مولائیت کی مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دوسرے دن اس کے گلے میں رسّی ہوتی ہے اور لوگ اس کا تماشہ دیکھتے ہیں۔

ایک دن اسے عورت کے مقابلہ میں اٹھنا پڑتا ہے تو دوسرے دن مُردوں کے مقابلہ میں قیام کرنا پڑتا ہے۔

ایک دن اس سے بیعت کا مطالبہ ہوتا ہے تو دوسرے دن اس کے قتل کی تیاریاں کی جاتی ہیں۔

ایسے انسان کے کلام میں اس طرح کا تنوع نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ اور وہ زجر و توبیخ اور تہدید و ترہیب سے کام نہ لے گا تو کون لے گا؟

معجزہ تو یہ ہے کہ اس کے کسی کلام پر حالات کا اثر نہیں ہوا ہے اور وہ ہر طرح کے ماحول میں اور بدترین حالات میں بھی جب کلام کرتا ہے تو اس کا کلام فوق کلام المخلوق ہی ہوتا ہے اور وہ سب کچھ لُٹ جانے کے بعد بھی سرِ منبر یہی اعلان کرتا ہے کہ تمہارے طائرِ فکر میری بلندیوں تک پرواز نہیں کر سکتے ہیں اور سرِ اقدس کے شگافتہ ہو جانے کے بعد بھی بسترِ شہادت سے یہی آواز دیتا ہے کہ "سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ" (جو دریافت کرنا ہے دریافت کر لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہ جاؤں)۔

کتب و رسائل:

خطبات کے علاوہ نہج البلاغہ میں مولائے کائنات کے ۷۹ خطوط و رسائل ہیں جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

۱۸۔ خطوط وصیت اور تعلیم و تربیت کے موضوع سے متعلق ہیں۔

۱۶۔ خطوط میں تنقید و تعریض کا لہجہ اختیار کیا گیا ہے تاکہ ہر قسم کے افراد کی شناخت کی جا سکے۔

۱۸۔ رسائل میں توبیخ اور زجر کا انداز ہے کہ جس طرح کے انسان سامنے ہوتے ہیں اسی لہجہ میں خطاب کیا جاتا ہے۔

۸۔ خطوط سیاسی امور سے متعلق ہیں جن میں ایک خط ہی تمام عالم کے سیاسی خطوط متعین کرنے کے لئے کافی ہے اور جو اس بات کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے کہ جس قوم کے پاس مولائے کائناتؑ کے بتائے ہوئے خطوط ہیں اسے قتل کیا جاسکتا ہے لیکن سیاسی میدان میں شکست نہیں دی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کی سیاستِ مُدن کو چیلنج کیا جاسکتا ہے۔ انسان جیسے جیسے خواب غفلت سے بیدار ہوتا جائے گا ان سیاسی خطوط کی اہمیت کا احساس بڑھتا جائے گا۔

۷۔ خطوط میں عسکری مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۳۔ رسائل عہد و معاہدہ سے متعلق ہیں اور تین رسائل میں انذار اور تہدید کا رُخ اختیار کیا گیا ہے اور اس طرح زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے ان رسائل کے اندر گھیر نہ لیا گیا ہو اور جس کا حل ان خطوط کے اندر تحریر نہ کر دیا گیا ہو۔

کلمات قصار:

خطبات اور رسائل و مکاتیب کے علاوہ اس مقدس کتاب میں ۴۸۰ حکیمانہ کلمات بھی پائے جاتے ہیں جن کے ایک ایک لفظ میں حقائق کا ایک ذخیرہ ہے اور ایک ایک نقطہ میں حکمت کا ایک سمندر ہے۔ انسان صاحب توفیق ہو اور ان کلمات کی فصاحت و بلاغت پر غور کرنے کا موقع حاصل کرلے تو اسے اندازہ ہوگا کہ علی علیہ السلام کے کلام میں خطبات کے پہلو میں کلمات قصار کی بھی وہی کیفیت ہے جو کلام الٰہی میں آیات و سطور کے مقابلہ میں نقطۂ بار کی ہے اور یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کہ مشہور روایات میں علیؑ ہی کو نقطۂ بار سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تو جس کی ہستی کلام الٰہی کے لئے نقطۂ بار کی حیثیت رکھتی ہو اس کے اجمال میں تفصیل کا سمندر موجزن ہونا ہی چاہیے۔

خلاصۂ کلام:

مولائے کائنات کے ارشادات کے اس تنوع کو اس تناظر میں دیکھا جاسکتا ہے کہ مالک کائنات نے انھیں ہدایت عالم کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔ اور ہدایت کے بنیادی وسائل دو طرح کے ہوتے ہیں زبان اور قلم۔ مولائے کائناتؑ نے اس راہ میں دونوں وسائل کو اختیار کیا اور زبان کے ذریعہ خطبات کی دنیا کو آباد کیا تو قلم کے ذریعہ خطوط و رسائل کا ذخیرہ جمع کر دیا۔ مالک کائنات نے بھی انسان کو انھیں دو عظیم صلاحیتوں سے نوازا تھا اور انھیں اپنی رحمت کا عظیم ترین مرقع قرار دیا تھا۔ ایک کی طرف علّمہ البیان سے اشارہ کیا تھا اور دوسرے کی طرف علّم بالقلم سے ذہن کا رخ موڑ دیا تھا۔

مولائے کائنات نے امامت کی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے ہر خداداد صلاحیت کو استعمال کیا اور اس طرح استعمال کیا کہ خطبات کی دنیا میں علیؑ کے جیسے خطبات پائے جاتے ہیں اور نہ مکاتیب و رسائل کی دنیا میں علیؑ جیسے خطوط و رسائل ہیں۔

کلمات قصار اور خطبات میں اجمال و تفصیل کا فرق ضرور پایا جاتا ہے کہ عوام الناس کے لئے طولانی تقریر درکار ہوتی ہے اور خواص کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

مولائے کائنات نے دونوں انداز اختیار فرمائے ہیں اور اس کمال فصاحت و بلاغت کے ساتھ کہ نہ خطبات کی

تفصیل میں اہل علم وفضل وکمال کو کسی طوالت اور تھکاوٹ کا احساس ہوتا ہے اور نہ کلمات حکمت کے اجمال سے عوام الناس یکسر محروم رہ جاتے ہیں بلکہ علیؑ کا ہر اجمال ایک تفصیل ہے اور ہر تفصیل ایک اجمال۔ اور کیوں نہ ہو علیؑ خود بیک وقت قرآن ناطق بھی ہیں اور نقطۂ بار بھی۔ ان کے کمالات کی تفصیل کا جن وانس مل کر بھی احصار نہیں کر سکتے ہیں اور ان کا اجمال خلاصۂ ایمان بن کر قلب مومن میں سما جاتا ہے۔

چند شبہات:

نہج البلاغہ کی حیثیت وعظمت کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض ان شبہات کا جائزہ بھی لے لیا جائے جو دور قدیم میں پیدا کئے گئے ہیں اور دشمنان اہلبیتؑ آج تک وقتاً فوقتاً انھیں چباتے ہوئے لقموں پر گذارا کرتے رہتے ہیں۔

سب سے پہلا شبہ یا فتنہ جرجی زیدان نے پیدا کیا ہے جب "تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ" میں نہج البلاغہ کو شریف رضیؒ کے بجائے ان کے برادر محترم سید مرتضیٰؒ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اس طرح کتاب کی حیثیت کو مشکوک بنانا چاہتا ہے اور اس سلسلہ میں اپنے استاد بروکلمن کا اتباع کیا ہے کہ اس نے بلا دلیل "تاریخ ادب عربی" میں یہ ادعا کر دیا ہے کہ یہ کتاب اصل میں سید مرتضیٰؒ کی ترتیب دی ہوئی ہے۔

ظاہر ہے کہ استعمار کی زبان سے ایسی بات عجیب نہیں لگتی ہے لیکن ایک مسلمان کی زبان سے یقیناً عجیب لگتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نام نہاد استاد محمود محمد شاکر نے بھی مجلۂ "الکاتب" کے عدد ۱۹۷۵ء میں اس کتاب کی تالیف کو دو بھائیوں کے درمیان مشکوک بنا دینے کی ناشکور کوشش کی ہے۔ جب کہ محققین اہلسنت بھی اس دیدہ ودانستہ فتنہ انگیزی کی شدید ترین مخالفت کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر ذکی نجیب محمود کے بیانات سے واضح ہوتا ہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مئی ۱۹۷۵ء میں مجلۂ "الکاتب" میں محمود محمد شاکر کے فتنہ کے بعد نہج البلاغہ کے خلاف ہنگاموں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

دسمبر میں مجلۂ "الہلال" نے ڈاکٹر شفیع سید کا مقالہ شائع کیا۔

شباط میں مجلۂ "العربی" نے محمد الدسوقی کا مقالہ شائع کیا۔

اور اس طرح مقالات کا ایک تانتا بندھ گیا جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ دشمنان اہلبیتؑ کی ایک سازش تھی کہ مسلسل مختلف علاقوں سے ایک ہی آواز اٹھائی جائے تاکہ عوام الناس دھوکہ کھا جائیں اور نیم ملا قسم کے لوگوں کو بات کو آگے بڑھانے کا موقع مل جائے اور جن لوگوں کو نئی بات کہنے کی بیماری ہوتی ہے وہ اسے تحقیق مزید کے نام سے آگے بڑھا سکیں۔

ان بیچاروں کو یہ کہاں احساس ہوتا ہے کہ دنیا میں سمجھدار لوگ بھی پائے جاتے ہیں اور پروردگار حرف باطل کو دائمی اور ابدی بننے کی اجازت نہیں دے سکتا ہے۔

"وَاِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ"

بہرحال ذیل میں چند اور شبہات کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کی بنا پر نہج البلاغہ کے کلام امیرالمومنینؑ ہونے کو مشکوک بنانے کی

ناکام کوشش کی گئی ہے:

۱۔ نہج البلاغہ میں بار بار اصحاب رسولؐ پر تنقید کی گئی ہے اور یہ بات امیرالمومنینؑ کے شایان شان نہیں ہے۔!

اس شبہ کا واضح سا جواب یہ ہے کہ اگر اصحاب رسولؐ سے مراد صاحبانِ اخلاص و شرافت ہیں تو ان کے خلاف کوئی ایک لفظ بھی نہیں ہے اور اگر صرف بزم رسالت تک آجانے والے اور منافقین مراد ہیں تو ان کے خلاف پروردگار نے پورا سورہ نازل کر دیا ہے تو لسان اللہ کی زبان پر یہ تنقید کیوں نہیں آسکتی ہے۔

خود رسول اکرمؐ کی زبان سے بھی حوض کوثر کی حدیث میں اصحاب کی مذمت وارد ہوئی ہے جسے بخاری جیسی صحیح کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض لوگوں کو اہلبیت پیغمبرؐ کی دشمنی ہی اندھا بنا دیتی ہے۔

۲۔ اس کتاب میں بار بار وصیت اور وصایت کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ یہ لفظ اس دور میں رائج نہیں تھا؟

اس جہالت کا کیا جواب ہے کہ جب قرآن مجید میں ۳۲ مرتبہ اس مادہ کا ذکر کیا گیا ہے تو بھی ان مدعیان علم و فن کو اس دَور میں اس لفظ کا وجود نظر نہیں آرہا ہے۔

خود رسول اکرمؐ نے بھی دعوت ذوالعشیرہ کے موقع پر حضرت علیؑ کے لئے اسی لفظ کو استعمال فرمایا ہے جیسا کہ تاریخ طبری اور تاریخ الکامل وغیرہ میں بصراحت پایا جاتا ہے۔

۳۔ اس کتاب میں بعض خطبے بیحد طولانی ہیں اور یہ اس دور کے رواج کے خلاف ہے؟

اس غریب کو کون سمجھائے کہ بیان کا طول و اختصار حالات کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اس کا فنکاری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بعض اوقات دو کلمے بھی کافی ہوتے ہیں اور بعض اوقات مفصل تقریر کرنا پڑتی ہے جیسا کہ "سرح العیون" میں سحبان بن وائل (خطیب عرب) کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ دربار معاویہ میں ظہر کے بعد خطبہ شروع کیا اور اس کا سلسلہ عصر تک جاری رہا اور یہ اُسی دور کا ذکر ہے۔ بیسویں صدی کا تذکرہ نہیں ہے۔

خود سرکار دو عالمؐ کے خطبۂ غدیر کو دیکھا جائے تو اندازہ ہوجاتا ہے کہ حالات کے اقتضاء کے بعد دوپہر اور دھوپ میں بھی مفصل خطبہ بیان کیا جا سکتا ہے۔ مسجد اور پُرسکون ماحول میں تو کوئی مسئلہ ہی نہیں ہے۔

۴۔ اس کتاب میں سجع۔ قافیہ بندی اور صنائع و بدائع کا انداز پایا جاتا ہے اور یہ اس دَور کے رواج کے خلاف ہے؟

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نام نہاد استاد نے قرآن مجید کی تلاوت کا شرف بھی حاصل نہیں کیا ہے ورنہ سورۂ رحمٰن۔ سورۂ دہر سورۂ واقعہ اور مختصر سوروں کو دیکھنے کے بعد ایسی جاہلانہ بات کی جرأت نہیں ہوسکتی تھی۔

۵۔ اس کتاب میں ایک ایک موضوع پر جس دقت نظر کا اظہار کیا گیا ہے اور طاؤس۔ چیونٹی۔ ٹڈی اور چمگادڑ کی خلقت کے بارے میں جس باریک بینی سے کام لیا گیا ہے۔ وہ اس دور میں ایک ناممکن عمل تھا اور اس کا رواج یونان اور فارس کے فلسفہ کے منتقل ہونے کے بعد شروع ہوا ہے۔ امام علیؑ کے دَور میں اس کا کوئی تصور نہیں تھا؟

افسوس اس استاد نے حضرت علیؑ کی عظمت کا بھی احساس نہیں کیا اور یونان و ایران میں مفکرین کے وجود پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ سارا تبصرہ حضرت علیؑ کے علم پر کر دیا کہ انھیں یہ باریک بینی یونان و ایران کے فلاسفہ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔

باب مدینۃ العلم کے بارے میں یہ کوتاہ بینی حق وانصاف کی بارگاہ میں ایک ناقابل معافی جرم ہے۔

۶۔ اس کتاب میں اعداد ۲۔۳۔۴ وغیرہ کا استعمال کیا گیا ہے جو اس دور میں رائج نہیں تھا؟

خدا جانے سرکار دو عالمؐ کی ان حدیثوں کے بارے میں کیا کہا جائے گا جن میں انھیں اعداد کا حوالہ دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو العقد الفرید ۲/۳۰۲، ۲/۱۷، ۴/۲۷۲، ۶/۲ وغیرہ۔

اور پھر یہی انداز طبری نے ۳/۳۰ میں حضرت ابوبکرؓ کے کلام کا نقل کیا ہے اور شرح نہج البلاغہ میں ابن ابی الحدید نے حضرت عمرؓ کا نقل کیا ہے۔ (۱/۱۲۷)

۷۔ اس کتاب کے بعض خطبوں میں علم غیب کی جھلک پائی جاتی ہے اور یہ علم پروردگار کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے؟

اس شبہ کا جواب خود امیرالمومنینؑ نے اس وقت دے دیا تھا جب آپ کے خطبہ کو سن کر ایک شخص نے علم غیب کا حوالہ دیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ علم غیب نہیں ہے۔ صاحب علم غیب سے استفادہ ہے۔ یعنی پروردگار نے یہ علم اپنے حبیبؐ کو دیا تھا اور ان کے ذریعہ میری طرف منتقل ہوا ہے۔ علم غیب ذاتی طور پر پروردگار کا کمال ہے۔ اس کے بعد وہ کسی کو عطا کرنا چاہے تو کسی کو روکنے کا حق بھی نہیں ہے۔

۸۔ اس کتاب میں زہد۔ ترک دنیا۔ ذکر موت وغیرہ کی بحثات ہے اور یہ مسیحی یا صوفی فکر ہے جس کا اس وقت تک عالم اسلام میں کوئی وجود نہیں تھا؟

یعنی قرآن مجید کی وہ تمام آیات جن میں موت کا ذکر کیا گیا ہے اور حیات دنیا۔ لذات دنیا کی مذمت کی گئی ہے یہاں تک کہ ازواج پیغمبرؐ کو زینت حیاتِ دنیا کے مطالبہ پر طلاق کی تہدید کی گئی ہے۔ یہ سب عالم عیسائیت سے عاریت لی گئی ہیں یا انھیں بعد کے صوفیوں نے قرآن مجید میں شامل کر دیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۹۔ اس کتاب کے بعض کلمات اور جملے دوسرے افراد کے نام سے بھی نقل کئے گئے ہیں لہٰذا یہ امیرالمومنینؑ کا کلام نہیں ہے؟

یعنی اس نسبت کو غلط نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ صرف اس کتاب کو غلط کہا جا سکتا ہے۔ کاش اس مرد فاضل نے ذرہ برابر انصاف کیا ہوتا تو اسے اندازہ ہوتا کہ بعض کلمات فکر کی ہم آہنگی کی بنا پر مشترک ہو جاتے ہیں بعض کلمات دوسروں کے نام سے اس لئے بھی نقل ہو سکتے ہیں کہ دور معاویہ میں علیؑ کا نام لینا اور ان کے حوالے سے بات کرنا ملک الموت کو دعوت دینے کے مترادف تھا تو عین ممکن ہے کہ دشمنوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا ہو یا دوستوں نے یہ چاہا ہو کہ یہ ارشاد گرامی قوم میں زندہ رہ جائے کہ اہلبیت طاہرینؑ نام کے خواہاں نہیں ہیں وہ پیغام کی بقا کے خواہاں ہیں۔

۱۰۔ اکثر کتب لغت وادب میں نہج البلاغہ کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے لہٰذا یہ کلام لوگوں کی نظر میں معتبر نہیں تھا ورنہ مختلف مسائل میں بطور حوالہ ضرور ذکر کیا جاتا۔

اس کا جواب میرے مقدمہ کے اس حصہ سے واضح ہو چکا ہے جس میں سید رضیؒ کی ولادت سے پہلے متعدد علماء و مورخین کے کلمات وخطب میں امیرالمومنینؑ کے حوالہ کا ذکر کیا گیا ہے اور بعد میں انھیں کلمات وخطب کو نہج البلاغہ میں جگہ دی گئی ہے۔

اور اسی فہرست سے اس شبہ کا جواب بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ سید رضیؒ نے تمام کلمات وخطب کو بلا سند ذکر کیا ہے اور

روایت مرسلہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے جب کہ ان کے اور حضرت علیؑ کے دور میں تقریباً چار صدیوں کا فاصلہ ہے۔
جواب کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ یہ کلمات سید رضیؒ کی ولادت کے پہلے سے نقل ہو رہے ہیں اور انھوں نے صرف جمع آوری کا کام کیا ہے لہٰذا اسے غیر مسند یا غیر مستند نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔
ان کلمات کا سلسلۂ نقل امیر المومنینؑ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا ہے جس کے بعد کسی مزید سند کی ضرورت نہیں ہے اور اسقدر مولفین کا نقل کرنا ہی اس کے استناد کے لئے کافی ہے۔

والسلام علی من اتبع الهدیٰ

——استفادہ از نہج البلاغہ . . . لبن ؟ علامہ الشیخ محمد حسن آل یٰسین

کچھ اس کتاب سے متعلق:

زیر نظر ترجمہ اور شرح اس بنیاد پر نہیں ہے کہ اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کام نہیں ہوا ہے یا اس کی کوئی افادیت نہیں ہے:
کام بہت ہوا ہے اور بہت خوب ہوا ہے۔ متعدد تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں اور مختلف شرحیں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں اور مجھے خود بھی ان خدمات سے بڑی حد تک استفادہ کرنے کا موقع ملا ہے۔
لیکن ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے منظر عام پر آنے کے بعد اور مومنین کرام کی حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہر کام ناظرین کرام کی نگاہ میں قابل قدر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی بھی ندرت یا خوبی پیدا ہو جائے۔
میں نے اس ترجمہ اور تشریح میں تین باتوں کا خیال رکھا ہے جو نادر و نایاب تو نہیں ہیں لیکن اردو داں طبقہ کے لئے قابل استفادہ ضرور ہیں۔
پہلی کوشش یہ کی گئی ہے کہ زبان بالکل سادہ اور سلیس ہو جب کہ یہ کام انتہائی مشکل اور دشوار تھا کہ نہج البلاغہ کی زبان خود بھی اتنی سہل و سادہ نہیں ہے جتنی آسان زبان قرآن مجید میں نظر آتی ہے۔
ایسی صورت میں مترادف الفاظ کا تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا اور اسی بنیاد پر اکثر مقامات پر مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے سادگی کو فصاحت و بلاغت پر مقدم رکھا ہے اور بعض دیگر مترجمین کرام کی طرح الفاظ تراشی یا محاورہ سازی کی زحمت نہیں کی ہے۔
۲۔ عام طور سے اردو زبان میں جو تراجم پائے جاتے ہیں۔ ان میں خطبات و کلمات کی تشریح تو ہے لیکن ان کا حوالہ درج نہیں ہے کہ یہ کلام نہج البلاغہ کے علاوہ اور کہاں کہاں پایا جاتا ہے۔
یہ کام انتہائی دشوار گذار تھا اور میں نے اس سلسلہ میں محنت بھی شروع کر دی تھی لیکن بعد میں عربی زبان کی ایسی کتابیں

دستیاب ہوگئیں جن میں یہ سارا کام مکمل طور سے ہوچکا تھا اور مجھے اس سلسلہ میں کوئی زحمت نہیں کرنا پڑی اور برسوں کا کام مہینوں کے اندر مکمل ہوگیا۔

بہت ممکن ہے کہ بعض حوالے نمبروں کے اعتبار سے صحیح نہ بھی ہوں لیکن اب مزید تلاش میری مصروف ترین زندگی کے حدود امکان سے باہر ہے۔ خدا کرے دیگر افاضل کرام اس کام کو انجام دے دیں اور ناظرین محترم بھی متوجہ کردیں تاکہ آئندہ اصلاح کی جاسکے۔

۳۔ اردو زبان میں عام طور سے تفسیر اور تشریح دونوں کا مفہوم واقعات کو قرار دیا جاتا ہے کہ تفسیر قرآن میں بہت سے دور قدیم کے واقعات نقل کردئے جائیں اور شرح نہج البلاغہ میں صفین وجمل وسقیفہ کے ساری تفصیلات سے کتاب کا حجم بڑھا دیا جائے ۔ جب کہ حقیر کا نظریہ اس سے بالکل مختلف ہے میری نگاہ میں واقعات کا حوالہ بقدر کلام فہمی تو ضروری ہے لیکن اس کا تفسیر اور تشریح کلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تفسیر و تشریح کے لئے الفاظ کا مفہوم ۔عبارات کا مقصد اور اس مطلوب و مقصود کا واضح کرنا ضروری ہے جس کے لئے یہ کلام منظر عام پر آیا ہے اور صاحب کلام نے عوام الناس یا خواص کو مخاطب بنایا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں ایک طرف الفاظ کا مفہوم درج کیا گیا ہے اور دوسری طرف خطبات وکلمات کے مقاصد پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلاب کرام کو کلام کے سمجھنے اور مومنین کرام کو کردار کے سنوارنے میں مدد ملے۔ خدا کرے میری یہ کوشش کامیاب ہو اور اس طرح تفسیر و تشریح کا ایک نیا سلسلہ منظر عام پر آسکے۔

ایک مستقل زحمت:

میری ذاتی زندگی کچھ اس طرح کی بے ہنگم واقع ہوئی ہے کہ کوئی کام سکون کے ساتھ انجام نہیں دے سکتا ہوں۔ کثرت سفر نے ایک طرف تمام سال نماز تمام کا شرف عنایت کردیا ہے تو دوسری طرف کتب خانوں کی سیر سے محروم کردیا ہے۔

سکونت ایسے علاقوں میں رہتی ہے جہاں مذہبی کتاب کا داخلہ گمراہ کن لٹریچر کے داخلہ سے زیادہ خطرناک تصور کیا جاتا ہے ۔ اس بنا پر زیادہ مطالعہ بھی ممکن نہیں ہوتا ہے۔

اس کے بعد جب مرحلۂ تالیف و ترجمہ مکمل ہوجاتا ہے تو کتابت کی مصیبت سامنے آتی ہے۔ ہمارے ملکوں میں اردو کا تھوڑا کا قحط ہے اور عربی کاتب تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں۔

بمشکل تمام تین کاتب تلاش کئے ہیں اور سب سے بیک وقت کام لیا جاتا ہے تو بھی اپنی تحریروں کی کتابت کا کام خود انجام ہوجاتا ہے۔

اس کتاب میں بھی پہلا صفحہ بقدر حاشیہ محترم جعفر مرزا صاحب نے لکھا ہے تو دوسرا صفحہ ترجمہ و شرح محترم جلال الدین صاحب نے۔

عربی کتابت کا کام ایک سال سے دردسر بنا ہوا تھا کہ امسال جمادی الاولی سنہ ۱۴۱۸ھ میں زیارت امام رضاؑ سے مشرف ہوا تو میں نے حضرت ہی سے یہ التماس کی کہ آپ ہی ہماری اس مشکل کو حل فرمائیں اور اپنے مخصوص کرم سے اس کی کتابت کا

فوری انتظام فرمادیں۔ اتفاق وقت کہ اسی زمانہ میں عزیزی مولانا منظر صادق زیدی بھی قم میں تھے اور انھیں کمپیوٹر کے بارے میں کافی معلومات تھیں اور اس طرح ایک کمپیوٹر مرکز تک رسائی ہوگئی اور اسی کے ذریعہ عربی کتابت کا کام انجام پاگیا۔ اس سلسلہ میں بڑی رہنمائی لندن کے فعال عالم دین مولانا ذوالقدر رضوی کے کمپیوٹری معلومات سے بھی حاصل ہوئی ہے اور پروف ریڈنگ کا کام جامعہ امامیہ اور انوار العلوم کے طلاب مقیم قم نے انجام دیا ہے اور طباعت کی مکمل نگرانی عزیزی ضیغم حسین زیدی نے کی ہے اور اس طرح متعدد ہاتھوں کے خدمات کا نتیجہ آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

اشاعت:

کتابت کے بعد اشاعت بھی ایک انتہائی دشوار گذار مرحلہ ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ میرے بعض مخلصین نے یہ ذمہ داری لے لی ہے اور اس طرح ہر سال دو چار کتابیں منظر عام پر آجاتی ہیں۔

اس کتاب کی اشاعت میں محترم ڈاکٹر ظفر جعفری۔ محترم ڈاکٹر تہذیب الحسن رضوی۔ محترم ڈاکٹر اسد صادق کا بہت بڑا ہاتھ ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ یہ ہاتھ۔ میرا ہاتھ بٹاتے رہیں گے اور بقدر توفیق کتابیں منظر عام پر آتی رہیں گی۔

مومنین کرام سے التماس ہے کہ ان تمام حضرات کے توفیقات کے لئے دعا فرمائیں اور مجھ حقیر کو بھی اپنی دعاؤں میں نظرانداز نہ فرمائیں تاکہ دنیا سے چلتے چلاتے کچھ اور بھی خدمت دین کرلوں۔

شائد کسی ایک کتاب۔ سطر یا لفظ میں خلوص پیدا ہوجائے اور وہی زاد آخرت بن جائے ورنہ من آنم کہ من دانم۔

رب کریم کے کرم سے بہت کچھ امیدیں وابستہ ہیں کہ وہی مالک دنیا و آخرت ہے اور پھر صاحب کلام کی مہربانیاں بھی ہمیشہ شامل حال رہی ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت رہیں گی۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

جوادی

یکم ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ

ابوظبی

نہج البلاغہ

(حِصّہ اوّل)

باب المختار من خطب مولانا امیر المومنینؑ

علیؑ بن ابی طالب علیہ التحیۃ والسلام

الخطب

روایت مرسلہ کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا ہے جب کہ ان کے اور حضرت علیؑ کے دور میں تقریباً چار صدیوں کا فاصلہ ہے۔

جواب کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ یہ کلمات سید رضیؒ کی ولادت کے پہلے سے نقل ہو رہے ہیں اور انھوں نے صرف جمع آوری کا کام کیا ہے لہٰذا اسے غیر سند یا غیر مستند نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔

ان کلمات کا سلسلۂ نقل امیر المومنینؑ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا ہے جس کے بعد کسی مزید سند کی ضرورت نہیں ہے اور اسقدر مولفین کا نقل کرنا ہی اس کے استناد کے لئے کافی ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ

——— استفادہ از نہج البلاغہ . . . لمن ؟ علامہ الشیخ محمد حسن آل یٰسین

کچھ اس کتاب سے متعلق :

زیر نظر ترجمہ اور شرح اس بنیاد پر نہیں ہے کہ اس سے پہلے اس موضوع پر کوئی کام نہیں ہوا ہے یا اس کی کوئی افادیت نہیں ہے :

کام بہت ہوا ہے اور بہت خوب ہوا ہے۔ متعدد تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں اور مختلف شرحیں بھی منظر عام پر آچکی ہیں اور مجھے خود بھی ان خدمات سے بڑی حد تک استفادہ کرنے کا موقع ملا ہے۔

لیکن ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے منظر عام پر آنے کے بعد اور مومنین کرام کی حوصلہ افزائی کے نتیجہ میں یہ احساس پیدا ہوا کہ ہر کام ناظرین کرام کی نگاہ میں قابل قدر ہوتا ہے اگر اس میں کوئی بھی ندرت یا خوبی پیدا ہو جائے۔

میں نے اس ترجمہ اور تشریح میں تین باتوں کا خیال رکھا ہے جو نادر و نایاب تو نہیں ہیں لیکن اردو داں طبقہ کے لئے قابل استفادہ ضرور ہیں۔

پہلی کوشش یہ کی گئی ہے کہ زبان بالکل سادہ اور سلیس ہو جب کہ یہ کام انتہائی مشکل اور دشوار تھا کہ نہج البلاغہ کی زبان خود بھی اتنی سہل و سادہ نہیں ہے جتنی آسان زبان قرآن مجید میں نظر آتی ہے۔

ایسی صورت میں مترادف الفاظ کا تلاش کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا اور اسی بنیاد پر اکثر مقامات پر مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے سادگی کو فصاحت و بلاغت پر مقدم رکھا ہے اور بعض دیگر مترجمین کرام کی طرح الفاظ تراشی یا محاورہ سازی کی زحمت نہیں کی ہے۔

۲۔ عام طور سے اردو زبان میں جو تراجم پائے جاتے ہیں۔ ان میں خطبات و کلمات کی تشریح تو ہے لیکن ان کا حوالہ درج نہیں ہے کہ یہ کلام نہج البلاغہ کے علاوہ اور کہاں کہاں پایا جاتا ہے۔

یہ کام انتہائی دشوار گذار تھا اور میں نے اس سلسلہ میں محنت بھی شروع کر دی تھی لیکن بعد میں عربی زبان کی ایسی کتابیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر المومنینؑ کے منتخب خطبات اور احکام کا سلسلہ کلام

۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آسمان و زمین کی خلقت کی ابتدا اور خلقت آدمؑ کے تذکرہ کے ساتھ حج بیت اللہ کی عظمت کا بھی ذکر کیا گیا ہے)

یہ خطبہ حمد و ثنائے پروردگار، خلقت عالم، تخلیق ملائکہ، انتخاب انبیاء، بعثت سرکار دو عالمؐ، عظمت قرآن اور مختلف احکام شرعیہ پر مشتمل ہے۔

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی مدحت تک بولنے والوں کے کلام کی رسائی نہیں ہے اور اس کی نعمتوں کو گننے والے شمار نہیں کرسکتے ہیں۔ اس کے حق کو کوشش کرنے والے بھی ادا نہیں کرسکتے ہیں۔ نہ ہمتوں کی بلندیاں اس کا ادراک کرسکتی ہیں اور نہ ذہانتوں کی گہرائیاں اس کی تہہ تک جاسکتی ہیں۔ اس کی صفت ذات کے لئے نہ کوئی معین حد ہے نہ توصیفی کلمات۔ نہ مقررہ وقت ہے اور نہ آخری مدت۔ اس نے تمام مخلوقات کو صرف اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اور پھر اپنی رحمت ہی سے ہوائیں چلائی ہیں اور زمین کی حرکت کو پہاڑوں کی میخوں سے سنبھال کر رکھا ہے۔

دین کی ابتداء اس کی معرفت سے ہے اور معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے۔ تصدیق کا کمال توحید کا اقرار ہے اور توحید کا کمال اخلاص عقیدہ ہے اور اخلاص کا کمال زائد بر ذات صفات کی نفی ہے کہ صفت کا مفہوم خود ہی گواہ ہے کہ وہ موصوف سے الگ کوئی شے ہے اور موصوف کا مفہوم ہی یہ ہے کہ وہ صفت سے جداگانہ کوئی ذات ہے۔ اس کے لئے الگ سے صفات کا اثبات ایک شریک کا اثبات ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ذات کا تعدد ہے اور تعدد کا مقصد اس کے لئے اجزاء کا عقیدہ ہے اور اجزاء کا عقیدہ صرف جہالت ہے معرفت نہیں ہے اور جو بے معرفت ہوگیا اس نے اشارہ کرنا شروع کردیا اور جس نے اس کی طرف اشارہ کیا اس نے اسے ایک سمت میں محدود کردیا اور جس نے محدود کردیا اس نے اسے گنتی کا ایک شمار کرلیا (جو سراسر خلاف توحید ذات ہے)۔

جس نے یہ سوال اٹھایا کہ وہ کس چیز میں ہے اس نے اسے کسی کے ضمن میں قرار دے دیا اور جس نے یہ کہا کہ وہ کس کے اوپر قائم ہے اس نے نیچے کا علاقہ خالی کرالیا۔ اس کی ہستی حادث نہیں ہے اور اس کا وجود عدم کی تاریکیوں سے نہیں نکلا ہے۔ وہ ہر شے کے ساتھ ہے لیکن مل کر نہیں، اور ہر شے سے الگ ہے لیکن جدائی کی بنیاد پر نہیں۔ وہ فاعل ہے لیکن حرکات و آلات کے ذریعہ نہیں اور وہ اس وقت بھی بصیر تھا جب دیکھی جانے والی مخلوق کا پتہ نہیں تھا۔ وہ اپنی ذات میں بالکل اکیلا ہے اور اس کا کوئی ایسا ساتھی نہیں ہے جس کو پاکر انس محسوس کرے اور کھو کر پریشان ہوجانے کا احساس کرے۔

خطبہ کا پہلا حصہ ذات واجب کی عظمت سے متعلق ہے جس میں اس کی بلندیوں اور گہرائیوں کے تذکرہ کے ساتھ اس کی بے پایاں نعمتوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس کی ذات مقدس لامحدود ہے اور اس کی ابتدا و انتہا کا تصور بھی محال ہے۔ البتہ اس کے احسانات کی فہرست میں سرفہرست تین چیزیں ہیں:

(۱) اس نے اپنی قدرت کاملہ سے مخلوقات کو پیدا کیا ہے (۲) اس نے اپنی رحمت شاملہ سے سانس لینے کے لئے ہوائیں چلائی ہیں (۳) انسان کے قرار و استقرار کے لئے زمین کا تھرتھرانا پہاڑوں کی میخوں کے ذریعہ روک دیا ہے ورنہ انسان کا ایک لمحہ بھی گذارا رہنا محال ہوجاتا اور اس کے ہر لحظہ گر پڑنے اور الٹ جانے کا امکان برقرار رہتا۔

دوسرے حصہ میں دین و مذہب کا ذکر کیا گیا ہے کہ جس طرح کائنات کا آغاز ذات واجب سے ہے اسی طرح دین کا آغاز بھی اسی کی معرفت سے ہوتا ہے اور معرفت میں حسب ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ دل سے جان کر اس کی تصدیق کی جائے، فکر و نظر سے اس کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے اور خالق و مخلوق کے امتیاز سے اس کی صفات کو عین ذات تصور کیا جائے۔

دور بر خلاف عقیدہ انسان کو ایک جہالت سے دوچار کرتے ہیں اور ہر سوال کے تعبیر میں معرفت سے محروم ہونے والا مسلسل جہالت پر قائم رہتا ہے اور یہی بدبختی کی آخری منزل ہے۔

اس کی عظمت کے ساتھ اس نکتہ کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ جملہ اعمال کی نگرانی کر رہا ہے اور اپنی یکتائی میں کسی کے وہم و گمان کا محتاج نہیں ہے۔!

خلق العالم

أنشأ الخلق إنشاءً، وابتدأه ابتداءً، بلا رويّة أجالها، ولا تجربة استفادها، ولا حركة أحدثها، ولا همامة نفس اضطرب فيها. أحال الأشياء لأوقاتها، ولأم بين مختلفاتها، وغرّز غرائزها، وألزمها أشباحها، عالماً بها قبل ابتدائها، محيطاً بحدودها وانتهائها، عارفاً بقرائنها وأحنائها (أجنائها) ثمّ أنشأ - سبحانه - فتق الأجواء، وشقّ الأرجاء، وسكائك الهواء، فأجرى (أجاز) فيها ماءً متلاطماً تيّاره، متراكماً زخّاره، حمله على متن الريح العاصفة، والزعزع القاصفة، فأمرها بردّه، وسلّطها على شدّه، وقرنها إلى حدّه، الهواء من تحتها فتيق، والماء من فوقها دفيق. ثمّ أنشأ سبحانه ريحاً اعتقم مهبّها، وأدام مربّها، وأعصف مجراها، وأبعد منشأها، فأمرها بتصفيق الماء الزخّار، وإثارة موج البحار، فمخضته مخض السّقاء، وعصفت به عصفها بالفضاء، تردّ أوّله إلى آخره، وساجيه (ساكنه) إلى مائره، حتّى عبّ عبابه، ورمى بالزّبد ركامه، فرفعه في هواء منفتق، وجوّ منفهق، فسوّى منه سبع سماوات، جعل سفلاهنّ موجاً مكفوفاً، وعلياهنّ سقفاً محفوظاً، وسمكاً مرفوعاً، بغير عمد يدعمها، ولا دسار ينظمها. ثمّ زيّنها بزينة الكواكب، وضياء الثّواقب، وأجرى فيها سراجاً مستطيراً، وقمراً منيراً: في فلك دائر، وسقف سائر، ورقيم مائر.

رویّہ - نظر و فکر
ہمامہ - اہتمام
احالہ - ایک حال سے دوسرے حال کی طرف انتقال
غرائز - جمع غریزہ یعنی طبیعت
اشباح - اشخاص
قرائن - جو چیز ساتھ لگ جائے۔
احناء - اطراف
فتق - شگافتہ کرنا
اجواء - جمع جو
ارجاء - اطراف
سکائک - طبقات
تیار - موج بحر
زخار - بھر نے
عاصفہ - آندھی
فتیق - خالی
دفیق - اچھلتا سا
اعتقام - ہوا کا بے اثر ہونا
مرب - محل اقامت
منشاء - نشو و نما کی جگہ
مخض - تیز حرکت
ساجی - ساکن
مائر - متحرک
رکام - تہ بہ تہ
منفہق - کھلا ہوا
مکفوف - جو بہنے سے روک دیا جائے
دسار - دُسر کی جمع ہے یعنی کیلیں
مستطیر - جس کی روشنی پھیلی ہوئی ہو
رقیم - آسمان کا ایک نام جس میں ستارے کی تحریریں ہوتی ہیں۔

واضح رہے کہ مولائے کائنات کے اس بیان میں دخان سے مراد آگ کا دھواں نہیں ہے بلکہ پانی سے اٹھنے والا گہرے قسم کا بخار ہے جس کی شکل دھوئیں جیسی ہو جاتی ہے اور بھاپ ابتدائی منزلوں میں بخار سے تعبیر کی جاتی ہے اور غلیظ ہو جانے کے بعد اسی کا نام دخان ہو جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں بھی سورۂ فصلت آیت ۱۱ میں آسمانوں کو دخان سے تعبیر کیا ہے!

اس نے مخلوقات کو از غیب ایجاد کیا اور ان کی تخلیق کی ابتدا کی بغیر کسی فکر کی جولانی کے اور بغیر کسی تجربے سے فائدہ اٹھائے ہوئے یا حرکت کی ایجاد کئے ہوئے یا نفس کے افکار کی الجھن میں پڑے ہوئے۔ تمام اشیاء کو ان کے اوقات کے حوالے کر دیا اور پھر ان کے اختلافات میں تناسب پیدا کر دیا سب کی طبیعتیں مقرر کر دیں اور پھر انھیں شکلیں عطا کر دیں۔ اسے یہ تمام باتیں ایجاد کے پہلے سے معلوم تھیں اور وہ ان کے حدود اور ان کی انتہا کو خوب جانتا تھا۔ اسے ہر شے کے ذاتی اطراف کا بھی علم تھا اور اس کے ساتھ شامل ہو جانے والی اشیاء کا بھی علم تھا۔

اس کے بعد اس نے فضا کی وسعتیں، اس کے اطراف و اکناف اور ہواؤں کے طبقات ایجاد کئے اور ان کے درمیان وہ پانی بہا دیا جس کی لہروں میں تلاطم تھا اور جس کی موجیں تہ بہ تہ تھیں اور اسے ایک تیز و تند ہوا کے کاندھے پر لاد دیا اور پھر ہوا کو الٹنے پلٹنے اور روک کر رکھنے کا حکم دے دیا اور اس کی حدوں کو پانی کی حدوں سے یوں ملا دیا کہ نیچے ہوا کی وسعتیں تھیں اور اوپر پانی کا تلاطم۔!

اس کے بعد ایک اور ہوا ایجاد کی جس کی حرکت میں کوئی تولیدی صلاحیت نہیں تھی اور اسے مرکز پر روک کر اس کے جھونکوں کو تیز کر دیا اور اس کے میدان کو وسیع تر بنا دیا اور پھر اسے حکم دے دیا کہ اس بحر زخار کو متھ ڈالے اور موجوں کو الٹ پلٹ کر دے۔ چنانچہ اس نے سارے پانی کو ایک مشکیزہ کی طرح متھ ڈالا اور اسے فضائے بسیط میں اس طرح لے کر چلی کہ اول کو آخر پر الٹ دیا اور ساکن کو متحرک پر پلٹ دیا اور اس کے نتیجہ میں پانی کی ایک سطح بلند ہو گئی اور اس کے اوپر ایک جھاگ کی تہ بن گئی۔ پھر اس جھاگ کو پھیلی ہوئی ہوا اور کھلی ہوئی فضا میں بلند کر دیا اور اس سے سات آسمان پیدا کر دیے جس کی نچلی سطح ایک ٹھہری ہوئی موج کی طرح تھی اور اوپر کا حصہ ایک محفوظ سقف اور بلند عمارت کے مانند تھا۔ نہ اس کا کوئی ستون تھا جو سہارا دے سکے اور نہ کوئی بندھن تھا جو منظم کر سکے۔

پھر ان آسمانوں کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا اور ان میں تابندہ نجوم کی روشنی پھیلا دی اور ان کے درمیان ایک ضو فگن چراغ اور ایک روشن ماہتاب رواں کر دیا جس کی حرکت ایک گھومنے والے فلک اور ایک متحرک چھت اور جنبش کرنے والی تختی میں تھی۔

تخلیق کائنات کے بارے میں اب تک جو نظریات سامنے آئے ہیں، ان کا تعلق دو موضوعات سے ہے:

ایک موضوع یہ ہے کہ اس کائنات کا مادہ کیا ہے؟ تمام عناصر اربعہ ہیں یا صرف آگ ہے یا صرف پانی سے یہ کائنات خلق ہوئی ہے یا کچھ دوسرے عناصر اربعہ بھی کارفرما تھے یا کسی گیس سے یہ کائنات پیدا ہوئی ہے یا کسی بھاپ اور کہرے نے اسے جنم دیا ہے؟ دوسرا موضوع یہ ہے کہ اس کی تخلیق دفعتاً ہوئی ہے یا یہ بتدریج عالم وجود میں آئی ہے اور اس کی عمر دس ملین سال ہے یا ۱۰ ہزار ملین سال ہے؟

چنانچہ ہر شخص نے اپنے اندازہ کے مطابق ایک رائے قائم کی ہے اور اسی رائے کی بنا پر اسے محقق کا درجہ دیا گیا ہے۔ حالانکہ حقیقت امر یہ ہے کہ اس قسم کے موضوعات میں تحقیق کا کوئی امکان نہیں ہے اور نہ کوئی حتمی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ صرف اندازے ہیں جن پر سارا کاروبار چل رہا ہے اور ایسے ماحول میں ہر شخص کو ایک نئی رائے قائم کرنے کا حق ہے اور کسی کو یہ چیلنج کرنے کا حق نہیں ہے کہ یہ رائے آلات اور وسائل سے پہلے کی ہے لہٰذا اس کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

امیر المومنینؑ نے اصل کائنات پانی کو قرار دیا ہے اور اسی کی طرف قرآن مجید نے بھی اشارہ کیا ہے اور آپ کی رائے دیگر آراء کے مقابلہ میں اس لئے بھی اہمیت رکھتی ہے کہ اس کی بنیاد تحقیق، انکشاف، تجربہ اور اندازہ پر نہیں ہے بلکہ یہ اس مالک کا دیا ہوا بے پناہ علم ہے جس نے اس کائنات کو بنایا ہے اور کھلی بات ہے کہ مالک سے زیادہ مخلوقات سے باخبر اور کون ہو سکتا ہے۔

امیر المومنینؑ نے اپنے بیان میں تین نکات کی طرف توجہ دلائی ہے: (۱) اصل کائنات پانی ہے اور پانی کو قابل استعمال ہوا نے بنایا ہے۔ (۲) اس فضائے بسیط کے تین رخ ہیں: بلندی جس کو اجواء کہا جاتا ہے اور اطراف جسے ارجاء سے تعبیر کیا جاتا ہے اور طبقات جنھیں سکائک کا نام دیا جاتا ہے۔ عام طور سے علماء فلک کواکب کے ہر مجموعہ کو سکہ کا نام دیتے ہیں جس میں ایک ارب سے زیادہ ستارے پائے جاتے ہیں جس طرح کہ ہمارے اپنے نظام شمسی کا حال ہے کہ اس میں ایک ارب سے زیادہ ستاروں کا انکشاف کیا جا چکا ہے۔ (۳) آسمانی مخلوقات میں ایک مرکزی شے ہے جسے اس کی حرکت کی بنا پر چراغ کہا جاتا ہے اور ایک اس کے گرد حرکت کرنے والی زمین ہے اور ایک زمین کے گرد حرکت کرنے والا ستارہ ہے جسے قمر کہا جاتا ہے اور علماء فلک اس تابع در تابع کو قمر کہتے ہیں کوکب نہیں کہتے ہیں۔

خلق الملائكة

ثُمَّ فَتَقَ مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ الْعُلَا، فَمَلَأَهُنَّ أَطْوَاراً مِنْ مَلَائِكَتِهِ، مِنْهُمْ سُجُودٌ لَا يَرْكَعُونَ، وَرُكُوعٌ لَا يَنْتَصِبُونَ، وَصَافُّونَ لَا يَتَزَايَلُونَ، وَمُسَبِّحُونَ لَا يَسْأَمُونَ، لَا يَغْشَاهُمْ نَوْمُ الْعُيُونِ، وَلَا سَهْوُ الْعُقُولِ وَلَا فَتْرَةُ الْأَبْدَانِ، وَلَا غَفْلَةُ النِّسْيَانِ. وَمِنْهُمْ أُمَنَاءُ عَلَى وَحْيِهِ، وَأَلْسِنَةٌ إِلَى رُسُلِهِ، وَمُخْتَلِفُونَ (مترددون) بِقَضَائِهِ وَأَمْرِهِ، وَمِنْهُمُ الْحَفَظَةُ لِعِبَادِهِ، وَالسَّدَنَةُ (السند) لِأَبْوَابِ جِنَانِهِ وَمِنْهُمُ الثَّابِتَةُ فِي الْأَرَضِينَ السُّفْلَى أَقْدَامُهُمْ، وَالْمَارِقَةُ مِنَ السَّمَاءِ الْعُلْيَا أَعْنَاقُهُمْ، وَالْخَارِجَةُ مِنَ الْأَقْطَارِ أَرْكَانُهُمْ، وَالْمُنَاسِبَةُ لِقَوَائِمِ الْعَرْشِ أَكْتَافُهُمْ. نَاكِسَةٌ دُونَهُ أَبْصَارُهُمْ، مُتَلَفِّعُونَ تَحْتَهُ بِأَجْنِحَتِهِمْ، مَضْرُوبَةٌ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَنْ دُونَهُمْ حُجُبُ الْعِزَّةِ، وَأَسْتَارُ الْقُدْرَةِ. لَا يَتَوَهَّمُونَ رَبَّهُمْ بِالتَّصْوِيرِ، وَلَا يُجْرُونَ عَلَيْهِ صِفَاتِ الْمَصْنُوعِينَ (المخلوقين)، وَلَا يَحُدُّونَهُ بِالْأَمَاكِنِ وَلَا يُشِيرُونَ إِلَيْهِ بِالنَّظَائِرِ.

صفة خلق آدم (ع)

ثُمَّ جَمَعَ سُبْحَانَهُ مِنْ حَزْنِ الْأَرْضِ وَسَهْلِهَا، وَعَذْبِهَا وَسَبَخِهَا، تُرْبَةً سَنَّهَا (سناها) بِالْمَاءِ حَتَّى خَلَصَتْ، وَلَاطَهَا بِالْبِلَّةِ حَتَّى لَزَبَتْ، فَجَبَلَ مِنْهَا صُورَةً ذَاتَ أَحْنَاءٍ وَوُصُولٍ، وَأَعْضَاءٍ وَفُصُولٍ: أَجْمَدَهَا حَتَّى اسْتَمْسَكَتْ، وَأَصْلَدَهَا حَتَّى صَلْصَلَتْ لِوَقْتٍ مَعْدُودٍ، وَأَمَدٍ (أجل) مَعْلُومٍ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهَا مِنْ رُوحِهِ فَمَثُلَتْ (فتمثلت) إِنْسَاناً ذَا أَذْهَانٍ يُجِيلُهَا، وَفِكَرٍ يَتَصَرَّفُ بِهَا، وَجَوَارِحَ يَخْتَدِمُهَا، وَأَدَوَاتٍ يُقَلِّبُهَا، وَمَعْرِفَةٍ يَفْرُقُ بِهَا بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ، وَالْأَذْوَاقِ وَالْمَشَامِّ، وَالْأَلْوَانِ وَالْأَجْنَاسِ، مَعْجُوناً بِطِينَةِ الْأَلْوَانِ الْمُخْتَلِفَةِ، وَالْأَشْبَاهِ الْمُؤْتَلِفَةِ (مئتلفه)، وَالْأَضْدَادِ الْمُتَعَادِيَةِ، وَالْأَخْلَاطِ الْمُتَبَايِنَةِ، مِنَ الْحَرِّ وَالْبَرْدِ، وَالْبِلَّةِ وَالْجُمُودِ، وَاسْتَأْدَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ الْمَلَائِكَةَ وَدِيعَتَهُ لَدَيْهِمْ، وَعَهْدَ وَصِيَّتِهِ إِلَيْهِمْ، فِي الْإِذْعَانِ بِالسُّجُودِ لَهُ، وَالْخُنُوعِ (والخشوع) لِتَكْرِمَتِهِ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ، اعْتَرَتْهُ الْحَمِيَّةُ، وَغَلَبَتْ عَلَيْهِ الشِّقْوَةُ، وَتَعَزَّزَ بِخِلْقَةِ النَّارِ، وَاسْتَوْهَنَ خَلْقَ الصَّلْصَالِ. فَأَعْطَاهُ اللَّهُ النَّظِرَةَ اسْتِحْقَاقاً لِلسُّخْطَةِ، وَاسْتِتْمَاماً لِلْبَلِيَّةِ، وَإِنْجَازاً لِلْعِدَةِ، فَقَالَ: فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ. إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ.

اگرچہ ملائکہ کے بارے میں علماء اسلام نے بے شمار بحثیں کی ہیں بلکہ ان کی حقیقت۔ ملائکہ کی خلقت۔ ملائکہ کی عصمت جیسے موضوعات ہمیشہ زیر بحث رہے ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ صرف خیالات کی جولانگاہ ہے اور اس سے زیادہ ان بحثوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ قابل اعتبار صرف اتنا ہے جتنا قرآن مجید کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے یا جس کی نشاندہی معصومین نے کی ہے جنہیں مالک نے علم کائنات سے نوازا تھا اس کے علاوہ کسی کے بیان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امیرالمومنینؑ نے ملائکہ کی تقسیم میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر انسان اشرف مخلوقات ہونے کا مدعی ہے تو اسے ملائکہ سے زیادہ باکمال ہونا چاہئے۔

(۱) اس کی زندگی کو سراپا اطاعت و عبادت ہونا چاہئے۔ (۲) اسے بندگان خدا کا محافظ ہونا چاہئے۔ (۳) اسے وحی الٰہی کا امین اور احکام الٰہیہ کا ترجمان ہونا چاہئے۔ (۴) اس کے وجود میں اس قدر وسعت ہونی چاہئے کہ اس میں آفاق گم ہو جائیں اور وہ حاملان عرش الٰہی میں شامل ہو جائے جہاں نگاہیں میں افراد اور خیالات میں انحرافات وا ہو جائیں ... پروردگار کا واقعی اعتراف کر ... اس کے کائنات سے بلند تر ہونے کا تصور کرے۔

تخلیق آدمؑ میں مختلف قسم کی مٹیوں کا اجتماع انسان کی گوناگوں فطرت اور صلاحیت کا سرچشمہ ہے اور اس کی تخلیق میں کن فیکون کے بجائے تدریجی عمل اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مالک نے ... سے بشر ایجاد کیا ہے اور وہ پہلی تخلیق کی طرح روز قیامت دوبارہ اٹھانے پر بھی قادر ہے۔

... کیا کہنا اس مالک کا جس نے خاک کے پتلے کو روح کمال عطا کر کے مسجود ملائکہ بنا دیا اور پھر قصۂ آدمؑ و ابلیس کو دہرا کر اولاد آدمؑ کو متوجہ کر دیا کہ ... ر اور تعصب سے کام نہ لینا بلکہ مالک جس کے سامنے جھکائے جھک جانا اور حکم الٰہی کے مقابلہ میں اپنا فلسفہ استعمال نہ کرنا ورنہ اولاد آدمؑ میں ہونے کے ... وجود ذریت ابلیس میں شمار ہو جاؤ گے۔

پھر اس نے بلند ترین آسمانوں کے درمیان شگاف پیدا کئے اور انھیں طرح طرح کے فرشتوں[1] سے بھر دیا جن میں سے بعض سجدہ میں ہیں تو رکوع کی نوبت نہیں آتی ہے اور بعض رکوع میں ہیں تو سر نہیں اٹھاتے ہیں اور بعض صف باندھے ہوئے ہیں تو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے ہیں۔ بعض مشغول تسبیح ہیں تو خستہ حال نہیں ہوتے ہیں۔ سب کے سب وہ ہیں کہ نہ ان کی آنکھوں پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے اور نہ عقلوں پر سہو و نسیان کا۔ نہ بدن میں سستی پیدا ہوتی ہے اور نہ دماغ میں نسیان کی غفلت۔

ان میں سے بعض کو وحی کا امین اور رسولوں کی طرف قدرت کی زبان بنایا گیا ہے جو اس کے فیصلوں اور احکام کو برابر لاتے رہتے ہیں اور کچھ اس کے بندوں کے محافظ اور جنت کے دروازوں کے دربان ہیں اور بعض وہ بھی ہیں جن کے قدم زمین کے آخری طبقہ میں ثابت ہیں اور گردنیں بلند ترین آسمانوں سے بھی باہر نکلی ہوئی ہیں۔ ان کے اطراف بدن اقطار عالم سے وسیع تر ہیں اور ان کے کاندھے پایہ ہائے عرش کے اٹھانے کے قابل ہیں۔ ان کی نگاہیں عرش الٰہی کے سامنے جھکی ہوئی ہیں اور وہ اس کے نیچے پروں کو سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان کے اور دیگر مخلوقات کے درمیان عزت کے حجاب اور قدرت کے پردے حائل ہیں۔ وہ اپنے پروردگار کے بارے میں شکل و صورت کا تصور بھی نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے حق میں مخلوقات کے صفات کو جاری کرتے ہیں۔ وہ نہ اسے مکان میں محدود کرتے ہیں اور نہ اس کی طرف اشباہ و نظائر سے اشارہ کرتے ہیں۔

تخلیق[2] جناب آدمؑ کی کیفیت

اس کے بعد پروردگار نے زمین کے سخت و نرم اور شور و شیریں حصوں سے خاک کو جمع کیا اور اسے پانی سے اس قدر بھگویا کہ بالکل خالص ہو گئی اور پھر تری میں اس قدر گوندھا کہ لسدار بن گئی اور اس سے ایک ایسی صورت بنائی جس میں موڑ بھی تھے اور جوڑ بھی۔ اعضاء بھی تھے اور جوڑ بند بھی۔ پھر اسے اس قدر سکھایا کہ مضبوط ہو گئی اور اس قدر سخت کیا کہ کھنکھنانے لگی اور یہ صورت حال ایک وقت معین اور مدت خاص تک برقرار رہی جس کے بعد اس میں مالک نے اپنی روح کمال پھونک دی اور اسے ایسا انسان بنا دیا جس میں ذہن کی جولانیاں بھی تھیں اور فکر کے تصرفات بھی۔ کام کرنے والے اعضاء و جوارح بھی تھے اور حرکت کرنے والے ادوات و آلات بھی۔ حق و باطل میں فرق کرنے والی معرفت بھی تھی اور مختلف ذائقوں، خوشبوؤں، رنگ و روغن میں تمیز کرنے کی صلاحیت بھی۔ اسے مختلف قسم کی مٹی سے بنایا گیا جس میں موافق اجزاء بھی پائے جاتے تھے اور متضاد عناصر بھی اور گرمی، سردی، تری، خشکی جیسے کیفیات بھی۔

پھر پروردگار نے ملائکہ سے مطالبہ کیا کہ اس کی امانت کو واپس کریں اور اس کی معہودہ وصیت پر عمل کریں یعنی اس مخلوق کے سامنے سر جھکا دیں اور اس کی کرامت کا اقرار کرلیں۔ چنانچہ اس نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو اور سب نے سجدہ بھی کر لیا سوائے ابلیس کے کہ اسے تعصب نے گھیر لیا[3] اور بدبختی غالب آ گئی اور اس نے آگ کی خلقت کو وجہ عزت اور خاک کی خلقت کو وجہ ذلت قرار دے دیا۔ مگر پروردگار نے اسے غضب الٰہی کے مکمل استحقاق، آزمائش کی تکمیل اور اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے یہ کہہ کر مہلت دے دی کہ "تجھے روز وقت معلوم تک کے لئے مہلت دی جا رہی ہے۔"

---

[1] انسان کی کمزوری کے سلسلہ میں اتنا ہی کافی ہے کہ اسے اپنی اصل کے بارے میں اتنا بھی معلوم نہیں ہے جتنا دوسری مخلوقات کے بارے میں علم ہے۔ وہ نہ اپنے مادہ کی اصل سے باخبر ہے اور نہ اپنی روح کی حقیقت سے۔ مالک نے اسے متضاد عناصر سے ایسا جامع بنا دیا ہے کہ جسم صغیر میں عالم اکبر سما گیا ہے اور بقول شخصے اس میں جمادات جیسا کون و فساد، نباتات جیسا نمو، حیوان جیسی حرکت اور ملائکہ جیسی طاعت سب پائی جاتی ہے اور اوصاف کے اعتبار سے بھی اس میں کتے جیسی خوشامد، کوے جیسی تلاش، بلی جیسی نظافت جیسا سلیقہ، پرندوں جیسا تحفظ، حشرات الارض جیسا تحفظ، ہرن جیسی کا... کو دیکھ، چوہے جیسی چوری، مور جیسا غرور، اونٹ جیسا کینہ، خچر جیسی شرارت، بلبل جیسا ترنم، بچھو جیسا ڈنک سب کچھ پایا جاتا ہے۔

ثُمَّ أَسْكَنَ[1] سُبْحَانَهُ آدَمَ دَاراً أَرْغَدَ فِيهَا عَيْشَهُ، وَ آمَنَ فِيهَا مَحَلَّتَهُ، وَ حَذَّرَهُ إِبْلِيسَ وَ عَدَاوَتَهُ، فَاغْتَرَّهُ عَدُوُّهُ نَفَاسَةً عَلَيْهِ بِدَارِ الْمُقَامِ، وَ مُرَافَقَةِ الْأَبْرَارِ، فَبَاعَ الْيَقِينَ بِشَكِّهِ، وَ الْعَزِيمَةَ بِوَهْنِهِ، وَ اسْتَبْدَلَ بِالْجَذَلِ وَجَلاً، وَ بِالاغْتِرَارِ نَدَماً. ثُمَّ بَسَطَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَهُ فِي تَوْبَتِهِ، وَ لَقَّاهُ كَلِمَةَ رَحْمَتِهِ، وَ وَعَدَهُ الْمَرَدَّ إِلَى جَنَّتِهِ، وَ أَهْبَطَهُ إِلَى دَارِ الْبَلِيَّةِ، وَ تَنَاسُلِ الذُّرِّيَّةِ.

اختيار الأنبياء عليهم السلام

وَ اصْطَفَى سُبْحَانَهُ مِنْ وَلَدِهِ أَنْبِيَاءَ أَخَذَ عَلَى الْوَحْيِ مِيثَاقَهُمْ[2]، وَ عَلَى تَبْلِيغِ الرِّسَالَةِ أَمَانَتَهُمْ (ايمانهم)، لَمَّا بَدَّلَ أَكْثَرُ خَلْقِهِ عَهْدَ اللَّهِ إِلَيْهِمْ فَجَهِلُوا حَقَّهُ، وَ اتَّخَذُوا الْأَنْدَادَ مَعَهُ، وَ اجْتَالَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ عَنْ مَعْرِفَتِهِ، وَ اقْتَطَعَتْهُمْ عَنْ عِبَادَتِهِ، فَبَعَثَ فِيهِمْ رُسُلَهُ، وَ وَاتَرَ إِلَيْهِمْ أَنْبِيَاءَهُ، لِيَسْتَأْدُوهُمْ مِيثَاقَ فِطْرَتِهِ، وَ يُذَكِّرُوهُمْ مَنْسِيَّ نِعْمَتِهِ، وَ يَحْتَجُّوا عَلَيْهِمْ بِالتَّبْلِيغِ، وَ يُثِيرُوا لَهُمْ دَفَائِنَ الْعُقُولِ، وَ يُرُوهُمْ آيَاتِ الْمَقْدِرَةِ: مِنْ سَقْفٍ فَوْقَهُمْ مَرْفُوعٍ، وَ مِهَادٍ تَحْتَهُمْ مَوْضُوعٍ، وَ مَعَايِشَ تُحْيِيهِمْ، وَ آجَالٍ تُفْنِيهِمْ، وَ أَوْصَابٍ تُهْرِمُهُمْ، وَ أَحْدَاثٍ تَتَابَعُ عَلَيْهِمْ، وَ لَمْ يُخْلِ اللَّهُ سُبْحَانَهُ خَلْقَهُ مِنْ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ، أَوْ كِتَابٍ مُنْزَلٍ، أَوْ حُجَّةٍ لَازِمَةٍ، أَوْ مَحَجَّةٍ قَائِمَةٍ: رُسُلٌ لَا تُقَصِّرُ بِهِمْ قِلَّةُ عَدَدِهِمْ، وَ لَا كَثْرَةُ الْمُكَذِّبِينَ لَهُمْ: مِنْ سَابِقٍ سُمِّيَ لَهُ مَنْ بَعْدَهُ، أَوْ غَابِرٍ عَرَّفَهُ مَنْ قَبْلَهُ: عَلَى ذَلِكَ نَسَلَتِ (ذهبت) الْقُرُونُ، وَ مَضَتِ الدُّهُورُ، وَ سَلَفَتِ الْآبَاءُ، وَ خَلَفَتِ الْأَبْنَاءُ[3].

مبعث النبي صلى الله عليه و آله[4]

إِلَى أَنْ بَعَثَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُحَمَّداً رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ لِإِنْجَازِ عِدَتِهِ، وَ إِتْمَامِ نُبُوَّتِهِ، مَأْخُوذاً عَلَى النَّبِيِّينَ مِيثَاقُهُ، مَشْهُورَةً سِمَاتُهُ، كَرِيماً مِيلَادُهُ. وَ أَهْلُ الْأَرْضِ (الارضين) يَوْمَئِذٍ مِلَلٌ مُتَفَرِّقَةٌ، وَ أَهْوَاءٌ مُنْتَشِرَةٌ، وَ طَرَائِقُ (طوائف) مُتَشَتِّتَةٌ، بَيْنَ مُشَبِّهٍ لِلَّهِ بِخَلْقِهِ، أَوْ مُلْحِدٍ فِي اسْمِهِ، أَوْ مُشِيرٍ إِلَى غَيْرِهِ، فَهَدَاهُمْ بِهِ مِنَ الضَّلَالَةِ، وَ أَنْقَذَهُمْ بِمَكَانِهِ مِنَ الْجَهَالَةِ. ثُمَّ اخْتَارَ سُبْحَانَهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ لِقَاءَهُ، وَ رَضِيَ لَهُ مَا عِنْدَهُ، وَ أَكْرَمَهُ عَنْ دَارِ الدُّنْيَا، وَ رَغِبَ بِهِ عَنْ مَقَامِ (مقارنه - مقار) الْبَلْوَى، فَقَبَضَهُ إِلَيْهِ كَرِيماً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ خَلَّفَ فِيكُمْ مَا خَلَّفَتِ الْأَنْبِيَاءُ فِي أُمَمِهَا، إِذْ لَمْ يَتْرُكُوهُمْ هَمَلاً، بِغَيْرِ طَرِيقٍ وَاضِحٍ، وَ لَا عَلَمٍ قَائِمٍ.

(۱) جناب آدم کو جس جنت میں رکھا گیا تھا وہ حرام وحلال اور امر و نہی کی جنت نہیں تھی کہ وہاں کسی معصیت کا گذر ہوتا انھیں اس امر کا یقین تھا کہ درخت کے قریب جانا غلط ہے لیکن اس امر کا یقین نہ تھا کہ کھانا بھی غلط ہے اور ابلیس نے اسی نکتہ کو اٹھا دیا تھا جس کی بنا پر انھوں نے کھا لیا اور بالآخر اس زمین پر آگئے جہاں زحمتیں تو بہت تھیں لیکن ان کے عمل کا میدان اور ان کی خلافت کا مرکز یہی تھا اور انھیں بہرحال یہاں آنا تھا۔ اسے ترک اولیٰ کا نام تو دیا جا سکتا ہے لیکن حکم خدا کی مخالفت نہیں کہا جا سکتا ہے اور اسی لئے اثر زحمت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے عذاب کی شکل میں نہیں۔!

(۲) میثاقِ فطرت سے مراد وہ تمام افکار و نظریات ہیں جنھیں انسانی فطرت میں ودیعت کیا گیا ہے اور ان کا احساس انسان کو نہیں ہوتا ہے لیکن حق و صداقت کی طرف اس کا فطری رجحان اس حقیقت کی غمازی کرتا ہے اور اسی بنیاد پر مالک نے اس پر حجت تمام کی ہے۔

(۳) قدرت کا نظام ہدایت ہر دور میں مکمل رہا ہے اور اس کے مرسلین کا یہ خاصہ رہا ہے کہ وہ نہ قلت سے پریشان ہوئے ہیں اور نہ دشمنوں کی کثرت سے ہراساں ہوئے ہیں۔ ان کی ایک برادری رہی ہے جس میں ہر سابق نے لاحق کی بشارت دی ہے اور ہر لاحق نے سابق کی تصدیق کی ہے اور دراصل یہ منصوص من اللہ ہونے کا اثر تھا ورنہ ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد میں ہزاروں سال تک ایسا اتحاد ناممکن اور مستحیل تھا۔

(۴) اگر پروردگار نے کوئی زمانہ حجت سے خالی نہیں رکھا ہے اور کسی نبی نے امت کو لاوارث نہیں چھوڑا ہے تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ رحمۃ للعالمین امت کو لاوارث چھوڑ کر چلے جائیں۔ اس تصور سے زیادہ توہین آمیز اور کوئی تصور رسالت کے بارے میں ممکن نہیں ہے۔ والعیاذ باللہ

اس کے بعد پروردگار نے آدمؑ کو ایک ایسے گھر میں ساکن کر دیا جہاں کی زندگی خوش گوار اور مامون و محفوظ تھی اور پھر انھیں ابلیس اور اس کی عداوت سے بھی باخبر کر دیا۔ لیکن دشمن نے ان کے جنت کے قیام اور نیک بندوں کی رفاقت سے جل کر انھیں دھوکہ دے دیا اور انھوں نے بھی اپنے یقین محکم کو شک اور عزم مستحکم کو کمزوری کے ہاتھوں فروخت کر دیا اور اس طرح مسرت کے بدلے خوف کو لے لیا اور ابلیس کے کہنے میں آ کر ندامت کا سامان فراہم کر لیا۔ پھر پروردگار نے ان کے لئے توبہ کا سامان فراہم کر دیا اور اپنے کلمات رحمت کی تلقین کر دی اور ان سے جنت میں واپسی کا وعدہ کر کے انھیں آزمائش کی دنیا میں اتار دیا جہاں نسلوں کا سلسلہ قائم ہونے والا تھا۔

انبیاء کرام کا انتخاب

اس کے بعد اس نے ان کی اولاد میں سے ان انبیاء کا انتخاب کیا جن سے وحی کی حفاظت اور پیغام کی تبلیغ کی امانت کا عہد لیا اس لئے کہ آخری مخلوقات نے عہد الٰہی کو تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے حق سے ناواقف ہو گئے تھے۔ اس کے ساتھ دوسرے خدا بنا لئے تھے اور شیطان نے انھیں معرفت کی راہ سے ہٹا کر عبادت سے یکسر جدا کر دیا تھا۔

پروردگار نے ان کے درمیان رسول بھیجے۔ انبیاء کا تسلسل قائم کیا تاکہ وہ ان سے فطرت کی امانت کو واپس لیں اور انھیں بھولی ہوئی نعمت پروردگار کو یاد دلائیں۔ تبلیغ کے ذریعہ ان پر اتمام حجت کریں اور ان کی عقل کے دفینوں کو باہر لائیں اور انھیں قدرت الٰہی کی نشانیاں دکھلائیں۔ یہ سروں پر بلند ترین چھت۔ یہ زیر قدم گہوارہ۔ یہ زندگی کے اسباب۔ یہ فنا کرنے والی اجل۔ یہ بوڑھا بنا دینے والے امراض اور یہ پے در پے پیش آنے والے حادثات۔

اس نے کبھی اپنی مخلوقات کو نبی مرسل یا کتاب منزل یا حجت لازم یا طریق واضح سے محروم نہیں رکھا ہے۔ ایسے رسول بھیجے ہیں جنھیں نہ عدد کی قلت کام سے روک سکتی تھی اور نہ جھٹلانے والوں کی کثرت۔ ان میں جو پہلے تھا اسے بعد والے کا حال معلوم تھا اور جو بعد میں آیا اسے پہلے والے نے پہچنوا دیا تھا اور یوں ہی صدیاں گزرتی رہیں اور زمانے بیتتے رہے۔ آباء و اجداد جاتے رہے اور اولاد و احفاد آتے رہے۔

بعثت رسول اکرمؐ

یہاں تک کہ مالک نے اپنے وعدہ کو پورا کرنے اور اپنی نبوت کو مکمل کرنے کے لئے حضرت محمدؐ کو بھیج دیا جن کے بارے میں انبیاء سے عہد لیا جا چکا تھا اور جن کی علامتیں مشہور اور ولادت مسعود و مبارک تھی۔ اس وقت اہل زمین متفرق مذاہب، منتشر خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے۔ کوئی خدا کو مخلوقات کی شبیہ بتا رہا تھا۔ کوئی اس کے ناموں کو بگاڑ رہا تھا اور کوئی دوسرے خدا کا اشارہ دے رہا تھا۔ مالک نے آپ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے ہدایت دی اور جہالت سے باہر نکال لیا۔

اس کے بعد اس نے آپ کی ملاقات کو پسند کیا اور انعامات سے نوازنے کے لئے اس دار دنیا سے بلند کر لیا۔ آپ کو مصائب سے نجات دلا دی اور نہایت احترام سے اپنی بارگاہ میں طلب کر لیا اور امت میں ویسا ہی انتظام کر دیا جیسا کہ دیگر انبیاء نے کیا تھا کہ انھوں نے بھی قوم کو لاوارث نہیں چھوڑا تھا جس کے لئے کوئی واضح راستہ اور مستحکم نشان نہ ہو۔

القرآن و الأحكام الشرعية

كِتَابَ رَبِّكُمْ فِيكُمْ مُبَيِّناً حَلاَلَهُ وَ حَرَامَهُ، وَ فَرَائِضَهُ وَ فَضَائِلَهُ، وَ نَاسِخَهُ وَ مَنْسُوخَهُ، وَ رُخَصَهُ وَ عَزَائِمَهُ، وَ خَاصَّهُ وَ عَامَّهُ وَ عِبَرَهُ وَ أَمْثَالَهُ، وَ مُرْسَلَهُ وَ مَحْدُودَهُ، وَ مُحْكَمَهُ وَ مُتَشَابِهَهُ (متشابهة)، مُفَسِّراً مُجْمَلَهُ (جمله) وَ مُبَيِّناً غَوَامِضَهُ، بَيْنَ مَأْخُوذٍ مِيثَاقُ عِلْمِهِ، وَ مُوَسَّعٍ عَلَى الْعِبَادِ فِي جَهْلِهِ، وَ بَيْنَ مُثْبَتٍ فِي الْكِتَابِ فَرْضُهُ، وَ مَعْلُومٍ فِي السُّنَّةِ نَسْخُهُ، وَ وَاجِبٍ فِي السُّنَّةِ أَخْذُهُ، وَ مُرَخَّصٍ فِي الْكِتَابِ تَرْكُهُ، وَ بَيْنَ وَاجِبٍ بِوَقْتِهِ، وَزَائِلٍ فِي مُسْتَقْبَلِهِ، وَ مُبَايَنٌ بَيْنَ مَحَارِمِهِ، مِنْ كَبِيرٍ أَوْعَدَ عَلَيْهِ نِيرَانَهُ، أَوْ صَغِيرٍ أَرْصَدَ لَهُ غُفْرَانَهُ، وَ بَيْنَ مَقْبُولٍ فِي أَدْنَاهُ، مُوَسَّعٍ فِي أَقْصَاهُ.

و منها في ذكر الحج

وَ فَرَضَ عَلَيْكُمْ حَجَّ بَيْتِهِ الْحَرَامِ، الَّذِي جَعَلَهُ قِبْلَةً لِلْأَنَامِ، يَرِدُونَهُ وُرُودَ الْأَنْعَامِ، وَيَأْلَهُونَ إِلَيْهِ وُلُوهَ الْحَمَامِ، وَ جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ عَلاَمَةً لِتَوَاضُعِهِمْ لِعَظَمَتِهِ، وَإِذْعَانِهِمْ لِعِزَّتِهِ، وَاخْتَارَ مِنْ خَلْقِهِ سُمَّاعاً أَجَابُوا إِلَيْهِ دَعْوَتَهُ، وَ صَدَّقُوا كَلِمَتَهُ، وَوَقَفُوا مَوَاقِفَ أَنْبِيَائِهِ، وَتَشَبَّهُوا بِمَلاَئِكَتِهِ الْمُطِيفِينَ بِعَرْشِهِ، يُحْرِزُونَ الْأَرْبَاحَ فِي مَتْجَرِ عِبَادَتِهِ، وَيَتَبَادَرُونَ عِنْدَهُ مَوْعِدَ مَغْفِرَتِهِ. جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى لِلْإِسْلاَمِ عَلَماً، وَلِلْعَائِذِينَ حَرَماً، فَرَضَ حَقَّهُ، وَأَوْجَبَ حَجَّهُ، وَكَتَبَ عَلَيْكُمْ وِفَادَتَهُ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: «وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً، وَ مَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ».

۲

و من خطبة له (عليه السلام)

بعد انصرافه من صفين

و فيها حال الناس قبل البعثة و صفة آل النبي ثم صفة قوم آخرين

أَحْمَدُهُ اسْتِتْمَاماً لِنِعْمَتِهِ، وَاسْتِسْلاَماً لِعِزَّتِهِ، وَاسْتِعْصَاماً مِنْ مَعْصِيَتِهِ، وَ أَسْتَعِينُهُ فَاقَةً إِلَى كِفَايَتِهِ، إِنَّهُ لاَ يَضِلُّ مَنْ هَدَاهُ، وَلاَ يَئِلُ مَنْ

(۱) حلال جیسے زینت۔ حرام جیسے ظلم و غیبت وغیرہ فرائض جیسے صوم و صلوٰۃ فضائل جیسے صدقہ و کار خیر ناسخ جیسے استقبال کعبہ منسوخ جیسے استقبال بیت المقدس رخصت جیسے اکل میتہ برائے مضطر۔ عزیمت جیسے اجتنابؔ عبرت جیسے داستان امم۔ امثال جیسے مثل نور مشکوٰۃ۔ مرسل جیسے تحریر رقبہ مقید جیسے رقبہ مومنہ۔ محکم جیسے اقیموا الصلوٰۃ۔ متشابہ جیسے ید اللہ فوق ایدیہم ماخوذ میثاق علم جیسے ھا اولیہ موسع الجہل جیسے تفاصیل آیات صغیرہ جو بغیر توبہ بھی معاف ہو سکے کبیرہ جس کے لئے استغفار لازم ہے مقبول ادنیٰ جیسے کفارۂ قسم میں اطعام عشرہ مساکین۔ اقصیٰ جیسے عتق رقبہ۔

(۲) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حج کے اجتماعات کے بعید سیاسی اور اجتماعی فوائد پائے جاتے ہیں لیکن یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ یہ فوائد عام طور پر حجاج کے ذہن میں بھی نہیں ہوتے ہیں اور اس کے بعد بھی انھیں کوئی جذبہ کھینچ کرلے جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ دعائے خلیل کا اثر ہے کہ لوگوں کے دل کعبہ کی طرف کھنچے رہتے ہیں اور ہر جانے والا اپنی لبیک کے ذریعہ دعوت خلیل کو یاد کرتا ہے اور انھیں کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔ واقعی حج انھیں لوگوں کا ہے جن کے اندر خانۂ کعبہ سے والہانہ محبت اور دعوت خلیل کا مخلصانہ احساس پایا جاتا ہے ورنہ بیت والبیتؑ سے غفلت کے بعد طواف کعبہ تست کا چکر ہے اور کچھ نہیں ہے ملائکہ کے طواف عرش کی تشبیہ اسی احساس و شعور کو بیدار کرانے کیلئے دی گئی ہے ورنہ بقول ملحد "طواف بھی دانۂ خرمن پر جانور کا چکر ہو کر رہ جائے گا۔

مصادر خطبہ ۲؎ ۔ مطالب السئول محمد بن طلحہ الشافعی ۲۔ غرر الحکم آمدی ۳۔ المسترشد طبری ص۲۳ ۴۔ عیون الاخبار ابن قتیبہ ا ص۲۳۶ ۵۔ العقد الفرید ۳ ص۱۱۲

قرآن اور احکام شرعیہ

انھوں نے تمھارے درمیان تمھارے پروردگار کی کتاب کو چھوڑا ہے جس کے حلال و حرام ۔ فرائض و فضائل ۔ ناسخ و منسوخ ۔ رخصت و عزیمت ۔ خاص و عام ۔ عبرت و امثال ۔ مطلق و مقید ۔ محکم و متشابہ سب کو واضح کر دیا تھا ۔ مجمل کی تفسیر کر دی تھی گتھیوں کو سلجھا دیا تھا اس میں بعض آیات ہیں جن کے علم کا عہد لیا گیا ہے اور بعض سے ناواقفیت کو معاف کر دیا گیا ہے ۔ بعض احکام کے فرض کا کتاب میں ذکر کیا گیا ہے اور سنت سے ان کے منسوخ ہونے کا علم حاصل ہوا ہے یا سنت میں ان کے وجوب کا ذکر ہوا ہے جب کہ کتاب میں ترک کرنے کی آزادی کا ذکر تھا ۔ بعض احکام ایک وقت میں واجب ہوئے ہیں اور مستقبل میں ختم کر دئے گئے ہیں ۔ اس کے محرمات میں بعض پر جہنم کی سزا سنائی گئی ہے اور بعض گناہ صغیرہ ہیں جن کی بخشش کی امید دلائی گئی ہے ۔ بعض احکام ہیں جن کا مختصر بھی قابل قبول ہے اور زیادہ کی بھی گنجائش پائی جاتی ہے ۔

ذکر حج بیت اللہ

پروردگار نے تم لوگوں پر حج بیت الحرام کو واجب قرار دیا ہے جسے لوگوں کے لئے قبلہ بنایا ہے اور جہاں لوگ پیاسے جانوروں کی طرح بے تابانہ وارد ہوتے ہیں اور ویسا انس رکھتے ہیں جیسے کبوتر اپنے آشیانہ سے رکھتا ہے ۔ حج بیت اللہ کو مالک نے اپنی عظمت کے سامنے جھکنے کی علامت اور اپنی عزت کے ایقان کی نشانی قرار دیا ہے ۔ اس نے مخلوقات میں سے ان بندوں کا انتخاب کیا ہے جو اس کی آواز سن کر لبیک کہتے ہیں اور اس کے کلمات کی تصدیق کرتے ہیں ۔ انھوں نے انبیاء کے مواقف میں وقوف کیا ہے اور طواف عرش کرنے والے فرشتوں کا انداز اختیار کیا ہے ۔ یہ لوگ اپنی عبادت کے معاملہ میں برابر فائدے حاصل کر رہے ہیں اور مغفرت کی وعدہ گاہ کی طرف تیزی سے سبقت کر رہے ہیں ۔

پروردگار نے کعبہ کو اسلام کی نشانی اور بے پناہ افراد کی پناہ گاہ قرار دیا ہے ۔ اس کے حج کو فرض کیا ہے اور اس کے حق کو واجب قرار دیا ہے ۔ تمھارے اوپر اس گھر کی حاضری کو لکھ دیا ہے اور صاف اعلان کر دیا ہے کہ " اللہ کے لئے لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اس کے گھر کا حج کریں جس کے پاس بھی اس راہ کو طے کرنے کی استطاعت پائی جاتی ہو ۔

۲ ۔ صفین سے واپسی پر آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں بعثت پیغمبر کے وقت لوگوں کے حالات ' آل رسول کے اوصاف اور دوسرے افراد کے کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے

میں پروردگار کی حمد کرتا ہوں اس کی نعمتوں کی تکمیل کے لئے اور اس کی عزت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ۔ میں اسکی نافرمانی سے تحفظ چاہتا ہوں اور اس سے مدد مانگتا ہوں کہ میں اسی کی کفایت و کفالت کا محتاج ہوں ۔ وہ جسے ہدایت دیدے وہ گمراہ نہیں ہو سکتا ہے اور جس کا وہ دشمن ہو جائے اسے کہیں پناہ نہیں مل سکتی ہے ۔

عَائِلَهُ، وَلاَ يَفْتَقِرُ مَنْ كَفَاهُ. فَإِنَّهُ أَرْجَحُ مَا وُزِنَ، وَأَفْضَلُ مَا خُزِنَ.
وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، شَهَادَةً مُمْتَحَناً إِخْلاَصُهَا، مُعْتَقَداً مُصَاصُهَا. نَتَمَسَّكُ بِهَا أَبَداً مَا أَبْقَانَا، وَنَدَّخِرُهَا (ندخرها) لِأَهَاوِيلِ مَا يَلْقَانَا. فَإِنَّهَا عَزِيمَةُ الْإِيمَانِ، وَفَاتِحَةُ الْإِحْسَانِ، وَمَرْضَاةُ الرَّحْمٰنِ، وَمَدْحَرَةُ (مهلكة) الشَّيْطَانِ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ بِالدِّينِ الْمَشْهُورِ، وَالْعَلَمِ الْمَأْثُورِ، وَالْكِتَابِ الْمَسْطُورِ، وَالنُّورِ السَّاطِعِ، وَالضِّيَاءِ اللاَّمِعِ، وَالْأَمْرِ الصَّادِعِ، إِزَاحَةً لِلشُّبُهَاتِ، وَاحْتِجَاجاً بِالْبَيِّنَاتِ، وَتَحْذِيراً بِالْآيَاتِ، وَتَخْوِيفاً بِالْمَثُلاَتِ. وَالنَّاسُ فِي فِتَنٍ انْجَذَمَ (القطع) فِيهَا حَبْلُ الدِّينِ، وَتَزَعْزَعَتْ سَوَارِي الْيَقِينِ، وَاخْتَلَفَ النَّجْرُ، وَتَشَتَّتَ الْأَمْرُ، وَضَاقَ الْمَخْرَجُ، وَعَمِيَ الْمَصْدَرُ، فَالْهُدَى خَامِلٌ، وَالْعَمَى شَامِلٌ. عُصِيَ الرَّحْمٰنُ، وَنُصِرَ الشَّيْطَانُ، وَخُذِلَ الْإِيمَانُ، فَانْهَارَتْ دَعَائِمُهُ، وَتَنَكَّرَتْ مَعَالِمُهُ (العلامة)، وَدَرَسَتْ سُبُلُهُ، وَعَفَتْ شُرُكُهُ. أَطَاعُوا الشَّيْطَانَ فَسَلَكُوا مَسَالِكَهُ، وَوَرَدُوا مَنَاهِلَهُ. بِهِمْ سَارَتْ أَعْلاَمُهُ، وَقَامَ لِوَاؤُهُ، فِي فِتَنٍ دَاسَتْهُمْ بِأَخْفَافِهَا، وَوَطِئَتْهُمْ بِأَظْلاَفِهَا، وَقَامَتْ عَلَى سَنَابِكِهَا، فَهُمْ فِيهَا تَائِهُونَ حَائِرُونَ جَاهِلُونَ مَفْتُونُونَ، فِي خَيْرِ دَارٍ، وَشَرِّ جِيرَانٍ، نَوْمُهُمْ سُهُودٌ (سهاد)، وَكُحْلُهُمْ دُمُوعٌ، بِأَرْضٍ عَالِمُهَا مُلْجَمٌ، وَجَاهِلُهَا مُكْرَمٌ.

ومنها يعني آل النبي عليهم السلام

هُمْ مَوْضِعُ سِرِّهِ، وَلَجَأُ أَمْرِهِ، وَعَيْبَةُ عِلْمِهِ، وَمَوْئِلُ حُكْمِهِ، وَكُهُوفُ كُتُبِهِ، وَجِبَالُ دِينِهِ، بِهِمْ أَقَامَ انْحِنَاءَ ظَهْرِهِ، وَأَذْهَبَ ارْتِعَادَ فَرَائِصِهِ.

ومنها يعني قوماً آخرين

زَرَعُوا الْفُجُورَ، وَسَقَوْهُ الْغُرُورَ، وَحَصَدُوا الثُّبُورَ. لاَ يُقَاسُ بِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَحَدٌ، وَلاَ يُسَوَّى بِهِمْ مَنْ جَرَتْ نِعْمَتُهُمْ عَلَيْهِ أَبَداً. هُمْ أَسَاسُ الدِّينِ، وَعِمَادُ الْيَقِينِ. إِلَيْهِمْ يَفِيءُ الْغَالِي، وَبِهِمْ يُلْحَقُ التَّالِي. وَلَهُمْ خَصَائِصُ حَقِّ

(۱) کلمہ لا الٰہ الا اللہ اسلام کی بنیاد، ایمان کا امتیاز، تبلیغ کا آغاز اور سعادت کا شعار ہے۔ یہ کلمہ تقویٰ بھی ہے اور کلمۂ نجات بھی۔ اسی میں زندگی بھی ہے اور اسی میں توکل بھی۔ اس پر اعتماد کرنے والا کسی بھی طاقت سے نہیں ڈرتا ہے اور اس کو صدقِ دل سے ادا کرنے والا ہر بڑی طاقت سے ٹکرا جاتا ہے۔

(۲) صفین سے واپسی پر ان حقائق کا اظہار اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ کل جس طرح آغازِ بعثت میں کفار و مشرکین کا ماحول تھا اور رسول اکرمؐ نے اس کی پروا کئے بغیر دینِ اسلام کی تبلیغ کا حق ادا کیا ہے۔ اسی طرح آج جاہلیت دوبارہ آگئی ہے اور میں اپنے فرض کو ادا کر رہا ہوں۔ شیطان آج بھی قابلِ اطاعت بنا ہوا ہے اور رحمان آج بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ آج کا کوفہ یا مدینہ بھی کل کے مکہ سے کم نہیں ہے۔ وہی بہترین مکان اور وہی بدترین ہمسایے۔ عالم بے زبان اور جاہل مکرم و محترم!

(۳) شیخ محمد عبدہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے ضعف میں قوت اور اس کے خوف میں امن صرف اہلبیتؑ کے وجود کا کرشمہ ہے ورنہ پہاڑ کے بغیر زمین اپنی جگہ سے کھسک چکی ہوتی۔

(۴) خطبہ کے آغاز میں رسول اکرمؐ کے تذکرہ کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ آخر خطبہ کی زمین ہموار کی جائے اس لئے اور اس منزل پر صداقت کے دشمنوں کا نقشہ کھینچ دیا گیا ہے اور واضح کر دیا گیا ہے کہ ان پر ہمیشہ ہمارا احسان رہا ہے۔ یہ کبھی ہمارے برابر نہیں ہو سکتے ہیں ہم دین کی اساس اور یقین کے ستونِ محکم ہیں اور یہ سب اسلام کے بجائے "فتح مکہ کے اسلام" والے ہیں جن کا یقین سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ ابو سفیان نے کلمہ پڑھنے کے بعد بھی نبوت کو ملک سے تعبیر کیا تھا اور یہ کہہ دیا تھا کہ توحید تو سمجھ میں آگئی ہے کہ دوسرا کوئی خدا ہوتا تو آج ہماری مدد ضرور کرتا لیکن رسالت اب بھی سمجھ میں نہیں آرہی ہے اور اس میں ابھی تک شک و شبہ باقی ہے۔

جس کے لئے وہ کافی ہو جائے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس حمد کا پلہ ہر باوزن شے سے گراں تر ہے اور یہ سرمایہ ہر خزانہ سے زیادہ قیمتی ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے [۱] اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور یہ وہ گواہی ہے جس کے اخلاص کا امتحان ہو چکا ہے اور جس کا نچوڑ عقیدہ کا جز بن چکا ہے۔ میں اس گواہی سے تاحیات وابستہ رہوں گا اور اسی کو روز قیامت کے ہولناک مراحل کے لئے ذخیرہ بناؤں گا۔ یہی ایمان کی مستحکم بنیاد ہے اور یہی نیکیوں کا آغاز ہے اور اسی میں رحمان کی مرضی اور شیطان کی تباہی کا راز مضمر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ انھیں پروردگار نے مشہور دین، ماثور نشانی، روشن کتاب، ضیا پاش نور، چمکدار روشنی اور واضح امر کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ شبہات زائل ہو جائیں اور دلائل کے ذریعہ حجت تمام کیجا سکے، آیات کے ذریعہ ہوشیار بنایا جاسکے اور مثالوں کے ذریعہ ڈرایا جاسکے۔

یہ بعثت اس وقت ہوئی ہے جب لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جن سے ریسمانِ دین ٹوٹ چکی تھی۔ یقین کے ستون ہل گئے تھے۔ اصول میں شدید اختلاف تھا اور امور میں سخت انتشار۔ مشکلات سے نکلنے کے راستے تنگ و تاریک ہو گئے تھے۔ ہدایت گمنام تھی اور گمراہی برسرعام۔ رحمان کی معصیت ہو رہی تھی اور شیطان کی نصرت، ایمان یکسر نظرانداز ہو گیا تھا، اس کے ستون گر گئے تھے اور آثار ناقابل شناخت ہو گئے تھے، راستے مٹ گئے تھے اور شاہراہیں بے نشان ہو گئی تھیں۔ لوگ شیطان کی اطاعت میں اسی کے راستہ پر چل رہے تھے اور اسی کے چشموں پر وارد ہو رہے تھے۔ انھیں کی وجہ سے شیطان کے پرچم لہرا رہے تھے اور اس کے علم سربلند تھے۔ یہ لوگ ایسے فتنوں میں مبتلا تھے جنھوں نے انھیں پیروں تلے روند دیا تھا اور سموں سے کچل دیا تھا اور خود اپنے پنجوں کے بل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہ لوگ فتنوں میں حیران و سرگرداں اور جاہل و فریب خوردہ تھے۔ پروردگار نے انھیں اس گھر (مکہ) میں بھیجا جو بہترین مکان تھا لیکن بدترین ہمسائے۔ جن کی نیند بیداری تھی اور جن کا سُرمہ آنسو۔ وہ سرزمین جہاں عالم کو لگام لگی ہوئی تھی اور جاہل محترم تھا۔

آلِ رسولِ اکرمؐ

یہ لوگ راز الٰہی کی منزل اور امر دین کا ملجا و ماویٰ ہیں۔ یہی علم خدا کے مرکز اور حکم خدا کی پناہ گاہ ہیں۔ کتابوں نے یہیں پناہ لی ہے اور دین کے یہی کوہ گراں ہیں۔ انھیں کے ذریعہ پروردگار نے دین کی پشت کی کجی سیدھی کی ہے اور انھیں کے ذریعہ اس کے جوڑ بند کے رعشہ کا علاج کیا ہے۔

ایک دوسری قوم

ان لوگوں نے فجور کا بیج بویا ہے اور اسے غرور کے پانی سے سینچا ہے اور نتیجہ میں ہلاکت کو کاٹا ہے۔ یاد رکھو کہ آلِ محمدؐ پر اس امت میں کسی کا قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے اور نہ ان لوگوں کو ان کے برابر قرار دیا جاسکتا ہے جن پر ہمیشہ ان کی نعمتوں کا سلسلہ جاری رہا ہے۔

آلِ محمدؐ دین کی اساس اور یقین کا ستون ہیں۔ ان سے آگے بڑھ جانے والا پلٹ کر انھیں کی طرف آتا ہے اور پیچھے رہ جانے والا بھی انھیں سے آکر ملتا ہے۔ ان کے پاس حق ولایت کے خصوصیات ہیں اور انھیں کے درمیان پیغمبرؐ کی وصیت اور ان کی وراثت ہے۔

الْوِلَايَةِ، وَفِيهِمُ الْوَصِيَّةُ وَالْوِرَاثَةُ، الْآنَ إِذْ رَجَعَ الْحَقُّ إِلَى أَهْلِهِ، وَنُقِلَ إِلَى مُنْتَقَلِهِ!

۳

ومن خطبة له (عليه السلام)

وهي المعروفة بالشقشقية [۱]

وتشتمل على الشكوى من أمر الخلافة ثم ترجيح صبره عنها ثم مبايعة الناس له

أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ تَقَمَّصَهَا فُلَانٌ (ابن أبي قحافة) وَإِنَّهُ لَيَعْلَمُ أَنَّ مَحَلِّي مِنْهَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحَا. يَنْحَدِرُ عَنِّي السَّيْلُ، وَلَا يَرْقَى إِلَيَّ الطَّيْرُ، فَسَدَلْتُ دُونَهَا ثَوْباً، وَطَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحاً، وَطَفِقْتُ أَرْتَئِي بَيْنَ أَنْ أَصُولَ بِيَدٍ جَذَّاءَ (اجد) أَوْ أَصْبِرَ عَلَى طَخْيَةٍ (ظلمة) عَمْيَاءَ، يَهْرَمُ فِيهَا الْكَبِيرُ، وَيَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ، وَيَكْدَحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ!

ترجيح الصبر

فَرَأَيْتُ أَنَّ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا أَحْجَى، فَصَبَرْتُ وَفِي الْعَيْنِ قَذًى، وَفِي الْحَلْقِ شَجًا، أَرَى تُرَاثِي نَهْباً، حَتَّى مَضَى الْأَوَّلُ لِسَبِيلِهِ، فَأَدْلَى بِهَا إِلَى فُلَانٍ بَعْدَهُ [۲]. ثُمَّ تَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْأَعْشَى:

شَتَّانَ مَا يَوْمِي عَلَى كُورِهَا ... وَيَوْمُ حَيَّانَ أَخِي جَابِرِ

فَيَا عَجَباً!! بَيْنَا هُوَ يَسْتَقِيلُهَا فِي حَيَاتِهِ إِذْ عَقَدَهَا لِآخَرَ بَعْدَ وَفَاتِهِ [۳] - لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَيْهَا! فَصَيَّرَهَا فِي حَوْزَةٍ خَشْنَاءَ يَغْلُظُ كَلْمُهَا (كلامها)، وَيَخْشُنُ مَسُّهَا، وَيَكْثُرُ الْعِثَارُ فِيهَا، وَالِاعْتِذَارُ مِنْهَا،

(۱) واضح رہے کہ یہ خطبہ امیر المومنین ... کی طرف سے اپنی رحق کا ایک لازمی ... اقدام تھا جس کا فریضہ ہر اس انسان ... عائد ہوتا ہے جو امت کو گمراہی سے ... بچانا چاہتا ہے اور صحیح اقدام کے حالات ... پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں اپنے ... جانے کا صدمہ نہیں ہے بلکہ حق کے پامال ... ہو جانے کا صدمہ ہے اسی لئے آپ نے اپنی ... شخصیت اور کمالات کا ذکر کیا ہے ... اور حریف کے عیوب و نقائص کو شمار ... کرایا ہے ورنہ دنیا اس طرح کی ... ادا میں کیا حیثیت رکھتا ہے جو اسے تین ... طلاق دے چکا ہو۔

(۲) اس خطبہ میں صبر ، آنکھوں میں کانٹے ... حلق میں استخوان جیسے شکل بیان کی ہے ... تو اس امر کا واضح اعلان ہے کہ امیر المومنین ... خلفاء وقت کی بیعت کا تصور بھی نہیں ... ہے اور صرف حالات کے ساتھ چل کر ... اور ارکان اسلام کا دفاع کرنا چاہتے ... تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی جہالت ... اور نااہل سے بدنام ہو جائے اور اس کی ... عظمت خاک میں مل جائے۔

(۳) یہ تعبیر اس امر کا اعلان ہے کہ ... اقالہ فرضی طور پر نازک حالات کا ... نہیں تھی بلکہ اس کا منصوبہ پہلے ... ہی بن چکا تھا اور دونوں نے مل کر یہ ... طے کیا تھا کہ چند روز خلافت ابوبکر کے ہاتھ ... میں رہے گی اس کے بعد مستقل اقتدار ... عمر ابن الخطاب کے ہاتھ میں ... ان کی سقیفہ کی ... خدمتوں کا حق المحنت ہوگا اور خاطر خواہ ... معاوضہ ہوگا۔

اب جب کہ حق اپنے اہل کے پاس واپس آگیا ہے اور اپنی منزل کی طرف منتقل ہوگیا ہے۔

۳۔ آپ (ع) کے ایک خطبہ کا حصّہ
جسے شقشقیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے

آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم فلاں شخص (ابن ابی قحافہ) نے قمیص خلافت کو کھینچ تان کر پہن لیا ہے حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چکّی کے لئے میری حیثیت مرکزی کیل کی ہے۔ علم کا سیلاب میری ذات سے گذر کر نیچے جاتا ہے اور میری بلندی تک کسی کا طائر فکر بھی پرواز نہیں کر سکتا ہے۔ پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پردہ ڈال دیا اور اس سے پہلو تہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کر دوں یا اسی بھیانک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہونچ جائے۔

تو میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبر ہی قرین عقل ہے تو میں نے اس عالم میں صبر کر لیا کہ آنکھوں میں مصائب کی کھٹک تھی اور گلے میں رنج و غم کے پھندے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹتے دیکھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ پہلے خلیفہ نے اپنا راستہ لیا اور خلافت کو اپنے بعد فلاں کے حوالے کر دیا۔ بقول اعشیٰ:

"کہاں وہ دن جو گذرتا تھا میرا اونٹوں پر۔ کہاں یہ دن کہ میں حیّان کے جوار میں ہوں۔"

حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں استعفاء دے رہا تھا اور مرنے کے بعد کے لئے دوسرے کے لئے طے کر گیا۔ بیشک دونوں نے مل کر شدت سے اس کے تھنوں کو دوہا ہے اور اب ایک ایسی درشت اور سخت منزل میں رکھ دیا ہے جس کے زخم کاری ہیں اور جس کو چھونے سے بھی درشتی کا احساس ہوتا ہے۔ لغزشوں کی کثرت ہے اور معذرتوں کی بہتات۔!

خطبہ شقشقیہ کے بارے میں بعض متعصب اور ناانصاف مصنفین نے یہ فتنہ اٹھانے کی کوشش کی ہے کہ یہ خطبہ امیرالمومنین (ع) کا نہیں ہے اور اسے سید رضی (رح) نے حضرت (ع) کے نام سے وضع کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ بات روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے۔

روایت کے اعتبار سے اس کے ناقل حضرات میں وہ افراد بھی ہیں جو سید رضی (رح) کی ولادت سے پہلے دنیا سے جا چکے ہیں اور درایت کے اعتبار سے یہ انداز تنقید و تظلم صاحب حیثیت کے علاوہ دوسرا شخص اختیار ہی نہیں کر سکتا ہے اور ہر شخص کو اپنے اوپر وارد ہونے والے مصائب کے خلاف آواز اٹھانے کا حق حاصل ہے۔ پھر جب کہ سارے واقعات تاریخ کے مسلمات میں بھی ہیں تو انکار کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

خلیفہ اول کا زبردستی لباس خلافت پہن لینا اس اعتراف کے ساتھ کہ میں تم لوگوں سے بہتر نہیں ہوں میرے ساتھ ایک شیطان لگا رہتا ہے۔ مجھے معاف کر دو۔ حضرت علی (ع) کا یہ مرتبہ کہ وہ علمی سیلاب کا سرچشمہ اور انسانی فکر سے بالاتر شخصیت ہیں۔ آپ کا خلافت سے کنارہ کش ہو کر صبر و تحمّل کی پالیسی پر عمل کرنا۔ ابوبکر کا استعفاء کے اعلان کے بعد بھی عمر کو نامزد کر دینا اور دونوں کا مکمل طور پر خلافت سے استفادہ کرنا اور حضرت عمر کا درشت مزاج ہونا وہ تاریخی حقائق ہیں جن سے انکار کرنے والا ابھی پیدا ہوا ہے تو پھر کس بنیاد پر خطبہ کو جعلی یا وضعی قرار دیا جا رہا ہے اور کیوں حقائق کی پردہ پوشی کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے۔

فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ إِنْ أَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ، وَ إِنْ أَسْلَسَ لَهَا تَقَحَّمَ، فَمُنِيَ النَّاسُ لَعَمْرُ اللَّهِ بِخَبْطٍ وَ شِمَاسٍ، وَ تَلَوُّنٍ وَ اعْتِرَاضٍ، فَصَبَرْتُ عَلَى طُولِ الْمُدَّةِ، وَ شِدَّةِ الْمِحْنَةِ، حَتَّى إِذَا مَضَى لِسَبِيلِهِ جَعَلَهَا فِي جَمَاعَةٍ زَعَمَ أَنِّي أَحَدُهُمْ، فَيَا لَلَّهِ وَ لِلشُّورَى! مَتَى اعْتَرَضَ الرَّيْبُ فِيَّ مَعَ الْأَوَّلِ مِنْهُمْ، حَتَّى صِرْتُ أُقْرَنُ إِلَى هَذِهِ النَّظَائِرِ! لَكِنِّي أَسْفَفْتُ إِذْ أَسَفُّوا، وَ طِرْتُ إِذْ طَارُوا، فَصَغَا رَجُلٌ مِنْهُمْ لِضِغْنِهِ، وَ مَالَ الْآخَرُ لِصِهْرِهِ، مَعَ هَنٍ وَ هَنٍ، إِلَى أَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ نَافِجاً حِضْنَيْهِ، بَيْنَ نَثِيلِهِ وَ مُعْتَلَفِهِ، وَ قَامَ مَعَهُ بَنُو أَبِيهِ يَخْضَمُونَ مَالَ اللَّهِ خِضْمَةَ الْإِبِلِ نِبْتَةَ الرَّبِيعِ، إِلَى أَنِ انْتَكَثَ عَلَيْهِ فَتْلُهُ، وَ أَجْهَزَ عَلَيْهِ عَمَلُهُ، وَ كَبَتْ بِهِ بِطْنَتُهُ.

مبايعة علي (ع)

فَمَا رَاعَنِي إِلَّا وَ النَّاسُ كَعُرْفِ الضَّبُعِ إِلَيَّ، يَنْثَالُونَ عَلَيَّ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ، حَتَّى لَقَدْ وُطِئَ الْحَسَنَانِ، وَ شُقَّ عِطْفَايَ، مُجْتَمِعِينَ حَوْلِي كَرَبِيضَةِ الْغَنَمِ. فَلَمَّا نَهَضْتُ بِالْأَمْرِ نَكَثَتْ طَائِفَةٌ، وَ مَرَقَتْ أُخْرَى، وَ قَسَطَ آخَرُونَ: كَأَنَّهُمْ لَمْ يَسْمَعُوا اللَّهَ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: «تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَ لَا فَسَاداً وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ» بَلَى! وَ اللَّهِ لَقَدْ سَمِعُوهَا وَ وَعَوْهَا، وَ لَكِنَّهُمْ

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام میں شوریٰ کا قانون ہے اور حکمت نے پیغمبر کو بھی مشاورت کا حکم دیا ہے لیکن اس کا تعلق بندوں کے اپنے معاملات سے ہے "امرہم شوریٰ بینہم" پروردگار کے معاملہ میں بندوں سے مشورہ کرنا یا مشورہ دینا ایک عجیب وغریب اقدام ہے جسے کوئی صاحب عقل تسلیم نہیں کر سکتا ہے۔

(۲) یہ اس امر کا اعلان ہے کہ میں نے حکام وقت سے اتفاق نہیں کیا ہے صرف مصلحت کا رخ دیکھ کر رواداری کا برتاؤ کیا ہے۔

(۳) یہ سعد بن ابی وقاص ہے جو امیرالمومنینؑ کا دیرینہ دشمن تھا اور اسی دشمنی کی بنا پر یہ چاہتا تھا کہ کسی قیمت پر خلافت آپ کے حصہ میں نہ آنے پائے اور وہ شخص جسے رشتہ داری نے دبا دیا تھا وہ عبدالرحمن بن عوف تھا جو حضرت عثمان کا بہنوئی تھا اور اسے انہی کی طرفداری کرنا لازم تھی۔

(۴) تاریخ سے باخبر افراد جانتے ہیں کہ بنی امیہ اور ان کے چشم و چراغ عثمان غنی کا اس سے بہتر نقشہ ممکن نہیں ہے کیونکہ ایک انسان حلق سے لے کر آخری حصہ تک اس قدر کھا گیا ہے کہ پیٹ پھول گیا ہے اور پھر بھی ہوس پوری نہیں ہوئی ہے تو دوسرے افراد خاندان کو بھی شامل کر لیا ہے اور اس طرح شامل کر لیا ہے کہ جس حکم بن العاص کو رسول اکرمؐ نے مدینہ سے نکال باہر کر دیا تھا اسے بھی واپس بلا کر تین لاکھ درہم کا تحفہ پیش کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ رسول اکرمؐ کو ستانے کا انعام ہے جو دربار خلافت سے عطا کیا جا رہا ہے (تاریخ بلاذری) اس کے علاوہ اپنے داماد مروان بن الحکم کو ایک دن میں پانچ لاکھ کا عطیہ پیش کیا گیا ہے اور اس کے بھائی حارث کو تین لاکھ درہم نقد اور زکوٰۃ کے سارے اونٹ بخش دیئے گئے ہیں اور بقول المعارف عبداللہ بن سعد کو ۲ لاکھ عنایت کئے گئے ہیں اور ابوسفیان کو دو لاکھ (شرح ابن ابی الحدید) وغیرہ۔

سید قطب نے عدالت اجتماعیہ ص ۱۸۶ پر ان تمام عطایا کا ذکر کرنے کے بعد یہ تبصرہ کیا ہے کہ ہر صاحب نظر اسلام کی نگاہ سے دیکھنے والا اس نتیجہ تک بہرحال پہنچ جائے گا کہ عثمان کے خلاف بغاوت روح اسلام کی پیداوار تھی اور اس میں کسی ظلم و ستم کا دخل نہیں تھا۔

اس کو برداشت کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ مہار کھینچ لے تو ناک زخمی ہو جائے اور ڈھیل دیدے تو ہلاکتوں میں کود پڑے۔ تو خدا کی قسم لوگ ایک کجروی، سرکشی، تلوّن مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور میں نے بھی سخت حالات میں طویل مدت تک صبر کیا یہاں تک کہ وہ بھی اپنے راستہ چلا گیا لیکن خلافت کو ایک جماعت میں قرار دے گیا جن میں ایک مجھے بھی شمار کر گیا جب کہ میرا اس شوریٰ سے کیا تعلق تھا؟ مجھ میں پہلے دن کون سا عیب و ریب تھا کہ آج مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ ملایا جا رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے انھیں کی فضا میں پرواز کی اور یہ نزدیک فضا میں اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا اور اونچے اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا مگر پھر بھی ایک شخص اپنے کینہ کی بنا پر مجھ سے منحرف ہو گیا اور دوسرا دامادی کی طرف جھک گیا اور کچھ اور بھی ناقابل ذکر اسباب و اشخاص تھے جس کے نتیجہ میں تیسرا شخص سرگین اور چارہ کے درمیان پیٹ پھلائے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ اس کے اہل خاندان بھی کھڑے ہو گئے جو مال خدا کو اس طرح ہضم کر رہے تھے جس طرح اونٹ بہار کی گھاس کو چر لیتا ہے یہاں تک کہ اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے اور اس کے اعمال نے اس کا خاتمہ کر دیا اور شکم پُری نے منہ کے بل گرا دیا۔

اس وقت مجھے جس چیز نے دہشت زدہ کر دیا وہ یہ تھی کہ لوگ بجو کی گردن کے بال کی طرح میرے گرد جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے میرے اوپر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ حسنؑ و حسینؑ کچل گئے اور میری ردا کے کنارے پھٹ گئے۔ یہ سب میرے گرد بکریوں کے گلہ کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے لیکن جب میں نے ذمہ داری سنبھالی اور اٹھ کھڑا ہوا تو ایک گروہ نے بیعت توڑ دی اور دوسرا دین سے باہر نکل گیا اور تیسرے نے فسق اختیار کر لیا جیسے کہ ان لوگوں نے یہ ارشاد الٰہی سنا ہی نہیں ہے کہ "یہ دار آخرت ہم صرف ان لوگوں کے لئے قرار دیتے ہیں جو دنیا میں بلندی اور فساد نہیں چاہتے ہیں اور عاقبت صرف اہل تقویٰ کے لئے ہے"۔ ہاں ہاں خدا کی قسم ان لوگوں نے یہ ارشاد سنا بھی ہے اور سمجھے بھی ہیں لیکن

۱؎ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عثمانؓ کے تصرفات نے تمام عالم اسلام کو ناراض کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ انھیں نعثل یہودی قرار دے کر لوگوں کو قتل پر آمادہ کر رہی تھیں۔ طلحہ انھیں واجب القتل قرار دے رہا تھا۔ زبیر در پردہ قاتلوں کی حمایت کر رہا تھا لیکن ان سب کا مقصد اسلامیہ کو نااہل سے نجات دلانا نہیں تھا بلکہ آئندہ خلافت کی زمین کو ہموار کرنا تھا اور حضرت علیؑ اس حقیقت سے مکمل طور پر باخبر تھے۔ اسی لئے جب انقلابی گروہ نے خلافت کی پیشکش کی تو آپ نے انکار کر دیا کہ قتل کا سارا الزام اپنی گردن پر آجائے گا اور اس وقت تک قبول نہیں کیا جب تک تمام انصار و مہاجرین نے اس امر کا اقرار نہیں کر لیا کہ آپ کے علاوہ امت کا مشکل کشا کوئی نہیں ہے اور اس کے بعد بھی منبر رسولؐ پر بیٹھ کر بیعت لی تاکہ جانشینی کا صحیح مفہوم واضح ہو جائے۔ یہ اور بات ہے کہ اس وقت بھی سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر جیسے افراد نے بیعت نہیں کی اور حضرت عائشہ کو بھی جیسے ہی اس "حادثہ" کی اطلاع ملی انھوں نے عثمانؓ کی مظلومیت کا اعلان شروع کر دیا اور طلحہ و زبیر کی محرومی کا انتقام لینے کا ارادہ کر لیا۔ آپ کے حضرت علیؑ سے اختلاف کی ایک بنیاد یہ بھی تھی کہ حضورؐ نے اولاد علیؑ کو اپنی اولاد قرار دے دیا تھا اور قرآن مجید نے انھیں ابنائنا کا لقب دے دیا تھا اور حضرت عائشہ مستقل طور پر محروم اولاد تھیں لہٰذا ان میں یہ جذبۂ حسد پیدا ہونا ہی چاہیے تھا۔

حَلِيَتِ الدُّنْيَا فِي أَعْيُنِهِمْ، وَرَاقَهُمْ زِبْرِجُهَا!

أَمَا وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَوْلاَ حُضُورُ الْحَاضِرِ، وَقِيَامُ الْحُجَّةِ بِوُجُودِ النَّاصِرِ، وَمَا أَخَذَ اللهُ عَلَى الْعُلَمَاءِ أَلاَّ يُقَارُّوا عَلَى كِظَّةِ ظَالِمٍ، وَلاَ سَغَبِ مَظْلُومٍ، لَأَلْقَيْتُ حَبْلَهَا عَلَى غَارِبِهَا، وَلَسَقَيْتُ آخِرَهَا بِكَأْسِ أَوَّلِهَا، وَلَأَلْفَيْتُمْ دُنْيَاكُمْ هذِهِ أَزْهَدَ عِنْدِي مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ!

قالوا: وقام إليه رجل من أهل السواد، عند بلوغه إلى هذا الموضع من خطبته، فناوله كتاباً (قيل: إن فيه مسائل كان يريد الإجابة عنها) فأقبل ينظر فيه (فلما فرغ من قراءته) قال له ابن عباس: يا أمير المؤمنين، لو اطّردت خطبتك من حيث أفضيت!

فَقَالَ: هَيْهَاتَ يَابْنَ عَبَّاسٍ! تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ!

قال ابن عباس: فوالله ما أسفت على كلام قط كأسفي على هذا الكلام ألاّ يكون أمير المؤمنين (عليه السلام) بلغ منه حيث أراد.

قال الشريف رضي الله عنه: قوله (عليه السلام): «كراكب الصعبة إن أشنق لها خرم، وإن أسلس لها تقحّم» يريد أنه إذا شدد عليها في جذب الزمام وهي تنازعه رأسها خرم أنفها، وإن أرخى لها شيئاً مع صعوبتها تقحّمت به فلم يملكها، يقال: أشنق الناقة، إذا جذب رأسها بالزمام فرفعه، وشنقها أيضاً: ذكر ذلك ابن السكيت في «إصلاح المنطق»، وإنما قال: «أشنق لها» ولم يقل: «أشنقها» لأنه جعله في مقابلة قوله: «أسلس لها»، فكأنه (عليه السلام) قال: إن رفع لها رأسها بمعنى أمسكه عليها بالزمام.

4

ومن خطبة له (عليه السلام)

وهي من أفصح كلامه (عليه السلام) وفيها يعظ الناس ويهديهم من ضلالتهم

بِنَا اهْتَدَيْتُمْ فِي الظَّلْمَاءِ، وَتَسَنَّمْتُمْ ذُرْوَةَ الْعَلْيَاءِ، وَبِنَا

(۱) اس مقام پر امیر المومنینؑ نے دو حقائق کا اعلان کیا ہے۔

۱۔ خلافت سے میری کنارہ کشی کسی خوف یا بزدلی کی بنا پر نہیں تھی بلکہ میں نے حالات کا جائزہ لے کر مصلحت اسلام کے پیش نظر سکوت اختیار کیا تھا۔

موجودہ حالات میں میرا قیام بھی کسی طمع و حرص کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اب مجھ پر حجت تمام ہو چکی ہے اور یہ ایک عہد الٰہی ہے جس کا پورا کرنا واجب ہے لہٰذا میرا قیام ضروری ہے۔

۲۔ دنیا میری نگاہ میں انتہائی بے ارزش اور بے قیمت ہے اور وہ میرے کسی اقدام کی بنیاد نہیں بن سکتی ہے۔ میں تو ہر وقت ٹھکرا دینے کے لئے تیار ہوں لیکن پروردگار کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے کنارہ کشی بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

میرے کردار میں اور غرض مند افراد کے کردار میں یہی فرق ہے کہ وہ اسلام کو ذاتی مصالح کے لئے استعمال کرتے ہیں اور میں اپنی مصلحت کو اس دنیا سے بالاتر تصور کرتا ہوں لہٰذا دنیا کو اسلامی مصالح کے لئے استعمال کرتا ہوں اور میرا اقدام ہمیشہ ظالم کے خلاف اور مظلوم کی حمایت میں ہوتا ہے۔

(۲) امیر المومنینؑ نے اپنا تعارف کسی دنیاوی شرف و کرامت کے ساتھ نہیں کرایا ہے بلکہ اپنے خصائص کو اپنے تعارف کا ذریعہ قرار دیا ہے تاکہ دنیا اس انداز گفتگو سے آشنا ہو جائے اور اسی لہجہ میں بات کرنے کی کوشش کرے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ تاریکیوں سے نکالنے اور بلندیوں تک پہنچانے کا کام اسی گھرانے نے انجام دیا ہے اور اور بھی بات یہ ہے کہ "علیؑ" کے علاوہ اور بلندیوں تک لیجانے والا کون ہو سکتا ہے۔ یہ کام یا تو وہ پیغمبر کرے گا جو معراج کی بلندیوں تک جا چکا ہو یا وہ وصی انجام دے سکتا ہے جسے رسولِ اکرمؐ کے دوش پر معراج حاصل ہو چکی ہو۔

مصادر خطبہ ۴ ارشاد شیخ مفیدؒ ص۱۲۶ ، المسترشد الطبری ص۹۵

دنیا ان کی نگاہوں میں آراستہ ہوگئی اور اس کی چمک دمک نے انھیں لبھا لیا۔

آگاہ ہو جاؤ وہ خدا گواہ ہے جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور ذی روح کو پیدا کیا ہے کہ اگر حاضرین کی موجودگی اور انصار کے وجود سے حجت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور اللہ کا اہل علم سے یہ عہد نہ ہوتا کہ خبردار ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر چین سے نہ بیٹھنا تو میں آج بھی اس خلافت کی رسی کو اسی کی گردن پر ڈال کر ہنکا دیتا اور اس کے آخر کو اول ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے[۱۱]

۵۔ کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر ایک عراقی باشندہ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے آپ کو ایک خط دیا جس کے بارے میں خیال ہے کہ اس میں کچھ فوری جواب طلب مسائل تھے۔ چنانچہ آپ نے اس خط کو پڑھنا شروع کر دیا اور جب فارغ ہوئے تو ابن عباس نے عرض کی کہ حضور بیان جاری رہے؟ فرمایا کہ افسوس ابن عباس یہ تو ایک شقشقہ تھا جو ابھر کر دب گیا۔

(شقشقہ اونٹ کے منہ میں وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو غصہ اور ہیجان کے وقت باہر نکل آتا ہے۔)

ابن عباس کہتے ہیں کہ بخدا قسم مجھے کسی کلام کے ناتمام رہ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہوا جتنا افسوس اس امر پر ہوا کہ امیر المومنینؑ اپنی بات پوری نہ فرما سکے اور آپ کا کلام ناتمام رہ گیا۔

. . . .

سید شریف رضیؒ فرماتے ہیں کہ امیر المومنینؑ کے ارشاد "ان اشنق لھا ......" کا مفہوم یہ ہے کہ اگر ناقہ پر مہار کھینچنے میں سختی کی جائے گی اور وہ سرکشی پر آمادہ ہو جائے گا تو اس کی ناک زخمی ہو جائے گی اور اگر ڈھیلا چھوڑ دیا جائے تو اختیار سے باہر نکل جائے گا۔ عرب "اشنق الناقہ" اسی موقع پر استعمال کرتے ہیں جب اس کے سر کو مہار کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے اور وہ سر اٹھا لیتا ہے۔ اس کیفیت کو "شنقھا" سے بھی تعبیر کرتے ہیں جیسا کہ ابن السکیت نے "اصلاح المنطق" میں بیان کیا ہے۔ لیکن امیر المومنینؑ نے اس میں ایک لام کا اضافہ کر دیا ہے "اشنق لھا" تاکہ بعد کے جملہ "اسلس لھا" سے ہم آہنگ ہو جائے اور فصاحت کا نظام درہم برہم نہ ہونے پائے۔

۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جو فصیح ترین کلمات میں شمار ہوتا ہے اور جس میں لوگوں کو نصیحت کی گئی ہے اور انھیں گمراہی سے ہدایت کے راستہ پر لایا گیا ہے۔

(طلحہ و زبیر کی بغاوت اور قتل عثمانؓ کے پس منظر میں فرمایا) تم لوگوں نے ہماری ہی وجہ سے تاریکیوں میں ہدایت کا راستہ پایا ہے اور بلندی کے کوہان پر قدم جمائے ہیں اور ہماری ہی وجہ سے اندھیری راتوں سے اجالے کی طرف باہر آئے ہو[۱۲]

أَنْفَجَرْتُمْ (انفجرتم) عَنِ السِّرَارِ وُقِرَ سَمْعٌ لَمْ يَفْقَهِ (يسمع) الْوَاعِيَةَ، وَكَيْفَ يُرَاعِي النَّبْأَةَ مَنْ أَصَمَّتْهُ الصَّيْحَةُ؟ رُبِطَ جَنَانٌ لَمْ يُفَارِقْهُ الْخَفَقَانُ. مَا زِلْتُ أَنْتَظِرُ بِكُمْ عَوَاقِبَ الْغَدْرِ، وَأَتَوَسَّمُكُمْ بِحِلْيَةِ الْمُغْتَرِّينَ، حَتَّى سَتَرَنِي عَنْكُمْ جِلْبَابُ الدِّينِ[1]، وَبَصَّرَنِيكُمْ صِدْقُ النِّيَّةِ. أَقَمْتُ لَكُمْ عَلَى سَنَنِ الْحَقِّ فِي جَوَادِّ الْمَضَلَّةِ، حَيْثُ تَلْتَقُونَ وَلَا دَلِيلَ، وَتَحْتَفِرُونَ وَلَا تُمِيهُونَ.

الْيَوْمَ أُنْطِقُ لَكُمُ الْعَجْمَاءَ ذَاتَ الْبَيَانِ! عَزَبَ (غرب) رَأْيُ امْرِئٍ تَخَلَّفَ عَنِّي! مَا شَكَكْتُ فِي الْحَقِّ مُذْ أُرِيتُهُ! لَمْ يُوجِسْ مُوسَى[2] «ع» خِيفَةً عَلَى نَفْسِهِ، بَلْ أَشْفَقَ مِنْ غَلَبَةِ الْجُهَّالِ وَدُوَلِ الضَّلَالِ! الْيَوْمَ تَوَاقَفْنَا عَلَى سَبِيلِ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ. مَنْ وَثِقَ بِمَاءٍ لَمْ يَظْمَأْ!

٥

ومن خطبة له «ع»

لما قبض رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم و خاطبه العباس و ابو سفيان ابن حرب في أن يبايعا له بالخلافة

النهي عن الفتنة «ع»

أَيُّهَا النَّاسُ، شُقُّوا أَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاةِ، وَعَرِّجُوا عَنْ طَرِيقِ الْمُنَافَرَةِ، وَضَعُوا تِيجَانَ الْمُفَاخَرَةِ. أَفْلَحَ مَنْ نَهَضَ بِجَنَاحٍ، أَوِ اسْتَسْلَمَ فَأَرَاحَ. هَذَا مَاءٌ آجِنٌ، وَلُقْمَةٌ يَغَصُّ بِهَا آكِلُهَا. وَمُجْتَنِي الثَّمَرَةِ لِغَيْرِ وَقْتِ إِينَاعِهَا كَالزَّارِعِ بِغَيْرِ أَرْضِهِ.

خلقه و علمه

فَإِنْ أَقُلْ يَقُولُوا: حَرَصَ[3] عَلَى الْمُلْكِ، وَإِنْ أَسْكُتْ يَقُولُوا:

سرار - مہینہ کی آخری راتیں جن کے بعد چاند نظر آتا ہے۔ گویا خلفاء کے بعد امیرالمومنینؑ کی حیثیت اس چاند کی ہے جو تین اندھیری راتوں کے بعد برآمد ہوتا ہے اور قوم کے لئے عید کا پیغام لے کر آتا ہے۔

(۱) امیرالمومنینؑ اور قوم کے درمیان ایک دینداری کی چادر تھی جو حائل ہو گئی تھی یا اس لئے کہ قوم دینداری کی طرف دیکھنا نہیں چاہتی تھی یا اس لئے کہ قوم نے دین کی چادر اوڑھ لی تھی اور حضرت اس کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تھے اور اس طرح درمیان میں ایک حجاب حائل ہو گیا تھا لیکن آپ دینی بصیرت سے حالات کا مکمل جائزہ لے رہے تھے۔

(۲) یہ ان لوگوں کے حالات پر تنقید ہے جو ساری زندگی شک میں مبتلا رہے اور انہیں کبھی حق کا ایقان حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے اپنے سکوت کو جناب موسیٰ کے حالات سے تشبیہ دی ہے کہ موسیٰ کو اپنی حقانیت میں شک نہیں تھا اور نہ جادوگروں سے ہار جانے کا خطرہ تھا۔ خطرہ صرف یہ تھا کہ جاہل قوم جادو کو معجزہ نہ سمجھ بیٹھے اور ہمیشہ کے لئے گمراہ نہ ہو جائے۔

(۳) امیرالمومنینؑ نے اس عظیم نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انقلابی تحریک کے لئے حالات کا تجزیہ بنیادی شرط ہوتا ہے اس کے بغیر انقلاب ناکام تو ہو سکتا ہے کارآمد نہیں ہو سکتا۔

میرا سکوت بالکل سرکار دو عالمؐ کا مکہ کا سکوت تھا جہاں کفار و مشرکین نے مصائب و مظالم کے سارے ریکارڈ توڑ دئے تھے لیکن آپ نہایت خاموشی سے اپنا کام انجام دے رہے تھے اور کسی پر پتھر مارنے کا ارادہ بھی نہیں کیا بلکہ صبر و ضبط ہی سے کام لیتے رہے اور اسی کے نتیجہ میں ایکدم سارا فضا آوازِ توحید سے گونج اٹھی۔ میں بھی وقت اور حالات کو پہچانتا ہوں۔ وقت آجائے گا تو کسی مشورہ کا انتظار نہ کروں گا اور کسی کے مشورہ کی پروا بھی نہ کروں گا۔

مصادر خطبہ ۵ تذکرۃ الخواص باب ششم، احتجاج طبرسی ۱ ص ۱۲۷، المحاسن والمساوی بیہقی ۲ ص ۱۳۹

وہ کان بہرے ہو جائیں جو پکارنے والے کی آواز نہ سُن سکیں اور وہ لوگ بھلا دھیمی آواز کو کیا سُن سکیں گے جن کے کان بلند ترین آوازوں کے سامنے بھی بہرے ہو رہے ہوں۔ مطمئن دل وہی ہوتا ہے جو یادِ الٰہی اور خوفِ خدا میں مسلسل دھڑکتا رہتا ہے۔ میں روزِ اول سے تمہاری غداری کے انجام کا انتظار کر رہا ہوں اور تمہیں فریب خوردہ لوگوں کے انداز سے پہچان رہا ہوں۔ مجھے تم سے دینداری کی چادر نے پوشیدہ کر دیا ہے لیکن صدقِ نیت نے میرے لئے تمہارے حالات کو آئینہ کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے لئے گمراہی کی منزلوں میں حق کے راستوں پر قیام کیا ہے جہاں تم ایک دوسرے سے ملتے تھے لیکن کوئی راہنما نہ تھا اور کنواں کھودتے تھے لیکن پانی نصیب نہ ہوتا تھا۔

آج میں تمہارے لئے اپنی اس زبانِ خاموش کو گویا بنا رہا ہوں جس میں بڑی قوتِ بیان ہے۔ یاد رکھو کہ اس شخص کی رائے گم ہو گئی ہے جس نے مجھ سے روگردانی کی ہے۔ میں نے روزِ اول سے آج تک حق کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا ہے۔ (میرا سکوت مثلِ موسیٰ ہے) موسیٰ کو اپنے نفس کے بارے میں خوف نہیں تھا۔ انہیں دربارِ فرعون میں صرف یہ خوف تھا کہ کہیں جاہل جادوگر اور گمراہ حکام عوام کی عقلوں پر غالب نہ آجائیں۔ آج ہم سب حق و باطل کے راستہ پر آمنے سامنے ہیں اور یاد رکھو جسے پانی پر اعتماد ہوتا ہے وہ پیاسا نہیں رہتا ہے۔

۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جو آپ نے وفات پیغمبر اسلام کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا جب عباس اور ابوسفیان نے آپ سے بیعت لینے کا مطالبہ کیا تھا

ایہا الناس! فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر نکل جاؤ اور منافرت کے راستوں سے الگ رہو۔ باہمی فخر و مباہات کے تاج اتار دو کہ کامیابی اسی کا حصہ ہے جو اٹھے تو بال و پر کے ساتھ اٹھے ورنہ کرسی کو دوسروں کے حوالے کر کے اپنے کو آزاد کر لے۔ یہ پانی بڑا گندہ ہے اور اس لقمہ میں اچھو لگ جانے کا خطرہ ہے اور یاد رکھو کہ ناوقت پھل چننے والا ایسا ہی ہے جیسے نامناسب زمین میں زراعت کرنے والا۔

(میری مشکل یہ ہے کہ) میں بولتا ہوں تو کہتے ہیں کہ اقتدار کی لالچ رکھتے ہیں اور خاموش ہو جاتا ہوں تو کہتے ہیں کہ موت سے ڈر گئے ہیں۔

ؔ امیرالمومنینؑ نے حالات کی وہ بہترین تصویر کشی کی ہے جس کی طرف ابوسفیان جیسے افراد متوجہ نہیں تھے یا سازشوں کا پردہ ڈالنا چاہتے تھے آپ نے واضح لفظوں میں فرمایا کہ مجھے اس مطالبۂ بیعت اور وعدہ نصرت کا انجام معلوم ہے اور میں اس وقت قیام کو ناوقت قیام تصور کرتا ہوں جس کا کوئی مثبت نتیجہ نکلنے والا نہیں ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ انسان پہلے بال و پر تلاش کرے اس کے بعد اڑنے کا ارادہ کرے ورنہ خاموش ہو کر بیٹھ جائے کہ اسی میں عافیت ہے اور یہی تقاضائے عقل و منطق ہے۔ میں اس طعن و طنز سے بھی باخبر ہوں جو میرے اقدامات کے بارے میں استعمال ہو رہے ہیں لیکن میں کوئی جذباتی انسان نہیں ہوں کہ ان جملوں سے گھبرا جاؤں۔ میں مشیت الٰہی کا پابند ہوں اور اس کے خلاف ایک قدم آگے نہیں بڑھا سکتا ہوں۔

جَزَعٍ مِنَ الْمَوْتِ، هَيْهَاتَ[1] بَعْدَ اللَّتَيَّا وَالَّتِي، وَاللهِ لَابْنُ أَبِي طَالِبٍ آنَسُ بِالْمَوْتِ مِنَ الطِّفْلِ بِثَدْيِ أُمِّهِ، بَلِ انْدَمَجْتُ عَلَى مَكْنُونِ عِلْمٍ لَوْ بُحْتُ بِهِ لَاضْطَرَبْتُمُ اضْطِرَابَ الْأَرْشِيَةِ فِي الطَّوِيِّ الْبَعِيدَةِ.

٦

و من كلام له «عليه السلام»

لما اشير عليه بأن لا يتبع طلحة و الزبير و لا يرصد لهما القتال

و فيه يبين عن صفته بأنه «عليه السلام» لا يخدع

وَاللهِ لَا أَكُونُ كَالضَّبُعِ تَنَامُ عَلَى طُولِ اللَّدْمِ، حَتَّى يَصِلَ إِلَيْهَا طَالِبُهَا، وَيَخْتِلَهَا رَاصِدُهَا، وَلَكِنِّي أَضْرِبُ بِالْمُقْبِلِ إِلَى الْحَقِّ الْمُدْبِرَ عَنْهُ، وَبِالسَّامِعِ الْمُطِيعِ الْعَاصِيَ الْمُرِيبَ أَبَداً، حَتَّى يَأْتِيَ[2] عَلَيَّ يَوْمِي. فَوَاللهِ مَا زِلْتُ مَدْفُوعاً عَنْ حَقِّي، مُسْتَأْثَراً عَلَيَّ، مُنْذُ قَبَضَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَوْمِ النَّاسِ هَذَا.[3]

٧

و من خطبة له «عليه السلام»

يذم فيها اتباع الشيطان

اِتَّخَذُوا الشَّيْطَانَ لِأَمْرِهِمْ مِلَاكاً، وَاتَّخَذَهُمْ لَهُ أَشْرَاكاً، فَبَاضَ وَفَرَّخَ فِي صُدُورِهِمْ، وَدَبَّ وَدَرَجَ فِي حُجُورِهِمْ، فَنَظَرَ بِأَعْيُنِهِمْ، وَنَطَقَ بِأَلْسِنَتِهِمْ، فَرَكِبَ بِهِمُ الزَّلَلَ، وَزَيَّنَ لَهُمُ الْخَطَلَ، فِعْلَ مَنْ قَدْ شَرِكَهُ الشَّيْطَانُ فِي سُلْطَانِهِ، وَنَطَقَ بِالْبَاطِلِ عَلَى لِسَانِهِ.[4]

(۱) امیر المومنینؑ جیسے بہادر پر موت کا الزام جس نے اپنی جرأت کا اظہار شب ہجرت سے شروع کیا ہے اور اس کا سلسلہ اسلام کے آخری معرکہ تک برقرار رکھا ہے اور جس کی مدح میں آسمان نے لا فتیٰ الا علیؑ کی آواز بلند کی ہے۔ یقیناً ایک افسوسناک واقعہ ہے۔

(۲) رسول اکرمؐ نے آپ کو ان تمام حالات کی اطلاع دیدی تھی جو انسانوں کے لئے ناقابل تصور تھے بھلا کون سوچ سکتا تھا کہ اصحاب کرام نفس رسولؐ سے انحراف کریں گے یا زوجۂ رسولؐ نفس رسولؐ کے مقابلہ میں میدان میں آجائیں گی یہی وہ حالات تھے جو انسان کے دل کو لرزا دینے والے تھے اور جن کا تحمل امیر المومنینؑ کے علاوہ کوئی انسان نہ کر سکتا تھا۔

(۳) امیر المومنینؑ نے باغیوں کی سرکوبی کیلئے عراق کا ارادہ کیا تو بزدل اور مصلحت پرست افراد نے آپ کو مدینہ میں بیٹھنے کا مشورہ دیدیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ذلت آمیز مشورہ ہے اور میرے لئے قابل قبول نہیں ہے۔ میں میدان جہاد میں قدم رکھوں گا اور باطل کو اس کی شرارت کا مزہ چکھاؤں گا۔ میں نے بہت ظلم برداشت کیا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ظالموں کو ان کے کیفر کردار تک پہنچا دیا جائے۔

(۴) انسانی دنیا میں دو طرح کے کردار پائے جاتے ہیں۔ ایک ایمانی کردار ہوتا ہے جہاں انسان اس منزل پر پہنچ جاتا ہے جسے عین اللہ، ید اللہ اور نفس اللہ کی منزل کہا جاتا ہے اور ایک شیطانی کردار ہوتا ہے جہاں انسان اس طرح شیطان کا آلۂ کار بن جاتا ہے کہ شیطان اس کے سینہ میں انڈے دیتا ہے اور اسی کی گود میں اپنے بچوں کو پالتا ہے اور پھر اسی کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور اسی کی زبان سے بولتا ہے۔

انسانی دنیا میں ایسے کردار بھی ہمیشہ رہے ہیں جیسے کی طرف حضرت ابوبکرؓ نے بھی اشارہ کیا تھا کہ "ان لی شیطاناً" "ایک شیطان برابر میرے ساتھ لگا رہتا ہے اور مجھے بہکاتا رہتا ہے" یا جس کا مصداق وہ شامی سربراہ بھی تھا جس نے نفس رسولؐ پر سب و شتم کو سنت صحابہ کا درجہ دیدیا تھا اور خود علیؑ کے کردار میں کونسا عمل باعث سب و شتم تھا۔ ان کا علم یا ان کی شجاعت یا ان کا کرم یا ان کا پاکیزہ حسب نسب جس نے انہیں نفس رسولؐ اور مولود کعبہ کی منزل تک پہنچا دیا تھا۔

مصادر خطبہ ۵: تاریخ طبری حوادث ۱۱ھ ، ص ۲۱۸ ، غریب الحدیث ابوعبید القاسم بن سلام ، صحاح جوہری (متوفی قبل اشاعت نہج البلاغہ) امالی طوسی ۱ ص ۲ ، الغریبین ابوعبید اللہ الہروی ، کامل ۳ ص ۱۲۳ ، ثمار القلوب ثعالبی ص ۳۴۳ ، المسترشد طبری ص ۳۳

مصادر خطبہ ۷: ربیع الابرار زمخشری جلد ۱ ورق ۱۰۹ ، نہایۃ فی غریب الحدیث ۲ ص ۸

افسوس اب یہ بات جب میں تمام مراحل دیکھ چکا ہوں۔ خدا کی قسم ابوطالب کا فرزند موت سے اس سے زیادہ مانوس ہے جتنا بچہ سرچشمۂ حیات سے مانوس ہوتا ہے۔ البتہ میرے سینہ کی تہوں میں ایک ایسا پوشیدہ علم ہے جو مجھے مجبور رکھے ہوئے ہے ورنہ اسے ظاہر کر دوں تو تم اسی طرح لرزنے لگو گے جس طرح گہرے کنویں میں رسی تھرتھراتی اور لرزتی ہے۔

۶۔ حضرت کا ارشاد گرامی

جب آپ کو مشورہ دیا گیا کہ طلحہ و زبیر کا پیچھا نہ کریں اور ان سے جنگ کا بندوبست نہ کریں

خدا کی قسم میں اس بجو[1] کے مانند نہیں ہو سکتا جس کا شکاری مسلسل کھٹکھٹاتا رہتا ہے اور وہ آنکھ بند کئے پڑا رہتا ہے یہاں تک کہ گھات لگانے والا اسے پکڑ لیتا ہے۔ میں حق کی طرف آنے والوں کے ذریعہ انحراف کرنے والوں پر اور اطاعت کرنے والوں کے سہارے معصیت کار تشکیک کرنے والوں پر مسلسل ضرب لگاتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا آخری دن آجائے۔ خدا گواہ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے حق سے محروم رکھا گیا ہوں اور دوسروں کو مجھ پر مقدم کیا گیا ہے جب سے سرکار دو عالمؐ کا انتقال ہوا ہے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔

۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں شیطان کے پیروکاروں کی مذمت کی گئی ہے

ان لوگوں نے شیطان کو اپنے امور کا مالک و مختار بنا لیا ہے اور اس نے انہیں اپنا آلۂ کار قرار دے لیا ہے اور انہیں کے سینوں میں انڈے بچے دیئے[2] ہیں اور وہ انہیں کی آغوش میں پلے بڑھے ہیں۔ اب شیطان انہیں کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور انہیں کی زبان سے بولتا ہے۔ انہیں لغزش کی راہ پر لگا دیا ہے اور ان کے لئے غلط باتوں کو آراستہ کر دیا ہے جیسے کہ اس نے انہیں اپنے کاروبار شریک بنا لیا ہو اور اپنے حرف باطل کو انہیں کی زبان سے ظاہر کرتا ہو۔

[1] بجو کو عربی میں ام عامر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کے شکار کا طریقہ یہ ہے کہ شکاری اس کے گرد گھیرا ڈال کر زمین کو تھپتھپاتا ہے اور وہ اندر سوراخ میں گھس کر بیٹھ جاتا ہے۔ پھر شکاری اعلان کرتا ہے کہ ام عامر نہیں ہے اور وہ اپنے کو سویا ہوا ظاہر کرنے کے لئے پیر پھیلا دیتا ہے اور شکاری اس کے پیر میں رسی باندھ کر کھینچ لیتا ہے۔ یہ انتہائی احمقانہ عمل ہوتا ہے جس کی بنا پر بجو کو حماقت کی مثال بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ جہاد سے غافل ہو کر خانہ نشین ہو جانا اور شام کے لشکروں کو مدینہ کا راستہ بتا دینا ایک بجو کا عمل تو ہو سکتا ہے لیکن عقل کل اور باب مدینۃ العلم کا کردار نہیں ہو سکتا ہے۔

[2] شیطانوں کی تخلیق میں انڈے بچے ہوتے ہیں یا نہیں، یہ مسئلہ اپنی جگہ پر قابل تحقیق ہے لیکن حضرت کی مراد یہ ہے کہ شیاطین اپنے معنوی بچوں کو انسانی معاشرہ سے الگ کسی ماحول میں نہیں رکھتے ہیں بلکہ ان کی پرورش اسی ماحول میں کرتے ہیں اور پھر انہیں کے ذریعہ اپنے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں۔

زمانہ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ شیاطین زمانہ اپنی اولاد کو مسلمانوں کی آغوش میں پالتے ہیں اور مسلمانوں کی اولاد کو اپنی گود میں پالتے ہیں تاکہ مستقبل میں انہیں مکمل طور پر استعمال کیا جا سکے اور اسلام کو اسلام کے ذریعہ فنا کیا جا سکے جس کا سلسلہ کل کے شام سے شروع ہوا تھا اور آج کے عالم اسلام تک جاری و ساری ہے۔

۸

و من كلام له (عليه السلام)

يعني به الزبير في حال اقتضت ذلك و يدعوه للدخول في البيعة ثانية

يَزْعُمُ أَنَّهُ قَدْ بَايَعَ بِيَدِهِ، وَ لَمْ يُبَايِعْ بِقَلْبِهِ، فَقَدْ أَقَرَّ بِالْبَيْعَةِ، وَ ادَّعَى الْوَلِيجَةَ فَلْيَأْتِ عَلَيْهَا بِأَمْرٍ يُعْرَفُ، وَ إِلَّا فَلْيَدْخُلْ فِيمَا خَرَجَ مِنْهُ.

۹

و من كلام له (عليه السلام)

في صفته و صفة خصومه و يقال إنها في اصحاب الجمل

وَ قَدْ أَرْعَدُوا وَ أَبْرَقُوا، وَ مَعَ هذَيْنِ الْأَمْرَيْنِ الْفَشَلُ، وَ لَسْنَا نُرْعِدُ حَتَّى نُوقِعَ، وَ لَا نُسِيلُ حَتَّى نُمْطِرَ.

۱۰

و من خطبة له (عليه السلام)

يريد الشيطان او يكني به عن قوم

أَلَا وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ جَمَعَ حِزْبَهُ، وَ اسْتَجْلَبَ خَيْلَهُ وَ رَجِلَهُ، وَ إِنَّ مَعِي لَبَصِيرَتِي: مَا لَبَّسْتُ عَلَى نَفْسِي، وَ لَا لُبِّسَ عَلَيَّ. وَ ايْمُ اللَّهِ لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضاً أَنَا مَاتِحُهُ! لَا يَصْدُرُونَ عَنْهُ، وَ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ.

۱۱

و من كلام له (عليه السلام)

لابنه محمد بن الحنفية لما أعطاه الراية يوم الجمل

تَزُولُ الْجِبَالُ وَ لَا تَزُلْ! عَضَّ عَلَى نَاجِذِكَ. أَعِرِ اللَّهَ جُمْجُمَتَكَ. تِدْ فِي الْأَرْضِ قَدَمَكَ. ارْمِ بِبَصَرِكَ أَقْصَى الْقَوْمِ، وَ غُضَّ بَصَرَكَ، وَ اعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ.

(۱) دنیا کے چند ایک انتہائی افسوسناک اور شرمناک کرداروں میں سے ایک زبیر کا کردار بھی ہے جس نے رسول اکرمؐ کے بعد بیعت [illegible] انکار کرکے امیر المومنینؑ کا کھل کر ساتھ دیا اور حکومت وقت سے مقابلہ بھی کیا۔ لیکن جیسے ہی خلیفہ دوم نے شوریٰ کے افراد میں اس کا نام لے لیا اسے یہ خواہش بھی پیدا ہوگئی کہ میں خود بھی خلافت کے قابل ہوں لہٰذا دوسرے کی حمایت کرنے کی کیا ضرورت ہے اور حضرت علیؑ سے الگ ہونے کے راستے تلاش کرنے لگا۔ ادھر حضرت عائشہ نے بھی [illegible] ڈال دی اور مزید حوصلہ افزائی فرما دی جس کے بعد بغاوت کا اظہار بھی ضروری ہوگیا لیکن اس قدر جرأت بھی نہ تھی کہ بیعت سے کھلا انکار کرے لہٰذا جھوٹ کے بجائے منافقت کا سہارا لیا اور منافقت کا انجام بہرحال برا ہوتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نے فرمایا کہ بیعت کا ثبوت ہے اور دل سے بیعت نہ کرنے کا ثبوت درکار ہے اور چونکہ دل کے حالات کا اثبات ناممکن ہے لہٰذا بیعت میں واپس آجانا ہی ضروری ہے۔

زبیر کے بیان سے اتنا ضرور واضح ہوگیا کہ اس قوم کے دل و زبان کی دنیا الگ الگ ہے اور یہ ایسا مجبور ہے کہ اس کا اسلام بھی خیالی اور زبانی ہے اور دل نے ساتھ نہیں دیا ہے جیسے کہ قرآن و تاریخ میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

(۲) حقیقت امر یہ ہے کہ میدان جہاد حضرت علیؑ کا میدان ہے اور اس میدان میں آپ کے سامنے کوئی شخص [illegible] ٹھہر سکتا ہے اور کبھی [illegible] اسلام یا دشمنان اسلام کا حملہ ہوا یا [illegible] آپ سے [illegible] کا ارادہ نہیں کر سکتا ہے چہ جائیکہ معاویہ کے بے غیرت افراد کا انجام ہوا جنہوں نے جان بچانے کے لئے عجیب و غریب وسائل استعمال کئے اور بہرحال پھر کبھی مقابلہ میں آنے کا ارادہ نہیں کیا۔

(۳) محمد حنفیہ حضرت کی شجاعت کے نمونہ تھے۔ ان کی والدہ کا نام خولہ بنت جعفر تھا جو قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں اور گرفتار ہوکر آئی تھیں اور آپ نے انہیں آزاد کرکے ان سے عقد فرمایا تھا اور انہیں کی نسبت سے مشہور ہوگئے ہیں۔

انتہائی بہادر [illegible] اسلام [illegible] تھے۔ کبھی امامت کا تصور بھی نہیں کیا اور واقعہ کربلا کے بعد امام زین العابدینؑ کے ساتھ حجر اسود کے پاس گئے اور ان کی امامت کا اعلان بھی کردیا تھا۔ جناب مختار کے انتقام پر [illegible] امامت [illegible] مقصود [illegible] نہیں تھا بلکہ امام سجادؑ کی مجبوری کی بنا پر تھا کہ وہ مسلح اقدام کی حمایت نہیں کر سکتے تھے۔ امیرالمومنینؑ [illegible] کے ذریعہ آنکھوں (امام حسنؑ و امام حسینؑ) کا تحفظ کیا جاتا ہے۔

مصادر خطبہ ۸ الجمل واقدی ۔ الجمل مفید ص ۱۶۶ ، فتوح ابن اعثم

مصادر خطبہ ۹ [illegible] الابصار [illegible] ۔ ربیع الابرار زمخشری جزء چہارم [illegible]

۸۔ آپ کا ارشاد گرامی (لہ) زبیر کے بارے میں

جب ایسے حالات پیدا ہوگئے اور اسے دوبارہ بیعت کے دائرہ میں داخل کرنے کی ضرورت پڑی۔

زبیر کا خیال یہ ہے کہ اس نے صرف ہاتھ سے میری بیعت کی ہے اور دل سے بیعت نہیں کی ہے۔ تو بیعت کا تو بہرحال اقرار کرلیا ہے۔ اب صرف دل کے کھوٹ کا ادعا کرتا ہے تو اسے اس کا واضح ثبوت فراہم کرنا پڑے گا ورنہ اسی بیعت میں دوبارہ داخل ہونا پڑے گا جس سے نکل گیا ہے۔

۹۔ آپ کے کلام کا ایک حصہ

جس میں اپنے اور بعض مخالفین کے اوصاف کا تذکرہ فرمایا ہے اور شاید اس سے مراد اہل جمل ہیں۔

یہ لوگ بہت گرجے اور بہت چمکے لیکن آخر میں ناکام ہی رہے جبکہ ہم اس وقت تک گرجتے نہیں ہیں جب تک دشمن پر ٹوٹ نہ پڑیں اور اس وقت تک لفظوں کی روانی نہیں دکھلاتے جب تک برس نہ پڑیں۔

۱۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس کا مقصد شیطان ہے یا شیطان صفت کوئی گروہ

آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان نے اپنے گروہ کو جمع کرلیا ہے اور اپنے پیادہ و سوار سمیٹ لئے ہیں۔ لیکن پھر بھی میرے ساتھ میری بصیرت ہے۔ نہ میں نے کسی کو دھوکہ دیا ہے اور نہ واقعاً دھوکہ کھایا ہے اور خدا کی قسم میں ان کے لئے ایسے حوض کو چھلکاؤں گا جس کا پانی نکالنے والا بھی میں ہی ہوں گا کہ یہ نہ نکل سکیں گے اور نہ پلٹ کر آسکیں گے۔ (لہ)

۱۱۔ آپ کا ارشاد گرامی (لہ)

اپنے فرزند محمد بن الحنفیہ سے (میدان جمل میں علم لشکر دیتے ہوئے)

خبردار پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے تم نہ ہٹنا۔ اپنے دانتوں کو بھینچ لینا۔ اپنا کاسۂ سر اللہ کے حوالے کر دینا۔ زمین میں قدم گاڑ دینا۔ نگاہ آخر قوم پر رکھنا۔ آنکھوں کو بند رکھنا اور یہ یاد رکھنا کہ مدد اللہ ہی کی طرف سے آنے والی ہے۔

لہ حیرت کی بات ہے کہ جو انسان ایسے فنون جنگ کی تعلیم دیتا ہو اسے موت سے خوفزدہ ہونے کا الزام دیدیا جائے۔ امیرالمومنینؑ کی مکمل تاریخ حیات گواہ ہے کہ آپ سے بڑا شجاع و بہادر کائنات میں نہیں پیدا ہوا ہے۔ آپ موت کو سرچشمۂ حیات تصور کرتے تھے جس کی طرف بچہ فطری طور پر ہمکتا ہے اور اسے اپنی زندگی کا راز تصور کرتا ہے۔ آپ نے صفین کے میدان میں وہ تیغ کے جوہر دکھلائے ہیں جس نے ایک مرتبہ پھر بدر و احد و خندق و خیبر کی یاد تازہ کر دی تھی اور یہ ثابت کر دیا تھا کہ یہ بازو ۲۵ سال کے سکوت کے بعد بھی شل نہیں ہوئے ہیں اور یہ فن حرب کسی مشق و مہارت کا نتیجہ نہیں ہے۔

محمد حنفیہ سے خطاب کرکے یہ فرمانا کہ "پہاڑ ہٹ جائیں تم نہ ہٹنا" اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کی استقامت ان سے کہیں زیادہ پائیدار اور استوار ہے۔ دانتوں کو بھینچ لینے میں یہ اشارہ ہے کہ اس طرح رگوں کے تناؤ پر تلوار کا وار اثر نہیں کرتا ہے۔ کاسۂ سر کو عاریت دینے کا مطلب یہ ہے کہ مالک زندہ رکھنا چاہے گا تو دوبارہ یہ سر واپس لیا جا سکتا ہے ورنہ بندہ نے تو اس کی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے۔ آنکھوں کو بند رکھنے اور آخر قوم پر نگاہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ سامنے کے لشکر کو مت دیکھنا۔ بس یہ دیکھنا کہ کہاں تک جانا ہے اور کس طرح صفوں کو پامال کر دینا ہے۔

آخری فقرہ جنگ اور جہاد کے فرق کو نمایاں کرتا ہے کہ جنگ جو اپنی طاقت پر بھروسہ کرتا ہے اور مجاہد نصرت الٰہی کے اعتماد پر میدان میں قدم جماتا ہے اور جس کی خدا مدد کرے وہ کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۲

و من كلام له (ع)

لما أظفره الله بأصحاب الجمل، و قد قال له بعض أصحابه: و ددت أن أخي فلانا كان شاهدنا ليرى ما نصرك الله به على أعدائك

فقال له (ع): أَهَوَى أَخِيكَ مَعَنَا؟ فقال: نَعَمْ، قال: فَقَدْ شَهِدَنَا، وَ لَقَدْ شَهِدَنَا فِي عَسْكَرِنَا هَذَا أَقْوَامٌ (قوم) فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ، وَ أَرْحَامِ النِّسَاءِ، سَيَرْعَفُ بِهِمُ الزَّمَانُ، وَ يَقْوَى بِهِمُ الْإِيمَانُ.

۱۳

و من كلام له (ع)

في ذم أهل البصرة بعد وقعة الجمل

كُنْتُمْ جُنْدَ الْمَرْأَةِ، وَ أَتْبَاعَ الْبَهِيمَةِ، رَغَا فَأَجَبْتُمْ، وَ عُقِرَ فَهَرَبْتُمْ. أَخْلَاقُكُمْ دِقَاقٌ، وَ عَهْدُكُمْ شِقَاقٌ، وَ دِينُكُمْ نِفَاقٌ، وَ مَاؤُكُمْ زُعَاقٌ، وَ الْمُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ مُرْتَهَنٌ بِذَنْبِهِ، وَ الشَّاخِصُ عَنْكُمْ مُتَدَارَكٌ بِرَحْمَةٍ مِنْ رَبِّهِ. كَأَنِّي بِمَسْجِدِكُمْ كَجُؤْجُؤِ سَفِينَةٍ قَدْ بَعَثَ اللَّهُ عَلَيْهَا الْعَذَابَ مِنْ فَوْقِهَا وَ مِنْ تَحْتِهَا، وَ غَرِقَ مَنْ فِي ضِمْنِهَا.

وَ فِي رِوَايَةٍ: وَ ايْمُ اللَّهِ لَتَغْرَقَنَّ بَلْدَتُكُمْ حَتَّى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَسْجِدِهَا كَجُؤْجُؤِ سَفِينَةٍ، أَوْ نَعَامَةٍ جَاثِمَةٍ.

وَ فِي رِوَايَةٍ: كَجُؤْجُؤِ طَيْرٍ فِي لُجَّةِ بَحْرٍ.

وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: بِلَادُكُمْ أَنْتَنُ بِلَادِ اللَّهِ تُرْبَةً، أَقْرَبُهَا مِنَ الْمَاءِ، وَ أَبْعَدُهَا مِنَ السَّمَاءِ، وَ بِهَا تِسْعَةُ أَعْشَارِ الشَّرِّ، الْمُحْتَبَسُ فِيهَا

(۱) امیر المومنینؑ کے جہاد کا ایک امتیاز یہ بھی تھا کہ آپ جیسے اصلاب و ارحام پر بھی نگاہ رکھ کر تلوار چلاتے تھے۔ اور ان تمام چاہنے والوں کو شریک جہاد سمجھتے تھے جو ابھی اصلاب و ارحام میں تھے اور ان کو قتل نہیں کرتے تھے جن کے اصلاب سے کوئی مومن پیدا ہونے والا ہوتا تھا اور شاید اسی احتیاط کا اثر تھا کہ آج تک بدترین اصلاب سے بہترین افراد پیدا ہو رہے ہیں ورنہ کل اگر ذوالفقار نے عام تلواروں کا رنگ اختیار کر لیا ہوتا تو آج یہ سلسلہ ختم ہو جاتا اور شاید غیبت امام عصرؑ کی ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ قدرت اس وقت کا انتظار کر رہی ہے جب تمام صاحبان ایمان کفر کے صلب سے باہر آجائیں اور اس کے بعد ذوالفقار حیدری اپنی واقعی کاٹ کا مظاہرہ کرے۔

(۲) کس قدر ذلیل وہ انسان ہے جو جانور کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہے اور خطیب منبر سلونی کی آواز سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہے۔ یہ نتیجہ ہے اخلاق کی پستی، وعدہ و پیمان میں عہد شکنی اور دین میں نفاق کا جس کے بعد انسان ہر انسانی قدر سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۳) ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ بصرہ مولائے کائنات کے بعد دو مرتبہ غرق ہو چکا ہے۔ ایک مرتبہ القائم بامر اللہ کے زمانے میں اور ایک مرتبہ قادر باللہ کے زمانے میں اور دونوں مرتبہ مسجد جامع کا وہی نقشہ تھا جو امیر المومنینؑ نے اس خطبہ میں بیان کیا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مالک کائنات نے امام علیہ السلام کو اس علم غیب سے نوازا تھا جو سوائے محبوب اور پسندیدہ افراد کے کسی اور کو نہیں دیا جاتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۲ المحاسن برقی ۱ ص ۲۶۲ (کتاب مصابیح الظلم)

مصادر خطبہ ۱۳ الاخبار الطوال دینوری ص ۱۵۳، مروج الذہب مسعودی ۲ ص ۳۷۸، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۲۲۴، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۴، بحار مجلسی ۳۲، تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی، ارشاد مفید ص ۱۳۳، الجمل مفید ص ۲۱۰، احتجاج طبرسی ص ۲۵۱

۱۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب پروردگار نے آپ کو اصحاب جمل پر کامیابی عطا فرمائی اور آپ کے بعض اصحاب نے کہا کاش ہمارا فلاں بھائی بھی ہمارے ساتھ ہوتا تو وہ بھی دیکھتا کہ پروردگار نے کس طرح آپ کو دشمن پر فتح عنایت فرمائی ہے تو آپ نے فرمایا، کیا تیرے بھائی کی محبت بھی ہمارے ساتھ ہے؟ اس نے عرض کی بیشک! فرمایا تو وہ ہمارے ساتھ تھا اور ہمارے اس لشکر میں وہ تمام لوگ ہمارے ساتھ تھے جو ابھی مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم میں ہیں اور عنقریب زمانہ انہیں منظر عام پر لے آئے گا اور ان کے ذریعہ ایمان کو تقویت حاصل ہوگی۔ (۱)

۱۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

جس میں جنگ جمل کے بعد اہل بصرہ کی مذمت فرمائی ہے

افسوس تم لوگ ایک عورت کے سپاہی اور ایک جانور کے پیچھے چلنے والے تھے (۲) جس نے بلبلانا شروع کیا تو تم لبیک کہنے لگے اور وہ زخمی ہوگیا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے۔ تمہارے اخلاقیات پست۔ تمہارا عہد ناقابل اعتبار۔ تمہارا دین نفاق اور تمہارا پانی شور ہے۔ تمہارے درمیان قیام کرنے والا گویا گناہوں کے ہاتھوں رہن ہے اور تم سے نکل جانے والا گویا رحمت پروردگار کو حاصل کرلینے والا ہے۔ میں تمہاری اس مسجد کو اس عالم میں دیکھ رہا ہوں جیسے کشتی کا سینہ۔ جب خدا تمہاری زمین پر اوپر اور نیچے ہر طرف سے عذاب بھیجے گا اور سارے اہل شہر غرق ہو جائیں گے (۱)

(دوسری روایت میں ہے) خدا کی قسم تمہارا شہر غرق ہونے والا ہے یہاں تک کہ گویا میں اس کی مسجد کو ایک کشتی کے سینہ کی طرح یا ایک بیٹھے ہوئے شتر مرغ کی شکل میں دیکھ رہا ہوں:

(تیسری روایت میں) جیسے پرندہ کا سینہ سمندر کی گہرائیوں میں۔

ایک روایت میں آپ کا یہ ارشاد وارد ہوا ہے۔ تمہارا شہر خاک کے اعتبار سے سب سے زیادہ بدبودار ہے کہ پانی سے سب سے زیادہ قریب ہے اور آسمان سے سب سے زیادہ دور ہے۔ اس میں شر کے دس حصوں میں سے نو حصے پائے جاتے ہیں۔ اس میں مقیم گناہوں کے ہاتھوں گرفتار ہے۔

---

(۱) یہ دین اسلام کا ایک مخصوص امتیاز ہے کہ یہاں عذاب بدعملی کے بغیر نازل نہیں ہوتا ہے اور ثواب کا استحقاق عمل کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے اور عمل خیر کا دار و مدار صرف نیت پر رکھا گیا ہے بلکہ بعض اوقات تو نیت مومن کو اس کے عمل سے بھی بہتر قرار دیا گیا ہے کہ عمل میں ریاکاری کے امکانات پائے جاتے ہیں اور نیت میں کسی طرح کی ریاکاری نہیں ہوتی ہے اور شاید یہی وجہ ہے کہ پروردگار نے روزہ کو صرف اپنے لئے قرار دیا ہے اور اس کے اجر و ثواب کی مخصوص ذمہ داری اپنے اوپر رکھی ہے کہ روزہ میں نیت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور نیت میں اخلاص کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور اخلاص نیت کا فیصلہ کرنے والا پروردگار کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔

(۲) اہل بصرہ کا برتاؤ امیر المومنین کے ساتھ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے اور جنگ جمل اس کا بہترین ثبوت ہے لیکن امیر المومنین کے برتاؤ کے بارے میں ڈاکٹر طہٰ حسین کا بیان ہے کہ "آپ نے ایک کریم انسان کا برتاؤ کیا اور بیت المال کا مال دوست اور دشمن دونوں کے مستحقین میں تقسیم کر دیا اور زخمیوں پر حملہ نہیں کیا" اور حد یہ ہے کہ قیدیوں کو کنیز نہیں بنایا بلکہ نہایت احترام کے ساتھ مدینہ واپس کر دیا۔

(علیؑ و بنوہ طہٰ حسین)

بِذَنْبِهِ، وَالْخَارِجُ بِعَفْوِ اللّٰهِ. كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَىٰ قَرْيَتِكُمْ هٰذِهِ قَدْ طَبَّقَهَا الْمَاءُ، حَتّٰى مَا يُرَىٰ مِنْهَا إِلَّا شُرَفُ الْمَسْجِدِ، كَأَنَّهُ جُؤْجُؤُ طَيْرٍ فِي لُجَّةِ بَحْرٍ①

١٤

وَ مِن كلام له (عليه السلام)

في مثل ذلك

أَرْضُكُمْ قَرِيبَةٌ مِنَ الْمَاءِ، بَعِيدَةٌ مِنَ السَّمَاءِ. خَفَّتْ عُقُولُكُمْ، وَسَفِهَتْ حُلُومُكُمْ، فَأَنْتُمْ غَرَضٌ لِنَابِلٍ، وَأُكْلَةٌ لِآكِلٍ، وَفَرِيسَةٌ لِصَائِلٍ② (صائل)

١٥

وَ مِن كلام له (عليه السلام)

فيما رده على المسلمين من قطائع عثمان

وَاللّٰهِ لَوْ وَجَدْتُهُ قَدْ تُزُوِّجَ بِهِ النِّسَاءُ، وَمُلِكَ (تملك) بِهِ الْإِمَاءُ، لَرَدَدْتُهُ؛ فَإِنَّ فِي الْعَدْلِ سَعَةً. وَمَنْ ضَاقَ عَلَيْهِ الْعَدْلُ، فَالْجَوْرُ عَلَيْهِ أَضْيَقُ.

١٦

وَ مِن كلام له (عليه السلام)

لما بويع في المدينة وفيها يخبر الناس بعلمه بما تؤول اليه احوالهم

وفيها يقسمهم الى اقسام

ذِمَّتِي بِمَا أَقُولُ رَهِينَةٌ، وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ. إِنَّ مَنْ صَرَّحَتْ لَهُ الْعِبَرُ عَمَّا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْمَثُلَاتِ، حَجَزَتْهُ التَّقْوَىٰ عَنْ تَقَحُّمِ الشُّبُهَاتِ. أَلَا وَإِنَّ بَلِيَّتَكُمْ قَدْ عَادَتْ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَتُبَلْبَلُنَّ بَلْبَلَةً③

① ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ اُس دور کے جغرافیہ میں بصرہ سے زیادہ پست کوئی علاقہ زمین نہیں تھا جس کا انکشاف اہل فن نے آلات و وسائل سے کیا ہے اور امیرالمومنینؑ نے اپنے علم امامت کی بنیاد پر بیان کر دیا تھا جو آپ کے خصوصیات و امتیازات میں شامل ہے۔

② ظاہر ہے کہ جو قوم اس قدر بے غیرت ہو کہ ہر تیر انداز کا نشانہ، ہر بھوکے کا لقمہ اور ہر شکاری کا شکار بن جائے اسے قبضہ میں کر لینا کوئی بڑا کام نہیں تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ امیرالمومنینؑ دوسرے افراد کی طرح قوموں کا استحصال و استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ انہیں عقل و شعور کی منزلوں تک لے جانا چاہتے تھے اور یہ بات اہل بصرہ کے امکان سے باہر تھی۔ اسی لئے عائشہ نے اس سرزمین کا انتخاب کیا تھا اور اپنی بغاوت کا آغاز اسی علاقہ سے کیا تھا جس کے نتیجہ میں ایک دن میں تیس ہزار کے لشکر میں سے ۱۶ یا ۲۰ ہزار کو تہ تیغ ہونا پڑا جبکہ امیرالمومنینؑ کے سپاہیوں میں صرف ۵۰۰ یا ۱۰۷۰ افراد کام آئے۔

③ سرکار دو عالمؐ کی بعثت کے وقت عالم عرب ایک طویل جاہلیت کا شکار رہ چکا تھا اور اس کے دل و دماغ پر جاہلیت کے اثرات اس قدر گہرے ہو چکے تھے کہ ان کا زائل کرنا ممکن نہ تھا لیکن سرکار دو عالمؐ نے اپنی حکمت عملی سے حالات پر قابو حاصل کر لیا اور صورت حال کو یکسر تبدیل کر دیا۔ آج پھر وہی حالت ہے کہ سرکارؐ کے بعد امت ایک نئی جاہلیت کا شکار ہو گئی ہے اور اسلامی اقدار کا یکسر خاتمہ ہو گیا ہے۔ اب حالات کا قابو میں لانا کوئی آسان کام نہیں ہے اور اس سلسلہ میں شدید ترین آزمائشوں سے گزرنا پڑے گا جن کا برداشت کرنا بھی آسان نہیں ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵ کتاب الاوائل ابوہلال عسکری - دعائم الاسلام قاضی نعمان ۱ ص ۳۹۶، اثبات الوصیۃ مسعودی ص ۱۳۰

مصادر خطبہ ۱۶ البیان والتبیین ابوعثمان الجاحظ ۱ ص ۵۰، النہایہ ابن الاثیر ۱ ص ۱۳۲، الارشاد مفیدؒ ص ۱۳۹، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۲۳۶، العقد الفرید ابن عبدربہ ۲ ص ۱۶۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۵۴، روضۃ الکافی و اصول الکافی الکلینیؒ ۱ ص ۳۶۹، التحفۃ الکافی الدوانی ص ۱۱۱، قوت القلوب ابوطالب مکی ۱ ص ۴۹۹، کتاب الغیبہ النعمانی ص ۲۴، اثبات الوصیۃ مسعودی ص ۱۳۳، المسترشد ص ۱۰۴، الجمل المفیدؒ ص ۱۲۶، الجمل المدائنی، کتاب خطب علی المدائنی -

اور اس سے نکل جانے والا عفو الٰہی میں داخل ہو گیا۔ گویا میں تمہاری اس بستی کو دیکھ رہا ہوں کہ پانی نے اسے اس طرح ڈھانپ لیا ہے کہ مسجد کے کنگروں کے علاوہ کچھ نظر نہیں آرہا ہے اور وہ کنگرے بھی جس طرح پانی کی گہرائی میں پرندہ کا سینہ۔

۱۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایسے ہی ایک موقع پر)

تمہاری زمین پانی سے قریب تر اور آسمان سے دور ہے۔ تمہاری عقلیں ہلکی اور تمہاری دانائی احمقانہ ہے۔ تم ہر تیر انداز کا نشانہ، ہر بھوکے کا لقمہ اور ہر شکاری کا شکار ہو۔

۱۵۔ آپ کے کلام کا ایک حصہ

اس موضوع سے متعلق کہ آپ نے عثمانؓ کی جاگیروں کو مسلمانوں کو واپس دے دیا۔

خدا کی قسم اگر میں کسی مال کو اس حالت میں پاتا کہ اسے عورت کا مہر بنا دیا گیا ہے یا کنیز کی قیمت کے طور پر دیدیا گیا ہے تو بھی اسے واپس کرا دیتا اس لئے کہ انصاف میں بڑی وسعت پائی جاتی ہے اور جس کے لئے انصاف میں تنگی ہو اس کے لئے ظلم میں تو اور بھی تنگی ہوگی۔

۱۶۔ آپ کے کلام کا ایک حصہ

(اس وقت جب آپ کی مدینہ میں بیعت کی گئی اور آپ نے لوگوں کو بیعت کے مستقبل سے آگاہ کرتے ہوئے ان کی قسمیں بیان فرمائیں)

میں اپنے قول کا خود ذمہ دار اور اس کی صحت کا ضامن ہوں اور جس شخص پر گذشتہ اقوام کی سزاؤں نے عبرتوں کو واضح کر دیا ہو اسے تقویٰ شبہات میں داخل ہونے سے یقیناً روک دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ آج تمہارے لئے وہ آزمائشی دور پلٹ آیا ہے جو اس وقت تھا جب پروردگار نے اپنے رسولؐ کو بھیجا تھا۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تھا کہ تم سختی کے ساتھ تہ و بالا کئے جاؤ گے

اس سے زیادہ حماقت کیا ہو سکتی ہے کہ کل جس زبان سے قتل عثمانؓ کا فتویٰ سنا تھا آج اسی سے انتقام خون عثمانؓ کی فریاد سن رہے ہیں اور پھر بھی اعتبار کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ایک اونٹ کی حفاظت پر ہزاروں جانیں قربان کر رہے ہیں اور سرکار دو عالمؐ کے اس ارشاد گرامی کا احساس تک نہیں ہے کہ میری ازواج میں سے کسی ایک کی سواری کو دیکھ کر حوأب کے کتے بھونکیں گے اور وہ عائشہ ہی ہو سکتی ہیں۔

تاریخ کا مسلمہ ہے کہ امیر المومنینؑ جب بیت المال میں داخل ہوتے تھے تو سوئی، تاگا اور روٹی کے ٹکڑے تک تقسیم کر دیا کرتے تھے اور اس کے بعد جھاڑو دے کر دو رکعت نماز ادا کرتے تھے تاکہ یہ زمین روز قیامت علیؑ کے عدل و انصاف کی گواہی دے اور اسی بنیاد پر آپ نے عثمانؓ کی عطا کردہ جاگیروں کو واپسی کا حکم دیدیا اور صدقہ کے اونٹ عثمانؓ کے گھر سے واپس منگوا لئے کہ عثمانؓ کسی قیمت پر زکوٰۃ کے مستحق نہیں تھے۔

اگرچہ بعض ہوا خواہان بنی امیہ نے یہ سوال اٹھا دیا ہے کہ یہ انتہائی بے رحمانہ برتاؤ تھا جہاں یتیموں پر رحم نہیں کیا گیا اور ان کے قبضہ سے مال لے لیا گیا۔ لیکن اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ ظلم اور شقاوت کا مظاہرہ اس نے کیا ہے جس نے غربا و مساکین کا حق اپنے گھر میں جمع کر لیا ہے اور مال مسلمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ پھر یہ کوئی نیا حادثہ بھی نہیں ہے۔ کل پہلی خلافت میں بیٹی رسول اکرمؐ پر کب رحم کیا گیا تھا جو واقعاً فدک کی حقدار تھی اور اس کے بابا نے اسے یہ جاگیر حکم خدا سے عطا کر دی تھی۔ اولاد عثمانؓ تو حقدار بھی نہیں ہے لہٰذا کیا اولادِ عثمانؓ کا مرتبہ اولادِ رسولؐ سے بلند تر ہے یا ہر دور کے لئے ایک نئی شریعت مرتب کی جاتی ہے اور اس کا محور سرکاری مصالح اور جماعتی فوائد ہی ہوتے ہیں؟

وَلَتُغَرْبَلُنَّ غَرْبَلَةً، وَلَتُسَاطُنَّ سَوْطَ الْقِدْرِ حَتَّى يَعُودَ أَسْفَلُكُمْ أَعْلاكُمْ، وَأَعْلاكُمْ أَسْفَلَكُمْ، وَلَيَسْبِقَنَّ سَابِقُونَ كَانُوا قَصَّرُوا، وَلَيُقَصِّرَنَّ سَبَّاقُونَ كَانُوا سَبَقُوا. وَاللهِ مَا كَتَمْتُ وَشْمَةً، وَلا كَذَبْتُ كِذْبَةً، وَلَقَدْ نُبِّئْتُ بِهَذَا الْمَقَامِ وَهَذَا الْيَوْمِ. أَلا وَإِنَّ الْخَطَايَا خَيْلٌ شُمُسٌ حُمِلَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا، وَخُلِعَتْ لُجُمُهَا، فَتَقَحَّمَتْ بِهِمْ فِي النَّارِ. أَلا وَإِنَّ التَّقْوَى مَطَايَا ذُلُلٌ، حُمِلَ عَلَيْهَا أَهْلُهَا، وَأُعْطُوا أَزِمَّتَهَا، فَأَوْرَدَتْهُمُ الْجَنَّةَ. حَقٌّ وَبَاطِلٌ، وَلِكُلٍّ أَهْلٌ، فَلَئِنْ أَمِرَ الْبَاطِلُ لَقَدِيماً فَعَلَ، وَلَئِنْ قَلَّ الْحَقُّ فَلَرُبَّمَا وَلَعَلَّ، وَلَقَلَّمَا أَدْبَرَ شَيْءٌ فَأَقْبَلَ!

قال السيد الشريف: وأقول: إن في هذا الكلام الأدنى من مواقع الإحسان ما لا تبلغه مواقع الاستحسان، وإن حظ العجب منه أكثر من حظ العجب به، وفيه - مع الحال التي وصفنا - زوائد من الفصاحة لا يقوم بها لسان، ولا يطلع فجها إنسان، ولا يعرف ما أقول إلا من ضرب في هذه الصناعة بحق، وجرى فيها على عرق، «وما يعقلها إلا العالمون».

ومن هذه الخطبة وفيها يقسم الناس إلى ثلاثة أصناف

شُغِلَ مَنِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ أَمَامَهُ! سَاعٍ سَرِيعٌ نَجَا، وَطَالِبٌ بَطِيءٌ رَجَا، وَمُقَصِّرٌ فِي النَّارِ هَوَى. الْيَمِينُ وَالشِّمَالُ مَضَلَّةٌ، وَالطَّرِيقُ الْوُسْطَى هِيَ الْجَادَّةُ، عَلَيْهَا بَاقِي الْكِتَابِ وَآثَارُ النُّبُوَّةِ، وَمِنْهَا مَنْفَذُ السُّنَّةِ، وَإِلَيْهَا مَصِيرُ الْعَاقِبَةِ. هَلَكَ مَنِ ادَّعَى، وَخَابَ مَنِ افْتَرَى. مَنْ أَبْدَى صَفْحَتَهُ لِلْحَقِّ هَلَكَ، وَكَفَى بِالْمَرْءِ جَهْلاً أَلاَّ يَعْرِفَ قَدْرَهُ. لا يَهْلِكُ عَلَى التَّقْوَى سِنْخُ أَصْلٍ، وَلا يَظْمَأُ عَلَيْهَا زَرْعُ قَوْمٍ. فَاسْتَتِرُوا فِي بُيُوتِكُمْ، وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ، وَالتَّوْبَةُ مِنْ وَرَائِكُمْ، وَلا يَحْمَدْ حَامِدٌ إِلاَّ رَبَّهُ، وَلا يَلُمْ لائِمٌ إِلاَّ نَفْسَهُ.

غربلہ - چھلنی سے چھاننا
سوط - پھینٹنا
وشمہ - کلمہ
خطایا جمع خطیئہ - گناہ
شمس جمع شموس - اڑیل گھوڑا
مطایا جمع مطیۃ - جانور
ذلل جمع ذلول - رام کیا ہوا جانور
ازمہ - (میم کے زیر کے ساتھ) مہار
مضلۃ - ہدایت کی ضد - گمراہی
صفحہ - چہرہ
سنخ الاصل - محل و مرکز

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی امت کے رنگ جانے کے بعد اس کا پھر اپنی جگہ آنا آسان نہیں ہوتا ہے لیکن پھر بھی امکانات بہرحال باقی رہتے ہیں اسی لئے امیر المومنینؑ نے لفظ "لعل" استعمال کیا ہے اور حق کے مستقبل کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی خبر سرکار دو عالم نے بھی دی ہے اور جس کا اشارہ قرآن مجید میں بھی پایا جاتا ہے۔

(۲) جو لوگ فتنوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں اور اونچ نیچ میں بھی بہک جانے کے امکانات رکھتے ہیں ان کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ گھر میں خاموش بیٹھ جائیں اور اپنے گھریلو مسائل کی اصلاح کریں۔ اصلاح عالم ان کے بس کا کام نہیں ہے۔ اس کے دوسرے افراد ہیں جن میں ہر طرح کے فتنوں کے مقابلہ کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور وہ علم و فضل کے زیور سے مکمل طور پر آراستہ ہیں۔

(۳) اس مقام پر وراء سامنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس طرح قرآن مجید نے جہنم کو من ورائہم سے تعبیر کیا ہے حالانکہ وہ آگے آنے والا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ توبہ گنہگار کے سامنے موجود ہے اور وہ اس کے ذریعہ اپنے گناہوں کے نتائج سے نجات حاصل کر سکتا ہے اور جب ایسا ہو جائے تو پروردگار کی حمد کرنا چاہئے کہ سارا کام اسی کی توفیق سے ہوا ہے اور اگر کام نہ ہو سکے تو اپنے نفس کی ملامت کرنی چاہئے کہ اسی نے توبہ اور اصلاح عمل سے محروم رکھا۔ ورنہ رحمت الٰہی میں کوئی کمی نہیں ہے اور وہ اطاعت گزاروں اور معصیت کاروں کے لئے عام ہے اور کسی کو بھی محروم نہیں رکھنا چاہتی ہے۔

تمہیں باقاعدہ چھانا جائے گا اور دیگ کی طرح چمچے سے الٹ پلٹ کیا جائے گا یہاں تک کہ اسفل اعلیٰ ہو جائے اور اعلیٰ اسفل بن جائے اور جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ آگے بڑھ جائیں اور جو آگے بڑھ گئے ہیں وہ پیچھے آ جائیں۔ خدا گواہ ہے کہ میں نے نہ کسی کلمہ کو چھپایا ہے اور نہ کوئی غلط بیانی کی ہے اور مجھے اس منزل اور اس دن کی پہلے ہی خبر دے دی گئی تھی۔

یاد رکھو کہ خطائیں وہ سرکش سواریاں ہیں جن پر اہل خطا کو سوار کر دیا جائے اور ان کی لگام کو ڈھیلا چھوڑ دیا جائے اور وہ سوار کو لے کر جہنم میں پھاند پڑیں اور تقویٰ ان رام کی ہوئی سواریوں کے مانند ہے جن پر لوگ سوار کیے جائیں اور ان کی لگام ان کے ہاتھوں میں دے دی جائے تو وہ اپنے سواروں کو جنت تک پہونچا دیں۔

دنیا میں حق و باطل دونوں ہیں اور دونوں کے اہل بھی ہیں۔ اب اگر باطل زیادہ ہو گیا ہے تو یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے اور اگر حق کم ہو گیا ہے تو یہ بھی ہوتا رہا ہے اور اس کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ کوئی شے پیچھے ہٹ جانے کے بعد دوبارہ منظر عام پر آجائے۔ (۱)

سید رضیؒ — ! اس مختصر سے کلام میں اس قدر خوبیاں پائی جاتی ہیں جہاں تک کسی کی داد و تعریف نہیں پہونچ سکتی ہے اور اس میں حیرت و استعجاب کا حصہ پسندیدگی کی مقدار سے کہیں زیادہ ہے۔ اس میں فصاحت کے وہ پہلو بھی ہیں جن کو کوئی زبان بیان نہیں کر سکتی ہے اور ان کی گہرائیوں کا کوئی انسان ادراک نہیں کر سکتا ہے۔ اور اس حقیقت کو وہی انسان سمجھ سکتا ہے جس نے فن بلاغت کا حق ادا کیا ہو اور اس کے رگ و ریشہ سے باخبر ہو — اور ان حقائق کو اہل علم کے علاوہ کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے۔

اسی خطبہ کا ایک حصہ جس میں لوگوں کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔

وہ شخص کسی طرف دیکھنے کی فرصت نہیں رکھتا جس کی نگاہ میں جنت و جہنم کا نقشہ ہو۔ تیز رفتاری سے کام کرنے والا نجات پا لیتا ہے اور سست رفتاری سے کام کر کے جنت کی طلبگاری کرنے والا بھی امیدوار رہتا ہے لیکن کوتاہی کرنے والا جہنم میں گر پڑتا ہے۔ داہنے بائیں گمراہیوں کی منزلیں ہیں اور سیدھا راستہ صرف درمیانی راستہ ہے۔ اسی راستہ پر رہ جانے والی کتاب خدا اور نبوت کے آثار ہیں اور اسی سے شریعت کا نفاذ ہوتا ہے اور اسی کی طرف عاقبت کی بازگشت ہے۔ غلط ادعا کرنے والا ہلاک ہوا اور افترا کرنے والا ناکام و نامراد ہوا۔ جس نے حق کے مقابلہ میں سر نکالا وہ ہلاک ہو گیا اور انسان کی جہالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اسے اپنی ذات کا بھی عرفان نہ ہو۔ جو بنیاد تقویٰ پر قائم ہوتی ہے اس میں ہلاکت نہیں ہوتی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی قوم کی کھیتی پیاس سے برباد نہیں ہوتی ہے۔ اب تم اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھ جاؤ اور اپنے باہمی امور کی اصلاح کرو۔ (۲) توبہ تمہارے سامنے ہے۔ تعریف کرنے والے کا فرض ہے کہ اپنے رب کی تعریف کرے اور ملامت کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے نفس کی ملامت کرے۔

---

(۱) مالک کائنات نے انسان کو بے پناہ صلاحیتوں کا مالک بنایا ہے اور اس کی فطرت میں خیر و شر کا سارا عرفان ودیعت کر دیا ہے لیکن انسان کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ ان صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے اور ہمیشہ اپنے کو بیچارہ ہی سمجھتا ہے جو جہالت کی بدترین منزل ہے کہ انسان کو اپنی ہی قدر و قیمت کا اندازہ نہ ہو سکے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اپنی ہی ذات کا انسان کو عرفاں نہ ہوا — خاک پھر خاک تھی اوقات سے آگے نہ بڑھی

۱۷

و من كلام له عليه السلام

في صفة من يتصدى للحكم بين الأمة و ليس لذلك بأهل

و فيها: ابغض الخلائق الى الله صنفان

الصنف الاول: إِنَّ أَبْغَضَ الْخَلاَئِقِ إِلَى اللهِ رَجُلاَنِ: رَجُلٌ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى نَفْسِهِ، فَهُوَ جَائِرٌ عَنْ قَصْدِ السَّبِيلِ، مَشْغُوفٌ بِكَلاَمِ بِدْعَةٍ، وَدُعَاءِ ضَلاَلَةٍ، فَهُوَ فِتْنَةٌ لِمَنِ افْتَتَنَ بِهِ، ضَالٌّ عَنْ هَدْيِ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، مُضِلٌّ لِمَنِ اقْتَدَى بِهِ فِي حَيَاتِهِ وَبَعْدَ وَفَاتِهِ، حَمَّالٌ خَطَايَا غَيْرِهِ، رَهْنٌ (رهين) بِخَطِيئَتِهِ.

الصنف الثاني: وَرَجُلٌ قَمَشَ جَهْلاً، مُوضِعٌ فِي جُهَّالِ الْأُمَّةِ، عَادٍ (غادر) فِي أَغْبَاشِ الْفِتْنَةِ، عَمٍ بِمَا فِي عَقْدِ الْهُدْنَةِ، قَدْ سَمَّاهُ أَشْبَاهُ النَّاسِ عَالِماً وَلَيْسَ بِهِ، بَكَّرَ (بكر) فَاسْتَكْثَرَ مِنْ جَمْعٍ مَا قَلَّ مِنْهُ خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ، حَتَّى إِذَا ارْتَوَى مِنْ مَاءٍ آجِنٍ، وَاكْتَنَزَ (اكتثر) مِنْ غَيْرِ طَائِلٍ، جَلَسَ بَيْنَ النَّاسِ قَاضِياً ضَامِناً لِتَخْلِيصِ مَا الْتَبَسَ عَلَى غَيْرِهِ، فَإِنْ نَزَلَتْ بِهِ إِحْدَى الْمُبْهَمَاتِ هَيَّأَ لَهَا حَشْواً رَثّاً مِنْ رَأْيِهِ، ثُمَّ قَطَعَ بِهِ، فَهُوَ مِنْ لَبْسِ الشُّبُهَاتِ فِي مِثْلِ نَسْجِ الْعَنْكَبُوتِ: لاَ يَدْرِي أَصَابَ أَمْ أَخْطَأَ، فَإِنْ أَصَابَ خَافَ أَنْ يَكُونَ قَدْ أَخْطَأَ، وَإِنْ أَخْطَأَ رَجَا أَنْ يَكُونَ قَدْ أَصَابَ. جَاهِلٌ خَبَّاطُ جَهَالاَتٍ، عَاشٍ رَكَّابُ عَشَوَاتٍ، لَمْ يَعَضَّ عَلَى الْعِلْمِ بِضِرْسٍ قَاطِعٍ. يَذْرُو الرِّوَايَاتِ ذَرْوَ الرِّيحِ الْهَشِيمَ. لاَ مَلِيءٌ - وَاللهِ - بِإِصْدَارِ مَا وَرَدَ عَلَيْهِ، وَلاَ هُوَ أَهْلٌ لِمَا فُوِّضَ بِهِ، لاَ يَحْسَبُ الْعِلْمَ فِي شَيْءٍ مِمَّا أَنْكَرَهُ، وَلاَ يَرَى أَنَّ مِنْ وَرَاءِ مَا بَلَغَ مَذْهَباً لِغَيْرِهِ، وَإِنْ أَظْلَمَ عَلَيْهِ أَمْرٌ اكْتَتَمَ بِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ جَهْلِ نَفْسِهِ.

جائر ۔ راستہ سے ہٹا ہوا
قصد السبیل ۔ درمیانی راستہ
بدعت ۔ دین میں غیر دین کا داخلہ
فتنہ ۔ گمراہی
قمش ۔ متفرقات کو جمع کرنا
موضع (میم پر پیش ض پر زیر) تیز رفتار
عاد ۔ تیز رفتار
اغباش ۔ جمع غبش ۔ تاریک
عم ۔ اندھا ۔ جاہل
بکر ۔ صبح سویرے نکل پڑا
عقد الہدنہ ۔ صلح و سلامتی کا معاہدہ
آجن ۔ گندہ پانی جس کا رنگ و مزہ بدل جائے
حشو ۔ زائد بلا فائدہ
رث ۔ بوسیدہ و فرسودہ
خباط ۔ اندھیروں میں چلنے والا
عاش ۔ اندھیرے میں سفر کرنے والا ۔
عشوات ۔ عشوہ کی جمع ۔ بلا رہنمائی کے عمل کرنا
ہشیم ۔ تنکے
ملی ۔ وہ شخص جو باقاعدہ کام کو سنبھال سکے ۔
قرظ ۔ تعریف اور توصیف تفویض

(۱) گمراہوں کی دو قسموں میں ایک کا تعلق عقائد اور افکار سے ہوتا ہے اور دوسرے کا تعلق اعمال و احکام سے ۔ افکار کا گمراہ لوگوں کو عقائد میں گمراہ کرتا ہے اور اعمال کا گمراہ فیصلوں کی ذمہ داری لے لیتا ہے اور اسی فیصلہ کو دنیا کمانے کا ذریعہ قرار دے لیتا ہے ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آیات کی جاہل تاویل کرتا ہے اور روایات کو تنکوں کی طرح اڑا دیتا ہے اور قیامت یہ ہے کہ اسے خود بھی اپنے فیصلوں کا اعتبار نہیں ہوتا ہے ۔ صرف اظہار اس کا کرتا ہے کہ گویا بالکل قطعی فیصلہ ممکن نہیں ہے ۔

مصادر خطبہ نمبر ۱۷ اصول کافی کلینی ۱ ص ۵۵ ، قوت القلوب ابوطالب مکی ۱ ص ۱۴۹ ، الجمع بین الغریبین ہروی ۔ النہایۃ ابن اثیر مادہ خبط ، اصول مذہب قاضی نعمان ص ۱۲۵ ، امالی طوسی ۱ ص ۲۳۰ ، احتجاج طبرسی ۱ ص ۳۹۰ ، ارشاد مفید ص ۱۰۹ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۶۱ ، دعائم الاسلام ۱ ص ۱۱۲ ، المسترشد طبری ص ۶۰ ، غریب الحدیث ابن قتیبہ ۔

۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ان نا اہلوں کے بارے میں جو صلاحیت کے بغیر فیصلہ کا کام شروع کر دیتے ہیں اور اسی ذیل میں دو بدترین اقسام مخلوقات کا ذکر بھی ہے)

قسم اول ۔ یاد رکھو کہ پروردگار کی نگاہ میں بدترین خلائق دو طرح کے افراد ہیں(۱) ۔ وہ شخص جسے پروردگار نے اسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے اور وہ درمیانی راستہ سے ہٹ گیا ہے ۔ صرف بدعت کا دلدادہ ہے اور گمراہی کی دعوت پر فریفتہ ہے ۔ یہ دوسرے افراد کے لئے ایک مستقل فتنہ ہے اور سابق افراد کی ہدایت سے بہکا ہوا ہے ۔ اپنے پیروکاروں کو گمراہ کرنے والا ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی ۔ یہ دوسروں کی غلطیوں کا بھی بوجھ اٹھانے والا ہے اور ان کی خطاؤں میں بھی گرفتار ہے ۔

قسم دوم ۔ وہ شخص جس نے جہالتوں(۲) کو سمیٹ لیا ہے اور انھیں کے سہارے جاہلوں کے درمیان دوڑ لگا رہا ہے ۔ فتنوں کی تاریکیوں میں دوڑ رہا ہے اور امن و صلح کے فوائد سے یکسر غافل ہے ۔ انسان نما لوگوں نے اس کا نام عالم رکھ دیا ہے حالانکہ اس کا علم سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ صبح سویرے ان باتوں کی تلاش میں نکل پڑتا ہے جن کا قلیل ان کے کثیر سے بہتر ہے ۔ یہاں تک کہ جب گندہ پانی سے سیراب ہو جاتا ہے اور مہمل اور بے فائدہ باتوں کو جمع کر لیتا ہے تو لوگوں کے درمیان قاضی بن کر بیٹھ جاتا ہے اور اس امر کی ذمہ داری لے لیتا ہے کہ جو امور دوسرے لوگوں پر مشتبہ ہیں وہ انھیں صاف کر دے گا ۔ اس کے بعد جب کوئی مبہم مسئلہ آجاتا ہے تو اس کے لئے بے سود اور فرسودہ دلائل کو اکٹھا کرتا ہے اور انھیں سے فیصلہ کر دیتا ہے ۔ یہ شبہات میں اسی طرح گرفتار ہے جس طرح مکڑی اپنے جالے میں پھنس جاتی ہے ۔ اسے یہ بھی نہیں معلوم ہے کہ صحیح فیصلہ کیا ہے یا غلط ۔ اگر صحیح کیا ہے تو بھی ڈرتا ہے کہ شائد غلط ہو ۔ اور اگر غلط کیا ہے تو بھی یہ امید رکھتا ہے کہ شائد صحیح ہو ۔ ایسا جاہل ہے جو جہالتوں میں بھٹک رہا ہو اور ایسا اندھا ہے جو اندھیروں کی سواری پر سوار ہو ۔ نہ علم میں کوئی حتمی بات سمجھا ہے اور نہ کسی حقیقت کو پرکھا ہے ۔ روایات کو یوں اڑا دیتا ہے جس طرح تیز ہوا تنکوں کو اڑا دیتی ہے ۔ خدا گواہ ہے کہ یہ ان فیصلوں کے صادر کرنے کے قابل نہیں ہے جو اس پر وارد ہوتے ہیں اور اس کام کا اہل نہیں ہے جو اس کے حوالے کیا گیا ہے ۔ جس چیز کو ناقابل توجہ سمجھتا ہے اس میں علم کا احتمال بھی نہیں دیتا ہے اور اپنی پہونچ کے ماوراء کسی اور رائے کا تصور بھی نہیں کرتا ہے ۔ اگر کوئی مسئلہ واضح نہیں ہوتا ہے تو اسے چھپا دیتا ہے کہ اسے اپنی جہالت کا علم ہے ۔

(۱) جاہل انسانوں کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ پروردگار انھیں ان کے حال پر چھوڑ دے اور وہ جو چاہیں کریں کسی طرح کی کوئی پابندی نہ ہو حالانکہ درحقیقت یہ بدترین عذاب الٰہی ہے ۔ انسان کی فلاح و بہبود اسی میں ہے کہ مالک اسے اپنے رحم و کرم کے سایہ میں رکھے ورنہ اگر اس سے توفیقات کو سلب کر کے اس کے حال پر چھوڑ دیا تو وہ لمحوں میں فرعون، قارون، نمرود، یزید، حجاج اور متوکل بن سکتا ہے ۔ اگرچہ اسے احساس یہی رہے گا کہ اس نے کائنات کا اقتدار حاصل کر لیا ہے اور پروردگار اس کے حال پر بہت زیادہ مہربان ہے ۔

(۲) قاضیوں کی یہ قسم ہر دور میں رہی ہے اور ہر علاقہ میں پائی جاتی ہے ۔ بعض لوگ گاؤں یا شہر میں اسی بات کو اپنا امتیاز تصور کرتے ہیں کہ انھیں فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہے اگرچہ ان میں کسی قسم کی صلاحیت نہیں ہے ۔ یہی وہ قسم ہے جس نے دین خدا کو تباہ اور خلق خدا کو گمراہ کیا ہے اور یہی قسم شریح سے شروع ہو کر ان افراد تک پہونچ گئی ہے جو دوسروں کے مسائل کو بآسانی طے کر دیتے ہیں اور اپنے مسئلہ میں کسی طرح کے فیصلہ سے راضی نہیں ہوتے ہیں اور نہ کسی کی رائے کو سننے کے لئے تیار ہوتے ہیں ۔

تَصْرُخُ مِنْ جَوْرِ قَضَائِهِ الدِّمَاءُ، وَتَعَجُّ مِنْهُ الْمَوَارِيثُ. إِلَى اللهِ أَشْكُو مِنْ مَعْشَرٍ يَعِيشُونَ جُهَّالاً، وَيَمُوتُونَ ضُلاَّلاً، لَيْسَ فِيهِمْ سِلْعَةٌ أَبْوَرُ مِنَ الْكِتَابِ إِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلاَوَتِهِ، وَلاَ سِلْعَةٌ أَنْفَقُ بَيْعاً وَلاَ أَغْلَى ثَمَناً مِنَ الْكِتَابِ إِذَا حُرِّفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ، وَلاَ عِنْدَهُمْ أَنْكَرُ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَلاَ أَعْرَفُ مِنَ الْمُنْكَرِ.[۱]

۱۸

و من كلام له (ع)

في ذم اختلاف العلماء في الفتيا

و فيه يذم أهل الرأي و يكل أمر الحكم في امور الدين للقرآن

ذم أهل الرأي

تَرِدُ عَلَى أَحَدِهِمُ الْقَضِيَّةُ فِي حُكْمٍ مِنَ الأَحْكَامِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِرَأْيِهِ، ثُمَّ تَرِدُ تِلْكَ الْقَضِيَّةُ بِعَيْنِهَا عَلَى غَيْرِهِ فَيَحْكُمُ فِيهَا بِخِلاَفِ قَوْلِهِ، ثُمَّ يَجْتَمِعُ الْقُضَاةُ بِذَلِكَ عِنْدَ الإِمَامِ الَّذِي اسْتَقْضَاهُمْ، فَيُصَوِّبُ آرَاءَهُمْ جَمِيعاً - وَإِلٰهُهُمْ وَاحِدٌ! وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ! وَكِتَابُهُمْ وَاحِدٌ! - أَفَأَمَرَهُمُ اللهُ - سُبْحَانَهُ - بِالاخْتِلاَفِ فَأَطَاعُوهُ! أَمْ نَهَاهُمْ عَنْهُ فَعَصَوْهُ!

الحكم للقرآن

أَمْ أَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ دِيناً نَاقِصاً فَاسْتَعَانَ بِهِمْ عَلَى إِتْمَامِهِ! أَمْ كَانُوا شُرَكَاءَ لَهُ، فَلَهُمْ أَنْ يَقُولُوا، وَعَلَيْهِ أَنْ يَرْضَى؟ أَمْ أَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ دِيناً تَامّاً فَقَصَّرَ الرَّسُولُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَبْلِيغِهِ وَأَدَائِهِ؟ وَاللهُ سُبْحَانَهُ يَقُولُ: (مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ) وَقَالَ: (فِيهِ تِبْيَانٌ لِكُلِّ شَيْءٍ) وَذَكَرَ أَنَّ الْكِتَابَ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضاً، وَأَنَّهُ لاَ اخْتِلاَفَ فِيهِ فَقَالَ سُبْحَانَهُ: (وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلاَفاً كَثِيراً). وَإِنَّ الْقُرْآنَ ظَاهِرُهُ أَنِيقٌ، وَبَاطِنُهُ عَمِيقٌ، لاَ تَفْنَى عَجَائِبُهُ، وَلاَ تَنْقَضِي غَرَائِبُهُ، وَلاَ تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلاَّ بِهِ.

۱۹

و من كلام له (ع)

قاله للأشعث بن قيس و هو على منبر الكوفة يخطب، فمضى في بعض كلامه شيء اعترضه الأشعث فيه، فقال: يا أمير المؤمنين، هذه عليك لا لك، فخفض (ع) إليه بصره ثم قال:

عج - بلند آواز سے فریاد کرنا
ابور - وہ متاع جس کا بازار ختم ہو جائے
انفق - وہ متاع جس کا بازار میں رواج ہو

(۱) واضح رہے کہ آج کا دور امیر المومنینؑ کے دور سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے اور شائد اس فریاد کا منشا بھی یہی تھا کہ ہر دور کا حاکم اس آواز کو سن لے لیکن افسوس کہ جن کانوں کو مصالح اور منافع نے بہرہ بنا دیا ہے وہ کوئی آوازِ حق نہیں سن سکتے ہیں۔
معروف کا منکر اور منکر کا معروف ہو جانا اس دور میں شائد اُس دور سے کچھ زیادہ ہی واضح ہو چکا ہے بس انتظار اس وارث علی کا ہے جو اس صورت حال کو تبدیل کرے اور ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے معمور کر دے۔

(۲) واضح رہے کہ یہ ساری تنقید ان افراد پر ہے جو قرآن و حدیث سے قطع نظر کر کے اپنی رائے اور پسند سے فتویٰ دیتے ہیں۔ ورنہ کتاب و سنت کے سمجھنے میں اختلاف نظر ایک فطری امر ہے جسے نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ اُس کی مذمت کی جا سکتی ہے۔ امیر المومنینؑ کا بار بار لفظ رائے کو دہرانا اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب اہل رائے کے کارنامے ہیں اور ان ہی کا حاکم سب کو صحیح قرار بھی دے سکتا ہے ورنہ اجتہادی احکام میں یہ بات طے شدہ ہے کہ ایک فتویٰ لوح محفوظ کے مطابق ہوگا تو دوسرا اس کے خلاف ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ مجتہد نے اپنے امکان بھر کوشش کر لی ہے تو گنہگار نہیں ہوگا بلکہ اجر و ثواب کا حقدار ہوگا۔ اگرچہ اس کا ثواب مطابق لوح محفوظ فتویٰ سے کچھ کم ضرور ہوگا۔

مصادر خطبہ ۱۸ مطالب السئول طلحہ شافعی ۱ ص ۱۳۱، احتجاج طبرسی ص ۱۴۹، دعائم الاسلام قاضی نعمان ۱ ص ۹۴، بصائر الدرجات صفار، مستدرک الوسائل روایت ابن اذینہ ۳ ص ۱۷۴، البصائر والذخائر ابوحیان توحیدی ۱ ص ۔

مصادر خطبہ ۱۹ اغانی ابو الفرج الاصفہانی (متوفی قبل اشاعت نہج البلاغہ بہ چہل و چہار سال)، ص ۱۵۹

ناحق بہائے ہوئے خون اس کے فیصلوں کے ظلم سے فریادی ہیں اور غلط تقسیم کی ہوئی میراث چلا رہی ہے۔ میں خدا کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہوں ایسے گروہ کی جو زندہ رہتے ہیں تو جہالت کے ساتھ اور مرجاتے ہیں تو ضلالت کے ساتھ۔ ان کے نزدیک کوئی متاع کتاب خدا سے زیادہ بے قیمت نہیں ہے اگر اس کی واقعی تلاوت کی جائے اور کوئی متاع اس کتاب سے زیادہ قیمتی اور فائدہ مند نہیں ہے اگر اس کے مفاہیم میں تحریف کردی جائے۔ ان کے لئے معروف سے زیادہ منکر کچھ نہیں ہے اور منکر سے زیادہ معروف کچھ نہیں ہے۔ (۱)

۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(علماء کے درمیان اختلاف فتویٰ کے بارے میں اور اسی میں اہل رائے کی مذمت اور قرآن کی مرجعیت کا ذکر کیا گیا ہے)

مذمت اہل رائے ۔ ان لوگوں کا عالم یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کسی مسئلہ کا فیصلہ آتا ہے تو وہ اپنی رائے سے فیصلہ کر دیتا ہے اور پھر یہی قضیہ بعینہ دوسرے کے پاس جاتا ہے تو وہ اس کے خلاف فیصلہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد تمام قضاۃ اس حاکم کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انھیں قاضی بنایا ہے تو وہ سب کی رائے کی تائید کر دیتا ہے جب کہ سب کا خدا ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ تو کیا خدا ہی نے انھیں اختلاف کا حکم دیا ہے اور یہ اسی کی اطاعت کر رہے ہیں یا اس نے انھیں اختلاف سے منع کیا ہے مگر پھر بھی اس کی مخالفت کر رہے ہیں؟ یا خدا نے دین ناقص نازل کیا ہے اور ان سے اس کی تکمیل کے لئے مدد مانگی ہے یا یہ سب خود اس کی خدائی میں شریک ہیں اور انھیں یہ حق حاصل ہے کہ یہ بات کہیں اور خدا کا فرض ہے کہ وہ قبول کرے یا خدا نے دین کامل نازل کیا تھا اور رسول اکرمؐ نے اس کی تبلیغ اور ادائیگی میں کوتاہی کر دی ہے جب کہ اس کا اعلان ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کی ہے اور اس میں ہر شے کا بیان موجود ہے (۲) اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کی تصدیق کرتا ہے اور اس میں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے۔ یہ قرآن غیر خدا کی طرف سے ہوتا تو اس میں بے پناہ اختلاف ہوتا۔ یہ قرآن وہ ہے جس کا ظاہر خوبصورت اور باطن عمیق اور گہرا ہے۔ اس کے عجائب فنا ہونے والے نہیں ہیں اور تاریکیوں کا خاتمہ اس کے علاوہ اور کسی کلام سے نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

جسے اس وقت فرمایا جب منبر کوفہ پر خطبہ دے رہے تھے اور اشعث بن قیس نے ٹوک دیا کہ یہ بیان آپ خود اپنے خلاف دے رہے ہیں۔

آپ نے پہلے نگاہوں کو نیچا کر کے سکوت فرمایا اور پھر پُر جلال انداز سے فرمایا:

ا۔ یاد رہے کہ امیر المومنینؑ نے مسئلہ کے تمام احتمالات کا سد باب کر دیا ہے اور اب کسی رائے پرست انسان کے لئے فرار کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور اسے مذہب میں رائے اور قیاس کی استعمال کرنے کے لئے ایک نہ ایک بے بنیاد کو اختیار کرنا پڑے گا۔ اس کے بغیر رائے اور قیاس کا کوئی جواز نہیں ہے۔

مَا يُدْرِيكَ مَا عَلَيَّ مِمَّا لِي، عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللهِ وَ لَعْنَةُ اللاَّعِنِينَ! حَائِكٌ ابْنُ حَائِكٍ! مُنَافِقٌ ابْنُ كَافِرٍ! وَاللهِ لَقَدْ أَسَرَكَ الْكُفْرُ مَرَّةً وَ الْإِسْلاَمُ أُخْرَى! فَمَا فَدَاكَ مِنْ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا مَالُكَ وَ لاَ حَسَبُكَ! وَ إِنَّ امْرَأً دَلَّ عَلَى قَوْمِهِ السَّيْفَ، وَ سَاقَ إِلَيْهِمُ الْحَتْفَ، لَحَرِيٌّ أَنْ يَمْقُتَهُ الْأَقْرَبُ، وَ لاَ يَأْمَنَهُ الْأَبْعَدُ!

قال السيد الشريف: يريد (عليه السلام) أنه أسر في الكفر مرة و في الإسلام مرة. و أما قوله: دل على قومه السيف: فأراد به حديثاً كان للأشعث مع خالد بن الوليد باليمامة، غرّ فيه قومه و مكر بهم حتى أوقع بهم خالد، وكان قومه بعد ذلك يسمونه عرف النار، وهو اسم للغادر عندهم.

٢٠

و من كلام له (عليه السلام)

و فيه ينفر من الغفلة و ينبه إلى الفرار لله

فَإِنَّكُمْ لَوْ قَدْ عَايَنْتُمْ مَا قَدْ عَايَنَ مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ لَجَزِعْتُمْ وَ وَهِلْتُمْ، وَ سَمِعْتُمْ وَ أَطَعْتُمْ؛ وَ لَكِنْ مَحْجُوبٌ عَنْكُمْ مَا قَدْ عَايَنُوا، وَ قَرِيبٌ مَا يُطْرَحُ الْحِجَابُ! وَ لَقَدْ بُصِّرْتُمْ إِنْ أَبْصَرْتُمْ، وَ أُسْمِعْتُمْ إِنْ سَمِعْتُمْ، وَ هُدِيتُمْ إِنِ اهْتَدَيْتُمْ، وَ بِحَقٍّ أَقُولُ لَكُمْ: لَقَدْ جَاهَرَتْكُمُ الْعِبَرُ، وَ زُجِرْتُمْ بِمَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ. وَ مَا يُبَلِّغُ عَنِ اللهِ بَعْدَ رُسُلِ السَّمَاءِ إِلاَّ الْبَشَرُ.

٢١

و من خطبة له (عليه السلام)

و هي كلمة جامعة للعظة و الحكمة

فَإِنَّ الْغَايَةَ أَمَامَكُمْ، وَ إِنَّ وَرَاءَكُمُ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ. تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا، فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ.

قال السيد الشريف، أقول: إن هذا الكلام لو وزن، بعد كلام الله سبحانه و بعد كلام رسول الله صلى الله عليه و آله و سلم، بكل كلام لمال به راجحاً، و برز عليه سابقاً. فأما قوله (عليه السلام): تخففوا تلحقوا، فما سمع كلام أقل منه مسموعاً و لا أكثر منه محصولاً، و ما أبعد غورها من كلمة! و أنقع نطفتها من حكمة! و قد نبهنا في كتاب الخصائص على عظم قدرها و شرف جوهرها.

① امیرالمومنینؑ نہروان کے بعد تحکیم کی خرابیوں پر تبصرہ فرما رہے تھے کہ اشعث بن قیس نے کہہ دیا کہ یہ تو آپ اپنے ہی خلاف بول رہے ہیں کہ یہ سب تحکیم رائے کو قبول نہ کرنے کا انجام ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ظالم تجھے کیا خبر کہ یہ سب میری بات نہ ماننے اور تحکیم پر اصرار کرنے کا انجام ہے اور اس کے بعد آپ نے اسے بانی کا بیٹا بانی یعنی حائک کے لقب سے تعبیر کیا اور حقیقت امر کے اعتبار سے منافق قرار دیا پھر اس کی غداری کی طرف بھی اشارہ فرمایا اور اسے مکمل طور پر ناقابل اعتبار قرار دیا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان تمام باتوں کے باوجود وہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ سب کے راویان احادیث میں شامل ہے۔ اور حضرت ابوبکر نے اپنی قوم سے غداری کے صلہ میں اپنی بہن ام فروہ کا عقد اسی سے کیا ہے اور اس کی بیٹی جعدہ امام حسنؑ کی قاتل ہے اور اس کا بیٹا محمد بن اشعث جناب مسلمؑ کا قاتل ہے بلکہ کربلا کے قاتلوں میں بھی شامل ہے۔ اشعث کا اصل نام معدیکرب تھا لیکن بال پریشان ہونے کی وجہ سے اشعث کہا جانے لگا اور ظالم نے اسلام کی زلفوں کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پریشان کر دیا۔

شیخ محمد عبدہ کا بیان ہے کہ اشعث بن قیس امیرالمومنینؑ کے اصحاب میں اسی طرح شامل تھا جس طرح عبداللہ بن ابی سلول رسول اکرمؐ کے اصحاب میں اور دونوں راس المنافقین کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی کالے نے صفین میں تحکیم ماننے پر امیرالمومنینؑ کو مجبور کیا تھا اور اسی نے عمرو عاص سے ساز باز کر کے نیزوں پر قرآن بلند کرایا تھا۔

② اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حیاکت (پارچہ بافی) ایک پیشہ ہے اور یمن میں اس کا رواج بہت تھا جہاں کا رہنے والا یہ اشعث بن قیس تھا لیکن ظاہر ہے کہ امیرالمومنینؑ کی تنقید صرف پیشہ کی بنیاد پر نہیں تھی ورنہ اگر تمام افراد یہ کام ترک کر دیں تو اولاد آدم کو لباس بھی نصیب نہیں ہوگا۔ یہ ایک معنوی عمل کی طرف اشارہ ہے جو ظاہری پیشہ سے ملتا جلتا ہے۔

مصادر خطبہ نمبر ۲۰ اصول کافی کلینیؒ ۱ ص۳۴۳

مصادر خطبہ نمبر ۲۱ خصائص شریف رضی ص۳۴ ، تاریخ طبری ۵ ص۱۵۷

تجھے کیا خبر کہ کون سی بات میرے موافق ہے اور کون سی میرے خلاف ہے۔ تجھ پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت۔ تو حکن باف اور تانے بانے درست کرنے والے کا فرزند ہے۔ تو منافق ہے اور تیرا باپ کھلا ہوا کافر تھا۔ خدا کی قسم تو ایک مرتبہ کفر کا قیدی بنا اور دوسری مرتبہ اسلام کا لیکن نہ تیرا مال کام آیا نہ حسب۔ اور جو شخص بھی اپنی قوم کی طرف تلوار کو راستہ بتلائے گا اور موت کو کھینچ کر لائے گا وہ اس بات کا حقدار ہے کہ قریب والے اس سے نفرت کریں اور دور والے اس پر بھروسہ نہ کریں۔

سید رضیؒ۔ امامؑ کا مقصد یہ ہے کہ اشعث بن قیس ایک مرتبہ دور کفر میں قیدی بنا تھا اور دوسری مرتبہ اسلام لانے کے بعد! ۔ تلوار کی رہنمائی کا مقصد یہ ہے کہ جب یمامہ میں خالد بن ولید نے چڑھائی کی تو اس نے اپنی قوم سے غداری کی اور سب کو خالد کی تلوار کے حوالہ کر دیا جس کے بعد سے اس کا لقب "عُرف النار" ہو گیا جو اس دور میں ہر غدار کا لقب ہوا کرتا تھا۔

۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

جس میں غفلت سے بیدار کیا گیا ہے اور خدا کی طرف دوڑ کر آنے کی دعوت دی گئی ہے

یقیناً جن حالات کو تم سے پہلے مرنے والوں نے دیکھ لیا ہے اگر تم بھی دیکھ لیتے تو پریشان و مضطرب ہو جاتے اور بات سُننے اور اطاعت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے لیکن مشکل یہ ہے کہ ابھی وہ چیزیں تمہارے لئے پس حجاب ہیں اور عنقریب یہ پردہ اٹھنے والا ہے۔ بیشک تمھیں سب کچھ دکھایا جا چکا ہے اگر تم نگاہ بینا رکھتے ہو اور سب کچھ سنایا جا چکا ہے اگر تم گوش شنوا رکھتے ہو اور تمھیں ہدایت دی جا چکی ہے اگر تم ہدایت حاصل کرنا چاہو اور میں بالکل برحق کہہ رہا ہوں کہ عبرتیں تمہارے سامنے کھل کر آ چکی ہیں اور تمھیں اسقدر ڈرایا جا چکا ہے جو بقدر کافی ہے اور ظاہر ہے کہ آسمانی فرشتوں کے بعد الٰہی پیغام کو انسان ہی پہونچانے والا ہے۔

۲۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جو ایک کلمہ ہے لیکن تمام موعظت و حکمت کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے

بیشک منزل مقصود تمہارے سامنے ہے اور ساعت موت تمہارے تعاقب میں ہے اور تمھیں اپنے ساتھ لے کر چل رہی ہے۔ اپنا بوجھ ہلکا کر لو تا کہ پہلے والوں سے ملحق ہو جاؤ کہ ابھی تمہارے سابقین سے تمہارا انتظار کرایا جا رہا ہے۔!

سید رضیؒ۔ اس کلام کو کلام خدا اور رسولؐ کے بعد کسی کلام کے ساتھ رکھ دیا جائے تو اس کا پلہ بھاری ہی رہے گا اور یہ سب سے آگے نکل جائے گا۔ "تخففوا تلحقوا" سے زیادہ مختصر اور بلیغ کلام تو کبھی دیکھا اور سُنا ہی نہیں گیا ہے۔ اس کلمہ میں کس قدر گہرائی پائی جاتی ہے اور اس حکمت کا چشمہ کس قدر شفاف ہے۔ ہم نے کتاب خصائص میں اس کی قدر و قیمت اور عظمت و شرافت پر مکمل تبصرہ کیا ہے۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گناہ انسانی زندگی کے لئے ایک بوجھ کی حیثیت رکھتا ہے اور یہی بوجھ ہے جو انسان کو آگے نہیں بڑھنے دیتا ہے اور وہ اسی دنیاداری میں مبتلا رہ جاتا ہے ورنہ انسان کا بوجھ ہلکا ہو جائے تو تیز قدم بڑھا کر ان سابقین سے ملحق ہو سکتا ہے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرتے ہوئے بلند ترین منزلوں تک پہونچ گئے ہیں۔

امیرالمومنینؑ کی دی ہوئی یہ مثال وہ ہے جس کا تجربہ ہر انسان کی زندگی میں برابر سامنے آتا رہتا ہے کہ قافلہ میں جس کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے وہ پیچھے رہ جاتا ہے اور جس کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔ صرف مشکل یہ ہے کہ انسان کو گناہ ہو گیا ہو بوجھ ہونے کا احساس نہیں ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

چلنے نہ دیا بارِ گنہ نے پیدل　　تابوت میں کاندھوں پہ سوار آیا ہوں

٢٢

و من خطبة له (عليه السلام)

حين بلغه خبر الناكثين ببيعته

ذم الناكثين

أَلَا وَ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ ذَمَّرَ حِزْبَهُ، وَ اسْتَجْلَبَ جَلَبَهُ، لِيَعُودَ الْجَوْرُ إِلَى أَوْطَانِهِ، وَ يَرْجِعَ الْبَاطِلُ إِلَى نِصَابِهِ. وَاللّٰهِ مَا أَنْكَرُوا عَلَيَّ مُنْكَراً، وَ لَا جَعَلُوا بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ نَصِفاً.

ذم عملهم

وَ إِنَّهُمْ لَيَطْلُبُونَ حَقّاً هُمْ تَرَكُوهُ، وَ دَماً هُمْ سَفَكُوهُ: فَلَئِنْ كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ فَإِنَّ لَهُمْ لَنَصِيبَهُمْ مِنْهُ، وَ لَئِنْ كَانُوا وَلُوهُ دُونِي فَمَا التَّبِعَةُ إِلَّا عِنْدَهُمْ، وَ إِنَّ أَعْظَمَ حُجَّتِهِمْ لَعَلَى أَنْفُسِهِمْ، يَرْتَضِعُونَ أُمّاً قَدْ فَطَمَتْ، وَ يُحْيُونَ بِدْعَةً قَدْ أُمِيتَتْ. يَا خَيْبَةَ الدَّاعِي! مَنْ دَعَا! وَ إِلَامَ أُجِيبَ! وَ إِنِّي لَرَاضٍ بِحُجَّةِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَ عِلْمِهِ فِيهِمْ.

فَإِنْ أَبَوْا أَعْطَيْتُهُمْ حَدَّ السَّيْفِ وَ كَفَى بِهِ شَافِياً مِنَ الْبَاطِلِ، وَ نَاصِراً لِلْحَقِّ! وَ مِنَ الْعَجَبِ بَعْثُهُمْ إِلَيَّ أَنْ أَبْرُزَ لِلطِّعَانِ! وَ أَنْ أَصْبِرَ لِلْجِلَادِ! هَبِلَتْهُمُ الْهَبُولُ! لَقَدْ كُنْتُ وَ مَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ، وَ لَا أُرْهَبُ بِالضَّرْبِ! وَ إِنِّي لَعَلَى يَقِينٍ مِنْ رَبِّي، وَ غَيْرِ شُبْهَةٍ مِنْ دِينِي.

٢٣

و من خطبة له (عليه السلام)

و تشتمل على تهذيب الفقراء بالزهد و تأديب الأغنياء بالشفقة

تهذيب الفقراء

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ كَقَطَرَاتِ الْمَطَرِ إِلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا قُسِمَ لَهَا مِنْ زِيَادَةٍ أَوْ نُقْصَانٍ، فَإِنْ رَأَى أَحَدُكُمْ لِأَخِيهِ

① قرآن مجید نے واضح طور پر دو طرح کے گروہوں کی نشاندہی کی ہے۔ ایک کا نام حزب اللہ ہے جس کا طریقہ کار اللہ، رسول اور مخصوص صاحبان ایمان کی ولایت و حکومت کا اقرار ہے اور ایک کا نام حزب الشیطان ہے جس کا اصول ذکر خدا سے غفلت اور یاد خدا سے محرومی ہے اور اس کے نتیجہ میں شیطان ان پر غالب آجاتا ہے اور اپنے اشاروں پر چلانے لگتا ہے۔

مولائے کائنات نے اہل جمل کو حزب الشیطان سے اسی لئے تعبیر کیا ہے کہ انھوں نے اولیاء اللہ کی ولایت سے انکار کر دیا اور احکام الٰہی سے یکسر غافل ہو گئے۔ ان کے قائدین نے گھروں میں بیٹھنے کے حکم کو نظر انداز کر دیا اور ان کے لشکر نے «الفتن» کی عظمت سے غافل ہو کر امام وقت کے خلاف فوج کشی شروع کر دی۔

اس سلسلہ میں تین نمایاں کردار ہیں طلحہ، زبیر اور عائشہ اور تینوں کے بارے میں تاریخ کا بیان ہے کہ قتل عثمان کی تمام تر ذمہ داری انھیں افراد پر تھی۔ طلحہ کے بارے میں ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ یہ خود نقاب اوڑھ کر حضرت عثمان کے گھر پر تیر باراں کر رہا تھا اور زبیر کے بارے میں ان کا بیان ہے کہ اس نے لوگوں کو قتل پر آمادہ کیا تو بعض افراد نے کہا کہ تمہارا بیٹا تو ان کی حفاظت کر رہا ہے۔ کہا کہ وہ بھی قتل ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر عثمان کو بہرحال قتل ہو جانا چاہئے اور حضرت عائشہ کا تو مشہور ہے کہ نعثل کو قتل کر دو۔ یہ کافر ہو گیا ہے۔ اس کے بعد امیر المومنینؑ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور ان سے کس خون کا انتقام طلب کیا جا رہا ہے۔

مصادر خطبہ ۲۲ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ ص۱۵۴، الغارات ہلال ثقفی، المسترشد طبری ص۹۵، کشف المحجہ سید ابن طاؤس ص۱۸۳، امالی طوسی ۱ ص۱۸۳، مناقب خوارزمی ص۱۱۸، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص۱۴۸، ص۱۲۷ ارشاد مفید ص۱۳۰، الوافی کتاب الجہاد، الجمل شیخ مفید ص۱۳۵، الکافی ۵ ص۵۳

مصادر خطبہ ۲۳ کافی ۲ ص۲۹۳، العقد الفرید ۲ ص۲۶۶، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۸، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۳۶، ربیع الابرار باب الکسب والمال، کنز العمال ۸ ص۲۲۵، تاریخ دمشق ابن عساکر، غریب الحدیث ورق ۱۰۳، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص۱۶، المجمع بین الغریبین ہروی، عیون الاخبار ۱ ص۱۰۹، کافی ۲ ص۱۲۴ باب صلۃ رحم، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۹۵، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۰۲

۲۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب آپ کو خبر دی گئی کہ کچھ لوگوں نے آپ کی بیعت توڑ دی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے اور فوج کو جمع کر لیا ہے تاکہ ظلم اپنی منزل پر پلٹ آئے اور باطل اپنے مرکز کی طرف واپس آجائے۔ خدا کی قسم ان لوگوں نے نہ مجھ پر کوئی سچا الزام لگایا ہے اور نہ میرے اور اپنے درمیان کوئی انصاف کیا ہے۔ یہ مجھ سے اس حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جو خود انھوں نے نظر انداز کیا ہے اور اس خون کا تقاضا کر رہے ہیں جو خود انھوں نے بہایا ہے۔ پھر اگر میں ان کے ساتھ شریک تھا تو ان کا بھی تو ایک حصہ تھا اور وہ تنہا مجرم تھے تو ذمہ داری بھی انھیں پر ہے۔ بیشک ان کی عظیم ترین دلیل بھی انھیں کے خلاف ہے۔ یہ اس ماں سے دودھ پینا چاہتے ہیں جس کا دودھ ختم ہو چکا ہے اور اس بدعت کو زندہ کرنا چاہتے ہیں جو مر چکی ہے۔ ہائے کس قدر نامراد یہ جنگ کا داعی ہے۔ کون پکار رہا ہے؟ اور کس مقصد کے لئے اس کی بات سُنی جا رہی ہے؟ میں اس بات سے خوش ہوں کہ پروردگار کی حجت ان پر تمام ہو چکی ہے اور وہ ان کے حالات سے باخبر ہے۔

اب اگر ان لوگوں نے حق کا انکار کیا ہے تو میں انھیں تلوار کی باڑھ عطا کروں گا کہ وہی باطل کی بیماری سے شفا دینے والی اور حق کی واقعی مددگار ہے۔ حیرت انگیز بات ہے کہ یہ لوگ مجھے نیزہ بازی کے میدان میں نکلنے اور تلوار کی جنگ سہنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ رونے والیاں ان کے غم میں روئیں۔ مجھے تو کبھی بھی جنگ سے خوفزدہ نہیں کیا جا سکا ہے اور نہ میں شمشیر زنی سے مرعوب ہوا ہوں۔ میں تو اپنے پروردگار کی طرف سے منزل یقین پر ہوں اور مجھے دین کے بارے میں کسی طرح کا کوئی شک نہیں ہے۔

۲۳۔ آپ کے ایک خطبہ کا ایک حصہ

جس میں فقراء کو زہد اور سرمایہ داروں کو شفقت کی ہدایت دی گئی ہے۔

اما بعد! انسان کے مقسوم میں کم یا زیادہ جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا امر آسمان سے زمین کی طرف بارش کے قطرات کی طرح نازل ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص اپنے بھائی کے پاس اہل و مال یا نفس کی فراوانی دیکھے تو اس کے لئے فتنہ نہ بنے۔

۱؎ تاریخ کا مسلّمہ ہے کہ عثمان نے اپنے دورِ حکومت میں اپنے پیشرو تمام حکام کے خلاف اقربا پرستی اور بیت المال کی بے بنیاد تقسیم کا بازار گرم کر دیا تھا اور یہی بات ان کے قتل کا بنیادی سبب بن گئی۔ ظاہر ہے کہ ان کے قتل کے بعد یہ بدعت بھی مردہ ہو چکی تھی لیکن طلحہ نے امیر المومنینؑ سے بصرہ کی گورنری اور زبیر نے کوفہ کی گورنری کا مطالبہ کر کے پھر اس بدعت کو زندہ کرنا چاہا جو ایک امام معصومؑ کسی قیمت پر برداشت نہیں کر سکتا ہے چاہے اس کی کتنی ہی بڑی قیمت کیوں نہ ادا کرنا پڑے۔

۲؎ ابن ابی الحدید کے نزدیک داعی سے مراد طلحہ و زبیر اور عائشہ ہیں جنھوں نے آپؑ کے خلاف جنگ کی آگ بھڑکائی تھی لیکن انجام کار سب کو ناکام اور نامراد ہونا پڑا اور کوئی نتیجہ ہاتھ نہ آیا جس کی طرف آپؑ نے تحقیر آمیز لہجہ میں اشارہ کیا ہے اور صاف واضح کر دیا ہے کہ میں جنگ سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ تلوار میرا تکیہ ہے اور یقین میرا سہارا۔ اس کے بعد مجھے کس چیز سے خوفزدہ کیا جا سکتا ہے۔

غَفِيرَةً فِي أَهْلٍ أَوْ مَالٍ أَوْ نَفْسٍ فَلَا تَكُونَنَّ لَهُ فِتْنَةً؛ فَإِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ مَا لَمْ يَغْشَ دَنَاءَةً تَظْهَرُ (تظهر) فَيَخْشَعُ لَهَا إِذَا ذُكِرَتْ، وَ يُغْرَى بِهَا لِئَامُ النَّاسِ، كَانَ كَالْفَالِجِ الْيَاسِرِ الَّذِي يَنْتَظِرُ أَوَّلَ فَوْزَةٍ مِنْ قِدَاحِهِ تُوجِبُ لَهُ الْمَغْنَمَ، وَ يُرْفَعُ بِهَا عَنْهُ الْمَغْرَمُ. وَ كَذلِكَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ الْبَرِيءُ مِنَ الْخِيَانَةِ يَنْتَظِرُ مِنَ اللهِ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ: إِمَّا دَاعِيَ اللهِ فَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لَهُ، وَ إِمَّا رِزْقَ اللهِ فَإِذَا هُوَ ذُو أَهْلٍ وَ مَالٍ، وَ مَعَهُ دِينُهُ وَ حَسَبُهُ. وَ إِنَّ الْمَالَ وَالْبَنِينَ حَرْثُ الدُّنْيَا، وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ حَرْثُ الْآخِرَةِ، وَ قَدْ يَجْمَعُهُمَا اللهُ تَعَالَى لِأَقْوَامٍ، فَاحْذَرُوا مِنَ اللهِ مَا حَذَّرَكُمْ مِنْ نَفْسِهِ (شخصه)، وَ اخْشَوْهُ خَشْيَةً لَيْسَتْ بِتَعْذِيرٍ، وَاعْمَلُوا فِي غَيْرِ رِيَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ؛ فَإِنَّهُ مَنْ يَعْمَلْ لِغَيْرِ اللهِ يَكِلْهُ اللهُ لِمَنْ عَمِلَ لَهُ. نَسْأَلُ اللهَ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ، وَ مُعَايَشَةَ السُّعَدَاءِ، وَ مُرَافَقَةَ الْأَنْبِيَاءِ.

تاديب الاغنياء

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَا يَسْتَغْنِي الرَّجُلُ - وَ إِنْ كَانَ ذَا مَالٍ - عَنْ عِتْرَتِهِ (عشيرته)، وَ دِفَاعِهِمْ عَنْهُ بِأَيْدِيهِمْ وَأَلْسِنَتِهِمْ، وَ هُمْ أَعْظَمُ النَّاسِ حَيْطَةً مِنْ وَرَائِهِ، وَ أَلَمُّهُمْ لِشَعَثِهِ، وَ أَعْطَفُهُمْ عَلَيْهِ عِنْدَ نَازِلَةٍ إِذَا نَزَلَتْ بِهِ. وَ لِسَانُ الصِّدْقِ يَجْعَلُهُ اللهُ لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يَرِثُهُ غَيْرُهُ.

و منها: أَلَا لَا يَعْدِلَنَّ أَحَدُكُمْ عَنِ الْقَرَابَةِ يَرَى بِهَا الْخَصَاصَةَ أَنْ يَسُدَّهَا بِالَّذِي لَا يَزِيدُهُ إِنْ أَمْسَكَهُ وَلَا يَنْقُصُهُ إِنْ أَهْلَكَهُ؛ وَ مَنْ يَقْبِضْ يَدَهُ عَنْ عَشِيرَتِهِ، فَإِنَّمَا تُقْبَضُ مِنْهُ عَنْهُمْ يَدٌ وَاحِدَةٌ، وَ تُقْبَضُ مِنْهُمْ عَنْهُ أَيْدٍ كَثِيرَةٌ؛ وَ مَنْ تَلِنْ حَاشِيَتُهُ يَسْتَدِمْ مِنْ قَوْمِهِ الْمَوَدَّةَ (المحبة)

قال السيد الشريف: أقول: الغفيرة ههنا الزيادة و الكثرة، من قولهم للجمع الكثير: الجم الغفير، و الجماء الغفير. و يروى «عفوة من أهل أو مال»، و العفوة الخيار من

① جب یہ بات طے شدہ ہے کہ رزق کا کاروبار پروردگار کے ہاتھوں میں ہے جس نے رزق کا وعدہ کیا ہے اور وہی عطا کرنے والا ہے اور جس نے واضح لفظوں میں اعلان کر دیا ہے کہ تمہارا رزق بھی آسمانوں میں محفوظ ہے اور تمہارے موعود کا سامان آسمان میں موجود ہے۔ تو دوسرے کے مال پر نظر لگانا یا پروردگار کے نظام تقسیم پر عدم اعتماد ہے یا اسے غفلت کا مورد الزام ٹھہرانا ہے اور یہ دونوں باتیں مسلمان کے عقیدہ کے خلاف ہیں لہٰذا مسلمان نہ حرص پیدا کر سکتا ہے اور نہ حسد کا شکار ہو سکتا ہے۔ اسلامی کردار یہ ہے کہ وعدہ الٰہی پر بھروسہ کیا جائے اور خیانت سے اپنے دامن کو محفوظ رکھا جائے۔ خدا چاہے تو دین و دنیا دونوں عطا کر سکتا ہے۔ اس کے خزانۂ غیب میں کوئی کمی نہیں ہے۔

انسان کی ذمہ داری اعمال میں اخلاص اور اخلاص ہے کہ اگر ذرہ برابر ریاکاری پیدا ہو گئی تو پروردگار اجر سے محروم کر کے اسی کے حوالے کر دے گا جس کے لئے عمل انجام دیا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ قیامت کے دن کوئی کسی کے کام آنے والا نہیں ہے وہ نفسی نفسی کا دن ہوگا ہر شخص اپنے حال میں پریشان ہوگا۔ دوسرے کی پریشانی پر کون غور کرے گا۔ اس دن کوئی افراد کام آ سکتے ہیں جنہیں اپنے اعمال اور حساب کی پریشانی نہ ہو ورنہ قوم۔ قبیلہ۔ خاندان کوئی کام آنے والا نہیں ہے انسان کو کوشش کرے کہ روز قیامت ان نیک بندوں کی رفاقت حاصل ہو جائے جو اس دن بھی کام آ سکتے ہیں اور جن کی شفاعت بخشش کا سامان بن سکتی ہے اور یہ تین ہی طرح کے افراد ہیں۔ انبیاء کرام۔ اولیاء اشرار اور شہداء راہ خدا انہوں نے وہ کردار انجام دیا ہے جو خود ان کے بھی کام آنے والا ہے اور دوسروں کے بھی کام آنے والا ہے۔

② واضح سی بات ہے کہ عمل کی تباہی صرف ریاکاری میں نہیں ہوتی ہے بلکہ دکھانے ہی کی طرح سنانے کا جذبہ بھی ہے کہ انسان اس امید کے ساتھ عمل انجام دے کہ اس کی آواز دور تک پہنچ جائے گی تو یہ جذبہ بھی اسی طرح عمل کو برباد کر دیتا ہے جس طرح ریاکاری اور دکھاوے کا جذبہ عمل کی تباہی کا سبب بن جاتا ہے۔

کہ مردِ مسلم کے کردار میں اگر ایسی پستی نہیں ہے جس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جب بھی اس کا ذکر کیا جائے اس کی نگاہ شرم سے جھک جائے اور پست لوگوں کے حوصلے اس سے بلند ہو جائیں تو اس کی مثال اس کامیاب جواری کی ہے جو جوئے کے تیروں کا پانسہ پھینک کر پہلے ہی مرحلہ میں کامیابی کا انتظار کرتا ہے جس سے فائدہ حاصل ہو اور گذشتہ نقصان کی تلافی ہو جائے۔

یہی حال اس مردِ مسلمان کا ہے جس کا دامن خیانت سے پاک ہو کہ وہ ہمیشہ پروردگار سے دو میں سے ایک نیکی کا امیدوار رہتا ہے یا داعی اجل آجائے تو جو کچھ اس کی بارگاہ میں ہے وہ اس دنیا سے کہیں زیادہ بہتر ہے یا رزق خدا حاصل ہو جائے تو وہ صاحب اہل و مال بھی ہوگا اور اس کا دین اور وقار بھی برقرار رہے گا۔ یاد رکھو مال اور اولاد دنیا کی کھیتی ہے اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے اور کبھی کبھی پروردگار بعض اقوام کے لئے دونوں کو جمع کر دیتا ہے[1] لہٰذا خدا سے اس طرح ڈرو جس طرح اس نے ڈرنے کا حکم دیا ہے اور اس کا خوف اس طرح پیدا کرو کہ پھر معذرت نہ کرنا پڑے۔ عمل کرو۔ تو دکھانے سنانے[2] سے الگ رکھو کہ جو شخص بھی غیر خدا کے واسطے عمل کرتا ہے خدا اسے اسی شخص کے حوالے کر دیتا ہے۔ میں پروردگار سے شہیدوں کی منزل۔ نیک بندوں کی صحبت اور انبیاء کرام کی رفاقت کی دعا کرتا ہوں۔

ایہا الناس! یاد رکھو کہ کوئی شخص کسی قدر بھی صاحب مال کیوں نہ ہو جائے اپنے قبیلہ اور ان لوگوں کے ہاتھ اور زبان کے ذریعہ دفاع کرنے سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ لوگ انسان کے بہترین محافظ ہوتے ہیں اس کی پراگندگی کے دور کرنے والے اور مصیبت کے نزول کے وقت اس کے حال پر مہربان ہوتے ہیں۔ پروردگار بندہ کے لئے جو ذکر خیر لوگوں کے درمیان قرار دیتا ہے وہ اس مال سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے جس کے وارث دوسرے افراد ہو جاتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تم سے کوئی شخص بھی اپنے اقرباء کو محتاج دیکھ کر اس مال سے حاجت برآری کرنے سے گریز نہ کرے جو باقی رہ جائے تو بڑھ نہیں جائے گا اور خرچ کر دیا جائے تو کم نہیں ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جو شخص بھی اپنے عشیرہ اور قبیلہ سے اپنا ہاتھ روک لیتا ہے تو اس قبیلہ سے ایک ہاتھ رک جاتا ہے اور خود اس کے لئے بیشمار ہاتھ رک جاتے ہیں۔ اور جس کے مزاج میں نرمی ہوتی ہے وہ قوم کی محبت کو ہمیشہ کے لئے حاصل کر لیتا ہے۔

سید رضیؒ۔ اس مقام پر غفیرہ کثرت کے معنی میں ہے جس طرح جمع کثیر کو جمع غفیر کہا جاتا ہے۔ بعض روایات میں غفیرہ کے بجائے عفوہ ہے جو منتخب اور پسندیدہ شے کے معنی میں ہے۔

---

[1] اگرچہ اسلام نے بظاہر فقیر کو غنی کے مال میں یا رشتہ دار کو رشتہ دار کے مال میں شریک نہیں بنایا ہے لیکن اس کا یہ فلسفہ کہ تمام املاک دنیا کا مالک حقیقی پروردگار ہے اور اس کے اختیار سے تمام بندے ایک جیسے ہیں۔ سب اس کے بندے ہیں اور سب کے رزق کی ذمہ داری اسی کی ذات اقدس پر ہے۔ اس امر کی علامت ہے کہ اس نے ہر غنی کے مال میں ایک حصہ فقیروں اور محتاجوں کا ضرور قرار دیا ہے اور اسے جبراً واپس نہیں لیا ہے بلکہ خود غنی کو انفاق کا حکم دیا ہے تاکہ مال اس کے اختیار سے فقیر تک جائے۔ اس طرح وہ آخرت میں اجر و ثواب کا حقدار ہو جائے گا اور دنیا میں فقراء کے دل میں اس کی جگہ بن جائے گی جو صاحبانِ ایمان کا شرف ہے کہ پروردگار لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت قرار دے دیتا ہے۔

پھر اس انفاق میں کسی طرح کا نقصان بھی نہیں ہے۔ مال یوں ہی باقی رہ گیا تو بھی دوسروں ہی کے کام آئے گا تو کیوں نہ ایسا ہو کہ اسی کے کام آجائے جس نے زور بازو سے جمع کیا ہے اور پھر وہ جماعت بھی ہاتھ آجائے جو کسی وقت بھی کام آسکتی ہے۔ جگر جگر ہوتا ہے اور دگر دگر ہوتا ہے!

اليسير؛ يقال أكلت الغفوة الطعام، أي شيئاً. و ما أحسن المعنى الذي أراده (ع) بقوله: «و من يقبض يده عن عشيرته...» إلى تمام الكلام، فإن الممسك خيره عن عشيرته إنما يمسك نفع يد واحدة، فإذا احتاج إلى نصرتهم، و اضطر إلى مرافدتهم، قعدوا عن نصره، و تثاقلوا عن صوته، فمنع ترافد الأيدي الكثيرة، و تناهض الأقدام الجمة.

٢٤

و من خطبة له (ع)

الدعوة إلى طاعة الله.

وَلَعَمْرِي مَا عَلَيَّ مِنْ قِتَالِ مَنْ خَالَفَ الْحَقَّ، وَ خَابَطَ الْغَيَّ، مِنْ إِدْهَانٍ وَلاَ إِيهَانٍ. فَاتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ، وَ فِرُّوا إِلَى اللهِ مِنَ اللهِ، وَ امْضُوا فِي الَّذِي نَهَجَهُ لَكُمْ، وَ قُومُوا بِمَا عَصَبَهُ بِكُمْ، فَعَلِيٌّ ضَامِنٌ لِفَلْجِكُمْ آجِلاً، إِنْ لَمْ تُمْنَحُوهُ عَاجِلاً. ①

٢٥

و من خطبة له (ع)

و قد تواترت عليه الأخبار باستيلاء أصحاب معاوية على البلاد، و قدم عليه عاملاه على اليمن، و هما عبيد الله بن عباس و سعيد بن نمران لما غلب عليهما بسر بن أبي أرطاة، فقام (ع) على المنبر ضجراً بتثاقل أصحابه عن الجهاد، و مخالفتهم له في الرأي، فقال:

مَا هِيَ إِلاَّ الْكُوفَةُ، أَقْبِضُهَا وَأَبْسُطُهَا، إِنْ لَمْ تَكُونِي إِلاَّ أَنْتِ، تَهُبُّ أَعَاصِيرُكِ، فَقَبَّحَكِ اللهُ!

و تمثل بقول الشاعر:

لَعَمْرُ أَبِيكَ الْخَيْرِ يَا عَمْرُو إِنَّنِي ... عَلَى وَضَرٍ - مِنْ ذَا الإِنَاءِ - قَلِيلِ

ثم قال (ع):

أُنْبِئْتُ بُسْراً قَدِ اطَّلَعَ الْيَمَنَ، وَ إِنِّي وَ اللهِ لَأَظُنُّ أَنَّ هؤُلاَءِ الْقَوْمَ سَيُدَالُونَ مِنْكُمْ بِاجْتِمَاعِهِمْ عَلَى بَاطِلِهِمْ، وَ تَفَرُّقِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ، وَ بِمَعْصِيَتِكُمْ إِمَامَكُمْ فِي الْحَقِّ، وَ طَاعَتِهِمْ إِمَامَهُمْ فِي الْبَاطِلِ، وَ بِأَدَائِهِمُ الأَمَانَةَ إِلَى صَاحِبِهِمْ وَ خِيَانَتِكُمْ، وَ بِصَلاَحِهِمْ فِي بِلاَدِهِمْ وَ فَسَادِكُمْ.

ادہان - ٹال مٹول بات کرنا۔ نفاق دھوکہ

ایہان - سستی۔ کمزوری

عصبہ - مضبوط اور مربوط کر دینا۔

فلج - کامیابی

اعاصیر - جمع اعصار، تیز و تند ہوا۔ بگولا

① درحقیقت یہ ضمانت اسی انسان کو زیب دیتی ہے جو راہ خدا میں اس طرح کے جہاد کا حوصلہ رکھتا ہو اور بلاخوف لومۃ لائم جہاد کر سکتا ہو جو سیدھے راستہ پر چلتا ہو اور اسی کے احکام پر عمل کرتا ہو ورنہ انسان کو اپنی بھی کامیابی کا یقین نہیں ہو سکتا ہے دوسروں کو کہاں سے ضمانت فراہم کرے گا۔ مولائے کائنات کا یہ اعتماد ذاتی کردار کی بھی دلیل ہے اور سرکار دوعالم کے اس ارشاد کی بھی تفسیر ہے کہ "یا علی تم اور تمہارے شیعہ کامیاب ہیں" ظاہر ہے کہ جس کو سرکار دوعالم کامیابی کی سند دے دیں اس کی کامیابی میں کون شبہ پیدا کر سکتا ہے۔ واضح رہے کہ اسلام میں ذاتی طور پر جنت کی ضمانت اور بشارت کا ذکر تو روایات میں موجود ہے لیکن دوسروں کو ضمانت دینے کا کوئی ذکر نہیں ہے اس کے لئے مولائے کائنات جیسا کردار درکار ہے جو عالم اسلام میں کسی کو حاصل نہیں ہے۔

خطبہ ۲۴ نہایہ ابن اثیر ۳ ص ۲۴۳ مادہ عصب

خطبہ ۲۵ مروج الذہب مسعودی ۳ ص ۱۳۹، العقد الفرید ابن عبدربہ ۴ ص ۳۳۰، تاریخ دمشق ابن عساکر ۱ ص ۳۰۹، ۱۰ ص ۲۲۵، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص ۴۳۳، ارشاد مفید ص ۱۴۱، احتجاج طبرسی ص ۲۵۸، مجمع الامثال میدانی ۲ ص ۳۳

استعمال ہوتا ہے۔ "عفوۃ الطعام" پسندیدہ کھانے کو کہا جاتا ہے اور امام علیہ السلام نے اس مقام پر بہترین نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اگر کسی نے اپنا ہاتھ عشیرہ سے کھینچ لیا تو گویا کہ ایک ہاتھ کم ہوگیا۔ لیکن جب اسے ان کی نصرت اور امداد کی ضرورت ہوگی اور وہ ہاتھ کھینچ لیں گے اور اس کی آواز پر لبیک نہیں کہیں گے تو بہت سے بڑھنے والے ہاتھوں اور اٹھنے والے قدموں سے محروم ہو جائے گا۔

۲۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں اطاعت خدا کی دعوت دی گئی ہے۔

میری جان کی قسم! میں حق کی مخالفت کرنے والوں اور گمراہی میں بھٹکنے والوں سے جہاد کرنے میں نہ کوئی نرمی کر سکتا ہوں اور نہ سستی۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اس کے غضب سے فرار کر کے اس کی رحمت میں پناہ لو۔ اس راستہ پر چلو جو اس نے بنا دیا ہے اور ان احکام پر عمل کرو جنہیں تم سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد علیؑ تمہاری کامیابی کا آخرت میں بہرحال ذمہ دار ہے چاہے دنیا میں حاصل نہ ہو سکے۔ (۱)

۲۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب آپ کو مسلسل خبر دی گئی کہ معاویہ کے ساتھیوں نے شہروں پر قبضہ کر لیا ہے اور آپ کے دو عامل یمن عبید اللہ بن عباس اور سعید بن نمران بُسر بن ابی ارطاۃ کے مظالم سے پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں آگئے۔ تو آپ اپنے اصحاب کی کوتاہی جہاد سے بددل ہو کر منبر پر کھڑے ہو کر یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ اب یہی کوفہ ہے جس کا بست و کشاد میرے ہاتھ میں ہے۔ اے کوفہ اگر تو ایسا ہی رہا اور یونہی تیری آندھیاں چلتی رہیں تو خدا تیرا برا کرے گا۔ (اس کے بعد شاعر کے اس شعر کی تمثیل بیان فرمائی) اے عمرو! تیرے اچھے باپ کی قسم! مجھے تو اس برتن کی تہ میں لگی ہوئی چکنائی ہی ملی ہے۔ اس کے بعد فرمایا! مجھے خبر دی گئی ہے کہ بُسر یمن تک آگیا ہے اور خدا کی قسم میرا خیال یہ ہے کہ عنقریب یہ لوگ تم سے اقتدار کو چھین لیں گے۔ اس لئے کہ یہ اپنے باطل پر متحد ہیں اور تم اپنے حق پر متحد نہیں ہو۔ یہ اپنے پیشوا کی باطل میں بھی اطاعت کرتے ہیں اور تم اپنے امام کی حق میں بھی نافرمانی کرتے ہو۔ یہ اپنے مالک کی امانت اس کے حوالے کر دیتے ہیں اور تم خیانت کرتے ہو۔ یہ اپنے شہروں میں امن و امان رکھتے ہیں اور تم اپنے شہر میں بھی فساد کرتے ہو۔

---

(۱) امیرالمومنینؑ کی خلافت کا جائزہ لیا جائے تو مصائب و مشکلات میں سرکار دو عالمؐ کے دور رسالت سے کچھ کم نہیں ہے۔ آپ نے تیرہ سال مکہ میں مصیبتیں برداشت کیں اور دس سال مدینہ میں جنگوں کا مقابلہ کرتے رہے اور یہی حال مولائے کائناتؑ کا رہا۔ ذی الحجہ ۳۵ھ میں خلافت ملی اور ماہ مبارک ۴۰ھ میں شہید ہوگئے۔ کل دور حکومت ۴ سال ۹ ماہ ۲ دن رہا اور اس میں بھی تین بڑے بڑے معرکے ہوئے اور چھوٹی چھوٹی جھڑپیں مسلسل ہوتی رہیں۔ جہاں علاقوں پر قبضہ کیا جا رہا تھا اور چاہنے والوں کو اذیت دی جا رہی تھی۔ معاویہ نے عمرو عاص کے مشورہ سے بُسر بن ابی ارطاۃ کو تلاش کر لیا تھا اور اس جلاد کو مطلق العنان بنا کر چھوڑ دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ "پاگل کتے" کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو شہر والوں کا کیا حال ہوگا اور علاقے کے امن و امان میں کیا باقی رہ جائے گا۔

(۲) ذرا جاحظ کی قابلیت ملاحظہ فرمائیے۔ فرماتے ہیں کہ کوفہ والے اس لئے نہیں اطاعت کرتے تھے کہ ان کی نگاہ تنقیدی اور بصیرت آمیز تھی اور شام والے احمق اور جاہل تھے اس لئے اطاعت کر لیتے تھے۔ ان قابلیت مآب سے کون دریافت کرے کہ کوفہ والوں نے مولائے کائناتؑ کے کس عیب کی بنا پر اطاعت چھوڑ دی تھی اور کس تنقیدی نظر سے آپ کی زندگی کو دیکھ لیا تھا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ کوفہ و شام دونوں ضمیر فروش تھے۔ شام والوں کو خرید لیا گیا تھا اور کوفہ میں حضرت علیؑ نے یہ طریقہ کار اختیار کر لیا تھا کہ منہ مانگی قیمت نہیں عطا کی تھی لہٰذا بغاوت کا ہونا ناگزیر تھا اور یہ کوئی حیرت انگیز امر نہیں ہے۔

فَلَوْ أَنْتَنْتُ أَحَدُكُمْ عَلَى قَعْبٍ لَخَشِيتُ أَنْ يَذْهَبَ بِعِلَاقَتِهِ. اللَّهُمَّ إِنِّي قَدْ مَلِلْتُهُمْ وَ مَلُّونِي، وَ سَئِمْتُهُمْ وَ سَئِمُونِي، فَأَبْدِلْنِي بِهِمْ خَيْراً مِنْهُمْ، وَ أَبْدِلْهُمْ بِي شَرّاً مِنِّي. اللَّهُمَّ مِثْ قُلُوبَهُمْ كَمَا يُمَاثُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ. أَمَا وَاللَّهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ لِي بِكُمْ أَلْفَ فَارِسٍ مِنْ بَنِي فِرَاسِ بْنِ غَنْمٍ:

هُنَالِكَ، لَوْ دَعَوْتَ، أَتَاكَ مِنْهُمْ فَوَارِسُ مِثْلُ أَرْمِيَةِ الْحَمِيمِ

ثم نزل «عليه السلام» من المنبر.

قال السيد الشريف: أقول: الأرمية جمع رمي و هو السحاب، و الحميم ها هنا: وقت الصيف، و إنما خص الشاعر سحاب الصيف بالذكر لأنه أشد جفولاً، و أسرع خفوفاً، لأنه لا ماء فيه، و إنما يكون السحاب ثقيل السير لامتلائه بالماء، و ذلك لا يكون في الأكثر إلا زمان الشتاء، و إنما أراد الشاعر وصفهم بالسرعة إذا دعوا، و الإغاثة إذا استغيثوا، والدليل على ذلك قوله:

«هنالك، لو دعوت، أتاك منهم»

٢٦

و من خطبة له «عليه السلام»

و فيها يصف العرب قبل البعثة ثم يصف حاله قبل البيعة له

العرب قبل البعثة

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ نَذِيراً لِلْعَالَمِينَ، وَ أَمِيناً عَلَى التَّنْزِيلِ، وَ أَنْتُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ عَلَى شَرِّ دِينٍ، وَ فِي شَرِّ دَارٍ، مُنِيخُونَ بَيْنَ حِجَارَةٍ خُشْنٍ، وَ حَيَّاتٍ صُمٍّ، تَشْرَبُونَ الْكَدِرَ، وَ تَأْكُلُونَ الْجَشِبَ، وَ تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ، وَ تَقْطَعُونَ أَرْحَامَكُمْ. الْأَصْنَامُ فِيكُمْ مَنْصُوبَةٌ، وَ الْآثَامُ بِكُمْ مَعْصُوبَةٌ.

و منها صفته قبل البيعة له

فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي مُعِينٌ إِلَّا أَهْلُ بَيْتِي، فَضَنِنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَوْتِ، وَأَغْضَيْتُ عَلَى الْقَذَى، وَ شَرِبْتُ عَلَى الشَّجَا، وَ صَبَرْتُ عَلَى أَخْذِ الْكَظَمِ وَ عَلَى أَمَرَّ مِنْ طَعْمِ الْعَلْقَمِ (حزن)

و منها: وَ لَمْ يُبَايِعْ حَتَّى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ عَلَى الْبَيْعَةِ ثَمَناً، فَلَا

(١) کھل ہوئی بات ہے کہ نہ اہل کوفہ میں کوئی خیر تھا اور نہ مولائے کائنات میں کوئی شر۔ یہ صرف ایک محاورہ ہے جو ایسے مواقع پر استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی مثال قرآن مجید میں قصۂ موسیٰ میں بھی پائی جاتی ہے جہاں جناب موسیٰ نے کہا: "ہم علی ذنب" ان کے لئے میرے اوپر ایک گناہ ہے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جناب موسیٰ نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اور ظالم کا فاسق عمل میں قتل کر دینا کوئی گناہ کہا جا سکتا ہے لیکن پھر بھی ایسے ہی محاورہ کا استعمال کیا تھا۔

(٢) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلامی افکار کی مسلسل ترقی کا نتیجہ یقیناً یہ ہوتا کہ عرب کی یہ صورت حال باقی نہ رہ جاتی اور کوئی نہ کوئی تمدن انہیں بھی حاصل ہو جاتا لیکن اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ سماج کو دین کی ضرورت نہیں تھی یا دین نے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔

رسالت کا کام مادی ترقی اور تمدنی ارتقاء نہیں تھا۔ رسالت کا کام انسانیت کی اصلاح اور اسے بہترین کردار کا مالک بنانا تھا جو اس کے علاوہ کوئی تمدن نہیں کر سکتا تھا جس کی بہترین شہادت دور حاضر کی حالت زار ہے کہ تمدن آسمانوں پر ہے لیکن انسانیت زیر زمین دفن ہوئی جا رہی ہے۔

(٣) عثمان نے عمرو عاص کو مصر کی حکومت سے معزول کر دیا تو اس نے ان کے خلاف ہنگامہ شروع کر دیا اور بالآخر قتل کرا کے چھوڑا اور قتل کے بعد معاویہ کی بیعت اس وقت تک نہیں کی جب تک دوبارہ مصر کی گورنری ہاتھ نہیں آگئی اور معاویہ نے منہ مانگی قیمت ادا نہیں کر دی۔

مصادر خطبہ ۲۶ الامامة والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ ص۱۵۴، الغارات ہلال الثقفی، المسترشد طبری ص۹۵، کشف المحجۃ السید ابن طاؤس ص۱۷۳، رسائل، جمہرہ رسائل العرب احمد زکی صفوۃ، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۲ ص۱۳۵

میں تو تم میں سے کسی کو لکڑی کے پیالہ کا بھی امین بناؤں تو یہ خوف ہے کہ وہ کنڈا لے کر بھاگ جائے گا[1]۔ خدایا میں ان سے تنگ آگیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آ گئے ہیں۔ میں ان سے اُکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اُکتا گئے ہیں۔ لہٰذا مجھے ان سے بہتر قوم عنایت کر دے اور انھیں مجھ سے "بدتر" حاکم دیدے اور ان کے دلوں کو یوں پگھلا دے جس طرح پانی میں نمک گھولا جاتا ہے۔ خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ان سب کے بدلے مجھے بنی فراس بن غنم کے صرف ایک ہزار سپاہی مل جائیں۔ جن کے بارے میں ان کے شاعر نے کہا تھا:

"اس وقت میں اگر تو انھیں آواز دے گا تو ایسے شہسوار سامنے آئیں گے جن کی تیز رفتاری گرمیوں کے بادلوں سے زیادہ سریع تر ہو گی"۔

سید رضیؒ — ارمیہ رمی کی جمع ہے جس کے معنی بادل کے ہیں اور حمیم گرمی کے زمانہ کے معنی میں ہے۔ شاعر نے گرمی کے بادلوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ ان کی رفتار تیز تر اور سبک تر ہوتی ہے اس لئے کہ ان میں پانی نہیں ہوتا ہے۔ بادل کی رفتار اس وقت سست ہو جاتی ہے جب اس میں پانی بھر جاتا ہے اور یہ عام طور سے سردی کے زمانہ میں ہوتا ہے۔ شاعر نے اپنی قوم کی آواز پر لبیک کہنے اور مظلوم کی فریاد رسی میں سبک رفتاری کا ذکر کیا ہے جس کی دلیل "لَوْ دَعَوْتَ" ہے۔

۲۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں بعثت سے پہلے عرب کی حالت کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر اپنی بیعت سے پہلے کے حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے)

یقیناً اللہ نے حضرت محمدؐ کو عالمین کے لئے عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور تنزیل کا امانتدار بنا کر اس وقت بھیجا ہے جب تم گروہ عرب بدترین دین کے مالک اور بدترین علاقہ کے رہنے والے تھے۔ ناہموار پتھروں اور زہریلے سانپوں کے درمیان بود و باش رکھتے تھے۔ گندہ پانی پیتے تھے اور غلیظ غذا استعمال کرتے تھے، آپس میں ایک دوسرے کا خون بہاتے تھے اور قرابتداروں سے بے تعلقی رکھتے تھے۔ بُت تمہارے درمیان نصب تھے اور گناہ تمہیں گھیرے ہوئے تھے[2]۔

(بیعت کے ہنگام)

میں نے دیکھا کہ سوائے میرے گھر والوں کے کوئی میرا مددگار نہیں ہے تو میں نے انھیں موت کے منھ میں دینے سے گریز کیا اور اسی حال میں چشم پوشی کی کہ آنکھوں میں خس و خاشاک تھا۔ میں نے غم و غصّہ کے گھونٹ پیے اور گلو گرفتگی اور حنظل سے زیادہ تلخ حالات پر صبر کیا۔

یاد رکھو! عمرو عاص[3] نے معاویہ کی بیعت اس وقت تک نہیں کی جب تک کہ بیعت کی قیمت نہیں طے کر لی۔ خدا نے چاہا تو بیعت کرنے والے کا سودا کامیاب نہ ہو گا اور بیعت لینے والے کو بھی صرف رسوائی ہی نصیب ہو گی۔

---

[1] کسی قوم کیلئے ڈوب مرنے کی بات ہے کہ اس کا معصوم رہنما اس سے اس قدر عاجز آجائے کہ اس کے حق میں در پردہ بددعا کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور اسے دشمن کے ہاتھ فروخت کر دینے پر آمادہ ہو جائے۔

اہل کوفہ کی بدبختی کی آخری منزل تھی کہ وہ اپنے معصوم رہنما کو بھی تحفظ فراہم نہ کر سکے اور ان کے درمیان ان کا رہنما عین حالت سجدہ میں شہید کر دیا گیا۔ کوفہ کا قیاس مدینہ کے حالات پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مدینہ نے اپنے حاکم کا ساتھ نہیں دیا اس لئے کہ وہ خود اس کے حرکات سے عاجز تھے اور مسلسل احتجاج کر چکے تھے لیکن کوفہ میں ایسا کچھ نہیں تھا یا واضح لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ مدینہ کے حکام کے قاتل اپنے عمل پر مطمئن تھے اور انھیں کسی طرح کی شرمندگی کا احساس نہیں تھا لیکن کوفہ میں جب امیرالمومنینؑ نے اپنے قاتل سے دریافت کیا کہ میں تیرا کوئی برا امام تھا؟ تو اس نے برجستہ یہی جواب دیا کہ آپ کسی جہنم میں جانے والے کو روک نہیں سکتے ہیں۔ گویا مدینہ سے کوفہ تک کے حالات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مدینہ کے مقتول اپنے ظلم کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے اور کوفہ کا شہید اپنے عدل و انصاف کی بنیاد پر شہید ہوا ہے اور ایسے ہی شہید کو یہ کہنے کا حق ہے کہ "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" (پروردگار کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا)۔

ظَفِرَتْ يَدُ الْبَائِعِ، وَخَزِيَتْ أَمَانَةُ الْمُبْتَاعِ، فَخُذُوا لِلْحَرْبِ أُهْبَتَهَا، وَأَعِدُّوا لَهَا عُدَّتَهَا، فَقَدْ شَبَّ لَظَاهَا، وَعَلَا سَنَاهَا، وَاسْتَشْعِرُوا الصَّبْرَ، فَإِنَّهُ أَدْعَى إِلَى النَّصْرِ.

٢٧

و من خطبة له «عليه السلام»

وقد قالها يستنهض بها الناس حين ورد خبر غزو الأنبار بجيش معاوية فلم ينهضوا.

وفيها يذكر فضل الجهاد، ويستنهض الناس، ويذكر علمه بالحرب.

ويلقي عليهم التبعة لعدم طاعته

فضل الجهاد

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْجِهَادَ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَتَحَهُ اللهُ لِخَاصَّةِ أَوْلِيَائِهِ، وَهُوَ لِبَاسُ التَّقْوَى، وَدِرْعُ اللهِ الْحَصِينَةُ، وَجُنَّتُهُ الْوَثِيقَةُ. فَمَنْ تَرَكَهُ رَغْبَةً عَنْهُ أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ الذُّلِّ، وَشَمِلَهُ الْبَلَاءُ، وَدُيِّثَ بِالصَّغَارِ وَالْقَمَاءَةِ، وَضُرِبَ عَلَى قَلْبِهِ بِالْأَسْهَابِ (الاسداد)، وَأُدِيلَ الْحَقُّ مِنْهُ بِتَضْيِيعِ الْجِهَادِ، وَسِيمَ الْخَسْفَ، وَمُنِعَ النَّصَفَ.

استنهاض الناس

أَلَا وَإِنِّي قَدْ دَعَوْتُكُمْ إِلَى قِتَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَيْلًا وَنَهَاراً، وَسِرّاً وَإِعْلَاناً، وَقُلْتُ لَكُمُ اغْزُوهُمْ قَبْلَ أَنْ يَغْزُوكُمْ، فَوَاللهِ مَا غُزِيَ قَوْمٌ قَطُّ فِي عُقْرِ دَارِهِمْ إِلَّا ذَلُّوا، فَتَوَاكَلْتُمْ وَتَخَاذَلْتُمْ، حَتَّى شُنَّتْ عَلَيْكُمُ الْغَارَاتُ، وَمُلِكَتْ عَلَيْكُمُ الْأَوْطَانُ. وَهَذَا أَخُو غَامِدٍ وَقَدْ وَرَدَتْ خَيْلُهُ الْأَنْبَارَ، وَقَدْ قَتَلَ حَسَّانَ بْنَ حَسَّانَ الْبَكْرِيَّ، وَأَزَالَ خَيْلَكُمْ عَنْ مَسَالِحِهَا، وَلَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ الرَّجُلَ مِنْهُمْ كَانَ يَدْخُلُ عَلَى الْمَرْأَةِ

مبتاع - خریدار
سامان جنگ
لظیٰ - شعلے
سنا - لپٹ - روشنی
جنّہ - سپر
دیث - ذلت کا شکار ہو گیا
قمائۃ - ذلت
اسہاب - بے عقلی اور بکواس
نصف - انصاف
عقر الدار - وسط خانہ
انبار - فرات کے مشرقی کنارہ کا ایک شہر

① اگرچہ اسلام میں جہاد کا حکم عام ہے اور جسے بھی حکم جہاد دیا جائے اس پر جہاد واجب ہو جاتا ہے لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ جہاد تمنائے موت کا بہترین مظہر ہے اور تمنائے موت صرف اولیاء اللہ کا کام ہے۔ اولیاء اللہ کے علاوہ کوئی شخص بھی اس میدان میں قدم نہیں جما سکتا ہے۔

یہ جہاد آخرت کے لئے لباس تقویٰ ہے اور دنیا کے لئے مضبوط زرہ اور مستحکم سپر ہے کہ اس کے بغیر قوم کا تحفظ اور دین کی بقا کا انتظام نہیں ہو سکتا ہے جہاد کو ضائع کر دینے والوں کا حصہ ذلت و رسوائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے جس کا بہترین رخ میدان احد میں دیکھا گیا ہے جس کا تذکرہ آج تک آیات قرآن کی شکل میں دہرایا جا رہا ہے اور مسلمانوں کی بے حسی کا مرثیہ پڑھا جا رہا ہے۔

دور حاضر میں بھی مسلمان اگر ذلت و رسوائی کا شکار ہو رہا ہے تو اس کا راز بھی یہی ہے کہ صوم و صلوٰۃ کے نام پر سب ہی مومن ہیں لیکن جہاد کے میدانوں میں کوئی شخص نظر نہیں آتا ہے اور ہر شخص یا اپنی کرسی کی فکر میں لگا ہوا ہے یا دوسرے کے رحم و کرم پر زندہ رہنا چاہتا ہے۔ کس قدر حیرت انگیز اور ذلت آمیز یہ صورت حال ہے کہ جو قوم یہود کل مسلمانوں سے رہنے کی زمین مانگ رہی تھی آج مسلمان اس سے زندگی کی بھیک مانگ رہا ہے۔

مصادر خطبہ ۲۷ البیان والتبیین جاحظ ۱ صفحہ ۱۰۱ و صفحہ ۲۳، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ صفحہ ۲۳۶، الاخبار الطوال صفحہ ۲۱۱، الغارات ہلال ثقفی، کامل مبرد ۱ صفحہ ۱۳، اغانی ابوالفرج الاصفہانی ۱۵ صفحہ ۴۵، مقاتل الطالبین صفحہ ۲۷، معانی الاخبار صدوق صفحہ ۳۰۹، انساب الاشراف بلاذری ۲ صفحہ ۴۴۲، مروج الذہب مسعودی ۲ صفحہ ۴۰۳، العقد الفرید ابن عبدربہ ۲ صفحہ ۱۶۳، کافی کلینی ۵ صفحہ ۴، دعائم الاسلام قاضی نعمان ۱ صفحہ ۴۹۰، احتجاج طبرسی صفحہ ۲۵۱، تہذیب طوسی ۶ صفحہ ۱۲۳

لہٰذا اب جنگ کا سامان سنبھال لو اور اس کے اسباب مہیا کرو کہ اس کے شعلے بھڑک اٹھے ہیں اور لپٹیں بلند ہو چکی ہیں اور دیکھو صبر کو اپنا شعار بنا لو کہ یہ نصرت و کامرانی کا بہترین ذریعہ ہے۔

۲۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کو خبر ملی کہ معاویہ کے لشکر نے انبار پر حملہ کر دیا ہے۔ اس خطبہ میں جہاد کی فضیلت کا ذکر کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کیا گیا ہے اور اپنی جنگی مہارت کا تذکرہ کر کے نافرمانی کی ذمہ داری لشکر والوں پر ڈالی گئی ہے)

امابعد! جہاد جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جسے پروردگار نے اپنے مخصوص اولیاء کے لئے کھولا ہے۔ یہ تقویٰ کا لباس اور اللہ کی محفوظ و مستحکم زرہ اور مضبوط سپر ہے۔ جس نے اعراض کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا اسے اللہ ذلت کا لباس پہنائے گا اور اس پر مصیبت حاوی ہو جائے گی اور اسے ذلت و خواری کے ساتھ ٹھکرا دیا جائے گا اور اس کے دل پر غفلت کا پردہ ڈال دیا جائے گا اور جہاد کو ضائع کرنے کی بنا پر حق اس کے ہاتھ سے نکل جائے گا اور اسے ذلت برداشت کرنا پڑے گی اور وہ انصاف سے محروم ہو جائے گا۔(۱)

آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے تم لوگوں کو اس قوم سے جہاد کرنے کے لئے دن میں پکارا اور رات میں آواز دی۔ خفیہ طریقہ سے دعوت دی اور علی الاعلان آمادہ کیا اور برابر سمجھایا کہ ان کے حملہ کرنے سے پہلے تم میدان میں نکل آؤ کہ خدا کی قسم جس قوم سے اس کے گھر کے اندر جنگ کی جاتی ہے اس کا حصہ ذلت کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے لیکن تم نے ٹال مٹول کیا اور سستی کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ تم پر مسلسل حملے شروع ہو گئے اور تمہارے علاقوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ دیکھو یہ بنی غامد کے آدمی (سفیان بن عوف) کی فوج انبار میں داخل ہو گئی ہے اور اس نے حسان بن حسان بکری کو قتل کر دیا ہے اور تمہارے سپاہیوں کو ان کے مراکز سے نکال باہر کر دیا ہے اور مجھے تو یہاں تک خبر ملی ہے کہ دشمن کا ایک ایک سپاہی مسلمان یا مسلمانوں کے معاہدہ میں رہنے والی عورت کے پاس وارد ہوتا تھا

---

(۱) معاویہ نے امیر المومنینؑ کی خلافت کے خلاف بغاوت کا اعلان کر کے پہلے صفین کا میدان کارزار گرم کیا۔ اس کے بعد ہر علاقہ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی تاکہ آپ کو ایک لمحہ کے لئے سکون نصیب نہ ہو سکے اور آپ اپنے نظام عدل و انصاف کو سکون کے ساتھ رائج نہ کر سکیں۔ معاویہ کے انھیں حرکات میں سے ایک کام یہ بھی تھا کہ بنی غامد کے ایک شخص سفیان بن عوف کو چھ ہزار کا لشکر دے کر روانہ کر دیا کہ عراق کے مختلف علاقوں پر غارت کا کام شروع کر دے۔ چنانچہ اس نے انبار پر حملہ کر دیا جہاں حضرتؑ کا مختصر سا سرحدی حفاظتی دستہ تھا اور وہ اس لشکر سے مقابلہ نہ کر سکا صرف چند افراد ثابت قدم رہے۔ باقی سب بھاگ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد سفیان کا لشکر آبادی میں داخل ہو گیا اور بے حد لوٹ مچائی۔ جس کی خبر نے حضرتؑ کو بے چین کر دیا اور آپ نے منبر پر آ کر قوم کو غیرت دلائی لیکن کوئی لشکر تیار نہ ہو سکا جس کے بعد آپ خود روانہ ہو گئے اور اس صورت حال کو دیکھ کر چند افراد کو غیرت آ گئی اور ایک لشکر سفیان کے مقابلہ کے لئے سعید بن قیس کی قیادت میں روانہ ہو گیا مگر اتفاق سے اس وقت سفیان کا لشکر واپس جا چکا تھا اور یہ لشکر جنگ کے بغیر واپس آ گیا اور آپ نے ناسازی مزاج کے باوجود یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ خطبہ کوفہ واپس آنے کے بعد ارشاد فرمایا ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ مقام نخیلہ ہی پر ارشاد فرمایا تھا بہرحال صورت واقعہ انتہائی افسوسناک اور دردناک تھی اور اسلام میں اس کی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔

الْمُسْلِمَةِ، وَالأُخْرَى الْمُعَاهَدَةِ، فَيَنْتَزِعُ حِجْلَهَا وَقُلُبَهَا وَقَلاَئِدَهَا وَرُعُثَهَا، مَا تَمْتَنِعُ مِنْهُ إِلاَّ بِالاسْتِرْجَاعِ وَالاسْتِرْحَامِ. ثُمَّ انْصَرَفُوا وَافِرِينَ، مَا نَالَ رَجُلاً مِنْهُمْ كَلْمٌ، وَلاَ أُرِيقَ لَهُمْ دَمٌ؛ فَلَوْ أَنَّ امْرَأً مُسْلِماً مَاتَ مِنْ بَعْدِ هذَا أَسَفاً مَا كَانَ بِهِ مَلُوماً[1]، بَلْ كَانَ بِهِ عِنْدِي جَدِيراً. فَيَا عَجَباً! عَجَباً - وَاللهِ - يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَجْلِبُ الْهَمَّ مِنَ اجْتِمَاعِ هؤُلاَءِ الْقَوْمِ عَلَى بَاطِلِهِمْ، وَتَفَرُّقِكُمْ عَنْ حَقِّكُمْ! فَقُبْحاً لَكُمْ وَتَرَحاً، حِينَ صِرْتُمْ غَرَضاً يُرْمَى: يُغَارُ عَلَيْكُمْ وَلاَ تُغِيرُونَ، وَتُغْزَوْنَ وَلاَ تَغْزُونَ، وَيُعْصَى اللهُ وَتَرْضَوْنَ! فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ إِلَيْهِمْ فِي أَيَّامِ الْحَرِّ (الصيف) قُلْتُمْ: هذِهِ حَمَارَّةُ الْقَيْظِ، أَمْهِلْنَا يُسَبَّخْ عَنَّا الْحَرُّ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِالسَّيْرِ إِلَيْهِمْ فِي الشِّتَاءِ قُلْتُمْ: هذِهِ صَبَارَّةُ الْقُرِّ، أَمْهِلْنَا يَنْسَلِخْ عَنَّا الْبَرْدُ؛ كُلُّ هذَا فِرَاراً مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ؛ فَإِذَا كُنْتُمْ مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ تَفِرُّونَ؛ فَأَنْتُمْ وَاللهِ مِنَ السَّيْفِ أَفَرُّ!

البرم بالناس

يَا أَشْبَاهَ الرِّجَالِ وَلاَ رِجَالَ! حُلُومُ الأَطْفَالِ، وَعُقُولُ رَبَّاتِ الْحِجَالِ[2]، لَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَرَكُمْ وَلَمْ أَعْرِفْكُمْ مَعْرِفَةً - وَاللهِ - جَرَّتْ نَدَماً، وَأَعْقَبَتْ سَدَماً. قَاتَلَكُمُ اللهُ! لَقَدْ مَلأْتُمْ قَلْبِي قَيْحاً، وَشَحَنْتُمْ صَدْرِي غَيْظاً، وَجَرَّعْتُمُونِي نُغَبَ التَّهْمَامِ أَنْفَاساً، وَأَفْسَدْتُمْ عَلَيَّ رَأْيِي بِالْعِصْيَانِ وَالْخِذْلاَنِ؛ حَتَّى لَقَدْ قَالَتْ قُرَيْشٌ: إِنَّ ابْنَ أَبِي

معاہدہ - کافر ذمی عورت جو مسلمانوں کی ذمہ داری میں ہو
حجل - پیروں کی چھاگل
قلب - ہاتھ کے کنگن
رعث - رعاث کی جمع ہے کان کے گوشوارے
استرجاع - کلمۂ انا للہ کی تلاوت، گریہ
وافرین - ساز و سامان کی کثرت بلا نقصان
کلم - زخم
ترح - ہم و غم
غرض - مستقل نشانہ
حمارۃ القیظ - شدید گرمی
صبارۃ القر - شدید سردی
حجال - جمع حجلہ - مخصوص کمرہ
سدم - افسوس اور رنج
نغب - نغبہ کی جمع گھونٹ
تہمام - رنج و غم - یہ وزن ہمیشہ ت کے زبر کے ساتھ استعمال ہوتا ہے علاوہ تبیان اور تلقاء کے کہ یہاں ت پر زیر ہے۔
انفاس - مسلسل گھونٹ - پے در پے جرعہ

[1] اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ ان حالات میں انسان کو واقعاً مر جانا چاہیے یا خودکشی کر لینا چاہیے بلکہ درحقیقت یہ صورت حال کی سنگینی کا اعلان ہے کہ ایسے حالات کا اثر ایک غیرت دار انسان پر اس قدر شدت بھی ہو سکتا ہے لیکن تم لوگ اس قدر بے غیرت ہو کہ ان حالات سے دوچار ہونے کے بعد بھی تم پر اثر نہیں ہوتا ہے۔
یہ صحیح ہے کہ ہر شخص مولائے کائنات اور امیرالمومنین نہیں ہوتا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ یہ انسان کے ایمان و عقیدہ اور غیرت و حیا کے مسائل ہیں۔ ان کا شخصیت کی بلندی اور کردار کی عصمت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایک عام غیرت دار مسلمان میں بھی اسی قدر احساس حیا و غیرت ہونا چاہیے اور اسے صورت حال کی سنگینی سے متاثر ہونا چاہیے۔

[2] واضح رہے کہ یہ عورت کی بے عقلی یا کم عقلی کا اعلان نہیں ہے بلکہ یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ عورت کمال عقل کے باوجود بھی جنگ و جہاد کے بارے میں ایک مخصوص کیفیت اور ذہنیت کی حامل ہوتی ہے جو مرد کی کیفیت و ذہنیت سے قطعاً مختلف ہوتی ہے لیکن اہل کوفہ میں وہی زنانہ کیفیت پائی جاتی ہے جس کے بعد انھیں واقعی مرد نہیں کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ان کی شکل و صورت مردوں ہی جیسی ہے اور انھیں عرف عام میں مرد ہی کہا جاتا ہے۔

اور اس کے پیروں کے کڑے، ہاتھ کے کنگن، گلے کے گلوبند اور کان کے گوشوارے اتار لیتا تھا اور وہ سوائے انا للہ پڑھنے اور رحم و کرم کی درخواست کرنے کے کچھ نہیں کرسکتی تھی اور وہ سارا ساز و سامان لے کر چلا جاتا تھا، نہ کوئی زخم کھاتا تھا اور نہ کسی طرح کا خون بہتا تھا۔ اس صورت حال کے بعد اگر کوئی مرد مسلمان صدمہ سے مر بھی جائے تو قابل ملامت نہیں ہے بلکہ میرے نزدیک حق بجانب ہے۔ کس قدر حیرت انگیز اور تعجب خیز صورت حال ہے۔ خدا کی قسم یہ بات دل کو مُردہ بنا دینے والی اور ہم و غم کو سمیٹنے والی ہے کہ یہ لوگ اپنے باطل پر مجتمع اور متحد ہیں اور تم اپنے حق پر بھی متحد نہیں ہو۔ تمھارا بُرا ہو کیا افسوسناک حال ہے تمھارا کہ تم تیر اندازوں کا مستقل نشانہ بن گئے ہو۔ تم پر حملہ کیا جا رہا ہے اور تم حملہ نہیں کرتے ہو۔ تم سے جنگ کی جا رہی ہے اور تم باہر نہیں نکلتے ہو۔ لوگ خدا کی نافرمانی کر رہے ہیں اور تم اس صورت حال سے خوش ہو۔ میں تمھیں گرمی میں جہاد کے لئے نکلنے کی دعوت دیتا ہوں تو کہتے ہو کہ شدید گرمی ہے۔ تھوڑی مہلت دیجئے کہ گرمی گذر جائے۔ اس کے بعد سردی میں بلاتا ہوں تو کہتے ہو سخت جاڑا پڑ رہا ہے ذرا ٹھہر جائیے کہ سردی ختم ہو جائے حالانکہ یہ سب جنگ سے فرار کرنے کے بہانے ہیں ورنہ جو قوم سردی اور گرمی سے فرار کرتی ہو وہ تلواروں سے کس قدر فرار کرے گی۔

اے مردوں کی شکل و صورت والو اور واقعاً نامردو! تمھاری فکریں بچوں جیسی اور تمھاری عقلیں حجلہ نشین عورتوں جیسی ہیں۔ میری دلی خواہش تھی کہ کاش میں تمھیں نہ دیکھتا اور تم سے متعارف نہ ہوتا۔ جس کا نتیجہ صرف ندامت اور رنج و افسوس ہے۔

اللہ تمھیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا ہے اور میرے سینہ کو رنج و غم سے چھلکا دیا ہے۔ تم نے ہر سانس میں ہم و غم کے گھونٹ پلائے ہیں اور اپنی نافرمانی اور سرکشی سے میری رائے کو بھی بیکار و بے اثر بنا دیا ہے یہاں تک کہ اب قریش والے یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزند ابوطالب بہادر تو ہیں لیکن انھیں فنون جنگ کا علم نہیں ہے۔

کسی قوم کی ذلت و رسوائی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کا سربراہ حضرت علیؑ بن ابی طالب جیسا انسان ہو اور وہ ان سے اس قدر بددل ہو کر ان کی شکلوں کو دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا ہو۔ ایسی قوم دنیا میں زندہ رہنے کے قابل نہیں ہے اور آخرت میں بھی اس کا انجام جہنم کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس مقام پر مولائے کائناتؑ نے ایک اور نکتہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ تمھاری نافرمانی اور سرکشی نے میری رائے کو بھی برباد کر دیا ہے اور حقیقت امر یہ ہے کہ راہنما اور سربراہ کسی قدر بھی ذکی اور عبقری کیوں نہ ہو اگر قوم اس کی اطاعت سے انکار کر دے تو نافہم انسان یہی خیال کرتا ہے کہ شاید یہ رائے اور حکم قابل اطاعت نہ تھا اسی لئے قوم نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اگر کام ہی اجتماعی ہو تو اجتماع کا انحراف کام کو بھی معطل کر دیتا ہے اور اس کے نتائج بہرحال نامناسب اور غلط ہوتے ہیں جس کا تجربہ مولائے کائناتؑ کے سامنے آیا کہ قوم نے آپ کے حکم کے مطابق جہاد کرنے سے انکار کر دیا اور گرمی و سردی کے بہانے بنانا شروع کر دئے اور اس کے نتیجہ میں دشمنوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ علیؑ فنون جنگ سے باخبر نہیں ہیں حالانکہ علیؑ سے زیادہ اسلام میں کوئی ماہر جنگ و جہاد نہیں تھا جس نے اپنی ساری زندگی اسلامی مجاہدات کے میدانوں میں گذاری تھی اور مسلسل تیغ آزمائی کا ثبوت دیا تھا اور جس کی طرف خود آپ نے بھی اشارہ فرمایا ہے اور اپنی تاریخ حیات کو اس کا گواہ قرار دیا ہے۔

دشمنوں کے طعنوں سے ایک بات بہرحال واضح ہو جاتی ہے کہ دشمنوں کو آپ کی ذاتی شجاعت کا اقرار تھا اور فن جنگ کی ناواقفیت سے مراد قوم کا بے قابو ہو جانا تھا اور کھلی ہوئی بات ہے کہ علیؑ اس طرح قوم کو قابو میں نہیں کر سکتے تھے جس طرح معاویہ جیسے دین و ضمیر کے خریدار اس روبار کو انجام دے رہے تھے اور ہر دین و دیدیہ کے ذریعہ قوم کو اپنے قابو میں رکھنا چاہتے تھے اور ان کا منشا صرف یہ تھا کہ لشکر والوں کو اونٹ اور اونٹنی کا فرق معلوم نہ ہو سکے۔

طَالِبٍ رَجُلٌ شُجَاعٌ، وَلٰكِنْ لَا عِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ.

لِلّٰهِ أَبُوهُمْ! وَ هَلْ أَحَدٌ مِنْهُمْ أَشَدُّ لَهَا مِرَاساً (مِرَاساً)، وَ أَقْدَمُ فِيهَا مَقَاماً مِنِّي! لَقَدْ نَهَضْتُ فِيهَا وَ مَا بَلَغْتُ الْعِشْرِينَ، وَ هَا أَنَا ذَا قَدْ ذَرَّفْتُ عَلَى السِّتِّينَ! وَ لٰكِنْ لَا رَأْيَ لِمَنْ لَا يُطَاعُ!

۲۸

و من خطبة له «عليه السلام»

و هو فصل من الخطبة التي أولها «الحمد لله غير مقنوط من رحمته»

و فيه أحد عشر تنبيها

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الدُّنْيَا أَدْبَرَتْ، وَ آذَنَتْ بِوَدَاعٍ، وَ إِنَّ الْآخِرَةَ قَدْ أَقْبَلَتْ وَ أَشْرَفَتْ بِاطِّلَاعٍ. أَلَا وَ إِنَّ الْيَوْمَ الْمِضْمَارَ، وَ غَداً السِّبَاقَ، وَ السَّبَقَةُ الْجَنَّةُ، وَ الْغَايَةُ النَّارُ؛ أَفَلَا تَائِبٌ مِنْ خَطِيئَتِهِ قَبْلَ مَنِيَّتِهِ! أَلَا عَامِلٌ لِنَفْسِهِ قَبْلَ يَوْمِ بُؤْسِهِ! أَلَا وَ إِنَّكُمْ فِي أَيَّامِ أَمَلٍ مِنْ وَرَائِهِ أَجَلٌ؛ فَمَنْ عَمِلَ فِي أَيَّامِ أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورِ أَجَلِهِ فَقَدْ نَفَعَهُ عَمَلُهُ، وَ لَمْ يَضْرُرْهُ أَجَلُهُ. وَ مَنْ قَصَّرَ فِي أَيَّامِ أَمَلِهِ قَبْلَ حُضُورِ أَجَلِهِ، فَقَدْ خَسِرَ عَمَلَهُ، وَ ضَرَّهُ أَجَلُهُ. أَلَا فَاعْمَلُوا فِي الرَّغْبَةِ كَمَا تَعْمَلُونَ فِي الرَّهْبَةِ، أَلَا وَ إِنِّي لَمْ أَرَ كَالْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا، وَلَا كَالنَّارِ نَامَ هَارِبُهَا، أَلَا وَ إِنَّهُ مَنْ لَا يَنْفَعُهُ الْحَقُّ يَضُرُّهُ الْبَاطِلُ، وَ مَنْ لَا يَسْتَقِيمُ (يستقم) بِهِ الْهُدَى، يَجُرُّ بِهِ الضَّلَالُ إِلَى الرَّدَى. أَلَا وَ إِنَّكُمْ قَدْ أُمِرْتُمْ بِالظَّعْنِ، وَ دُلِلْتُمْ عَلَى الزَّادِ؛ وَ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَتَانِ: اتِّبَاعُ الْهَوَى، وَطُولُ الْأَمَلِ، فَتَزَوَّدُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا مَا تَحْرُزُونَ (تحوزون) بِهِ أَنْفُسَكُمْ غَداً.

قال السيد الشريف رضي الله عنه ـ وأقول: انه لو كان كلام يأخذ بالاعناق الى

مراس ۔ جھڑپیں اور مزاولت

(مسلسل عمل)

ذرفت ۔ اس سے بھی آگے نکل گیا

آذنت ۔ اعلان و اعلام

اشرفت باطلاع ۔ اچانک ظاہر ہو گیا

مضمار ۔ وہ میدان جہاں گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں

سبقہ ۔ وہ منزل جس کی طرف قدم بڑھائے جاتے ہیں۔

غایۃ ۔ وہ انجام جو بہر حال سامنے آجاتا ہے

منیۃ ۔ موت

بوس ۔ بدترین حالات

رہبۃ ۔ خوف

ظعن ۔ کوچ

(۱) بیشک یہ دنیا امیدوں کی آماجگاہ ہے اور ہر شخص امیدوں ہی کے سہارے جی رہا ہے ۔ صاحب ایمان آخرت کی امید میں عمل کر رہا ہے اور بے ایمان دنیا کے منافع کی امید میں جان دیئے چلا ہے کسی کی زندگی امید سے خالی نہیں ہے اور کوئی امید سے بے نیاز ہو کر عمل نہیں کرتا ہے ۔ لیکن اس امید کے دو خطرناک پہلو بھی ہیں ۔

ایک یہ ہے کہ اس کا سلسلہ ختم ہونے والا نہیں ہے اور ہر امید کی تکمیل ایک نئی خواہش کا اشارہ کرتی ہے اور ہر منفعت کا حصول ایک نئی منفعت کی لالچ پیدا کرتا ہے ۔

اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ موت کو ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور وہ صرف اپنے وقت کا انتظار کر رہی ہے جس دن اس کا وقت آجائے گا وہ بہر حال حاضر ہو جائے گی ۔ چاہے انسان کی کتنی ہی خواہشات محتاج تکمیل رہ گئی ہوں اور اس کی کتنی ہی امیدیں باقی رہ گئی ہوں ۔

مصادر خطبہ ۲۸ ارشاد مفید صـ۱۳۸ ، البیان والتبیین جاحظ ۱ صـ۱۸۱ ۲ صـ۲۶ ، اعجاز القرآن باقلانی صـ۲۲۲ ، تحف العقول حرانی ، العقد الفرید ۲ صـ۳۶۹ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ صـ۲۳۵ ، مروج الذہب مسعودی ۳ صـ۲۱۳ ۲ صـ۲۲۳ ، وافی فیض کاشانی ، ارشاد مفید صـ۱۱۵ ، الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ صـ۳۰ ، اتقان سیوطی ، الکتاب الخالدہ ابن مسکویہ صـ۱۳۳ ، من لا یحضرہ الفقیہ صدوق ۱ صـ۲۳۵

اللہ ان کا بھلا کرے۔ کیا ان میں کوئی بھی ایسا ہے جو مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو اور مجھ سے پہلے سے کوئی مقام رکھتا ہو۔ میں نے جہاد کے لئے اس وقت قیام کیا ہے جب میری عمر ۲۰ سال بھی نہیں تھی اور اب تو ۶۰ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ جس کی اطاعت نہیں کی جاتی ہے اس کی رائے کوئی رائے نہیں ہوتی ہے۔

۲۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو اس خطبہ کی ایک فصل کی حیثیت رکھتا ہے جس کا آغاز الحمد للہ غیر مقنوط من رحمتہ سے ہوا ہے اور اس میں گیارہ تنبیہات ہیں)

امابعد! یہ دنیا پیٹھ پھیر چکی ہے اور اس نے اپنے وداع کا اعلان کر دیا ہے اور آخرت سامنے آ رہی ہے اور اس کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو کہ آج میدان عمل ہے اور کل مقابلہ ہوگا جہاں سبقت کرنے والے کا انعام جنت ہوگا اور بدعمل کا انجام جہنم ہوگا۔ کیا اب بھی کوئی ایسا نہیں ہے جو موت سے پہلے خطاؤں سے توبہ کر لے اور سختی کے دن سے پہلے اپنے نفس کے لئے عمل کر لے۔ یاد رکھو کہ تم آج امیدوں کے دنوں میں ہو جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے تو جس شخص نے امید کے دنوں میں موت آنے سے پہلے عمل کر لیا اسے اس کا عمل یقیناً فائدہ پہونچائے گا اور موت کوئی نقصان نہیں پہونچائے گی لیکن جس نے موت سے پہلے امید کے دنوں میں عمل نہیں کیا اس نے عمل کی منزل میں گھاٹا اٹھایا اور اس کی موت بھی نقصان دہ ہوگی۔

آگاہ ہو جاؤ۔ تم لوگ راحت کے حالات میں اسی طرح عمل کرو جس طرح خوف کے عالم میں کرتے ہو۔ کہ میں نے جنت جیسا کوئی مطلوب نہیں دیکھا ہے جس کے طلبگار سب سو رہے ہیں اور جہنم جیسا کوئی خطرہ نہیں دیکھا ہے جس سے بھاگنے والے سب خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یاد رکھو کہ جسے حق فائدہ نہ پہونچا سکے گا اسے باطل ضرور نقصان پہونچائے گا اور جسے ہدایت سیدھے راستہ پر نہ لا سکے گی اسے گمراہی کھینچ کر ہلاکت تک پہونچا دے گی۔

آگاہ ہو جاؤ کہ تمہیں کوچ کا حکم مل چکا ہے اور تمہیں زاد سفر بھی بتایا جا چکا ہے اور تمہارے لئے سب سے بڑا خوفناک خطرہ دو چیزوں کا ہے خواہشات کا اتباع اور امیدوں کا طولانی ہونا۔ لہٰذا جب تک دنیا میں ہو اس دنیا سے وہ زاد راہ حاصل کر لو جس کے ذریعہ کل اپنے نفس کا تحفظ کر سکو۔

سید رضیؒ۔ اگر کوئی ایسا کلام ہو سکتا ہے جو انسان کی گردن پکڑ کر اسے زہد کی منزل تک پہونچا دے اور اسے عمل آخرت پر مجبور کر دے تو وہ یہی کلام ہے۔

لہ زمانہ کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ شاید اس دنیا کی اس سے بڑی کوئی حقیقت اور صداقت نہیں ہے۔ جس شخص سے پوچھئے وہ جنت کا مشتاق ہے اور جس شخص کو دیکھئے وہ جہنم کے نام سے پناہ مانگتا ہے۔ لیکن منزل عمل میں دونوں اس طرح سو رہے ہیں جیسے کہ یہ معشوق از خود گھر آنے والا ہے اور یہ خطرہ از خود ٹل جانے والا ہے۔ نہ جنت کے عاشق جنت کے لئے کوئی عمل کر رہے ہیں اور نہ جہنم سے خوفزدہ اس سے بچنے کا انتظام کر رہے ہیں بلکہ دونوں کا خیال یہ ہے کہ مذہب میں کچھ افراد ایسے ہیں جنھوں نے اس بات کا ٹھیکہ لے لیا ہے کہ وہ جنت کا انتظام بھی کریں گے اور جہنم سے بچانے کا بندوبست بھی کریں گے اور اس سلسلہ میں ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ حالانکہ دنیا کے چند روزہ معشوق کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ یہاں کوئی دوسرے پر بھروسہ نہیں کرتا ہے۔ دولت کے لئے سب خود دوڑتے ہیں۔ شہرت کے لئے سب خود مرتے ہیں۔ عورت کے لئے سب خود دیوانے بنتے ہیں۔ عہدہ کے لئے سب خود راتوں کی نیند حرام کرتے ہیں۔ خدا جانے یہ ابدی معشوق جنت جیسا محبوب ہے جس کا معاملہ دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے اور انسان غفلت کی نیند سو جاتا ہے۔ کاش یہ انسان واقعاً مشتاق اور خوفزدہ ہوتا تو یقیناً اس کا یہ کردار نہ ہوتا۔ "فاعتبروا یا اولی الابصار"

الزهد في الدنيا، و يضطر إلى عمل الآخرة لكان هذا الكلام، و كفى به قاطعاً لعلائق الآمال، و قادحاً زناد الاتعاظ و الازدجار. و من أعجبه قوله (عليه السلام): «ألا و إن اليوم المضمار و غداً السباق، و السبقة الجنة و الغاية النار»، فإن فيه ـ مع فخامة اللفظ، و عظم قدر المعنى، و صادق التمثيل، و واقع التشبيه ـ سراً عجيباً، و معنى لطيفاً، و هو قوله (عليه السلام): «و السبقة الجنة، و الغاية النار»، فخالف بين اللفظين لاختلاف المعنيين، و لم يقل: «و السبقة النار» كما قال: «و السبقة الجنة»، لأن الاستباق إنما يكون إلى أمر محبوب، و غرض مطلوب، و هذه صفة الجنة و ليس هذا المعنى موجوداً في النار، نعوذ بالله منها! فلم يجز أن يقول: «و السبقة النار»، بل قال: «و الغاية النار»؛ لأن الغاية قد ينتهي إليها من لا يسره الانتهاء إليها و من يسره ذلك، فصلح أن يعبر بها عن الأمرين معاً، فهي في هذا الموضع كالمصير و المآل، قال الله تعالى: «قل تمتعوا فإن مصيركم إلى النار»، و لا يجوز في هذا الموضع أن يقال: سبقتكم ـ بسكون الباء ـ إلى النار، فتأمل ذلك، فباطنه عجيب، و غوره بعيد لطيف، و كذلك أكثر كلامه (عليه السلام). و في بعض النسخ: و قد جاء في رواية أخرى «و السُّبقة الجنة» ـ بضم السين ـ و السبقة عندهم: اسم لما يجعل للسابق إذا سبق من مال أو عرض، و المعنيان متقاربان، لأن ذلك لا يكون جزاء على فعل الأمر المذموم و إنما يكون جزاء على فعل الأمر المحمود.

۲۹

و من خطبة له (عليه السلام)

بعد غارة الضحاك بن قيس صاحب معاوية على الحاج بعد قصة الحكمين

و فيها يستنهض أصحابه لما حدث في الأطراف

أَيُّهَا النَّاسُ، الْمُجْتَمِعَةُ أَبْدَانُهُمْ، الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَاؤُهُمْ، كَلَامُكُمْ يُوهِي الصُّمَّ الصِّلَابَ، وَ فِعْلُكُمْ يُطْمِعُ فِيكُمُ الْأَعْدَاءَ! تَقُولُونَ فِي الْمَجَالِسِ: كَيْتَ وَ كَيْتَ، فَإِذَا جَاءَ الْقِتَالُ قُلْتُمْ: حِيدِي حَيَادِ! مَا عَزَّتْ دَعْوَةُ مَنْ دَعَاكُمْ، وَ لَا اسْتَرَاحَ قَلْبُ مَنْ قَاسَاكُمْ، أَعَالِيلُ بِأَضَالِيلَ، وَ سَأَلْتُمُونِي التَّطْوِيلَ، دِفَاعَ ذِي الدَّيْنِ الْمَطُولِ. لَا يَمْنَعُ الضَّيْمَ الذَّلِيلُ! وَ لَا يُدْرَكُ الْحَقُّ إِلَّا بِالْجِدِّ! أَيَّ دَارٍ بَعْدَ دَارِكُمْ تَمْنَعُونَ، وَ مَعَ أَيِّ إِمَامٍ بَعْدِي تُقَاتِلُونَ؟ الْمَغْرُورُ وَ اللَّهِ مَنْ غَرَرْتُمُوهُ، وَ مَنْ فَازَ بِكُمْ فَقَدْ فَازَ ـ وَ اللَّهِ ـ بِالسَّهْمِ الْأَخْيَبِ،

اہواء - خواہشات

یوہی - کمزور بنا دیتا ہے اور توڑ دیتا ہے

صم - اصم کی جمع ہے - مراد پتھر ہے

صلاب - جمع صلیب - سخت

کیت کیت - بغیر واو کے بھی استعمال ہوتا ہے اور واو کے ساتھ بھی کیت و کیت اور مقصد زبانی جمع خرچ ہوتا ہے۔

حیدی حیاد - یہ بھاگنے والوں کا نعرہ ہے جس کا مقصد جنگ سے کنارہ کشی ہوتا ہے

اعالیل - جمع اعلول - حیلے حوالے

اضالیل - جمع اضلولہ - غلط سلط باتیں۔

تطویل - جنگ کے وقت میں تاخیر

مطول - ٹال مٹول کرنے والا

سہم اخیب - جوے کا وہ تیر ہے جس سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے

(۱) اس خطبہ میں حضرت نے اپنے گرد جمع ہونے والوں کے دو بنیادی عیب کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ یہ صرف بظاہر متحد دکھائی دیتے ہیں اور واقعاً متحد نہیں ہیں۔

۲۔ ان کے پاس باتیں بہت ہیں مگر کام کچھ نہیں ہے اور اس کے بعد دو طرح سے تنبیہ کی گئی ہے۔

۱۔ یہ مسئلہ تمہارے ہی گھر اور علاقہ کا ہے اور اگر اس سے دفاع نہ کروگے تو کس سے دفاع کروگے۔

۲۔ تمہارے پاس مجھ جیسا مجاہد اور معصوم امام موجود ہے۔ اب اگر میرے ساتھ جہاد نہ کروگے تو کب میدان میں قدم رکھوگے۔

درحقیقت یہ مسائل ایک دور کے مسائل نہیں ہیں۔ بلکہ ہر دور کے مسائل ہیں اور ایسے بے غیرت اور بے حس افراد ہر دور میں پائے جاتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۲۹ البیان والتبیین جاحظ ۱ ص۱۶۷، ۲ ص۵۶، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۱۱۵، العقد الفرید ۳ ص۱۰، ۲ ص۱۶۳، انساب الاشراف ۲ ص۳۸۰، دعائم الاسلام ۱ ص۳۹۳، تاریخ دمشق ابن عساکر ۱ ص۳۰۶، امالی طوسی ص۱۱۲، اختصاص مفید ص۱۵۱، المسترشد طبری ص۱۶۴، احتجاج طبرسی ۱ ص۱۷۵، مجمع الامثال میدانی ۲ ص۳۰۳، المستقصی زمخشری ۲ ص۲۵۶

یہ کلام دنیا کی امیدوں کے قطع کرنے اور وعظ و نصیحت قبول کرنے کے جذبات کو مشتعل کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت کا یہ ارشاد کہ آج میدان عمل ہے اور کل مقابلہ۔ اس کے بعد منزل مقصود جنت ہے اور انجام جہنم۔ اس میں الفاظ کی عظمت، معانی کی قدر و منزلت، تمثیل کی صداقت اور تشبیہ کی واقعیت کے ساتھ وہ عجیب و غریب راز نجات اور لطافت مفہوم ہے جس کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔

پھر حضرتؑ نے جنت و جہنم کے بارے میں "سبقہ" اور "غایۃ" کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں صرف لفظی اختلاف نہیں ہے بلکہ واقعاً معنوی افتراق و امتیاز پایا جاتا ہے کہ نہ جہنم کو سبقہ (منزل) کہا جا سکتا ہے اور نہ جنت کو غایۃ (انجام)۔ جہاں تک انسان خود بخود پہنچ جائے گا بلکہ جنت کے لئے دوڑ دھوپ کرنا ہوگی جس کے بعد انعام ملنے والا ہے اور جہنم بد عملی کے نتیجہ میں خود بخود سامنے آجائے گا۔ اس کے لئے کسی اشتیاق اور محنت کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر آپ نے جہنم کو غایۃ قرار دیا ہے۔ جس طرح کہ قرآن مجید نے اسے مصیر سے تعبیر کیا ہے "فان مصیرکم الی النار"۔

حقیقتاً اس نکتہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ اس کا باطن انتہائی عجیب و غریب اور اس کی گہرائی انتہائی لطیف ہے اور یہ تنہا اس کلام کی بات نہیں ہے۔ حضرت کے کلمات میں عام طور سے یہی بلاغت پائی جاتی ہے اور اس کے معانی میں اسی طرح کی لطافت اور گہرائی نظر آتی ہے۔

بعض روایات میں جنت کے لئے سُبقہ کے بجائے سُبقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی انعام کے ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ انعام بھی کسی مذموم عمل پر نہیں ملتا ہے بلکہ اس کا تعلق بھی قابل تعریف اعمال ہی سے ہوتا ہے لہٰذا عمل بہرحال ضروری ہے اور عمل کا قابل تعریف ہونا بھی لازمی ہے۔

۲۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ [۱]

جب تحکیم کے بعد معاویہؓ کے سپاہی ضحاک بن قیس نے حجاج کے قافلہ پر حملہ کر دیا اور حضرت کو اس کی خبر دی گئی تو آپؑ نے لوگوں کو جہاد پر آمادہ کرنے کے لئے یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

اے وہ لوگو! جن کے جسم ایک جگہ پر ہیں اور خواہشات الگ الگ ہیں۔ تمہارا کلام تو سخت ترین پتھر کو بھی نرم کر سکتا ہے لیکن تمہارے حرکات دشمنوں کو بھی تمہارے بارے میں پُر امید بنا دیتے ہیں۔ تم محفلوں میں بیٹھ کر ایسی ایسی باتیں کرتے ہو کہ خدا کی پناہ لیکن جب جنگ کا نقشہ سامنے آتا ہے تو کہتے ہو "دور باش دور"۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جو تم کو پکارے گا اس کی پکار کبھی کامیاب نہ ہوگی اور جو تمہیں برداشت کرے گا اس کے دل کو کبھی سکون نہ ملے گا۔ تمہارے پاس صرف بہانے ہیں اور غلط سلط حوالے اور پھر مجھ سے تاخیر جنگ کی فرمائش جیسے کوئی نادہندہ قرض کو ٹالنا چاہتا ہے۔ یاد رکھو ذلیل آدمی ذلت کو نہیں روک سکتا ہے اور حق محنت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ تم جب اپنے گھر کا دفاع نہ کر سکو گے تو کس کے گھر کا دفاع کرو گے اور جب میرے ساتھ جہاد نہ کرو گے تو کس کے ساتھ جہاد کرو گے۔ خدا کی قسم وہ فریب خوردہ ہے جو تمہارے دھوکہ میں آجائے اور جو تمہارے سہارے کامیابی چاہے گا اسے صرف ناکامی کا تیر ہاتھ آئے گا۔

---

[۱] معاویہ کا ایک مستقل مقصد یہ بھی تھا کہ امیر المومنینؑ کسی آن چین سے نہ بیٹھنے پائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ واقعی اسلام قوم کے سامنے پیش کر دیں اور اموی افکار کا جنازہ نکل جائے۔ اس لئے وہ مسلسل ریشہ دوانیوں میں لگا رہتا تھا۔ آخر ایک مرتبہ ضحاک بن قیس کو چار ہزار کا لشکر دے کر روانہ کر دیا اور اس نے سارے علاقہ میں کشت و خون شروع کر دیا۔ آپ نے منبر پر آکر قوم کو غیرت دلائی لیکن کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوا اور لوگ جنگ سے کنارہ کشی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ حجر بن عدی چار ہزار سپاہیوں کو لے کر نکل پڑے اور مقام تدمر پر دونوں کا سامنا ہو گیا لیکن معاویہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور صرف ۱۹ افراد معاویہ کے کام آگئے جب کہ حجر کے سپاہیوں میں دو افراد نے جام شہادت نوش فرمایا۔

وَ مَنْ رَمَى بِكُمْ فَقَدْ رَمَى بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ. أَصْبَحْتُ وَاللهِ لاَ أُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ، وَلاَ أَطْمَعُ فِي نَصْرِكُمْ، وَلاَ أُوعِدُ الْعَدُوَّ بِكُمْ. مَا بَالُكُمْ؟ مَا دَوَاؤُكُمْ؟ مَا طِبُّكُمْ؟ الْقَوْمُ رِجَالٌ أَمْثَالُكُمْ. أَقَوْلاً بِغَيْرِ عِلْمٍ (عمل)! وَ غَفْلَةً (عفة) مِنْ غَيْرِ وَرَعٍ! وَ طَمَعاً فِي غَيْرِ حَقٍّ!

۳۰

ومن كلام له ﴿عليه السلام﴾

في معنى قتل عثمان ﴿١﴾

لَوْ أَمَرْتُ بِهِ لَكُنْتُ قَاتِلاً، أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ لَكُنْتُ نَاصِراً. غَيْرَ أَنَّ مَنْ نَصَرَهُ لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ: خَذَلَهُ مَنْ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ. وَ مَنْ خَذَلَهُ لاَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَقُولَ: نَصَرَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي ﴿٢﴾. وَأَنَا جَامِعٌ لَكُمْ أَمْرَهُ: اسْتَأْثَرَ فَأَسَاءَ الْأَثَرَةَ ﴿٣﴾، وَجَزِعْتُمْ فَأَسَأْتُمُ الْجَزَعَ، وَلِلّهِ حُكْمٌ وَاقِعٌ فِي الْمُسْتَأْثِرِ وَالْجَازِعِ.

۳۱

ومن كلام له ﴿عليه السلام﴾

لما أنفذ عبدالله بن عباس الى الزبير يستفيئه الى طاعته قبل حرب الجمل

لاَ تَلْقَيَنَّ طَلْحَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ تَلْقَهُ تَجِدْهُ كَالثَّوْرِ عَاقِصاً قَرْنَهُ، يَرْكَبُ الصَّعْبَ وَ يَقُولُ: هُوَ الذَّلُولُ. وَ لكِنِ الْقَ الزُّبَيْرَ، فَإِنَّهُ أَلْيَنُ عَرِيكَةً ﴿٤﴾، فَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ ابْنُ خَالِكَ: عَرَفْتَنِي بِالْحِجَازِ وَأَنْكَرْتَنِي بِالْعِرَاقِ، فَمَا عَدَا مِمَّا بَدَا.

قال السيد الشريف: و هو ﴿عليه السلام﴾ أوّل من سمعت منه هذه الكلمة، أعني: «فما عدا مما بدا».

۳۲

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

و فيها يصف زمانه بالجور، و يقسم الناس فيه خمسة أصناف، ثم يزهد في الدنيا

افوق - وہ تیر جس کا سرا ٹوٹ جائے
ناصل - وہ تیر جس میں دھار نہ ہو
اساء الاثرہ - بدترین استبداد سے کام لیا
عاقصا قرنہ - وہ بیل جس کا سینگ ٹیڑھا ہو یعنی انتہائی درجہ کا سرکش ہو اور سینگ تک سیدھا نہ ہو
صعب - سرکش جانور
عریکہ - طبیعت
ما عدا - کس چیز نے منحرف بنا دیا ہے
مما بدا - اس حقیقت سے جو بالکل واضح ہے

﴿١﴾ شیخ ازہر محمد عبدہ کا بیان ہے کہ امیر المومنینؑ نے حتی الامکان لوگوں کو قتل عثمان سے روکا تھا اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حسنؑ و حسینؑ کو لوگوں کے ہٹانے پر مامور کیا تھا" لیکن عثمانؓ نے خود حالات سے فائدہ نہیں اٹھایا

﴿٢﴾ یہ طے شدہ بات ہے کہ مدد نہ کرنے والے ان بنی امیہ کے بے ایمانوں سے یقیناً بہتر تھے جنھوں نے مدد کی سرداری لی اور اس کا مقصد صرف اپنے مفادات کا تحفظ تھا اور امت اسلامیہ کا مرنا قتل عام تھا

﴿٣﴾ اس سے بدتر کردار اور کیا ہو سکتا ہے کہ ابوذر کو ملک بدر کرا دیا جائے عبد اللہ بن مسعود کی درت کی جائے عمار یاسر کی پسلیاں توڑ دی جائیں اور محمد بن ابی بکر کے قتل کا فرمان جاری کر دیا جائے اس کے بعد کون شریف آدمی خلافت کا ساتھ دے سکتا ہے۔

﴿٤﴾ کہا جاتا ہے کہ اس پیغام کا جواب زبیر نے صرف یہ دیا کہ میں بھی وہی چاہتا ہوں جو علیؑ چاہتے ہیں یعنی خلافت واقتدار

مصادر خطبہ ۳۰ انساب الاشراف ۵ ص۹۸، ۱۰۱، المسترشد الطبری الامامی ص۱۷۰، اغانی ۱۵ ص۱۶۲، الرسائل کلینیؒ - کتاب الجمل ابن طاؤس
مصادر خطبہ ۳۱ البیان والتبیین ۲ ص۱۱۵، عیون الاخبار ۱ ص۱۱۵-۱۹۵ العقد الفرید ۴ ص۳۱۴، الموفقیات زبیر بن بکار، وفیات الاعیان ابن خلکان - الجمل المفیدؒ، کتاب الفاخر ابن عاصم ص۱۰۳
مصادر خطبہ ۳۲ مطالب السئول ا ص۱۰، البیان والتبیین ا ص۱۵۱، میزان الاعتدال ذہبی ۲ ص۲۷، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۲۳۴، العقد الفرید ۲ ص۱۰۳، اعجاز القرآن باقلانی ص۱۹۵

اور جس نے تمھارے ذریعہ تیر پھینکا اس نے وہ تیر پھینکا جس کا پیکان ٹوٹ چکا ہے اور سوفار ختم ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم میں ان حالات میں نہ تمھارے قول کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمھاری نصرت کی امید رکھتا ہوں اور نہ تمھارے ذریعہ کسی دشمن کو تہدید کر سکتا ہوں۔ آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ تمھاری دوا کیا ہے؟ تمھارا علاج کیا ہے؟ آخر وہ لوگ بھی تو تمھارے ہی جیسے انسان ہیں۔ یہ بغیر علم کی باتیں کب تک اور یہ بغیر تقویٰ کی غفلت تابکے اور بغیر حق کے بلندی کی خواہش کہاں تک؟

۳۰۔ آپ کا ارشاد گرامی
قتل عثمانؓ کی حقیقت کے بارے میں

یاد رکھو اگر میں نے اس قتل کا حکم دیا ہوتا تو یقیناً میں قاتل ہوتا اور اگر میں نے منع کیا ہوتا تو یقیناً میں مددگار قرار پاتا۔ لیکن بہرحال یہ بات طے شدہ ہے کہ جن بنی امیہ نے مدد کی ہے وہ اپنے کو ان سے بہتر نہیں کہہ سکتے ہیں جنھوں نے نظر انداز کر دیا ہے اور جن لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس نے مدد کی ہے وہ ہم سے بہتر تھا۔ اب میں اس قتل کا خلاصہ بتلائے دیتا ہوں "عثمانؓ نے خلافت کو اختیار کیا تو بدترین طریقہ سے اختیار کیا اور تم گھبرا گئے تو بری طرح سے گھبرا گئے اور اب اللہ دونوں کے بارے میں فیصلہ کرنے والا ہے۔"

۳۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب آپ نے عبداللہ بن عباس کو زبیر کے پاس بھیجا کہ اسے جنگ سے پہلے اطاعت امامؑ کی طرف واپس لے آئیں۔

خبردار طلحہ سے ملاقات نہ کرنا کہ اس سے ملاقات کرو گے تو اسے اس بیل جیسا پاؤ گے جس کے سینگ مڑے ہوئے ہوں۔ وہ سرکش سواری پر سوار ہوتا ہے اور اسے رام کیا ہوا کہتا ہے۔ تم صرف زبیر سے ملاقات کرنا کہ اس کی طبیعت قدرے نرم ہے۔ اس سے کہنا کہ تمھارے ماموں زاد بھائی نے فرمایا ہے کہ تم نے حجاز میں مجھے پہچانا تھا اور عراق میں آ کر بالکل بھول گئے ہو۔ آخر یہ نیا سانحہ کیا ہو گیا ہے۔

سید رضیؒ۔ "مَا عَدَا مِمَّا بَدَا" یہ فقرہ پہلے پہل تاریخ عربیت میں امیر المومنینؑ ہی سے سنا گیا ہے۔

۳۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں زمانہ کے ظلم کا تذکرہ ہے اور لوگوں کی پانچ قسموں کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد زہد کی دعوت دی گئی ہے۔

---

[١] یہ تاریخ کا مسلّمہ ہے کہ عثمانؓ نے سارے ملک پر بنی امیہ کا اقتدار قائم کر دیا تھا اور بیت المال کو بے تحاشا اپنے خاندان والوں کے حوالے کر دیا تھا جس کی فریاد پورے عالم اسلام میں شروع ہو گئی تھی اور کوفہ اور مصر تک کے لوگ فریاد لیکر آ گئے تھے۔ امیر المومنینؑ نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرائی اور یہ طے ہو گیا کہ مدینہ کے حالات کی ضروری اصلاح کی جائے اور مصر کا حاکم محمد بن ابی بکر کو بنا دیا جائے۔ لیکن مخالفین کے جانے کے بعد عثمانؓ نے ہر بات کا انکار کر دیا اور والیٔ مصر کے نام محمد بن ابی بکر کے قتل کا فرمان بھیج دیا۔ خط راستہ میں پکڑ لیا گیا اور اب جو لوگوں نے واپس آ کر مدینہ والوں کو حالات سے آگاہ کیا تو توبہ کا امکان بھی ختم ہو گیا اور چاروں طرف سے محاصرہ ہو گیا۔ اب امیر المومنینؑ کی مداخلت کے امکانات بھی ختم ہو گئے تھے اور بالآخر عثمانؓ کو اپنے اعمال اور بنی امیہ کی اقربا نوازی کی سزا برداشت کرنا پڑی اور پھر کوئی مروان یا معاویہ کام نہیں آیا۔

اور جس نے تمہارے ذریعہ تیر پھینکا اس نے وہ تیر پھینکا جس کا پیکان ٹوٹ چکا ہے اور سوفار ختم ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم میں ان حالات میں نہ تمہارے قول کی تصدیق کر سکتا ہوں اور نہ تمہاری نصرت کی امید رکھتا ہوں اور نہ تمہارے ذریعہ کسی دشمن کو تہدید کر سکتا ہوں۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تمہاری دوا کیا ہے؟ تمہارا علاج کیا ہے؟ آخر وہ لوگ بھی تو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں۔ یہ بغیر علم کی باتیں کب تک اور یہ بغیر تقویٰ کی غفلت تابکے اور بغیر حق کے بلندی کی خواہش کہاں تک؟

۳۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

قتل عثمانؓ کی حقیقت کے بارے میں (۱)

یاد رکھو اگر میں نے اس قتل کا حکم دیا ہوتا تو یقیناً میں قاتل ہوتا اور اگر میں نے منع کیا ہوتا تو یقیناً میں مددگار قرار پاتا۔ لیکن بہرحال یہ بات طے شدہ ہے کہ جن بنی امیہ نے مدد کی ہے وہ اپنے کو ان سے بہتر نہیں کہہ سکتے ہیں جنھوں نے نظر انداز کر دیا ہے اور جن لوگوں نے نظر انداز کر دیا ہے وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ جس نے مدد کی ہے وہ ہم سے بہتر تھا۔ (۲) اب میں اس قتل کا خلاصہ بتلائے دیتا ہوں "عثمانؓ نے خلافت کو اختیار کیا تو بدترین طریقہ سے اختیار کیا (۳) اور تم گھبرا گئے تو بُری طرح سے گھبرا گئے اور اب اللہ دونوں کے بارے میں فیصلہ کرنے والا ہے"۔

۳۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب آپ نے عبداللہ بن عباس کو زبیر کے پاس بھیجا کہ اسے جنگ سے پہلے اطاعت امامؑ کی طرف واپس لے آئیں۔

خبردار طلحہ سے ملاقات نہ کرنا کہ اس سے ملاقات کرو گے تو اسے اس بیل جیسا پاؤ گے جس کے سینگ مڑے ہوئے ہوں۔ وہ سرکش سواری پر سوار ہوتا ہے اور اسے رام کیا ہوا کہتا ہے۔ تم صرف زبیر سے ملاقات کرنا کہ اس کی طبیعت قدرے نرم ہے۔ (۴) اس سے کہنا کہ تمہارے ماموں زاد بھائی نے فرمایا ہے کہ تم نے حجاز میں مجھے پہچانا تھا اور عراق میں آ کر بالکل بھول گئے ہو۔ آخر یہ نیا سانحہ کیا ہو گیا ہے۔

سید رضیؒ۔ "مَا عَدَا مِمَّا بَدَا" یہ فقرہ پہلے پہل تاریخ عربیت میں امیر المومنینؑ ہی سے سنا گیا ہے۔

۳۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جس میں زمانہ کے ظلم کا تذکرہ ہے اور لوگوں کی پانچ قسموں کو بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد زہد کی دعوت دی گئی ہے۔

---

(۱) یہ تاریخ کا مسلمہ ہے کہ عثمانؓ نے سارے ملک پر بنی امیہ کا اقتدار قائم کر دیا تھا اور بیت المال کو بے تحاشہ اپنے خاندان والوں کے حوالے کر دیا تھا جس کی فریاد پورے عالم اسلام میں شروع ہو گئی تھی اور کوفہ اور مصر تک کے لوگ فریاد لیکر آ گئے تھے۔ امیر المومنینؑ نے درمیان میں پڑ کر مصالحت کرائی اور یہ طے ہو گیا کہ مدینہ کے حالات کی ضروری اصلاح کی جائے اور مصر کا حاکم محمد بن ابی بکر کو بنا دیا جائے۔ لیکن مخالفین کے جانے کے بعد عثمانؓ نے ہر بات کا انکار کر دیا اور والیٔ مصر کے نام محمد بن ابی بکر کے قتل کا فرمان بھیج دیا۔ خط راستہ میں پکڑ لیا گیا اور اب جو لوگوں نے واپس آ کر مدینہ والوں کو حالات سے آگاہ کیا تو توبہ کا امکان بھی ختم ہو گیا اور چاروں طرف سے محاصرہ ہو گیا۔ اب امیر المومنینؑ کی مداخلت کے امکانات بھی ختم ہو گئے تھے اور بالآخر عثمانؓ کو اپنے اعمال اور بنی امیہ کی اقربا نوازی کی سزا برداشت کرنا پڑی اور پھر کوئی مروان یا معاویہ کام نہیں آیا۔

معشر جور الزمان

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّا قَدْ أَصْبَحْنَا فِي دَهْرٍ عَنُودٍ، وَ زَمَنٍ كَنُودٍ (شديد)، يُعَدُّ فِيهِ الْمُحْسِنُ مُسِيئاً، وَ يَزْدَادُ الظَّالِمُ فِيهِ عُتُوّاً، لَا نَنْتَفِعُ بِمَا عَلِمْنَا، وَ لَا نَسْأَلُ عَمَّا جَهِلْنَا، وَ لَا نَتَخَوَّفُ قَارِعَةً حَتَّى تَحُلَّ بِنَا.

أصناف المسيئين

وَ النَّاسُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَصْنَافٍ: مِنْهُمْ مَنْ لَا يَمْنَعُهُ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَهَانَةُ نَفْسِهِ، وَ كَلَالَةُ حَدِّهِ، وَ نَضِيضُ وَفْرِهِ، وَ مِنْهُمُ الْمُصْلِتُ لِسَيْفِهِ، وَ الْمُعْلِنُ بِشَرِّهِ، وَ الْمُجْلِبُ بِخَيْلِهِ وَ رَجِلِهِ، قَدْ أَشْرَطَ نَفْسَهُ، وَ أَوْبَقَ دِينَهُ لِحُطَامٍ يَنْتَهِزُهُ، أَوْ مِقْنَبٍ يَقُودُهُ، أَوْ مِنْبَرٍ يَفْرَعُهُ، وَ لَبِئْسَ الْمَتْجَرُ أَنْ تَرَى الدُّنْيَا لِنَفْسِكَ ثَمَناً، وَ مِمَّا لَكَ عِنْدَ اللَّهِ عِوَضاً! وَ مِنْهُمْ مَنْ يَطْلُبُ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْآخِرَةِ، وَ لَا يَطْلُبُ الْآخِرَةَ بِعَمَلِ الدُّنْيَا، قَدْ طَامَنَ مِنْ شَخْصِهِ، وَ قَارَبَ مِنْ خَطْوِهِ، وَ شَمَّرَ مِنْ ثَوْبِهِ، وَ زَخْرَفَ مِنْ نَفْسِهِ لِلْأَمَانَةِ، وَ اتَّخَذَ سِتْرَ اللَّهِ ذَرِيعَةً إِلَى الْمَعْصِيَةِ. وَ مِنْهُمْ مَنْ أَبْعَدَهُ عَنْ طَلَبِ الْمُلْكِ ضُئُولَةُ نَفْسِهِ، وَ انْقِطَاعُ سَبَبِهِ، فَقَصَرَتْهُ الْحَالُ عَلَى حَالِهِ، فَتَحَلَّى بِاسْمِ الْقَنَاعَةِ، وَ تَزَيَّنَ بِلِبَاسِ أَهْلِ الزَّهَادَةِ، وَ لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ فِي مَرَاحٍ وَ لَا مَغْدًى.

الراغبون في الله

وَ بَقِيَ رِجَالٌ غَضَّ أَبْصَارَهُمْ ذِكْرُ الْمَرْجِعِ، وَ أَرَاقَ دُمُوعَهُمْ خَوْفُ الْمَحْشَرِ، فَهُمْ بَيْنَ شَرِيدٍ نَادٍّ، وَ خَائِفٍ مَقْمُوعٍ، وَ سَاكِتٍ مَكْعُومٍ، وَ دَاعٍ مُخْلِصٍ، وَ ثَكْلَانَ مُوجَعٍ، قَدْ أَخْمَلَتْهُمُ (احملتهم)

عنود - راہ حق سے منحرف
کنود - ناشکرا
قارعہ - وہ حادثہ جو دروازہ دل کو کھٹکھٹا دے
کلالۃ حدہ - اسلحہ کا کند ہونا۔
نضیض وفرہ - مال و اسباب کی قلت
مجلب بخیلہ ورجلہ - سوار و پیادہ کا جمع کرنے والا
رَجِل - پیادہ سپاہی
اشرط نفسہ - نفس کو آمادہ کر لیا ہے
حطام - خس و خاشاک۔ مال دنیا
انتہاز - موقع سے فائدہ اٹھانا
مقنب - تیس سے چالیس افراد کا لشکر
فرع المنبر - منبر پر بلند ہونا
ضؤولۃ النفس - نفس کی کمزوری اور ذلت
مراح - مصدر میمی ہے یعنی شام کا وقت
مغدیٰ - یہ بھی مصدر میمی ہے یعنی صبح کا وقت
ناد - جماعت سے کٹ کر دور ہو جانے والا
مقموع - مقہور
مکعوم - جس کا دہن بند کر دیا جائے
ثکلان - رنجیدہ
اخمل - گمنام بنا دیا

(1) یہ امیر المومنینؑ کی زندگی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پوری کائنات کا مسئلہ ہے کہ انسان جس دور کے بھی حالات دیکھتا ہے یہی نقشہ نظر آتا ہے۔ نیک کردار انسانوں کی کوئی قدر نہیں ہوتی ہے۔ ظالموں کی سرکشی بڑھتی جاتی ہے اور قیامت یہ ہے کہ صاحب علم اپنے علم سے استفادہ نہیں کرتا ہے اور جاہل اپنے جہل پر شرمندہ نہیں ہوتا ہے مصیبتوں کے مقابلہ کی تیاری کی طرف سے ہر انسان غافل رہتا ہے اور جب مصیبت نازل ہو جاتی ہے تو فریاد کرنے لگتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ مصیبت بھی اس کی برادری کی کوئی فرد ہے کہ یہ غافل ہو جائے تو وہ بھی غافل ہو جائے اور یہ احساس کھو بیٹھے تو وہ بھی بے حس ہو جائے اور اپنے وقت نزول کو نظر انداز کر دے۔

ایہا الناس! ہم ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں جو سرکش اور ناشکرا ہے۔(۱) یہاں نیک کردار بُرا سمجھا جاتا ہے اور ظالم اپنے ظلم میں بڑھتا ہی جارہا ہے۔ نہ ہم علم سے کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ جن چیزوں سے ناواقف ہیں ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور نہ کسی مصیبت کا اس وقت تک احساس کرتے ہیں جب تک وہ نازل نہ ہو جائے۔

لوگ اس زمانہ میں چار طرح کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جنھیں روئے زمین پر فساد کرنے سے صرف ان کے نفس کی کمزوری اور ان کے اسلحہ کی دھار کی کندی اور ان کے اسباب کی کمی نے روک رکھا ہے۔

بعض وہ ہیں جو تلوار کھینچے ہوئے اپنے شر کا اعلان کر رہے ہیں اور اپنے سوار و پیادہ کو جمع کر رہے ہیں۔ اپنے نفس کو مال دنیا کے حصول اور لشکر کی قیادت یا منبر کی بلندی پر عروج کے لئے وقف کر دیا ہے اور اپنے دین کو برباد کر دیا ہے اور یہ بدترین تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت بنا دو یا اجر آخرت کا بدل قرار دے دو۔

بعض وہ ہیں جو دنیا کو آخرت کے اعمال کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کو دنیا کے ذریعہ نہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے نگاہوں کو نیچا بنا لیا ہے۔ قدم ناپ تاپ کر رکھتے ہیں۔ دامن کو سمیٹ لیا ہے اور اپنے نفس کو گویا امانتداری کے لئے آراستہ کر لیا ہے اور پروردگار کی پردہ داری کو معصیت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

بعض وہ ہیں جنھیں حصول اقتدار سے نفس کی کمزوری اور اسباب کی نابودی نے دور رکھا ہے اور جب حالات نے سازگاری کا سہارا نہیں دیا تو اسی کا نام قناعت رکھ لیا ہے۔ یہ لوگ اہل زہد کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں جب کہ نہ ان کی شام زاہدانہ ہے اور نہ صبح۔

(پانچویں قسم)۔ اس کے بعد کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کی نگاہوں کو بازگشت کی یاد نے جھکا دیا ہے اور ان کے آنسوؤں کو خوف محشر نے جاری کر دیا ہے۔ ان میں بعض آوارہ وطن اور دور افتادہ ہیں اور بعض خوفزدہ اور گوشہ نشین ہیں۔ بعض کی زبانوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور بعض اخلاص کے ساتھ محو دعا ہیں اور درد رسیدہ کی طرح رنجیدہ ہیں۔ انھیں خوف حکام نے گمنامی کی منزل تک پہونچا دیا ہے۔

---

(۱) انسانی معاشرہ کی کیا سچی تصویر ہے۔ جب چاہیئے اپنے گھر۔ اپنے محلہ۔ اپنے شہر۔ اپنے ملک پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ انشاء چاروں قسمیں بیک وقت نظر آجائیں گی۔ وہ شریف بھی مل جائیں گے جو صرف حالات کی تنگی کی بنا پر شریف بنے ہوئے ہیں ورنہ بس چل جاتا تو بیوی بچوں پر بھی ظلم کرنے سے باز نہیں آتے۔

وہ تیس مار خاں بھی مل جائیں گے جن کا کل شرف فساد فی الارض ہے اور اسی کو اپنی اہمیت و عظمت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں کہ ہم نے بھری محفل میں فلاں کو یہ کہہ دیا اور فلاں اخبار میں فلاں کے خلاف یہ مضمون لکھ دیا یا عدالت میں یہ فرضی مقدمہ دائر کر دیا۔

وہ مقدس بھی مل جائیں گے جن کا تقدس ہی ان کے فسق و فجور کا ذریعہ ہے۔ دعا تعویذ کے نام پر نامحرموں سے خلوت اختیار کرتے ہیں اور اولیاء اللہ سے قریب تر بنانے کے لئے اپنے سے قریب تر بنا لیتے ہیں۔ چادریں اوڑھا کر دعائیں منگواتے ہیں اور تنہائی میں بلا کر چادر اتار دیتے ہیں۔

وہ فاقہ مست بھی مل جائیں گے جنھیں حالات کی مجبوری نے قناعت پر آمادہ کر دیا ہے ورنہ ان کی صحیح حالت کا اندازہ دوسروں کے دسترخوانوں پر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

تلاش ہے انسانیت کو اس پانچویں قسم کی جو سوائے پنجتن پاک کے اور کسی کے آستانہ پر نظر نہیں آتی ہے۔ کاش دنیا کو اب بھی ہوش آجائے۔

ایہا الناس! ہم ایک ایسے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں جو سرکش اور ناشکر ہے[1] یہاں نیک کردار بُرا سمجھا جاتا ہے اور ظالم اپنے ظلم میں بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ نہ ہم علم سے کوئی فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ جن چیزوں سے ناواقف ہیں ان کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور نہ کسی مصیبت کا اس وقت تک احساس کرتے ہیں جب تک وہ نازل نہ ہو جائے۔

لوگ اس زمانہ میں چار طرح کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جنھیں روئے زمین پر فساد کرنے سے صرف ان کے نفس کی کمزوری اور ان کے اسلحہ کے دھار کی کندی اور ان کے اسباب کی کمی نے روک رکھا ہے۔

بعض وہ ہیں جو تلوار کھینچے ہوئے اپنے شر کا اعلان کر رہے ہیں اور اپنے سوار و پیادہ کو جمع کر رہے ہیں۔ اپنے نفس کو مال دنیا کے حصول اور لشکر کی قیادت یا منبر کی بلندی پر عروج کے لئے وقف کر دیا ہے اور اپنے دین کو برباد کر دیا ہے اور یہ بدترین تجارت ہے کہ تم دنیا کو اپنے نفس کی قیمت بنا دو یا اجر آخرت کا بدل قرار دے دو۔

بعض وہ ہیں جو دنیا کو آخرت کے اعمال کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور آخرت کو دنیا کے ذریعہ نہیں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ انھوں نے نگاہوں کو نیچا بنا لیا ہے۔ قدم ناپ ناپ کر رکھتے ہیں۔ دامن کو سمیٹ لیا ہے اور اپنے نفس کو گویا امانتداری کے لئے آراستہ کر لیا ہے اور پروردگار کی پردہ داری کو معصیت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔

بعض وہ ہیں جنھیں حصول اقتدار سے نفس کی کمزوری اور اسباب کی نابودی نے دور رکھا ہے اور جب حالات نے سازگاری کا سہارا نہیں دیا تو اسی کا نام قناعت رکھ لیا ہے۔ یہ لوگ اہل زہد کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہیں جب کہ نہ ان کی شام زاہدانہ ہے اور نہ صبح۔

(پانچویں قسم)۔ اس کے بعد کچھ لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کی نگاہوں کو بازگشت کی یاد نے جھکا دیا ہے اور ان کے آنسوؤں کو خوف محشر نے جاری کر دیا ہے۔ ان میں بعض آوارہ وطن اور دور افتادہ ہیں اور بعض خوفزدہ اور گوشہ نشین ہیں۔ بعض کی زبانوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور بعض اخلاص کے ساتھ محو دعا ہیں اور درد رسیدہ کی طرح رنجیدہ ہیں۔ انھیں خوف حکام نے گمنامی کی منزل تک پہونچا دیا ہے۔

لہ انسانی معاشرہ کی کیا سچی تصویر ہے۔ جب چاہئے اپنے گھر۔ اپنے محلہ۔ اپنے شہر۔ اپنے ملک پر ایک نگاہ ڈال لیجئے۔ انشاء چاروں قسمیں بیک وقت نظر آجائیں گی۔ وہ شریف بھی مل جائیں گے جو صرف حالات کی تنگی کی بنا پر شریف بنے ہوئے ہیں ورنہ بس چل جاتا تو بیوی بچوں پر بھی ظلم کرنے سے باز نہیں آتے۔

وہ تیس مار خاں بھی مل جائیں گے جن کا کل شرف فساد فی الارض ہے اور اسی کو اپنی اہمیت و عظمت کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں کہ ہم نے بھری محفل میں فلاں کو یہ کہہ دیا اور فلاں اخبار میں فلاں کے خلاف یہ مضمون لکھ دیا یا عدالت میں یہ فرضی مقدمہ دائر کر دیا۔

وہ مقدس بھی مل جائیں گے جن کا تقدس ہی ان کے فسق و فجور کا ذریعہ ہے۔ دعا تعویذ کے نام پر ناموسوں سے خلوت اختیار کرتے ہیں اور اولیاء اللہ سے قریب تر بنانے کے لئے اپنے سے قریب تر بنا لیتے ہیں۔ چادریں اوڑھا کر دعائیں منگواتے ہیں اور تنہائی میں بلا کر چادر اتارتے ہیں۔

وہ فاقہ مست بھی مل جائیں گے جنھیں حالات کی مجبوری نے قناعت پر آمادہ کر دیا ہے ورنہ ان کی صحیح حالت کا اندازہ دوسروں کے دسترخوانوں پر بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

تلاش ہے انسانیت کو اس پانچویں قسم کی جو سوائے پنجتن پاک کے اور کسی کے آستانہ پر نظر نہیں آتی ہے۔ کاش دنیا کو اب بھی ہوش آجائے۔

فصل منها ﴿عليه السلام﴾

أَمَا وَاللهِ إِنْ كُنْتُ لَفِي سَاقَتِهَا حَتَّى تَوَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا، مَا عَجَزْتُ «ضَعُفْتُ» وَلَا جَبُنْتُ (وَهَنْتُ)، وَإِنَّ مَسِيرِي هَذَا لِمِثْلِهَا، فَلَأَنْقُبَنَّ (فَلَأَبْقُرَنَّ) الْبَاطِلَ حَتَّى يَخْرُجَ الْحَقُّ مِنْ جَنْبِهِ.

توبيخ الخارجين عليه

مَا لِي وَلِقُرَيْشٍ! وَاللهِ لَقَدْ قَاتَلْتُهُمْ كَافِرِينَ، وَلَأُقَاتِلَنَّهُمْ مَفْتُونِينَ، وَإِنِّي لَصَاحِبُهُمْ بِالْأَمْسِ، كَمَا أَنَا صَاحِبُهُمُ الْيَوْمَ! وَاللهِ مَا تَنْقِمُ مِنَّا قُرَيْشٌ إِلَّا أَنَّ اللهَ اخْتَارَنَا عَلَيْهِمْ، فَأَدْخَلْنَاهُمْ فِي حَيِّزِنَا، فَكَانُوا كَمَا قَالَ الْأَوَّلُ:

أَدَمْتَ لَعَمْرِي شُرْبَكَ الْمَحْضَ صَابِحاً ... وَأَكْلَكَ بِالزُّبْدِ الْمُقَشَّرَةَ الْبُجْرَا

وَنَحْنُ وَهَبْنَاكَ الْعَلَاءَ وَلَمْ تَكُنْ ... عَلِيّاً، وَحُطْنَا حَوْلَكَ الْجُرْدَ وَالسُّمْرَا

٣٤

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

في استنفار الناس إلى أهل الشام بعد فراغه من أمر الخوارج،

وفيها يتأفف بالناس، وينصح لهم بطريق السداد

أُفٍّ لَكُمْ! لَقَدْ سَئِمْتُ عِتَابَكُمْ! أَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ عِوَضاً؟ وَبِالذُّلِّ مِنَ الْعِزِّ خَلَفاً؟ إِذَا دَعَوْتُكُمْ إِلَى جِهَادِ عَدُوِّكُمْ دَارَتْ أَعْيُنُكُمْ، كَأَنَّكُمْ مِنَ الْمَوْتِ فِي غَمْرَةٍ، وَمِنَ الذُّهُولِ فِي سَكْرَةٍ، يُرْتَجُ عَلَيْكُمْ حَوَارِي فَتَعْمَهُونَ، وَكَأَنَّ قُلُوبَكُمْ مَأْلُوسَةٌ، فَأَنْتُمْ لَا تَعْقِلُونَ. مَا أَنْتُمْ لِي بِثِقَةٍ سَجِيسَ اللَّيَالِي، وَمَا أَنْتُمْ بِرُكْنٍ يُمَالُ بِكُمْ، وَلَا زَوَافِرُ عِزٍّ يُفْتَقَرُ إِلَيْكُمْ. مَا أَنْتُمْ إِلَّا كَإِبِلٍ ضَلَّ رُعَاتُهَا، فَكُلَّمَا جُمِعَتْ (اجتمعت) مِنْ جَانِبٍ انْتَشَرَتْ مِنْ آخَرَ، لَبِئْسَ لَعَمْرُ اللهِ سُعْرُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ! تُكَادُونَ وَلَا تَكِيدُونَ، وَتُنْتَقَصُ أَطْرَافُكُمْ فَلَا تَمْتَعِضُونَ، لَا يُنَامُ عَنْكُمْ وَأَنْتُمْ فِي غَفْلَةٍ

ساقہ - فوج کا وہ آخری حصہ جو لشکر کو آگے بڑھاتا ہے

حذافیر - کل کا کل

نقب - سوراخ کرنا

دوران الاعین - خوف سے آنکھیں پھرانا

غمرہ - پردہ - شدت اختصار

رتج - بند کر دینا

حوار - گفتگو

تعمہون - اندھے ہو گئے ہو

مالوسہ - دیوانگی کا مارا ہوا

زافرہ - عمارت کا رکن اور ستون قبیلہ

سعر - آگ بھڑکانا

① غور کیا جائے تو صدر اسلام سے لے کر جنگ جمل و صفین تک کے حالات میں صرف اس قدر فرق ہوا ہے کہ ابتدا میں کفر و اسلام اور حق و باطل بالکل الگ الگ تھے اور کوئی کسی کے زیر سایہ یا زیر نقاب نہیں تھا اور آج کفر نے اسلام کا نقاب پہن لیا ہے اور حق باطل کے نیچے دبا دیا گیا ہے۔ امیرالمومنینؑ اسی نکتہ کی طرف اشارہ فرمانا چاہتے ہیں کہ میرے لئے ان حالات کا مقابلہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ میں روز اول سے رسول اکرمؐ کے ساتھ انقلابی تحریک میں شامل رہ چکا ہوں۔ میرے کردار میں نہ کمزوری ہے اور نہ بزدلی۔ میں باطل کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہوں اور آج کے گمراہ درحقیقت کل کے کفار ہی ہیں جنھوں نے اسلام کا رخ اختیار کر لیا ہے اور ان کے دلوں میں یہ بغض بیٹھا ہوا ہے کہ انھیں ہمارے زیر اثر مسلمان زندگی گذارنا پڑ رہی ہے۔

مصادر خطبہ ۳۳ تاریخ طبری ۶ ص۵۱ - ۳۳۸۶، الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ ص۱۵۰، انساب الاشراف بلاذری ص۳۸۰، المجالس مفید ص۴۹، تذکرۃ ابن الجوزی ص۱۱۶، اختصاص مفید ص۱۵۳

آگاہ ہو جاؤ کہ خدا قسم میں اس صورت حال کے تبدیل کرنے والوں میں شامل تھا یہاں تک کہ حالات مکمل طور پر تبدیل ہو گئے اور میں نہ کمزور ہوا اور نہ خوفزدہ ہوا اور آج بھی میرا یہ سفر ویسے ہی مقاصد کے لئے ہے۔ میں باطل کے شکم کو چاک کر کے اس کے پہلو سے وہ حق نکال لوں گا جسے اس نے مظالم کی تہوں میں چھپا دیا ہے۔

میرا قریش سے کیا تعلق ہے۔ میں نے کل ان سے کفر کی بنا پر جہاد کیا تھا اور آج فتنہ اور گمراہی کی بنا پر جہاد کروں گا[1]۔ میں ان کا پرانا مد مقابل ہوں اور آج بھی ان کے مقابلہ پر تیار ہوں۔ خدا کی قسم قریش کو ہم سے کوئی عداوت نہیں ہے مگر یہ کہ پروردگار نے ہمیں منتخب قرار دیا ہے اور ہم نے ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا چاہا تو وہ ان اشعار کے مصداق ہو گئے:

ہماری جان کی قسم یہ شراب ناب صباح — یہ چرب چرب غذائیں ہمارا صدقہ ہیں
ہمیں نے تم کو یہ ساری بلندیاں دی ہیں — وگرنہ تیغ و سناں بس ہمارا حصہ ہیں

۳۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں خوارج کے قصہ کے بعد لوگوں کو اہل شام سے جہاد کے لئے آمادہ کیا گیا ہے اور ان کے حالات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے انھیں نصیحت کی گئی ہے)

حیف ہے تمھارے حال پر۔ میں تمھیں ملامت کرتے کرتے تھک گیا۔ کیا تم لوگ واقعاً آخرت کے عوض زندگانی دنیا پر راضی ہو گئے ہو اور تم نے ذلت کو عزت کا بدل سمجھ لیا ہے؟ کہ جب میں تمھیں دشمن سے جہاد کی دعوت دیتا ہوں تو تم آنکھیں پھرانے لگتے ہو جیسے موت کی بیہوشی طاری ہو اور غفلت کے نشہ میں مبتلا ہو۔ تم پر جیسے میری گفتگو کے دروازے بند ہو گئے ہیں کہ تم گمراہ ہوتے جا رہے ہو اور تمھارے دلوں پر دیوانگی کا اثر ہو گیا ہے کہ تمھاری سمجھ ہی میں کچھ نہیں آرہا ہے۔ تم کبھی میرے لئے قابل اعتماد نہیں ہو سکتے ہو اور نہ ایسا ستون ہو جس پر بھروسہ کیا جا سکے اور نہ عزت کے وسائل ہو جن کی ضرورت محسوس کی جا سکے۔ تم ان اونٹوں جیسے ہو جن کے چرواہے گم ہو جائیں کہ جب ایک طرف سے جمع کئے جاتے ہیں تو دوسری طرف سے بھڑک جاتے ہیں۔

خدا کی قسم۔ تم بد ترین افراد ہو جن کے ذریعہ آتش جنگ کو بھڑکایا جا سکے۔ تمھارے ساتھ مکر کیا جاتا ہے اور تم کوئی تدبیر بھی نہیں کرتے ہو۔ تمھارے علاقے کم ہوتے جا رہے ہیں اور تمھیں غصہ بھی نہیں آتا ہے۔ دشمن تمھاری طرف سے غافل نہیں ہے مگر تم غفلت کی نیند سو رہے ہو۔

[1] اس مقام پر یہ خیال نہ کیا جائے کہ ایسے انداز گفتگو سے عوام الناس میں مزید نخوت پیدا ہو جاتی ہے اور ان میں کام کرنے کا جذبہ بالکل مردہ ہو جاتا ہے، اور اگر واقعاً امام علیہ السلام اسی قدر عاجز آگئے تھے تو پھر بار بار دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔ انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا ہوتا۔ جو انجام ہونے والا تھا ہو جاتا اور بالآخر لوگ اپنے کیفر کردار کو پہونچ جاتے؟

اس لئے کہ یہ ایک جذباتی شبہ تو ہو سکتا ہے منطقی گفتگو نہیں ہو سکتی ہے۔ اکتاہٹ اور ناراضگی ایک فطری رد عمل ہے جو امر بالمعروف کی منزل میں فریضہ بھی بن جاتا ہے۔ لیکن اس کے بعد بھی اتمام حجت کا فریضہ بہرحال باقی رہ جاتا ہے۔ پھر امامؑ کی نگاہیں اس مستقبل کو بھی دیکھ رہی تھیں جہاں مسلسل ہدایات کے پیش نظر چند افراد ضرور پیدا ہو جاتے ہیں اور اس وقت بھی پیدا ہو گئے تھے یہ اور بات ہے کہ قضا و قدر نے ساتھ نہیں دیا اور جہاد مکمل نہیں ہو سکا۔

اس کے علاوہ یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ اگر امیر المومنینؑ نے سکوت اختیار کر لیا ہوتا تو دشمن اسے رضامندی اور بیعت کی علامت بنا لیتے اور مخلصین اپنی کوتاہی عمل کا بہانہ قرار دے لیتے اور اسلام کی روح عمل اور تحریک دینداری مردہ ہو کر رہ جاتی۔!

سَاهُونَ. غُلِبَ وَاللّٰهِ الْمُتَخَاذِلُونَ! وَ ايْمُ اللّٰهِ إِنِّي لَأَظُنُّ بِكُمْ أَنْ لَوْ حَمِسَ (حمس) الْوَغَىٰ، وَ اسْتَحَرَّ الْمَوْتُ، قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الرَّأْسِ.[1] وَاللّٰهِ إِنَّ امْرَأً يُمَكِّنُ عَدُوَّهُ مِنْ نَفْسِهِ يَعْرُقُ لَحْمَهُ، وَ يَهْشِمُ عَظْمَهُ، وَ يَفْرِي جِلْدَهُ، لَعَظِيمٌ عَجْزُهُ، ضَعِيفٌ مَا ضُمَّتْ عَلَيْهِ جَوَانِحُ صَدْرِهِ.[2] أَنْتَ فَكُنْ ذَاكَ إِنْ شِئْتَ؛ فَأَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ دُونَ أَنْ أُعْطِيَ ذٰلِكَ ضَرْبٌ بِالْمَشْرَفِيَّةِ تَطِيرُ مِنْهُ فَرَاشُ الْهَامِ، وَ تَطِيحُ السَّوَاعِدُ وَ الْأَقْدَامُ، وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا يَشَاءُ.

طريق السداد

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ لِي عَلَيْكُمْ حَقّاً، وَلَكُمْ عَلَيَّ حَقٌّ: فَأَمَّا حَقُّكُمْ عَلَيَّ فَالنَّصِيحَةُ لَكُمْ، وَ تَوْفِيرُ فَيْئِكُمْ عَلَيْكُمْ، وَ تَعْلِيمُكُمْ كَيْلَا تَجْهَلُوا، وَ تَأْدِيبُكُمْ كَيْمَا تَعْلَمُوا. وَ أَمَّا حَقِّي عَلَيْكُمْ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ، وَالنَّصِيحَةُ فِي الْمَشْهَدِ وَالْمَغِيبِ، وَالْإِجَابَةُ حِينَ أَدْعُوكُمْ، وَالطَّاعَةُ حِينَ آمُرُكُمْ.

٣٥

و من خطبة له (عليه السلام)

بعد التحكيم و ما بلغه من أمر الحكمين

و فيها حمده لله على بلائه، ثم بيان سبب البلوى

الحمد على البلاء

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ إِنْ أَتَى الدَّهْرُ بِالْخَطْبِ الْفَادِحِ، وَالْحَدَثِ الْجَلِيلِ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَيْسَ مَعَهُ إِلٰهٌ غَيْرُهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

حمس الوغیٰ - شدت جنگ
استحر الموت - موت کی گرم بازاری
یعرق لحمہ - گوشت یوں کھایا جائے کہ ہڈی پر کچھ نہ رہ جائے
انفراج الراس - یعنی دوبارہ جڑنے کا امکان بھی نہ رہ جائے
فری - ٹکڑے ٹکڑے کر دینا
جوانح - پسلیاں
مشرفیہ - مقام مشارف کی تلواریں
فراش الہام - سر کی باریک ہڈیاں
فئی - مال بیت المال
خطب فادح - سنگین حادثہ
حدث - حادثہ

(1) گذشتہ خطبات میں آپ نے اپنے ضمات کو سرکار دو عالم کے ساتھ شامل کیا تھا تو انجام بھی دونوں ضمات کا ایک جیسا ہی ہوا جس طرح احد کے میدان میں سرکار کے اصحاب تنہا چھوڑ کر روانہ ہو گئے تھے اور کسی کو مڑ کر دیکھنے کی فرصت نہ تھی۔ اسی طرح آپ کے ساتھ اہل کوفہ کا برتاؤ رہا کہ عین میدان جنگ میں معاویہ کے مکارانہ طور پر نیزوں پر قرآن بلند کرنے کے فریب میں آگئے اور آپ کے قول پر اعتماد نہ کیا بلکہ آپ کو دشمن کے حوالے کر دینے کا منصوبہ بنا لیا۔

ظاہر ہے کہ جو قوم اس قدر احمق اور ذلیل ہو اس کا حصہ ناکامی اور رسوائی کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

(2) یہ بے حیائی کی بدترین مثال ہے جس کی نظیر عالم کفر و الحاد میں بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ عالم اسلام کا کیا ذکر ہے۔

آج کفر کی دنیا میں بھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب سپاہی ہارنے لگتا ہے اور دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے تو خودکشی کر کے اپنے کو اس ذلت سے بچا لیتا ہے اور دشمن کے قبضہ میں جانے کو گوارا نہیں کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ عمل عقل اور شرعی اعتبار سے صحیح نہیں ہے لیکن بہرحال اسے تقاضائے غیرت و شہامت تصور کیا جاتا ہے اور ایسے لوگ ان لوگوں سے بہرحال بہتر ہوتے ہیں جو جہاد کے میدان کو نظرانداز کر کے ہر طرح کی ذلت اور رسوائی کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۳۵ انساب الاشراف بلاذری ص ۳۶۵، تاریخ طبری ۶ ص ۴۳، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۱۹، کتاب صفین نصر بن مزاحم، تذکرۃ الخواص ص ۱۰۳، اغانی ابوالفرج اصفہانی ۹ ص ۳۰، مروج الذہب مسعودی ۲ ص ۴۱۳، کامل ابن اثیر ۳ ص ۱۶۱، البدایۃ والنہایۃ ۷ ص ۲۸۶، مجمع الامثال میدانی ۲ ص ۲۳۹

خدا کی قسم سستی برتنے والے ہمیشہ مغلوب ہو جاتے ہیں اور بخدا میں تمہارے بارے میں یہی خیال رکھتا ہوں کہ اگر جنگ نے زور پکڑ لیا اور موت کا بازار گرم ہو گیا تو تم فرزند ابو طالب سے یوں ہی الگ ہو جاؤ گے جس طرح جسم سے سر الگ ہو جاتا ہے۔ (۱)

خدا کی قسم اگر کوئی شخص اپنے دشمن کو اتنا قابو دے دیتا ہے کہ وہ اس کا گوشت اتار لے اور ہڈی توڑ ڈالے اور کھال کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے تو ایسا شخص عاجزی کی آخری سرحد پر ہے اور اس کا وہ دل انتہائی کمزور ہے جو اس کے پہلوؤں کے درمیان ہے۔ (۲) تم چاہو تو ایسے ہی ہو جاؤ لیکن میں خدا گواہ ہے کہ اس نوبت کے آنے سے پہلے وہ تلوار چلاؤں گا کہ کھوپڑیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اڑتی دکھائی دیں گی اور ہاتھ پیر کٹ کر گرتے نظر آئیں گے۔ اس کے بعد خدا جو چاہے گا وہ کرے گا۔

ایہا الناس! یقیناً ایک حق میرا تمہارے ذمہ ہے اور ایک حق تمہارا میرے ذمہ ہے۔ تمہارا حق میرے ذمہ یہ ہے کہ میں تمھیں نصیحت کروں اور بیت المال کا مال تمہارے حوالے کردوں اور تمھیں تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہ جاؤ اور ادب سکھاؤں تاکہ باعمل ہو جاؤ۔ اور میرا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ بیعت کا حق ادا کرو اور حاضر و غائب ہر حال میں خیر خواہ رہو۔ جب پکاروں تو لبیک کہو اور جب حکم دوں تو اطاعت کرو۔

۳۵- آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب تحکیم کے بعد اس کے نتیجہ کی اطلاع دی گئی تو آپ نے حمد و ثنائے الٰہی کے بعد اس بلا کا سبب بیان فرمایا)

ہر حال میں خدا کا شکر ہے چاہے زمانہ کوئی بڑی مصیبت کیوں نہ لے آئے اور حادثات کتنے ہی عظیم کیوں نہ ہو جائیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ خدا ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں (خدا کی رحمت ان پر اور ان کی آلؑ پر)

---

(۱) یہ دیانتداری اور ایمانداری کی عظیم ترین مثال ہے کہ کائنات کا امیر، مسلمانوں کا حاکم۔ اسلام کا ذمہ دار قوم کے سامنے کھڑے ہو کر اس حقیقت کا اعلان کر رہا ہے کہ جس طرح میرا حق تمہارے ذمہ ہے اسی طرح تمہارا حق میرے ذمہ بھی ہے۔ اسلام میں حاکم حقوق العباد سے بلند تر نہیں ہوتا ہے اور نہ اسے قانون الٰہی کے مقابلہ میں مطلق العنان قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس کے بعد دوسری احتیاط یہ ہے کہ پہلے عوام کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد اپنے حقوق کا مطالبہ کیا اور حقوق کے بیان میں بھی عوام کے حقوق کو اپنے حق کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت دی۔ اپنا حق صرف یہ ہے کہ قوم مخلص رہے اور بیعت کا حق ادا کرتی رہے اور احکام کی اطاعت کرتی رہے جب کہ یہ کسی حاکم کے امتیازی حقوق نہیں ہیں بلکہ مذہب کے بنیادی فرائض ہیں۔ اخلاص و نصیحت ہر شخص کا بنیادی فریضہ ہے۔ بیعت کی پابندی معاہدہ کی پابندی اور تقاضائے انسانیت ہے۔ احکام کی اطاعت احکام الٰہیہ کی اطاعت ہے اور یہی عین تقاضائے اسلام ہے۔

اس کے برخلاف اپنے اوپر جن حقوق کا ذکر کیا گیا ہے وہ اسلام کے بنیادی فرائض میں شامل نہیں ہیں بلکہ ایک حاکم کی ذمہ داری کے شعبہ ہیں کہ وہ لوگوں کو تعلیم دے کر ان کی جہالت کا علاج کرے اور انھیں مہذب بنا کر عمل کی دعوت دے اور پھر برابر نصیحت کرتا رہے اور کسی آن بھی ان کے مصالح و منافع سے غافل نہ ہونے پائے۔!

سبب اللوم

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مَعْصِيَةَ النَّاصِحِ الشَّفِيقِ الْعَالِمِ الْمُجَرِّبِ تُورِثُ الْحَسْرَةَ، وَتُعْقِبُ النَّدَامَةَ. وَقَدْ كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ فِي هٰذِهِ الْحُكُومَةِ أَمْرِي، وَنَخَلْتُ لَكُمْ مَخْزُونَ رَأْيِي، لَوْ كَانَ يُطَاعُ لِقَصِيرٍ[۱] أَمْرٌ! فَأَبَيْتُمْ عَلَيَّ إِبَاءَ الْمُخَالِفِينَ الْجُفَاةِ، وَالْمُنَابِذِينَ الْعُصَاةِ، حَتَّى ارْتَابَ النَّاصِحُ بِنُصْحِهِ، وَضَنَّ الزَّنْدُ بِقَدْحِهِ، فَكُنْتُ أَنَا وَإِيَّاكُمْ كَمَا قَالَ أَخُو هَوَازِنَ[۲]:

أَمَرْتُكُمْ أَمْرِي بِمُنْعَرَجِ اللِّوَى

فَلَمْ تَسْتَبِينُوا النُّصْحَ (الرُّشْدَ) إِلَّا ضُحَى الْغَدِ

۳۶

و من خطبة له (ع)

في تخويف أهل النهروان[۳]

فَأَنَا نَذِيرٌ لَكُمْ أَنْ تُصْبِحُوا صَرْعَى بِأَثْنَاءِ هٰذَا النَّهَرِ، وَبِأَهْضَامِ هٰذَا الْغَائِطِ، عَلَى غَيْرِ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا سُلْطَانٍ مُبِينٍ مَعَكُمْ: قَدْ طَوَّحَتْ بِكُمُ الدَّارُ، وَاحْتَبَلَكُمُ الْمِقْدَارُ. وَقَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ هٰذِهِ الْحُكُومَةِ فَأَبَيْتُمْ عَلَيَّ إِبَاءَ الْمُنَابِذِينَ (المخالفين)، حَتَّى صَرَفْتُ رَأْيِي إِلَى هَوَاكُمْ، وَأَنْتُمْ مَعَاشِرُ أَخِفَّاءُ الْهَامِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، وَلَمْ آتِ - لَا أَبَا لَكُمْ - بُجْراً، وَلَا أَرَدْتُ لَكُمْ ضُرّاً.

(۱) واقعہ یہ ہے کہ حیرہ کے فرمانروا جذیمہ نے جزیرہ کے حاکم عمرو بن ظرب کو قتل کر دیا تو اس کی بیٹی جزیرہ کی حاکم ہو گئی اور اس نے باپ کے انتقام کے بارے میں ایک نئی تدبیر سوچی کہ جذیمہ کو پیام دے دیا کہ میں تنہا حکومت نہیں چلا سکتی۔ آپ مجھ سے عقد کر لیں کہ دونوں مل کر حکومت کو چلائیں۔ جذیمہ نے رشتہ کو منظور کر لیا اور جزیرہ جانے کی تیاری میں لگ گیا۔ اس کے غلام قصیر نے سمجھایا کہ اس میں مکاری کا امکان ہے لیکن جذیمہ کی سمجھ میں نہ آیا اور جب جزیرہ پہنچ کر پڑاؤ ڈالا تو زباء کے سپاہیوں نے اسے مار کر جذیمہ کا خاتمہ کر دیا اور قصیر کی زبان پر بیساختہ یہ فقرہ آ گیا۔

(۲) اخو ہوازن درید بن صمہ شاعر ہے جس نے اپنے بھائی عبداللہ کے ہمراہ بنی بکر پر حملہ کیا اور ان کے اونٹ ہنکا لایا۔ مقام منعرج اللوی پر رات گزارنے کا ارادہ کیا تو درید نے منع کیا کہ یہاں ٹھہرنا مصلحت کے خلاف ہے لیکن عبداللہ نے قبول نہیں کیا اور بالآخر راتوں رات قتل کر دیا گیا۔ جس کے بعد درید نے یہ شعر پڑھا جو اس کے متعدد اشعار کا ایک حصہ ہے۔

(۳) نہروان ایک وادی کا نام ہے جس کا سلسلہ کوفہ کے قریب صحرا ء حروراء سے ملتا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے واقعہ تحکیم کے بعد بغاوت کا اعلان کر دیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ علیؑ نے معاویہ کے ساتھ اس فیصلہ کو کیوں منظور کیا جبکہ فیصلہ کرنے کا حق صرف پروردگار کو ہے اور اس کے بعد اپنے سربراہ حرقوص بن زہیر سعدی (ذوالثدیہ) کی قیادت میں جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور بالآخر فنا ہو گئے۔ اس فرقہ کو علاقہ کے اعتبار سے حروریہ اور عمل کے اعتبار سے خوارج کہا جاتا ہے کہ انہوں نے امام وقت پر خروج کیا تھا۔

مصادر خطبہ ۳۶ الموفقیات زبیر بن بکار صفحہ ۳۲۵، تاریخ طبری ۶ صفحہ ۳۳۷۴، ۳۳۸۰، ۳۳۸۶ ، الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ صفحہ ۱۲۴، تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۰۰، النہایۃ ابن الاثیر ۱ صفحہ ۹۵، مروج الذہب مسعودی ۲ صفحہ ۴۰۴، انساب الاشراف بلاذری ۲ صفحہ ۳۶۲، الاخبار الطوال دینوری صفحہ ۱۹۳

امابعد (یاد رکھو) کہ ناصح شفیق اور عالم تجربہ کار کی نافرمانی ہمیشہ باعث حسرت اور موجب ندامت ہوا کرتی ہے۔ میں نے تمھیں تحکیم کے بارے میں اپنی رائے سے باخبر کر دیا تھا اور اپنی قیمتی رائے کا نچوڑ بیان کر دیا تھا لیکن لے کاش "قصیر" کے حکم کی اطاعت کی جاتی۔ تم نے تو میری اس طرح مخالفت کی جس طرح بدترین مخالف اور عہد شکن نافرمان کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ نصیحت کرنے والا خود بھی شبہ میں پڑ جائے کہ کس کو نصیحت کر دی اور چقماق نے شعلہ بھڑکانا بند کر دیئے۔ اب ہمارا اور تمھارا وہی حال ہوا ہے جو بنی ہوازن کے شاعر نے کہا تھا:

"میں نے تم کو اپنی بات مقام منعرج اللوی میں بتا دی تھی۔ لیکن تم نے اس کی حقیقت کو دوسرے دن کی صبح ہی کو پہچانا۔"

۳۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(اہل نہروان کو انجام کار سے ڈرانے کے سلسلہ میں)

میں تمھیں باخبر کئے دیتا ہوں کہ اس نہر کے موڑوں پر اور اس نشیب کی ہموار زمینوں پر پڑے دکھائی دو گے اور تمھارے پاس پروردگار کی طرف سے کوئی واضح دلیل اور روشن حجت نہ ہوگی۔ تمھارے گھروں نے تمھیں نکال باہر کر دیا اور قضا و قدر نے تمھیں گرفتار کر لیا۔ میں تمھیں اس تحکیم سے منع کر رہا تھا لیکن تم نے عہد شکن دشمنوں کی طرح میری مخالفت کی یہاں تک کہ میں نے اپنی رائے کو چھوڑ کر مجبوراً تمھاری بات کو تسلیم کر لیا مگر تم دماغ کے ہلکے اور عقل کے احمق نکلے۔ خدا تمھارا بُرا کرے۔ میں نے تو تمھیں کسی مصیبت میں نہیں ڈالا ہے اور تمھارے لئے کوئی نقصان نہیں چاہا ہے۔

لے صورت حال یہ ہے کہ جنگ صفین کے اختتام کے قریب جب عمرو عاص کے مشورہ سے معاویہ نے نیزوں پر قرآن بلند کر دئے اور قوم نے جنگ روکنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت نے متنبہ کیا کہ یہ صرف مکاری ہے۔ اس قوم کا قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن قوم نے اس حد تک اصرار کیا کہ اگر آپ قرآن کے فیصلہ کو نہ مانیں گے تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے یا گرفتار کر کے معاویہ کے حوالے کر دیں گے۔ ظاہر ہے کہ اس کے نتائج انتہائی بدتر اور سنگین تھے لہٰذا آپ نے اپنی رائے سے قطع نظر کر کے اس بات کو تسلیم کر لیا مگر شرط یہی رکھی کہ فیصلہ کتاب و سنت ہی کے ذریعہ ہوگا۔

معاملہ رفع دفع ہو گیا لیکن فیصلہ کے وقت معاویہ کے نمائندہ عمرو عاص نے حضرت علیؑ کی طرف کے نمائندہ ابو موسیٰ اشعری کو دھوکہ دیا اور اس نے حضرت علیؑ کے معزول کرنے کا اعلان کر دیا جس کے بعد عمرو عاص نے معاویہ کو نامزد کر دیا اور اس کی حکومت مسلم ہو گئی۔

حضرت علیؑ کے نام نہاد اصحاب کو اب اپنی حماقت کا اندازہ ہوا اور شرمندگی کو مٹانے کے لئے الٹا الزام لگانا شروع کر دیا کہ آپ نے اس تحکیم کو کیوں منظور کیا تھا اور خدا کے علاوہ کسی کو حکم کیوں تسلیم کیا تھا۔ آپ کافر ہو گئے ہیں اور آپ سے جنگ واجب ہے اور یہ کہہ کر مقام حرورا پر لشکر جمع کرنا شروع کر دیا۔ اُدھر حضرت شام کے مقابلہ کی تیاری کر رہے تھے لیکن جب ان ظالموں کی شرارت حد سے آگے بڑھ گئی تو آپ نے ابو ایوب انصاری کو فہمائش کے لئے بھیجا۔ ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ بارہ ہزار میں سے اکثریت کوفہ چلی گئی یا غیر جانب دار ہو گئی یا حضرت کے ساتھ آ گئی اور صرف دو تین ہزار خوارج رہ گئے جن سے مقابلہ ہوا تو اس قیامت کا ہوا کہ صرف نو آدمی بچے۔ باقی سب فی النار ہو گئے اور حضرت کے لشکر سے صرف آٹھ افراد شہید ہوئے۔ یہ واقعہ ۹ صفر ۳۸ھ کو پیش آیا۔

۳۷

و من كلام له (عليه السلام)

يجري مجرى الخطبة و فيه يذكر فضائله (عليه السلام) قاله بعد وقعة النهروان

فَقُمْتُ بِالْأَمْرِ حِينَ فَشِلُوا، وَ تَطَلَّعْتُ حِينَ تَعْتَعُوا، وَ نَطَقْتُ حِينَ تَقَبَّعُوا، (تمنعوا، تقبعوا)، وَ مَضَيْتُ بِنُورِ اللهِ حِينَ وَقَفُوا، وَ كُنْتُ أَخْفَضَهُمْ صَوْتاً، وَأَعْلَاهُمْ فَوْتاً، فَطِرْتُ بِعِنَانِهَا، وَاسْتَبْدَدْتُ بِرِهَانِهَا. كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْقَوَاصِفُ، وَلَا تُزِيلُهُ الْعَوَاصِفُ. لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ فِيَّ مَهْمَزٌ، وَلَا لِقَائِلٍ فِيَّ مَغْمَزٌ. الذَّلِيلُ عِنْدِي عَزِيزٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ لَهُ، وَالْقَوِيُّ عِنْدِي ضَعِيفٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ. رَضِينَا عَنِ اللهِ قَضَاءَهُ، وَ سَلَّمْنَا لِلّٰهِ أَمْرَهُ. أَتَرَانِي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ؟ وَ اللهِ لَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ، فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ. فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي، فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي، وَ إِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي. [2]

۳۸

و من كلام له (عليه السلام)

و فيها علة تسمية الشبهة شبهة ثم بيان حال الناس فيها

وَ إِنَّمَا سُمِّيَتِ الشُّبْهَةُ شُبْهَةً لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْحَقَّ. فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللهِ فَضِيَاؤُهُمْ فِيهَا الْيَقِينُ، وَ دَلِيلُهُمْ سَمْتُ الْهُدَى. وَ أَمَّا أَعْدَاءُ اللهِ فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا الضَّلَالُ، وَ دَلِيلُهُمُ الْعَمَى. فَمَا يَنْجُو مِنَ الْمَوْتِ مَنْ خَافَهُ، وَلَا يُعْطَى الْبَقَاءَ مَنْ أَحَبَّهُ.

۳۹

و من خطبة له (عليه السلام)

خطبها عند علمه بغزوة النعمان بن بشير صاحب معاوية لعين التمر، و فيها يبدي عذره، و يستنهض الناس لنصرته

مُنِيتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ، وَ لَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ. لَا أَبَا لَكُمْ! مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ؟ أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ، وَلَا حَمِيَّةَ تُحْمِشُكُمْ؟! أَقُومُ فِيكُمْ مُسْتَصْرِخاً، وَ أُنَادِيكُمْ مُتَغَوِّثاً، فَلَا

فشل - کمزوری - بزدلی

تقبع - گوشہ میں چھپ جانا

تعتعوا - زبان میں روانی کا نہ ہونا

طرت بعنانہا - سبقت کا کنایہ ہے

رہان - وہ انعام جو مقابلہ کے وقت معین کیا جاتا ہے -

مہمز - الزام

مغمز - طعن و طنز

سمت الہدیٰ - طریقۂ ہدایت

حمش - دشمنوں پر غضبناک ہونا

مستصرخ - مدد کے لئے بلند آواز سے پکارنے والا

متغوث - واغوثاہ کہہ کر فریاد کرنے والا

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی فردیا جماعت نے آپ کے علوم کو دیکھ کر یہ الزام لگانا چاہا تھا کہ آپ رسول اکرم کے نام پر غلط اخبار بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے ضروری سمجھا کہ اسلام میں اپنی واقعی حیثیت کا اعلان کر دیا جائے ورنہ آپ کا مزاج یہ نہیں تھا اور نہ جاہلوں کے درمیان اپنی واقعی حیثیت کا اعلان کر سکتے تھے۔

(۲) یہی تنہا حکومت رسولؐ و آل رسولؑ کا امتیاز تھا جہاں قانون الٰہی کی حکمرانی تھی اور سلمانؓ و بلالؓ میں کوئی فرق نہیں تھا اور قنبرؓ کو نیابت بھی عنایت کیا جاتا تھا اور فضہ کو گھر سمجھا کر گھر کا کام خود انجام دیا جاتا تھا۔ ورنہ عالم انسانیت میں قابیل کے دور سے جنگل کا قانون نافذ ہے اور ہر شخص کسی نہ کسی طاقت کے سامنے دم بخود ہو جاتا ہے اور معاشرہ میں طاقت کا قانون چل جاتا ہے ۔ حق و حقیقت کی روشنی میں وہی کام کر سکتا ہے جو رضائے الٰہی پر راضی ہو اور حکم الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم ہو ورنہ جذبات و خواہشات کا بندہ قانون الٰہی کو نافذ نہیں کر سکتا ہے ۔

مصادر خطبہ ۳۷ امالی صدوق ص۱۴۳، المحاسن والمساوی بیہقی ۱ ص۸۵، اعجاز القرآن باقلانی ص۱۹۹، العقد الفرید ۱ ص۳۰

مصادر خطبہ ۳۸ غرر الحکم آمدی ص۹۰، مطالب السؤول ص۱۴۱، رسائل الجاحظ ص۱۲۵

مصادر خطبہ ۳۹ الغارات ابن ہلال ثقفی متوفی ۲۸۳ھ، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۴۳۴، تاریخ طبری حوادث ۳۹ھ ۶ ص۳۳۲

۳۷
و من كلام له (عليه السلام)

يجري مجرى الخطبة و فيه يذكر فضائله (عليه السلام) قاله بعد وقعة النهروان

فَقُمْتُ بِالْأَمْرِ حِينَ فَشِلُوا، وَ تَطَلَّعْتُ حِينَ تَقَبَّعُوا، وَ نَطَقْتُ حِينَ تَعْتَعُوا (تمنعوا، تقبعوا)، وَ مَضَيْتُ بِنُورِ اللّٰهِ حِينَ وَقَفُوا. وَ كُنْتُ أَخْفَضَهُمْ صَوْتاً، وَأَعْلَاهُمْ فَوْتاً، فَطِرْتُ بِعِنَانِهَا، وَاسْتَبْدَدْتُ بِرِهَانِهَا. كَالْجَبَلِ لَا تُحَرِّكُهُ الْقَوَاصِفُ، وَلَا تُزِيلُهُ الْعَوَاصِفُ. لَمْ يَكُنْ لِأَحَدٍ فِيَّ مَهْمَزٌ، وَلَا لِقَائِلٍ فِيَّ مَغْمَزٌ. الذَّلِيلُ عِنْدِي عَزِيزٌ حَتَّىٰ آخُذَ الْحَقَّ لَهُ، وَالْقَوِيُّ عِنْدِي ضَعِيفٌ حَتَّىٰ آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ. رَضِينَا عَنِ اللّٰهِ قَضَاءَهُ، وَ سَلَّمْنَا لِلّٰهِ أَمْرَهُ. أَتَرَانِي أَكْذِبُ عَلَىٰ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ؟ وَ اللّٰهِ لَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ، فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ. فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي، فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي، وَ إِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي.

۳۸
و من كلام له (عليه السلام)

و فيها علة تسمية الشبهة شبهة ثم بيان حال الناس فيها

وَ إِنَّمَا سُمِّيَتِ الشُّبْهَةُ شُبْهَةً لِأَنَّهَا تُشْبِهُ الْحَقَّ، فَأَمَّا أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ فَضِيَاؤُهُمْ فِيهَا الْيَقِينُ، وَ دَلِيلُهُمْ سَمْتُ الْهُدَىٰ، وَ أَمَّا أَعْدَاءُ اللّٰهِ فَدُعَاؤُهُمْ فِيهَا الضَّلَالُ، وَ دَلِيلُهُمُ الْعَمَىٰ، فَمَا يَنْجُو مِنَ الْمَوْتِ مَنْ خَافَهُ، وَلَا يُعْطَى الْبَقَاءَ مَنْ أَحَبَّهُ.

۳۹
و من خطبة له (عليه السلام)

خطبها عند علمه بغزوة النعمان بن بشير صاحب معاوية لعين التمر،

و فيها يبدي عذره، و يستنهض الناس لنصرته

مُنِيتُ بِمَنْ لَا يُطِيعُ إِذَا أَمَرْتُ وَ لَا يُجِيبُ إِذَا دَعَوْتُ. لَا أَبَا لَكُمْ! مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ رَبَّكُمْ؟ أَمَا دِينٌ يَجْمَعُكُمْ، وَلَا حَمِيَّةَ تُحْمِشُكُمْ! أَقُومُ فِيكُمْ مُسْتَصْرِخاً، وَ أُنَادِيكُمْ مُتَغَوِّثاً، فَلَا

فشل - کمزوری - بزدلی
تقبع - گوشہ میں چھپ جانا
تعتعوا - زبان میں روانی کا نہ ہونا
طرت بعنانہا - سبقت کا کنایہ ہے
رہان - وہ انعام جو مقابلہ کے وقت معین کیا جاتا ہے -

مہمز - اعتراض
مغمز - طعن و طنز
سمت الہدیٰ - طریقۂ ہدایت
حمش - دشمنوں پر غضبناک ہونا
مستصرخ - مدد کے لئے بلند آواز سے پکارنے والا
متغوث - واغوثاہ کہہ کر فریاد کرنیوالا

(۱) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی فرد یا جماعت نے آپ کے علوم کو دیکھ کر یہ الزام لگانا چاہا تھا کہ آپ رسول اکرم کے نام سے غلط اخبار بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ نے ضروری سمجھا کہ اسلام میں اپنی واقعی حیثیت کا اعلان کر دیا جائے ورنہ آپ کا مزاج یہ نہیں تھا اور نہ جاہلوں کے درمیان اپنی واقعی حیثیت کا اعلان کر سکتے تھے۔

(۲) یہ تنہا حکومت رسول و آل رسول کا امتیاز تھا جہاں قانون الٰہی کی حکمرانی تھی اور سلمان و بلال میں کوئی فرق نہیں تھا اور قنبر کو نیا لباس عنایت کیا جاتا تھا اور فضہ کو گھر میں بٹھا کر گھر کا کام خود انجام دیا جاتا تھا۔ ورنہ عالم انسانیت میں قابیل کے دور سے جنگل کا قانون نافذ ہے اور ہر شخص کسی نہ کسی طاقت کے سامنے دم بخود ہو جاتا ہے اور معاشرہ میں طاقت کا قانون چل جاتا ہے۔ حق و حقیقت کی روشنی میں وہی کام کر سکتا ہے جو رضائے الٰہی پر راضی ہو اور حکم الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم ہو ورنہ جذبات و خواہشات کا بندہ قانون الٰہی کو نافذ نہیں کر سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۳۷ امالی صدوق ص۲۲۲، المحاسن والمساوی بیہقی ۱ - ۸۵، اعجاز القرآن باقلانی ص۱۹۹، العقد الفرید ۱ ص۳۰۰

مصادر خطبہ ۳۸ غرر الحکم آمدی ص۴۹، مطالب السؤل ۱ ص۱۲۱، رسائل الجاحظ ص۱۲۵

مصادر خطبہ ۳۹ الغارات ابن ہلال ثقفی متوفی ۲۸۳ھ، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۴۴۳، تاریخ طبری حوادث ۳۹ھ ۶، ص۳۳۱

۳۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو بمنزلۂ خطبہ ہے اور اس میں نہروان کے واقعہ کے بعد آپ نے اپنے فضائل اور کارناموں کا تذکرہ کیا ہے)

میں نے اس وقت اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ قیام کیا جب سب ناکام ہو گئے تھے اور اس وقت سر اٹھایا جب سب گوشوں میں چھپے ہوئے تھے اور اس وقت بولا جب سب گونگے ہو گئے تھے اور اس وقت نور خدا کے سہارے آگے بڑھا جب سب ٹھہرے ہوئے تھے۔ میری آواز سب سے دھیمی تھی لیکن میرے قدم سب سے آگے تھے۔ میں نے عنان حکومت سنبھالی تو اس میں قوت پرواز پیدا ہو گئی اور میں تن تنہا اس میدان میں بازی لے گیا۔ میرا ثبات پہاڑوں جیسا تھا جنھیں نہ تیز ہوائیں ہلا سکتی تھیں اور نہ آندھیاں ہٹا سکتی تھیں۔ نہ کسی کے لئے میرے کردار میں طعن و طنز کی گنجائش تھی اور نہ کوئی عیب لگا سکتا تھا۔ یاد رکھو کہ تمہارا ذلیل میری نگاہ میں عزیز ہے یہاں تک کہ اس کا حق دلوا دوں اور تمہارا عزیز میری نگاہ میں ذلیل ہے یہاں تک کہ اس سے حق لے لوں۔ میں قضاء الٰہی پر راضی ہوں اور اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم ہوں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ میں رسول اکرمؐ کے بارے میں کوئی غلط بیانی کر سکتا ہوں جب کہ سب سے پہلے میں نے آپ کی تصدیق کی ہے تو اب سب سے پہلے جھوٹ بولنے والا نہیں ہو سکتا ہوں۔ میں نے اپنے معاملہ میں غور کیا تو میرے لئے اطاعت رسولؐ کا مرحلہ بیعت پر مقدم تھا اور میری گردن میں حضرت کے عہد کا طوق پہلے سے پڑا ہوا تھا۔

۳۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں شبہ کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے اور لوگوں کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے)

یقیناً شبہ کو شبہ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ حق سے مشابہ ہوتا ہے۔ اس موقع پر اولیاء اللہ کے لئے یقین کی روشنی ہوتی ہے اور سمت ہدایت کی رہنمائی۔ لیکن دشمنان خدا کی دعوت گمراہی اور رہنما بے بصیرتی ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ موت سے ڈرنے والا موت سے بچ نہیں سکتا ہے اور بقاء کا طلبگار بقائے دوام پا نہیں سکتا ہے۔

۳۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو معاویہ کے سردار لشکر نعمان بن بشیر کے عین التمر پر حملہ کے وقت ارشاد فرمایا اور لوگوں کو اپنی نصرت پر آمادہ کیا)

میں ایسے افراد میں مبتلا ہو گیا ہوں جنھیں حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتے ہیں اور بلاتا ہوں تو لبیک نہیں کہتے ہیں۔ خدا تمہارا برا کرے، اپنے پروردگار کی مدد کرنے میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ کیا تمھیں جمع کرنے والا دین نہیں ہے اور کیا جوش دلانے والی غیرت نہیں ہے۔ میں تم میں کھڑا ہو کر آواز دیتا ہوں اور تمھیں فریاد کے لئے بلاتا ہوں لیکن نہ میری بات سنتے ہو اور نہ میرے حکم کی اطاعت کرتے ہو۔

معاویہ کی مفسدانہ کارروائیوں میں سے ایک عمل یہ بھی تھا کہ اس نے نعمان بن بشیر کی سرکردگی میں دو ہزار کا لشکر عین التمر پر حملہ کرنے کے لئے بھیج دیا تھا جبکہ اس وقت امیر المومنینؑ کی طرف سے مالک بن کعب ایک ہزار افراد کے ساتھ علاقہ کی نگرانی کر رہے تھے لیکن وہ سب موجود نہ تھے۔ مالک نے حضرت کے پاس پیغام بھیجا، آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا لیکن خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ صرف عدی بن حاتم اپنے قبیلہ کے ساتھ تیار ہوئے لیکن آپ نے دوسرے قبائل کو بھی شامل کرنا چاہا اور جیسے ہی مخنف بن سلیم نے عبدالرحمان بن مخنف کے ہمراہ پچاس آدمی روانہ کر دئے لشکر معاویہ آتی ہوئی کمک کو دیکھ کر فرار کر گیا۔ لیکن قوم کے دامن پر نافرمانی کا دھبہ رہ گیا کہ عام افراد نے حضرت کے کلام پر کوئی توجہ نہیں دی۔!

تَسْمَعُونَ لِي قَوْلاً، وَلاَ تُطِيعُونَ لِي أَمْراً، حَتَّى تَكَشَّفَ الْأُمُورُ[١] عَنْ عَوَاقِبِ الْمَسَاءَةِ، فَمَا يُدْرَكُ بِكُمْ ثَارٌ، وَلاَ يُبْلَغُ بِكُمْ مَرَامٌ، دَعَوْتُكُمْ[٢] إِلَى نَصْرِ إِخْوَانِكُمْ فَجَرْجَرْتُمْ جَرْجَرَةَ الْجَمَلِ الْأَسَرِّ، وَتَثَاقَلْتُمْ تَثَاقُلَ النِّضْوِ الْأَدْبَرِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ مِنْكُمْ جُنَيْدٌ مُتَذَائِبٌ ضَعِيفٌ «كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ».

قال السيد الشريف: أقول: قوله ﴿عليه السلام﴾: «مُتَذَائِبٌ»، أي مضطرب، من قولهم: تذاءبت الريح، أي اضطرب هبوبها، ومنه سمي الذئب ذئباً، لاضطراب مشيته.

٤٠

ومن كلام له ﴿عليه السلام﴾

في الخوارج لما سمع قولهم: «لا حكم إلا لله»

قال ﴿عليه السلام﴾: كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا بَاطِلٌ! نَعَمْ إِنَّهُ لاَ حُكْمَ إِلاَّ لِلَّهِ، وَلكِنَّ هؤُلاَءِ يَقُولُونَ: لاَ إِمْرَةَ إِلاَّ لِلَّهِ، وَإِنَّهُ لاَبُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ، وَيَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ، وَيُبَلِّغُ اللهُ فِيهَا الْأَجَلَ، وَيُجْمَعُ بِهِ الْفَيْءُ، وَيُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ، وَتَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ، وَيُؤْخَذُ بِهِ لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ؛ حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ، وَيُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ.

وَفي رواية أخرى أنه ﴿عليه السلام﴾ لما سمع تحكيمهم قال:

حُكْمَ اللهِ أَنْتَظِرُ فِيكُمْ.

وَقَالَ: أَمَّا الْإِمْرَةُ الْبَرَّةُ فَيَعْمَلُ فِيهَا التَّقِيُّ؛ وَأَمَّا الْإِمْرَةُ الْفَاجِرَةُ فَيَتَمَتَّعُ فِيهَا الشَّقِيُّ، إِلَى أَنْ تَنْقَطِعَ مُدَّتُهُ، وَتُدْرِكَهُ مَنِيَّتُهُ[٣].

٤١

ومن خطبة له ﴿عليه السلام﴾

وفيها ينهى عن الغدر ويحذر منه

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الْوَفَاءَ تَوْأَمُ الصِّدْقِ، وَلاَ أَعْلَمُ جُنَّةً أَوْقَى مِنْهُ، وَمَا يَغْدِرُ مَنْ عَلِمَ كَيْفَ الْمَرْجِعُ. وَلَقَدْ أَصْبَحْنَا فِي زَمَانٍ قَدِ اتَّخَذَ

(١) انسان کو میدان جنگ میں طاقتیں لا سکتی ہیں یا تو انسان دیندار ہو اور اطاعت امام کا جذبہ میدان جہاد تک لے آئے یا غیرت دار ہو کر حالات قیام پر مجبور کر دیں۔ لیکن اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ضمیر فروش کے علاوہ کوئی کردار نہیں ہو سکتا ہے اور اس راہ میں انسان جان کی بازی بھی لگا سکتا ہے لیکن اسے جہاد راہ خدا نہیں کہا جا سکتا ہے۔

(٢) امیر المومنینؑ نے اپنی قوم کے عیب کو دو تشبیہات سے واضح فرمایا ہے۔ وہ اونٹ جس کی نات میں درد ہو یا وہ اونٹ جس کی پیٹھ زخمی ہو گویا یہ ایک ایسا لشکر ہے جس کا ظاہر بھی کمزور ہے اور باطن بھی اور اس کے پاس عذر بھی ہیں اور جھوٹے بہانے بھی ہیں اور ان سب کا خلاصہ صرف کاہلی اور سستی ہے اور جو غیرت دار میدان میں آ بھی جاتے ہیں وہ بھی عام طور سے کسی قابل نہیں ہوتے ہیں اور لشکر کو چلنے والے ہوتے ہیں جیسے موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہوں۔

ظاہر ہے کہ ایسے افراد کے ذریعہ نہ کوئی انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ کسی مقصد کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

(٣) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ امیر المومنینؑ نے فاسق و فاجر کو حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ آپ کا مقصد صرف اس نظریہ کی تردید ہے جس میں خوارج کی حکومت کا اقرار نہیں کرنا چاہتے ہیں اور سماج میں نراج پھیلانا چاہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ حکومت بہرحال لازم ہے چاہے کیسی ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ اس کے بغیر نظام کی بقا محال ہے اور نظام بدنظمی سے بہرحال بہتر ہوتا ہے ورنہ دنیا یقیناً تباہ ہو جائے گی۔

مصادر خطبہ ۳۹ کتاب الام محمد بن ادریس الشافعی المتوفی ۲۰۴ھ، تاریخ طبری، قوت القلوب ابو طالب مکی، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۳۶، انساب الاشراف ۲ ص ۳۵۲، کامل ۳ ص ۱۵۳، تاریخ یعقوبی ۱ ص ۱۹۰، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۲۶۳، العقد الفرید ابن عبدربہ ۱ ص ۲۱۱، تذکرہ ابن جوزی ص ۹۹

مصادر خطبہ ۴۱ مطالب السئول ۱ ص ۱۶۰، رسائل ابی حطہ ص ۱۲۵

یہاں تک کہ حالات کے بدترین نتائج سامنے آجائیں [1]۔ سچی بات یہ ہے کہ تمہارے ذریعہ نہ کسی خون ناحق کا بدلہ لیا جاسکتا ہے اور نہ کوئی مقصد حاصل کیا جاسکتا ہے۔ میں نے تم کو تمہارے ہی بھائیوں کی مدد کے لئے پکارا مگر تم اس اونٹ کی طرح بلبلانے لگے جس کی ناف میں درد ہو اور اس کمزور شتر کی طرح سست پڑگئے جس کی پشت زخمی ہو [2]۔ اس کے بعد تم سے ایک مختصر سی کمزور، پریشان حال سپاہ برآمد ہوئی اس طرح جیسے انھیں موت کی طرف ڈھکیلا جارہا ہو اور یہ بیکسی سے موت دیکھ رہے ہوں۔

سید رضیؒ ۔ حضرتؑ کے کلام میں متذائب مضطرب کے معنی میں ہے کہ عرب اس لفظ کو اس ہوا کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جس کا رُخ معین نہیں ہوتا ہے اور بھیڑئے کو بھی ذئب اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی چال بے ہنگم ہوتی ہے۔

۴۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(خوارج کے بارے میں ان کا یہ مقولہ سُن کر کہ "حکم اللہ کے علاوہ کسی کے لئے نہیں ہے)

یہ ایک کلمۂ حق ہے جس سے باطل معنی مراد لئے گئے ہیں۔ بیشک حکم صرف اللہ کے لئے ہے۔ لیکن ان لوگوں کا کہنا ہے کہ حکومت اور امارت بھی صرف اللہ کے لئے ہے حالانکہ کھلی ہوئی بات ہے کہ نظام انسانیت کے لئے ایک حاکم کا ہونا بہرحال ضروری ہے چاہے نیک کردار ہو یا فاسق کہ حکومت کے زیر سایہ ہی مومن کو کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور کافر بھی مزے اُڑا سکتا ہے اور اللہ ہر چیز کو اس کی آخری حد تک پہونچا دیتا ہے اور مال غنیمت و خراج وغیرہ جمع کیا جاتا ہے اور دشمنوں سے جنگ کی جاتی ہے اور راستوں کا تحفظ کیا جاتا ہے اور طاقتور سے کمزور کا حق لیا جاتا ہے تاکہ نیک کردار انسان کو راحت ملے اور بدکردار انسان سے راحت ملے۔

(ایک روایت میں ہے کہ جب آپ کو تحکیم کی اطلاع ملی تو فرمایا) "میں تمہارے بارے میں حکم خدا کا انتظار کر رہا ہوں"۔

پھر فرمایا: حکومت نیک ہوتی ہے تو متقی کو کام کرنے کا موقع ملتا ہے اور حاکم فاسق و فاجر ہوتا ہے تو بدبختوں کو مزہ اُٹھانے کا موقع ملتا ہے یہاں تک کہ اس کی مدت تمام ہوجائے اور موت اسے اپنی گرفت میں لے لے [1]۔

۴۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں غداری سے روکا گیا ہے اور اس کے نتائج سے ڈرایا گیا ہے)

ایہا الناس! یاد رکھو وفا ہمیشہ صداقت کے ساتھ رہتی ہے اور میں اس سے بہتر محافظ کوئی سپر نہیں جانتا ہوں اور جسے بازگشت کی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے وہ غداری نہیں کرتا ہے۔ ہم ایک ایسے دور میں واقع ہوئے ہیں جس کی اکثریت نے غداری اور مکاری کا نام ہوشیاری رکھ لیا ہے۔

۱ سترہویں صدی میں ایک فلسفہ ایسا بھی پیدا ہوا تھا جس کا مقصد مزاج کی حمایت تھا اور اس کا دعویٰ یہ تھا کہ حکومت کا وجود سماج میں حاکم و محکوم کا امتیاز پیدا کرتا ہے۔ حکومت سے ایک طبقہ کو اچھی اچھی تنخواہیں مل جاتی ہیں اور دوسرا محروم رہ جاتا ہے۔ ایک طبقہ کو طاقت استعمال کرنے کا حق ہوتا ہے اور دوسرے کو یہ حق نہیں ہوتا ہے اور یہ ساری باتیں مزاج انسانیت کے خلاف ہیں لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ بیان لفظوں میں انتہائی حسین ہے اور حقیقت کے اعتبار سے انتہائی خطرناک ہے اور بیان کردہ مفاسد کا علاج یہ ہے کہ حاکم اعلیٰ کو معصوم اور عام حکام کو عدالت کا پابند تسلیم کرلیا جائے۔ سارے فسادات کا خود بخود علاج ہوجائے گا۔

مذکورہ بالا فلسفہ کے خلاف فطرت کی روش بھی وہ تھی جس نے ۱۹۲۰ء میں اس کا جنازہ نکال دیا اور پھر کوئی ایسا احمق فلسفی نہیں پیدا ہوا۔

أَكْثَرُ أَهْلِهِ الْغَدْرَ كَيْساً، وَنَسَبَهُمْ أَهْلُ الْجَهْلِ فِيهِ إِلَى حُسْنِ الْحِيلَةِ. مَا لَهُمْ! قَاتَلَهُمُ اللَّهُ! قَدْ يَرَى الْحُوَّلُ الْقُلَّبُ وَجْهَ الْحِيلَةِ وَدُونَهَا مَانِعٌ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ وَنَهْيِهِ، فَيَدَعُهَا رَأْيَ عَيْنٍ بَعْدَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهَا، وَيَنْتَهِزُ فُرْصَتَهَا مَنْ لَا حَرِيجَةَ لَهُ فِي الدِّينِ.

٤٢

و من كلام له (عليه السلام)

و فيه يحذر من اتباع الهوى و طول الأمل في الدنيا

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ اثْنَانِ: اتِّبَاعُ الْهَوَى، وَطُولُ الْأَمَلِ، فَأَمَّا اتِّبَاعُ الْهَوَى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ، وَأَمَّا طُولُ الْأَمَلِ فَيُنْسِي الْآخِرَةَ. أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ وَلَّتْ حَذَّاءَ (جذاء)، فَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا إِلَّا صُبَابَةٌ كَصُبَابَةِ الْإِنَاءِ، اصْطَبَّهَا صَابُّهَا. أَلَا وَإِنَّ الْآخِرَةَ قَدْ أَقْبَلَتْ، وَلِكُلٍّ مِنْهُمَا بَنُونَ، فَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ، وَلَا تَكُونُوا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ كُلَّ وَلَدٍ سَيُلْحَقُ بِأَبِيهِ (امه) يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلَا حِسَابَ، وَغَداً حِسَابٌ وَلَا عَمَلَ.

قال الشريف، أقول: الحذاء: السريعة، و من الناس من يرويه «جذاء».

٤٣

و من خطبة له (عليه السلام)

و قد أشار عليه أصحابه بالاستعداد لحرب أهل الشام بعد إرساله جرير بن عبدالله البجلي الى معاوية ولم ينزل معاوية على بيعته

إِنَّ اسْتِعْدَادِي لِحَرْبِ أَهْلِ الشَّامِ وَجَرِيرٌ عِنْدَهُمْ إِغْلَاقٌ لِلشَّامِ، وَصَرْفٌ لِأَهْلِهِ عَنْ خَيْرٍ إِنْ أَرَادُوهُ. وَلَكِنْ قَدْ وَقَّتُّ لِجَرِيرٍ وَقْتاً لَا يُقِيمُ بَعْدَهُ إِلَّا مَخْدُوعاً أَوْ عَاصِياً. وَالرَّأْيُ عِنْدِي مَعَ الْأَنَاةِ فَأَرْوِدُوا، وَلَا أَكْرَهُ لَكُمُ الْإِعْدَادَ.

کیس - ہوشیاری - ذہانت
الحوّل القلّب - وہ شخص جو حالات کی گردش اور اس کے الٹ پھیر سے بخوبی واقف ہو
حریجہ - گناہوں سے پرہیز
حذاء - تیز رفتاری سے گذر جانے والا
جذاء - جس کے خیر کی کوئی امید نہ رہ جائے
اناۃ - احتیاط - تحقیق
ارودوا - آہستہ چلو
اعداد - تیاری

① جارج جرداق نے اس مقام پر بہترین بات کہی ہے کہ حضرت علیؑ پر سیاست سے ناواقفیت کا الزام لگانے والے یہ چاہتے تھے کہ علیؑ معاویہ کی طرح ابن سفیان ہو جائیں اور علیؑ کو ہرگز یہ گوارا نہیں تھا وہ ابن ابی طالب ہی بننا چاہتے تھے۔ اس لئے معاویہ کی روش کو اختیار کرنا ان کیلئے ممکن نہیں تھا۔
واضح لفظوں میں یوں کہا جائے کہ معاویہ کو اپنے اس باپ سے منافقت اور جبری اسلام کا ترکہ ملا تھا جس میں دین سے کوئی اخلاص نہیں تھا اور علیؑ کو اپنے والدین سے اخلاص دین اور محبت خدا و رسول کا ترکہ ملا تھا اور ظاہر ہے کہ دونوں کے کردار میں فرق ہونا چاہئے تھا۔ نہ معاویہ ابوطالب کا وارث ہو سکتا ہے اور نہ علیؑ ابوسفیان کا کردار اختیار کر سکتے ہیں۔ انھوں نے تو اس کی حمایت تک قبول کرنے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ دشمن کی حکومت برداشت ہو سکتی ہے لیکن اسلام کے دشمن کی حمایت برداشت نہیں ہو سکتی ہے۔!

مصادر خطبہ ۴۲ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۳، المجالس المفیدؒ ص۲۰۸، حلیۃ الاولیاء ابونعیم ۱ ص۷۶، مروج الذہب ۲ ص۳۲۶، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۳۵۳، اصول کافی ۲ ص۳۳۵، بحار مجلسی جلد ۱۰، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۸۲، ارشاد مفید ص۱۵۱، الحکمۃ الخالدہ ص۱۹۳، العقد الفرید ۲ ص۱۳۳، روضۃ الکافی ح ۵۸، مناقب خوارزمی ص۲۶۲، امالی طوسی ۱ ص۲۲۹، تذکرۃ الخواص ص۱۳۱

مصادر خطبہ ۴۳ مناقب خوارزمی ص۱۲۱، کتاب صفین ص۵۵، الامامۃ والسیاسہ ۱ ص۹۳، العقد الفرید ۳ ص۱۰۵، من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۱۶۱، مصباح المتہجد طوسی ص۳۴۹، ذخائر العقبیٰ طبری ص۱۰۲

اور اہل جہالت نے اس کا نام حسن تدبیر رکھ دیا ہے۔ آخر انھیں کیا ہو گیا ہے۔ خدا انھیں غارت کرے۔ وہ انسان جو حالات کے الٹ پھیر کو دیکھ چکا ہے وہ بھی حیلہ کے رُخ کو جانتا ہے لیکن امر و نہی الٰہی اس کا راستہ روک لیتے ہیں اور وہ امکان رکھنے کے باوجود اس راستہ کو ترک کر دیتا ہے اور وہ شخص اس موقع سے فائدہ اٹھا لیتا ہے جس کے لئے دین سدِ راہ نہیں ہوتا ہے۔

۴۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اتباع خواہشات اور طول امل سے ڈرایا گیا ہے)

ایہا الناس! میں تمھارے بارے میں سب سے زیادہ دو چیزوں کا خوف رکھتا ہوں۔ اتباع خواہشات اور درازی امید کہ اتباع خواہشات انسان کو راہ حق سے روک دیتا ہے اور طول امل آخرت کو بھلا دیتا ہے۔ یاد رکھو دنیا منھ پھیر کر جا رہی ہے اور اس میں سے کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے مگر اتنا جتنا برتن سے چیز کو انڈیل دینے کے بعد تہ میں باقی رہ جاتا ہے اور آخرت اب سامنے آ رہی ہے۔

دنیا و آخرت دونوں کی اپنی اولاد ہیں۔ لہٰذا تم آخرت کے فرزندوں میں شامل ہو جاؤ اور خبردار فرزندان دنیا میں شمار نہ ہونا اس لئے کہ عنقریب ہر فرزند کو اس کے ماں کے ساتھ (۱) ملا دیا جائے گا۔ آج عمل کی منزل ہے اور کوئی حساب نہیں ہے اور کل حساب ہی حساب ہے اور کوئی عمل کی گنجائش نہیں ہے۔

۴۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب جریر بن عبد اللہ البجلی کو معاویہ کے پاس بھیجنے اور معاویہ کے انکار بیعت کے بعد اصحاب کو اہل شام سے جنگ پر آمادہ کرنا چاہا!)

اس وقت میری اہل شام سے جنگ کی تیاری جب کہ جریر وہاں موجود ہیں شام پر تمام دروازے بند کر دینا ہے اور انھیں خیر کے راستے روک دینا ہے اگر وہ خیر کا ارادہ بھی کرنا چاہیں۔ میں نے جریر کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ وہاں یا کسی دھوکہ کی بنا پر رک سکتے ہیں یا نافرمانی کی بنا پر۔ اور دونوں صورتوں میں میری رائے یہی ہے کہ انتظار کیا جائے لہٰذا ابھی پیشقدمی نہ کرو اور میں منع بھی نہیں کرتا ہوں اگر اندر اندر تیاری کرتے رہو۔

۱۔ انسان کی عاقبت کا دارومدار حقائق اور واقعیات پر ہے اور وہاں ہر شخص کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا کہ ماں ہی ایک ثابت حقیقت ہے باپ کی تشخیص میں تو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن ماں کی تشخیص میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا ہے۔ امام علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت کی گود میں پرورش پاؤ تاکہ قیامت کے دن اسی سے ملا دئے جاؤ ورنہ ابناء دنیا اس دن وہ یتیم ہوں گے جن کا کوئی باپ نہ ہوگا اور ماں کو بھی پیچھے چھوڑ کر آئے ہوں گے۔ ایسا بے سہارا بننے سے بہتر ہے کہ یہیں سے سہارے کا انتظام کر لو اور پورے انتظام کے ساتھ آخرت کا سفر اختیار کرو۔

۲۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ عملی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ دشمن کو کوئی بہانہ فراہم نہ کرو اور واقعی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے مکر و فریب سے ہوشیار رہو اور ہر وقت مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو۔

وَلَقَدْ ضَرَبْتُ أَنْفَ هٰذَا الْأَمْرِ وَعَيْنَهُ، وَقَلَّبْتُ ظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ، فَلَمْ أَرَ لِي فِيهِ إِلَّا الْقِتَالَ أَوِ الْكُفْرَ بِمَا جَاءَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ. إِنَّهُ قَدْ كَانَ عَلَى الْأُمَّةِ وَالٍ أَحْدَثَ أَحْدَاثاً، وَأَوْجَدَ النَّاسَ مَقَالاً، فَقَالُوا ثُمَّ نَقَمُوا فَغَيَّرُوا.

۴۴

و من كلام له (ع)

لما هرب مصقلة بن هبيرة الشيباني الى معاوية، و كان قد ابتاع سبي بني ناجية من عامل امير المؤمنين (ع) واعتقهم، فلما طالبه بالمال خاس به و هرب الى الشام

قَبَّحَ اللهُ مَصْقَلَةَ! فَعَلَ فِعْلَ السَّادَةِ (السادات)، وَفَرَّ فِرَارَ الْعَبِيدِ! فَمَا أَنْطَقَ مَادِحَهُ حَتَّى أَسْكَتَهُ، وَلَا صَدَّقَ وَاصِفَهُ حَتَّى بَكَّتَهُ، وَلَوْ أَقَامَ لَأَخَذْنَا مَيْسُورَهُ، وَانْتَظَرْنَا بِمَالِهِ وُفُورَهُ.

۴۵

و من خطبة له (ع)

و هو بعض خطبة طويلة خطبها يوم الفطر، و فيها يحمدالله و يذم الدنيا

حمد الله

الْحَمْدُ لِلّهِ غَيْرَ مَقْنُوطٍ مِنْ رَحْمَتِهِ، وَلَا مَخْلُوٍّ مِنْ نِعْمَتِهِ، وَلَا مَأْيُوسٍ مِنْ مَغْفِرَتِهِ، وَلَا مُسْتَنْكَفٍ عَنْ عِبَادَتِهِ، الَّذِي لَا تَبْرَحُ مِنْهُ رَحْمَةٌ، وَلَا تُفْقَدُ لَهُ نِعْمَةٌ.

ذم الدنيا

وَالدُّنْيَا دَارٌ مُنِيَ لَهَا الْفَنَاءُ، وَلِأَهْلِهَا مِنْهَا الْجَلَاءُ، وَهِيَ حُلْوَةٌ خَضْرَاءُ، وَقَدْ عَجِلَتْ لِلطَّالِبِ، وَالْتَبَسَتْ بِقَلْبِ النَّاظِرِ؛ فَارْتَحِلُوا مِنْهَا بِأَحْسَنِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ، وَلَا تَسْأَلُوا فِيهَا فَوْقَ الْكَفَافِ، وَلَا تَطْلُبُوا مِنْهَا أَكْثَرَ مِنَ الْبَلَاغِ.

ضرب انف وعین - یہ محاورہ مکمل تحقیقات کے بارے میں استعمال ہوتا ہے
اوجد مقالا - لوگوں کو ناراض کر دیا۔
خاس بہ - خیانت کی اور غداری سے کام لیا
قبحہ اللہ - خدا اسے نیکیوں سے دور رکھے۔
بکتہ - زبردستی خاموش کر دیا۔
وفور - مال کا اضافہ
مقنوط - مایوس
استنکاف - استکبار
جلاء - وطن سے آوارہ وطن ہو جانا
کفاف - بقدر کفایت مال
بلاغ - جس سے زندگی بسر ہو سکے

(۱) کتنا مکمل نقشہ ہے ماسبق دور خلافت کا اور حالات کا کتنا مکمل تسلسل ہے۔ پہلے حاکم نے اسلام میں بدعتیں ایجاد کیں۔ مال خدا کو غلط طور پر تقسیم کیا۔ سنت رسولؐ کو تبدیل کیا صحابہ کرام کو اذیتیں دیں۔ احکام الٰہی میں ترمیم کی۔ اس کے بعد قوم نے احتجاج کیا۔ احتجاج بے اثر ہوا تو ناراضگی کا اظہار کیا اور ناراضگی کے اظہار کا کوئی فائدہ نہ ہوا تو قیام کر کے صورت حال کو تبدیل کر دیا۔
ظاہر ہے کہ اس تاریخی تجربہ سے ہر والی مملکت اور حاکم سلطنت کو عبرت حاصل کرنی چاہیے اور ایسے حالات نہیں پیدا کرنا چاہئیں جن سے قوم کو اپنی تاریخ کو دہرانا پڑے۔

(۲) اس فقرہ کو ہر دور میں در و دیوار پر نقش کر دینا چاہیے کہ ہر قوم کی اکثریت کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک رخ انتہائی شریفانہ ہوتا ہے اور دوسرا انتہائی ذلیل "منبر پر موعظہ خلوت کار دیگر" مسجد میں تقویٰ گھر میں رقص و رنگ۔ مجلس میں گریہ و زاری اور گھر میں کردار یزیدی ....!

مصادر خطبہ ۴۴ تاریخ طبری ۶ ص۶۵ - الغارات ہلال الثقفی، انساب الاشراف ص۴۱۱، تاریخ ابن عساکر - مروج الذہب ۳ - ص۴۱۹، اغانی ۹
مصادر خطبہ ۴۵ من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۳۲۲، مصباح المتہجد ص۴۵۴، ارشاد مفید، البیان والتبیین ۱ ص۱۱۲، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۳۵
تحف العقول ص۱۱۰ - اعجاز القرآن باقلانی ص۲۳۲

میں نے اس مسئلہ پر مکمل غور و فکر کر لیا ہے اور اس کے ظاہر و باطن کو الٹ پلٹ کر دیکھ لیا ہے۔ اب میرے سامنے دو ہی راستے ہیں یا جنگ کروں یا بیانات پیغمبر اسلام کا انکار کر دوں۔ مجھ سے پہلے اس قوم کا ایک حکمراں تھا۔ اس نے اسلام میں بدعتیں ایجاد کیں اور لوگوں کو بولنے کا موقع دیا تو لوگوں نے زبان کھولی۔ پھر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اور آخر میں سماج کا ڈھانچہ بدل دیا [۱]

۴۴۔ حضرت کا ارشاد گرامی

(اس موقع پر جب مصقلہ بن ہبیرہ شیبانی نے آپ کے عامل سے بنی ناجیہ کے اسیر خرید کر آزاد کر دیا اور جب حضرت نے اس سے قیمت کا مطالبہ کیا تو بددیانتی کرتے ہوئے شام کی طرف فرار کر گیا)

خدا برا کرے مصقلہ کا کہ اس نے کام شریفوں جیسا کیا لیکن فرار غلاموں کی طرح کیا [۲]۔ ابھی اس کے مداح نے زبان کھولی بھی نہیں تھی کہ اس نے خود ہی خاموش کر دیا اور اس کی تعریف کچھ کہنے والا کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ اس نے منہ بند کر دیا۔ اگر وہ یہیں ٹھہر جاتا تو ہم جس قدر ممکن ہوتا اس سے لیتا اور باقی کے لئے اس کے مال کی زیادتی کا انتظار کرتا۔

۴۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(یہ عید الفطر کے موقع پر آپ کے طویل خطبہ کا ایک جزو ہے جس میں حمد خدا اور مذمت دنیا کا ذکر کیا گیا ہے)

تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوا جاتا اور جس کی نعمت سے کسی کا دامن خالی نہیں ہے۔ نہ کوئی شخص اس کی مغفرت سے مایوس ہو سکتا ہے اور نہ کسی میں اس کی عبادت سے اکڑنے کا امکان ہے۔ نہ اس کی رحمت تمام ہوتی ہے اور نہ اس کی نعمت کا سلسلہ رکتا ہے۔

یہ دنیا ایک ایسا گھر ہے جس کے لئے فنا اور اس کے باشندوں کے لئے جلاوطنی مقدر ہے۔ یہ دیکھنے میں شیریں اور سرسبز ہے جو اپنے طلبگار کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے اور اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ لہٰذا خبردار اس سے کوچ کی تیاری کرو اور بہترین زاد راہ لیکر چلو۔ اس دنیا میں ضرورت سے زیادہ کا سوال نہ کرنا اور جتنے سے کام چل جائے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرنا۔

[۱] اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ تحکیم کے بعد خوارج نے جن شورشوں کا آغاز کیا تھا ان میں ایک بنی ناجیہ کے ایک شخص خریت بن راشد کا اقدام تھا جس کو دبانے کے لئے حضرت نے زیاد بن حفصہ کو روانہ کیا تھا اور انھوں نے اس شورش کو دبا دیا تھا لیکن خریت دوسرے علاقوں میں فتنہ برپا کرنے لگا تو حضرت نے معقل بن قیس ریاحی کو دو ہزار کا لشکر دے کر روانہ کر دیا اور ادھر ابن عباس نے بصرہ سے کمک بھیج دی اور بالآخر حضرت کے لشکر نے خاتمہ کر دیا اور بہت سے افراد کو قیدی بنا لیا۔ قیدیوں کو لے کر جا رہے تھے کہ راستے میں مصقلہ کے شہر سے گذر ہوا۔ اس نے قیدیوں کی فریاد پر انھیں خرید کر آزاد کر دیا اور قیمت کی صرف ایک قسط ادا کر دی۔ اس کے بعد خاموش بیٹھ گیا۔ حضرت نے بار بار مطالبہ کیا۔ آخر میں کوفہ آ کر دو لاکھ درہم دینے اور جان بچانے کے لئے شام بھاگ گیا۔ حضرت نے فرمایا کہ کام شریفوں کا کیا تھا لیکن واقعاً ذلیل ہی ثابت ہوا۔

کاش اہل اسلام کو اس قانون کی اطلاع ہوتی کہ قرض کی ادائیگی میں جبر نہیں کیا جاتا ہے بلکہ حالات کا انتظار کیا جاتا ہے اور جب مقروض کے پاس امکانات فراہم ہو جاتے ہیں تب قرض کا مطالبہ کیا جاتا ہے!

٤٦

و من كلام له (عليه السلام)

عند عزمه على المسير إلى الشام

وهو دعاء دعا به ربه عند وضع رجله في الركاب

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَسُوءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ. اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَأَنْتَ الْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، وَلَا يَجْمَعُهُمَا غَيْرُكَ، لِأَنَّ الْمُسْتَخْلَفَ لَا يَكُونُ مُسْتَصْحَباً، وَالْمُسْتَصْحَبُ لَا يَكُونُ مُسْتَخْلَفاً.

قال السيد الشريف رضي الله عنه: و ابتداء هذا الكلام مروي عن رسول الله صلى الله عليه وآله، و قد قفاه أمير المؤمنين (عليه السلام) بأبلغ كلام و تممه بأحسن تمام؛ من قوله: «و لا يجمعهما غيرك» إلى آخر الفصل.

٤٧

و من كلام له (عليه السلام)

في ذكر الكوفة

كَأَنِّي بِكِ يَا كُوفَةُ تُمَدِّينَ مَدَّ الْأَدِيمِ الْعُكَاظِيِّ، تُعْرَكِينَ بِالنَّوَازِلِ، وَتُرْكَبِينَ بِالزَّلَازِلِ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهُ مَا أَرَادَ بِكِ جَبَّارٌ سُوءاً إِلَّا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِشَاغِلٍ، وَرَمَاهُ بِقَاتِلٍ!

٤٨

و من خطبة له (عليه السلام)

عند المسير إلى الشام

قيل: إنه خطب بها وهو بالنخيلة خارجاً من الكوفة إلى صفين

الْحَمْدُ لِلَّهِ كُلَّمَا وَقَبَ لَيْلٌ وَغَسَقَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كُلَّمَا لَاحَ نَجْمٌ وَخَفَقَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ غَيْرَ مَفْقُودِ الْإِنْعَامِ، وَلَا مُكَافَإِ الْإِفْضَالِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَعَثْتُ مُقَدِّمَتِي، وَأَمَرْتُهُمْ بِلُزُومِ هَذَا الْمِلْطَاطِ، حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرِي، وَقَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَقْطَعَ هَذِهِ النُّطْفَةَ إِلَى شِرْذِمَةٍ مِنْكُمْ، مُوَطِّنِينَ أَكْنَافَ دِجْلَةَ، فَأُنْهِضَهُمْ مَعَكُمْ إِلَى عَدُوِّكُمْ، وَأَجْعَلَهُمْ مِنْ أَمْدَادِ الْقُوَّةِ لَكُمْ.

قال السيد الشريف: أقول: يعني (عليه السلام) بالملطاط هاهنا السمت الذي أمرهم

وعثاء۔ مشقت

منقلب۔ مصدر میمی ہے یعنی واپسی

ادیم۔ وہ کھال جس کی دباغت کی جائے

عکاظ۔ عرب کا وہ بازار جہاں باہمی مفاخرت کیلئے جمع ہوا کرتے تھے وہاں کا اصل کاروبار چمڑہ کا تھا

عرک۔ رگڑنا۔

نوازل۔ سختیاں اور مصائب

زلازل۔ حادثات

وقب و غسق۔ رات کا داخلہ اور تاریکی

خفق۔ ستارہ کا ڈوب جانا

مقدمہ۔ ہراول دستہ مقدمۃ الجیش

ملطاط۔ کنارۂ دریا اور ساحل سمندر

شرذمہ۔ تھوڑے سے افراد

اکناف۔ اطراف

امداد۔ مدد کی جمع یعنی کمک

(۱) یہ دعا سرکار دو عالم سے بھی نقل کی گئی ہے اور عالم اسلام میں برابر دہرائی جا رہی ہے بلکہ اسلامی ممالک کی ایئرلائنز میں بھی جہاز کے اڑتے وقت یہ دعا پڑھی جاتی ہے اور ٹیلی ویژن کے پروگرام کے آغاز میں بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے لیکن حیرت انگیز بات ہے کہ اس بات کا احساس صحابی رسول کو کس طرح نہیں ہوا کہ رسول اکرم کے ساتھ رہنے کے باوجود حزن والم میں مبتلا ہو گئے اور آپ کو لا تحزن ان اللہ معنا کہہ کر معیت کا احساس دلانا پڑا۔ کیا آج کا مسلمان کل کے صحابی سے زیادہ صاحب ایمان ہو گیا ہے یا ہر دور کا ایک ہی حال رہا ہے۔

مصادر خطبہ ۴۶ فتوح ابن اعثم کوفی ۲ ص ۴۱۱، کتاب صفین ص ۱۳۲، دعائم الاسلام ۱ ص ۳۴۸، تہذیب اللغۃ ازہری ۳ ص ۱۵۳، ریاض الصالحین ص ۱۹۰ حدیث ص ۹۷۵

مصادر خطبہ ۴۷ کتاب البلدان ابن الفقیہ ص ۱۶۳، ربیع الابرار جزء اول باب البلاد و الدیار

مصادر خطبہ ۴۸ کتاب صفین ص ۱۳۱، ۱۳۲

۴۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب شام کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا اور اس دعا کو رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے وردِ زبان فرمایا)

خدایا میں سفر کی مشقت اور واپسی کے اندوہ و غم اور اہل و مال و اولاد کی بدحالی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور گھر کا نگراں ہے کہ یہ دونوں کام تیرے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا ہے کہ جسے گھر میں چھوڑ دیا جائے وہ سفر میں کام نہیں آسکتا ہے اور جسے سفر میں ساتھ لے لیا جائے وہ گھر کی نگرانی نہیں کر سکتا ہے۔

سید رضیؒ۔ اس دعا کا ابتدائی حصہ سرکار دو عالمؐ سے نقل کیا گیا ہے اور آخری حصہ مولائے کائنات کی تضمین کلام ہے جو سرکارؐ کے کلمات کی بہترین توضیح اور تکمیل ہے "لایجمعھما غیرک"

۴۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(کوفہ کے بارے میں)

اے کوفہ! جیسے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے بازار عکاظ کے چمڑے کی طرح کھینچا جا رہا ہے۔ تجھ پر حوادث کے حملے ہو رہے ہیں اور تجھے زلزلوں کا مرکب بنا دیا گیا ہے اور مجھے یہ معلوم ہے کہ جو ظالم و جابر بھی تیرے ساتھ کوئی بُرائی کرنا چاہے گا پروردگار اسے کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا کر دے گا اور اسے کسی قاتل کی زد پر لے آئے گا۔

۴۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو صفین کے لئے کوفہ سے نکلتے ہوئے مقام نخیلہ پر ارشاد فرمایا تھا)

پروردگار کی حمد ہے جب بھی رات آئے اور تاریکی چھائے یا ستارہ چمکے اور ڈوب جائے۔ پروردگار کی حمد و ثنا ہے کہ اس کی نعمتیں ختم نہیں ہوتی ہیں اور اس کے احسانات کا بدلہ نہیں دیا جا سکتا ہے۔

اما بعد! میں نے اپنے لشکر کا ہراول دستہ روانہ کر دیا ہے اور انہیں حکم دے دیا ہے کہ اس نہر کے کنارے ٹھہر کر میرے حکم کا انتظار کریں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دریائے دجلہ کو عبور کر کے تمہاری ایک مختصر جماعت تک پہونچ جاؤں جو اطراف دجلہ میں مقیم ہے تاکہ انہیں تمہارے ساتھ جہاد کے لئے آمادہ کر سکوں اور ان کے ذریعہ تمہاری قوت میں اضافہ کر سکوں۔

سید رضیؒ۔ ملطاط سے مراد دریا کا کنارہ ہے اور اصل میں یہ لفظ ہموار زمین کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

لے اس جماعت سے مراد اہل مدائن ہیں جنہیں حضرتؑ اس جہاد میں شامل کرنا چاہتے تھے اور ان کے ذریعہ لشکر کی قوت میں اضافہ کرنا چاہتے تھے۔ خطبہ کے آغاز میں رات اور ستاروں کا ذکر اس امر کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ لشکر اسلام کو رات کی تاریکی اور ستارہ کے غروب و زوال سے پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ نور حق اور ضیاء عمل ساتھ ہے تو تاریکی کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے اور ستاروں کا کیا بھروسہ ہے۔ یہ تو ڈوب بھی جاتے ہیں لیکن جو پروردگار قابل حمد و ثنا ہے اس کے لئے زوال و غروب نہیں ہے اور وہ ہمیشہ بندۂ مومن کے ساتھ رہتا ہے!

بلزومه، و هو شاطئ الفرات، و يقال ذلك أيضاً لشاطئ البحر، و أصله ما استوى من الأرض. و يعني بالنطفة ماء الفرات، و هو من غريب العبارات و عجيبها.

۴۹

و من كلام له ﴿ع﴾

و فيه جملة من صفات الربوبية والعلم الالهي

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي بَطَنَ خَفِيَّاتِ الْأُمُورِ، وَ دَلَّتْ (دَلَّ) عَلَيْهِ أَعْلَامُ الظُّهُورِ، وَامْتَنَعَ عَلَىٰ عَيْنِ الْبَصِيرِ. فَلَا عَيْنُ مَنْ لَمْ يَرَهُ تُنْكِرُهُ، وَلَا قَلْبُ مَنْ أَثْبَتَهُ يُبْصِرُهُ: سَبَقَ فِي الْعُلُوِّ فَلَا شَيْءَ أَعْلَىٰ مِنْهُ، وَ قَرُبَ فِي الدُّنُوِّ فَلَا شَيْءَ أَقْرَبُ مِنْهُ. فَلَا اسْتِعْلَاؤُهُ بَاعَدَهُ عَنْ شَيْءٍ مِنْ خَلْقِهِ، وَلَا قُرْبُهُ سَاوَاهُمْ فِي الْمَكَانِ بِهِ. لَمْ يُطْلِعِ الْعُقُولَ عَلَىٰ تَحْدِيدِ صِفَتِهِ، وَ لَمْ يَحْجُبْهَا عَنْ وَاجِبِ مَعْرِفَتِهِ. فَهُوَ الَّذِي تَشْهَدُ لَهُ أَعْلَامُ الْوُجُودِ، عَلَىٰ إِقْرَارِ قَلْبِ ذِي الْجُحُودِ. تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَقُولُهُ الْمُشَبِّهُونَ (المشبهون) بِهِ وَالْجَاحِدُونَ لَهُ عُلُوّاً كَبِيراً!

۵۰

و من كلام له ﴿ع﴾

وفيه بيان لما يخرب العالم به من الفتن وبيان هذه الفتن

إِنَّمَا بَدْءُ وُقُوعِ الْفِتَنِ أَهْوَاءٌ تُتَّبَعُ، وَ أَحْكَامٌ تُبْتَدَعُ، يُخَالَفُ فِيهَا كِتَابُ اللّٰهِ، وَ يَتَوَلَّىٰ عَلَيْهَا رِجَالٌ رِجَالاً، عَلَىٰ غَيْرِ دِينِ اللّٰهِ. فَلَوْ أَنَّ الْبَاطِلَ خَلَصَ مِنْ مِزَاجِ الْحَقِّ لَمْ يَخْفَ عَلَى الْمُرْتَادِينَ؛ وَلَوْ أَنَّ الْحَقَّ خَلَصَ مِنْ لَبْسِ الْبَاطِلِ، انْقَطَعَتْ عَنْهُ أَلْسُنُ الْمُعَانِدِينَ؛ وَلٰكِنْ يُؤْخَذُ مِنْ هٰذَا ضِغْثٌ، وَمِنْ هٰذَا ضِغْثٌ، فَيُمْزَجَانِ! فَهُنَالِكَ يَسْتَوْلِي الشَّيْطَانُ عَلَىٰ أَوْلِيَائِهِ، وَ يَنْجُو «الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ الْحُسْنَىٰ».

۵۱

و من خطبة له ﴿ع﴾

لما غلب أصحاب معاوية أصحابه ﴿ع﴾ على شريعة الفرات بصفين و منعوهم الماء.

قَدِ اسْتَطْعَمُوكُمُ الْقِتَالَ، فَأَقِرُّوا عَلَىٰ مَذَلَّةٍ، وَ تَأْخِيرِ مَحَلَّةٍ؛

بطن الخفیات - پوشیدہ امور کے باطن سے باخبر ہونا۔
اعلام - وہ حواس جو باعث ہدایت ہیں
مرتادین - طالبان حقیقت
ضغث - ایک مٹھی گھاس جس میں خشک و تر دونوں کی آمیزش ہو۔
شریعت - نہر کا کنارہ
استطعموکم - تم سے لقمۂ جنگ کا سوال کردیا ہے۔

(۱) امام رضاؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر خدا کا دیکھنا ممکن ہوتا تو ایمان کا سب سے صحیح تر اور آسان تر راستہ رویت کا راستہ ہوتا اور جو اس کی رویت سے محروم ہوتا وہ صاحب ایمان نہ ہوتا اور نتیجہ میں کوئی صاحب ایمان نہ ہوتا کہ کوئی اس کا دیکھنے والا نہیں ہے۔

(۲) امام صادقؑ نے ایک شخص کو اللہ اکبر کہتے سنا تو فرمایا کہ اس کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ ہر شے سے بڑا ہے۔ فرمایا کہ وہ تو اس وقت بھی بڑا تھا جب کسی شے کا وجود نہیں تھا تو ہر شے سے بڑے ہونے کے کیا معنی ہیں؟ وہ شخص گھبرا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس تکبیر کے معنی یہ ہیں کہ وہ توصیف سے بھی بڑا ہے اور کوئی شخص اس کی توصیف نہیں کرسکتا ہے۔
"لا یبلغ مدحته القائلون"

(۳) وجود واجب کی بے پناہ علامتیں اور نشانیاں اس کے وجود کو ثابت ذکر سکیں تو دنیا کی کوئی شے قابل اثبات نہ رہ جائے گی کہ ہر حقیقت ہر شے کا اثبات اس کے مظاہر اور علامات ہی سے ہوتا ہے۔

مصادر خطبہ ۴۹ کتاب الروضہ من البحار ۱۰ ص ۳۲۳، عیون الحکم والمواعظ علی بن محمد بن شاکر الواسطی الحنوقی ص ۳۵۲
مصادر خطبہ ۵۰ المحاسن البرقی ۱ ص ۲۰۸، اصول کافی باب البدع والرائی والمقائیس۔ روضہ الکافی ص ۵۴، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۳۱، البصائر والذخائر ص ۳۲، مشکوٰۃ الانوار طبرسی ص ۳۲۳، تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۹۵
مصادر خطبہ ۵۱ کتاب صفین نصر بن مزاحم، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۱ ص ۳۲۹

نطفہ سے مراد فرات کا پانی ہے اور یہ عجیب و غریب تعبیرات میں ہے۔

۴۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں پروردگار کے مختلف صفات اور اس کے علم کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس خدا کے لئے ہے جو مخفی امور کی گہرائیوں سے باخبر ہے اور اس کے وجود کی رہنمائی ظہور کی تمام نشانیاں کر رہی ہیں۔ وہ دیکھنے والوں کی نگاہ میں آنے والا نہیں ہے لیکن نہ کسی نہ دیکھنے والے کی آنکھ اس کا انکار کر سکتی ہے (۱) اور نہ کسی اثبات کرنے والے کا دل اس کی حقیقت کو دیکھ سکتا ہے۔ وہ بلندیوں میں اتنا آگے ہے کہ کوئی شے اس سے بلند تر نہیں ہے اور قربت میں اتنا قریب ہے کہ کوئی شے اس سے قریب تر نہیں ہے۔ نہ اس کی بلندی اسے مخلوقات سے دور بنا سکتی ہے اور نہ اس کی قربت برابر کی جگہ پر لا سکتی ہے۔ اس نے عقلوں کو اپنی صفتوں کی حدوں سے باخبر نہیں کیا ہے اور بقدر واجب معرفت سے محروم بھی نہیں رکھا ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے کہ اس کے انکار کرنے والے کے دل پر اس کے وجود کی نشانیاں شہادت دے رہی ہیں (۲) وہ مخلوقات سے تشبیہ دینے والے اور انکار کرنے والے دونوں کی باتوں سے بلند و بالاتر ہے (۳)

۵۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس میں ان فتنوں کا تذکرہ ہے جو لوگوں کو تباہ کر دیتے ہیں اور ان کے اثرات کا بھی تذکرہ ہے)

فتنوں کی ابتدا ان خواہشات سے ہوتی ہے جن کا اتباع کیا جاتا ہے اور ان جدید ترین احکام سے ہوتی ہے جو گڑھ لئے جاتے ہیں اور سراسر کتاب خدا کے خلاف ہوتے ہیں۔ اس میں کچھ لوگ دوسرے لوگوں کے ساتھ ہو جاتے ہیں اور دین خدا سے الگ ہو جاتے ہیں کہ اگر باطل حق کی آمیزش سے الگ رہتا تو حق کے طلبگاروں پر مخفی نہ ہو سکتا اور اگر حق باطل کی ملاوٹ سے الگ رہتا تو دشمنوں کی زبانیں نہ کھل سکتیں۔ لیکن ایک حصہ اس میں سے لیا جاتا ہے اور ایک اس میں سے، اور پھر دونوں کو ملا دیا جاتا ہے اور ایسے ہی مواقع پر شیطان اپنے ساتھیوں پر مسلط ہو جاتا ہے اور صرف وہ لوگ نجات حاصل کر پاتے ہیں جن کے لئے پروردگار کی طرف سے نیکی پہلے ہی سے پہونچ جاتی ہے۔

۵۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب معاویہ کے ساتھیوں نے آپ کے ساتھیوں کو ہٹا کر صفین کے قریب فرات پر غلبہ حاصل کر لیا اور پانی بند کر دیا)

دیکھو دشمنوں نے تم سے غذائے جنگ کا مطالبہ کر دیا ہے اب یا تو تم ذلت اور اپنے مقام کی پستی پر قائم رہ جاؤ،

اس ارشاد گرامی کا آغاز لفظ انما سے ہوا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ دنیا کا ہر فتنہ خواہشات کی پیروی اور بدعتوں کی ایجاد سے شروع ہوتا ہے اور یہی تاریخی حقیقت ہے کہ اگر امت اسلامیہ نے روز اول کتاب خدا کے خلاف میراث کے احکام وضع نہ کئے ہوتے اور اگر منصب و اقتدار کی خواہش میں "من کنت مولاہ" کا انکار نہ کیا ہوتا اور کچھ لوگ کچھ لوگوں کے ہمدرد نہ ہو گئے ہوتے اور نص پیغمبر کے ساتھ سن و سال اور صحابیت و قرابت کے جھگڑے نہ شامل کر دئے ہوتے تو آج اسلام بالکل خالص اور صریح ہوتا اور امت میں کسی طرح کا فتنہ و فساد نہ ہوتا۔ لیکن افسوس کہ یہ سب کچھ ہو گیا اور امت ایک دائمی فتنہ میں مبتلا ہو گئی جس کا سلسلہ چودہ صدیوں تک جاری ہے اور خدا جانے کب تک جاری رہے گا۔

أَوْ رَوُّوا السُّيُوفَ مِنَ الدِّمَاءِ تَرْوَوْا مِنَ الْمَاءِ؛ فَالْمَوْتُ فِي حَيَاتِكُمْ مَقْهُورِينَ، وَالْحَيَاةُ فِي مَوْتِكُمْ قَاهِرِينَ. أَلَا وَإِنَّ مُعَاوِيَةَ قَادَ لُمَةً مِنَ الْغُوَاةِ، وَعَمَّسَ عَلَيْهِمُ الْخَبَرَ، حَتَّى جَعَلُوا نُحُورَهُمْ أَغْرَاضَ الْمَنِيَّةِ[1]

۵۲

و من خطبة له «عليه السلام»

وهي في التزهيد في الدنيا، وثواب الله للزاهد، ونعم الله على الخالق

التزهيد في الدنيا

أَلَا وَإِنَّ الدُّنْيَا قَدْ تَصَرَّمَتْ، وَآذَنَتْ بِانْقِضَاءٍ، وَتَنَكَّرَ مَعْرُوفُهَا وَأَدْبَرَتْ حَذَّاءَ، فَهِيَ تَحْفِزُ بِالْفَنَاءِ سُكَّانَهَا، وَتَحْدُو بِالْمَوْتِ جِيرَانَهَا، وَقَدْ أَمَرَّ فِيهَا مَا كَانَ حُلْواً، وَكَدِرَ مِنْهَا مَا كَانَ صَفْواً، فَلَمْ يَبْقَ (تبق) مِنْهَا إِلَّا سَمَلَةٌ كَسَمَلَةِ الْإِدَاوَةِ، أَوْ جُرْعَةٌ كَجُرْعَةِ الْمَقْلَةِ، لَوْ تَمَزَّزَهَا الصَّدْيَانُ لَمْ يَنْقَعْ. فَأَزْمِعُوا عِبَادَ اللَّهِ الرَّحِيلَ عَنْ هَذِهِ الدَّارِ الْمَقْدُورِ عَلَى أَهْلِهَا الزَّوَالُ، وَلَا يَغْلِبَنَّكُمْ فِيهَا الْأَمَلُ، وَلَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمْ فِيهَا الْأَمَدُ.

ثواب الزهاد

فَوَاللَّهِ لَوْ حَنَنْتُمْ حَنِينَ الْوُلَّهِ الْعِجَالِ، وَدَعَوْتُمْ بِهَدِيلِ الْحَمَامِ، وَجَأَرْتُمْ جُؤَارَ مُتَبَتِّلِي الرُّهْبَانِ، وَخَرَجْتُمْ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ الْتِمَاسَ الْقُرْبَةِ إِلَيْهِ فِي ارْتِفَاعِ دَرَجَةٍ عِنْدَهُ، أَوْ غُفْرَانِ سَيِّئَةٍ أَحْصَتْهَا كُتُبُهُ، وَحَفِظَتْهَا رُسُلُهُ، لَكَانَ قَلِيلاً فِيمَا أَرْجُو لَكُمْ مِنْ ثَوَابِهِ، وَأَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ عِقَابِهِ.

نعم الله

وَتَاللَّهِ لَوِ انْمَاثَتْ قُلُوبُكُمُ انْمِيَاثاً، وَسَالَتْ عُيُونُكُمْ مِنْ رَغْبَةٍ

لمۃ - (بلا تشدید) مختصر سی جماعت
عمس الخبر - بات پوشیدہ رہ گئی
اغراض - جمع غرض - نشانہ
تنکر معروفہا - اس کا چہرہ چھپ گیا
حذاء - تیز رفتار
تحفز بہم - ڈھکیل کر چلا رہی ہے
تحدوا - موت کی طرف لے جا رہی ہے
امر الشی - چیز تلخ ہو گئی
کدر - وہ پانی جس کا رنگ گندہ ہو جائے
سملہ - حوض میں بچا ہوا پانی
مقلہ - وہ پتھر جو برتن میں ڈال دیا جاتا ہے اور پھر پانی بھر جاتا ہے تاکہ ہر شخص کے حصہ کا حساب لگایا جا سکے
تمزز - آہستہ آہستہ پینا
صدیان - پیاسا
لم ینقع - سیراب نہ ہوگا
ازمعوا الرحیل - کوچ کی تیاری کرو
مقدار - مقدر کا لکھا ہوا
ولہ - والہ کی جمع ہے - وہ اونٹنی جس کا بچہ گم ہو جائے
عجال - عجول کی جمع ہے - وہ اونٹنی جس کا بچہ گم ہو جائے
ہدیل الحمام - کبوتر کے رونے کی آواز
جار الیہم - بلند آواز سے گریہ
متبتل - جو صرف عبادت کا ہو کر رہ جائے۔
انمیاث - پگھل جانا۔

[1] تاریخ گواہ ہے کہ لشکر امام نے دریا پر قبضہ کر لیا اور معاویہ کے لشکر کو کنارہ سے ہٹا دیا لیکن امام نے فوراً حکم دیا کہ خبردار دشمن پر پانی بند نہ کرنا ورنہ فرزند ابوطالب اور ابن ابی سفیان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔ اقتدار پرستوں کا کردار الگ ہوتا ہے اور دین کے ذمہ داروں کا انداز الگ ہوتا ہے۔ اسلام ایسے انتقام کا ساتھی نہیں ہے جس سے اس کے اصول و قوانین کا خون ہو جائے اور مذہب کے نام پر مذہب کو پامال کر دیا جائے۔

مصادر خطبہ ۵۲ من لا یحضرہ الفقیہ صدوق ا ص ۳۲۱ - مصباح شیخ طوسی ص ۴۶۱ - حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ا ص ۷۷ - امالی مفید ص ۸۶ - المجالس مفید ص ۱۵۱

یا اپنی تلواروں کو خون سے سیراب کر دو اور خود پانی سے سیراب ہو جاؤ[1]۔ درحقیقت موت ذلت کی زندگی میں ہے اور زندگی عزت کی موت میں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ معاویہ گمراہوں کی ایک جماعت کی قیادت کر رہا ہے جس پر تمام حقائق پوشیدہ ہیں اور انھوں نے جہالت کی بنا پر اپنی گردنوں کو تیر اجل کا نشانہ بنا دیا ہے۔

۵۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا میں زہد کی ترغیب اور پیش پروردگار اس کے ثواب اور مخلوقات پر خالق کی نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے)

آگاہ ہو جاؤ دنیا جا رہی ہے اور اس نے اپنی رخصت کا اعلان کر دیا ہے اور اس کی جانی پہچانی چیزیں بھی اجنبی ہو گئی ہیں۔ وہ تیزی سے منہ پھیر رہی ہے اور اپنے باشندوں کو فنا کی طرف لے جا رہی ہے اور اپنے ہمسایوں کو موت کی طرف ڈھکیل رہی ہے۔ اس کی شیرینی تلخ ہو چکی ہے اور اس کی صفائی مکدر ہو چکی ہے۔ اب اس میں صرف اتنا ہی پانی باقی رہ گیا ہے جو تہ میں بچا ہوا ہے اور وہ نپا تلا گھونٹ رہ گیا ہے جسے پیاسا پانی بھی لے تو اس کی پیاس نہیں بجھ سکتی ہے۔ لہٰذا بندگان خدا اب اس دنیا سے کوچ کرنے کا ارادہ کر لو جس کے رہنے والوں کا مقدر زوال ہے اور خبردار! تم پر خواہشات غالب نہ آنے پائیں اور اس مختصر مدت کو طویل نہ سمجھ لینا۔

خدا کی قسم اگر تم ان اونٹنیوں کی طرح بھی فریاد کرو جن کا بچہ گم ہو گیا ہو اور ان کبوتروں کی طرح نالہ و فغاں کرو جو اپنے جھنڈ سے الگ ہو گئے ہوں اور ان راہبوں کی طرح بھی گریہ و فریاد کرو جو اپنے گھر بار کو چھوڑ چکے ہوں اور مال و اولاد کو چھوڑ کر قربت خدا کی تلاش میں نکل پڑو تا کہ اس کی بارگاہ میں درجات بلند ہو جائیں یا وہ گناہ معاف ہو جائیں جو اس کے دفتر میں ثبت ہو گئے ہیں اور فرشتوں نے انھیں محفوظ کر لیا ہے تو بھی یہ سب اس ثواب سے کم ہوگا جس کی میں تمہارے بارے میں امید رکھتا ہوں یا جس عذاب کا تمہارے بارے میں خوف رکھتا ہوں۔

خدا کی قسم اگر تمہارے دل بالکل پگھل جائیں اور تمہاری آنکھوں سے آنسوؤں کے بجائے رغبت ثواب یا خوف عذاب میں خون جاری ہو جائے

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ "فکر ہر کس بقدر ہمت اوست" دنیا کا انسان کتنا ہی بلند نظر اور عالی ہمت کیوں نہ ہو جائے مولائے کائنات کی بلندیٔ فکر کو نہیں پا سکتا ہے اور اس درجۂ علم پر فائز نہیں ہو سکتا ہے جس پر مالک کائنات نے باب مدینۃ العلم کو فائز کیا ہے۔

آپ فرمانا چاہتے ہیں کہ تم لوگ میری اطاعت کرو اور میرے احکام پر عمل کرو۔ اس کا اجر و ثواب تمہارے افکار کی رسائی کی حدود سے بالاتر ہے۔ میں تمہارے لئے بہترین ثواب کی امید رکھتا ہوں اور تمہیں بدترین عذاب سے بچانا چاہتا ہوں لیکن اس راہ میں میرے احکام کی اطاعت کرنا ہوگی اور میرے راستہ پر چلنا ہوگا جو درحقیقت شہادت اور قربانی کا راستہ ہے اور انسان اسی راستہ پر قدم آگے بڑھانے سے گھبراتا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ایک دنیادار انسان جس کی ساری فکر مال دنیا اور ثروت دنیا ہے وہ بھی کسی ہلاکت کے خطرہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اپنے کو ہلاکت سے بچانے کے لئے سارا مال و متاع قربان کر دیتا ہے تو پھر آخر دیندار انسان میں یہ جذبہ کیوں نہیں پایا جاتا ہے اور وہ جنت النعیم کو حاصل کرنے اور عذاب جہنم سے بچنے کے لئے اپنی دنیا کو قربان کیوں نہیں کرتا ہے؟ اس کا تو عقیدہ بھی ہے کہ دنیا چند روزہ اور فانی ہے اور آخرت ابدی اور دائمی ہے تو پھر فانی کو باقی کی راہ میں کیوں قربان نہیں کر دیتا ہے۔؟ "ان ھذا الشئ عجاب"

إِلَيْهِ أَوْ رَهْبَةٍ مِنْهُ دَماً، ثُمَّ عُمِّرْتُمْ فِي الدُّنْيَا، مَا الدُّنْيَا بَاقِيَةٌ، مَا جَزَتْ أَعْمَالُكُمْ عَنْكُمْ - وَلَوْ لَمْ تُبْقُوا شَيْئاً مِنْ جُهْدِكُمْ - أَنْعُمَهُ عَلَيْكُمُ الْعِظَامَ، وَهُدَاهُ إِيَّاكُمْ لِلْإِيمَانِ.

۵۳

و من خطبة له «ع»

في ذكرى يوم النحر و صفة الاضحية

وَمِنْ تَمَامِ الْأُضْحِيَةِ اسْتِشْرَافُ أُذُنِهَا، وَسَلَامَةُ عَيْنِهَا، فَإِذَا سَلِمَتِ الْأُذُنُ وَالْعَيْنُ سَلِمَتِ الْأُضْحِيَةُ وَتَمَّتْ، وَلَوْ كَانَتْ عَضْبَاءَ الْقَرْنِ تَجُرُّ رِجْلَهَا إِلَى الْمَنْسَكِ [۱]

قال السيد الشريف: والمنسك هاهنا المذبح

۵۴

و من خطبة له «ع»

وفيها يصف أصحابه بصفين حين طال منعهم له من قتال اهل الشام

فَتَدَاكُّوا عَلَيَّ تَدَاكَّ الْإِبِلِ الْهِيمِ يَوْمَ وِرْدِهَا، وَقَدْ أَرْسَلَهَا رَاعِيهَا، وَخُلِعَتْ مَثَانِيهَا، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ، أَوْ بَعْضُهُمْ قَاتِلُ بَعْضٍ لَدَيَّ. وَقَدْ قَلَّبْتُ هَذَا الْأَمْرَ بَطْنَهُ وَظَهْرَهُ حَتَّى مَنَعَنِي النَّوْمَ، فَمَا وَجَدْتُنِي يَسَعُنِي إِلَّا قِتَالُهُمْ أَوِ الْجُحُودُ بِمَا جَاءَ بِهِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَكَانَتْ مُعَالَجَةُ الْقِتَالِ أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مُعَالَجَةِ الْعِقَابِ، وَمَوْتَاتُ الدُّنْيَا أَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ مَوْتَاتِ الْآخِرَةِ.

اُضحیہ - روز عید اضحیٰ قربانی کا جانور
استشراف اذن - کانوں کا سالم اور سیدھا ہونا
عضباء القرن - سینگ کا ٹوٹا ہونا
تداکوا - ٹوٹ پڑے
ہیم - پیاسے اونٹ
یوم الورد - پانی پینے کا دن
مثانی - وہ رسی جس سے اونٹ کے پیر باندھے جاتے ہیں۔

(۱) وہ لوگ جو حج تمتع انجام دیتے ہیں یعنی کہ مکہ کے حدود سے ۴۸ میل باہر سے آئے ہیں ان کا فریضہ ہے کہ میدان منیٰ میں ایک جانور قربان کریں لیکن جو لوگ حج تمتع میں میدان منیٰ میں نہیں ہیں۔ ان کے لئے بھی روز عید اضحیٰ ایک جانور کا قربان کرنا مستحب ہے اور دونوں میں متعدد فرق پائے جاتے ہیں۔

ایک نمایاں فرق یہ ہے کہ واجب قربانی میں شرکت کا کوئی امکان نہیں ہے لیکن سنتی قربانی میں شرکت بھی ہو سکتی ہے۔

اور دوسرا فرق یہ ہے کہ واجب قربانی کا ہر طرح سے بے عیب ہونا ضروری ہے لیکن سنتی قربانی میں اس طرح کی کوئی شرط نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت کا اشارہ اس خطبہ میں سنتی قربانی کی طرف ہو ورنہ واجب قربانی میں صرف کان اور آنکھ کی سلامتی کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے فقہ اہلبیت میں متعدد شرائط پائے جاتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۵۳ من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۲۹۱، مصباح المتہجد طوسی ص۴۳۹، مناقب خوارزمی ص۱۰۱، کتاب صفین ص۲۰۱، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۹۳، العقد الفرید ۲ ص۱۰۱

مصادر خطبہ ۵۴ العقد الفرید ۲ ص۱۳۵، نہایہ ابن اثیر ۲ ص۱۲۰، کتاب الجمل ابی مخنف، بحار الانوار۔ ارشاد مفید ص۱۳۰، احتجاج طبرسی ص۲۳۶، المسترشد طبری ص۱۰۸

اور تمھیں دنیا میں آخر تک باقی رہنے کا موقع دے دیا جائے تو بھی تمھارے اعمال اس کی عظیم ترین نعمتوں اور ہدایت ایمان کا بدلہ نہیں ہوسکتے ہیں چاہے ان کی راہ میں تم کوئی کسر اٹھا کر نہ رکھو۔

۵۳۔ آپ (ع) کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں روز عید اضحیٰ کا تذکرہ ہے اور قربانی کے صفات کا ذکر کیا گیا ہے)

قربانی کے جانور کا کمال یہ ہے کہ اس کے کان بلند ہوں اور آنکھیں سلامت ہوں کہ اگر کان اور آنکھ سلامت ہیں تو گویا قربانی سالم اور مکمل ہے چاہے اس کی سینگ ٹوٹی ہوئی ہو اور وہ پیروں کو گھسیٹ کر اپنے کو قربان گاہ تک لے جائے۔

سید رضیؒ۔ اس مقام پر منسک سے مراد مذبح اور قربان گاہ ہے۔

۵۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آپ نے اپنی بیعت کا تذکرہ کیا ہے)

لوگ[1] مجھ پر یوں ٹوٹ پڑے جیسے وہ پیاسے اونٹ پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں جن کے نگرانوں نے انھیں آزاد چھوڑ دیا ہو اور ان کے پیروں کی رسیاں کھول دی ہوں یہاں تک کہ مجھے یہ احساس پیدا ہو گیا کہ یہ مجھے مار ہی ڈالیں گے یا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ میں نے اس امر خلافت کو یوں الٹ پلٹ کر دیکھا ہے کہ میری نیند تک اڑ گئی ہے اور اب یہ محسوس کیا ہے کہ یا ان سے جہاد کرنا ہوگا یا پیغمبرؐ کے احکام کا انکار کر دینا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ میرے لئے جنگ کی سختیوں کا برداشت کرنا عذاب کی سختی برداشت کرنے سے آسان تر ہے اور دنیا کی موت آخرت کی موت اور تباہی سے ہلکی تر ہے۔

[1] سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس اسلام میں روز اول سے بزور شمشیر بیعت لی جارہی تھی اور انکار بیعت کرنے پر گھروں میں آگ لگائی جارہی تھی یا لوگوں کو خنجر و شمشیر اور تازیانہ و دُرّہ کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ اس میں یکبارگی یہ انقلاب کیسے آگیا کہ لوگ ایک انسان کی بیعت کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے اور یہ محسوس ہونے لگا کہ جیسے ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔

کیا اس کا راز یہ تھا کہ لوگ اس ایک شخص کے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور شجاعت و کرم سے متاثر ہو گئے تھے۔ ایسا ہوتا تو یہ صورت حال بہت پہلے پیدا ہو جاتی اور لوگ اس شخص پر قربان ہو جاتے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوسکا جس کا مطلب یہ ہے کہ قوم نے شخصیت سے زیادہ حالات کو سمجھ لیا تھا اور یہ اندازہ کر لیا تھا کہ وہ شخص جماعت کے درمیان واقعی انصاف کر سکتا ہے اور جس کی زندگی ایک عام انسان کی زندگی کی طرح سادگی رکھتی ہے اور اس میں کسی طرح کی حرص و طمع کا گذر نہیں ہے وہ اس مرد مومن اور کل ایمان کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے۔ لہٰذا اس کی بیعت میں سبقت کرنا ایک انسانی اور ایمانی فریضہ ہے اور درحقیقت مولائے کائناتؑ نے اس پوری صورت حال کو ایک لفظ میں واضح کر دیا ہے کہ یہ دن درحقیقت پیاسوں کے سیراب ہونے کا دن تھا اور لوگ مدتوں سے تشنہ اور تشنہ کام تھے لہٰذا ان کا ٹوٹ پڑنا حق بجانب تھا۔

اس ایک تشبیہ سے ماضی اور حال دونوں کا مکمل اندازہ کیا جاسکتا ہے۔!

۵۵

و من كلام له (عليه السلام)

و قد استبطأ أصحابه إذنه لهم في القتال بصفين

أَمَّا قَوْلُكُمْ: أَكُلَّ ذٰلِكَ كَرَاهِيَةَ الْمَوْتِ؟ فَوَاللهِ مَا أُبَالِي، دَخَلْتُ (ادخلت) إِلَى الْمَوْتِ أَوْ خَرَجَ الْمَوْتُ إِلَيَّ. وَأَمَّا قَوْلُكُمْ شَكّاً فِي أَهْلِ الشَّامِ! فَوَاللهِ مَا دَفَعْتُ الْحَرْبَ يَوْماً إِلَّا وَأَنَا أَطْمَعُ أَنْ تَلْحَقَ بِي طَائِفَةٌ فَتَهْتَدِيَ بِي، وَتَعْشُوَ إِلَى ضَوْئِي، وَذٰلِكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْتُلَهَا عَلَى ضَلَالِهَا (ضلالتها)، وَإِنْ كَانَتْ تَبُوءُ بِآثَامِهَا. ①

۵۶

و من كلام له (عليه السلام)

يصف أصحاب رسول الله و ذلك يوم صفين حين أمر الناس بالصلح

وَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، نَقْتُلُ آبَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا وَإِخْوَانَنَا وَأَعْمَامَنَا: مَا يَزِيدُنَا ذٰلِكَ إِلَّا إِيمَاناً وَتَسْلِيماً، وَمُضِيّاً عَلَى اللَّقَمِ، وَصَبْراً عَلَى مَضَضِ الْأَلَمِ، وَجِدّاً فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ؛ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ مِنَّا وَالْآخَرُ مِنْ عَدُوِّنَا يَتَصَاوَلَانِ تَصَاوُلَ الْفَحْلَيْنِ، يَتَخَالَسَانِ أَنْفُسَهُمَا: أَيُّهُمَا يَسْقِي صَاحِبَهُ كَأْسَ الْمَنُونِ، فَمَرَّةً لَنَا مِنْ عَدُوِّنَا، وَمَرَّةً لِعَدُوِّنَا مِنَّا. فَلَمَّا رَأَى اللهُ صِدْقَنَا أَنْزَلَ بِعَدُوِّنَا الْكَبْتَ، وَأَنْزَلَ عَلَيْنَا النَّصْرَ، حَتَّى اسْتَقَرَّ الْإِسْلَامُ مُلْقِياً جِرَانَهُ، وَمُتَبَوِّئاً (تبوءا) أَوْطَانَهُ. وَلَعَمْرِي لَوْ كُنَّا نَأْتِي مَا أَتَيْتُمْ، مَا قَامَ لِلدِّينِ عَمُودٌ، وَلَا اخْضَرَّ لِلْإِيمَانِ عُودٌ. وَايْمُ اللهِ لَتَحْتَلِبُنَّهَا دَماً، وَلَتُتْبِعُنَّهَا نَدَماً!

۵۷

و من كلام له (عليه السلام)

في صفة رجل مذموم، ثم في فضله (عليه السلام)

أَمَّا إِنَّهُ سَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ بَعْدِي رَجُلٌ رَحْبُ الْبُلْعُومِ، مُنْدَحِقُ

تعشوا الی ضوئی - چندھیائی ہوئی آنکھوں سے روشنی کی طرف دیکھنا

آثام - گناہ

لقم - شاہراہ

مضض الم - درد کی شدت

تصاول - ایک دوسرے پر حملہ کرنا۔

تخالس - ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جانا

کبت - ذلت

جران البعیر - اونٹ کے سامنے کا حصہ

احتلاب - دودھ دوہنا

① امام علیہ السلام نے اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ اسلام میں جنگ کوئی مقصد نہیں ہے بلکہ صرف ایک وسیلہ ہے اور اس وسیلہ کو قطع فساد کے لئے اسی وقت استعمال کیا جاتا ہے جب ہدایت کے تمام امکانات ختم ہو جاتے ہیں ورنہ اس کے بغیر جنگ ایک غارتگری ہے جہاد نہیں ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس دیانتداری سے کام کرنے والا تاریخ بشریت میں نہیں پیدا ہوا ہے جو جنگ چھیڑنے کے لئے ہدایت کے آخری امکانات کا انتظار کرے اور جنگ چھڑ جانے کے بعد بھی تلوار چلانے میں نسلوں کا جائزہ لے کر اٹھائے اور اگر ۹ پشت میں کوئی مومن پیدا ہونے والا ہے تو ایک صاحب ایمان کی خاطر ۶۹ پشت کے منافقین و کفار کے مظالم برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ روحی لہ وارواح العالمین لہ الفداء۔

مصادر خطبہ ۵۵ کتاب صفین ص۲۹۰، تاریخ طبری ۴ ص۱۳

مصادر خطبہ ۵۶ کتاب صفین ص۳۵۵، ربیع الابرار باب القتل والشہادة جلد دوم، الغارات ابن ہلال ثقفی، کتاب الجمل واقدی، ارشاد مفید ص۱۴۹، کتاب سلیم بن قیس ص۴۰، تذکرہ ابن الجوزی ص۱۳

مصادر خطبہ ۵۷ کتاب الغارات، اصول کافی، تفسیر عیاشی آیت ۱۰۶ سورہ نحل، قرب الاسناد حمیری، انساب الاشراف ۲ ص۱۱۹، مستدرک حاکم ۲ ص۳۸۵، امالی طوسی ص۲۳۲، ارشاد مفید ص۱۶۹، الملاحم والفتن ابن طاؤس ص۴۸، کتاب الفتن نعیم بن حماد، کتاب الرجال کشی ص۱۰۳

۵۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ کے اصحاب نے یہ اظہار کیا کہ اہل صفین سے جہاد کی اجازت میں تاخیر سے کام لے رہے ہیں)

تمہارا یہ سوال کہ کیا یہ تاخیر موت کی ناگواری سے ہے تو خدا کی قسم مجھے موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں اس کے پاس وارد ہو جاؤں یا وہ میری طرف نکل کر آجائے۔ اور تمہارا یہ خیال کہ مجھے اہل شام کے باطل کے بارے میں کوئی شک ہے۔ تو خدا گواہ ہے کہ میں نے ایک دن بھی جنگ کو نہیں ٹالا ہے مگر اس خیال سے کہ شاید کوئی گروہ مجھ سے ملحق ہو جائے اور ہدایت پا جائے اور میری روشنی میں اپنی کمزور آنکھوں کا علاج کرلے کہ یہ بات میرے نزدیک اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ میں اس کی گمراہی کی بنا پر اسے قتل کر دوں اگرچہ اس قتل کا گناہ اسی کے ذمہ ہوگا۔

۵۶۔ آپ کا ارشاد گرامی [1]

(جس میں اصحاب رسولؐ کو یاد کیا گیا ہے اس وقت جب صفین کے موقع پر آپ نے لوگوں کو صلح کا حکم دیا تھا)۔

ہم رسول اکرمؐ کے ساتھ اپنے خاندان کے بزرگ، بچے، بھائی بند اور چچاؤں کو بھی قتل کر دیا کرتے تھے اور اس سے ہمارے ایمان اور جذبۂ تسلیم میں اضافہ ہی ہوتا تھا اور ہم برابر سیدھے راستہ پر بڑھتے ہی جا رہے تھے اور مصیبتوں کی سختیوں پر صبر ہی کرتے جا رہے تھے اور دشمن سے جہاد میں کوشش ہی کرتے جا رہے تھے۔ ہمارا سپاہی دشمن کے سپاہی سے اس طرح مقابلہ کرتا تھا جس طرح مردوں کا مقابلہ ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی جان کے درپے ہو جائیں اور ہر ایک کو یہی فکر ہو کہ دوسرے کو موت کا جام پلا دے۔ پھر کبھی ہم دشمن کو مار لیتے تھے اور کبھی دشمن کو ہم پر غلبہ ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد جب خدا نے ہماری صداقت [2] کو آزما لیا تو ہمارے دشمن پر ذلت نازل کر دی اور ہمارے اوپر نصرت کا نزول فرما دیا یہاں تک کہ اسلام سینہ ٹیک کر اپنی جگہ جم گیا اور اپنی منزل پر قائم ہو گیا۔

میری جان کی قسم اگر ہمارا کردار بھی تمہیں جیسا ہوتا تو نہ دین کا کوئی ستون قائم ہوتا اور نہ ایمان کی کوئی شاخ ہری ہوتی۔ خدا کی قسم تم اپنے کرتوت سے دودھ کے بدلے خون دوہو گے اور آخر میں پچھتاؤ گے۔

۵۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایک قابل مذمت شخص کے بارے میں)

آگاہ ہو جاؤ کہ عنقریب تم پر ایک شخص مسلط ہوگا جس کا حلق کشادہ اور پیٹ بڑا ہوگا۔

---

[1] حضرت محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد معاویہ نے عبداللہ بن عامر حضرمی کو بصرہ میں دوبارہ فساد پھیلانے کے لئے بھیج دیا۔ وہاں حضرت کے والی ابن عباس تھے اور وہ محمد کی تعزیت کے لئے کوفہ گئے تھے۔ زیاد بن عبید ان کے نائب تھے۔ انہوں نے حضرت کو اطلاع دی۔ آپ نے بصرہ کے بنی تمیم کا عثمانی رجحان دیکھ کر کوفہ کے بنی تمیم کو مقابلہ پر بھیجنا چاہا لیکن ان لوگوں نے برادری سے جنگ کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت نے اپنے دور قدیم کا حوالہ دیا کہ اگر رسول اکرمؐ کے ساتھ ہم لوگ بھی قبائلی تعصب کا شکار ہو گئے ہوتے تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ ہوتا۔ اسلام حق و صداقت کا مذہب ہے اس میں قومی اور قبائلی رجحانات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

[2] یہ ایک عظیم حقیقت کا اعلان ہے کہ پروردگار اپنے بندوں کی بہرحال مدد کرتا ہے۔ اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ "کان حقا علینا نصر المومنین" (مومنین کی مدد ہماری ذمہ داری ہے)۔ "ان اللہ مع الصابرین" (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے)۔ لیکن اس سلسلہ میں اس حقیقت کو بہرحال سمجھ لینا چاہیے کہ یہ نصرت ایمان کے اظہار کے بعد اور معیت صبر کے بعد سامنے آتی ہے۔ جب تک انسان اپنے ایمان و صبر کا ثبوت نہیں دیدیتا ہے خدائی امداد کا نزول نہیں ہوتا ہے۔ "ان تنصروا اللہ ینصرکم" (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا)۔ نصرت الٰہی تحفہ نہیں ہے مجاہدات کا انعام ہے۔ پہلے مجاہدۂ نفس ہے اس کے بعد انعام۔!

الْبَطْنِ، يَأْكُلُ مَا يَجِدُ، وَ يَطْلُبُ مَا لَا يَجِدُ، فَاقْتُلُوهُ، وَلَنْ تَقْتُلُوهُ! أَلَا وَإِنَّهُ سَيَأْمُرُكُمْ بِسَبِّي وَالْبَرَاءَةِ مِنِّي، فَأَمَّا السَّبُّ فَسُبُّونِي، فَإِنَّهُ لِي زَكَاةٌ، وَلَكُمْ نَجَاةٌ، وَأَمَّا الْبَرَاءَةُ فَلَا تَتَبَرَّأُوا مِنِّي: فَإِنِّي وُلِدْتُ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَ سَبَقْتُ إِلَى الْإِيمَانِ وَالْهِجْرَةِ.

۵۸

و من كلام له (عليه السلام)

كلم به الخوارج حين اعتزلوا الحكومة و تنادوا: ان لا حكم إلا لله

أَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَلَا بَقِيَ مِنْكُمْ آثِرٌ (آبر). أَبَعْدَ إِيمَانِي بِاللَّهِ، وَ جِهَادِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ، أَشْهَدُ عَلَى نَفْسِي بِالْكُفْرِ! «لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذاً وَ مَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ» فَأُوبُوا شَرَّ مَآبٍ، وَارْجِعُوا عَلَى أَثَرِ الْأَعْقَابِ. أَمَا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي ذُلّاً شَامِلاً، وَ سَيْفاً قَاطِعاً وَأَثَرَةً يَتَّخِذُهَا الظَّالِمُونَ فِيكُمْ سُنَّةً.

قال الشريف: قوله (عليه السلام) «و لا بقي منكم آبر» يروى على ثلاثة أوجه:

أحدها أن يكون كما ذكرناه: «آبر» بالراء، من قولهم للذي يأبر النخل ـ أي: يصلحه ـ و يروى «آثر» و هو الذي يأثر الحديث و يرويه أي يحكيه، و هو أصح الوجوه عندي، كأنه (عليه السلام) قال: لا بقي منكم مخبر! و يروى «آبز» ـ بالزاي المعجمة ـ و هو الواثب. و الهالك أيضاً يقال له: آبز.

۵۹

و قال (عليه السلام)

لما عزم على حرب الخوارج، و قيل له:

إن القوم عبروا جسر النهروان!

مَصَارِعُهُمْ دُونَ النُّطْفَةِ، وَاللَّهِ لَا يُفْلِتُ مِنْهُمْ عَشَرَةٌ، وَلَا يَهْلِكُ مِنْكُمْ عَشَرَةٌ.

قال الشريف: يعني بالنطفة ماء النهر، و هي أفصح كناية عن الماء و إن كان كثيراً جماً. و قد أشرنا إلى ذلك فيما تقدم عند مضي ما أشبهه.

سندحق - جس کا پیٹ بڑا ابھرا
حاصب - تیز آندھی
آثر - داستان کا بیان کرنے والا
اوبوا شرمآب - بدترین واپسی کے ساتھ پلٹ جاؤ
اثرۃ - سرکاری فوائد کو مخصوص کر لینا

(۱) بعض بنی امیہ کے ہوا خواہوں نے اس بیان کا رخ زیاد، حجاج اور مغیرہ بن شعبہ کی طرف موڑنا چاہا ہے حالانکہ اس کے خصوصیات بانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ اس سے مراد معاویہ ہے اسی کا حلیہ بیان کیا گیا ہے اور اسی کو پیٹ نہ بھرنے کی سرکار نے بد دعا دی تھی اور اسی نے آپ پر لعنت کا حکم دیا تھا ورنہ اس کے علاوہ کسی نے اس جسارت کی ہمت نہیں کی ہے۔
معاویہ کے قتل کا حکم بھی سرکار دو عالم ہی نے دیا تھا جب فرمایا تھا کہ جب بھی وہ منبر پر نظر آئے اسے قتل کر دینا۔ میزان الاعتدال
تہذیب التہذیب - مگر افسوس کہ مسلمانوں نے مادی مصالح کے پیچھے سرکار کے کسی ارشاد کا کوئی احترام نہیں کیا۔

(۲) واضح رہے کہ اس برائت سے مراد قلبی بیزاری ہے ورنہ لفظ بیزاری کا اعلان اسی طرح جائز ہے جس طرح کہ سب وشتم کے الفاظ کا استعمال ہے اور اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت نے فطرت اسلام پر پیدائش کا حوالہ دیا ہے اور کھلی ہوئی بات ہے کہ فطرت اسلام برائت واقعی سے روک سکتی ہے کہ اس طرح انسان اسلام سے بیزار ہو جائے گا ورنہ لفظ بیزاری کے استعمال میں اسلام پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

مصادر خطبہ ۵۷ تاریخ طبری الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۱۳۳، تذکرۃ الخواص ص۱۱۰، المسترشد طبری امامی ص۱۹۳، نہایہ ابن اثیر کلمہ آبر، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۳۶۹، کامل ۲ ص۱۳۱
مصادر خطبہ ۵۹ محاسن بیہقی ۱ ص۳۱۵، مروج الذہب ۲ ص۳۱۶، کامل مبرد ۲ ص۱۳۰، کتاب الخوارج مدائنی، ارشاد مفید ص۱۵۱

جو پا جائے گا کھا جائے گا اور جو نہ پائے گا اس کی جستجو میں رہے گا۔ تمہاری ذمہ داری ہوگی کہ اسے قتل کردو مگر تم ہرگز قتل نہ کرو گے۔

خبردار (۱) وہ عنقریب تمہیں مجھے گالیاں دینے اور مجھ سے (۲) بیزاری کرنے کا بھی حکم دے گا۔ تو اگر گالیوں کی بات ہو تو مجھے برا بھلا کہہ دینا کہ یہ میرے لئے پاکیزگی کا سامان ہے اور تمہارے لئے دشمن سے نجات کا۔ لیکن خبردار مجھ سے برائت نہ کرنا کہ میں فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہوں اور میں نے ایمان اور ہجرت دونوں میں سبقت کی ہے۔

۵۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کا مخاطب ان خوارج کو بنایا گیا ہے جو تحکیم سے کنارہ کش ہوگئے اور "لاحکم الا اللہ" کا نعرہ لگانے لگے)

خدا کرے۔ تم پر سخت آندھیاں آئیں اور کوئی تمہارے حال کا اصلاح کرنے والا نہ رہ جائے۔ کیا میں پروردگار پر ایمان لانے اور رسول اکرمؐ کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد اپنے بارے میں کفر کا اعلان کردوں۔ ایسا کروں گا تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہ جاؤں گا۔ جاؤ پلٹ جاؤ اپنی بدترین منزل کی طرف اور واپس چلے جاؤ اپنے نشانات قدم پر۔ مگر آگاہ رہو کہ میرے بعد تمہیں ہمہ گیر ذلت اور کاٹنے والی تلوار کا سامنا کرنا ہوگا اور اس طریقہ کار کا مقابلہ کرنا ہوگا جسے ظالم تمہارے بارے میں اپنی سنت بنالیں گے یعنی ہر چیز کو اپنے لئے مخصوص کر لینا۔

سید رضیؒ ۔ حضرت کا ارشاد "لا بقی منکم آبر" تین طریقوں سے نقل کیا گیا ہے:

آبر۔ وہ شخص جو درخت خرما کو کانٹ چھانٹ کر اس کی اصلاح کرتا ہے۔

آثر۔ روایت کرنے والا۔ یعنی تمہاری خبر دینے والا بھی کوئی نہ رہ جائے گا۔ اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

آبز۔ کودنے والا یا ہلاک ہونے والا کہ مزید ہلاکت کے لئے بھی کوئی نہ رہ جائے گا۔

۵۹۔ آپ نے اس وقت ارشاد فرمایا

جب آپ نے خوارج سے جنگ کا عزم کر لیا اور نہروان کے پل کو پار کر لیا۔

یاد رکھو (۱) دشمنوں کی قتل گاہ دریا کے اس طرف ہے۔ خدا کی قسم ان میں کے دس باقی نہ بچیں گے اور نہ تمہارے دس ہلاک ہو سکیں گے

سید رضیؒ ۔ نطفہ سے مراد نہر کا شفاف پانی ہے۔ جو بہترین کنایہ ہے پانی کے بارے میں چاہے اس کی مقدار کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

(۱) جب امیر المومنینؑ کو یہ خبر دی گئی کہ خوارج نے سارے ملک میں فساد پھیلانا شروع کر دیا ہے۔ جناب عبداللہ بن خباب بن الارت کو ان کے گھر کی عورتوں سمیت قتل کر دیا ہے اور لوگوں میں مسلسل دہشت پھیلا رہے ہیں تو آپ نے ایک شخص کو سمجھانے کے لئے بھیجا۔ ان ظالموں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد جب حضرت عبداللہ بن خباب کے قاتلوں کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو صاف کہہ دیا کہ ہم سب قاتل ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے بنفس نفیس توبہ کی دعوت دی لیکن ان لوگوں نے اسے بھی ٹھکرا دیا۔ آخر ایک دن وہ آگیا جب لوگ ایک لاش کو لے کر آئے اور سوال کیا کہ سرکار اب فرمائیں اب کیا حکم ہے؟ تو آپ نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے جہاد کا حکم دے دیا اور پروردگار کے دئیے ہوئے علم غیب کی بنا پر انجام کار سے بھی باخبر کر دیا جو بقول ابن ابی الحدید صد فیصد صحیح ثابت ہوا اور خوارج کے صرف ۹ افراد بچے اور حضرتؑ کے ساتھیوں میں صرف آٹھ افراد شہید ہوئے۔

۶۰

و قال (عليه السلام)

لما قتل الخوارج فقيل له: يا أمير المؤمنين، هلك القوم بأجمعهم!

كَلَّا وَاللهِ، إِنَّهُمْ نُطَفٌ فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ، وَ قَرَارَاتِ النِّسَاءِ، كُلَّمَا نَجَمَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قُطِعَ، حَتَّى يَكُونَ آخِرُهُمْ لُصُوصاً سَلَّابِينَ.

۶۱

و قال (عليه السلام)

لَا تُقَاتِلُوا (تقتلوا) الْخَوَارِجَ بَعْدِي، فَلَيْسَ مَنْ طَلَبَ الْحَقَّ فَأَخْطَأَهُ (فاخطأه)، كَمَنْ طَلَبَ الْبَاطِلَ فَأَدْرَكَهُ.

قال الشريف: يعني معاوية و أصحابه.

۶۲

و من كلام له (عليه السلام)

لما خوف من الغيلة

وَ إِنَّ عَلَيَّ مِنَ اللهِ جُنَّةً حَصِينَةً، فَإِذَا جَاءَ يَوْمِي انْفَرَجَتْ عَنِّي وَ أَسْلَمَتْنِي، فَحِينَئِذٍ لَا يَطِيشُ السَّهْمُ، وَ لَا يَبْرَأُ الْكَلْمُ.

۶۳

و من خطبة له (عليه السلام)

يحذر من فتنة الدنيا

أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا دَارٌ لَا يُسْلَمُ مِنْهَا إِلَّا فِيهَا (بالزهد)، وَ لَا يُنْجَى بِشَيْءٍ كَانَ لَهَا، ابْتُلِيَ النَّاسُ بِهَا فِتْنَةً، فَمَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لَهَا أُخْرِجُوا مِنْهُ وَ حُوسِبُوا عَلَيْهِ، وَ مَا أَخَذُوهُ مِنْهَا لِغَيْرِهَا قَدِمُوا عَلَيْهِ وَ أَقَامُوا فِيهِ، فَإِنَّهَا عِنْدَ ذَوِي الْعُقُولِ كَفَيْءِ الظِّلِّ، بَيْنَا تَرَاهُ سَابِغاً حَتَّى قَلَصَ، وَ زَائِداً حَتَّى نَقَصَ.

۶۴

و من خطبة له (عليه السلام)

في المبادرة إلى صالح الأعمال

فَاتَّقُوا اللهَ عِبَادَ اللهِ، وَ بَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، وَ ابْتَاعُوا مَا يَبْقَى لَكُمْ بِمَا يَزُولُ عَنْكُمْ، وَ تَرَحَّلُوا فَقَدْ جُدَّ بِكُمْ، وَ اسْتَعِدُّوا لِلْمَوْتِ فَقَدْ أَظَلَّكُمْ، وَ كُونُوا قَوْماً صِيحَ بِهِمْ فَانْتَبَهُوا،

(۱) خوارج کی تاریخ دیکھی جائے تو امیرالمومنینؑ کے اس ارشاد کی صحت کا اندازہ ہوگا کہ ہر دور میں ان کا رئیس حکومتوں کے ہاتھوں تہ تیغ بھی کیا گیا ہے اور عقل نے غداری کرنے والوں پر کسی نے بھی اعتبار نہیں کیا جو امام معصوم سے غداری کا واقعی انجام ہے۔

(۲) آپ کو معلوم تھا کہ میرے بعد اقتدار معاویہ کے ہاتھوں میں ہوگا اور وہ لوگوں کو خوارج سے جنگ پر آمادہ کرے گا حالانکہ خود بھی کسی خارجی سے کم نہیں ہوگا بلکہ ان سے بدتر ہوگا کہ وہ تلاش حق میں گمراہ ہوگئے تھے اور یہ تلاش باطل میں منزل تک پہنچ گیا ہے تو اگر معاویہ کے اعمال کی تاویل ہو سکتی ہے اور انھیں خطائے اجتہادی قرار دیا جا سکتا ہے تو خوارج کے اعمال کی تاویل کیوں نہیں ہو سکتی ہے۔

(۳) یہ موت کے بارے میں امیرالمومنینؑ کا بلند ترین نظریہ ہے کہ موت ہی سب سے قاطع ہے جو رشتۂ حیات کو قطع کر دیتی ہے اور یہی جنّۃ واقیہ ہے جو انسان کا تحفظ کرتی ہے کہ جب تک اس کا وقت نہ آجائے کوئی طاقت کچھ بگاڑ نہیں سکتی ہے۔

(۴) حقیقت امر یہ ہے کہ اس دنیا کے درد کا علاج دنیا ہی ہے اور یہ مسئلہ انتہائی واضح ہے کہ دنیا کو ہدف اور مقصد بنا لیا جاتا ہے تو درد بن جاتی ہے اور اسے وسیلہ اور ذریعہ بنا لیا جاتا ہے تو دوا بن جاتی ہے۔ اب یہ انسان کی عقل کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ اسے درد بنا کر رکھے گا یا دوا بنا کر اس کے ذریعہ درد آخرت کا علاج کرے گا۔

مصادر خطبہ ۶۰ (بقیہ مصادر خطبہ ۵۹)

مصادر خطبہ ۶۱ محاسن بیہقی صـ۳۶۵، مروج الذہب ۲ صـ۴۱۶، کامل مبرد ۲ صـ۱۳۰، علل الشرائع صـ۲۰۱، تہذیب شیخ طوسی ۲ صـ۴۹

مصادر خطبہ ۶۲ البدایۃ والنہایہ ۸ صـ۲، کتاب القدر ابو داؤد، ابن اسحاق السجستانی (المتوفی قبل الرضیؒ ۱۴۰ عام) غرر الحکم آمدی صـ۹۹، ربیع الابرار زمخشری باب القتل والشہادۃ، کتاب صفین صـ۱۳۰

مصادر خطبہ ۶۳ غرر الحکم آمدی حرف الف

مصادر خطبہ ۶۴ الغرر والدرر آمدی، تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی صـ۱۳۵

۶۰۔ آپ نے فرمایا
(اس وقت جب خوارج کے قتل کے بعد لوگوں نے کہا کہ اب تو قوم کا خاتمہ ہو چکا ہے)

ہرگز نہیں۔ خدا گواہ ہے کہ یہ ابھی مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم میں موجود ہیں اور جب بھی ان میں کوئی سر نکالے گا اسے کاٹ دیا جائے گا یہاں تک کہ آخر میں صرف لٹیرے اور چور ہو کر رہ جائیں گے۔

۶۱۔ آپ نے فرمایا

خبردار میرے بعد خروج کرنے والوں سے جنگ نہ کرنا کہ حق کی طلب میں نکل کر بہک جانے والا اس کا جیسا نہیں ہوتا ہے جو باطل کی تلاش میں نکلے اور حاصل بھی کر لے۔

سید رضیؒ۔ آخری جملے سے مراد معاویہ اور اس کے اصحاب ہیں۔

۶۲۔ آپ کا ارشاد گرامی
(جب آپ کو اچانک قتل سے ڈرایا گیا)

یاد رکھو میرے لئے خدا کی طرف سے ایک مضبوط و مستحکم سپر ہے۔ اس کے بعد جب میرا دن آجائے گا تو یہ سپر مجھ سے الگ ہو جائے گی اور مجھے موت کے حوالے کر دے گی۔ اس وقت نہ تیر خطا کرے گا اور نہ زخم مندمل ہو سکے گا۔

۶۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں دنیا کے فتنوں سے ڈرایا گیا ہے)

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دنیا ایسا گھر ہے جس سے سلامتی کا سامان اسی کے اندر سے کیا جا سکتا ہے اور کوئی ایسی شے وسیلۂ نجات نہیں ہو سکتی ہے جو دنیا ہی کے لئے ہو۔ لوگ اس دنیا کے ذریعہ آزمائے جاتے ہیں۔ جو لوگ دنیا کا سامان دنیا ہی کے لئے حاصل کرتے ہیں وہ اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں اور پھر حساب بھی دینا ہوتا ہے اور جو لوگ یہاں سے وہاں کے لئے حاصل کرتے ہیں وہ وہاں جا کر پا لیتے ہیں اور اسی میں مقیم ہو جاتے ہیں۔ یہ دنیا درحقیقت صاحبانِ عقل کی نظر میں ایک سایہ جیسی ہے جو دیکھتے دیکھتے سمٹ جاتا ہے اور پھیلتے پھیلتے کم ہو جاتا ہے۔

۶۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(نیک اعمال کی طرف سبقت کے بارے میں)

بندگانِ خدا! اللہ سے ڈرو اور اعمال کے ساتھ اجل کی طرف سبقت کرو۔ اس دنیا کے فانی مال کے ذریعہ باقی رہنے والی آخرت کو خرید لو اور یہاں سے کوچ کر جاؤ کہ تمہیں تیزی سے لیجایا جا رہا ہے اور موت کے لئے آمادہ ہو جاؤ کہ وہ تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ اس قوم جیسے ہو جاؤ جسے پکارا گیا تو فوراً ہوشیار ہو گئی

ل انسان کے قدم موت کی طرف بلا اختیار بڑھتے جا رہے ہیں اور اسے اس امر کا احساس بھی نصیب نہیں ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک دن موت کے منہ میں چلا جاتا ہے اور دائمی خسارہ اور عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے لہٰذا تقاضائے عقل و دانش یہی ہے کہ اعمال کو ساتھ لے کر آگے بڑھے تاکہ جب موت کا سامنا ہو تو اعمال کا سہارا رہے اور عذاب الیم سے نجات حاصل کرنے کا وسیلہ ہاتھ میں رہے۔!

مصادر خطبہ ۶۴ الغرر والدرر آمدی، تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی ص ۱۳۵

وَ اعْلَمُوا أَنَّ الدُّنْيَا لَيْسَتْ لَكُمْ بِدَارٍ فَاسْتَبْدِلُوا، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَ لَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى، وَ مَا بَيْنَ أَحَدِكُمْ وَ بَيْنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ إِلَّا الْمَوْتُ أَنْ يَنْزِلَ بِهِ. وَ إِنَّ غَايَةً تَنْقُصُهَا اللَّحْظَةُ، وَ تَهْدِمُهَا السَّاعَةُ، لَجَدِيرَةٌ بِقِصَرِ الْمُدَّةِ. وَ إِنَّ غَائِباً يَحْدُوهُ الْجَدِيدَانِ: اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ، لَحَرِيٌّ بِسُرْعَةِ الْأَوْبَةِ. وَ إِنَّ قَادِماً يَقْدُمُ بِالْفَوْزِ أَوِ الشِّقْوَةِ لَمُسْتَحِقٌّ لِأَفْضَلِ الْعُدَّةِ. فَتَزَوَّدُوا فِي الدُّنْيَا مِنَ الدُّنْيَا، مَا تُحْرِزُونَ (تحوزون) بِهِ أَنْفُسَكُمْ غَداً. فَاتَّقَى عَبْدٌ رَبَّهُ، نَصَحَ نَفْسَهُ، وَ قَدَّمَ تَوْبَتَهُ، وَ غَلَبَ شَهْوَتَهُ، فَإِنَّ أَجَلَهُ مَسْتُورٌ عَنْهُ، وَ أَمَلَهُ خَادِعٌ لَهُ، وَ الشَّيْطَانُ مُوَكَّلٌ بِهِ، يُزَيِّنُ لَهُ الْمَعْصِيَةَ لِيَرْكَبَهَا، وَ يُمَنِّيهِ التَّوْبَةَ لِيُسَوِّفَهَا، إِذَا هَجَمَتْ مَنِيَّتُهُ عَلَيْهِ أَغْفَلَ مَا يَكُونُ عَنْهَا. فَيَا لَهَا حَسْرَةً عَلَى كُلِّ ذِي غَفْلَةٍ أَنْ يَكُونَ عُمُرُهُ عَلَيْهِ حُجَّةً، وَ أَنْ تُؤَدِّيَهُ أَيَّامُهُ إِلَى الشِّقْوَةِ! نَسْأَلُ اللهَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَجْعَلَنَا وَ إِيَّاكُمْ مِمَّنْ لَا تُبْطِرُهُ نِعْمَةٌ، وَ لَا تُقَصِّرُ (تقصر) بِهِ عَنْ طَاعَةِ رَبِّهِ غَايَةٌ، وَ لَا تَحُلُّ بِهِ بَعْدَ الْمَوْتِ نَدَامَةٌ وَ لَا كَآبَةٌ.

۶۵

ومن خطبة له (ع)

وفيها مباحث لطيفة من العلم الالهي

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ تَسْبِقْ لَهُ حَالٌ حَالاً، فَيَكُونَ أَوَّلاً قَبْلَ أَنْ يَكُونَ آخِراً، وَ يَكُونَ ظَاهِراً قَبْلَ أَنْ يَكُونَ بَاطِناً. كُلُّ مُسَمًّى بِالْوَحْدَةِ غَيْرَهُ قَلِيلٌ، وَ كُلُّ عَزِيزٍ غَيْرَهُ ذَلِيلٌ، وَ كُلُّ قَوِيٍّ غَيْرَهُ ضَعِيفٌ، وَ كُلُّ مَالِكٍ غَيْرَهُ مَمْلُوكٌ، وَ كُلُّ عَالِمٍ غَيْرَهُ مُتَعَلِّمٌ، وَ كُلُّ قَادِرٍ غَيْرَهُ يَقْدِرُ وَ يَعْجَزُ، وَ كُلُّ سَمِيعٍ غَيْرَهُ يَصَمُّ عَنْ لَطِيفِ الْأَصْوَاتِ، وَ يُصِمُّهُ كَبِيرُهَا، وَ يَذْهَبُ عَنْهُ مَا بَعُدَ مِنْهَا، وَ كُلُّ بَصِيرٍ غَيْرَهُ يَعْمَى عَنْ خَفِيِّ الْأَلْوَانِ وَ لَطِيفِ الْأَجْسَامِ، وَ كُلُّ ظَاهِرٍ غَيْرَهُ بَاطِنٌ، وَ كُلُّ بَاطِنٍ غَيْرَهُ غَيْرُ ظَاهِرٍ. لَمْ يَخْلُقْ مَا خَلَقَهُ لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ، وَ لَا تَخَوُّفٍ مِنْ

سدیٰ - مہمل اور بے قید و بند

یحدوہ - ڈھکیل رہے ہیں

حری - لائق، سزاوار

اوبہ - واپسی - مراد آمد ہے

تسویف - تاخیر

بطر - مغرور بنا دینا

صمم - بہرہ پن

(۱) دنیا کے منزل نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس دنیا کی زندگی انتہائی درجہ مختصر ہے اور اسکا سامان زندگی بے بنیاد ہے - اور یہ علامت ہے کہ یہ فقط زاد راہ فراہم کرنے کے کام آتی ہے اور منزل آگے ہے جہاں مسافر کو ہر حال میں جانا ہے اور سامان کو دوسرے آنے والوں کے لئے چھوڑ کر جانا ہے جو اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

(۲) یہ زاد راہ کی تفسیر ہے کہ آخرت کے لئے زاد راہ سامان دنیا نہیں ہے بلکہ یہ زاد راہ درحقیقت تقویٰ، اخلاص، توبہ اور خواہشات پر غلبہ ہے جس کے بغیر آخرت کے سفر میں کامیابی ناممکن ہے - مقابلہ شیطان کا ہے اور موت کا نزول اچانک ہونے والا ہے لہذا یہ زاد راہ ہر وقت تیار رہنا چاہئے اور انسان کو کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہونا چاہئے نعمتیں پاکر مغرور نہ ہو جائے اور اطاعت پروردگار میں کوتاہی نہیں کرنا چاہئے۔

مصادر خطبہ ۶۵ توحید صدوق ص۲۹، عیون الحکم والمواعظ علی بن محمد بن شاکر اللیثی - غرر الحکم آمدی ص۲۳۸

اور اس نے جان لیا کہ دنیا اس کی منزل نہیں ہے[1] تو اسے آخرت سے بدل لیا۔ اس لئے کہ پروردگار نے تمہیں بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ مہمل چھوڑ دیا ہے اور یاد رکھو کہ تمہارے اور جنت و جہنم کے درمیان اتنا ہی وقفہ ہے کہ موت نازل ہو جائے اور انجام سامنے آجائے اور وہ مدت حیات جسے ہر لحظہ کم کر رہا ہو اور ہر ساعت اس کی عمارت کو منہدم کر رہی ہو وہ قلیل المدۃ ہی سمجھے جانے کے لائق ہے اور وہ موت جسے دن و رات ڈھکیل کر لے آرہے ہوں اسے بہت جلد آنے والا ہی خیال کرنا چاہیئے اور وہ شخص جس کے سامنے کامیابی یا ناکامی اور بدبختی آنے والی ہے اسے بہترین سامان مہیا ہی کرنا چاہیئے۔ لہٰذا تم دنیا میں رہ کر دنیا سے زاد راہ[2] حاصل کر لو جس سے کل اپنے نفس کا تحفظ کر سکو۔ اس کا راستہ یہ ہے کہ بندہ اپنے پروردگار سے ڈرے۔ اپنے نفس سے اخلاص رکھے، توبہ کو مقدم کرے۔ خواہشات پر غلبہ حاصل کرے اس لئے کہ اس کی اجل اس سے پوشیدہ ہے اور اس کی خواہش اسے مسلسل دھوکہ دینے والی ہے اور شیطان اس کے سر پر سوار ہے جو معصیتوں کو آراستہ کر رہا ہے تاکہ انسان مرتکب ہو جائے اور توبہ کی امیدیں دلاتا ہے تاکہ اس میں تاخیر کرے یہاں تک کہ غفلت اور بے خبری کے عالم میں موت اس پر حملہ آور ہو جاتی ہے۔ ہائے کس قدر حسرت کا مقام ہے کہ انسان کی عمر ہی اس کے خلاف حجت بن جائے اور اس کا روزگار ہی اسے بدبختی تک پہونچا دے۔ پروردگار سے دعا ہے کہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں قرار دے جنہیں نعمتیں مغرور نہیں بناتی ہیں اور کوئی مقصد اطاعت خدا میں کوتاہی پر آمادہ نہیں کرتا ہے اور موت کے بعد ان پر ندامت اور رنج و غم کا نزول نہیں ہوتا ہے۔

۶۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں علم الٰہیہ کے لطیف ترین مباحث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس کے صفات میں تقدم و تاخر نہیں ہوتا ہے کہ وہ آخر ہونے سے پہلے اول رہا ہو اور باطن بننے سے پہلے ظاہر رہا ہو۔ اس کے علاوہ جسے بھی واحد کہا جاتا ہے اس کی وحدت قلت ہے اور جسے بھی عزیز سمجھا جاتا ہے اس کی عزت ذلت ہے۔ اس کے سامنے ہر قوی ضعیف ہے اور ہر مالک مملوک ہے، ہر عالم متعلم ہے اور ہر قادر عاجز ہے، ہر سننے والا لطیف آوازوں کے لئے بہرہ ہے اور بڑی آوازیں بھی اسے بہرہ بنا دیتی ہیں اور دور کی آوازیں بھی اس کی حد سے باہر نکل جاتی ہیں اور اسی طرح اس کے علاوہ ہر دیکھنے والا مخفی رنگ اور لطیف جسم کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر ظاہر غیر باطن ہے اور ہر باطن غیر ظاہر۔ اس نے مخلوقات کو اپنی حکومت کے استحکام یا زمانہ کے نتائج کے خوف سے نہیں پیدا کیا ہے۔

یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ پروردگار کے صفات کمال عین ذات ہیں اور ذات سے الگ کوئی شے نہیں ہیں۔ وہ علم کی وجہ سے عالم نہیں ہے۔ بلکہ عین حقیقت علم ہے اور قدرت کے ذریعہ قادر نہیں ہے بلکہ عین قدرت کا مظہر ہے اور جب یہ سارے صفات عین ذات ہیں تو ان میں تقدم و تاخر کا کوئی سوال ہی نہیں ہے وہ جس لحاظ سے اول ہے اسی لحاظ سے آخر بھی ہے اور جس اعتبار سے ظاہر ہے اسی اعتبار سے باطن بھی ہے۔ اس کی ذات اقدس میں کسی طرح کا تغیر قابل تصور نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اس کی سماعت و بصارت بھی مخلوقات کی سماعت و بصارت سے بالکل الگ ہے۔ دنیا کا ہر سمیع و بصیر کسی شے کو دیکھتا اور سنتا ہے اور کسی شے کے دیکھنے اور سننے سے معذور رہتا ہے لیکن پروردگار کی ذات اقدس ایسی نہیں ہے وہ مخفی ترین مناظر کو دیکھ رہا ہے اور لطیف ترین آوازوں کو سن رہا ہے۔ وہ ایسا ظاہر ہے جو باطن نہیں ہے اور ایسا باطن ہے جو کسی عقل و فہم پر ظاہر نہیں ہو سکتا ہے!

عَوَاقِبِ زَمَانٍ، وَلَا اسْتِعَانَةٍ عَلَى نِدٍّ مُثَاوِرٍ، وَلَا شَرِيكٍ مُكَاثِرٍ، وَلَا ضِدٍّ مُنَافِرٍ؛ وَلٰكِنْ خَلَائِقُ مَرْبُوبُونَ، وَعِبَادٌ دَاخِرُونَ. لَمْ يَحْلُلْ فِي الْأَشْيَاءِ فَيُقَالَ: هُوَ كَائِنٌ، وَلَمْ يَنْأَ عَنْهَا فَيُقَالَ: هُوَ مِنْهَا بَائِنٌ. لَمْ يَؤُدْهُ خَلْقُ مَا ابْتَدَأَ، وَلَا تَدْبِيرُ مَا ذَرَأَ، وَلَا وَقَفَ بِهِ عَجْزٌ عَمَّا خَلَقَ، وَلَا وَلَجَتْ عَلَيْهِ شُبْهَةٌ فِيمَا قَضَى وَقَدَّرَ، بَلْ قَضَاءٌ مُتْقَنٌ، وَعِلْمٌ مُحْكَمٌ، وَأَمْرٌ مُبْرَمٌ. الْمَأْمُولُ مَعَ النِّقَمِ، الْمَرْهُوبُ مَعَ النِّعَمِ!

٦٦

و من كلام له (عليه السلام)

في تعليم الحرب والمقاتلة

مَعَاشِرَ الْمُسْلِمِينَ: اسْتَشْعِرُوا الْخَشْيَةَ، وَتَجَلْبَبُوا السَّكِينَةَ، وَعَضُّوا عَلَى النَّوَاجِذِ، فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ. وَأَكْمِلُوا اللَّأْمَةَ، وَقَلْقِلُوا السُّيُوفَ فِي أَغْمَادِهَا قَبْلَ سَلِّهَا. وَالْحَظُوا الْخَزْرَ، وَاطْعُنُوا الشَّزْرَ، وَنَافِحُوا بِالظُّبَا، وَصِلُوا السُّيُوفَ بِالْخُطَا، وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ بِعَيْنِ اللّٰهِ، وَمَعَ ابْنِ عَمِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ. فَعَاوِدُوا الْكَرَّ، وَاسْتَحْيُوا مِنَ الْفَرِّ، فَإِنَّهُ عَارٌ فِي الْأَعْقَابِ، وَنَارٌ يَوْمَ الْحِسَابِ. وَطِيبُوا عَنْ أَنْفُسِكُمْ نَفْساً، وَامْشُوا إِلَى الْمَوْتِ مَشْياً سُجُحاً، وَعَلَيْكُمْ بِهٰذَا السَّوَادِ الْأَعْظَمِ، وَالرِّوَاقِ الْمُطَنَّبِ، فَاضْرِبُوا ثَبَجَهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ كَامِنٌ فِي كِسْرِهِ، وَقَدْ قَدَّمَ

ند - مثل ونظیر (مدمقابل)
مثاور - محارب
شریک مکاثر - وہ انسان جسے اپنی کثرت پر ناز ہو
ضد منافر - بلندی میں مقابلہ کرنے والا مدمقابل
مربوب - جس کی پرورش کی جائے
داخر - عاجز وذلیل
لم ینأ - جسمانی اعتبار سے الگ ہونا
بائن - منفصل
ذرأ - خلق کیا
ولج - داخل ہونا
مبرم - محکم
شعار - وہ لباس جو بدن سے متصل ہو
جلباب - وہ چادر جو اوپر سے اوڑھی جائے
نواجذ - داڑھ کا آخری حصہ
انبا - دور تر
ہام - ہامہ کی جمع - سر - بدن
لامہ - زرہ - آلات جنگ
قلقلہ - حرکت دینا
اغماد - غمد کی جمع ہے - نیام
خزر - گوشہ چشم سے غضب آلود نگاہ کرنا
شزر - داہنے بائیں نیزہ سے حملہ کرنا
منافحہ - مقابلہ ومضاربہ
ظبا - ظبہ کی جمع ہے تلوار
وصل الخطا - قدم بڑھا کر تلوار سے وار کرنا
اعقاب - اولاد
سجح - سکون واطمینان
رواق - خیمہ
مطنب - طناب دار
ثبج - وسط
کسر - گوشہ

مصادر خطبہ ۶۶ کتاب صفین، عیون الاخبار ۱ ص۱۱۰، البیان والتبیین ۲ ص[illegible]، المحاسن والمساوی ص[illegible]، بشارۃ المصطفیٰ بن القاسم الطبری ص[illegible]
دستور معالم الحکم القاضی القضاعی ص۱۲۳، تاریخ دمشق، مروج الذہب ۲ ص۳۸۰، نہایۃ ابن اثیر ۲ و ۳ شب

نہ اسے کسی برابر والے خدا اور یا صاحب کثرت شریک یا ٹکرانے والے مد مقابل کے مقابلہ میں مدد لینا تھی۔ یہ ساری مخلوق اسی کی پیدا کی ہوئی اور پالی ہوئی ہے اور یہ سارے بندے اسی کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں۔ اس نے اشیاء میں حلول نہیں کیا ہے کہ اسے کسی کے اندر سمایا ہوا کہا جائے اور نہ اتنا دور ہو گیا ہے کہ الگ تھلگ خیال کیا جائے۔ مخلوقات کی خلقت اور مصنوعات کی تدبیر اسے تھکا نہیں سکتی ہے اور نہ کوئی تخلیق اسے عاجز بنا سکتی ہے اور نہ کسی تقضاد قدر میں اسے کوئی شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر فیصلہ محکم اور اس کا ہر علم متقن اور اس کا ہر حکم مستحکم ہے۔ ناراضگی میں بھی اس سے امید وابستہ کی جاتی ہے اور نعمتوں میں بھی اس کا خوف لاحق رہتا ہے۔

۶۶۔ آپ کا ارشاد گرامی
(تعلیم جنگ کے بارے میں)

مسلمانو! خوف خدا کو اپنا شعار بناؤ۔ سکون و وقار کی چادر اوڑھ لو۔ دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سروں سے اچٹ جاتی ہیں۔ زرہ پوشی کو مکمل کرو۔ تلواروں کو نیام سے نکالنے سے پہلے نیام کے اندر حرکت دے لو۔ دشمن کو ترچھی نظر سے دیکھتے رہو اور نیزوں سے دونوں طرف وار کرتے رہو۔ اسے اپنی تلواروں کی باڑھ پر رکھو اور تلواروں کے حملے قدم آگے بڑھا کر کرو اور یہ یاد رکھو کہ تم پروردگار کی نگاہ میں اور رسول اکرمؐ کے ابن عم کے ساتھ ہو۔ دشمن پر مسلسل حملے کرتے رہو اور فرار سے شرم کرو کہ اس کا عار نسلوں میں رہ جاتا ہے اور اس کا انجام جہنم ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہنسی خوشی خدا کے حوالے کر دو اور موت کی طرف نہایت درجہ سکون و اطمینان سے قدم آگے بڑھاؤ۔ تمہارا نشانہ ایک دشمن کا عظیم لشکر اور طناب دار خیمہ ہونا چاہیے کہ اسی کے وسط پر حملہ کرو کہ شیطان اسی کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس نے ایک قدم حملے کے لئے آگے بڑھا رکھا ہے۔

لہ ان تعلیمات پر سنجیدگی سے غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ایک مرد مسلم کے جہاد کا انداز کیا ہونا چاہیے اور اسے دشمن کے مقابلہ میں کس طرح جنگ آزما ہونا چاہیے۔ ان تعلیمات کا مختصر خلاصہ یہ ہے:

۱۔ دل کے اندر خوف خدا ہو، ۲۔ باہر سکون و اطمینان کا مظاہرہ ہو، ۳۔ دانتوں کو بھینچ لیا جائے، ۴۔ آلات جنگ کو مکمل طور پر ساتھ رکھا جائے، ۵۔ تلوار کو نیام کے اندر حرکت دے لی جائے کہ بروقت نکالنے میں زحمت نہ ہو، ۶۔ دشمن پر غیظ آلود نگاہ کی جائے، ۷۔ نیزوں کے حملے ہر طرف ہوں، ۸۔ تلوار دشمن کے سامنے رہے، ۹۔ تلوار دشمن تک نہ پہونچے تو قدم بڑھا کر حملہ کرے، ۱۰۔ فرار کا ارادہ نہ کرے، ۱۱۔ موت کی طرف سکون کے ساتھ قدم بڑھائے، ۱۲۔ جان جان آفریں کے حوالے کر دے، ۱۳۔ ہدف اور نشانہ پر نگاہ رکھے، ۱۴۔ یہ اطمینان رکھے کہ خدا ہمارے اعمال کو دیکھ رہا ہے اور پیغمبرؐ کا بھائی ہماری نگاہ کے سامنے ہے۔

ظاہر ہے کہ ان آداب میں بعض آداب، تقویٰ۔ ایمان۔ اطمینان وغیرہ دائمی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض کا تعلق نیزہ و شمشیر کے دور سے ہے لیکن اسے بھی ہر دور کے آلات حرب و ضرب پر منطبق کیا جا سکتا ہے اور اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

بِاللِّوَاءِ يَداً، وَأُخْرَى لِلنُّكُوصِ رِجْلاً. فَصَمْداً صَمْداً حَتَّى يَنْجَلِيَ لَكُمْ عَمُودُ الْحَقِّ «وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ، وَاللهُ مَعَكُمْ، وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ».

۶۷

و من كلام له (ع)

قالوا: لما انتهت إلى أمير المؤمنين (ع) أنباء السقيفة بعد وفاة رسول الله (ص)، قال (ع): ما قالت الأنصار؟ قالوا: قالت: منا أمير ومنكم أمير، قال (ع):

فَهَلَّا احْتَجَجْتُمْ عَلَيْهِمْ بِأَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَصَّى بِأَنْ يُحْسَنَ إِلَى مُحْسِنِهِمْ، وَيُتَجَاوَزَ عَنْ مُسِيئِهِمْ؟

قالوا: وما في هذا من الحجة عليهم؟

فقال (ع):

لَوْ كَانَتِ الْأَمَانَةُ (الامارة) فِيهِمْ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ بِهِمْ.

ثم قال (ع):

فَمَاذَا قَالَتْ قُرَيْشٌ؟ قالوا: احتجت بأنها شجرة الرسول صلى الله عليه و آله و سلم، فقال (ع): احْتَجُّوا بِالشَّجَرَةِ، وَأَضَاعُوا الثَّمَرَةَ.[۲]

۶۸

و من كلام له (ع)

لما قلد محمد بن أبي بكر مصر فملكت عليه و قتل

وَقَدْ أَرَدْتُ تَوْلِيَةَ مِصْرَ هَاشِمَ بْنَ عُتْبَةَ، وَلَوْ وَلَّيْتُهُ إِيَّاهَا لَمَا خَلَّى لَهُمُ الْعَرْصَةَ، وَلَا أَنْهَزَهُمُ الْفُرْصَةَ. بِلَا ذَمٍّ لِمُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَلَقَدْ كَانَ إِلَيَّ حَبِيباً وَكَانَ لِي رَبِيباً.

صمداً صمداً - اپنے ارادہ پر ڈٹے رہو
لن یترکم - کم اور ضائع نہیں کرے گا۔
عرصہ - صحن خانہ اور ہر میدان عمل

(۱) معاویہ کی بے حیائی اور بے دینی کا بہترین نقشہ ہے کہ اولاً تو میدان میں خود نہیں آتا ہے اور غریب جاہل عوام کو آگے بڑھا کر خود خیمہ کے گوشہ میں چھپا بیٹھا ہے

اس کے بعد خیمے کے اندر بھی سکون نہیں ہے۔ ایک قدم میدان کی طرف ہے تاکہ فوجوں کو آگے بڑھاتا رہے اور انہیں حوصلہ دلا کر ان کی گردنیں کٹواتا رہے اور ایک قدم پیچھے کی طرف ہے تاکہ بصورت قدیم کا حق ادا کرنے اور فرار کرنے کیلئے تیار رہے۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسلام میں ہر دور میں ایسے ہی افراد کو حکومت کرنے کا شوق رہا ہے جن کا طرۂ امتیاز میدان جنگ سے فرار رہا ہے اور کسی ایک کو بھی اس بات کی شرم کا احساس نہیں رہا ہے کہ جن لوگوں نے کل میدان میں یہ طرز عمل دیکھا ہے ان کے دلوں میں محبت اور جذبہ اطاعت کے پیدا ہونے کا کیا امکان ہے۔

بات صرف یہ ہے کہ جب حکومت بزور طاقت ہوتی ہے تو شرم و حیا کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ اطاعت اطاعت رہے اور اس میں قلب و دماغ کی ہم آہنگی شامل رہے اور یہ کام حسن عمل اور کردار نیک کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا اسی لئے اس نے حکومت میں عدالت و عصمت کی شرط لگائی تھی لیکن اہل دنیا نے اسلامی خلافت کو بھی کاروبار حکومت کا رنگ دیدیا اور اسلام اپنی قدامت و معنویت سے محروم ہو گیا۔

(۲) کتنا حسین اور جامع تبصرہ ہے صورت حال پر - کہ حضرات شیخین کو سات پشت پہلے یا نو پشت پہلے شجرہ رسول میں شرکت تو یاد رہ گئی لیکن جو واقعاً پیغمبر کا بھائی ہے اور جسے آیۂ مباہلہ نے نفس رسول قرار دیا ہے۔ اس کی قربت اور قرابت یاد نہ آئی اور اسے اس کے واقعی حق سے محروم کر دیا گیا۔

مصادر خطبہ ۶۷ نہایۃ الارب نویری ۸ ص۱۶۸، غرر الحکم آمدی ص۲۲۶، التعجب کراجکی ص۱۳، کتاب السقیفہ جوہری - تاریخ طبری ۲ ص۴۴۳، استیعاب حالات عون بن ابی ذر، مروج الذہب ایضاً، تر توحیدی الشوق ص۲۲۲

مصادر خطبہ ۶۸ الغارات ابن ہلال الثقفی ۳۰۰، تاریخ طبری ۶ ص۶۳، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۴۰۳

اور ایک بھاگنے کے لئے پیچھے کر رکھا ہے (1) لہٰذا تم مضبوطی سے اپنے ارادہ پر جمے رہو یہاں تک کہ حق صبح کے اُجالے کی طرح واضح ہو جائے اور مطمئن رہو کہ بلندی تمہارا حصہ ہے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں کر سکتا ہے۔

۶۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

جب رسول اکرمؐ کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ کی خبریں پہونچیں اور آپ نے پوچھا کہ انصار نے کیا احتجاج کیا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ ایک امیر ہمارا ہوگا اور ایک تمہارا۔ تو آپ نے فرمایا:

تم لوگوں نے ان کے خلاف یہ استدلال کیوں نہیں کیا کہ رسول اکرمؐ نے تمہارے نیک کرداروں کے ساتھ حسن سلوک اور خطاکاروں سے درگذر کرنے کی وصیت فرمائی ہے؟

لوگوں نے کہا کہ اس میں کیا استدلال ہے؟

فرمایا کہ اگر امامت و امارت ان کا حصہ ہوتی تو ان سے وصیت کی جاتی نہ کہ ان کے بارے میں وصیت کی جاتی۔ اس کے بعد آپ نے سوال کیا کہ قریش کی دلیل کیا تھی؟ لوگوں نے کہا کہ وہ اپنے کو رسول اکرمؐ کے شجرہ میں ثابت کر رہے تھے۔ فرمایا کہ افسوس شجرہ سے استدلال کیا اور ثمرہ کو ضائع کر دیا (2)

۶۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے محمد بن ابی بکر کو مصر کی ذمہ داری حوالہ کی اور انھیں قتل کر دیا گیا)

میرا ارادہ تھا کہ مصر کا حاکم ہاشم بن عتبہ (1) کو بناؤں اور اگر انھیں بنا دیتا تو ہرگز میدان کو مخالفین کے لئے خالی نہ چھوڑتے اور انھیں موقع سے فائدہ نہ اٹھانے دیتے (لیکن حالات نے ایسا نہ کرنے دیا)۔

اس بیان کا مقصد محمد بن ابی بکر کی مذمت نہیں ہے اس لئے کہ وہ مجھے عزیز (2) تھا اور میرا ہی پروردہ تھا۔

استاد محمد حسن یعقوب نے کتاب خطرہ عدالت صحابہ میں ایک مفصل بحث کی ہے کہ سقیفہ میں کوئی قانونی اجتماع انتخاب خلیفہ کے لئے نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی اس کا ایجنڈا تھا اور نہ سواد اعظم صحابہ کی بستی میں سے دس بیس ہزار افراد جمع ہوئے تھے بلکہ سعد بن عبادہ کی بیماری کی بنا پر انصار عیادت کے لئے جمع ہوئے تھے اور بعض مہاجرین نے اس اجتماع کو دیکھ کر محسوس کیا کہ کہیں خلافت کا فیصلہ نہ ہو جائے، تو بروقت پہونچ کر اس قدر ہنگامہ کیا کہ انصار میں پھوٹ پڑ گئی اور فی الفور حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا اعلان کر دیا اور ساری کارروائی لمحوں میں یوں مکمل ہو گئی کہ سعد بن عبادہ کو پامال کر دیا گیا اور حضرت ابو بکرؓ "تاج خلافت" سر پر رکھے ہوئے سقیفہ سے برآمد ہو گئے۔ اس شان سے کہ اس عظیم مہم کی بنا پر جنازۂ رسولؐ میں شرکت سے بھی محروم ہو گئے اور خلافت کا پہلا اثر سامنے آ گیا۔

(1) ہاشم بن عتبہ صفین میں علمدار لشکر امیر المومنینؑ تھے مرقال ان کا لقب تھا کہ نہایت تیز رفتاری اور چابکدستی سے حملہ کرتے تھے۔

(2) محمد بن ابی بکر اسماء بنت عمیس کے بطن سے تھے۔ جو پہلے جناب جعفر طیار کی زوجہ تھیں اور ان سے عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے تھے اس کے بعد ان کی شہادت کے بعد ابو بکر کی زوجیت میں آگئیں جن سے محمد پیدا ہوئے اور ان کی وفات کے بعد مولائے کائنات کی زوجیت میں آ گئیں اور محمد نے آپ کے زیر اثر تربیت پائی یہاں تک کہ جب عمرو عاص نے چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ مصر پر حملہ کیا تو اپنے آبائی اصول جنگ کی بنا پر میدان سے فرار اختیار کیا اور بالآخر قتل ہو گئے اور لاش گدھے کی کھال میں رکھ کر جلا دی گئی یا بروایتے زندہ ہی جلا دئے گئے اور معاویہ نے اس خبر کو سن کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ (مروج الذہب)

امیر المومنینؑ نے اس موقع پر ہاشم کو اس لئے یاد کیا تھا کہ وہ میدان سے فرار نہیں کر سکتے تھے اور کسی گھر کے اندر پناہ لینے کا ارادہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔

۶۹

و من كلام له (عليه السلام)

في توبيخ بعض أصحابه

كَمْ أُدَارِيكُمْ كَمَا تُدَارَى الْبِكَارُ الْعَمِدَةُ، وَالثِّيَابُ الْمُتَدَاعِيَةُ! كُلَّمَا حِيصَتْ مِنْ جَانِبٍ تَهَتَّكَتْ مِنْ آخَرَ، كُلَّمَا أَطَلَّ عَلَيْكُمْ مَنْسِرٌ مِنْ مَنَاسِرِ أَهْلِ الشَّامِ أَغْلَقَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بَابَهُ، وَانْجَحَرَ انْجِحَارَ الضَّبَّةِ فِي جُحْرِهَا، وَالضَّبُعِ فِي وِجَارِهَا. الذَّلِيلُ وَاللهِ مَنْ نَصَرْتُمُوهُ! وَمَنْ رُمِيَ بِكُمْ فَقَدْ رُمِيَ بِأَفْوَقَ نَاصِلٍ. إِنَّكُمْ - وَاللهِ - لَكَثِيرٌ فِي الْبَاحَاتِ، قَلِيلٌ تَحْتَ الرَّايَاتِ، وَإِنِّي لَعَالِمٌ بِمَا يُصْلِحُكُمْ، وَيُقِيمُ أَوَدَكُمْ، وَلكِنِّي لاَ أَرَى إِصْلاَحَكُمْ بِإِفْسَادِ (فَسَادِي) نَفْسِي. أَضْرَعَ اللهُ خُدُودَكُمْ، وَأَتْعَسَ جُدُودَكُمْ! لاَ تَعْرِفُونَ الْحَقَّ كَمَعْرِفَتِكُمُ الْبَاطِلَ، وَلاَ تُبْطِلُونَ الْبَاطِلَ كَإِبْطَالِكُمُ الْحَقَّ!

۷۰

وقال (عليه السلام)

في سحرة اليوم الذي ضرب فيه

مَلَكَتْنِي عَيْنِي وَأَنَا جَالِسٌ، فَسَنَحَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَاذَا لَقِيتُ مِنْ أُمَّتِكَ مِنَ الْأَوَدِ وَاللَّدَدِ! فَقَالَ: «ادْعُ عَلَيْهِمْ». فَقُلْتُ: أَبْدَلَنِي اللهُ بِهِمْ خَيْراً مِنْهُمْ، وَأَبْدَلَهُمْ بِي شَرّاً لَهُمْ مِنِّي.

کم - کبھی کثرت کے معنی میں ہوتا ہے اور کبھی استفہام کے لئے - اس مقام پر اس سے مراد اول معنی ہے

بکار - جمع بکر - جوان اونٹ

عمدہ - جس کا کوہان اندر سے کھوکھلا ہو جائے اور باہر سے ٹھیک ہے

متداعیہ - پھٹا پرانا

حیصت - سیا جائے

تہتکت - پھٹ جائے

منسر - لشکر کا وہ دستہ جو آگے آگے چلتا ہے

انجحر - جحر (سوراخ) میں گھس گیا

وجار - بجو کا سوراخ

افوق - جس تیر کا سرا ٹوٹا ہو

ناصل - جس تیر میں دھار نہ ہو

باحات - صحن خانہ

اود - کجی

جدود - حصے

تعس - ہلاکت

سحرۃ - ہنگام سحر

(۱) خدا اس راہنما کی امداد کرے جس کی قوم بوسیدہ کپڑے کے مانند ہو جائے کہ جب ایک طرف سے درست کرنے کا ارادہ کرے تو دوسری طرف سے پھٹ جائے اور سارا وقت خالی لباس درست کرنے میں گذر جائے - پہننے کی نوبت ہی نہ آئے - یہ تماشا عجیب تھا قوم کی اس سے بہتر کوئی تشبیہ ممکن نہیں ہے اور اس کا اندازہ صرف اس رہنما کو ہو سکتا ہے جو ایسی قوم سے دوچار ہو جائے ورنہ ہر شخص اس درد کا اندازہ نہیں کر سکتا ہے۔

(۲) بعض اہل علم نے اس کی بہترین تفسیر کی ہے کہ مال، دنیا معاویہ کے ہاتھ میں قوم کو جتھہ بنانے کا ذریعہ تھا اور علیؑ کے ہاتھ میں قوم کی مخالفت اور بغاوت کا سبب تھا کہ آپ اپنی آخرت خراب کر کے لوگوں کی دنیا بنانے کے قائل نہیں تھے اور معاویہ کی نگاہ میں آخرت کا کوئی تصور نہیں تھا۔

مصادر خطبہ ۶۹ انساب الاشراف ۲ ص ۳۸۰، تاریخ ابن واضح ۲ ص ۱۸۳، غارات ابن ہلال، تاریخ طبری حوادث ۳۹ھ، ارشاد مفید ص ۱۴۰

مصادر خطبہ ۷۰ طبقات ابن سعد ۳ ص ۲۶، مقاتل الطالبیین ص ۲۱، العقد الفرید ۲ ص ۲۹۸، ذیل امالی ابو علی القالی ص ۱۹۱، الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۶۱، المتابعین محمد بن حبیب بغدادی، استیعاب ۳ ص ۵۹، ارشاد مفید ص ۹، الغرر والدرر ارتضیٰ ۳ ص ۳۶، انساب الاشراف ۲ ص ۴۹۵، تذکرہ خواص الامۃ ص ۱۸۱، ذخائر العقبیٰ طبری ص ۱۱۳

۶۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنے اصحاب کو سرزنش کرتے ہوئے)

کب تک میں تمہارے ساتھ وہ نرمی کا برتاؤ کروں جو بیمار اونٹ کے ساتھ کیا جاتا ہے جس کا کوہان اندر سے کھوکھلا ہوگیا ہو یا اس بوسیدہ کپڑے کے ساتھ کیا جاتا ہے جسے ایک طرف سے سیا جائے تو دوسری طرف سے پھٹ جاتا ہے۔ جب بھی شام کا کوئی دستہ تمہارے کسی دستہ کے سامنے آتا ہے تو تم میں سے ہر شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتا ہے اور اس طرح چھپ جاتا ہے جیسے سوراخ میں گوہ یا بجّو۔ خدا کی قسم ذلیل وہی ہوگا جس کے تم جیسے مددگار ہوں گے اور جو تمہارے ذریعہ تیر اندازی کرے گا گویا وہ سوفار شکستہ اور پیکان واشکستہ تیر سے نشانہ لگائے گا۔ خدا کی قسم تم صحن خانہ میں بہت دکھائی دیتے ہو اور پرچم لشکر کے زیر سایہ بہت کم نظر آتے ہو۔ میں تمہاری اصلاح کا طریقہ جانتا ہوں اور تمہیں سیدھا کر سکتا ہوں لیکن کیا کروں اپنے دین کو برباد کرکے تمہاری اصلاح نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ خدا تمہارے چہروں کو ذلیل کرے اور تمہارے نصیب کو بدنصیب کرے۔ تم حق کو اس طرح نہیں پہچانتے ہو جس طرح باطل کی معرفت رکھتے ہو اور باطل کو اس طرح باطل نہیں قرار دیتے ہو جس طرح حق کو غلط ٹھہراتے ہو۔

۷۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس سحر کے ہنگام جب آپ کے سر اقدس پر ضربت لگائی گئی)

ابھی میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک آنکھ لگ گئی اور ایسا محسوس ہوا کہ رسول اکرمؐ سامنے تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کی کہ میں نے آپ کی امت سے بے پناہ کجروی اور دشمنی کا مشاہدہ کیا ہے۔ فرمایا کہ بددعا کرو!
تو میں نے یہ دعا کی۔ خدایا مجھے ان سے بہتر قوم دیدے اور انھیں مجھ سے سخت تر رہنما دیدے۔

یہ بھی رویائے صادقہ کی ایک قسم ہے جہاں انسان واقعاً یہ دیکھتا ہے اور محسوس کرتا ہے جیسے خواب کی باتوں کو بیداری کے عالم میں دیکھ رہا ہے۔ رسول اکرمؐ کا خواب میں آنا کسی طرح کی تردید اور تشکیک کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے لیکن یہ مسئلہ بہرحال قابل غور ہے کہ جس وصی نے اتنے سارے مصائب برداشت کرلئے اور اُف تک نہیں کی اس نے خواب میں رسول اکرمؐ کو دیکھتے ہی فریاد کیوں شروع کردی اور جس نبی نے ساری زندگی ظلم و جفا کا سامنا کیا اور بددعا نہیں کی اس نے بددعا کرنے کا حکم کس طرح دے دیا۔؟

حقیقت امر یہ ہے کہ حالات اس منزل پر تھے جس کے بعد فریاد بھی برحق تھی اور بددعا بھی لازم تھی۔ اب یہ مولائے کائنات کا کمال کردار ہے کہ براہ راست قوم کی تباہی اور بربادی کی دعا نہیں کی بلکہ انھیں خود انھیں کے نظریات کے حوالہ کردیا کہ خدایا! یہ میری نظر میں برے ہیں تو مجھے ان سے بہتر اصحاب دیدے اور میں ان کی نظر میں برا ہوں تو انھیں مجھ سے بدتر حاکم دیدے تاکہ انھیں اندازہ ہو کہ برا حاکم کیسا ہوتا ہے۔

مولائے کائنات کی یہ دعا فی الفور قبول ہوگئی اور چند لمحوں کے بعد آپ کو معصوم بندگان خدا کا جوار حاصل ہوگیا اور شریر قوم سے نجات مل گئی۔

قال الشريف: يعني بالأود الاعوجاج، و باللدد الخصام، و هذا من أفصح الكلام.

۷۱

و من خطبة له (عليه السلام)

في ذم أهل العراق

و فيها يوبخهم على ترك القتال و النصر يكاد يتم، ثم تكذيبهم له

أَمَّا بَعْدُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ، فَإِنَّمَا أَنْتُمْ كَالْمَرْأَةِ الْحَامِلِ، حَمَلَتْ فَلَمَّا أَتَمَّتْ أَمْلَصَتْ وَ مَاتَ قَيِّمُهَا، وَ طَالَ تَأَيُّمُهَا، وَ وَرِثَهَا أَبْعَدُهَا. أَمَا وَاللهِ مَا أَتَيْتُكُمُ اخْتِيَاراً، وَلَكِنْ جِئْتُ إِلَيْكُمْ (أتيتكم) سَوْقاً. وَ لَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تَقُولُونَ: عَلِيٌّ يَكْذِبُ، قَاتَلَكُمُ اللهُ تَعَالَى! فَعَلَى مَنْ أَكْذِبُ؟ أَعَلَى اللهِ؟ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ آمَنَ بِهِ! أَمْ عَلَى نَبِيِّهِ؟ فَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ! كَلَّا وَاللهِ، لَكِنَّهَا لَهْجَةٌ غِبْتُمْ عَنْهَا، وَلَمْ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِهَا. وَيْلُ أُمِّهِ كَيْلاً بِغَيْرِ ثَمَنٍ! لَوْ كَانَ لَهُ وِعَاءٌ. وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ.

۷۲

و من خطبة له (عليه السلام)

علم فيها الناس الصلاة على النبي صلى الله عليه و آله

و فيها بيان صفات الله سبحانه و صفة النبي و الدعاء له

صفات الله

اللَّهُمَّ دَاحِيَ الْمَدْحُوَّاتِ، وَدَاعِمَ الْمَسْمُوكَاتِ، وَ جَابِلَ الْقُلُوبِ عَلَى فِطْرَتِهَا: شَقِيِّهَا وَ سَعِيدِهَا.

املصت - بچہ کا اسقاط کر دیا

قیم - شوہر

تائم - بیوگی

ولیہ - اس کی ماں کے لئے ویل ہے

لہجہ - وہ کلام جو لوگوں کی سمجھ سے بالاتر ہو

مدحوات - زمینیں

مسموکات - بلندیاں - آسمان

جابل - جبلّت قرار دینے والا

فطرۃ - پیدائش کے بعد کی ابتدائی کیفیت

(۱) اہل عراق کی حالت کے لئے عجیب و غریب تشبیہ ہے۔ گویا ایک عورت ہے جو بانجھ نہیں تھی بلکہ حاملہ ہوئی۔ پھر ولادت تک مشقت بھی برداشت کی۔ اور جب ولادت کا وقت آیا تو اسقاط کر دیا یعنی زندگی کا سہارا ہاتھ سے دے دیا۔ پھر شوہر بھی مر گیا اور ایک مدت تک دوسرا شوہر بھی نصیب نہیں ہوا اور وارث بننے والا بچے بھی ساقط ہو چکا ہے تو اب اس کی میراث بھی باہر والے ہی لے گئے۔

(۲) کہاں وہ انسان جسے باب مدینۃ العلم اور نفس رسولؐ بنایا گیا ہو اور کہاں وہ قوم جو روز اول سے ان پڑھ ہو اور آخر تک جاہل رہ جائے۔ ایسے انسان کا کلام سمجھنے کے لئے ایسے ہی سامعین درکار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نافہم آپ پر جھوٹ کا الزام لگا دیتے تھے جس طرح رسول اکرمؐ کو بھی ساحر کذاب کا لقب دے دیا کرتے تھے لیکن نہ پیغمبرؐ کاذب تھا اور نہ نفس پیغمبرؐ۔ قوم پہلے دور میں بھی جاہل تھی اور اس دور میں بھی نافہم تھی اور ایسی قوم سے ایسے ہی بیانات کی توقع کی جا سکتی ہے

مصادر خطبہ ۷۱ اختصاص ابن داب ص۱۵۵، ارشاد مفید ص۱۴۱، احتجاج طبرسیؒ ص۲۵۳، کافی ۸ ص۲۳۶، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۳۰۱، المجالس مفیدؒ ص۱۰۱، تذکرۃ الخواص ص۱۳۴، مجمع الامثال میدانی ۱ ص۲۳۳

مصادر خطبہ ۷۲ غریب الحدیث ابن قتیبہ، الغارات، بحار الانوار مجلسیؒ ۱۷ ص۱۶، ذیل الامالی ابو علی القالی ص۱۰۲، تہذیب اللغۃ ازہری، نہایہ ابن اثیر، دستور معالم الحکم قضاعی ص۱۱۹، تذکرۃ الخواص ص۱۳۶، الصحیفۃ العلویۃ السماہجی ص۳۲

۷۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(اہل عراق کی مذمت کے بارے میں)

اما بعد۔ اے اہل عراق! بس تمھاری مثال اس حاملہ عورت کی ہے جو ۹ ماہ تک بچہ کو شکم میں رکھے اور جب ولادت کا وقت آئے تو ساقط کردے اور پھر اس کا شوہر بھی مرجائے اور بیوگی کی مدت بھی طویل ہوجائے کہ قریب کا کوئی وارث نہ رہ جائے اور دور والے وارث ہوجائیں (۱)۔

خدا گواہ ہے کہ میں تمھارے پاس اپنے اختیار سے نہیں آیا ہوں بلکہ حالات کے جبر سے آیا ہوں اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم لوگ مجھ پر جھوٹ کا الزام لگاتے ہو۔ خدا تمھیں غارت کرے۔ میں کس کے خلاف غلط بیانی کروں گا؟ (۲)

خدا کے خلاف؟ جب کہ میں سب سے پہلے اس پر ایمان لایا ہوں۔

یا رسول خدا کے خلاف؟ جب کہ میں نے سب سے پہلے ان کی تصدیق کی ہے۔

ہرگز نہیں! بلکہ یہ بات ایسی تھی جو تمھاری سمجھ سے بالاتر تھی اور تم اس کے اہل نہیں تھے۔ خدا تم سے سمجھے۔ میں تمھیں جواہر پارے ناپ ناپ کر دے رہا ہوں اور کوئی قیمت نہیں مانگ رہا ہوں۔ مگر اے کاش تمھارے پاس اس کا ظرف ہوتا۔! اور عنقریب تمھیں اس کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

۷۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں لوگوں کو صلوات کی تعلیم دی گئی ہے اور صفات خدا و رسولؐ کا ذکر کیا گیا ہے)

اے خدا! اے فرش زمین کے بچھانے والے اور بلند ترین آسمانوں کو روکنے والے اور دلوں کو ان کی نیک بخت یا بدبخت فطرتوں پر پیدا کرنے والے،

---

(۱) دحو الارض کے بارے میں دو طرح کے تصورات پائے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ زمین کو آفتاب سے الگ کر کے فضائے بسیط میں لڑھکا دیا گیا اور اسی کا نام دحو الارض ہے اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ دحو کے معنی فرش بچھانے کے ہیں۔ گویا کہ زمین کو ہموار بنا کر قابل سکونت بنا دیا گیا اور یہی دحو الارض ہے۔ بہرحال روایات میں اس کی تاریخ ۲۵ ذی قعدہ بتائی گئی ہے جس تاریخ کو سرکار دو عالم حجۃ الوداع کے لئے مدینہ سے برآمد ہوئے تھے اور تخلیق ارض کی تاریخ مقصد تخلیق سے ہم آہنگ ہوگئی تھی۔ اس تاریخ میں روزہ رکھنا بے پناہ ثواب کا حامل ہے اور یہ تاریخ سال کے ان چار دنوں میں شامل ہے جس کا روزہ اجر بے حساب رکھتا ہے۔

۲۵ ذی قعدہ ۔ ۱۷ ربیع الاول ۔ ۲۷ رجب ۔ ۱۸ ذی الحجہ

غور کیجئے تو یہ نہایت درجہ حسین انتخاب قدرت ہے کہ پہلا دن وہ ہے جس میں زمین کا فرش بچھایا گیا۔ دوسرا دن وہ ہے جب مقصد تخلیق کائنات کو زمین پر بھیجا گیا۔ تیسرا دن وہ ہے جب اس کے منصب کا اعلان کر کے اس کا کام شروع کرایا گیا اور آخری دن وہ ہے جب اس کا کام مکمل ہوگیا اور صاحب منصب کو "اکملت لکم دینکم" کی سند مل گئی۔

صفة النبي (ص)

اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِكَ، وَ نَوَامِيَ بَرَكَاتِكَ،
عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُولِكَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ،
وَالْفَاتِحِ لِمَا انْغَلَقَ، وَالْمُعْلِنِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ،
وَالدَّافِعِ جَيْشَاتِ الْأَبَاطِيلِ، وَالدَّامِغِ صَوْلَاتِ
الْأَضَالِيلِ، كَمَا حُمِّلَ فَاضْطَلَعَ، قَائِماً بِأَمْرِكَ،
مُسْتَوْفِزاً فِي مَرْضَاتِكَ، غَيْرَ نَاكِلٍ عَنْ قُدُمٍ،
وَلَا وَاهٍ فِي عَزْمٍ، وَاعِياً لِوَحْيِكَ، حَافِظاً لِعَهْدِكَ،
مَاضِياً عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ، حَتَّى أَوْرَى قَبَسَ الْقَابِسِ،
وَأَضَاءَ الطَّرِيقَ لِلْخَابِطِ، وَ هُدِيَتْ بِهِ الْقُلُوبُ بَعْدَ
خَوْضَاتِ الْفِتَنِ وَالْآثَامِ، وَأَقَامَ بِمُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ،
وَ نَيِّرَاتِ الْأَحْكَامِ، فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ،
وَ خَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ، وَ شَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ،
وَ بَعِيثُكَ بِالْحَقِّ، وَ رَسُولُكَ إِلَى الْخَلْقِ.

الدعاء للنبي (ص)

اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ مَفْسَحاً فِي ظِلِّكَ، وَاجْزِهِ
مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ. اللَّهُمَّ
وَ أَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ بِنَاءَهُ،
وَ أَكْرِمْ لَدَيْكَ مَنْزِلَتَهُ، وَأَتْمِمْ لَهُ
نُورَهُ، وَاجْزِهِ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهُ مَقْبُولَ
الشَّهَادَةِ، مَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ، ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ،
وَ خُطْبَةٍ فَصْلٍ. اللَّهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ
فِي بَرْدِ الْعَيْشِ، وَ قَرَارِ النِّعْمَةِ، وَ مُنَى الشَّهَوَاتِ،
وَأَهْوَاءِ اللَّذَّاتِ، وَ رَخَاءِ الدَّعَةِ، وَ مُنْتَهَى الطُّمَأْنِينَةِ،
وَتُحَفِ الْكَرَامَةِ.

شرائف - شریفہ کی جمع ہے - پاکیزہ ترین
نوامی - مسلسل بڑھنے والی
ماسبق - گزشتہ نبوتیں
ما انغلق - دل اور عقلوں کے بند دروازے
جیشات - جیشہ کی جمع ہے - پتیلی کا ابال
اباطیل - باطل کی جمع ہے (غیر قیاسی)
صولات - صولہ کی جمع ہے
دامغ - دماغ پر وار کرنے والی ضرب
اضطلع - مضبوطی کے ساتھ قیام کیا
مستوفز - تیز رفتاری سے کام کرنے والا
ناکل - پیچھے ہٹ جانے والا
قدم - میدان جنگ کی طرف سبقت
واہی - کمزور
واعی - محافظ
قبس القابس - آگ کا شعلہ جو مسافر کے لئے روشن کیا جاتا ہے
خابط - جو رات کے وقت غلط راستہ پر چلا جاتا ہے
موضحات - موضحہ کی جمع - واضح
اعلام - علم کی جمع ہے جس نشان سے راستہ دریافت کیا جاتا ہے
علم مخزون - جو علم پروردگار نے خاص بندوں کو عطا کیا ہے
شہید - گواہ
بعیث - مبعوث
افسح لہ - وسعت عطا فرما
مضاعفات الخیر - نیکیوں کے درجات
قرار النعمۃ - منزل نعمت
منی الشہوات - جمع منیہ تمنائیں اور خواہشات
رخاء الدعۃ - سکون نفس کی فارغ البالی
تحف الکرامۃ - جو تحفے احتراماً دیئے جاتے ہیں

اپنی پاکیزہ ترین اور مسلسل بڑھنے والی برکات کو اپنے بندہ اور رسول حضرت محمدؐ پر قرار دے جو سابق نبوتوں کے ختم کرنے والے، دل و دماغ کے بند دروازوں کو کھولنے والے، حق کے ذریعے حق کا اعلان کرنے والے، باطل کے جوش و خروش کو دفع کرنے والے اور گمراہیوں کے حملوں کا سر کچلنے والے تھے۔ جو بار جس طرح ان کے حوالہ کیا گیا انھوں نے اٹھایا۔ تیرے امر کے ساتھ قیام کیا۔ تیری مرضی کی راہ میں تیز قدم بڑھاتے رہے۔ نہ آگے بڑھنے سے انکار کیا اور نہ ان کے ارادوں میں کمزوری آئی۔ تیری وحی کو محفوظ کیا۔ تیرے عہد کی حفاظت کی۔ تیرے حکم کے نفاذ کی راہ میں بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ روشنی کی جستجو کرنے والوں کے لئے آگ روشن کردی اور گم کردہ راہ کے لئے راستہ واضح کردیا۔ ان کے ذریعہ دلوں نے فتنوں اور گناہوں میں غرق رہنے کے بعد بھی ہدایت پالی اور انھوں نے راستہ دکھانے والے نشانات اور واضح احکام قائم کردئے۔ وہ تیرے امانتدار بندہ، تیرے پوشیدہ علوم کے خزانہ دار، روز قیامت کے لئے تیرے گواہ، حق کے ساتھ بھیجے ہوئے اور مخلوقات کی طرف تیرے نمائندہ تھے۔

خدایا ان کے لئے اپنے سایۂ رحمت میں وسیع ترین منزل قرار دیدے اور ان کے خیر کو اپنے فضل سے دگنا چوگنا کردے۔ خدایا ان کی عمارت کو تمام عمارتوں سے بلند تر اور ان کی منزل کو اپنے پاس بزرگ تر بنادے۔ ان کے نور کی تکمیل فرما اور انہیں رسالت کے صلہ میں انھیں مقبول شہادت اور پسندیدہ اقوال کا انعام عنایت کر کہ ان کی گفتگو ہمیشہ عادلانہ اور ان کا فیصلہ ہمیشہ حق و باطل کے درمیان حد فاصل رہا ہے۔

خدایا ہمیں ان کے ساتھ خوشگوار زندگی، نعمات کی منزل، خواہشات و لذات کی تکمیل کے مرکز۔ آرائش و طمانیت کے مقام اور کرامت و شرافت کے تحفوں کی منزل پر جمع کردے۔

لے یہ اسلام کا مخصوص فلسفہ ہے جو دنیاداری کے کسی نظام میں نہیں پایا جاتا ہے۔ دنیاداری کا مشہور و معروف نظام و اصول یہ ہے کہ مقصد ہر ذریعہ کو جائز بنا دیتا ہے۔ انسان کو فقط یہ دیکھنا چاہیے کہ مقصد صحیح اور بلند ہو۔ اس کے بعد اس مقصد تک پہونچنے کے لئے کوئی بھی راستہ اختیار کرنے میں کوئی حرج اور مضائقہ نہیں ہے لیکن اسلام کا نظام اس سے بالکل مختلف ہے۔ وہ دنیا میں مقصد اور مذہب دونوں کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اس نے "ان الدین" کہہ کر اعلان کیا ہے کہ اسلام طریقۂ حیات ہے اور "عند اللہ" کہہ کر واضح کیا ہے کہ اس کا مقصد حقیقی ذات پروردگار ہے۔ لہٰذا وہ نہ غلط مقصد کو مقصد قرار دینے کی اجازت دے سکتا ہے اور نہ غلط راستہ کو راستہ قرار دینے کی۔ اس کا منشاء یہ ہے کہ اس کے ماننے والے صحیح راستہ پر چلیں اور اسی راستہ کے ذریعہ منزل تک پہونچیں۔ چنانچہ مولائے کائنات نے سرکار دو عالمؐ کی اسی فضیلت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ نے جاہلیت کے نقارخانہ میں آواز حق بلند کی ہے لیکن اس آواز کو بلند کرنے کا طریقہ اور راستہ بھی صحیح اختیار کیا ہے ورنہ جاہلیت میں آواز بلند کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ اس قدر شور مچاؤ کہ دوسرے کی آواز دب جائے۔ اسلام ایسے احمقانہ انداز فکر کی حمایت نہیں کرسکتا ہے۔ وہ اپنے ماننے والوں سے بھی یہی مطالبہ کرتا ہے کہ حق کا پیغام حق کے راستہ سے پہونچاؤ غارت گری اور لوٹ مار کے ذریعہ نہیں۔ یہ اسلام کی پیغام رسانی نہیں ہے۔ خدا و رسولؐ کے لئے ایذا رسانی ہے جس کا جرم انتہائی سنگین ہے اور اس کی سزا دنیا و آخرت دونوں کی لعنت ہے۔

۷۳

و من كلام له (عليه السلام)

قاله لمروان بن الحكم بالبصرة

قالوا: أُخِذَ مروان بن الحكم أسيراً يوم الجمل، فاستشفع الحسن و الحسين عليهما السلام إلى أمير المؤمنين (عليه السلام)، فكلّماه فيه، فخلّى سبيله، فقالا له: يبايعك يا أمير المؤمنين؟ فقال (عليه السلام):

أَوَلَمْ يُبَايِعْنِي بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ؟! لَا حَاجَةَ لِي فِي بَيْعَتِهِ! إِنَّهَا كَفٌّ يَهُودِيَّةٌ[1]، لَوْ بَايَعَنِي بِكَفِّهِ لَغَدَرَ بِسَبَّتِهِ[2]. أَمَا إِنَّ لَهُ إِمْرَةً كَلَعْقَةِ الْكَلْبِ أَنْفَهُ، وَهُوَ أَبُو الْأَكْبُشِ الْأَرْبَعَةِ[3]، وَسَتَلْقَى الْأُمَّةُ مِنْهُ وَمِنْ وَلَدِهِ يَوْماً (موتاً) أَحْمَرَ!

۷٤

و من خطبة له (عليه السلام)

لما عزموا على بيعة عثمان

لَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّي أَحَقُّ النَّاسِ بِهَا مِنْ غَيْرِي، وَ وَاللهِ لَأُسْلِمَنَّ مَا سَلِمَتْ أُمُورُ الْمُسْلِمِينَ، وَلَمْ يَكُنْ فِيهَا جَوْرٌ إِلَّا عَلَيَّ خَاصَّةً، الْتِمَاساً لِأَجْرِ ذٰلِكَ وَفَضْلِهِ، وَزُهْداً فِيمَا تَنَافَسْتُمُوهُ مِنْ زُخْرُفِهِ وَزِبْرِجِهِ.

۷۵

و من كلام له (عليه السلام)

لما بلغه اتهام بني أمية له بالمشاركة في دم عثمان

أَوَلَمْ يَنْهَ بَنِي أُمَيَّةَ عِلْمُهَا بِي عَنْ قَرْفِي؟ أَوَ مَا وَزَعَ الْجُهَّالَ سَابِقَتِي عَنْ تُهَمَتِي؟! وَلَمَا وَعَظَهُمُ اللهُ بِهِ أَبْلَغُ مِنْ لِسَانِي. أَنَا حَجِيجُ

(۱) اس سے اشارہ ہوتا ہے کہ یہودیت کا کردار روز اول سے غداری اور مکاری کا کردار تھا اور اس کیلئے بدترین وسائل استعمال کیا کرتے تھے۔

(۲) یہ لفظ تقلیل نہیں ہے۔ روایت کا واقعی کردار ہے اور اس کا کفارہ نجیب چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز پر نہیں ہو سکتا ہے۔

(۳) اس سے مراد افراد خاندان عبدالملک سلیمان، یزید اور ہشام بھی ہو سکتے ہیں جنھیں خلافت ملی ہے اور اس کے اپنے فرزند عبدالملک، بشر، عبدالعزیز اور محمد بھی ہو سکتے ہیں جن میں سے عبدالملک خلیفہ ہوا ہے اور باقی مختلف علاقوں کے حاکم رہے ہیں۔

واضح رہے کہ مروان کا باپ حکم رسول اکرم کے زمانہ ہی سے مدینہ سے نکال دیا گیا تھا اور آپ نے اس پر لعنت بھی کی تھی اور باپ بیٹے کا داخلہ مدینہ میں بند کر دیا تھا لیکن عثمان نے اپنے دور خلافت میں واپس بلا کر سارے امور سلطنت کا مالک و مختار بنا دیا کہ یہ ان کا داماد بھی تھا اور رشتہ کا بھائی بھی اور یہی بات درحقیقت عہد میں قاتل بھی ثابت ہوئی کہ اگر اس کی بداعمالیاں شامل نہ ہوتیں تو شاید انھیں کچھ دنوں اور حکومت کرنے کا موقع مل جاتا لیکن اس کی زیادتیوں نے قوم کا جامۂ صبر لبریز کر دیا اور بالآخر خلیفہ کا قتل واقع ہو گیا اور جنازہ کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونا نصیب نہ ہو سکا اور حش کوکب یہودیوں کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا۔

مصادر خطبہ ۷۳ طبقات ابن سعد (حالات مروان) انساب الاشراف ۵ ص ۲۶۱، ربیع الابرار زمخشری، تذکرۃ الخواص ص ۸۰، نہایہ ابن اثیر ۱ ص ۱۶۹، حیاۃ الحیوان دمیری

مصادر خطبہ ۷۴ تاریخ طبری حوادث ۲۳ھ، تہذیب اللغۃ ازہری ۱ ص ۳۴۱، الجمع بین الغریبین الہروی، تنبیہ الخواطر الشیخ ورام، نہایہ ابن اثیر

مصادر خطبہ ۷۵ نہایہ ابن اثیر (مادہ قرف)، مجمع البحرین طریحی (مادہ قرف)

۷۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو مروان بن الحکم سے بصرہ میں فرمایا)

کہا جاتا ہے کہ جب مروان بن الحکم جنگ جمل میں گرفتار ہو گیا تو امام حسنؑ و حسینؑ نے امیر المومنینؑ سے اس کی سفارش کی اور آپ نے اسے آزاد کر دیا تو دونوں حضرات نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ! یہ اب آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا:

(۱) کیا اس نے قتل عثمانؓ کے بعد میری بیعت نہیں کی تھی۔۔۔؟ مجھے اس کی بیعت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک یہودی قسم کا ہاتھ ہے۔ اگر ہاتھ سے بیعت کر بھی لے گا تو رکیک طریقہ سے اسے توڑ ڈالے گا۔ (۲) یاد رکھو اسے بھی حکومت ملے گی مگر صرف اتنی دیر جتنی دیر میں کتا اپنی ناک چاٹتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ چار بیٹوں کا باپ بھی ہے (۳) اور امت اسلامیہ اس سے اور اس کی اولاد سے بدترین دن دیکھنے والی ہے۔

۷۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب لوگوں نے عثمانؓ کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا)

تمہیں معلوم ہے کہ میں تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خلافت کا حقدار ہوں اور خدا گواہ ہے کہ میں اس وقت تک حالات کا ساتھ دیتا رہوں گا جب تک مسلمانوں کے مسائل ٹھیک رہیں اور ظلم صرف میری ذات تک محدود رہے تاکہ میں اس کا اجر و ثواب حاصل کر سکوں اور اس زیب و زینت دنیا سے اپنی بے نیازی کا اظہار کر سکوں جس کے لئے تم سب مرے جا رہے ہو۔

۷۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ کو خبر ملی کہ بنی امیہ آپ پر خون عثمانؓ کا الزام لگا رہے ہیں)

کیا بنی امیہ کے واقعی معلومات انھیں مجھ پر الزام تراشی سے نہیں روک سکے اور کیا جاہلوں کو میرے کارنامے اس اتہام سے باز نہیں رکھ سکے؟ یقیناً پروردگار نے تہمت و افترا کے خلاف جو نصیحت فرمائی ہے وہ میرے بیان سے کہیں زیادہ بلیغ ہے۔ میں ان بیدینوں پر حجت تمام کرنے والا ہوں۔

۱۔ آل محمدؐ کے اس کردار کا تاریخ کائنات میں کوئی جواب نہیں ہے۔ انھوں نے ہمیشہ فضل و کرم سے کام لیا ہے۔ حد یہ ہے کہ اگر معاذ اللہ امام حسنؑ و امام حسینؑ کی سفارش کو مستقبل کے حالات سے ناواقفیت بھی تصور کر لیا جائے تو امام زین العابدینؑ کے طرز عمل کو کیا کہا جا سکتا ہے جنھوں نے واقعہ کربلا کے بعد بھی مروان کے گھر والوں کو پناہ دی ہے اور اس بے حیا نے حضرت سے پناہ کی درخواست کی ہے۔

۲۔ درحقیقت یہی یہودیت کی ایک شاخ ہے کہ وقت پڑنے پر ہر ایک کے سامنے ذلیل بن جاؤ اور کام نکلنے کے بعد پروردگار کی نعمتوں کی بھی پرواہ نہ کرو۔ اللہ دین اسلام کو ہر دور کی یہودیت سے محفوظ رکھے۔

۳۔ امیر المومنینؑ کا مقصد یہ ہے کہ خلافت میرے لئے کسی بدن اور مقصد حیات کا مرتبہ نہیں رکھتی ہے۔ یہ درحقیقت عام انسانیت کے لئے سکون و اطمینان فراہم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ لہٰذا اگر یہ مقصد کسی بھی ذریعہ سے حاصل ہو گیا تو میرے لئے سکوت جائز ہو جائے گا اور میں اپنے اوپر ظلم کو برداشت کر لوں گا۔

دوسرا فقرہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہل خلافت سے کل عدل و انصاف اور سکون و اطمینان کی توقع محال ہے لیکن آپ کی کائنات کا منشاء یہ ہے کہ اگر ظلم فقط ذات پر ہوگی تو برداشت کر لوں گا لیکن عوام اس کی زد میں ہوں گے اور میرے پاس سارے طاقت ہوگی تو ہرگز برداشت نہ کروں گا کہ یہ عہد الٰہی کے خلاف ہے۔

الْمَارِقِينَ، وَخَصِيمُ النَّاكِثِينَ الْمُرْتَابِينَ، وَعَلَى كِتَابِ اللَّهِ تُعْرَضُ الْأَمْثَالُ، وَبِمَا فِي الصُّدُورِ تُجَازَى الْعِبَادُ! [١]

٧٦

و من خطبة له «ع»

في الحث على العمل الصالح

رَحِمَ اللَّهُ امْرَأً (عبداً) سَمِعَ حُكْماً فَوَعَى، وَدُعِيَ إِلَى رَشَادٍ فَدَنَا، وَأَخَذَ بِحُجْزَةِ هَادٍ فَنَجَا. رَاقَبَ رَبَّهُ، وَخَافَ ذَنْبَهُ، قَدَّمَ خَالِصاً، وَعَمِلَ صَالِحاً (ناصحا). اكْتَسَبَ مَذْخُوراً، وَاجْتَنَبَ مَحْذُوراً، وَرَمَى غَرَضاً، وَأَحْرَزَ عِوَضاً. كَابَرَ هَوَاهُ، وَكَذَّبَ مُنَاهُ. جَعَلَ الصَّبْرَ مَطِيَّةَ نَجَاتِهِ، وَالتَّقْوَى عُدَّةَ وَفَاتِهِ. رَكِبَ الطَّرِيقَةَ الْغَرَّاءَ، وَلَزِمَ الْمَحَجَّةَ الْبَيْضَاءَ. اغْتَنَمَ الْمَهَلَ، وَبَادَرَ الْأَجَلَ، وَتَزَوَّدَ مِنَ الْعَمَلِ.

٧٧

و من كلام له «ع»

و ذلك حين منعه سعيد بن العاص حقه

إِنَّ بَنِي أُمَيَّةَ لَيُفَوِّقُونَنِي تُرَاثَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَفْوِيقاً، وَاللَّهِ لَئِنْ بَقِيتُ لَهُمْ لَأَنْفُضَنَّهُمْ نَفْضَ اللَّحَّامِ الْوِذَامَ التَّرِبَةَ!

قال الشريف: و يروى «التراب الوذمة»، و هو على القلب.

قال الشريف: و قوله «ع» «ليفوقونني» أي: يعطونني من المال قليلاً كفواق الناقة، و هو الحلبة الواحدة من لبنها. والوذام: جمع وذمة، و هي الحزة من الكرش أو الكبد تقع في التراب فتنفض.

٧٨

و من دعاء له «ع»

من كلمات كان «ع» يدعو بها

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، فَإِنْ عُدْتُ فَعُدْ عَلَيَّ بِالْمَغْفِرَةِ.

مارقین ۔ دین سے نکل جانے والے (خوارج)
ناکثین ۔ بیعت توڑ دینے والے ۔
امثال ۔ مشتبہ معاملات
حکم ۔ حکمت
وعی ۔ محفوظ کر لیا
دنا ۔ ہدایت سے قریب تر ہو گیا
حجزہ ۔ بند کمر
اکتسب مذخوراً ۔ وہ ثواب حاصل کر لیا جو ذخیرہ کرنے کے قابل ہے
کابر ہواہ ۔ خواہشات پر غالب آگیا
محجہ ۔ شاہراہ
غراء ۔ روشن
مہل ۔ مدت حیات
علی القلب ۔ لفظ کو الٹ کر سمجھا جائیگا
حزۃ ۔ ٹکڑا

(١) حقیقت شناسی کا بہترین معیار کتاب خدا ہے ۔ اگر تیں امیہ واقعاً حقائق سے باخبر ہونا چاہتے ہیں تو کردار عثمانؓ کو کتاب خدا سے ملا کر دیکھ لیں کہ ایسے انسان کا انجام کیا ہونا چاہیے ۔ پھر مخالفین کے اعمال کا جائزہ لیں کہ انھیں ان حالات میں کیا کرنا چاہیے تھا ۔
اس کے بعد جب ثواب و عذاب کا دارومدار نیت پر ہے تو جب تک کسی کی نیت کا علم نہ ہو جائے اس پر تنقید کرنا اور الزام تراشی کرنا کسی قیمت پر جائز نہیں ہو سکتا ہے ۔ مگر افسوس کہ بنی امیہ کو ان حقائق سے کیا تعلق ہے اور ان کے لئے کتاب خدا کس دن بنیاد زندگی بنی تھی ۔

مصادر خطبہ نمبر ۷۶: تحف العقول حرانی صـ۱۵۱، کنز الفوائد کراجکی صـ۱۶۴، مطالب السؤل شافعی ۱ صـ۵۹، عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر، ربیع الابرار زمخشری جلد ۱ ورقہ ۲۳۱، زہر الآداب الحصری ۱ صـ۴۲، غرر الحکم آمدی، تذکرۃ الخواص صـ۱۳۵، روضہ کافی صـ۱۷۲۔

مصادر خطبہ نمبر ۷۷: اغانی ۱۱ صـ۲۹، تہذیب اللغۃ ۱۵ صـ۲۴، غریب الحدیث قاسم بن سلام، المؤتلف والمختلف ابن درید، الجمع بین الغریبین، نہایۃ ابن اثیر، جمہرۃ الامثال ابو ہلال عسکری ۱ صـ۱۶۵۔

مصادر خطبہ نمبر ۷۸: المائۃ المختارہ ابو عثمان الجاحظ، المناقب الخوارزمی صـ۲۴۲

ان عہد شکن جتھوں کے تشکیک افراد کا دشمن ہوں۔ اور تمام مشتبہ معاملات کو کتاب خدا پر پیش کرنا چاہیے اور روز قیامت بندوں کا حساب ان کے دلوں کے مضمرات (نیتوں) ہی پر ہوگا۔

۷۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں عمل صالح پر آمادہ کیا گیا ہے)

خدا رحمت[1] نازل کرے اس بندہ پر جو کسی حکمت کو سُنے تو محفوظ کرلے اور اُسے کسی ہدایت کی دعوت دی جائے تو اس سے قریب تر ہو جائے اور کسی راہنما سے وابستہ ہو جائے تو نجات حاصل کرلے۔ اپنے پروردگار کو ہر وقت نظر میں رکھے اور گناہوں سے ڈرتا رہے۔ خالص اعمال کو آگے بڑھائے اور نیک اعمال کرتا رہے۔ قابل ذخیرہ ثواب حاصل کرے۔ قابل پرہیز چیزوں سے اجتناب کرے۔ مقصد کو نگاہوں میں رکھے۔ اجر سمیٹ لے۔ خواہشات پر غالب آجائے اور تمناؤں کو جھٹلا دے۔ صبر کو نجات کا مرکب بنالے اور تقویٰ کو وفات کا ذخیرہ قرار دے لے۔ روشن راستہ پر چلے اور واضح شاہراہ کو اختیار کرلے۔ مہلت حیات کو غنیمت قرار دے اور موت کی طرف خود سبقت کرے اور عمل کا زاد راہ لے کر آگے بڑھے۔

۷۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب سعید بن العاص نے آپ کو آپ کے حق سے محروم کر دیا)

یہ بنی امیہ مجھے میراث پیغمبرؐ کو بھی تھوڑا تھوڑا کرکے دے رہے ہیں حالانکہ اگر میں زندہ رہ گیا تو اس طرح جھاڑ کر پھینک[2] دوں گا جس طرح قصاب گوشت کے ٹکڑے سے مٹی کو جھاڑ دیتا ہے۔

سید رضیؒ۔ بعض روایات میں "وذام تربۃ" کے بجائے "تراب الوذمۃ" ہے جو معنی کے اعتبار سے معکوس ترکیب ہے۔

"لیفوقوننی" کا مفہوم ہے مال کا تھوڑا تھوڑا کرکے دینا جس طرح کہ اونٹ کا دودھ نکالا جاتا ہے۔ فواق اونٹ کا ایک مرتبہ کا دوہا ہوا دودھ ہے اور وذام وذمہ کی جمع ہے جس کے معنی ٹکڑے کے ہیں یعنی جگر یا آنتوں کا وہ ٹکڑا جو زمین پر گر جائے۔

۷۸۔ آپ کی دُعا

(جسے برابر تکرار فرمایا کرتے تھے)

خدایا میری خاطر ان چیزوں کو معاف کر دے جنھیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے اور اگر پھر ان امور کی تکرار ہو تو تو بھی مغفرت کی تکرار فرما۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رحمت الٰہی کا دائرہ بیحد وسیع ہے اور مسلم و کافر۔ دیندار و بے دین سب کو شامل ہے۔ یہ ہمیشہ غضب الٰہی سے آگے آگے چلتی ہے۔ لیکن روز قیامت اس رحمت کا استحقاق آسان نہیں ہے۔ وہ حساب کا دن ہے اور خدائے واحد قہار کی حکومت کا دن ہے۔ لہٰذا اس دن رحمت خدا کے استحقاق کے لئے ان تمام چیزوں کا اختیار کرنا ہوگا جن کی طرف مولائے کائنات نے اشارہ کیا ہے اور ان کے بغیر رحمۃ للعالمین کا کلمہ اور ان کی محبت کا دعویٰ بھی کام نہیں آسکتا ہے۔ دنیا کے احکام الگ ہیں اور آخرت کے احکام الگ ہیں۔ یہاں کا نظام رحمت الگ ہے اور وہاں کا نظام مکافات و مجازات الگ۔

[2] کتنی حسین تشبیہ ہے کہ بنی امیہ کی حیثیت اسلام میں وہ جگر کی ہے رسوہ کی اور جگر کے ٹکڑے کی۔ یہ وہ گرد ہیں جو الگ ہو جانے والے ٹکڑے سے چپک جاتی ہے لیکن گوشت کا استعمال کرنے والا اسے بھی برداشت نہیں کرتا ہے اور اسے جھاڑنے کے بعد ہی خریدار کے حوالے کرتا ہے تاکہ دکان بدنام نہ ہونے پائے اور تاجر ناتجربہ کار اور بدذوق نہ کہا جاسکے۔!

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا وَأَيْتُ مِنْ نَفْسِي وَ لَمْ تَجِدْ لَهُ وَفَاءً عِنْدِي. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا تَقَرَّبْتُ بِهِ إِلَيْكَ بِلِسَانِي، ثُمَّ خَالَفَهُ قَلْبِي. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي رَمَزَاتِ الْأَلْحَاظِ، وَسَقَطَاتِ الْأَلْفَاظِ، وَ شَهَوَاتِ الْجَنَانِ، وَ هَفَوَاتِ اللِّسَانِ.

۷۹

و من كلام له «عليه السلام»

قاله لبعض أصحابه لما عزم على المسير إلى الخوارج، و قد قال له: إن سرت يا أمير المؤمنين، في هذا الوقت، خشيت ألا تظفر بمرادك، من طريق علم النجوم

فقال «عليه السلام»

أَتَزْعُمُ أَنَّكَ تَهْدِي إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ فِيهَا صُرِفَ عَنْهُ السُّوءُ؟ وَ تُخَوِّفُ مِنَ السَّاعَةِ الَّتِي مَنْ سَارَ فِيهَا حَاقَ بِهِ الضُّرُّ؟ فَمَنْ صَدَّقَكَ بِهٰذَا فَقَدْ كَذَّبَ الْقُرْآنَ، وَاسْتَغْنَى عَنِ الْاِسْتِعَانَةِ بِاللّٰهِ فِي نَيْلِ الْمَحْبُوبِ وَ دَفْعِ الْمَكْرُوهِ، وَ تَبْتَغِي فِي قَوْلِكَ لِلْعَامِلِ بِأَمْرِكَ أَنْ يُولِيَكَ الْحَمْدَ دُونَ رَبِّهِ، لِأَنَّكَ - بِزَعْمِكَ - أَنْتَ هَدَيْتَهُ إِلَى السَّاعَةِ الَّتِي نَالَ فِيهَا النَّفْعَ، وَأَمِنَ الضُّرَّ!!

ثم أقبل «عليه السلام» على الناس فقال:

أَيُّهَا النَّاسُ، إِيَّاكُمْ وَ تَعَلُّمَ النُّجُومِ، إِلَّا مَا يُهْتَدَى بِهِ فِي بَرٍّ أَوْ بَحْرٍ، فَإِنَّهَا تَدْعُو إِلَى الْكَهَانَةِ، وَالْمُنَجِّمُ كَالْكَاهِنِ، وَالْكَاهِنُ كَالسَّاحِرِ، وَالسَّاحِرُ كَالْكَافِرِ! وَالْكَافِرُ فِي النَّارِ! سِيرُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.

۸۰

و من خطبة له «عليه السلام»

بعد فراغه من حرب الجمل، في ذم النساء ببيان نقصهن

مَعَاشِرَ النَّاسِ، إِنَّ النِّسَاءَ نَوَاقِصُ الْإِيمَانِ، نَوَاقِصُ الْحُظُوظِ،

وایت - میں نے وعدہ کیا
الحاظ جمع لحظ - آنکھ کا باطنی حصہ
رمزات - اشارے
سقطات - لغو
ہفوات - لغزشیں
جنان - قلب
شہوات - خواہشات
حاق بہ - گھیر لیا
کاہن - علم غیب کا بیان کرنے والے
یولیک الحمد - قابل تعریف قرار دے

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ کل کائنات ایک خالق کی ایک مخلوق ہے اور اس کے تمام اجزاء میں مکمل ارتباط و اتحاد پایا جاتا ہے۔ زمین کا کوئی ذرہ آسمان کے کسی ستارہ سے بے تعلق نہیں ہے اور آسمان کی کوئی حرکت زمین کے تغیر سے بیگانہ نہیں ہے۔ لیکن یہ رابطہ کیا ہے اور یہ تعلق کیسا ہے؟ اس کا علم سوائے پروردگار کے کسی کو نہیں ہے وہ اگر کسی بندہ کو ان حقائق سے باخبر کردے تو اور بات ہے ورنہ جو براہ راست ان حقائق سے کسی قیمت پر باخبر نہیں ہو سکتا ہے علم نجوم کی کمزوری یہی ہے کہ انسان اس امر کا ادعا کرتا ہے کہ وہ ستاروں کی حرکات کے اثرات سے باخبر ہے اور پھر انھیں اثرات کو حتمی اور یقینی بنا دیتا ہے اور پروردگار کی قدرت سے یکسر غافل ہو جاتا ہے جو بات انسان کو کسی نہ کسی وقت کفر کی سرحد تک پہنچا دیتی ہے۔

مصادر خطبہ ۷۹ کتاب فیض ابراہیم بن الحسن بن دیزیل المحدث، عیون اخبار الرضا صدوق ۱، امالی صدوق ص۲۳۹، عیون الجواہر صدوق، فرج الہموم فی تاریخ علماء النجوم ص۵۷ - ۵۹، انساب الاشراف بلاذری ص۳۶۶، تذکرۃ الخواص ص۱۵۸، احتجاج طبرسی ص۲۳۵

مصادر خطبہ ۸۰ تذکرۃ الخواص، قوت القلوب ۱ ص۲۸۲، فروع الکافی، المسترشد الطبری الامامی ص۸

خدایا ان وعدوں کے بارے میں بھی مغفرت فرما جن کا تجھ سے وعدہ کیا گیا لیکن انھیں وفا نہ کیا جا سکا۔ خدایا ان اعمال کی بھی مغفرت فرما جن میں زبان سے تیری قربت اختیار کی گئی لیکن دل نے اس کی مخالفت ہی کی۔

خدایا آنکھوں کے طنزیہ اشاروں۔ دہن کے ناشائستہ کلمات۔ دل کی بیجا خواہشات اور زبان کی ہرزہ سرائیوں کو بھی معاف فرما دے۔

۷۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب جنگ خوارج کے لئے نکلتے وقت بعض اصحاب نے کہا کہ امیر المومنینؑ اس سفر کے لئے کوئی دوسرا وقت اختیار فرمائیں۔ اس وقت کامیابی کے امکانات نہیں ہیں کہ علم نجوم کے حسابات سے یہی اندازہ ہوتا ہے)

کیا تمھارا خیال یہ ہے کہ تمھیں وہ ساعت معلوم ہے جس میں نکلنے والے سے بلائیں ٹل جائیں گی اور تم اس ساعت سے ڈرا رہے ہو جس میں سفر کرنے والا نقصانات میں گھر جائے گا؟ یاد رکھو جو تمھارے اس بیان کی تصدیق کرے گا وہ قرآن کی تکذیب کرنے والا ہوگا اور محبوب اشیاء کے حصول اور ناپسندیدہ امور کے دفع کرنے میں مدد خدا سے بے نیاز ہو جائے گا۔ کیا تمھاری خواہش یہ ہے کہ تمھارے افعال کے مطابق عمل کرنے والا پروردگار کے بجائے تمھاری ہی تعریف کرے اس لئے کہ تم نے اپنے خیال میں اسے اس ساعت کا پتہ بتا دیا ہے جس میں منفعت حاصل کی جاتی ہے اور نقصانات سے محفوظ رہا جاتا ہے۔

ایہا الناس! خبردار نجوم کا علم[1] مت حاصل کرو مگر اتنا ہی جس سے بر و بحر میں راستے دریافت کئے جا سکیں۔ کہ یہ علم کہانت کی طرف لے جاتا ہے اور منجم بھی ایک طرح کا کاہن (غیب کی خبر دینے والا) ہو جاتا ہے جب کہ کاہن جادوگر جیسا ہوتا ہے اور جادوگر کافر جیسا ہوتا ہے اور کافر کا انجام جہنم ہے۔ چلو نام خدا لے کر نکل پڑو۔

۸۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جنگ جمل سے فراغت کے بعد عورتوں کی مذمت کے بارے میں)

لوگو! یاد رکھو کہ عورتیں ایمان کے اعتبار سے، میراث کے حصہ کے اعتبار سے اور عقل کے اعتبار سے ناقص ہوتی ہیں۔

---

[1] واضح رہے کہ علم نجوم حاصل کرنے سے مراد ان اثرات و نتائج کا معلوم کرنا ہے جو ستاروں کی حرکات کے بارے میں اس علم کے مدعی حضرات نے بیان کئے ہیں ورنہ اصل ستاروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا کوئی عیب نہیں ہے۔ اس سے انسان کے ایمان اور عقیدہ میں بھی استحکام پیدا ہوتا ہے اور بہت سے دوسرے مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں۔ اور ستاروں کا وہ علم جو ان کے حقیقی اثرات پر مبنی ہے ایک فضل و شرف ہے اور علم پروردگار کا ایک شعبہ ہے وہ جسے چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے۔

امام علیہ السلام نے اولاً علم نجوم کو کہانت کا ایک شعبہ قرار دیا کہ غیب کی خبر دینے والے اپنے اخبار کے مختلف مآخذ و مدارک بیان کرتے ہیں۔ جن میں سے ایک علم نجوم بھی ہے۔ اس کے بعد جب وہ غیب کی خبریں بیان کر دیتے ہیں تو انھیں خبروں کے ذریعہ انسان کے دل و دماغ پر مسلط ہو جانا چاہتے ہیں جو جادوگری کا ایک شعبہ ہے اور جادوگری انسان کو یہ محسوس کرانا چاہتی ہے کہ اس کائنات میں عمل دخل ہمارا ہی ہے اور اس جادو کا چڑھانا اور اتارنا ہمارے ہی بس کا کام ہے، دوسرا کوئی یہ کارنامہ انجام نہیں دے سکتا ہے اور اسی کا نام کفر ہے۔

نَوَاقِصُ الْعُقُولِ: فَأَمَّا نُقْصَانُ إِيمَانِهِنَّ فَقُعُودُهُنَّ عَنِ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامِ فِي أَيَّامِ حَيْضِهِنَّ، وَأَمَّا نُقْصَانُ عُقُولِهِنَّ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ كَشَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ، وَأَمَّا نُقْصَانُ حُظُوظِهِنَّ فَمَوَارِيثُهُنَّ عَلَى الْأَنْصَافِ مِنْ مَوَارِيثِ الرِّجَالِ. فَاتَّقُوا شِرَارَ النِّسَاءِ، وَكُونُوا مِنْ خِيَارِهِنَّ عَلَى حَذَرٍ، وَلَا تُطِيعُوهُنَّ فِي الْمَعْرُوفِ حَتَّى لَا يَطْمَعْنَ فِي الْمُنْكَرِ.

۸۱

و من كلام له (عليه السلام)

في الزهد

أَيُّهَا النَّاسُ، الزَّهَادَةُ قِصَرُ الْأَمَلِ، وَالشُّكْرُ عِنْدَ (عَنِ) النِّعَمِ، وَالتَّوَرُّعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ، فَإِنْ عَزَبَ ذَلِكَ عَنْكُمْ فَلَا يَغْلِبِ الْحَرَامُ صَبْرَكُمْ، وَلَا تَنْسَوْا عِنْدَ النِّعَمِ شُكْرَكُمْ، فَقَدْ أَعْذَرَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ بِحُجَجٍ مُسْفِرَةٍ ظَاهِرَةٍ، وَكُتُبٍ بَارِزَةِ الْعُذْرِ وَاضِحَةٍ.

۸۲

و من كلام له (عليه السلام)

في ذم صفة الدنيا

مَا أَصِفُ مِنْ دَارٍ أَوَّلُهَا عَنَاءٌ، وَآخِرُهَا فَنَاءٌ! فِي حَلَالِهَا حِسَابٌ، وَفِي حَرَامِهَا عِقَابٌ. مَنِ اسْتَغْنَى فِيهَا فُتِنَ، وَمَنِ افْتَقَرَ فِيهَا حَزِنَ، وَمَنْ سَاعَاهَا فَاتَتْهُ، وَمَنْ قَعَدَ عَنْهَا وَاتَتْهُ، وَمَنْ أَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ، وَمَنْ أَبْصَرَ إِلَيْهَا أَعْمَتْهُ.

قال الشريف: أقول: و إذا تأمل المتأمل قوله (عليه السلام): «وَمَنْ أَبْصَرَ بِهَا بَصَّرَتْهُ» وجد تحته من المعنى العجيب، والغرض البعيد، ما لا تبلغ غايته و لا يدرك غوره، لا سيما إذا قرن إليه قوله: «وَمَنْ أَبْصَرَ إِلَيْهَا أَعْمَتْهُ»، فإنه يجد الفرق بين «أبصر بها» و «أبصر إليها» واضحا نيرا، و عجيبا باهرا! صلوات الله و سلامه عليه.

تورع ۔ شبہات میں پرہیز کرنا
عزب عنکم ۔ دور ہو جائے
اعذر ۔ تمام عذر کا سلسلہ ختم کر دیا
بارزۃ العذر ۔ جس کا عذر واضح ہو
عناء ۔ رنج و تعب

(۱) ناقص الایمان ہونے کے لئے عمل کا حوالہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان میں عمل کا بہت بڑا دخل ہے اور ظاہر ہے کہ اگر عورت کو حکم خدا کی بنا پر نماز روزہ چھوڑ دینے سے ناقص الایمان کہا جا سکتا ہے تو بے نمازی اور روزہ خور کو مکمل طور پر بے ایمان ہی کہا جائیگا۔

(۲) عورت کے مزاج کا خاصہ یہ ہے کہ واقعات کے بیان میں جذبات کو ضرور شامل کر دیتی ہے اور یہی چیز گواہی میں نقص پیدا کر دیتی ہے ورنہ وہ شعور و ادراک کے اعتبار سے ناقص نہیں ہوتی ہے۔ اس کا نقص عقل پر جذبات کے غلبہ سے ظاہر ہوتا ہے اور یہی وہ چیز ہے جو مرد کو بھی ناقص العقل بنا سکتی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں اگر مرد اپنے فسق کی بنا پر قابل شہادت نہ رہ جائے تو اس کا شمار بھی ناقص العقل افراد ہی میں ہوگا کہ فسق کی تعلیم جذبات و خواہشات نے دی ہے عقل نے نہیں دی ہے۔

(۳) واضح رہے کہ یہ مسئلہ صرف بہن بھائی کی میراث تک محدود ہے کہ مرنے والے کی اولاد میں بھائی کا حصہ زیادہ ہوتا ہے اور بہن کا کم۔ ورنہ دیگر مسائل میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے اور بعض اوقات تو عورت کا حصہ مرد سے بھی زیادہ ہو سکتا ہے

مصادر خطبہ ۸۰ معانی الاخبار صدوق ص۲۵۱، خصال صدوق ۱ ص۱۱، محاسن برقی ص۲۳۳، غرر الحکم آمدی ص۱۱۹، روضۃ الواعظین فتال ص۳۳۳، مشکوۃ الانوار طبرسی ص۱۰۶، تحف العقول ابن شعبہ الحرانی ص۱۰۱، ص۱۳۰

مصادر خطبہ ۸۱ کامل مبرد ا ص۹، امالی قالی ۲ ص۱۲۰، المجتنی ابن درید ص۳۱، تحف العقول حرانی ص۱۳۰، العقد الفرید ۳ ص۱۴۲، امالی سید مرتضیٰ ۱ ص۵۳، تذکرۃ الخواص ص۱۳۶، مشکوۃ الانوار ص۳۳۳، غرر الحکم ص۸۵، کنز الفوائد کراجکی ص۱۶۰، مروج الذہب ۲ ص۳۳۳، اختصاص مفید ص۱۵۵، مناقب خوارزمی، کامل مبرد ا ص۱۵۲

ایمان کے اعتبار سے ناقص ہونے کا مطلب[1] یہ ہے کہ وہ ایام حیض میں نماز روزہ سے بیٹھ جاتی ہیں اور عقلوں کے اعتبار سے ناقص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر[2] ہوتی ہے۔ حصہ کی کمی یہ ہے کہ انہیں میراث میں حصہ مردوں کے آدھے حصہ کے برابر ملتا ہے[3]۔ لہٰذا بدترین عورتوں سے بچتے رہو اور بہترین عورتوں سے بھی ہوشیار رہو اور خبردار نیک کام بھی ان کی اطاعت کی بنا پر انجام نہ دینا کہ انہیں برے کام کا حکم دینے کا خیال پیدا ہو جائے۔

۸۱۔ آپ کا ارشاد گرامی
(زہد کے بارے میں)

ایہا الناس! زہد امیدوں کے کم کرنے، نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے اور محرمات سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ اب اگر یہ کام تمہارے لئے مشکل ہو جائے تو کم از کم اتنا کرنا کہ حرام تمہاری قوت برداشت پر غالب نہ آنے پائے اور نعمتوں کے موقع پر شکریہ کو فراموش نہ کر دینا کہ پروردگار نے نہایت درجہ واضح اور روشن دلیلوں اور حجت تمام کرنے والی کتابوں کے ذریعہ تمہارے ہر عذر کا خاتمہ کر دیا ہے۔

۸۲۔ آپ کا ارشاد گرامی
(دنیا کے صفات کے بارے میں)

میں اس دنیا کے بارے میں کیا کہوں جس کی ابتدا رنج و غم اور انتہا فنا و نیستی ہے۔ اس کے حلال میں حساب ہے اور حرام میں عقاب۔ جو اس میں غنی ہو جائے وہ آزمائشوں میں مبتلا ہو جائے اور جو فقیر ہو جائے وہ رنجیدہ و افسردہ ہو جائے۔ جو اس کی طرف دوڑ لگائے اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور جو منہ پھیر کر بیٹھ رہے اس کے پاس حاضر ہو جائے۔ جو اس کو ذریعہ بنا کر آگے دیکھے اسے بینا بنا دے اور جو اس کو منظور نظر بنا لے اسے اندھا بنا دے۔

سید رضیؒ۔ اگر کوئی شخص حضرت کے اس ارشاد گرامی "من ابصر بها بصرته" میں غور کرے تو عجیب و غریب معانی اور دور رس حقائق کا ادراک کرے گا جن کی بلندیوں اور گہرائیوں کا ادراک ممکن نہیں ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اگر دوسرے فقرہ "من ابصر الیها اعمته" کو ملا لیا جائے تو "ابصر بها" اور "ابصر الیها" کا فرق اور نمایاں ہو جائے گا اور عقل مدہوش ہو جائے گی۔

---

[1] اس خطبہ میں اس نکتہ پر نظر رکھنا ضروری ہے کہ یہ جنگ جمل کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے اور اس کے مفاہیم میں کلیات کی طرح صورت حال اور تجربات کا بھی دخل ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ کوئی لازم نہیں ہے کہ اس کا اطلاق ہر عورت پر ہو جائے۔ دنیا میں ایسی خاتون بھی ہو سکتی ہے جو نسوانی عوارض سے پاک ہو۔ اس کی گواہی مثل قرآن حجت اور آیۂ تطہیر ہو اور وہ اپنے باپ کی تنہا وارث ہو۔ ظاہر ہے کہ اس خاتون میں کسی طرح کا نقص نہیں پایا جا سکتا ہے جیسے جناب فاطمہؑ ۔۔۔ اور ایسی عورت بھی ہو سکتی ہے جس میں سارے نقائص پائے جاتے ہوں اور ان فطری نقائص کے ساتھ کرداری اور ایمانی نقائص بھی ہوں کہ یہ عورت ہر اعتبار سے قابل لعنت و مذمت ہو۔ قوانین کا دارومدار نہ قسم اول پر ہو سکتا ہے اور نہ قسم دوم پر۔ قوانین کا اطلاق درمیانی قسم پر ہوتا ہے جس میں کسی طرح کا امتیاز نہ پایا جاتا ہو اور صرف فطرت نسوانی کی کارفرمائی ہو اور امیر المومنینؑ نے اسی قسم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے ورنہ اگر صرف جنگ جمل کی بنا پر یہ غیظ و غضب ہوتا تو آپ ان مردوں کے خلاف بھی بیان دیتے جنہوں نے ام المومنین کی اطاعت کی تھی یا انہیں بھڑکایا تھا۔ پھر امیر المومنینؑ امام معصوم ہیں کوئی جذباتی انسان نہیں ہیں اور اس سے پہلے رسول اکرمؐ بھی یہی بات فرما چکے ہیں۔

البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس اعلان کے لئے ایک مناسب موقع ہاتھ آ گیا جہاں اپنی بات کو بخوبی واضح کیا جا سکتا ہے اور عورت کے اتباع کے نتائج سے باخبر کیا جا سکتا ہے۔

۸۳

و من خطبة له «ع»

و هي الخطبة العجيبة و تسمى «الغراء»

و فيها نعوت الله جل شأنه. ثم الوصية بتقواه ثم التنفير من الدنيا، ثم ما يلحق من دخول القيامة، ثم تنبيه الخلق إلى ما هم فيه من الاعراض، ثم فضله «ع» في التذكير

صفته جل شأنه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَلَا بِحَوْلِهِ، وَ دَنَا بِطَوْلِهِ، مَانِحِ كُلِّ غَنِيمَةٍ وَ فَضْلٍ، وَ كَاشِفِ كُلِّ عَظِيمَةٍ وَ أَزْلٍ. أَحْمَدُهُ عَلَىٰ عَوَاطِفِ كَرَمِهِ، وَ سَوَابِغِ نِعَمِهِ، وَ أُومِنُ بِهِ أَوَّلاً بَادِياً، وَ أَسْتَهْدِيهِ قَرِيباً هَادِياً، وَ أَسْتَعِينُهُ قَاهِراً قَادِراً، وَ أَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِياً نَاصِراً. وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ لِإِنْفَاذِ أَمْرِهِ، وَ إِنْهَاءِ عُذْرِهِ، وَ تَقْدِيمِ نُذُرِهِ.

الوصية بالتقوى

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللهِ بِتَقْوَى اللهِ الَّذِي ضَرَبَ الْأَمْثَالَ، وَ وَقَّتَ لَكُمُ الْآجَالَ، وَ أَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ، وَ أَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ، وَ أَحَاطَ (احاطكم) بِكُمُ الْإِحْصَاءَ، وَ أَرْصَدَ لَكُمُ الْجَزَاءَ، [illegible] بِالنِّعَمِ السَّوَابِغِ، وَ الرِّفَدِ الرَّوَافِغِ، وَ أَنْذَرَكُمْ بِالْحُجَجِ الْبَوَالِغِ، [illegible] فَأَحْصَاكُمْ عَدَداً، وَ وَظَّفَ لَكُمْ مُدَداً، فِي قَرَارِ خِبْرَةٍ، وَ دَارِ عِبْرَةٍ، أَنْتُمْ مُخْتَبَرُونَ فِيهَا، وَ مُحَاسَبُونَ عَلَيْهَا.

التنفير من الدنيا

فَإِنَّ الدُّنْيَا رَنِقٌ مَشْرَبُهَا، رَدِغٌ مَشْرَعُهَا، يُونِقُ مَنْظَرُهَا،

حول - طاقت و قدرت
طول - عطا و کرم
ازل - تنگی و شدت
سوابغ - کامل
بادی - ظاہر
انہاء عذر - دلائل کا تمام کر دینا
نذر - نذیر کی جمع ہے - ڈرانے والے

خبریں
امثال - مثالیں
آجال - مدت حیات
ریاش - ظاہری لباس
ارفغ - بہتر بنایا
ارصد - مہیا کیا
رفد - عطیہ
حجج بوالغ - واضح تر دلائل
وظف لکم مددا - تمہارے لئے مدت مقرر کر دی ہے
قرار خبرہ - دور امتحان
رنق - گندہ
ردغ - گل آلود
مشرع - پانی پینے کا گھاٹ
یونق - خوبصورت معلوم ہوتا ہے

(۱) یوں تو پروردگار نے ہر مخلوق کو سرد و گرم زمانہ سے بچانے کے لئے فطری لباس بھی عنایت کیا ہے گر انسان کو باہر سے بھی ستر پوشی کے لئے لباس فراہم کر دیا ہے ورنہ دیگر بھی مرغت اولانی ہی پر گزارہ کرتا اور اسی لباس میں زندگی گذار دیتا۔ اس کی تکریم و تشریف کا تقاضا تھا کہ اسے مزید لباس سے آراستہ کر دیا گیا۔ کاش انسان اس لباس کی بھی قدر کرتا اور اس کو اس کے مقصد کے اعتبار سے استعمال کرتا!

مصادر خطبہ ۸۳ تحف العقول الحرانی ص۱۳۶، دستور معالم الحکم قضاعی ص۵۹، غرر الحکم آمدی، عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر الیثی، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۷، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص۱۳۲، ۲ ص۲۸۸، تذکرۃ الخواص ص۱۳۱، الحکمۃ الخالدہ ابن مسکویہ ص۱۱۴، العقد الفرید ۲ ص۱۳۳، مجمع الامثال میدانی ۲ ص۴۹، المستقصی زمخشری ۱ ص۲۳۰

۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
اس عجیب و غریب خطبہ کو خطبہ غراء کہا جاتا ہے

اس خطبہ میں پروردگار کے صفات، تقویٰ کی نصیحت، دنیا سے بیزاری کا سبق، قیامت کے حالات، لوگوں کی بے رخی پر تنبیہ اور پھر یاد خدا دلانے میں اپنی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے۔

ساری تعریف اس اللہ کے لیے ہے جو اپنی طاقت کی بنا پر بلند اور اپنے احسانات کی بنا پر بندوں سے قریب تر ہے۔ وہ ہر فائدہ اور فضل کا عطا کرنے والا اور ہر مصیبت اور رنج کا ٹالنے والا ہے۔ میں اس کی کرم نوازیوں اور نعمتوں کی فراوانیوں کی بنا پر اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہی اول اور ظاہر ہے اور اسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں کہ وہی قریب اور ہادی ہے۔ اسی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہی قادر اور قاہر ہے۔ اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں کہ وہی کافی اور ناصر ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھیں پروردگار نے اپنے حکم کو نافذ کرنے، اپنی حجت کو تمام کرنے اور عذاب کی خبریں پیش کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

بندگان خدا! میں تمھیں اس خدا سے ڈرنے کی دعوت دیتا ہوں جس نے تمھاری ہدایت کے لئے مثالیں بیان کی ہیں، تمھاری زندگی کے لئے مدت معین کی ہے، تمھیں مختلف قسم کے لباس پہنائے ہیں، تمھارے لئے اسباب معیشت کو فراواں کر دیا ہے۔ تمھارے اعمال کا مکمل احاطہ کر رکھا ہے اور تمھارے لئے جزا کا انتظام کر دیا ہے۔ تمھیں مکمل نعمتوں اور وسیع تر عطیوں سے نوازا ہے اور موثر دلیلوں کے ذریعہ عذاب آخرت سے ڈرایا ہے۔ تمھارے اعداد کو شمار کر لیا ہے اور تمھارے لئے اس امتحان گاہ اور مقام عبرت میں مدتیں معین کر دی ہیں۔ یہیں تمھارا امتحان لیا جائے گا اور اسی کے اقوال و اعمال پر تمھارا حساب کیا جائے گا۔

یاد رکھو اس دنیا کا سرچشمہ گندہ اور اس کا گھاٹ گل آلود ہے۔ اس کا منظر خوبصورت دکھائی دیتا ہے۔

لے یوں تو امیر المومنینؑ کے کسی بھی خطبہ کی تعریف کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ یہ خطبہ "خطبہ غراء" کہے جانے کے قابل ہے جس میں اس قدر حقائق و معارف اور معانی و مفاہیم کو جمع کر دیا گیا ہے کہ ان کا شمار کرنا بھی طاقت بشر سے بالاتر ہے۔

آغاز خطبہ میں مالک کائنات کے بظاہر دو متضاد صفات و کمالات کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہ اپنی طاقت کے اعتبار سے انتہائی بلند تر ہے لیکن اس کے بعد بھی بندوں سے دور نہیں ہے اس لیے کہ ہر آن اپنے بندوں پر ایسا کرم کرتا رہتا ہے کہ یہ کرم اسے بندوں سے قریب تر بنائے ہوئے ہے اور اسے دور نہیں ہونے دیتا ہے۔ لفظ "بحولہ" میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی بلندی کسی وسیلہ اور ذریعہ کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ یہ اپنی ذاتی طاقت اور قدرت کا نتیجہ ہے ورنہ اس کے علاوہ ہر ایک کی بلندی اس کے فضل و کرم سے وابستہ ہے اور اس کے بغیر بلندی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ وہ اگر چاہے تو بندہ کو قاب قوسین کی منزلوں تک بلند کر دے "اسریٰ بعبدہٖ" اور اگر چاہے تو "صاحب معراج" کے کاندھوں پر بلند کر دے "وعلیؑ واضع اقدامہ۔ فی محل وضع اللہ یدہ"۔

اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ کی بعثت کے تین بنیادی مقاصد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس بعثت کا اصل مقصد یہ تھا کہ الٰہی احکام نافذ ہو جائیں۔ بندوں پر حجت تمام ہو جائے اور انھیں قیامت میں پیش آنے والے حالات سے قبل از وقت باخبر کر دیا جائے کہ یہ کام نمائندۂ پروردگار کے علاوہ کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا ہے اور یہی خدائی نمائندگی کے فوائد میں سب سے عظیم تر فائدہ ہے جس کی بنا پر انسان رسالت الٰہیہ سے کسی وقت بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔

وَيُوبِقُ مَخْبَرُهَا. غُرُورٌ حَائِلٌ، وَضَوْءٌ آفِلٌ، وَظِلٌّ زَائِلٌ، وَسِنَادٌ مَائِلٌ، حَتَّى إِذَا أَنِسَ نَافِرُهَا، وَاطْمَأَنَّ نَاكِرُهَا، قَمَصَتْ بِأَرْجُلِهَا، وَقَنَصَتْ بِأَحْبُلِهَا(اجبلها)، وَأَقْصَدَتْ بِأَسْهُمِهَا، وَأَعْلَقَتِ الْمَرْءَ أَوْهَاقَ الْمَنِيَّةِ قَائِدَةً لَهُ إِلَى ضَنْكِ الْمَضْجَعِ، وَوَحْشَةِ الْمَرْجِعِ، وَمُعَايَنَةِ الْمَحَلِّ، وَثَوَابِ الْعَمَلِ، وَكَذٰلِكَ الْخَلَفُ بِعَقْبِ السَّلَفِ، لَا تُقْلِعُ الْمَنِيَّةُ اخْتِرَاماً وَلَا يَرْعَوِي الْبَاقُونَ اجْتِرَاماً، يَحْتَذُونَ مِثَالاً، وَيَمْضُونَ أَرْسَالاً، إِلَى غَايَةِ الْإِنْتِهَاءِ، وَصَيُّورِ الْفَنَاءِ.

بعد الموت البعث

حَتَّى إِذَا تَصَرَّمَتِ الْأُمُورُ، وَتَقَضَّتِ الدُّهُورُ، وَأَزِفَ النُّشُورُ، أَخْرَجَهُمْ مِنْ ضَرَائِحِ الْقُبُورِ، وَأَوْكَارِ الطُّيُورِ، وَأَوْجِرَةِ السِّبَاعِ، وَمَطَارِحِ الْمَهَالِكِ، سِرَاعاً إِلَى أَمْرِهِ، مُهْطِعِينَ إِلَى مَعَادِهِ، رَعِيلاً صُمُوتاً، قِيَاماً صُفُوفاً، يَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، وَيُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، عَلَيْهِمْ لَبُوسُ الْإِسْتِكَانَةِ، وَضَرَعُ الْإِسْتِسْلَامِ وَالذِّلَّةِ. قَدْ ضَلَّتِ الْحِيَلُ، وَانْقَطَعَ الْأَمَلُ، وَهَوَتِ الْأَفْئِدَةُ كَاظِمَةً

رق - ہلاک کرنے والا
ائل - فنا ہو جانے والا
فل - بجھ جانے والا
ناد - سہارا - تکیہ
اکر - دیکھنے والا
قص - دونوں پیر اٹھا کر پٹک دیا
قص - شکار
جل - جال
لقت - گردن میں پھندہ ڈال دیا
نک مضجع - تنگی مرقد
عاینۃ المحل - ثواب و عذاب کی منزل
واب العمل - معاوضۂ عمل (جزا یا سزا)
لف - بعد میں آنے والے
لف - پہلے جانے والے
ختر ام - زندوں کو یکسر تباہ کر دینا
یرعوی - باز نہیں آتے ہیں
جترام - گناہ کرنا
تذون مثالا - انھیں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں
رسال - رَسَل کی جمع ہے - جانوروں کا گلہ
صیور - انجام
شور - قبروں سے اٹھنا
ضرائح - جمع ضریح - گوشۂ قبر
وجرہ - جمع وجار - سوراخ
طعین - تیزی سے بڑھتے ہوئے۔
رعیل - گھوڑوں کی ایک جماعت
نفذہم البصر - نگاہ ان پر حاوی ہے
لبوس - لباس
ستکانہ - خضوع
ضرع - کمزوری
وت الافئدۃ - امیدوں سے دل خالی ہو گئے
کاظم - ساکت و صامت

لیکن امور کے حالات انتہائی درجہ خطرناک ہیں۔ یہ دنیا ایک مٹ جانے والا دھوکا ہے، ایک بجھ جانے والی روشنی، ایک ڈھل جانے والا سایہ اور ایک گر جانے والا سہارا ہے۔ جب اس سے نفرت کرنے والا مانوس ہو جاتا ہے اور اسے برا سمجھنے والا مطمئن ہو جاتا ہے تو یہ اچانک اپنے پیروں کو پٹخنے لگتی ہے اور عاشق کو اپنے جال میں گرفتار کر لیتی ہے اور پھر اپنے تیروں کا نشانہ بنا لیتی ہے۔ انسان کی گردن میں موت کا پھندہ ڈال دیتی ہے اور اسے کھینچ کر تنگی مرقد اور وحشت منزل کی طرف لے جاتی ہے جہاں وہ اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے اور اپنے اعمال کا معاوضہ حاصل کر لیتا ہے اور یوں ہی یہ سلسلہ نسلوں میں چلتا رہتا ہے کہ اولاد بزرگوں کی جگہ پر آجاتی ہے۔ نہ موت چیرہ دستیوں سے باز آتی ہے اور نہ آنے والے افراد گناہوں سے باز آتے ہیں۔ پرانے لوگوں کے نقش قدم پر چلتے رہتے ہیں اور تیزی کے ساتھ اپنی آخری منزل انتہاء و فنا کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔

یہاں تک کہ جب تمام معاملات ختم ہو جائیں گے اور تمام زمانے بیت جائیں گے اور قیامت کا وقت قریب آجائے گا تو انہیں قبروں کے گوشوں، پرندوں کے گھونسلوں، درندوں کے بھٹوں اور ہلاکت کی منزلوں سے نکالا جائے گا۔ اس کے امر کی طرف تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے اور اپنی وعدہ گاہ کی طرف بڑھتے ہوئے۔ گروہ در گروہ۔ خاموش۔ صف بستہ اور ایستادہ۔

نگاہ قدرت ان پر حاوی اور داعی الٰہی کی آواز ان کے کانوں میں۔ بدن پر بیچارگی کا لباس اور خود سپردگی و ذلت کی کمزوری غالب۔ تدبیریں گم۔ امیدیں منقطع۔ دل مایوس کن خاموشی کے ساتھ بیٹھے ہوئے

نے ایک ایک لفظ پر غور کیا جائے اور دنیا کی حقیقت سے آشنائی پیدا کی جائے۔ صورت حال یہ ہے کہ یہ ایک دھوکہ ہے جو رہنے والا نہیں ہے ایک روشنی ہے جو بجھ جانے والی ہے۔ ایک سایہ ہے جو ڈھل جانے والا ہے اور ایک سہارا ہے جو گر جانے والا ہے۔ انصاف سے بتاؤ کیا ایسی دنیا بھی دل لگانے کے قابل اور اعتبار کرنے کے لائق ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ دنیا سے عشق و محبت صرف جہالت اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ انسان اس کی حقیقت و بے وفائی سے باخبر ہو جائے تو طلاق دیئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

قیامت یہ ہے کہ انسان دنیا کی بے وفائی۔ موت کی چیرہ دستی کا برابر مشاہدہ کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود کوئی عبرت حاصل کرنے والا نہیں ہے اور ہر آنے والا دور گذشتہ دور کا انجام دیکھنے کے بعد بھی اسی راستہ پر چل رہا ہے۔

یہ حقیقت عام انسانوں کی زندگی میں واضح نہ بھی ہو تو ظالموں اور ستمگروں کی زندگی میں صبح و شام واضح ہوتی رہتی ہے کہ ہر ستمگر اپنے پہلے والے ستمگروں کا انجام دیکھنے کے بعد بھی اسی راستہ پر چل رہا ہے اور ہر مسئلہ حیات کا حل ظلم و ستم کے علاوہ کسی اور چیز کو نہیں قرار دیتا ہے۔ خدا جانے ان ظالموں کی آنکھیں کب کھلیں گی اور یہ اندھا انسان کب بینا بنے گا۔

مولائے کائنات نے سچ فرمایا تھا کہ "سارے انسان سو رہے ہیں جب موت آجائے گی تو بیدار ہو جائیں گے" یعنی جب تک آنکھ کھلی رہے گی بند رہے گی اور جب بند ہو جائے گی تو کھل جائے گی۔ — استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ

وَ خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ مُهَيْنِمَةً، وَ أَلْجَمَ الْعَرَقُ، وَ عَظُمَ الشَّفَقُ، وَ أُرْعِدَتِ الْأَسْمَاعُ لِزَبْرَةِ الدَّاعِي إِلَى فَصْلِ الْخِطَابِ، وَ مُقَايَضَةِ الْجَزَاءِ، وَ نَكَالِ الْعِقَابِ، وَ نَوَالِ الثَّوَابِ.

تنبيه الخلق

عِبَادٌ مَخْلُوقُونَ اقْتِدَاراً، وَ مَرْبُوبُونَ اقْتِسَاراً، وَ مَقْبُوضُونَ احْتِضَاراً، وَ مُضَمَّنُونَ أَجْدَاثاً، وَ كَائِنُونَ رُفَاتاً، وَ مَبْعُوثُونَ أَفْرَاداً، وَ مَدِينُونَ جَزَاءً، وَ مُمَيَّزُونَ حِسَاباً، قَدْ أُمْهِلُوا فِي طَلَبِ الْمَخْرَجِ، وَ هُدُوا سَبِيلَ الْمَنْهَجِ، وَ عُمِّرُوا مَهَلَ الْمُسْتَعْتَبِ، وَ كُشِفَتْ عَنْهُمْ سُدَفُ الرِّيَبِ، وَ خُلُّوا لِمِضْمَارِ الْجِيَادِ (الخيار) وَ رَوِيَّةِ الِارْتِيَادِ، وَ أَنَاةِ الْمُقْتَبِسِ (المقتبس) الْمُرْتَادِ (المستفيد)، فِي مُدَّةِ الْأَجَلِ، وَ مُضْطَرَبِ الْمَهَلِ.

فضل التذكير

فَيَا لَهَا أَمْثَالًا صَائِبَةً، وَ مَوَاعِظَ شَافِيَةً، لَوْ صَادَفَتْ قُلُوباً زَاكِيَةً، وَ أَسْمَاعاً وَاعِيَةً، وَ آرَاءً عَازِمَةً، وَ أَلْبَاباً حَازِمَةً! فَاتَّقُوا اللَّهَ تَقِيَّةَ مَنْ سَمِعَ فَخَشَعَ، وَ اقْتَرَفَ فَاعْتَرَفَ، وَ وَجِلَ فَعَمِلَ،

مہینمہ - مخفی اور پوشیدہ
الجم العرق - اتنا پسینہ بہا کہ گویا منہ تک آگیا
شفق - خوف
ارعدت - لرز اٹھے
زبرۃ الداعی - پکارنے والے کی گرجدار آواز
فصل الخطاب - آخری فیصلہ
مقایضہ - معاوضہ
نکال - عذاب
مربوبون - مملوک
اقتسار - قہر و غلبہ
احتضار - وقت حضور ملک
اجداث - جمع جدث (قبر)
رفات - خاک کا ڈھیر
مدین - جسے بدلہ دیا جائے
ممیزون - منزل حساب میں الگ الگ کر دیا جا
منہج - واضح راستہ
مہل المستعتب - اتنی مہلت جس میں راضی کرنے والا خوش کر سکے
سدف - جمع سدفہ - تاریکی
ریب - جمع ریبہ - شبہ
مضمار الجیاد - وہ میدان عمل جہاں مقصد کے حصول کیلئے دوڑ لگائی جاتی ہے
رویۃ الارتیاد - مقصد و مطلب کے حاصل کرنے کیلئے غور و فکر سے کام لینا
اناۃ المقتبس المرتاد - اس شخص جیسا موقع جو اندھیرے میں روشنی لے کر اپنے گمشدہ مقصد کو تلاش کر رہا ہو۔
مضطرب - حرکت عمل کی مدت
صائبہ - درست اور صحیح
اقتراف - اکتساب
وجل - خوف

اور آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ منہ میں لگام لگا دے گا اور خوف عظیم ہوگا۔ کان اس پکارنے والے کی آواز سے لرز اٹھیں گے جو آخری فیصلہ سنائے گا اور اعمال کا معاوضہ دینے اور آخرت کے عقاب یا ثواب کے حصول کے لئے آواز دے گا۔

تم وہ بندے ہو جو اس کے اقتدار کے اظہار کے لئے پیدا ہوئے ہو اور اس کے غلبہ و تسلّط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔ نزع کے ہنگام ان کی روحیں قبض کر لی جائیں گی اور انھیں قبروں کے اندر چھپا دیا جائے گا۔ یہ خاک کے اندر مل جائیں گے اور پھر الگ الگ اٹھائے جائیں گے۔ انھیں اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور حساب کی منزل میں الگ الگ کر دیا جائے گا۔ انھیں دنیا میں عذاب سے نکلنے کا راستہ تلاش کرنے کے لئے مہلت دی جا چکی ہے اور انھیں روشن راستہ کی ہدایت کی جا چکی ہے۔ انھیں مرضیٔ خدا کے حصول کا موقع بھی دیا جا چکا ہے اور ان کی نگاہوں سے شک کے پردے بھی اٹھائے جا چکے ہیں۔ انھیں میدان عمل میں آزاد بھی چھوڑا جا چکا ہے تا کہ آخرت کی دوڑ کی تیاری کر لیں اور سوچ سمجھ کر منزل کی تلاش کر لیں اور اتنی مہلت پا لیں جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور آئندہ منزل کا سامان مہیا کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

ہائے یہ کس قدر صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں اگر انھیں پاکیزہ دل، سننے والے کان، مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہو جائیں۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے نصیحتوں کو سنا تو دل میں خشوع پیدا ہو گیا اور گناہ کیا تو فوراً اعتراف کر لیا اور خوف خدا پیدا ہوا تو عمل شروع کر دیا۔

۱؎ انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نہ اس کی تخلیق اتفاقات کا نتیجہ ہے اور نہ اس کی زندگی اختیارات کا مجموعہ۔ وہ ایک خالق تقدیر کی قدرت کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے اور ایک حکیم خبیر کے اختیارات کے زیر اثر زندگی گذار رہا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب فرشتۂ موت اس کی روح قبض کر لیگا اور اسے زمین کے اوپر سے زمین کے اندر پہونچا دیا جائے گا اور پھر ایک دن تن تنہا قبر سے نکال کر منزل حساب میں لا کر کھڑا کر دیا جائے گا اور اسے اس کے اعمال کا مکمل معاوضہ دیا جائے گا اور یہ کام غیر عادلانہ نہیں ہوگا اس لئے کہ اسے دنیا میں عذاب سے بچنے اور رضائے خدا حاصل کرنے کی مہلت دی جا چکی ہے۔ اسے تو یہ کا راستہ بھی بتایا جا چکا ہے اور عمل کے میدان کی بھی نشاندہی کی جا چکی ہے اور اس کی نگاہوں سے شک کے پردے بھی اٹھائے جا چکے ہیں اور اسے میدان عمل میں دوڑنے کا موقع بھی دیا جا چکا ہے۔ اسے اس انسان جیسی مہلت بھی دی جا چکی ہے جو روشنی میں اپنے مدعا کو تلاش کرتا ہے کہ ایک طرف یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ تیز رفتاری میں مقصد سے آگے نہ نکل جائے اور ایک طرف یہ بھی احساس رہتا ہے کہ کہیں چراغ بجھ نہ جائے اور اس طرح اس کی روشنی انتہائی محتاط ہوتی ہے۔

۲؎ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مالک کائنات کی بیان کی ہوئی مثالیں صائب و صحیح اور اس کی نصیحتیں صحت مند اور شفا بخش ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ کوئی نسخہ شفا صرف نسخہ کی حد تک کارآمد نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا استعمال کرنا اور استعمال کے ساتھ پرہیز کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور انسانوں میں اسی شرط کی کمی ہے۔ نصیحتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے چار عناصر کا ہونا لازمی ہے۔ سننے والے کان ہوں۔ طیب و طاہر دل ہوں۔ رائے میں استحکام ہو اور فکر میں ہوشیاری ہو۔ یہ چاروں عناصر نہیں ہیں تو نصیحتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ہے اور عالم بشریت کی کمزوری یہی ہے کہ اس میں انھیں عناصر میں سے کوئی نہ کوئی عنصر کم ہو جاتا ہے اور وہ مواعظ و نصائح کے اثرات سے محروم رہ جاتا ہے۔

اور آوازیں دب کر خاموش ہو جائیں گی۔ پسینہ منہ میں لگام لگا دے گا اور خوف عظیم ہوگا۔ کان اس پکارنے والے کی آواز سے لرز اٹھیں گے جو آخری فیصلہ سنائے گا اور اعمال کا معاوضہ دینے اور آخرت کے عقاب یا ثواب کے حصول کے لئے آواز دے گا۔

تم وہ بندے ہو جو اس کے اقتدار کے اظہار کے لئے پیدا ہوئے ہو اور اس کے غلبہ و تسلط کے ساتھ ان کی تربیت ہوئی ہے۔ نزع کے ہنگام ان کی روحیں قبض کر لی جائیں گی اور انھیں قبروں کے اندر چھپا دیا جائے گا۔ یہ خاک کے اندر مل جائیں گے اور پھر الگ الگ اٹھائے جائیں گے۔ انھیں اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا اور حساب کی منزل میں الگ الگ کر دیا جائے گا۔ انھیں دنیا میں عذاب سے نکلنے کا راستہ تلاش کرنے کے لئے مہلت دی جا چکی ہے اور انھیں روشن راستہ کی ہدایت کی جا چکی ہے۔ انھیں مرضیٔ خدا کے حصول کا موقع بھی دیا جا چکا ہے اور ان کی نگاہوں سے شک کے پردے بھی اٹھائے جا چکے ہیں۔ انھیں میدان عمل میں آزاد بھی چھوڑا جا چکا ہے تاکہ آخرت کی دوڑ کی تیاری کر لیں اور سوچ سمجھ کر منزل کی تلاش کر لیں اور اتنی مہلت پالیں جتنی فوائد کے حاصل کرنے اور آئندہ منزل کا سامان مہیا کرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

ہائے یہ کس قدر صحیح مثالیں اور شفا بخش نصیحتیں ہیں اگر انھیں پاکیزہ دل، سننے والے کان، مضبوط رائیں اور ہوشیار عقلیں نصیب ہو جائیں۔ لہٰذا اللہ سے ڈرو اس شخص کی طرح جس نے نصیحتوں کو سنا تو دل میں خشوع پیدا ہو گیا اور گناہ کیا تو فوراً اعتراف کر لیا اور خوف خدا پیدا ہوا تو عمل شروع کر دیا۔

لے انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ نہ اس کی تخلیق اتفاقات کا نتیجہ ہے اور نہ اس کی زندگی اختیارات کا مجموعہ۔ وہ ایک خالق تقدیر کی قدرت کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے اور ایک حکیم و خبیر کے اختیارات کے زیر اثر زندگی گذار رہا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب فرشتۂ موت اس کی روح قبض کر لے گا اور اسے زمین کے اوپر سے زمین کے اندر پہونچا دیا جائے گا اور پھر ایک دن تن تنہا قبر سے نکال کر منزل حساب میں لا کر کھڑا کر دیا جائے گا اور اسے اس کے اعمال کا مکمل معاوضہ دے دیا جائے گا اور یہ کام غیر عادلانہ نہیں ہوگا اس لئے کہ اسے دنیا میں عذاب سے بچنے اور رضائے خدا حاصل کرنے کی مہلت دی جا چکی ہے۔ اسے توبہ کا راستہ بھی بتایا جا چکا ہے اور عمل کے میدان کی بھی نشاندہی کی جا چکی ہے اور اس کی نگاہوں سے شک کے پردے بھی اٹھائے جا چکے ہیں اور اسے میدان عمل میں دوڑنے کا موقع بھی دیا جا چکا ہے۔ اسے اس انسان جیسی مہلت بھی دی جا چکی ہے جو روشنی میں اپنے مدعا کو تلاش کرتا ہے کہ ایک طرف یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ تیز رفتاری میں مقصد سے آگے نہ نکل جائے اور ایک طرف یہ بھی احساس رہتا ہے کہ کہیں چراغ بجھ نہ جائے اور اس طرح اس کی روشنی انتہائی محتاط ہوتی ہے۔

لے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مالک کائنات کی بیان کی ہوئی مثالیں صائب و صحیح اور اس کی نصیحتیں صحت مند اور شفا بخش ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ کوئی نسخۂ شفا صرف نسخہ کی حد تک کارآمد نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا استعمال کرنا اور استعمال کے ساتھ پرہیز کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور انسان میں اسی شرط کی کمی ہے۔ نصیحتوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے چار عناصر کا ہونا لازمی ہے۔ سننے والے کان ہوں۔ طیب و طاہر دل ہوں۔ رائے میں استحکام ہو اور فکر میں ہوشیاری ہو۔ یہ چاروں عناصر نہیں ہیں تو نصیحتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا ہے اور عالم بشریت کی کمزوری یہی ہے کہ اس میں انھیں عناصر میں سے کوئی نہ کوئی عنصر کم ہو جاتا ہے اور وہ مواعظ و نصائح کے اثرات سے محروم رہ جاتا ہے۔

آخرت سے ڈرا[1] تو عمل کی طرف سبقت کی۔ قیامت کا یقین پیدا کیا تو بہترین اعمال انجام دے ئے۔ عبرت دلائی گئی تو عبرت حاصل کر لی۔ خوف دلایا گیا تو ڈر گیا۔ روکا گیا تو رُک گیا۔ صدائے حق پر لبیک کہی تو اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور مڑ کر آ گیا تو توبہ کر لی۔ بزرگوں کی اقتدا کی تو ان کے نقش قدم پر چلا۔ منظر حق دکھایا گیا تو دیکھ لیا۔ طلب حق میں تیز رفتاری سے بڑھا اور باطل سے فرار کر کے نجات حاصل کر لی۔ اپنے لئے ذخیرۂ آخرت جمع کر لیا اور اپنے باطن کو پاک کر لیا۔ آخرت کے گھر کو آباد کیا اور زاد راہ کو جمع کر لیا اس دن کے لئے جس دن یہاں سے کوچ کرنا ہے اور آخرت کا راستہ اختیار کرنا ہے اور اعمال کا محتاج ہونا ہے اور محل فقر کی طرف جانا ہے اور ہمیشہ کے گھر کے لئے سامان آگے آگے بھیج دیا۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اس جہت کی غرض سے جس کے لئے تم کو پیدا کیا گیا ہے اور اس کا خوف پیدا کرو اس طرح جس طرح اس نے تمھیں اپنے عظمت کا خوف دلایا ہے اور اس اجر کا استحقاق پیدا کرو جس کو اس نے تمھارے لئے مہیا کیا ہے اس کے سچے وعدہ کے پورا کرنے اور قیامت کے ہول سے بچنے کے مطالبہ کے ساتھ۔

اس نے تمھیں کان عنایت کئے ہیں تا کہ ضروری باتوں کو سنیں اور آنکھیں دی ہیں تا کہ بے بصری میں روشنی عطا کریں اور جسم کے وہ حصے دے ئے ہیں جو مختلف اعضاء کو سمیٹنے والے ہیں اور ان کے پیچ و خم کے لئے مناسب ہیں۔ صورتوں کی ترکیب اور عمروں کی مدت کے اعتبار سے ایسے بدنوں کے ساتھ جو اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہیں اور ایسے دلوں کے ساتھ جو اپنے رزق کی تلاش میں رہتے ہیں اس کی عظیم ترین نعمتوں، احسان مند بنانے والی بخششوں اور سلامتی کے حصاروں کے درمیان۔ اس نے تمھارے لئے وہ عمریں قرار دی ہیں جن کو تم سے مخفی رکھا ہے اور تمھارے لئے ماضی میں گذر جانے والوں کے آثار میں عبرتیں فراہم کر دی ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے حظ و نصیب سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور ہر بندھن سے آزاد تھے لیکن موت نے انھیں امیدوں کی تکمیل سے پہلے ہی گرفتار کر لیا اور اجل کی ہلاکت سامانیوں نے انھیں حصول مقصد سے الگ کر دیا۔ انھوں نے بدن کی سلامتی کے وقت کوئی تیاری نہیں کی تھی اور ابتدائی اوقات میں کوئی عبرت حاصل نہیں کی تھی۔ تو کیا جوانی کی تر و تازہ عمریں رکھنے والے بڑھاپے میں کمر جھک جانے کا انتظار کر رہے ہیں اور کیا صحت کی تازگی رکھنے والے مصیبتوں اور بیماریوں کے حوادث کا انتظار کر رہے ہیں اور کیا بقا کی مدت رکھنے والے فنا کے وقت کے منتظر ہیں جب کہ وقت زوال قریب ہوگا اور انتقال کی ساعت نزدیک تر ہوگی۔

[1] ایک مرد مومن کی زندگی کا حسین ترین اور پاکیزہ ترین نقشہ یہی ہے لیکن یہ الفاظ فصاحت و بلاغت سے لطف اندوز ہونے کے لئے نہیں ہیں۔ زندگی پر منطبق کرنے کے لئے اور زندگی کا امتحان کرنے کے لئے ہیں کہ کیا واقعاً ہماری زندگی میں یہ حالات اور کیفیات پائے جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہماری عاقبت بخیر ہے اور ہمیں نجات کی امید رکھنا چاہئے اور اگر ایسا نہیں ہے تو ہمیں اس دار عبرت میں گذشتہ لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے اور اب سے اصلاح دنیا و آخرت کے عمل میں لگ جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ موت اچانک نازل ہو جائے اور وصیت کرنے کا موقع بھی فراہم نہ ہو سکے۔ کتنا بلیغ فقرہ ہے مولائے کائنات کا کہ گذشتہ لوگ ہر قید و بند اور ہر پابندی حیات سے آزاد ہو گئے لیکن موت کے چنگل سے آزاد نہ ہو سکے اور اس نے بالآخر انھیں گرفتار کر لیا اور ان کی وعدہ گاہ تک پہونچا دیا۔
پھر جوانی میں یہ خیال کہ ضعیفی میں عمل یا توبہ کر لیں گے یہ بھی ایک وسوسۂ شیطانی ہے۔ ورنہ فرصت عمل اور ہنگام کار جوانی ہی کا زمانہ ہے۔ ضعیفی میں کام کرنے کا حوصلہ ایک وہم و مغالطہ ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ رب کریم ہر مومن کو ایسے اوہام اور وسوسوں سے محفوظ رکھے۔!

الإِنْتِقَالِ، وَ عَلَزِ الْقَلَقِ، وَ أَلَمِ الْمَضَضِ، وَ غُصَصِ الْجَرَضِ،
وَ تَلَفُّتِ الاِسْتِغَاثَةِ بِنُصْرَةِ الْحَفَدَةِ وَالْأَقْرِبَاءِ، وَالْأَعِزَّةِ
وَالْقُرَنَاءِ! فَهَلْ دَفَعَتِ الْأَقَارِبُ، أَوْ نَفَعَتِ النَّوَاحِبُ وَ قَدْ غُودِرَ
فِي مَحَلَّةِ الْأَمْوَاتِ رَهِيناً وَ فِي ضِيقِ الْمَضْجَعِ وَحِيداً قَدْ هَتَكَتِ
الْهَوَامُّ جِلْدَتَهُ، وَأَبْلَتِ النَّوَاهِكُ جِدَّتَهُ وَ عَفَتِ الْعَوَاصِفُ آثَارَهُ
وَ مَحَا الْحَدَثَانُ مَعَالِمَهُ وَ صَارَتِ الْأَجْسَادُ شَحِبَةً بَعْدَ بَضَّتِهَا،
وَالْعِظَامُ نَخِرَةً بَعْدَ قُوَّتِهَا، وَالْأَرْوَاحُ مُرْتَهَنَةً بِثِقَلِ أَعْبَائِهَا،
مُوقِنَةً بِغَيْبِ أَنْبَائِهَا، لَا تُسْتَزَادُ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهَا وَلَا تُسْتَعْتَبُ
مِنْ سَيِّئِ زَلَلِهَا! أَوَلَسْتُمْ أَبْنَاءَ الْقَوْمِ وَالْآبَاءَ وَ إِخْوَانَهُمْ
وَالْأَقْرِبَاءَ؟ تَحْتَذُونَ أَمْثِلَتَهُمْ وَ تَرْكَبُونَ قِدَّتَهُمْ وَتَطَئُونَ
جَادَّتَهُمْ؟! فَالْقُلُوبُ قَاسِيَةٌ عَنْ حَظِّهَا، لَاهِيَةٌ عَنْ رُشْدِهَا، سَالِكَةٌ
فِي غَيْرِ مِضْمَارِهَا! كَأَنَّ الْمَعْنِيَّ سِوَاهَا، وَكَأَنَّ الرُّشْدَ فِي
إِحْرَازِ دُنْيَاهَا.

التحذير من هول الصراط

وَاعْلَمُوا أَنَّ مَجَازَكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ (سراط) وَ مَزَالِقِ دَحْضِهِ وَ أَهَاوِيلِ
زَلَلِهِ، وَ تَارَاتِ أَهْوَالِهِ، فَاتَّقُوا اللّٰهَ عِبَادَ اللّٰهِ تَقِيَّةَ ذِي
لُبٍّ شَغَلَ التَّفَكُّرُ قَلْبَهُ، وَأَنْصَبَ الْخَوْفُ بَدَنَهُ، وَأَسْهَرَ التَّهَجُّدُ غِرَارَ
نَوْمِهِ، وَأَظْمَأَ الرَّجَاءُ هَوَاجِرَ يَوْمِهِ، وَظَلَفَ الزُّهْدُ شَهَوَاتِهِ،
وَ أَوْجَفَ الذِّكْرُ بِلِسَانِهِ، وَ قَدَّمَ الْخَوْفَ لِأَمَانِهِ (امانه)، وَ تَنَكَّبَ
الْمَخَالِجَ عَنْ وَضَحِ السَّبِيلِ، وَ سَلَكَ أَقْصَدَ الْمَسَالِكِ إِلَى

علز - بےچینی اور اضطراب
مضض - رنج و غم کا دل تک
پہنچ جانا
جرض - لعاب دہن
نواحب - ناحبہ کی جمع - بلند آواز
سے رونے والیاں
غُودر - چھوڑ دیا گیا
رہیناً - قیدی
ہوام - سانپ - بچھو
نواہک - جمع ناہک - بدن کو بوسیدہ
کرنے والا
عفت - مٹا دیا
الحدثان - مصدر ہے - حوادث
معالم - جمع معلم - نشان منزل
شحبہ - ہلاک ہونے والے
بضہ - تر و تازہ
نخرہ - بوسیدہ
اعباء - جمع عبء - بوجھ
لاتستعتب - رضامندی کا مطالبہ
بھی نہیں کیا جاتا ہے
زلل - لغزش
قِدّہ - طریقہ
کان المعنی - گویا کلام غیروں کا جواب
مجاز - مصدر میمی ہے - گذرنا
دحض - سامان کا اٹ جانا
تارات - دفعات
انصب - تھکا دیا
اسہر - بیدار بنا دیا
ہواجر - جمع ہاجرہ دوپہر کی گرمی
ظلفت - روک دیا
اوجف - تیز رفتاری سے چلا
تنکب - کنارہ کش ہو گیا
مخالج - پرکشش ٹیڑھے راستے
وضح - شاہراہ
اقصدالمسالک - سب سے سیدھا راستہ

اور بسترِ مرگ پر حلق کی ہچکیاں[1] اور سوز و تپش کا رنج و الم اور لعابِ دہن کے پھندے ہوں گے اور وہ ہنگام ہوگا جب انسان اقرباء اولاد، اعزّا، احباب سے مدد طلب کرنے کے لئے اِدھر اُدھر دیکھ رہا ہوگا ۔ تو کیا آج تک کبھی اقربا نے موت کو دفع کر دیا ہے یا فریاد کسی کے کام آئی ہے ؟ ہرگز نہیں ۔ مرنے والے کو تو قبرستان میں گرفتار کر دیا گیا ہے اور تنگی قبر میں تنہا چھوڑ دیا گیا ہے اس عالم میں کہ کیڑے مکوڑے اس کی جلد کو پارہ پارہ کر رہے ہیں اور پامالیوں نے اس کے جسم کی تازگی کو بوسیدہ کر دیا ہے ۔ آندھیوں نے اس کے آثار کو مٹا دیا ہے اور روزگار کے حادثات نے اس کے نشانات کو محو کر دیا ہے ۔ جسم تازگی کے بعد ہلاک ہوگئے ہیں اور ہڈیاں طاقت کے بعد بوسیدہ ہوگئی ہیں ۔ روحیں اپنے بوجھ کی گرانی میں گرفتار ہیں اور اب غیب کی خبروں کا یقین آگیا ہے ۔ اب نہ نیک اعمال میں کوئی اضافہ ہو سکتا ہے اور نہ بدترین لغزشوں کی معافی طلب کی جا سکتی ہے ۔

تو کیا تم لوگ انھیں آباء و اجداد کی اولاد نہیں ہو اور کیا انھیں کے بھائی بندے نہیں ہو کہ پھر انھیں کے نقش قدم پر چلے جا رہے ہو اور انھیں کے طریقہ کو اپنائے ہوئے ہو اور انھیں کے راستہ پر گامزن ہو ؟ ۔ حقیقت یہ ہے کہ دل اپنا حصہ حاصل کرنے میں سخت ہوگئے ہیں اور راہ ہدایت سے غافل ہوگئے ہیں ، غلط میدانوں میں قدم جمائے ہوئے ہیں ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا مخاطب ان کے علاوہ کوئی اور ہے اور شائد ساری عقلمندی دنیا ہی کے جمع کر لینے میں ہے ۔

یاد رکھو تمھاری گذرگاہ صراط اور اس کی ہلاکت خیز لغزشیں ہیں ۔ تمھیں ان لغزشوں کے ہولناک مراحل اور طرح طرح کے خطرناک منازل سے گذرنا ہے ۔ اللہ کے بندو ! اللہ سے ڈرو ۔ اُس طرح جس طرح وہ صاحب عقل ڈرتا ہے جس کے دل کو فکر آخرت نے مشغول کر لیا ہو اور اس کے بدن کو خوف خدا نے خستہ حال بنا دیا ہو اور شب بیداری نے اس کی بچی کھچی نیند کو بھی بیداری میں بدل دیا ہو اور امیدوں نے اس کے دل کی تپش کو پیاس میں گذار دیا ہو اور زہد نے اس کے خواہشات کو پیروں تلے روند دیا ہو اور ذکر خدا اس کی زبان پر تیزی سے دوڑ رہا ہو اور اس نے قیامت کے امن و امان کے لئے یہیں خوف کا راستہ اختیار کیا ہو اور سیدھی راہ پر چلنے کے لئے ٹیڑھی راہوں سے کترا کر چلا ہو اور مطلوب راستہ تک پہونچنے کے لئے معتدل ترین راستہ اختیار کیا ہو ،

[1] ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان جب دنیا کے تمام مشاغل تمام کرکے بستر پر آئے تو اس خطبہ کی تلاوت کرے اور اس کے مضامین پر غور کرے ۔ پھر اگر ممکن ہو تو کمرہ کی روشنی گل کرکے دروازہ بند کرکے قبر کا تصور پیدا کرے اور یہ سوچے کہ اگر اس وقت کسی طرف سے سانپ بچھو حملہ آور ہو جائیں اور کمرہ کی آواز باہر نہ جا سکے اور دروازہ کھول کر بھاگنے کا امکان بھی نہ ہو تو انسان کیا کرے گا اور اس مصیبت سے کس طرح نجات حاصل کرے گا ۔ شائد یہی تصور اسے قبر کے بارے میں سوچنے اور اس کے ہولناک مناظر سے بچنے کے راستے نکالنے پر آمادہ کر سکے ۔ ورنہ دنیا کی رنگینیاں ایک لمحہ کے لئے بھی آخرت کے بارے میں سوچنے کا موقع نہیں دیتی ہیں اور کسی نہ کسی وہم میں مبتلا کرکے نجات کا یقین دلا دیتی ہیں اور پھر انسان اعمال سے یکسر غافل ہو جاتا ہے ۔

انْتَهَجَ الْمَطْلُوبَ، وَلَمْ تَفْتِلْهُ فَاتِلَاتُ الْغُرُورِ، وَلَمْ تَعْمَ عَلَيْهِ مُشْتَبِهَاتُ الْأُمُورِ، ظَافِراً بِفَرْحَةِ الْبُشْرَى، وَ رَاحَةِ النُّعْمَى، فِي أَنْعَمِ نَوْمِهِ، وَ آمَنِ يَوْمِهِ، وَ قَدْ عَبَرَ مَعْبَرَ الْعَاجِلَةِ حَمِيداً وَ قَدَّمَ زَادَ (ذات) الْآجِلَةِ سَعِيداً وَ بَادَرَ مِنْ وَجَلٍ وَأَكْمَشَ فِي مَهَلٍ، وَ رَغِبَ فِي طَلَبٍ وَ ذَهَبَ عَنْ هَرَبٍ، وَ رَاقَبَ فِي يَوْمِهِ غَدَهُ، وَ نَظَرَ قُدُماً أَمَامَهُ. فَكَفَى بِالْجَنَّةِ ثَوَاباً وَ نَوَالاً وَ كَفَى بِالنَّارِ عِقَاباً وَ وَبَالاً! وَ كَفَى بِاللَّهِ مُنْتَقِماً وَ نَصِيراً! وَ كَفَى بِالْكِتَابِ حَجِيجاً وَ خَصِيماً!

الوصية بالتقوى

أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ الَّذِي أَعْذَرَ بِمَا أَنْذَرَ، وَاحْتَجَّ بِمَا نَهَجَ، وَ حَذَّرَكُمْ عَدُوّاً نَفَذَ فِي الصُّدُورِ خَفِيّاً، وَ نَفَثَ فِي الْآذَانِ نَجِيّاً، فَأَضَلَّ وَأَرْدَى، وَ وَعَدَ فَمَنَّى، وَ زَيَّنَ سَيِّئَاتِ (الخطيئات) الْجَرَائِمِ، وَ هَوَّنَ مُوبِقَاتِ الْعَظَائِمِ، حَتَّى إِذَا اسْتَدْرَجَ قَرِينَتَهُ، وَ اسْتَغْلَقَ رَهِينَتَهُ، أَنْكَرَ مَا زَيَّنَ، وَاسْتَعْظَمَ مَا هَوَّنَ، وَ حَذَّرَ مَا أَمَّنَ.

و منها في صفة خلق الانسان

أَمْ هَذَا الَّذِي أَنْشَأَهُ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ، وَ شُغُفِ الْأَسْتَارِ، نُطْفَةً دِهَاقاً (دفاقاً. دماقاً) وَعَلَقَةً مِحَاقاً وَ جَنِيناً وَ رَاضِعاً وَ وَلِيداً وَ يَافِعاً ثُمَّ مَنَحَهُ قَلْباً حَافِظاً وَلِسَاناً لَافِظاً، وَ بَصَراً لَاحِظاً، لِيَفْهَمَ مُعْتَبِراً وَيُقَصِّرَ مُزْدَجِراً حَتَّى إِذَا قَامَ اعْتِدَالُهُ، وَ اسْتَوَى مِثَالُهُ، نَفَرَ مُسْتَكْبِراً، وَ خَبَطَ سَادِراً، مَاتِحاً فِي غَرْبِ

لم تفتلہ - اسے واپس نہ کرسکی
فاتلات - بہکانے والی خواہشات
لم تعم علیہ - اس پر پوشیدہ نہیں رہے
نعمیٰ - وسعت عیش
عاجلہ - دنیا
بادر من وجل - خوف عذاب میں عمل کیا
اکمش - تیز رفتاری سے عمل کیا
قدماً - آگے بڑھنا
حجیجاً و خصیماً - جو مخالف پر اپنے مدعا کو ثابت کرے
نجی - جس سے آہستہ بات کی جائے
قرینہ - نفس امارہ جس کے ساتھ ہمیشہ شیطان رہتا ہے
استدرج - دھیرے دھیرے لپیٹ میں لے لینا
انکر ما زین - گمراہ کرنے کے بعد بیزاری شروع کر دی
شغف - جمع شغاف - غلاف قلب
دھاق - اچھلنے والا
محاقاً - جس میں ہر شکل و صورت محو ہو جائے
یافع - ۱۰ سال کے قریب کا جوان
سادر - متحیر
متح الماء - ڈول سے پانی نکالنا
غرب - ڈول

(۱) انسان کی صورت حال یہ ہے کہ اس کے سامنے جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔ جنت سے بہتر کوئی راحت کی جگہ ہے اور نہ جہنم سے بدتر کوئی مصیبت کی جگہ۔ وہ ایک دوراہے پر کھڑا ہے لیکن اس کی مشکل یہ ہے کہ کتاب خدا اس کی خلاف بیان دینے کے لئے تیار ہے کہ میں نے سارے احکام واضح طور پر بیان کر دیئے تھے لیکن اس شخص نے میرے کسی حکم پر عمل نہیں کیا اور پروردگار بھی جہاں بہترین مددگار ہے وہیں سخت ترین انتقام لینے والا بھی ہے۔ ایسی صورت حال میں انسان کس طرح عذاب سے نجات پائے گا اور کس طرح جنت کا استحقاق پیدا کرے گا۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے جس کے بارے میں ہر انسان کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا پڑے گا۔

دلخوش فریبیوں نے اس میں اضطراب پیدا کیا ہو اور مشتبہ امور نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا ہو۔ بشارت کی مسرت اور نعمتوں کی راحت حاصل کر لی ہو۔ دنیا کی گذرگاہ سے قابل تعریف انداز سے گذر جائے اور آخرت کا زادِ راہ نیک بختی کے ساتھ آگے بھیجے۔ وہاں کے خطرات کے پیش نظر عمل میں سبقت کی اور مہلت کے اوقات میں تیز رفتاری سے قدم بڑھایا۔ طلب آخرت میں رغبت کے ساتھ آگے بڑھا اور برائیوں سے مسلسل فرار کرتا رہا۔ آج کے دن کل پر نگاہ رکھی اور ہمیشہ اگلی منزلوں کو دیکھتا رہا۔ یقیناً ثواب اور عطا کیلئے جنت اور عذاب و وبال کے لئے جہنم سے بالاتر کیا ہے اور پھر خدا سے بہتر مدد کرنے والا اور انتقام لینے والا کون ہے اور قرآن کے علاوہ حجت اور سند کیا ہے؟ (۸۱)

بندگانِ خدا! میں تمہیں اس خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے ڈرانے والی اشیاء کے ذریعہ عذر کا خاتمہ کر دیا ہے اور راستہ دکھا کر حجت تمام کر دی ہے۔ تمہیں اس دشمن سے ہوشیار کر دیا ہے جو خاموشی سے دلوں میں نفوذ کر جاتا ہے اور چپکے سے کان میں پھونک دیتا ہے اور اس طرح گمراہ اور ہلاک کر دیتا ہے اور وعدہ کر کے امیدوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بدترین جرائم کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور مہلک گناہوں کو آسان بنا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اپنے ساتھی نفس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور اپنے قیدی کو اچھی طرح گرفتار کر لیتا ہے تو جس کو خوبصورت بنایا تھا اسی کو منکر بنا دیتا ہے اور جسے آسان بنایا تھا اسی کو عظیم کہنے لگتا ہے اور جس کی طرف سے محفوظ بنا دیا تھا اسی سے ڈرانے لگتا ہے۔

ذرا اس مخلوق کو دیکھو جسے بنانے والے نے رحم کی تاریکیوں اور متعدد پردوں کے اندر یوں بنایا کہ اچھلتا ہوا نطفہ تھا پھر منجمد خون بنا۔ پھر جنین بنا۔ پھر رضاعت کی منزل میں آیا پھر طفل نوخیز بنا پھر جوان ہو گیا اور اس کے بعد مالک نے اسے محفوظ کرنے والا دل، بولنے والی زبان، دیکھنے والی آنکھ عنایت کر دی تاکہ عبرت کے ساتھ سمجھ سکے اور نصیحت کا اثر لیتے ہوئے برائیوں سے باز رہے۔ لیکن جب اس کے اعضاء میں اعتدال پیدا ہو گیا اور اس کا قد و قامت اپنی منزل تک پہونچ گیا تو غرور و تکبر سے اکڑ گیا اور اندھے پن کے ساتھ بھٹکنے لگا اور ہوا و ہوس کے ڈول بھر بھر کر کھینچنے لگا۔

۱ے پروردگار کا کرم ہے کہ اس نے قرآن مجید میں بار بار قصۂ آدمؑ و ابلیس کو دہرا کر اولادِ آدمؑ کو متوجہ کر دیا ہے کہ یہ تمہارے بابا آدمؑ کا دشمن تھا اور اسی نے انہیں جنت کی خوشگوار فضاؤں سے نکالا تھا اور پھر جب سے بارگاہِ الٰہی سے نکالا گیا ہے مسلسل اولادِ آدمؑ سے انتقام لینے پر تلا ہوا ہے اور ایک لمحۂ فرصت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتا ہے۔ اس کا سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ گناہوں کے وقت گناہوں کو معمولی اور حسین بنا دیتا ہے۔ اس کے بعد جب انسان ان کا ارتکاب کر لیتا ہے تو اس کے ذہنی کرب کو بڑھانے کے لئے گناہ کی اہمیت و عظمت کا احساس دلاتا ہے اور ایک لمحہ کے لئے اسے چین سے نہیں بیٹھنے دیتا ہے۔

۲ے مالکِ کائنات کے کروڑوں احسانات میں سے یہ تین احسانات ایسے ہیں کہ اگر یہ نہ ہوتے تو انسان کا وجود جانوروں سے بدتر ہو کر رہ جاتا اور انسان کسی قیمت پر اشرف مخلوقات کہے جانے کے قابل نہ ہوتا۔

مالک نے پہلا کرم یہ کیا کہ دنیا کے حالات سے باخبر بنانے کے لئے آنکھیں دے دیں۔ اس کے بعد اپنے جذبات و خیالات کے اظہار کیلئے زبان دے دی اور پھر معلومات سے کسی وقت بھی فائدہ اٹھانے کے لئے حافظہ دے دیا ورنہ یہ حافظہ نہ ہوتا تو بار بار اشیاء کا سامنے آنا ممکن ہوتا اور انسان صاحب علم ہونے کے بعد بھی جاہل رہ جاتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

هَوَاهُ، كَادِحاً سَعْياً لِدُنْيَاهُ، فِي لَذَّاتِ طَرَبِهِ،
وَ بَدَوَاتِ أَرَبِهِ، ثُمَّ لَا يَحْتَسِبُ رَزِيَّةً،
وَلَا يَخْشَعُ تَقِيَّةً، فَمَاتَ فِي فِتْنَتِهِ غَرِيراً
وَ عَاشَ فِي هَفْوَتِهِ يَسِيراً (أَسِيراً) لَمْ يُفِدْ
عِوَضاً (غَرَضاً) وَلَمْ يَقْضِ مُفْتَرَضاً. دَهِمَتْهُ
فَجَعَاتُ الْمَنِيَّةِ فِي غُبَّرِ (غُبْرِ) جِمَاحِهِ،
وَ سَنَنِ مِرَاحِهِ، فَظَلَّ سَادِراً، وَبَاتَ سَاهِراً
فِي غَمَرَاتِ الْآلَامِ وَ طَوَارِقِ الْأَوْجَاعِ
وَالْأَسْقَامِ بَيْنَ أَخٍ شَقِيقٍ، وَ وَالِدٍ شَفِيقٍ،
وَدَاعِيَةٍ بِالْوَيْلِ جَزَعاً، وَلَادِمَةٍ لِلصَّدْرِ قَلَقاً
وَالْمَرْءُ فِي سَكْرَةٍ مُلْهِثَةٍ وَ غَمْرَةٍ كَارِثَةٍ
وَأَنَّةٍ مُوجِعَةٍ وَ جَذْبَةٍ مُكْرِبَةٍ، وَسَوْقَةٍ مُتْعِبَةٍ.
ثُمَّ أُدْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ مُبْلِساً (مُلْبَساً) وَجُذِبَ مُنْقَاداً
سَلِساً ثُمَّ أُلْقِيَ عَلَى الْأَعْوَادِ رَجِيعَ وَصَبٍ، وَنِضْوَ
سَقَمٍ، تَحْمِلُهُ حَفَدَةُ الْوِلْدَانِ، وَحَشَدَةُ الْإِخْوَانِ،
إِلَى دَارِ غُرْبَتِهِ، وَ مُنْقَطَعِ زَوْرَتِهِ وَ مُفْرَدِ
وَحْشَتِهِ حَتَّى إِذَا انْصَرَفَ الْمُشَيِّعُ، وَ رَجَعَ
الْمُتَفَجِّعُ (مُتَفَجِّعٌ) أُقْعِدَ فِي حُفْرَتِهِ نَجِيّاً لِبَهْتَةِ
السُّؤَالِ وَ عَثْرَةِ الِامْتِحَانِ. وَأَعْظَمُ مَا هُنَالِكَ
بَلِيَّةً نُزُولُ الْحَمِيمِ، وَ تَصْلِيَةُ الْجَحِيمِ وَ فَوْرَاتُ
السَّعِيرِ وَ سَوْرَاتُ الزَّفِيرِ (السَّعِيرِ). لَا فَتْرَةٌ مُرِيحَةٌ
وَلَا دَعَةٌ مُزِيحَةٌ وَلَا قُوَّةٌ حَاجِزَةٌ وَ لَا مَوْتَةٌ نَاجِزَةٌ،
وَلَا سِنَةٌ مُسَلِّيَةٌ. بَيْنَ أَطْوَارِ الْمَوْتَاتِ،
وَ عَذَابِ السَّاعَاتِ! إِنَّا بِاللَّهِ عَائِذُونَ!

کادح - بے پناہ کوشش کرنے والا
بدوات - جو خوب شے سامنے آجائے
رزیۃ - مصیبت
تقیہ - خوف خدا
غریر - مغرور - فریب خوردہ
ہفوات - بیہودہ باتیں
لم یفد - لم یستفد - کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا
دھمتہ - ڈھانپ لیا
غبر جماح - بچی کھچی سرکشی
سنن - واسطہ - طریقہ
سادر - متحیر
لادمہ - سینہ کوٹنے والی
غمرہ - شدت
انۃ - درد کی چیخ
جذبہ مکربہ - وقت احتضار سلب کا کھینچاؤ
سوقہ - نزع روح میں سرعت
ابلس - مایوس ہوگیا
سلس - آسان
رجیع - مسلسل سفر سے درماندہ
نضو - لاغر
حفدہ - مددگار (اولاد)
حشدہ - مدد میں تیزی کرنے والے
بہتۃ السوال - وقت سوال کی حیرانی
عثرۃ - لغزش
حمیم - کھولتا پانی
تصلیہ - جلانا (داخل جہنم)
سورہ - شدت
زفیر - شعلہ کی آواز
فترہ - لمحہ سکون
دعہ - راحت
ناجزہ - حاضر
سنہ - اونگھ
اطوار الموتات - قسم قسم کی موت

طرب کی لذتوں اور خواہشات کی تمناؤں میں دنیا کے لئے انتھک کوشش کرنے لگا۔ نہ کسی مصیبت کا خیال رہ گیا اور نہ کسی خوف و خطر کا اثر رہ گیا۔ فتنوں کے درمیان فریب خوردہ مر گیا اور مختصر سی زندگی کو بیہودگیوں میں گذار گیا۔ نہ کسی اجر کا انتظام کیا اور نہ کسی فریضہ کو ادا کیا۔ اسی باقیماندہ سرکشی کے عالم میں مرگ بار مصیبتیں اس پر ٹوٹ پڑیں اور وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ اب راتیں جاگنے میں گذر رہی تھیں کہ شدید قسم کے آلام تھے اور طرح طرح کے امراض و اسقام۔ جب کہ حقیقی بھائی اور مہربان باپ اور فریاد کرنے والی ماں اور اضطراب سے سینہ کوبی کرنے والی بہن بھی موجود تھی لیکن انسان سکرات موت کی مدہوشیوں۔ شدید قسم کی بدحواسیوں۔ دردناک قسم کی فریادوں اور کرب انگیز قسم کی نزع کی کیفیتوں اور تھکا دینے والی خندقوں میں مبتلا تھا۔

اس کے بعد اسے مایوسی کے عالم میں کفن میں لپیٹ دیا گیا اور وہ نہایت درجہ آسانی اور خود سپردگی کے ساتھ کھینچا جانے لگا اس کے بعد اسے تختہ پر لٹا دیا گیا اس عالم میں کہ خستہ حال اور بیماریوں سے نڈھال ہو چکا تھا۔ اولاد اور برادری کے لوگ اسے اٹھا کر اس گھر کی طرف لے جا رہے تھے جو غربت کا گھر تھا اور جہاں ملاقاتوں کا سلسلہ بند تھا اور تنہائی کی وحشت کا دور دورہ تھا یہاں تک کہ جب مشایعت کرنے والے واپس آگئے اور گریہ و زاری کرنے والے پلٹ گئے تو اسے قبر میں دوبارہ اٹھا کر بٹھا دیا گیا سوال و جواب کی دہشت اور امتحان کی لغزشوں کا سامنا کرنے کے لئے۔ اور وہاں کی سب سے بڑی مصیبت تو کھولتے ہوئے پانی کا نزول اور جہنم کا ورود ہے جہاں آگ بھڑک رہی ہوگی اور شعلے بلند ہو رہے ہوں گے۔ نہ کوئی راحت کا وقفہ ہوگا اور نہ سکون کا لمحہ نہ کوئی طاقت عذاب کو روکنے والی ہوگی اور نہ کوئی موت سکون بخش ہوگی۔ حد یہ ہے کہ کوئی تسلی بخش نیند بھی نہ ہوگی۔ طرح طرح کی موتیں ہوں گی اور دمبدم کا عذاب۔ بیشک ہم اس منزل پر پروردگار کی پناہ کے طلبگار ہیں۔

ہائے رے انسان کی بیکسی۔ ابھی غفلت کا سلسلہ تمام نہ ہوا تھا اور لذت اندوزی حیات کا تسلسل قائم تھا کہ اچانک حضرت ملک الموت نازل ہو گئے اور ایک لمحہ کی مہلت دئے بغیر لیجانے کے لئے تیار ہو گئے۔ انسان صحرا بیابان اور ویرانہ دشت و جبل میں نہیں ہے گھر کے اندر ہے۔ ادھر اولاد ادھر احباب۔ ادھر مہربان باپ ادھر سر و سینہ پیٹنے والی ماں۔ ادھر حقیقی بھائی ادھر قربان ہونے والی بہن۔ لیکن کوئی کرب موت کے لمحہ میں تخفیف بھی نہیں کرا سکتا ہے اور نہ مرنے والے کے کسی کام آسکتا ہے بلکہ اس سے زیادہ کربناک یہ منظر ہے کہ اس کے بعد اپنے ہی ہاتھوں سے کفن میں لپیٹا جا رہا ہے اور سانس لینے کے لئے بھی کوئی راستہ نہیں چھوڑا جا رہا ہے اور پھر نہایت درجہ ادب و احترام سے قبر کے اندھیرے میں ڈال کر چاروں طرف سے بند کر دیا جاتا ہے کہ کوئی سوراخ بھی نہ رہنے پائے اور ہوا یا روشنی کا گذر بھی نہ ہونے پائے۔

کسی کے منھ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت
کہ خاک ان پہ نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے

اور اتنا ہی نہیں بلکہ حضرات خود بھی خاک ڈالنے ہی کو محبت کی علامت اور دوستی کے حق کی ادائیگی تصور کر رہے ہیں؛

مٹھیوں میں خاک لے کر دوست آئے وقتِ دفن
زندگی بھر کی محبت کا صلہ دینے لگے

۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عِبَادَ اللّٰهِ، أَيْنَ الَّذِينَ عُمِّرُوا فَنَعِمُوا، وَ عُلِّمُوا فَفَهِمُوا، وَأُنْظِرُوا فَلَهَوْا، وَسُلِّمُوا فَنَسُوا! أُمْهِلُوا طَوِيلاً، وَ مُنِحُوا جَمِيلاً، وَ حُذِّرُوا أَلِيماً، وَ وُعِدُوا جَسِيماً(1)! احْذَرُوا الذُّنُوبَ الْمُوَرِّطَةَ، وَالْعُيُوبَ الْمُسْخِطَةَ.

أُولِي الْأَبْصَارِ وَالْأَسْمَاعِ، وَالْعَافِيَةِ وَالْمَتَاعِ، هَلْ مِنْ مَنَاصٍ أَوْ خَلَاصٍ، أَوْ مَعَاذٍ أَوْ مَلَاذٍ، أَوْ فِرَارٍ أَوْ مَحَارٍ! أَمْ لَا؟ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ! أَمْ أَيْنَ تُصْرَفُونَ! أَمْ بِمَاذَا تَغْتَرُّونَ! وَ إِنَّمَا حَظُّ أَحَدِكُمْ مِنَ الْأَرْضِ، ذَاتِ الطُّولِ وَالْعَرْضِ، قِيدُ قَدِّهِ، مُتَعَفِّراً عَلَى خَدِّهِ! الْآنَ عِبَادَ اللّٰهِ وَالْخِنَاقُ مُهْمَلٌ، وَالرُّوحُ مُرْسَلٌ، فِي فَيْنَةِ الْإِرْشَادِ، وَرَاحَةِ الْأَجْسَادِ، وَ بَاحَةِ الْاحْتِشَادِ، وَمَهَلِ الْبَقِيَّةِ، وَأُنُفِ الْمَشِيَّةِ، وَإِنْظَارِ التَّوْبَةِ، وَانْفِسَاحِ الْحَوْبَةِ، قَبْلَ الضَّنْكِ وَالْمَضِيقِ، وَالرَّوْعِ وَالزُّهُوقِ، وَ قَبْلَ قُدُومِ الْغَائِبِ الْمُنْتَظَرِ، وَإِخْذَةِ الْعَزِيزِ الْمُقْتَدِرِ.

قال الشريف: و في الخبر: أنه لما خطب بهذه الخطبة اقشعرت لها الجلود، و بكت العيون، ورجفت القلوب. و من الناس من يسمي هذه الخطبة: «الغراء».

۸۴

و من خطبة له «عليه السلام»

في ذكر عمرو بن العاص

عَجَباً لِابْنِ النَّابِغَةِ[1]! يَزْعُمُ لِأَهْلِ الشَّامِ أَنَّ فِيَّ دُعَابَةً، وَ أَنِّي امْرُؤٌ تِلْعَابَةٌ: أُعَافِسُ وَ أُمَارِسُ! لَقَدْ قَالَ بَاطِلاً، وَ نَطَقَ آثِماً. أَمَا - وَ شَرُّ الْقَوْلِ الْكَذِبُ - إِنَّهُ لَيَقُولُ فَيَكْذِبُ، وَ يَعِدُ فَيُخْلِفُ، وَ يُسْأَلُ فَيَبْخَلُ، وَ يَسْأَلُ فَيُلْحِفُ، وَ يَخُونُ الْعَهْدَ، وَ يَقْطَعُ الْإِلَّ، فَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْحَرْبِ فَأَيُّ زَاجِرٍ وَ آمِرٍ هُوَ! مَا لَمْ تَأْخُذِ

مورطہ - ہلاک
مناص - چھٹکارا
محار - دنیا میں واپس
قید قد - مقدار قامت
متعفراً - خاک آلود
خناق - گلے کا پھندہ
اہمال - ڈھیلا ہونا
فینہ - وقت
باحہ - صحن
انف - ابتداء
حوبہ - حاجت
انفساح - وسعت
ضنک - شدت
روع - خوف
زہوق - اضمحلال
غائب منتظر - موت
نابغہ - وہ عورت جو بدکاری میں شہرت رکھتی ہو
دعابہ - مزاح
تلعابہ - کھیل کود میں لگا رہنے والا
معافسہ - ہنسی مذاق کرنا
الحاف - اصرار
ال - قرابت

(۱) عمرو عاص کی ماں جاہلیت میں کافی شہرت رکھتی تھی اس لئے اسے ابن النابغہ کہا گیا ہے اور اس کا کردار بھی اس کے نسب کی بہترین دلیل تھا کہ اتنا بڑا جھوٹ کوئی صحیح نسب والا نہیں بول سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۸۴ عیون الاخبار ۱ ص ۱، العقد الفریدہ ۲ ص ۱۴۳، الامتاع والمؤانسہ توحیدی ۳ ص ۱۸۳، المحاسن والمساوی ص ۳۵، انساب الاشراف ۲ ص ۱۴۹، امالی طوسی ۱ ص ۱۳۱، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص ۱۱۰ ۲ ص ۵۹ ۳ ص ۸۹

بندگانِ خدا! کہاں ہیں وہ لوگ جنھیں عمریں دی گئیں تو خوب مزے اڑائے اور بتایا گیا تو سب سمجھ گئے، لیکن مہلت دی گئی تو غفلت میں پڑ گئے، صحت و سلامتی دی گئی تو اس نعمت کو بھول گئے۔ انھیں کافی طویل مہلت دی گئی اور کافی اچھی نعمتیں دی گئیں اور انھیں دردناک عذاب سے ڈرایا بھی گیا اور بہترین نعمتوں کا وعدہ بھی کیا گیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اب تم لوگ مہلک گناہوں سے پرہیز کرو اور خدا کو ناراض کرنے والے عیوب سے دور رہو۔ تم صاحبان سماعت و بصارت اور اہل عافیت و ثروت ہو بتاؤ کیا بچاؤ کی کوئی جگہ یا چھٹکارہ کی کوئی گنجائش ہے۔ کوئی ٹھکانہ یا پناہ گاہ ہے۔ کوئی جائے فرار یا دنیا میں واپسی کی کوئی صورت ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کدھر بہکے جا رہے ہو اور کہاں تم کو لے جایا جا رہا ہے یا کس دھوکہ میں پڑے ہو۔؟

یاد رکھو اس طویل و عریض زمین میں تمھاری قسمت صرف بقدر قامت جگہ ہے جہاں رخساروں کو خاک پر رہنا ہے۔

بندگانِ خدا! ابھی موقع ہے۔ رسّی ڈھیلی ہے۔ روح آزاد ہے۔ تم ہدایت کی منزل اور جسمانی راحت کی جگہ پر ہو۔ مجلسوں کے اجتماع میں ہو اور بقیہ زندگی کی مہلت سلامت ہے اور راستہ اختیار کرنے کی آزادی ہے اور توبہ کی مہلت ہے اور جگہ کی وسعت ہے قبل اس کے کہ تنگیٔ لحد، ضیق مکان، خوف اور جانکنی کا شکار ہو جاؤ اور قبل اس کے کہ وہ موت آجائے جس کا انتظار ہو رہا ہے اور وہ پروردگار اپنی گرفت میں لے لے جو صاحب عزت و غلبہ اور صاحب طاقت و قدرت ہے۔

سید رضیؒ۔ کہا جاتا ہے کہ جب حضرتؑ نے اس خطبہ کو ارشاد فرمایا تو لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور دل لرزنے لگے۔ بعض لوگ اس خطبہ کو "خطبۂ غرّاء" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۸۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں عمرو عاص کا ذکر کیا گیا ہے)

(۱)
تعجب ہے نابغہ کے بیٹے سے۔ کہ یہ اہل شام سے بیان کرتا ہے کہ میرے مزاج میں مزاح پایا جاتا ہے اور میں کوئی کھیل تماشہ والا انسان ہوں اور ہنسی مذاق میں لگا رہتا ہوں۔ یقیناً اس نے یہ بات غلط کہی ہے اور اس کی بنا پر گنہگار بھی ہوا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ بدترین کلام غلط بیانی ہے اور یہ جب بولتا ہے تو جھوٹ ہی بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی ہی کرتا ہے اور جب اس سے کچھ مانگا جاتا ہے تو بخل ہی کرتا ہے اور جب خود مانگتا ہے تو چمٹ جاتا ہے۔ عہد و پیمان میں خیانت کرتا ہے۔ قرابتوں میں قطع رحم کرتا ہے۔ جنگ کے وقت دیکھو تو کیا کیا امر و نہی کرتا ہے جب تک تلواریں اپنی منزل پر زور نہ پکڑ لیں۔

السُّيُوفُ مَآخِذَهَا، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ كَانَ أَكْبَرُ مَكِيدَتِهِ أَنْ يَمْنَحَ الْقِرْمَ (القوم) سُبَّتَهُ ①. أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَيَمْنَعُنِي مِنَ اللَّعِبِ ذِكْرُ الْمَوْتِ، وَإِنَّهُ لَيَمْنَعُهُ مِنْ قَوْلِ الْحَقِّ نِسْيَانُ الْآخِرَةِ، إِنَّهُ لَمْ يُبَايِعْ مُعَاوِيَةَ حَتَّى شَرَطَ أَنْ يُؤْتِيَهُ أَتِيَّةً، وَيَرْضَخَ لَهُ عَلَى تَرْكِ الدِّينِ رَضِيخَةً.

٨٥

و من خطبة له (ع)

وفيها صفات ثمان من صفات الجلال

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ: الْأَوَّلُ لَا شَيْءَ قَبْلَهُ، وَالْآخِرُ لَا غَايَةَ لَهُ، لَا تَقَعُ الْأَوْهَامُ لَهُ عَلَى صِفَةٍ، وَلَا تُعْقَدُ الْقُلُوبُ مِنْهُ عَلَى كَيْفِيَّةٍ، وَلَا تَنَالُهُ التَّجْزِئَةُ وَالتَّبْعِيضُ، وَلَا تُحِيطُ بِهِ الْأَبْصَارُ وَالْقُلُوبُ.

ومنها: فَاتَّعِظُوا عِبَادَ اللَّهِ بِالْعِبَرِ النَّوَافِعِ، وَاعْتَبِرُوا بِالْآيِ السَّوَاطِعِ، وَازْدَجِرُوا بِالنُّذُرِ الْبَوَالِغِ، وَانْتَفِعُوا بِالذِّكْرِ وَالْمَوَاعِظِ، فَكَأَنْ قَدْ عَلِقَتْكُمْ مَخَالِبُ الْمَنِيَّةِ، وَانْقَطَعَتْ مِنْكُمْ عَلَائِقُ الْأُمْنِيَّةِ، وَدَهِمَتْكُمْ مُفْظِعَاتُ الْأُمُورِ، وَالسِّيَاقَةُ إِلَى الْوِرْدِ الْمَوْرُودِ، وَكُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ: سَائِقٌ يَسُوقُهَا إِلَى مَحْشَرِهَا، وَشَاهِدٌ يَشْهَدُ عَلَيْهَا بِعَمَلِهَا.

و منها في صفة الجنة

دَرَجَاتٌ مُتَفَاضِلَاتٌ، وَمَنَازِلُ مُتَفَاوِتَاتٌ، لَا يَنْقَطِعُ نَعِيمُهَا، وَلَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا، وَلَا يَهْرَمُ خَالِدُهَا، وَلَا يَبْأَسُ (ييأس) سَاكِنُهَا.

٨٦

و من خطبة له (ع)

و فيها بيان صفات الحق جل جلاله، ثم عظة الناس بالتقوى والمشورة

قَدْ عَلِمَ السَّرَائِرَ، وَخَبَرَ الضَّمَائِرَ، لَهُ الْإِحَاطَةُ بِكُلِّ شَيْءٍ، وَالْغَلَبَةُ

سُبّہ - عقبی شرمگاہ
اَتیّہ - عطیہ
رضیخہ - مال قلیل
الآی - جمع آیہ - دلیل
سواطع - روشن اور واضح
بوالغ - مکمل طور پر واضح
نذر - ڈرانے والی چیزیں
مفظعات - وحشتناک
ورد - چشمہ (موت)
بئس - محتاج ہوگیا

① یہ ابن عاص کی بے حیائی کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے مولائے کائنات کی تلوار کی زد سے بچنے کے لئے اپنے کو برہنہ کر دیا تھا اور جب آپ نے منھ پھیر لیا تو فوراً فرار کر گیا۔ بالکل یہی انداز جو میدان اُحد میں طلحہ بن ابی طلحہ نے اختیار کیا تھا اور جس کی نقل عمرو عاص کے بعد بسر بن ابی ارطاہ نے کی اور اس طرح تمام دشمنان علیؑ اپنی حقیقت کو بے نقاب کرتے رہے اور مورخین اسلام کی طرف سے عظیم ترین القاب اور خلفاء اسلام کے دربار سے بہترین انعامات وصول کرتے رہے اور شرافت انسانی ان حالات پر آٹھ آٹھ آنسو روتی رہی۔

برین عقل و دانش بباید گریست

مصادر خطبہ ۸۵ حلیۃ الاولیاء ۱ ص۸۰، عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، تذکرۃ الخواص ص۱۳۱، مطالب السؤول ابن طلحہ شافعی ۱ ص۱۳۰

مصادر خطبہ ۸۶ الاخبار الطوال ص۱۳۵، تحف العقول ص۱۰۰-۱۰۱، محاسن برقی ص۲۳۲-۲۳۳، المجالس مفیدؒ ص۱۳۰، مشکوٰۃ الانوار طبرسیؒ ص۔۔، غرر الحکم آمدی، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۔۔، من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۱۳۲

اور جب ایسا ہو جاتا ہے تو اس کا سب سے بڑا حربہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن کے سامنے اپنی پشت کو پیش کر دے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے کھیل کود سے یاد موت نے روک رکھا ہے اور اسے حرف حق سے نسیان آخرت نے روک رکھا ہے۔ اس نے معاویہ کی بھی اس وقت تک بیعت نہیں کی جب تک اس سے یہ طے نہیں کر لیا کہ اسے کوئی ہدیہ دے گا اور اس کے سامنے ترک دین پر کوئی تحفہ پیش کرے گا۔

۸۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے آٹھ صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہ ایسا اول ہے جس سے پہلے کچھ نہیں ہے اور ایسا آخر ہے جس کی کوئی حد معین نہیں ہے۔ خیالات اس کی کسی صفت کا ادراک نہیں کر سکتے ہیں اور دل اس کی کوئی کیفیت طے نہیں کر سکتا ہے۔ اس کی ذات کے نہ اجزا ہیں اور نہ ٹکڑے اور نہ وہ دل و نگاہ کے احاطہ کے اندر آ سکتا ہے۔

بندگان خدا! مفید عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو اور واضح نشانیوں سے عبرت لو۔ بلیغ ڈرانے والی چیزوں سے اثر قبول کرو اور ذکر و موعظت سے فائدہ حاصل کرو۔ یہ سمجھو کہ گویا موت اپنے پنجے تمہارے اندر گاڑ چکی ہے اور امیدوں کے رشتے تم سے منقطع ہو چکے ہیں اور دہشت ناک حالات نے تم پر حملہ کر دیا ہے اور آخری منزل کی طرف لے جانے کا عمل شروع ہو چکا ہے۔ یاد رکھو کہ "ہر نفس کے ساتھ ایک ہنکانے والا ہے اور ایک گواہ رہتا ہے"۔ ہنکانے والا قیامت کی طرف کھینچ کر لے جا رہا ہے اور گواہی دینے والا اعمال کی نگرانی کر رہا ہے۔

صفات جنت

اس کے درجات مختلف[1] اور اس کی منزلیں پست و بلند ہیں لیکن اس کی نعمتیں ختم ہونے والی نہیں ہیں اور اس کے باشندوں کو کہیں اور کوچ کرنا نہیں ہے۔ اس میں ہمیشہ رہنے والا بھی بوڑھا نہیں ہوتا ہے اور اس کے رہنے والوں کو فقر و فاقہ سے سابقہ نہیں پڑتا ہے۔

۸۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ ✓

(جس میں صفات خالق "جل جلالہ" کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر لوگوں کو تقویٰ کی نصیحت کی گئی ہے)

بیشک وہ پوشیدہ اسرار کا عالم اور دلوں کے رازوں سے باخبر ہے۔ اسے ہر شے پر احاطہ حاصل ہے اور وہ ہر شے پر غالب ہے۔

---

[1] بعض اوقات یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب جنت میں ہر نعمت کا انتظام ہے اور وہاں کی کوئی خواہش مسترد نہیں ہو سکتی ہے تو ان درجات کا فائدہ ہی کیا ہے۔ پست منزل والا بھی بلند منزل کی خواہش کرے گا وہاں پہونچ جائے گا اور یہ سب درجات بیکار ہو کر رہ جائیں گے۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ جنت ان لوگوں کا مقام نہیں ہے جو اپنی منزل نہ پہچانتے ہوں اور اپنی اوقات سے بلند تر جگہ کی ہوس رکھتے ہوں۔ ہوس کا مقام جہنم ہے جنت نہیں ہے۔ جنت والے اپنے مقامات کو پہچانتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بلند مقامات والوں کے خادم اور نوکر ہیں تو خدمت کے سہارے دیگر نوکروں کی طرح بلند منازل تک پہونچ جائیں جس کی طرف امام نے اشارہ فرمایا ہے کہ "ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ جنت میں ہمارے درجہ میں ہوں گے"۔

لِكُلِّ شَيْءٍ، وَالْقُوَّةُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ.

عظة الناس

فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُ مِنْكُمْ فِي أَيَّامِ مَهَلِهِ، قَبْلَ إِرْهَاقِ أَجَلِهِ، وَ فِي فَرَاغِهِ قَبْلَ أَوَانِ شُغُلِهِ، وَ فِي مُتَنَفَّسِهِ قَبْلَ أَنْ يُؤْخَذَ بِكَظَمِهِ، وَلْيُمَهِّدْ لِنَفْسِهِ وَقَدَمِهِ، وَلْيَتَزَوَّدْ مِنْ دَارِ ظَعْنِهِ لِدَارِ إِقَامَتِهِ. فَاللهَ اللهَ أَيُّهَا النَّاسُ، فِيمَا اسْتَحْفَظَكُمْ (احفظكم) مِنْ كِتَابِهِ، وَاسْتَوْدَعَكُمْ مِنْ حُقُوقِهِ، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً وَلَمْ يَتْرُكْكُمْ سُدًى، وَلَمْ يَدَعْكُمْ فِي جَهَالَةٍ وَلَا عَمًى قَدْ سَمَّى آثَارَكُمْ، وَ عَلِمَ أَعْمَالَكُمْ، وَ كَتَبَ آجَالَكُمْ، وَأَنْزَلَ عَلَيْكُمُ «الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِكُلِّ شَيْءٍ» وَ عَمَّرَ فِيكُمْ نَبِيَّهُ أَزْمَاناً، حَتَّى أَكْمَلَ لَهُ وَلَكُمْ- فِيمَا أَنْزَلَ مِنْ كِتَابِهِ- دِينَهُ الَّذِي رَضِيَ لِنَفْسِهِ؛ وَأَنْهَى إِلَيْكُمْ- عَلَى لِسَانِهِ- مَحَابَّهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَ مَكَارِهَهُ، وَ نَوَاهِيَهُ وَ أَوَامِرَهُ، وَأَلْقَى إِلَيْكُمُ الْمَعْذِرَةَ، وَاتَّخَذَ عَلَيْكُمُ الْحُجَّةَ وَ قَدَّمَ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ، وَأَنْذَرَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ. فَاسْتَدْرِكُوا بَقِيَّةَ أَيَّامِكُمْ، وَاصْبِرُوا لَهَا أَنْفُسَكُمْ فَإِنَّهَا قَلِيلٌ فِي كَثِيرِ الْأَيَّامِ الَّتِي تَكُونُ مِنْكُمْ فِيهَا الْغَفْلَةُ، وَالتَّشَاغُلُ عَنِ الْمَوْعِظَةِ، وَلَا تُرَخِّصُوا لِأَنْفُسِكُمْ فَتَذْهَبَ بِكُمُ الرُّخَصُ مَذَاهِبَ الظَّلَمَةِ، وَ لَا تُدَاهِنُوا فَيَهْجُمَ بِكُمُ الْإِدْهَانُ عَلَى الْمَعْصِيَةِ. عِبَادَ اللهِ، إِنَّ أَنْصَحَ النَّاسِ لِنَفْسِهِ أَطْوَعُهُمْ لِرَبِّهِ؛ وَ إِنَّ أَغَشَّهُمْ لِنَفْسِهِ أَعْصَاهُمْ لِرَبِّهِ؛ وَالْمَغْبُونُ مَنْ غَبَنَ نَفْسَهُ، وَالْمَغْبُوطُ مَنْ سَلِمَ لَهُ دِينُهُ، «وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ» وَالشَّقِيُّ مَنِ انْخَدَعَ لِهَوَاهُ وَ غُرُورِهِ. وَاعْلَمُوا أَنَّ «يَسِيرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ»[1] وَ مُجَالَسَةَ أَهْلِ الْهَوَى مَنْسَاةٌ لِلْإِيمَانِ، وَ مَحْضَرَةٌ لِلشَّيْطَانِ. جَانِبُوا الْكَذِبَ فَإِنَّهُ مُجَانِبٌ لِلْإِيمَانِ. الصَّادِقُ عَلَى شَفَا مَنْجَاةٍ وَ كَرَامَةٍ. وَ الْكَاذِبُ عَلَى شَرَفِ مَهْوَاةٍ وَ مَهَانَةٍ. وَلَا تَحَاسَدُوا، فَإِنَّ الْحَسَدَ[2] يَأْكُلُ الْإِيمَانَ «كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ» «وَلَا تَبَاغَضُوا فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ». وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَمَلَ يُسْهِي الْعَقْلَ، وَ يُنْسِي الذِّكْرَ. فَأَكْذِبُوا الْأَمَلَ فَإِنَّهُ غُرُورٌ، وَصَاحِبُهُ مَغْرُورٌ.

ارہاق اجل - موت کا تاقب کی راہ میں حائل ہونا

کظم - حلق

سمّی آثارکم - تمہارے اعمال بیان کر دیئے ہیں

عمّر نبیّہ - ایک مدّت تک باقی رکھا ہے

محابّ - نیک اعمال

ظلمہ - ظالم کی جمع ہے

مداہنہ - باطن کے خلاف کا مظاہرہ

مغبون - فریب خوردہ

مغبوط - جس پر رشک کیا جائے

ریاء - دوسروں کو دکھانے کے لئے عمل انجام دینا

منساۃ - محل نسیان

محضرۃ - محل حضور

حالقہ - محو کر دینے والا

(۱) غیر خدا کے لئے عمل انجام دینا اسے خدائی کے مرتبہ تک پہنچا دینے کے مترادف ہے اور اسی کا نام شرک ہے - کاش دنیا داری کے لئے دین کا کام کرنے والے اور دولت یا شہرت کے لئے مذہبی امور کے انجام دینے والے اس نکتہ کی طرف متوجہ ہوتے کہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ روز قیامت ریاکار کو اس کے حوالہ کر دیا جائے گا جسے دکھلانے کے لئے عمل انجام دیا تھا۔

(۲) یاد رہے کہ حسد ایمان کو جلا کر فنا کر دیتا ہے اور محبت علی کا دوسرا نام ایمان ہے لہٰذا حسد کا جذبہ محبت اہلبیتؑ کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر کسی شخص میں حسد پایا جاتا ہے تو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کے دل میں محبت اہلبیتؑ کا گذر نہیں ہے ورنہ محبت ہرگز حسد کو اپنے علاقہ میں داخل نہ ہونے دیتی اور محب اہلبیتؑ کس سے حسد کرے گا اس سے بڑی دولت اور کس کے پاس ہے - کیا کائنات میں محبت آل محمدؐ سے بالاتر بھی کوئی عزت اور دولت پائی جاتی ہے کہ محب اہلبیتؑ اسے دیکھ کر حسد کا شکار ہو جائے۔ استغفر اللہ!

رفاقت رکھنے والا ہے۔

موعظہ

تم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ مہلت کے دنوں میں عمل کرے قبل اس کے کہ موت حائل ہو جائے اور فرصت کے دنوں میں کام کرے قبل اس کے کہ مشغول ہو جائے۔ ابھی جب کہ سانس لینے کا موقع ہے قبل اس کے کہ گلا گھونٹ دیا جائے۔ اپنے نفس اور اپنی منزل کے لئے سامان مہیا کر لے اور اس کوچ کے گھر سے اس قیام کے گھر کے لئے زاد راہ فراہم کر لے۔

لوگو! اللہ کو یاد رکھو اور اس سے ڈرتے رہو اس کتاب کے بارے میں جس کا تم کو محافظ بنایا گیا ہے اور ان حقوق کے بارے میں جن کا تم کو امانتدار قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ مہمل چھوڑ دیا ہے اور نہ کسی جہالت اور تاریکی میں رکھا ہے۔ تمہارے آثار کو بیان کر دیا ہے۔ اعمال کو بتا دیا ہے اور مدت حیات کو لکھ دیا ہے۔ وہ کتاب نازل کر دی ہے جس میں ہر شے کا بیان پایا جاتا ہے اور ایک مدت تک اپنے پیغمبرؐ کو تمہارے درمیان رکھ چکا ہے۔ یہاں تک کہ تمہارے لئے اپنے اس دین کو کامل کر دیا ہے جسے اس نے پسندیدہ قرار دیا ہے اور تمہارے لئے پیغمبرؐ کی زبان سے ان تمام اعمال کو پہونچا دیا ہے جن کو وہ دوست رکھتا ہے یا جن سے نفرت کرتا ہے۔ اپنے امر و نواہی کو بتا دیا ہے اور دلائل تمہارے سامنے رکھ دیے ہیں اور حجت تمام کر دی ہے اور ڈرانے دھمکانے کا انتظام کر دیا ہے اور عذاب کے آنے سے پہلے ہی ہوشیار کر دیا ہے۔ لہٰذا اب جتنے دن باقی رہ گئے ہیں انھیں میں تدارک کرو اور اپنے نفس کو صبر پر آمادہ کرو کہ یہ دن ایام غفلت کے مقابلہ میں بہت تھوڑے ہیں جب تم نے موعظہ سننے کا بھی موقع نہیں نکالا۔ خبردار اپنے نفس کو آزاد مت چھوڑو ورنہ یہ آزادی تم کو ظالموں کے راستہ پر لے جائے گی اور اس کے ساتھ نرمی نہ برتو ورنہ یہ مصیبتوں میں جھونک دے گا۔

بندگان خدا! اپنے نفس کا سب سے سچا مخلص وہی ہے جو پروردگار کا سب سے بڑا اطاعت گذار ہے اور اپنے نفس سے سب سے بڑا خیانت کرنے والا وہ ہے جو اپنے پروردگار کا معصیت کار ہے۔ خسارہ میں وہ ہے جو خود اپنے نفس کو گھاٹے میں رکھے اور قابل رشک وہ ہے جس کا دین سلامت رہ جائے۔ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کے حالات سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو خواہشات کے دھوکہ میں آجائے۔

یاد رکھو کہ مختصر سا شائبۂ ریاکاری بھی ایک طرح کا شرک ہے (۱) اور خواہش پرستوں کی صحبت بھی ایمان سے غافل بنانے والی ہے اور شیطان کو سامنے لانے والی ہے۔ جھوٹ سے پرہیز کرو کہ وہ ایمان سے کنارہ کش رہتا ہے۔ سچ بولنے والا ہمیشہ نجات اور کرامت کے کنارہ پر رہتا ہے اور جھوٹ بولنے والا ہمیشہ تباہی اور ذلت کے دہانہ پر رہتا ہے۔ خبردار ایک دوسرے سے حسد (۲) نہ کرنا کہ "حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے"۔ اور آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھنا کہ بغض ایمان کا صفایا کر دیتا ہے اور یاد رکھو کہ خواہش عقل کو بھلا دیتی ہے اور ذکر خدا سے غافل بنا دیتی ہے۔ خواہشات کو جھٹلاؤ کہ یہ صرف دھوکہ ہیں اور ان کا ساتھ دینے والا ایک فریب خوردہ انسان ہے اور کچھ نہیں ہے۔

سب جانتے ہیں اہل دنیا کی محفلوں کا جائزہ لے لیں۔ دنیا بھر کی مہمل باتیں، کھیل کود کے تذکرے، سیاست کے تبصرے، لوگوں کی غیبت، پاکیزہ کرداروں پر تہمت، تاش کے پتے، شطرنج کے مہرے، دیگر خرافات نظر آئیں گے۔ کیا ایسی محفلوں میں ملائکہ مقربین بھی حاضر ہوں گے۔ یقیناً یہ مقامات ایمان سے غفلت کے مراحل ہیں جن سے اجتناب ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور اس کے بغیر تباہی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

۸۷

ومن خطبة له «؏»

وهي في بيان صفات المتقين وصفات الفساق والتنبيه إلى مكان العترة الطيبة والظن الخاطىء لبعض الناس

عِبَادَ اللهِ، إِنَّ مِنْ أَحَبِّ عِبَادِ اللهِ إِلَيْهِ عَبْداً أَعَانَهُ اللهُ عَلَى نَفْسِهِ، فَاسْتَشْعَرَ الْحُزْنَ، وَتَجَلْبَبَ الْخَوْفَ، فَزَهَرَ مِصْبَاحُ الْهُدَى فِي قَلْبِهِ، وَأَعَدَّ الْقِرَى لِيَوْمِهِ النَّازِلِ بِهِ، فَقَرَّبَ عَلَى نَفْسِهِ الْبَعِيدَ، وَهَوَّنَ الشَّدِيدَ. نَظَرَ فَأَبْصَرَ (فاقصر)، وَذَكَرَ فَاسْتَكْثَرَ، وَارْتَوَى مِنْ عَذْبٍ فُرَاتٍ سُهِّلَتْ لَهُ مَوَارِدُهُ، فَشَرِبَ نَهَلاً، وَسَلَكَ سَبِيلاً جَدَداً. قَدْ خَلَعَ سَرَابِيلَ الشَّهَوَاتِ، وَتَخَلَّى مِنَ الْهُمُومِ، إِلاَّ هَمّاً وَاحِداً انْفَرَدَ بِهِ، فَخَرَجَ مِنْ صِفَةِ الْعَمَى، وَمُشَارَكَةِ أَهْلِ الْهَوَى، وَصَارَ مِنْ مَفَاتِيحِ أَبْوَابِ الْهُدَى، وَمَغَالِيقِ أَبْوَابِ الرَّدَى. قَدْ أَبْصَرَ طَرِيقَهُ، وَسَلَكَ سَبِيلَهُ، وَعَرَفَ مَنَارَهُ، وَقَطَعَ غِمَارَهُ، وَاسْتَمْسَكَ مِنَ الْعُرَى بِأَوْثَقِهَا، وَمِنَ الْحِبَالِ بِأَمْتَنِهَا، فَهُوَ مِنَ الْيَقِينِ عَلَى مِثْلِ ضَوْءِ الشَّمْسِ، قَدْ نَصَبَ نَفْسَهُ لِلّهِ - سُبْحَانَهُ - فِي أَرْفَعِ الْأُمُورِ، مِنْ إِصْدَارِ كُلِّ وَارِدٍ عَلَيْهِ، وَتَصْيِيرِ كُلِّ فَرْعٍ إِلَى أَصْلِهِ. مِصْبَاحُ ظُلُمَاتٍ، كَشَّافُ عَشَوَاتٍ (عشوات)، مِفْتَاحُ مُبْهَمَاتٍ، دَفَّاعُ مُعْضِلاَتٍ، دَلِيلُ فَلَوَاتٍ، يَقُولُ فَيُفْهِمُ، وَيَسْكُتُ فَيَسْلَمُ. قَدْ أَخْلَصَ لِلّهِ فَاسْتَخْلَصَهُ، فَهُوَ مِنْ مَعَادِنِ دِينِهِ، وَأَوْتَادِ أَرْضِهِ. قَدْ أَلْزَمَ نَفْسَهُ الْعَدْلَ، فَكَانَ أَوَّلَ عَدْلِهِ نَفْيُ الْهَوَى عَنْ نَفْسِهِ، يَصِفُ الْحَقَّ وَيَعْمَلُ بِهِ، لاَ يَدَعُ لِلْخَيْرِ غَايَةً إِلاَّ أَمَّهَا، وَلاَ مَظِنَّةً إِلاَّ قَصَدَهَا، قَدْ أَمْكَنَ الْكِتَابَ مِنْ زِمَامِهِ، فَهُوَ قَائِدُهُ وَإِمَامُهُ، يَحُلُّ حَيْثُ حَلَّ ثَقَلُهُ، وَيَنْزِلُ حَيْثُ كَانَ مَنْزِلُهُ.

صفات الفساق

وَآخَرُ قَدْ تَسَمَّى عَالِماً وَلَيْسَ بِهِ، فَاقْتَبَسَ جَهَائِلَ مِنْ جُهَّالٍ، وَأَضَالِيلَ مِنْ ضُلاَّلٍ، وَنَصَبَ لِلنَّاسِ أَشْرَاكاً مِنْ حَبَائِلِ (حبال) غُرُورٍ، وَقَوْلِ زُورٍ، قَدْ حَمَلَ الْكِتَابَ عَلَى آرَائِهِ (رايه)، وَعَطَفَ الْحَقَّ عَلَى أَهْوَائِهِ، يُؤْمِنُ النَّاسَ مِنَ الْعَظَائِمِ، وَيُهَوِّنُ كَبِيرَ الْجَرَائِمِ، يَقُولُ: أَقِفُ عِنْدَ الشُّبُهَاتِ، وَفِيهَا وَقَعَ، وَيَقُولُ: أَعْتَزِلُ الْبِدَعَ، وَبَيْنَهَا اضْطَجَعَ، ؏

استشعر و تجلبب ۔ شعار اندر کا لباس ہے اور جلباب باہر کی چادر
زہر ۔ روشن ہوا اور چمک اٹھا
قریٰ ۔ سامان ضیافت
نہل ۔ پہلی مرتبہ چھلک جانا
جدد ۔ سخت اور ہموار زمین
غمار ۔ جمع غمر ۔ سمندر کا بڑا حصہ
عشوات ۔ مشتبہ امور
فلوات ۔ جمع فلاۃ ۔ صحرائے لق و دق
امّ ۔ قصد کیا
مظنہ ۔ محل احتمال فائدہ
ثقل ۔ سامان مسافر
عطف الحق ۔ حق کو موڑ دیا

(۱) ایک عالم دین کی حقیقی شان یہ ہے کہ مسائل اس کی نگاہ میں روز روشن کی طرح واضح رہیں کتاب خدا کا اتباع کرے اخلاص نیت کے ساتھ استنباط کرے۔ فروع کو اصول کی طرف پلٹائے۔ خواہشات کو درمیان میں نہ آنے دے۔ عدل کو اپنی زندگی کا شعار بنائے۔ خوف خدا کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حق بیان کرے تو اس پر عمل بھی کرے اور نیکیوں کو دیکھے تو ان کا ارادہ بھی کرے۔ دوسروں کی مشکلات کو حل کرے۔ دین کے مسائل کی تبلیغ کرے۔ ہدایت کی فکر میں غرق ہو جائے گمراہی اور گمراہوں سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ ہدایت کے چشمے سے سیراب ہو جائے اور نیکی کے راستہ پر گامزن ہو جائے رب کریم ہر صاحب ایمان کو ایسے کردار کی توفیق عنایت فرمائے۔

مصادر خطبہ ۸۷ ربیع الابرار زمخشری باب القرو الشرف، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۱۳۲

۸۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں متقین اور فاسقین کے صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے)

بندگان خدا ! اللہ کی نگاہ میں سب سے محبوب بندہ وہ ہے جس کی خدا نے اس کے نفس کے خلاف مدد کی ہے اور اس نے اندر حزن اور باہر خوف کا لباس پہن لیا ہے۔ اس کے دل میں ہدایت کا چراغ روشن ہے اور اس نے آنے والے دن کی مہمانی کا انتظام کر لیا ہے۔ اپنے نفس کے لئے آنے والے بعید (موت) کو قریب کر لیا ہے اور سخت مرحلہ کو آسان کر لیا ہے۔ دیکھا ہے تو بصیرت پیدا کی ہے اور خدا کو یاد کیا ہے تو عمل میں کثرت پیدا کی ہے۔ ہدایت کے اس چشمۂ شیریں و خوشگوار سے سیراب ہو گیا ہے جس پر وارد ہونے کو آسان بنا دیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں خوب چھک کر پی لیا ہے اور سیدھے راستہ پر چل پڑا ہے۔ خواہشات کے لباس کو جدا کر دیا ہے اور تمام افکار سے آزاد ہو گیا ہے صرف ایک فکر آخرت باقی رہ گئی ہے جس کے زیر اثر گمراہی کی منزل سے نکل آیا ہے اور اہل ہوا و ہوس کی شرکت سے دور ہو گیا ہے۔ ہدایت کے دروازہ کی کلید بن گیا ہے اور گمراہی کے دروازوں کا قفل بن گیا ہے۔ اپنے راستہ کو دیکھ لیا ہے اور اسی پر چل پڑا ہے۔ ہدایت کے منارہ کو پہچان لیا ہے اور گمراہیوں کے دھارے کو طے کر لیا ہے۔ مضبوط ترین وسیلہ سے وابستہ ہو گیا ہے اور محکم ترین رسّی کو پکڑ لیا ہے اس لئے کہ وہ اپنے یقین میں بالکل نور آفتاب جیسی روشنی رکھتا ہے۔ اپنے نفس کو بلند ترین امور کی خاطر راہ خدا میں آمادہ کر لیا ہے کہ ہر آنے والے مسئلہ کو حل کر دے گا اور فروع کو ان کی اصل کی طرف پلٹا دے گا۔ وہ تاریکیوں کا چراغ ہے اور اندھیروں کا روشن کرنے والا۔ مبہمات کی کلید ہے تو مشکلات کا دفع کرنے والا اور پھر صحراؤں میں رہنمائی کرنے والا۔ وہ بولتا ہے تو بات کو سمجھا لیتا ہے اور چپ رہتا ہے تو سلامتی کا بندوبست کر لیتا ہے۔ اس نے اللہ سے اخلاص برتا ہے تو اللہ نے اسے اپنا بندۂ مخلص بنا لیا ہے۔ اب وہ دین خدا کا معدن ہے اور زمین خدا کا رکن اعظم۔ اس نے اپنے نفس کے لئے عدل کو لازم قرار دے لیا ہے اور اس کے عدل کی پہلی منزل یہ ہے کہ خواہشات کو اپنے نفس سے دور کر دیا ہے اور اب حق ہی کو بیان کرتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے۔ نیکی کی کوئی منزل ایسی نہیں ہے جس کا قصد نہ کرتا ہو اور کوئی ایسا احتمال نہیں ہے جس کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ اپنے امور کی زمام کتاب خدا کے حوالہ کر دی ہے اور اب وہی اس کی قائد اور پیشوا ہے جہاں اس کا سامان اترتا ہے وہیں وارد ہو جاتا ہے اور جہاں اس کی منزل ہوتی ہے وہیں پڑاؤ ڈال دیتا ہے۔

اس کے برخلاف ایک شخص وہ بھی ہے جس نے اپنا نام عالم رکھ لیا ہے حالانکہ علم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جاہلوں سے جہالت کو حاصل کیا ہے اور گمراہوں سے گمراہی کو۔ لوگوں کے واسطے دھوکہ کے پھندے اور مکر و فریب کے جال بچھا دئے ہیں۔ کتاب کی تاویل اپنی رائے کے مطابق کی ہے اور حق کو اپنے خواہشات کی طرف موڑ دیا ہے۔ لوگوں کو بڑے بڑے جرائم کی طرف سے محفوظ بناتا ہے اور ان کے لئے گناہان کبیرہ کو بھی آسان بنا دیتا ہے۔ کہتا یہی ہے کہ میں شبہات کے مواقع پر توقف کرتا ہوں لیکن واقعاً انھیں میں گر پڑتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں بدعتوں سے الگ رہتا ہوں حالانکہ انھیں کے درمیان اٹھتا بیٹھتا ہے (۱)

فَالصُّورَةُ صُورَةُ إِنْسَانٍ، وَالْقَلْبُ قَلْبُ حَيَوَانٍ، لَا يَعْرِفُ بَابَ الْهُدَى فَيَتَّبِعَهُ، وَلَا بَابَ الْعَمَى فَيَصُدَّ عَنْهُ، وَذَلِكَ مَيِّتُ الْأَحْيَاءِ!

عترة النبي (ص)

«فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ!» وَ«أَنَّى تُؤْفَكُونَ!» وَالْأَعْلَامُ قَائِمَةٌ، وَالْآيَاتُ وَاضِحَةٌ، وَالْمَنَارُ مَنْصُوبَةٌ. فَأَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ! وَكَيْفَ تَعْمَهُونَ وَبَيْنَكُمْ عِتْرَةُ نَبِيِّكُمْ! وَهُمْ أَزِمَّةُ الْحَقِّ، وَأَعْلَامُ الدِّينِ، وَأَلْسِنَةُ الصِّدْقِ! فَأَنْزِلُوهُمْ بِأَحْسَنِ مَنَازِلِ الْقُرْآنِ، وَرِدُوهُمْ وُرُودَ الْهِيمِ الْعِطَاشِ.

أَيُّهَا النَّاسُ، خُذُوهَا عَنْ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّهُ يَمُوتُ مَنْ مَاتَ مِنَّا وَلَيْسَ بِمَيِّتٍ، وَيَبْلَى مَنْ بَلِيَ مِنَّا وَلَيْسَ بِبَالٍ» فَلَا تَقُولُوا بِمَا لَا تَعْرِفُونَ، فَإِنَّ أَكْثَرَ الْحَقِّ فِيمَا تُنْكِرُونَ، وَاعْذِرُوا مَنْ لَا حُجَّةَ لَكُمْ عَلَيْهِ - وَهُوَ أَنَا -. أَلَمْ أَعْمَلْ فِيكُمْ بِالثَّقَلِ الْأَكْبَرِ! وَأَتْرُكْ فِيكُمُ الثَّقَلَ الْأَصْغَرَ! قَدْ رَكَزْتُ فِيكُمْ رَايَةَ الْإِيمَانِ، وَوَقَفْتُكُمْ عَلَى حُدُودِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَأَلْبَسْتُكُمُ الْعَافِيَةَ مِنْ عَدْلِي، وَفَرَشْتُكُمُ الْمَعْرُوفَ مِنْ قَوْلِي وَفِعْلِي، وَأَرَيْتُكُمْ كَرَائِمَ الْأَخْلَاقِ مِنْ نَفْسِي، فَلَا تَسْتَعْمِلُوا الرَّأْيَ فِيمَا لَا يُدْرِكُ قَعْرَهُ الْبَصَرُ، وَلَا تَتَغَلْغَلُ إِلَيْهِ الْفِكَرُ.

ظلم ظالم

وَمِنْهَا: حَتَّى يَظُنَّ الظَّانُّ أَنَّ الدُّنْيَا مَعْقُولَةٌ عَلَى بَنِي أُمَيَّةَ، تَمْنَحُهُمْ دَرَّهَا، وَتُورِدُهُمْ صَفْوَهَا، وَلَا يُرْفَعُ عَنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ سَوْطُهَا وَلَا سَيْفُهَا، وَكَذَبَ الظَّانُّ لِذَلِكَ. بَلْ هِيَ مَجَّةٌ مِنْ لَذِيذِ الْعَيْشِ يَتَطَعَّمُونَهَا بُرْهَةً، ثُمَّ يَلْفِظُونَهَا جُمْلَةً!

۸۸

ومن خطبة له (ع)

وفيها بيان للاسباب التي تهلك الناس

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَقْصِمْ (يقصم) جَبَّارِي دَهْرٍ قَطُّ إِلَّا بَعْدَ تَمْهِيلٍ وَرَخَاءٍ، وَلَمْ يَجْبُرْ عَظْمَ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَمِ إِلَّا بَعْدَ أَزْلٍ وَبَلَاءٍ،

(۱) یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی عام موت سے مرجانے والا ہر انسان واقعی مردہ اور میت نہیں ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی انسان کی واقعی زندگی کا آغاز ہی مرنے کے بعد ہوتا ہے ورنہ دار دنیا میں تو اس کی زندگی موت جیسی ہی شمار کی جاتی ہے۔

قرآن مجید نے شہداء راہ خدا کی حیات کا متعدد اعتبارات سے تذکرہ کیا ہے۔ کبھی انھیں مردہ کہنے پر پابندی عائد کی ہے اور کبھی مردہ خیال کرنے پر اور اس کے بعد ان کی زندگی کا اقرار کرنے والوں کو بے شعور قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب شہید راہ خدا کا یہ مرتبہ ہے تو حضرت پیغمبر اسلام کا مرتبہ تو یقیناً اس سے بالاتر ہوگا جس کی طرف اس خطبہ میں بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ انھیں بہترین منزل قرآن پر قرار دو اور انھیں سرچشمہ حقائق و معارف سمجھ کر ان کے پاس آؤ۔

(۲) قرآن و اہلبیت کو ان کی عظمت و جلالت اور ان کے پلہ کے بھاری ہونے کی بنا پر ثقلین سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قرآن کتاب خدا ہے لہٰذا اسے ثقل اکبر کہا گیا ہے اور اہلبیت عترت پیغمبر ہیں لہٰذا انھیں ثقل اصغر کہا گیا ہے ورنہ اس حدیث مبارک کی بنا پر دونوں میں کسی طرح کا افتراق نہیں ہے بلکہ مکمل اتحاد و اتفاق ہے اور منزل نجات تک لے جانے میں دونوں کا برابر کا دخل ہے بلکہ اس اعتبار سے اہلبیت کا دخل زیادہ ہے کہ ان کا عمل انسان کو منزل نجات تک لے جاتا ہے اور قرآن صرف ہدایات اور بیانات پیش کرتا ہے۔ اپنے عمل نمونوں کا اظہار نہیں کرتا ہے۔

(۳) کتنی حسین تعبیر ہے اس اقتدار بنی امیہ کی جسے صرف امامت کی نگاہ دیکھ رہی تھی ورنہ ہر شخص زندگی سے مایوس ہو چکا تھا اور حضرت کا یہ بیان ہر دور کیلئے ایک پیغام امن و سکون ہے کہ ظالم کا اقتدار دیر تک نہیں رہ سکتا ہے اور مظلوم کی حکومت آخر زمانہ میں بہرحال قائم ہونے والی ہے۔

مصادر خطبہ ۸۸ روضہ کافی الکلینی ص ۶۳ ، ارشاد مفید ص ۱۴۳ ، نہایہ ابن اثیر ۲ ص ۳۹

اس کی صورت انسانوں جیسی ہے لیکن دل جانوروں جیسا ہے۔ نہ ہدایت کے دروازہ کو پہچانتا ہے کہ اس کا اتباع کرے اور نہ گمراہی کے راستہ کو جانتا ہے کہ اس سے الگ رہے۔ یہ درحقیقت ایک چلتی پھرتی میت ہے اور کچھ نہیں ہے۔

تو آخر تم لوگ کدھر جا رہے ہو اور تمہیں کس سمت موڑا جا رہا ہے؟ جب کہ نشانات قائم ہیں اور آیات واضح ہیں۔ منارے نصب کئے جا چکے ہیں اور تمہیں بھٹکایا جا رہا ہے اور تم بھٹکے جا رہے ہو۔ دیکھو تمہارے درمیان تمہارے نبی کی عترت موجود ہے۔ یہ سب حق کے زمام دار، دین کے پرچم اور صداقت کے ترجمان ہیں۔ انھیں قرآن کریم کی بہترین منزل پر جگہ دو اور ان کے پاس اس طرح وارد ہو جس طرح پیاسے اونٹ چشمہ پر وارد ہوتے ہیں۔

لوگو! حضرت خاتم النبیینؐ کے اس ارشاد گرامی پر عمل کرو کہ "ہمارا مرنے والا میت نہیں ہوتا ہے اور ہم میں سے کوئی مرور زمانہ سے بوسیدہ نہیں ہوتا ہے"۔ خبردار وہ نہ کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔ اس لئے کہ بسا اوقات حق اسی میں ہوتا ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو اور جس کے خلاف تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اس کے عذر کو قبول کرلو اور وہ میں ہوں۔ کیا میں نے ثقل اکبر قرآن پر عمل نہیں کیا ہے اور کیا ثقل اصغر اہلبیتؑ کو تمہارے درمیان نہیں رکھا ہے۔ میں نے تمہارے درمیان ایمان کے پرچم کو نصب کر دیا ہے اور تمہیں حلال و حرام کے حدود سے آگاہ کر دیا ہے۔ اپنے عدل کی بنا پر تمہیں لباس عافیت پہنایا ہے اور اپنے قول و فعل کی نیکیوں کو تمہارے لئے فرش کر دیا ہے اور تمہیں اپنے بلند ترین اخلاق کا منظر دکھلا دیا ہے۔ لہٰذا خبردار جس بات کی گہرائی تک نگاہیں نہیں پہنچ سکتی ہیں اور جہاں تک فکر کی رسائی نہیں ہے اس میں اپنی رائے کو استعمال نہ کرنا۔

غلط فہمی

(بنی امیہ کے مظالم نے اس قدر دہشت زدہ بنا دیا ہے کہ) بعض لوگ خیال کر رہے ہیں کہ دنیا بنی امیہ کے دامن سے باندھ دی گئی ہے۔ انھیں کو اپنے فوائد سے فیضیاب کرے گی اور وہی اس کے چشمہ پر وارد ہوتے رہیں گے اور اب اس امت کے سر سے ان کے تازیانے اور تلواریں اٹھ نہیں سکتی ہیں۔ حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ یہ حکومت فقط ایک لذیذ قسم کا آب دہن ہے جسے تھوڑی دیر چوسیں گے اور پھر خود ہی تھوک دیں گے۔

۸۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کی ہلاکت کے اسباب بیان کئے گئے ہیں)

امابعد! پروردگار نے کسی دور کے ظالموں کی کمر اس وقت تک نہیں توڑی ہے جب تک انھیں مہلت اور ڈھیل نہیں دے دی ہے اور کسی قوم کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اس وقت تک جوڑا نہیں ہے جب تک اسے مصیبتوں اور بلاؤں میں مبتلا نہیں کیا ہے۔

وَفِي دُونِ مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ عَتْبٍ وَمَا اسْتَدْبَرْتُمْ مِنْ خَطْبٍ مُعْتَبَرٌ① وَمَا كُلُّ ذِي قَلْبٍ بِلَبِيبٍ وَلَا كُلُّ ذِي سَمْعٍ بِسَمِيعٍ وَلَا كُلُّ نَاظِرٍ بِبَصِيرٍ. فَيَا عَجَباً! وَمَا لِيَ لَا أَعْجَبُ مِنْ خَطَإِ هٰذِهِ الْفِرَقِ عَلَى اخْتِلَافِ حُجَجِهَا فِي دِينِهَا! لَا يَقْتَصُّونَ أَثَرَ نَبِيٍّ، وَلَا يَقْتَدُونَ بِعَمَلِ وَصِيٍّ، وَلَا يُؤْمِنُونَ بِغَيْبٍ، وَلَا يَعِفُّونَ عَنْ عَيْبٍ، يَعْمَلُونَ فِي الشُّبُهَاتِ، وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ. الْمَعْرُوفُ فِيهِمْ مَا عَرَفُوا، وَالْمُنْكَرُ عِنْدَهُمْ مَا أَنْكَرُوا، مَفْزَعُهُمْ فِي الْمُعْضِلَاتِ إِلَى أَنْفُسِهِمْ، وَتَعْوِيلُهُمْ فِي الْمُهِمَّاتِ (المبهمات) عَلَى آرَائِهِمْ، كَأَنَّ كُلَّ امْرِىءٍ مِنْهُمْ إِمَامُ نَفْسِهِ②، قَدْ أَخَذَ مِنْهَا فِيمَا يَرَىٰ بِعُرًى ثِقَاتٍ (وثيقات - و موثقات)، وَأَسْبَابٍ مُحْكَمَاتٍ.

۸۹

و من خطبة له «ع»

في الرسول الأعظم صلى الله عليه و آله و بلاغ الامام عنه

أَرْسَلَهُ عَلَىٰ حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَطُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ، وَاعْتِزَامٍ مِنَ الْفِتَنِ، وَانْتِشَارٍ مِنَ الْأُمُورِ، وَتَلَظٍّ (تلظى) مِنَ الْحُرُوبِ، وَالدُّنْيَا كَاسِفَةُ النُّورِ، ظَاهِرَةُ الْغُرُورِ، عَلَىٰ حِينِ اصْفِرَارٍ مِنْ وَرَقِهَا، وَإِيَاسٍ مِنْ ثَمَرِهَا، وَاغْوِرَارٍ مِنْ مَائِهَا، قَدْ دَرَسَتْ مَنَارُ الْهُدَىٰ، وَظَهَرَتْ أَعْلَامُ الرَّدَىٰ، فَهِيَ مُتَجَهِّمَةٌ لِأَهْلِهَا، عَابِسَةٌ فِي وَجْهِ طَالِبِهَا، ثَمَرُهَا الْفِتْنَةُ، وَطَعَامُهَا الْجِيفَةُ، وَشِعَارُهَا الْخَوْفُ، وَدِثَارُهَا السَّيْفُ. فَاعْتَبِرُوا عِبَادَ اللّٰهِ، وَاذْكُرُوا تِيكَ الَّتِي آبَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ بِهَا مُرْتَهَنُونَ، وَعَلَيْهَا مُحَاسَبُونَ. وَلَعَمْرِي مَا تَقَادَمَتْ بِكُمْ وَلَا بِهِمُ الْعُهُودُ، وَلَا خَلَتْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمُ الْأَحْقَابُ وَالْقُرُونُ (الدهور)، وَمَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ مِنْ يَوْمِ كُنْتُمْ فِي أَصْلَابِهِمْ بِبَعِيدٍ. وَاللّٰهِ مَا أَسْمَعَكُمُ الرَّسُولُ شَيْئاً إِلَّا وَهَا أَنَا ذَا مُسْمِعُكُمُوهُ، وَمَا أَسْمَاعُكُمُ الْيَوْمَ بِدُونِ أَسْمَاعِكُمْ بِالْأَمْسِ، وَلَا شُقَّتْ لَهُمُ الْأَبْصَارُ، وَلَا جُعِلَتْ لَهُمُ الْأَفْئِدَةُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ، إِلَّا وَقَدْ أُعْطِيتُمْ مِثْلَهَا فِي هٰذَا الزَّمَانِ (الاوان). وَوَاللّٰهِ مَا بُصِّرْتُمْ بَعْدَهُمْ شَيْئاً جَهِلُوهُ، وَلَا أُصْفِيتُمْ بِهِ وَحُرِمُوهُ، وَلَقَدْ

① اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کسی قوم کا انسان بھی اگر عبرت حاصل کرنا چاہے تو اس کے لئے ماضی اور مستقبل دونوں عبرت کے آئینے کھلے رہتے ہیں مگر افسوس کہ انسان کی آنکھ نہیں کھلتی ہے اور اسے گذشتہ اقوام کی طرح ہی دھوکہ کھانے میں مزہ آتا ہے اور وہ اس فریب کو اپنے لئے غذائے روح تصور کرتا ہے خود اپنے عالم اسلام کو دیکھئے ابھی انگریزوں کے مظالم سے نجات نہیں ملنے پائی تھی کہ امریکہ کے پنجے میں جکڑ گئے اور اس طرح کہ اس کی غلامی ہی کو "عبدیت پروردگار" کی بہترین تمثیل تصور کرنے لگے اور اسی میں نجات آخرت کے خواب دیکھنے لگے۔

② یہ نقشہ صرف باطل مذاہب کے افراد کا نہیں ہے بلکہ مذہب حق کے پرستاروں میں بھی ایسے کردار کے افراد مل جائیں گے جو بظاہر تو مذہب حق کی طرف نسبت رکھتے ہیں لیکن حق کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن ان کے لئے اجنبی کتاب ہے اور سیرت اہلبیتؑ اجنبی کردار۔ ان کی نگاہ میں قرآن و اہلبیتؑ کا اتباع ان پر واجب نہیں ہے بلکہ ان کی خواہشات کا احترام قرآن و اہلبیتؑ پر فرض ہے۔ مذہب کو مذہب کے نام پر تباہ کر رہے ہیں اور تعلیمات اہلبیتؑ کو محبت کے نام پر برباد کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جب ان پر امیرالمومنینؑ کی فریاد کا کوئی اثر نہیں ہے تو کسی اور کے کلام کا کیا اثر ہو سکتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مصادر خطبہ ۸۹ اصول کافی ۱ ص۶۳، الطراز السید العلوی الیمانی ۱ ص۳۳۲

اپنے نے جن مصیبتوں کا تم نے سامنا کیا ہے اور جن حادثات سے تم گذر چکے ہو انھیں میں سامان عبرت موجود ہے[1]۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہر دل والا عقلمند نہیں ہوتا ہے اور ہر کان والا سمیع یا ہر آنکھ والا بصیر نہیں ہوتا ہے۔

کس قدر حیرت انگیز بات ہے اور میں کس طرح تعجب نہ کروں کہ یہ تمام فرقے اپنے اپنے دین کے بارے میں مختلف دلائل رکھنے کے باوجود سب غلطی پر ہیں کہ نہ نبی کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور نہ ان کے اعمال کی پیروی کرتے ہیں۔ نہ غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ عیب سے پرہیز کرتے ہیں۔ شبہات پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات کے راستوں پر قدم آگے بڑھاتے ہیں۔ ان کے نزدیک معروف وہی ہے جس کو یہ نیکی سمجھیں اور منکر وہی ہے جس کا یہ انکار کردیں۔ مشکلات میں ان کا مرجع خود ان کی ذات ہے اور مبہم مسائل میں ان کا اعتماد صرف اپنی رائے پر ہے۔ گویا کہ ان میں کا ہر شخص اپنے نفس کا امام ہے[2] اور اپنی ہر رائے کو مستحکم وسائل اور مضبوط دلائل کا نتیجہ سمجھتا ہے۔

۸۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ اور تبلیغ امام کے بارے میں)

اللہ نے انھیں اس دور میں بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ موقوف تھا اور امتیں خواب غفلت میں پڑی ہوئی تھیں۔ فتنے سر اٹھائے ہوئے تھے اور جملہ امور میں ایک انتشار کی کیفیت تھی اور جنگ کے شعلے بھڑک رہے تھے۔ دنیا کی روشنی گہنائی ہوئی تھی اور اس کا فریب واضح تھا۔ باغ زندگی کے پتے زرد ہوگئے تھے اور ثمرات حیات سے مایوسی پیدا ہو چلی تھی پانی بھی تہ نشین ہو چکا تھا اور ہدایت کے منارے بھی مٹ گئے تھے اور ہلاکت کے نشانات بھی نمایاں تھے۔ یہ دنیا اپنے اہل کو ترش روئی سے دیکھ رہی تھی اور اپنے طلبگاروں کے سامنے منھ بگاڑ کر پیش آرہی تھی۔ اس کا ثمرہ فتنہ تھا اور اس کی غذا مردار۔ اس کا اندرونی لباس خوف تھا اور بیرونی لباس تلوار۔ لہٰذا بندگان خدا تم عبرت حاصل کرو اور ان حالات کو یاد کرو جن میں تمھارے باپ دادا اور بھائی بندہ گرفتار ہیں اور ان کا حساب دے رہے ہیں۔

میری جان کی قسم۔ ابھی ان کے اور تمھارے درمیان زیادہ زمانہ نہیں گذرا ہے اور نہ صدیوں کا فاصلہ ہوا ہے اور نہ آج کا دن کل کے دن سے زیادہ دور ہے جب تم انھیں بزرگوں کے صلب میں تھے۔

خدا کی قسم رسول اکرمؐ نے تمھیں کوئی ایسی بات نہیں سنائی ہے جسے آج میں نہیں سنا رہا ہوں اور تمھارے کان بھی کل کے کان سے کم نہیں ہیں اور جس طرح کل انھوں نے لوگوں کی آنکھیں کھول دی تھیں اور دل بنا دئے تھے ویسے ہی آج میں بھی تمھیں وہ ساری چیزیں دے رہا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ تمھیں کوئی ایسی چیز نہیں دکھلائی جارہی ہے جس سے تمھارے بزرگ ناواقف تھے اور نہ کوئی ایسی خاص بات بتائی جارہی ہے جس سے وہ محروم رہے ہوں۔

نَزَلَتْ بِكُمُ الْبَلِيَّةُ جَائِلاً خِطَامُهَا، رِخْواً بِطَانُهَا فَلَا يَغُرَّنَّكُمْ مَا أَصْبَحَ فِيهِ أَهْلُ الْغُرُورِ، فَإِنَّمَا هُوَ ظِلٌّ مَمْدُودٌ إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودٍ.

۹۰

و من خطبة له (ع)

و تشمل على قدم الخالق و عظم مخلوقاته، و يختمها بالوعظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَعْرُوفِ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةٍ، وَالْخَالِقِ مِنْ غَيْرِ رَوِيَّةٍ، الَّذِي لَمْ يَزَلْ قَائِماً دَائِماً؛ إِذْ لَا سَمَاءٌ ذَاتُ أَبْرَاجٍ، وَلَا حُجُبٌ ذَاتُ إِرْتَاجٍ، وَلَا لَيْلٌ دَاجٍ وَلَا بَحْرٌ سَاجٍ وَلَا جَبَلٌ ذُو فِجَاجٍ وَلَا فَجٌّ ذُو اعْوِجَاجٍ وَلَا أَرْضٌ ذَاتُ مِهَادٍ، وَلَا خَلْقٌ ذُو اعْتِمَادٍ: ذٰلِكَ مُبْتَدِعُ الْخَلْقِ وَ وَارِثُهُ وَ إِلٰهُ الْخَلْقِ وَ رَازِقُهُ. وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَائِبَانِ فِي مَرْضَاتِهِ: يُبْلِيَانِ كُلَّ جَدِيدٍ، وَ يُقَرِّبَانِ كُلَّ بَعِيدٍ.

قَسَمَ أَرْزَاقَهُمْ وَأَحْصَى آثَارَهُمْ وَأَعْمَالَهُمْ، وَ عَدَدَ أَنْفُسِهِمْ، وَ خَائِنَةَ أَعْيُنِهِمْ وَ مَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ مِنَ الضَّمِيرِ، وَ مُسْتَقَرَّهُمْ وَ مُسْتَوْدَعَهُمْ مِنَ الْأَرْحَامِ وَالظُّهُورِ إِلَى أَنْ تَتَنَاهَى بِهِمُ الْغَايَاتُ.

هُوَ الَّذِي اشْتَدَّتْ نِقْمَتُهُ عَلَى أَعْدَائِهِ فِي سَعَةِ رَحْمَتِهِ، وَاتَّسَعَتْ رَحْمَتُهُ لِأَوْلِيَائِهِ فِي شِدَّةِ نِقْمَتِهِ، قَاهِرُ مَنْ عَازَّهُ، وَ مُدَمِّرُ مَنْ شَاقَّهُ وَ مُذِلُّ مَنْ نَاوَاهُ وَ غَالِبُ مَنْ عَادَاهُ. مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ، وَ مَنْ سَأَلَهُ أَعْطَاهُ، وَ مَنْ أَقْرَضَهُ قَضَاهُ، وَ مَنْ شَكَرَهُ جَزَاهُ.

عِبَادَ اللَّهِ زِنُوا أَنْفُسَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تُوزَنُوا، وَ حَاسِبُوهَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تُحَاسَبُوا، وَ تَنَفَّسُوا قَبْلَ ضِيقِ الْخِنَاقِ، وَانْقَادُوا قَبْلَ عُنْفِ السِّيَاقِ، وَاعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ لَمْ يُعَنْ عَلَى نَفْسِهِ حَتَّى يَكُونَ لَهُ مِنْهَا وَاعِظٌ وَزَاجِرٌ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا لَا زَاجِرٌ وَلَا وَاعِظٌ.

(۱) آپ قوم کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ تیسرے دور میں عمل کے امکانات کہیں زیادہ ہیں۔ ابھی موقع ہے کہ گذشتہ اقوام کے انجام سے عبرت حاصل کرتے ہوئے عمل کی راہ میں قدم آگے بڑھا دو ورنہ اس کے بعد وہ دور آنے والا ہے جب تمہاری مثال اس سوار کی ہوگی جس کی اونٹنی کی مہار بھی چھوٹ جائے اور تنگ بھی ڈھیلا ہو جائے کہ وہ کسی وقت بھی گر سکتا ہے۔ جب نظام زندگی تباہ کن ہو جائے تو اہل دنیا کی تباہی میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ہر دور کے لئے ایک بہترین سبق ہے کہ تاریخ بشریت کے اعتبار سے اب تک ہر دور کے بعد دوسرا دور بدتر یا سخت تر ہی آتا رہا ہے لہٰذا انسان آج کے حالات سے استفادہ نہیں کرتا ہے اور کل کا انتظار کرتا ہے اس سے زیادہ جاہل اور بے حواس کوئی انسان نہیں ہے کون جانتا ہے کہ کل کا دن کس قسم کی سختی اور تنگی لے کر آنے والا ہے کہ مسجدوں کے دروازے بند ہو جائیں دینی مراکز پر پہرے بٹھا دیے جائیں۔ رجال دین پر پابندی عائد ہو جائے مسائل دین کا بیان ممنوع قرار پا جائے لہٰذا جب تک یہ ساری آزادیاں حاصل ہیں۔ احکام حاصل کر لو مسجدوں میں سجدۂ پروردگار کر لو ——— دینی مراکز میں حاضری کا شرف حاصل کر لو۔ علماء اعلام کے بیانات سے استفادہ کر لو ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ مستقبل میں حسرت و اندوہ کے علاوہ کچھ نہ رہ جائے جس کا تجربہ مسلم سوویت یونین کی ریاستوں۔ فلسطین کے علاقوں اور افغانستان کے شہروں میں کیا جا چکا ہے۔ اشتراکیت کے نتائج دیکھ چکے ہو تو اب سرمایہ داری کے نظام کا انتظار کرنا سراسر دانش مندی کے خلاف ہے۔

مصادر خطبہ ۹۰ عیون الحکم والمواعظ الواسطی۔ غرر الحکم آمدی ص۱۸۵، نہایہ ابن اثیر ۲ ص۳۳۵

(۱) دیکھو تم پر ایک مصیبت نازل ہو گئی ہے اس اونٹنی کے مانند جس کی نکیل جھول رہی ہو اور جس کا تنگ ڈھیلا ہو گیا ہو لہٰذا خبردار تمہیں پچھلے فریب خوردہ لوگوں کی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ یہ عیش دنیا ایک پھیلا ہوا سایہ ہے جس کی مدت معین ہے اور پھر سمٹ جائے گا۔

۹۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں معبود کے قدم اور اس کی مخلوقات کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے موعظہ پر اختتام کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر دیکھے معروف ہے اور بغیر سوچے پیدا کرنے والا ہے۔ وہ ہمیشہ سے قائم اور دائم ہے جب نہ یہ برجوں والے آسمان تھے اور نہ بلند دروازوں والے حجابات۔ نہ اندھیری رات تھی اور نہ ٹھہرے ہوئے سمندر۔ نہ لمبے چوڑے راستوں والے پہاڑ تھے اور نہ ٹیڑھی ترچھی پہاڑی راہیں۔ نہ بچھے ہوئے فرش والی زمین تھی اور نہ کس بل والی مخلوقات۔ وہی مخلوقات کا ایجاد کرنے والا ہے اور وہی آخر میں سب کا وارث ہے۔ وہی سب کا معبود ہے اور سب کا رازق ہے۔ شمس و قمر اسی کی مرضی سے مسلسل حرکت میں ہیں کہ ہر نئے کو پرانا کر دیتے ہیں اور ہر بعید کو قریب تر بنا دیتے ہیں۔

اسی نے سب کے رزق کو تقسیم کیا ہے اور سب کے آثار و اعمال کا احصار کیا ہے۔ اسی نے ہر ایک کی سانسوں کا شمار کیا ہے اور ہر ایک کی نگاہ کی خیانت اور سینہ کے چھپے ہوئے اسرار اور اصلاب و ارحام میں ان کے مراکز کا حساب رکھا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی آخری منزل تک پہونچ جائیں۔ وہی وہ ہے جس کا غضب دشمنوں پر اس کی وسعت رحمت کے باوجود شدید ہے اور اس کی رحمت اس کے دوستوں کے لئے اس کے شدت غضب کے باوجود وسیع ہے۔ جو اس پر غلبہ پیدا کرنا چاہے اس کے حق میں قاہر ہے اور جو کوئی اس سے جھگڑا کرنا چاہے اس کے حق میں تباہ کرنے والا ہے۔ ہر مخالفت کرنے والے کا ذلیل کرنے والا اور ہر دشمنی کرنے والے پر غالب آنے والا ہے۔ جو اس پر توکل کرتا ہے اس کے لئے "کافی" ہو جاتا ہے اور جو اس سے سوال کرتا ہے اسے عطا کر دیتا ہے۔ جو اسے قرض دیتا ہے اسے ادا کر دیتا ہے اور جو اس کا شکریہ ادا کرتا ہے اس کو جزا دیتا ہے۔

بندگان خدا۔ اپنے آپ کو تول لو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور اپنے نفس کا محاسبہ کر لو قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ گلے کا پھندہ تنگ ہونے سے پہلے سانس لے لو اور زبردستی لے جائے جانے سے پہلے از خود جانے کے لئے تیار ہو جاؤ اور یاد رکھو کہ جو شخص خود اپنے نفس کی مدد کر کے اسے نصیحت اور تنبیہ نہیں کرتا ہے اس کو کوئی دوسرا نہ نصیحت کر سکتا ہے اور نہ تنبیہ کر سکتا ہے۔

---

(۱) یوں تو پروردگار کی کسی صفت اور اس کے کسی کمال میں اس کا کوئی مثل و نظیر یا شریک و وزیر نہیں ہے لیکن انسانی زندگی کے لئے خصوصیت کے ساتھ چار صفات انتہائی اہم ہیں:

۱۔ وہ اپنے اوپر اعتماد کرنے والوں کے لئے "کافی" ہو جاتا ہے اور انہیں دوسروں کا دست نگر نہیں بننے دیتا ہے۔

۲۔ وہ ہر سوال کرنے والے کو عطا کرتا ہے اور کسی طرح کی تفریق کا قائل نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سوال نہ کرنے والوں کو بھی عطا کرتا ہے۔

۳۔ وہ ہر قرضہ کو ادا کر دیتا ہے حالانکہ ہر قرض دینے والا اسی کے دئے ہوئے مال میں سے قرض دیتا ہے اور اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔

۴۔ وہ شکریہ ادا کرنے والوں کو بھی انعام دیتا ہے جب کہ وہ اپنے فریضہ کو ادا کرتے ہیں اور کوئی نیا کار خیر انجام نہیں دیتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان لوگوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس بات کا شکریہ نہ ادا کریں کہ ہمیں دیا ہے اور "دوسروں کو نہیں دیا ہے" کہ یہ اس کے کرم کی توہین ہے شکریہ نہیں ہے۔ شکریہ اس بات کا ہے کہ ہمیں یہ نعمت دی ہے۔ اگرچہ دوسروں کو بھی مصلحت کے مطابق دوسری نعمتوں سے نوازا ہے۔

۹۱

ومن خطبة له ﴿عليه السلام﴾

تعرف بخطبة الأشباح وهي من جلائل خطبه ﴿عليه السلام﴾

روى مسعدة بن صدقة عن الصادق جعفر بن محمد عليهما السلام أنه قال: خطب أمير المؤمنين ﴿عليه السلام﴾ بهذه الخطبة على منبر الكوفة، و ذلك أن رجلاً أتاه فقال له يا أمير المؤمنين صف لنا ربنا مثلما نراه عياناً لنزداد له حباً و به معرفة، فغضب ونادى: الصلاة جامعة، فاجتمع الناس حتى غص المسجد بأهله، فصعد المنبر و هو مغضب متغير اللون، فحمد الله و أثنى عليه و صلى على النبي صلى الله عليه و آله، ثم قال:

وصف الله تعالى

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَا يَفِرُهُ الْمَنْعُ وَالْجُمُودُ وَلَا يُكْدِيهِ الْإِعْطَاءُ وَالْجُودُ إِذْ كُلُّ مُعْطٍ مُنْتَقِصٌ سِوَاهُ، وَكُلُّ مَانِعٍ مَذْمُومٌ مَا خَلَاهُ، وَهُوَ الْمَنَّانُ بِفَوَائِدِ النِّعَمِ وَعَوَائِدِ الْمَزِيدِ وَالْقِسَمِ، عِيَالُهُ الْخَلَائِقُ، ضَمِنَ أَرْزَاقَهُمْ وَقَدَّرَ أَقْوَاتَهُمْ وَنَهَجَ سَبِيلَ الرَّاغِبِينَ إِلَيْهِ، وَالطَّالِبِينَ مَا لَدَيْهِ، وَلَيْسَ بِمَا سُئِلَ بِأَجْوَدَ مِنْهُ بِمَا لَمْ يُسْأَلْ. الْأَوَّلُ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لَهُ قَبْلٌ فَيَكُونَ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَالْآخِرُ الَّذِي لَيْسَ لَهُ بَعْدٌ فَيَكُونَ شَيْءٌ بَعْدَهُ وَالرَّادِعُ أَنَاسِيَّ الْأَبْصَارِ عَنْ أَنْ تَنَالَهُ أَوْ تُدْرِكَهُ مَا اخْتَلَفَ عَلَيْهِ دَهْرٌ فَيَخْتَلِفَ مِنْهُ الْحَالُ وَلَا كَانَ فِي مَكَانٍ فَيَجُوزَ عَلَيْهِ الِانْتِقَالُ. وَلَوْ وَهَبَ مَا تَنَفَّسَتْ عَنْهُ مَعَادِنُ الْجِبَالِ، وَضَحِكَتْ عَنْهُ أَصْدَافُ الْبِحَارِ مِنْ فِلِزِّ (۱) اللُّجَيْنِ وَالْعِقْيَانِ وَنُثَارَةِ الدُّرِّ وَحَصِيدِ الْمَرْجَانِ (۲) مَا أَثَّرَ ذَلِكَ فِي جُودِهِ وَلَا أَنْفَدَ سَعَةَ مَا عِنْدَهُ وَلَكَانَ عِنْدَهُ مِنْ ذَخَائِرِ الْأَنْعَامِ مَا لَا تُنْفِدُهُ مَطَالِبُ الْأَنَامِ لِأَنَّهُ الْجَوَادُ الَّذِي لَا يَغِيضُهُ سُؤَالُ السَّائِلِينَ وَلَا يُبْخِلُهُ إِلْحَاحُ الْمُلِحِّينَ.

صفاته تعالى في القرآن

فَانْظُرْ أَيُّهَا السَّائِلُ: فَمَا دَلَّكَ الْقُرْآنُ عَلَيْهِ مِنْ صِفَتِهِ فَائْتَمَّ بِهِ

اشباح - اشخاص - مراد ملائکہ ہیں

یفرہ - وفور سے نکلا ہے - اضافہ

یکدیہ - فقیر و مفلس بنا دیتا ہے

اناسی - انسان کی جمع ہے اور انسان حلقہ چشم کے نقطہ بینائی کا نام ہے

تنفس معادن - جواہرات کے راستوں کا کھول دینا ہے

ضحک اصداف - سیپی کے منہ کا کھل جانا ہے

فلز - قیمتی دھات

لجین - خالص چاندی

عقیان - خالص سونا

نثارہ - وہ موتی جو نثار کئے جائیں

حصید مرجان - مرجان کو کاٹ کر جو جوہر حاصل کیا جائے

انفد - ختم کر دیا

یغیض - غیض (نقص)

یبخلہ - کسی کو بخیل پانا

ائتم بہ - اس کی اقتدا کرو اور وہی بیان کرو

(۱) مولائے کائنات کے اس ارشاد میں ادبی عنصر سے زیادہ علمی عنصر کام کر رہا ہے اور آپ چاہتے ہیں کہ امت کو پہاڑوں کے تنفس اور صدف کے تبسم سے بھی آگاہ کر دیں اور مرجان کی نباتی حیثیت کی طرف بھی متوجہ کر دیں تاکہ مستقبل بعید میں جب ان حقائق سے پردہ اٹھایا جائے تو عالم انسانیت کو اسلام کے ذمہ داروں کی عظمت کا اندازہ ہو اور وہ دین الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔

(۲) کرم الٰہی کے سامنے انسانی مطالبات کم پڑ سکتے ہیں لیکن خزانہ قدرت میں کوئی کمی نہیں آ سکتی ہے۔ اس لئے کہ مطالبات حسب ظرف بشر کے مطابق ہیں اور عطا خالق کے مطابق ہے۔

مصادر خطبہ ۹۱ العقد الفرید، توحید صدوق، ربیع الابرار زمخشری باب الملائکہ جلد اول، نہایہ ابن اثیر، فرج المہموم السید ابن طاؤس

۹۱- آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(اس خطبہ کو خطبۂ اشباح کہا جاتا ہے جسے آپ کے جلیل ترین خطبات میں شمار کیا گیا ہے)

مسعدہ بن صدقہ نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنینؑ نے یہ خطبہ منبر کوفہ سے اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب ایک شخص نے آپ سے یہ تقاضا کیا کہ پروردگار کے اوصاف اس طرح بیان کریں کہ گویا وہ ہماری نگاہ کے سامنے ہے تاکہ ہماری معرفت اور محبت الٰہی میں اضافہ ہو جائے۔ آپ کو اس بات پر غصہ آگیا اور آپ نے نماز جماعت کا اعلان فرما دیا۔ مسجد مسلمانوں سے چھلک اٹھی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اس عالم میں خطبہ ارشاد فرمایا کہ آپ کے چہرہ کا رنگ بدلا ہوا تھا اور غیظ و غضب کے آثار نمودار تھے۔ حمد و ثنائے الٰہی اور صلوات و سلام کے بعد ارشاد فرمایا:

. . . .

ساری تعریف اس پروردگار کے لئے ہے جس کے خزانہ میں فضل و کرم کے روک لینے اور عطاؤں کے منجمد کر دینے سے اضافہ نہیں ہوتا ہے اور جود و کرم کے تسلسل سے کمی نہیں آتی ہے۔ اس لئے کہ اس کے علاوہ ہر عطا کرنے والے کے یہاں کمی ہو جاتی ہے اور اس کے ماسوا ہر نہ دینے والا قابل مذمت ہوتا ہے۔ وہ مفید ترین نعمتوں اور مسلسل روزیوں کے ذریعہ احسان کرنے والا ہے۔ مخلوقات اس کی ذمہ داری میں ہیں اور اس نے سب کے رزق کی ضمانت دی ہے اور روزی معین کر دی ہے۔ اپنی طرف توجہ کرنے والوں اور اپنے عطایا کے سائلوں کے لئے راستہ کھول دیا ہے اور مانگنے والوں کو نہ مانگنے والوں سے زیادہ عطا نہیں کرتا ہے۔ وہ ایسا اول ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے کہ اس سے پہلے کوئی ہو جائے اور ایسا آخر ہے جس کی کوئی انتہا نہیں ہے کہ اس کے بعد کوئی رہ جائے۔ وہ آنکھوں کی بینائی کو اپنی ذات تک پہونچنے اور اس کا ادراک کرنے سے روکے ہوئے ہے۔ اس پر زمانہ اثر انداز نہیں ہوتا ہے کہ حالات بدل جائیں اور وہ کسی مکان میں نہیں ہے کہ وہاں سے منتقل ہو سکے۔ اگر وہ ان تمام جواہرات کو عطا کر دے جو پہاڑوں کے معدن اپنی سانسوں سے باہر نکالتے ہیں یا جنھیں سمندر کے صدف مسکرا کر باہر پھینک دیتے ہیں چاہے وہ چاندی ہو یا سونا۔ موتی ہوں یا مرجان۔ تو بھی اس کے کرم پر کوئی اثر نہ پڑے گا اور نہ اس کے خزانوں کی وسعت میں کوئی کمی آسکتی ہے اور اس کے پاس نعمتوں کے وہ خزانے رہ جائیں گے جنھیں مانگنے والوں کے مطالبات ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ایسا جواد و کریم ہے کہ نہ سائلوں کا سوال اس کے یہاں کمی پیدا کر سکتا ہے اور نہ مفلسوں کا اصرار اسے بخیل بنا سکتا ہے۔

قرآن مجید میں صفات پروردگار

صفات خدا کے بارے میں سوال کرنے والو! قرآن مجید نے جن صفات[1] کی نشان دہی کی ہے انھیں کا اتباع کرو

---

[1] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن مجید نے جتنے صفات بیان کر دئے ہیں ان کے علاوہ دیگر اسماء و صفات کا اطلاق نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض علماء اعلام کا خیال ہے کہ اسماء الٰہیہ توقیفی ہیں اور نصوص آیات و روایات کے بغیر کسی نام یا صفت کا اطلاق جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس ارشاد کا واضح سا مفہوم یہ ہے کہ جن صفات کی قرآن کریم نے نفی کر دی ہے ان کا اطلاق جائز نہیں ہے چاہے کسی زبان اور کسی لغت میں کیوں نہ ہو۔

وَاسْتَضِیءْ بِنُورِ هِدَایَتِهِ، وَ مَا کَلَّفَکَ الشَّیْطَانُ عِلْمَهُ مِمَّا لَیْسَ فِی الْکِتَابِ عَلَیْکَ
فَرْضُهُ، وَلَا فِی سُنَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ وَ أَئِمَّةِ الْهُدَی أَثَرُهُ، فَکِلْ عِلْمَهُ
إِلَی اللهِ سُبْحَانَهُ، فَإِنَّ ذٰلِکَ مُنْتَهَی حَقِّ اللهِ عَلَیْکَ. وَاعْلَمْ أَنَّ الرَّاسِخِینَ فِی الْعِلْمِ
هُمُ الَّذِینَ أَغْنَاهُمْ عَنِ اقْتِحَامِ السُّدَدِ الْمَضْرُوبَةِ دُونَ الْغُیُوبِ، الْإِقْرَارُ بِجُمْلَةِ
مَا جَهِلُوا تَفْسِیرَهُ مِنَ الْغَیْبِ الْمَحْجُوبِ، فَمَدَحَ اللهُ - تَعَالَی - اعْتِرَافَهُمْ بِالْعَجْزِ عَنْ
تَنَاوُلِ مَا لَمْ یُحِیطُوا بِهِ عِلْماً، وَسَمَّی تَرْکَهُمُ التَّعَمُّقَ فِیمَا لَمْ یُکَلِّفْهُمُ الْبَحْثَ عَنْ
کُنْهِهِ رُسُوخاً ﴿۱﴾ فَاقْتَصِرْ عَلَی ذٰلِکَ وَلَا تُقَدِّرْ عَظَمَةَ اللهِ سُبْحَانَهُ عَلَی قَدْرِ عَقْلِکَ
فَتَکُونَ مِنَ الْهَالِکِینَ. هُوَ الْقَادِرُ الَّذِی إِذَا ارْتَمَتِ الْأَوْهَامُ لِتُدْرِکَ مُنْقَطَعَ قُدْرَتِهِ،
وَ حَاوَلَ الْفِکْرُ الْمُبَرَّأُ مِنْ خَطَرَاتِ الْوَسَاوِسِ أَنْ یَقَعَ عَلَیْهِ فِی عَمِیقَاتِ غُیُوبِ
مَلَکُوتِهِ، وَ تَوَلَّهَتِ الْقُلُوبُ إِلَیْهِ، لِتَجْرِیَ فِی کَیْفِیَّةِ صِفَاتِهِ، وَ غَمَضَتْ مَدَاخِلُ
الْعُقُولِ فِی حَیْثُ لَا تَبْلُغُهُ الصِّفَاتُ لِتَنَاوُلِ عِلْمِ ذَاتِهِ رَدَعَهَا وَ هِیَ تَجُوبُ
مَهَاوِیَ سُدَفِ الْغُیُوبِ، مُتَخَلِّصَةً إِلَیْهِ - سُبْحَانَهُ - فَرَجَعَتْ إِذْ جُبِهَتْ مُعْتَرِفَةً
بِأَنَّهُ لَا یُنَالُ بِجَوْرِ الْاعْتِسَافِ کُنْهُ مَعْرِفَتِهِ، وَلَا تَخْطُرُ بِبَالِ أُولِی الرَّوِیَّاتِ
خَاطِرَةٌ مِنْ تَقْدِیرِ جَلَالِ عِزَّتِهِ. الَّذِی ابْتَدَعَ الْخَلْقَ عَلَی غَیْرِ مِثَالٍ امْتَثَلَهُ،
وَلَا مِقْدَارٍ احْتَذَی عَلَیْهِ، مِنْ خَالِقٍ مَعْبُودٍ کَانَ قَبْلَهُ، وَ أَرَانَا مِنْ
مَلَکُوتِ قُدْرَتِهِ وَ عَجَائِبِ مَا نَطَقَتْ بِهِ آثَارُ حِکْمَتِهِ، وَاعْتِرَافِ الْحَاجَةِ
مِنَ الْخَلْقِ إِلَی أَنْ یُقِیمَهَا بِمِسَاکِ قُوَّتِهِ، مَا دَلَّنَا بِاضْطِرَارِ قِیَامِ الْحُجَّةِ لَهُ
عَلَی مَعْرِفَتِهِ، فَظَهَرَتِ الْبَدَائِعُ الَّتِی أَحْدَثَتْهَا آثَارُ صَنْعَتِهِ، وَأَعْلَامُ
حِکْمَتِهِ، فَصَارَ کُلُّ مَا خَلَقَ حُجَّةً لَهُ وَ دَلِیلاً عَلَیْهِ، وَ إِنْ کَانَ خَلْقاً صَامِتاً
فَحُجَّتُهُ بِالتَّدْبِیرِ نَاطِقَةٌ، وَ دَلَالَتُهُ عَلَی الْمُبْدِعِ قَائِمَةٌ. فَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ
شَبَّهَکَ بِتَبَایُنِ أَعْضَاءِ خَلْقِکَ، وَ تَلَاحُمِ حِقَاقِ مَفَاصِلِهِمُ

کِل علمہ - اس کے علم کو مالک کے
حوالہ کردو
سدد - سدّہ کی جمع ہے
ارتمت - افکار سے آگے نکل جانا
منقطع - انتہا
مبرا - خالص
تولہت - شدتِ عشق
غمضت - فکر کی راہوں کی باریکیاں
ردع - روک دیا
مھاوی - ہلاکت کے مقامات
سُدفت - سدفہ کی جمع ہے - رات کا
ایک حصہ
جُبہت - مایوس واپس کردی گئی
جور - راستہ سے انحراف
رویات - رویّہ کی جمع ہے - فکر
ابتدع - چیز کو عدم سے وجود
میں لے آنا
احتذیٰ علیہ - اس پر قیاس کیا ہو
مساک - روکنے والی طاقت
حقاق - حُقّہ کی جمع ہے - ہڈیوں کا سرا

(۱) جب اس حقیقت کا اعلان کر دیا گیا کہ راسخون فی العلم وہ افراد ہیں جنہیں یہ معلوم ہے کہ کن حقائق کا علم ممکن ہے اور کون سی باتیں انسانی ادراک سے بالاتر ہیں۔ تو ضرورت تھی کہ اپنے رسوخ فی العلم کے اثبات کے لئے ان حقائق کی نشاندہی کر دی جائے اور اس سلسلہ میں چار باتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱) مالک کی قدرت کی آخری حدوں کا ادراک۔ (۲) اس کے اقتدار کے عمیق غیب کی اطلاع۔
(۳) اس کے صفات کی کیفیت کا تصور۔ (۴) اس کی ذات اقدس کا علم۔

ظاہر ہے کہ یہ امور انسانی ادراکات سے بالاتر ہیں لہٰذا ان میں دخل اندازی حدود عظمت الٰہیہ میں دخل اندازی کے مرادف ہے اور یہ جہل ہے۔ دعویٰ علم نہیں ہے۔

اسی کے نورِ ہدایت سے روشنی حاصل کرو اور جس علم کی طرف شیطان متوجہ کرے اور اس کا کوئی فریضہ نہ کتاب الٰہی میں موجود ہو نہ سنتِ پیغمبرؐ اور ارشادات ائمہ ہدیٰ میں تو اس کا علم پروردگار کے حوالے کردو کہ یہی اس کے حق کی آخری حد ہے اور یہ یاد رکھو راسخون فی العلم وہی افراد ہیں جنھیں غیب الٰہی کے سامنے پڑے ہوئے پردوں کے اندر درانہ داخل ہونے سے اس امر نے بے نیاز بنا دیا ہے کہ وہ اس پوشیدہ غیب کا اجمالی اقرار رکھتے ہیں اور پروردگار نے ان کے اسی جذبہ کی تعریف کی ہے کہ جس چیز کو ان کا علم احاطہ نہیں کرسکا اس کے بارے میں اپنی عاجزی کا اقرار کرلیتے ہیں اور اسی صفت کو اس نے رسوخ سے تعبیر کیا ہے کہ جس بات کی تحقیق ان کے ذمہ نہیں ہے اس کی گہرائیوں میں جانے کا خیال نہیں رکھتے ہیں۔ (لہ)

تم بھی اسی بات پر اکتفا کرو اور اپنی عقل کے مطابق عظمت الٰہی کا اندازہ نہ کرو کہ ہلاک ہونے والوں میں شمار ہو جاؤ۔

دیکھو وہ ایسا قادر ہے کہ جب فکریں اس کی قدرت کی انتہا معلوم کرنے کے لئے آگے بڑھتی ہیں اور ہر طرح کے وسوسے پاکیزہ دل اس کی سلطنت کے پوشیدہ اسرار کو اپنی زد میں لانا چاہتا ہے اور دل والہانہ طور پر اس کے صفات کی کیفیت معلوم کرنے کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور عقل کی راہیں اس کی ذات کا علم حاصل کرنے کے لئے صفات کی رسائی سے آگے بڑھنا چاہتی ہیں تو وہ انھیں اس عالم میں واپس کر دیتا ہے کہ وہ عالم غیب کی گہرائیوں کی راہیں طے کر رہی ہوتی ہیں اور مکمل طور پر اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں جس کے نتیجہ میں انھیں اس اعتراف کے ساتھ پلٹ آتی ہیں کہ غلط فکروں سے اس کی معرفت کی حقیقت کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے اور صاحبانِ فکر کے دل میں اس کے جلال و عزت کا ایک شمہ بھی خطور نہیں کر سکتا ہے۔

اس نے مخلوقات کو بغیر کسی نمونہ کو نگاہ میں رکھے ہوئے ایجاد کیا ہے اور کسی ماسبق کے خالق و معبود کے نقشہ کے بغیر پیدا کیا ہے۔ اس نے اپنی قدرت کے اختیارات، اپنی حکمت کے منہ بولتے آثار اور مخلوقات کے نے اس کے سہارے کی احتیاج کے اقرار کے ذریعہ اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ہم اس کی معرفت پر دلیل قائم ہونے کا اقرار کرلیں کہ جن جدید ترین اشیاء کو اس کے آثار صنعت نے ایجاد کیا ہے اور نشانیاں حکمت نے پیدا کیا ہے وہ سب بالکل واضح ہیں اور ہر مخلوق اس کے وجود کے لئے ایک مستقل حجت اور دلیل ہے کہ اگر وہ خاموش بھی ہے تو اس کی تدبیر بول رہی ہے اور اس کی دلالت ایجاد کرنے والے پر قائم ہے۔

خدایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ جس نے بھی تیری مخلوقات کے اعضاء کے اختلاف اور ان کے جوڑوں کے سروں کے ملنے سے تیری حکمت کی تدبیر کے لئے تیری شبیہ قرار دیا۔

لہ انسان کی غفلت کی آخری حد یہ ہے کہ وہ وجود و حکمت الٰہی کی دلیل تلاش کر رہا ہے جب کہ اس نے ذرا بھی تامل سے کام لیا ہوتا تو اسے اندازہ ہو جاتا کہ جس نگاہ سے آثار قدرت کو تلاش کر رہا ہے اور جس دماغ سے دلائل حکمت کی جستجو کر رہا ہے یہ دونوں اپنی زبان بے زبانی سے آواز دے رہے ہیں کہ اگر کوئی خالق حکیم اور صانع کریم نہ ہوتا تو ہمارا وجود بھی نہ ہوتا۔ ہم اس کی عظمت و حکمت کے بہترین گواہ ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے دلائل حکمت و عظمت کا تلاش کرنا بغل میں کٹورہ رکھ کر شہر میں ڈھنڈورہ پیٹنے کے مترادف ہے اور یہ کار عقلاء نہیں ہے۔

الْمُحْتَجِبَةِ لِتَدْبِيرِ حِكْمَتِكَ، لَمْ يَعْقِدْ غَيْبَ ضَمِيرِهِ عَلَى مَعْرِفَتِكَ، وَلَمْ يُبَاشِرْ قَلْبَهُ الْيَقِينُ بِأَنَّهُ لَا نِدَّ لَكَ، وَكَأَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ تَبَرُّؤَ التَّابِعِينَ مِنَ الْمَتْبُوعِينَ إِذْ يَقُولُونَ: «تَاللَّهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ» كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِكَ، إِذْ شَبَّهُوكَ بِأَصْنَامِهِمْ، وَنَحَلُوكَ حِلْيَةَ الْمَخْلُوقِينَ بِأَوْهَامِهِمْ، وَجَزَّأُوكَ تَجْزِئَةَ الْمُجَسَّمَاتِ بِخَوَاطِرِهِمْ، وَقَدَّرُوكَ عَلَى الْخِلْقَةِ الْمُخْتَلِفَةِ الْقُوَى، بِقَرَائِحِ عُقُولِهِمْ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مَنْ سَاوَاكَ بِشَيْءٍ مِنْ خَلْقِكَ فَقَدْ عَدَلَ بِكَ، وَالْعَادِلُ بِكَ كَافِرٌ بِمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ مُحْكَمَاتُ آيَاتِكَ، وَنَطَقَتْ عَنْهُ شَوَاهِدُ حُجَجِ بَيِّنَاتِكَ، وَإِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الَّذِي لَمْ تَتَنَاهَ فِي الْعُقُولِ، فَتَكُونَ فِي مَهَبِّ فِكْرِهَا مُكَيَّفاً، وَلَا فِي رَوِيَّاتِ خَوَاطِرِهَا فَتَكُونَ مَحْدُوداً مُصَرَّفاً.

وَمِنْهَا: قَدَّرَ مَا خَلَقَ فَأَحْكَمَ تَقْدِيرَهُ، وَدَبَّرَهُ فَأَلْطَفَ تَدْبِيرَهُ، وَوَجَّهَهُ لِوِجْهَتِهِ فَلَمْ يَتَعَدَّ حُدُودَ مَنْزِلَتِهِ، وَلَمْ يَقْصُرْ دُونَ الِانْتِهَاءِ إِلَى غَايَتِهِ، وَلَمْ يَسْتَصْعِبْ إِذْ أُمِرَ بِالْمُضِيِّ عَلَى إِرَادَتِهِ، فَكَيْفَ وَإِنَّمَا صَدَرَتِ الْأُمُورُ عَنْ مَشِيئَتِهِ؟ الْمُنْشِئُ أَصْنَافَ الْأَشْيَاءِ بِلَا رَوِيَّةِ فِكْرٍ آلَ إِلَيْهَا، وَلَا قَرِيحَةِ غَرِيزَةٍ أَضْمَرَ عَلَيْهَا، وَلَا تَجْرِبَةٍ أَفَادَهَا مِنْ حَوَادِثِ الدُّهُورِ، وَلَا شَرِيكٍ أَعَانَهُ عَلَى ابْتِدَاعِ عَجَائِبِ الْأُمُورِ، فَتَمَّ خَلْقُهُ بِأَمْرِهِ، وَأَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ، وَأَجَابَ إِلَى دَعْوَتِهِ، لَمْ يَعْتَرِضْ دُونَهُ رَيْثُ الْمُبْطِئِ، وَلَا أَنَاةُ الْمُتَلَكِّئِ، فَأَقَامَ مِنَ الْأَشْيَاءِ أَوَدَهَا، وَنَهَجَ حُدُودَهَا، وَلَاءَمَ بِقُدْرَتِهِ بَيْنَ مُتَضَادِّهَا، وَوَصَلَ أَسْبَابَ قَرَائِنِهَا(۱)، وَفَرَّقَهَا أَجْنَاساً مُخْتَلِفَاتٍ فِي الْحُدُودِ وَالْأَقْدَارِ، وَالْغَرَائِزِ وَالْهَيْئَاتِ، بَدَايَا خَلَائِقَ أَحْكَمَ صُنْعَهَا، وَفَطَرَهَا عَلَى مَا أَرَادَ وَابْتَدَعَهَا!

و منها في صفة السماء

وَنَظَمَ بِلَا تَعْلِيقٍ رَهَوَاتِ فُرَجِهَا، وَلَاحَمَ صُدُوعَ انْفِرَاجِهَا

احتجاب مفاصل - گوشت اور کھال سے جدا ہونا
عادلون بک - دوسروں کی طرف عدول کرنے والے
نحلوک - عطا کر دیا
حلیہ - صفات
قدروک - قیاس کیا
مکیف - مخصوص کیفیت والا
مصرف - جس پر عقلیں تصرف کریں
استصعب - رام نہیں ہو سکا
غریزہ - جبلت - مزاج
افاد - استفادہ
ریث - سستی اور کوتاہی
اناۃ - سوچ بچار
متلکیٔ - بہانہ باز
اَوَد - کجی
نہج - معین کر دیا
قرائن - جمع قرینہ - نفس - ساتھی
غرائز - طبائع
بدایا - جمع بدیئہ - صنعت
رہوات - جمع رہوۃ - بلند جگہ
فُرَج - جمع فُرجہ - خالی جگہ
لاحم - جوڑ دیا
صدوع - جمع صدع - شگاف

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ قرائن سے مراد نفس ہے جسے جسم کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے۔ اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ خود مختلف قسم کے اجسام ہیں جن میں ارتباط پیدا کر دیا گیا ہے۔

اس نے اپنے ضمیر کے غیب کو تیری معرفت سے وابستہ نہیں کیا اور اس کے دل میں یہ یقین پیوست نہیں ہوا کہ تیرا کوئی مثل نہیں ہے اور گویا اس نے یہ پیغام نہیں سنا کہ ایک دن مرید اپنے پیر و مرشد سے یہ کہہ کر بیزاری کریں گے کہ "بخدا ہم کھلی ہوئی گمراہی میں تھے جب تم کو رب العالمین کے برابر قرار دے رہے تھے۔ بے شک تیرے برابر قرار دینے والے جھوٹے ہیں کہ انھوں نے تجھے اپنے اصنام سے تشبیہ دی ہے اور اپنے اوہام کی بنا پر تجھے مخلوقات کا حلیہ عطا کر دیا ہے اور اپنے خیالات کی بنا پر جسموں کی طرح تیرے ٹکڑے کر دئے ہیں اور اپنی عقلوں کی سوجھ بوجھ سے تجھے مختلف طاقتوں والی مخلوقات کے پیمانے پر ناپ تول دیا ہے۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جس نے بھی تجھے کسی کے برابر قرار دیا اس نے تیرا ہمسر بنا دیا اور جس نے تیرا ہمسر بنا دیا اس نے آیات محکمات کی تنزیل کا انکار کر دیا ہے اور واضح ترین دلائل کے بیانات کو جھٹلا دیا ہے۔ بے شک تو وہ خدا ہے جو عقلوں کی حدوں میں نہیں آسکتا ہے کہ افکار کی روانی میں کیفیوں کی زد میں آجائے اور نہ غور و فکر کی جولانیوں میں سما سکتا ہے کہ محدود اور تصرفات کا پابند ہو جائے۔

(ایک دوسرا حصہ)

مالک نے ہر مخلوق کی مقدار معین کی ہے اور محکم ترین معین کی ہے اور ہر ایک کی تدبیر کی ہے اور لطیف ترین تدبیر کی ہے ہر ایک کو ایک رُخ پر لگا دیا ہے تو اس نے اپنی منزلت کے حدود سے تجاوز بھی نہیں کیا ہے اور انتہا تک پہونچنے میں کوتاہی بھی نہیں کی ہے اور مالک کے ارادہ پر چلنے کا حکم دے دیا گیا تو اس سے سرتابی بھی نہیں کی ہے اور یہ ممکن بھی کیسے تھا جب کہ سب اس کی مشیت سے منظر عام پر آئے ہیں۔ وہ تمام اشیاء کا ایجاد کرنے والا ہے بغیر اس کے کہ فکر کی جولانیوں کی طرف رجوع کرے یا طبیعت کی داخلی روانی کا سہارا لے یا حوادث زمانہ کے تجربات سے فائدہ اٹھائے یا عجیب و غریب مخلوقات کے بنانے میں کسی شریک کی مدد کا محتاج ہو۔

اس کی مخلوقات اس کے امر سے تمام ہوئی ہے اور اس کی اطاعت میں سر بسجود ہے۔ اس کی دعوت پر لبیک کہتی ہے اور اس راہ میں دیر کرنے والے کی سستی کا شکار ہوتی ہے اور نہ حیلہ و حجت کرنے والے کی ڈھیل میں مبتلا ہوتی ہے۔ اس نے اشیاء کی کجی کو سیدھا رکھا ہے۔ ان کے حدود کو مقرر کر دیا ہے۔ اپنی قدرت سے ان کے متضاد عناصر میں تناسب پیدا کر دیا ہے اور نفس و بدن کا رشتہ جوڑ دیا ہے[۱]۔ انھیں حدود و مقادیر، طبائع و ہیئات کی مختلف جنسوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یہ نو ایجاد مخلوق ہے جس کی صنعت مستحکم رکھی ہے اور اس کی فطرت و خلقت کو اپنے ارادہ کے مطابق رکھا ہے۔

(کچھ آسمان کے بارے میں)

اس نے بغیر کسی چیز سے وابستہ کئے آسمانوں کے نشیب و فراز کو منظم کر دیا ہے اور اس کے شگافوں کو ملا دیا ہے

وَ وَشَّجَ بَيْنَهَا وَ بَيْنَ أَزْوَاجِهَا، وَ ذَلَّلَ لِلْهَابِطِينَ بِأَمْرِهِ، وَالصَّاعِدِينَ بِأَعْمَالِ خَلْقِهِ، حُزُونَةَ مِعْرَاجِهَا وَ نَادَاهَا بَعْدَ إِذْ هِيَ دُخَانٌ، فَالْتَحَمَتْ (فالتحمت) عُرَى أَشْرَاجِهَا، وَ فَتَقَ بَعْدَ الِارْتِتَاقِ صَوَامِتَ أَبْوَابِهَا، وَ أَقَامَ رَصَداً مِنَ الشُّهُبِ الثَّوَاقِبِ عَلَى نِقَابِهَا، وَأَمْسَكَهَا مِنْ أَنْ تَمُورَ فِي خَرْقِ الْهَوَاءِ بِأَيْدِهِ (بائده، وانده)، وَ أَمَرَهَا أَنْ تَقِفَ مُسْتَسْلِمَةً لِأَمْرِهِ، وَ جَعَلَ شَمْسَهَا آيَةً مُبْصِرَةً لِنَهَارِهَا، وَ قَمَرَهَا آيَةً مَمْحُوَّةً مِنْ لَيْلِهَا، وَأَجْرَاهُمَا فِي مَنَاقِلِ مَجْرَاهُمَا، وَ قَدَّرَ سَيْرَهُمَا (سيرهما) فِي مَدَارِجِ دَرَجِهِمَا، لِيُمَيِّزَ بَيْنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِهِمَا، وَلِيُعْلَمَ عَدَدُ السِّنِينَ وَ الْحِسَابُ بِمَقَادِيرِهِمَا، ثُمَّ عَلَّقَ فِي جَوِّهَا فَلَكَهَا، وَنَاطَ بِهَا زِينَتَهَا، مِنْ خَفِيَّاتِ دَرَارِيِّهَا وَ مَصَابِيحِ كَوَاكِبِهَا، وَرَمَى مُسْتَرِقِي السَّمْعِ بِثَوَاقِبِ شُهُبِهَا، وَأَجْرَاهَا عَلَى أَذْلَالِ تَسْخِيرِهَا مِنْ ثَبَاتِ ثَابِتِهَا (المعودها)، وَ مَسِيرِ سَائِرِهَا، وَهُبُوطِهَا وَ صُعُودِهَا، وَ نُحُوسِهَا وَ سُعُودِهَا.[1]

و منها في صفة الملائكة

ثُمَّ خَلَقَ سُبْحَانَهُ لِإِسْكَانِ سَمَاوَاتِهِ، وَ عِمَارَةِ الصَّفِيحِ الْأَعْلَى مِنْ مَلَكُوتِهِ، خَلْقاً بَدِيعاً مِنْ مَلَائِكَتِهِ، وَ مَلَأَ بِهِمْ فُرُوجَ فِجَاجِهَا، وَحَشَا بِهِمْ فُتُوقَ أَجْوَائِهَا (اجوائها)، وَ بَيْنَ فَجَوَاتِ تِلْكَ الْفُرُوجِ زَجَلُ الْمُسَبِّحِينَ مِنْهُمْ فِي حَظَائِرِ الْقُدْسِ، وَ سُتُرَاتِ الْحُجُبِ، وَ سُرَادِقَاتِ الْمَجْدِ، وَوَرَاءَ ذَلِكَ الرَّجِيجِ (الرجيج) الَّذِي تَسْتَكُّ مِنْهُ الْأَسْمَاعُ سُبُحَاتُ نُورٍ تَرْدَعُ الْأَبْصَارَ عَنْ بُلُوغِهَا، فَتَقِفُ خَاسِئَةً عَلَى حُدُودِهَا. وَأَنْشَأَهُمْ عَلَى صُوَرٍ مُخْتَلِفَاتٍ، وَأَقْدَارٍ مُتَفَاوِتَاتٍ (متفاوتات)، أُولِي أَجْنِحَةٍ تُسَبِّحُ جَلَالَ عِزَّتِهِ، لَا يَنْتَحِلُونَ مَا ظَهَرَ فِي

وشّج - مضبوطی سے باندھ دیا
ازواج - امثال
قرائن - دوسرے اجرام فلک
ہابط و صاعد - سفلی وعلوی ارواح
حزونة - صعوبت، ناہمواری
اشراج - جمع شرج - گنڈا
صوامت - جس میں کوئی خلا نہ ہو
رصد - محافظ
شہب ثواقب - انتہائی تیز روشنی والے ستارے
نقاب - جمع نقب - شگاف
تمور - فضا میں تڑپ سکیں
اید - قوت
ممحوة - جس کی روشنی کبھی کبھی ختم ہوجاتی ہے
مناقل مجراہا - وہ حالات جن میں اپنے مدار سے منتقل ہوجاتے ہیں
فلک - جس جگہ ستاروں کو ثابت کیا گیا ہے
دراری - کواکب
اذلال - جمع ذِل - واضح راستہ
صفیح - آسمان
اجواء - جمع جوّ - فضا
زجل - بلند آواز - گرج
حظائر - جمع حظیرہ کٹھرا - منزل
قدس - پاکیزگی
سترات - جمع سترہ - پردہ
سرادقات - جمع سرادق - سراپردہ
رجیج - زلزلہ و اضطراب
تستک - کان بہرے ہوجائیں
سبحات نور - طبقات نور
خاسئہ - ناکام و نامراد

(۱) واضح رہے کہ یہ سعد و نحس مختلف آثار کے اعتبار سے ہیں جن کا ظہور ستاروں سے ہوتا رہتا ہے۔ اس کا کوئی تعلق اس سعد و نحس سے نہیں ہے جس کا تذکرہ علم نجوم میں پایا جاتا ہے اور جس پر اعتبار کرنے سے ائمہ معصومین نے شدت سے منع فرمایا ہے اور بدشگونی کو یکسر خلاف اسلام قرار دیا ہے۔

اور انھیں آپس میں ایک دوسرے کیساتھ جکڑ دیا ہے اور اس کا حکم لے کر اترنے والے اور بندوں کے اعمال کو لے کر جانے والے فرشتوں کے لئے بلندی کی ناہمواریوں کو ہموار کر دیا ہے۔ ابھی یہ آسمان دھوئیں کی شکل میں تھے کہ مالک نے انھیں آواز دی اور ان کے تسموں کے رشتے آپس میں جڑ گئے اور ان کے دروازے بند رہنے کے بعد کھل گئے۔ پھر اس نے ان کے سوراخوں پر ٹوٹتے ہوئے ستاروں کے نگہبان کھڑے کر دئے اور اپنے دست قدرت سے اس امر سے روک دیا کہ ہوا کے پھیلاؤ میں ادھر اُدھر چلے جائیں۔

انھیں حکم دیا کہ اس کے حکم کے سامنے سراپا تسلیم کھڑے رہیں۔ ان کے آفتاب کو دن کے لئے روشن نشانی اور ماہتاب کو رات کی دھندلی نشانی قرار دے دیا اور دونوں کو ان کے بہاؤ کی منزل پر ڈال دیا ہے اور ان کی گذرگاہوں میں رفتار کی مقدار معین کر دی ہے تاکہ ان کے ذریعہ دن اور رات کا امتیاز قائم ہو سکے اور ان کی مقدار سے سال وغیرہ کا حساب کیا جا سکے۔ پھر فضائے بسیط میں سب کے مدار معلق کر دئے اور ان سے اس زینت کو وابستہ کر دیا جو چھوٹے چھوٹے تاروں اور بڑے بڑے ستاروں کے چراغوں سے پیدا ہوئی تھی آوازوں کے چرانے والوں کے لئے ٹوٹتے تاروں سے سنگسار کا انتظام کر دیا اور انھیں بھی اپنے جبر و قہر کی راہوں پر لگا دیا کہ جو ثابت ہیں وہ ثابت رہیں۔ جو سیار ہیں وہ سیار رہیں۔ بلند و پست نیک و بد سب اس کی مرضی کے تابع رہیں۔ (۱)

(اوصاف ملائکہ کا حصہ)

اس کے بعد اس نے آسمانوں کو آباد کرنے اور اپنی سلطنت کے بلند ترین طبقہ کو بسانے کے لئے ملائکہ جیسی انوکھی مخلوق کو پیدا کیا اور ان سے آسمانی راستوں کے شگافوں کو پُر کر دیا اور فضا کی پہنائیوں کو معمور کر دیا۔ انھیں شگافوں کے درمیان تسبیح کرنے والے فرشتوں کی آوازیں قدس کی چار دیواری عظمت کے حجابات، بزرگی کے سراپردوں کے پیچھے گونج رہی ہیں اور اس گونج کے پیچھے جس سے کان کے پردے پھٹ جاتے ہیں۔ نور کی وہ تجلیاں ہیں جو نگاہوں کو وہاں تک پہونچنے سے روک دیتی ہیں اور وہ ناکام ہو کر اپنی حدوں پر ٹھہر جاتی ہیں۔

اس نے ان فرشتوں کو مختلف شکلوں اور الگ الگ پیمانوں کے مطابق پیدا کیا ہے۔ انھیں بال و پر عنایت کئے ہیں اور وہ اس کے جلال و عزت کی تسبیح میں مصروف ہیں۔ مخلوقات میں اس کی نمایاں صنعت کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے ہیں۔

۱؎ واضح رہے کہ ملائکہ اور جنات کا مسئلہ غیبیات سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا علم دنیا کے عام وسائل کے ذریعہ ممکن نہیں ہے۔ قرآن مجید نے ایمان کے لئے غیب کے اقرار کو شرط اساسی قرار دیا ہے لہذا اس مسئلہ کا تعلق صرف صاحبان ایمان سے ہے۔ دیگر افراد کے لئے دیگر ارشادات امامؑ سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اتنی بات تو بہر حال واضح ہو چکی ہے کہ آسمانوں کے اندر آبادیاں پائی جاتی ہیں اور یہاں کے افراد کا وہاں زندہ نہ رہ سکنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہاں کے باشندے بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ مالک نے ہر جگہ کے باشندوں میں وہاں کے اعتبار سے صلاحیت حیات رکھی ہے اور انھیں سامان زندگی عنایت فرمایا ہے۔ امام صادقؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ پروردگار عالم نے دس لاکھ عالم پیدا کئے ہیں اور دس لاکھ آدم۔ اور ہماری زمین کے باشندے آخری آدم کی اولاد میں ہیں۔ (الہیئۃ والاسلام شہرستانی)

الْخَلْقِ مِنْ صُنْعِهِ، وَلَا يَدَّعُونَ أَنَّهُمْ يَخْلُقُونَ شَيْئاً مَعَهُ مِمَّا انْفَرَدَ بِهِ،
«بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ، لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ». جَعَلَهُمُ اللهُ
فِيمَا هُنَالِكَ أَهْلَ الْأَمَانَةِ عَلَى وَحْيِهِ، وَحَمَّلَهُمْ إِلَى الْمُرْسَلِينَ وَدَائِعَ
أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ، وَ عَصَمَهُمْ مِنْ رَيْبِ الشُّبُهَاتِ، فَمَا مِنْهُمْ زَائِغٌ عَنْ سَبِيلِ
مَرْضَاتِهِ، وَ أَمَدَّهُمْ بِفَوَائِدِ الْمَعُونَةِ، وَأَشْعَرَ قُلُوبَهُمْ تَوَاضُعَ إِخْبَاتِ
السَّكِينَةِ، وَ فَتَحَ لَهُمْ أَبْوَاباً ذُلُلاً إِلَى تَمَاجِيدِهِ، وَ نَصَبَ لَهُمْ مَنَاراً
وَاضِحَةً عَلَى أَعْلَامِ تَوْحِيدِهِ، لَمْ تُثْقِلْهُمْ مُوصِرَاتُ الْآثَامِ، وَلَمْ
تَرْتَحِلْهُمْ عُقَبُ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ، وَلَمْ تَرْمِ الشُّكُوكُ بِنَوَازِعِهَا (نوازعها)
عَزِيمَةَ إِيمَانِهِمْ، وَلَمْ تَعْتَرِكِ الظُّنُونُ عَلَى مَعَاقِدِ يَقِينِهِمْ،
وَلَا قَدَحَتْ قَادِحَةُ الْإِحَنِ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَلَا سَلَبَتْهُمُ الْحَيْرَةُ
مَا لَاقَ مِنْ مَعْرِفَتِهِ بِضَمَائِرِهِمْ، وَ مَا سَكَنَ مِنْ عَظَمَتِهِ وَهَيْبَةِ
جَلَالَتِهِ فِي أَثْنَاءِ صُدُورِهِمْ، وَ لَمْ تَطْمَعْ فِيهِمُ الْوَسَاوِسُ
فَتَقْتَرِعَ بِرَيْنِهَا عَلَى فِكْرِهِمْ، وَ مِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي خَلْقِ الْغَمَامِ
الدُّلَّحِ، وَ فِي عِظَمِ الْجِبَالِ الشُّمَّخِ، وَ فِي قَتَرَةِ الظَّلَامِ الْأَيْهَمِ،
وَ مِنْهُمْ مَنْ قَدْ خَرَقَتْ أَقْدَامُهُمْ تُخُومَ الْأَرْضِ السُّفْلَى، فَهِيَ
كَرَايَاتٍ بِيضٍ قَدْ نَفَذَتْ فِي مَخَارِقِ الْهَوَاءِ، وَ تَحْتَهَا رِيحٌ هَفَّافَةٌ
تَحْبِسُهَا عَلَى حَيْثُ انْتَهَتْ مِنَ الْحُدُودِ الْمُتَنَاهِيَةِ. قَدِ
اسْتَفْرَغَتْهُمْ أَشْغَالُ عِبَادَتِهِ، وَ وَصَلَتْ (وسلت، سلت) حَقَائِقُ الْإِيمَانِ
بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، وَقَطَعَهُمُ الْإِيقَانُ بِهِ إِلَى الْوَلَهِ
إِلَيْهِ، وَلَمْ تُجَاوِزْ رَغَبَاتُهُمْ مَا عِنْدَهُ إِلَى مَا عِنْدَ غَيْرِهِ
قَدْ ذَاقُوا حَلَاوَةَ مَعْرِفَتِهِ، وَ شَرِبُوا بِالْكَأْسِ الرَّوِيَّةِ[۱] مِنْ

إخبات - خضوع وخشوع
ذُلُل - جمع ذلول - رام شدہ
منار - جمع منارہ - منزل نور
اعلام - نشان منزل
موصرات آثام - گناہوں کا سنگین بوجھ
ارتحل - سامان سفر لاد دیا
عُقَب - جمع عقبہ - نوبہ
نوازع - جمع نازعہ - ستارہ
معاقد - جمع معقد - محل انعقاد
اِحَن - جمع اِحنہ - حسد وکینہ
لاق - چپک گیا
تقترع - قرعہ ڈالنا
رین - زنگ - کثافت
دُلَّح - جمع دالح - بوجھل بادل
قترہ - مخفی اشارہ
اَیہم - جس میں راستہ نہ مل پائے
مخارق - جمع مخرق - محل شگاف
ریح ھفافہ - ہلکی ہوا
ولہ - شدت شوق
رویّہ - جو پیاس بجھا دے

(۱) اس اعتبار سے ملائکہ کس قدر خوش قسمت اور مطمئن ہیں کہ بشریت کے جملہ خطرات سے محفوظ اور معصوم ہیں۔ نہ ان کی زندگی میں خواہشات کا گذر ہے کہ گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑے نہ ان کے پاس مادی جسم ہے کہ گردش لیل ونہار کی بنا پر بیماریوں کا سامنا کرنا پڑے۔ نہ شکوک واوہام کی زد پر ہیں کہ ایمان ویقین خطرہ میں پڑ جائے اور نہ مفادات کا ٹکراؤ ہے کہ بغض وحسد کا شکار ہو جائیں لیکن اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان جب ان بلاؤں سے محفوظ ہو جاتا ہے تو اس کا مرتبہ ملائکہ سے بلند تر ہو جاتا ہے اور اس کی معراج کے سامنے ملائکہ کے پر جلنے لگتے ہیں!

(کسی چیز کی تخلیق کا ادعا نہیں کرتے ہیں۔ "یہ اللہ کے محترم بندے ہیں جو اس پر کسی بات میں سبقت نہیں کرتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق عمل کر رہے ہیں"۔ اللہ نے انھیں اپنی وحی کا امین بنایا ہے اور مرسلین کی طرف اپنے امر و نہی کی امانتوں کا حامل قرار دیا ہے۔ انھیں شکوک و شبہات سے محفوظ رکھا ہے کہ کوئی بھی اس کی مرضی کی راہ سے انحراف کرنے والا نہیں ہے۔ سب کو اپنی کارآمد امداد سے نوازا ہے اور سب کے دل میں عاجزی اور شکستگی کی تواضع پیدا کر دی ہے۔ ان کے لئے اپنی تمجید کی سہولت کے دروازے کھول دئے ہیں اور توحید کی نشانیوں کے لئے واضح منارے قائم کر دئے ہیں۔ ان پر گناہوں کا بوجھ بھی نہیں ہے اور انھیں شب و روز کی گردشیں اپنے ارادوں پر چلا بھی نہیں سکتی ہیں۔ شکوک و شبہات ان کے مستحکم ایمان کو اپنے خیالات کے تیروں کا نشانہ بھی نہیں بنا سکتے ہیں اور وہم و گمان ان کے یقین کی پختگی پر حملہ آور بھی نہیں ہو سکتے ہیں۔ ان کے درمیان حسد کی چنگاری بھی نہیں بھڑکتی ہے اور حیرت و استعجاب ان کے ضمیروں کی معرفت کو سلب بھی نہیں کر سکتے ہیں اور ان کے سینوں میں چھپے ہوئے عظمت و ہیبت و جلالت الٰہی کے ذخیروں کو چھین بھی نہیں سکتے ہیں اور وسوسوں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں ہے کہ ان کی فکر کو زنگ آلود بنا دیں۔

ان میں بعض وہ ہیں جنھیں بوجھل بادلوں، بلند ترین پہاڑوں اور تاریک ترین ظلمتوں کے پردوں میں رکھا گیا ہے اور بعض وہ ہیں جن کے پیروں نے زمین کے آخری طبقہ کو پارہ کر دیا ہے اور وہ ان سفید پرچموں جیسے ہیں جو فضا کی وسعتوں کو چیر کر باہر نکل گئے ہوں۔ جن کے نیچے ایک ہلکی ہوا ہو جو انھیں ان کی حدوں پر روکے رہے۔ انھیں عبادت کی مشغولیت نے ہر شے سے بے فکر بنا دیا ہے اور ایمان کے حقائق نے ان کے اور معرفت کے درمیان گہرا رابطہ پیدا کر دیا ہے اور یقین کامل نے ہر چیز سے رشتہ توڑ کر انھیں مالک کی طرف مشتاق بنا دیا ہے۔ ان کی رغبتیں مالک کی نعمتوں سے ہٹ کر کسی اور کی طرف نہیں ہیں کہ انھوں نے معرفت کی حلاوت کا مزہ چکھ لیا ہے اور محبت کے سیراب کرنے والے جام سے سرشار ہو گئے ہیں۔ (۵۱)

لے بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ ملائکہ کا علم زمین و آسمان کے تمام طبقات کو محیط ہے لیکن بظاہر اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جب ان کا جسم نورانی ہے اور اس پر مادیات کا دباؤ نہیں ہے تو ان کا جسم لطیف مادیات کے تمام حدود کو توڑ سکتا ہے اور اس میں کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے۔ نورانیت میں مختلف اشکال اختیار کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے اور وہ مختلف صورتوں میں سامنے آ سکتے ہیں۔

ملائکہ کے نورانی اجسام کی وسعت حیرت انگیز نہیں ہے۔ وہ زمین کی آخری تہ سے آسمان کی آخری بلندی تک احاطہ کر سکتے ہیں۔ حیرت انگیز اس کسا یمانی کی وسعت ہے جس میں اس گروہ ملائکہ کا سردار بھی سما جاتا ہے اور چادر کی وسعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے۔

لے ظاہر ہے کہ جس کی زندگی میں دنیا کے مسائل تجارت و زراعت، ملازمت و صنعت اور رشتہ و قرابت شامل نہ ہوں اس سے زیادہ عبادت کون کر سکتا ہے اور اس سے زیادہ عبادات کو کون وقت دے سکتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جن کی زندگی میں زراعت بھی ہے اور تجارت بھی۔ صنعت بھی ہے اور سیاست بھی۔ رشتہ بھی ہے اور قرابت بھی۔ لیکن اس کے باوجود اتنی عبادت کرتے ہیں کہ مالک کو آرام کرنے کا حکم دینا پڑتا ہے اور ان کی ایک ضربت عبادت ثقلین پر بھاری ہو جاتی ہے یا وہ ایک نیند سے مرضی معبود کا سودا کر لیتے ہیں۔

مَحَبَّتِهِ، وَ لَمْ تَكُنْ مِنْ سُوَيْدَاءِ قُلُوبِهِمْ وَشِيجَةُ خِيفَتِهِ، فَحَنَوْا بِطُولِ الطَّاعَةِ اعْتِدَالَ ظُهُورِهِمْ، وَلَمْ يُنْفِدْ طُولُ الرَّغْبَةِ إِلَيْهِ مَادَّةَ تَضَرُّعِهِمْ، وَلاَ أَطْلَقَ عَنْهُمْ عَظِيمُ الزُّلْفَةِ رِبَقَ خُشُوعِهِمْ، وَلَمْ يَتَوَلَّهُمُ الْإِعْجَابُ فَيَسْتَكْثِرُوا مَا سَلَفَ مِنْهُمْ، وَلاَ تَرَكَتْ لَهُمُ اسْتِكَانَةُ الْإِجْلاَلِ نَصِيباً فِي تَعْظِيمِ حَسَنَاتِهِمْ(۱)، وَلَمْ تَجْرِ الْفَتَرَاتُ فِيهِمْ عَلَى طُولِ دُؤُوبِهِمْ، وَلَمْ تَغِضْ رَغَبَاتُهُمْ فَيُخَالِفُوا عَنْ رَجَاءِ رَبِّهِمْ، وَلَمْ تَجِفَّ لِطُولِ الْمُنَاجَاةِ أَسَلاَتُ أَلْسِنَتِهِمْ، وَلاَ مَلَكَتْهُمُ الْأَشْغَالُ فَتَنْقَطِعَ بِهَمْسِ الْجُؤَارِ (الجار، الخبير) إِلَيْهِ أَصْوَاتُهُمْ، وَلَمْ تَخْتَلِفْ فِي مَقَاوِمِ (الطاعة) الطَّاعَةِ مَنَاكِبُهُمْ، وَلَمْ يَثْنُوا إِلَى رَاحَةِ التَّقْصِيرِ فِي أَمْرِهِ رِقَابَهُمْ، وَلاَ تَعْدُو عَلَى عَزِيمَةِ جِدِّهِمْ بَلاَدَةُ الْغَفَلاَتِ، وَلاَ تَنْتَضِلُ فِي هِمَمِهِمْ خَدَائِعُ الشَّهَوَاتِ. قَدِ اتَّخَذُوا ذَا الْعَرْشِ ذَخِيرَةً لِيَوْمِ فَاقَتِهِمْ، وَيَمَّمُوهُ عِنْدَ انْقِطَاعِ الْخَلْقِ إِلَى الْمَخْلُوقِينَ بِرَغْبَتِهِمْ، لاَ يَقْطَعُونَ أَمَدَ غَايَةِ عِبَادَتِهِ، وَلاَ يَرْجِعُ بِهِمُ الْاِسْتِهْتَارُ بِلُزُومِ طَاعَتِهِ، إِلاَّ إِلَى مَوَادَّ مِنْ قُلُوبِهِمْ غَيْرِ مُنْقَطِعَةٍ مِنْ رَجَائِهِ وَ مَخَافَتِهِ، لَمْ تَنْقَطِعْ أَسْبَابُ الشَّفَقَةِ مِنْهُمْ، فَيَنُوا فِي جِدِّهِمْ، وَ لَمْ تَأْسِرْهُمُ الْأَطْمَاعُ فَيُؤْثِرُوا وَشِيكَ السَّعْيِ عَلَى اجْتِهَادِهِمْ. لَمْ يَسْتَعْظِمُوا مَا مَضَى مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوِ اسْتَعْظَمُوا ذَلِكَ لَنَسَخَ الرَّجَاءُ مِنْهُمْ شَفَقَاتِ وَجَلِهِمْ، وَلَمْ يَخْتَلِفُوا فِي رَبِّهِمْ بِاسْتِحْوَاذِ الشَّيْطَانِ عَلَيْهِمْ، وَلَمْ يُفَرِّقْهُمْ سُوءُ التَّقَاطُعِ، وَلاَ تَوَلاَّهُمْ غِلُّ التَّحَاسُدِ، وَلاَ تَشَعَّبَتْهُمْ مَصَارِفُ الرِّيَبِ، وَلاَ

سویداء - نقطۂ قلب
وشیجہ - خوف خدا کی جڑیں
لم ینفد - کوئی فائدہ نہیں پہنچایا
ربق - جمع ربقہ - رسی
استکانہ - خضوع و خشوع
دؤوب - مسلسل روش - عرق ریزی کرنے والا
لم تغض - کم نہیں ہوا
اسلۃ اللسان - اطراف زبان
ھمس - ہلکی آواز
جؤار - فریاد
مقاوم - جمع مقام - صفیں
لاتعدو - حملہ آور نہیں ہوتا
انتضلت الابل - تیز رفتاری سے چلا
فاقہ - حاجت
یمموہ - اسی کا قصد کیا
استہتار - والہانہ شغف
مواد - جمع مادہ - ذخیرہ
شفقہ - خوف
ینوا - ونی ینی سے نکلا ہے سستی
وشیک السعی - آسان ترین کوشش
شفقات - حالات خوف
تشعب - منتشر ہوجانا
ریب - جمع ریبہ - شک و شبہ

(۱) یہ ہر مخلوق کی شرافت کی نشانی ہے کہ اپنے اعمال کو مالک کے کرم کے مقابلہ میں عظیم شمار نہ کرے اور یہ احساس رکھے کہ جو کچھ کیا ہے اس کے کرم سے کیا ہے اور جس قدر بھی عمل انجام دیا ہے اس پر اس کے فضل و احسان کی چھاپ لگی ہوئی ہے۔ بلکہ احسان زیادہ ہے اور بندہ کا عمل کم اور ایسے حالات میں غرور و استکبار کا کوئی امکان نہیں رہ جاتا ہے۔

اور ان کے دلوں کی تہ میں اس کا خوف جڑ پکڑ چکا ہے جس کی بنا پر انھوں نے مسلسل اطاعت سے اپنی سیدھی کمروں کو خمیدہ بنا لیا ہے اور طول رغبت کے باوجود ان کے تضرع و زاری کا خزانہ ختم نہیں ہوا ہے اور نہ کمال تقرب کے باوجود ان کے خشوع کی رسیاں ڈھیلی ہوئی ہیں اور نہ خود پسندی نے ان پر غلبہ حاصل کیا ہے کہ وہ اپنے گذشتہ اعمال کو زیادہ تصور کرنے لگیں اور نہ جلال الٰہی کے سامنے ان کے انکسار نے کوئی گنجائش چھوڑی ہے کہ وہ اپنی نیکیوں کو بڑا خیال کرنے لگیں۔ مسلسل تعب کے باوجود انھوں نے سستی کو راستہ نہیں دیا اور نہ ان کی رغبت میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے کہ وہ مالک سے امید کے راستہ کو ترک کر دیں۔ مسلسل مناجاتوں نے ان کی نوک زبان کو خشک نہیں بنایا اور نہ مصروفیات نے ان پر قابو پا لیا ہے کہ ان کی مناجات کی خفیہ آوازیں منقطع ہو جائیں۔ نہ مقامات اطاعت میں ان کے شانے آگے پیچھے ہوتے ہیں اور نہ تعمیل احکام الٰہیہ میں کوتاہی کی بنا پر ان کی گردن کسی طرف مڑ جاتی ہے۔ ان کی کوششوں کے عزائم پر نہ غفلتوں کی نادانیوں کا حملہ ہوتا ہے اور نہ خواہشات کی فریب کاریاں ان کی ہمتوں کو اپنا نشانہ بناتی ہیں۔ انھوں نے اپنے مالک صاحب عرش کو روز فقر و فاقہ کے لئے ذخیرہ بنا لیا ہے اور جب لوگ دوسری مخلوقات کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو وہ اسی کو اپنا ہدف نگاہ بنائے رکھتے ہیں۔ یہ عبادت کی انتہا کو نہیں پہونچ سکتے ہیں لہٰذا ان کا اطاعت کا والہانہ جذبہ کسی اور طرف لے جانے کے بجائے صرف امید و بیم کے ناقابل اختتام ذخیروں ہی کی طرف لے جاتا ہے۔ ان کے لئے خوف خدا کے اسباب منقطع نہیں ہوئے ہیں کہ ان کی کوششوں میں سستی پیدا کرا دیں اور نہ انھیں خواہشات نے قیدی بنایا ہے کہ وقتی کوششوں کو ابدی سعی پر مقدم کر دیں۔ یہ اپنے گذشتہ اعمال کو بڑا خیال نہیں کرتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو اب تک امیدیں خوف خدا کو فنا کر دیتیں۔ انھوں نے شیطانی غلبہ کی بنیاد پر پروردگار کے بارے میں آپس میں کوئی اختلاف بھی نہیں کیا ہے اور نہ ایک دوسرے سے بگاڑ نے ان کے درمیان افتراق پیدا کیا ہے۔ نہ ان پر حسد کا کینہ غالب آیا ہے اور نہ وہ شکوک کی بنا پر آپس میں ایک دوسرے سے الگ ہوئے ہیں۔

لے کردار کا کمال یہی ہے کہ انسانی زندگی میں نہ امید خوف پر غالب آنے پائے اور نہ قربت کا احساس خشوع و خضوع کے جذبہ کو مجروح بنا سکے۔ مولائے کائنات نے اس حقیقت کا اظہار ملائکہ کے کمال کے ذیل میں فرمایا ہے لیکن مقصد یہی ہے کہ انسان اس صورت حال سے عبرت حاصل کرے اور اشرف المخلوقات ہونے کا دعویدار ہے تو کردار میں بھی دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں اشرفیت کا مظاہرہ کرے ورنہ دعوائے بے دلیل کسی منطق میں قابل قبول نہیں ہوتا ہے۔

لے انسان جب اپنے ذاتی اعمال کا موازنہ بہت سے دوسرے افراد سے کرتا ہے تو اس میں غرور پیدا ہونے لگتا ہے کہ اس کی نمازیں یا عبادتیں یا اس کے مال کا صدقہ غیر دوسرے افراد سے زیادہ ہیں لیکن جب ان کا موازنہ کرم پروردگار اور جلال الٰہی سے کرتا ہے تو سارے اعمال ہیچ نظر آنے لگتے ہیں۔

مولائے کائنات نے اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ اپنے عمل کا موازنہ دوسرے افراد کے اعمال سے نہ کرو۔ موازنہ کرنے کا شوق ہے تو کرم الٰہی اور جلال پروردگار سے کرو تا کہ تمھیں اپنی اوقات کا صحیح اندازہ ہو جائے اور شیطان تمھارے اوپر غالب نہ آنے پائے۔

وَلَا اقْتَسَمَتْهُمْ أَخْيَافُ (اختلاف) الْهِمَمِ، فَهُمْ أُسَرَاءُ إِيمَانٍ لَمْ يَفُكَّهُمْ مِنْ رِبْقَتِهِ زَيْغٌ وَلَا عُدُولٌ وَلَا وَنىً وَلَا فُتُورٌ، وَلَيْسَ فِي أَطْبَاقِ السَّمَاءِ مَوْضِعُ إِهَابٍ إِلَّا وَعَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ، أَوْ سَاعٍ حَافِدٌ، يَزْدَادُونَ عَلَى طُولِ الطَّاعَةِ بِرَبِّهِمْ عِلْماً، وَتَزْدَادُ عِزَّةُ رَبِّهِمْ فِي قُلُوبِهِمْ عِظَماً.

و منها في صفة الأرض و دحوها على الماء

كَبَسَ الْأَرْضَ عَلَى مَوْرِ أَمْوَاجٍ مُسْتَفْحِلَةٍ، وَلُجَجِ بِحَارٍ زَاخِرَةٍ، تَلْتَطِمُ أَوَاذِيُّ أَمْوَاجِهَا، وَتَصْطَفِقُ مُتَقَاذِفَاتُ أَثْبَاجِهَا، وَتَرْغُو زَبَداً كَالْفُحُولِ عِنْدَ هِيَاجِهَا، فَخَضَعَ جِمَاحُ الْمَاءِ الْمُتَلَاطِمِ لِثِقَلِ حَمْلِهَا، وَسَكَنَ هَيْجُ ارْتِمَائِهِ إِذْ وَطِئَتْهُ بِكَلْكَلِهَا، وَذَلَّ (ذلّ) مُسْتَخْذِياً، إِذْ تَمَعَّكَتْ عَلَيْهِ بِكَوَاهِلِهَا، فَأَصْبَحَ بَعْدَ اصْطِخَابِ أَمْوَاجِهِ، سَاجِياً مَقْهُوراً، وَفِي حَكَمَةِ الذُّلِّ مُنْقَاداً أَسِيراً، وَسَكَنَتِ الْأَرْضُ مَدْحُوَّةً فِي لُجَّةِ تَيَّارِهِ، وَرَدَّتْ مِنْ نَخْوَةِ بَأْوِهِ وَاعْتِلَائِهِ، وَشُمُوخِ أَنْفِهِ وَسُمُوِّ (سموّ) غُلَوَائِهِ، وَكَعَمَتْهُ عَلَى كِظَّةِ جَرْيَتِهِ، فَهَمَدَ بَعْدَ نَزَقَاتِهِ، وَلَبَدَ بَعْدَ زَيَفَانِ وَثَبَاتِهِ. فَلَمَّا سَكَنَ هَيْجُ الْمَاءِ مِنْ تَحْتِ أَكْنَافِهَا، وَحَمْلِ شَوَاهِقِ الْجِبَالِ الشُّمَّخِ الْبُذَّخِ عَلَى أَكْتَافِهَا، فَجَّرَ يَنَابِيعَ الْعُيُونِ مِنْ عَرَانِينِ أُنُوفِهَا، وَفَرَّقَهَا فِي سُهُوبِ بِيدِهَا وَأَخَادِيدِهَا، وَعَدَّلَ حَرَكَاتِهَا بِالرَّاسِيَاتِ مِنْ جَلَامِيدِهَا، وَذَوَاتِ الشَّنَاخِيبِ الشُّمِّ (سم) مِنْ صَيَاخِيدِهَا.

صیاخید - جمع صیخود - چٹان

اخیاف - جمع خیف - دامن کوہ
ونی - سستی، دیری
اہاب - جلد حیوان
حافد - تیز رفتار
کبس النہر - مٹی سے پاٹ دیا یا ڈبو دیا
مور - تیز حرکت
مستفحل - زبردست ہیجان والی
زاخرہ - مملو
اواذی - جمع آذی - موجوں کا بالائی حصہ
اصطفقت الاشجار - ہرانے لگے
اثباج - جمع ثبج - تھپیڑے
کلکل - سینہ
مستخذی - منکسر، شکست
تمعکت - لوٹ گیا - رگڑ دیا
اصطخاب - آواز کا بلند ہونا
ساجی - ساکن
حکمۃ - لجام فرس
مدحو - فرش شدہ - بیضوی شکل
باؤ - تکبر - غرور
غلواء - حد سے گذرا ہوا نشاط
کعم - منہ بند کر دینا
کظۃ - پیٹ بھرے کی سستی
نزق - جوش و خروش
لبد - ٹھہر گیا
زیفان - مغرور چال
اکناف - اطراف
بذخ - بلند مثل شمخ
عرانین - جمع عرنین
سہوب - جمع سہب - صحرا
بید - جمع بیداء - ریگستان
اخادید - جمع اخدود - دستے
جلامید - جمع جلمود - ٹھوس پتھر
شناخیب - جمع شنخوب - پہاڑ کی چوٹی
شم - بلند

اور پست ہمتیوں نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا ہے۔ یہ ایمان کے وہ قیدی ہیں جن کی گردنوں کو کجی، انحراف، سستی، فتور کوئی چیز آزاد نہیں کرا سکتی ہے۔ فضائے آسمان میں ایک کھال کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں کوئی فرشتہ سجدہ گذار یا دوڑ دھوپ کرنے والا نہ ہو۔ یہ طولِ اطاعت سے اپنے رب کی معرفت میں اضافہ ہی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کی عظمت و جلالت بڑھتی ہی جاتی ہے۔

(زمین اور اس کے پانی پر فرش ہونے کی تفصیلات)

اس نے زمین کو تہ و بالا ہونے والی موجوں اور اتھاہ سمندر کی گہرائیوں کے اوپر قائم کیا ہے جہاں موجوں کا تلاطم تھا اور ایک دوسرے کو ڈھکیلنے والی لہریں ٹکرا رہی تھیں۔ ان کا پھین ایسا ہی تھا جیسے ہیجان زدہ اونٹ کا جھاگ۔ مگر اس طوفان کو تلاطم خیز پانی کے بوجھ نے دبا دیا اور اس کے جوش و خروش کو اپنا سینہ ٹیک کر ساکن بنا دیا اور اپنے شانے ٹکا کر اس طرح دبا دیا کہ وہ ذلت و خواری کے ساتھ رام ہو گیا۔ اب وہ پانی موجوں کی گھڑ گھڑاہٹ کے بعد ساکت اور مغلوب ہو گیا اور ذلت کی لگام میں اسیر و مطیع ہو گیا اور زمین بھی طوفان خیز پانی کی سطح پر دامن پھیلا کر بیٹھ گئی تھی کہ اس نے اٹھلانے، سر اٹھانے، ناک چڑھانے، جوش دکھلانے کا خاتمہ کر دیا تھا اور روانی کی بے اعتدالیوں پر بند باندھ دیا تھا۔ اب پانی اچھل کود کے بعد بے دم ہو گیا تھا اور جست و خیز کی سرمستیوں کے بعد ساکت ہو گیا تھا۔ اب جب پانی کا جوش اطراف زمین کے نیچے ساکن ہو گیا اور سر بفلک پہاڑوں کے بوجھ نے اس کے کاندھوں کو دبا دیا تو مالک نے اس کی ناک کے بانسوں سے چشمے جاری کر دئے اور انہیں دور دراز صحراؤں اور گڑھوں تک منتشر کر دیا اور پھر زمین کی حرکت کو پہاڑوں کی چٹانوں اور اونچی اونچی چوٹیوں والے پہاڑوں کے وزن سے معتدل بنا دیا۔

واضح رہے کہ اس مقام پر اصل خلقت زمین کا کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ اس کی تخلیق مستقل حیثیت رکھتی ہے جیسا کہ دورِ حاضر میں علماء طبیعیات کا خیال ہے یا اسے سورج سے الگ کر کے بنایا گیا ہے جیسا کہ سابق کے علماء ہیئت کہا کرتے تھے۔ اس خطبہ میں صرف زمین کے بعض کیفیات و حالات کا ذکر کیا گیا ہے اور پروردگار کے اس احسان کو یاد دلایا گیا ہے کہ اس نے زمین کو انسانی زندگی کا مستقر قرار دینے کے لئے کتنی دور سے اہتمام کیا ہے اور اس مخلوق کو سلانے کے لئے کتنے عظیم اہتمام سے کام لیا ہے۔ کاش انسان ان احسانات کا احساس کرتا اور اسے یہ اندازہ ہوتا کہ اس کے مالک نے اسے کس قدر عظیم قرار دیا تھا کہ اس کے قیام و استقرار کے لئے زمین و آسمان سب کو منقلب کر دیا اور اس نے اپنے کو اس قدر ذلیل کر دیا کہ ایک ایک ذرۂ کائنات اور ایک ایک چیز زمین کے لئے جان دینے کو تیار ہے اور اپنی قدر و قیمت کو یکسر نظر انداز کئے ہوئے ہے۔

دحو کے معنی اگرچہ عام طور سے فرش شدہ کے بیان کئے جاتے ہیں۔ لیکن لغت میں "مدحی" انڈے دینے کی جگہ کو بھی کہا جاتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ مولائے کائنات نے اس لفظ سے زمین کی بیضاوی شکل کی طرف اشارہ کیا ہو کہ دورِ حاضر کی تحقیق کی بنا پر زمین کی شکل کروی نہیں ہے بلکہ بیضاوی ہے۔

فَسَكَّنَتْ مِنَ الْمَيَدَانِ لِرُسُوبِ الْجِبَالِ فِي قِطَعِ أَدِيمِهَا، وَتَغَلْغُلِهَا مُتَسَرِّبَةً فِي جَوْبَاتِ خَيَاشِيمِهَا وَرُكُوبِهَا أَعْنَاقَ سُهُولِ الْأَرَضِينَ وَجَرَاثِيمِهَا، وَفَسَحَ بَيْنَ الْجَوِّ وَبَيْنَهَا، وَأَعَدَّ الْهَوَاءَ مُتَنَسَّماً لِسَاكِنِهَا، وَأَخْرَجَ إِلَيْهَا أَهْلَهَا عَلَى تَمَامِ مَرَافِقِهَا. ثُمَّ لَمْ يَدَعْ جُرُزَ الْأَرْضِ الَّتِي تَقْصُرُ مِيَاهُ الْعُيُونِ عَنْ رَوَابِيهَا، وَلَا تَجِدُ جَدَاوِلُ الْأَنْهَارِ (الارض) ذَرِيعَةً إِلَى بُلُوغِهَا حَتَّى أَنْشَأَ لَهَا نَاشِئَةَ سَحَابٍ تُحْيِي مَوَاتَهَا، وَتَسْتَخْرِجُ نَبَاتَهَا. أَلَّفَ غَمَامَهَا بَعْدَ افْتِرَاقِ لُمَعِهِ، وَتَبَايُنِ قَزَعِهِ، حَتَّى إِذَا تَمَخَّضَتْ لُجَّةُ الْمُزْنِ فِيهِ، وَالْتَمَعَ بَرْقُهُ فِي كُفَفِهِ، وَلَمْ يَنَمْ وَمِيضُهُ فِي كَنَهْوَرِ رَبَابِهِ، وَمُتَرَاكِمِ سَحَابِهِ، أَرْسَلَهُ سَحّاً (سحاً) مُتَدَارِكاً، قَدْ أَسَفَّ هَيْدَبُهُ، تَمْرِيهِ الْجَنُوبُ دِرَرَ أَهَاضِيبِهِ وَدُفَعَ شَآبِيبِهِ. فَلَمَّا أَلْقَتِ السَّحَابُ بَرْكَ بِوَانَيْهَا، وَبَعَاعَ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ مِنَ الْعِبْءِ الْمَحْمُولِ (الثقيل) عَلَيْهَا، أَخْرَجَ بِهِ مِنْ هَوَامِدِ الْأَرْضِ النَّبَاتَ، وَمِنْ زُعْرِ (زعن) الْجِبَالِ الْأَعْشَابَ، فَهِيَ تَبْهَجُ بِزِينَةِ رِيَاضِهَا، وَتَزْدَهِي بِمَا أُلْبِسَتْهُ مِنْ رَيْطِ أَزَاهِيرِهَا، وَحِلْيَةِ مَا سُمِطَتْ بِهِ مِنْ نَاضِرِ أَنْوَارِهَا، وَجَعَلَ ذَلِكَ بَلَاغاً لِلْأَنَامِ، وَرِزْقاً لِلْأَنْعَامِ، وَخَرَقَ الْفِجَاجَ فِي آفَاقِهَا، وَأَقَامَ الْمَنَارَ لِلسَّالِكِينَ عَلَى جَوَادِّ طُرُقِهَا. فَلَمَّا مَهَدَ أَرْضَهُ، وَأَنْفَذَ

ازاہیر - جمع ازہار - کلیاں
سمط - پرونے کا دھاگا لٹکا دیا
انوار - جمع نور - کلیاں
بلاغ - زندگی کا سہارا

میدان - حرکت و اضطراب
ادیم - سطح
تغلغل - اندر تک سرایت کر جانا
متسرب - داخل ہو جانے والی
جوبات - جمع جوبہ - گڑھا
خیاشیم - جمع خیشوم - ناک کا سوراخ
رکوب الجبال - پہاڑوں کی بلندیاں
اعناق السہول - سطح زمین
جراثیم - زمین کے نچلے طبقات
مرافق بیت - سامان زندگی
جرز - چٹیل میدان
روابی - بلندیاں
موات - بنجر زمینیں
لمع - جمع لمعہ - بادلوں کی چمکدار ٹکڑیاں
قزع - جمع قزعہ - بادلوں کے اجزاء
تمخضت - متھ دیا
کفف - جمع کفہ - اطراف
ناست النار - آگ خاموش ہوگئی
ومیض - چمک
کنہور - بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑے
رباب - سفید بادل
سح - متصل ومسلسل
اسف الطائر - زمین کے قریب پرواز کی
ہیدب - دامن سحاب
تمری - دوہنے کے لئے تھنوں کا رگڑنا
درر - جمع درّہ - دودھ
اہاضیب - جمع اہضاب بارش
شآبیب - جمع شوبوب - موسلادھار بارش
برک - اونٹ کی نشست
بوانیہا - تثنیہ بوان - عمود خیمہ
بعاع - بوجھل بادل
عبء - بوجھ
ہوامد - چٹیل میدان
تزدہی - خوش ہوتی ہے
ریط - جمع ریطہ - نرم کپڑا

موجوں کے اس کی سطح کے مختلف حصوں میں ڈوب جانے اور اس کی گہرائیوں کی تہ میں گھس جانے اور اس کے ہموار حصوں کی بلندیوں کے ناہموار ہو جانے کی بنا پر اس کی تھرتھراہٹ رک گئی اور مالک نے زمین سے فضا تک ایک وسعت پیدا کر دی اور ہوا کو اس کے رہنے والوں کے سانس لینے کے لئے مہیا کر دیا اور اس کے بسنے والوں کو تمام سہولتوں کے ساتھ ٹھہرا دیا۔

اس کے بعد زمین کے وہ چٹیل میدان جن کی بلندیوں تک چشموں اور نہروں کے بہاؤ کا کوئی راستہ نہیں تھا انھیں بھی یونہی رہنے دیا یہاں تک کہ ان کے لئے وہ بادل پیدا کر دئے جو ان کی مُردہ زمینوں کو زندہ بنا سکیں اور نباتات کو اگا سکیں۔ ابر کی چمک دار ٹکڑیوں کو اور پراگندہ بدلیوں کو جمع کیا یہاں تک کہ جب اس کے اندر پانی کا ذخیرہ جوش مارنے لگا اور اس کے کناروں پر بجلیاں تڑپنے لگیں اور ان کی چمک سفید بادلوں کی تہوں اور تہ بہ تہ سحابوں کے اندر برابر جاری رہی تو اس نے موسلا دھار بارش کے لئے بھیج دیا اس طرح کہ اس کے بوجھل حصے زمین پر منڈلا رہے تھے اور جنوبی ہوائیں انھیں مسل مسل کر برسنے والے بادل کی بوندیں اور تیز بارش کی شکل میں برسا رہی تھیں۔ اس کے بعد جب بادلوں نے اپنا سینہ ہاتھ پاؤں سمیت زمین پر ٹیک دیا اور پانی کا سارا لدا ہوا بوجھ اس پر پھینک دیا تو اس کے ذریعہ افتادہ زمینوں سے کھیتیاں اگا دیں اور خشک پہاڑوں پر ہرا سبزہ پھیلا دیا۔ اب زمین اپنے سبزہ کی زینت سے جھومنے لگی اور شگوفوں کی اوڑھنیوں اور شگفتہ و شاداب کلیوں کے زیور سے اترانے لگی۔

پروردگار نے ان تمام چیزوں کو انسانوں کی زندگانی کا سامان اور جانوروں کا رزق قرار دیا ہے۔ اسی نے زمین کے اطراف میں وہ راستے نکالے ہیں اور شاہراہوں پر چلنے والوں کے لئے روشنی کے منارے نصب کئے ہیں۔

پھر جب زمین کا فرش بچھا لیا اور اپنا کام مکمل کر لیا۔

اس کلام میں مولائے کائنات نے مالک کے دو عظیم احسانات کی طرف اشارہ کیا ہے جن پر انسانی زندگی کا دارومدار ہے اور وہ ہیں ہوا اور پانی۔ ہوا سانس لینے کا ذریعہ ہے اور پانی انسان کا قوام حیات ہے۔ یہ دونوں نہ ہوتے تو انسان ایک لمحہ زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

اس کے بعد ان دونوں کی تخلیق کو مزید کارآمد بنانے کے لئے ہوا کو ساری فضا میں منتشر کر دیا اور پانی کے چشمے اگر پہاڑوں کی بلندیوں تک نہیں پہنچ سکتے تھے تو بارش کا انتظام کر دیا تاکہ بلندی کے اوپر رہنے والی مخلوق بھی اس سے استفادہ کر سکے اور انسانوں کی طرح جانوروں کی غذا کا انتظام بھی ہو جائے۔

افسوس کہ انسان نے دنیا کی ہر معمولی سے معمولی نعمت کی قدر و قیمت کا احساس کیا ہے لیکن ان دونوں کی قدر و قیمت کا احساس نہیں کیا ورنہ ہر سانس پر شکر خدا کرتا اور ہر قطرۂ آب پر احسانات الٰہیہ کو یاد رکھتا اور کسی آن اس کی یاد سے غافل نہ ہوتا اور اس کے احکام کی مخالفت نہ کرتا۔!

أَمْرَهُ، اخْتَارَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، خِيرَةً مِنْ خَلْقِهِ، وَ جَعَلَهُ أَوَّلَ جِبِلَّتِهِ، وَأَسْكَنَهُ جَنَّتَهُ، وَأَرْغَدَ فِيهَا أُكُلَهُ، وَ أَوْعَزَ إِلَيْهِ فِيمَا نَهَاهُ عَنْهُ، وَأَعْلَمَهُ أَنَّ فِي الْإِقْدَامِ عَلَيْهِ التَّعَرُّضَ لِمَعْصِيَتِهِ، وَالْمُخَاطَرَةَ بِمَنْزِلَتِهِ، فَأَقْدَمَ عَلَى مَا نَهَاهُ عَنْهُ- مُوَافَاةً (موافقة) لِسَابِقِ عِلْمِهِ(۱)- فَأَهْبَطَهُ بَعْدَ التَّوْبَةِ لِيَعْمُرَ أَرْضَهُ بِنَسْلِهِ، وَلِيُقِيمَ الْحُجَّةَ بِهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَلَمْ يُخْلِهِمْ بَعْدَ أَنْ قَبَضَهُ، مِمَّا يُؤَكِّدُ عَلَيْهِمْ حُجَّةَ رُبُوبِيَّتِهِ، وَ يَصِلُ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَعْرِفَتِهِ، بَلْ تَعَاهَدَهُمْ بِالْحُجَجِ عَلَى أَلْسُنِ الْخِيَرَةِ مِنْ أَنْبِيَائِهِ، وَ مُتَحَمِّلِي وَدَائِعِ رِسَالَاتِهِ، قَرْناً فَقَرْناً؛ حَتَّى تَمَّتْ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ- حُجَّتُهُ، وَ بَلَغَ الْمَقْطَعَ عُذْرُهُ وَ نُذُرُهُ. وَ قَدَّرَ الْأَرْزَاقَ فَكَثَّرَهَا وَ قَلَّلَهَا، وَ قَسَّمَهَا عَلَى الضِّيقِ وَالسَّعَةِ فَعَدَلَ فِيهَا لِيَبْتَلِيَ مَنْ أَرَادَ بِمَيْسُورِهَا وَ مَعْسُورِهَا، وَ لِيَخْتَبِرَ بِذَلِكَ الشُّكْرَ وَالصَّبْرَ مِنْ غَنِيِّهَا وَ فَقِيرِهَا. ثُمَّ قَرَنَ بِسَعَتِهَا عَقَابِيلَ فَاقَتِهَا، وَ بِسَلَامَتِهَا طَوَارِقَ آفَاتِهَا، وَ بِفُرَجِ أَفْرَاحِهَا غُصَصَ أَتْرَاحِهَا (ابراحها). وَ خَلَقَ الْآجَالَ فَأَطَالَهَا وَ قَصَّرَهَا، وَ قَدَّمَهَا وَ أَخَّرَهَا، وَ وَصَلَ بِالْمَوْتِ أَسْبَابَهَا، وَ جَعَلَهُ خَالِجاً لِأَشْطَانِهَا، وَ قَاطِعاً لِمَرَائِرِ أَقْرَانِهَا. عَالِمُ السِّرِّ مِنْ ضَمَائِرِ الْمُضْمِرِينَ، وَ نَجْوَى الْمُتَخَافِتِينَ، وَ خَوَاطِرِ رَجْمِ الظُّنُونِ، وَ عُقَدِ عَزِيمَاتِ الْيَقِينِ، وَ مَسَارِقِ إِيمَاضِ الْجُفُونِ وَ مَا ضَمِنَتْهُ أَكْنَانُ

جبلّت - خلقت
مقطع - آخری حد
عقابیل - جمع عقبول - شدائد
فاقہ - فقیر
فُرج - جمع فرجہ - غم سے نجات
اتراح - جمع ترح - غم و ہلاکت
اسباب - رسیاں
خالج - کھینچنے والا
اشطان - جمع شطن - رسی
مرائر - جمع مریرہ بٹی ہوئی رسی
اقران - جمع قرن - وہ رسی جس سے دو اونٹوں کو باندھا جائے
تخافت - رازدارانہ گفتگو
رجم الظنون - اٹکل پچو
عقد - جمع عقدہ - دل کا عقیدہ
عزیمات - جمع عزیمہ - مستحکم ارادہ
مسارق - جمع مسرق - محل سرقہ
ایماض - چمک
جفون - پلکیں
اکنان - جمع کن - پوشیدہ جگہ

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ اگر حضرت آدم کا درخت جنت سے کھانا پروردگار کے علم سابق کی بنا پر تھا تو اس کے نتیجہ میں انھیں جنت سے باہر کیوں نکال دیا گیا یا بندہ کا یہ فریضہ بھی ہے کہ وہ مالک کے علم کی مخالفت کرے اور کیا اس کے امکان میں یہ ہے کہ مالک کے علم کو غلط ثابت کر سکے۔ حضرت آدم کی طرح یہی مسئلہ ہر شخص کے عمل سے تعلق رکھتا ہے کہ مالک کائنات اگر اس کے گنہگار ہونے کے بارے میں علم رکھتا ہے تو کیا بندہ کے امکان میں یہ ہے کہ اس کے علم کی مخالفت کر سکے؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو اسے اس کے عمل کی سزا کیوں دی جاتی ہے؟

لیکن اس پورے مسئلہ کا جواب فقط ایک کلمہ ہے کہ اگر مالک کا علم کسی شخص کے عمل سے اس طرح متعلق ہوا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے شرارت کرے گا تو علم کی بنا پر اگرچہ شرارت ناگزیر ہے لیکن اختیار کی بنا پر انسان سزا کا بھی حقدار ہوگا۔ علاوہ اس کے کہ علم کسی کے عمل کا ذمہ دار نہیں ہوتا ہے اور عمل کی دنیا بہرحال اختیاری ہوتی ہے۔ علم اسے مجبور نہیں بنا سکتا ہے۔

کو اپنی مخلوقات میں منتخب قرار دے دیا اور انھیں نوعِ انسانی کی فردِ اول بنا کر جنت میں ساکن کر دیا اور ان کے لئے ہر طرح کھانے پینے کو آزاد کر دیا اور جس سے منع کرنا تھا اس کا اشارہ بھی دے دیا اور یہ بتا دیا کہ اس کے اقدام میں نافرمانی کا خطرہ اور اپنے مرتبہ کو خطرہ میں ڈالنے کا خطرہ ہے لیکن انھوں نے اسی چیز کی طرف رُخ کر لیا جس سے روکا گیا تھا کہ یہ بات پہلے سے علمِ خدا میں موجود تھی۔(۱) نتیجہ یہ ہوا کہ پروردگار نے توبہ کے بعد انھیں نیچے اتار دیا تا کہ اپنی نسل سے دنیا کو آباد کریں اور ان کے ذریعہ سے اللہ بندوں پر حجت قائم کرے۔ پھر ان کو اٹھا لینے کے بعد بھی زمین کو ان چیزوں سے خالی نہیں رکھا جن کے ذریعہ ربوبیت کی دلیلوں کی تاکید کرے اور جنھیں بندوں کی معرفت کا وسیلہ بنائے بلکہ ہمیشہ منتخب انبیاء کرام اور رسالت کے امانت داروں کی زبانوں سے حجت کے پہونچانے کی نگرانی کرتا رہا اور یوں ہی صدیاں گذرتی رہیں یہاں تک کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمدؐ کے ذریعہ اس کی حجت تمام ہو گئی اور اتمام حجت اور تخویف عذاب کا سلسلہ نقطۂ آخر تک پہونچ گیا۔

اللہ نے سب کی روزیاں معین کر رکھی ہیں چاہے قلیل ہوں یا کثیر اور پھر انھیں تنگی اور وسعت کے اعتبار سے بھی تقسیم کر دیا اور اس میں بھی عدالت رکھی ہے تا کہ دونوں کا امتحان لیا جا سکے اور غنی و فقیر دونوں کو شکر یا صبر سے آزمایا جا سکے۔ پھر وسعت رزق کے ساتھ فقر و فاقہ کے خطرات اور سلامتی کے ساتھ نازل ہونے والی آفات کے اندیشے اور خوشی و شادمانی کی وسعت کے ساتھ غم و الم کے گلوگیر پھندے شامل بھی کر دئے۔ زندگیوں کی طول و تقصیر مدتیں معین کیں۔ انھیں آگے پیچھے رکھا اور پھر سب کو موت سے ملا دیا اور موت کو ان کی رسیوں کا کھینچنے والا اور مضبوط رشتوں کو پارہ پارہ کر دینے والا بنا دیا۔ وہ دلوں میں باتوں کے چھپانے والوں کے اسرار۔ خفیہ باتیں کرنے والوں کی گفتگو۔ خیالات میں اٹکل پچو لگانے والوں کے اندازے۔ دل میں جمے ہوئے یقینی عزائم۔ پلکوں میں دبے ہوئے کنکھیوں کے اشارے اور دلوں کی تہوں کے راز اور غیب کی گہرائیوں کے رموز سب کو جانتا ہے۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جناب آدمؑ نے درخت کا پھل کھا کر اپنے کو زحمتوں میں مبتلا کر لیا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب انھیں روئے زمین کا خلیفہ بنایا گیا تھا تو کیا جنت ہی میں محو استراحت رہ جاتے اور اپنے فرائض منصبی کی طرف متوجہ نہ ہوتے۔ یہ تو احساسِ ذمہ داری کا ایک رُخ ہے کہ انھوں نے جنت کے راحت و آرام کو نظر انداز کرنے کا عزم کر لیا اور روئے زمین پر آ گئے تا کہ اپنی نسل سے دنیا کو آباد کر سکیں اور اپنے فریضۂ منصب کو ادا کر سکیں۔ یہ اور بات ہے کہ تقاضائے احتیاط یہی تھا کہ مالک کائنات ہی سے گزارش کرتے کہ جہاں کے لئے ذمہ دار بنایا ہے وہاں تک جانے کا انتظام کر دے اور کوئی راستہ بتا دے۔ اس راستہ کو ابلیس کے اشارہ کے بعد اختیار نہیں کرنا چاہئے تھا کہ اسے ابلیس اپنی فتح مبین قرار دے لے اور خلیفۃ اللہ کے مقابلہ میں اپنے غرور کا اظہار کر سکے۔ غالباً احتیاط کے اسی تقاضہ پر عمل نہ کرنے کا نام "ترک اولیٰ" رکھا گیا ہے۔

الْقُلُوبِ، وَ غَيَابَاتُ (بابات) الْغُيُوبِ، وَ مَا أَصْغَتْ لِاسْتِرَاقِهِ مَصَائِخُ الْأَسْمَاعِ، وَ مَصَائِفُ الذَّرِّ وَ مَشَاتِي الْهَوَامِّ، وَ رَجْعِ الْحَنِينِ مِنَ الْمُولَهَاتِ، وَ هَمْسِ الْأَقْدَامِ، وَ مُنْفَسَحِ الثَّمَرَةِ مِنْ وَلَائِجِ غُلُفِ الْأَكْمَامِ، وَ مُنْقَمَعِ الْوُحُوشِ مِنْ غِيرَانِ الْجِبَالِ وَ أَوْدِيَتِهَا، وَ مُخْتَبَإِ الْبَعُوضِ بَيْنَ سُوقِ الْأَشْجَارِ وَ أَلْحِيَتِهَا، وَ مَغْرِزِ الْأَوْرَاقِ مِنَ الْأَفْنَانِ، وَ مَحَطِّ الْأَمْشَاجِ مِنْ مَسَارِبِ (مشارب) الْأَصْلَابِ، وَ نَاشِئَةِ الْغُيُومِ وَ مُتَلَاحِمِهَا، وَ دُرُورِ قَطْرِ السَّحَابِ فِي مُتَرَاكِمِهَا، وَ مَا تَسْفِي الْأَعَاصِيرُ بِذُيُولِهَا، وَ تَعْفُو الْأَمْطَارُ بِسُيُولِهَا، وَ عَوْمِ (عموم) بَنَاتِ الْأَرْضِ فِي كُثْبَانِ الرِّمَالِ، وَ مُسْتَقَرِّ ذَوَاتِ الْأَجْنِحَةِ بِذُرَا شَنَاخِيبِ الْجِبَالِ، وَ تَغْرِيدِ ذَوَاتِ الْمَنْطِقِ (النطق) فِي دَيَاجِيرِ الْأَوْكَارِ، وَ مَا أَوْعَبَتْهُ (اوعته، اودعته) الْأَصْدَافُ، وَ حَضَنَتْ عَلَيْهِ أَمْوَاجُ الْبِحَارِ، وَ مَا غَشِيَتْهُ سُدْفَةُ لَيْلٍ، أَوْ ذَرَّ عَلَيْهِ شَارِقُ نَهَارٍ، وَ مَا اعْتَقَبَتْ (اعتقبت) عَلَيْهِ أَطْبَاقُ الدَّيَاجِيرِ، وَ سُبُحَاتُ النُّورِ، وَ أَثَرِ كُلِّ خَطْوَةٍ، وَ حِسِّ كُلِّ حَرَكَةٍ، وَ رَجْعِ كُلِّ كَلِمَةٍ، وَ تَحْرِيكِ كُلِّ شَفَةٍ، وَ مُسْتَقَرِّ كُلِّ نَسَمَةٍ، وَ مِثْقَالِ كُلِّ ذَرَّةٍ، وَ هَمَاهِمِ كُلِّ نَفْسٍ هَامَّةٍ، وَ مَا عَلَيْهَا مِنْ ثَمَرِ شَجَرَةٍ، أَوْ سَاقِطِ وَرَقَةٍ، أَوْ قَرَارَةِ نُطْفَةٍ أَوْ نُقَاعَةِ دَمٍ وَ مُضْغَةٍ أَوْ نَاشِئَةِ خَلْقٍ وَ سُلَالَةٍ، لَمْ يَلْحَقْهُ فِي ذَلِكَ كُلْفَةٌ، وَلَا اعْتَرَضَتْهُ فِي حِفْظِ مَا ابْتَدَعَ مِنْ خَلْقِهِ عَارِضَةٌ وَلَا اعْتَوَرَتْهُ فِي تَنْفِيذِ الْأُمُورِ وَ تَدَابِيرِ الْمَخْلُوقِينَ مَلَالَةٌ وَلَا فَتْرَةٌ بَلْ نَفَذَهُمْ عِلْمُهُ، وَأَحْصَاهُمْ عَدَدُهُ، وَ وَسِعَهُمْ عَدْلُهُ، وَ غَمَرَهُمْ فَضْلُهُ، مَعَ تَقْصِيرِهِمْ عَنْ كُنْهِ مَا هُوَ أَهْلُهُ.

غیابات الغیوب۔ غیب کی گہرائیاں
استراق الکلام۔ چھپ کر باتیں سننا
مصائخ۔ جمع مصاخ۔ کان کا سوراخ
ذرّہ۔ چھوٹی چیونٹی
مصائف۔ گرمی میں رہنے کی جگہ
مشاتی۔ سردی میں رہنے کی جگہ
رجع الحنین۔ درد رسیدہ کی فریاد
مولہات۔ غم زدہ
ہمس۔ پیروں کی ہلکی چاپ
منفسح الثمرہ۔ پھلوں کے بڑھنے کی جگہ
ولائج۔ جمع ولیجہ۔ اندرونی غلاف
غلف۔ جمع غلاف
اکمام۔ جمع کِم۔ کلیوں کا خول
منقمع۔ چھپنے کی جگہ
غیران۔ جمع غار
سوق۔ جمع ساق۔ تنہ
الحیہ۔ جمع لحاء۔ چھال
افنان۔ شاخیں
امشاج۔ جمع مشیج۔ مخلوط
مسارب۔ جمع مسرب۔ نطفہ کی گذرگاہ
تسفی۔ اڑا دیا
اعاصیر۔ جمع اعصار۔ بادلوں کو اڑانے والی ہوا
کثبان۔ جمع کثیب۔ ٹیلہ
ذُرا۔ جمع ذروہ۔ بلند
شناخیب۔ پہاڑوں کی بلندیاں
دیاجیر۔ جمع دیجور۔ تاریکی
اوعبتہ۔ جمع کر دیا
حضنتہ۔ تربیت کی
سدفہ۔ ظلمت
ذرّ۔ ظاہر ہوا
اعتقبت۔ یکے بعد دیگرے
اطباق۔ پردے

سبحات نور۔ درجات و انوار نور
ہماہم۔ ہموم
قرارہ۔ مستقر
نقاعہ۔ اجزاء بدن کے اندر کا خون
عارضہ۔ مانع جو کام سے روک دے
اعتورتہ۔ لاحق ہوئی

وہ ان آوازوں کو بھی سن لیتا ہے جن کے لئے کانوں کے سوراخوں کو جھکنا پڑتا ہے۔ چیونٹیوں کے موسم گرما کے مقامات اور دیگر حشرات الارض کی سردیوں کی منزل سے بھی آگاہ ہے۔ پسر مردہ عورتوں کی دردبھری فریاد اور پیروں کی چاپ بھی سن لیتا ہے۔ وہ سبز پتیوں کے غلافوں کے اندرونی حصوں میں تیار ہونے والے پھلوں کی جگہ کو بھی جانتا ہے اور پہاڑوں کے غاروں اور وادیوں میں جانوروں کی پناہ گاہوں کو بھی پہچانتا ہے۔ وہ درختوں کے تنوں اور ان کے چھلکوں میں مچھروں کے چھپنے کی جگہ سے بھی باخبر ہے اور شاخوں میں پتے نکلنے کی منزل اور صلبوں کی گزرگاہوں میں نطفوں کے ٹھکانوں اور آپس میں جڑے ہوئے بادلوں اور تہ بہ تہ سحابوں سے ٹپکنے والے بارش کے قطروں سے بھی آشنا ہے بلکہ جن ذرات کو آندھیاں اپنے دامن سے اڑا دیتی ہیں اور جن نشانات کو بارشیں اپنے سیلاب سے مٹا دیتی ہیں ان سے بھی باخبر ہے۔ وہ ریت کے ٹیلوں پر زمین کے کیڑوں کے چلنے پھرنے اور سربلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر بال و پر رکھنے والے پرندوں کے نشیمنوں کو بھی جانتا ہے اور گھونسلوں کے اندھیروں میں پرندوں کے نغموں کو بھی پہچانتا ہے۔ جن چیزوں کو صدف نے سمیٹ رکھا ہے انھیں بھی جانتا ہے اور جنھیں دریا کی موجوں نے اپنی گود میں دبا رکھا ہے انھیں بھی پہچانتا ہے۔ جسے رات کی تاریکی نے چھپا لیا ہے اسے بھی پہچانتا ہے اور جس پر دن کے سورج نے روشنی ڈالی ہے اس سے بھی باخبر ہے۔ جن چیزوں پر یکے بعد دیگرے اندھیری راتوں کے پردے اور روشن دنوں کے آفتاب کی شعاعیں نور بکھیرتی ہیں وہ ان سب سے باخبر ہے۔ نشان قدم، حس و حرکت، الفاظ کی گونج، ہونٹوں کی جنبش، سانسوں کی منزل، ذرات کا وزن، ذی روح کی سسکیوں کی آواز، اس زمین پر درختوں کے پھل، گرنے والے پتے، نطفوں کی قرارگاہ، منجمد خون کے ٹھکانے، لوتھڑے یا اس کے بعد بننے والی مخلوق یا پیدا ہوئے بچے سب کو جانتا ہے اور اسے اس علم کے حصول میں کوئی زحمت نہیں ہوئی اور نہ اپنی مخلوقات کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ پیش آئی اور نہ اپنے امور کے نافذ کرنے اور مخلوقات کا انتظام کرنے میں کوئی سستی یا تھکن لاحق ہوئی بلکہ اس کا علم گہرائیوں میں اترا ہوا ہے اور اس نے سب کے اعداد کو شمار کر لیا ہے اور سب پر اس کا عدل شامل اور فضل محیط ہے حالانکہ یہ سب اس کے شایان شان حق کے ادا کرنے سے قاصر ہیں۔

۱؎ مالک کائنات کے علم کے بارے میں اس قدر دقیق بیان ایک طرف غیر حکیم فلاسفہ کے اس تصور کی تردید ہے کہ خالق حکیم کے علم کا تعلق صرف کلیات سے ہوتا ہے اور وہ جزئیات سے بحیثیت جزئیات باخبر نہیں ہوتا ہے ورنہ اس کے بدلتے ہوئے جزئیات کے ساتھ ذات میں تغیر لازم آئے گا اور یہ بات غیر معقول ہے اور دوسری طرف انسان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ جو خالق و مالک مذکورہ تمام باریکیوں سے باخبر ہے وہ خلوت کدوں میں نامحرموں کے اجتماعات، نیم تاریک رقص گاہوں کے رقص، بدمستوں اور بازاروں کے دنیویہ اشارات، اسکولوں اور دفتروں کے غیر شرعی تصرفات اور دل و دماغ میں چھپے ہوئے غیر شریفانہ تصورات و خیالات سے بھی باخبر ہے۔ اس کے علم سے کائنات کا کوئی ذرہ مخفی نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے پوشیدہ اسرار دونوں سے مساوی طور پر اطلاع رکھتا ہے۔ واللہ علیم بذات الصدور

دعا

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ أَهْلُ الْوَصْفِ الْجَمِيلِ، وَالتَّعْدَادِ الْكَثِيرِ، إِنْ تُؤَمَّلْ فَخَيْرُ مَأْمُولٍ، وَإِنْ تُرْجَ فَخَيْرُ (فاكرم) مَرْجُوٍّ. اَللّٰهُمَّ وَقَدْ بَسَطْتَ لِي فِيمَا لَا أَمْدَحُ بِهِ غَيْرَكَ، وَلَا أُثْنِي بِهِ عَلَى أَحَدٍ سِوَاكَ، وَأُوَجِّهُهُ إِلَى مَعَادِنِ الْخَيْبَةِ وَمَوَاضِعِ الرِّيبَةِ، وَعَدَلْتَ بِلِسَانِي عَنْ مَدَائِحِ الْآدَمِيِّينَ، وَالثَّنَاءِ عَلَى الْمَرْبُوبِينَ الْمَخْلُوقِينَ. اَللّٰهُمَّ وَلِكُلِّ مُثْنٍ عَلَى مَنْ أَثْنَى عَلَيْهِ مَثُوبَةٌ مِنْ جَزَاءٍ، أَوْ عَارِفَةٌ مِنْ عَطَاءٍ؛ وَقَدْ رَجَوْتُكَ دَلِيلًا عَلَى ذَخَائِرِ الرَّحْمَةِ وَكُنُوزِ الْمَغْفِرَةِ. اَللّٰهُمَّ وَهٰذَا مَقَامُ مَنْ أَفْرَدَكَ بِالتَّوْحِيدِ الَّذِي هُوَ لَكَ، وَلَمْ يَرَ مُسْتَحِقًّا لِهٰذِهِ الْمَحَامِدِ وَالْمَمَادِحِ غَيْرَكَ. وَبِي فَاقَةٌ إِلَيْكَ لَا يَجْبُرُ مَسْكَنَتَهَا إِلَّا فَضْلُكَ، وَلَا يَنْعَشُ مِنْ خَلَّتِهَا إِلَّا مَنُّكَ وَجُودُكَ، فَهَبْ لَنَا فِي هٰذَا الْمَقَامِ رِضَاكَ، وَأَغْنِنَا عَنْ مَدِّ الْأَيْدِي إِلَى سِوَاكَ. «إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» (ما نشاء)

۹۲

و من کلام له (علیه السلام)

لما اراده الناس على البيعة بعد قتل عثمان

دَعُونِي وَالْتَمِسُوا غَيْرِي؛ فَإِنَّا مُسْتَقْبِلُونَ أَمْراً لَهُ وُجُوهٌ وَأَلْوَانٌ؛ لَا تَقُومُ لَهُ الْقُلُوبُ، وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُولُ. وَإِنَّ الْآفَاقَ قَدْ أَغَامَتْ، وَالْمَحَجَّةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ. وَاعْلَمُوا أَنِّي إِنْ أَجَبْتُكُمْ (اجبتكم) رَكِبْتُ بِكُمْ مَا أَعْلَمُ، وَلَمْ أُصْغِ إِلَى قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ، وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَأَنَا كَأَحَدِكُمْ؛ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوهُ أَمْرَكُمْ، وَأَنَا لَكُمْ وَزِيراً، خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّي أَمِيراً!

مثوبہ - ثواب، جزا
خلّہ - فقر و فاقہ
منّ - احسان
لا تثبت - برداشت نہیں کر سکتی
اغامت - ابر نے ڈھانک لیا
محجّہ - سیدھا راستہ
تنکّرت - انجان ہو گیا - بدل گیا

(۱) مالک کائنات کے ماسوا کوئی کریم ایسا نہیں ہے جس کے یہاں ناامیدی کے امکانات نہ ہوں اور جس کے کرم کے بارے میں شک و شبہ نہ کیا جا سکے۔ اس لئے کہ ہر ایک کا اقتدار محدود اور ہر ایک کا خزانۂ کرم متناہی ہے اور ایسے شخص کے بارے میں یا تو ناامیدی کا یقین رہتا ہے یا کم از کم شبہ ضرور رہتا ہے لیکن جس کا خزانہ غیر محدود اور جس کی قدرت لامتناہی ہے اس کے بارے میں اس طرح کے شک اور شبہ کا کوئی امکان نہیں پایا جاتا ہے۔ اس کی بارگاہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے تو یہ ظرف کی تنگی کا نتیجہ ہے۔ کرم کی محدودیت کا اثر نہیں ہے۔ کریم کے یہاں جزا بھی ہے جو عمل کے بعد ملتی ہے اور عارفہ بھی ہے جس کا عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ بغیر کسی عمل اور استحقاق کے بھی حاصل ہو جاتا ہے ایسے حالات میں اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف توجہ کرنا اور مخلوقات کی بارگاہ میں دست سوال دراز کرنا انسانیت کی توہین اور شرافت کی تباہی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

(۲) یہ اشارہ ہے کہ اگر حالات صحیح نہ ہوئے اور اسلام خطرہ میں دکھائی دیا تو میں ہرگز کسی امیر کے احکام کو قابل توجہ نہ قرار دوں گا۔

مصادر خطبہ ۹۲ تاریخ طبری ۶ ص ۳۰۶۶ (حوادث ۳۵ھ) نہایہ ابن اثیر (حوادث ۳۵ھ) الجمل شیخ مفید ص ۴۸، تذکرہ ابن الجوزی ص ۵۶

خدایا! تو ہی بہترین توصیف اور آخر تک سراہے جانے کا اہل ہے۔ تجھ سے آس لگائی جائے تو بہترین آسرا ہے اور امید رکھی جائے تو بہترین مرکز امید ہے[1]۔ تو نے مجھے وہ طاقت دی ہے جس کے ذریعہ کسی غیر کی مدح و ثنا نہیں کرتا ہوں اور اس کا رخ ان افراد کی طرف نہیں موڑتا ہوں جو ناکامی کا مرکز اور شبہات کی منزل ہیں۔ میں نے اپنی زبان کو لوگوں کی تعریف اور تیری پروردہ مخلوقات کی ثنا و صفت سے موڑ دیا ہے۔

خدایا! ہر تعریف کرنے والے کا اپنے ممدوح پر ایک حق ہوتا ہے چاہے وہ معاوضہ ہو یا انعام و اکرام۔ اور میں تجھ سے آس لگائے بیٹھا ہوں کہ تو رحمت کے ذخیروں اور مغفرت کے خزانوں کی رہنمائی کرنے والا ہے۔ خدایا! یہ اس بندہ کی منزل ہے جس نے صرف تیری توحید اور یکتائی کا اعتراف کیا ہے اور تیرے علاوہ ان اوصاف و کمالات کا کسی کو اہل نہیں پایا ہے۔ پھر میں ایک احتیاج رکھتا ہوں جس کا تیرے فضل کے علاوہ کوئی علاج نہیں کر سکتا ہے اور تیرے احسانات کے علاوہ کوئی اس کا سہارا نہیں بن سکتا ہے۔ اب اس وقت مجھے اپنی رضا عنایت فرما دے اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بے نیاز بنا دے کہ تو ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۹۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب لوگوں نے قتل عثمانؓ کے بعد آپ کی بیعت کا ارادہ کیا)

مجھے چھوڑ دو اور جاؤ کسی اور کو تلاش کر لو۔ ہمارے سامنے وہ معاملہ ہے جس کے بہت سے رنگ اور رخ ہیں جن کی نہ دلوں میں تاب ہے اور نہ عقلیں انہیں برداشت کر سکتی ہیں۔ دیکھو افق کس قدر ابر آلود ہے اور راستے کس قدر انجانے ہو گئے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر میں نے بیعت کی دعوت کو قبول کر لیا تو تمہیں اپنے علم ہی کے راستے پر چلاؤں گا اور کسی کی کوئی بات یا سرزنش نہیں سنوں گا[2]۔ لیکن اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو تمہاری ہی ایک فرد کی طرح زندگی گزاروں گا بلکہ شائد تم سب سے زیادہ تمہارے حاکم کے احکام کا خیال رکھوں۔ میں تمہارے لئے وزیر کی حیثیت سے امیر کی بہ نسبت زیادہ بہتر رہوں گا۔

[2] امیر المومنینؑ کے اس ارشاد سے تین باتوں کی مکمل وضاحت ہو جاتی ہے:

۱۔ آپ کو خلافت کی کوئی حرص اور طمع نہیں تھی اور نہ آپ اس کیلئے کسی طرح کی دوڑ دھوپ کے قائل تھے۔ عہدۂ الٰہی عہدیدار کے پاس آتا ہے، عہدیدار اس کی تلاش میں نہیں نکلتا ہے۔

۲۔ آپ کسی قیمت پر اسلام کی تباہی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ آپ کی نگاہ میں خلافت کے جملہ مشکلات و مصائب تھے اور قوم کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نگاہ کے سامنے تھا لیکن اس کے باوجود اگر ملت کی اصلاح اور اسلام کی بقا کا دارومدار اسی خلافت کے قبول کرنے پر ہے تو آپ اس راہ میں ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔

۳۔ آپ کی نظر میں امت کے لئے ایک درمیانی راستہ وہی تھا جس پر آج تک چل رہی تھی کہ اپنی مرضی سے کوئی امیر طے کرے اور پھر وقتاً فوقتاً آپ سے مشورہ کرتی رہے کہ آپ مشورہ دینے سے بہر حال گریز نہیں کرتے ہیں جس کا مسلسل تجربہ ہو چکا ہے اور اسی امر کو آپ نے وزارت سے تعبیر کیا ہے۔ ورنہ جس حکومت کی امارت ناقابل قبول ہے اس کی وزارت اس سے زیادہ بدتر ہوگی۔ وزارت فقط اسلامی مفادات کی حد تک بوجھ بٹانے کی حسین ترین تعبیر ہے۔

٩٣

و من خطبة له (عليه السلام)

وفيها ينبه أمير المؤمنين على فضله وعلمه ويبين فتنة بني امية

أَمَّا بَعْدَ حَمْدِ اللهِ، وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، أَيُّهَا النَّاسُ، فَإِنِّي فَقَأْتُ عَيْنَ الْفِتْنَةِ، وَلَمْ يَكُنْ لِيَجْتَرِئَ عَلَيْهَا أَحَدٌ غَيْرِي بَعْدَ أَنْ مَاجَ غَيْهَبُهَا (ظلمتها)، وَاشْتَدَّ كَلَبُهَا. فَاسْأَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ، وَلَا عَنْ فِئَةٍ تَهْدِي مِائَةً وَتُضِلُّ مِائَةً إِلَّا أَنْبَأْتُكُمْ بِنَاعِقِهَا وَقَائِدِهَا وَسَائِقِهَا، وَمُنَاخِ رِكَابِهَا، وَمَحَطِّ رِحَالِهَا، وَمَنْ يُقْتَلُ مِنْ أَهْلِهَا قَتْلاً، وَمَنْ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَوْتاً. وَلَوْ قَدْ فَقَدْتُمُونِي وَنَزَلَتْ بِكُمْ كَرَائِهُ الْأُمُورِ، وَحَوَازِبُ الْخُطُوبِ، لَأَطْرَقَ كَثِيرٌ مِنَ السَّائِلِينَ، وَفَشِلَ كَثِيرٌ مِنَ الْمَسْؤُولِينَ، وَذَلِكَ إِذَا قَلَّصَتْ حَرْبُكُمْ، وَشَمَّرَتْ عَنْ سَاقٍ، وَضَاقَتِ (كانت) الدُّنْيَا عَلَيْكُمْ ضِيقاً، تَسْتَطِيلُونَ مَعَهُ أَيَّامَ الْبَلَاءِ عَلَيْكُمْ، حَتَّى يَفْتَحَ اللهُ لِبَقِيَّةِ الْأَبْرَارِ مِنْكُمْ.

إِنَّ الْفِتَنَ إِذَا أَقْبَلَتْ شَبَّهَتْ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ نَبَّهَتْ، يُنْكَرْنَ مُقْبِلَاتٍ، وَيُعْرَفْنَ مُدْبِرَاتٍ، يَحُمْنَ حَوْمَ الرِّيَاحِ، يُصِبْنَ بَلَداً وَيُخْطِئْنَ بَلَداً. أَلَا وَإِنَّ أَخْوَفَ الْفِتَنِ عِنْدِي عَلَيْكُمْ فِتْنَةُ بَنِي أُمَيَّةَ، فَإِنَّهَا فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ مُظْلِمَةٌ (ظلمة): عَمَّتْ خُطَّتُهَا، وَخَصَّتْ بَلِيَّتُهَا، وَأَصَابَ الْبَلَاءُ مَنْ أَبْصَرَ فِيهَا، وَأَخْطَأَ الْبَلَاءُ مَنْ عَمِيَ عَنْهَا. وَايْمُ اللهِ لَتَجِدُنَّ بَنِي أُمَيَّةَ لَكُمْ أَرْبَابَ سُوءٍ بَعْدِي، كَالنَّابِ الضَّرُوسِ: تَعْذِمُ بِفِيهَا، وَتَخْبِطُ بِيَدِهَا، وَتَزْبِنُ بِرِجْلِهَا، وَتَمْنَعُ دَرَّهَا. لَا يَزَالُونَ بِكُمْ حَتَّى لَا يَتْرُكُوا (لا يكون) مِنْكُمْ إِلَّا نَافِعاً لَهُمْ، أَوْ غَيْرَ ضَائِرٍ بِهِمْ. وَلَا يَزَالُ بَلَاؤُهُمْ عَنْكُمْ حَتَّى لَا يَكُونَ انْتِصَارُ أَحَدِكُمْ مِنْهُمْ إِلَّا كَانْتِصَارِ الْعَبْدِ مِنْ رَبِّهِ، وَالصَّاحِبِ مِنْ مُسْتَصْحِبِهِ.

فقأتها - آنکھیں پھوڑ ڈالیں اور نکال لیں۔
غیہب - تاریکی
موج - شمول و دوام
کلب - پاگل کتے کی بیماری
ناعق - پکارنے والا
مناخ - اترنے کی جگہ
کرائہ - جمع کریہہ - ناخوشگوار حالات
حوازب - جمع حازب - شدید ترین مشکلات
قلصت - سلسلہ جاری رہے گی
شبہت - جس میں حق و باطل مشتبہ ہو جائیں
... - پیہم دوام
ناب - بوڑھی اونٹنی
ضروس - دانت کاٹنے والی
تعذم - دانت سے کاٹ کھانے والی
تزبن - مارنے والی
درّ - دودھ - خیر و برکت

(۱) دنیا کا ہر فتنہ ایک نگاہ رکھتا ہے اور اسی کے ذریعہ آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ امیرالمومنین نے اپنے اقدامات سے فتنہ کی آنکھ کو پھوڑ دیا کہ اس کا امکان بھی ہو سکے تو آگے بڑھنے کا راستہ بھی نہ ملے لیکن اس کے باوجود آپ بنی امیہ کے فتنہ کی طرف سے سخت نگران رہے کہ وہ شر مجسمہ اندھا ہے اور اس کی آنکھ پھوڑنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ چنانچہ اس فتنہ نے حرم خدا و رسول کو بھی نظرانداز کر دیا اور سارے دین بھی کی ترتیب کی طرف سے بھی آنکھیں پھوڑ لیں۔

مصادر خطبہ ۹۳ تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۳، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۶۸، الغارات ابن ہلال ثقفی، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص۳۷۸، دو حزب و هذم مستدرک حاکم ۲ ص۴۶۶، جامع بیان العلم و فضلہ ابن عبدالبر ۱ ص۱۱۴، اصابہ ابن حجر ۲ ص۵۰۹، الریاض النضرہ محب طبری ص۱۹۸، تاریخ الخلفاء ص۱۲۴، الفتوحات المکیہ احمد زینی دحلان ۲ ص۳۳۸، ینابیع المودۃ قندوزی ص۲۲۴، سلیم بن قیس الہلالی ص۹۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۹۳، الفتن اسماعیل الفتن نعیم بن حماد الخزاعی۔ الملاحم والفتن ص۶۹، المختصر حسن بن سلیمان الحلی ص۲۰، خطب امیرالمومنین المجلاوی

۹۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آپ نے اپنے علم و فضل سے آگاہ کرتے ہوئے بنی امیہ کے فتنہ کی طرف متوجہ کیا ہے)

حمد و ثنائے پروردگار کے بعد ــــ لوگو! یاد رکھو میں نے فتنہ کی آنکھ کو پھوڑ دیا ہے[1] اور یہ کام میرے علاوہ کوئی دوسرا انجام نہیں دے سکتا ہے جب کہ اس کی تاریکیاں تہ و بالا ہو رہی ہیں اور اس کی دیوانگی کا مرض شدید ہو گیا ہے۔ اب تم مجھ سے جو چاہو دریافت کر لو قبل اس کے کہ میں تمہارے درمیان نہ رہ جاؤں۔ اس پروردگار کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم اب سے قیامت تک کے درمیان جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے اور جس گروہ کے بارے میں دریافت کرو گے جو سو افراد کو ہدایت دے اور سو کو گمراہ کرے تو میں اس کے للکارنے والے۔ کھینچنے والے۔ ہنکانے والے۔ سواریوں کے قیام کی منزل۔ سامان اتارنے کی جگہ۔ کون ان میں قتل کیا جائے گا کون اپنی موت سے مرے گا۔ سب بتا دوں گا۔ حالانکہ اگر یہ بدترین حالات اور سخت ترین مشکلات میرے بعد پیش آئے تو دریافت کرنے والا بھی پریشانی سے سر جھکائے گا اور جس سے دریافت کیا جائے گا وہ بھی بتانے سے عاجز رہے گا اور یہ سب اس وقت ہوگا جب تم پر جنگیں پوری تیاری کے ساتھ ٹوٹ پڑیں گی اور دنیا اس طرح تنگ ہو جائے گی کہ مصیبت کے دن طولانی محسوس ہونے لگیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ باقی ماندہ نیک بندوں کو کامیابی عطا کر دے۔

یاد رکھو فتنے جب آتے ہیں تو لوگوں کو شبہات میں ڈال دیتے ہیں اور جب جاتے ہیں تو ہوشیار کر جاتے ہیں۔ یہ آتے وقت نہیں پہچانے جاتے ہیں لیکن جب جانے لگتے ہیں تو پہچان لئے جاتے ہیں۔ ہواؤں کی طرح چکر لگاتے رہتے ہیں۔ کسی شہر کو اپنی زد میں لے لیتے ہیں اور کسی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یاد رکھو۔ میری نگاہ میں سب سے خوفناک فتنہ بنی امیہ کا ہے جو خود بھی اندھا ہوگا اور دوسروں کو بھی اندھیرے میں رکھے گا۔ اس کے خطوط عام ہوں گے لیکن اس کی بلا خاص لوگوں کے لئے ہوگی جو اس فتنہ میں آنکھ کھولے ہوں گے ورنہ اندھوں کے پاس سے بآسانی گزر جائے گا۔

خدا کی قسم! تم بنی امیہ کو میرے بعد بدترین صاحبان اقتدار پاؤ گے۔ جن کی مثال اس کاٹنے والی اونٹنی کی ہوگی جو منہ سے کاٹے گی اور ہاتھ مارے گی یا پاؤں چلائے گی اور دودھ نہ دوہنے دے گی اور یہ سلسلہ یوں ہی برقرار رہے گا جس سے صرف وہ افراد بچیں گے جو ان کے حق میں مفید ہوں یا کم سے کم نقصان دہ نہ ہوں۔ یہ مصیبت تمہیں اسی طرح گھیرے رہے گی یہاں تک کہ تمہاری داد خواہی ایسے ہی ہوگی جیسے غلام اپنے آقا سے یا مرید اپنے پیر سے انصاف کا تقاضا کرے۔

---

[1] پیغمبر اسلام کے انتقال کے بعد جنازۂ رسولؐ کو چھوڑ کر مسلمانوں کی خلافت سازی۔ خلافت کے بعد امیر المومنینؑ سے مطالبۂ بیعت۔ ابوسفیان کی طرف سے حمایت کی پیش کش۔ فدک کا غاصبانہ قبضہ۔ دروازہ کا جلایا جانا۔ پھر ابوبکرؓ کی طرف سے عمرؓ کی نامزدگی۔ پھر عمرؓ کی طرف سے شوریٰ کے ذریعہ عثمانؓ کی خلافت۔ پھر طلحہ و زبیر اور عائشہ کی بغاوت اور پھر خوارج کا دین سے خروج ــــ یہ وہ فتنے تھے جن میں سے کوئی ایک بھی اسلام کو تباہ کر دینے کے لئے کافی تھا۔ اگر امیر المومنینؑ نے مکمل صبر و تحمل کا مظاہرہ نہ کیا ہوتا اور سخت ترین حالات پر سکوت اختیار نہ فرمایا ہوتا۔ اسی سکوت اور تحمل کو فتنوں کی آنکھ پھوڑ دینے سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے بعد علمی فتنوں سے بچنے کا ایک راستہ یہ بتا دیا گیا ہے کہ جو چاہو دریافت کر لو، میں قیامت تک کے حالات سے باخبر کر سکتا ہوں۔ (روحی لہ الفداء)

تَرِدُ عَلَيْكُمْ فِتْنَتُهُمْ شَوْهَاءَ مَخْشِيَّةً، وَ قِطَعاً جَاهِلِيَّةً. لَيْسَ فِيهَا مَنَارُ هُدًى، وَلاَ عَلَمٌ يُرَى.

نَحْنُ أَهْلَ الْبَيْتِ مِنْهَا بِمَنْجَاةٍ (نَجَاة) وَلَسْنَا فِيهَا بِدُعَاةٍ، ثُمَّ يُفَرِّجُهَا اللهُ عَنْكُمْ كَتَفْرِيجِ الْأَدِيمِ: بِمَنْ يَسُومُهُمْ خَسْفاً، وَ يَسُوقُهُمْ عُنْفاً وَ يَسْقِيهِمْ بِكَأْسٍ مُصَبَّرَةٍ لاَ يُعْطِيهِمْ إِلاَّ السَّيْفَ، وَلاَ يُحْلِسُهُمْ إِلاَّ الْخَوْفَ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَوَدُّ قُرَيْشٌ - بِالدُّنْيَا وَ مَا فِيهَا - لَوْ يَرَوْنَنِي مَقَاماً وَاحِداً وَ لَوْ قَدْرَ جَزْرِ جَزُورٍ، لِأَقْبَلَ مِنْهُمْ مَا أَطْلُبُ الْيَوْمَ بَعْضَهُ فَلاَ يُعْطُونِيهِ!

۹۴

و من خطبة له (عليه السلام)

و فيها يصف الله تعالى ثم يبين فضل الرسول الكريم و اهل بيته ثم يعظ الناس

الله تعالى

فَتَبَارَكَ اللهُ الَّذِي لاَ يَبْلُغُهُ بُعْدُ الْهِمَمِ، وَلاَ يَنَالُهُ حَدْسُ (حسّ) الْفِطَنِ، الْأَوَّلُ الَّذِي لاَ غَايَةَ لَهُ فَيَنْتَهِيَ، وَلاَ آخِرَ لَهُ فَيَنْقَضِيَ.

و منها في وصف الانبياء

فَاسْتَوْدَعَهُمْ فِي أَفْضَلِ مُسْتَوْدَعٍ، وَأَقَرَّهُمْ فِي خَيْرِ مُسْتَقَرٍّ، تَنَاسَخَتْهُمْ كَرَائِمُ الْأَصْلاَبِ إِلَى مُطَهَّرَاتِ الْأَرْحَامِ، كُلَّمَا مَضَى مِنْهُمْ سَلَفٌ، قَامَ مِنْهُمْ بِدِينِ اللهِ خَلَفٌ.

رسول الله و آل بيته (صلى الله عليه وآله)

حَتَّى أَفْضَتْ كَرَامَةُ اللهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى إِلَى مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَأَخْرَجَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْمَعَادِنِ مَنْبِتاً، وَ أَعَزِّ الْأَرُومَاتِ مَغْرِساً: مِنَ الشَّجَرَةِ الَّتِي صَدَعَ مِنْهَا أَنْبِيَاءَهُ، وَانْتَجَبَ مِنْهَا أُمَنَاءَهُ. عِتْرَتُهُ خَيْرُ الْعِتَرِ، وَأُسْرَتُهُ خَيْرُ الْأُسَرِ، وَ شَجَرَتُهُ خَيْرُ الشَّجَرِ؛ نَبَتَتْ فِي حَرَمٍ، وَ بَسَقَتْ فِي كَرَمٍ؛ لَهَا فُرُوعٌ طِوَالٌ، وَ ثَمَرٌ لاَ يُنَالُ. فَهُوَ إِمَامُ مَنِ اتَّقَى، وَ بَصِيرَةُ مَنِ اهْتَدَى.

شوہاء - بدصورت - بھیانک
مخشیہ - خوفناک
علم - نشان ہدایت
ادیم - کھال
یسومہم خسفاً - ذلت سے دوچار کریں
مصبرہ - تلخ
حلس بعیر - اونٹ کی جھول
جزور - ذبح شدہ اونٹ
تناسخ - منتقل ہونا
منبت - نشو ونما کی جگہ
ارومات - جمع ارومہ - اصل
مغرس - اگنے کی جگہ
صدع - ظاہر کیا
عترت - اہلبیت - قریب ترین رشتہ دار
بسقت - آگے بڑھا

(۱) اس مقام پر قریش سے مراد بنی امیہ ہیں جن کے آخری بادشاہ محمد بن مروان نے مقام زاب میں بنی عباس کے لشکر سے مقابلہ کیا تو سردار لشکر عبداللہ بن علی عباسی کو دیکھ کر آواز دی کہ کاش یہ پرچم علی بن ابی طالب کے ہاتھ میں ہوتا اور اس طرح مولائے کائنات کے اس کلام کی تصدیق ہوگئی جو آپ نے واقعہ سے ۹۰ سال پہلے ارشاد فرمایا تھا اور یہ کام الہام خداوندی اور علم لدنی کے بغیر ممکن نہیں ہے!

مصادر خطبہ ۹۴ اصول کافی کلینی ۱ ص ۱۴۳ ، العقد الفرید ابن عبد ربہ ۴ ص ۶۳ ، توحید صدوق ص ۴۸

تم پر ان کا فتنہ ایسی بھیانک شکل میں وارد ہوگا جس سے ڈر لگے گا اور اس میں جاہلیت کے اجزا بھی ہوں گے۔ نہ کوئی منارۂ ہدایت ہوگا اور نہ کوئی راستہ دکھانے والا پرچم۔

بس ہم اہلبیتؑ ہیں جو اس فتنہ سے محفوظ رہیں گے اور اس کے داعیوں میں سے نہ ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ تم سے اس فتنہ کو اس طرح الگ کر دے گا جس طرح جانور کی کھال اتاری جاتی ہے۔ اس شخص کے ذریعہ جو انھیں ذلیل کرے گا اور سختی سے ہنکائے گا اور موت کے تلخ گھونٹ پلائے گا اور تلوار کے علاوہ کچھ نہ دے گا اور خوف کے علاوہ کوئی لباس نہ پہنائے گا۔ وہ وقت ہوگا جب قریش کو یہ آرزو ہوگی کہ کاش دنیا اور اس کی تمام دولت دے کر ایک منزل پر مجھے دیکھ لیتے چاہے صرف اتنی دیر کے لئے جتنی دیر میں ایک اونٹ نحر کیا جاتا ہے تاکہ میں ان سے اس چیز کو قبول کر لوں جس کا ایک حصہ آج مانگتا ہوں تو وہ دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

۹۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے اوصاف۔ رسول اکرمؐ اور اہلبیتؑ اطہار کے فضائل اور موعظہ حسنہ کا ذکر کیا گیا ہے)

بابرکت ہے وہ پروردگار جس کی ذات تک ہمتوں کی بلندیاں نہیں پہونچ سکتی ہیں اور عقل و فہم کی ذہانتیں اسے نہیں پا سکتی ہیں۔ وہ ایسا اول ہے جس کی کوئی آخری حد نہیں ہے اور ایسا آخر ہے جس کے لئے کوئی فنا نہیں ہے۔

(انبیاء کرامؑ) پروردگار نے انھیں بہترین مقامات پر ودیعت رکھا اور بہترین منزل میں مستقر کیا۔ وہ مسلسل شریف ترین اصلاب[1] سے پاکیزہ ترین ارحام کی طرف منتقل ہوتے رہے کہ جب کوئی بزرگ گذر گیا تو دین خدا کی ذمہ داری بعد والے نے سنبھال لی۔

(رسول اکرمؐ) یہاں تک کہ الٰہی شرف حضرت محمد مصطفیٰؐ تک پہونچ گیا اور اس نے انھیں بہترین نشو و نما کے معدن اور شریف ترین اصل کے مرکز کے ذریعہ دنیا میں بھیج دیا۔ اسی شجرۂ طیبہ سے جس سے انبیاء کو پیدا کیا اور اپنے امینوں کا انتخاب کیا۔ پیغمبرؐ کی عترت بہترین اور ان کا خاندان شریف ترین خاندان ہے۔ ان کا شجرہ وہ بہترین شجرہ ہے جو سرزمین حرم پر اگا ہے اور بزرگی کے سایہ میں پروان چڑھا ہے۔ اس کی شاخیں بہت طویل ہیں اور اس کے پھل انسانی دسترس سے بالاتر ہیں۔ وہ اہل تقویٰ کے امام اور طالبان ہدایت کے لئے سرچشمۂ بصیرت ہیں۔

---

[1] امیر المومنینؑ کا یہ ارشاد گرامی اس بات کی واضح دلیل ہے کہ انبیاء کرام کے آباء و اجداد اور امہات میں کوئی ایک بھی ایمان یا کردار کے اعتبار سے ناقص اور عیب دار نہیں تھا اور اس کے بعد اس بحث کی ضرورت نہیں رہ جاتی ہے کہ یہ بات عقلی اعتبار سے ضروری ہے یا نہیں اور اس کے بغیر منصب کا جواز پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ اگر کافر اصلاب اور بدکردار ارحام میں کوئی نقص نہیں تھا اور ناپاک ظرف منصب الٰہی کے حامل کے لئے نامناسب نہیں تھا تو اس قدر اہتمام کی کیا ضرورت تھی کہ آدمؑ سے لے کر خاتمؐ تک کسی ایک مرحلہ پر بھی کوئی ناپاک صلب یا غیر طیب رحم داخل نہ ہونے پائے۔

سِرَاجٌ لَمَعَ ضَوْؤُهُ، وَ شِهَابٌ سَطَعَ نُورُهُ، وَ زَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهُ؛ سِيرَتُهُ الْقَصْدُ وَ سُنَّتُهُ الرُّشْدُ، وَ كَلَامُهُ الْفَصْلُ، وَ حُكْمُهُ الْعَدْلُ، أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَ هَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ، وَ غَبَاوَةٍ مِنَ الْأُمَمِ.

عظة الناس

اِعْمَلُوا رَحِمَكُمُ اللهُ، عَلَى أَعْلَامٍ بَيِّنَةٍ، فَالطَّرِيقُ نَهْجٌ يَدْعُو إِلَى دَارِ السَّلَامِ، وَ أَنْتُمْ فِي دَارِ مُسْتَعْتَبٍ عَلَى مَهَلٍ وَ فَرَاغٍ، وَالصُّحُفُ مَنْشُورَةٌ، وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ، وَالْأَبْدَانُ صَحِيحَةٌ، وَ الْأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالتَّوْبَةُ مَسْمُوعَةٌ، وَالْأَعْمَالُ مَقْبُولَةٌ.

۹۵

و من خطبة له (عليه السلام)

يقرر فضيلة الرسول الكريم (صلى الله عليه وآله)

بَعَثَهُ وَالنَّاسُ ضُلَّالٌ فِي حَيْرَةٍ، وَ حَاطِبُونَ فِي فِتْنَةٍ، قَدِ اسْتَهْوَتْهُمُ الْأَهْوَاءُ، وَاسْتَزَلَّتْهُمُ الْكِبْرِيَاءُ، وَاسْتَخَفَّتْهُمُ الْجَاهِلِيَّةُ الْجَهْلَاءُ، حَيَارَى فِي زَلْزَالٍ مِنَ الْأَمْرِ وَ بَلَاءٍ مِنَ الْجَهْلِ، فَبَالَغَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي النَّصِيحَةِ، وَ مَضَى عَلَى الطَّرِيقَةِ، وَ دَعَا إِلَى الْحِكْمَةِ، وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ.

۹۶

و من خطبة له (عليه السلام)

في الله و في الرسول الاكرم

الله تعالى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْأَوَّلِ فَلَا شَيْءَ قَبْلَهُ، وَالْآخِرِ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ، وَالظَّاهِرِ فَلَا شَيْءَ فَوْقَهُ، وَالْبَاطِنِ فَلَا شَيْءَ دُونَهُ.

و منها في ذكر الرسول (صلى الله عليه وآله)

مُسْتَقَرُّهُ خَيْرُ مُسْتَقَرٍّ، وَ مَنْبِتُهُ أَشْرَفُ مَنْبِتٍ، فِي مَعَادِنِ الْكَرَامَةِ، وَ مَمَاهِدِ السَّلَامَةِ، قَدْ صُرِفَتْ نَحْوَهُ أَفْئِدَةُ الْأَبْرَارِ، وَ ثُنِيَتْ إِلَيْهِ أَزِمَّةُ الْأَبْصَارِ، دَفَنَ اللهُ بِهِ الضَّغَائِنَ، وَأَطْفَأَ بِهِ الثَّوَائِرَ، أَلَّفَ بِهِ إِخْوَاناً وَ فَرَّقَ بِهِ أَقْرَاناً، أَعَزَّ بِهِ الذِّلَّةَ، وَأَذَلَّ بِهِ الْعِزَّةَ، كَلَامُهُ بَيَانٌ، وَصَمْتُهُ لِسَانٌ.

قصد - استقامت و میانہ روی

فترۃ - دو رسولوں کا درمیانی وقفہ

ہفوۃ - لغزش

نہج - واضح و مستحکم

مستعتب - خوشنودی کی طلبگاری

عتبیٰ - خوشنودی

حاطبون - جمع حاطب - لکڑی جمع کرنے والا

استزلتھم - لغزشوں تک پہنچا دیا

استخفتھم - مدہوش بنا دیا

الجہلاء - بھرپور جہالت

مماہد - جمع مہد - جو چیز فرش کر دی جائے

ازمہ - جمع زمام - لگام

ضغائن - کینے

ثوائر - جمع ثائرہ - اذیت رسانی و دشمنی

(۱) تاریخی اعتبار سے یہ دونوں حقیقتیں ناقابل انکار ہیں کہ جن حالات میں سرکار دوعالم نے تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا ہے وہ دنیا کے بدترین حالات میں سے تھے جنہیں قرآن کریم نے ضلال مبین اور کھلی ہوئی گمراہی سے تعبیر کیا ہے اور پھر ان جاہلوں اور ان پڑھ لوگوں کے درمیان جو پیغام پیش کیا ہے وہ کائنات کا عظیم ترین پیغام تھا اور یہی وجہ ہے کہ مالک نے تمام پیغامات کو منسوخ کر دیا لیکن اس پیغام کو قیامت تک کے لئے ابدی اور دائمی بنا دیا ہے جس کے قوانین بھی زندہ ہیں اور اس کا معجزہ بھی زندہ ہے بلکہ ایک ہی قرآن کو دونوں کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔

مصادر خطبہ ۹۵ بحار الانوار مجلسی ۱۸ ص ۲۱۹

مصادر خطبہ ۹۶ بحار الانوار مجلسی ۱۶ ص ۳۸۰

ایسا چراغ ہیں جس کی روشنی لو دے رہی ہے اور ایسا ستارہ ہیں جس کا نور درخشاں ہے اور ایسا چقماق ہیں جس کی چمک برق آسا ہے۔ ان کی سیرت میانہ روی، ان کی سنت رشد و ہدایت، ان کا کلام حرف آخر اور ان کا فیصلہ عادلانہ ہے۔ اللہ نے انھیں اس وقت بھیجا جب انبیاء کا سلسلہ موقوف تھا اور بدعملی کا دور دورہ تھا اور امت غفلت میں ڈوبی ہوئی تھی۔

(موعظہ) دیکھو! خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ واضح نشانیوں پر عمل کرو کہ راستہ بالکل سیدھا ہے اور وہ جنت کی طرف دعوت دے رہا ہے اور تم ایسے گھر میں ہو جہاں خوشنودی پروردگار حاصل کرنے کی مہلت اور فراغت حاصل ہے۔ نامۂ اعمال کھلے ہوئے ہیں۔ قلم قدرت چل رہا ہے۔ بدن صحیح و سالم ہیں۔ زبانیں آزاد ہیں، توبہ سنی جا رہی ہے اور اعمال قبول کئے جا رہے ہیں۔

۹۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کے فضائل و مناقب کا تذکرہ کیا گیا ہے)

اللہ نے انھیں اس وقت بھیجا جب لوگ گمراہی میں متحیر[1] تھے اور فتنوں میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ خواہشات نے انھیں بہکا دیا اور غرور نے ان کے قدموں میں لغزش پیدا کر دی تھی۔ جاہلیت نے انھیں سبک سر بنا دیا تھا اور وہ غیر یقینی حالات اور جہالت کی بلاؤں میں حیران و سرگرداں تھے۔ آپ نے نصیحت کا حق ادا کر دیا، سیدھے راستہ پر چلے اور لوگوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ کی دعوت دی۔

۹۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حضرت رب العالمین اور رسول اکرمؐ کے صفات کے بارے میں)

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ایسا اول ہے کہ اس سے پہلے کوئی شے نہیں ہے اور ایسا آخر ہے کہ اس کے بعد کوئی شے نہیں ہے۔ وہ ظاہر ہے تو اس سے مافوق کچھ نہیں ہے اور باطن ہے تو اس سے قریب تر کوئی شے نہیں ہے۔

(رسول اکرمؐ) آپ کا مستقر بہترین مستقر اور آپ کی نشوونما کی جگہ بہترین منزل ہے یعنی کرامتوں کا معدن اور سلامتی کا مرکز۔ نیک کرداروں کے دل آپ کی طرف جھکا دیے گئے ہیں اور نگاہوں کے رُخ آپ کی طرف موڑ دیے گئے ہیں۔ اللہ نے آپ کے ذریعہ کینوں کو دفن کر دیا ہے اور عداوتوں کے شعلے بجھا دیے ہیں۔ لوگوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے اور کفر کی برادری کو منتشر کر دیا ہے۔ ذلت کو عزیز بنا دیا ہے اور کفر کی عزت پر اکڑنے والوں کو ذلیل کر دیا ہے۔ آپ کا کلام شریعت کا بیان ہے اور آپ کی خاموشی احکام کی زبان۔

[1] اصول کی زبان میں معصوم کی خاموشی کو تقریر سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ اسی طرح حجت اور مدرک احکام ہے جس طرح معصوم کا قول و عمل سند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس سے احکام شریعت کا استنباط و استخراج کیا جاتا ہے۔ عام انسانوں کی خاموشی دلیل رضامندی نہیں بن سکتی ہے لیکن معصوم کی خاموشی دلیل احکام بھی بن سکتی ہے۔

۹۷

و من خطبة له (عليه السلام)

في اصحابه و اصحاب رسول الله

اصحاب علی (علیه السلام)

وَلَئِنْ أَمْهَلَ الظَّالِمَ فَلَنْ يَفُوتَ أَخْذُهُ، وَهُوَ لَهُ بِالْمِرْصَادِ عَلَى مَجَازِ طَرِيقِهِ، وَبِمَوْضِعِ الشَّجَا مِنْ مَسَاغِ رِيقِهِ. أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَيَظْهَرَنَّ هٰؤُلاَءِ الْقَوْمُ عَلَيْكُمْ، لَيْسَ لِأَنَّهُمْ أَوْلَى بِالْحَقِّ مِنْكُمْ، وَلٰكِنْ لِإِسْرَاعِهِمْ إِلَى بَاطِلِ صَاحِبِهِمْ، وَإِبْطَائِكُمْ عَنْ حَقِّي. وَلَقَدْ أَصْبَحَتِ الْأُمَمُ تَخَافُ ظُلْمَ رُعَاتِهَا، وَأَصْبَحْتُ أَخَافُ ظُلْمَ رَعِيَّتِي. اسْتَنْفَرْتُكُمْ لِلْجِهَادِ فَلَمْ تَنْفِرُوا، وَأَسْمَعْتُكُمْ فَلَمْ تَسْمَعُوا، وَدَعَوْتُكُمْ سِرّاً وَجَهْراً فَلَمْ تَسْتَجِيبُوا، وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَلَمْ تَقْبَلُوا. أَشُهُودٌ كَغُيَّابٍ، وَعَبِيدٌ كَأَرْبَابٍ! أَتْلُو عَلَيْكُمُ الْحِكَمَ فَتَنْفِرُونَ مِنْهَا، وَأَعِظُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ الْبَالِغَةِ فَتَتَفَرَّقُونَ عَنْهَا، وَأَحُثُّكُمْ عَلَى جِهَادِ أَهْلِ الْبَغْيِ فَمَا آتِي عَلَى آخِرِ قَوْلِي حَتَّى أَرَاكُمْ مُتَفَرِّقِينَ أَيَادِيَ سَبَا. تَرْجِعُونَ إِلَى مَجَالِسِكُمْ، وَتَتَخَادَعُونَ عَنْ مَوَاعِظِكُمْ، أُقَوِّمُكُمْ غُدْوَةً، وَتَرْجِعُونَ إِلَيَّ عَشِيَّةً، كَظَهْرِ الْحَنِيَّةِ (الحية)، عَجَزَ الْمُقَوِّمُ، وَأَعْضَلَ الْمُقَوَّمُ (۱)

أَيُّهَا الْقَوْمُ الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ، الْغَائِبَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمْ، الْمُخْتَلِفَةُ أَهْوَاؤُهُمْ، الْمُبْتَلَى بِهِمْ أُمَرَاؤُهُمْ. صَاحِبُكُمْ يُطِيعُ اللّٰهَ وَأَنْتُمْ تَعْصُونَهُ، وَصَاحِبُ أَهْلِ الشَّامِ يَعْصِي اللّٰهَ وَهُمْ يُطِيعُونَهُ. لَوَدِدْتُ وَاللّٰهِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ صَارَفَنِي بِكُمْ صَرْفَ الدِّينَارِ بِالدِّرْهَمِ، فَأَخَذَ مِنِّي عَشَرَةً مِنْكُمْ وَأَعْطَانِي رَجُلاً مِنْهُمْ!

يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ، مُنِيتُ مِنْكُمْ بِثَلاَثٍ وَاثْنَتَيْنِ (۲): صُمٌّ ذَوُو أَسْمَاعٍ، وَبُكْمٌ ذَوُو كَلاَمٍ، وَعُمْيٌ ذَوُو أَبْصَارٍ، لاَ أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ اللِّقَاءِ، وَلاَ إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ الْبَلاَءِ! تَرِبَتْ أَيْدِيكُمْ! يَا أَشْبَاهَ الْإِبِلِ غَابَ عَنْهَا رُعَاتُهَا! كُلَّمَا جُمِعَتْ مِنْ جَانِبٍ تَفَرَّقَتْ مِنْ آخَرَ، وَاللّٰهِ لَكَأَنِّي بِكُمْ

مرصاد - گھات
شجا - جو چیز حلق میں گلوگیر ہو جائے
مساغ الریق - لعاب دہن کی گذرگاہ
شہود - جمع شاہد - حاضر
غیّاب - جمع غائب
ایادی سبا - یمن عرب کا مورث اعلیٰ جس کے دس فرزند تھے۔ اور ہمیشہ چھ کو ایک طرف اور چار کو ایک طرف رکھا کرتا تھا لیکن وقت پڑنے پر ایک بھی کام نہ آیا۔
ظہر الحنیہ - کمان
اعضل - مشکل تر
تربت - فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائے

(۱) امیر المومنینؑ کی عظمت کردار اور آپ کی بلند ترین سیاست کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ آپ نے ایسے افراد کے درمیان زندگی گذاری ہے اور کوئی ایک شخص بھی ظلم کی شکایت نہ کر سکا اور نہ حقوق میں کوتاہی کی فریاد کر سکا بلکہ اس کے برعکس آپ ہی قوم کے ظلم کا شکوہ کرتے رہے اور رعایا کے ظلم و ستم کو برداشت کرتے رہے۔

(۲) آپ نے پانچ کے عدد کو تین اور دو کی شکل میں بیان کیا کہ ان میں تین اشیاء مثبت ہیں اور دو منفی اور دونوں کو ایک انداز سے بیان نہیں کیا جا سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۹۷ کتاب سلیم بن قیس الہلالی ص ۱۱، کافی کلینی ۲ ص ۲۳۶، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۳۰، حلیۃ الاولیاء ابو نعیم ۱ ص ۸۵، ارشاد مفید، المجالس مفید ص ۱۰۵، تذکرۃ الخواص ص ۱۳۰، تاریخ دمشق ابن عساکر، البیان والتبیین جاحظ ۲ ص ۱۶۱، انساب الاشراف بلاذری ۲، الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ ص ۲۶، المسترشد طبری امامی ص ۳۳، مشکوۃ الانوار طبرسی ص ۸۵، احتجاج طبرسی ص ۲۵۳

۹۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اپنے اصحاب اور اصحاب رسول اکرمؐ کا موازنہ کیا گیا ہے)

اگر پروردگار نے ظالم کو مہلت دے رکھی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اس کی گرفت سے باہر نکل گیا ہے۔ یقیناً وہ اس کی گزرگاہ اور اس کی گردن میں اچھو لگنے کی جگہ پر اس کی تاک میں ہے۔ قسم ہے اس مالک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یہ قوم شام تم پر غالب آجائے گی۔ نہ اس لئے کہ وہ تم سے زیادہ حقدار ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے امیر کے باطل کی فوراً اطاعت کر لیتے ہیں اور تم میرے حق میں ہمیشہ سستی سے کام لیتے ہو۔ تمام دنیا کی قومیں اپنے حکام کے ظلم سے خوفزدہ ہیں اور میں اپنی رعایا کے ظلم سے پریشان ہوں۔ میں نے تمھیں جہاد کے لئے آمادہ کیا مگر تم نہ اٹھے۔ موعظہ سنایا تو تم نے نہ سنا۔ علی الاعلان اور خفیہ طریقہ سے دعوت دی لیکن تم نے لبیک نہ کہی اور نصیحت بھی کی تو اسے قبول نہ کیا۔ تم ایسے حاضر ہو جیسے غائب اور ایسے اطاعت گذار ہو جیسے مالک۔ میں تمہارے سامنے حکمت آمیز باتیں کرتا ہوں اور تم بیزار ہو جاتے ہو۔ بہترین نصیحت کرتا ہوں اور تم بھاگ کھڑے ہوتے ہو۔ باغیوں سے جہاد پر آمادہ کرتا ہوں اور ابھی آخر کلام تک نہیں پہونچنے پاتا ہوں کہ تم سبا کی اولاد کی طرح منتشر ہو جاتے ہو۔ اپنی محفلوں کی طرف پلٹ جاتے ہو اور ایک دوسرے کے دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ میں صبح کے وقت تمھیں سیدھا کرتا ہوں اور تم شام کے وقت یوں پلٹ کر آتے ہو جیسے کمان۔ تمھیں سیدھا کرنے والا بھی عاجز آگیا اور تمہاری اصلاح بھی ناممکن ہو گئی (۱)۔

اے وہ قوم جس کے بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب۔ تمہارے خواہشات گوناگوں ہیں اور تمہارے حکام تمہاری بغاوت میں مبتلا ہیں۔ تمہارا امیر اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور شام کا حاکم اللہ کی معصیت کرتا ہے اور اس کی قوم اس کی اطاعت کرتی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ معاویہ مجھ سے درہم و دینار کا سودا کر لے کہ تم میں کے دس لے کر اپنا ایک دیدے۔

کوفہ والو! میں تمہاری وجہ سے تین طرح کی شخصیات اور دو طرح کی کیفیات سے دوچار ہوں (۲)۔ تم کان رکھنے والے بہرے۔ زبان رکھنے والے گونگے اور آنکھ رکھنے والے اندھے ہو۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ نہ میدان جنگ کے سچے جواں مرد ہو اور نہ مصیبتوں میں قابل اعتماد ساتھی۔ تمہارے ہاتھ خاک میں مل جائیں۔ تم ان اونٹوں جیسے ہو جن کے چرانے والے گم ہو جائیں کہ جب ایک طرف سے جمع کئے جائیں تو دوسری طرف سے منتشر ہو جائیں۔ خدا کی قسم۔ میں اپنے خیال کے مطابق تمھیں ایسا دیکھ رہا ہوں کہ

خدا گواہ ہے کہ قائد کی تمام تر نامدار صلاحیتیں بیکار ہو کر رہ جاتی ہیں جب قوم اطاعت کے راستے سے منحرف ہو جاتی ہے اور بغاوت پر آمادہ ہو جاتی ہے۔ انحراف بھی اگر جہالت کی بنا پر ہوتا ہے تو اس کی اصلاح کا امکان رہتا ہے۔ لیکن مال غنیمت اور رشوت کا بازار گرم ہو جائے اور دولت دین کی قیمت بننے لگے تو ایک صحیح اور صالح قائد کا فرض قیادت انجام دینا تقریباً ناممکن ہو کر رہ جاتا ہے اور اسے صبح و شام حالات کی فریاد ہی کرنا پڑتی ہے تاکہ قوم پر حجت تمام کر دے اور مالک کی بارگاہ میں اپنا عذر پیش کر دے۔

فِيِ إِغْفَالِكُمْ: أَنْ لَوْ حَمِسَ الْوَغَى، وَحَمِيَ الضِّرَابُ، قَدِ انْفَرَجْتُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ انْفِرَاجَ الْمَرْأَةِ عَنْ قُبُلِهَا. وَإِنِّي لَعَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي، وَمِنْهَاجٍ مِنْ نَبِيِّي، وَإِنِّي لَعَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ أَلْقُطُهُ لَقْطاً

اصحاب رسول اللّٰہ

انْظُرُوا أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فَالْزَمُوا سَمْتَهُمْ، وَاتَّبِعُوا أَثَرَهُمْ فَلَنْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ هُدًى، وَلَنْ يُعِيدُوكُمْ فِي رَدًى، فَإِنْ لَبَدُوا فَالْبُدُوا وَإِنْ نَهَضُوا فَانْهَضُوا، وَلَا تَسْبِقُوهُمْ فَتَضِلُّوا، وَلَا تَتَأَخَّرُوا عَنْهُمْ فَتَهْلِكُوا. لَقَدْ رَأَيْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَمَا أَرَى أَحَداً يُشْبِهُهُمْ مِنْكُمْ! لَقَدْ كَانُوا يُصْبِحُونَ شُعْثاً غُبْراً، وَقَدْ بَاتُوا سُجَّداً وَقِيَاماً، يُرَاوِحُونَ بَيْنَ جِبَاهِهِمْ وَخُدُودِهِمْ (خدودهم)، وَيَقِفُونَ عَلَى مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِكْرِ مَعَادِهِمْ! كَأَنَّ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ رُكَبَ الْمِعْزَى مِنْ طُولِ سُجُودِهِمْ! إِذَا ذُكِرَ اللهُ هَمَلَتْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى تَبُلَّ جُيُوبَهُمْ، وَمَادُوا كَمَا يَمِيدُ الشَّجَرُ يَوْمَ الرِّيحِ الْعَاصِفِ، خَوْفاً مِنَ الْعِقَابِ، وَرَجَاءً لِلثَّوَابِ!

۹۸

و من كلام له (عليه السلام)

يشير فيه الى ظلم بني أمية

وَاللهِ لَا يَزَالُونَ حَتَّى لَا يَدَعُوا لِلهِ مُحَرَّماً إِلَّا اسْتَحَلُّوهُ، وَلَا عَقْداً إِلَّا حَلُّوهُ، وَحَتَّى لَا يَبْقَى بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا دَخَلَهُ ظُلْمُهُمْ وَنَبَا بِهِ سُوءُ رَعْيِهِمْ (رعيتهم)، وَحَتَّى يَقُومَ الْبَاكِيَانِ يَبْكِيَانِ: بَاكٍ يَبْكِي لِدِينِهِ، وَبَاكٍ يَبْكِي (يشكى) لِدُنْيَاهُ؛ وَحَتَّى تَكُونَ نُصْرَةُ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِهِمْ كَنُصْرَةِ الْعَبْدِ مِنْ سَيِّدِهِ، إِذَا شَهِدَ أَطَاعَهُ، وَإِذَا غَابَ اغْتَابَهُ، وَحَتَّى يَكُونَ أَعْظَمَكُمْ فِيهَا عَنَاءً (غناء. عناء) أَحْسَنُكُمْ بِاللهِ ظَنّاً، فَإِنْ أَتَاكُمُ اللهُ بِعَافِيَةٍ فَاقْبَلُوا، وَإِنِ ابْتُلِيتُمْ فَاصْبِرُوا، فَإِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ.

...ال ۔ خیال کرتا ہوں
...س الوغی ۔ جنگ بھڑک اٹھے
...فرج المرأۃ ۔ یہ کام ولادت اور
خطرات کے وقت ہوتا ہے
...ط ۔ زمین سے چن کر اٹھالینا
...ت ۔ راستہ
...بد ۔ ٹھہر گیا
...شا ۔ جس کے بال پریشان ہوں
...بر ۔ جس کے سر پر غبار ہو
...اوحہ ۔ ایک کے بعد ایک عمل انجام دینا
...ب ۔ جمع رکبہ ۔ گھٹنے
...وا ۔ اضطراب کا شکار ہو گئے
...تحلال محرم ۔ حرام کو حلال بنالینا
...ت المدر ۔ اینٹ پتھر کے مکان
...ت الوبر ۔ خیمے
...با ۔ چھوڑ کر دور چلا جانا

(۱) اس مقام پر امام علیہ السلام نے ...صحاب اور اہلبیتؑ دونوں کا تذکرہ ...یا ہے لیکن اصحاب کے تذکرہ میں ...کے حسن عمل اور خوبی کردار کا ذکر ...یا ہے اور اہلبیتؑ کے تذکرہ میں ...نھیں ہادی اور رہنما کی شکل میں ...ش کیا ہے ۔ گویا اہلبیتؑ کا کام امت ...و ہدایت دینا ہے اور اصحاب کا کام ...س راہ ہدایت پر چلنا ہے تاکہ قابل ...ا وصفت قرار پا جائیں !

...مصادر خطبہ نمبر۹۷ الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ا ص۱۵۱ ، تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی ص۱۳۳ ، ارشاد مفید ص۱۵۱ ، بحار الانوار مجلسی باب الفتن...

جنگ تیز ہوگئی اور میدان کارزار گرم ہوگیا تو تم فرزند ابوطالب سے اس بے شرمی کے ساتھ الگ ہو جاؤ گے جس طرح کوئی عورت برہنہ ہو جاتی ہے۔ لیکن بہر حال میں اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل روشن رکھتا ہوں اور پیغمبرؐ کے راستہ پر چل رہا ہوں یہ راستہ بالکل روشن ہے جسے میں باطل کے اندھیروں میں بھی ڈھونڈھ لیتا ہوں۔

(اصحاب رسول اکرمؐ) دیکھو۔ اہلبیتؑ پیغمبرؐ پر نگاہ رکھو اور انھیں کے راستہ کو اختیار کرو۔ انھیں کے نقش قدم پر چلتے رہو کہ وہ نہ تمھیں ہدایت سے باہر لے جائیں گے اور نہ ہلاکت میں پلٹ کر جانے دیں گے۔ وہ ٹھہر جائیں تو ٹھہر جاؤ اور اٹھ کھڑے ہوں تو کھڑے ہو جاؤ۔ خبردار ان سے آگے نہ نکل جانا کہ گمراہ ہو جاؤ اور پیچھے بھی نہ رہ جانا کہ ہلاک ہو جاؤ۔ میں نے اصحاب پیغمبرؐ کا دور بھی دیکھا ہے مگر افسوس تم میں کا ایک بھی ان کا جیسا نہیں ہے (۱)۔ وہ صبح کے وقت اس طرح اٹھتے تھے کہ بال الجھے ہوئے، سر پر خاک پڑی ہوئی جب کہ رات سجدہ اور قیام میں گذار چکے ہوتے تھے اور کبھی پیشانی خاک پر رکھتے تھے اور کبھی رخسار۔ قیامت کی یاد میں گویا انگاروں پر کھڑے رہتے تھے اور ان کی پیشانیوں پر سجدوں کی وجہ سے بکری کے گھٹنے جیسے گھٹے ہوتے تھے۔ ان کے سامنے خدا کا ذکر آتا تھا تو آنسو اس طرح برس پڑتے تھے کہ گریبان تک تر ہو جاتا تھا اور ان کا جسم عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں اس طرح لرزتا تھا جس طرح سخت ترین آندھی کے دن کوئی درخت۔

۹۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں بنی امیہ کے مظالم کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)

خدا کی قسم یہ یوں ہی ظلم کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کوئی حرام نہ بچے گا جسے حلال نہ بنالیں اور کوئی عہد و پیمان نہ بچے گا جسے توڑ نہ دیں اور کوئی مکان یا خیمہ باقی نہ رہے گا جس میں ان کا ظلم داخل نہ ہو جائے اور ان کا بدترین برتاؤ انھیں ترک وطن پر آمادہ نہ کردے اور دونوں طرح کے لوگ رونے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ دنیا دار اپنی دنیا کے لئے روئے اور دیندار اپنے دین کی تباہی پر آنسو بہائے۔ اور تم میں ایک کا دوسرے سے مدد طلب کرنا اسی طرح ہو جس طرح کہ غلام آقا سے مدد طلب کرے کہ سامنے آجائے تو اطاعت کرے اور غائب ہو جائے تو غیبت کرے۔ اور تم میں سب سے زیادہ مصیبت زدہ وہ ہو جو خدا پر سب سے زیادہ اعتماد رکھنے والا ہو لہٰذا اگر خدا تمھیں عافیت دے تو اسے قبول کرلو۔ اور اگر تمھارا امتحان لیا جائے تو صبر کرو کہ انجام کار بہر حال صاحبان تقویٰ (۱) کے لئے ہے۔!

(۱) دنیا کے ہر ظلم کے مقابلہ میں صاحبان ایمان و کردار کے لئے یہی بشارت کافی ہے کہ انجام کار صاحبان تقویٰ کے ہاتھ میں ہے اور اس دنیا کی انتہا فساد اور تباہ کاری پر ہونے والی نہیں ہے بلکہ اسے ایک نہ ایک دن بہر حال عدل و انصاف سے معمور ہونا ہے۔ اس دن ہر ظالم کو اس کے ظلم کا اندازہ ہو جائے گا اور ہر مظلوم کو اس کے صبر کا پھل مل جائے گا۔ مالک کائنات کی یہ بشارت نہ ہوتی تو صاحبان ایمان کے حوصلے پست ہو جاتے اور انھیں حالات زمانہ مایوسی کا شکار بنا دیتے لیکن اس بشارت نے ہمیشہ ان کے حوصلوں کو بلند رکھا ہے اور اسی کی بنیاد پر وہ ہر دور میں ہر ظلم سے ٹکرانے کا حوصلہ رکھتے رہے ہیں۔

۹۹

و من خطبة له (ع)

في التزهيد من الدنيا

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا كَانَ، وَنَسْتَعِينُهُ مِنْ أَمْرِنَا عَلَى مَا يَكُونُ، وَنَسْأَلُهُ الْمُعَافَاةَ فِي الْأَدْيَانِ، كَمَا نَسْأَلُهُ الْمُعَافَاةَ فِي الْأَبْدَانِ.

عِبَادَ اللّٰهِ أُوصِيكُمْ بِالرَّفْضِ لِهٰذِهِ الدُّنْيَا التَّارِكَةِ لَكُمْ وَإِنْ لَمْ تُحِبُّوا تَرْكَهَا، وَالْمُبْلِيَةِ لِأَجْسَامِكُمْ (اجسادكم) وَإِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ تَجْدِيدَهَا. فَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُهَا كَسَفْرٍ سَلَكُوا سَبِيلاً فَكَأَنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوهُ، وَأَمُّوا عَلَماً فَكَأَنَّهُمْ قَدْ بَلَغُوهُ. وَكَمْ عَسَى الْمُجْرِي إِلَى الْغَايَةِ أَنْ يَجْرِيَ إِلَيْهَا حَتَّى يَبْلُغَهَا! وَمَا عَسَى أَنْ يَكُونَ بَقَاءُ مَنْ لَهُ يَوْمٌ لَا يَعْدُوهُ، وَطَالِبٌ حَثِيثٌ مِنَ الْمَوْتِ يَحْدُوهُ، وَمُزْعِجٌ فِي الدُّنْيَا حَتَّى يُفَارِقَهَا رَغْماً! فَلَا تَنَافَسُوا فِي عِزِّ الدُّنْيَا وَفَخْرِهَا، وَلَا تَعْجَبُوا بِزِينَتِهَا وَنَعِيمِهَا، وَلَا تَجْزَعُوا مِنْ ضَرَّائِهَا وَبُؤْسِهَا، فَإِنَّ عِزَّهَا وَفَخْرَهَا إِلَى انْقِطَاعٍ، وَإِنَّ زِينَتَهَا وَنَعِيمَهَا إِلَى زَوَالٍ، وَضَرَّاءَهَا وَبُؤْسَهَا إِلَى نَفَادٍ (نفاذ)، وَكُلُّ مُدَّةٍ فِيهَا إِلَى انْتِهَاءٍ، وَكُلُّ حَيٍّ فِيهَا إِلَى فَنَاءٍ. أَوَلَيْسَ لَكُمْ فِي آثَارِ الْأَوَّلِينَ مُزْدَجَرٌ، وَفِي آبَائِكُمُ الْمَاضِينَ تَبْصِرَةٌ وَمُعْتَبَرٌ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ! أَوَلَمْ تَرَوْا إِلَى الْمَاضِينَ مِنْكُمْ لَا يَرْجِعُونَ، وَإِلَى الْخَلَفِ الْبَاقِينَ لَا يَبْقَوْنَ! أَوَلَسْتُمْ تَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْيَا يُصْبِحُونَ وَيُمْسُونَ عَلَى أَحْوَالٍ شَتَّى: فَمَيِّتٌ يُبْكَى، وَآخَرُ يُعَزَّى، وَصَرِيعٌ مُبْتَلًى، وَعَائِدٌ يَعُودُ، وَآخَرُ بِنَفْسِهِ يَجُودُ، وَطَالِبٌ لِلدُّنْيَا وَالْمَوْتُ يَطْلُبُهُ، وَغَافِلٌ وَلَيْسَ بِمَغْفُولٍ عَنْهُ؛ وَعَلَى أَثَرِ الْمَاضِي (الماضين) مَا يَمْضِي الْبَاقِي!

أَلَا فَاذْكُرُوا هَاذِمَ اللَّذَّاتِ، وَمُنَغِّصَ الشَّهَوَاتِ، وَقَاطِعَ الْأُمْنِيَاتِ، عِنْدَ الْمُسَاوَرَةِ (المساورة) لِلْأَعْمَالِ الْقَبِيحَةِ؛ وَاسْتَعِينُوا اللّٰهَ عَلَى أَدَاءِ وَاجِبِ حَقِّهِ، وَمَا لَا يُحْصَى مِنْ أَعْدَادِ نِعَمِهِ وَإِحْسَانِهِ.

سفر - مسافروں کی جماعت
امّوا - قصد کیا
المجری الی غایۃ - ایک خاص مقصد تک دوڑنے والا
یحدوہ - ہنکا کر لے جانے والا
نفاد - فنا
مزدجر - رک جانا
یجود - جان قربان کر دینا
مساورہ - ارتکاب
حثیث - تیز رفتار
صریع - ہلاک
ہاذم - قاطع

(۱) ان کلمات کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ انسان دنیا سے کنارہ کش ہو کر پہاڑوں کی چوٹیوں یا صحراؤں میں آباد ہو جائے اور نہ اس کا مقصد انسان کی زندگی کو معطل اور مشلول بنا دینا ہے - بلکہ درحقیقت یہ کلمات انسان میں تازہ روح عمل پھونکنے کے مرادف ہیں کہ انسان دنیا کی حقیقت کو پہچان لے اور اس کے دھوکہ میں نہ آئے - عمل کرے لیکن دنیا کو میدان عمل سمجھ کر مقصد عمل سمجھ کر نہیں - اور مال حاصل کرے لیکن اس سے استفادہ کرنے کے لئے - اسے خزانوں کی زینت بنانے کے لئے نہیں - کہ آخرت میں ایک وبال کی شکل اختیار کر لے -

مصادر خطبہ ۹۹ معانی الاخبار صدوق ص۱۹۳، من لا یحضرہ الفقیہ صدوق ۱ ص۱۵۱، امالی طوسی ۲ ص۱۰۶، مشکوٰۃ الانوار طبرسی ص۲۷۰

۹۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا سے کنارہ کشی کی دعوت دی گئی ہے)

خدا کی حمد ہے اس پر جو ہو چکا اور اس کی امداد کا تقاضا ہے ان حالات پر جو سامنے آنے والے ہیں۔ ہم اس سے دین کی سلامتی کا تقاضا اسی طرح کرتے ہیں جس طرح بدن کی صحت و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ اس دنیا کو چھوڑ دو (۱) جو تمھیں بہرحال چھوڑنے والی ہے چاہے تم اس کی جدائی کو پسند نہ کرو۔ وہ تمھارے جسم کو بہرحال بوسیدہ کر دے گی تم لاکھ اس کی تازگی کی خواہش کرو۔ تمھاری اور اس کی مثال ان مسافروں جیسی ہے جو کسی راستہ پر چلے اور گویا کہ منزل تک پہونچ گئے۔ کسی نشانِ راہ کا ارادہ کیا اور گویا کہ اسے حاصل کر لیا اور کتنا تھوڑا وقفہ ہوتا ہے اس گھوڑا دوڑانے والے کے لئے جو دوڑتے ہی مقصد تک پہونچ جائے۔ اس شخص کی بقا ہی کیا ہے جس کا ایک دن مقرر ہو جس سے آگے نہ بڑھ سکے اور پھر موت تیز رفتاری سے اسے ہنکا کر لے جا رہی ہو یہاں تک کہ بادلِ ناخواستہ دنیا کو چھوڑ دے۔ خبردار دنیا کی عزت اور اس کی سربلندی میں مقابلہ نہ کرنا اور اس کی زینت و نعمت کو پسند نہ کرنا اور اس کی دشواری اور پریشانی سے رنجیدہ نہ ہونا کہ اس کی عزت و سربلندی ختم ہو جانے والی ہے اور اس کی زینت و نعمت کو زوال آجانے والا ہے اور اس کی تنگی اور سختی بہرحال ختم ہو جانے والی ہے۔ یہاں ہر مدت کی ایک انتہا ہے اور ہر زندہ کے لئے فنا ہے۔ کیا تمھارے لئے گذشتہ لوگوں کے آثار میں سامانِ تنبیہ نہیں ہے؟ اور کیا آباء و اجداد کی داستانوں میں بصیرت و عبرت نہیں ہے؟ اگر تمھارے پاس عقل ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا ہے کہ جانے والے پلٹ کر نہیں آتے ہیں اور بعد میں آنے والے رہ نہیں جاتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ اہلِ دنیا مختلف حالات میں صبح و شام کرتے ہیں۔ کوئی مردہ ہے جس پر گریہ ہو رہا ہے اور کوئی زندہ ہے تو اسے پرسہ دیا جا رہا ہے۔ ایک بستر پر پڑا ہوا ہے تو ایک اس کی عیادت کر رہا ہے اور ایک اپنی جان سے جا رہا ہے۔ کوئی دنیا تلاش کر رہا ہے تو موت اسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی غفلت میں پڑا ہوا ہے تو زمانہ اس سے غافل نہیں ہے اور اسی طرح جانے والوں کے نقشِ قدم پر رہ جانے والے چلے جا رہے ہیں۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ابھی موقع ہے اسے یاد کرو جو لذتوں کو فنا کر دینے والی، خواہشات کو مکدر کر دینے والی اور امیدوں کو قطع کر دینے والی ہے۔ ایسے اوقات میں جب برے اعمال کا ارتکاب کر رہے ہو اور اللہ سے مدد مانگو کہ اس کے واجب حق کو ادا کر دو اور ان نعمتوں کا شکریہ ادا کر سکو جن کا شمار کرنا ناممکن ہے۔

---

(۱) خدا جانتا ہے کہ زندگی کی اس سے حسین تر تعبیر نہیں ہو سکتی ہے کہ انسان زندگی کے پروگرام بناتا ہی رہ جاتا ہے اور موت سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑے نے دم بھرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ منزل قدموں میں آگئی اور سارے حوصلے دھرے رہ گئے۔ ظاہر ہے کہ اس زندگی کی کیا حقیقت ہے کہ جس کی میعاد معین ہے اور وہ بھی زیادہ طویل نہیں ہے اور بہرحال میں پوری ہو جانے والی ہے چاہے انسان متوجہ ہو یا غافل۔ اور چاہے اسے پسند کرے یا ناپسند۔

۱۰۰

و من خطبة له ﴿؏﴾

في رسول الله و أهل بيته

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ النَّاشِرِ فِي الْخَلْقِ فَضْلَهُ، وَ الْبَاسِطِ فِيهِمْ بِالْجُودِ يَدَهُ، نَحْمَدُهُ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ، وَ نَسْتَعِينُهُ عَلَىٰ رِعَايَةِ حُقُوقِهِ، وَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ أَرْسَلَهُ بِأَمْرِهِ صَادِعاً (نَاطِقاً) وَ بِذِكْرِهِ نَاطِقاً (قَاطِعاً). فَأَدَّىٰ أَمِيناً، وَ مَضَىٰ رَشِيداً، وَ خَلَّفَ فِينَا رَايَةَ الْحَقِّ، مَنْ تَقَدَّمَهَا مَرَقَ، وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زَهَقَ، وَ مَنْ لَزِمَهَا لَحِقَ. دَلِيلُهَا مَكِيثُ الْكَلَامِ، بَطِيءُ الْقِيَامِ، سَرِيعٌ إِذَا قَامَ، فَإِذَا أَنْتُمْ أَلَنْتُمْ لَهُ رِقَابَكُمْ، وَ أَشَرْتُمْ إِلَيْهِ بِأَصَابِعِكُمْ، جَاءَهُ الْمَوْتُ فَذَهَبَ بِهِ، فَلَبِثْتُمْ بَعْدَهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ حَتَّىٰ يُطْلِعَ اللّٰهُ لَكُمْ مَنْ يَجْمَعُكُمْ وَ يَضُمُّ نَشْرَكُمْ، فَلَا تَطْمَعُوا (تطعنوا) فِي غَيْرِ (عين) مُقْبِلٍ، وَ لَا تَيْأَسُوا مِنْ مُدْبِرٍ، فَإِنَّ الْمُدْبِرَ عَسَىٰ أَنْ تَزِلَّ بِهِ إِحْدَىٰ قَائِمَتَيْهِ (قدميه)، وَ تَثْبُتَ الْأُخْرَىٰ، فَتَرْجِعَا حَتَّىٰ تَثْبُتَا جَمِيعاً.

أَلَا إِنَّ مَثَلَ آلِ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، كَمَثَلِ نُجُومِ السَّمَاءِ: إِذَا خَوَىٰ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ، فَكَأَنَّكُمْ قَدْ تَكَامَلَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيكُمُ الصَّنَائِعُ، وَ أَرَاكُمْ (اتاكم) مَا كُنْتُمْ تَأْمُلُونَ.

۱۰۱

و من خطبة له ﴿؏﴾

و هي احدى الخطب المشتملة على الملاحم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْأَوَّلِ قَبْلَ كُلِّ أَوَّلٍ، وَ الْآخِرِ بَعْدَ كُلِّ آخِرٍ، وَ بِأَوَّلِيَّتِهِ وَجَبَ أَنْ لَا أَوَّلَ لَهُ، وَ بِآخِرِيَّتِهِ وَجَبَ أَنْ لَا آخِرَ لَهُ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ شَهَادَةً يُوَافِقُ فِيهَا السِّرُّ الْإِعْلَانَ، وَ الْقَلْبُ اللِّسَانَ.

مارق - باطل کی دیواروں کو توڑنے والا

ہ - دین سے نکل گیا

ق - ہلاک ہو گیا

مکیث - بات میں جلدی نہ کرنے والا

بطی القیام - سمجھ بوجھ کر اقدام کرنے والا

یضم نشرکم - متفرقات کو جمع کرے گا

مقبل - کسی امر کی طرف رخ کرنے والا

مدبر - بظاہر ناکام ہو جانے والا

قائمتاہ - دونوں پیر

خوی - غائب ہو گیا

صنائع - نعمتیں

① ہم شکر خدا بھی کرتے ہیں اور اس سے مدد بھی مانگتے ہیں لیکن ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہمارا شکر صرف نعمتوں پر ہوتا ہے اس کے علاوہ شکر کا جذبہ بیدار نہیں ہوتا ہے اور اسی طرح ہماری استعانت کا تعلق مال، دولت، شہرت، عزت، جاہ و منصب اور حکومت و اقتدار سے ہوتا ہے لیکن مولائے کائنات نے ان دونوں امور کے لئے ایک الگ نظام پیش کیا ہے۔ شکر خدا کرو تو ہر حال میں صرف نعمتوں میں نہیں اور مدد مانگو تو اس کے حقوق کو ادا کرنے کے لئے۔ صرف دولت کی فراوانی کے لئے نہیں۔!

مصادر خطبہ ۱۰۰ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۷ ص ۱۹۳

مصادر خطبہ ۱۰۱ تاریخ طبری ۶ ص ۳۰، نہایہ ابن اثیر باب با، امالی صدوق، غرر الحکم آمدی ص ۳۲۹، معدن الجواہر کراجکی ص ۲۲۶، محاسن بیہقی ص ۱، جمہرۃ الامیر ان جاحظ ۲ ص ۹۰

۱۰۰ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ اور آپ کے اہلبیتؑ کے بارے میں)

شکر ہے اس خدا کا جو اپنے فضل و کرم کا دامن پھیلائے ہوئے ہے اور اپنے جود و عطا کا ہاتھ بڑھائے ہوئے ہے۔ ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس کے تمام معاملات میں اور اس کی مدد چاہتے ہیں خود اس کے حقوق کا خیال رکھنے کے لئے ہم شہادت دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں جنھیں اس نے اپنے امر کے اظہار اور اپنے ذکر کے بیان کے لئے بھیجا تو انھوں نے نہایت امانتداری کے ساتھ اس کے پیغام کو پہونچا دیا اور راہ راست پر اس دنیا سے گذر گئے اور ہمارے درمیان ایک ایسا پرچم حق چھوڑ گئے کہ جو اس سے آگے بڑھ جائے وہ دین سے نکل گیا اور جو پیچھے رہ جائے وہ ہلاک ہو گیا اور جو اس سے وابستہ رہے وہ حق کے ساتھ رہا۔ اس کی طرف رہنمائی کرنے والا وہ ہے جو بات ٹھہر کر کرتا ہے اور قیام اطمینان سے کرتا ہے لیکن قیام کے بعد پھر تیزی سے کام کرتا ہے۔ دیکھو جب تم اس کے لئے اپنی گردنوں کو جھکا دو گے اور ہر مسئلہ میں اس کی طرف اشارہ کرنے لگو گے تو اسے موت آجائے گی اور اسے لے کر چلی جائے گی۔ پھر جب تک خدا چاہے گا تمھیں اسی حال میں رہنا پڑے گا یہاں تک کہ وہ اس شخص کو منظر عام پر لے آئے، جو تمھیں ایک مقام پر جمع کر دے اور تمھارے انتشار کو دور کر دے۔ تو دیکھو جو آنے والا ہے اس کے علاوہ کسی کی طمع نہ کرو اور جو جا رہا ہے اس سے مایوس نہ ہو جاؤ، ہو سکتا ہے کہ جانے والے کا ایک قدم اکھڑ جائے تو دوسرا جما رہے اور پھر ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ دونوں قدم جم جائیں۔

دیکھو آل محمدؐ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ جب ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا نکل آتا ہے۔ تو گویا اللہ کی نعمتیں تم پر تمام ہو گئی ہیں اور اس نے تمھیں وہ سب کچھ دکھلا دیا ہے جس کی تم آس لگائے بیٹھے تھے۔

۱۰۱ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جو ان خطبوں میں سے ہے جن میں حوادث زمانہ کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اول کے لئے ہے جو ہر ایک سے پہلے ہے اور اس آخر کے لئے ہے جو ہر ایک کے بعد ہے۔ اس کی اولیت کا تقاضا ہے کہ اس کا اول نہ ہو اور اس کی آخریت کا تقاضا ہے کہ اس کا کوئی آخر نہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور اس گواہی میں میرا باطن ظاہر کے مطابق ہے اور میری زبان دل سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔

---

(۱) اس سے مراد خود حضرتؑ کی ذات گرامی ہے جسے حق کا محور و مرکز بنایا گیا ہے اور جس کے بارے میں رسول اکرمؐ کی دعا ہے کہ مالک حق کو ادھر پھیر دے جدھر جدھر علیؑ مڑ رہے ہوں (صحیح ترمذی) اور بعد کے فقرات میں آل محمدؐ کے دیگر افراد کی طرف اشارہ ہے جن میں مستقبل قریب میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کا دور تھا جن کی طرف اہل دنیا نے رجوع کیا اور ان کی سیاسی عظمت کا بھی احساس کیا۔ اور مستقبل بعید میں امام مہدیؑ کا دور ہے جن کے ہاتھوں امت کا انتشار دور ہو گا اور اسلام پلٹ کر اپنے مرکز پر آجائے گا۔ ظلم و جور کا خاتمہ ہو گا اور عدل و انصاف کا نظام قائم ہو جائے گا۔

أَيُّهَا النَّاسُ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِي، وَلَا يَسْتَهْوِيَنَّكُمْ عِصْيَانِي، وَلَا تَتَرَامَوْا بِالْأَبْصَارِ عِنْدَ مَا تَسْمَعُونَهُ مِنِّي. فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، إِنَّ الَّذِي أُنَبِّئُكُمْ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، مَا كَذَبَ الْمُبَلِّغُ، وَلَا جَهِلَ السَّامِعُ. لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى ضِلِّيلٍ قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ، وَفَحَصَ بِرَايَاتِهِ فِي ضَوَاحِي كُوفَانَ. فَإِذَا فَغَرَتْ فَاغِرَتُهُ، وَاشْتَدَّتْ شَكِيمَتُهُ، وَثَقُلَتْ فِي الْأَرْضِ وَطْأَتُهُ، عَضَّتِ الْفِتْنَةُ أَبْنَاءَهَا بِأَنْيَابِهَا، وَمَاجَتِ الْحَرْبُ بِأَمْوَاجِهَا، وَبَدَا مِنَ الْأَيَّامِ كُلُوحُهَا، وَمِنَ اللَّيَالِي كُدُوحُهَا. فَإِذَا أَيْنَعَ زَرْعُهُ، وَقَامَ عَلَى يَنْعِهَا سَاقُهُ، وَهَدَرَتْ شَقَاشِقُهُ، وَبَرَقَتْ بَوَارِقُهُ، عُقِدَتْ رَايَاتُ الْفِتَنِ الْمُعْضِلَةِ، وَأَقْبَلْنَ كَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، وَالْبَحْرِ الْمُلْتَطِمِ. هَذَا، وَكَمْ يَخْرِقُ الْكُوفَةَ مِنْ قَاصِفٍ، وَيَمُرُّ عَلَيْهَا مِنْ عَاصِفٍ! وَعَنْ قَلِيلٍ تَلْتَفُّ الْقُرُونُ بِالْقُرُونِ، وَيُحْصَدُ الْقَائِمُ، وَيُحْطَمُ الْمَحْصُودُ!

۱۰۲

و من خطبة له (ع)

تجري هذا المجرى

و فيها ذكر يوم القيامة و أحوال الناس المقبلة

يوم القيامة

وَذَلِكَ يَوْمٌ يَجْمَعُ اللهُ فِيهِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ لِنِقَاشِ الْحِسَابِ وَجَزَاءِ الْأَعْمَالِ، خُضُوعاً، قِيَاماً، قَدْ أَلْجَمَهُمُ الْعَرَقُ، وَرَجَفَتْ بِهِمُ الْأَرْضُ، فَأَحْسَنُهُمْ حَالاً مَنْ وَجَدَ لِقَدَمَيْهِ مَوْضِعاً، وَلِنَفْسِهِ مُتَّسَعاً.

لا یجرمنکم - آمادہ کردے
شقاق - میری مخالفت
لا یستہوینکم - سرگرداں نہ بنادے
لاتترامَوا - ایک دوسرے کی طرف اشاروں سے دیکھنا
فلق الحبۃ - دانہ کو شگافتہ کیا
برأ النسمۃ - روح کو خلق دیا
ضلّیل - بے حد گمراہ
نعیق - چرواہے کی آواز
فحص برایاتہ - پرچم نصب کردے
کوفان - کوفہ
فغر - کھول دیا
فاغرہ - منہ
شکیمہ - لجام کا دہانہ
کلوح الایام - سخت روزگار
کدوح اللیالی - راتوں کے زخم
ینع - پختہ خوشہ
شقاشق - جمع شقشقہ - اونٹ کے منہ سے نکلنے والا لوتھڑہ
بوارق - نیزہ و شمشیر
قاصف - تند آندھی
عاصف - تیز ہوا
تلتف القرون - لیڈروں کا ٹکراؤ
یحصد القائم - کھڑی کھیتی کا کٹ جانا
یحطم المحصود - کٹے کھیت کا تباہ ہونا
نقاش الحساب - مکمل جانچ پڑتال
الجمھم العرق - پسینہ کا منہ تک آجانا
رجفت بھم الارض - زمین کا لرز جانا

مصادر خطبہ ۱۰۲ الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۵۳، تحف العقول ص ۱۳۱، فروع الکافی ۳ ص ۳۱، المجالس مفید ص ۹۸، امالی طوسی ۱ ص ۱۹۰

ایہا الناس! خبردار میری مخالفت کی غلطی نہ کرنا اور میری نافرمانی کرکے حیران و سرگرداں نہ ہو جاؤ اور میری بات سنتے وقت ایک دوسرے کو اشارے نہ کرو کہ اس پروردگار کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور نفوس کو ایجاد کیا ہے کہ میں جو کچھ خبر دے رہا ہوں وہ رسول اکرم کی طرف سے ہے جہاں نہ پہونچانے والا غلط گو تھا اور نہ سننے والا جاہل تھا اور گویا کہ میں اس بدترین گمراہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جس نے شام میں للکارا اور کوفہ کے اطراف میں اپنے جھنڈے گاڑ دیئے اور اس کے بعد جب اس کا دہانہ کھل گیا اور اس کی لگام کا دہانہ مضبوط ہوگیا اور زمین میں اس کی پامالیاں سخت تر ہوگئیں تو فتنے ابنائے زمانہ کو اپنے دانتوں سے کاٹنے لگے اور جنگوں نے اپنے تھپیڑوں کی لپیٹ میں لے لیا اور دنوں کی سختیاں اور راتوں کی جراحتیں منظر عام پر آگئیں اور پھر جب اس کی کھیتی تیار ہوکر اپنے پیروں پر کھڑی ہوگئی اور اس کی سرمستیاں اپنا جوش دکھلانے لگیں اور تلواریں چمکنے لگیں تو سخت ترین فتنوں کے جھنڈے گاڑ دیئے گئے اور وہ تاریک رات اور تلاطم خیز سمندر کی طرح منظر عام پر آگئے۔ اور کوفہ کو اس کے علاوہ بھی کتنی ہی آندھیاں پارہ پارہ کرنے والی ہیں اور اس پر سے کتنے ہی جھکڑ گذرنے والے ہیں اور عنقریب وہاں جماعتیں جماعتوں سے گتھنے والی ہیں اور کھڑی کھیتیاں کاٹی جانے والی ہیں اور کٹے ہوئے ماحصل کو بھی تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔

۱۰۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں قیامت اور اس میں لوگوں کے حالات کا ذکر کیا گیا ہے)

وہ دن وہ ہوگا جب پروردگار اولین و آخرین کو دقیق ترین حساب اور اعمال کی جزا کے لئے اس طرح جمع کرے گا کہ سب خضوع و خشوع کے عالم میں کھڑے ہوں گے۔ پسینہ ان کے دہن تک پہونچا ہوگا اور زمین لرز رہی ہوگی۔ بہترین حال اس کا ہوگا جو اپنے قدم جمانے کی جگہ حاصل کرلے گا اور جسے سانس لینے کا موقع مل جائے گا۔

؎ رسول اکرم کے دور میں عبداللہ بن ابی اور مولائے کائنات کے دور میں اشعث بن قیس جیسے افراد ہمیشہ رہے ہیں جو بظاہر صاحبان ایمان کی صفوں میں رہتے ہیں لیکن ان کا کام باتوں کا مذاق اڑانا، انھیں مشتبہ بنا دینا اور قوم میں انتشار پیدا کردینے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے چاہا کہ اپنی خبروں کے مصدر و ماخذ کی طرف اشارہ کردیں تاکہ جاہلوں کو شبہ پیدا کرنے کا موقع نہ ملے اور آپ اس حقیقت کو بھی واضح کرسکیں کہ میرے بیان میں شبہ درحقیقت رسول اکرم کی صداقت میں شبہ ہے جو کفار و مشرکین کو بھی نہ ہوسکا تو منافقین کے لئے اس کا جواز کس طرح پیدا ہوسکتا ہے؟

اس کے بعد آپ نے اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ اگر باقی لوگ یہ کام نہیں کرسکتے ہیں تو اس کا تعلق ان کی جہالت سے ہے رسالت کے بعد بخل فیاض سے نہیں ہے۔ اس نے تو ہر ایک کو تعلیم دینا چاہا تھا لیکن بے صلاحیت افراد اس فیض سے محروم رہ گئے تو کریم کا کیا قصور ہے۔

ما هو مقبل على الناس

ومنها: فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، لاَ تَقُومُ لَهَا قَائِمَةٌ، وَلاَ تُرَدُّ لَهَا رَايَةٌ، تَأْتِيكُمْ مَزْمُومَةً مَرْحُولَةً: يَحْفِزُهَا قَائِدُهَا، وَيَجْهَدُهَا رَاكِبُهَا، أَهْلُهَا قَوْمٌ[1] شَدِيدٌ كَلَبُهُمْ، قَلِيلٌ سَلَبُهُمْ، يُجَاهِدُهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ قَوْمٌ أَذِلَّةٌ عِنْدَ الْمُتَكَبِّرِينَ، فِي الْأَرْضِ مَجْهُولُونَ، وَفِي السَّمَاءِ مَعْرُوفُونَ. فَوَيْلٌ لَكِ يَا بَصْرَةُ عِنْدَ ذلِكِ، مِنْ جَيْشٍ مِنْ نِقَمِ اللهِ لاَ رَهَجَ لَهُ، وَلاَ حَسَّ، وَسَيُبْتَلَى أَهْلُكِ بِالْمَوْتِ الْأَحْمَرِ، وَالْجُوعِ الْأَغْبَرِ!

١٠٣

و من خطبة له (ع)

في التزهيد في الدنيا

أَيُّهَا النَّاسُ، انْظُرُوا إِلَى الدُّنْيَا نَظَرَ الزَّاهِدِينَ فِيهَا، الصَّادِفِينَ (معرضين) عَنْهَا؛ فَإِنَّهَا وَاللهِ عَمَّا قَلِيلٍ تُزِيلُ الثَّاوِيَ السَّاكِنَ، وَتَفْجَعُ الْمُتْرَفَ الْآمِنَ؛ لاَ يَرْجِعُ مَا تَوَلَّى مِنْهَا فَأَدْبَرَ، وَلاَ يُدْرَى مَا هُوَ آتٍ مِنْهَا فَيُنْتَظَرَ. سُرُورُهَا مَشُوبٌ (مشرب) بِالْحُزْنِ، وَجَلَدُ الرِّجَالِ فِيهَا إِلَى الضَّعْفِ وَالْوَهْنِ، فَلاَ يَغُرَّنَّكُمْ كَثْرَةُ مَا يُعْجِبُكُمْ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا.

رَحِمَ اللهُ امْرَأً تَفَكَّرَ فَاعْتَبَرَ، وَاعْتَبَرَ فَأَبْصَرَ (فبصر). فَكَأَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الدُّنْيَا عَنْ قَلِيلٍ لَمْ يَكُنْ، وَكَأَنَّ مَا هُوَ كَائِنٌ مِنَ الْآخِرَةِ عَمَّا قَلِيلٍ لَمْ يَزَلْ، وَكُلُّ مَعْدُودٍ مُنْقَضٍ، وَكُلُّ مُتَوَقَّعٍ آتٍ، وَكُلُّ آتٍ قَرِيبٌ دَانٍ.

صفة العالم

ومنها: الْعَالِمُ مَنْ عَرَفَ قَدْرَهُ، وَكَفَى بِالْمَرْءِ جَهْلاً أَلاَّ يَعْرِفَ قَدْرَهُ؛ وَإِنَّ مِنْ أَبْغَضِ الرِّجَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى لَعَبْداً وَكَلَهُ اللهُ إِلَى نَفْسِهِ، جَائِراً عَنْ قَصْدِ السَّبِيلِ، سَائِراً بِغَيْرِ دَلِيلٍ، إِنْ دُعِيَ إِلَى

قطع - جمع قطع - ظلمت - ٹکڑے
مزموم مرحول - لگام اور سامان سے تیار
حفز - ہنکانا
یجہدہا - طاقت سے زیادہ زور ڈالنا
کلب - شدید اذیت
سلب - مقتول کا سامان و لباس
رہج - غبار
حس - آواز
جوع الاغبر - قحط
صادفین - اعراض کرنے والے
ثاوی - مقیم
مترف - جس کو آزاد چھوڑ دیا جائے
مشوب - مخلوط
جلد - سختی - قوت
وہن - کمزوری

(1) اس لشکر سے مراد قحط اور طاعون جیسے حالات ہیں جن سے بصرہ کو دوچار ہونا پڑا ہے۔
موت احمر دبا ہے اور جوع اغبر قحط سالی جہاں ہر بصرہ کے کو زمین سے آسمان تک غبار ہی غبار دکھائی دیتا ہے اور ہر طرف دھواں ہی دھواں نظر آتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۰۳ روضہ کافی ص ۱۲۹، تحف العقول ص ۱۳۳، اصول کافی ۲ ص ۲۲۵، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۳۵۳، ربیع الابرار زمخشری ۱ ص ۱۲۹، مطالب السؤل ۱ ص ۲۰۳، دستور معالم الحکم قضاعی ص ۳۸، کتاب الفتن نعیم بن حماد الخزاعی (متوفی ۲۲۹ھ) ملاحم ابن طاؤس ص ۱۲، نہایۃ ابن اثیر ۵ ص ۱۳۱، حلیۃ الاولیاء ۱ ص ۷۷، تذکرہ ابن الجوزی ص ۱۳۸۔

(اسی خطبہ کا ایک حصہ)

ایسے فتنے جیسے اندھیری رات کے ٹکڑے۔ جن کے سامنے نہ گھوڑے کھڑے ہو سکیں گے اور نہ ان کے پرچموں کو پلٹایا جا سکے گا یہ فتنے تمام و سامان کی پوری تیاری کے ساتھ آئیں گے کہ ان کا قائد انھیں ہنکا رہا ہوگا اور ان کا سوار انھیں تھکا رہا ہوگا۔ اس کی (1) اہل ایک قوم ہوگی جس کے حملے سخت ہوں گے لیکن لوٹ مار کم اور ان کا مقابلہ راہ خدا میں صرف وہ لوگ کریں گے جو متکبرین کی نگاہ میں کمزور اور پست ہوں گے۔ وہ اہل دنیا میں مجہول اور اہل آسمان میں معروف ہوں گے۔

اے بصرہ! ایسے وقت میں تیری حالت قابل رحم ہوگی اس عذاب الٰہی کے لشکر کی بنا پر جس میں نہ غبار ہوگا نہ شور و غوغا اور عنقریب تیرے باشندوں کو سُرخ موت اور سخت بھوک میں مبتلا کیا جائے گا۔

۱۰۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(زہد کے بارے میں)

ایہا الناس! دنیا کی طرف اس طرح دیکھو جیسے وہ لوگ دیکھتے ہیں جو زہد رکھنے والے اور اس سے نظر بچانے والے ہوتے ہیں کہ عنقریب یہ اپنے ساکنوں کو ہٹا دے گی اور اپنے خوشحالوں کو رنجیدہ کردے گی۔ اس میں جو چیز منہ پھیر کر جا چکی وہ پلٹ کر آنے والی نہیں ہے اور جو آنے والی ہے اس کا حال نہیں معلوم ہے کہ اس کا انتظار کیا جائے۔ اس کی خوشی رنج سے مخلوط ہے اور اس میں مردوں کی مضبوطی ضعف و ناتوانی کی طرف مائل ہے۔ خبردار اس کی دل لبھانے والی چیزیں تمھیں دھوکہ میں نہ ڈال دیں کہ اس میں سے ساتھ جانے والی چیزیں بہت کم ہیں۔

خدا رحمت نازل کرے اس شخص پر جس نے غور و فکر کیا تو عبرت حاصل کی اور عبرت حاصل کی تو بصیرت پیدا کر لی کہ دنیا کی ہر موجود شے عنقریب ایسی ہو جائے گی جیسے تھی ہی نہیں اور آخرت کی چیزیں اس طرح ہو جائیں گی جیسے ابھی موجود ہیں۔ ہر گنتی میں آنے والا کم ہونے والا ہے اور ہر وہ شے جس کی امید ہو وہ عنقریب آنے والی ہے اور جو آنے والا ہے وہ گویا کہ قریب اور بالکل قریب ہے۔

(صفت عالم) عالم وہ ہے جو اپنی قدر خود پہچانے اور انسان کی جہالت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنی قدر کو نہ پہچانے۔ اللہ کی نگاہ میں بدترین بندہ وہ ہے جسے اس نے اسی کے حوالہ کر دیا ہو کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹ گیا ہے اور بغیر رہنما کے چل رہا ہے۔

لے حقیقت امر یہ ہے کہ انسان اپنی قدر و اوقات کو پہچان لیتا ہے تو اس کا کردار خود بخود سُدھر جاتا ہے اور اس حقیقت سے غافل ہو جاتا ہے تو کبھی قدر و منزلت سے غفلت دربارداری، خوشامد، مدح بیجا، ضمیر فروشی پر آمادہ کر دیتی ہے کہ علم کو مال و جاہ کے عوض بیچنے لگتا ہے اور کبھی اوقات سے ناواقفیت مالک سے بغاوت پر آمادہ کر دیتی ہے کہ عوام الناس پر حکومت کرتے کرتے مالک کی اطاعت کا جذبہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور احکام الٰہیہ کو بھی اپنی خواہشات کے راستہ پر چلانا چاہتا ہے جو جہالت کا بدترین مظاہرہ ہے اور اس کا علم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔!

حَرْثِ الدُّنْيَا عَمِلَ، وَ إِنْ دُعِيَ إِلَى حَرْثِ الْآخِرَةِ كَسِلَ! كَأَنَّ مَا عَمِلَ لَهُ وَاجِبٌ عَلَيْهِ، وَ كَأَنَّ مَا وَنَى فِيهِ سَاقِطٌ عَنْهُ!

آخر الزمان

وَ مِنْهَا: وَ ذٰلِكَ زَمَانٌ لَا يَنْجُو فِيهِ إِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ نُوَمَةٍ، إِنْ شَهِدَ لَمْ يُعْرَفْ، وَ إِنْ غَابَ لَمْ يُفْتَقَدْ، أُولٰئِكَ مَصَابِيحُ الْهُدَى، وَ أَعْلَامُ السُّرَى، لَيْسُوا بِالْمَسَايِيحِ وَ لَا الْمَذَايِيعِ الْبُذُرِ، أُولٰئِكَ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ أَبْوَابَ رَحْمَتِهِ، وَ يَكْشِفُ عَنْهُمْ ضَرَّاءَ نِقْمَتِهِ.

أَيُّهَا النَّاسُ، سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يُكْفَأُ فِيهِ الْإِسْلَامُ، كَمَا يُكْفَأُ الْإِنَاءُ بِمَا فِيهِ. أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعَاذَكُمْ مِنْ أَنْ يَجُورَ عَلَيْكُمْ، وَ لَمْ يُعِذْكُمْ مِنْ أَنْ يَبْتَلِيَكُمْ، وَ قَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ: «إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ وَ إِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ».

قال السيد الشريف الرضي: أما قوله (عليه السلام): «كلّ مؤمن نومة»، فإنما أراد به الخامل الذكر القليل الشر، والمساييح: جمع مسياح، و هو الذي يسيح بين الناس بالفساد و النمائم، و المذاييع: جمع مذياع، و هو الذي إذا سمع لغيره بفاحشة أذاعها، و نوّه بها، و البُذُر: جمع بذور و هو الذي يكثر سفهه و يلغو منطقه.

۱۰۴

و من خطبة له (عليه السلام)

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّداً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ يَقْرَأُ كِتَاباً، وَ لَا يَدَّعِي نُبُوَّةً وَ لَا وَحْياً، فَقَاتَلَ بِمَنْ أَطَاعَهُ مَنْ عَصَاهُ، يَسُوقُهُمْ إِلَى مَنْجَاتِهِمْ، وَ يُبَادِرُ بِهِمُ السَّاعَةَ أَنْ تَنْزِلَ بِهِمْ، يَحْسِرُ الْحَسِيرُ، وَ يَقِفُ الْكَسِيرُ، فَيُقِيمُ عَلَيْهِ حَتَّى يُلْحِقَهُ غَايَتَهُ، إِلَّا هَالِكاً لَا خَيْرَ فِيهِ، حَتَّى أَرَاهُمْ مَنْجَاتَهُمْ، وَ بَوَّأَهُمْ مَحَلَّتَهُمْ، فَاسْتَدَارَتْ رَحَاهُمْ (رحاهم) وَ اسْتَقَامَتْ قَنَاتُهُمْ. وَ ايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ مِنْ سَاقَتِهَا حَتَّى تَوَلَّتْ بِحَذَافِيرِهَا، وَ اسْتَوْسَقَتْ فِي قِيَادِهَا، مَا ضَعُفْتُ، وَ لَا جَبُنْتُ، وَ لَا خُنْتُ، وَ لَا وَهَنْتُ، وَ ايْمُ اللّٰهِ

حرث - پیداوار اور عمل
ونیٰ فیہ - سستی کی
نُوَمہ - بہت سونے والا
سُریٰ - رات کا سفر
مسایح - جمع مسیاح فساد پھیلانے والا
مذایع - جمع مذیاع - برائیاں پھیلانے والا
بُذر - جمع بذور - احمق اور بدکلام
یبتلیکم - امتحان لے گا
حسیر - تھکا ماندہ
کسیر - ٹوٹا ہوا - کمزور
استدارت رحاہم - دولت کا کام ہے
قناۃ - نیزہ - بہتر حالات کا کنایہ

(۱) عجیب بات ہے کہ دنیا داری میں عام طور سے وہی افراد مبتلا ہوتے ہیں جن کی سماج میں شہرت اور حیثیت ہوتی ہے جنھیں کوٹھی - گاڑی - فرنیچر سامان زندگی اور اسباب آرائش و نمائش کی فکر ہوتی ہے اور انھیں کو اس راہ میں فساد - غیبت - چغلخوری - حسد - کارشکنی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے - ورنہ جو انسان ان ہنگاموں سے الگ ایک وقت کی روٹی پر بھی گزارا کر لیتا ہے اور معمولی لباس و مکان پر بھی زندگی گزار لیتا ہے - اسے ان ہنگاموں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے اور یہی درحقیقت نجات کا بہترین راستہ ہے -

---

مصادر خطبہ ۱۰۳ ارشاد مفید ۱۴۳، خصائص ۳۸، مجمع الامثال میدانی ۲ ص ۳۲۹

(۵) سے دنیا کے کاروبار کی دعوت دی جائے تو عمل پر آمادہ ہو جاتا ہے اور آخرت کے کام کی دعوت دی جائے تو سست ہو جاتا ہے گویا کہ جو کچھ کیا ہے وہی واجب تھا اور جس میں سستی برتی ہے وہ اس سے ساقط ہے۔

(آخر زمانہ) وہ زمانہ ایسا ہوگا جس میں صرف وہی مومن نجات پا سکے گا جو گویا کہ سوتا ہوا ہوگا کہ مجمع میں آئے تو لوگ اسے پہچان نہ سکیں اور غائب ہو جائے تو کوئی تلاش نہ کرے۔ یہی لوگ ہدایت کے چراغ اور راتوں کے مسافروں کے لئے نشان منزل ہوں گے۔ نہ ادھر ادھر لگاتے پھریں گے اور نہ لوگوں کے عیوب کی اشاعت کریں گے۔ ان کے لئے اللہ رحمت کے دروازے کھول دے گا اور ان سے عذاب کی سختیوں کو دور کر دے گا۔

لوگو! عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں اسلام کو اسی طرح الٹ دیا جائے گا جس طرح برتن کو اس کے سامان سمیت الٹ دیا جاتا ہے۔

لوگو! اللہ نے تمہیں اس بات سے پناہ دے رکھی ہے کہ وہ تم پر ظلم کرے لیکن تمہیں اس بات سے محفوظ نہیں رکھا ہے کہ تمہارا امتحان نہ کرے۔ اس مالک جل جلالہ نے صاف اعلان کر دیا ہے کہ "اس میں ہماری کھلی ہوئی نشانیاں ہیں اور ہم بہرحال تمہارا امتحان لینے والے ہیں"۔

سید شریف رضیؒ - مومن کے نُوَمَہ (خوابیدہ) ہونے کا مطلب اس کا گمنام اور بے شر ہونا ہے اور مساییح - مسیاح کی جمع ہے اور وہ شخص ہے کہ جسے کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کی اشاعت کے بغیر چین نہ پڑے۔ بُذُر - بذور کی جمع ہے یعنی وہ شخص جس کی حماقت زیادہ ہے اور اس کی گفتگو لغویات پر مشتمل ہو۔

۱۰۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

امابعد! اللہ نے حضرت محمدؐ کو اس دور میں بھیجا ہے جب عرب میں نہ کوئی کتاب پڑھنا جانتا تھا اور نہ نبوت اور وحی کا ادعا کرنے والا تھا۔ آپ نے اطاعت گزاروں کے سہارے نافرمانوں سے جہاد کیا کہ انہیں منزل نجات کی طرف لے جانا چاہتے تھے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہدایت دے دینا چاہتے تھے۔ جب کوئی تھکا ماندہ رک جاتا تھا اور کوئی ٹوٹا ہوا ٹھہر جاتا تھا تو اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے تھے کہ اسے منزل تک پہونچا دیں مگر یہ کہ کوئی ایسا لاغر [?] ہو جس کے مقدر میں ہلاکت ہو۔ یہاں تک کہ آپ نے لوگوں کو مرکز نجات سے آشنا بنا دیا اور انہیں ان کی منزل تک پہونچا دیا ان کی چکی چلنے لگی اور ان کے ٹیڑھے سیدھے ہو گئے۔

اور خدا کی قسم! میں بھی ان کے ہنکانے والوں میں سے تھا یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر پسپا ہو گئے اور اپنے بندھنوں میں جکڑ دیئے گئے۔ اس درمیان میں میں نہ کمزور ہوا نہ بزدلی کا شکار ہوا۔ نہ میں نے خیانت کی اور نہ سستی کا اظہار کیا۔

(۱) یہ امام علیہ السلام کی زندگی کا بہترین نقشہ ہے اور اسی کی روشنی میں دوسرے کرداروں کا جائزہ لیا جا سکتا ہے جنھیں میدان تاریخ نے تو بھیجا ہے لیکن میدان جہاد ان کی گرد قدم سے بھی محروم رہ گیا۔ مگر افسوس کہ جانی پہچانی شخصیتیں اجنبی ہو گئیں اور اجنبی شہر کے مشاہیر بن گئے۔!

لَأَبْقُرَنَّ الْبَاطِلَ حَتَّى أُخْرِجَ الْحَقَّ مِنْ خَاصِرَتِهِ [۱]

قال السيد الشريف الرضي: و قد تقدم مختار هذه الخطبة، إلا إنني وجدتها في هذه الرواية على خلاف ما سبق من زيادة و نقصان، فأوجبت الحال إثباتها ثانية.

۱۰۵

و من خطبة له «عليه السلام»

في بعض صفات الرسول الكريم و تهديد بني أمية و عظة الناس

الرسول الكريم «صلى الله عليه وآله»

حَتَّى بَعَثَ اللهُ مُحَمَّداً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، شَهِيداً، وَ بَشِيراً، وَ نَذِيراً، خَيْرَ الْبَرِيَّةِ طِفْلاً، وَ أَنْجَبَهَا كَهْلاً، وَ أَطْهَرَ الْمُطَهَّرِينَ شِيمَةً، وَ أَجْوَدَ الْمُسْتَمْطَرِينَ دِيمَةً.

بنو أمية

فَمَا احْلَوْلَتْ لَكُمُ الدُّنْيَا فِي لَذَّتِهَا، وَ لَا تَمَكَّنْتُمْ مِنْ رَضَاعِ أَخْلَافِهَا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا صَادَفْتُمُوهَا جَائِلاً خِطَامُهَا، قَلِقاً وَضِينُهَا، قَدْ صَارَ حَرَامُهَا عِنْدَ أَقْوَامٍ بِمَنْزِلَةِ السِّدْرِ الْمَخْضُودِ، وَ حَلَالُهَا بَعِيداً غَيْرَ مَوْجُودٍ، وَ صَادَفْتُمُوهَا، وَاللهِ، ظِلّاً مَمْدُوداً إِلَى أَجَلٍ مَعْدُودٍ. فَالْأَرْضُ لَكُمْ شَاغِرَةٌ، وَأَيْدِيكُمْ فِيهَا مَبْسُوطَةٌ، وَأَيْدِي الْقَادَةِ عَنْكُمْ مَكْفُوفَةٌ، وَ سُيُوفُكُمْ عَلَيْهِمْ مُسَلَّطَةٌ، وَ سُيُوفُهُمْ عَنْكُمْ مَقْبُوضَةٌ. أَلَا وَ إِنَّ لِكُلِّ دَمٍ ثَائِراً، وَلِكُلِّ حَقٍّ طَالِباً، وَإِنَّ الثَّائِرَ فِي دِمَائِنَا كَالْحَاكِمِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ، وَ هُوَ اللهُ الَّذِي لَا يُعْجِزُهُ مَنْ طَلَبَ، وَلَا يَفُوتُهُ مَنْ هَرَبَ. فَأُقْسِمُ بِاللهِ، يَا بَنِي أُمَيَّةَ، عَمَّا قَلِيلٍ لَتَعْرِفُنَّهَا فِي أَيْدِي غَيْرِكُمْ وَ فِي دَارِ عَدُوِّكُمْ! أَلَا إِنَّ أَبْصَرَ الْأَبْصَارِ مَا نَفَذَ فِي الْخَيْرِ طَرْفُهُ! أَلَا إِنَّ أَسْمَعَ الْأَسْمَاعِ مَا وَعَى التَّذْكِيرَ وَ قَبِلَهُ!

وعظ الناس

أَيُّهَا النَّاسُ، اسْتَصْبِحُوا مِنْ شُعْلَةِ مِصْبَاحٍ وَاعِظٍ مُتَّعِظٍ، وَامْتَاحُوا مِنْ صَفْوِ عَيْنٍ قَدْ رُوِّقَتْ مِنَ الْكَدَرِ.

لأبقرن - بقر (شگافتہ) کرنا
شیمہ - اخلاق
دیمہ - بارش
اخلاف - جمع خِلف - اونٹنی کے تھن
کا سرا
خِطام - مہار
وضین - تنگ کر
سِدر - بیر
مخضود - جس کے کانٹے نکال دیے جائیں
شاغرہ - خالی
امتاحوا - پانی کھینچ لیا
رُوّقت - صاف کر دیا گیا

(۱) یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کے نیک بندے فقیر رہے ہیں اور نہ دولت بیزار۔ ان کا دولت سے تمام تر اختلاف اس کے غلط تصرف اور خطرناک انجام کی بنا پر رہا ہے ورنہ جس کے قبضہ میں دولت خدا آجائے اسے فقیر نہیں کہا جاسکتا ہے اور جس کے ہاتھوں میں ثروت ہو وہ شخص جو اسے مفلس و مسکین نہیں تصور کیا جاسکتا ہے۔ تمام اسخیاء سے زیادہ سخی اور تمام کریموں سے زیادہ کریم ہونا غربت اور فقر کی بنا پر نہیں ہوتا ہے۔ مال کے صحیح تصرف اور غربا سے واقعی ہمدردی کی بنا پر ہی ہوتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۰۵ بحار الانوار مجلسی ص ۲۶۵ ، ارشاد مفید ص ۱۶۰ ، تفسیر علی بن ابراہیم ا ص ۳۹۴ ، مسترشد طبری امامی ص ۴۳

خدا کی قسم۔ میں باطل کا پیٹ چاک کر کے اس کے پہلو سے حق کو بہر حال نکال لوں گا۔(۱)
سید رضیؒ۔ اس خطبہ کا ایک انتخاب پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ لیکن چونکہ اس روایت میں قدرے کمی اور زیادتی پائی جاتی تھی لہٰذا حالات کا تقاضا یہ تھا کہ اسے دوبارہ اس شکل میں بھی درج کر دیا جائے۔

۱۰۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کے اوصاف۔ بنی امیہ کی تہدید اور لوگوں کی نصیحت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

(رسول اکرمؐ)۔ یہاں تک کہ پروردگار نے حضرت محمدؐ کو امت کے اعمال کا گواہ۔ ثواب کی بشارت دینے والا۔ عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیج دیا۔ آپ بچپنے میں بہترین مخلوقات اور سن رسیدہ ہونے پر اشرف کائنات تھے۔ عادات کے اعتبار سے تمام پاکیزہ افراد سے زیادہ پاکیزہ اور باران رحمت کے اعتبار سے ہر سحاب رحمت سے زیادہ کریم و جواد تھے۔
(بنی امیہ)۔ یہ دنیا تمہارے لئے اسی وقت اپنی لذتوں سمیت خوشگوار بنی ہے اور تم اس کے فوائد حاصل کرنے کے قابل بنے ہو جب تم نے دیکھ لیا کہ اس کی مہار جھول رہی ہے اور اس کا تنگ ڈھیلا ہو گیا ہے۔ اس کا حرام ایک قوم کے نزدیک بیری کانٹے والی بیری کی طرح مزہ دار ہو گیا ہے اور اس کا حلال بہت دور تک ناپید ہو گیا ہے اور خدا کی قسم تم اس دنیا کو ایک مدت تک پھیلے ہوئے سایہ کی طرح دیکھو گے کہ زمین ہر روکنے والے سے خالی ہو گئی ہے اور تمہارے ہاتھ کھل گئے ہیں اور قائدین کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ تمہاری تلواریں ان کے سروں پر لٹک رہی ہیں اور ان کی تلواریں نیام میں ہیں لیکن یاد رکھو کہ ہر خون کا ایک انتقام لینے والا اور ہر حق کا ایک طلبگار ہوتا ہے اور ہمارے خون کا منتقم گویا خود اپنے حق میں فیصلہ کرنے والا ہے اور وہ وہ پروردگار ہے جسے کوئی مطلوب عاجز نہیں کر سکتا ہے اور جس سے کوئی فرار کرنے والا بھاگ نہیں سکتا ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اے بنی امیہ کہ عنقریب تم اس دنیا کو اغیار کے ہاتھوں اور دشمنوں کے دیار میں دیکھو گے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ بہترین نظر وہ ہے جو خیر میں ڈوب جائے اور بہترین کان وہ ہیں جو نصیحت کو سن لیں اور قبول کر لیں۔
(موعظہ) لوگو! ایک باعمل نصیحت کرنے والے کے چراغ ہدایت سے روشنی حاصل کرو اور ایک ایسے صاف چشمہ سے سیراب ہو جاؤ جو ہر آلودگی سے پاک و پاکیزہ ہے۔

(۱) اس جملہ میں اس نکتہ کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ غاصب افراد نے جن اموال کو ہضم کر لیا ہے۔ وہ ایک دن ان کا شکم چاک کر کے اس میں سے نکال لیا جائے گا اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حق ابھی فنا نہیں ہوا ہے۔ اسے باطل نے دبا دیا ہے اور گویا کہ اپنے شکم کے اندر چھپا لیا ہے اور مجھ میں یہ استعداد طاقت پائی جاتی ہے کہ میں اس شکم کو چاک کر کے اس حق کو منظر عام پر لے آؤں اور باطل کے ہر راز کو بے نقاب کر دوں۔

عِبَادَ اللهِ، لاَ تَرْكَنُوا إِلَى جَهَالَتِكُمْ، وَلاَ تَنْقَادُوا لِأَهْوَائِكُمْ، فَإِنَّ النَّازِلَ بِهَذَا الْمَنْزِلِ نَازِلٌ بِشَفَا جُرُفٍ هَارٍ، يَنْقُلُ الرَّدَى عَلَى ظَهْرِهِ مِنْ مَوْضِعٍ إِلَى مَوْضِعٍ، لِرَأْيٍ يُحْدِثُهُ بَعْدَ رَأْيٍ، يُرِيدُ أَنْ يُلْصِقَ مَا لاَ يَلْتَصِقُ، وَيُقَرِّبَ مَا لاَ يَتَقَارَبُ! فَاللهَ اللهَ أَنْ تَشْكُوا إِلَى مَنْ لاَ يُشْكِي شَجْوَكُمْ، وَلاَ يَنْقُضُ بِرَأْيِهِ مَا قَدْ أَبْرَمَ لَكُمْ. إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْإِمَامِ إِلاَّ مَا حُمِّلَ مِنْ أَمْرِ رَبِّهِ: الْإِبْلاَغُ فِي الْمَوْعِظَةِ، وَالْإِجْتِهَادُ فِي النَّصِيحَةِ، وَالْإِحْيَاءُ لِلسُّنَّةِ، وَإِقَامَةُ الْحُدُودِ عَلَى مُسْتَحِقِّيهَا، وَإِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلَى أَهْلِهَا. فَبَادِرُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِ تَصْوِيحِ نَبْتِهِ، وَمِنْ قَبْلِ أَنْ تُشْغَلُوا بِأَنْفُسِكُمْ عَنْ مُسْتَثَارِ الْعِلْمِ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ، وَانْهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَتَنَاهَوْا عَنْهُ، فَإِنَّمَا أُمِرْتُمْ بِالنَّهْيِ بَعْدَ التَّنَاهِي!

١٠٦

و من خطبة له (ع)

و فيها يبين فضل الاسلام و يذكر الرسول الكريم ثم يلوم اصحابه

دين الاسلام

الْحَمْدُ لِلّهِ الَّذِي شَرَعَ الْإِسْلاَمَ فَسَهَّلَ شَرَائِعَهُ لِمَنْ وَرَدَهُ، وَأَعَزَّ أَرْكَانَهُ عَلَى مَنْ غَالَبَهُ، فَجَعَلَهُ أَمْناً لِمَنْ عَلِقَهُ، وَسِلْماً لِمَنْ دَخَلَهُ(اعقله)، وَبُرْهَاناً لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ، وَشَاهِداً لِمَنْ خَاصَمَ عَنْهُ، وَنُوراً لِمَنِ اسْتَضَاءَ بِهِ، وَفَهْماً لِمَنْ عَقَلَ، وَلُبّاً لِمَنْ تَدَبَّرَ، وَآيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ، وَتَبْصِرَةً لِمَنْ عَزَمَ، وَعِبْرَةً لِمَنِ اتَّعَظَ، وَنَجَاةً لِمَنْ صَدَّقَ، وَثِقَةً لِمَنْ تَوَكَّلَ، وَرَاحَةً لِمَنْ فَوَّضَ، وَجُنَّةً لِمَنْ صَبَرَ. فَهُوَ أَبْلَجُ الْمَنَاهِجِ، وَأَوْضَحُ الْوَلاَئِجِ، مُشْرَفُ الْمَنَارِ، مُشْرِقُ الْجَوَادِّ، مُضِيءُ الْمَصَابِيحِ، كَرِيمُ الْمِضْمَارِ، رَفِيعُ الْغَايَةِ، جَامِعُ الْحَلْبَةِ، مُتَنَافِسُ السُّبْقَةِ، شَرِيفُ الْفُرْسَانِ. التَّصْدِيقُ

شفا جرف ہار - سیلاب زدہ دیوار کا گرتا ہوا کنارہ
ردیٰ - ہلاکت
یشکی - شکایت کا ازالہ کر دینا
شجو - حاجت
سہمان - جمع سہم - حصے
تصویح - خشک کر دینا
مستثار - طلب ظہور (ثور)
علقہ - وابستہ ہو گیا
جنّہ - سپر
ابلج المناہج - واضح ترین راستہ
ولائج - جمع ولیجہ - راستہ
مشرف - بلندی
جوادّ - جمع جادہ - راستہ
کریم المضمار - جو مقابلہ میں آگے نکل جائے
حلبہ - گھوڑوں کا گروہ
سبقہ - انعام

(۱) کھلی ہوئی بات ہے کہ سارے کام حکومت و اقتدار کے بغیر انجام نہیں پا سکتے ہیں لہٰذا یہ تصور کرنا کہ امام ہمیشہ حکومت سے بیزار رہتا ہے اور اس کا کام اقتدار سے علیحدگی پسند کرنا ہوتا ہے ایک خوشنما تصور ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے - اسلام ترک دنیا کا نام نہیں ہے - اصلاح دنیا کا نام ہے!

مصادر خطبہ ۱۰۵ احیاء العلوم غزالی - تحف العقول ص۱۳۶، اصول کافی ۲ ص۴۹، ذیل الامالی ابوعلی القالی ص۱۷۵، قوت القلوب ابوطالب مکی ۱ ص۲۵، حلیۃ الاولیاء ۱ ص۷۴، ص۸۵، خصال صدوق ۱ ص۱۰۵، دستور معالم الحکم قاضی قضاعی ص۱۳۱، بحار الانوار ۱۸ ص۱۳۸، کتاب سلیم بن قیس ص۳۴، المجالس مفید ص۴۲، تذکرہ ابن الجوزی ص۱۲۶، امالی طوسی ۱ ص۳۵،

اللہ کے بندو! دیکھو اپنی جہالت کی طرف جھکاؤ مت پیدا کرو اور اپنی خواہشات کے غلام نہ بن جاؤ کہ اس منزل پر آجانے والا گویا سیلاب زدہ دیوار کے کنارہ پر کھڑا ہے اور ہلاکتوں کو اپنی پشت پر لادے ہوئے ادھر سے ادھر منتقل ہو رہا ہے۔ ان افکار کی بنا پر جو یکے بعد دیگرے ایجاد کرتا رہے گا اور ان پر ایسے دلائل قائم کرے گا جو ہرگز چسپاں نہ ہوں گے اور اس سے قریب تر بھی نہ ہوں گے۔ خدارا اپنا خیال رکھو کہ اپنی فریاد اس شخص سے کرو جو اس کا ازالہ کر سکے اور اپنی رائے سے حکم الٰہی کو توڑ نہ سکے۔

یاد رکھو کہ امام کی ذمہ داری صرف وہ ہے جو پروردگار نے اس کے ذمہ رکھی ہے کہ بلیغ ترین موعظہ کرے۔ نصیحت کی کوشش کرے۔ سنت کو زندہ کرے۔ مستحقین پر حدود کا اجرا کرے اور حقداروں تک میراث کے حصے پہونچا دے۔ (1)

دیکھو علم کی طرف سبقت کرو قبل اس کے کہ اس کا سبزہ خشک ہو جائے اور تم اسے صاحبان علم سے حاصل کرنے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاؤ۔ منکرات سے روکو اور خود بھی بچو کہ تمہیں روکنے کا حکم رکنے کے بعد دیا گیا ہے۔

۱۰۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اسلام کی فضیلت اور رسول اسلام کا تذکرہ کرتے ہوئے اصحاب کی ملامت کی گئی ہے)

ساری تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اسلام کا قانون معین کیا تو اس کے ہر گھاٹ کو وارد ہونے والے کے لئے آسان بنا دیا اور اس کے ارکان کو ہر مقابلہ کرنے والے کے مقابلہ میں مستحکم بنا دیا۔ اس نے اس دین کو وابستگی اختیار کرنے والوں کے لئے جائے امن اور اس کے دائرہ میں داخل ہو جانے والوں کے لئے محل سلامتی بنا دیا ہے۔ یہ دین اپنے ذریعہ کلام کرنے والوں کے لئے برہان اور اپنے ذریعہ سے مقابلہ کرنے والوں کے لئے شاہد قرار دیا گیا ہے۔ یہ روشنی حاصل کرنے والوں کے لئے نور۔ سمجھنے والوں کے لئے فہم۔ فکر کرنے والوں کے لئے مغز کلام، تلاش منزل کرنے والوں کے لئے نشان منزل، صاحبان عزم کے لئے سامان بصیرت۔ نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے عبرت۔ تصدیق کرنے والوں کے لئے نجات۔ اعتماد کرنے والوں کے لئے قابل اعتماد۔ اپنے امور کو سپرد کر دینے والوں کے لئے راحت اور صبر کرنے والوں کے لئے سپر ہے۔ یہ بہترین راستہ اور واضح ترین داخلہ کی منزل ہے۔ اس کے مینار بلند، راستے روشن، چراغ ضوبار، میدان عمل باوقار اور مقصد بلند ہے۔ اس کے میدان میں تیز رفتار گھوڑوں کا اجتماع ہے اور اس کی طرف سبقت اور اس کا انعام ہر ایک کو مطلوب ہے۔ اس کے شہسوار باعزت ہیں۔

(1) اس مقام پر مولائے کائنات نے اسلام کے چند صفات کا تذکرہ کیا ہے اور اس میں اوصاف بشر کے تمام اقسام کا احاطہ کر لیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ اس اسلام کے برکات سے دنیا کا کوئی انسان محروم نہیں رہ سکتا ہے اور کوئی شخص کسی طرح کے برکات کا طلبگار ہو اسے اسلام کے دامن میں اس برکت کا حصول ہو سکتا ہے اور وہ اپنے مطلوب زندگی کو حاصل کر سکتا ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ اسلام خالص ہو اور اس کی تفسیر واقعی انداز سے کی جائے ورنہ گندے گھاٹ سے پیاسا سیراب نہیں ہو سکتا ہے اور کمزور ارکان کے سہارے سے کوئی شخص غلبہ نہیں حاصل کر سکتا ہے۔

مِنْهَاجُهُ، وَالصَّالِحَاتُ مَنَارُهُ، وَالْمَوْتُ غَايَتُهُ، وَالدُّنْيَا مِضْمَارُهُ، وَالْقِيَامَةُ حَلْبَتُهُ، وَالْجَنَّةُ سُبْقَتُهُ.

ومنها في ذكر النبي (صلى الله عليه وآله)

حَتَّى أَوْرَى قَبَساً لِقَابِسٍ، وَأَنَارَ عَلَماً لِحَابِسٍ، فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ، وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ، وَبَعِيثُكَ نِعْمَةً، وَرَسُولُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً. اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَهُ مَقْسَماً مِنْ عَدْلِكَ، وَاجْزِهِ مُضَعَّفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ. اللَّهُمَّ أَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَانِينَ (النَّاس) بِنَاءَهُ! وَأَكْرِمْ لَدَيْكَ نُزُلَهُ، وَشَرِّفْ عِنْدَكَ مَنْزِلَهُ، وَآتِهِ الْوَسِيلَةَ، وَأَعْطِهِ السَّنَاءَ وَالْفَضِيلَةَ، وَاحْشُرْنَا فِي زُمْرَتِهِ غَيْرَ خَزَايَا، وَلَا نَادِمِينَ، وَلَا نَاكِبِينَ، وَلَا نَاكِثِينَ، وَلَا ضَالِّينَ، وَلَا مُضِلِّينَ، وَلَا مَفْتُونِينَ.

قال الشريف: وقد مضى هذا الكلام فيما تقدم، إلا أننا كررناه ههنا لما في الروايتين من الاختلاف.

ومنها في خطاب أصحابه

وَقَدْ بَلَغْتُمْ مِنْ كَرَامَةِ اللهِ تَعَالَى لَكُمْ مَنْزِلَةً تُكْرَمُ بِهَا إِمَاؤُكُمْ، وَتُوصَلُ بِهَا جِيرَانُكُمْ، وَيُعَظِّمُكُمْ مَنْ لَا فَضْلَ لَكُمْ عَلَيْهِ، وَلَا يَدَ لَكُمْ عِنْدَهُ، وَيَهَابُكُمْ مَنْ لَا يَخَافُ لَكُمْ سَطْوَةً، وَلَا لَكُمْ عَلَيْهِ إِمْرَةٌ. وَقَدْ تَرَوْنَ عُهُودَ اللهِ مَنْقُوضَةً فَلَا تَغْضَبُونَ! وَأَنْتُمْ لِنَقْضِ ذِمَمِ آبَائِكُمْ تَأْنَفُونَ! وَكَانَتْ أُمُورُ اللهِ عَلَيْكُمْ تَرِدُ، وَعَنْكُمْ تَصْدُرُ، وَإِلَيْكُمْ تَرْجِعُ، فَمَكَّنْتُمُ الظَّلَمَةَ مِنْ مَنْزِلَتِكُمْ، وَأَلْقَيْتُمْ إِلَيْهِمْ أَزِمَّتَكُمْ، وَأَسْلَمْتُمْ أُمُورَ اللهِ فِي أَيْدِيهِمْ، يَعْمَلُونَ بِالشُّبُهَاتِ، وَيَسِيرُونَ فِي الشَّهَوَاتِ، وَايْمُ اللهِ، لَوْ فَرَّقُوكُمْ تَحْتَ كُلِّ كَوْكَبٍ، لَجَمَعَكُمُ اللهُ لِشَرِّ يَوْمٍ لَهُمْ!

۱۰۷

ومن كلام له (عليه السلام)

في بعض أيام صفين

وَقَدْ رَأَيْتُ جَوْلَتَكُمْ، وَانْحِيَازَكُمْ عَنْ صُفُوفِكُمْ، تَحُوزُكُمُ الْجُفَاةُ الطَّغَامُ (الطُّغَاة)، وَأَعْرَابُ أَهْلِ الشَّامِ، وَأَنْتُمْ لَهَامِيمُ الْعَرَبِ،

اوری - آگ روشن کردی
قبس - شعلہ
حابس - جو حیرت زدہ ہو کر ناقہ کو روک دے
انار علماً - بلندی پر آگ روشن کردی
بعیث - مبعوث
مقسم - حصہ
نزل - میزبانی کا سامان
سناء - بلندی
خزایا - جمع خزیان - رسوا
ناکب - منحرف
ناکث - عہد توڑنے والا
طغام - اوباش
لہامیم - جمع لہمیم - سبقت کرنے والا

(۱) اس خطبہ میں تین باتیں خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ ہیں۔

۱۔ رسول اکرمؐ کے اوصاف کو امام علیہ السلام سے بہتر کوئی دوسرا انسان بیان نہیں کر سکتا ہے کہ آپ نے سرکار کے ساتھ زندگی کے تیس سال گذارے ہیں اور اتنا وقت کسی دوسرے مسلمان کو نصیب نہیں ہوا ہے۔

۲۔ سرکار دو عالمؐ نے امت اسلامیہ کو اتنا سربلند کر دیا تھا کہ لوگ اس کی ہیبت سے خوفزدہ رہتے تھے۔ اگرچہ اس کے کمال کردار کی بنا پر اس کے حملوں سے خوفزدہ نہیں تھے۔

۳۔ بنی امیہ قوم میں کسی قدر انتشار کیوں نہ پیدا کر دیں۔ انقلابی جماعتیں ایک دن متحد ہو جائیں گی اور وہ بنی امیہ کے لئے بدترین دن ہوگا جب ان کے تخت و تاج کا جنازہ نکل جائے گا اور ان کے مظالم کے ہاتھوں ان کے اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا۔!

مصادر خطبہ ۱۰۶ تاریخ طبری ۶ ص ۱۳۰، فروع کافی کتاب الجہاد ص ۴۰، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۲۵۶، بحار الانوار کتاب الفتن

اس کا راستہ تصدیق خدا اور رسول ہے اور اس کا منارہ نیکیاں ہیں۔ موت ایک مقصد ہے جس کے لئے دنیا گھوڑ دوڑ کا میدان ہے اور قیامت اس کے اجتماع کی منزل ہے اور پھر جنت اس مقابلہ کا انعام ہے۔

(رسول اکرم ﷺ) یہاں تک کہ آپ نے ہر روشنی کے طلبگار کے لئے آگ روشن کر دی اور ہر گم کردہ راہ متحیر ہونے والے کے لئے نشان منزل روشن کر دئے۔

پروردگار! وہ تیرے معتبر امانتدار اور روز قیامت کے گواہ ہیں۔ تو نے انھیں نعمت بنا کر بھیجا اور رحمت بنا کر نازل کیا ہے۔

خدایا! تو اپنے انصاف سے ان کا حصہ عطا فرما اور پھر اپنے فضل و کرم سے اُن کے خیر کو دگنا چوگنا کر دے۔

خدایا! ان کی عمارت کو تمام عمارتوں سے بلند تر بنا دے اور اپنی بارگاہ میں ان کی باعزت طور پر میزبانی فرما اور ان کی منزلت کو بلندی عطا فرما۔ انھیں وسیلہ اور رفعت و فضیلت کرامت فرما اور ہمیں ان کے گروہ میں محشور فرما جہاں نہ رسوا ہوں اور نہ شرمندہ ہوں، نہ حق سے منحرف ہوں نہ عہد شکن ہوں، نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کن اور نہ کسی فتنہ میں مبتلا ہوں۔

سید رضیؒ - یہ کلام اس سے پہلے بھی گذر چکا ہے لیکن ہم نے اختلاف روایات کی بنا پر دوبارہ نقل کر دیا ہے۔

(اپنے اصحاب سے خطاب فرماتے ہوئے) تم اللہ کی دی ہوئی کرامت سے اس منزل پر پہونچ گئے جہاں تمہاری کنیزوں کا بھی احترام ہونے لگا اور تمہارے ہمسایہ سے بھی اچھا برتاؤ ہونے لگا۔ تمہارا احترام وہ لوگ بھی کرنے لگے جن پر نہ تمہیں کوئی فضیلت حاصل تھی اور نہ ان پر تمہارا کوئی احسان تھا اور تم سے وہ لوگ بھی خوف کھانے لگے جن پر نہ تم نے کوئی حملہ کیا تھا اور نہ تمہیں کوئی اقتدار حاصل تھا۔ مگر افسوس کہ تم عہد خدا کو ٹوٹتے ہوئے دیکھ رہے ہو اور تمہیں غصہ بھی نہیں آتا ہے جب کہ تمہارے باپ دادا کے عہد کو توڑا جاتا ہے تو تمہیں غیرت آ جاتی ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اللہ کے امور تم ہی پر وارد ہوتے تھے اور تمہارے ہی پاس سے باہر نکلتے تھے اور پھر تمہاری ہی طرف پلٹ کر آتے تھے لیکن تم نے ظالموں کو اپنی منزلوں پر قبضہ دے دیا اور ان کی طرف اپنی زمام امر بڑھا دی اور انھیں سارے امور سپرد کر دئے کہ وہ شبہات پر عمل کرتے ہیں اور خواہشات میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور خدا گواہ ہے کہ اگر یہ تمہیں ہر ستارہ کے نیچے منتشر کر دیں گے تو بھی خدا تمہیں اس دن جمع کر دے گا جو ظالموں کے لئے بدترین دن ہوگا۔

۱۰۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(صفین کی جنگ کے دوران)

میں نے تمہیں بھاگتے ہوئے اور اپنی صفوں سے منتشر ہوتے ہوئے دیکھا جب کہ تمہیں شام کے جفاکار اوباش اور دیہاتی بدو گھیرے میں لئے ہوئے تھے حالانکہ تم عرب کے جوانمرد بہادر اور شرف کے راس و رئیس تھے۔

وَ يَآفِيخُ الشَّرَفِ، وَالأَنْفُ الْمُقَدَّمُ، وَالسَّنَامُ الأَعْظَمُ. وَ لَقَدْ شَفَى وَ حَاوِحَ صَدْرِي أَنْ رَأَيْتُكُمْ بِأَخَرَةٍ تَحُوزُونَهُمْ كَمَا حَازُوكُمْ، وَ تُزِيلُونَهُمْ عَنْ مَوَاقِفِهِمْ كَمَا أَزَالُوكُمْ، حَسّاً (حشاً) بِالنِّصَالِ، وَ شَجْراً (شجواً) بِالرِّمَاحِ، تَرْكَبُ أُولَاهُمْ أُخْرَاهُمْ كَالإِبِلِ الْهِيمِ الْمَطْرُودَةِ، تُرْمَى عَنْ حِيَاضِهَا، وَ تُذَادُ عَنْ مَوَارِدِهَا!

۱۰۸

و من خطبة له (ؑ)

وهي من خطب الملاحم

الله تعالى

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمُتَجَلِّي لِخَلْقِهِ بِخَلْقِهِ، وَ الظَّاهِرِ لِقُلُوبِهِمْ بِحُجَّتِهِ. خَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ غَيْرِ رَوِيَّةٍ، إِذْ كَانَتِ الرَّوِيَّاتُ لَا تَلِيقُ إِلَّا بِذَوِي الضَّمَائِرِ، وَ لَيْسَ بِذِي ضَمِيرٍ فِي نَفْسِهِ. خَرَقَ عِلْمُهُ بَاطِنَ غَيْبِ السُّتُرَاتِ، وَ أَحَاطَ بِغُمُوضِ عَقَائِدِ السَّرِيرَاتِ

و منها في ذكر النبي (ﷺ)

اخْتَارَهُ مِنْ شَجَرَةِ الأَنْبِيَاءِ، وَ مِشْكَاةِ الضِّيَاءِ، وَ ذُؤَابَةِ الْعَلْيَاءِ، وَ سُرَّةِ الْبَطْحَاءِ، وَ مَصَابِيحِ الظُّلْمَةِ، وَ يَنَابِيعِ الْحِكْمَةِ.

وَ مِنْهَا: طَبِيبٌ دَوَّارٌ بِطِبِّهِ، قَدْ أَحْكَمَ مَرَاهِمَهُ، وَ أَحْمَى (اصمى) مَوَاسِمَهُ، يَضَعُ ذَلِكَ حَيْثُ الْحَاجَةُ إِلَيْهِ، مِنْ قُلُوبٍ عُمْيٍ، وَ آذَانٍ صُمٍّ، وَ أَلْسِنَةٍ بُكْمٍ؛ مُتَتَبِّعٌ بِدَوَائِهِ مَوَاضِعَ الْغَفْلَةِ، وَ مَوَاطِنَ الْحَيْرَةِ؛

فتنة بني أمية

لَمْ يَسْتَضِيئُوا بِأَضْوَاءِ الْحِكْمَةِ، وَ لَمْ يَقْدَحُوا بِزِنَادِ الْعُلُومِ الثَّاقِبَةِ؛ فَهُمْ فِي ذَلِكَ كَالأَنْعَامِ السَّائِمَةِ، وَالصُّخُورِ الْقَاسِيَةِ.

قَدِ انْجَابَتِ السَّرَائِرُ لِأَهْلِ الْبَصَائِرِ، وَ وَضَحَتْ مَحَجَّةُ الْحَقِّ لِخَابِطِهَا (لأهلها)، وَ أَسْفَرَتِ السَّاعَةُ عَنْ وَجْهِهَا، وَ ظَهَرَتِ الْعَلَامَةُ لِمُتَوَسِّمِهَا. مَا لِي أَرَاكُمْ أَشْبَاحاً بِلَا أَرْوَاحٍ، وَ أَرْوَاحاً بِلَا أَشْبَاحٍ، وَ نُسَّاكاً بِلَا صَلَاحٍ، وَ تُجَّاراً بِلَا أَرْبَاحٍ، وَ أَيْقَاظاً نُوَّماً، وَ شُهُوداً غُيَّباً،

یآفیخ ۔ جمع یافوخ ۔ بلندی سر
وحاوح ۔ جمع وحوحہ ۔ کراہنے کی آوازیں
آخرۃ ۔ آخرکار
حَسّ ۔ قتل
شجر ۔ نیزہ بازی
ہیم ۔ پیاسے اونٹ
تذاد ۔ ہنکائے جا رہے ہیں
ذوی الضمائر ۔ صاحبان قلب و دماغ
سترات ۔ جمع سترہ ۔ پردہ
مشکوٰۃ ۔ فانوس
ذوابہ ۔ پیشانی
بطحاء ۔ وادی مکہ
مواسم ۔ جمع میسم ۔ داغنے کے آلات
انجابت ۔ ہموار ہو گئے
خابط ۔ راستہ چلنے والا

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میدان جنگ سے فرار ایک بدترین عمل اور سخت ترین عذاب کا سبب ہے اور اس امر کو صرف اس صورت میں معاف کیا جا سکتا ہے جب مجاہد اپنی جگہ کو بہترین جگہ کی تلاش میں ترک کر دے اور دوبارہ دشمن پر حملہ کرکے اس کی شرارتوں کا بدلہ لے جیسا کہ صفین کے موقع پر ہوا کہ حالات کا ج... کے غیرت دلانے سے اہل عراق نے دوبارہ میدان کا رخ کیا اور دشمن پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیے۔

مصادر خطبہ ۱۰۸ غرر الحکم آمدی ص، ربیع الابرار زمخشری باب تبدل الاحوال

جس کی اونچی ناک اور چوٹی کی بلندی والے افراد تھے۔ میرے سینہ کی کراہنے کی آوازیں اس وقت دب سکتی ہیں جب میں یہ دیکھ لوں کہ تم انھیں اسی طرح اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہو جس طرح وہ تمھیں لئے ہوئے تھے اور ان کے مواقف سے اسی طرح ڈھکیل رہے ہو جس طرح انھوں نے تمھیں ہٹا دیا تھا کہ انھیں تیروں کی بوچھار کا نشانہ بنائے ہوئے ہو اور نیزوں کی زد پر اس طرح لئے ہوئے ہو کہ پہلی صف کو آخری صف پر الٹ رہے ہو جس طرح پیاسے اونٹ ہنکائے جاتے ہیں جب انھیں تالابوں سے دور پھینک دیا جاتا ہے اور گھاٹ سے الگ کر دیا جاتا ہے۔

۱۰۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں ملاحم اور حوادث فتن کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو اپنی مخلوقات کے سامنے تخلیقات کے ذریعہ جلوہ گر ہوتا ہے اور ان کے دلوں پر دلیلوں کے ذریعہ روشن ہوتا ہے۔ اس نے تمام مخلوقات کو بغیر سوچ بچار کی زحمت کے پیدا کیا ہے کہ سوچنا صاحبان دل وضمیر کا کام ہے اور وہ ان باتوں سے بلند تر ہے۔ اس کے علم نے پوشیدہ اسرار کے تمام پردوں کو چاک کر دیا ہے اور وہ تمام عقائد کی گہرائیوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

(رسول اکرمؐ) اس نے آپ کا انتخاب انبیاء کرام کے شجرہ۔ روشنی کے فانوس، بلندی کی پیشانی، ارض بطحا کی ناف زمین، ظلمت کے چراغوں اور حکمت کے سرچشموں کے درمیان سے کیا ہے۔

آپ وہ طبیب تھے جو اپنی طبابت کے ساتھ چکر لگا رہا ہو کہ اپنے مرہم کو درست کر لیا ہو اور داغنے کے آلات کو تپا لیا ہو کہ جس اندھے دل، بہرے کان، گونگی زبان پر ضرورت پڑے فوراً استعمال کر دے۔ اپنی دوا کو لئے ہوئے غفلت کے مراکز اور حیرت کے مقامات کی تلاش میں لگا ہوا ہو۔

(فتنۂ بنی امیہ) ان ظالموں نے حکمت کی روشنی سے نور حاصل نہیں کیا اور علوم کے چقماق کو رگڑ کر چنگاری نہیں پیدا کی۔ اس مسئلہ میں ان کی مثال چرنے والے جانوروں اور سخت ترین پتھروں کی ہے۔

بے شک اہل بصیرت کے لئے اسرار نمایاں ہیں اور حیران و سرگرداں لوگوں کے لئے حق کا راستہ روشن ہے۔ آنے والی ساعت نے اپنے چہرہ سے نقاب کو الٹ دیا ہے اور تلاش کرنے والوں کے لئے علامتیں ظاہر ہو گئی ہیں۔ آخر کیا ہو گیا ہے کہ میں تمھیں بالکل بے جان پیکر اور بلا پیکر روح کی شکل میں دیکھ رہا ہوں — تم وہ عبادت گذار ہو جو اندر سے صالح نہ ہو اور وہ تاجر ہو جس کو کوئی فائدہ نہ ہو۔ وہ بیدار ہو جو خواب غفلت میں ہو اور وہ حاضر ہو جو بالکل غیر حاضر ہو۔

وَ نَاظِرَةٌ عَمْيَاءُ، وَ سَائِمَةٌ صَمَّاءُ، وَ نَاطِقَةٌ بَكْمَاءُ: رَايَةُ ضَلَالٍ قَدْ قَامَتْ عَلَى قُطْبِهَا، وَ تَفَرَّقَتْ بِشُعَبِهَا، تَكِيلُكُمْ بِصَاعِهَا، وَ تَخْبِطُكُمْ بِبَاعِهَا. قَائِدُهَا خَارِجٌ مِنَ الْمِلَّةِ، قَائِمٌ عَلَى الضِّلَّةِ: فَلَا يَبْقَى يَوْمَئِذٍ مِنْكُمْ إِلَّا ثُفَالَةٌ كَثُفَالَةِ الْقِدْرِ، أَوْ نُفَاضَةٌ كَنُفَاضَةِ الْعِكْمِ، تَعْرُكُكُمْ عَرْكَ الْأَدِيمِ، وَ تَدُوسُكُمْ دَوْسَ الْحَصِيدِ، وَ تَسْتَخْلِصُ الْمُؤْمِنَ مِنْ بَيْنِكُمُ اسْتِخْلَاصَ الطَّيْرِ الْحَبَّةَ (حبة) الْبَطِينَةَ مِنْ بَيْنِ هَزِيلِ الْحَبِّ.

أَيْنَ تَذْهَبُ بِكُمُ الْمَذَاهِبُ، وَ تَتِيهُ بِكُمُ الْغَيَاهِبُ، وَ تَخْدَعُكُمُ الْكَوَاذِبُ؟ وَ مِنْ أَيْنَ تُؤْتَوْنَ، وَ أَنَّى تُؤْفَكُونَ؟ فَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ، وَ لِكُلِّ غَيْبَةٍ إِيَابٌ، فَاسْتَمِعُوا مِنْ رَبَّانِيِّكُمْ، وَ أَحْضِرُوهُ قُلُوبَكُمْ، وَ اسْتَيْقِظُوا إِنْ هَتَفَ بِكُمْ. وَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ، وَلْيَجْمَعْ شَمْلَهُ، وَلْيُحْضِرْ ذِهْنَهُ (اعلنه)، فَلَقَدْ فَلَقَ لَكُمُ الْأَمْرَ فَلْقَ الْخَرَزَةِ (الجوزة)، وَ قَرَفَهُ قَرْفَ الصَّمْغَةِ. فَعِنْدَ ذَلِكَ أَخَذَ الْبَاطِلُ مَآخِذَهُ، وَ رَكِبَ الْجَهْلُ مَرَاكِبَهُ، وَ عَظُمَتِ الطَّاغِيَةُ، وَ قَلَّتِ الدَّاعِيَةُ (الرّاعية)، وَ صَالَ الدَّهْرُ صِيَالَ السَّبُعِ الْعَقُورِ، وَ هَدَرَ فَنِيقُ الْبَاطِلِ بَعْدَ كُظُومٍ، وَ تَوَاخَى النَّاسُ عَلَى الْفُجُورِ، وَ تَهَاجَرُوا عَلَى الدِّينِ، وَ تَحَابُّوا عَلَى الْكَذِبِ، وَ تَبَاغَضُوا عَلَى الصِّدْقِ. فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ كَانَ الْوَلَدُ غَيْظاً، وَ الْمَطَرُ قَيْظاً، وَ تَفِيضُ اللِّئَامُ فَيْضاً، وَ تَغِيضُ الْكِرَامُ غَيْضاً، وَ كَانَ أَهْلُ ذَلِكَ الزَّمَانِ ذِئَاباً، وَ سَلَاطِينُهُ سِبَاعاً، وَ أَوْسَاطُهُ أُكَّالاً، وَ فُقَرَاؤُهُ أَمْوَاتاً، وَ غَارَ (عار) الصِّدْقُ، وَ فَاضَ الْكَذِبُ، وَ اسْتُعْمِلَتِ الْمَوَدَّةُ بِاللِّسَانِ، وَ تَشَاجَرَ النَّاسُ بِالْقُلُوبِ، وَ صَارَ الْفُسُوقُ نَسَباً، وَ الْعَفَافُ عَجَباً، وَ لُبِسَ الْإِسْلَامُ لُبْسَ الْفَرْوِ مَقْلُوباً. ①

۱۰۹

و من خطبة له (عليه السلام)

في بيان قدرة الله و انفراده بالعظمة و امر البعث

قدرة الله

كُلُّ شَيْءٍ خَاشِعٌ لَهُ، وَ كُلُّ شَيْءٍ قَائِمٌ بِهِ: غِنَى كُلِّ فَقِيرٍ، وَ عِزُّ كُلِّ ذَلِيلٍ، وَ قُوَّةُ كُلِّ ضَعِيفٍ، وَ مَفْزَعُ كُلِّ مَلْهُوفٍ. مَنْ تَكَلَّمَ

قامت علی قطبها - استحکام کا استعارہ ہے

شعب - جمع شعبہ - شاخ

تکیلکم - اشیاء کو کٹ کی گرفت میں لے لیتا ہے -

تخبطکم - جھٹکا دیتا ہے

ثفالہ - تہ نشین

نفاضہ - جھاڑن

عکم - تھیلا

عرک - رگڑنا

ادیم - کھال

حصید - کٹا ہوا غلہ

بطینہ - موٹا

ربانی - خدا رسیدہ

ہتف بکم - آواز دی

رائد - قوم کی بھلائی کے لئے آگے آگے چلنے والا

قرف الصمغہ - چھال - گوند

فنیق - نراونٹ

کظوم - سکون

قیظ - شدید گرمی

غیض - سمٹ جانا

① اس خطبہ سے صاف واضح ہوتا ہے کہ تمام حال معاشرہ کی نظر میں زمانہ کی ساری تباہی اور بربادی کا راز حالات کی بے اعتدالی اور حکام کا ظلم و جور ہے - جب تک سربراہان نیک کردار اور انصاف ور نہیں ہوں گے - حالات کی اصلاح کا امکان نہیں ہے - معاشرہ کا ذمہ دار اور نگراں فاسد اور ظالم ہو جاتا ہے تو معاشرہ کے ظلم و فساد میں کوئی کسر نہیں رہ جاتی ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۰۹ العقد الفرید ۲ ص ۲۵ ، ربیع الابرار زمخشری باب الملائکہ ، غرر الحکم آمدی (صفت النبی)

اندھی آنکھ۔ بہرے کان اور گونگی زبان۔ گمراہی کا پرچم اپنے مرکز پر جم چکا ہے اور اس کی شاخیں ہر سو پھیل چکی ہیں وہ تمھیں اپنے پیمانہ میں تول رہا ہے اور اپنے ہاتھوں اِدھر اُدھر بہکا رہا ہے۔ اس کا قائد ملت سے خارج اور ضلالت پر قائم ہے۔ اس دن تم سے کوئی باقی نہ رہ جائے گا مگر اسی مقدار میں جتنا پتیلی کا تہ دیگ ہوتا ہے یا تھیلی کے جھاڑے ہوئے ریزے۔ یہ گمراہی تمھیں اسی طرح مسل ڈالے گی جس طرح چمڑہ مسلا جاتا ہے اور اسی طرح پامال کر دے گی جس طرح کٹی ہوئی زراعت روندی جاتی ہے اور مومن خالص کو تمھارے درمیان سے اس طرح چن لے گی جس طرح پرندہ باریک دانوں سے موٹے دانوں کو نکال لیتا ہے۔

آخر تم کو یہ غلط راستے کدھر لئے جا رہے ہیں اور تم اندھیروں میں کہاں بھٹک رہے ہو اور تم کو جھوٹی امیدیں کس طرح دھوکہ دے رہی ہیں۔ کدھر سے لائے جا رہے ہو اور کدھر بہکائے جا رہے ہو۔ ہر مدت کا ایک نوشتہ ہوتا ہے اور غیبت کے لئے ایک واپسی ہوتی ہے لہٰذا اپنے خدا رسیدہ عالم کی بات سنو۔ اس کے لئے دلوں کو حاضر کرو، وہ آواز دے تو بیدار ہو جاؤ۔ ہر نمائندہ کو اپنی قوم سے سچ بولنا چاہئے۔ اس کی پراگندگی کو جمع کرنا چاہئے۔ اس کے ذہن کو حاضر رکھنا چاہئے۔ اب تمھارے رہنما نے تمھارے لئے مسئلہ کو اس قدر واشگاف کر دیا ہے جس طرح مہرہ کو چیرا جاتا ہے اور اس طرح چھیل ڈالا ہے جس طرح گوند کھرچا جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود باطل نے اپنا مرکز سنبھال لیا ہے اور جہل اپنے مرکب پر سوار ہو گیا ہے اور سرکشی بڑھ گئی ہے اور حق کی آواز دب گئی ہے اور زمانہ نے پھاڑ کھانے والے درندہ کی طرح حملہ کر دیا ہے اور باطل کا اونٹ چپ رہنے کے بعد پھر بلبلانے لگا ہے اور لوگوں نے فسق و فجور کی برادری قائم کر لی ہے اور سب نے مل کر دین کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جھوٹ پر دوستی کی بنیادیں قائم ہو گئی ہیں اور سچائی پر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں۔ ایسے حالات میں بیٹا باپ کے لئے غیظ و غضب کا سبب ہوگا اور بارش گرمی کا باعث ہوگی۔ کمینے لوگ پھیل جائیں گے اور شریف لوگ سمٹ جائیں گے۔ اس دور کے عوام بھیڑئیے ہوں گے اور سلاطین درندے۔ درمیانی طبقہ والے کھانے والے اور فقراء و مساکین مُردے ہوں گے۔ سچائی کم ہو جائے گی اور جھوٹ پھیل جائے گا۔ محبت کا استعمال صرف زبان سے ہوگا اور عداوت دلوں کے اندر پیوست ہو جائے گی۔ زنا کاری نسب کی بنیاد ہوگی اور عفت ایک عجیب و غریب شے ہو جائے گی۔ اسلام یوں الٹ دیا جائے گا جیسے کوئی پوستین کو اُلٹا پہن لے (۱)

۱۰۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرت خدا، عظمت الٰہی اور روز محشر کے بارے میں)

ہر شے اس کی بارگاہ میں سر جھکائے ہوئے ہے اور ہر چیز اسی کے دم سے قائم ہے۔ وہ ہر فقیر کی دولت کا سہارا اور ہر ذلیل کی عزت کا آسرا ہے۔ ہر کمزور کی طاقت وہی ہے اور ہر فریادی کی پناہ گاہ وہی ہے۔ وہ ہر بولنے والے کے نطق کو سن لیتا ہے

اندھی آنکھ۔ بہرے کان اور گونگی زبان۔ گمراہی کا پرچم اپنے مرکز پر جم چکا ہے اور اس کی شاخیں ہر سو پھیل چکی ہیں وہ تمہیں اپنے پیمانہ میں تول رہا ہے اور اپنے ہاتھوں اِدھر اُدھر بہکا رہا ہے۔ اس کا قائد ملت سے خارج اور ضلالت پر قائم ہے۔ اس دن تم سے کوئی باقی نہ رہ جائے گا مگر اسی مقدار میں جتنا تلچھٹ کا تہ دیگ ہوتا ہے یا تھیلی کے جھاڑے ہوئے ریزے۔ یہ گمراہی تمہیں اسی طرح مسل ڈالے گی جس طرح چمڑہ مسلا جاتا ہے اور اسی طرح پامال کر دے گی جس طرح کٹی ہوئی زراعت روندی جاتی ہے اور مومن خالص کو تمہارے درمیان سے اس طرح چن لے گی جس طرح پرندہ باریک دانوں سے موٹے دانوں کو نکال لیتا ہے۔

آخر تم کو یہ غلط راستے کدھر لئے جا رہے ہیں اور تم اندھیروں میں کہاں بھٹک رہے ہو اور تم کو جھوٹی امیدیں کس طرح دھوکہ دے رہی ہیں۔ کدھر سے لائے جا رہے ہو اور کدھر بہکائے جا رہے ہو۔ ہر مدت کا ایک نوشتہ ہوتا ہے اور غیبت کے لئے ایک واپسی ہوتی ہے لہٰذا اپنے خدا رسیدہ عالم کی بات سنو۔ اس کے لئے دلوں کو حاضر کرو، وہ آواز دے تو بیدار ہو جاؤ۔ ہر نمائندہ کو اپنی قوم سے سچ بولنا چاہئے۔ اس کی پراگندگی کو جمع کرنا چاہئے۔ اس کے ذہن کو حاضر رکھنا چاہئے۔ اب تمہارے رہنما نے تمہارے لئے مسئلہ کو اس قدر واشگاف کر دیا ہے جس طرح مہرہ کو چیرا جاتا ہے اور اس طرح چھیل ڈالا ہے جس طرح گوند کھرچا جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود باطل نے اپنا مرکز سنبھال لیا ہے اور جہل اپنے مرکب پر سوار ہو گیا ہے اور سرکشی بڑھ گئی ہے اور حق کی آواز دب گئی ہے اور زمانہ نے پھاڑ کھانے والے درندہ کی طرح حملہ کر دیا ہے اور باطل کا اونٹ چپ رہنے کے بعد پھر بلبلانے لگا ہے اور لوگوں نے فسق و فجور کی برادری قائم کر لی ہے اور سب نے مل کر دین کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جھوٹ پر دوستی کی بنیادیں قائم ہو گئی ہیں اور سچائی پر ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں۔ ایسے حالات میں بیٹا باپ کے لئے غیظ و غضب کا سبب ہوگا اور بارش گرمی کا باعث ہوگی۔ کمینے لوگ پھیل جائیں گے اور شریف لوگ سمٹ جائیں گے۔ اس دور کے عوام بھیڑئیے ہوں گے اور سلاطین درندے۔ درمیانی طبقہ والے کھانے والے اور فقراء و مساکین مُردے ہوں گے۔ سچائی کم ہو جائے گی اور جھوٹ پھیل جائے گا۔ محبت کا استعمال صرف زبان سے ہوگا اور عداوت دلوں کے اندر پیوست ہو جائے گی۔ زناکاری نسب کی بنیاد ہوگی اور عفت ایک عجیب و غریب شے ہو جائے گی۔ اسلام یوں الٹ دیا جائے گا جیسے کوئی پوستین کو اُلٹا پہن لے۔(۱)

۱۰۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرت خدا، عظمت الٰہی اور روز محشر کے بارے میں)

ہر شے اس کی بارگاہ میں سر جھکائے ہوئے ہے اور ہر چیز اسی کے دم سے قائم ہے۔ وہ ہر فقیر کی دولت کا سہارا اور ہر ذلیل کی عزت کا آسرا ہے۔ ہر کمزور کی طاقت وہی ہے اور ہر فریادی کی پناہ گاہ وہی ہے۔ وہ ہر بولنے والے کے نطق کو سن لیتا ہے

اور ہر خاموش رہنے والے کے راز کو جانتا ہے۔ جو زندہ ہے اس کا رزق اس کے ذمہ ہے اور جو مرگیا اس کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔

خدایا! آنکھوں نے تجھے دیکھا نہیں ہے کہ تیرے بارے میں خبر دے سکیں۔ تو تمام توصیف کرنے والی مخلوقات کے پہلے سے ہے۔ تو نے مخلوقات کو تنہائی کی وحشت کی بنا پر نہیں خلق کیا ہے اور نہ انھیں کسی فائدہ کے لئے استعمال کیا ہے۔ تو جسے حاصل کرنا چاہے وہ آگے نہیں جا سکتا ہے اور جسے پکڑنا چاہے وہ بچ کر نہیں جا سکتا ہے۔ نافرمانوں سے تیری سلطنت میں کمی نہیں آتی ہے اور اطاعت گذاروں سے تیرے ملک میں اضافہ نہیں ہوتا ہے جو تیرے فیصلہ سے ناراض ہو وہ تیرے حکم کو ٹال نہیں سکتا ہے اور جو تیرے امر سے روگردانی کرے وہ تجھ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے۔ ہر راز تیرے سامنے روشن ہے اور ہر غیب تیرے لئے حضور ہے۔ تو ابدی ہے تو تیری کوئی انتہا نہیں ہے اور تو انتہا ہے تو تجھ سے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے۔ تو سب کی وعدہ گاہ ہے تو تجھ سے نجات حاصل کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہر زمین پر چلنے والے کا اختیار تیرے ہاتھ میں ہے اور ہر جاندار کی بازگشت تیری ہی طرف ہے۔ پاک و بے نیاز ہے تو۔ تیری شان کیا باعظمت ہے اور تیری مخلوقات بھی کیا عظیم الشان ہے اور تیری قدرت کے سامنے ہر عظیم شے کس قدر حقیر ہے اور تیری سلطنت کس قدر پُرشکوہ ہے اور یہ سب تیری اس مملکت کے مقابلہ میں جو نگاہوں سے اوجھل ہے کس قدر معمولی ہے۔ تیری نعمتیں اس دنیا میں کس قدر مکمل ہیں اور پھر نعمات آخرت کے مقابلہ میں کس قدر مختصر ہیں۔

(ملائکہ مقربین) یہ تیرے ملائکہ ہیں جنھیں تو نے آسمانوں میں آباد کیا ہے اور زمین سے بلند تر بنایا ہے۔ یہ تمام مخلوقات سے زیادہ تیری معرفت رکھتے ہیں اور تجھ سے خوف زدہ رہتے ہیں اور تیرے قریب تر بھی ہیں۔ یہ نہ اصلاب پدر میں رہے ہیں اور نہ ارحام مادر میں اور نہ حقیر نطفہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور نہ ان پر زمانہ کے انقلاب کا کوئی اثر ہے۔ یہ تیری بارگاہ میں ایک خاص مقام اور منزلت رکھتے ہیں۔ ان کی تمام تر خواہشات صرف تیرے بارے میں ہیں اور یہ بکثرت تیری ہی اطاعت کرتے ہیں اور تیرے حکم سے ہرگز غافل نہیں ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر تیری عظمت کی تہ تک پہونچ جائیں تو اپنے اعمال کو حقیر ترین تصور کریں گے اور اپنے نفس کی مذمت کریں گے اور انھیں معلوم ہو جائے گا کہ انھوں نے عبادت کا حق ادا نہیں کیا ہے اور حق اطاعت کے برابر اطاعت نہیں کی ہے۔

تو پاک و بے نیاز ہے خالقیت کے اعتبار سے بھی اور عبادت کے اعتبار سے بھی۔ میری تسبیح اس بہترین برتاؤ کی بنا پر ہے جو تو نے مخلوقات کے ساتھ کیا ہے۔ تو نے ایک گھر بنایا ہے۔ اس میں ایک دسترخوان بچھایا ہے۔ جس میں کھانے پینے، زوجیت، خدمت، قصر، نہر، زراعت، ثمر سب کا انتظام کر دیا ہے اور پھر ایک داعی کو اس کی طرف دعوت دینے کے لئے بھیج دیا ہے لیکن لوگوں نے نہ داعی کی آواز پر لبیک کہی اور نہ جن چیزوں کی طرف تو نے رغبت دلائی تھی راغب ہوئے اور نہ تیری تشویق کا شوق پیدا کیا۔

إِلَيْهِ اشْتَاقُوا، أَقْبَلُوا عَلَى جِيفَةٍ قَدِ افْتَضَحُوا بِأَكْلِهَا، وَاصْطَلَحُوا عَلَى حُبِّهَا، وَمَنْ عَشِقَ شَيْئاً أَعْشَى (اعمى) بَصَرَهُ، وَأَمْرَضَ قَلْبَهُ، فَهُوَ يَنْظُرُ بِعَيْنٍ غَيْرِ صَحِيحَةٍ، وَيَسْمَعُ بِأُذُنٍ غَيْرِ سَمِيعَةٍ، قَدْ خَرَقَتِ الشَّهَوَاتُ عَقْلَهُ، وَأَمَاتَتِ الدُّنْيَا قَلْبَهُ، وَوَلِهَتْ عَلَيْهَا نَفْسُهُ، فَهُوَ عَبْدٌ لَهَا، وَلِمَنْ فِي يَدَيْهِ شَيْءٌ مِنْهَا، حَيْثُمَا زَالَتْ زَالَ إِلَيْهَا، وَحَيْثُمَا أَقْبَلَتْ أَقْبَلَ عَلَيْهَا، لَا يَنْزَجِرُ مِنَ اللهِ بِزَاجِرٍ، وَلَا يَتَّعِظُ مِنْهُ بِوَاعِظٍ، وَهُوَ يَرَى الْمَأْخُوذِينَ عَلَى الْغِرَّةِ، حَيْثُ لَا إِقَالَةَ وَلَا رَجْعَةَ، كَيْفَ نَزَلَ بِهِمْ مَا كَانُوا يَجْهَلُونَ، وَجَاءَهُمْ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا مَا كَانُوا يَأْمَنُونَ، وَقَدِمُوا مِنَ الْآخِرَةِ عَلَى مَا كَانُوا يُوعَدُونَ. فَغَيْرُ مَوْصُوفٍ مَا نَزَلَ بِهِمْ: اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِمْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ وَحَسْرَةُ الْفَوْتِ، فَفَتَرَتْ لَهَا أَطْرَافُهُمْ، وَتَغَيَّرَتْ لَهَا أَلْوَانُهُمْ، ثُمَّ ازْدَادَ الْمَوْتُ فِيهِمْ وُلُوجاً، فَحِيلَ بَيْنَ أَحَدِهِمْ وَبَيْنَ مَنْطِقِهِ، وَإِنَّهُ لَبَيْنَ أَهْلِهِ يَنْظُرُ بِبَصَرِهِ، وَيَسْمَعُ بِأُذُنِهِ، عَلَى صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهِ، وَبَقَاءٍ مِنْ لُبِّهِ، يُفَكِّرُ فِيمَ أَفْنَى عُمُرَهُ، وَفِيمَ أَذْهَبَ دَهْرَهُ! وَيَتَذَكَّرُ أَمْوَالاً جَمَعَهَا، أَغْمَضَ فِي مَطَالِبِهَا، وَأَخَذَهَا مِنْ مُصَرَّحَاتِهَا وَمُشْتَبِهَاتِهَا، قَدْ لَزِمَتْهُ تَبِعَاتُ جَمْعِهَا، وَأَشْرَفَ عَلَى فِرَاقِهَا، تَبْقَى لِمَنْ وَرَاءَهُ يَنْعَمُونَ فِيهَا، وَيَتَمَتَّعُونَ بِهَا، فَيَكُونُ الْمَهْنَأُ لِغَيْرِهِ، وَالْعِبْءُ عَلَى ظَهْرِهِ. وَالْمَرْءُ قَدْ غَلِقَتْ (علقت) رُهُونُهُ بِهَا، فَهُوَ يَعَضُّ يَدَهُ نَدَامَةً عَلَى مَا أَصْحَرَ لَهُ عِنْدَ الْمَوْتِ مِنْ أَمْرِهِ، وَيَزْهَدُ فِيمَا كَانَ يَرْغَبُ فِيهِ أَيَّامَ عُمُرِهِ، وَيَتَمَنَّى أَنَّ الَّذِي كَانَ يَغْبِطُهُ بِهَا وَيَحْسُدُهُ عَلَيْهَا قَدْ حَازَهَا دُونَهُ! فَلَمْ يَزَلِ الْمَوْتُ يُبَالِغُ فِي جَسَدِهِ حَتَّى خَالَطَ لِسَانُهُ سَمْعَهُ، فَصَارَ بَيْنَ أَهْلِهِ لَا يَنْطِقُ بِلِسَانِهِ، وَلَا يَسْمَعُ بِسَمْعِهِ: يُرَدِّدُ طَرْفَهُ بِالنَّظَرِ فِي وُجُوهِهِمْ، يَرَى حَرَكَاتِ أَلْسِنَتِهِمْ، وَلَا يَسْمَعُ رَجْعَ كَلَامِهِمْ. ثُمَّ ازْدَادَ (زاد) الْمَوْتُ الْتِيَاطاً بِهِ، فَقُبِضَ بَصَرُهُ كَمَا قُبِضَ سَمْعُهُ، وَخَرَجَتِ الرُّوحُ مِنْ جَسَدِهِ، فَصَارَ جِيفَةً بَيْنَ أَهْلِهِ، قَدْ أَوْحَشُوا مِنْ جَانِبِهِ، وَتَبَاعَدُوا مِنْ قُرْبِهِ. لَا يُسْعِدُ (يسعد) بَاكِياً، وَلَا يُجِيبُ دَاعِياً. ثُمَّ حَمَلُوهُ إِلَى مَخَطٍّ (مخط) فِي الْأَرْضِ، فَأَسْلَمُوهُ فِيهِ إِلَى عَمَلِهِ، وَانْقَطَعُوا عَنْ زَوْرَتِهِ.

اعشی - اندھا بنا دیا

علی الغرۃ - اچانک، دھوکہ کی حالت میں

ولوج - دخول

اغمض - حرام و حلال میں کوئی فرق نہیں کیا

تبعات - اثرات - نتائج، مطالبے

مھنأ - خیر و منفعت

عبء - بوجھ

غلقت رھونہ - وہ رہن جو چھڑایا نہ جا سکے

اصحر - واضح ہو گیا

خالط لسانہ سمعہ - دونوں شریک معصیت ہو گئے

التیاط - اتصال

زورۃ - زیارت

(1) کاش انسان انھیں دو کلمات پر غور کر لیتا تو اس کی زندگی میں عظیم انقلاب آسکتا تھا۔

کس قدر حسرت ناک وہ موقع ہوتا ہے جب زندگی کی میعاد تمام ہو جاتی ہے اور انسان دو مصیبتوں سے بیک وقت دوچار ہو جاتا ہے۔ ایک طرف نزع کے ہنگام کی کیفیت بیکسی، بے بسی، کرب، بے چینی، جان کا رگ رگ سے کھینچ کر نکلنا، پیاس کی شدت سے زبان کا اینٹھ جانا ۔۔۔ اور دوسری طرف سارے سامان زندگی کے ہاتھ سے نکل جانے کا صدمہ اور یہ حسرت کہ کاش اس دنیا کے لئے اس قدر محنت نہ کی ہوتی اور اسے اپنے مستقبل کے لئے وبال جان نہ بنایا ہوتا۔

ضرورت ہے کہ انسان اس خطبہ کے فقرات کی ذہنی تصویر کشی کرے اور پھر اس سے عبرت حاصل کرے۔ ورنہ انجام کار انتہائی خطرناک ہے۔

سب اس مُردار پر ٹوٹ پڑے جس کو کھا کر رسوا ہوئے اور سب نے اس کی محبّت پر اتفاق کر لیا اور ظاہر ہے کہ جو کسی کا بھی عاشق ہو جاتا ہے وہ شے اسے اندھا بنا دیتی ہے اور اس کے دل کو بیمار کر دیتی ہے۔ وہ دیکھتا بھی ہے تو غیر سلیم آنکھوں سے اور سنتا بھی ہے تو غیر سمیع کانوں سے۔ خواہشات نے ان کی عقلوں کو پارہ پارہ کر دیا ہے اور دنیا نے ان کے دلوں کو مُردہ بنا دیا ہے انھیں اس سے والہانہ لگاؤ پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس کے بندے ہو گئے ہیں اور ان کے غلام بن گئے ہیں۔ جن کے ہاتھ میں تھوڑی سی بھی دنیا ہے کہ جس طرف وہ جھکتی ہے یہ بھی جھک جاتے ہیں اور جدھر وہ مُڑتی ہے یہ بھی مڑ جاتے ہیں۔ نہ کوئی خدائی روکنے والا انھیں روک سکتا ہے اور نہ کسی واعظ کی نصیحت ان پر اثر انداز ہوتی ہے۔ جب کہ انھیں دیکھ رہے ہیں جو اسی دھوکہ میں پکڑ لئے گئے ہیں کہ اب نہ معافی کا امکان ہے اور نہ واپسی کا۔ کس طرح ان پر وہ مصیبت نازل ہو گئی ہے جس سے ناواقف تھے اور فراق دنیا کی وہ آفت آگئی ہے جس کی طرف سے بالکل مطمئن تھے اور آخرت میں اس صورت حال کا سامنا کر رہے ہیں جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اب تو اس مصیبت کا بیان بھی ناممکن ہے جہاں ایک طرف موت کے سکرات ہیں اور دوسری طرف فراق دنیا کی حسرت۔ حالت یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے ہیں اور رنگ اُڑ گیا ہے۔ اس کے بعد موت کی دخل اندازی اور بڑھی تو وہ گفتگو کی راہ میں بھی حائل ہو گئی کہ انسان گھر والوں کے درمیان ہے انھیں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ کان سے ان کی آوازیں سن رہا ہے۔ عقل بھی سلامت ہے اور ہوش بھی برقرار ہے۔ یہ سوچ رہا ہے کہ عمر کو کہاں برباد کیا ہے اور زندگی کو کہاں گذارا ہے۔ ان اموال کو یاد کر رہا ہے جنھیں جمع کیا تھا اور ان کی جمع آوری میں آنکھیں بند کر لی تھیں کہ کبھی واضح راستوں سے حاصل کیا اور کبھی مشتبہ طریقوں سے کہ صرف ان کے جمع کرنے کے اثرات باقی رہ گئے ہیں اور ان سے جدائی کا وقت آگیا ہے۔ اب یہ مال بعد والوں کے لئے رہ جائے گا جو آرام کریں گے اور مزے اڑائیں گے۔ یعنی مزہ دوسروں کے لئے ہوگا اور بوجھ اس کی پیٹھ پر ہوگا لیکن انسان اس مال کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور موت نے سارے حالات کو بے نقاب کر دیا ہے کہ ندامت سے اپنے ہاتھ کاٹ رہا ہے اور اس چیز سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے جس کی طرف زندگی بھر راغب تھا۔ اب یہ چاہتا ہے کہ کاش جو شخص اس سے اس مال کی بنا پر حسد کر رہا تھا یہ مال اُس کے پاس ہوتا اور اس کے پاس نہ ہوتا۔

اس کے بعد موت اس کے جسم میں مزید دراندازی کرتی ہے اور زبان کے ساتھ کانوں کو بھی شامل کر لیتی ہے کہ انسان اپنے گھر والوں کے درمیان نہ بول سکتا ہے اور نہ سن سکتا ہے۔ ہر ایک کے چہرہ کو حسرت سے دیکھ رہا ہے۔ ان کی زبان کی جنبش کو بھی دیکھ رہا ہے لیکن الفاظ کو نہیں سن سکتا ہے۔

اس کے بعد موت اور چپک جاتی ہے تو کانوں کی طرح آنکھوں پر بھی قبضہ ہو جاتا ہے اور روح جسم سے پرواز کر جاتی ہے اب وہ گھر والوں کے درمیان ایک مُردار ہوتا ہے۔ جس کے پہلو میں بیٹھنے سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے اور لوگ دور بھاگنے لگتے ہیں۔ یہ اب نہ کسی رونے والے کو سہارا دے سکتا ہے اور نہ کسی پکارنے والے کی آواز پر آواز دے سکتا ہے۔ لوگ اسے زمین کے ایک گڑھے تک پہونچا دیتے ہیں اور اسے اس کے اعمال کے حوالہ کر دیتے ہیں کہ ملاقاتوں کا سلسلہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

القيامة

حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ، وَالْأَمْرُ مَقَادِيرَهُ، وَأُلْحِقَ آخِرُ الْخَلْقِ بِأَوَّلِهِ، وَجَاءَ مِنْ أَمْرِ اللهِ مَا يُرِيدُهُ مِنْ تَجْدِيدِ خَلْقِهِ، أَمَادَ (امال) السَّمَاءَ وَفَطَرَهَا، وَأَرَجَّ الْأَرْضَ وَأَرْجَفَهَا، وَقَلَعَ جِبَالَهَا وَنَسَفَهَا، وَدَكَّ بَعْضُهَا بَعْضاً مِنْ هَيْبَةِ جَلَالَتِهِ وَمَخُوفِ سَطْوَتِهِ، وَأَخْرَجَ مَنْ فِيهَا، فَجَدَّدَهُمْ بَعْدَ إِخْلَاقِهِمْ، وَجَمَعَهُمْ بَعْدَ تَفَرُّقِهِمْ، ثُمَّ مَيَّزَهُمْ لِمَا يُرِيدُهُ مِنْ مَسْأَلَتِهِمْ عَنْ خَفَايَا الْأَعْمَالِ وَخَبَايَا الْأَفْعَالِ، وَجَعَلَهُمْ فَرِيقَيْنِ: أَنْعَمَ عَلَى هَؤُلَاءِ وَانْتَقَمَ مِنْ هَؤُلَاءِ، فَأَمَّا أَهْلُ الطَّاعَةِ فَأَثَابَهُمْ بِجِوَارِهِ، وَخَلَّدَهُمْ فِي دَارِهِ، حَيْثُ لَا يَظْعَنُ النُّزَّالُ، وَلَا تَتَغَيَّرُ بِهِمُ الْحَالُ، وَلَا تَنُوبُهُمُ الْأَفْزَاعُ، وَلَا تَنَالُهُمُ الْأَسْقَامُ، وَلَا تَعْرِضُ لَهُمُ الْأَخْطَارُ، وَلَا تُشْخِصُهُمُ الْأَسْفَارُ. وَأَمَّا أَهْلُ الْمَعْصِيَةِ فَأَنْزَلَهُمْ شَرَّ دَارٍ، وَغَلَّ الْأَيْدِيَ إِلَى الْأَعْنَاقِ، وَقَرَنَ النَّوَاصِيَ بِالْأَقْدَامِ، وَأَلْبَسَهُمْ سَرَابِيلَ الْقَطِرَانِ، وَمُقَطَّعَاتِ النِّيرَانِ، فِي عَذَابٍ قَدِ اشْتَدَّ حَرُّهُ، وَبَابٍ قَدْ أُطْبِقَ عَلَى أَهْلِهِ، فِي نَارٍ لَهَا كَلَبٌ وَلَجَبٌ (جلب)، وَلَهَبٌ سَاطِعٌ، وَقَصِيفٌ هَائِلٌ، لَا يَظْعَنُ مُقِيمُهَا، وَلَا يُفَادَى أَسِيرُهَا، وَلَا تُفْصَمُ (تفصم) كُبُولُهَا، لَا مُدَّةَ لِلدَّارِ فَتَفْنَى، وَلَا أَجَلَ لِلْقَوْمِ فَيُقْضَى.

زهد النبي (ﷺ)

ومنها في ذكر النبي صلى الله عليه و آله: قَدْ حَقَّرَ الدُّنْيَا وَصَغَّرَهَا، وَأَهْوَنَ بِهَا وَهَوَّنَهَا، وَعَلِمَ أَنَّ اللهَ زَوَاهَا عَنْهُ اخْتِيَاراً، وَبَسَطَهَا لِغَيْرِهِ احْتِقَاراً، فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا عَنْ نَفْسِهِ، وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً، أَوْ يَرْجُوَ فِيهَا مَقَاماً. بَلَّغَ عَنْ رَبِّهِ مُعْذِراً، وَنَصَحَ لِأُمَّتِهِ مُنْذِراً، وَدَعَا إِلَى الْجَنَّةِ مُبَشِّراً، وَخَوَّفَ مِنَ النَّارِ مُحَذِّراً.

اهل البيت (ﷺ)

نَحْنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ، وَمَحَطُّ الرِّسَالَةِ، وَمُخْتَلَفُ الْمَلَائِكَةِ، وَمَعَادِنُ الْعِلْمِ، وَيَنَابِيعُ الْحُكْمِ، نَاصِرُنَا وَمُحِبُّنَا يَنْتَظِرُ (ينتظر) الرَّحْمَةَ، وَعَدُوُّنَا (عادانا) وَمُبْغِضُنَا يَنْتَظِرُ السَّطْوَةَ (اللعنة).

اماد - حرکت بانظم
فطر - شگافتہ کیا
اخلاق - بوسیدہ ہوجانا
تنوبهم الافزاع - فزع - خوف
اشخصہ - عاجز کر دیا
سربال - قمیص
قطران - تارکول
مقطعات - ہر وہ لباس جس میں قطع و برید ہو
کلب - ہیجان
لجب - شور
قصیف - ہنگامہ
کبول - جمع کبل - قید
زواہا - قبض کرلیا
ریاش - بہترین لباس
معذر - عذر تمام کر دینے والا
مختلف - محل آمد و رفت

(1) دنیا کی حقارت و ذلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مالک کائنات نے اپنے محبوب کو اس کی مادی لذتوں اور آسائشوں سے الگ رکھا ہے اور فرعون و قارون جیسے افراد کے گھر بھر دیئے ہیں۔ نگاہ پروردگار میں اس کی کوئی بھی حیثیت ہوتی تو سب سے پہلے اسی سے اپنے محبوب کو نوازتا اس کے بعد ہی صدقہ ساری دنیا میں تقسیم کر دیتا۔!

۱۱۰

و من خطبة له (عليه السلام)

في اركان الدين

الاسلام

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى الْإِيمَانُ بِهِ وَ بِرَسُولِهِ،[۱] وَ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، فَإِنَّهُ ذِرْوَةُ الْإِسْلَامِ، وَ كَلِمَةُ الْإِخْلَاصِ فَإِنَّهَا الْفِطْرَةُ، وَ إِقَامُ الصَّلَاةِ فَإِنَّهَا الْمِلَّةُ، وَ إِيتَاءُ الزَّكَاةِ فَإِنَّهَا فَرِيضَةٌ وَاجِبَةٌ، وَ صَوْمُ شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِنَّهُ جُنَّةٌ مِنَ الْعِقَابِ، وَ حَجُّ الْبَيْتِ وَ اعْتِمَارُهُ فَإِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَ يَرْحَضَانِ الذَّنْبَ، وَ صِلَةُ الرَّحِمِ فَإِنَّهَا مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، وَ مَنْسَأَةٌ فِي الْأَجَلِ، وَ صَدَقَةُ السِّرِّ فَإِنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطِيئَةَ، وَ صَدَقَةُ الْعَلَانِيَةِ فَإِنَّهَا تَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ، وَ صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ فَإِنَّهَا تَقِي مَصَارِعَ الْهَوَانِ.

أَفِيضُوا فِي ذِكْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الذِّكْرِ، وَ ارْغَبُوا فِيمَا وَعَدَ الْمُتَّقِينَ فَإِنَّ وَعْدَهُ أَصْدَقُ الْوَعْدِ، وَ اقْتَدُوا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الْهَدْيِ، وَ اسْتَنُّوا بِسُنَّتِهِ فَإِنَّهَا أَهْدَى السُّنَنِ.[۲]

فضل القرآن

وَ تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ، وَ تَفَقَّهُوا فِيهِ فَإِنَّهُ رَبِيعُ الْقُلُوبِ، وَ اسْتَشْفُوا بِنُورِهِ فَإِنَّهُ شِفَاءُ الصُّدُورِ، وَ أَحْسِنُوا تِلَاوَتَهُ فَإِنَّهُ أَنْفَعُ الْقَصَصِ. وَ إِنَّ الْعَالِمَ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ كَالْجَاهِلِ الْحَائِرِ (الجائر) الَّذِي لَا يَسْتَفِيقُ مِنْ جَهْلِهِ، بَلِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ أَعْظَمُ، وَ الْحَسْرَةُ لَهُ أَلْزَمُ، وَ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ أَلْوَمُ.

۱۱۱

و من خطبة له (عليه السلام)

في ذم الدنيا

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَإِنَّهَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ، وَ تَحَبَّبَتْ بِالْعَاجِلَةِ، وَ رَاقَتْ بِالْقَلِيلِ، وَ تَحَلَّتْ بِالْآمَالِ، وَ تَزَيَّنَتْ بِالْغُرُورِ، لَا تَدُومُ حَبْرَتُهَا، وَ لَا تُؤْمَنُ فَجْعَتُهَا، غَرَّارَةٌ ضَرَّارَةٌ، حَائِلَةٌ زَائِلَةٌ، نَافِدَةٌ بَائِدَةٌ، أَكَّالَةٌ غَوَّالَةٌ، لَا

ذروہ - بلندی
ملت - طریقہ - شریعت
جُنہ - حفاظت
رحض - دھودینا
منساۃ - ٹالنے کی جگہ
الوم - اپنے نفس کو ملامت کرنے والا
حبرہ - نعمت و سرخوشی
حائلہ - متغیر
نافدہ - فانی
بائدہ - ہلاک ہونے والا
غوّالہ - مہلک

(۱) ایمان باللہ یعنی اس کی ہستی اور اس کے جمال کا واقعی اعتراف
ایمان بالرسول یعنی آپ کے کمالات اور آپ کے پیغام زندگی کا مکمل اتباع
جہاد - یعنی تمام طاقتوں کا راہ خدا میں صرف کر دینا
کلمۂ اخلاص یعنی دل سے توحید کا مخلص ہونا

(۲) مولائے کائنات نے اس خطبہ میں ان وسائل کا ذکر کیا ہے اور جن کے ذریعہ انسان پروردگار سے قریب تر ہو سکتا ہے اور جس میں ایمان کے ساتھ نماز - جہاد - زکوٰۃ - روزہ - حج و عمرہ - صلۂ رحم اور کار خیر کے علاوہ ذکر خدا اور تعلیم و تفقہ قرآن وغیرہ بھی شامل ہیں جن کے بغیر توسل کا کوئی امکان نہیں ہے اس کے بعد سیرت کے اعتبار سے سیرت پیغمبرؐ اور ہدایت اہلبیتؑ بہترین وسیلہ ہے جس کے نمونے یہی اعمال خیر ہیں جن کا اس خطبہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۱۰ تحف العقول ص۱۵۲، من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۱۳۱، علل الشرائع ص۱۱۱، محاسن برقی ص۲۸۹، امالی طوسی ۱ ص۲۲۰، بحار ۷۸ ص۱۳۶، التمثیل والمحاضرہ ثعالبی ص۳۲ (متوفی ۴۲۹ھ)

مصادر خطبہ ۱۱۱ الموفق محمد بن عمران المرزبانی المتوفی ۳۸۴ھ، تحف العقول ص۱۳۸، دستور معالم الحکم قضاعی ص۹، مطالب السئول ص۱۳۳، نہایہ ابن اثیر [illegible]، البیان والتبیین ۲ ص۳۳، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص۲۵۰، بحار ۱۷ ص۱۴۸، الصناعتین ابو ہلال عسکری ص۲۴۴، العقد الفرید ۲ ص۱۹۰

۱۱۰ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(ارکانِ اسلام کے بارے میں)

(۱) اللہ والوں کے لئے اس کی بارگاہ تک پہونچنے کا بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان اور راہ خدا میں جہاد ہے کہ جہاد اسلام کی سربلندی ہے۔ اور کلمۂ اخلاص ہے کہ یہ فطرت الٰہیہ ہے اور نماز کا قیام ہے کہ یہ عین دین ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہے کہ یہ فریضہ واجب ہے اور ماہ رمضان کا روزہ ہے کہ یہ عذاب سے بچنے کی سپر ہے اور حج بیت اللہ ہے اور عمرہ ہے کہ یہ فقر کو دور کر دیتا ہے اور گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اور صلۂ رحم ہے کہ یہ مال میں اضافہ اور اجل کے ٹالنے کا ذریعہ ہے اور پوشیدہ طریقہ سے خیرات ہے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے اور علی الاعلان صدقہ ہے کہ یہ بدترین موت کے دفع کرنے کا ذریعہ ہے اور اقربا کے ساتھ نیک سلوک ہے کہ یہ ذلت کے مقامات سے بچانے کا وسیلہ ہے۔

ذکر خدا کی راہ میں آگے بڑھتے رہو کہ یہ بہترین ذکر ہے اور خدا نے متقین سے جو وعدہ کیا ہے اس کی طرف رغبت پیدا کرو کہ اس کا وعدہ سچا ہے۔ اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت کے راستہ پر چلو کہ یہ بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت کو اختیار کرو کہ یہ سب سے بہتر ہدایت کرنے والی ہے۔

(قرآن کریم) قرآن مجید کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔ اس کے ذریعے شفا حاصل کرو کہ یہ دلوں کے لئے شفا ہے اور اس کی باقاعدہ تلاوت کرو کہ یہ مفید ترین قصوں کا مرکز ہے۔ اور یاد رکھو کہ اپنے علم کے خلاف عمل کرنے والا عالم بھی حیران و سرگردان جاہل جیسا ہے جسے جہالت سے کبھی افاقہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس پر حجت خدا زیادہ عظیم تر ہوتی ہے اور اس کے لئے حسرت و اندوہ بھی زیادہ لازم ہوتا ہے اور وہ بارگاہ الٰہی میں زیادہ قابل ملامت ہوتا ہے۔ (۲)

۱۱۱ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(مذمت دنیا کے بارے میں)

امابعد! میں تم لوگوں کو دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ شیریں اور شاداب ہے لیکن خواہشات میں گھری ہوئی ہے۔ اپنی جلد مل جانے والی نعمتوں کی بنا پر محبوب بن جاتی ہے اور تھوڑی سی زینت سے خوبصورت بن جاتی ہے۔ یہ امیدوں سے آراستہ ہے اور دھوکہ سے مزین ہے۔ نہ اس کی خوشی دائمی ہے اور نہ اس کی مصیبت سے کوئی محفوظ رہنے والا ہے۔ یہ دھوکہ باز نقصان رساں، بدل جانے والی، فنا ہو جانے والی، زوال پذیر اور ہلاک ہو جانے والی ہے۔ یہ لوگوں کو کھا بھی جاتی ہے اور مٹا بھی دیتی ہے۔

۱؎ بعض نادانوں کا خیال ہے کہ جب دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے اور اس کے شب و روز کا اعتبار نہیں ہے تو بہترین بات یہ ہے کہ جس قدر حاصل ہو جائے انسان حاصل کرلے اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو جائے کہ کہیں دوسرے دن ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ لیکن یہ خیال انہیں لوگوں کا ہے جو آخرت کی طرف سے یکسر غافل ہیں اور انہیں اس لطف اندوزی کے انجام کی خبر نہیں ہے ورنہ اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تو مارگزیدہ کی طرح تڑپنے کو بستر حریر پر آرام کرنے سے زیادہ پسند کرتے اور مفلس ترین زندگی گزارنے ہی کو عافیت و آرام تصور کرتے۔

۱۱۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(ارکانِ اسلام کے بارے میں)

اللہ والوں کے لئے اس کی بارگاہ تک پہونچنے کا بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان[1] اور راہ خدا میں جہاد ہے کہ جہاد اسلام کی سربلندی ہے۔ اور کلمۂ اخلاص ہے کہ یہ فطرت الٰہیہ ہے اور نماز کا قیام ہے کہ یہ عین دین ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہے کہ یہ فریضہ واجب ہے اور ماہ رمضان کا روزہ ہے کہ یہ عذاب سے بچنے کی سپر ہے اور حج بیت اللہ ہے اور عمرہ ہے کہ یہ فقر کو دور کر دیتا ہے اور گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اور صلۂ رحم ہے کہ یہ مال میں اضافہ اور اجل کے ٹالنے کا ذریعہ ہے اور پوشیدہ طریقہ سے خیرات ہے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے اور علی الاعلان صدقہ ہے کہ یہ بد ترین موت کے دفع کرنے کا ذریعہ ہے اور اقربا کے ساتھ نیک سلوک ہے کہ یہ ذلت کے مقامات سے بچانے کا وسیلہ ہے۔

ذکر خدا کی راہ میں آگے بڑھتے رہو کہ یہ بہترین ذکر ہے اور خدا نے متقین سے جو وعدہ کیا ہے اس کی طرف رغبت پیدا کرو کہ اس کا وعدہ سچا ہے۔ اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت کے راستہ پر چلو کہ یہ بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت کو اختیار کرو کہ یہ سب سے بہتر ہدایت کرنے والی ہے۔ (قرآن کریم) قرآن مجید کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔ اس کے ذریعے شفا حاصل کرو کہ یہ دلوں کے لئے شفا ہے اور اس کی باقاعدہ تلاوت کرو کہ یہ مفید ترین قصوں کا مرکز ہے۔ اور یاد رکھو کہ اپنے علم کے خلاف عمل کرنے والا عالم بھی حیران و سرگردان جاہل جیسا ہے جسے جہالت سے کبھی افاقہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس پر حجت خدا زیادہ عظیم تر ہوتی ہے اور اس کے لئے حسرت و اندوہ بھی زیادہ لازم ہوتا ہے اور وہ بارگاہ الٰہی میں زیادہ قابل ملامت ہوتا ہے۔[2]

۱۱۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(مذمت دنیا کے بارے میں)

اما بعد! میں تم لوگوں کو دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ شیریں اور شاداب ہے لیکن خواہشات میں گھری ہوئی ہے۔ اپنی جلد مل جانے والی نعمتوں کی بنا پر محبوب بن جاتی ہے اور تھوڑی سی زینت سے خوبصورت بن جاتی ہے۔ یہ امیدوں سے آراستہ ہے اور دھوکہ سے مزین ہے۔ نہ اس کی خوشی دائمی ہے اور نہ اس کی مصیبت سے کوئی محفوظ رہنے والا ہے۔ یہ دھوکہ باز، نقصان رساں، بدل جانے والی، فنا ہو جانے والی، زوال پذیر اور ہلاک ہو جانے والی ہے۔ یہ لوگوں کو کھا بھی جاتی ہے اور مٹا بھی دیتی ہے۔

[1] بعض نادانوں کا خیال ہے کہ جب دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے اور اس کے خیر و شر کا اعتبار نہیں ہے تو بہترین بات یہ ہے کہ جس قدر حاصل ہو جائے انسان حاصل کر لے اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو جائے کہ کہیں دوسرے دن ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ لیکن یہ خیال انھیں لوگوں کا ہے جو آخرت کی طرف سے یکسر غافل ہیں اور انھیں اس لطف اندوزی کے انجام کی خبر نہیں ہے ورنہ اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تو مارگزیدہ کی طرح تڑپنے کو بستر حریر پر آرام کرنے سے زیادہ پسند کرتے اور مفلس ترین زندگی گذارنے ہی کو عافیت و آرام تصور کرتے۔

۱۱۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(ارکانِ اسلام کے بارے میں)

اللہ والوں کے لئے اس کی بارگاہ تک پہونچنے کا بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان (۱) اور راہ خدا میں جہاد ہے کہ جہاد اسلام کی سربلندی ہے۔ اور کلمۂ اخلاص ہے کہ یہ فطرت الٰہیہ ہے اور نماز کا قیام ہے کہ یہ عین دین ہے اور زکوٰۃ کی ادائیگی ہے کہ یہ فریضہ واجب ہے اور ماہ رمضان کا روزہ ہے کہ یہ عذاب سے بچنے کی سپر ہے اور حج بیت اللہ ہے اور عمرہ ہے کہ یہ فقر کو دور کر دیتا ہے اور گناہوں کو دھو دیتا ہے۔ اور صلۂ رحم ہے کہ یہ مال میں اضافہ اور اجل کے ٹالنے کا ذریعہ ہے اور پوشیدہ طریقہ سے خیرات ہے کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے اور علی الاعلان صدقہ ہے کہ یہ بدترین موت کے دفع کرنے کا ذریعہ ہے اور اقرباء کے ساتھ نیک سلوک ہے کہ یہ ذلت کے مقامات سے بچانے کا وسیلہ ہے۔

ذکر خدا کی راہ میں آگے بڑھتے رہو کہ یہ بہترین ذکر ہے اور خدا نے متقین سے جو وعدہ کیا ہے اس کی طرف رغبت پیدا کرو کہ اس کا وعدہ سچا ہے۔ اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت کے راستہ پر چلو کہ یہ بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت کو اختیار کرو کہ یہ سب سے بہتر ہدایت کرنے والی ہے۔ (قرآن کریم) قرآن مجید کا علم حاصل کرو کہ یہ بہترین کلام ہے اور اس میں غور و فکر کرو کہ یہ دلوں کی بہار ہے۔ اس کے نور سے شفا حاصل کرو کہ یہ دلوں کے لئے شفا ہے اور اس کی باقاعدہ تلاوت کرو کہ یہ مفید ترین قصوں کا مرکز ہے۔ اور یاد رکھو کہ اپنے علم کے خلاف عمل کرنے والا عالم بھی حیران و سرگردان جاہل جیسا ہے جسے جہالت سے کبھی افاقہ نہیں ہوتا ہے بلکہ اس پر حجت خدا زیادہ عظیم تر ہوتی ہے اور اس کے لئے حسرت و اندوہ بھی زیادہ لازم ہوتا ہے اور وہ بارگاہ الٰہی میں زیادہ قابل ملامت ہوتا ہے۔ (۲)

۱۱۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(مذمت دنیا کے بارے میں)

امابعد! میں تم لوگوں کو دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ شیریں اور شاداب ہے لیکن خواہشات میں گھری ہوئی ہے۔ اپنی جلد مل جانے والی نعمتوں کی بنا پر محبوب بن جاتی ہے اور تھوڑی سی زینت سے خوبصورت بن جاتی ہے۔ یہ امیدوں سے آراستہ ہے اور دھوکہ سے مزین ہے۔ نہ اس کی خوشی دائمی ہے اور نہ اس کی مصیبت سے کوئی محفوظ رہنے والا ہے۔ یہ دھوکہ باز، نقصان رساں، بدل جانے والی، فنا ہو جانے والی، زوال پذیر اور ہلاک ہو جانے والی ہے۔ یہ لوگوں کو کھا بھی جاتی ہے اور مٹا بھی دیتی ہے۔

(۱) بعض نادانوں کا خیال ہے کہ جب دنیا باقی رہنے والی نہیں ہے اور اس کے شب و روز کا اعتبار نہیں ہے تو بہترین بات یہی ہے کہ جس قدر حاصل ہو جائے انسان حاصل کر لے اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو جائے کہ کہیں دوسرے دن ہاتھ سے نکل نہ جائے۔ لیکن یہ خیال انھیں لوگوں کا ہے جو آخرت کی طرف سے یکسر غافل ہیں اور انھیں اس لطف اندوزی کے انجام کی خبر نہیں ہے ورنہ اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جاتے تو مار گزیدہ کی طرح تڑپنے کو بستر حریر پر آرام کرنے سے زیادہ پسند کرتے اور مفلس ترین زندگی گزارنے ہی کو عافیت و آرام تصور کرتے۔

جب اپنی طرف رغبت رکھنے والوں اور اپنے سے خوش ہوجانے والوں کی خواہشات کی انتہا کو پہونچ جاتی ہے تو بالکل پروردگار کے اس ارشاد کے مطابق ہوجاتی ہے "جیسے آسمان سے پانی نازل ہوکر زمین کے نباتات میں شامل ہوجائے اور پھر اس کے بعد وہ سبزہ سوکھ کر ایسا تنکا ہوجائے جسے ہوائیں اڑا لے جائیں اور خدا ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے"۔ اس دنیا میں کوئی شخص خوش نہیں ہوتا ہے مگر یہ کہ اسے بعد میں آنسو بہانا پڑے اور کوئی اس کی خوشی کو آتے نہیں دیکھتا ہے مگر یہ کہ وہ مصیبت میں ڈال کر پیٹھ دکھلا دیتی ہے اور کہیں راحت و آرام کی ہلکی بارش نہیں ہوتی ہے مگر یہ کہ بلاؤں کا دوگڑا گرنے لگتا ہے۔ اس کی شان ہی یہ ہے کہ اگر صبح کو کسی طرف سے بدلہ لینے کے لئے آتی ہے تو شام ہوتے ہوتے انجان بن جاتی ہے اور اگر ایک طرف سے شیریں اور خوش گوار نظر آتی ہے تو دوسری طرف سے تلخ اور بلا خیز ہوتی ہے۔ کوئی انسان اس کی تازگی سے اپنی خواہش پوری نہیں کرتا ہے مگر یہ کہ اس کے پے در پے مصائب کی بنا پر رنج و تعب کا شکار ہوجاتا ہے اور کوئی شخص شام کو امن و امان کے پروں پر نہیں رہتا ہے مگر یہ کہ صبح ہوتے ہوتے خوف کے بال و پر پر لاد دیا جاتا ہے۔ یہ دنیا دھوکہ باز ہے اور اس کے اندر جو کچھ ہے سب دھوکہ ہے۔ یہ فانی ہے اور اس میں جو کچھ ہے سب فنا ہونے والا ہے۔ اس کے کسی زاد راہ میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے تقویٰ کے۔ اس میں سے جو کم حاصل کرتا ہے اسی کو راحت زیادہ نصیب ہوتی ہے اور جو زیادہ کے چکر میں پڑ جاتا ہے اس کے مہلکات بھی زیادہ ہوجاتے ہیں اور یہ بہت جلد اس سے الگ ہوجاتی ہے۔ کتنے اس پر اعتبار کرنے والے ہیں جنھیں اچانک مصیبتوں میں ڈال دیا گیا اور کتنے اس پر اطمینان کرنے والے ہیں جنھیں ہلاک کردیا گیا اور کتنے صاحبان حیثیت تھے جنھیں ذلیل بنا دیا گیا اور کتنے اکڑنے والے تھے جنھیں حقارت کے ساتھ پلٹا دیا گیا۔ اس کی بادشاہی پلٹا کھانے والی۔ اس کا عیش مکدر۔ اس کا شیریں شور۔ اس کا میٹھا کڑوا۔ اس کی غذا زہر آلود اور اس کے اسباب سب بوسیدہ ہیں۔ اس کا زندہ معرض ہلاکت میں ہے اور اس کا صحت مند بیماریوں کی زد پر ہے۔ اس کا ملک چھنے والا ہے اور اس کا صاحب عزت مغلوب ہونے والا ہے۔ اس کا مالدار بدبختیوں کا شکار ہونے والا ہے اور اس کا ہمسایہ لٹنے والا ہے۔ کیا تم انھیں کے گھروں[1] میں نہیں ہو جو تم سے پہلے طویل عمر، پائیدار آثار اور دور رس امیدوں والے تھے۔ بے پناہ سامان مہیا کیا۔ بڑے بڑے لشکر تیار کئے اور جی بھر کر دنیا کی پرستش کی اور اسے ہر چیز پر مقدم رکھا لیکن اس کے بعد یوں روانہ ہوگئے کہ نہ منزل تک پہونچانے والا زاد راہ ساتھ تھا اور نہ راستہ طے کرانے والی سواری۔ کیا تم تک کوئی خبر پہونچی ہے کہ اس دنیا نے ان کو بچانے کے لئے کوئی فدیہ پیش کیا ہو یا ان کی کوئی مدد کی ہو یا ان کے ساتھ اچھا وقت گذارا ہو۔؟

1 دنیا سے عبرت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ خود اس کی تاریخ ہے کہ اس نے آج تک کسی سے وفا نہیں کی ہے۔ اس کا ایک پیسہ بھی اس وقت تک کام نہیں آتا ہے جب تک مالک سے جدا نہیں ہوجاتا ہے اور اس کی سلطنت بھی اپنے سلطان کو فشار قبر سے نجات دینے والی نہیں ہے۔ ایسے حالات میں تاریخی حوادث سے آنکھ بند کرلینا جہالت کے ماسوا کچھ نہیں ہے اور صاحب علم و عقل وہی ہے جو ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھائے۔

ضحيا! بل أرهقتهم بالقوادح، وأوهقتهم بالقوارع، وضعضعتهم بالنوائب، وعفرتهم للمناخر، ووطئتهم بالمناسم، وأعانت عليهم ريب المنون، فقد رأيتم تنكرها (شكرها) لمن دان لها، وآثرها وأخلد إليها، حين ظعنوا عنها لفراق الأبد. وهل زودتهم إلا السغب، أو أحلتهم إلا الضنك، أو نورت لهم إلا الظلمة، أو أعقبتهم إلا الندامة! أفهذه تؤثرون، أم إليها تطمئنون، أم عليها تحرصون؟ فبئست الدار لمن لم يتهمها، ولم يكن فيها على وجل (حذر) منها! فاعلموا - وأنتم تعلمون - بأنكم تاركوها وظاعنون عنها، واتعظوا فيها بالذين قالوا: (من أشد منا قوة): حملوا إلى قبورهم فلا يدعون ركبانا، وأنزلوا الأجداث فلا يدعون ضيفانا، وجعل لهم من الصفيح أجنان، ومن التراب أكفان، ومن الرفات جيران، فهم جيرة لا يجيبون داعيا، ولا يمنعون ضيما، ولا يبالون مندبة، إن جيدوا لم يفرحوا، وإن قحطوا لم يقنطوا، جميع وهم آحاد، وجيرة وهم أبعاد، متدانون لا يتزاورون، وقريبون لا يتقاربون، حلماء قد ذهبت أضغانهم، وجهلاء قد ماتت أحقادهم، لا يخشى فجعهم، ولا يرجى دفعهم، استبدلوا بظهر الأرض (الأرضين) بطنا، وبالسعة ضيقا، وبالأهل غربة، وبالنور ظلمة، فجاؤوها كما فارقوها، حفاة عراة، قد ظعنوا (طعنوا) عنها بأعمالهم إلى الحياة الدائمة والدار الباقية، كما قال سبحانه وتعالى: (كما بدأنا أول خلق نعيده وعدا علينا إنا كنا فاعلين).

۱۱۲

ومن خطبة له عليه السلام

ذكر فيها ملك الموت و توفية النفس و عجز الخلق عن وصف الله

هل تحس به إذا دخل منزلا؟ أم هل تراه إذا توفى أحدا؟ بل كيف يتوفى الجنين في بطن أمه! أيلج عليه من بعض جوارحها أم الروح أجابته بإذن ربها؟ أم هو ساكن معه في أحشائها؟ كيف يصف إلهه من يعجز عن صفة مخلوق مثله!

ارہقتہم - احاطہ کیا
قوادح - جمع قادح
اوہقتہم - زنجیر اسیری گرفتار کیا
قوارع - آفات و مصائب
ضعضعتہم - ذلیل کردیا
عفرتہم - خاک میں ملا دیا
مناسم - جمع منسم - سم
دان لہا - خاضع ہوگیا
اخلد الیہا - مائل ہوگیا
سغب - بھوک
ضنک - تنگی
رکبان - جمع راکب
اجداث - قبریں
صفیح - روئے زمین
اجنان - جمع جنن - قبر
رفات - بوسیدہ ہڈیاں
جیدوا - ان پر بارش ہوئی
یلج - داخل ہوتا ہے

(۱) افسوس کیا بیکسی ہے مرنے والوں کی کہ کاندھوں پر سوار ہیں لیکن انھیں سوار نہیں کہا جاتا ہے اور قبریں اتار دیے گئے ہیں لیکن انھیں مہمان نہیں تصور کیا جاتا ہے اب پتھر ان کے مکانات ہیں اور خاک ان کا لباس ہے بوسیدہ ہڈیوں کو ہمسایہ کی حیثیت حاصل ہے اور ہمسائیگی بھی ایسی کہ نہ کسی طرف سے آواز آتی ہے نہ کوئی ہمدردی کرنے والا ہے۔ ساتھ ہیں مگر الگ اور قریب ہیں مگر دور عجیب ہمسایہ ہیں جو ہمسایہ سے ملتے نہیں ہیں اور عجیب ساتھی ہیں جو ساتھی سے ملاقات نہیں کرتے ہیں۔ انا للہ

مصادر خطبہ ۱۱۲ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی ادا سطی۔ بحار الانوار مجلسی ۶ ص ۱۴۲

ہرگز نہیں۔ بلکہ انھیں مصیبتوں میں گرفتار کر دیا اور آفتوں سے عاجز و بے بس بنا دیا۔ پے در پے زحمتوں نے انھیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور ان کی ناک رگڑا دی اور انھیں اپنے سُموں سے روند ڈالا اور پھر حوادث روزگار کو بھی سہارا دے دیا اور تم نے دیکھ لیا کہ یہ اپنے اطاعت گزاروں، چاہنے والوں اور چپکنے والوں کے لئے بھی ایسی انجان بن گئی کہ جب انھوں نے یہاں سے ہمیشہ کے لئے کوچ کیا تو انھیں سوائے بھوک کے کوئی زاد راہ اور سوائے تنگیِ لحد کے کوئی مکان نہیں دیا۔ ظلمت ہی ان کی روشنی قرار پائی اور ندامت ہی ان کا انجام ٹھہرا۔ تو کیا تم اسی دنیا کو اختیار کر رہے ہو اور اسی پر بھروسہ کر رہے ہو اور اسی کی لالچ میں مبتلا ہو۔ یہ اپنے سے بدظنی نہ رکھنے والوں اور احتیاط نہ کرنے والوں کے لئے بدترین مکان ہے۔ لہٰذا یاد رکھو اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ تم اسے چھوڑنے والے ہو اور اس سے کوچ کرنے والے ہو۔ ان لوگوں سے نصیحت حاصل کرو جنھوں نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ "ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے" اور پھر وہ بھی اپنی قبروں کی طرف اس طرح پہونچائے گئے کہ انھیں سواری بھی نصیب نہیں ہوئی اور قبروں میں اس طرح اتار دیا گیا کہ انھیں مہمان بھی نہیں کہا گیا۔ پتھروں سے ان کی قبریں چُن دی گئیں اور مٹی سے انھیں کفن دے دیا گیا۔ سڑی گلی ہڈیاں ان کی ہمسایہ بن گئیں اور اب یہ سب ایسے ہمسایہ ہیں کہ کسی پکارنے والے کی آواز پر لبیک نہیں کہتے ہیں اور نہ کسی زیادتی کو روک سکتے ہیں اور نہ کسی رونے والے کی پرواہ کرتے ہیں۔ اگر ان پر موسلا دھار بارش ہو تو انھیں خوشی نہیں ہوتی ہے اور اگر قحط پڑ جائے تو مایوسی کا شکار نہیں ہوتے ہیں۔ یہ سب ایک مقام پر جمع ہیں مگر اکیلے ہیں اور ہمسایہ ہیں مگر دور دور ہیں۔ ایسا یکجا ہیں کہ قریب کر ملاقات تک نہیں کرتے ہیں اور ایسے نزدیک کہ ملتے بھی نہیں ہیں۔ اب ایسے برباد ہو گئے ہیں کہ سارا کینہ ختم ہو گیا ہے اور ایسے بے خبر ہیں کہ سارا بغض و عناد مٹ گیا ہے۔ نہ ان سے کسی ضرر کا اندیشہ ہے اور نہ کسی دفاع کی امید ہے۔ زمین کے ظاہر کے بجائے باطن کو اور وسعت کے بجائے تنگی کو اور ساتھیوں کے بدلے غربت کو اور نور کے بدلے ظلمت کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کی گود میں ویسے ہی آ گئے ہیں جیسے پہلے الگ ہوئے تھے پا برہنہ اور ننگے۔ اپنے اعمال سمیت دائمی زندگی اور ابدی مکان کی طرف کوچ کر گئے ہیں جیسا کہ مالک کائنات نے فرمایا ہے "جس طرح ہم نے پہلے بنایا تھا ویسے ہی واپس لے آئیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے اور ہم اسے بہر حال انجام دینے والے ہیں۔"

۱۱۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں ملک الموت، ان کے قبض روح اور مخلوقات کے توصیف الٰہی سے عاجزی کا ذکر کیا گیا ہے)

کیا جس وقت ملک الموت گھر میں داخل ہوتے ہیں تمھیں کوئی احساس ہوتا ہے اور کیا انھیں روح قبض کرتے ہوئے تم نے کبھی دیکھا ہے؟ بھلا وہ شکم مادر میں بچہ کو کس طرح مارتے ہیں۔ کیا کسی طرف سے اندر داخل ہو جاتے ہیں یا روح ہی ان کی آواز پر لبیک کہتی ہوئی نکل آتی ہے یا پہلے سے بچے کے پہلو میں رہتے ہیں۔ سوچو! کہ جو شخص ایک مخلوق کے کمالات کو نہ سمجھ سکتا ہو وہ خالق کے اوصاف کو کیا بیان کر سکے گا۔

۱۱۳

و من خطبة له (عليه السلام)

في ذم الدنيا

وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا فَإِنَّهَا مَنْزِلُ قُلْعَةٍ، وَلَيْسَتْ بِدَارِ نُجْعَةٍ. قَدْ تَزَيَّنَتْ بِغُرُورِهَا، وَغَرَّتْ بِزِينَتِهَا. دَارُهَا هَانَتْ عَلَى رَبِّهَا، فَخَلَطَ حَلَالَهَا بِحَرَامِهَا، وَخَيْرَهَا بِشَرِّهَا، وَحَيَاتَهَا بِمَوْتِهَا، وَحُلْوَهَا بِمُرِّهَا. لَمْ يُصْفِهَا اللهُ تَعَالَى لِأَوْلِيَائِهِ، وَلَمْ يَضِنَّ بِهَا عَلَى أَعْدَائِهِ. خَيْرُهَا زَهِيدٌ، وَشَرُّهَا عَتِيدٌ، وَجَمْعُهَا يَنْفَدُ، وَمُلْكُهَا يُسْلَبُ، وَعَامِرُهَا يَخْرَبُ. فَمَا خَيْرُ دَارٍ تُنْقَضُ نَقْضَ الْبِنَاءِ، وَعُمُرٍ يَفْنَى فِيهَا فَنَاءَ الزَّادِ، وَمُدَّةٍ تَنْقَطِعُ انْقِطَاعَ السَّيْرِ! اجْعَلُوا مَا افْتَرَضَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنْ طَلَبِكُمْ، وَاسْأَلُوهُ مِنْ أَدَاءِ حَقِّهِ مَا سَأَلَكُمْ.[1]

وَأَسْمِعُوا دَعْوَةَ الْمَوْتِ آذَانَكُمْ قَبْلَ أَنْ يُدْعَى بِكُمْ. إِنَّ الزَّاهِدِينَ فِي الدُّنْيَا تَبْكِي قُلُوبُهُمْ وَإِنْ ضَحِكُوا، وَيَشْتَدُّ حُزْنُهُمْ وَإِنْ فَرِحُوا، وَيَكْثُرُ مَقْتُهُمْ أَنْفُسَهُمْ وَإِنِ اغْتُبِطُوا بِمَا رُزِقُوا. قَدْ غَابَ عَنْ قُلُوبِكُمْ ذِكْرُ الْآجَالِ، وَحَضَرَتْكُمْ كَوَاذِبُ الْآمَالِ، فَصَارَتِ الدُّنْيَا أَمْلَكَ بِكُمْ مِنَ الْآخِرَةِ، وَالْعَاجِلَةُ أَذْهَبَ بِكُمْ مِنَ الْآجِلَةِ، وَإِنَّمَا أَنْتُمْ إِخْوَانٌ عَلَى دِينِ اللهِ، مَا فَرَّقَ بَيْنَكُمْ إِلَّا خُبْثُ السَّرَائِرِ، وَسُوءُ الضَّمَائِرِ. فَلَا تَوَازَرُونَ (تآزرون) وَلَا تَنَاصَحُونَ، وَلَا تَبَاذَلُونَ وَلَا تَوَادُّونَ. مَا بَالُكُمْ تَفْرَحُونَ بِالْيَسِيرِ مِنَ الدُّنْيَا تُدْرِكُونَهُ، وَلَا يَحْزُنُكُمُ الْكَثِيرُ مِنَ الْآخِرَةِ تُحْرَمُونَهُ! وَيُقْلِقُكُمُ الْيَسِيرُ مِنَ الدُّنْيَا يَفُوتُكُمْ، حَتَّى يَتَبَيَّنَ ذَلِكَ فِي وُجُوهِكُمْ، وَقِلَّةِ صَبْرِكُمْ عَمَّا زُوِيَ مِنْهَا عَنْكُمْ! كَأَنَّهَا دَارُ مُقَامِكُمْ، وَكَأَنَّ مَتَاعَهَا بَاقٍ عَلَيْكُمْ. وَمَا يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ أَنْ يَسْتَقْبِلَ أَخَاهُ بِمَا يَخَافُ مِنْ عَيْبِهِ، إِلَّا مَخَافَةُ أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ بِمِثْلِهِ. قَدْ تَصَافَيْتُمْ عَلَى رَفْضِ الْآجِلِ وَحُبِّ الْعَاجِلِ، وَصَارَ دِينُ أَحَدِكُمْ لُعْقَةً عَلَى لِسَانِهِ،[2] صَنِيعَ مَنْ قَدْ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ، وَأَحْرَزَ رِضَى سَيِّدِهِ.

۱۱۴

و من خطبة له (عليه السلام)

و فيها مواعظ للناس

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاصِلِ الْحَمْدَ بِالنِّعَمِ وَالنِّعَمَ بِالشُّكْرِ. نَحْمَدُهُ عَلَى

قلعہ - اکھڑنا - کوچ کرنا
نجعہ - آب رواں کی تلاش
عتید - حاضر
اغتبطوا - ان سے حسد کیا گیا
زوی - الگ کر دیا گیا
لعقہ - صرف زبان کا اقرار

(۱) واضح ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ایسا اختلاف جس میں باہمی تعاون - نصیحت - مروت اور ہمدردی کا جذبہ ختم ہو جائے اور معرکہ آرائی شروع ہو جائے بدسرشتی اور خباثت نظرت کے علاوہ کسی اور بنیاد پر نہیں ہو سکتا ہے - لیکن افکار و نظریات کا اختلاف اس سے الگ ایک شے ہے جس میں فکر کی زندگی اور ذہانت کی حیات کا راز پوشیدہ ہے اور اسی کی بنیاد پر اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اختلاف نظر کے باوجود باہمی مروت، تعاون اور ہمدردی میں کوئی فرق نہیں پیدا ہوتا ہے

(۲) یہی وہ بات ہے جس کا اعلان امام حسینؑ نے میدان کربلا میں وارد ہونے کے بعد کیا تھا کہ اب دین صرف زبانوں کا ذائقہ بن کر رہ گیا ہے اور اس کا تحفظ مفادات کے تحفظ کے ساتھ کیا جاتا ہے ورنہ مفادات کے خطرہ میں پڑ جانے کے بعد دینداروں کی تعداد خود بخود کم ہو جاتی ہے

خدا جانے یہ زبانی دین اور یہ جذباتی ایمان کب تک باقی رہے گا اور اللہ کے بندے اللہ کے احکام پر صحیح عمل کریں گے اور ان کے عمل میں اخلاص کا جوہر کب نمایاں ہوگا

مصادر خطبہ ۱۱۳ ربیع الابرار زمخشری، غرر الحکم آمدی ص۸۵، ص۱۸۹

مصادر خطبہ ۱۱۴ الطراز السید الیمانی ۲ ص۳۳۵، تحف العقول ص۱۵۶، ربیع الابرار زمخشری، دستور معالم الحکم قضاعی ص۳۳، غرر الحکم آمدی، امالی شیخ طوسی ۲ ص۱۰۵

۱۱۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(مذمت دنیا میں)

میں تمہیں اس دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ کوچ کی جگہ ہے۔ آب و دانہ کی منزل نہیں ہے۔ یہ اپنے دھوکہ ہی سے آراستہ ہو گئی ہے اور اپنی آرائش ہی سے دھوکہ دیتی ہے۔ اس کا گھر پروردگار کی نگاہ میں بالکل بے ارزش ہے اسی لئے اس نے اس کے حلال کے ساتھ حرام۔ خیر کے ساتھ شر، زندگی کے ساتھ موت اور شیریں کے ساتھ تلخ کو رکھ دیا ہے اور نہ اسے اپنے اولیاء کے لئے مخصوص کیا ہے اور نہ اپنے دشمنوں کو اس سے محروم رکھا ہے۔ اس کا خیر بہت کم ہے اور اس کا شر ہر وقت حاضر ہے۔ اس کا جمع کیا ہوا ختم ہو جانے والا ہے اور اس کا ملک چھن جانے والا ہے اور اس کے آباد کو ایک دن خراب ہو جانا ہے۔ بھلا اس گھر میں کیا خوبی ہے جو کمزور عمارت کی طرح گر جائے اور اس عمر میں کیا بھلائی ہے جو زاد راہ کی طرح ختم ہو جائے اور اس زندگی میں کیا حسن ہے جو چلتے پھرتے تمام ہو جائے۔

دیکھو اپنے مطلوبہ امور میں فرائض الہیہ کو بھی شامل کر لو اور اسی سے اس کے حق کے ادا کرنے کی توفیق کا مطالبہ کرو۔ اپنے کانوں کو موت کی آواز سنا دو قبل اس کے کہ تمہیں بلا لیا جائے۔ دنیا میں زاہدوں کی شان یہی ہوتی ہے کہ وہ خوش بھی ہوتے ہیں تو ان کا دل روتا رہتا ہے اور وہ ہنستے بھی ہیں تو ان کا رنج و اندوہ شدید ہوتا ہے۔ وہ خود اپنے نفس سے بیزار رہتے ہیں چاہے لوگ ان کے رزق سے غبطہ ہی کیوں نہ کریں۔ افسوس تمہارے دلوں سے موت کی یاد نکل گئی ہے اور جھوٹی امیدوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ اب دنیا کا اختیار تمہارے اوپر آخرت سے زیادہ ہے اور وہ عاقبت سے زیادہ تمہیں کھینچ رہی ہے۔ تم دین خدا کے اعتبار سے بھائی بھائی تھے۔ لیکن تمہیں باطن کی خباثت اور ضمیر کی خرابی نے الگ الگ کر دیا ہے کہ اب نہ کسی کا بوجھ بٹاتے ہو۔ نہ نصیحت کرتے ہو۔ نہ ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہو اور نہ ایک دوسرے سے واقعاً محبت کرتے ہو (۱)۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ معمولی سی دنیا کو پا کر خوش ہو جاتے ہو اور مکمل آخرت سے محروم ہو کر رنجیدہ نہیں ہوتے ہو۔ تھوڑی سی دنیا ہاتھ سے نکل جائے تو پریشان ہو جاتے ہو اور اس کا اثر تمہارے چہروں سے ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کی علیحدگی پر صبر نہیں کر پاتے ہو جیسے وہی تمہاری منزل ہے اور جیسے اس کا سرمایہ واقعی باقی رہنے والا ہے۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ کوئی شخص بھی دوسرے کے عیب کے اظہار سے باز نہیں آتا ہے مگر صرف اس خوف سے کہ وہ بھی اسی طرح پیش آئے گا۔ تم سب نے آخرت کو نظر انداز کرنے اور دنیا کی محبت پر اتحاد کر لیا ہے اور ہر ایک کا دین زبان کی چٹنی بن کر رہ گیا ہے (۲)۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے سب نے اپنا عمل مکمل کر لیا ہے اور اپنے مالک کو واقعاً خوش کر لیا ہے۔

۱۱۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کی نصیحت کا سامان فراہم کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے حمد کو نعمتوں سے اور نعمتوں کو شکریہ سے ملا دیا ہے۔ ہم نعمتوں میں اس کی حمد اسی طرح کرتے ہیں'

آلائِهِ، كَمَا نَحْمَدُهُ عَلَى بَلائِهِ، وَنَسْتَعِينُهُ عَلَى هَذِهِ النُّفُوسِ الْبِطَاءِ عَمَّا أُمِرَتْ بِهِ، السِّرَاعِ إِلَى مَا نُهِيَتْ عَنْهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ مِمَّا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ، وَأَحْصَاهُ كِتَابُهُ: عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِرٍ، وَكِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٍ. وَنُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ عَايَنَ الْغُيُوبَ، وَوَقَفَ عَلَى الْمَوْعُودِ، إِيمَاناً نَفَى إِخْلاصُهُ الشِّرْكَ، وَيَقِينُهُ الشَّكَّ. وَنَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، شَهَادَتَيْنِ تُصْعِدَانِ (تسعدان) الْقَوْلَ، وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ. لا يَخِفُّ مِيزَانٌ تُوضَعَانِ فِيهِ، وَلا يَثْقُلُ مِيزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ.

أُوصِيكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ الَّتِي هِيَ الزَّادُ وَبِهَا الْمَعَاذُ (المعاد): زَادٌ مُبْلِغٌ، وَمَعَاذٌ مُنْجِحٌ. دَعَا إِلَيْهَا أَسْمَعُ دَاعٍ، وَوَعَاهَا خَيْرُ وَاعٍ، فَأَسْمَعَ دَاعِيهَا، وَفَازَ وَاعِيهَا.

عِبَادَ اللَّهِ، إِنَّ تَقْوَى اللَّهِ حَمَتْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ مَحَارِمَهُ، وَأَلْزَمَتْ قُلُوبَهُمْ مَخَافَتَهُ، حَتَّى أَسْهَرَتْ لَيَالِيَهُمْ، وَأَظْمَأَتْ هَوَاجِرَهُمْ، فَأَخَذُوا الرَّاحَةَ بِالنَّصَبِ، وَالرِّيَّ بِالظَّمَإِ، وَاسْتَقْرَبُوا الْأَجَلَ فَبَادَرُوا الْعَمَلَ، وَكَذَّبُوا الْأَمَلَ فَلاحَظُوا الْأَجَلَ. ثُمَّ إِنَّ الدُّنْيَا دَارُ فَنَاءٍ وَعَنَاءٍ، وَغِيَرٍ وَعِبَرٍ: فَمِنَ الْفَنَاءِ أَنَّ الدَّهْرَ مُوتِرٌ قَوْسَهُ، لا تُخْطِئُ سِهَامُهُ، وَلا تُؤْسَى جِرَاحُهُ (حراجه). يَرْمِي الْحَيَّ بِالْمَوْتِ، وَالصَّحِيحَ بِالسَّقَمِ، وَالنَّاجِيَ بِالْعَطَبِ. آكِلٌ لا يَشْبَعُ، وَشَارِبٌ لا يَنْقَعُ. وَمِنَ الْعَنَاءِ أَنَّ الْمَرْءَ يَجْمَعُ مَا لا يَأْكُلُ، وَيَبْنِي مَا لا يَسْكُنُ، ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى لا مَالاً حَمَلَ، وَلا بِنَاءً نَقَلَ! وَمِنْ غِيَرِهَا أَنَّكَ تَرَى الْمَرْحُومَ مَغْبُوطاً، وَالْمَغْبُوطَ مَرْحُوماً، لَيْسَ ذَلِكَ إِلَّا نَعِيماً زَلَّ (زال)، وَبُؤْساً نَزَلَ. وَمِنْ عِبَرِهَا أَنَّ الْمَرْءَ يُشْرِفُ عَلَى أَمَلِهِ فَيَقْتَطِعُهُ حُضُورُ أَجَلِهِ. فَلا أَمَلٌ يُدْرَكُ، وَلا مُؤَمَّلٌ يُتْرَكُ. فَسُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَعَزَّ سُرُورَهَا! وَأَظْمَأَ رِيَّهَا! وَأَضْحَى فَيْئَهَا! لا جَاءٍ يُرَدُّ، وَلا مَاضٍ (مؤمل) يَرْتَدُّ. فَسُبْحَانَ اللَّهِ، مَا أَقْرَبَ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ لِلَحَاقِهِ بِهِ، وَأَبْعَدَ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ لِانْقِطَاعِهِ عَنْهُ!

طاء - جمع بطيئ - سست
سراع - جمع سریع
غیر مغادر - نہ چھوڑنے والا
عاہا - محفوظ کرلیا
حمی الشئی - روک دیا
ہواجر - جمع ہاجرہ - شدید گرمی
نصب - تعب
تؤسی - علاج کیا ہوجاتا ہے
ینقع - سیراب نہیں ہوتا ہے
غیر - تغیرات
زل - تیزی سے گذر گیا
ضحی - سورج کا سامنا کیا
فئی - سایہ بعد زوال
باء - موت

کمال کردار یہی ہے کہ انسان نعمتوں ہی پر شکر خدا نہ کرے بلکہ بلاؤں کی طرف سے آنے والی مصیبت پر بھی شکر کرے کہ اس نے بھی امتحان کے قابل سمجھا ہے اور آزمائش کے ذریعہ ہمارے درجات کو بلند تر بنانا چاہا ہے یہ اور بات ہے کہ اس راہ میں توفیقات کی دعا کرتا رہے اور اس کی امداد کا طلبگار کرتا رہے۔

ان لوگوں کا ذکر ہے جو اپنے ہی کھانے کے لئے جمع کرتے ہیں یا اپنے ہی لئے گھر بناتے ہیں۔ ورنہ آئندہ نسلوں کے لئے کام کرنا کوئی عیب نہیں ہے بلکہ انسانی کردار کا حسن ہے کہ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے کام کرے بشرطیکہ اپنی عاقبت سے غافل نہ ہو جائے اور شیطان بخل کو ایثار کا نام نہ دیدے ورنہ اس طرح دنیا و آخرت دونوں سے محروم ہو جائے گا کہ دنیا میں نعمتوں سے استفادہ نہ کر سکے گا اور آخرت میں بخل کا حساب دینا پڑے گا۔

اسی طرح مصیبتوں میں کرتے ہیں اور اسی سے اس نفس کے مقابلہ کے لئے مدد کے طلبگار ہیں (۵۱) جو اوامر کی تعمیل میں سستی کرتا ہے اور نواہی کی طرف تیزی سے بڑھ جاتا ہے۔ ان تمام غلطیوں کے لئے استغفار کرتے ہیں جنھیں اس کے علم نے احاطہ کر رکھا ہے اور اس کی کتاب نے جمع کر رکھا ہے۔ اس کا علم قاصر نہیں ہے اور اس کی کتاب کوئی چیز چھوڑنے والی نہیں ہے۔ ہم اس پر اسی طرح ایمان لائے ہیں جیسے غیب کا مشاہدہ کر لیا ہو اور وعدہ سے آگاہی حاصل کر لی ہو۔ ہمارے اس ایمان کے اخلاص نے شرک کی نفی کی ہے اور اس کے یقین نے شک کا ازالہ کیا ہے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ یہ دونوں شہادتیں وہ ہیں جو اقوال کو بلندی دیتی ہیں اور اعمال کو رفعت عطا کرتی ہیں۔ جہاں یہ رکھ دی جائیں وہ پلہ ہلکا نہیں ہوتا ہے اور جہاں سے انھیں اٹھا لیا جائے اس پلہ میں کوئی وزن نہیں رہ جاتا ہے۔

اللہ کے بندو! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں جو تمھارے لئے زاد راہ ہے اور اسی پر آخرت کا دار و مدار ہے۔ یہی زاد راہ منزل تک پہونچانے والا ہے اور یہی پناہ گاہ کام آنے والی ہے۔ اسی کی طرف سب سے بہتر داعی نے دعوت دے دی ہے اور اسے سب سے بہتر سننے والے نے محفوظ کر لیا ہے۔ چنانچہ اس کے سنانے والے نے سنا دیا اور اس کے محفوظ کرنے والے نے کامیابی حاصل کر لی۔

اللہ کے بندو! اسی تقویٰ الٰہی نے اولیاء خدا کو محرمات سے بچا کر رکھا ہے اور ان کے دلوں میں خوف خدا کو لازم کر دیا ہے یہاں تک کہ ان کی راتیں بیداری کی نذر ہو گئیں اور ان کے تپتے ہوئے دن پیاس میں گذر گئے۔ انھوں نے راحت کو تکلیف کے عوض اور سیرابی کو پیاس کے ذریعہ حاصل کیا ہے۔ وہ موت کو قریب تر سمجھتے ہیں تو تیز عمل کرتے ہیں اور انھوں نے امیدوں کو جھٹلا دیا ہے تو موت کو نگاہ میں رکھا ہے۔ پھر یہ دنیا تو بہرحال فنا اور تکلیف، تغیر اور عبرت کا مقام ہے۔ فنا ہی کا نتیجہ ہے کہ زمانہ ہر وقت اپنی کمان چڑھائے رہتا ہے کہ اس کے تیر خطا نہیں کرتے ہیں اور اس کے زخموں کا علاج نہیں ہو پاتا ہے۔ وہ زندہ کو موت سے، صحتمند کو بیماری سے اور نجات پانے والے کو ہلاکت سے مار دیتا ہے۔ اس کا کھانے والا سیر نہیں ہوتا ہے اور پینے والا سیراب نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کے رنج و تعب کا اثر یہ ہے کہ انسان اپنے کھانے کا سامان فراہم کرتا ہے، رہنے کے لئے مکان بناتا ہے اور اس کے بعد اچانک خدا کی بارگاہ کی طرف چل دیتا ہے۔ نہ مال ساتھ لے جاتا ہے اور نہ مکان منتقل ہو پاتا ہے (۵۲)

اس کے تغیرات کا حال یہ ہے کہ جسے قابل رحم دیکھا تھا وہ قابل رشک ہو جاتا ہے اور جسے قابل رشک دیکھا تھا وہ قابل رحم ہو جاتا ہے۔ گویا ایک نعمت ہے جو زائل ہو گئی اور ایک بلا ہے جو نازل ہو گئی۔ اس کی عبرتوں کی مثال یہ ہے کہ انسان اپنی امیدوں تک پہونچنے والا ہی ہوتا ہے کہ موت اس کے سلسلہ کو قطع کر دیتی ہے اور نہ کوئی امید حاصل ہوتی ہے اور نہ امید کرنے والا ہی چھوڑا جاتا ہے۔ اے سبحان اللہ۔ اس دنیا کی خوشی بھی کیا دھوکہ ہے اور اس کی سیرابی بھی کیسی تشنہ کامی ہے اور اس کے سایہ میں بھی کس قدر دھوپ ہے۔ نہ یہاں آنے والی موت کو واپس کیا جا سکتا ہے اور نہ کسی جانے والے کو پلٹایا جا سکتا ہے۔ سبحان اللہ زندہ مردہ سے کس قدر جلدی ملحق ہو کر قریب تر ہو جاتا ہے اور مردہ زندہ سے رشتہ توڑ کر کس قدر دور ہو جاتا ہے۔

إِنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِشَرٍّ مِنَ الشَّرِّ إِلَّا عِقَابُهُ، وَلَيْسَ شَيْءٌ بِخَيْرٍ مِنَ الْخَيْرِ إِلَّا ثَوَابُهُ. وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا سَمَاعُهُ أَعْظَمُ مِنْ عِيَانِهِ، وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْآخِرَةِ عِيَانُهُ أَعْظَمُ مِنْ سَمَاعِهِ. فَلْيَكْفِكُمْ مِنَ الْعِيَانِ السَّمَاعُ، وَمِنَ الْغَيْبِ الْخَبَرُ. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا نَقَصَ مِنَ الدُّنْيَا وَزَادَ فِي الْآخِرَةِ خَيْرٌ مِمَّا نَقَصَ مِنَ الْآخِرَةِ وَزَادَ فِي الدُّنْيَا: فَكَمْ مِنْ مَنْقُوصٍ رَابِحٍ وَمَزِيدٍ خَاسِرٍ! إِنَّ الَّذِي أُمِرْتُمْ بِهِ أَوْسَعُ مِنَ الَّذِي نُهِيتُمْ عَنْهُ. وَمَا أُحِلَّ لَكُمْ أَكْثَرُ مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ (۱). فَذَرُوا مَا قَلَّ لِمَا كَثُرَ، وَمَا ضَاقَ لِمَا اتَّسَعَ. قَدْ تَكَفَّلَ لَكُمْ بِالرِّزْقِ (۲) وَأُمِرْتُمْ بِالْعَمَلِ، فَلَا يَكُونَنَّ الْمَضْمُونُ لَكُمْ طَلَبُهُ أَوْلَى بِكُمْ مِنَ الْمَفْرُوضِ عَلَيْكُمْ عَمَلُهُ، مَعَ أَنَّهُ وَاللهِ لَقَدِ اعْتَرَضَ الشَّكُّ، وَدَخِلَ الْيَقِينُ، حَتَّى كَأَنَّ الَّذِي ضُمِنَ لَكُمْ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ، وَكَأَنَّ الَّذِي قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمْ قَدْ وُضِعَ عَنْكُمْ. فَبَادِرُوا الْعَمَلَ، وَخَافُوا بَغْتَةَ الْأَجَلِ، فَإِنَّهُ لَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ الْعُمُرِ مَا يُرْجَى مِنْ رَجْعَةِ الرِّزْقِ. مَا فَاتَ الْيَوْمَ مِنَ الرِّزْقِ رُجِيَ غَداً زِيَادَتُهُ، وَمَا فَاتَ أَمْسِ مِنَ الْعُمُرِ لَمْ يُرْجَ الْيَوْمَ رَجْعَتُهُ. الرَّجَاءُ مَعَ الْجَائِي، وَالْيَأْسُ مَعَ الْمَاضِي. «فَاتَّقُوا اللهَ حَقَّ تُقَاتِهِ، وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ».

۱۱۵

و من خطبة له (ع)

في الاستسقاء

اللّٰهُمَّ قَدِ انْصَاحَتْ جِبَالُنَا (اجبالنا)، وَاغْبَرَّتْ أَرْضُنَا، وَهَامَتْ دَوَابُّنَا، وَتَحَيَّرَتْ فِي مَرَابِضِهَا، وَعَجَّتْ عَجِيجَ الثَّكَالَى عَلَى أَوْلَادِهَا، وَمَلَّتِ التَّرَدُّدَ فِي مَرَاتِعِهَا، وَالْحَنِينَ إِلَى مَوَارِدِهَا (الحسن)! اللّٰهُمَّ فَارْحَمْ أَنِينَ الْآنَّةِ، وَحَنِينَ الْحَانَّةِ! اللّٰهُمَّ فَارْحَمْ حَيْرَتَهَا فِي مَذَاهِبِهَا، وَأَنِينَهَا فِي مَوَالِجِهَا! اللّٰهُمَّ خَرَجْنَا إِلَيْكَ حِينَ اعْتَكَرَتْ عَلَيْنَا حَدَابِيرُ السِّنِينَ، وَأَخْلَفَتْنَا مَخَايِلُ الْجُودِ، فَكُنْتَ الرَّجَاءَ لِلْمُبْتَئِسِ، وَالْبَلَاغَ لِلْمُلْتَمِسِ. نَدْعُوكَ حِينَ قَنَطَ الْأَنَامُ، وَمُنِعَ الْغَمَامُ، وَهَلَكَ السَّوَامُ، أَلَّا تُؤَاخِذَنَا بِأَعْمَالِنَا، وَلَا

دخل - یقین میں شبہات شامل ہو گئے ہیں

انصاحت - خشک ہو گئے ہیں

ہامت - سرگرداں ہو گئے ہیں

مرابض - جمع مربض - بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ

عجت - بلند آواز سے رونا

آنۃ - بکری

حانۃ - اونٹنی

موالج - داخلہ کے راستے

مخایل - جمع مخیلہ - جس پر برسنے کا گمان ہو

جود - بارش

مبتئس - پریشان حال

بلاغ - کفایت

سوام - جمع سائمہ - چرنے والے جانور

(۱) حیرت انگیز بات ہے کہ جب حلال کی مقدار حرام سے کہیں زیادہ ہے اور محرمات کی تعداد بالکل محدود ہے تو کیا وجہ ہے کہ انسان اپنے ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کے لئے حلال کے راستہ کو اختیار نہیں کرتا ہے اور بالآخر حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اس کا مطلب یا انسان کی بدبختی اور سرکشی کے سر ان لوگوں پر ہے جنہوں نے حلال کو حرام بنا دیا ہے اور حرام کو آرائش اور ترقی کے اسباب میں شامل کر دیا ہے۔

(۲) اس کا مطلب یہی ہے کہ کفالت انسان کو کاہل بنانے کے لئے نہیں ہے بلکہ بڑا اعتبار دلانے کے لئے ہے کہ محنت ضائع ہونے والی نہیں ہے اور مالک یقیناً ضرور عنایت فرمائے گا۔

مصادر خطبہ ۱۱۵ من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص ۳۳۵، مصباح المتہجد طوسیؒ، ربیع الابرار زمخشری باب السحاب والمطر، اصول کافی ۵ ص ۔۔، العقد الفرید ۴ ص ۲۳۰، کتاب الجمل مفیدؒ ص ۱۸۱، کتاب الجمل واقدی، ارشاد مفیدؒ ص ۱۳۹، تجارب الامم ابن مسکویہ، کوا التاسیس الشیعہ ص ۲۱۵، امالی طوسیؒ

یاد رکھو شر سے بدتر کوئی شے اس کے عذاب کے علاوہ نہیں ہے اور خیر سے بہتر کوئی شے اس کے ثواب کے سوا نہیں ہے۔ دنیا میں ہر شے کا سننا اس کے دیکھنے سے عظیم تر ہوتا ہے اور آخرت میں ہر شے کا دیکھنا اس کے سننے سے بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے لہٰذا تمہارے لئے دیکھنے کے بجائے سننا اور غیب کے مشاہدہ کے بجائے خبر ہی کو کافی ہو جانا چاہئے۔ یاد رکھو کہ دنیا میں کسی شے کا کم ہونا اور آخرت میں زیادہ ہونا اس سے بہتر ہے کہ دنیا میں زیادہ ہو اور آخرت میں کم ہو جائے کہ کتنے ہی کمی والے فائدہ میں رہتے ہیں اور کتنے ہی زیادتی والے گھاٹے میں رہ جاتے ہیں۔ بیشک جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ان میں زیادہ وسعت ہے بہ نسبت ان چیزوں کے جن سے روکا گیا ہے اور جنھیں حلال کیا گیا ہے وہ ان سے کہیں زیادہ ہیں جنھیں حرام قرار دیا گیا ہے[1] لہٰذا قلیل کو کثیر کے لئے اور تنگی کو وسعت کی خاطر چھوڑ دو۔ پروردگار نے تمہارے رزق کی ذمہ داری لی ہے[2] اور عمل کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا ایسا نہ ہو کہ جس کی ضمانت لی گئی ہے اس کی طلب اس سے زیادہ ہو جائے جس کو فرض کیا گیا ہے۔ خدا گواہ ہے کہ تمہارے حالات کو دیکھ کر یہ شبہ ہونے لگتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ شائد جس کی ضمانت لی گئی ہے وہی تم پر واجب کیا گیا ہے اور جس کا حکم دیا گیا ہے اسی کو ساقط کر دیا گیا ہے۔ خدارا عمل کی طرف سبقت کرو اور موت کے اچانک وارد ہو جانے سے ڈرو اس لئے کہ موت کے واپس ہونے کی وہ امید نہیں ہے جس قدر رزق کے پلٹ کر آجانے کی ہے۔ جو رزق آج ہاتھ سے نکل گیا ہے اس کے کل اضافہ کا امکان ہے لیکن جو عمر آج نکل گئی ہے اس کے کل واپس آنے کا بھی امکان نہیں ہے۔ امید آنے والے کی ہو سکتی ہے جانے والے کی نہیں اس سے تو مایوسی ہی ہو سکتی ہے" اللہ سے اس طرح ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے اور خبردار اس وقت تک دنیا سے نہ جانا جب تک واقعی مسلمان نہ ہو جاؤ"۔

۱۱۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(طلب بارش کے سلسلہ میں)

خدایا! ہمارے پہاڑوں کا سبزہ خشک ہو گیا ہے اور ہماری زمین پر خاک اڑ رہی ہے۔ ہمارے جانور پیاسے ہیں اور اپنی منزل کی تلاش میں سرگرداں ہیں اور اپنے بچوں کے حق میں اس طرح فریادی ہیں جیسے زن پسر مردہ۔ سب چراگاہوں کی طرف پھیرے لگانے اور تالابوں کی طرف والہانہ طور پر دوڑنے سے عاجز آگئے ہیں۔ خدایا! اب ان کی فریادی بکریوں اور اور اشتیاق آمیز پکارنے والی اونٹنیوں پر رحم فرما۔ خدایا! ان کی راہوں میں پریشانی اور منزلوں پر چیخ و پکار پر رحم فرما۔ خدایا! ہم اس وقت گھر سے نکل کر آئے ہیں جب قحط سالی کے مارے ہوئے لاغر اونٹ ہماری طرف پلٹ پڑے ہیں اور جن سے کرم کی امید تھی وہ بادل آ آکر چلے گئے ہیں۔ اب درد کے ماروں کا تو ہی آسرا ہے اور التجا کرنے والوں کا تو ہی سہارا ہے۔ ہم اس وقت دعا کر رہے ہیں جب لوگ مایوس ہو چکے ہیں۔ بادلوں کے خیر کو روک دیا گیا ہے اور جانور ہلاک ہو رہے ہیں تو خدایا ہمارے اعمال کی بنا پر ہمارا مواخذہ نہ کرنا۔

فَأَخَذْنَا بِذُنُوبِنَا. وَانْشُرْ عَلَيْنَا رَحْمَتَكَ بِالسَّحَابِ الْمُنْبَعِقِ، وَالرَّبِيعِ الْمُغْدِقِ، وَالنَّبَاتِ الْمُونِقِ، سَحّاً وَابِلاً، تُحْيِي بِهِ مَا قَدْ مَاتَ، وَ تَرُدُّ بِهِ مَا قَدْ فَاتَ. اللَّهُمَّ سُقْيَا مِنْكَ مُحْيِيَةً مُرْوِيَةً، تَامَّةً عَامَّةً، طَيِّبَةً مُبَارَكَةً، هَنِيئَةً مَرِيعَةً، زَاكِياً نَبْتُهَا، ثَامِراً فَرْعُهَا، نَاضِراً وَرَقُهَا (ارزاقها)، تُنْعِشُ بِهَا الضَّعِيفَ مِنْ عِبَادِكَ، وَ تُحْيِي بِهَا الْمَيِّتَ مِنْ بِلاَدِكَ! اللَّهُمَّ سُقْيَا مِنْكَ تُعْشِبُ بِهَا نِجَادُنَا، وَ تَجْرِي بِهَا وِهَادُنَا، وَ يُخْصِبُ بِهَا جَنَابُنَا، وَ تُقْبِلُ (تزكو) بِهَا ثِمَارُنَا، وَ تَعِيشُ بِهَا مَوَاشِينَا، وَ تَنْدَى بِهَا أَقَاصِينَا، وَ تَسْتَعِينُ بِهَا ضَوَاحِينَا، مِنْ بَرَكَاتِكَ الْوَاسِعَةِ، وَ عَطَايَاكَ الْجَزِيلَةِ (باطله)، عَلَى بَرِيَّتِكَ الْمُرْمِلَةِ، وَ وَحْشِكَ الْمُهْمَلَةِ. وَأَنْزِلْ عَلَيْنَا سَمَاءً مُخْضِلَةً، مِدْرَاراً هَاطِلَةً، يُدَافِعُ الْوَدْقُ مِنْهَا الْوَدْقَ، وَ يَحْفِزُ الْقَطْرُ مِنْهَا الْقَطْرَ، غَيْرَ خُلَّبٍ بَرْقُهَا، وَ لاَ جَهَامٍ عَارِضُهَا، وَ لاَ قَزَعٍ رَبَابُهَا، وَ لاَ شَفَّانٍ ذِهَابُهَا، حَتَّى يُخْصِبَ لِإِمْرَاعِهَا الْمُجْدِبُونَ، وَ يَحْيَا بِبَرَكَتِهَا الْمُسْنِتُونَ، فَإِنَّكَ «تُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا، وَ تَنْشُرُ رَحْمَتَكَ وَ أَنْتَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ».

تفسير ما في هذه الخطبة من الغريب

قال السيد الشريف، رضي الله عنه، قوله (عليه السلام): (انْصَاحَتْ جِبَالُنَا) أي تشققت من المحول، يقال: انصاح الثوب إذا انشق. و يقال أيضا: انصاح النبت وصاح وصوّح إذا جف ويبس، كله بمعنى. و قوله: (وَهَامَتْ دَوَابُّنَا) أي عطشت، والهُيام: العطش. و قوله: (حَدَابِيرُ السِّنِينَ) جمع حِدْبار، و هي الناقة التي أنضاها السير، فشبه بها السنة التي فشا فيها الجدب، قال ذو الرمة:

حَدَابِيرُ مَا تَنْفَكُّ إِلاَّ مُنَاخَةً … عَلَى الْخَسْفِ أَوْ نَرْمِي بِهَا بَلَداً قَفْرَا

و قوله: (وَ لاَ قَزَعٍ رَبَابُهَا)، القزع: القطع الصغار المتفرقة من السحاب. و قوله: (وَ لاَ شَفَّانٍ ذِهَابُهَا) فإن تقديره: و لا ذات شفّان

…ق - بارش کا راستہ کھول دینے والا
…دق القطر - پانی کی کثرت
…ق - خوبصورت
…حاً - تیز بارش
…ل - موسلادھار
…ع - شاداب
…ی - بڑھنے والا
…ر - ثمرآور
…جاد - جمع نجد - بلند زمین
…اد - پست زمین
…اب - اطراف
…اصی - دوردراز
…ا جنتہ المار - جو دوپہر میں پیاسا ہے
…رملہ - فقیر
…خضلہ - ترکردینے والی
…رق - بارش
…حفز - ڈھکیلتا ہے
…رق خلب - جس کے بارش کا دھوکہ ہو
…ہام - وہ بادل جس میں پانی نہ ہو
…ارض - جو بادل افق پر نظر آئے
…باب - سفید ابر
…زع - ٹکڑے
…ہاب - جمع ذہبہ - بوندا باندی
…سنتون - قحط زدہ
(…) ایسے قحط کے مواقع پر نماز استسقاء
…رض جاتی ہے جو نماز عید کی طرح دو
…ـلت ہے اور قنوت میں بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ اس کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ پہلے ساری قوم تین روز روزہ رکھے۔ اس کے بعد صحرا میں …
…دا کی جائے اور بچوں کو ماؤں سے جدا کر دیا جائے تاکہ سب بیقرار ہو کر بارگاہ احدیت میں فریاد کریں اور رحمت الٰہی کو بہرحال جوش آ جائے۔

اور ہمیں ہمارے گناہوں کی گرفت میں مت لے لینا۔ اپنے دامن رحمت کو ہمارے اوپر پھیلا دے برسنے والے بادل، موسلا دھار برسات اور حسین سبزہ کے ذریعہ۔ ایسی برسات جس سے مُردہ زمینیں زندہ ہو جائیں اور گئی ہوئی بہار واپس آجائے۔ خدایا! ایسی سیرابی عطا فرما جو زندہ کرنے والی سیراب بنانے والی۔ کامل وشامل۔ پاکیزہ و مبارک، خوشگوار وشاداب ہو جس کی برکت سے نباتات پھلنے پھولنے لگیں۔ شاخیں بارآور ہو جائیں۔ پتے ہرے ہو جائیں۔ کمزور بندوں کو اٹھنے کا سہارا مل جائے۔ مُردہ زمینوں کو زندگی عطا ہو جائے۔ خدایا! ایسی سیرابی عطا فرما جس سے ٹیلے سبزہ پوش ہو جائیں۔ نہریں جاری ہو جائیں۔ آس پاس کے علاقے شاداب ہو جائیں۔ پھل نکلنے لگیں۔ جانور جی اٹھیں۔ دور دراز کے علاقے بھی تر ہو جائیں اور کھلے میدان بھی تیری اس وسیع برکت اور عظیم عطا سے مستفیض ہو جائیں جو تیری تباہ حال مخلوق اور آوارہ گرد جانوروں پر ہے۔ ہم پر ایسی بارش نازل فرما جو پانی سے شرابور کر دینے والی۔ موسلا دھار۔ مسلسل برسنے والی ہو جس میں قطرات، قطرات کو ڈھکیل رہے ہوں اور بوندیں، بوندوں کو تیزی سے آگے بڑھا رہی ہوں۔ نہ اس کی بجلی دھوکہ دینے والی ہو اور نہ اس کے بادل پانی سے خالی ہوں۔ نہ اس کے ابر کے سفید ٹکڑے بکھرے ہوں اور نہ صرف ٹھنڈے جھونکوں کی بوندا باندی ہو۔ ایسی بارش ہو کہ قحط کے مارے ہوئے اس کی سرسبزی سے خوشحال ہو جائیں اور خشک سالی کے شکار اس کی برکت سے جی اٹھیں۔ اس لئے کہ تو ہی مایوسی کے بعد پانی برسانے والا اور دامانِ رحمت کا پھیلانے والا ہے اور تو ہی قابل حمد وستائش، سرپرست و مددگار ہے۔

سید رضیؒ ۔ انصاحت جبالنا۔ یعنی پہاڑوں میں خشک سالی سے شگاف پڑ گئے ہیں کہ انصاح الثوب کپڑے کے پھٹ جانے کو کہا جاتا ہے۔ یا اس کے معنی گھاس کے خشک ہو جانے کے ہیں کہ صَاحَ۔ انصاح ایسے مواقع پر بھی استعمال ہوتا ہے۔

ھامت دوابنا۔ یعنی پیاسے ہیں اور ھیام یہاں عطش کے معنی میں ہے۔

حدابیر السنین۔ حدبار کی جمع ہے۔ وہ اونٹ جسے سفر لاغر بنا دے۔ گویا کہ قحط زدہ سال کو اس اونٹ سے تشبیہ دی گئی ہے جیسا کہ ذوالرمہ شاعر نے کہا تھا:

حدابیر ما تنفک الا مناخة   علی الخسف او نرمی بھا بلدا قفرا

(یہ لاغر اور کمزور اونٹنیاں ہیں جو سختی جھیل کر بیٹھ گئی ہیں یا پھر بے آب و گیاہ صحرا میں لے جانے پر چلی جاتی ہیں)

لا قزع ربابھا۔ قزع۔ بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔

لاشفان ذھابھا۔ اصل میں "ذات شفان" ہے۔ شفان ٹھنڈی ہوا کو کہا جاتا ہے اور ذہاب ہلکی پھوار کا نام ہے۔ یہاں لفظ "ذات" حذف ہو گیا ہے۔

وَ حَصَائِهَا. وَالشَّفَّانُ: الرِّيحُ الْبَارِدَةُ، وَالذِّهَابُ: الْأَمْطَارُ اللَّيِّنَةُ. فَحُذِفَ (ذَاتُ) لِعِلْمِ السَّامِعِ بِهِ.

۱۱۶

و من خطبة له «ع»

وفيها ينصح أصحابه

أَرْسَلَهُ دَاعِياً إِلَى الْحَقِّ وَ شَاهِداً عَلَى الْخَلْقِ، فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهِ غَيْرَ وَانٍ وَ لَا مُقَصِّرٍ، وَ جَاهَدَ فِي اللهِ أَعْدَاءَهُ غَيْرَ وَاهِنٍ وَ لَا مُعَذِّرٍ. إِمَامُ مَنِ اتَّقَى، وَ بَصَرُ (بصيرة) مَنِ اهْتَدَى.

و منها: وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ مِمَّا طُوِيَ عَنْكُمْ غَيْبُهُ، إِذاً لَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعُدَاتِ تَبْكُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ، وَتَلْتَدِمُونَ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَلَتَرَكْتُمْ أَمْوَالَكُمْ لَا حَارِسَ (حارس) لَهَا وَ لَا خَالِفَ عَلَيْهَا، وَلَهَمَّتْ كُلَّ امْرِئٍ مِنْكُمْ نَفْسُهُ، لَا يَلْتَفِتُ إِلَى غَيْرِهَا؛ وَلَكِنَّكُمْ نَسِيتُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ، وَأَمِنْتُمْ مَا حُذِّرْتُمْ، فَتَاهَ عَنْكُمْ رَأْيُكُمْ، وَتَشَتَّتَ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ. وَلَوَدِدْتُ أَنَّ اللهَ فَرَّقَ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ، وَأَلْحَقَنِي بِمَنْ هُوَ أَحَقُّ بِي مِنْكُمْ. قَوْمٌ وَاللهِ مَيَامِينُ الرَّأْيِ، مَرَاجِيحُ الْحِلْمِ، مَقَاوِيلُ بِالْحَقِّ، مَتَارِيكُ لِلْبَغْيِ. مَضَوْا قُدُماً عَلَى الطَّرِيقَةِ، وَأَوْجَفُوا عَلَى الْمَحَجَّةِ، فَظَفِرُوا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ، وَالْكَرَامَةِ الْبَارِدَةِ. أَمَا وَاللهِ، لَيُسَلَّطَنَّ عَلَيْكُمْ غُلَامُ ثَقِيفٍ الذَّيَّالُ الْمَيَّالُ؛ يَأْكُلُ خَضِرَتَكُمْ، وَ يُذِيبُ شَحْمَتَكُمْ، إِيهٍ أَبَا وَذَحَةَ![1]

قال الشريف: الْوَذَحَةُ: الْخُنْفُسَاءُ. و هذا القول يومىء به إلى الحجاج، وله مع الوذحة حديث ليس هذا موضع ذكره.

۱۱۷

من كلام له «ع»

يوبخ البخلاء بالمال والنفس

فَلَا أَمْوَالَ بَذَلْتُمُوهَا لِلَّذِي رَزَقَهَا، وَ لَا أَنْفُسَ خَاطَرْتُمْ بِهَا لِلَّذِي

وانٍ - سست
واہن - کمزور
مُعذِر - جس کا عذر ثابت نہ ہو سکے
صُعُدات - جمع صعید - راستے
التدام - سینہ کوٹنا
خالف - جانشین
ہمّت - رنجیدہ کر دیا
میامین - جمع میمون - مبارک
مراجیح - حلماء
مقاویل - جمع مقوال - سلیقہ مند بات کرنے والا
متاریک - جمع متراک - بالکل چھوڑ دینے والا
قُدُم - آگے بڑھنا
وجیف - تیز رفتاری
محجّہ - سیدھا راستہ
کرامہ باردہ - خوشگوار
ذیّال - لمبے دامن والے

[1] تاریخ جن چند منحوس افراد کے تذکرے سے سیاہ ہوگئی ہے ان میں ایک حجاج بھی شامل ہے جو شکل و صورت کے اعتبار سے بھی منحوس تھا اور کردار و عمل کے اعتبار سے بھی بدترین خلائق تھا۔ اس کی نظر میں نہ خانۂ خدا کا کوئی احترام تھا اور نہ دین خدا کا انسانی کردار کے اعتبار سے بھی اس قدر پست کردار تھا کہ اس کے جسم کو غلاظتوں میں پیدا ہونے جانوروں نے اپنا مرکز بنالیا تھا اور یہی بالآخر اس کی موت کا بھی سبب ہوگیا جس کے بعد آخرت کی ذلت کے ساتھ دنیا کی رسوائی بھی مقدر ہوگئی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۱۶ العقد الفرید ۲ ص۱۳۹، مروج الذہب مسعودی (متوفی ۳۴۶ھ) ۳ ص۱۵۸، تہذیب اللغۃ ازہری ۴ ص۱۰، البلدان ابن فقیہ ص۱۸۴، المجمع بین الغریبین احمد بن محمد الہروی، نہایۃ ابن اثیر ۲ ص۳۳ و ص۲۰۰، کنز العمال ۸ ص۲۰۸، ارشاد دیلمی ۱ ص۳۳، من لا یحضرہ الفقیہ صدوق ۱ ص۲۷۵

مصادر خطبہ ۱۱۷

۱۱۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں اپنے اصحاب کو نصیحت فرمائی ہے)

اللہ نے پیغمبرؐ کو اسلام کی طرف دعوت دینے والا اور مخلوقات کے اعمال کا گواہ بنا کر بھیجا تو آپ نے پیغام الٰہی کو مکمل طور سے پہنچا دیا۔ نہ کوئی سستی کی اور نہ کوئی کوتاہی۔ دشمنانِ خدا سے جہاد کیا اور اس راہ میں نہ کوئی کمزوری دکھلائی اور نہ کسی حیلہ اور بہانہ کا سہارا لیا۔ آپ متقین کے امام اور طلبگاران ہدایت کے لئے آنکھوں کی بصارت تھے۔

اگر تم ان تمام باتوں کو جان لیتے جو تم سے مخفی رکھی گئی ہیں اور جن کو میں جانتا ہوں تو صحراؤں میں نکل جاتے۔ اپنے اعمال پر گریہ کرتے اور اپنے کئے پر سر و سینہ پیٹتے اور سارے اموال کو اس طرح چھوڑ کر چل دیتے کہ نہ ان کا کوئی نگہبان ہوتا اور وارث اور ہر شخص کو صرف اپنی ذات کی فکر ہوتی۔ کوئی دوسرے کی طرف رخ بھی نہ کرتا۔ لیکن افسوس کہ تم نے اس سبق کو بالکل بھلا دیا جو تمھیں یاد کرایا گیا تھا اور ان ہولناک مناظر کی طرف سے یکسر مطمئن ہو گئے جن سے ڈرایا گیا تھا۔ تو تمھارا خیال بھٹک گیا اور تمھارے امور میں انتشار پیدا ہو گیا اور میں یہ چاہنے لگا کہ کاش اللہ میرے اور تمھارے درمیان جدائی ڈال دیتا اور مجھے ان لوگوں[1] سے ملا دیتا جو میرے لئے زیادہ سزاوار تھے۔ وہ لوگ جن کی رائے مبارک اور جن کا علم ٹھوس ہے۔ حق کی باتیں کرتے ہیں اور بغاوت و سرکشی سے کنارہ کرنے والے ہیں۔ انھوں نے راستہ پر قدم آگے بڑھائے اور راہ راست پر تیزی سے بڑھتے چلے گئے۔ جس کے نتیجہ میں دائمی آخرت اور پرسکون کرامت حاصل کر لی۔

آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم تم پر وہ نوجوان بنی ثقیف کا مسلط کیا جائے گا جس کا قد طویل ہوگا اور وہ لہرا کر چلنے والا ہوگا۔ تمھارے سبزہ کو ہضم کر جائے گا اور تمھاری چربی کو پگھلا دے گا۔ ہاں ہاں اے ابو وذحہ کچھ اور۔

"بیدرضیؒ" ۔ وذحہ گندہ کیڑے کا نام۔ ابو وذحہ کا اشارہ حجاج کی طرف ہے اور اس کا ایک قصہ ہے جس کے ذکر کا یہ مقام نہیں ہے"۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حجاج نماز پڑھ رہا تھا کہ اس کیڑے نے اسے موقع پا کر کاٹ لیا اور اس کے اثر سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

۱۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی
(جس میں جان و مال سے بخل کرنے والوں کی سرزنش کی گئی ہے)

نہ تم نے مال کو اس کی راہ میں خرچ کیا جس نے تمھیں عطا کیا تھا اور نہ جان کو اس کی خاطر خطرہ میں ڈالا جس نے اسے پیدا کیا تھا

---

[1] امیرالمومنینؑ کی زندگی کا عظیم ترین المیہ ہے کہ آنکھ کھولنے کے بعد سے ۳۰ سال تک رسول اکرمؐ کے ساتھ گذارے۔ اس کے بعد چند مخلص اصحاب کرام کا ساتھ رہا اس کے بعد جب زمانہ نے پلٹا کھایا اور اقتدار قدموں میں آیا تو ایک طرف ناکثین ' قاسطین اور خوارج کا سامنا کرنا پڑا اور دوسری طرف اپنے گرد کوفہ کے بیوفاؤں کا مجمع لگ گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص اس حال کو دیکھ کر اس ماضی کی تمنا نہ کرے تو اور کیا کرے اور اس کے ذہن سے اپنا ماضی کس طرح نکل جائے۔

خَلْقِهَا. تُكْرَمُونَ بِاللهِ عَلَى عِبَادِهِ، وَلَا تُكْرِمُونَ اللهَ فِي عِبَادِهِ! فَاعْتَبِرُوا بِنُزُولِكُمْ مَنَازِلَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَانْقِطَاعِكُمْ عَنْ أَوْصَلِ (اصل - اهل) إِخْوَانِكُمْ!

۱۱۸

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

في الصالحين من أصحابه

أَنْتُمُ الْأَنْصَارُ عَلَى الْحَقِّ، وَالْإِخْوَانُ فِي الدِّينِ، وَالْجُنَنُ يَوْمَ الْبَأْسِ، وَالْبِطَانَةُ دُونَ (يوم) النَّاسِ، بِكُمْ أَضْرِبُ الْمُدْبِرَ، وَأَرْجُو طَاعَةَ الْمُقْبِلِ. فَأَعِينُونِي بِمُنَاصَحَةٍ خَلِيَّةٍ (جلية) مِنَ الْغِشِّ، سَلِيمَةٍ مِنَ الرَّيْبِ، فَوَاللهِ إِنِّي لَأَوْلَى النَّاسِ بِالنَّاسِ!

۱۱۹

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

وقد جمع الناس و حضهم على الجهاد فسكتوا ملياً

فقال ﴿عليه السلام﴾: مَا بَالُكُمْ أَمُخْرَسُونَ أَنْتُمْ؟ فقال قوم منهم: يا أمير المؤمنين، إن سرت سرنا معك.

فقال ﴿عليه السلام﴾: مَا بَالُكُمْ! لَا سُدِّدْتُمْ لِرُشْدٍ، وَلَا هُدِيتُمْ لِقَصْدٍ! أَفِي مِثْلِ هذَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَخْرُجَ؟ وَإِنَّمَا يَخْرُجُ فِي مِثْلِ هذَا رَجُلٌ مِمَّنْ أَرْضَاهُ مِنْ شُجْعَانِكُمْ وَذَوِي بَأْسِكُمْ، وَلَا يَنْبَغِي لِي أَنْ أَدَعَ الْجُنْدَ وَالْمِصْرَ وَبَيْتَ الْمَالِ وَجِبَايَةَ الْأَرْضِ، وَالْقَضَاءَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ، وَالنَّظَرَ فِي حُقُوقِ (حق) الْمُطَالِبِينَ، ثُمَّ أَخْرُجَ فِي كَتِيبَةٍ أَتْبَعُ أُخْرَى، أَتَقَلْقَلُ تَقَلْقُلَ الْقِدْحِ فِي الْجَفِيرِ الْفَارِغِ، وَإِنَّمَا أَنَا قُطْبُ الرَّحَى، تَدُورُ عَلَيَّ وَأَنَا بِمَكَانِي، فَإِذَا فَارَقْتُهُ اسْتَحَارَ مَدَارُهَا، وَاضْطَرَبَ ثِفَالُهَا. هذَا لَعَمْرُ اللهِ الرَّأْيُ السُّوءُ. وَاللهِ لَوْلَا رَجَائِي الشَّهَادَةَ عِنْدَ لِقَائِي الْعَدُوَّ - وَلَوْ قَدْ حُمَّ لِي لِقَاؤُهُ - لَقَرَّبْتُ رِكَابِي ثُمَّ شَخَصْتُ عَنْكُمْ فَلَا أَطْلُبُكُمْ مَا اخْتَلَفَ جَنُوبٌ وَشَمَالٌ، طَعَّانِينَ عَيَّابِينَ، حَيَّادِينَ رَوَّاغِينَ. إِنَّهُ لَا غَنَاءَ فِي كَثْرَةِ عَدَدِكُمْ

کَرُمَ الشیٔ - عزیز و نفیس
جُنَن - جمع جُنّۃ - سپر
باس - شدت
بطانۃ - خواص
تسدید - توفیق استقامت
قِدح - ناتراشیدہ تیر
جفیر - ترکش
استحار - متحیر ہو گیا
ثِفال - جس کھال پر چکی رکھی جاتی ہے
حُمّ - مقدر ہو
قَرّبتُ رکابی - اونٹ کو سواری کیلئے حاضر کر دیتا
شخصتُ عنکم - دور ہو جاتا
غَناء - فائدہ

① خطبہ ۱۱۸ اور ۱۱۹ کے درمیان یہ نمایاں فرق پایا جاتا ہے کہ ۱۱۸ کا تعلق جنگ جمل سے ہے جس میں آپ کے اصحاب نے اپنی شجاعت جوانمردی اور ثابت قدمی کا اس طرح مظاہرہ کیا کہ میدان کا فیصلہ ایک ہی دن میں ہو گیا اور آپ کے حق میں ہو گیا۔ لیکن ۱۱۹ کا تعلق ایسے افراد سے ہے جو آپ کو میدان میں لا کر اس طرح دشمنوں کے حوالے کر دینا چاہتے تھے جس طرح بعض اصحاب رسولؐ آپ کو احد کے میدان میں کفار کے حوالے کر کے چاروں طرف فرار کر گئے تھے۔ اس لئے آپ نے اس قدر سخت لہجہ میں گفتگو فرمائی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۱۸ تاریخ طبری ۳ ص ۵۰۹، الامامۃ والسیاسۃ ص ۱۳۱، کتاب الجمل واقدی، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۲ ص ۲۵۹

مصادر خطبہ ۱۱۹ نہایۃ ابن اثیر ۲ ص ۲۱۵

اللہ کے نام پر بندوں[۱] میں عزت حاصل کرتے ہو اور بندوں کے بارے میں اللہ کا احترام نہیں کرتے ہو۔ خدارا اس بات سے عبرت حاصل کرو کہ عنقریب انھیں منازل میں نازل ہونے والے ہو جہاں پہلے لوگ نازل ہو چکے ہیں اور قریب ترین بھائیوں سے کٹ کر رہ جانے والے ہو۔

۱۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنے اصحاب میں نیک کردار افراد کے بارے میں)

تم حق کے سلسلہ میں مددگار اور دین کے معاملہ میں بھائی ہو۔ جنگ کے روز میری سپر اور تمام لوگوں میں میرے راز دار ہو۔ میں تمھارے ہی ذریعہ روگردانی کرنے والوں پر تلوار چلاتا ہوں اور راستہ پر آنے والوں کی اطاعت کی امید رکھتا ہوں لہٰذا خدارا میری مدد کرو اس نصیحت کے ذریعہ جس میں ملاوٹ نہ ہو اور کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو کہ خدا کی قسم میں لوگوں کی قیادت کے لئے تمام لوگوں سے اولیٰ اور احق ہوں۔

۱۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے لوگوں کو جمع کر کے جہاد کی تلقین کی اور لوگوں نے سکوت اختیار کر لیا تو فرمایا)

تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم گونگے ہو گئے ہو؟ اس پر ایک جماعت نے کہا کہ یا امیرالمومنینؑ! آپ چلیں۔ ہم چلنے کے لئے تیار ہیں۔

فرمایا تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ اللہ تمھیں ہدایت کی توفیق نہ دے اور تمھیں سیدھا راستہ نصیب نہ ہو۔ کیا ایسے حالات میں میرے لئے مناسب ہے کہ میں ہی نکلوں؟۔ ایسے موقع پر اس شخص کو نکلنا چاہیئے جو تمھارے بہادروں اور جوانمردوں میں میرا پسندیدہ ہو اور ہرگز مناسب نہیں ہے کہ میں لشکر، شہر، بیت المال، خراج کی فراہمی، قضاوت، مطالبات کرنے والوں کے حقوق کی نگرانی کا سارا کام چھوڑ کر نکل جاؤں اور لشکر کے دستہ کے پیچھے لشکر کا پیچھا کروں اور اس طرح جنبش کرتا رہوں جس طرح خالی ترکش میں تیر۔ میں خلافت کی چکی کا مرکز ہوں جسے میرے گرد چکر لگانا چاہیئے کہ اگر میں نے مرکز چھوڑ دیا تو اس کی گردش کا دائرہ متزلزل ہو جائے گا اور اس کے نیچے کی بساط بھی جابجا ہو جائے گی۔ خدا کی قسم یہ بدترین رائے ہے اور وہی گواہ ہے کہ اگر دشمن کا مقابلہ کرنے میں مجھے شہادت کی آرزو نہ ہوتی۔ جب کہ وہ مقابلہ میرے لئے مقدر ہو چکا ہو۔ تو میں اپنی سواریوں کو قریب کر کے ان پر سوار ہو کر تم سے بہت دور نکل جاتا اور پھر تمھیں اس وقت تک یاد بھی نہ کرتا جب تک شمالی اور جنوبی ہوائیں چلتی رہیں۔ تم طنز کرنے والے۔ عیب لگانے والے۔ کنارہ کشی کرنے والے اور صرف شور مچانے والے ہو۔ تمھارے اعداد کی کثرت کا کیا فائدہ ہے

---

[۱] ایسے لوگ ہر دور میں دینداروں میں بھی رہے ہیں اور دنیاداروں میں بھی۔ جو قوم سے ہر طرح کے احترام کے طلبگار ہوتے ہیں اور قوم کا کسی طرح کا احترام نہیں کرتے ہیں۔ لوگوں سے دین خدا کی ٹھیکہ داری کے نام پر ہر طرح کی قربانی کا تقاضا کرتے ہیں اور خود کسی طرح کی قربانی کا ارادہ نہیں کرتے ہیں ان کی نظر میں دین خدا دنیا کمانے کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ درحقیقت بدترین تجارت ہے کہ انسان دین کی عظیم و شریف دولت کو دے کر دنیا جیسی حقیر و ذلیل شے کو حاصل کرنے کا منصوبہ بنائے۔ ظاہر ہے کہ جب دینداروں میں ایسے کردار پیدا ہو جاتے ہیں تو دنیاداروں کا کیا ذکر ہے انھیں تو بہرحال اس سے بدتر ہونا چاہیئے۔!

مَعَ قِلَّةِ اجْتِمَاعِ قُلُوبِكُمْ. لَقَدْ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ الَّتِي لَا يَهْلِكُ عَلَيْهَا إِلَّا هَالِكٌ، مَنِ اسْتَقَامَ فَإِلَى الْجَنَّةِ، وَ مَنْ زَلَّ فَإِلَى النَّارِ!

۱۲۰

و من كلام له (عليه السلام)

يذكر فضله و يعظ الناس

تَاللَّهِ لَقَدْ عُلِّمْتُ تَبْلِيغَ الرِّسَالَاتِ، وَ إِتْمَامَ الْعِدَاتِ، وَ تَمَامَ الْكَلِمَاتِ. وَ عِنْدَنَا - أَهْلَ الْبَيْتِ - أَبْوَابُ الْحُكْمِ وَ ضِيَاءُ الْأَمْرِ. أَلَا وَ إِنَّ شَرَائِعَ الدِّينِ وَاحِدَةٌ، وَ سُبُلَهُ قَاصِدَةٌ. مَنْ أَخَذَ بِهَا لَحِقَ وَ غَنِمَ، وَ مَنْ وَقَفَ عَنْهَا ضَلَّ وَ نَدِمَ. اعْمَلُوا لِيَوْمٍ تُذْخَرُ لَهُ الذَّخَائِرُ، وَ تُبْلَى فِيهِ السَّرَائِرُ. وَ مَنْ لَا يَنْفَعُهُ حَاضِرُ لُبِّهِ ① فَعَازِبُهُ عَنْهُ أَعْجَزُ، وَ غَائِبُهُ أَعْوَزُ. وَ اتَّقُوا نَاراً حَرُّهَا شَدِيدٌ، وَ قَعْرُهَا بَعِيدٌ، وَ حِلْيَتُهَا حَدِيدٌ، وَ شَرَابُهَا صَدِيدٌ. أَلَا وَ إِنَّ اللِّسَانَ الصَّالِحَ يَجْعَلُهُ اللَّهُ تَعَالَى لِلْمَرْءِ فِي النَّاسِ، خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْمَالِ يُورِثُهُ مَنْ لَا يَحْمَدُهُ.

۱۲۱

و من خطبة له (عليه السلام)

بعد ليلة الهرير

و قد قام إليه رجل من أصحابه فقال: نهيتنا عن الحكومة ثم أمرتنا بها، فلم ندر أي الأمرين أرشد؟ فصفق (عليه السلام) إحدى يديه على الأخرى ثم قال:

هَذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْعُقْدَةَ! أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ أَنِّي حِينَ أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوهِ الَّذِي يَجْعَلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْراً، فَإِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ وَ إِنِ اعْوَجَجْتُمْ قَوَّمْتُكُمْ، وَ إِنْ أَبَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ، لَكَانَتِ الْوُثْقَى. وَ لَكِنْ بِمَنْ وَ إِلَى مَنْ؟ أُرِيدُ أَنْ أُدَاوِيَ بِكُمْ وَ أَنْتُمْ دَائِي، كَنَاقِشِ الشَّوْكَةِ بِالشَّوْكَةِ، وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ضَلْعَهَا مَعَهَا! اللَّهُمَّ قَدْ مَلَّتْ أَطِبَّاءُ هَذَا الدَّاءِ الدَّوِيِّ، وَ كَلَّتِ النَّزَعَةُ بِأَشْطَانِ الرَّكِيِّ! أَيْنَ الْقَوْمُ الَّذِينَ دُعُوا إِلَى الْإِسْلَامِ فَقَبِلُوهُ، وَ قَرَءُوا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ، وَ هِيجُوا إِلَى الْجِهَادِ فَوَلِهُوا وَلَهَ اللِّقَاحِ إِلَى أَوْلَادِهَا، وَ سَلَبُوا

ہالک - یقینی ہلاک ہو جانے والا

عدات - جمع عدہ - وعدہ

قاصدہ - سیدھا

عازب - غائب

عوز - ناپید ہو گیا

صدید - پیپ

لسان - ذکر جمیل

ضلع - میلان

عقدہ - جس کا معاہدہ ہو

الداء الدوی - شدید درد والا مرض

کلّت - کمزور ہو گیا

رکی - جمع رکیہ - کنواں

اشطان - جمع شطن - رسی

لقاح - جمع لقوح - اونٹنی

① عقل حاضر انسان کی اپنی عقل ہے جس پر دوسرے افراد کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ ایسی عقل کبھی خیانت کرتی ہے اور نہ دھوکہ دیتی ہے لیکن جب انسان اپنی خالص عقل میں دوسروں کی عقل کو بھی شامل کر لیتا ہے تو دوسروں کی عقل حاضر ہو جاتی ہے اور اپنی عقل غائب ہو جاتی ہے اور صحیح فیصلے کے امکانات ضعیف ہو جاتے ہیں علاوہ اس کے کہ انسان معصوم عقل پر اعتماد کرے کہ اس میں گمراہی کا کوئی امکان نہیں ہوتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۲۰ کتاب سلیم بن قیس ص ۱۳۲، غرر الحکم آمدی ص ۴۰۲

مصادر خطبہ ۱۲۱ العقد الفرید ۲ ص ۱۹۵، مطالب السؤول ۱ ص ۱۰۰، ارشاد مفید ص ۱۴۹، اختصاص مفید، احتجاج طبرسی ۱ ص ۲۴۳، ربیع الابرار ۱ ص ۱۳۱، غرر الحکم آمدی، المستقصی زمخشری ۲ ص ۳۶۰

تمہارے دل یکجا نہیں ہیں۔ میں نے تم کو اس واضح راستہ پر چلانا چاہا جس پر چل کر کوئی ہلاک نہیں ہو سکتا ہے مگر یہ کہ ہلاکت اس کا مقدر ہو۔ اس راہ پر چلنے والے کی واقعی منزل جنت ہے اور یہاں پھسل جانے والے کا راستہ جہنم ہے۔

۱۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے)

خدا کی قسم۔ مجھے پیغام الٰہی کے پہونچانے، وعدۂ الٰہی کے پورا کرنے اور کلمات الٰہیہ کی مکمل وضاحت کرنے کا علم دیا گیا ہے۔ ہم اہلبیتؑ کے پاس حکمتوں کے ابواب اور مسائل کی روشنی موجود ہے۔ یاد رکھو۔ دین کی تمام شریعتوں کا مقصد ایک ہے اور اس کے سارے راستے درست ہیں۔ جو ان راستوں کو اختیار کرے گا وہ منزل تک پہونچ بھی جائے گا اور فائدہ بھی حاصل کرے گا اور جو راستہ ہی میں ٹھہر جائے گا وہ بہک بھی جائے گا اور شرمندہ بھی ہوگا۔ عمل کرو اس دن کے لئے جس کے لئے ذخیرے فراہم کئے جاتے ہیں اور جس دن نیتوں کا امتحان ہوگا اور جس کو اپنی موجود عقل فائدہ نہ پہونچا سکے اسے دوسروں کی غائب اور دور ترین عقل کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ اس آگ سے ڈرو جس کی تپش شدید۔ گہرائی بعید۔ آرائش حدید اور پینے کی شے صدید (پیپ) ہے۔ یاد رکھو۔ وہ ذکر خیر جو پروردگار کسی انسان کے لئے باقی رکھتا ہے وہ اس مال سے کہیں زیادہ بہتر ہوتا ہے جسے انسان اُن لوگوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے جو تعریف تک نہیں کرتے ہیں۔

۱۲۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

جب لیلۃ الہریر کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اٹھ کر کہا کہ آپ نے پہلے ہمیں تحکیم بنانے سے روکا اور پھر اسی کا حکم دے دیا تو آخر ان دونوں میں سے کون سی بات صحیح تھی؟ تو آپ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ افسوس یہی اس کی سزا ہوتی ہے جو عہد و پیمان[1] کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یاد رکھو اگر میں تم کو اس ناگوار امر (جنگ) پر مامور کر دیتا جس میں یقیناً اللہ نے تمہارے لئے خیر رکھا تھا۔ اس طرح کہ تم سیدھے رہتے تو تمہیں ہدایت دیتا اور ٹیڑھے ہو جاتے تو سیدھا کر دیتا اور انکار کرتے تو اس کا علاج کرتا تو یہ انتہائی مستحکم طریقہ کار ہوتا۔ لیکن یہ کام کس کے ذریعہ کرتا اور کس کے بھروسہ پر کرتا۔ میں تمہارے ذریعہ قوم کا علاج کرنا چاہتا تھا لیکن تمہیں تو میری بیماری ہو۔ یہ تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسے کانٹے سے کانٹا نکالا جائے جب کہ اس کا جھکاؤ اسی کی طرف ہو۔ خدایا! گواہ رہنا کہ اس موذی مرض کے اطباء عاجز آچکے ہیں اور اس کنویں سے رسی نکالنے والے تھک چکے ہیں۔

کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو فوراً قبول کر لی اور انھوں نے قرآن کو پڑھا تو باقاعدہ عمل بھی کیا اور جہاد کے لئے آمادہ کئے گئے تو اس طرح شوق سے آگے بڑھے جس طرح اونٹنی اپنے بچوں کی طرف بڑھتی ہے۔

---

[1] مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں نے مجھ سے اطاعت کا عہد و پیمان کیا تھا لیکن جب میں نے صفین میں جنگ جاری رکھنے پر اصرار کیا تو تم نے نیزوں پر قرآن دیکھ کر جنگ بندی کا مطالبہ کر دیا اور اپنے عہد و پیمان کو نظر انداز کر دیا۔ ظاہر ہے کہ ایسے اقدام کا ایسا ہی نتیجہ ہوتا ہے جو سامنے آگیا تو اب فریاد کرنے کا کیا جواز ہے؟

نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور دستہ دستہ، صف بصف آگے بڑھ کر تمام اطراف زمین پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے بعض چلے گئے اور بعض باقی رہ گئے۔ انھیں نہ زندگی کی بشارت سے دلچسپی تھی اور نہ مُردوں کی تعزیت سے (۱) ان کی آنکھیں خوف خدا میں گریہ سے سفید ہو گئی تھیں، پیٹ روزوں سے دھنس گئے تھے، ہونٹ دعا کرتے کرتے خشک ہو گئے تھے، چہرے شب بیداری سے زرد ہو گئے تھے اور چہروں پر خاکساری کی گرد پڑی ہوئی تھی۔ یہی میرے پہلے والے بھائی تھے جن کے بارے میں ہمارا حق ہے کہ ہم ان کی طرف پیاسوں کی طرح نگاہ کریں اور ان کے فراق میں اپنے ہی ہاتھ کاٹیں۔

یقیناً شیطان تمہارے لئے اپنی راہوں کو آسان بنا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک ایک کر کے تمہاری ساری گرہیں کھول دے۔ تمہیں اجتماع کے بجائے افتراق دے کر فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس کے خیالات اور اس کی جھاڑ پھونک سے منھ پھیرے رہو اور اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تمہیں نصیحت کا تحفہ دے رہا ہے اور اپنے دل میں اس کی گرہ باندھ لو۔

۱۲۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ خوارج کے اس پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے جو تحکیم کے انکار پر اڑا ہوا تھا۔ اور فرمایا)

کیا تم سب ہمارے ساتھ صفین میں تھے؟ لوگوں نے کہا بعض افراد تھے اور بعض نہیں تھے! فرمایا تو تم دو حصوں میں تقسیم ہو جاؤ۔ صفین والے الگ اور غیر صفین والے الگ۔ تاکہ میں ہر ایک سے اس کے حال کے مطابق گفتگو کروں۔

اس کے بعد قوم سے پکار کر فرمایا کہ تم سب خاموش ہو جاؤ اور میری بات سنو اور اپنے دلوں کو بھی میری طرف متوجہ رکھو اگر میں کسی بات کی گواہی طلب کروں تو ہر شخص اپنے علم کے مطابق جواب دے سکے۔ (یہ کہہ کر آپ نے ایک طویل گفتگو فرمائی جس کا ایک حصہ یہ تھا:)

ذرا بتلاؤ کہ جب صفین والوں نے حیلہ و مکر اور جعل و فریب سے نیزوں پر قرآن بلند کر دئے تھے تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ سب ہمارے بھائی اور ہمارے ساتھ کے مسلمان ہیں۔ اب ہم سے معافی کے طلبگار ہیں اور کتاب خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں لہٰذا مناسب یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور انھیں سانس لینے کا موقع دے دیا جائے۔ میں نے تمہیں سمجھایا تھا کہ اس کا ظاہر ایمان ہے لیکن باطن صرف ظلم اور تعدی ہے۔ اس کی ابتدا رحمت و راحت ہے لیکن اس کا انجام شرمندگی اور ندامت ہے لہٰذا اپنی حالت پر قائم رہو اور اپنے راستہ کو مت چھوڑو اور جہاد پر دانتوں کو بھینچے رہو اور کسی بکواس کرنے والے کی بکواس کو مت سنو کہ اس کے قبول کر لینے میں گمراہی ہے اور نظر انداز کر دینے میں ذلت ہے۔ لیکن جب تحکیم کی بات طے ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ تمھیں لوگوں نے اس کی رضامندی دی تھی (۲)۔ حالانکہ خدا گواہ ہے کہ اگر میں نے اس سے انکار کر دیا ہوتا تو اس سے مجھ پر کوئی فریضہ عائد نہ ہوتا۔

نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور دستہ دستہ، صف بصف آگے بڑھ کر تمام اطراف زمین پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے کچھ چلے گئے اور بعض باقی رہ گئے۔ انھیں نہ زندگی کی بشارت سے دلچسپی تھی اور نہ مُردوں کی تعزیت سے[1]۔ ان کی آنکھیں خوف خدا میں گریہ سے سفید ہو گئی تھیں۔ پیٹ روزوں سے دھنس گئے تھے، ہونٹ دعا کرتے کرتے خشک ہو گئے تھے۔ چہرے شب بیداری سے زرد ہو گئے تھے اور چہروں پر خاکساری کی گرد پڑی ہوئی تھی۔ یہی میرے پہلے والے بھائی تھے جن کے بارے میں ہمارا حق ہے کہ ہم ان کی طرف پیاسوں کی طرح نگاہ کریں اور ان کے فراق میں اپنے ہی ہاتھ کاٹیں۔

یقیناً شیطان تمہارے لئے اپنی راہوں کو آسان بنا دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ ایک ایک کر کے تمہاری ساری گرہیں کھول دے۔ تمھیں اجتماع کے بجائے افتراق دے کر فتنوں میں مبتلا کرنا چاہتا ہے لہذا اس کے خیالات اور اس کی جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور اس شخص کی نصیحت قبول کرو جو تمھیں نصیحت کا تحفہ دے رہا ہے اور اپنے دل میں اس کی گرہ باندھ لو۔

۱۲۲ - آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ خوارج کے اس پڑاؤ کی طرف تشریف لے گئے جو تحکیم کے انکار پر اڑا ہوا تھا۔ اور فرمایا)

کیا تم سب ہمارے ساتھ صفین میں تھے؟ لوگوں نے کہا بعض افراد تھے اور بعض نہیں تھے! فرمایا تو تم دو حصوں میں تقسیم ہو جاؤ۔ صفین والے الگ اور غیر صفین والے الگ۔ تاکہ میں ہر ایک سے اس کے حال کے مطابق گفتگو کروں۔

اس کے بعد قوم سے پکار کر فرمایا کہ تم سب خاموش ہو جاؤ اور میری بات سنو اور اپنے دلوں کو بھی میری طرف متوجہ رکھو اگر میں کسی بات کی گواہی طلب کروں تو ہر شخص اپنے علم کے مطابق جواب دے سکے۔ (یہ کہہ کر آپ نے ایک طویل گفتگو فرمائی جس کا ایک حصہ یہ تھا:)

ذرا بتلاؤ کہ جب صفین والوں نے حیلہ و مکر اور جعل و فریب سے نیزوں پر قرآن بلند کر دیئے تھے تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ سب ہمارے بھائی اور ہمارے ساتھ کے مسلمان ہیں۔ اب ہم سے معافی کے طلبگار ہیں اور کتاب خدا سے فیصلہ چاہتے ہیں لہذا مناسب یہ ہے کہ ان کی بات مان لی جائے اور انھیں سانس لینے کا موقع دے دیا جائے۔ میں نے تمھیں سمجھایا تھا کہ اس کا ظاہر ایمان ہے لیکن باطن صرف ظلم اور تعدی ہے۔ اس کی ابتدا رحمت و راحت ہے لیکن اس کا انجام شرمندگی اور ندامت ہے لہذا اپنی حالت پر قائم رہو اور اپنے راستہ کو مت چھوڑو اور جہاد پر دانتوں کو بھینچے رہو اور کسی بکواس کرنے والے کی بکواس کو مت سنو کہ اس کے قبول کر لینے میں گمراہی ہے اور نظر انداز کر دینے میں ذلت ہے۔ لیکن جب تحکیم کی بات طے ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ تمھیں لوگوں نے اس کی رضامندی دی تھی[2]۔ حالانکہ خدا گواہ ہے کہ اگر میں نے اس سے انکار کر دیا ہوتا تو اس سے مجھ پر کوئی فریضہ عائد نہ ہوتا۔

فَرِحْتُمَا، وَ لا حَمَّلَنِي اللهُ ذَنْبَهَا. وَ وَاللهِ إِنْ جِئْتُهَا إِنِّي لَلْمُحِقُّ الَّذِي يُتَّبَعُ؛ وَ إِنَّ الْكِتَابَ لَمَعِي، مَا فَارَقْتُهُ مُذْ صَحِبْتُهُ: فَلَقَدْ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ إِنَّ الْقَتْلَ لَيَدُورُ عَلَى الْآبَاءِ وَ الْأَبْنَاءِ وَ الْإِخْوَانِ وَ الْقَرَابَاتِ، فَمَا نَزْدَادُ عَلَى كُلِّ مُصِيبَةٍ وَ شِدَّةٍ إِلَّا إِيمَاناً، وَ مُضِيّاً عَلَى الْحَقِّ، وَ تَسْلِيماً لِلْأَمْرِ، وَ صَبْراً عَلَى مَضَضِ الْجِرَاحِ. وَلَكِنَّا إِنَّمَا أَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ إِخْوَانَنَا فِي الْإِسْلَامِ عَلَى مَا دَخَلَ فِيهِ مِنَ الزَّيْغِ وَ الْإِعْوِجَاجِ، وَ الشُّبْهَةِ وَ التَّأْوِيلِ. فَإِذَا طَمِعْنَا فِي خَصْلَةٍ يَلُمُّ اللهُ بِهَا شَعَثَنَا، وَ نَتَدَانَى بِهَا إِلَى الْبَقِيَّةِ فِيمَا بَيْنَنَا، رَغِبْنَا فِيهَا، وَ أَمْسَكْنَا عَمَّا سِوَاهَا

۱۲۳

و من كلام له (ع)

قاله لأصحابه في ساحة الحرب بصفين

وَ أَيُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ أَحَسَّ مِنْ نَفْسِهِ رَبَاطَةَ جَأْشٍ؟ عِنْدَ اللِّقَاءِ، وَ رَأَى مِنْ أَحَدٍ مِنْ إِخْوَانِهِ فَشَلاً فَلْيَذُبَّ عَنْ أَخِيهِ بِفَضْلِ نَجْدَتِهِ الَّتِي فُضِّلَ بِهَا عَلَيْهِ كَمَا يَذُبُّ عَنْ نَفْسِهِ، فَلَوْ شَاءَ اللهُ لَجَعَلَهُ مِثْلَهُ. إِنَّ الْمَوْتَ طَالِبٌ حَثِيثٌ لَا يَفُوتُهُ الْمُقِيمُ، وَ لَا يُعْجِزُهُ الْهَارِبُ. إِنَّ أَكْرَمَ الْمَوْتِ الْقَتْلُ! وَ الَّذِي نَفْسُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ بِيَدِهِ، لَأَلْفُ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ أَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ مِيتَةٍ عَلَى الْفِرَاشِ فِي غَيْرِ طَاعَةِ اللهِ!

و منه: وَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْكُمْ تَكِشُّونَ كَشِيشَ الضِّبَابِ: لَا تَأْخُذُونَ حَقّاً، وَ لَا تَمْنَعُونَ ضَيْماً. قَدْ خُلِّيتُمْ وَ الطَّرِيقَ، فَالنَّجَاةُ لِلْمُقْتَحِمِ، وَ الْهَلَكَةُ لِلْمُتَلَوِّمِ

۱۲۴

و من كلام له (ع)

في حث أصحابه على القتال

فَقَدِّمُوا الدَّارِعَ، وَ أَخِّرُوا الْحَاسِرَ، وَ عَضُّوا عَلَى الْأَضْرَاسِ، فَإِنَّهُ أَنْبَى لِلسُّيُوفِ عَنِ الْهَامِ، وَ الْتَوُوا فِي أَطْرَافِ الرِّمَاحِ، فَإِنَّهُ أَمْوَرُ لِلْأَسِنَّةِ، وَ غُضُّوا الْأَبْصَارَ فَإِنَّهُ أَرْبَطُ لِلْجَأْشِ، وَ أَسْكَنُ

خصلۃ ۔ وسیلہ
لم شعثہ ۔ پراگندگی کو جمع کر دیا
نتدانی بہا ۔ قریب ہو جائیں
رباطۃ الجاش ۔ اطمینان قلب
فشل ۔ کمزوری ۔ بزدلی
فلیذب ۔ دور کرے
نجدہ ۔ شجاعت
کشیش الضباب ۔ جمع ضب سوسمار
تلوم ۔ ٹھہر گیا
دارع ۔ زرہ پوش
حاسر ۔ بغیر زرہ والا
انبی ۔ دور کر دینے والا
ہام ۔ جمع ہامہ ۔ سر
التووا ۔ مڑ جاؤ
امور ۔ زیادہ چکر دینے والا

(۱) یہ امیر المومنین کا حوصلہ تھا کہ اپنے مقابلہ میں آکر جنگ کرنے والوں کو بھی برادران اسلام کا نام دے رہے تھے اور اس کی وجہ بھی یہ ہے کہ جب تک آخری شبہ اور تاویل کی گنجائش باقی رہتی ہے ۔ اسلام کا حکم جاری رہتا ہے لیکن جب قصداً عناد اور دشمنی کا اظہار کیا جاتا ہے تو اسلام بھی رخصت ہو جاتا ہے ۔ میدان جنگ میں آنے والوں کو مسلمان کہا جا سکتا ہے لیکن اسکا کوئی تعلق سربراہ لشکر سے نہیں ہے ۔

مصادر خطبہ ۱۲۲ ربیع الابرار زمخشری باب تبدل ۔ غرر الحکم آمدی ص ۳۲۰ ، العقد الفرید ۲ ص ۲۸۳ کافی کتاب الجہاد ص ۳۳۲ ، وافی کتاب الجہاد ص ۲۴ الجمل شیخ مفید ص ۱۰۳ ، ارشاد مفید ص ۱۱۹

مصادر خطبہ ۱۲۳ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۲۳۵ ، تاریخ طبری ۶ ص ۹ ، کافی ۵ ص ۳۹ ، الفتوح احمد بن اعثم کوفی ۳ ص ۴۳ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۱۱۱ ، کتاب سلیم بن قیس ص ۱۴۰ ، ارشاد مفید ص ۱۳۶ ، مروج الذہب ۲ ص ۳۹۵

اور نہ پروردگار مجھے گنہگار قرار دیتا اور اگر میں نے اسے اختیار کیا ہوتا تو میں ہی وہ صاحب حق تھا جس کا اتباع ہونا چاہئے تھا کہ کتاب خدا میرے ساتھ ہے اور جب سے میرا اس کا ساتھ ہوا ہے کبھی جدائی نہیں ہوئی۔ ہم رسول اکرمؐ کے زمانے میں اس وقت جنگ کرتے تھے جب مقابلہ پر خاندان کے بزرگ۔ بچے۔ بھائی بند اور رشتہ دار ہوتے تھے لیکن ہر مصیبت و شدت پر ہمارے ایمان میں اضافہ ہی ہوتا تھا اور ہم امر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہتے تھے۔ راہ حق میں بڑھتے ہی جاتے تھے اور زخموں کی ٹیس پر صبر ہی کرتے تھے مگر افسوس کہ اب ہمیں مسلمان بھائیوں سے جنگ کرنا پڑ رہی ہے⁽۱⁾ کہ ان میں کجی۔ انحراف۔ شبہ اور غلط تاویلات کا دخل ہو گیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی راستہ نکل آئے جس سے خدا ہمارے انتشار کو دور کر دے اور ہم ایک دوسرے سے قریب ہو کر رہے سہے تعلقات کو باقی رکھ سکیں تو ہم اسی راستہ کو پسند کریں گے اور دوسرے راستے سے ہاتھ روک لیں گے۔

۱۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو صفین کے میدان میں اپنے اصحاب سے فرمایا تھا)

دیکھو! اگر تم سے کوئی شخص بھی جنگ کے وقت اپنے اندر قوت قلب اور اپنے کسی بھائی میں کمزوری کا احساس کرے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے بھائی سے اسی طرح دفاع کرے جس طرح اپنے نفس سے کرتا ہے کہ خدا چاہتا تو اُسے بھی ویسا ہی بنا دیتا لیکن اس نے تمہیں ایک خاص فضیلت عطا فرمائی ہے۔

دیکھو! موت ایک تیز رفتار طلبگار ہے جس سے نہ کوئی ٹھہرا ہوا بچ سکتا ہے اور نہ بھاگنے والا بچ نکل سکتا ہے اور بہترین موت شہادت ہے۔ قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضۂ قدرت میں فرزند ابوطالب کی جان ہے کہ میرے لئے تلوار کی ہزار ضربیں اطاعت خدا سے الگ ہو کر بستر پر مرنے سے بہتر ہیں۔

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ ویسی ہی آوازیں نکال رہے ہو جیسی سوساروں کے جسموں کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہیں کہ نہ اپنا حق حاصل کر رہے ہو اور نہ ذلت کا دفاع کر رہے ہو جب کہ تمہیں راستہ پر کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور نجات اسی کے لئے ہے جو جنگ میں کود پڑے اور ہلاکت اسی کے لئے ہے جو دیکھتا ہی رہ جائے۔

۱۲۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنے اصحاب کو جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے)

زرہ پوش افراد کو آگے بڑھاؤ اور بے زرہ لوگوں کو پیچھے رکھو۔ دانتوں کو بھینچ لو کہ اس سے تلواریں سر سے اچٹ جاتی ہیں اور نیزوں کے اطراف سے پہلوؤں کو بچائے رکھو کہ اس سے نیزوں کے رُخ پلٹ جاتے ہیں۔ نگاہوں کو نیچا رکھو کہ اس سے قوت قلب میں اضافہ ہوتا ہے اور حوصلے بلند رہتے ہیں۔

لِلْقُلُوبِ، وَأَمِيتُوا الْأَصْوَاتَ، فَإِنَّهُ أَطْرَدُ لِلْفَشَلِ. وَ رَايَتَكُمْ فَلَا تُمِيلُوهَا
وَ لَا تُخِلُّوهَا، وَ لَا تَجْعَلُوهَا إِلَّا بِأَيْدِي شُجْعَانِكُمْ، وَالْمَانِعِينَ الذِّمَارَ مِنْكُمْ،
فَإِنَّ الصَّابِرِينَ عَلَى نُزُولِ الْحَقَائِقِ هُمُ الَّذِينَ يَحُفُّونَ بِرَايَاتِهِمْ، وَ يَكْتَنِفُونَهَا:
حِفَافَيْهَا، وَوَرَاءَهَا، وَ أَمَامَهَا، لَا يَتَأَخَّرُونَ عَنْهَا فَيُسْلِمُوهَا، وَ لَا يَتَقَدَّمُونَ
عَلَيْهَا فَيُفْرِدُوهَا. أَجْزَأَ امْرُؤٌ قِرْنَهُ، وَ آسَى أَخَاهُ بِنَفْسِهِ، وَلَمْ يَكِلْ قِرْنَهُ
إِلَى أَخِيهِ فَيَجْتَمِعَ عَلَيْهِ قِرْنُهُ وَ قِرْنُ أَخِيهِ. وَ ايْمُ اللهِ لَئِنْ فَرَرْتُمْ مِنْ
سَيْفِ الْعَاجِلَةِ(الاخرة)، لَا تَسْلَمُوا مِنْ سَيْفِ الْآخِرَةِ، وَأَنْتُمْ لَهَامِيمُ الْعَرَبِ،
وَالسَّنَامُ الْأَعْظَمُ. إِنَّ فِي الْفِرَارِ مَوْجِدَةَ اللهِ، وَالذُّلَّ اللَّازِمَ، وَالْعَارَ الْبَاقِيَ.
وَ إِنَّ الْفَارَّ لَغَيْرُ مَزِيدٍ فِي عُمُرِهِ، وَ لَا مَحْجُوزٍ(محجوب) بَيْنَهُ وَ بَيْنَ يَوْمِهِ.
مَنِ الرَّائِحُ إِلَى اللهِ كَالظَّمْآنِ يَرِدُ الْمَاءَ؟ الْجَنَّةُ تَحْتَ أَطْرَافِ الْعَوَالِي.
الْيَوْمَ تُبْلَى الْأَخْبَارُ! وَاللهِ لَأَنَا أَشْوَقُ إِلَى لِقَائِهِمْ مِنْهُمْ إِلَى دِيَارِهِمْ.
اللَّهُمَّ فَإِنْ رَدُّوا الْحَقَّ فَافْضُضْ جَمَاعَتَهُمْ، وَشَتِّتْ كَلِمَتَهُمْ، وَأَبْسِلْهُمْ
بِخَطَايَاهُمْ. إِنَّهُمْ لَنْ يَزُولُوا عَنْ مَوَاقِفِهِمْ دُونَ طَعْنٍ دِرَاكٍ: يَخْرُجُ مِنْهُ
النَّسِيمُ، وَ ضَرْبٍ يَفْلِقُ الْهَامَ، وَ يُطِيحُ الْعِظَامَ، وَ يُنْدِرُ السَّوَاعِدَ وَالْأَقْدَامَ؛
وَ حَتَّى يُرْمَوْا بِالْمَنَاسِرِ تَتْبَعُهَا الْمَنَاسِرُ، وَ يُرْجَمُوا بِالْكَتَائِبِ تَقْفُوهَا
الْحَلَائِبُ(الجلائب)؛ وَ حَتَّى يُجَرَّ بِبِلَادِهِمُ الْخَمِيسُ يَتْلُوهُ الْخَمِيسُ؛ وَ حَتَّى
تَدْعَقَ الْخُيُولُ فِي نَوَاحِرِ أَرْضِهِمْ، وَ بِأَعْنَانِ مَسَارِبِهِمْ وَ مَسَارِحِهِمْ.

قال السيد الشريف: أقول: الدَّعْقُ: الدَّقُّ، أي تَدُقُّ الخيولُ بحوافرها أرضَهم. وَ نواحر
أرضهم: متقابلاتها. و يقال: منازلُ بني فلانٍ تتناحر، أي تتقابل.

۱۲۵

و من كلام له (ع)

في التحكيم

و ذلك بعد سماعه لأمر الحكمين

ذمار - جس کی ذمہ داری عائد ہوجائے
حقائق - جمع حاقہ - مصیبت
یحفون بالرایات - اس کے گرد حلقہ بنائے ہیں
یکتنفونھا - اس کا احاطہ کرتے ہیں
حفافیھا - جانبین
اجزأ امرؤ قرنہ - ہر شخص اپنے مقابل کے لئے کافی ہوجائے
لم یکل قرنہ لاخیہ - مقابل کی ذمہ داری دوسرے پر ڈالے
لہامیم - جمع لہمیم - سربلند
موجدہ - غضب
عوالی - نیزے
تبلی - امتحان لیا جاتا ہے
ابسلہ - ہلاکت کے حوالے کر دیا
دراک - مسلسل
یندر - گرا دیں
مناسر - جمع منسر - لشکر کا ایک حصہ
کتائب - جمع کتیبہ - سو سے ہزار افراد تک
حلائب - جمع حلبہ - لشکر کے دستے
دعق - روند ڈالا
اعنان - اطراف
مسارب - چرنے کے راستے

مصادر خطبہ ۱۲۵ تاریخ طبری ۶ ص ۳۰ ، تذکرۃ الخواص ص ۱۰۰ ، ارشاد مفید ص ۱۵۱ ، احتجاج طبرسی ص ۲۴۵

وازیں دھیمی رکھو کہ اس سے کمزوری دور ہوتی ہے۔ دیکھو اپنے پرچم کا خیال رکھنا۔ وہ نہ جھکنے پائے اور نہ اکیلا رہنے پائے۔ اسے صرف بہادر افراد اور عزت کے پاسبانوں کے ہاتھ میں رکھنا کہ مصائب پر صبر کرنے والے ہی پرچموں کے گرد جمع ہوتے ہیں اور دائیں بائیں۔ آگے، پیچھے ہر طرف سے گھیرا ڈال کر اس کا تحفظ کرتے ہیں۔ نہ اس سے پیچھے رہ جاتے ہیں کہ اسے دشمنوں کے حوالے کر دیں اور نہ آگے بڑھ جاتے ہیں کہ وہ تنہا رہ جائے۔

دیکھو۔ ہر شخص اپنے مقابل کا خود مقابلہ کرے اور اپنے بھائی کا بھی ساتھ دے اور خبردار اپنے مقابل کو اپنے ساتھی کے حوالہ کر دینا کہ اس پر یہ اور اس کا ساتھی دونوں مل کر حملہ کر دیں۔

خدا کی قسم اگر تم دنیا کی تلوار سے بچ کر بھاگ بھی نکلے تو آخرت کی تلوار سے بچ کر نہیں جا سکتے ہو۔ پھر تم تو عرب کے جوانمرد اور سربلند افراد ہو۔ تمھیں معلوم ہے کہ فرار میں خدا کا غضب بھی ہے اور ہمیشہ کی ذلت بھی ہے۔ فرار کرنے والا نہ اپنی عمر میں اضافہ کر سکتا ہے اور نہ اپنے وقت کے درمیان حائل ہو سکتا ہے۔ کون ہے جو اللہ کی طرف یوں جائے جس طرح پیاسا پانی کی طرف جاتا ہے۔ جنت نیزوں کے اطراف کے سایہ میں ہے آج ہر ایک کے حالات کا امتحان ہو جائے گا۔ خدا کی قسم مجھے دشمنوں سے جنگ کا اشتیاق اس سے زیادہ ہے جتنا انھیں اپنے گھروں کا اشتیاق ہے۔ خدایا۔ یہ ظالم اگر حق کو رد کر دیں تو ان کی جماعت کو پراگندہ کر دے۔ ان کے کلمہ کو متحد نہ ہونے دے۔ ان کو ان کے کئے کی سزا دیدے کہ یہ اس وقت تک اپنے موقف سے نہ ہٹیں گے جب تک نیزے ان کے جسموں میں نسیم سحر کے راستے نہ بنا دیں اور تلواریں ان کے سروں کو شگافتہ، ہڈیوں کو چور چور اور ہاتھ پیر کو شکستہ نہ بنا دیں اور جب تک ان پر لشکر کے بعد لشکر اور سپاہ کے بعد سپاہ حملہ آور نہ ہو جائیں اور ان کے شہروں پر مسلسل فوجوں کی یلغار نہ ہو اور گھوڑے ان کی زمینوں کو آخر تک روند نہ ڈالیں اور ان کی چراگاہوں اور سبزہ زاروں کو پامال نہ کر دیں۔

۱۲۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(تحکیم کے بارے میں۔ حکمین کی داستان سننے کے بعد)

یہ حقیقت امر ہے کہ انسان کی زندگی کی ہر تشنگی کا علاج جنت کے علاوہ کہیں نہیں ہے۔ یہ دنیا صرف ضروریات کی تکمیل کے لئے بنائی گئی ہے اور بڑے سے بڑے انسان کا حصہ بھی اس کے خواہشات سے کمتر ہے ورنہ سارے روئے زمین پر حکومت کرنے والا بھی اس سے بیشتر کا خواہش مند رہتا ہے اور سارا زمین میں اس سے زیادہ کی وسعت نہیں ہے۔ یہ صرف جنت ہے جس کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ وہاں ہر خواہش نفس اور لذت نگاہ کی تسکین کا سامان موجود ہے۔ اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ وہاں تک جانے کا راستہ کیا ہے۔ مولائے کائنات نے اپنے ساتھیوں کو اسی نکتہ کی طرف متوجہ کیا ہے کہ جنت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے اور اس کا راستہ صرف میدان جہاد ہے لہٰذا میدان جہاد کی طرف اسی طرح بڑھو جس طرح پیاسا پانی کی طرف بڑھتا ہے کہ اسی راہ میں ہر جذبۂ دل کی تسکین کا سامان پایا جاتا ہے اور پھر دین خدا کی سربلندی سے بالاتر کوئی شرف بھی نہیں ہے۔

إِنَّا لَمْ نُحَكِّمِ الرِّجَالَ، وَإِنَّمَا حَكَّمْنَا الْقُرْآنَ. هٰذَا الْقُرْآنُ إِنَّمَا هُوَ خَطٌّ مَسْتُورٌ بَيْنَ الدَّفَّتَيْنِ، لَا يَنْطِقُ بِلِسَانٍ، وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ تَرْجُمَانٍ، وَإِنَّمَا يَنْطِقُ عَنْهُ الرِّجَالُ. وَلَمَّا دَعَانَا الْقَوْمُ إِلَىٰ أَنْ نُحَكِّمَ بَيْنَنَا الْقُرْآنَ لَمْ نَكُنِ الْفَرِيقَ الْمُتَوَلِّيَ عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ، وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ: «فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ» فَرَدُّهُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ نَحْكُمَ بِكِتَابِهِ، وَرَدُّهُ إِلَى الرَّسُولِ أَنْ نَأْخُذَ بِسُنَّتِهِ؛ فَإِذَا حُكِمَ بِالصِّدْقِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ النَّاسِ بِهِ، وَإِنْ حُكِمَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَنَحْنُ أَحَقُّ النَّاسِ وَأَوْلَاهُمْ بِهَا. وَأَمَّا قَوْلُكُمْ: لِمَ جَعَلْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ أَجَلًا فِي التَّحْكِيمِ؟ فَإِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِيَتَبَيَّنَ الْجَاهِلُ، وَيَتَثَبَّتَ الْعَالِمُ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ فِي هٰذِهِ الْهُدْنَةِ أَمْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؛ وَلَا تُؤْخَذُ بِأَكْظَامِهَا، فَتَعْجَلَ عَنْ تَبَيُّنِ الْحَقِّ، وَتَنْقَادَ لِأَوَّلِ الْغَيِّ. إِنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ كَانَ الْعَمَلُ بِالْحَقِّ أَحَبَّ إِلَيْهِ - وَإِنْ نَقَصَهُ وَكَرَثَهُ - مِنَ الْبَاطِلِ وَإِنْ جَرَّ إِلَيْهِ فَائِدَةً وَزَادَهُ. فَأَيْنَ يُتَاهُ بِكُمْ! وَمِنْ أَيْنَ أُتِيتُمْ! اسْتَعِدُّوا لِلْمَسِيرِ إِلَىٰ قَوْمٍ حَيَارَىٰ عَنِ الْحَقِّ لَا يُبْصِرُونَهُ، وَمُوزَعِينَ بِالْجَوْرِ لَا يَعْدِلُونَ بِهِ، جُفَاةٍ عَنِ الْكِتَابِ، نُكُبٍ عَنِ الطَّرِيقِ. مَا أَنْتُمْ بِوَثِيقَةٍ يُعْلَقُ بِهَا، وَلَا زَوَافِرِ عِزٍّ يُعْتَصَمُ إِلَيْهَا. لَبِئْسَ حُشَّاشُ نَارِ الْحَرْبِ أَنْتُمْ! أُفٍّ لَكُمْ! لَقَدْ لَقِيتُ مِنْكُمْ بَرْحًا، يَوْمًا أُنَادِيكُمْ وَيَوْمًا أُنَاجِيكُمْ، فَلَا أَحْرَارُ صِدْقٍ عِنْدَ النِّدَاءِ (اللِّقَاءِ)، وَلَا إِخْوَانُ ثِقَةٍ عِنْدَ النَّجَاءِ!

۱۲۶

ومن كلام له عليه السلام

لما عوتب على التسوية في العطاء

أَتَأْمُرُونِّي (تَأْمُرُونِي) أَنْ أَطْلُبَ النَّصْرَ بِالْجَوْرِ فِيمَنْ وُلِّيتُ عَلَيْهِ! وَاللّٰهِ لَا

دفتین - دونوں اطراف

اکظام - جمع کظم - گلا

کرثہ - غم زدہ کردے

موزعین - جسے آمادہ کر دیا جائے

لا یعدلون بہ - کوئی بدل تلاش نہیں کرتے ہیں

نکب - جمع ناکب - منحرف

ما انتم بوثیقۃ - تم قابل اعتماد نہیں ہو

زوافر - انصار و اعوان

حشاش - جمع حاش - آگ بھڑکانے والا

برح - شدت

یوم النداء - روز جنگ

یوم النجاء - جس دن راز کی باتیں کی جائیں

(۱) عجیب و غریب ہے کہ جب لشکر شام نے نیزوں پر قرآن بلند کئے تو قوم نے آواز بلند کر دی کہ ہم قرآن سے فیصلہ چاہتے ہیں اور جب امیرالمومنینؑ نے قرآن کی حاکمیت کا فیصلہ کر دیا تو اسے یکسر نظر انداز کر دیا گیا اور صرف مکر و فریب کی بنیاد پر فیصلہ کر دیا گیا

امام علیہ السلام نے اس نکتہ کی طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ اگرچہ اسلام کا بنیادی مدرک قرآن مجید ہے لیکن اسے سمجھنے کے لئے افراد درکار ہیں یہ کام ہر شخص کے بس کا نہیں ہے - ایسا ہوتا تو سرکار دو عالم تنہا قرآن چھوڑ کر چلے جاتے اور عترت و اہلبیتؑ کا ذکر نہ کرتے - عترت و اہلبیتؑ کا ذکر اسی لئے کیا گیا ہے کہ قرآن کا سمجھنا ان کے علاوہ کسی کے بس کا کام نہیں ہے

مصادر خطبہ ۱۲۵ الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۱۵۲ ، تحف العقول حرانی ص۱۳۲ ، فروع کافی ۳ ص۳۱ ، مجالس مفید ص۹۵ ، امالی طوسی ۱ ص۱۹۷

بحار الانوار مجلسی ۸ کتاب الغارات

یاد رکھو۔ ہم نے افراد کو حَکم نہیں بنایا تھا بلکہ قرآن کو حَکم قرار دیا تھا اور قرآن وہی کتاب ہے جو دو دفتیوں کے درمیان موجود ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہ خود نہیں بولتا ہے اور اسے ترجمان کی ضرورت ہوتی ہے اور ترجمان افراد ہی ہوتے ہیں[1]۔ اس قوم نے ہمیں دعوت دی کہ ہم قرآن سے فیصلہ کرائیں تو ہم تو قرآن سے روگردانی کرنے والے نہیں تھے جب کہ پروردگار نے فرمادیا ہے کہ اپنے اختلافات کو خدا اور رسول کی طرف موڑ دو اور خدا کی طرف موڑنے کا مطلب اس کی کتاب سے فیصلہ کرانا ہی ہے اور رسولؐ کی طرف موڑنے کا مقصد بھی سنت کا اتباع کرنا ہے اور یہ طے ہے کہ اگر کتاب خدا سے سچائی کے ساتھ فیصلہ کیا جائے تو اس کے سب سے زیادہ حقدار ہم ہی ہیں اور اسی طرح سنت پیغمبر کے لئے سب سے اولیٰ و اقرب ہم ہی ہیں۔

اب تمہارا یہ کہنا کہ آپ نے تحکیم کی مہلت کیوں دی؟ تو اس کا راز یہ ہے کہ میں چاہتا تھا کہ بے خبر باخبر ہو جائے اور باخبر تحقیق کرلے کہ شائد پروردگار اس وقفہ میں امت کے امور کی اصلاح کر دے اور اس کا گلا نہ گھونٹا جائے کہ تحقیق حق سے پہلے گمراہی کے پہلے ہی مرحلہ میں بھٹک جائے۔ اور یاد رکھو کہ پروردگار کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جسے حق پر عملدرآمد کرنا (چاہے اس میں نقصان ہی کیوں نہ ہو) باطل پر عمل کرنے سے زیادہ محبوب ہو (چاہے اس میں فائدہ ہی کیوں نہ ہو)۔ تو آخر تمہیں کدھر لے جایا جا رہا ہے اور تمہارے پاس شیطان کدھر سے آگیا ہے۔ دیکھو اس قوم سے جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ جو حق کے معاملہ میں اس طرح سرگرداں ہے کہ اسے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا ہے اور باطل پر اس طرح اتار دی گئی ہے کہ سیدھے راستہ پر آنا نہیں چاہتی ہے۔ یہ کتاب خدا سے الگ اور راہ حق سے منحرف ہیں مگر تم بھی قابل اعتماد افراد اور لائق تمسک شرف کے پاسبان نہیں ہو۔ تم آتش جنگ کے بھڑکانے کا بدترین ذریعہ ہو۔ تم پر حیف ہے میں نے تم سے بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ تمہیں علی الاعلان بھی پکارا ہے اور آہستہ بھی سمجھایا ہے لیکن تم نہ آواز جنگ پر سچے شریف ثابت ہوئے اور نہ رازداری پر قابل اعتماد ساتھی نکلے۔

۱۲۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عطایا کی برابری پر اعتراض کیا گیا)

کیا تم مجھے اس بات پر آمادہ کرنا چاہتے ہو کہ میں جن رعایا کا ذمہ دار بنایا گیا ہوں ان پر ظلم کرکے چند افراد کی کمک حاصل کروں۔ خدا کی قسم

[1] حضرت نے تحکیم کا فیصلہ کرتے ہوئے دونوں افراد کو ایک سال کی مہلت دی تھی تاکہ اس دوران ناواقف افراد حق و باطل کی اطلاع حاصل کرلیں اور جو کسی مقدار میں حق سے آگاہ ہیں وہ مزید تحقیق کرلیں۔ ایسا نہ ہو کہ بے خبر افراد پہلے ہی مرحلہ میں گمراہ ہو جائیں اور عمرو عاص کی مکاری کا شکار ہو جائیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد ضرور رہتے ہیں جو اپنے عقل و فکر کو ہر ایک سے بالاتر تصور کرتے ہیں اور اپنے قائد کے فیصلوں کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جب امامؑ کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا ہے تو نائب امام یا عالم دین کی کیا حیثیت ہے۔؟

لا أَطُورُ بِهِ مَا سَمَرَ سَمِيرٌ، وَمَا أَمَّ نَجْمٌ فِي السَّمَاءِ نَجْماً! لَوْ كَانَ الْمَالُ لِي لَسَوَّيْتُ بَيْنَهُمْ، فَكَيْفَ وَإِنَّمَا الْمَالُ مَالُ اللهِ! أَلَا وَإِنَّ إِعْطَاءَ الْمَالِ فِي غَيْرِ حَقِّهِ تَبْذِيرٌ وَإِسْرَافٌ، وَهُوَ يَرْفَعُ صَاحِبَهُ فِي الدُّنْيَا وَيَضَعُهُ فِي الْآخِرَةِ، وَيُكْرِمُهُ فِي النَّاسِ وَيُهِينُهُ عِنْدَ اللهِ. وَلَمْ يَضَعِ امْرُؤٌ مَالَهُ فِي غَيْرِ حَقِّهِ وَلَا عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ إِلَّا حَرَمَهُ اللهُ شُكْرَهُمْ، وَكَانَ لِغَيْرِهِ وُدُّهُمْ. فَإِنْ زَلَّتْ بِهِ النَّعْلُ يَوْماً فَاحْتَاجَ إِلَى مَعُونَتِهِمْ فَشَرُّ خَلِيلٍ (خزين) وَأَلْأَمُ خَدِينٍ!

۱۲۷

و من كلام له (ع)

وفيه يبين بعض أحكام الدين و يكشف للخوارج الشبهة و ينقض حكم الحكمين

فَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا أَنْ تَزْعُمُوا أَنِّي أَخْطَأْتُ وَضَلَلْتُ، فَلِمَ تُضَلِّلُونَ عَامَّةَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ (ص) بِضَلَالِي، وَتَأْخُذُونَهُمْ بِخَطَئِي، وَتُكَفِّرُونَهُمْ بِذُنُوبِي! سُيُوفُكُمْ عَلَى عَوَاتِقِكُمْ تَضَعُونَهَا مَوَاضِعَ الْبُرْءِ (البراءة) وَالسُّقْمِ، وَتَخْلِطُونَ مَنْ أَذْنَبَ بِمَنْ لَمْ يُذْنِبْ. وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ (ص) رَجَمَ الزَّانِيَ الْمُحْصَنَ، ثُمَّ صَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ وَرَّثَهُ أَهْلَهُ؛ وَقَتَلَ (القاتل) الْقَاتِلَ وَوَرَّثَ مِيرَاثَهُ أَهْلَهُ. وَقَطَعَ السَّارِقَ وَجَلَدَ الزَّانِيَ غَيْرَ الْمُحْصَنِ، ثُمَّ قَسَمَ عَلَيْهِمَا مِنَ الْفَيْءِ، وَنَكَحَا الْمُسْلِمَاتِ؛ فَأَخَذَهُمْ رَسُولُ اللهِ (ص) بِذُنُوبِهِمْ، وَأَقَامَ حَقَّ اللهِ فِيهِمْ، وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ سَهْمَهُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ، وَلَمْ يُخْرِجْ أَسْمَاءَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَهْلِهِ. ثُمَّ أَنْتُمْ شِرَارُ النَّاسِ، وَمَنْ رَمَى بِهِ الشَّيْطَانُ مَرَامِيَهُ، وَضَرَبَ بِهِ تِيهَهُ! وَسَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ: مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ، وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ، وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالاً النَّمَطُ الْأَوْسَطُ فَالْزَمُوهُ، وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّ يَدَ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ!

فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ، كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ. أَلَا مَنْ دَعَا إِلَى هَذَا الشِّعَارِ فَاقْتُلُوهُ، وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي هَذِهِ،

لا اطور - اس کے قریب بھی نہ جاؤں گا
ما سمر سمیر - ہمیشہ
ام - ارادہ کیا
خدین - ساتھی
ضرب بہ تیہہ - گمراہی کے راستہ پر چلا دیا
شعار - علامت

(۱) یہ بلندی کردار کی آخری منزل ہے جس میں سارا اسلام اور ساری انسانیت سمٹ جاتی ہے کہ انسان اپنے ذاتی مال میں مساوات برقرار رکھنا چاہے اور اس وقت تک کسی کو مقدم نہ کرے جب تک اس میں مقدم کئے جانے کی کوئی وجہ نہ پیدا ہو جائے۔

امیر المومنینؑ کا یہی وہ کردار ہے جس کا اعتراف دوست اور دشمن دونوں نے کیا ہے اور جس نے اسلام اور مسلمانوں کو ہر طرح کے اجنبی اقتصادی نظام اور غیر اسلامی معاشی نظریات سے بے نیاز بنا دیا ہے کہ نہ کسی نظام میں یہ حسن پایا جاتا ہے اور نہ کسی کردار میں یہ بلندی پائی جاتی ہے۔

اور حقیقت امر یہ ہے کہ اگر دنیا کے کسی مفکر کے پاس اس طرح کی علامت فکر موجود ہے یا کسی نظام میں اس طرح کا کریمانہ قانون موجود ہے تو وہ بھی کسی نہ کسی مذہب کا اثر ہے جو نظام زندگی تک لاشعوری طور پر منتقل ہو گیا ہے اور نظام پیش کرنے والے نے اسے اپنی ذاتی فکر قرار دے دیا ہے ورنہ دنیا کے جملہ خیرات کا سرچشمہ وحی الٰہی اور تعلیم سماوی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ کہنے والے نے بہت صحیح کہا ہے کہ بعض غیر اسلامی معاشروں میں بغیر نام کے مسلمان پائے جاتے ہیں اور بعض اسلامی معاشروں میں بغیر نام کے کافر۔ اللہ اس قسم سے محفوظ رکھے۔

مصادر خطبہ ۱۲۶ تاریخ طبری ۶ ص۱۰۳، شرح ابن ابی الحدید ۲ ص۲۰۳، البیان والتبیین جاحظ ۲ ص۵۹، محاسن بیہقی ص۳۲۱، امالی صدوق، غرر الحکم ص۳۲۹، معدن الجواہر کراجکی ص۲۲، مروج الذہب ۲ ص۱۳، التمثیل والمحاضرہ ص۲۰، نہایۃ مادہ

جب تک اس دنیا کا قصہ چلتا رہے گا اور ایک ستارہ دوسرے ستارہ کی طرف جھکتا رہے گا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ مال اگر میرا ذاتی ہوتا جب بھی میں برابر سے تقسیم کرتا (۱) چہ جائیکہ یہ مال مالِ خدا ہے اور یاد رکھو کہ مال کا ناحق عطا کر دینا بھی اسراف اور فضول خرچی میں شمار ہوتا ہے اور یہ کام انسان کو دنیا میں بلند بھی کر دیتا ہے تو آخرت میں ذلیل کر دیتا ہے۔ لوگوں میں محترم بھی بنا دیتا ہے تو خدا کی نگاہ میں پست تر بنا دیتا ہے اور جب بھی کوئی شخص مال کو ناحق یا نا اہل پر صرف کرتا ہے تو پروردگار اس کے شکریہ سے بھی محروم کر دیتا ہے اور اس کی محبت کا رُخ بھی دوسروں کی طرف مڑ جاتا ہے۔ پھر اگر کسی دن پیر پھسل گئے اور ان کی امداد کا بھی محتاج ہو گیا تو وہ بدترین دوست اور ذلیل ترین ساتھی ہی ثابت ہوتے ہیں۔

۱۲۷ - آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں بعض احکام دین کے بیان کے ساتھ خوارج کے شبہات کا ازالہ اور حکمین کے فیصلہ کا فیصلہ بیان کیا گیا ہے)

اگر تمھارا اصرار اسی بات پر ہے کہ مجھے خطا کار اور گمراہ قرار دو تو ساری امت پیغمبرؐ کو کیوں خطا کار قرار دے رہے ہو اور میری "غلطی" کا مواخذہ ان سے کیوں کر رہے ہو اور میرے "گناہ" کی بنا پر انھیں کیوں کافر قرار دے رہے ہو۔ تمھاری تلواریں تمھارے کاندھوں پر رکھی ہیں جہاں چاہتے ہو خطا، بے خطا چلا دیتے ہو اور گنہگار اور بے گناہ میں کوئی فرق نہیں کرتے ہو حالانکہ تمھیں معلوم ہے کہ رسول اکرمؐ نے زنائے محصنہ کے مجرم کو سنگسار کیا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی تھی اور اس کے اہل کو وارث بھی قرار دیا تھا اور اسی طرح قاتل کو قتل کیا تو اس کی میراث بھی تقسیم کی اور چور کے ہاتھ کاٹے یا غیر شادی شدہ زناکار کو کوڑے لگوائے تو انھیں مال غنیمت میں حصہ بھی دیا اور ان کا مسلمان عورتوں سے نکاح بھی کرایا گویا کہ آپ نے ان کے گناہوں کا مواخذہ کیا اور ان کے بارے میں حق خدا کو قائم کیا لیکن اسلام میں ان کے حصہ کو نہیں روکا اور نہ ان کے نام کو اہل اسلام کی فہرست سے خارج کیا۔ مگر تم بدترین افراد ہو کہ شیطان تمھارے ذریعہ اپنے مقاصد کو حاصل کر لیتا ہے اور تمھیں صحرائے ضلالت میں ڈال دیتا ہے اور عنقریب میرے بارے میں دو طرح کے افراد گمراہ ہوں گے: محبت میں غلو کرنے والے جنھیں محبت غیر حق کی طرف لے جائے گی اور عداوت میں زیادتی کرنے والے جنھیں عداوت باطل کی طرف کھینچ لے جائے گی اور بہترین افراد وہ ہوں گے جو درمیانی منزل پر ہوں لہٰذا تم بھی اسی راستہ کو اختیار کرو اور اسی نظریہ کی جماعت کے ساتھ ہو جاؤ کہ اللہ کا ہاتھ اسی جماعت کے ساتھ ہے اور خبردار تفرقہ کی کوشش نہ کرنا کہ جو ایمانی جماعت سے کٹ جاتا ہے وہ اسی طرح شیطان کا شکار ہو جاتا ہے جس طرح گلہ سے الگ ہو جانے والی بھیڑ بھیڑیے کی نذر ہو جاتی ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ جو بھی اس انحراف کا نعرہ لگائے اسے قتل کر دو چاہے وہ میرے ہی عمامہ کے نیچے کیوں نہ ہو۔

فَإِنَّ حُكْمَ الْحَكَمَيْنِ لِيُحْيِيَا مَا أَحْيَا الْقُرْآنُ، وَيُمِيتَا مَا أَمَاتَ الْقُرْآنُ، وَإِحْيَاؤُهُ الِاجْتِمَاعُ عَلَيْهِ، وَإِمَاتَتُهُ الِافْتِرَاقُ عَنْهُ. فَإِنْ جَرَّنَا الْقُرْآنُ إِلَيْهِمُ اتَّبَعْنَاهُمْ، وَإِنْ جَرَّهُمْ إِلَيْنَا اتَّبَعُونَا. فَلَمْ آتِ - لَا أَبَا لَكُمْ - بُجْراً، وَلَا خَتَلْتُكُمْ عَنْ أَمْرِكُمْ، وَلَا لَبَّسْتُهُ عَلَيْكُمْ، إِنَّمَا اجْتَمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ عَلَى اخْتِيَارِ رَجُلَيْنِ، أَخَذْنَا عَلَيْهِمَا أَلَّا يَتَعَدَّيَا الْقُرْآنَ، فَتَاهَا عَنْهُ، وَتَرَكَا الْحَقَّ وَهُمَا يُبْصِرَانِهِ، وَكَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا فَمَضَيَا عَلَيْهِ. وَقَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا - فِي الْحُكُومَةِ بِالْعَدْلِ، وَالصَّمْدِ لِلْحَقِّ - سُوءَ رَأْيِهِمَا، وَجَوْرَ حُكْمِهِمَا.

۱۲۸

و من كلام له (عليه السلام)

فيما يخبر به عن الملاحم بالبصرة

يَا أَحْنَفُ، كَأَنِّي بِهِ وَقَدْ سَارَ بِالْجَيْشِ الَّذِي لَا يَكُونُ لَهُ غُبَارٌ وَلَا لَجَبٌ، وَلَا قَعْقَعَةُ لُجُمٍ، وَلَا حَمْحَمَةُ خَيْلٍ، يُثِيرُونَ الْأَرْضَ بِأَقْدَامِهِمْ كَأَنَّهَا أَقْدَامُ النَّعَامِ.

قال الشريف: يومىء بذلك إلى صاحب الزنج

ثم قال (عليه السلام): وَيْلٌ لِسِكَكِكُمُ الْعَامِرَةِ، وَالدُّورِ الْمُزَخْرَفَةِ الَّتِي لَهَا أَجْنِحَةٌ كَأَجْنِحَةِ النُّسُورِ، وَخَرَاطِيمُ كَخَرَاطِيمِ الْفِيَلَةِ، مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَا يُنْدَبُ قَتِيلُهُمْ، وَلَا يُفْقَدُ غَائِبُهُمْ. أَنَا كَابُّ الدُّنْيَا لِوَجْهِهَا، وَقَادِرُهَا بِقَدْرِهَا، وَنَاظِرُهَا بِعَيْنِهَا.

منه في وصف الأتراك

كَأَنِّي أَرَاهُمْ قَوْماً «كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطَرَّقَةُ»، يَلْبَسُونَ السَّرَقَ وَالدِّيبَاجَ، وَيَعْتَقِبُونَ الْخَيْلَ الْعِتَاقَ، وَيَكُونُ هُنَاكَ اسْتِحْرَارُ قَتْلٍ حَتَّى يَمْشِيَ الْمَجْرُوحُ عَلَى الْمَقْتُولِ، وَيَكُونَ الْمُفْلِتُ أَقَلَّ مِنَ الْمَأْسُورِ!

فقال له بعض أصحابه: لقد أعطيت يا أمير المؤمنين علم الغيب! فضحك (عليه السلام)، وقال للرجل، وكان كلبياً:

يَا أَخَا كَلْبٍ، لَيْسَ هُوَ بِعِلْمِ غَيْبٍ، وَإِنَّمَا هُوَ تَعَلُّمٌ مِنْ ذِي عِلْمٍ

بُجر۔ شر
ختلتکم۔ دھوکہ دیدیا
صمد۔ قصد
ملاحم۔ جمع ملحمہ۔ عظیم حادثہ
لجب۔ شور
اللجم۔ جمع لجام۔ لگام
قعقعہ۔ لگام کی آواز
حمحمہ۔ گھوڑے کی ہنہناہٹ
سکک۔ جمع سکہ۔ راستہ
اجنحۃ الدور۔ روشن دان
خراطیم۔ پرنالے
مجان مطرّقہ۔ چمڑہ منڈھی ہوئی ڈھال
سَرَق۔ سفید ریشم
یعتقبون۔ روک لیتے ہیں
عتاق۔ بہترین
استحرار القتل۔ جنگ کی گرم بازاری

(۱) اسے کہتے ہیں قرآن پر عمل اور اس کا نام ہے دیانتداری۔ کہ اگر قرآن دشمن کے حق میں فیصلہ کردے تو انسان نہایت درجہ شرافت سے اسے قبول کرلے اور کسی طرح کا تکلف نہ کرے مگر افسوس کہ معاویہ اور امثال معاویہ کو اس دیانتداری سے کیا تعلق ہے اور وہ قرآن پر عمل کرنا کیا جانیں۔ وہاں تو آیات قرآن کا بھی سودا کیا جاتا ہے اور خواہشات کے مطابق تاویل کا بازار گرم کیا جاتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۲۸ تاریخ طبری ۶ ص۲۸۰، نہایہ مادہ بُجر۔ الحیوان جاحظ ۴ ص۹، المحاسن والمساوی بیہقی ص۳۱، امالی صدوق، غرر الحکم ص۳۲۹ معدن الجواہر کراجکی ص۲۲۶، صحیح مسلم ۸ ص۱۸۳، کتاب الفتن نعیم بن حماد۔ الملاحم ابن طاؤس، کتاب الفتن ابن العماد، کتاب الفتن ابن البزاز۔ صحیح بخاری ۴ ص۲۳۳

ان دونوں افراد کو حَکَم بنایا گیا تھا تاکہ ان امور کو زندہ کریں جنھیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور ان امور کو مُردہ کردیں جنھیں قرآن نے مُردہ بنا دیا ہے اور زندہ کرنے کے معنی اس پر اتفاق کرنے اور مُردہ بنانے کے معنی اس سے الگ ہو جانے کے ہیں۔ ہم اس بات پر تیار تھے کہ اگر قرآن ہمیں دشمن کی طرف کھینچ لے جائے گا تو ہم ان کا اتباع کرلیں گے اور اگر انھیں ہماری طرف لے آئے گا تو انھیں آنا پڑے گا لیکن خدا تمھارا بُرا کرے۔ اس بات میں میں نے کوئی غلط کام تو نہیں کیا اور نہ تمھیں کوئی دھوکہ دیا ہے اور نہ کسی بات کو شبہ میں رکھا ہے۔ لیکن تمھاری جماعت نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کرلیا اور میں نے ان پر شرط لگا دی کہ قرآن کے حدود سے تجاوز نہیں کریں گے مگر وہ دونوں قرآن سے منحرف ہو گئے اور حق کو دیکھ بھال کر نظر انداز کر دیا اور اصل بات یہ ہے کہ ان کا مقصد ہی ظلم تھا اور وہ اسی راستہ پر چلے گئے جبکہ میں نے ان کی غلط رائے اور ظالمانہ فیصلہ سے پہلے ہی فیصلہ میں عدالت اور ارادۂ حق کی شرط لگا دی تھی۔

۱۲۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بصرہ کے حوادث کی خبر دیتے ہوئے)

اے احنف[1]! گویا کہ میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو ایک ایسا لشکر لے کر آیا ہے جس میں نہ گرد و غبار ہے اور نہ شور و غوغا۔ نہ لجاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ۔ یہ زمین کو اسی طرح روند رہے ہیں جس طرح شتر مرغ کے پیر۔

سید رضیؒ: حضرت نے اس خبر میں صاحب زنج کی طرف اشارہ کیا ہے (جس کا نام علی بن محمد تھا اور اس نے ۲۵۵ھ میں بصرہ میں غلاموں کو مالکوں کے خلاف متحد کیا اور ہر غلام سے اس کے مالک کو ۵۰۰ کوڑے لگوائے)۔

افسوس ہے تمھاری آباد گلیوں اور ان سجے سجائے مکانات کے حال پر جن کے چھجے گِدّوں کے پَر اور ہاتھیوں کے سونڈ کے مانند ہیں ان لوگوں کی طرف سے جن کے مقتول پر گریہ نہیں کیا جاتا ہے اور ان کے غائب کو تلاش نہیں کیا جاتا ہے۔ میں دنیا کو منہ کے بل اوندھا کر دینے والا اور اس کی صحیح اوقات کا جاننے والا اور اس کی حالت کو اس کے شایان شان نگاہ سے دیکھنے والا ہوں۔

(ترکوں کے بارے میں) میں ایک ایسی قوم کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے چمڑے سے منڈھی ڈھال کے مانند ہیں۔ ریشم و دیبا کے لباس پہنتے ہیں اور بہترین اصیل گھوڑوں سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان عنقریب قتل کی گرم بازاری ہوگی جہاں زخمی مقتول کے اوپر سے گذریں گے اور بھاگنے والے قیدیوں سے کم ہوں گے۔ (یہ تاتاریوں کے فتنہ کی طرف اشارہ ہے جہاں چنگیز خان اور اس کی قوم نے تمام اسلامی ملکوں کو تباہ و برباد کر دیا اور گنبد سور کو اپنی غذا بنا کر ایسے حملے کئے کہ شہروں کو خاک میں ملا دیا۔)

یہ سُن کر ایک شخص نے کہا کہ آپ تو علم غیب کی باتیں کر رہے ہیں تو آپ نے مسکرا کر اس کلبی شخص سے فرمایا اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ صاحب علم سے تعلّم ہے۔

[1] بنی تمیم کے سردار احنف بن قیس سے خطاب ہے جنھوں نے رسول اکرمؐ کی زیارت نہیں کی مگر اسلام قبول کیا اور جنگ جمل کے موقع پر اپنے علاقہ میں امیر المومنین کے فتنوں کا دفاع کرتے رہے اور پھر جنگ صفین میں مولائے کائنات کے ساتھ شریک ہو گئے اور جہاد راہ خدا کا حق ادا کر دیا۔

وَإِنَّمَا عِلْمُ الْغَيْبِ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَمَا عَدَّدَهُ اللهُ سُبْحَانَهُ بِقَوْلِهِ: «إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ، وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ، وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَداً، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ...» الْآيَةَ، فَيَعْلَمُ اللهُ سُبْحَانَهُ مَا فِي الْأَرْحَامِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى، وَقَبِيحٍ أَوْ جَمِيلٍ، وَسَخِيٍّ أَوْ بَخِيلٍ، وَشَقِيٍّ أَوْ سَعِيدٍ، وَمَنْ يَكُونُ فِي النَّارِ حَطَباً، أَوْ فِي الْجِنَانِ لِلنَّبِيِّينَ مُرَافِقاً. فَهَذَا عِلْمُ الْغَيْبِ الَّذِي لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ إِلَّا اللهُ، وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَعِلْمٌ عَلَّمَهُ اللهُ نَبِيَّهُ فَعَلَّمَنِيهِ، وَدَعَا لِي بِأَنْ يَعِيَهُ صَدْرِي، وَتَضْطَمَّ عَلَيْهِ جَوَانِحِي.

۱۲۹

و من خطبة له (عليه السلام)

في ذكر المكاييل و الموازين

عِبَادَ اللهِ، إِنَّكُمْ - وَمَا تَأْمُلُونَ مِنْ هَذِهِ الدُّنْيَا - أَثْوِيَاءُ مُؤَجَّلُونَ، وَمَدِينُونَ مُقْتَضَوْنَ: أَجَلٌ مَنْقُوصٌ، وَعَمَلٌ مَحْفُوظٌ. فَرُبَّ دَائِبٍ مُضَيَّعٌ، وَرُبَّ كَادِحٍ خَاسِرٌ. وَقَدْ أَصْبَحْتُمْ فِي زَمَنٍ لَا يَزْدَادُ الْخَيْرُ فِيهِ إِلَّا إِدْبَاراً، وَلَا الشَّرُّ فِيهِ إِلَّا إِقْبَالاً، وَلَا الشَّيْطَانُ فِي هَلَاكِ النَّاسِ إِلَّا طَمَعاً. فَهَذَا أَوَانٌ قَوِيَتْ عُدَّتُهُ، وَعَمَّتْ مَكِيدَتُهُ، وَأَمْكَنَتْ فَرِيسَتُهُ. اضْرِبْ بِطَرْفِكَ حَيْثُ شِئْتَ مِنَ النَّاسِ، فَهَلْ تُبْصِرُ (تنظر) إِلَّا فَقِيراً يُكَابِدُ فَقْراً، أَوْ غَنِيّاً بَدَّلَ نِعْمَةَ اللهِ كُفْراً، أَوْ بَخِيلاً اتَّخَذَ الْبُخْلَ بِحَقِّ اللهِ وَفْراً، أَوْ مُتَمَرِّداً كَأَنَّ بِأُذُنِهِ عَنْ سَمْعِ الْمَوَاعِظِ وَقْراً! أَيْنَ أَخْيَارُكُمْ وَصُلَحَاؤُكُمْ! وَأَيْنَ أَحْرَارُكُمْ وَسُمَحَاؤُكُمْ! وَأَيْنَ الْمُتَوَرِّعُونَ فِي مَكَاسِبِهِمْ، وَالْمُتَنَزِّهُونَ فِي مَذَاهِبِهِمْ! أَلَيْسَ قَدْ ظَعَنُوا جَمِيعاً عَنْ هَذِهِ الدُّنْيَا الدَّنِيَّةِ، وَالْعَاجِلَةِ الْمُنَغِّصَةِ. وَهَلْ خُلِّفْتُمْ إِلَّا فِي حُثَالَةٍ لَا تَلْتَقِي إِلَّا بِذَمِّهِمُ الشَّفَتَانِ، اسْتِصْغَاراً لِقَدْرِهِمْ، وَذَهَاباً عَنْ ذِكْرِهِمْ! فَإِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ! «ظَهَرَ الْفَسَادُ» فَلَا مُنْكِرٌ مُغَيِّرٌ، وَلَا زَاجِرٌ مُزْدَجِرٌ. أَفَبِهَذَا تُرِيدُونَ أَنْ تُجَاوِرُوا اللهَ فِي دَارِ قُدْسِهِ، وَتَكُونُوا أَعَزَّ أَوْلِيَائِهِ عِنْدَهُ؟! هَيْهَاتَ! لَا يُخْدَعُ اللهُ عَنْ جَنَّتِهِ، وَلَا تُنَالُ مَرْضَاتُهُ إِلَّا بِطَاعَتِهِ. لَعَنَ اللهُ الْآمِرِينَ بِالْمَعْرُوفِ التَّارِكِينَ لَهُ، وَالنَّاهِينَ عَنِ الْمُنْكَرِ الْعَامِلِينَ بِهِ!

تضطم - ضم سے باب افتعال ہے
جوانح - پہلو - پسلیاں
اثویاء - جمع ثوی - مہمان
دائب - دوڑ دھوپ کرنے والا
کادح - بے پناہ کوشش کرنے والا
امکنت الفریسۃ - شکار آسان ہے۔
حثالہ - بدترین شے

(۱) علم غیب کے بارے میں جملہ بحث کا خلاصہ یہ چند الفاظ ہیں جو اس خطبہ میں بیان کئے گئے ہیں اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ چند امور وہ ہیں جن کا علم مالک نے اپنی ذات اقدس تک محدود رکھا ہے اور عام طور سے اپنے نمائندوں کو بھی نہیں دیا ہے اور باقی امور وہ ہیں جو غیب ہونے کے باوجود اپنے نمائندوں کو بتا دئے جاتے ہیں اور اسی تعلیم الٰہی کی بناء پر وہ ان تمام غیبیات سے باخبر رہتے ہیں اور اس کا ذاتی علم غیب سے کوئی تعلق نہیں ہے جس کا انحصار بار بار ذات واجب میں ثابت کیا گیا ہے اور جس سے ہر مخلوق کو الگ رکھا گیا ہے کہ مخلوق کا کمال بہرحال ذاتی نہیں ہو سکتا ہے۔

(۲) دنیا میں ایسے افراد کی کمی نہیں ہے جو بغیر کسی عمل اور زحمت کے جنت کی امید لگائے بیٹھے ہیں اور ایسے افراد کی بھی کمی نہیں ہے جو صرف اپنے اعمال کو جنت کی ضمانت سمجھتے ہیں اور انھیں دوسروں کو امر و نہی کرنے سے بھی کوئی دلچسپی نہیں ہے حالانکہ مولائے کائنات نے صاف واضح کر دیا ہے کہ جب تک معاشرہ کی اصلاح کا عمل نہ کیا جائے گا اور برائیوں سے روکنے کا کام نہ ہوگا جنت کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے لہٰذا کو اس مسئلہ میں دھوکہ بھی نہیں دیا جا سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۲۹ غرر الحکم ص۳۳۰ ، ربیع الابرار باب تبدل الاحوال

علم غیب قیامت کا اور ان چیزوں کا علم ہے جن کو خدا نے قرآن مجید میں شمار کر دیا ہے کہ اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہی بارش کا برسانے والا وہی ہے اور پیٹ میں پلنے والے بچہ کا مقدر وہی جانتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم ہے کہ کل کیا کمائے گا اور کس سرزمین پر موت آئے گی۔

پروردگار جانتا ہے کہ رحم کا بچہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ حسین ہے یا قبیح۔ سخی ہے یا بخیل، شقی ہے یا سعید۔ کون جہنم کا کندہ بنے گا اور کون جنت میں انبیاء کرام کا ہمنشین ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے خدا کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی علم ہے وہ ایسا علم ہے جسے اللہ نے پیغمبرؐ کو تعلیم دیا ہے اور انھوں نے مجھے اس کی تعلیم دی ہے اور میرے لیے دعا کی ہے کہ میرا سینہ اسے محفوظ کر لے اور اس دل میں اسے محفوظ کر دے جو میرے پہلو میں ہے۔

۱۲۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(ناپ تول کے بارے میں)

اللہ کے بندو! تم اور جو کچھ اس دنیا سے توقع رکھتے ہو سب ایک مقررہ مدت کے مہمان ہیں اور ایسے قرضدار ہیں جن سے قرضہ کا مطالبہ ہو رہا ہو۔ عمریں گھٹ رہی ہیں اور اعمال محفوظ کیے جا رہے ہیں۔ کتنے دوڑ دھوپ کرنے والے ہیں جن کی محنت برباد ہو رہی ہے اور کتنے کوشش کرنے والے ہیں جو مسلسل گھاٹے کا شکار ہیں۔ تم ایسے زمانے میں زندگی گذار رہے ہو جس میں نیکی مسلسل منہ پھیر کر جا رہی ہے اور برائی برابر سامنے آ رہی ہے۔ شیطان لوگوں کو تباہ کرنے کی ہوس میں لگا ہوا ہے۔ اس کا ساز و سامان مستحکم ہو چکا ہے۔ اس کی سازشیں عام ہو چکی ہیں اور اس کے شکار اس کے قابو میں ہیں۔ تم جدھر چاہو نگاہ اٹھا کر دیکھ لو سوائے اس فقیر کے جو فقر کی مصیبتیں جھیل رہا ہے اور اس امیر کے جس نے نعمت خدا کی ناشکری کی ہے اور اس بخیل کے جس نے حق خدا میں بخل ہی کو مال کے اضافہ کا ذریعہ بنا لیا ہے اور اس سرکش کے جس کے کان نصیحتوں کے لئے بہرے ہو گئے ہیں اور کچھ نظر نہیں آئے گا۔

کہاں چلے گئے وہ نیک اور صالح بندے اور کدھر ہیں وہ شریف اور کریم النفس لوگ۔ کہاں ہیں وہ افراد جو کسب معاش میں احتیاط برتنے والے تھے اور راستوں میں پاکیزہ راستہ اختیار کرنے والے تھے۔ کیا سب کے سب اس پست اور زندگی کو مکدر بنا دینے والی دنیا سے نہیں چلے گئے اور کیا تمھیں ایسے افراد میں نہیں چھوڑ گئے جن کی حقارت اور جن کے ذکر سے اعراض کی بنا پر ہونٹ سوائے ان کی مذمت کے کسی بات کے لئے آپس میں نہیں ملتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ فساد اس قدر پھیل چکا ہے کہ نہ کوئی حالات کا بدلنے والا ہے اور نہ کوئی منع کرنے والا اور نہ خود پرہیز کرنے والا ہے۔ تو کیا تم انھیں حالات کے ذریعہ خدا کے مقدس جوار میں رہنا چاہتے ہو اور اس کے عزیز ترین دوست بننا چاہتے ہو۔ افسوس! اللہ کو جنت کے بارے میں دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ہے اور نہ اس کی مرضی کو اطاعت کے بغیر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو دوسروں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود عمل نہیں کرتے ہیں۔ سماج کو برائیوں سے روکتے ہیں اور خود انھیں میں مبتلا ہیں۔

۱۳۰

و من كلام له (عليه السلام)

لأبي ذر رحمه الله لما أخرج إلى الربذة

يَا أَبَا ذَرٍّ، إِنَّكَ غَضِبْتَ لِلَّهِ فَارْجُ مَنْ غَضِبْتَ لَهُ. إِنَّ الْقَوْمَ خَافُوكَ عَلَى دُنْيَاهُمْ، وَخِفْتَهُمْ عَلَى دِينِكَ، فَاتْرُكْ فِي أَيْدِيهِمْ مَا خَافُوكَ عَلَيْهِ، وَاهْرُبْ مِنْهُمْ بِمَا خِفْتَهُمْ عَلَيْهِ؛ فَمَا أَحْوَجَهُمْ إِلَى مَا مَنَعْتَهُمْ، وَمَا أَغْنَاكَ عَمَّا مَنَعُوكَ! وَسَتَعْلَمُ مَنِ الرَّابِحُ غَداً، وَالْأَكْثَرُ حُسَّداً. وَلَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرَضِينَ كَانَتَا عَلَى عَبْدٍ رَتْقاً، ثُمَّ اتَّقَى اللَّهَ، لَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ مِنْهُمَا مَخْرَجاً. لَا يُؤْنِسَنَّكَ إِلَّا الْحَقُّ، وَلَا يُوحِشَنَّكَ إِلَّا الْبَاطِلُ، فَلَوْ قَبِلْتَ دُنْيَاهُمْ لَأَحَبُّوكَ، وَلَوْ قَرَضْتَ مِنْهَا لَأَمَّنُوكَ. (ل۱)

۱۳۱

و من كلام له (عليه السلام)

و فيه يبين سبب طلبه الحكم و يصف الإمام الحق

أَيَّتُهَا النُّفُوسُ الْمُخْتَلِفَةُ، وَالْقُلُوبُ الْمُتَشَتِّتَةُ، الشَّاهِدَةُ أَبْدَانُهُمْ، وَالْغَائِبَةُ عَنْهُمْ عُقُولُهُمْ، أَظْأَرُكُمْ عَلَى الْحَقِّ وَأَنْتُمْ تَنْفِرُونَ عَنْهُ نُفُورَ الْمِعْزَى مِنْ وَعْوَعَةِ الْأَسَدِ! هَيْهَاتَ أَنْ أَطْلَعَ بِكُمْ سَرَارَ الْعَدْلِ، أَوْ أُقِيمَ اعْوِجَاجَ الْحَقِّ. اللَّهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنِ الَّذِي كَانَ مِنَّا مُنَافَسَةً فِي سُلْطَانٍ، وَلَا الْتِمَاسَ شَيْءٍ مِنْ فُضُولِ الْحُطَامِ، وَلَكِنْ لِنَرِدَ الْمَعَالِمَ مِنْ دِينِكَ، وَنُظْهِرَ الْإِصْلَاحَ فِي بِلَادِكَ، فَيَأْمَنَ الْمَظْلُومُونَ مِنْ عِبَادِكَ، وَتُقَامَ الْمُعَطَّلَةُ مِنْ حُدُودِكَ. اللَّهُمَّ إِنِّي أَوَّلُ مَنْ أَنَابَ، وَسَمِعَ وَأَجَابَ، لَمْ يَسْبِقْنِي إِلَّا رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) بِالصَّلَاةِ.

وَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْوَالِي عَلَى الْفُرُوجِ وَالدِّمَاءِ وَالْمَغَانِمِ وَالْأَحْكَامِ وَإِمَامَةِ الْمُسْلِمِينَ الْبَخِيلُ، فَتَكُونَ فِي أَمْوَالِهِمْ نَهْمَتُهُ، وَلَا الْجَاهِلُ فَيُضِلَّهُمْ بِجَهْلِهِ، وَلَا الْجَافِي فَيَقْطَعَهُمْ بِجَفَائِهِ، وَلَا الْحَائِفُ لِلدُّوَلِ فَيَتَّخِذَ قَوْماً دُونَ قَوْمٍ، وَلَا الْمُرْتَشِي فِي الْحُكْمِ فَيَذْهَبَ بِالْحُقُوقِ، وَيَقِفَ بِهَا دُونَ الْمَقَاطِعِ، وَلَا الْمُعَطِّلُ لِلسُّنَّةِ فَيُهْلِكَ الْأُمَّةَ. (ل۲)

ربذہ - مدینہ کے قریب ایک مقام ہے جہاں عثمان نے حضرت ابوذر کو شہر بدر کرا دیا تھا

قرضت منہا - ایک جز والگ کر دیا

اظارکم - مہربانی کرتا ہوں

سرار - مہینہ کی آخری رات - اندھیرا

نہمہ - بے پناہ لالچ

حائف - ظالم

دُوَل - جمع دُولہ - مال

مقاطع - حدود الٰہیہ

(ل۱) انسان کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین سے خائف ہوں اور وہ لوگوں کی دنیا سے خوفزدہ ہو۔ ابوذر نے مولائے کائنات کی خدمت میں رہ کر وہ دولت دین حاصل کر لی جس سے تمام سلاطین دنیا محروم تھے اور یہی انسانیت کا عظیم ترین شرف ہے۔ ابوذرؓ سے بڑا صادق اللہجہ تاریخ اسلام میں نہیں پیدا ہو سکا ہے اور ابوذر جیسا مجاہد تاریخ بشریت میں دیکھنے میں نہیں آیا ہے۔

(ل۲) اس مقام پر حضرت نے امامت و قیادت کے چند شرائط کا تذکرہ کیا ہے جن کے بغیر امت برباد تو ہو سکتی ہے منزل تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ کاش امت اسلامیہ نے روز اول سے ان شرائط کا لحاظ رکھا ہوتا تو تاریخ خلفاء میں جاہلوں، احمقوں، ظالموں، رشوت خوروں اور بدکرداروں کے نام نہ ہوتے اور امت اسلامیہ کو اقوام عالم کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑتا۔

مصادر خطبہ ۱۳۰ روضہ کافی ص۲۰۶، کتاب السقیفہ الجوہری بحوالہ شرح نہج البلاغہ حدیدی ۲ ص۳۷۵، تاریخ یعقوبی، تذکرۃ الخواص ص۱۹۶

مصادر خطبہ ۱۳۱ تذکرۃ الخواص ص۱۲۰، دعائم الاسلام قاضی نعمان ص۵۳۱، نہایہ ابن اثیر ۲ ص۱۵۳، ۵ ص۲۰، مناقب ابن الجوزی، بحار الانوار

۱۳۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو آپ نے ابوذر غفاری سے فرمایا جب انھیں ربذہ کی طرف شہر بدر کر دیا گیا)

ابوذر! تمھارا غیظ و غضب اللہ کے لئے ہے لہٰذا اس سے امید وابستہ رکھو جس کے لئے یہ غیظ و غضب اختیار کیا ہے۔ قوم کو تم سے اپنی دنیا کے بارے میں خطرہ تھا اور تمھیں ان سے اپنے دین کے بارے میں خوف تھا لہٰذا جس کا انھیں خطرہ تھا وہ ان کے لئے چھوڑ دو اور جس کے لئے تمھیں خوف تھا اسے بچا کر نکل جاؤ۔ یہ لوگ بہر حال اس کے محتاج ہیں جس کو تم نے ان سے روکا ہے اور تم اس سے بہر حال بے نیاز ہو جس سے ان لوگوں نے تمھیں محروم کیا ہے۔ عنقریب یہ معلوم ہو جائے گا کہ فائدہ میں کون رہا اور کس سے حسد کرنے والے زیادہ ہیں۔ یاد رکھو کہ کسی بندۂ خدا پر اگر زمین و آسمان دونوں کے راستے بند ہو جائیں اور وہ تقوائے الٰہی اختیار کرے تو اللہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکال دے گا۔ دیکھو تمھیں صرف حق سے انس اور باطل سے وحشت ہونی چاہیے۔ اگر تم ان کی دنیا کو قبول کر لیتے تو یہ تم سے محبت کرتے اور اگر دنیا میں سے اپنا حصہ لے لیتے تو تمھاری طرف سے مطمئن ہو جاتے۔

۱۳۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنی حکومت طلبی کا سبب بیان فرمایا ہے اور امام برحق کے اوصاف کا تذکرہ کیا ہے)

اے وہ لوگو جن کے نفس مختلف ہیں اور دل متفرق۔ بدن حاضر ہیں اور عقلیں غائب۔ میں تمھیں مہربانی کے ساتھ حق کی دعوت دیتا ہوں اور تم اس طرح فرار کرتے ہو جیسے شیر کی ڈکار سے بکریاں۔ افسوس تمھارے ذریعہ عدل کی تاریکیوں کو کیسے روشن کیا جا سکتا ہے اور حق میں پیدا ہو جانے والی کجی کو کس طرح سیدھا کیا جا سکتا ہے۔ خدایا تو جانتا ہے کہ میں نے حکومت کے بارے میں جو اقدام کیا ہے اس میں نہ سلطنت کی لالچ تھی اور نہ مال دنیا کی تلاش۔ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ دین کے آثار کو ان کی منزل تک پہونچاؤں اور شہروں میں اصلاح پیدا کر دوں تاکہ مظلوم بندے محفوظ ہو جائیں اور معطل حدود قائم ہو جائیں۔ خدایا تجھے معلوم ہے کہ میں نے سب سے پہلے تیری طرف رُخ کیا ہے۔ تیری آواز سنی ہے اور اسے قبول کیا ہے اور تیری بندگی میں رسول اکرمؐ کے علاوہ کسی نے بھی مجھ پر سبقت نہیں کی ہے۔

تم لوگوں کو معلوم ہے کہ لوگوں کی آبرو۔ ان کی جان۔ ان کے منافع۔ الٰہی احکام اور امامت مسلمین کا ذمہ دار کوئی بخیل ہو سکتا ہے کہ وہ اموال مسلمین پر ہمیشہ دانت لگائے رہے گا اور نہ کوئی جاہل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی جہالت سے لوگوں کو گمراہ کر دے گا اور نہ کوئی بد اخلاق ہو سکتا ہے کہ وہ بد اخلاقی کے چرکے لگاتا رہے گا اور نہ کوئی مالیات کا بد دیانت ہو سکتا ہے کہ وہ ایک کو مال دے گا اور ایک کو محروم کر دے گا اور نہ کوئی فیصلہ میں رشوت لینے والا ہو سکتا ہے کہ وہ حقوق کو برباد کر دیگا اور انھیں ان کی منزل تک نہ پہونچنے دے گا اور نہ کوئی سنت کو معطل کرنے والا ہو سکتا ہے کہ وہ امت کو ہلاک و برباد کر دے گا۔

۱۳۲

و من خطبة له «ع»

يعظ فيها و يزهد في الدنيا

حمد الله

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا أَخَذَ وَأَعْطَى، وَ عَلَى مَا أَبْلَى وَ ابْتَلَى. اَلْبَاطِنُ لِكُلِّ خَفِيَّةٍ، وَالْحَاضِرُ لِكُلِّ سَرِيرَةٍ، الْعَالِمُ بِمَا تُكِنُّ الصُّدُورُ، وَ مَا تَخُونُ الْعُيُونُ. وَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ غَيْرُهُ، وَأَنَّ مُحَمَّداً نَجِيبُهُ وَ بَعِيثُهُ، شَهَادَةً يُوَافِقُ فِيهَا السِّرُّ الْإِعْلَانَ، وَالْقَلْبُ اللِّسَانَ.

عظة الناس

و منها: فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ الْجِدُّ لَا اللَّعِبُ، وَالْحَقُّ لَا الْكَذِبُ. وَ مَا هُوَ إِلَّا الْمَوْتُ أَسْمَعَ دَاعِيهِ وَ أَعْجَلَ حَادِيهِ. فَلَا يَغُرَّنَّكَ سَوَادُ النَّاسِ مِنْ نَفْسِكَ، وَ قَدْ رَأَيْتَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ مِمَّنْ جَمَعَ الْمَالَ وَ حَذِرَ الْإِقْلَالَ، وَ أَمِنَ الْعَوَاقِبَ - طُولَ أَمَلٍ وَاسْتِبْعَادَ أَجَلٍ - كَيْفَ نَزَلَ بِهِ الْمَوْتُ فَأَزْعَجَهُ عَنْ وَطَنِهِ، وَأَخَذَهُ مِنْ مَأْمَنِهِ، مَحْمُولاً عَلَى أَعْوَادِ الْمَنَايَا يَتَعَاطَى بِهِ الرِّجَالُ الرِّجَالَ، حَمْلاً عَلَى الْمَنَاكِبِ وَ إِمْسَاكاً بِالْأَنَامِلِ. أَمَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَأْمُلُونَ بَعِيداً، وَيَبْنُونَ مَشِيداً، وَ يَجْمَعُونَ كَثِيراً كَيْفَ أَصْبَحَتْ بُيُوتُهُمْ قُبُوراً، وَ مَا جَمَعُوا بُوراً، وَ صَارَتْ أَمْوَالُهُمْ لِلْوَارِثِينَ، وَأَزْوَاجُهُمْ لِقَوْمٍ آخَرِينَ؛ لَا فِي حَسَنَةٍ يَزِيدُونَ، وَ لَا مِنْ سَيِّئَةٍ يَسْتَعْتِبُونَ! فَمَنْ أَشْعَرَ التَّقْوَى قَلْبَهُ بَرَّزَ مَهَلُهُ، وَ فَازَ عَمَلُهُ. فَاهْتَبِلُوا هَبَلَهَا، وَاعْمَلُوا لِلْجَنَّةِ عَمَلَهَا: فَإِنَّ الدُّنْيَا لَمْ تُخْلَقْ لَكُمْ دَارَ مُقَامٍ، بَلْ خُلِقَتْ لَكُمْ مَجَازاً لِتَزَوَّدُوا مِنْهَا الْأَعْمَالَ إِلَى دَارِ الْقَرَارِ. فَكُونُوا مِنْهَا عَلَى أَوْفَازٍ، وَ قَرِّبُوا الظُّهُورَ لِلزِّيَالِ.

۱۳۳

و من خطبة له «ع»

يعظم الله سبحانه و يذكر القران والنبي و يعظ الناس

عظمة الله تعالى

وَانْقَادَتْ لَهُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ بِأَزِمَّتِهَا، وَ قَذَفَتْ إِلَيْهِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرَضُونَ مَقَالِيدَهَا، وَ سَجَدَتْ لَهُ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ الْأَشْجَارُ النَّاضِرَةُ، وَ قَدَحَتْ لَهُ مِنْ قُضْبَانِهَا النِّيرَانَ الْمُضِيئَةَ، وَ آتَتْ أُكُلَهَا بِكَلِمَاتِهِ الثِّمَارُ الْيَانِعَةُ.

ابلاء - عطا و کرم
ابتلاء - امتحان
بعیث - بھیجا ہوا
اعجل حادیہ - ہنکانے والے کو موقع نہیں دیا
برز الرجل - آگے نکل گیا
ابتبل - تلاش کیا
وفز - جلدی جمع اوفاز
ظہور - سواری کی پشت
زیال - فراق
مقالید جمع مقلاد - کنجی
قدحت - روشن کر دیا

① دنیا میں ہر انسان امیدوں کے سہارے ہی جینا چاہتا ہے اور یہ سلسلہ اس قدر عمیق ہو گیا ہے کہ ہر شخص کا ایک ہی خیال ہے کہ یہ دنیا امید پر قائم ہے حالانکہ امیر المومنینؑ اس نکتہ کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ صرف امید سے کوئی کام بننے والا نہیں ہے کامیابی کی کلید ہی عمل ہے اور انسان کا فرض ہے کہ دنیا میں عمل کرے تاکہ اپنے مقاصد کو حاصل کرے اور اتنی ہی امیدیں قائم کرے جتنی اس کے حدود عمل میں آسکتی ہوں ورنہ دراز امیدیں ہلاکت و تباہی کا باعث ہو سکتی ہیں نجات و کامیابی سے ہمکنار نہیں کر سکتی ہیں۔!

مصادر خطبہ ۱۳۲ غرر الحکم آمدی ۔ نہایہ ابن اثیر ۲ صفحہ ۲۱۰
مصادر خطبہ ۱۳۳ غرر الحکم صفحہ ۵۵ ، شرح نہج البلاغہ ۲ صفحہ ۲۹۶

نہج البلاغہ

علامہ السید الشریف الرضیؒ (طاب ثراہ)

ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی
Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

نام کتاب: نہج البلاغہ

مترجم: علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

پہلا ایڈیشن (ہندوستان): مارچ ۱۹۹۸ء

پہلا ایڈیشن (پاکستان): مارچ ۱۹۹۹ء

تعداد: ۱۰۰۰

ناشر (ہندوستان): تنظیم المکاتب، لکھنؤ

ناشر (پاکستان): محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی

قیمت: ڈیلکس ایڈیشن -/250

سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو ○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

رسمِ ناشرانہ

نہج البلاغہ ــــــــ بابِ مدینۃ العلم اور خطیبِ منبرِ سلونی کے خطبات ومکتوبات پر مشتمل محض ایک جامع کتاب ہی نہیں بلکہ اپنے اسلوبی وفکری ابعادِ ثلاثہ کے اعتبار سے ایک مکمل جامعہ کا درجہ بھی رکھتی ہے۔

یہ منزلت، اِس کتاب ادب نصاب اور حکمت مآب کو وحیِ ربانی اور حدیثِ رسولِ آخر زمانی سے بلاغتاً وفصاحتاً متصل ہونے کے سبب ظہور میں آئی ہے۔

لاریب، اِس کتابِ مظہرالعجائب کو تحتِ کلام الخالق وفوق کلام المخلوق سمجھنا ایک علمی دیانت وطہارت کا انسب اظہار ہے۔

علوم ومعارفِ امامیہ کی نشرواشاعت کے ضمن میں محفوظ بک ایجنسی اب بین الاقوامی سطح پر ایک قابلِ اعتماد روایت کی حامل ہو چکی ہے۔ اسی روایت کی استواری وپاسداری میں ادارہ، بعد از قرآن افضل ترین کتاب، نہج البلاغہ کے ایک جدید، عام فہم اور منفرد ترجمے کی اشاعتی سعادت سے مشرف ہو رہا ہے۔

عہدِ حاضر میں یہ ترجمہ اہلِ خبر ونظر کے لئے ایک نعمت ہے اور یہ نعمت علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہ نے مرحمت فرمائی ہے۔

اِس بے مثال کاوش کے توسط سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہ ایک لائق وفائق مترجم اور شارح کی حیثیت سے حرف وظرف کی بزم میں جلوہ افروز ہوئے ہیں۔

رئیس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مُسلّم لیکن پیش نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اُردو تراجم کی صف میں ایک امتیازی نوعیت سے بار یاب ہوا ہے۔ اِس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات و کلمات کے حوالہ جات کی تحقیق توسیع کے باوجود احتیاط کو مقدم رکھا گیا ہے۔

مزید براں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اِس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات و کلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہِ برکت پناہ میں، دست بہ دُعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہٗ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین)

مَیں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترابی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اِس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیش

سید عنایت حسین

فہرست مضامین

نہج البلاغۃ: حصہ اول

نہج البلاغۃ: حصہ دوم مکاتیب و رسائل، فرامین و عہود و صایا و نصائح

نہج البلاغۃ: حصہ سوم جوامع الکلم کلمات و حکمات

۱۳۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے اور زہد کی ترغیب دی ہے)

شکر ہے خدا کا اس پر بھی جو دیا ہے اور اس پر بھی جو لے لیا ہے۔ اس کے انعام پر بھی اور اس کے امتحان پر بھی۔ وہ ہر مخفی شے کے اندر کا بھی علم رکھتا ہے اور ہر پوشیدہ امر کے لئے حاضر بھی ہے۔ دلوں کے اندر چھپے ہوئے اسرار اور آنکھوں کی خیانت سب کو بخوبی جانتا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور اس گواہی میں باطن ظاہر سے اور دل زبان سے ہم آہنگ ہے۔

خدا کی قسم وہ شے جو حقیقت ہے اور کھیل تماشہ نہیں ہے۔ حق ہے اور جھوٹ نہیں ہے وہ صرف موت ہے جس کے داعی نے اپنی آواز سب کو سنا دی ہے اور جس کا ہنکانے والا جلدی مچائے ہوئے ہے لہٰذا خبردار لوگوں کی کثرت تمہارے نفس کو دھوکہ میں نہ ڈال دے۔ تم دیکھ چکے ہو کہ تم سے پہلے والوں نے مال جمع کیا۔ افلاس سے خوفزدہ رہے۔ انجام سے بے خبر رہے۔ صرف لمبی لمبی امیدوں (۱) اور موت کی تاخیر کے خیال میں رہے اور ایک مرتبہ موت نازل ہو گئی اور اس نے انھیں وطن سے بے وطن کر دیا۔ محفوظ مقامات سے گرفتار کر لیا اور تابوت پر اٹھوا دیا جہاں لوگ کاندھوں پر اٹھائے ہوئے۔ انگلیوں کا سہارا دیئے ہوئے ایک دوسرے کے حوالے کر رہے تھے۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دور دراز امیدیں رکھتے تھے اور مستحکم مکانات بناتے تھے اور بے تحاشہ مال جمع کرتے تھے کہ کس طرح ان کے گھر قبروں میں تبدیل ہو گئے اور سب کیا دھرا تباہ ہو گیا۔ اب اموال ورثہ کے لئے ہیں اور ازواج دوسرے لوگوں کے لئے۔ نہ نیکیوں میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ برائیوں کے سلسلہ میں رضائے الٰہی کا سامان فراہم کر سکتے ہیں۔ یاد رکھو جس نے تقویٰ کو شعار بنا لیا وہی آگے نکل گیا اور اسی کا عمل کامیاب ہو گیا۔ لہٰذا تقویٰ کے موقع کو غنیمت سمجھو اور جنت کے لئے اس کے اعمال انجام دے لو۔ یہ دنیا تمہارے قیام کی جگہ نہیں ہے۔ یہ فقط ایک گذرگاہ ہے کہ یہاں سے ہمیشگی کے مکان کے لئے سامان فراہم کر لو لہٰذا جلدی تیاری کرو اور سواریوں کو کوچ کے لئے اپنے سے قریب تر کر لو۔

۱۳۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اللہ کی عظمت اور قرآن کی جلالت کا ذکر ہے اور پھر لوگوں کو نصیحت بھی کی گئی ہے)

(پروردگار) دنیا و آخرت دونوں نے اپنی باگ ڈور اسی کے حوالہ کر رکھی ہے اور زمین و آسمان نے اپنی کنجیاں اسی کی خدمت میں پیش کر دی ہیں۔ اس کی بارگاہ میں صبح و شام سرسبز و شاداب درخت سجدہ ریز رہتے ہیں اور اپنی لکڑیوں سے چمکدار آگ نکالتے رہتے ہیں اور اسی کے حکم کے مطابق پکے ہوئے پھل پیش کرتے رہتے ہیں۔

(۱) انسانی زندگی میں کامیابی کا راز یہی ایک نکتہ ہے کہ یہ دنیا انسان کی منزل نہیں ہے بلکہ ایک گذرگاہ ہے جس سے گذر کر ایک عظیم منزل کی طرف جانا ہے اور یہ مالک کا کرم ہے کہ اس نے یہاں سے سامان فراہم کرنے کی اجازت دیدی ہے اور یہاں کے سامان کو وہاں کے لئے کارآمد بنا دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں جگہ کا فرق یہ ہے کہ یہاں کے لئے سامان رکھا جاتا ہے تو کام آتا ہے اور وہاں کے لئے راہ خدا میں دے دیا جاتا ہے تو کام آتا ہے۔ غنی اور مالدار دنیا سجا سکتے ہیں لیکن آخرت نہیں بنا سکتے ہیں۔ وہ صرف کریم اور صاحب خیر افراد کے لئے ہے جن کا شعار تقویٰ ہے اور جن کا اعتماد وعدۂ الٰہی پر ہے۔

القرآن

منها: وكتاب الله بين أظهركم ناطق لا يعيا لسانه، وبيت لا تهدم أركانه، وعز لا تهزم أعوانه.

رسول الله (ﷺ)

منها: أرسله على حين فترة من الرسل، وتنازع من الألسن، فقفى به الرسل، وختم به الوحي، فجاهد في الله المدبرين عنه، والعادلين به.

الدنيا

منها: وإنما الدنيا منتهى بصر الأعمى، لا يبصر مما وراءها شيئا، والبصير ينفذها بصره، ويعلم أن الدار وراءها. فالبصير منها شاخص، والأعمى إليها شاخص. والبصير منها متزود، والأعمى لها متزود.

عظة الناس

منها: واعلموا أنه ليس من شيء إلا ويكاد صاحبه يشبع منه ويمله إلا الحياة فإنه لا يجد في الموت راحة. وإنما ذلك بمنزلة الحكمة التي هي حياة للقلب الميت، وبصر للعين العمياء، وسمع للأذن الصماء، وري للظمآن، وفيها الغنى كله والسلامة. كتاب الله تبصرون به، وتنطقون به، وتسمعون به، وينطق بعضه ببعض، ويشهد بعضه على بعض، ولا يختلف في الله، ولا يخالف بصاحبه عن الله. قد اصطلحتم على الغل فيما بينكم، ونبت المرعى على دمنكم، وتصافيتم على حب الآمال، وتعاديتم في كسب الأموال. لقد استهام بكم الخبيث، وتاه بكم الغرور، والله المستعان على نفسي وأنفسكم.

١٣٤

ومن كلام له (ﷺ)

وقد شاوره عمر بن الخطاب في الخروج إلى غزو الروم

وقد توكل الله لأهل هذا الدين بإعزاز الحوزة، وستر العورة. والذي نصرهم، وهم قليل لا ينتصرون، ومنعهم وهم قليل لا

غل - کینہ اور اس پر اتفاق

دِمَن - غلاظت کا ڈھیر

استہام - حیران و سرگردان ہوگیا

حوزہ - جسے الگ جمع کرکے اس کی حفاظت کرے

(١) انسان اپنی زندگی کے لئے ایک ٹھکانے کا محتاج ہوتا ہے جہاں سکون کی زندگی بسر کرسکے اور ایک حیثیت کا محتاج ہوتا ہے جس سے دنیا میں قابل احترام ہوسکے اور پھر حقائق کے اظہار کے لئے ایک نطق کا محتاج ہوتا ہے جس سے اپنے ضروریات کی تکمیل کرسکے اور ہر مرحلہ پر ہدایت حاصل کرسکے۔ اسلام نے تینوں ضروریات کا انتظام ایک قرآن مجید سے کردیا ہے کہ یہی ٹھکانہ بھی ہے اور یہی عزت بھی ہے اور اسی کے ہدایات سے زندگی کا دستور مرتب کیا جاسکتا ہے۔

(٢) ایک اندھے کی آنکھ اور صاحب بصیرت کی آنکھ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ اندھے کی آنکھ حجابات کو چاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اور بصیرت کی آنکھ حجابات کو چاک کردیتی ہے۔ دنیادار کی آنکھ اندھے کی آنکھ ہوتی ہے جس میں ماوراء حجابات دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اور دیندار کی آنکھ ہمیشہ آخرت کے مناظر پر نگاہ رکھتی ہے لہذا وہ دنیا سے بے نیاز بھی ہوتا ہے اور آخرت سے خوفزدہ بھی رہتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۴ نہایہ ۲ ص ۲۵۵، کتاب الاموال ابوعبید ص ۲۵۲، شرح نہج البلاغہ ابن میثم ۳ ص ۱۶۳

القرآن

منها: وَ كِتَابُ اللهِ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ نَاطِقٌ لَا يَعْيَا لِسَانُهُ،[1] وَ بَيْتٌ لَا تُهْدَمُ أَرْكَانُهُ، وَ عِزٌّ لَا تُهْزَمُ أَعْوَانُهُ.

رسول الله ﴿ﷺ﴾

منها: أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَ تَنَازُعٍ مِنَ الْأَلْسُنِ، فَقَفَّى بِهِ الرُّسُلَ وَ خَتَمَ بِهِ الْوَحْيَ، فَجَاهَدَ فِي اللهِ الْمُدْبِرِينَ عَنْهُ، وَ الْعَادِلِينَ بِهِ.

الدنيا

منها: وَ إِنَّمَا الدُّنْيَا مُنْتَهَى بَصَرِ الْأَعْمَى، لَا يُبْصِرُ مِمَّا وَرَاءَهَا شَيْئاً، وَ الْبَصِيرُ يَنْفُذُهَا بَصَرُهُ، وَ يَعْلَمُ أَنَّ الدَّارَ وَرَاءَهَا. فَالْبَصِيرُ مِنْهَا شَاخِصٌ، وَ الْأَعْمَى إِلَيْهَا شَاخِصٌ. وَ الْبَصِيرُ مِنْهَا مُتَزَوِّدٌ، وَ الْأَعْمَى لَهَا مُتَزَوِّدٌ.[2]

عظة الناس

منها: وَ اعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَ يَكَادُ صَاحِبُهُ يَشْبَعُ مِنْهُ وَ يَمَلُّهُ إِلَّا الْحَيَاةَ فَإِنَّهُ لَا يَجِدُ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً. وَ إِنَّمَا ذَلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِي هِيَ حَيَاةٌ لِلْقَلْبِ الْمَيِّتِ، وَ بَصَرٌ لِلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ، وَ سَمْعٌ لِلْأُذُنِ الصَّمَّاءِ، وَ رِيٌّ لِلظَّمْآنِ، وَ فِيهَا الْغِنَى كُلُّهُ وَ السَّلَامَةُ. كِتَابُ اللهِ تُبْصِرُونَ بِهِ، وَ تَنْطِقُونَ بِهِ، وَ تَسْمَعُونَ بِهِ، وَ يَنْطِقُ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، وَ يَشْهَدُ بَعْضُهُ عَلَى بَعْضٍ، وَ لَا يَخْتَلِفُ فِي اللهِ، وَ لَا يُخَالِفُ بِصَاحِبِهِ عَنِ اللهِ. قَدِ اصْطَلَحْتُمْ عَلَى الْغِلِّ فِيمَا بَيْنَكُمْ، وَ نَبَتَ الْمَرْعَى عَلَى دِمَنِكُمْ، وَ تَصَافَيْتُمْ عَلَى حُبِّ الْآمَالِ، وَ تَعَادَيْتُمْ فِي كَسْبِ الْأَمْوَالِ. لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكُمُ الْخَبِيثُ، وَ تَاهَ بِكُمُ الْغُرُورُ، وَ اللهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَى نَفْسِي وَ أَنْفُسِكُمْ.

۱۳۴

و من كلام له ﴿ع﴾

و قد شاوره عمر بن الخطاب في الخروج إلى غزو الروم

وَ قَدْ تَوَكَّلَ اللهُ لِأَهْلِ هَذَا الدِّينِ بِإِعْزَازِ الْحَوْزَةِ، وَ سَتْرِ الْعَوْرَةِ. وَ الَّذِي نَصَرَهُمْ، وَ هُمْ قَلِيلٌ لَا يَنْتَصِرُونَ، وَ مَنَعَهُمْ وَ هُمْ قَلِيلٌ لَا

غل - کینہ اور اس پر اتفاق
دمن - غلاظت کا ڈھیر
استہام - حیران و سرگردان ہوگیا
حوزہ - جسے آدمی جمع کرکے اس کی حفاظت کرے

① انسان اپنی زندگی کے لئے ایک ٹھکانے کا محتاج ہوتا ہے جہاں سکون کی زندگی بسر کرسکے اور ایک حیثیت کا محتاج ہوتا ہے جس سے دنیا میں قابل احترام ہوسکے اور پھر حقائق کے اظہار کے لئے ایک نطق کا محتاج ہوتا ہے جس سے اپنے ضروریات کی تکمیل کرسکے اور ہر مرحلہ پر ہدایت حاصل کرسکے۔ اسلام نے تینوں ضروریات کا انتظام ایک قرآن مجید سے کر دیا ہے کہ یہی ٹھکانہ بھی ہے اور یہی عزت بھی ہے اور اسی کے ہدایات سے زندگی کا دستور مرتب کیا جا سکتا ہے۔

② ایک اندھے کی آنکھ اور صاحب بصیرت کی آنکھ میں یہی فرق ہوتا ہے کہ اندھے کی آنکھ حجابات کو چاک کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ہے اور بصیرت کی آنکھ حجابات کو چاک کر دیتی ہے۔ دنیادار کی آنکھ اندھے کی آنکھ ہوتی ہے جس میں ماوراء حجابات دیکھنے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے اور دیندار کی آنکھ ہمیشہ آخرت کے مناظر پر نگاہ رکھتی ہے لہٰذا وہ دنیا سے بے نیاز بھی ہوتا ہے اور آخرت سے خوفزدہ بھی رہتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۳ نہایہ ۳ ص۲۵۰، کتاب الاموال ابوعبید ص۲۵۲، شرح نہج البلاغہ ابن میثم ۳ ص۱۶۳

يَمْتَنِعُونَ، حَيٌّ لَا يَمُوتُ.

إِنَّكَ مَتَى تَسِرْ إِلَى هَذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ، فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ، لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِينَ كَانِفَةٌ دُونَ أَقْصَى بِلَادِهِمْ. لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُونَ إِلَيْهِ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمْ رَجُلاً مِحْرَباً، وَ احْفِزْ مَعَهُ أَهْلَ الْبَلَاءِ وَ النَّصِيحَةِ، فَإِنْ أَظْهَرَ اللهُ فَذَاكَ مَا تُحِبُّ، وَ إِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى، كُنْتَ رِدْءاً لِلنَّاسِ وَ مَثَابَةً لِلْمُسْلِمِينَ.

١٣٥

و من كلام له ﴿ع﴾

و قد وقعت مشاجرة بينه وبين عثمان فقال المغيرة بن الأخنس لعثمان:

أنا أكفيكه، فقال علي ﴿ع﴾ للمغيرة:

يَابْنَ اللَّعِينِ الْأَبْتَرِ، وَ الشَّجَرَةِ الَّتِي لَا أَصْلَ لَهَا وَ لَا فَرْعَ، أَنْتَ تَكْفِينِي؟ فَوَاللهِ مَا أَعَزَّ اللهُ مَنْ أَنْتَ نَاصِرُهُ، وَ لَا قَامَ مَنْ أَنْتَ مُنْهِضُهُ. اخْرُجْ عَنَّا أَبْعَدَ اللهُ نَوَاكَ، ثُمَّ ابْلُغْ جَهْدَكَ، فَلَا أَبْقَى اللهُ عَلَيْكَ إِنْ أَبْقَيْتَ!

١٣٦

و من كلام له ﴿ع﴾

في أمر البيعة

لَمْ تَكُنْ بَيْعَتُكُمْ إِيَّايَ فَلْتَةً، وَ لَيْسَ أَمْرِي وَ أَمْرُكُمْ وَاحِداً. إِنِّي أُرِيدُكُمْ لِلّٰهِ وَ أَنْتُمْ تُرِيدُونَنِي لِأَنْفُسِكُمْ.

أَيُّهَا النَّاسُ، أَعِينُونِي عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَ ايْمُ اللهِ لَأُنْصِفَنَّ الْمَظْلُومَ مِنْ ظَالِمِهِ، وَ لَأَقُودَنَّ الظَّالِمَ بِخِزَامَتِهِ، حَتَّى أُورِدَهُ مَنْهَلَ الْحَقِّ وَ إِنْ كَانَ كَارِهاً.

١٣٧

و من كلام له ﴿ع﴾

في شأن طلحة و الزبير و في البيعة له

کانفہ - پناہ گاہ
حفز - تیزی سے ہنکانا
اہل البلاء - ماہرین جنگ
ردء - سہارا
مثابہ - مرجع
ابتر - جس کی کوئی نسل نہ ہو
نویٰ - دور - گھر
فلتہ - بے سوچے سمجھے کام کرنا
خزامہ - نکیل

(۱) مغیرہ کا باپ اخنس مشہور ترین منافقین میں تھا جس نے فتح مکہ کے موقع پر جبراً اسلام قبول کر لیا تھا ورنہ اس کا دوسرا بیٹا احد میں صاف صاف اسلام سے برسرپیکار تھا اور امیر المومنینؑ کی تلوار سے قتل بھی ہوا تھا جس کے نتیجہ میں مغیرہ کو دونوں طرف سے آپ سے عداوت ہوگئی - بھائی کا قتل بھی سبب بنا اور باپ کا نفاق بھی

مغیرہ کا تعلق قبیلۂ ثقیف سے تھا جسے بروایتے سرکار دو عالمؐ نے ملعون قرار دیا ہے جب تک اس میں کسی کی شرافت کردار ثابت نہ ہو جائے -

امیر المومنینؑ نے انھیں خصوصیات کا لحاظ کرکے اسے ملعون بھی قرار دیا اور اس کے باپ کو ابتر بھی کہ ایسی نسل کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے اور ایسی اصل کا وجود اس کے عدم کے مساوی ہے بلکہ اس سے بھی بدتر۔

(۲) یہ حضرت عمرؓ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ ابوبکر کی بیعت ایک اتفاقی حادثہ تھی جس کے شر سے خدا نے بچا لیا لیکن اب کوئی اس طرح کی بیعت کرے گا تو واجب القتل ہو جائے گا -

---

مصادر خطبہ ۱۳۵ الفتوح احمد بن اعثم کوفی ۲ ص ۱۶۵

مصادر خطبہ ۱۳۶ ارشاد مفیدؒ ص ۱۳۲، نہایہ ابن اثیر ۳ ص ۴۶۷

مصادر خطبہ ۱۳۷ الاستیعاب ابن عبدالبر ۲ ص ۲۱۱، اسد الغابہ ص ۶۱، کتاب الجمل مفیدؒ ص ۱۳۳، نہایہ ابن اثیر ۲ ص ۳۱۵، الامامۃ والسیاسۃ، الغارات ابن ہلال ثقفی - المسترشد طبری ص ۹۵، کشف المحجۃ السید ابن طاؤسؒ ص ۱۲۳، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت [illegible]، طبری ۶ ص ۳۳۳، ارشاد مفیدؒ ص ۱۱۸، العقد الفرید ۲ ص ۱۳۵

اگر خود دشمن کی طرف جاؤ گے اور ان کا سامنا کرو گے اور نکبت میں مبتلا ہو گے تو مسلمانوں کے لئے آخری شہر کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہ رہ جائے گی اور تمہارے بعد میدان میں کوئی مرکز بھی نہ رہ جائے گا جس کی طرف رجوع کر سکیں لہٰذا مناسب یہی ہے کہ کسی تجربہ کار آدمی کو روانہ کرو اور اس کے ساتھ صاحبان خیر و مہارت کی ایک جماعت کو کر دو۔ اس کے بعد اگر خدا نے غلبہ دے دیا تو یہی تمہارا مقصد ہے اور اگر معاملہ اس کے خلاف ہو گیا تو تم لوگوں کا سہارا اور مسلمانوں کے لئے ایک پلٹنے کا مرکز رہو گے۔

۱۳۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ کے اور عثمان کے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور مغیرہ بن اخنس نے عثمان سے کہا کہ میں ان کا کام تمام کر سکتا ہوں تو آپ نے فرمایا)

اے بد نسل ملعون کے بچے! اور اس درخت کے پھل جس کی نہ کوئی اصل ہے اور نہ فرع۔ تو میرے لئے کافی ہو جائے گا؟ خدا کی قسم جس کا تو مددگار ہو اس کے لئے عزت نہیں ہے اور جسے تو اٹھائے گا وہ کھڑے ہونے کے قابل نہ ہو گا۔ نکل جا۔ اللہ تیری منزل کو دور کر دے۔ جا اپنی کوششیں کر لے۔ خدا تجھ پر رحم نہ کرے گا اگر تو مجھ پر ترس بھی کھائے۔

۱۳۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(بیعت کے بارے میں)

میرے ہاتھوں پر تمہاری بیعت کوئی ناگہانی حادثہ نہیں ہے اور میرا اور تمہارا معاملہ ایک جیسا بھی نہیں ہے۔ میں تمہیں اللہ کے لئے چاہتا ہوں اور تم مجھے اپنے فائدہ کے لئے چاہتے ہو۔
لوگو! اپنی نفسانی خواہشات کے مقابلہ میں میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلواؤں گا اور ظالم کی اس کی نکیل ڈال کر کھینچوں گا تاکہ اسے چشمۂ حق پر وارد کر دوں چاہے وہ کسی قدر ناراض کیوں نہ ہو۔

۱۳۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(طلحہ و زبیر اور ان کی بیعت کے بارے میں)

میدان جنگ میں نکبت و رسوائی کے احتمال کے ساتھ کسی مرد میدان کے بھیجنے کا مشورہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ میدان جہاد میں ثبات قدم تمہاری تاریخ نہیں ہے اور نہ یہ تمہارے بس کا کام ہے لہٰذا مناسب یہی ہے کہ کسی تجربہ کار شخص کو ماہرین کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ کر دو تاکہ اسلام کی رسوائی نہ ہو سکے اور مذہب کا وقار برقرار رہے۔ اس کے بعد تمہیں "فاتح اعظم" کا لقب تو بہر حال مل ہی جائیگا کہ جس کے دور میں علاقہ فتح ہو جاتا ہے تاریخ اسی کو فاتح قرار دیتی ہے اور مجاہدین کو یکسر نظر انداز کر دیتی ہے۔
یہ بھی امیر المومنین کا ایک حوصلہ تھا کہ شدید اختلافات اور بے پناہ مصائب کے باوجود مشورہ سے دریغ نہیں کیا اور وہی مشورہ دیا جو اسلام اور مسلمانوں کے حق میں تھا۔ اس لئے کہ آپ اس حقیقت سے بہر حال باخبر تھے کہ افراد سے اختلاف مقصد اور مذہب کی حفاظت کی ذمہ داری سے بے نیاز نہیں بنا سکتا ہے اور اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے چاہے وہ برسر اقتدار ہو یا نہ ہو۔

طلحة و الزبير

وَاللهِ مَا أَنْكَرُوا عَلَيَّ مُنْكَراً، وَلاَ جَعَلُوا بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ نِصْفاً. وَإِنَّهُ
لَيَطْلُبُونَ حَقّاً هُمْ تَرَكُوهُ، وَدَماً هُمْ سَفَكُوهُ، فَإِنْ كُنْتُ شَرِيكَهُمْ فِيهِ، فَإِ
لَهُمْ نَصِيبَهُمْ مِنْهُ، وَإِنْ كَانُوا وَلُوهُ دُونِي فَمَا الطَّلِبَةُ إِلاَّ قِبَلَهُمْ. وَإِ
أَوَّلَ عَدْلِهِمْ لَلْحُكْمُ عَلَى أَنْفُسِهِمْ. إِنَّ مَعِي لَبَصِيرَتِي مَا لَبَسْتُ وَلاَ لُبِسَ عَلَ
وَإِنَّهَا لَلْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ فِيهَا الْحَمَأُ وَالْحُمَّةُ، وَالشُّبْهَةُ الْمُغْدِفَةُ؛ وَإِنَّ الْأَمْ
لَوَاضِحٌ؛ وَقَدْ زَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ نِصَابِهِ، وَانْقَطَعَ لِسَانُهُ عَنْ شَغْبِهِ. وَايْمُ
لَأُفْرِطَنَّ لَهُمْ حَوْضاً أَنَا مَاتِحُهُ، لاَ يَصْدُرُونَ عَنْهُ بِرِيٍّ، وَلاَ يَعُبُّونَ بَعْدَهُ فِي حَسْيٍ! لِ

امر البيعة

ومنه: فَأَقْبَلْتُمْ إِلَيَّ إِقْبَالَ الْعُوذِ الْمَطَافِيلِ عَلَى أَوْلاَدِهَا، تَقُولُونَ: الْبَيْعَةَ الْبَيْعَ
قَبَضْتُ كَفِّي فَبَسَطْتُمُوهَا، وَنَازَعَتْكُمْ يَدِي فَجَاذَبْتُمُوهَا. اللَّهُمَّ إِنَّهُمَا قَطَعَانِي وَظَلَمَانِ
وَنَكَثَا بَيْعَتِي، وَأَلَّبَا النَّاسَ عَلَيَّ؛ فَاحْلُلْ مَا عَقَدَا، وَلاَ تُحْكِمْ لَهُمَا مَا أَبْرَمَا، وَأَرِهِ
الْمَسَاءَةَ فِيمَا أَمَّلاَ وَعَمِلاَ. وَلَقَدِ اسْتَثَبْتُهُمَا قَبْلَ الْقِتَالِ، وَاسْتَأْنَيْتُ بِهِمَا أَمَا
الْوِقَاعِ، فَغَمَطَا النِّعْمَةَ، وَرَدَّا الْعَافِيَةَ.

۱۳۸

و من خطبة له (ع)

یومی، فیها إلی ذکر الملاحم

يَعْطِفُ الْهَوَى عَلَى الْهُدَى، إِذَا عَطَفُوا الْهُدَى عَلَى الْهَوَى، وَيَعْطِفُ الرَّأْيَ عَلَ
الْقُرْآنِ إِذَا عَطَفُوا الْقُرْآنَ عَلَى الرَّأْيِ.

ومنها: حَتَّى تَقُومَ الْحَرْبُ بِكُمْ عَلَى سَاقٍ، بَادِياً نَوَاجِذُهَ

نصف - انصاف
طِلبہ - جس کا مطالبہ کیا جائے
حمأ - رشتہ دار
اغدفت - ڈھانک دیا
زاح - دور ہوگیا
نصاب - اصل
شغب - شر کا ابھارنا
افرط الحوض - چھلک گیا
ماتح - پانی نکالنے والا
عب - بلا سانس لئے پینا
حسی - ہموار زمین جہاں پانی جمع ہوتا ہے
عوذ - جمع عائذ - نئی بچہ دینے والی اونٹنی
مطافیل - جمع مطفل - بچہ دار
تألب - فساد کرنا
وقاع - جنگ میں داخل ہوجانا
غمط - انکار کردیا
نواجذ - ڈاڑھ

(۱) میدان جنگ وہ موت کا حوض ہے جس سے سیراب ہو کر نکل جانا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے اور اس کا چھلکانا بھی مرد میدان کے علاوہ کسی کے امکان میں نہیں ہے۔

امیرالمومنینؑ نے اس جملہ سے قانون کوان کے بدترین انجام سے آگاہ کر دیا ہے اور بتا دیا ہے کہ اس بغاوت کا آخری حشر کیا ہونے والا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۸ بحار الانوار ۸ ص ۳۶۱، غرر الحکم ص ۲۹۶

خدا کی قسم ان لوگوں نے نہ میری کسی واقعی برائی کی گرفت کی ہے اور نہ میرے اور اپنے درمیان انصاف سے کام لیا ہے۔ یہ ایسے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کو خود انھوں نے نظر انداز کیا ہے اور ایسے خون کا بدلہ چاہتے ہیں جس کو خود انھوں نے بہایا ہے۔ اگر میں اس معاملہ میں شریک تھا تو ایک حصہ ان کا بھی ہوگا اور اگر یہ تنہا ذمہ دار تھے تو مطالبہ خود انھیں سے ہونا چاہئے اور سب سے پہلے انھیں اپنے خلاف فیصلہ کرنا چاہئے۔

(الحمدللہ) میرے ساتھ میری بصیرت ہے نہ میں نے اپنے کو دھوکہ میں رکھا ہے اور نہ مجھے دھوکہ دیا جا سکا ہے۔ یہ لوگ ایک باغی گروہ ہیں جن میں میرے قرابتدار بھی ہیں اور بچھو کا ڈنک بھی ہے اور بہر حقائق کی پردہ پوشی کرنے والا شبہ بھی ہے۔ حالانکہ معاملہ بالکل واضح ہے اور باطل اپنے مرکز سے ہٹ چکا ہے اور اس کی زبان شور و شغب کے سلسلہ میں کٹ چکی ہے۔

خدا کی قسم میں ان کے لئے ایسا حوض چھلکاؤں گا جس سے پانی نکالنے والا بھی میں ہی ہوں گا۔ یہ نہ اس سے سیراب ہو کر جا سکیں گے اور نہ اس کے بعد کسی تالاب سے پانی پینے کے لائق رہ سکیں گے (۱)

(سلسلہ بیعت) تم لوگ کل "بیعت بیعت" کا شور مچاتے ہوئے میری طرف اس طرح آئے تھے جس طرح نئی جننے والی اونٹنی اپنے بچوں کی طرف دوڑتی ہے۔ میں نے اپنی مٹھی بند کر لی مگر تم نے کھول دی۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا مگر تم نے کھینچ لیا۔ خدایا تو گواہ رہنا کہ ان دونوں نے مجھ سے قطع تعلق کر کے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میری بیعت توڑ کر لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا ہے۔ اب تو ان کی گرہوں کو کھول دے اور جو رسی انھوں نے بٹی ہے اس میں استحکام نہ پیدا ہونے دے اور انھیں ان کی امیدوں اور ان کے اعمال کے بدترین نتائج کو دکھلا دے۔ میں نے جنگ سے پہلے انھیں بہت روکنا چاہا اور میدان جہاد میں آنے سے پہلے بہت کچھ مہلت دی۔ لیکن ان دونوں نے نعمت کا انکار کر دیا اور عافیت کو رد کر دیا۔

۱۳۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں مستقبل کے حوادث کا اشارہ ہے)

وہ بندۂ خدا خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑ دے گا جب لوگ ہدایت کو خواہشات کی طرف موڑ رہے ہوں گے اور وہ رائے کو قرآن کی طرف جھکا دے گا جب لوگ قرآن کو رائے کی طرف جھکا رہے ہوں گے۔

(دوسرا حصہ) یہاں تک کہ جنگ اپنے پیروں پر کھڑی ہو جائے گی دانت نکالے ہوئے اور تھنوں کو پُر کئے ہوئے ۔۔۔۔۔ لیکن اس طرح

(۱) معاذ اللہ یہ کمزوری نسوانی فطرت میں داخل ہو گیا ہے کہ جب دنیا کی نگاہیں اپنی غلطی کی طرف اٹھنے لگیں تو فوراً دوسرے کی غلطی کا نعرہ لگا دیا جائے تاکہ مسئلہ الجھ جائے اور لوگ حقائق کا صحیح ادراک نہ کر سکیں۔ قتل عثمان کے بعد یہی کام حضرت عائشہ نے کیا کہ پہلے لوگوں کو قتل عثمان پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد خون عثمان کی دعویدار بن گئیں اور پھر ان کے ساتھ مل کر یہی زنانہ اقدام طلحہ و زبیر نے بھی کیا۔ اسی لئے امیرالمومنین نے آخر کلام میں اپنے مرد میدان ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ مردان جنگ اس طرح کی نسوانی حرکات نہیں کیا کرتے ہیں۔ بلکہ شریف عورتیں بھی اپنے کو ایسے کردار سے ہمیشہ الگ رکھتی ہیں اور حق کا ساتھ دیتی ہیں تاکہ ... رہ جاتی ہیں۔ ان کے کردار میں دورنگی نہیں ہوتی ہے۔

مَمْلُوءَةً أَخْلَافُهَا، حُلْواً رَضَاعُهَا، عَلْقَماً عَاقِبَتُهَا. أَلَا وَ فِي غَدٍ وَسَيَأْتِي غَدٌ بِـ
لَا تَعْرِفُونَ- يَأْخُذُ الْوَالِي مِنْ غَيْرِهَا عُمَّالَهَا عَلَىٰ مَسَاوِي أَعْمَالِهَا، وَ تُخْرِجُ لَـ
الْأَرْضُ أَفَالِيذَ كَبِدِهَا، وَ تُلْقِي إِلَيْهِ سِلْماً مَقَالِيدَهَا، فَيُرِيكُمْ كَيْفَ عَدْلُ السِّيرَ
وَ يُحْيِي مَيِّتَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

مِنْهَا: كَأَنِّي بِهِ قَدْ نَعَقَ بِالشَّامِ وَ فَحَصَ بِرَايَاتِهِ فِي ضَوَاحِي كُوفَانَ. فَعَطَفَ عَلَيْـ
عَطْفَ الضَّرُوسِ، وَ فَرَشَ الْأَرْضَ بِالرُّؤُوسِ. قَدْ فَغَرَتْ فَاغِرَتُهُ، وَ ثَقُلَتْ فِي الْأَرْضِ
وَطْأَتُهُ، بَعِيدَ الْجَوْلَةِ، عَظِيمَ الصَّوْلَةِ. وَاللهِ لَيُشَرِّدَنَّكُمْ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ حَتَّىٰ
لَا يَبْقَىٰ مِنْكُمْ إِلَّا قَلِيلٌ، كَالْكُحْلِ فِي الْعَيْنِ. فَلَا تَزَالُونَ كَذَٰلِكَ، حَتَّىٰ تَؤُوبَ
إِلَى الْعَرَبِ عَوَازِبُ أَحْلَامِهَا! فَالْزَمُوا السُّنَنَ الْقَائِمَةَ، وَالْآثَارَ الْبَيِّنَةَ
وَالْعَهْدَ الْقَرِيبَ الَّذِي عَلَيْهِ بَاقِي النُّبُوَّةِ. وَاعْلَمُوا أَنَّ الشَّيْطَانَ إِنَّمَا
يُسَنِّي لَكُمْ طُرُقَهُ لِتَتَّبِعُوا عَقِبَهُ.

۱۳۹

و من كلام له (ع)

في وقت الشورى

لَنْ يُسْرِعَ أَحَدٌ قَبْلِي إِلَىٰ دَعْوَةِ حَقٍّ، وَصِلَةِ رَحِمٍ، وَ عَائِدَةِ كَرَمٍ. فَاسْمَعُوا
قَوْلِي، وَعُوا مَنْطِقِي، عَسَىٰ أَنْ تَرَوْا هَٰذَا الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِ هَٰذَا الْيَوْمِ تُنْتَضَىٰ
فِيهِ السُّيُوفُ، وَ تُخَانُ فِيهِ الْعُهُودُ، حَتَّىٰ يَكُونَ بَعْضُكُمْ أَئِمَّةً لِأَهْلِ الضَّلَالَةِ
وَ شِيعَةً لِأَهْلِ الْجَهَالَةِ.

۱۴۰

و من كلام له (ع)

في النهي عن غيبة الناس

وَ إِنَّمَا يَنْبَغِي لِأَهْلِ الْعِصْمَةِ وَالْمَصْنُوعِ إِلَيْهِمْ فِي السَّلَامَةِ أَنْ يَرْحَمُوا أَهْلَ
الذُّنُوبِ وَالْمَعْصِيَةِ، وَ يَكُونَ الشُّكْرُ هُوَ الْغَالِبَ عَلَيْهِمْ، وَالْحَاجِزَ لَهُمْ عَنْهُمْ
فَكَيْفَ بِالْعَائِبِ الَّذِي عَابَ أَخَاهُ وَ عَيَّرَهُ بِبَلْوَاهُ! أَمَا ذَكَرَ مَوْضِعَ سَتْرِ اللهِ عَلَيْهِ
مِنْ ذُنُوبِهِ مِمَّا هُوَ أَعْظَمُ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِي عَابَهُ بِهِ! وَ كَيْفَ يَذُمُّهُ بِذَنْبٍ قَدْ رَكِبَ مِثْلَهُ
فَإِنْ لَمْ يَكُنْ رَكِبَ ذَٰلِكَ الذَّنْبَ بِعَيْنِهِ فَقَدْ عَصَى اللهَ فِيمَا سِوَاهُ، مِمَّا هُوَ أَعْظَمُ مِنْهُ
وَايْمُ اللهِ لَئِنْ لَمْ يَكُنْ عَصَاهُ فِي الْكَبِيرِ، وَ عَصَاهُ فِي الصَّغِيرِ، لَجَرَاءَتُهُ عَلَىٰ

اخلاف - جمع خلف - تھن

افالیذ - جمع افلاذ جمع فلذہ ٹکڑے

فحص - بحث

کوفان - کوفہ

ضروس - کاٹ کھانے والی

فغرت فاغرتہ - جنگ نے منہ کھول دیا

لیشردنکم - منتشر کردے گا

عوازب احلام - گمشدہ عقلیں

یسنّی - آسان کردیتا ہے

تنتضی - کھینچ لی جاتی ہیں

المصنوع الیہم - احسان کیا گیا ہے

(۱) کہا جاتا ہے کہ اس سے عبدالملک بن مروان مراد ہے جس نے شام میں خروج کیا اور پھر عراق پر حملہ کرکے کوفہ میں مصعب بن زبیر وغیرہ کو قتل کردیا اور بے پناہ قتل و غارت کا مظاہرہ کیا۔

(۲) اس عہد قریب سے مراد خود آپ کی ذات گرامی ہے جس میں نبوت کے جملہ آثار پائے جاتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے آپ کو اپنا جزو قرار دیا ہے اور اپنے لئے ہارون موسیٰ کا درجہ عطا فرمایا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۳۹ تاریخ طبری ۵ ص ۳۹، تہذیب اللغۃ ازہری ۱ ص ۳۲۱، تنبیہ الخواطر شیخ ورام، الجمع بین الغریبین ہروی - واحد
مصادر خطبہ ۱۴۰ غرر الحکم آمدی ص ۱۳۵، ص ۳۵۹

کا دودھ پینے میں شیریں معلوم ہوگا اور اس کا انجام بہت بُرا ہوگا۔ یاد رکھو کہ کل اور کل بہت جلد[1] وہ حالات لے کر آنے والا ہے جن کا تمہیں اندازہ نہیں ہے۔ اس جماعت سے باہر کا والی تمام عمال کی بداعمالیوں کا محاسبہ کرے گا اور زمین تمام جگر کے ٹکڑوں کو نکال دے گی اور نہایت آسانی کے ساتھ اپنی کنجیاں اس کے حوالہ کر دے گی اور پھر وہ تمہیں دکھلائے گا کہ عادلانہ سیرت کیا ہوتی ہے اور مُردہ کتاب و سنت کو کس طرح زندہ کیا جاتا ہے۔

(تیسرا حصہ) میں یہ منظر دیکھ رہا ہوں کہ ایک شخص شام میں للکار رہا ہے اور کوفہ کے گرد اس کے جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ اس کی طرف کاٹنے والی اونٹنی کی طرح متوجہ ہے اور زمین پر سروں کا فرش بچھا رہا ہے۔ اس کا منہ کھلا ہوا ہے اور زمین میں اس کی دھمک محسوس ہو رہی ہے۔ وہ دور دور تک جولانیاں دکھلانے والا ہے اور شدید ترین حملے کرنے والا ہے۔ خدا کی قسم وہ تمہیں اطراف زمین میں اس طرح منتشر کر دے گا کہ صرف اتنے ہی آدمی باقی رہ جائیں گے جیسے آنکھ میں سرمہ۔ اور پھر تمہارا یہی حشر رہے گا۔ یہاں تک کہ عربوں کی گم شدہ عقل پلٹ کر آجائے لہٰذا ابھی غنیمت ہے مضبوط طریقہ، واضح آثار اور اس قریبی سلسلے سے وابستہ رہو جس میں نبوت کے پائیدار آثار ہیں اور یہ یاد رکھو کہ شیطان اپنے راستوں کو ہموار رکھتا ہے تاکہ تم اس کے نقش قدم پر برابر چلتے رہو۔

۱۳۹۔ آپ کا ارشاد گرامی
(شوریٰ کے موقع پر)

(یاد رکھو) کہ مجھ سے پہلے حق کی دعوت دینے والا، صلۂ رحم کرنے والا اور جود و کرم کا مظاہرہ کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا میرے قول پر کان دھرو اور میری گفتگو کو سمجھو کہ عنقریب تم دیکھو گے کہ اس مسئلہ پر تلواریں نکل رہی ہیں۔ عہد و پیمان توڑے جا رہے ہیں اور تم میں سے بعض گمراہوں کے پیشوا ہوئے جا رہے ہیں اور بعض جاہلوں کے پیروکار۔

۱۴۰۔ آپ کا ارشاد گرامی
(لوگوں کو بُرائی سے روکتے ہوئے)

دیکھو جو لوگ گناہوں سے محفوظ ہیں اور خدا نے ان پر اس سلامتی کا احسان کیا ہے ان کے شایان شان یہی ہے کہ گناہگاروں اور خطاکاروں پر رحم کریں اور اپنی سلامتی کا شکریہ ہی ان پر غالب رہے اور انھیں ان حرکات سے روکتا رہے۔ چہ جائیکہ انسان خود عیب دار ہو اور اپنے بھائی کا عیب بیان کرے اور اس کے عیب کی بنا پر اس کی سرزنش بھی کرے۔ یہ شخص یہ کیوں نہیں یاد کرتا ہے کہ پروردگار نے اس کے جن عیوب کو چھپا کر رکھا ہے وہ اس سے بڑے ہیں جن پر یہ سرزنش کر رہا ہے اور اس عیب پر کس طرح مذمت کر رہا ہے جس کا خود مرتکب ہوتا ہے اور اگر بعینہٖ اس کا مرتکب نہیں ہوتا ہے تو اس کے علاوہ دوسرے گناہ کرتا ہے جو اس سے بھی عظیم تر ہیں اور خدا کی قسم اگر اس سے عظیم تر نہیں بھی ہیں تو کمتر تو ضرور ہی ہیں اور ایسی صورت میں بُرائی کرنے اور سرزنش کرنے کی جرأت بہرحال اس سے بھی عظیم تر ہے۔

---

[1] انسانیت اس عہد زرّیں کے لئے سراپا انتظار ہے جب خدائی نمائندہ دنیا کے تمام حکام کا محاسبہ کرکے عدل و انصاف کا نظام قائم کر دے اور زمین اپنے خزانے اگل دے۔ دنیا میں راحت و اطمینان کا دور دورہ ہو اور دین خدا اقتدار کلی کا مالک ہو جائے۔

عَيْبِ النَّاسِ أَكْبَرُ!

يَا عَبْدَ اللهِ، لَا تَعْجَلْ فِي عَيْبِ أَحَدٍ بِذَنْبِهِ، فَلَعَلَّهُ مَغْفُورٌ لَهُ، وَ لَا تَأْمَنْ عَلَى نَفْسِكَ صَغِيرَ مَعْصِيَةٍ، فَلَعَلَّكَ مُعَذَّبٌ عَلَيْهِ. فَلْيَكْفُفْ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ عَيْبَ غَيْرِهِ لِمَا يَعْلَمُ مِنْ عَيْبِ نَفْسِهِ، وَلْيَكُنِ الشُّكْرُ شَاغِلاً لَهُ عَلَى مُعَافَاتِهِ مِمَّا ابْتُلِيَ بِهِ غَيْرُهُ. ؎۱

۱۴۱
و من كلام له «؏»

في النهي عن سماع الغيبة و في الفرق بين الحق والباطل

أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ عَرَفَ مِنْ أَخِيهِ وَثِيقَةَ دِينٍ وَسَدَادَ طَرِيقٍ، فَلَا يَسْمَعَنَّ فِيهِ أَقَاوِيلَ الرِّجَالِ. أَمَا إِنَّهُ قَدْ يَرْمِي الرَّامِي، وَ تُخْطِئُ السِّهَامُ، وَ يُحِيلُ الْكَلَامُ، وَ بَاطِلُ ذٰلِكَ يَبُورُ، وَاللهُ سَمِيعٌ وَ شَهِيدٌ. أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ إِلَّا أَرْبَعُ أَصَابِعَ.

فسئل، «؏»، عن معنى قوله هذا، فجمع أصابعه و وضعها بين أذنه و عينه ثم قال:

اَلْبَاطِلُ أَنْ تَقُولَ سَمِعْتُ، وَالْحَقُّ أَنْ تَقُولَ رَأَيْتُ!

۱۴۲
و من كلام له «؏»

المعروف في غير أهله

وَ لَيْسَ لِوَاضِعِ الْمَعْرُوفِ فِي غَيْرِ حَقِّهِ، وَ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ، مِنَ الْحَظِّ فِيمَا أَتَى إِلَّا مَحْمَدَةُ اللِّئَامِ، وَ ثَنَاءُ الْأَشْرَارِ، وَ مَقَالَةُ الْجُهَّالِ، مَادَامَ مُنْعِماً عَلَيْهِمْ: مَا أَجْوَدَ يَدَهُ! وَ هُوَ عَنْ ذَاتِ اللهِ بَخِيلٌ!

مواضع المعروف

فَمَنْ آتَاهُ اللهُ مَالاً فَلْيَصِلْ بِهِ الْقَرَابَةَ، وَلْيُحْسِنْ مِنْهُ الضِّيَافَةَ، وَلْيَفُكَّ بِهِ الْأَسِيرَ وَالْعَانِيَ، وَلْيُعْطِ مِنْهُ الْفَقِيرَ وَالْغَارِمَ، وَلْيَصْبِرْ نَفْسَهُ عَلَى الْحُقُوقِ وَالنَّوَائِبِ، ابْتِغَاءَ الثَّوَابِ، فَإِنَّ فَوْزاً بِهٰذِهِ الْخِصَالِ شَرَفُ مَكَارِمِ الدُّنْيَا، وَ دَرْكُ فَضَائِلِ الْآخِرَةِ؛ إِنْ شَاءَ اللهُ.

۱۴۳
و من خطبة له «؏»

في الاستسقاء

و فيه تنبيه العباد إلى وجوب استغاثة رحمة الله إذا حبس عنهم رحمة المطر

أَلَا وَ إِنَّ الْأَرْضَ الَّتِي تُقِلُّكُمْ، وَالسَّمَاءَ الَّتِي تُظِلُّكُمْ، مُطِيعَتَانِ لِرَبِّكُمْ، وَ مَا أَصْبَحَتَا تَجُودَانِ لَكُمْ بِبَرَكَتِهِمَا تَوَجُّعاً لَكُمْ، وَ لَا

يُحِيل ۔ حق سے موڑ دیتا ہے
غارم ۔ قرضدار
صبر نفسہ ۔ اپنے نفس کو روک لیا ہے
تظلکم ۔ تم پر سایہ فگن ہے

؎۱ حقیقت امر یہ ہے کہ دوسروں پر تنقید کرنے کا حق انھیں افراد کو حاصل ہے جو خود ہر عیب اور نقص سے بری ہوں ورنہ انسان کا فرض ہے کہ اپنے عیب کی فکر کرے اور اس کی اصلاح یا مغفرت کا انتظام کرے۔ دوسرے کے عیوب کا معاملہ پروردگار کے ذمہ ہے اور اس نے کسی انسان کو اس کام کا ذمہ دار نہیں بنایا ہے۔ بعض افراد کی خصلت ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان مکھیوں کی ہے جنھیں کثافت سے دلچسپی ہوتی ہے اور پاکیزہ مقامات سے نفرت ہوتی ہے۔

عیب گیری ہی کی طرح غیبت کا سننا بھی ایک کرداری عیب ہے کہ اس سے حرف باطل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور غیبت کرنے والا مزید عیوب کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور یہ قطعاً کوئی کار خیر نہیں ہے۔

مصادر خطبہ ۱۴۱ دستور معالم الحکم ص ۱۳۹، عیون الادب والسیاسۃ ابن ہذیل، خصال صدوق ۱ ص ۱۱۰، العقد الفرید ۲ ص ۲۶۵، نہایۃ مادہ صبع

مصادر خطبہ ۱۴۲ کتاب صفین ص ۳۳۵، تاریخ طبری ۶ ص ۹۰، کامل ۵ ص ۳۹، فتوح اعثم کوفی، الغارات ثقفی، تحف العقول ص ۱۲۶، امالی طوسی ص ۱۹۱، مجالس مفید

مصادر خطبہ ۱۴۳ اعلام النبوۃ ماوردی، مستدرک الوسائل نوری ۱ ص ۴۳۹، نہایہ ۱ ص ۱۳۰

بندۂ خدا ۔ دوسرے کے عیب بیان کرنے میں جلدی نہ کر شائد خدا نے اسے معاف کر دیا ہو اور اپنے نفس کو معمولی گناہ کے بارے میں محفوظ تصور نہ کر ۔ شائد کہ خدا اسی پر عذاب کر دے ۔ ہر شخص کو چاہیے کہ دوسرے کے عیب بیان کرنے سے پرہیز کرے کہ اسے اپنا عیب بھی معلوم ہے اور اگر عیب سے محفوظ ہے تو اس سلامتی کے شکریہ ہی میں مشغول رہے۔ (۱)

۱۴۱ ۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں غیبت کے سننے سے روکا گیا ہے اور حق و باطل کے فرق کو واضح کیا گیا ہے)

لوگو! جو شخص بھی اپنے بھائی کے دین کی پختگی اور طریقۂ کار کی درستگی کا علم رکھتا ہے اسے اس کے بارے میں دوسروں کے اقوال پر کان نہیں دھرنا چاہیے کہ کبھی کبھی انسان تیر اندازی کرتا ہے اور اس کا تیر خطا کر جاتا ہے اور باتیں بناتا ہے اور باطل بہر حال فنا ہو جاتا ہے اور اللہ سب کا سننے والا بھی ہے اور گواہ بھی ہے ۔ یاد رکھو کہ حق و باطل میں صرف چار انگل کا فاصلہ ہوتا ہے ۔

لوگوں نے عرض کی حضور اس کا کیا مطلب ہے ؟ تو آپ نے آنکھ اور کان کے درمیان چار انگلیاں رکھ کر فرمایا کہ باطل وہ ہے جو صرف سنا سنایا ہوتا ہے اور حق وہ ہے جو اپنی آنکھ کا دیکھا ہوا ہوتا ہے ۔

۱۴۲ ۔ آپ کا ارشاد گرامی

(نا اہل کے ساتھ احسان کرنے کے بارے میں)

یاد رکھو غیر مستحق کے ساتھ احسان کرنے والے اور نا اہل کے ساتھ نیکی کرنے والے کے حصہ میں کمینے لوگوں کی تعریف اور بدترین افراد کی مدح و ثنا ہی آتی ہے اور وہ جب تک کرم کرتا رہتا ہے جہال کہتے رہتے ہیں کہ کس قدر کریم اور سخی ہے حالانکہ اللہ کے معاملہ میں یہی شخص بخیل بھی ہوتا ہے ۔

دیکھو اگر خدا کسی شخص کو مال دے تو اس کا فرض ہے کہ قرابتداروں کا خیال رکھے ۔ مہمانوں کی مہمان نوازی کرے ۔ قیدیوں اور خستہ حالوں کو آزاد کرائے ۔ فقیروں اور قرضداروں کی امداد کرے ۔ اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور مصائب پر آمادہ کرے کہ ان میں ثواب کی امید پائی جاتی ہے اور ان تمام خصلتوں کے حاصل کرنے ہی میں دنیا کی شرافتیں اور کرامتیں ہیں اور انہیں سے آخرت کے فضائل بھی حاصل ہوتے ہیں ۔ انشاء اللہ

۱۴۳ ۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(طلب بارش کے سلسلہ میں)

یاد رکھو کہ جو زمین تمہارا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور جو آسمان تمہارے سر پر سایہ فگن ہے دونوں تمہارے رب کے اطاعت گذار ہیں اور یہ جو اپنی برکتیں تمہیں عطا کر رہے ہیں تو ان کا دل تمہارے حال پر نہیں کڑھ رہا ہے ۔

---

(۱) اگر یہ بات صحیح ہے اور یقیناً صحیح ہے کہ مال دینے کا بہتر ہوتا ہے جس کا مآل اور انجام بہتر ہوتا ہے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ اپنے مال کو انہیں امور میں صرف کرے جن کی طرف اس خطبہ میں اشارہ کیا گیا ہے ورنہ بے محل صرف سے جاہلوں اور بدکرداروں کی تعریف کے علاوہ کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے اور اس میں نہ خیر دنیا ہے نہ خیر آخرت ۔ بلکہ یہ دنیا اور آخرت دونوں کی تباہی اور بربادی کا سبب ہے ۔ پروردگار ہر شخص کو اس جہالت اور ریاکاری سے محفوظ رکھے ۔

زُلْفَةً إِلَيْكُمْ، وَ لَا لِخَيْرٍ تَرْجُوَانِهِ مِنْكُمْ، وَ لَكِنْ أُمِرَتَا بِمَنَافِعِكُمْ فَأَطَاعَتَا، وَأُقِيمَتَا عَلَىٰ حُدُودِ مَصَالِحِكُمْ فَقَامَتَا.

إِنَّ اللَّهَ يَبْتَلِي عِبَادَهُ عِنْدَ الْأَعْمَالِ السَّيِّئَةِ بِنَقْصِ الثَّمَرَاتِ، وَ حَبْسِ الْبَرَكَاتِ، وَإِغْلَاقِ خَزَائِنِ الْخَيْرَاتِ، لِيَتُوبَ تَائِبٌ، وَ يُقْلِعَ مُقْلِعٌ، وَ يَتَذَكَّرَ مُتَذَكِّرٌ، وَ يَزْدَجِرَ مُزْدَجِرٌ. وَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ الِاسْتِغْفَارَ سَبَباً لِدُرُورِ الرِّزْقِ وَ رَحْمَةِ الْخَلْقِ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ: اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً. يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَاراً. وَ يُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَ بَنِينَ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَ يَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَاراً. فَرَحِمَ اللَّهُ امْرَأً اسْتَقْبَلَ تَوْبَتَهُ، وَ اسْتَقَالَ خَطِيئَتَهُ، وَ بَادَرَ مَنِيَّتَهُ!

اللَّهُمَّ إِنَّا خَرَجْنَا إِلَيْكَ مِنْ تَحْتِ الْأَسْتَارِ وَالْأَكْنَانِ، وَ بَعْدَ عَجِيجِ الْبَهَائِمِ وَالْوِلْدَانِ، رَاغِبِينَ فِي رَحْمَتِكَ، وَرَاجِينَ فَضْلَ نِعْمَتِكَ، وَ خَائِفِينَ مِنْ عَذَابِكَ وَ نِقْمَتِكَ. اللَّهُمَّ فَاسْقِنَا غَيْثَكَ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، وَ لَا تُهْلِكْنَا بِالسِّنِينَ، «وَ لَا تُؤَاخِذْنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَاءُ مِنَّا» يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ. اللَّهُمَّ إِنَّا خَرَجْنَا إِلَيْكَ نَشْكُو إِلَيْكَ مَا لَا يَخْفَىٰ عَلَيْكَ، حِينَ أَلْجَأَتْنَا الْمَضَايِقُ الْوَعْرَةُ، وَ أَجَاءَتْنَا الْمَقَاحِطُ الْمُجْدِبَةُ، وَأَعْيَتْنَا الْمَطَالِبُ الْمُتَعَسِّرَةُ، وَ تَلَاحَمَتْ عَلَيْنَا الْفِتَنُ الْمُسْتَصْعِبَةُ. اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ أَلَّا تَرُدَّنَا خَائِبِينَ، وَ لَا تَقْلِبَنَا وَاجِمِينَ، وَ لَا تُخَاطِبَنَا بِذُنُوبِنَا، وَ لَا تُقَايِسَنَا بِأَعْمَالِنَا. اللَّهُمَّ انْشُرْ عَلَيْنَا غَيْثَكَ وَ بَرَكَتَكَ، وَ رِزْقَكَ وَ رَحْمَتَكَ، وَاسْقِنَا سُقْيَا نَاقِعَةً مُرْوِيَةً (مربه) مُعْشِبَةً، تُنْبِتُ بِهَا مَا قَدْ فَاتَ، وَ تُحْيِي بِهَا مَا قَدْ مَاتَ، نَافِعَةَ الْحَيَا، كَثِيرَةَ الْمُجْتَنَىٰ، وَ تُرْوِي بِهَا الْقِيعَانَ، وَ تُسِيلُ الْبُطْنَانَ، وَ تَسْتَوْرِقُ الْأَشْجَارَ، وَ تُرْخِصُ الْأَسْعَارَ، «إِنَّكَ عَلَىٰ مَا تَشَاءُ قَدِيرٌ».

۱۴۴

و من خطبة له «عليه السلام»

مبعث الرسل «عليهم السلام»

بَعَثَ اللَّهُ رُسُلَهُ بِمَا خَصَّهُمْ بِهِ مِنْ وَحْيِهِ، وَجَعَلَهُمْ حُجَّةً لَهُ عَلَىٰ خَلْقِهِ، لِئَلَّا تَجِبَ الْحُجَّةُ لَهُمْ بِتَرْكِ الْإِعْذَارِ إِلَيْهِمْ، فَدَعَاهُمْ بِلِسَانِ الصِّدْقِ إِلَىٰ سَبِيلِ الْحَقِّ. أَلَا إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ قَدْ كَشَفَ الْخَلْقَ كَشْفَةً، لَا أَنَّهُ جَهِلَ مَا أَخْفَوْهُ مِنْ مَصُونِ أَسْرَارِهِمْ وَ مَكْنُونِ ضَمَائِرِهِمْ، وَ لَكِنْ

زلفہ ۔ قربت
سنون ۔ جمع سنہ ۔ قحط
وعرہ ۔ دشوار گذار
اجائتہ الیہ ۔ مجبور کر دیا
مقاحط ۔ جمع مقحط ۔ قحط کا زمانہ
تلاحمت ۔ ایک دوسرے سے جڑ گئے
واجم جس کی رنج و غم سے زبان بند ہو جائے
حیا ۔ بارش اور شادابی
قیعان ۔ جمع قاع ۔ ہموار زمین
بُطنان ۔ جمع بطن ۔ پست زمین
تستورق ۔ پتے نکل آئیں
کشف الخلق ۔ ہر حال میں ان کے حالات سے باخبر ہے

(۱) واضح رہے کہ ابتلاء اور آزمائش عذاب الٰہی کے علاوہ ایک شے ہے جس کا مقصد یا انسان کو غفلت سے ہوش میں لانا ہوتا ہے یا اس کے مدارج کو بلند کرنا ہوتا ہے کہ سونا جس قدر تپایا جاتا ہے اسی قدر اس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ استغفار کا اثر صرف آخرت میں نہیں ہوتا ہے بلکہ دنیا میں بھی اس کے بے شمار اثرات ہوتے ہیں اور شاید انھیں اثرات کے پیش نظر خاصان خدا مسلسل استغفار کیا کرتے تھے ۔ ورنہ ان کی زندگی میں خطاؤں کا گذر نہیں تھا کہ وہ عذاب آخرت کے بارے میں خوفزدہ ہو جائیں ۔

دنیا ابتلاء کی منزل ہے اور آخرت عذاب کا مورد ۔

مصادر خطبہ ۱۴۳ غرر الحکم آمدی

اور نہ یہ تم سے تقرب چاہتے ہیں اور نہ کسی خیر کے امیدوار ہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ انھیں تمھارے فائدوں کے بارے میں حکم دے دیا گیا ہے تو یہ اطاعت پروردگار کر رہے ہیں اور انھیں تمھارے مصالح کے حدود پر کھڑا کر دیا گیا ہے تو کھڑے ہوئے ہیں۔

یاد رکھو کہ اللہ بداعمالیوں کے موقع پر اپنے بندوں کو ان مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے کہ پھل کم ہو جاتے ہیں۔ برکتیں رک جاتی ہیں۔ خیرات کے خزانوں کے منھ بند ہو جاتے ہیں تاکہ توبہ کرنے والا توبہ کرلے اور باز آجانے والا باز آجائے۔ نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرلے اور گناہوں سے رکنے والا رک جائے (۱)۔ پروردگار نے استغفار کو رزق کے نزول اور مخلوقات پر رحمت کے ورود کا ذریعہ قرار دے دیا ہے۔ اس کا ارشاد گرامی ہے کہ "اپنے رب سے استغفار کرو کہ وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ استغفار کے نتیجہ میں تم پر موسلا دھار پانی برسائے گا۔ تمھاری اموال اور اولاد کے ذریعہ مدد کرے گا۔ تمھارے لئے باغات اور نہریں قرار دے گا"۔ اللہ اس بندہ پر رحم کرے جو توبہ کی طرف متوجہ ہو جائے خطاؤں سے معافی مانگے اور موت سے پہلے نیک اعمال کرلے۔

خدایا ہم پردوں کے پیچھے اور مکانات کے گوشوں سے تیری طرف نکل پڑے ہیں۔ ہمارے بچے اور جانور سب فریادی ہیں۔ ہم تیری رحمت کی خواہش رکھتے ہیں۔ تیری نعمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب اور غضب سے خوفزدہ ہیں۔ خدایا ہمیں باران رحمت سے سیراب کر دے اور ہمیں مایوس بندوں میں قرار نہ دینا اور نہ قحط سے ہلاک کر دینا اور نہ ہم سے ان اعمال کا محاسبہ کرنا جو ہمارے جاہلوں نے انجام دئے ہیں۔ اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔!

خدایا۔ ہم تیری طرف اُن حالات کی فریاد لے کر آئے ہیں جو تجھ سے مخفی نہیں ہیں اور اس وقت نکلے ہیں جب ہمیں سخت تنگیوں نے مجبور کر دیا ہے اور قحط سالیوں نے بے بس بنا دیا ہے اور شدید حاجت مندیوں نے لاچار کر دیا ہے اور دشوار ترین فتنوں نے تابڑ توڑ حملے کر رکھے ہیں۔ خدایا ہماری التماس یہ ہے کہ ہمیں محروم واپس نہ کرنا اور ہمیں نامراد نہ پلٹانا۔ ہم سے ہمارے گناہوں کی بات نہ کرنا اور ہمارے اعمال کا محاسبہ نہ کرنا بلکہ ہم پر اپنی بارش رحمت، اپنی برکت، اپنے رزق اور کرم کا دامن پھیلا دے اور ہمیں ایسی سیرابی عطا فرما جو تشنگی کو مٹانے والی۔ سیر و سیراب کرنے والی اور سبزہ اُگانے والی ہو۔ تاکہ جو کھیتیاں گئی گذری ہو گئی ہیں دوبارہ اُگ آئیں اور جو زمینیں مُردہ ہو گئی ہیں وہ زندہ ہو جائیں۔ یہ سیرابی فائدہ مند اور بے پناہ پھلوں والی ہو جس سے ہموار زمینیں سیراب ہو جائیں اور وادیاں بہہ نکلیں۔ درختوں میں پتے نکل آئیں اور بازار کی قیمتیں نیچے آجائیں کہ تو ہر شے پر قادر ہے۔

۱۴۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں بعثت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا ہے)

پروردگار نے مرسلین کرام کو مخصوص وحی سے نواز کر بھیجا ہے اور انھیں اپنے بندوں پر اپنی حجت بنا دیا ہے تاکہ بندوں کی یہ حجت تمام نہ ہونے پائے کہ ان کے عذر کا خاتمہ نہیں کیا گیا ہے۔ پروردگار نے ان لوگوں کو اسی لسان صدق کے ذریعہ راہ حق کی طرف دعوت دی ہے۔ اسے مخلوقات کا حال مکمل طور سے معلوم ہے وہ نہ ان کے چھپے ہوئے اسرار سے بے خبر ہے اور نہ ان پوشیدہ باتوں سے ناواقف ہے جو ان کے دلوں کے اندر مخفی ہیں۔

لِيَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً، فَيَكُونَ الثَّوَابُ جَزَاءً، وَالْعِقَابُ بَوَاءً.

ائمة الدين (عليهم السلام)

أَيْنَ الَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّهُمُ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ ① دُونَنَا، كَذِباً وَبَغْياً عَلَيْنَا، أَنْ رَفَعَنَا اللهُ وَوَضَعَهُمْ، وَأَعْطَانَا وَحَرَمَهُمْ، وَأَدْخَلَنَا وَأَخْرَجَهُمْ. بِنَا يُسْتَعْطَى الْهُدَى، وَيُسْتَجْلَى الْعَمَى. إِنَّ الْأَئِمَّةَ مِنْ قُرَيْشٍ غُرِسُوا فِي هَذَا الْبَطْنِ مِنْ هَاشِمٍ، لَا تَصْلُحُ عَلَى سِوَاهُمْ، وَلَا تَصْلُحُ الْوُلَاةُ مِنْ غَيْرِهِمْ. ②

اهل الضلال

منها: آثَرُوا عَاجِلاً، وَأَخَّرُوا آجِلاً، وَتَرَكُوا صَافِياً، وَشَرِبُوا آجِناً. كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى فَاسِقِهِمْ وَقَدْ صَحِبَ الْمُنْكَرَ فَأَلِفَهُ، وَبَسِئَ بِهِ وَوَافَقَهُ، حَتَّى شَابَتْ عَلَيْهِ مَفَارِقُهُ، وَصُبِغَتْ بِهِ خَلَائِقُهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ مُزْبِداً كَالتَّيَّارِ لَا يُبَالِي مَا غَرَّقَ، أَوْ كَوَقْعِ النَّارِ فِي الْهَشِيمِ لَا يَحْفِلُ مَا حَرَّقَ!

أَيْنَ الْعُقُولُ الْمُسْتَصْبِحَةُ بِمَصَابِيحِ الْهُدَى، وَالْأَبْصَارُ اللَّامِحَةُ إِلَى مَنَارِ التَّقْوَى! أَيْنَ الْقُلُوبُ الَّتِي وُهِبَتْ لِلَّهِ، وَعُوقِدَتْ عَلَى طَاعَةِ اللهِ! ازْدَحَمُوا عَلَى الْحُطَامِ، وَتَشَاحُّوا عَلَى الْحَرَامِ، وَرُفِعَ لَهُمْ عَلَمُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَصَرَفُوا عَنِ الْجَنَّةِ وُجُوهَهُمْ، وَأَقْبَلُوا إِلَى النَّارِ بِأَعْمَالِهِمْ، وَدَعَاهُمْ رَبُّهُمْ فَنَفَرُوا وَوَلَّوْا، وَدَعَاهُمُ الشَّيْطَانُ فَاسْتَجَابُوا وَأَقْبَلُوا!

۱۴۵
و من خطبة له (عليه السلام)
فناء الدنيا

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا أَنْتُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا غَرَضٌ تَنْتَضِلُ فِيهِ الْمَنَايَا، مَعَ كُلِّ جَرْعَةٍ شَرَقٌ، وَفِي كُلِّ أَكْلَةٍ غَصَصٌ! لَا تَنَالُونَ مِنْهَا نِعْمَةً إِلَّا بِفِرَاقِ أُخْرَى، وَلَا يُعَمَّرُ مُعَمَّرٌ مِنْكُمْ يَوْماً مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا بِهَدْمِ آخَرَ مِنْ أَجَلِهِ، وَلَا تُجَدَّدُ لَهُ زِيَادَةٌ فِي أَكْلِهِ إِلَّا بِنَفَادِ مَا قَبْلَهَا مِنْ رِزْقِهِ؛ وَلَا يَحْيَا لَهُ أَثَرٌ إِلَّا مَاتَ لَهُ أَثَرٌ؛ وَلَا يَتَجَدَّدُ لَهُ جَدِيدٌ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَخْلَقَ لَهُ جَدِيدٌ؛ وَلَا تَقُومُ لَهُ نَابِتَةٌ إِلَّا وَتَسْقُطُ مِنْهُ مَحْصُودَةٌ. وَقَدْ مَضَتْ أُصُولٌ نَحْنُ فُرُوعُهَا، فَمَا بَقَاءُ فَرْعٍ بَعْدَ ذَهَابِ أَصْلِهَا!

بوار ۔ ہلاکت
عقاب ۔ بدلہ
آجن ۔ گندہ
بسئی بہ ۔ مانوس ہوگیا
خلائق ۔ پختہ عادات
لایحفل ۔ کوئی پرواہ نہیں کرتا ہے
حطام ۔ مال دنیا
تنتضل فیہ ۔ تیراندازی کرتی رہتی ہیں
یخلق ۔ بوسیدہ ہوجاتا ہے

① مولائے کائنات کا باب مدینۂ علم ہونا صحیح ترمذی اور مسند احمد دونوں میں مذکور ہے اور آپ کا دعوائے سلونی زبان زد خلائق ہے۔ اس لئے کس کی مجال ہے جو آپ کے مقابلہ میں راسخ فی العلم ہونے کا تصور کرسکے

② اس حقیقت کا تذکرہ بخاری اور مسلم دونوں میں موجود ہے کہ پروردگار نے بنی ہاشم کو افضل خلائق قرار دیا ہے اور سرکار دوعالم کو افضل بنی ہاشم قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ایسے منصب کی نیابت اور خلافت کا سوال پیدا ہوگا تو اس کے لئے بھی ایسے ہی عظیم حسب و نسب کی ضرورت ہوگی تاکہ جوہر خلافت کو مرکز خلافت ہی پر رکھا جاسکے۔!

مصادر خطبہ ۱۴۵ تحف العقول، ارشاد مفید ص ۱۳۹، امالی طوسیؒ ۱ ص ۲۲۰، امالی ابوعلی القالی ۲ ص ۵۳، البیان والتبیین جاحظ ص

وہ اپنے احکام کے ذریعہ ان کا امتحان لینا چاہتا ہے کہ حسن عمل کے اعتبار سے کون سب سے بہتر ہے تاکہ جزا میں ثواب عطا کرے اور پاداش میں مبتلائے عذاب کر دے۔

(اہلبیت علیہم السلام) کہاں ہیں وہ لوگ جن کا خیال یہ ہے کہ ہمارے بجائے وہی راسخون فی العلم ہیں اور یہ خیال صرف جھوٹ اور ہمارے خلاف بغاوت سے پیدا ہوا ہے کہ خدا نے ہمیں بلند بنا دیا ہے اور انھیں پست رکھا ہے۔ ہمیں کمالات عنایت فرما دئے ہیں اور انھیں محروم رکھا ہے۔ ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر لیا ہے اور انھیں باہر رکھا ہے۔ ہمارے ہی ذریعہ سے ہدایت طلب کی جاتی ہے اور اندھیروں میں روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ یاد رکھو قریش کے سارے امام جناب ہاشم کی اسی کشت زار میں قرار دئے گئے ہیں اور یہ امامت نہ ان کے علاوہ کسی کو زیب دیتی ہے اور نہ ان سے باہر کوئی اس کا اہل ہو سکتا ہے۔

(گمراہ لوگ) ان لوگوں نے حاضر دنیا کو اختیار کر لیا ہے اور دیر میں آنے والی آخرت کو پیچھے ہٹا دیا ہے۔ صاف پانی کو نظر انداز کر دیا ہے اور گندہ پانی کو پی لیا ہے۔ گویا کہ میں ان کے فاسق کو دیکھ رہا ہوں جو منکرات سے مانوس ہے اور برائیوں سے ہم رنگ و ہم آہنگ ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ اسی ماحول میں اس کے سر کے بال سفید ہو گئے ہیں اور اسی رنگ میں اس کے اخلاقیات رنگ گئے ہیں۔ اس کے بعد ایک سیلاب کی طرح اٹھا ہے جسے اس کی فکر نہیں ہے کہ کس کو ڈبو دیا ہے اور بھوسہ کی ایک آگ ہے جسے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کیا کیا جلا دیا ہے۔

کہاں ہیں وہ عقلیں جو ہدایت کے چراغوں سے روشنی حاصل کرنے والی ہیں اور کہاں ہیں وہ نگاہیں جو منارۂ تقویٰ کی طرف نظر کرنے والی ہیں۔ کہاں ہیں وہ دل جو اللہ کے لئے دئے گئے ہیں اور اطاعت خدا پر جم گئے ہیں۔ لوگ تو مال دنیا پر ٹوٹ پڑے ہیں اور حرام پر باقاعدہ جھگڑا کر رہے ہیں اور جب جنت و جہنم کا پرچم بلند کیا گیا تو جنت کی طرف سے منھ کو موڑ لیا اور اپنے اعمال کے ساتھ جہنم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ ان کے پروردگار نے انھیں بلایا تو منھ پھیر کر بھاگ نکلے اور شیطان نے دعوت دی تو لبیک کہتے ہوئے آگئے۔

۱۴۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(دنیا کی فنا کے بارے میں)

لوگو! تم اس دنیا میں زندگی گذار رہے ہو جہاں موت کے تیروں کے مستقل ہدف ہو۔ یہاں ہر گھونٹ کے ساتھ اچھو ہے اور ہر لقمہ کے ساتھ گلے کا پھندہ۔ یہاں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی ہے جب تک دوسری ہاتھ سے نکل نہ جائے اور یہاں کی زندگی میں ایک دن کا بھی اضافہ نہیں ہوتا ہے جب تک ایک دن کم نہ ہو جائے۔ یہاں کے کھانے میں زیادتی بھی پہلے رزق کے خاتمہ کے بعد ہاتھ آتی ہے اور کوئی اثر بھی پہلے نشان کے مٹ جانے کے بعد ہی زندہ ہوتا ہے۔ ہر جدید کے لئے ایک جدید کو قدیم بننا پڑتا ہے اور ہر گھاس کے اُگنے کے لئے ایک کھیت کو کٹنا پڑتا ہے۔ پرانے بزرگ جو ہماری اصل تھے گذر گئے اب ہم ان کی شاخیں ہیں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ اصل کے چلے جانے کے بعد فرع کی بقا ہی کیا ہوتی ہے۔

ذم البدعة

منها: وَ مَا أُحْدِثَتْ بِدْعَةٌ إِلَّا تُرِكَ بِهَا سُنَّةٌ. فَاتَّقُوا الْبِدَعَ، وَ الْزَمُوا الْمَهْيَعَ إِنَّ عَوَازِمَ الْأُمُورِ أَفْضَلُهَا، وَ إِنَّ مُحْدِثَاتِهَا شِرَارُهَا.

۱۴۶

و من كلام له (عليه السلام)

و قد استشاره عمر بن الخطاب في الشخوص لقتال الفرس بنفسه

إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَ لَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَ لَا بِقِلَّةٍ، وَ هُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي أَظْهَرَهُ، وَجُنْدُهُ الَّذِي أَعَدَّهُ وَأَمَدَّهُ، حَتَّى بَلَغَ مَا بَلَغَ، وَ طَلَعَ حَيْثُ طَلَعَ؛ وَ نَحْنُ عَلَى مَوْعُودٍ مِنَ اللَّهِ، وَاللَّهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ، وَ نَاصِرٌ جُنْدَهُ. وَ مَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَ يَضُمُّهُ: فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَ ذَهَبَ، ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَداً. وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ، وَإِنْ كَانُوا قَلِيلاً، فَهُمْ كَثِيرُونَ بِالْإِسْلَامِ عَزِيزُونَ بِالِاجْتِمَاعِ! فَكُنْ قُطْباً، وَاسْتَدِرِ الرَّحَى بِالْعَرَبِ، وَ أَصْلِهِمْ دُونَكَ نَارَ الْحَرْبِ، فَإِنَّكَ إِنْ شَخَصْتَ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ أَطْرَافِهَا وَ أَقْطَارِهَا، حَتَّى يَكُونَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ أَهَمَّ إِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ.

إِنَّ الْأَعَاجِمَ إِنْ يَنْظُرُوا إِلَيْكَ غَداً يَقُولُوا: هَذَا أَصْلُ الْعَرَبِ، فَإِذَا اقْتَطَعْتُمُوهُ اسْتَرَحْتُمْ، فَيَكُونُ ذَلِكَ أَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ، وَطَمَعِهِمْ فِيكَ. فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ مَسِيرِ الْقَوْمِ إِلَى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ هُوَ أَكْرَهُ لِمَسِيرِهِمْ مِنْكَ، وَ هُوَ أَقْدَرُ عَلَى تَغْيِيرِ مَا يَكْرَهُ. وَ أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ، فَإِنَّا لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيمَا مَضَى بِالْكَثْرَةِ، وَ إِنَّمَا كُنَّا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُونَةِ!

۱۴۷

و من خطبة له (عليه السلام)

الغاية من البعثة

فَبَعَثَ اللَّهُ مُحَمَّداً، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهُ مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ إِلَى عِبَادَتِهِ، وَ مِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ إِلَى طَاعَتِهِ، بِقُرْآنٍ قَدْ بَيَّنَهُ وَأَحْكَمَهُ، لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ رَبَّهُمْ إِذْ جَهِلُوهُ، وَ لِيُقِرُّوا بِهِ بَعْدَ إِذْ جَحَدُوهُ، وَلِيُثْبِتُوهُ بَعْدَ إِذْ أَنْكَرُوهُ. فَتَجَلَّى لَهُمْ سُبْحَانَهُ فِي كِتَابِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونُوا رَأَوْهُ بِمَا أَرَاهُمْ مِنْ قُدْرَتِهِ، وَ خَوَّفَهُمْ مِنْ سَطْوَتِهِ، وَ كَيْفَ مَحَقَ مَنْ مَحَقَ بِالْمَثُلَاتِ، وَ احْتَصَدَ مَنِ احْتَصَدَ بِالنَّقِمَاتِ!

...ہیع - واضح راستہ
...وازم الامور - قدیم
...القیم بالامر - جو مسائل کا ذمہ دار ہے
...نظام - دھاگا
...حذافیر - جمع حذفار - بلندی ٹے
...شخصت - نکل گئے
...تجلی - جلوہ گری فرمائی
...مثلات - عقوبات

① امیر المومنینؑ نے اس نکتہ کی طرف ...ار بار اشارہ کیا ہے کہ میدان جنگ ...یں استقامت آپ کے بس کا کام ...نہیں ہے اور نہ کبھی آپ کی سیرت ...رہی ہے اور اس وقت آپ کی حیثیت ...ظام اسلام کے مرکز کی ہے لہٰذا مناسب ...ہے کہ آپ فوجوں کو میدان میں بھیج ...یں اور خود حسب دستور قدیم محفوظ مقام ...ر رہیں تاکہ شوکت اسلام محفوظ رہے ...ور عزت اسلام خطرہ میں نہ پڑنے پائے

② اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ...انسان کو بت پرستی سے نکال کر خدا پرستی ...تک پہنچانے والا اور اطاعت شیطان ...سے بچا کر عبادت رحمان کے راستہ پر ...لگانے والا قرآن سے بہتر کوئی نظام ...نہیں ہے جس نے تعلیمات کے ساتھ ...بشارت اور انذار کے تمام اسباب ...جمع کر دئے ہیں اور ان کے ذریعہ عالم بشریت ...کو صراط مستقیم پر لگا دیا ہے

...مصادر خطبہ ۱۴۶ الاخبار الطوال دینوری ص ۱۳۳، الفتوح اعثم کوفی ۲ ص ۳۸، تاریخ طبری ۳ ص ۲۳۸، ارشاد مفید
...مصادر خطبہ ۱۴۷ روضۂ کافی ص ۳۸۶، تحف العقول حرانی ص ۱۶۳

(مذمت بدعت) کوئی بدعت اس وقت تک ایجاد نہیں ہوتی ہے جب تک کوئی سنت مر نہ جائے۔ لہٰذا بدعتوں سے پرہیز کرو اور سیدھے راستہ پر قائم رہو کہ مستحکم ترین معاملات ہی بہتر ہوتے ہیں اور دین میں جدید ایجادات ہی بدترین شے ہوتی ہیں۔

۱۴۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب عمر بن الخطاب نے فارس کی جنگ میں جانے کے بارے میں مشورہ طلب کیا)

یاد رکھو کہ اسلام کی کامیابی اور ناکامیابی کا دارومدار قلت و کثرت پر نہیں ہے بلکہ یہ دین، دینِ خدا ہے جسے اسی نے غالب بنایا ہے اور یہ اسی کا لشکر ہے جسے اسی نے تیار کیا ہے اور اسی نے اس کی امداد کی ہے یہاں تک کہ اس منزل تک پہونچ گیا ہے اور اس قدر پھیلاؤ حاصل کر لیا ہے۔ ہم پروردگار کی طرف سے ایک وعدہ پر ہیں اور وہ اپنے وعدہ کو بہرحال پورا کرنے والا ہے اور اپنے لشکر کی بہرحال مدد کرے گا۔

ملک میں نگراں کی منزل مہروں کے اجتماع میں دھاگے کی ہوتی ہے کہ وہی سب کو جمع کئے رہتا ہے اور وہ اگر ٹوٹ جائے تو سارا سلسلہ بکھر جاتا ہے اور پھر کبھی جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ آج عرب اگرچہ قلیل ہیں لیکن اسلام کی بنا پر کثیر ہیں اور اپنے اتحاد و اتفاق کی بنا پر غالب آنے والے ہیں۔ لہٰذا آپ مرکز میں رہیں اور اس چکی کو انھیں کے ذریعہ گردش دیں اور جنگ کی آگ کا مقابلہ انھیں کو کرنے دیں آپ زحمت نہ کریں کہ اگر آپ نے اس سرزمین کو چھوڑ دیا تو عرب چاروں طرف سے ٹوٹ پڑیں گے اور سب اس طرح شریک جنگ ہو جائیں گے کہ جن محفوظ مقامات کو آپ چھوڑ کر گئے ہیں ان کا مسئلہ جنگ سے زیادہ اہم ہو جائے گا۔

ان عجموں نے اگر آپ کو میدان جنگ میں دیکھ لیا تو کہیں گے کہ عربیت کی جان یہی ہے اس جڑ کو کاٹ دیا تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راحت مل جائے گی اور اس طرح ان کے حملے شدید تر ہو جائیں گے اور وہ آپ میں زیادہ ہی طمع کریں گے۔

اور یہ جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ لوگ مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے آرہے ہیں تو یہ بات خدا کو آپ سے زیادہ ناگوار ہے اور وہ جس چیز کو ناگوار سمجھتا ہے اس کے بدل دینے پر قادر بھی ہے۔

اور یہ جو آپ نے دشمن کے عدد کا ذکر کیا ہے تو یاد رکھئے کہ ہم لوگ ماضی میں بھی کثرت کی بنا پر جنگ نہیں کرتے تھے بلکہ پروردگار کی نصرت اور اعانت کی بنیاد پر جنگ کرتے تھے۔

۱۴۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

پروردگار عالم نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا تاکہ آپ لوگوں کو بت پرستی سے نکال کر عبادت الٰہی کی منزل کی طرف لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر رحمان کی اطاعت کرائیں۔ اس قرآن کے ذریعہ جسے اس نے واضح اور محکم قرار دیا ہے تاکہ بندے خدا کو نہیں پہچانتے ہیں تو پہچان لیں اور اس کے منکر ہیں تو اقرار کر لیں اور ہٹ دھرمی کے بعد اسے مان لیں۔ پروردگار اپنی قدرت کاملہ کی نشانیوں کے ذریعہ بغیر دیکھے جلوہ نما ہے اور اپنی سطوت کے ذریعہ انھیں خوفزدہ بنائے ہوئے ہے کہ کس طرح اس نے عقوبتوں کے ذریعہ اس کے مستحقین کو تباہ و برباد کر دیا ہے اور عذاب کے ذریعہ انھیں تہس نہس کر دیا ہے۔

الزمان المقبل

وَ إِنَّهُ سَيَأْتِي عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي زَمَانٌ لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ أَخْفَى مِنَ الْحَقِّ، وَ لَا أَظْهَرَ مِنَ الْبَاطِلِ، وَ لَا أَكْثَرَ مِنَ الْكَذِبِ عَلَى اللهِ وَ رَسُولِهِ، وَ لَيْسَ عِنْدَ أَهْلِ ذٰلِكَ الزَّمَانِ سِلْعَةٌ أَبْوَرَ مِنَ الْكِتَابِ إِذَا تُلِيَ حَقَّ تِلَاوَتِهِ. وَ لَا أَنْفَقَ مِنْهُ إِذَا حُرِّفَ عَنْ مَوَاضِعِهِ، وَ لَا فِي الْبِلَادِ شَيْءٌ أَنْكَرَ مِنَ الْمَعْرُوفِ، وَ لَا أَعْرَفَ مِنَ الْمُنْكَرِ! فَقَدْ نَبَذَ الْكِتَابَ حَمَلَتُهُ، وَ تَنَاسَاهُ حَفَظَتُهُ: فَالْكِتَابُ يَوْمَئِذٍ وَ أَهْلُهُ طَرِيدَانِ مَنْفِيَّانِ، وَ صَاحِبَانِ مُصْطَحِبَانِ فِي طَرِيقٍ وَاحِدٍ لَا يُؤْوِيهِمَا مُؤْوٍ. فَالْكِتَابُ وَ أَهْلُهُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ فِي النَّاسِ وَلَيْسَا فِيهِمْ، وَ مَعَهُمْ وَلَيْسَا مَعَهُمْ! لِأَنَّ الضَّلَالَةَ لَا تُوَافِقُ الْهُدَى، وَ إِنِ اجْتَمَعَا فَاجْتَمَعَ الْقَوْمُ عَلَى الْفُرْقَةِ، وَ افْتَرَقُوا عَلَى الْجَمَاعَةِ، كَأَنَّهُمْ أَئِمَّةُ الْكِتَابِ وَ لَيْسَ الْكِتَابُ إِمَامَهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ عِنْدَهُمْ مِنْهُ إِلَّا اسْمُهُ، وَ لَا يَعْرِفُونَ إِلَّا خَطَّهُ وَ زَبْرَهُ، وَ مِنْ قَبْلُ مَا مَثَّلُوا بِالصَّالِحِينَ كُلَّ مُثْلَةٍ، وَ سَمَّوْا صِدْقَهُمْ عَلَى اللهِ فِرْيَةً، وَ جَعَلُوا فِي الْحَسَنَةِ عُقُوبَةَ السَّيِّئَةِ.

وَ إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِطُولِ آمَالِهِمْ وَ تَغَيُّبِ آجَالِهِمْ، حَتَّى نَزَلَ بِهِمُ الْمَوْعُودُ الَّذِي تُرَدُّ عَنْهُ الْمَعْذِرَةُ، وَ تُرْفَعُ عَنْهُ التَّوْبَةُ، وَ تَحُلُّ مَعَهُ الْقَارِعَةُ وَالنِّقْمَةُ.

عظة الناس

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ مَنِ اسْتَنْصَحَ اللهَ وُفِّقَ، وَ مَنِ اتَّخَذَ قَوْلَهُ دَلِيلاً هُدِيَ لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ؛ فَإِنَّ جَارَ اللهِ آمِنٌ، وَ عَدُوَّهُ خَائِفٌ؛ وَ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِمَنْ عَرَفَ عَظَمَةَ اللهِ أَنْ يَتَعَظَّمَ فَإِنَّ رِفْعَةَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا عَظَمَتُهُ أَنْ يَتَوَاضَعُوا لَهُ، وَ سَلَامَةَ الَّذِينَ يَعْلَمُونَ مَا قُدْرَتُهُ أَنْ يَسْتَسْلِمُوا لَهُ. فَلَا تَنْفِرُوا مِنَ الْحَقِّ نِفَارَ الصَّحِيحِ مِنَ الْأَجْرَبِ، وَالْبَارِي مِنْ ذِي السَّقَمِ. وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ لَنْ تَعْرِفُوا الرُّشْدَ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي تَرَكَهُ، وَلَنْ تَأْخُذُوا بِمِيثَاقِ الْكِتَابِ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي نَقَضَهُ، وَلَنْ تَمَسَّكُوا بِهِ حَتَّى تَعْرِفُوا الَّذِي نَبَذَهُ. فَالْتَمِسُوا ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِ أَهْلِهِ، فَإِنَّهُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ، وَ مَوْتُ الْجَهْلِ. هُمُ الَّذِينَ يُخْبِرُكُمْ حُكْمُهُمْ عَنْ عِلْمِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنْ مَنْطِقِهِمْ، وَ ظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ؛ لَا يُخَالِفُونَ الدِّينَ وَ لَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ؛ فَهُوَ بَيْنَهُمْ شَاهِدٌ صَادِقٌ وَصَامِتٌ نَاطِقٌ.

انفق - زیادہ رائج

زبر - کتابت

مثلوا - سزا دی

فریہ - جھوٹ

موعود - موت جس کا وعدہ دیا گیا ہے

قارعہ - عظیم مصیبت

باری - مرض سے صحت پانے والا

سقم - مرض

(۱) جیرت کی بات کہ مسلمانوں کے سامنے اتنے کا سلسلہ آتا ہے تو یہ کہہ کر جان بچا لیتے ہیں کہ امام سے مراد قرآن مجید ہے اور قرآن مجید کے ہوتے ہوئے ہمیں کسی امام کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جب قرآن مجید پر عمل کرنے کی بات آتی ہے تو قرآن ماموم بن جاتا ہے اور خود قرآن کا امام بننے کی صلاحیت کا اعلان کرنے لگتا ہے۔

میراث کی متعدد آیات کے ہوتے ہوئے دختر پیغمبر کو میراث سے محروم کر دینا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ جیسی آیت کے ہوتے ہوئے خلافت سازی کا کاروبار کرنا۔ آیت تطہیر کے ہوتے ہوئے اہلبیت کی گواہی کا رد کر دینا۔ حسبنا کتاب اللہ کا اعلان کرنے کے بعد سقیفہ میں قرآن مجید کا نام نہ لینا۔ خلافت کے کسی مرحلہ پر قرآن کو حکم نہ بنانا۔ تحکیم کے موقع پر بھی قرآن کا نظر انداز کر دینا۔ نیزوں پر بلند کرنے کے بعد بھی اس کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرنا قرآن کو ماموم بنانے کی متعدد مثالیں ہیں جن کے بعد اس دعویٰ کی کوئی حقیقت نہیں رہ جاتی ہے کہ "القرآن امامی"

حقیقت امر یہ ہے کہ مسلمانوں کا امام ان کا مفاد اور ان کی خواہش ہے۔ اس کے علاوہ کوئی امام نہیں ہے جس طرح کہ کفار "والی" لا مولیٰ لھم ہے ---!

یاد رکھو، میرے بعد تمھارے سامنے وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں کوئی شے حق سے زیادہ پوشیدہ اور باطل سے زیادہ نمایاں نہ ہوگی۔ سب سے زیادہ رواج خدا و رسولؐ پر افترا کا ہوگا اور اس زمانہ والوں کے نزدیک کتاب خدا سے زیادہ بے قیمت کوئی متاع نہ ہوگی اگر اس کی واقعی تلاوت کی جائے اور اس سے زیادہ کوئی فائدہ مند بضاعت نہ ہوگی اگر اس کے مفاہیم کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا جائے۔ شہروں میں "منکر" سے زیادہ معروف اور "معروف" سے زیادہ منکر کچھ نہ ہوگا۔ حاملان کتاب کتاب کو چھوڑ دیں گے اور حافظان قرآن قرآن کو بھلا دیں گے۔ کتاب اور اس کے واقعی اہل شہر بدر کر دئے جائیں گے اور دونوں ایک ہی راستہ پر اس طرح چلیں گے کہ کوئی پناہ دینے والا نہ ہوگا۔ کتاب اور اہل کتاب اس دور میں لوگوں کے درمیان رہیں گے لیکن واقعاً نہ رہیں گے۔ انھیں کے ساتھ رہیں گے لیکن حقیقتاً الگ رہیں گے۔ اس لئے کہ گمراہی ہدایت کے ساتھ نہیں چل سکتی ہے چاہے ایک ہی مقام پر رہے۔ لوگوں نے افتراق پر اتحاد اور اتحاد پر افتراق کر لیا ہے جیسے یہی قرآن کے پیشوا ہیں اور قرآن ان کا پیشوا نہیں ہے۔(۱) اب ان کے پاس صرف قرآن کا نام باقی رہ گیا ہے اور وہ صرف اس کی کتابت و عبارت کو پہچانتے ہیں اور بس! اس کے پہلے بھی یہ نیک کرداروں کو بے حد اذیت دے چکے ہیں اور ان کی صداقت کو افترا کا نام دے چکے ہیں اور انھیں نیکیوں پر بُرائیوں کی سزا دے چکے ہیں۔

تمھارے پہلے والے صرف اس لئے ہلاک ہو گئے کہ ان کی امیدیں دراز تھیں اور موت ان کی نگاہوں سے اوجھل تھی یہاں تک کہ وہ موت نازل ہو گئی جس کے بعد معذرت واپس کر دی جاتی ہے اور توبہ کی مہلت اٹھا لی جاتی ہے اور مصیبت و عذاب کا ورود ہو جاتا ہے۔

ایہا الناس! جو پروردگار سے واقعاً نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے اسے توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور جو اس کے قول کو واقعاً راہنما بنانا چاہتا ہے اسے سیدھے راستہ کی ہدایت مل جاتی ہے۔ اس لئے کہ پروردگار کا ہمسایہ ہمیشہ امن و امان میں رہتا ہے اور اس کا دشمن ہمیشہ خوفزدہ رہتا ہے۔ یاد رکھو جس نے عظمت خدا کو پہچان لیا ہے اسے بڑائی زیب نہیں دیتی ہے کہ ایسے لوگوں کی رفعت و بلندی تواضع اور خاکساری ہی میں ہے اور اس کی قدرت کے پہچاننے والوں کی سلامتی اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے ہی میں ہے۔ خبردار حق سے اس طرح نہ بھاگو جس طرح صحیح و سالم خارش زدہ سے یا صحت یافتہ بیمار سے فرار کرتا ہے۔ یاد رکھو تم ہدایت کو اس وقت تک نہیں پہچان سکتے ہو جب تک اسے چھوڑنے والوں کو نہ پہچان لو اور کتاب خدا کے عہد و پیمان کو اس وقت تک اختیار نہیں کر سکتے ہو جب تک اس کے توڑنے والوں کی معرفت حاصل نہ کر لو اور اس سے تمسک اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک اسے نظر انداز کرنے والوں کا عرفان نہ ہو جائے۔ حق کو اس کے اہل کے پاس تلاش کرو کہ یہی لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ یہی لوگ وہ ہیں جن کا حکم ان کے علم کا اور ان کی خاموشی ان کے تکلم کا اور ان کا ظاہر ان کے باطن کا پتہ دیتا ہے۔ یہ لوگ دین کی مخالفت نہیں کرتے ہیں اور نہ اس کے بارے میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ دین ان کے درمیان بہترین سچا گواہ اور خاموش بولنے والا ہے۔

---

(۱) یہ پہلو دونوں کا خاصہ رہا ہے اور سرکار دو عالمؐ کے بعد بنی امیہ نے تو اس افترا کا بازار اس طرح گرم کیا تھا کہ بعد کے محدثین کو لاکھوں حدیثوں کے ذخیرہ میں سے چند ہزار کے علاوہ کوئی حدیث صحیح نظر نہ آئی اور ان میں بھی بعض حدیثیں دوسرے علماء کی نظر میں مشکوک ہی رہ گئیں۔

خدا و رسولؐ پر افترا کے اعتبار سے زمانوں کو تقسیم کیا جائے تو شاید آج کا دور صدر اسلام سے بہتر ہی نظر آئے گا کہ اس بدعملی کی کثرت کے باوجود اس طرح کی بیدینی کا رواج یقیناً کم ہو گیا ہے اور اب مسلمان اس قسم کی روایت سازی کو پسند نہیں کرتے ہیں۔ اگرچہ بدقسمتی سے جعلی روایات پر عمل کر رہے ہیں۔

۱۴۸

و من كلام له (عليه السلام)

في ذكر أهل البصرة

كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَرْجُو الْأَمْرَ لَهُ، وَ يَعْطِفُهُ عَلَيْهِ دُونَ صَاحِبِهِ، لَا يَمُتَّانِ إِلَى اللّٰهِ بِحَبْلٍ، وَ لَا يَمُدَّانِ إِلَيْهِ بِسَبَبٍ. كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا حَامِلُ ضَبٍّ لِصَاحِبِهِ، وَ عَمَّا قَلِيلٍ يُكْشَفُ قِنَاعُهُ بِهِ! وَاللّٰهِ لَئِنْ أَصَابُوا الَّذِي يُرِيدُونَ لَيَنْتَزِعَنَّ هٰذَا نَفْسَ هٰذَا، وَ لَيَأْتِيَنَّ هٰذَا عَلَى هٰذَا. قَدْ قَامَتِ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَأَيْنَ الْمُحْتَسِبُونَ! لَقَدْ سُنَّتْ لَهُمُ السُّنَنُ، وَ قُدِّمَ لَهُمُ الْخَبَرُ. وَ لِكُلِّ ضَلَّةٍ عِلَّةٌ، وَ لِكُلِّ نَاكِثٍ شُبْهَةٌ. وَاللّٰهِ لَا أَكُونُ كَمُسْتَمِعِ اللَّدْمِ، يَسْمَعُ النَّاعِيَ، وَ يَحْضُرُ الْبَاكِيَ، ثُمَّ لَا يَعْتَبِرُ!

۱۴۹

و من كلام له (عليه السلام)

قبل شهادته

أَيُّهَا النَّاسُ، كُلُّ امْرِئٍ لَاقٍ مَا يَفِرُّ مِنْهُ فِي فِرَارِهِ. الْأَجَلُ مَسَاقُ النَّفْسِ، وَ الْهَرَبُ مِنْهُ مُوَافَاتُهُ. كَمْ أَطْرَدْتُ الْأَيَّامَ أَبْحَثُهَا عَنْ مَكْنُونِ هٰذَا الْأَمْرِ، فَأَبَى اللّٰهُ إِلَّا إِخْفَاءَهُ. هَيْهَاتَ! عِلْمٌ مَخْزُونٌ! أَمَّا وَصِيَّتِي: فَاللّٰهَ لَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً، وَ مُحَمَّداً (صلى الله عليه وآله) فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ. أَقِيمُوا هٰذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ، وَ أَوْقِدُوا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ، وَ خَلَاكُمْ ذَمٌّ مَا لَمْ تَشْرُدُوا. حُمِّلَ كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ مَجْهُودَهُ، وَ خُفِّفَ عَنِ الْجَهَلَةِ. رَبٌّ رَحِيمٌ، وَ دِينٌ قَوِيمٌ، وَ إِمَامٌ عَلِيمٌ. أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ، وَ أَنَا الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَ غَداً مُفَارِقُكُمْ! غَفَرَ اللّٰهُ لِي وَ لَكُمْ!

إِنْ تَثْبُتِ الْوَطْأَةُ فِي هٰذِهِ الْمَزَلَّةِ فَذَاكَ، وَ إِنْ تَدْحَضِ الْقَدَمُ فَإِنَّا كُنَّا فِي أَفْيَاءِ أَغْصَانٍ، وَ مَهَابِّ رِيَاحٍ، وَ تَحْتَ ظِلِّ غَمَامٍ، اضْمَحَلَّ فِي الْجَوِّ مُتَلَفَّقُهَا، وَ عَفَا فِي الْأَرْضِ مَخَطُّهَا.

لا یمتان - قریب نہیں ہوتے ہیں۔
سبب - رسی
ضب - کینہ
محتسبون - جو اپنی نیت قربت کا اظہار کرتے ہیں
لدم - سر و سینہ پیٹنا
مساق النفس - جدھر زندگی ہنکا کر لیجاتی ہے
اطرد - نکال باہر کیا
خلاکم ذم - مذمت سے بری
تشردوا - حق سے انحراف
تثبت الوطاۃ - زخم سے بچ پایا
مزلۃ - لغزش کی جگہ
دحضت القدم - قدم پھسل گئے
افیاء - جمع فی - سایہ
متلفق - فضا میں جمع شدہ ابر کے ٹکڑے
عفا - مٹ گیا
مخط - نشان زمین

مصادر خطبہ ۱۴۸ کتاب الجمل ابو مخنف (شرح نہج البلاغہ ا ص۸۰) ارشاد مفید ص۱۳۲

مصادر خطبہ ۱۴۹ اصول کافی ا ص۲۹۹، مروج الذہب ۲ ص۴۳۶، اثبات الوصیۃ مسعودی ص۱۰۳، تاریخ ابن عساکر مخطوط، بحار الانوار باب شہادت امیر المومنین جلد ہشتم

۱۴۸۔ آپ کا ارشاد گرامی
اہل بصرہ (طلحہ و زبیر) کے بارے میں

یہ دونوں امر خلافت کے اپنی ہی ذات کے لئے امیدوار ہیں اور اسے اپنی ہی طرف موڑنا چاہتے ہیں۔ ان کا اللہ کے کسی وسیلہ سے رابطہ اور کسی ذریعہ سے تعلق نہیں ہے۔ ہر ایک دوسرے کے حق میں کینہ رکھتا ہے اور عنقریب اس کا پردہ اٹھ جائے گا۔ خدا کی قسم اگر انھوں نے[1] اپنے مدعا کو حاصل کر لیا تو ایک دوسرے کی جان لے کر چھوڑیں گے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیں گے۔ دیکھو باغی گروہ اٹھ کھڑا ہوا ہے تو راہ خدا میں کام کرنے والے کہاں چلے گئے جب کہ ان کے لئے راستے مقرر کر دئے گئے ہیں اور انھیں اس کی اطلاع دی جا چکی ہے؟ میں جانتا ہوں کہ ہر گمراہی کا ایک سبب ہوتا ہے اور ہر عہد شکن ایک شبہ ڈھونڈھ لیتا ہے لیکن میں اس شخص کے مانند نہیں ہو سکتا ہوں جو ماتم کی آواز سنتا ہے۔ موت کی سنانی کانوں تک آتی ہے۔ لوگوں کا گریہ دیکھتا ہے اور پھر عبرت حاصل نہیں کرتا ہے۔

۱۴۹۔ آپ کا ارشاد گرامی
(اپنی شہادت سے قبل)

لوگو! دیکھو ہر شخص جس وقت سے فرار کر رہا ہے اس سے بہر حال ملاقات کرنے والا ہے اور موت ہی ہر نفس کی آخری منزل ہے اور اس سے بھاگنا ہی اسے پالینا ہے۔ زمانہ گذر گیا جب سے میں اس راز کی جستجو میں ہوں لیکن پروردگار موت کے اسرار کو پردۂ راز ہی میں رکھنا چاہتا ہے۔ یہ ایک علم ہے جو خزانۂ قدرت میں محفوظ ہے۔ البتہ میری وصیت یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ قرار دینا اور پیغمبر اکرمؐ کی سنت کو ضائع نہ کر دینا کہ یہی دونوں دین کے ستون ہیں انھیں کو قائم رکھنا اور انھیں دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ اس کے بعد اگر تم منتشر نہیں ہو گے تو تم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ ہر شخص اپنی طاقت بھر بوجھ کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور جاہلوں کا بوجھ ہلکا رکھا گیا ہے کہ پروردگار رحیم و کریم ہے اور دین مستحکم ہے اور راہنما بھی علیم و دانا ہے۔ میں کل تمھارے ساتھ تھا اور آج تمھارے لئے منزل عبرت میں ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اللہ تمھیں اور مجھے دونوں کو معاف کرے۔

دیکھو! اس منزل لغزش میں اگر ثابت رہ گئے تو کیا کہنا۔ ورنہ اگر قدم پھسل گئے تو یاد رکھنا کہ ہم بھی انھیں شاخوں کی چھاؤں۔ انھیں ہواؤں کی گذرگاہ اور انھیں بادلوں کے سایہ میں تھے لیکن ان بادلوں کے ٹکڑے فضا میں منتشر ہو گئے اور ان ہواؤں کے نشانات زمین سے محو ہو گئے۔

---

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مسلمانوں نے خلافت کا جھگڑا دفن پیغمبرؐ سے پہلے ہی شروع کر دیا تھا اور پھر اسے مسلسل جاری رکھا اور مختلف انداز سے جوڑ توڑ کے ذریعہ خلافتوں کا فیصلہ ہوتا رہا لیکن کسی دور میں بھی خلافت کے فیصلہ کے لئے تلوار اور جنگ کا سہارا نہیں لیا گیا۔ یہ بدعت صرف حضرت ام المومنین کی ایجاد ہے کہ انھوں نے طلحہ و زبیر کی خلافت کے لئے تلوار کا بھی سہارا لے لیا اور پھر معاویہ کے لئے زمین ہموار کر دی اور اس کے نتیجہ میں خلافت کا فیصلہ جنگ و جدال سے شروع ہو گیا اور اس راہ میں بیشمار جانیں ضائع ہوتی رہیں۔

[2] افسوس کہ جنگ جمل اور صفین میں تو شبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ حضرت عائشہ، طلحہ، زبیر، معاویہ، عمرو عاص کوئی ایسا نہیں تھا جو حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کے بارے میں ارشادات پیغمبرؐ سے باخبر نہ ہو۔ اس کے بعد شبہ یا خطائے اجتہادی کا نام دے کر عوام الناس کو تو دھوکہ دیا جا سکتا ہے، داور محشر کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا ہے۔

وَإِنَّمَا كُنْتُ جَاراً جَاوَرَكُمْ بَدَنِي أَيَّاماً، وَسَتُعْقَبُونَ مِنِّي جُثَّةً خَلَاءً: سَاكِنَةً بَعْدَ حَرَاكٍ، وَصَامِتَةً بَعْدَ نُطْقٍ لِيَعِظَكُمْ هُدُوِّي، وَخُفُوتُ إِطْرَاقِي، وَسُكُونُ أَطْرَافِي، فَإِنَّهُ أَوْعَظُ لِلْمُعْتَبِرِينَ مِنَ الْمَنْطِقِ الْبَلِيغِ وَالْقَوْلِ الْمَسْمُوعِ. وَدَاعِي لَكُمْ وَدَاعُ امْرِىءٍ مُرْصِدٍ لِلتَّلَاقِي! غَداً تَرَوْنَ أَيَّامِي، وَيُكْشَفُ لَكُمْ عَنْ سَرَائِرِي، وَتَعْرِفُونَنِي بَعْدَ خُلُوِّ مَكَانِي وَقِيَامِ غَيْرِي مَقَامِي.

١٥٠

و من خطبة له (ع)

يومي فيها الى الملاحم و يصف فئة من أهل الضلال

وَأَخَذُوا يَمِيناً وَشِمَالاً ظَعْناً فِي مَسَالِكِ الْغَيِّ، وَتَرْكاً لِمَذَاهِبِ الرُّشْدِ. فَلَا تَسْتَعْجِلُوا مَا هُوَ كَائِنٌ مُرْصَدٌ، وَلَا تَسْتَبْطِئُوا مَا يَجِيءُ بِهِ الْغَدُ. فَكَمْ مِنْ مُسْتَعْجِلٍ بِمَا إِنْ أَدْرَكَهُ وَدَّ أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْهُ. وَمَا أَقْرَبَ الْيَوْمَ مِنْ تَبَاشِيرِ غَدٍ! يَا قَوْمِ، هَذَا إِبَّانُ (ايان) وُرُودِ كُلِّ مَوْعُودٍ، وَدُنُوٌّ مِنْ طَلْعَةِ مَا لَا تَعْرِفُونَ. أَلَا وَإِنَّ مَنْ أَدْرَكَهَا مِنَّا يَسْرِي فِيهَا بِسِرَاجٍ مُنِيرٍ، وَيَحْذُو فِيهَا عَلَى مِثَالِ الصَّالِحِينَ، لِيَحُلَّ فِيهَا رِبْقاً، وَيُعْتِقَ فِيهَا رِقّاً، وَيَصْدَعَ شَعْباً، وَيَشْعَبَ صَدْعاً، فِي سُتْرَةٍ عَنِ النَّاسِ لَا يُبْصِرُ الْقَائِفُ أَثَرَهُ وَلَوْ تَابَعَ نَظَرَهُ. ثُمَّ لَيُشْحَذَنَّ فِيهَا قَوْمٌ شَحْذَ الْقَيْنِ النَّصْلَ. تُجْلَى بِالتَّنْزِيلِ أَبْصَارُهُمْ، وَيُرْمَى بِالتَّفْسِيرِ فِي مَسَامِعِهِمْ، وَيُغْبَقُونَ كَأْسَ الْحِكْمَةِ بَعْدَ الصَّبُوحِ!

في الضلال

منها: وَطَالَ الْأَمَدُ بِهِمْ لِيَسْتَكْمِلُوا الْخِزْيَ، وَيَسْتَوْجِبُوا الْغِيَرَ، حَتَّى إِذَا اخْلَوْلَقَ الْأَجَلُ، وَاسْتَرَاحَ قَوْمٌ إِلَى الْفِتَنِ، وَأَشَالُوا عَنْ لَقَاحِ حَرْبِهِمْ، لَمْ يَمُنُّوا عَلَى اللَّهِ بِالصَّبْرِ، وَلَمْ يَسْتَعْظِمُوا بَذْلَ أَنْفُسِهِمْ فِي الْحَقِّ، حَتَّى إِذَا وَافَقَ وَارِدُ الْقَضَاءِ انْقِطَاعَ مُدَّةِ الْبَلَاءِ،

لاء - بے جان
ت - سکون - خاموشی
ت - اعضاء وجوارح
ید - منتظر
شیرہ - اوائل امر
ن - وقت
قرب
- گرہ دار رسّی
ع شعبا - اجتماع کو پراگندہ
ردے گا
- قیافہ شناس
- چھری تیز کرتا ہے
- لوہار
ل - دھار
ن - شام کے وقت سیراب
جاتا ہے
ح - صبح کی شراب
حوادث زمانہ
ق - آخری وقت آگیا
ت الناقۃ ذنبہا - یعنی حوالیا
گئیں
زندگی کے آخری لمحات میں
کا لمحات نے بے ثباتی دنیا
کا نقشہ کھینچ دیا ہے بشرطیکہ
"دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔!

میں کل تمہارے ہمسایہ میں رہا۔ میرا بدن ایک عرصہ تک تمہارے درمیان رہا اور عنقریب تم اسے جثۂ بلا روح کی شکل میں دیکھو گے جو حرکت کے بعد ساکن ہو جائے گا اور تکلم کے بعد ساکت ہو جائے گا۔ اب تو تمہیں اس خاموشی اس سکوت اور اس سکون سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے کہ یہ صاحبانِ عبرت کے لئے بہترین مقرر اور قابل سماعت بیانات سے زیادہ بہتر نصیحت کرنے والے ہیں۔ میری تم سے جدائی اس شخص کی جدائی ہے جو ملاقات کے انتظار میں ہے۔ کل تم میرے زمانہ کو پہچانو گے اور تم پر میرے اسرار منکشف ہوں گے اور تم میری صحیح معرفت حاصل کرو گے جب میری جگہ خالی ہو جائے گی اور دوسرے لوگ اس منزل پر قابض ہو جائیں گے (۱)

۱۵۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں زمانہ کے حوادث کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور گمراہوں کے ایک گروہ کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ان لوگوں نے گمراہی کے راستوں پر چلنے اور ہدایت کے راستوں کو چھوڑنے کے لئے داہنے بائیں راستے اختیار کرلئے ہیں۔ مگر تم اس امر میں جلدی نہ کرو جو بہر حال ہونے والا ہے اور جس کا انتظار کیا جا رہا ہے اور اسے دور نہ سمجھو جو کل سامنے والا ہے کہ کتنے ہی جلدی کے طلبگار جب مقصد کو پالیتے ہیں تو سوچتے ہیں کہ کاش اسے حاصل نہ کرتے۔ آج کا دن کل کے سویرے سے کس قدر قریب ہے۔

لوگو! یہ ہر وعدہ کے ورود اور ہر اس چیز کے ظہور کی قربت کا وقت ہے جسے تم نہیں پہچانتے ہو لہٰذا جو شخص بھی ان حالات تک باقی رہ جائے اس کا فرض ہے کہ روشن چراغ کے سہارے قدم آگے بڑھائے اور صالحین کے نقش قدم پر چلے تاکہ ہر گرہ کو کھول سکے اور ہر غلامی سے آزادی پیدا کر سکے، ہر مجتمع کو بوقت ضرورت منتشر کر سکے اور ہر انتشار کو مجتمع کر سکے اور لوگوں سے یوں مخفی رہے کہ قیافہ شناس بھی اس کے نقش قدم کو تا حد نظر نہ پا سکیں۔ اس کے بعد ایک قوم پر اس طرح صیقل کی جائے گی جس طرح لوہار تلوار کی دھار پر صیقل کرتا ہے۔ ان لوگوں کی آنکھوں کو قرآن کے ذریعہ روشن کیا جائے گا اور ان کے کانوں میں تفسیر کو مسلسل پہونچایا جائے گا اور انہیں صبح و شام حکمت کے جاموں سے سیراب کیا جائے گا۔

ان گمراہوں کو مہلت دی گئی تاکہ اپنی رسوائی کو مکمل کرلیں اور ہر تغیر کے حقدار ہو جائیں۔ یہاں تک کہ جب زمانہ کافی گذر چکا اور ایک قوم فتنوں سے مانوس ہو چکی اور جنگ کی تخم پاشیوں کے لئے کھڑی ہو گئی۔ تو وہ لوگ بھی سامنے آگئے جو اللہ پر اپنے صبر کا احسان نہیں جتاتے اور راہ خدا میں جان دینے کو کوئی کارنامہ نہیں تصور کرتے۔ یہاں تک کہ جب آنے والے حکم قضا نے آزمائش کی مدت کو تمام کر دیا۔

(۱) امیر المومنینؑ نے اپنے بعد پیدا ہونے والے فتنوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے اور اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ کیا ہے کہ زمانہ بہر حال حجت خدا سے خالی نہ رہیگا اور اس اندھیرے میں بھی کوئی نہ کوئی سراج منیر ضرور رہے گا لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس کا سہارا لے کر آگے بڑھو اور بہترین نتائج حاصل کرو۔

(۲) اس کا بہترین دور امام باقرؑ اور امام صادقؑ کا دور ہے جہاں چار ہزار اصحاب فکر و نظر امامؑ کے مدرسہ میں حاضری دے رہے تھے اور آپکے تعلیمات سے اپنے دل و دماغ کو روشن کر رہے تھے۔ کانوں میں قرآن صامت کی آوازیں تھیں اور نگاہوں میں قرآن ناطق کا جلوہ۔

حَمَلُوا بَصَائِرَهُمْ عَلَى أَسْيَافِهِمْ (۱)، وَ دَانُوا لِرَبِّهِمْ بِأَمْرِ وَاعِظِهِمْ؛ حَتَّى إِذَا قَبَضَ اللهُ رَسُولَهُ «صلی الله علیه و آله»: رَجَعَ قَوْمٌ عَلَى الْأَعْقَابِ، وَ غَالَتْهُمُ السُّبُلُ، وَاتَّكَلُوا عَلَى الْوَلَائِجِ، وَ وَصَلُوا غَيْرَ الرَّحِمِ، وَ هَجَرُوا السَّبَبَ الَّذِي أُمِرُوا بِمَوَدَّتِهِ، وَ نَقَلُوا الْبِنَاءَ عَنْ رَصِّ أَسَاسِهِ؛ فَبَنَوْهُ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ. مَعَادِنُ كُلِّ خَطِيئَةٍ، وَ أَبْوَابُ كُلِّ ضَارِبٍ فِي غَمْرَةٍ. قَدْ مَارُوا فِي الْحَيْرَةِ، وَ ذَهَلُوا فِي السَّكْرَةِ، عَلَى سُنَّةٍ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ: مِنْ مُنْقَطِعٍ إِلَى الدُّنْيَا رَاكِنٍ، أَوْ مُفَارِقٍ لِلدِّينِ مُبَايِنٍ.

۱۵۱

و من خطبة له «علیه السلام»

يحذر من الفتن

[illegible]

وَ أَحْمَدُ اللهَ وَ أَسْتَعِينُهُ عَلَى مَدَاحِرِ الشَّيْطَانِ وَ مَزَاجِرِهِ، وَالْاِعْتِصَامِ مِنْ حَبَائِلِهِ وَ مَخَاتِلِهِ. وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، وَ نَجِيبُهُ وَ صَفْوَتُهُ. لَا يُؤَازَى فَضْلُهُ، وَلَا يُجْبَرُ فَقْدُهُ. أَضَاءَتْ بِهِ الْبِلَادُ بَعْدَ الضَّلَالَةِ الْمُظْلِمَةِ، وَالْجَهَالَةِ الْغَالِبَةِ، وَ الْجَفْوَةِ الْجَافِيَةِ؛ وَالنَّاسُ يَسْتَحِلُّونَ الْحَرِيمَ، وَ يَسْتَذِلُّونَ الْحَكِيمَ؛ يَحْيَوْنَ عَلَى فَتْرَةٍ، وَ يَمُوتُونَ عَلَى كَفْرَةٍ!

التحذير من الفتن

ثُمَّ إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ أَغْرَاضُ بَلَايَا قَدِ اقْتَرَبَتْ. فَاتَّقُوا سَكَرَاتِ النِّعْمَةِ، وَاحْذَرُوا بَوَائِقَ النِّقْمَةِ؛ وَ تَثَبَّتُوا فِي قَتَامِ الْعِشْوَةِ، وَ اعْوِجَاجِ الْفِتْنَةِ عِنْدَ طُلُوعِ جَنِينِهَا، وَ ظُهُورِ كَمِينِهَا، وَانْتِصَابِ قُطْبِهَا، وَ مَدَارِ رَحَاهَا. تَبْدَأُ فِي مَدَارِجَ خَفِيَّةٍ، وَ تَؤُولُ إِلَى فَظَاعَةٍ جَلِيَّةٍ. شِبَابُهَا كَشِبَابِ الْغُلَامِ، وَ آثَارُهَا كَآثَارِ السِّلَامِ. يَتَوَارَثُهَا الظَّلَمَةُ بِالْعُهُودِ! أَوَّلُهُمْ قَائِدٌ لِآخِرِهِمْ، وَ آخِرُهُمْ مُقْتَدٍ بِأَوَّلِهِمْ؛ يَتَنَافَسُونَ فِي دُنْيَا دَنِيَّةٍ، وَ يَتَكَالَبُونَ عَلَى جِيفَةٍ مُرِيحَةٍ. وَ عَنْ

حملوا بصائرہم بعقائد کی تلوار نکال لی
ولائج - جمع ولیجہ - مخفی امور
غمرہ - شدت
ماروا - مضطرب ہو گئے
دحر - ہنکانا
مخاتل - کمینگاہ
فترہ - مرسلین سے خالی زمانہ
بوائق - جمع بائقہ - ہلاک
قتام - غبار
عشوہ - تاریکی
شباب - آغاز کار
سلام - سخت پتھر
اراح اللحم - بدبودار کر دیا

(۱) تلواروں کو کاندھوں پر اٹھا کر گردنوں پر مسلط کر دینا ہر ایک کو آتا ہے لیکن بصیرت کو تلواروں پر مسلط کر دینا اور بصیرت کے بغیر تلوار نہ اٹھانا یا اٹھی ہوئی تلوار کو روک لینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے اس کیلئے وہ نگاہ درکار ہے جو ستر پشت تک کے اصلاب میں نور ایمان کی جلوہ گری دیکھ سکتی ہو۔

مصادر خطبہ ۱۵۱ بحار الانوار ۸ ص۲۶۳ ، الطراز الیمانی ، ص۳۴۳

انھوں نے اپنی بصیرت کو اپنی تلواروں پر مسلط کر دیا (۱) اور اپنے نصیحت کرنے والے کے علم سے پروردگار کی بارگاہ میں جھک گئے۔ مگر اس کے بعد جب پروردگار نے پیغمبر اکرم کو اپنے پاس بلا لیا تو ایک قوم الٹے پاؤں پلٹ گئی اور اسے مختلف راستوں نے تباہ کر دیا۔ انھوں نے جملہ عقائد کا سہارا لیا اور غیر قرابت دار سے تعلقات پیدا کئے اور اس سبب کو نظر انداز کر دیا جس سے مودت کا حکم دیا گیا تھا۔ عمارت کو جڑ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ پر قائم کر دیا جو ہر غلطی کا معدن و مخزن اور ہر گمراہی کا دروازہ تھے۔ حیرت میں سرگرداں اور آل فرعون کی طرح نشہ میں غافل تھے ان میں کوئی دنیا کی طرف مکمل کٹ کر آ گیا تھا اور کوئی دین سے مستقل طریقہ پر الگ ہو گیا تھا۔

۱۵۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں فتنوں سے ڈرایا گیا ہے)

میں خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور اس کی مدد چاہتا ہوں ان چیزوں کے لئے جو شیاطین کو بھگا سکیں۔ بھگا سکیں اور اس کے پھندوں اور ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھ سکیں اور میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور حضرت محمد اس کے بندہ اور رسول۔ اس کے منتخب اور مصطفیٰ ہیں ان کے فضل کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے اور ان کے فقدان کی کوئی تلافی نہیں ہے۔ ان کی وجہ سے تمام شہر ضلالت کی تاریکی۔ جہالت کے غلبہ اور بد سرشتی اور بد اخلاقی کی شدت کے بعد جب لوگ حرام کو حلال بنائے ہوئے تھے اور صاحبان حکمت کو ذلیل سمجھ رہے تھے۔ رسولوں سے خالی دور میں زندگی گذار رہے تھے اور کفر کی حالت میں مر رہے تھے۔ منور اور روشن ہو گئے۔

(فتنوں سے آگاہی) اس کے بعد تم اے گروہ عرب ان بلاؤں کے نشانہ پر ہو جو قریب آ چکی ہیں لہٰذا نعمتوں کی مدہوشیوں سے بچو اور ہلاک کرنے والے عذاب سے ہوشیار رہو۔ اندھیروں کے دھندلکوں میں قدم جمائے رہو اور فتنوں کی کجروی سے ہوشیار رہو جس وقت ان کا پوشیدہ خطرہ سامنے آ رہا ہو اور مخفی اندیشہ ظاہر ہو رہا ہو اور کھونٹا مضبوط ہو رہا ہو۔ یہ فتنے ابتدا میں مخفی راستوں سے شروع ہوتے ہیں اور آخر میں واضح مصائب تک پہونچ جاتے ہیں۔ ان کا آغاز بچوں کے آغاز جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے آثار نقش کا لحجر جیسے ہوتے ہیں۔ دنیا کے ظالم باہمی عہد و پیمان کے ذریعہ ان کے وارث بنتے ہیں۔ اول آخر کا قائد ہوتا ہے اور آخر اول کا مقتدی۔ حقیر دنیا کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہیں اور بدبو دار مردہ پر آپس میں جنگ کرتے ہیں۔

---

(۱) صحیح بخاری کے کتاب الفتن میں اسی صورت حال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب رسول اکرم حوض کوثر پر بعض اصحاب کا حشر دیکھ کر کہ انھیں ہنکایا جا رہا ہے۔ فریاد کریں گے خدایا یہ میرے اصحاب ہیں تو ارشاد ہوگا کہ تمھیں نہیں معلوم کہ انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کی ہیں اور کس طرح دین خدا سے منحرف ہو گئے ہیں۔

انسانی بصیرت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انسان فتنہ کو پہلے مرحلہ پر پہچان لے اور وہیں اس کا سد باب کر دے ورنہ جب اس کا رواج ہو جاتا ہے تو اس کا روکنا ناممکن ہو جاتا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس کا آغاز اتنے مخفی اور حسین انداز سے ہوتا ہے کہ اس کا پہچاننا ہر ایک کے بس کا کام نہیں ہے اور اسی طرح عوام الناس اپنے مخصوص عقائد و نظریات یا عواطف و جذبات کی بنا پر ان فتنوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور آخر میں ان کی مصیبت کا علاج ناممکن ہو جاتا ہے۔ علماء اعلام اور مفکرین اسلام کی ضرورت اسی لئے ہوتی ہے کہ وہ فتنوں کو آغاز کار ہی سے پہچان سکتے ہیں اور ان کا سد باب کر سکتے ہیں بشرطیکہ عوام الناس ان کے اوپر اعتماد کریں اور ان کی بصیرت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہوں!

قَلِيلٍ يَتَبَرَّأُ التَّابِعُ مِنَ الْمَتْبُوعِ، وَ الْقَائِدُ مِنَ الْمَقُودِ، فَيَتَزَايَلُونَ بِالْبَغْضَاءِ، وَ يَتَلَاعَنُونَ عِنْدَ اللِّقَاءِ. ثُمَّ يَأْتِي بَعْدَ ذٰلِكَ طَالِعُ الْفِتْنَةِ الرَّجُوفِ، وَ الْقَاصِمَةِ الزَّحُوفِ، فَتَزِيغُ قُلُوبٌ بَعْدَ اسْتِقَامَةٍ، وَ تَضِلُّ رِجَالٌ بَعْدَ سَلَامَةٍ، وَ تَخْتَلِفُ الْأَهْوَاءُ عِنْدَ هُجُومِهَا، وَ تَلْتَبِسُ الْآرَاءُ عِنْدَ نُجُومِهَا. مَنْ أَشْرَفَ لَهَا قَصَمَتْهُ، وَ مَنْ سَعَىٰ فِيهَا حَطَمَتْهُ، يَتَكَادَمُونَ فِيهَا تَكَادُمَ الْحُمُرِ فِي الْعَانَةِ! قَدِ اضْطَرَبَ مَعْقُودُ الْحَبْلِ، وَ عَمِيَ وَجْهُ الْأَمْرِ. تَغِيضُ فِيهَا الْحِكْمَةُ، وَ تَنْطِقُ فِيهَا الظَّلَمَةُ، وَ تَدُقُّ أَهْلَ الْبَدْوِ بِمِسْحَلِهَا، وَ تَرُضُّهُمْ بِكَلْكَلِهَا! يَضِيعُ فِي غُبَارِهَا الْوُحْدَانُ، وَ يَهْلِكُ فِي طَرِيقِهَا الرُّكْبَانُ، تَرِدُ بِمُرِّ الْقَضَاءِ، وَ تَحْلُبُ عَبِيطَ الدِّمَاءِ، وَ تَثْلِمُ مَنَارَ الدِّينِ، وَ تَنْقُضُ عَقْدَ الْيَقِينِ. يَهْرُبُ مِنْهَا الْأَكْيَاسُ، وَ يُدَبِّرُهَا الْأَرْجَاسُ. مِرْعَادٌ مِبْرَاقٌ، كَاشِفَةٌ عَنْ سَاقٍ! تُقْطَعُ فِيهَا الْأَرْحَامُ، وَ يُفَارَقُ عَلَيْهَا الْإِسْلَامُ! بَرِيُّهَا سَقِيمٌ، وَ ظَاعِنُهَا مُقِيمٌ!

مِنْهَا: بَيْنَ قَتِيلٍ مَطْلُولٍ، وَ خَائِفٍ مُسْتَجِيرٍ، يَخْتِلُونَ بِعَقْدِ الْأَيْمَانِ وَ بِغُرُورِ الْإِيمَانِ؛ فَلَا تَكُونُوا أَنْصَابَ الْفِتَنِ، وَ أَعْلَامَ الْبِدَعِ، وَ الْزَمُوا مَا عُقِدَ عَلَيْهِ حَبْلُ الْجَمَاعَةِ، وَ بُنِيَتْ عَلَيْهِ أَرْكَانُ الطَّاعَةِ؛ وَ اقْدَمُوا عَلَى اللهِ مَظْلُومِينَ، وَ لَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ ظَالِمِينَ؛ وَ اتَّقُوا مَدَارِجَ الشَّيْطَانِ، وَ مَهَابِطَ الْعُدْوَانِ؛ وَ لَا تُدْخِلُوا بُطُونَكُمْ لُعَقَ الْحَرَامِ، فَإِنَّكُمْ بِعَيْنِ مَنْ حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَعْصِيَةَ، وَ سَهَّلَ لَكُمْ سُبُلَ الطَّاعَةِ.

۱۵۲

و من خطبة له ﴿ع﴾

في صفات الله جل جلاله، و صفات أئمة الدين ﴿ع﴾

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الدَّالِّ عَلَىٰ وُجُودِهِ بِخَلْقِهِ، وَ بِمُحْدَثِ خَلْقِهِ عَلَىٰ أَزَلِيَّتِهِ، وَ بِاشْتِبَاهِهِمْ عَلَىٰ أَنْ لَا شَبَهَ لَهُ. لَا تَسْتَلِمُهُ الْمَشَاعِرُ، وَ لَا تَحْجُبُهُ السَّوَاتِرُ، لِافْتِرَاقِ الصَّانِعِ

تیزایلون - ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے
رجوف - بیحد مضطرب
قاصمہ - کمر توڑ
زحوف - شدید حملہ آور
نجوم - ظہور
یتکادمون - ایک دوسرے کو کاٹ کھائے گا
عانہ - گدھوں کی جماعت
تغیض - پانی کم ہو جائے گا
تدق - پیس ڈالے گا
مسحل - ہتھوڑا
رض - کوٹنا
کلکل - سینہ
وحدان - الگ الگ - اکا دکا
عبیط - خالص اور تازہ
تثلم - توڑ ڈالے گا اور منہدم کر دے گا
اکیاس - جمع کیس - عقلمند
ارجاس - جمع رجس - خبیث
مطلول - جس کا خون رائگاں ہو جائے
انصاب - مرکز
لعق - جمع لعقہ - لقمہ
انکم بعینہ - وہ تمہیں دیکھ رہا ہے
لاتستلمہ - اس تک پہنچ نہیں سکتے

مصادر خطبہ ۱۵۲ اصول کافی ۱ ص ۱۳۹، غرر الحکم ص ۳۴۳، توحید صدوق ص ۵۶

کہ عنقریب مرید اپنے پیر اور پیر اپنے مرید سے برائت کرے گا اور بغض و عداوت کے ساتھ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے اور بوقت ملاقات ایک دوسرے پر لعنت کریں گے۔ اس کے بعد وہ وقت آئے گا جب زلزلہ افگن فتنہ سر اٹھائے گا جو کمر توڑ ہوگا اور شدید طور پر سخت اور ہوگا جس کے نتیجہ میں بہت سے دل استقامت کے بعد کجی کا شکار ہو جائیں گے اور بہت سے لوگ سلامتی کے بعد بہک جائیں گے۔ اس کے ہجوم کے وقت خواہشات میں ٹکراؤ ہوگا اور اس کے ظہور کے ہنگام افکار مشتبہ ہو جائیں گے۔ جو ادھر سر اٹھا کر دیکھے گا اس کی کمر توڑ دیں گے اور جو اس میں دوڑ دھوپ کرے گا اسے تباہ کر دیں گے۔ لوگ یوں ایک دوسرے کو کاٹنے دوڑیں گے جس طرح بھیڑ کے اندر گدھے۔ خدائی رسی کے بل کھل جائیں گے اور حقائق کے راستے مشتبہ ہو جائیں گے۔ حکمت کا چشمہ خشک ہو جائے گا اور ظالم بولنے لگیں گے۔ دیہاتیوں کو ہتھوڑوں سے کوٹ دیا جائے گا اور اپنے سینہ سے دبا کر کچل دیا جائے گا۔ اکیلے اکیلے افراد اس کے غبار میں گم ہو جائیں گے اور اس کے راستہ میں سوار ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ فتنے قضاء الٰہی کی تلخی کے ساتھ وارد ہوں گے اور دودھ کے بدلے تازہ خون نکالیں گے۔ دین کے منارے (علماء) ہلاک ہو جائیں گے اور یقین کی گرہیں ٹوٹ جائیں گی۔ صاحبان ہوش ان سے بھاگنے لگیں گے اور خبیث النفس افراد اس کے مدار المہام ہو جائیں گے۔ یہ فتنے گرجنے والے چمکنے والے اور سراپا تیار ہوں گے۔ ان میں رشتہ داروں سے تعلقات توڑ لئے جائیں گے اور اسلام سے جدائی اختیار کر لی جائے گی۔ اس سے الگ رہنے والے بھی مریض ہوں گے اور کوچ کر جانے والے بھی گویا مقیم ہی ہوں گے۔

اہل ایمان میں بعض ایسے مقتول ہوں گے جن کا خون بہا تک نہ لیا جا سکے گا اور بعض ایسے خوفزدہ ہوں گے کہ پناہ کی تلاش میں ہوں گے۔ تمہیں پختہ قسموں اور ایمان کی فریب کاریوں میں مبتلا کیا جائے گا لہٰذا خبردار تم فتنوں کا نشانہ اور بدعتوں کا نشان مت بننا اور اسی راستہ کو پکڑے رہنا جس پر ایمانی جماعت قائم ہے اور جس پر اطاعت کے ارکان قائم کئے گئے ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں مظلوم بن کر جاؤ۔ خبردار ظالم بن کر مت جانا۔ شیطان کے راستوں اور ظلم کے مرکزوں سے محفوظ رہو اور اپنے شکم میں لقمۂ حرام کو داخل مت کرو کہ تم اس کی نگاہ کے سامنے ہو جس نے تم پر معصیت کو حرام کیا ہے اور تمہارے لئے اطاعت کے راستوں کو آسان کر دیا ہے۔

۱۵۲ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار کے صفات اور ائمہ طاہرینؑ کے اوصاف کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی تخلیق سے اپنے وجود کا، اپنی مخلوقات کے حادث ہونے سے اپنی ازلیت کا اور ان کی باہمی شباہت سے اپنے بے نظیر ہونے کا پتہ دیا ہے۔ اس کی ذات تک حواس کی رسائی نہیں ہے اور پھر بھی پردے اسے پوشیدہ نہیں کر سکتے ہیں۔

امیرالمومنین نے جس قسم کے فتنوں کی طرف اشارہ کیا ہے ان کا سلسلہ اگرچہ آپ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا تھا لیکن ابھی تک ختم نہیں ہوا اور ہر آن انہی کا ظہور ہونے کے امکانات ہیں۔ جس قدر دیکھو وہی صورت حال نظر آ رہی ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اور انہیں مظالم کی گرم بازاری ہے جن سے آپ نے ہوشیار کیا ہے۔

ضرورت ہے کہ صاحبان ایمان ان ہدایات سے فائدہ اٹھائیں، فتنوں سے ہوشیار رہیں، صاحبان بصیرت سے وابستہ رہیں اور کم سے کم اتنا خیال رکھیں کہ خدا کی بارگاہ میں مظلوم بن کر حاضر ہونے میں کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ اسی میں دائمی عزت اور ابدی شرافت ہے۔ ذلت ظلم میں ہوتی ہے مظلومیت میں نہیں۔!

وَالْمَشْرَعِ، وَالْعِمَادُ وَالْمَعْمُودِ، وَالرَّبُّ وَالْمَرْبُوبِ، الْأَحَدُ بِلَا تَأْوِيلِ عَدَدٍ، وَالْخَالِقُ لَا بِمَعْنَى حَرَكَةٍ وَنَصَبٍ، وَالسَّمِيعُ لَا بِأَدَاةٍ، وَالْبَصِيرُ لَا بِتَفْرِيقِ آلَةٍ، وَالشَّاهِدُ لَا بِمُمَاسَّةٍ، وَالْبَائِنُ لَا بِتَرَاخِي مَسَافَةٍ، وَالظَّاهِرُ لَا بِرُؤْيَةٍ، وَالْبَاطِنُ لَا بِلَطَافَةٍ. بَانَ مِنَ الْأَشْيَاءِ بِالْقَهْرِ لَهَا، وَالْقُدْرَةِ عَلَيْهَا، وَبَانَتِ الْأَشْيَاءُ مِنْهُ بِالْخُضُوعِ لَهُ، وَالرُّجُوعِ إِلَيْهِ. مَنْ وَصَفَهُ فَقَدْ حَدَّهُ، وَمَنْ حَدَّهُ فَقَدْ عَدَّهُ، وَمَنْ عَدَّهُ فَقَدْ أَبْطَلَ أَزَلَهُ، وَمَنْ قَالَ: «كَيْفَ» فَقَدِ اسْتَوْصَفَهُ، وَمَنْ قَالَ: «أَيْنَ» فَقَدْ حَيَّزَهُ. عَالِمٌ إِذْ لَا مَعْلُومٌ، وَرَبٌّ إِذْ لَا مَرْبُوبٌ، وَقَادِرٌ إِذْ لَا مَقْدُورٌ.

ائمة الدين (عليهم السلام)

منها: قَدْ طَلَعَ طَالِعٌ، وَلَمَعَ لَامِعٌ، وَلَاحَ لَائِحٌ، وَاعْتَدَلَ مَائِلٌ، وَاسْتَبْدَلَ اللهُ بِقَوْمٍ قَوْماً، وَبِيَوْمٍ يَوْماً، وَانْتَظَرْنَا الْغِيَرَ انْتِظَارَ الْمُجْدِبِ الْمَطَرَ. وَإِنَّمَا الْأَئِمَّةُ قُوَّامُ اللهِ عَلَى خَلْقِهِ، وَعُرَفَاؤُهُ عَلَى عِبَادِهِ، وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَهُمْ وَعَرَفُوهُ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ إِلَّا مَنْ أَنْكَرَهُمْ وَأَنْكَرُوهُ. إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَصَّكُمْ بِالْإِسْلَامِ، وَاسْتَخْلَصَكُمْ لَهُ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ اسْمُ سَلَامَةٍ، وَجِمَاعُ كَرَامَةٍ. اصْطَفَى اللهُ تَعَالَى مَنْهَجَهُ، وَبَيَّنَ حُجَجَهُ، مِنْ ظَاهِرِ عِلْمٍ، وَبَاطِنِ حِكَمٍ. لَا تَفْنَى غَرَائِبُهُ، وَلَا تَنْقَضِي عَجَائِبُهُ. فِيهِ مَرَابِيعُ النِّعَمِ، وَمَصَابِيحُ الظُّلَمِ، لَا تُفْتَحُ الْخَيْرَاتُ إِلَّا بِمَفَاتِيحِهِ، وَلَا تُكْشَفُ الظُّلُمَاتُ إِلَّا بِمَصَابِيحِهِ. قَدْ أَحْمَى حِمَاهُ، وَأَرْعَى مَرْعَاهُ. فِيهِ شِفَاءُ الْمُسْتَشْفِي، وَكِفَايَةُ الْمُكْتَفِي.

۱۵۳

و من خطبة له (عليه السلام)

صفة الضال

وَهُوَ فِي مُهْلَةٍ مِنَ اللهِ يَهْوِي مَعَ الْغَافِلِينَ، وَيَغْدُو مَعَ الْمُذْنِبِينَ، بِلَا سَبِيلٍ قَاصِدٍ، وَلَا إِمَامٍ قَائِدٍ.

صفات الغافلين

منها: حَتَّى إِذَا كَشَفَ لَهُمْ عَنْ جَزَاءِ مَعْصِيَتِهِمْ، وَاسْتَخْرَجَهُمْ مِنْ جَلَابِيبِ غَفْلَتِهِمُ اسْتَقْبَلُوا مُدْبِراً، وَاسْتَدْبَرُوا مُقْبِلاً، فَلَمْ يَنْتَفِعُوا بِمَا أَدْرَكُوا مِنْ طَلِبَتِهِمْ، وَلَا بِمَا قَضَوْا مِنْ وَطَرِهِمْ.

إِنِّي أُحَذِّرُكُمْ، وَنَفْسِي، هَذِهِ الْمَنْزِلَةَ. فَلْيَنْتَفِعِ امْرُؤٌ بِنَفْسِهِ

نصب - تھکن

اداۃ - آلہ

تفریق آلہ - پلکوں کا کھولنا

بائن - الگ - جداگانہ

من وصفہ - جس نے مخلوقات کے اوصاف سے متصف کیا

لاح - ظاہر ہوا

غیر - حوادث زمانہ

جماع الشئی - مجمع

مرابیع - جمع مرباع - جہاں بہار کی گھاس اگتی ہے

احمی حماہ - حدود کو محفوظ بنایا

(۱) واضح رہے کہ یہ خطبہ حضرت نے قتل عثمان کے بعد ارشاد فرمایا ہے اور اس میں جدید ترین آثار خیر و برکت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ گویا حالات تبدیل ہو رہے ہیں اور امت کی سعادت کا وقت قریب آگیا ہے۔ لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ آل محمدؐ سے مکمل طور پر وابستگی اختیار کی جائے کہ ان سے وابستگی کے بغیر جنت میں داخلہ کا کوئی امکان نہیں ہے اور وابستگی میں بھی یہ شرط ہے کہ انسان انھیں اپنا قائد تسلیم کرے اور وہ اسے اپنا غلام اور پیرو تسلیم کر لیں ورنہ اس کے یک طرفہ دعوائے محبت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(۲) اسلام کی مختصر ترین تعریف یہی ہے کہ یہ سلامتی اور کرامت و عزت کا دین ہے۔ اس کی تعلیمات میں یہ دونوں عنصر ہر مقام پر نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۱۵۳ تحف العقول ص۱۰۱، کافی ۵ ص۵۳، مجموعہ شیخ ورام ص۵۵

مصنوع صانع سے اور حد بندی کرنے والا محدود سے اور پرورش کرنے والا پرورش پانے والے سے بہرحال الگ ہوتا ہے۔ وہ عدد کے اعتبار سے نہیں۔ وہ خالق ہے مگر حرکت و تعب کے ذریعہ نہیں۔ وہ سمیع ہے لیکن کانوں کے ذریعہ نہیں اور وہ بصیر ہے آنکھیں کھولنے کے ذریعہ نہیں۔

وہ حاضر ہے مگر چھوا نہیں جاسکتا اور وہ دور ہے لیکن مسافتوں کے اعتبار سے نہیں۔ وہ ظاہر ہے لیکن دیکھا نہیں جاسکتا ہے اور وہ لیکن جسم کی لطافت کی بنا پر نہیں۔ وہ اشیاء سے الگ ہے اپنے قہر و غلبہ اور قدرت و اختیار کی بنا پر اور مخلوقات اس سے جداگانہ خضوع و خشوع اور اس کی بارگاہ میں بازگشت کی بنا پر۔ جس نے اس کے لئے الگ سے اوصاف کا تصور کیا اس نے اسے اعداد میں لاکر کھڑا کر دیا اور جس نے ایسا کیا اس نے اسے حادث بنا کر اس کی ازلیت کا خاتمہ کر دیا اور جس نے یہ سوال کیا کہ وہ کیسا اس نے الگ سے اوصاف کی جستجو کی اور جس نے یہ دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے اسے مکان میں محدود کر دیا۔ وہ اس وقت سے عالم ہے جب معلومات کا پتہ بھی نہیں تھا اور اس وقت سے مالک ہے جب مملوکات کا نشان بھی نہیں تھا اور اس وقت سے جب مقدورات پردۂ عدم میں پڑے تھے۔

(ائمۂ دین) دیکھو طلوع کرنے والا طالع ہو چکا ہے اور چمکنے والا روشن ہو چکا ہے۔ ظاہر ہونے والے کا ظہور سامنے آچکا اور کجی سیدھی ہو چکی ہے اور اللہ ایک قوم کے بدلے دوسری قوم اور ایک دور کے بدلے دوسرا دور لے آیا ہے۔ ہم نے حالات کی اسی طرح انتظار کیا ہے جس طرح قحط زدہ بارش کا انتظار کرتا ہے۔ ائمہ درحقیقت اللہ کی طرف سے مخلوقات کے نگراں اور بندوں کو اس کی معرفت کا سبق دینے والے ہیں۔ کوئی شخص جنت میں قدم نہیں رکھ سکتا ہے جب تک وہ انھیں نہ پہچان لے حضرات اسے اپنا نہ کہہ دیں اور کوئی شخص جہنم میں جا نہیں سکتا ہے مگر یہ کہ وہ ان حضرات کا انکار کر دے اور وہ بھی اسے پہچاننے سے انکار کر دیں۔ پروردگار نے تم لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے اور تمھیں اس کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی کا نشان اور کرامت کا سرمایہ ہے۔ اللہ نے اس کے راستہ کا انتخاب کیا ہے۔ اس کے دلائل کو واضح کیا ہے۔ ظاہری علم اور باطنی حکمتوں کے اس کے غرائب فنا ہونے والے اور اس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ اس میں نعمتوں کی بہار اور ظلمتوں کے چراغ ہیں۔ نیکی کے دروازے اسی کی کنجیوں سے کھلتے ہیں اور تاریکیوں کا ازالہ اسی کے چراغوں سے ہوتا ہے۔ اس نے اپنے حدود کو محفوظ کر لیا ہے چراگاہ کو عام کر دیا ہے۔ اس میں طالب شفا کے لئے شفا اور امیدوار کفایت کے لئے بے نیازی کا سامان موجود ہے۔

۱۵۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(گمراہوں اور غافلوں کے بارے میں)

(گمراہ) یہ انسان اللہ کی طرف سے مہلت کی منزل میں ہے۔ غافلوں کے ساتھ تباہیوں کے گڑھے میں گر پڑتا ہے اور بدکاروں کے ساتھ صبح کرتا ہے۔ نہ اس کے سامنے سیدھا راستہ ہے اور نہ قیادت کرنے والا پیشوا۔

(غافلین) یہاں تک کہ جب پروردگار نے ان کے گناہوں کی سزا کو واضح کر دیا اور انھیں غفلت کے پردوں سے باہر نکال لیا جس سے منہ پھیرتے تھے اسی کی طرف دوڑنے لگے اور جس کی طرف متوجہ تھے اس سے منہ پھیرنے لگے۔ جن مقاصد کو حاصل کر لیا تھا سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور جن حاجتوں کو پورا کر لیا تھا ان سے بھی کوئی نتیجہ نہیں حاصل ہوا۔

دیکھو۔ میں تمھیں اور خود اپنے نفس کو بھی اس صورت حال سے ہوشیار کر رہا ہوں۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ اپنے نفس سے فائدہ اٹھائے۔

فَإِنَّمَا الْبَصِيرُ مَنْ سَمِعَ فَتَفَكَّرَ، وَنَظَرَ فَأَبْصَرَ، وَانْتَفَعَ بِالْعِبَرِ،
جَدَداً وَاضِحاً يَتَجَنَّبُ فِيهِ الصَّرْعَةَ فِي الْمَهَاوِي، وَالضَّلَالَ فِي الْمَغَاوِي، وَ
عَلَى نَفْسِهِ الْغُوَاةَ بِتَعَسُّفٍ فِي حَقٍّ، أَوْ تَحْرِيفٍ فِي نُطْقٍ، أَوْ تَخَوُّفٍ مِنْ صِدْقٍ

عظة الناس

فَأَفِقْ أَيُّهَا السَّامِعُ مِنْ سَكْرَتِكَ، وَاسْتَيْقِظْ مِنْ غَفْلَتِكَ، وَاخْتَصِرْ مِنْ عَ
وَأَنْعِمِ الْفِكْرَ فِيمَا جَاءَكَ عَلَى لِسَانِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْ
مِمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا مَحِيصَ عَنْهُ، وَخَالِفْ مَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ إِلَى غَيْرِهِ
وَمَا رَضِيَ لِنَفْسِهِ، وَضَعْ فَخْرَكَ، وَاحْطُطْ كِبْرَكَ، وَاذْكُرْ قَبْرَكَ، فَإِ
مَمَرَّكَ، وَكَمَا تَدِينُ تُدَانُ، وَكَمَا تَزْرَعُ تَحْصُدُ، وَمَا قَدَّمْتَ الْيَوْمَ تَقْ
غَداً، فَامْهَدْ لِقَدَمِكَ، وَقَدِّمْ لِيَوْمِكَ. فَالْحَذَرَ الْحَذَرَ أَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ!
الْجِدَّ أَيُّهَا الْغَافِلُ! وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ.

إِنَّ مِنْ عَزَائِمِ اللّٰهِ فِي الذِّكْرِ الْحَكِيمِ، الَّتِي عَلَيْهَا يُثِيبُ وَيُعَاقِبُ، وَلَهَا يَرْضَى وَ
أَنَّهُ لَا يَنْفَعُ عَبْداً - وَإِنْ أَجْهَدَ نَفْسَهُ، وَأَخْلَصَ فِعْلَهُ - أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا، لَاقِ
بِخَصْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ الْخِصَالِ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا: أَنْ يُشْرِكَ بِاللّٰهِ فِيمَا افْتَرَضَ عَلَيْهِ مِنْ
أَوْ يَشْفِيَ غَيْظَهُ بِهَلَاكِ نَفْسٍ، أَوْ يَعُرَّ بِأَمْرٍ فَعَلَهُ غَيْرُهُ، أَوْ يَسْتَنْجِحَ حَ
النَّاسِ بِإِظْهَارِ بِدْعَةٍ فِي دِينِهِ، أَوْ يَلْقَى النَّاسَ بِوَجْهَيْنِ، أَوْ يَمْشِيَ فِيهِمْ بِ
اعْقِلْ ذٰلِكَ فَإِنَّ الْمِثْلَ دَلِيلٌ عَلَى شِبْهِهِ.

إِنَّ الْبَهَائِمَ هَمُّهَا بُطُونُهَا؛ وَإِنَّ السِّبَاعَ هَمُّهَا الْعُدْوَانُ عَلَى غَيْرِهَا، وَإِنَّ
هَمُّهُنَّ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْفَسَادُ فِيهَا؛ إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ مُسْتَكِينُونَ. إِنَّ ا
مُشْفِقُونَ. إِنَّ الْمُؤْمِنِينَ خَائِفُونَ.

١٥٤

و من خطبة له «عليه السلام»

يذكر فيها فضائل أهل البيت «عليهم السلام»

وَنَاظِرُ قَلْبِ اللَّبِيبِ بِهِ يُبْصِرُ أَمَدَهُ، وَيَعْرِفُ غَوْرَهُ وَنَجْ
دَعَا، وَرَاعٍ رَعَى، فَاسْتَجِيبُوا لِلدَّاعِي، وَاتَّبِعُوا الرَّاعِيَ.
قَدْ خَاضُوا بِحَارَ الْفِتَنِ، وَأَخَذُوا بِالْبِدَعِ دُونَ السُّنَ

مغاوی - جمع مغواۃ شبہات
تمہد - فرش کر دیا
یعر - عیب دار بنا دے
یستنجح - کامیابی طلب کرے
مستکین - خاضع
ناظر القلب - دل کی آنکھ
غور - پست زمین
نجد - بلند زمین

(۱) دنیا بے پناہ ترقی کر گئی۔ جاہلیت کا دور سیکڑوں سال پہلے گذر چکا لیکن عورت کے مزاج سے زینت زندگانی کی اہمیت کا تصور نہ جا سکا بلکہ روز بروز ترقی ہی ہوتی ہے اور آج ہر زینت (لباس۔ آرائش۔ میک اپ) کو ایک مستقل علم اور فن کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور سب کا سلسلہ واقعی حدود سے تجاوز کر گیا ہے لوگوں کی پوری پوری تنخواہ عورت کی آرائش پر خرچ ہو رہی ہے اور آرائش کی ایک ایک قسم سو سو طرح کے فسادات پیدا کر رہی ہے۔ کاش دور حاضر کی ترقی یافتہ اور تعلیم یافتہ عورت اس فساد کی طرف توجہ دے سکتی اور زندگی کو سادہ بنانے کی کوشش کر سکتی۔

مصادر خطبہ ۱۵۳ غرر الحکم آمدی حرف تاء، الغارات ابراہیم الثقفی ۱ صفحہ

صاحب بصیرت وہی کا ہے جو سنے تو غور بھی کرے اور دیکھے تو نگاہ بھی کرے اور پھر عبرتوں سے فائدہ حاصل کرکے اس روشن راستہ پر چل پڑے جس میں گمراہی کے گڑھے میں گرنے سے پرہیز کرے اور شبہات میں پڑ کر گمراہ نہ ہو جائے۔ ... خلاف گمراہوں کی اس طرح مدد نہ کرے کہ حق کی راہ سے انحراف کرے یا گفتگو میں تحریف سے کام لے یا سچ بولنے سے انکار ہو جائے۔

میری بات سننے والو! اپنی مدہوشی سے ہوش میں آجاؤ اور اپنی غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ سامانِ دنیا مختصر کر لو اور ان پر غور و فکر کرو جو تمہارے پاس پیغمبر امی کی زبان مبارک سے آئی ہیں اور جن کا اختیار کرنا ضروری ہے اور ان سے کوئی مفر نہیں ہے۔ جو اس بات کی مخالفت کرے اس سے اختلاف کر کے دوسرے راستہ پر چل پڑو اور اسے اس کی مرضی پر چھوڑ دو۔ فخر و مباہات کو چھوڑ دو۔ تکبر کو ختم کر دو اور قبر کو یاد کرو کہ اسی راستہ سے گذرنا ہے اور جیسا کرو گے ویسا ہی بدلے گا اور جیسا بوؤ گے ویسا ہی کاٹنا ہے اور جو آج بھیج دیا ہے کل اسی کا سامنا کرنا ہے۔ اپنے قدموں کے لئے زمین ہموار کرو اور اس دن کے لئے سامان پہلے سے بھیج دو۔ ہوشیار! ہوشیار اے سننے والو اور محنت! محنت اے غفلت والو! مجھ جیسے باخبر کی طرح کوئی نہ بتلائے گا۔"

دیکھو! قرآن مجید میں پروردگار کے مستحکم اصولوں میں جس پر ثواب و عذاب اور رضا و ناراضگی کا دار و مدار ہے۔ یہ بات ہے کہ انسان اس دنیا میں کسی قدر محنت کیوں نہ کرے اور کتنا ہی مخلص کیوں نہ ہو جائے اگر دنیا سے نکل کر اللہ کی بارگاہ میں جانا ہے اور درج ذیل خصلتوں سے توبہ نہ کرے تو اسے یہ جد و جہد اور اخلاص عمل کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکتا ہے۔ عبادت الٰہی میں کسی کو شریک قرار دیدے۔ اپنے نفس کی تسکین کے لئے کسی کو ہلاک کر دے۔ ایک کے کام پر دوسرے کو عیب لگا دے۔ دین میں کوئی بدعت ایجاد کر کے اس کے ذریعہ لوگوں سے فائدہ حاصل کرے۔ لوگوں کے سامنے دو رخی پالیسی اختیار کرے۔ یا دو زبانوں کے ساتھ زندگی گذارے۔ اس حقیقت کو سمجھو کہ ہر شخص اپنی نظیر کی دلیل ہوتا ہے۔

یقیناً چوپایوں کا سارا ہدف ان کا پیٹ ہوتا ہے اور درندوں کا سارا نشانہ دوسروں پر ظلم ہوتا ہے اور عورتوں کا سارا ہم و غم اس دنیا کی زینت اور فساد پر ہوتا ہے۔ لیکن صاحبانِ ایمان خضوع و خشوع رکھنے والے، خوفِ خدا رکھنے والے اور اس کی بارگاہ میں ترساں اور لرزاں رہتے ہیں۔

۱۵۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں فضائلِ اہلبیت کا ذکر کیا گیا ہے)

صاحب عقل زندہ وہ ہے جو دل کی آنکھوں سے اپنے انجام کار کو دیکھ لیتا ہے اور اس کے نشیب و فراز کو پہچان لیتا ہے۔ دعوت دینے والا دعوت دے چکا ہے اور نگرانی کرنے والا نگرانی کا فرض ادا کر چکا ہے۔ اب تمہارا فریضہ ہے کہ دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور نگران کے نقش قدم پر چل پڑو۔

الْمُؤْمِنُونَ، وَ نَطَقَ الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ. نَحْنُ الشِّعَارُ وَالْأَصْحَابُ، وَالْخَزَنَةُ وَالْأَبْوَابُ؛ وَ لَا تُؤْتَى الْبُيُوتُ إِلَّا مِنْ أَبْوَابِهَا، فَمَنْ أَتَاهَا مِنْ غَيْرِ أَبْوَابِهَا سُمِّيَ سَارِقاً.

مِنْهَا: فِيهِمْ كَرَائِمُ الْقُرْآنِ، وَ هُمْ كُنُوزُ الرَّحْمٰنِ. إِنْ نَطَقُوا صَدَقُوا، وَ إِنْ صَمَتُوا لَمْ يُسْبَقُوا. فَلْيَصْدُقْ رَائِدٌ أَهْلَهُ، وَلْيُحْضِرْ عَقْلَهُ، وَلْيَكُنْ مِنْ أَبْنَاءِ الْآخِرَةِ، فَإِنَّهُ مِنْهَا قَدِمَ، وَإِلَيْهَا يَنْقَلِبُ. فَالنَّاظِرُ بِالْقَلْبِ، الْعَامِلُ بِالْبَصَرِ، يَكُونُ مُبْتَدَأُ عَمَلِهِ أَنْ يَعْلَمَ: أَعَمَلُهُ عَلَيْهِ أَمْ لَهُ! فَإِنْ كَانَ لَهُ مَضَى فِيهِ، وَ إِنْ كَانَ عَلَيْهِ وَقَفَ عَنْهُ. فَإِنَّ الْعَامِلَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَالسَّائِرِ عَلَى غَيْرِ طَرِيقٍ. فَلَا يَزِيدُهُ بُعْدُهُ عَنِ الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ إِلَّا بُعْداً مِنْ حَاجَتِهِ. وَالْعَامِلُ بِالْعِلْمِ كَالسَّائِرِ عَلَى الطَّرِيقِ الْوَاضِحِ. فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ: أَسَائِرٌ هُوَ أَمْ رَاجِعٌ!

وَ اعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ ظَاهِرٍ بَاطِناً عَلَى مِثَالِهِ، فَمَا طَابَ ظَاهِرُهُ طَابَ بَاطِنُهُ، وَ مَا خَبُثَ ظَاهِرُهُ خَبُثَ بَاطِنُهُ. وَ قَدْ قَالَ الرَّسُولُ الصَّادِقُ - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ -: «إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ، وَ يُبْغِضُ عَمَلَهُ، وَ يُحِبُّ الْعَمَلَ وَ يُبْغِضُ بَدَنَهُ».

وَ اعْلَمْ أَنَّ لِكُلِّ عَمَلٍ نَبَاتاً. وَكُلُّ نَبَاتٍ لَا غِنَى بِهِ عَنِ الْمَاءِ، وَ الْمِيَاهُ مُخْتَلِفَةٌ؛ فَمَا طَابَ سَقْيُهُ، طَابَ غَرْسُهُ وَحَلَتْ ثَمَرَتُهُ، وَ مَا خَبُثَ سَقْيُهُ خَبُثَ غَرْسُهُ وَ أَمَرَّتْ ثَمَرَتُهُ.

۱۵۵

و من خطبة له (عليه السلام)

يذكر فيها بديع خلقة الخفاش

حمد الله و تنزيهه

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي انْحَسَرَتِ الْأَوْصَافُ عَنْ كُنْهِ مَعْرِفَتِهِ، وَ رَدَعَتْ عَظَمَتُهُ الْعُقُولَ فَلَمْ تَجِدْ مَسَاغاً إِلَى بُلُوغِ غَايَةِ مَلَكُوتِهِ!

هُوَ اللهُ الْحَقُّ الْمُبِينُ، أَحَقُّ وَأَبْيَنُ مِمَّا تَرَى الْعُيُونُ، لَمْ تَبْلُغْهُ الْعُقُولُ بِتَحْدِيدٍ فَيَكُونَ مُشَبَّهاً، وَلَمْ تَقَعْ عَلَيْهِ الْأَوْهَامُ بِتَقْدِيرٍ فَيَكُونَ مُمَثَّلاً. خَلَقَ الْخَلْقَ عَلَى غَيْرِ تَمْثِيلٍ، وَ لَا مَشُورَةِ مُشِيرٍ، وَ لَا مَعُونَةِ مُعِينٍ. فَتَمَّ خَلْقُهُ بِأَمْرِهِ، وَ أَذْعَنَ لِطَاعَتِهِ، فَأَجَابَ وَ لَمْ يُدَافِعْ، وَانْقَادَ

شعار - جو لباس بدن سے متصل ہے

کرائم - جمع کریمہ - شریف

انحسرت - عاجز ہو گئی ہیں

(1) اس مقام پر ابن ابی الحدید نے رسول اکرمؐ کی ۲۴ احادیث کا ذکر کیا ہے جن میں مولائے کائنات کے مخصوص فضائل و کمالات کا تذکرہ ہے تاکہ ہر شخص کو یہ اندازہ ہو جائے کہ حضرت کا اس طرح کا اعلان کسی غرور اور تکبر کی بنا پر نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت کا اظہار ہے جس کے بغیر آپ کی معرفت ممکن نہیں ہے اور معرفت کے بغیر قوم آپ کے کمالات و علوم سے استفادہ نہیں کر سکتی ہے۔

(2) انسان کے ظاہر و باطن کے ارتباط کی بہترین مثال یہ ہے کہ ظاہری اعمال کی جڑیں باطن میں ہوتی ہیں اور درخت کو بار آور بنانے کے لئے جڑوں کو پانی دیا جاتا ہے - اب اگر پانی صاف ہے تو درخت بھی شاداب رہے گا اور پھل بھی شیریں ہوں گے ورنہ درخت بھی تباہ ہو جائے گا اور پھل بھی ناقابل استعمال ہو جائیں گے

اعمال کی سینچائی ہمیشہ اخلاص کے پانی سے ہوتی ہے اور اسی کے اعتبار سے ان کی قدر و قیمت کا تعین ہوتا ہے کہ ایک ضربت عبادت ثقلین پر بھاری ہو جاتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵۵ الطراز السید الیمانی ۱ ص ۳۳۳

لوگ فتنوں کے دریاؤں میں ڈوب گئے ہیں اور سنت کو چھوڑ کر بدعتوں کو اختیار کر لیا ہے۔ مومنین گوشہ و کنار میں دبے ہیں اور گمراہ اور افترا پرداز مصروف کلام ہیں۔

درحقیقت ہم اہلبیت ہی دین کے نشان اور اس کے ساتھی، اس کے احکام کے خزانہ دار اور اس کے دروازے ہیں اور ظاہر ہے کہ گھروں میں داخلہ دروازوں کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے ورنہ انسان چور کہا جائے گا۔

انہیں اہلبیتؑ کے بارے میں قرآن کریم کی عظیم آیات ہیں اور یہی رحمان کے خزانہ دار ہیں۔ یہ جب بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں اور جب قدم آگے بڑھاتے ہیں تو کوئی ان پر سبقت نہیں لے جا سکتا ہے۔ ہر ذمہ دار قوم کا فرض ہے کہ اپنے قوم سے سچ بولے اور اپنی عقل کو گم نہ ہونے دے اور فرزندان آخرت میں شامل ہو جائے کہ ادھر ہی سے آیا ہے اور ادھر ہی پلٹ کر جانا ہے۔ یقیناً دل کی آنکھوں سے دیکھنے والے اور دیکھ کر عمل کرنے والے کے عمل کی ابتدا اس علم سے ہوتی ہے کہ اس کا عمل اس کے لئے مفید ہے یا اس کے خلاف ہے۔ اگر مفید ہے تو اسی راستہ پر چلتا رہے اور اگر مضر ہے تو ٹھہر جائے کہ علم کے بغیر عمل کرنے والا غلط راستہ پر چلنے والے کے مانند ہے کہ جس قدر راستہ طے کرتا جائے گا منزل سے دور تر ہوتا جائے گا اور علم کے ساتھ عمل کرنے والا واضح راستہ پر چلنے کے مانند ہے۔ لہٰذا ہر آنکھ والے کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ وہ آگے بڑھ رہا ہے یا پیچھے ہٹ رہا ہے اور یاد رکھو کہ ہر ظاہر کے لئے اسی کا جیسا باطن بھی ہوتا ہے لہٰذا اگر ظاہر پاکیزہ ہوگا تو باطن بھی پاکیزہ ہوگا اور اگر ظاہر خبیث ہو گیا تو باطن بھی خبیث ہو جائے گا۔ رسول صادق نے سچ فرمایا ہے کہ "اللہ کبھی کبھی کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے اور اس کے عمل سے بیزار ہوتا ہے اور کبھی عمل کو دوست رکھتا ہے اور خود اسی سے بیزار رہتا ہے۔

یاد رکھو کہ ہر عمل سبزہ کی طرح اگنے والا ہوتا ہے اور سبزہ پانی سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے اور پانی بھی طرح طرح کے ہوتے ہیں لہٰذا اگر سینچائی پاکیزہ پانی سے ہوگی تو پیداوار بھی پاکیزہ ہوگی اور پھل بھی شیریں ہوگا اور اگر سینچائی ہی غلط ہوگی تو پیداوار بھی خبیث ہوگی اور پھل بھی کڑوے ہوں گے۔

۱۵۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں چمگادڑ کی عجیب و غریب خلقت کا ذکر کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی معرفت کی گہرائیوں سے اوصاف عاجز ہیں اور جس کی عظمتوں نے عقلوں کو آگے بڑھنے سے روک دیا ہے تو اب اس کی سلطنتوں کی حدوں تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے۔

وہ خدائے برحق و آشکار ہے۔ اس سے زیادہ ثابت اور واضح ہے جو آنکھوں کے مشاہدہ میں آجاتا ہے۔ عقلیں اس کی حدبندی نہیں کر سکتی ہیں کہ کسی کی شبیہ قرار دے دیا جائے اور خیالات اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں کہ وہ کسی کی مثال بنا دیا جائے۔ اس نے مخلوقات کو بغیر کسی نمونہ اور کسی مشیر کے مشورہ یا مددگار کی مدد کے بنایا ہے۔ اس کی تخلیق اس کے امر سے تکمیل ہوئی ہے اور پھر اسی کی اطاعت کے لئے سربسجود ہو گئی اور بلا توقف اس کی آواز پر لبیک کہتی ہے اور بغیر کسی اختلاف کے اس کے سامنے سرنگوں ہوتی ہے۔

وَلَمْ يُنَازِعْ

خلقة الخفاش

وَ مِنْ لَطَائِفِ صَنْعَتِهِ، وَ عَجَائِبِ خِلْقَتِهِ، مَا أَرَانَا مِنْ غَوَامِضِ الْحِكْمَةِ فِي هٰذِهِ الْخَفَافِيشِ الَّتِي يَقْبِضُهَا الضِّيَاءُ الْبَاسِطُ لِكُلِّ شَيْءٍ، وَ يَبْسُطُهَا الظَّلَامُ الْقَابِضُ لِكُلِّ حَيٍّ؛ وَ كَيْفَ عَشِيَتْ أَعْيُنُهَا عَنْ أَنْ تَسْتَمِدَّ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيئَةِ نُوراً تَهْتَدِي بِهِ فِي مَذَاهِبِهَا، وَ تَتَّصِلُ بِعَلَانِيَةِ بُرْهَانِ الشَّمْسِ إِلَى مَعَارِفِهَا. وَرَدَعَهَا بِتَلَأْلُؤِ ضِيَائِهَا عَنِ الْمُضِيِّ فِي سُبُحَاتِ إِشْرَاقِهَا. وَأَكَنَّهَا فِي مَكَامِنِهَا عَنِ الذَّهَابِ فِي بُلَجِ ائْتِلَاقِهَا. فَهِيَ مُسْدَلَةُ الْجُفُونِ بِالنَّهَارِ عَلَى حِدَاقِهَا. وَ جَاعِلَةُ اللَّيْلِ سِرَاجاً تَسْتَدِلُّ بِهِ فِي الْتِمَاسِ أَرْزَاقِهَا؛ فَلَا يَرُدُّ أَبْصَارَهَا إِسْدَافُ ظُلْمَتِهِ، وَ لَا تَمْتَنِعُ مِنَ الْمُضِيِّ فِيهِ لِغَسَقِ دُجُنَّتِهِ. فَإِذَا أَلْقَتِ الشَّمْسُ قِنَاعَهَا، وَ بَدَتْ أَوْضَاحُ نَهَارِهَا، وَ دَخَلَ مِنْ إِشْرَاقِ نُورِهَا عَلَى الضِّبَابِ فِي وِجَارِهَا، أَطْبَقَتِ الْأَجْفَانَ عَلَى مَآقِيهَا، وَ تَبَلَّغَتْ بِمَا اكْتَسَبَتْهُ مِنَ الْمَعَاشِ فِي ظُلَمِ لَيَالِيهَا. فَسُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ اللَّيْلَ لَهَا نَهَاراً وَ مَعَاشاً وَالنَّهَارَ سَكَناً وَ قَرَاراً! وَ جَعَلَ لَهَا أَجْنِحَةً مِنْ لَحْمِهَا تَعْرُجُ بِهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ إِلَى الطَّيَرَانِ، كَأَنَّهَا شَظَايَا الْآذَانِ، غَيْرَ ذَوَاتِ رِيشٍ وَ لَا قَصَبٍ، إِلَّا أَنَّكَ تَرَى مَوَاضِعَ الْعُرُوقِ بَيِّنَةً أَعْلَاماً. لَهَا جَنَاحَانِ لَمَّا يَرِقَّا فَيَنْشَقَّا، وَلَمْ يَغْلُظَا فَيَثْقُلَا. تَطِيرُ وَ وَلَدُهَا لَاصِقٌ بِهَا لَاجِئٌ إِلَيْهَا، يَقَعُ إِذَا وَقَعَتْ، وَ يَرْتَفِعُ إِذَا ارْتَفَعَتْ، وَ لَا يُفَارِقُهَا حَتَّى تَشْتَدَّ أَرْكَانُهُ، وَ يَحْمِلَهُ لِلنُّهُوضِ جَنَاحُهُ، وَ يَعْرِفَ مَذَاهِبَ عَيْشِهِ، وَ مَصَالِحَ نَفْسِهِ. فَسُبْحَانَ الْبَارِئِ لِكُلِّ شَيْءٍ، عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ!

١٥٦

و من كلام له (عليه السلام)

خاطب به أهل البصرة على جهة اقتصاص الملاحم

فَمَنِ اسْتَطَاعَ عِنْدَ ذٰلِكَ أَنْ يَعْتَقِلَ نَفْسَهُ عَلَى اللهِ، عَزَّوَجَلَّ، فَلْيَفْعَلْ. فَإِنْ أَطَعْتُمُونِي فَإِنِّي حَامِلُكُمْ إِنْ شَاءَ اللهُ عَلَى سَبِيلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ ذَا مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ وَ مَذَاقَةٍ مَرِيرَةٍ.

وَ أَمَّا فُلَانَةُ فَأَدْرَكَهَا رَأْيُ النِّسَاءِ، وَ ضِغْنٌ غَلَا فِي صَدْرِهَا كَمِرْجَلِ

عشا - اندھاپن

سبحات - درجات

ائتلاق - چمک دمک

بلج - ضوء

اسدفت - تاریکی ہوگئی

دجنہ - ظلمت

اوضاح - وضح - سفیدہ صبح

ضباب - بجو

وجار - سوراخ

مآق - جمع ماق - گوشہ چشم

تبلغت - اکتفا کرلیا

شظایا - جمع شظیہ - غلاف

قصبہ - عمود

اعلام - نشان

خلا من غیرہ - سب سے آگے بڑھ گیا

مرجل - پتیلی

(۱) عظمت و کبریائی پروردگار کا اندازہ کرنا ہے تو پہلے اس قدر ضعیف اور کمزور مخلوق کی عظمت کا ادراک کرنا ہوگا تاکہ اس کے تسلسل سے مزید مخلوقات کی صنعت کا اندازہ کیا جاسکے اور اسی اعتبار سے جلالت خالق کا اعتراف کیا جاسکے۔

مصادر خطبہ ۱۵۶ احتجاج طبرسی ا ص۳۲۶، کنز العمال ۸ ص۲۱۵، منتخب کنز العمال ا ص۳۱۵، تلخیص الشافی ص۳۲۶، مختصر بصائر الدرجات ص۱۵، بحار الانوار باب الفتن، المجالس مفید ص۱۲۲، تحف العقول ص۱۰۹، کتاب سلیم بن قیس ص۳۰

اس کی لطیف ترین صنعت اور عجیب ترین خلقت کا ایک نمونہ وہ ہے جو اس نے اپنی دقیق ترین حکمت سے چمگادڑ کی تخلیق میں پیش کیا ہے کہ جسے ہر شے کو وسعت دینے والی روشنی سکیڑ دیتی ہے اور ہر زندہ کو سکیڑ دینے والی تاریکی وسعت عطا کر دیتی ہے۔ کس طرح اس کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں کہ روشن آفتاب کی شعاعوں سے مدد حاصل کر کے اپنے راستے طے کر سکے اور کھلی ہوئی آفتاب کی روشنی کے ذریعہ اپنی جانی پہچانی منزلوں تک پہونچ سکے۔ نور آفتاب نے اپنی چمک دمک کے ذریعہ اسے روشنی کے طبقات میں آگے بڑھنے سے روک دیا ہے اور روشنی کے اُجالے میں آنے سے روک کر مخفی مقامات پر چھپا دیا ہے۔ دن میں اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور رات کو چراغ بنا کر وہ تلاش رزق میں نکل پڑتی ہے۔ اس کی نگاہوں کو رات کی تاریکی نہیں پلٹا سکتی ہے اور اس کو راستہ میں آگے بڑھنے سے شدید ظلمت بھی نہیں روک سکتی ہے۔ اس کے بعد جب آفتاب اپنے نقاب کو الٹ دیتا ہے اور دن کا روشن چہرہ سامنے آجاتا ہے اور آفتاب کی کرنیں بجو کے سوراخ تک پہونچ جاتی ہیں تو اس کی پلکیں آنکھوں پر لٹک آتی ہیں اور جو کچھ رات کی تاریکیوں میں حاصل کر لیا ہے اسی پر گذارا شروع کر دیتی ہے۔ کیا کہنا اس معبود کا جس نے اس کے لئے رات کو دن اور وسیلہ معاش بنا دیا ہے اور دن کو وجہ سکون و قرار مقرر کر دیا ہے اور پھر اس کے لئے ایسے گوشت کے پر بنا دیئے ہیں جن کے ذریعہ بوقت ضرورت پرواز بھی کر سکتی ہے۔ گویا کہ یہ کان کی لوئیں ہیں جن میں نہ پر ہیں اور نہ کریاں مگر اس کے باوجود تم دیکھو گے کہ رگوں کی جگہوں کے نشانات بالکل واضح ہیں اور اس کے ایسے دو پر بن گئے ہیں جو نہ اتنے باریک ہیں کہ پھٹ جائیں اور نہ اتنے غلیظ ہیں کہ پرواز میں زحمت ہو۔ اس کی پرواز کی شان یہ ہے کہ اپنے بچہ کو ساتھ لے کر سینہ سے لگا کر پرواز کرتی ہے۔ جب نیچے اترتی ہے تو بچہ ساتھ ہوتا ہے اور جب اوپر اڑتی ہے تو بچہ ہمراہ ہوتا ہے اور اس وقت تک اس سے الگ نہیں ہوتا ہے جب تک اس کے اعضاء مضبوط نہ ہو جائیں اور اس کے پر اس کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہ ہو جائیں اور وہ اپنے رزق کے راستوں اور مصلحتوں کو خود پہچان نہ لے۔ پاک و بے نیاز ہے وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا جس نے کسی ایسی مثال کا سہارا نہیں لیا جو کسی دوسرے سے حاصل کی گئی ہو۔

۱۵۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اہل بصرہ سے خطاب کر کے انھیں حوادث سے باخبر کیا گیا ہے)

ایسے وقت میں اگر کوئی شخص اپنے نفس کو صرف خدا تک محدود رکھنے کی طاقت رکھتا ہے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے۔ پھر اگر تم میری اطاعت کرو گے تو میں تمھیں انشاء اللہ جنت کے راستہ پر چلاؤں گا چاہے اس میں کتنی ہی زحمت اور تلخی کیوں نہ ہو۔

رہ گئی فلاں خاتون (۱) کی بات تو ان پر عورتوں کی جذباتی رائے کا اثر ہو گیا ہے اور اس کینہ نے اثر کر دیا ہے جو ان کے سینہ میں لوہار کے کڑھاؤ کی طرح کھول رہا ہے۔

(۱) اس لفظ سے مراد مسلم طور پر حضرت عائشہ کی ذات ہے لیکن آپ نے انھیں نام کے ساتھ قابل ذکر نہیں قرار دیا ہے اور ان کی دو عظیم کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک یہ ہے کہ ان میں عام عورتوں کی جذباتی کمزوری پائی جاتی ہے جو اکثر احکام دین اور مرضی پروردگار پر غالب آجاتی ہے جب کہ ازواج رسول کو ان کمزوریوں سے بلند تر ہونا چاہئے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ان کے دل میں کینہ پایا جاتا ہے کہ ان کے بارے میں رسول اکرمؐ کے وہ ارشادات نہیں ہیں جو حضرت علیؑ کے بارے میں ہیں اور انھیں قدرت نے قابل اولاد نہ بنا کر نسل علیؑ کو نسل پیغمبرؐ بنا دیا ہے۔!

السِّنِينَ، وَلَوْ دُعِيتُ لِتَنَالَ مِنْ غَيْرِي مَا أَتَتْ إِلَيَّ، لَمْ تَفْعَلْ، وَلَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُولَى، وَالْحِسَابُ عَلَى اللهِ تَعَالَى.

وصف الإيمان

منه: سَبِيلٌ أَبْلَجُ الْمِنْهَاجِ، أَنْوَرُ السِّرَاجِ. فَبِالْإِيمَانِ يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحَاتِ، وَبِالصَّالِحَاتِ يُسْتَدَلُّ عَلَى الْإِيمَانِ، وَبِالْإِيمَانِ يُعْمَرُ الْعِلْمُ، وَبِالْعِلْمِ يُرْهَبُ الْمَوْتُ، وَبِالْمَوْتِ تُخْتَمُ الدُّنْيَا، وَبِالدُّنْيَا تُحْرَزُ الْآخِرَةُ، وَبِالْقِيَامَةِ تُزْلَفُ الْجَنَّةُ «وَتُبَرَّزُ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ». وَإِنَّ الْخَلْقَ لَا مَقْصَرَ لَهُمْ عَنِ الْقِيَامَةِ، مُرْقِلِينَ فِي مِضْمَارِهَا إِلَى الْغَايَةِ الْقُصْوَى.

حال أهل القبور في القيامة

منه: قَدْ شَخَصُوا مِنْ مُسْتَقَرِّ الْأَجْدَاثِ، وَصَارُوا إِلَى مَصَائِرِ الْغَايَاتِ، لِكُلِّ دَارٍ أَهْلُهَا لَا يَسْتَبْدِلُونَ بِهَا وَلَا يُنْقَلُونَ عَنْهَا.

وَإِنَّ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ، لَخُلُقَانِ مِنْ خُلُقِ اللهِ سُبْحَانَهُ، وَإِنَّهُمَا لَا يُقَرِّبَانِ مِنْ أَجَلٍ، وَلَا يَنْقُصَانِ مِنْ رِزْقٍ. وَعَلَيْكُمْ بِكِتَابِ اللهِ، «فَإِنَّهُ الْحَبْلُ الْمَتِينُ، وَالنُّورُ الْمُبِينُ، وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ، وَالرِّيُّ النَّاقِعُ، وَالْعِصْمَةُ لِلْمُتَمَسِّكِ، وَالنَّجَاةُ لِلْمُتَعَلِّقِ. لَا يَعْوَجُّ فَيُقَامَ، وَلَا يَزِيغُ فَيُسْتَعْتَبَ، وَلَا تُخْلِقُهُ كَثْرَةُ الرَّدِّ، وَوُلُوجُ السَّمْعِ. «مَنْ قَالَ بِهِ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهِ سَبَقَ».

وقام إليه رجل فقال: يا أمير المؤمنين، أخبرنا عن الفتنة، وهل سألت رسول الله صلى الله عليه وآله — عنها؟ فقال (عليه السلام):

إِنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ قَوْلَهُ: «الم أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ» عَلِمْتُ أَنَّ الْفِتْنَةَ لَا تَنْزِلُ بِنَا وَرَسُولُ اللهِ (صلى الله عليه وآله) بَيْنَ أَظْهُرِنَا. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا هَذِهِ الْفِتْنَةُ الَّتِي أَخْبَرَكَ اللهُ تَعَالَى بِهَا؟ فَقَالَ: «يَا عَلِيُّ، إِنَّ أُمَّتِي سَيُفْتَنُونَ مِنْ بَعْدِي»، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَوَلَيْسَ قَدْ قُلْتَ لِي يَوْمَ أُحُدٍ حَيْثُ اسْتُشْهِدَ مَنِ اسْتُشْهِدَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَحِيزَتْ عَنِّي الشَّهَادَةُ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيَّ، فَقُلْتَ لِي: «أَبْشِرْ، فَإِنَّ الشَّهَادَةَ مِنْ وَرَائِكَ»؟ فَقَالَ لِي: «إِنَّ ذَلِكَ لَكَذَلِكَ، فَكَيْفَ صَبْرُكَ إِذَنْ؟» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ هَذَا مِنْ مَوَاطِنِ الصَّبْرِ، وَلَكِنْ مِنْ مَوَاطِنِ الْبُشْرَى

قین - لوہار
مقصر - نزل
مرقلین - تیز رفتار
شخصوا - چلے گئے
اجداث - قبریں
مصائر الغایات - آخری انجام
نقع العطش - پیاس بجھ گئی
یستعتب - مطالبہ رضامندی
اخلقہ - پرانا بنا دیا
ولوج السمع - بار بار کانوں میں داخل ہونا
حیزت - مجھ سے محفوظ کرلی گئی۔

(۱) یہ امیرالمومنینؑ کا کمال کردار ہے کہ آپ کے اعمال پر جذباتیت کا غلبہ نہیں ہوتا ہے اور ہر اقدام نہایت درجہ متوازن اور احکام الٰہیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ آپ نے اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا چاہا ہے کہ عائشہ کی ایک نسبت پیغمبر اکرمؐ کی طرف ہے لہٰذا جس مسئلہ کا بھی پیغمبر اسلام سے تعلق ہوگا اس کے اعتبار سے ان کا احترام بہرحال کیا جائے گا ــ لیکن یہ بات انھیں خدائی محاسبہ سے محفوظ نہیں بنا سکتی ہے اور نہ ان کے اقدامات کو تنقید و تبصرہ سے بالاتر قرار دے سکتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کے عقیدہ و کردار کی کمزوری کی بنا پر ان سے جہاد کیا اور ان کی نسبت رسول اکرمؐ کی بنا پر انھیں احترام کے ساتھ مدینہ واپس کردیا کہ آپ کا مقام یہ میدان جنگ نہیں ہے۔

(۲) اس مقام پر حضرت نے قرآن مجید کے دس صفات کا تذکرہ فرمایا ہے اور ہر صفت عظمت قرآن کو پہچاننے کا بہترین وسیلہ ہے جس پر دقت کے ساتھ نظر کرنی چاہیے۔

میں اگر میرے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس برتاؤ کی دعوت دی جاتی تو کبھی نہ آتیں لیکن اس کے بعد بھی مجھے ان کی سابقہ حرمت کا خیال ہے ان کا حساب بہرحال پروردگار کے ذمہ ہے۔

ایمان کا راستہ بالکل واضح اور اس کا چراغ مکمل طور پر نور افشاں ہے۔ ایمان ہی کے ذریعہ نیکیوں کا راستہ حاصل کیا جاتا ہے اور نیکیوں ہی سے ایمان کی پہچان ہوتی ہے۔ ایمان ہی سے علم کی دنیا آباد ہوتی ہے اور علم سے موت کا خوف حاصل ہوتا ہے اور موت ہی پر دنیا کا خاتمہ ہے اور دنیا ہی کے ذریعہ آخرت حاصل کی جاتی ہے اور آخرت ہی میں جنت کو قریب کر دیا جائے گا اور جہنم کو گمراہوں کے لئے بالکل نمایاں کر دیا جائے گا۔ مخلوقات کے لئے قیامت سے پہلے کوئی منزل نہیں ہے۔ انہیں اس میدان میں آخری منزل کی طرف بہرحال دوڑ لگانا ہے۔

(ایک دوسرا حصہ) وہ اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی آخری منزل کی طرف چل پڑے۔ ہر گھر کے لئے اہل ہوتے ہیں جو نہ گھر بدلتے ہیں اور نہ اس سے منتقل ہو سکتے ہیں۔

یقیناً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یہ دو خدائی اخلاق ہیں اور یہ نہ کسی کی موت کو قریب بنا دیتے ہیں اور نہ کسی کی روزی کو کم کر سکتے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ کتاب خدا سے وابستہ رہو کہ وہی مضبوط ریسمان ہدایت اور روشن نور الٰہی ہے۔ اسی میں منفعت بخش شفا ہے اور اسی میں پیاس بجھانے والی سیرابی ہے۔ وہی تمسک کرنے والوں کے لئے وسیلۂ عصمت کردار ہے اور وہی رابطہ رکھنے والوں کے لئے ذریعۂ نجات ہے۔ اس میں کوئی کجی نہیں ہے جسے سیدھا کیا جائے اور اس میں کوئی انحراف نہیں ہے جسے درست کیا جائے۔ مسلسل تکرار اسے پرانا نہیں کر سکتی ہے اور برابر سننے سے کانوں کی تازگی میں فرق نہیں آتا ہے۔ جو اس کے ذریعہ کلام کرے گا وہ سچا ہوگا اور جو اس کے مطابق عمل کرے گا وہ سبقت لے جائے گا۔

اسی درمیان ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا امیر المومنینؑ ذرا فتنہ کے بارے میں بتلایئے؟ کیا آپ نے اس سلسلہ میں رسول اکرمؐ سے دریافت کیا ہے؟ ـ فرمایا جس وقت آیت شریفہ نازل ہوئی "کیا لوگوں کا خیال ہے کہ انہیں ایمان کے دعویٰ ہی پر چھوڑ دیا جائے گا اور کسی فتنہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا" تو ہمیں اندازہ ہو گیا کہ جب تک رسول اکرمؐ موجود ہیں فتنہ کا کوئی اندیشہ نہیں ہے لہٰذا میں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ فتنہ کیا ہے جس کی پروردگار نے آپ کو اطلاع دی ہے؟ فرمایا یا علیؑ! یہ امت میرے بعد فتنہ میں مبتلا ہوگی۔ میں نے عرض کی کیا آپ نے احد کے دن جب کچھ مسلمان راہ خدا میں شہید ہو گئے اور مجھے شہادت کا موقع نصیب نہیں ہوا اور مجھے یہ بات تکلیف دہ محسوس ہوئی ـ تو کیا یہ نہیں فرمایا تھا کہ یا علیؑ! بشارت ہو۔ شہادت تمہارے پیچھے آرہی ہے؟ ـ فرمایا بے شک! اس وقت تمہارا صبر کیسا ہوگا؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ تو صبر کا موقع نہیں ہے بلکہ مسرت اور شکر کا موقع ہے۔

فقرہ کو دیکھنے کے بعد کوئی شخص ایمان و عمل کے رابطہ کو نظر انداز نہیں کر سکتا ہے اور نہ ایمان کو عمل سے بے نیاز بنا سکتا ہے۔

ایمان سے لے کر آخرت تک اتنا حسین تسلسل کسی دوسرے انسان کے کلام میں نظر نہیں آسکتا ہے اور یہ مولائے کائنات کی اعجاز بیانی کا ایک نمونہ ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں پیدا ہونے والے ہر شیطانی وسوسہ کا جواب ان کلمات میں موجود ہے اور ان دونوں کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ان کاموں میں مالک بھی بندوں کے ساتھ شریک ہے بلکہ اس نے پہلے امر و نہی کیا ہے۔ اس کے بعد بندوں کو امر و نہی کا حکم دیا ہے۔

یہ ہے اس کامل ایمان کا کردار جو زندگی کو ہدف اور مقصد نہیں بلکہ وسیلۂ خیرات تصور کرتا ہے اور جب یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ زندگی کی قربانی ہی تمام خیر کا مصدر ہے تو اس قربانی کے نام پر سجدۂ شکر کرتا ہے اور لفظ صبر و تحمل کو برداشت نہیں کرتا ہے۔

عِبَادَاللهِ، اِحْذَرُوا يَوْماً تُفْحَصُ فِيهِ الْأَعْمَالُ، وَ يَكْثُرُ فِيهِ الزِّلْزَالُ، وَ تَشِيبُ فِيهِ الْأَطْفَـ

اِعْلَمُوا، عِبَادَاللهِ، أَنَّ عَلَيْكُمْ رَصَداً مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَ عُيُوناً مِنْ جَوَارِحِكُـ

وَ حُفَّاظَ صِدْقٍ يَحْفَظُونَ أَعْمَالَكُمْ، وَ عَدَدَ أَنْفَاسِكُمْ، لَا تَسْتُرُكُمْ مِـ

ظُلْمَةُ لَيْلٍ دَاجٍ، وَلَا يُكِنُّكُمْ مِنْهُمْ بَابٌ ذُو رِتَاجٍ، وَ إِنَّ غَداً مِنَ الْيَوْمِ قَرِيبٌ.

يَذْهَبُ الْيَوْمُ بِمَا فِيهِ، وَ يَجِيءُ الْغَدُ لَاحِقاً بِهِ، فَكَأَنَّ كُلَّ امْرِىءٍ مِنْكُمْ قَـ

بَلَغَ مِنَ الْأَرْضِ مَنْزِلَ وَحْدَتِهِ، وَ مَخَطَّ (مَحَطَّ) حُفْرَتِهِ. فَيَا لَهُ مِنْ بَيْتِ وَحْـ

وَ مَنْزِلِ وَحْشَةٍ، وَ مُفْرَدِ (مَقَرِّ) غُرْبَةٍ! وَ كَأَنَّ الصَّيْحَةَ قَدْ أَتَتْكُمْ، وَالسَّاعَةَ قَـ

غَشِيَتْكُمْ، وَ بَرَزْتُمْ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ. قَدْ زَاحَتْ عَنْكُمُ الْأَبَاطِيلُ، وَاضْمَحَلَّـ

عَنْكُمُ الْعِلَلُ، وَاسْتَحَقَّتْ بِكُمُ الْحَقَائِقُ، وَ صَدَرَتْ بِكُمُ الْأُمُورُ مَصَادِرَ

فَاتَّعِظُوا بِالْعِبَرِ، وَاعْتَبِرُوا بِالْغِيَرِ (الغيرة)، وَانْتَفِعُوا بِالنُّذُرِ.

وصد ۔ نگراں

رتاج ۔ بڑا دروازہ

منزل وحدۃ ۔ قبر

صیحہ ۔ ندائے آسمانی

زاحت ۔ دور ہوگئے

ہجعہ ۔ نیند

مُبرم ۔ محکم

بیت مدر و وبر ۔ شہری اور دیہاتی

مکانات

ترحہ ۔ رنج والم

اصفیتم ۔ اپنے لئے مخصوص کرلیا۔

۱۵۸

و من خطبة له «عليه السلام»

ينبه فيها على فضل الرسول الأعظم، و فضل القرآن، ثم حال دولة بني أمية

النبي والقرآن

أَرْسَلَهُ عَلَى حِينِ فَتْرَةٍ مِنَ الرُّسُلِ، وَ طُولِ هَجْعَةٍ مِنَ الْأُمَمِ، وَ انْتِقَاضٍ

مِنَ الْمُبْرَمِ؛ فَجَاءَهُمْ بِتَصْدِيقِ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَالنُّورِ الْمُقْتَدَى بِـ

ذٰلِكَ الْقُرْآنُ فَاسْتَنْطِقُوهُ وَلَنْ يَنْطِقَ، وَلٰكِنْ أُخْبِرُكُمْ عَنْهُ: أَلَا إِنَّ فِـ

عِلْمَ مَا يَأْتِي، وَالْحَدِيثَ عَنِ الْمَاضِي، وَ دَوَاءَ دَائِكُمْ، وَ نَظْمَ مَا بَيْنَكُمْ.

(۱) قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ بھی ہے کہ اس میں ماضی کے اخبار بھی ہیں اور مستقبل کی پیشگوئیاں بھی لیکن نہ ماضی کی کوئی خبر غلط ہے اور نہ مستقبل کی کوئی پیشین گوئی اب تک غلط ثابت ہو سکی ہے

یہ اور بات ہے کہ اس اعجاز کا دارومدار اس کے الفاظ کی صحیح ترجمانی پر ہے اور یہ ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے نبوت اور امامت کا علم درکار ہے اور مالک کائنات کی طرف سے مخصوص تعلیم اور تائید کی ضرورت ہے جس کے بغیر ایسے علم کا کوئی امکان نہیں ہے

دولة بني أمية

و منها: فَعِنْدَ ذٰلِكَ لَا يَبْقَى بَيْتُ مَدَرٍ وَ لَا وَبَرٍ إِلَّا وَأَدْخَلَهُ الظَّلَمَةُ تَرْحَةً، وَأَوْلَجُـ

فِيهِ نِقْمَةً. فَيَوْمَئِذٍ لَا يَبْقَى لَهُمْ فِي السَّمَاءِ عَاذِرٌ، وَ لَا فِي الْأَرْضِ نَاصِرٌ. أَصْفَيْتُـ

بِالْأَمْرِ غَيْرَ أَهْلِهِ، وَ أَوْرَدْتُمُوهُ غَيْرَ مَوْرِدِهِ، وَ سَيَنْتَقِمُ اللهُ مِمَّنْ ظَلَمَ، مَأْكَلاً بِمَأْكَلٍ

بندگانِ خدا! اس دن سے ڈرو جب اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور زلزلوں کی بہتات ہوگی کہ بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔
یاد رکھو اے بندگانِ خدا! کہ تم پر تمہارے ہی نفس کو نگراں بنایا گیا ہے اور تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے لئے جاسوسوں کا کام کر رہے ہیں اور کچھ بہترین محافظ ہیں جو تمہارے اعمال اور تمہاری سانسوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان سے نہ کسی تاریک رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بند دروازے ان سے اوجھل بنا سکتے ہیں۔ اور کل آنے والا دن آج سے بہت قریب ہے۔
آج کا دن اپنا ساز و سامان لے کر چلا جائے گا اور کل کا دن اس کے پیچھے آرہا ہے۔ گویا ہر شخص زمین میں اپنی تنہائی کی منزل اور گڑھے کے نشان تک پہونچ چکا ہے۔ ہائے وہ تنہائی کا گھر، وحشت کی منزل اور غربت کا مکان۔ گویا کہ آواز تم تک پہونچ چکی ہے اور قیامت تمہیں اپنے گھیرے میں لے چکی ہے اور تمہیں آخری فیصلہ کے لئے قبروں سے نکالا جا چکا ہے۔ جہاں تمام باطل باتیں ختم ہو چکی ہیں اور تمام حیلے بہانے کمزور پڑ چکے ہیں، حقائق ثابت ہو چکے ہیں اور امور پلٹ کر اپنی منزل پر آگئے ہیں۔ لہٰذا عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیرات زمانہ سے عبرت کا سامان فراہم کرو اور پھر ڈرانے والے کی نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی بعثت اور قرآن کی فضیلت کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے)

اللہ نے پیغمبرؐ کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور قومیں گہری نیند میں مبتلا تھیں اور دین کی مستحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔ آپ نے آکر پہلے والوں کی تصدیق کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتدا کی جائے اور وہی قرآن ہے۔ اسے بلوا کر دیکھو اور یہ خود نہیں بولے گا۔ میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا۔ یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔ تمہارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے۔(۱)

(اسی کا دوسرا حصہ) اس وقت کوئی شہری یا دیہاتی مکان ایسا نہ بچے گا جس میں ظالم غم و الم کو داخل نہ کر دیں اور اس میں نحوستوں کا گذر نہ ہو جائے۔ اس وقت ان کے لئے نہ آسمان میں کوئی عذر خواہی کرنے والا ہوگا اور نہ زمین میں مددگار۔ تم نے اس امر کے لئے نااہلوں کا انتخاب کیا ہے اور انہیں دوسرے کے گھاٹ پر اتار دیا ہے اور عنقریب خدا ظالموں سے انتقام لے لیگا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے سے

---

(۱) مالک کائنات نے انسان کی فطرت کے اندر ایک صلاحیت رکھی ہے جس کا کام ہے نیکیوں پر سکون و اطمینان کا سامان فراہم کرنا اور برائیوں پر تنبیہ اور سرزنش کرنا، اور اسی کو عام طور سے ضمیر سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آدمی غفلت کی نیند سو جاتا ہے اور اس وقت بھی مصروف تنبیہ رہتا ہے جب انسان کلی طور پر گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ صلاحیت اپنے مقام پر ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھائی اور برائی کا ادراک کبھی فطرت سے ہوتا ہے جیسے احسان کی اچھائی اور ظلم کی برائی۔ اور کبھی اس کا تعلق سماج، معاشرہ یا دین و مذہب سے ہوتا ہے تو جس چیز کو مذہب یا سماج اچھا کہتا ہے ضمیر اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور جس چیز کو برا قرار دے دیتا ہے اس پر ملامت کرنے لگتا ہے اور اس طرح یہ ملامت کا تعلق فطرت کے احکام سے نہیں ہوتا ہے بلکہ سماج یا قانون کے احکام سے ہوتا ہے۔

وَ مَشْرَباً بِشِرْبٍ، مِنْ مَطَاعِمِ الْعَلْقَمِ، وَ مَشَارِبِ الصَّبِرِ وَ الْمَقِرِ، وَ لِبَاسِ شِعَارِ الْخَوْفِ، وَ دِثَارِ السَّيْفِ، وَ إِنَّمَا هُمْ مَطَايَا الْخَطِيئَاتِ وَ زَوَامِلُ الْآثَامِ. فَأُقْسِمُ، ثُمَّ أُقْسِمُ، لَتَنْخَمَنَّهَا أُمَيَّةُ مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفَظُ النُّخَامَةُ، ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَ لَا تَطْعَمُ بِطَعْمِهَا أَبَداً مَا كَرَّ الْجَدِيدَانِ!

۱۵۹

و من خطبة له (ع)

يبين فيها حسن معاملته لرعيته

وَ لَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارَكُمْ، وَ أَحَطْتُ بِجُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ، وَ أَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رِبَقِ الذُّلِّ، وَ حَلَقِ الضَّيْمِ، شُكْراً مِنِّي لِلْبِرِّ الْقَلِيلِ، وَ إِطْرَاقاً عَمَّا أَدْرَكَهُ الْبَصَرُ، وَ شَهِدَهُ الْبَدَنُ، مِنَ الْمُنْكَرِ الْكَثِيرِ.

۱۶۰

و من خطبة له (ع)

عظمة الله

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَ حِكْمَةٌ، وَ رِضَاهُ أَمَانٌ وَ رَحْمَةٌ، يَقْضِي بِعِلْمٍ، وَ يَعْفُو بِحِلْمٍ.

حمد الله سبحانه و تعالى

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا تَأْخُذُ وَ تُعْطِي، وَ عَلَى مَا تُعَافِي وَ تَبْتَلِي، حَمْداً يَكُونُ أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَ أَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَ أَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَكَ، حَمْداً يَمْلَأُ مَا خَلَقْتَ، وَ يَبْلُغُ مَا أَرَدْتَ، حَمْداً لَا يُحْجَبُ عَنْكَ، وَ لَا يُقْصَرُ دُونَكَ.

حَمْداً لَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهُ، وَ لَا يَفْنَى مَدَدُهُ، فَلَسْنَا نَعْلَمُ كُنْهَ عَظَمَتِكَ إِلَّا أَنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ «حَيٌّ قَيُّومٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَ لَا نَوْمٌ». لَمْ يَنْتَهِ إِلَيْكَ نَظَرٌ، وَ لَمْ يُدْرِكْكَ بَصَرٌ. أَدْرَكْتَ الْأَبْصَارَ، وَ أَحْصَيْتَ الْأَعْمَالَ (الاعمار)، وَ أَخَذْتَ بِالنَّوَاصِي وَ الْأَقْدَامِ. وَ مَا الَّذِي نَرَى مِنْ خَلْقِكَ، وَ نَعْجَبُ لَهُ مِنْ قُدْرَتِكَ، وَ نَصِفُهُ مِنْ عَظِيمِ سُلْطَانِكَ (شانک)، وَ مَا تَغَيَّبَ عَنَّا مِنْهُ، وَ قَصُرَتْ أَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَ انْتَهَتْ عُقُولُنَا دُونَهُ، وَ حَالَتْ سُتُورُ الْغُيُوبِ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُ أَعْظَمُ. فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَ أَعْمَلَ فِكْرَهُ، لِيَعْلَمَ كَيْفَ أَقَمْتَ عَرْشَكَ، وَ كَيْفَ ذَرَأْتَ خَلْقَكَ، وَ كَيْفَ عَلَّقْتَ فِي الْهَوَاءِ

صبر - ایلوا
مقر - زہر
دثار - بالائی لباس
زوامل - جمع زاملہ - باربردار
تنخم - بلغم نکال دیا
نخامہ - بلغم
جدیدان - شب و روز
ربق - جمع ربقہ - رسی
حلق - جمع حلقہ - پھندہ
سِنہ - اونگھ
ذرأت - خلق کیا ہے

(۱) اس منکر سے مراد بظاہر اپنے حق میں ہونے والا ظلم اور اپنے حقوق کی بربادی ہے ورنہ محرمات پر خاموش رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے مگر یہ کہ حالات سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس نہی کا کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں نہی عن المنکر کا وجوب ساقط بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض شارحین کا خیال ہے اور انھوں نے منکر سے مراد حرام شرعی ہی لیا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵۹ بحار ۸ ص ۶۰۶

مصادر خطبہ ۱۶۰ ربیع الابرار زمخشری باب الیأس و القناعۃ، مجمع الامثال ۳ ص ۳

کے بدلے پینے سے حنظل کا کھانا اور ایلوا کا اور زہر ہلاہل کا پینا۔ خوف کا اندرونی لباس اور تلوار کا باہر کا لباس ہوگا۔ یہ ظالم کی سواریاں اور گناہوں کے بار بردار اونٹ ہیں۔ لہٰذا میں بار بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی امیہ میرے بعد اس خلافت کو اس طرح ریں گے جس طرح بلغم کو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر جب تک شب و روز باقی ہیں اس کا مزہ چکھنا اور اس سے لذت حاصل یب نہ ہوگا۔

۱۵۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں رعایا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے)

یں تمہارے ہمسایہ میں نہایت درجہ خوبصورتی کے ساتھ رہا اور جہاں تک ممکن ہوا تمہاری حفاظت اور نگہداشت کرتا رہا اور لت کی رسی اور ظلم کے پھندوں سے آزاد کرایا کہ میں تمہاری مختصر نیکی کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور تمہاری ان تمام برائیوں کو جنھیں نے دیکھ لیا تھا اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔

۱۶۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(عظمت پروردگار) اس کا امر فیصلہ کن اور سراپا حکمت ہے اور اس کی رضا مکمل امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے رتا ہے اور اپنے علم کی بنا پر معاف کر دیتا ہے۔

(حمد خدا) پروردگار تیرے لئے ان تمام چیزوں پر حمد ہے جنھیں تو لے لیتا ہے یا عطا کر دیتا ہے اور جن بلاؤں سے نجات ہے یا جن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی حمد جو تیرے لئے انتہائی پسندیدہ ہو اور محبوب ترین ہو اور بہترین ہو۔

ایسی حمد جو ساری کائنات کو مملو کر دے اور جہاں تک چاہے پہونچ جائے۔ اور ایسی حمد جس کے سامنے نہ کوئی حاجب ہو تیری بارگاہ تک پہونچنے سے قاصر ہو۔

وہ حمد جس کا سلسلہ رک نہ سکے اور جس کی مدت تمام نہ ہو سکے۔ ہم تیری عظمت کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ ہر شے تیرے لئے قائم ہے۔ تیرے لئے نہ نیند ہے اور نہ اونگھ۔ نہ کوئی نظر تجھ تک پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی نگاہ تیرا ادراک کر سکتی ہے۔ تمام نگاہوں کا ادراک کر لیتا ہے اور تمام اعمال کو شمار کر لیتا ہے۔ ہر ایک کی پیشانی اور قدم سب تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔

ہم تیری جس خلقت کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدرت سے تعجب کر رہے ہیں اور جس عظیم سلطنت کی توصیف کر رہے ہیں اس کی ت کیا ہے۔ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے غائب ہے اور جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہونچ سکتی ہے اور جس کے قریب جاکر ہماری نظر رک گئی ہے اور جہاں غیب کے پردے حائل ہو گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے۔ لہٰذا جو اپنے دل کو فارغ کر کے نی فکر کو استعمال کرے تاکہ یہ دریافت کر سکے کہ تو نے اپنے عرش کو کس طرح قائم کیا ہے۔ اپنی مخلوقات کو کس طرح ایجاد کیا ہے فضائے بسیط میں کس طرح آسمانوں کو معلق کیا ہے۔

ان انسان انھیں مخلوقات کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے جو نگاہوں کے سامنے آ رہی ہیں اور جو ادراک احساس کے حدود کے اندر ہیں تو ان مخلوقات سے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو انسانی حواس کی زد سے باہر ہیں اور جن تک عقل بشر کی رسائی نہیں ہے اور جب مخلوقات کی حقیقت تک انسانی فکر کی نہیں ہے تو خالق کی حقیقت کا عرفان کس طرح ممکن ہے اور انسان اس کی حمد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے!

غَنِيًّا.

عیسیٰ (علیہ السلام)

وَإِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْحَجَرَ، وَيَلْبَسُ الْخَشِنَ، وَيَأْكُلُ الْجَشِبَ، وَكَانَ إِدَامُهُ الْجُوعَ، وَسِرَاجُهُ بِاللَّيْلِ الْقَمَرَ، وَظِلَالُهُ فِي الشِّتَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، وَفَاكِهَتُهُ وَرَيْحَانُهُ مَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ لِلْبَهَائِمِ، وَلَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتِنُهُ، وَلَا وَلَدٌ يَحْزُنُهُ (يحزنه)، وَلَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَلَا طَمَعٌ يُذِلُّهُ. دَابَّتُهُ رِجْلَاهُ، وَخَادِمُهُ يَدَاهُ!

الرسول الأعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ)

فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى، وَعَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى. وَأَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ، وَالْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ. قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً، وَلَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً. أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً، وَأَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً. عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، وَعَلِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ، وَحَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ، وَصَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ. وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، وَتَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. لَكَفَى بِهِ شِقَاقاً لِلَّهِ وَمُحَادَّةً عَنْ أَمْرِ اللَّهِ.

وَلَقَدْ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَيَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ، وَيَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ، وَيَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعَارِيَ، وَيُرْدِفُ خَلْفَهُ، وَيَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ: «يَا فُلَانَةُ - لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ - غَيِّبِيهِ عَنِّي، فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَزَخَارِفَهَا». فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَأَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ، وَأَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً، وَلَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً، وَلَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً. فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ، وَأَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَغَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.

وَكَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئاً أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَأَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.

وَلَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِئِ الدُّنْيَا وَعُيُوبِهَا: إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ، وَزُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ. فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ: أَكْرَمَ

...ہی حال جناب موسیٰ کے ماننے والے یہودیوں کا ہے کہ ان کی دوڑ دنیا داری کے بارے میں شہرہ آفاق بن چکی ہے۔

...انو! دیکھو جس طرح گذشتہ انبیاء کی امتوں نے اپنے رہنماؤں کے کردار کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور ان سے صرف نام کا رشتہ رکھا ہے۔

...یسے نہ ہو جانا اور اپنے پیغمبر کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔!

اس کے بعد چاہو تو میں عیسیٰ بن مریم کی زندگی کا حال بیان کروں۔ جو پتھر پر تکیہ کرتے تھے۔ کھردرا لباس پہنتے تھے اور معمولی غذا پر گذارا کیا کرتے تھے۔ ان کے کھانے میں سالن کی جگہ بھوک تھی اور رات میں چراغ کے بدلے چاند کی روشنی تھی۔ سردی میں سایہ کے بدلے مشرق و مغرب کا آسمانی سائبان تھا۔ ان کے میوے اور پھول وہ نباتات تھے جو جانوروں کے کام آتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی زوجہ نہ تھی جو انھیں مشغول کر لیتی اور نہ کوئی اولاد تھی جس کا رنج و غم ہوتا اور نہ کوئی مال تھا جو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور نہ کوئی طمع تھی جو ذلت کا شکار بنا دیتی۔ ان کے پیر ان کی سواری تھے اور ان کے ہاتھ ان کے خادم [1]

(رسول اکرمؐ) تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلبگاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے۔ انھوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم تہی میں بسر کرنے والے وہی تھے ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا و رسولؐ کے مبغوض کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا و رسولؐ کی نگاہ میں صغیر و حقیر کو عظیم سمجھنے لگے ہیں تو یہی عیب خدا کی مخالفت اور اس کے حکم سے انحراف کے لئے کافی تھا۔ دیکھو پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں ٹانکتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ بغیر چار جامہ کے سواری پر سوار ہوتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بٹھا بھی لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایسا پردہ دیکھ لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار اسے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ اسے اپنے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔ آپ نے دنیا کو نفس سے نکال دیا اور دل سے دور کر دیا اور نگاہوں سے بھی غائب کر دیا اور یہی ہر انسان کا اصول ہے کہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا ہے اور اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

یقیناً رسول اللہؐ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عیوب اور اس کی خرابیوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں کہ آپؐ نے اپنے گھر والوں سمیت بھوکا رہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی تقرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے۔

اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیئے اور یہ سوچنا چاہیئے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے

---

[1] واضح رہے کہ اس واقعہ کا تعلق ازواج کی زندگی اور ان کے گھروں سے ہے۔ اس کا اہلبیتؑ کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے بعض راویوں نے اہلبیتؑ کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ ان کی زندگی میں بھی عیش و عشرت کا اثبات کر سکیں۔ جب کہ اہلبیتؑ کی زندگی تاریخ اسلام میں مکمل طور پر آئینہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ان حضرات نے تمام تر اختیارات کے باوجود اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گذاردی ہے اور سارا مال دنیا راہ خدا میں صرف کر دیا ہے۔

اللّٰهُ مُحَمَّداً بِذٰلِكَ أَمْ أَهَانَهُ؟ فَإِنْ قَالَ: أَهَانَهُ، فَقَدْ كَذَبَ - وَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ - بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ، وَ إِنْ قَالَ: أَكْرَمَهُ، فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ، وَ زَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ. فَتَأَسَّى مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ، وَ اقْتَصَّ أَثَرَهُ، وَ وَلَجَ مَوْلِجَهُ، وَ إِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ، فَإِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ مُحَمَّداً - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - عَلَماً لِلسَّاعَةِ، وَ مُبَشِّراً بِالْجَنَّةِ، وَ مُنْذِراً بِالْعُقُوبَةِ. خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصاً، وَ وَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيماً، لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَى حَجَرٍ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، وَ أَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ. فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللّٰهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ، وَ قَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ! وَ اللّٰهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هٰذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا. وَ لَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَنْبِذُهَا عَنْكَ؟ فَقُلْتُ: اغْرُبْ (اعزب) عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَى!

١٦١

ومن خطبة له (ع)

في صفة النبي و أهل بيته و أتباع دينه، و فيها يعظ بالتقوى

الرسول و اهله و اتباع دينه.

ابْتَعَثَهُ بِالنُّورِ الْمُضِيءِ، وَ الْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَ الْمِنْهَاجِ الْبَادِي، وَ الْكِتَابِ الْهَادِي. أُسْرَتُهُ خَيْرُ أُسْرَةٍ، وَ شَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ؛ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ، وَ ثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ. مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَ هِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ. عَلَا بِهَا ذِكْرُهُ، وَ امْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهُ. أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَ مَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَ دَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ. أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَ قَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُولَةَ، وَ بَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُولَةَ. فَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً تَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهُ، وَ تَنْفَصِمْ عُرْوَتُهُ، وَ تَعْظُمْ كَبْوَتُهُ، وَ يَكُنْ مَآبُهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيلِ وَ الْعَذَابِ الْوَبِيلِ.

وَ أَتَوَكَّلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكُّلَ الْإِنَابَةِ إِلَيْهِ، وَ أَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَى جَنَّتِهِ، الْقَاصِدَةَ إِلَى مَحَلِّ رَغْبَتِهِ.

النصح بالتقوى

بادی - ظاہر
متہدلہ - جھکے ہوئے - قریب
طیبہ - مدینہ منورہ
متلافیہ - جاہلیت کے تمام امور کی تلافی کرنے والا
مفصولہ - واضح طور پر بیان کئے گئے
کبوہ - منہ کے بل گرنا
انابہ - رجوع
مآب - بازگشت کی جگہ

(١) کس قدر حسین فقرہ ہے کہ سرکار دو عالم کا دنیا کی لذتوں سے محروم رہنا پروردگار کی طرف سے عزت و اکرام کی علامت ہے تو اپنے پاس دولت و ثروت کی فراوانی ذلت و حقارت کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے!

(٢) بعض حضرات نے اس لفظ سے یہ استفادہ کرنا چاہا ہے کہ آپ کا وجود علامت قیامت تھا اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے علامت قیامت سے مراد ختم نبوت نہیں ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ نے قیامت کی مکمل طور پر وضاحت کر دی ہے اور اپنی بشارت اور اپنے انذار کے ذریعہ ذہنوں کو آخرت کی طرف موڑ دیا ہے۔

(٣) حقیقت امر یہ ہے کہ دین خدا کا نمائندہ اور امت کا صحیح راہنما وہی ہے جو اسلام کی سادگی کی کرداری وضاحت کر سکے اور کمزور ترین فرد کی جیسی زندگی گزار سکے اور امیر المومنینؑ اس معیار قیادت کا مکمل نمونہ تھے جس کی کوئی مثال دوسرے افراد کی زندگی میں نہیں پائی جاتی ہے۔

بندگانِ خدا! اس دن سے ڈرو جب اعمال کی جانچ پڑتال کی جائے گی اور زلزلوں کی بہتات ہوگی کہ بچے تک بوڑھے ہو جائیں گے۔
یاد رکھو اے بندگانِ خدا! کہ تم پر تمہارے ہی نفس کو نگراں بنایا گیا ہے اور تمہارے اعضاء و جوارح تمہارے لئے جاسوسوں کا کام کر رہے ہیں اور کچھ بہترین محافظ ہیں جو تمہارے اعمال اور تمہاری سانسوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ان سے نہ کسی تاریک رات کی تاریکی چھپا سکتی ہے اور نہ بند دروازے ان سے اوجھل بنا سکتے ہیں ۔ اور کل آنے والا دن آج سے بہت قریب ہے۔

آج کا دن اپنا ساز و سامان لے کر چلا جائے گا اور کل کا دن اس کے پیچھے آ رہا ہے۔ گویا ہر شخص زمین میں اپنی تنہائی کی منزل اور گڑھے کے نشان تک پہونچ چکا ہے۔ ہائے وہ تنہائی کا گھر۔ وحشت کی منزل اور غربت کا مکان۔ گویا کہ آواز تم تک پہونچ چکی ہے اور قیامت تمہیں اپنے گھیرے میں لے چکی ہے اور تمہیں آخری فیصلہ کے لئے قبروں سے نکالا جا چکا ہے۔ جہاں تمام باطل باتیں ختم ہو چکی ہیں اور تمام حیلے بہانے کمزور پڑ چکے ہیں، حقائق ثابت ہو چکے ہیں اور امور پلٹ کر اپنی منزل پر آگئے ہیں۔ لہٰذا عبرتوں سے نصیحت حاصل کرو۔ تغیرات زمانہ سے عبرت کا سامان فراہم کرو اور پھر ڈرانے والے کی نصیحت سے فائدہ اٹھاؤ۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی بعثت اور قرآن کی فضیلت کے ساتھ بنی امیہ کی حکومت کا ذکر کیا گیا ہے)

اللہ نے پیغمبر کو اس وقت بھیجا جب رسولوں کا سلسلہ رکا ہوا تھا اور قومیں گہری نیند میں مبتلا تھیں اور دین کی مستحکم رسی کے بل کھل چکے تھے۔ آپ نے آکر پہلے والوں کی تصدیق کی اور وہ نور پیش کیا جس کی اقتدا کی جائے اور وہ یہی قرآن ہے۔ اسے بلوا کر دیکھو اور یہ خود نہیں بولے گا۔ میں اس کی طرف سے ترجمانی کروں گا۔ یاد رکھو کہ اس میں مستقبل کا علم ہے اور ماضی کی داستان ہے۔ تمہارے درد کی دوا ہے اور تمہارے امور کی تنظیم کا سامان ہے۔ (۱)

(اس کا دوسرا حصہ) اس وقت کوئی شہری یا دیہاتی مکان ایسا نہ بچے گا جس میں ظالم غم و الم کو داخل نہ کر دیں اور اس میں سختیوں کا گذر نہ ہو جائے۔ اس وقت ان کے لئے نہ آسمان میں کوئی عذر خواہی کرنے والا ہوگا اور نہ زمین میں مددگار۔ تم نے اس امر کے لئے نا اہلوں کا انتخاب کیا ہے اور انہیں دوسرے کے گھاٹ پر اتار دیا ہے اور عنقریب خدا ظالموں سے انتقام لے لیگا۔ کھانے کے بدلے میں کھانے سے

---

(۱) مالکِ کائنات نے انسان کی فطرت کے اندر ایک صلاحیت رکھی ہے جس کا کام ہے نیکیوں پر سکون و اطمینان کا سامان فراہم کرنا اور برائیوں پر تنبیہ اور سرزنش کرنا۔ اسی کا نام ہے جسے ضمیر سے تعبیر کیا جاتا ہے جو اس وقت بھی بیدار رہتا ہے جب آدمی غفلت کی نیند سو جاتا ہے اور اس وقت بھی مصروف تنبیہ رہتا ہے جب انسان مکمل طور پر گناہوں میں ڈوب جاتا ہے۔ یہ صلاحیت اپنے مقام پر ہر انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اچھائی اور برائی کا ادراک کبھی فطرت کرتی ہے جیسے احسان کی اچھائی اور ظلم کی برائی ۔۔ اور کبھی اس کا تعلق سماج، معاشرہ یا دین و مذہب سے ہوتا ہے تو جس چیز کو مذہب یا سماج اچھا کہتا ہے ضمیر اس سے مطمئن ہو جاتا ہے اور جس چیز کو برا قرار دے دیتا ہے اس پر مذمت کرنے لگتا ہے اور اس طرح یا ذم کا تعلق فطرت کے احکام سے نہیں ہوتا ہے بلکہ سماج یا قانون کے احکام سے ہوتا ہے۔

وَمَشْرَباً بِمَشْرَبٍ، مِنْ مَطَاعِمِ الْعَلْقَمِ، وَمَشَارِبِ الصَّبِرِ وَالْمَقِرِ، وَلِبَاسِ شِعَارِ الْخَوْفِ، وَدِثَارِ السَّيْفِ. وَإِنَّمَا هُمْ مَطَايَا الْخَطِيئَاتِ وَزَوَامِلُ الْآثَامِ. فَأُقْسِمُ ثُمَّ أُقْسِمُ، لَتَنْخَمَنَّهَا أُمَيَّةُ مِنْ بَعْدِي كَمَا تُلْفَظُ النُّخَامَةُ، ثُمَّ لَا تَذُوقُهَا وَلَا تَطْعَمُ بِطَعْمِهَا أَبَداً مَا كَرَّ الْجَدِيدَانِ!

۱۵۹

و من خطبة له (ع)

يبين فيها حسن معاملته لرعيته

وَلَقَدْ أَحْسَنْتُ جِوَارَكُمْ، وَأَحَطْتُ بِجُهْدِي مِنْ وَرَائِكُمْ، وَأَعْتَقْتُكُمْ مِنْ رِبَقِ الذُّلِّ، وَحَلَقِ الضَّيْمِ، شُكْراً مِنِّي لِلْبِرِّ الْقَلِيلِ، وَإِطْرَاقاً عَمَّا أَدْرَكَهُ الْبَصَرُ، وَشَهِدَهُ الْبَدَنُ مِنَ الْمُنْكَرِ (۱) الْكَثِيرِ.

۱۶۰

و من خطبة له (ع)

عظمة الله

أَمْرُهُ قَضَاءٌ وَحِكْمَةٌ، وَرِضَاهُ أَمَانٌ وَرَحْمَةٌ، يَقْضِي بِعِلْمٍ، وَيَعْفُو بِحِلْمٍ.

حمد الله سبحانه و تعالى

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى مَا تَأْخُذُ وَتُعْطِي، وَعَلَى مَا تُعَافِي وَتَبْتَلِي، حَمْداً يَكُونُ أَرْضَى الْحَمْدِ لَكَ، وَأَحَبَّ الْحَمْدِ إِلَيْكَ، وَأَفْضَلَ الْحَمْدِ عِنْدَكَ، حَمْداً يَمْلَأُ مَا خَلَقْتَ، وَيَبْلُغُ مَا أَرَدْتَ، حَمْداً لَا يُحْجَبُ عَنْكَ، وَلَا يُقْصَرُ دُونَكَ.

حَمْداً لَا يَنْقَطِعُ عَدَدُهُ، وَلَا يَفْنَى مَدَدُهُ. فَلَسْنَا نَعْلَمُ كُنْهَ عَظَمَتِكَ إِلَّا أَنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ «حَيٌّ قَيُّومٌ، لَا تَأْخُذُكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ» لَمْ يَنْتَهِ إِلَيْكَ نَظَرٌ، وَلَمْ يُدْرِكْكَ بَصَرٌ. أَدْرَكْتَ الْأَبْصَارَ، وَأَحْصَيْتَ الْأَعْمَالَ (الاعمار)، وَأَخَذْتَ بِالنَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ. وَمَا الَّذِي نَرَى مِنْ خَلْقِكَ، وَنَعْجَبُ لَهُ مِنْ قُدْرَتِكَ، وَنَصِفُهُ مِنْ عَظِيمِ سُلْطَانِكَ (شانك)، وَمَا تَغَيَّبَ عَنَّا مِنْهُ، وَقَصُرَتْ أَبْصَارُنَا عَنْهُ، وَانْتَهَتْ عُقُولُنَا دُونَهُ، وَحَالَتْ سُتُورُ الْغُيُوبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ أَعْظَمُ. فَمَنْ فَرَّغَ قَلْبَهُ، وَأَعْمَلَ فِكْرَهُ، لِيَعْلَمَ كَيْفَ أَقَمْتَ عَرْشَكَ، وَكَيْفَ ذَرَأْتَ خَلْقَكَ، وَكَيْفَ عَلَّقْتَ فِي الْهَوَاءِ

صبر - ایلوا
مقر - زہر
دثار - بالائی لباس
زوامل - جمع زاملہ - باربردار
تنخم - بلغم نکال دیا
نخامہ - بلغم
جدیدان - شب و روز
ربق - جمع ربقہ - رسی
حلق - جمع حلقہ - پھندہ
سِنَہ - اونگھ
ذرأت - خلق کیا ہے

(۱) اس منکر سے مراد بظاہر اپنے حق میں ہونے والا ظلم اور اپنے حقوق کی بربادی ہے ورنہ محرمات پر خاموش رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے نہی عن المنکر ہر مسلمان کا فریضہ ہے مگر یہ کہ حالات سے یہ ثابت ہو جائے کہ اس نہی کا کوئی اثر ہونے والا نہیں ہے تو ایسی صورت میں نہی عن المنکر کا وجوب ساقط بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض شارحین کا خیال ہے اور انھوں نے منکر سے مراد حرام شرعی ہی لیا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۵۹ بحار ۸ صـ ۶۰۶

مصادر خطبہ ۱۶۰ ربیع الابرار زمخشری باب الیاس والقناعۃ، مجمع الامثال ۲ صـ ۳

کے بدلے پینے سے حنظل کا کھانا اور ایلوا کا اور زہر ہلاہل کا پینا۔ خوف کا اندرونی لباس اور تلوار کا باہر کا لباس ہوگا۔ یہ ظالم کی سواریاں اور گناہوں کے بار بردار اونٹ ہیں۔ لہٰذا میں بار بار قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنی امیہ میرے بعد اس خلافت کو اس طرح دیں گے جس طرح بلغم کو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر جب تک شب و روز باقی ہیں اس کا مزہ چکھنا اور اس سے لذّت حاصل کرنا نصیب نہ ہوگا۔

۱۵۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رعایا کے ساتھ اپنے حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے)

میں تمہارے ہمسایہ میں نہایت درجہ خوبصورتی کے ساتھ رہا اور جہاں تک ممکن ہوا تمہاری حفاظت اور نگہداشت کرتا رہا اور ذلت کی رسّی اور ظلم کے پھندوں سے آزاد کرایا کہ میں تمہاری مختصر نیکی کا شکریہ ادا کر رہا تھا اور تمہاری ان (۱) تمام برائیوں کو جنھیں میں نے دیکھ لیا تھا اس سے چشم پوشی کر رہا تھا۔

۱۶۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(عظمت پروردگار) اس کا امر فیصلہ کن اور سراپا حکمت ہے اور اس کی رضا مکمل امان اور رحمت ہے۔ وہ اپنے علم سے فیصلہ کرتا ہے اور اپنے علم کی بنا پر معاف کر دیتا ہے۔

(حمد خدا) پروردگار تیرے لئے ان تمام چیزوں پر حمد ہے جنھیں تو لے لیتا ہے یا عطا کر دیتا ہے اور جن بلاؤں سے نجات دے دیتا ہے یا جن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایسی حمد جو تیرے لئے انتہائی پسندیدہ ہو اور محبوب ترین ہو اور بہترین ہو۔

ایسی حمد جو ساری کائنات کو مملو کر دے اور جہاں تک چاہے پہونچ جائے۔ اور ایسی حمد جس کے سامنے نہ کوئی حاجب ہو اور نہ تیری بارگاہ تک پہونچنے سے قاصر ہو۔

وہ حمد جس کا سلسلہ رک نہ سکے اور جس کی مدت تمام نہ ہو سکے۔ ہم تیری عظمت کی حقیقت سے باخبر نہیں ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ تو ہمیشہ زندہ ہے اور ہر شے تیرے ارادہ سے قائم ہے۔ تیرے لئے نہ نیند ہے اور نہ اونگھ۔ نہ کوئی نظر تجھ تک پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی نگاہ تیرا ادراک کر سکتی ہے۔

تو نے تمام نگاہوں کا ادراک کر لیا ہے اور تمام اعمال کو شمار کر لیا ہے۔ ہر ایک کی پیشانی اور قدم سب تیرے ہی قبضہ میں ہیں۔

ہم تیری جس خلقت کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور جس قدرت سے تعجب کر رہے ہیں اور جس عظیم سلطنت کی توصیف کر رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے۔ وہ مخلوقات جو ہماری نگاہوں سے غائب ہے اور جہاں تک ہماری نگاہ نہیں پہونچ سکتی ہے اور جس کے قریب جا کر ہماری نظر تھک گئی ہے اور جہاں غیب کے پردے حائل ہو گئے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ عظیم تر ہے۔ لہٰذا جو اپنے دل کو فارغ کر لے اور اپنی فکر کو استعمال کرے تاکہ یہ دریافت کر سکے کہ تو نے اپنے عرش کو کس طرح قائم کیا ہے۔ اپنی مخلوقات کو کس طرح ایجاد کیا ہے فضائے بسیط میں کس طرح آسمانوں کو معلق کیا ہے۔

---

(۱) جب انسان انھیں مخلوقات کی حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے جو نگاہوں کے سامنے آرہی ہیں اور جو ادراک و احساس کے حدود کے اندر ہیں تو ان مخلوقات کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو انسانی حواس کی زد سے باہر ہیں اور جن تک عقل بشر کی رسائی نہیں ہے اور جب مخلوقات کی حقیقت تک انسانی فکر کی رسائی نہیں ہے تو خالق کی حقیقت کا عرفان کس طرح ممکن ہے اور انسان اس کی حمد کا حق کس طرح ادا کر سکتا ہے۔!

سماواتك، وكيف مددت على مور الماء أرضك، رجع طرفه حسيراً، وعقله مبهوراً، وسمعه والهاً، وفكره حائراً.

كيف يكون الرجاء

منها: يدعي بزعمه أنه يرجو الله، كذب والعظيم! ما باله لا يتبين رجاؤه في عمله؟ فكل من رجا عرف رجاؤه في عمله، وكل رجاء - إلا رجاء الله تعالى - فإنه مدخول، وكل خوف محقق، إلا خوف الله فإنه معلول. يرجو الله في الكبير، ويرجو العباد في الصغير، فيعطي العبد ما لا يعطي الرب! فما بال الله جل ثناؤه يقصر به عما يصنع به لعباده؟[1]

أتخاف أن تكون في رجائك له كاذباً؟ أو تكون لا تراه للرجاء موضعاً؟ وكذلك إن هو خاف عبداً من عبيده، أعطاه من خوفه ما لا يعطي ربه، فجعل خوفه من العباد نقداً، وخوفه من خالقه ضماراً ووعداً. وكذلك من عظمت الدنيا في عينه، وكبر موقعها من قلبه، آثرها على الله تعالى، فانقطع إليها، وصار عبداً لها.

رسول الله ﷺ

ولقد كان في رسول الله - صلى الله عليه وآله - كاف لك في الأسوة، ودليل لك على ذم الدنيا وعيبها، وكثرة مخازيها ومساويها، إذ قبضت عنه أطرافها، ووطئت لغيره أكنافها، وفطم عن رضاعها، وزوي عن زخارفها.

موسى ؑ

وإن شئت ثنيت بموسى كليم الله - صلى الله عليه وسلم - حيث يقول: «رب إني لما أنزلت إلي من خير فقير». والله، ما سأله إلا خبزاً يأكله، لأنه كان يأكل بقلة الأرض، ولقد كانت خضرة البقل ترى من شفيف صفاق بطنه، لهزاله وتشذب لحمه.

داود ؑ

وإن شئت ثلثت بداود - صلى الله عليه وسلم - صاحب المزامير، وقارىء أهل الجنة، فلقد كان يعمل سفائف الخوص بيده، ويقول لجلسائه: أيكم يكفيني بيعها! ويأكل قرص الشعير من

مور - موج
حسیر - عاجز
مبہور - مغلوب
والہ - مدہوش
مدخول - غیر خالص
محقق - ثابت
معلول - غیر ثابت
ضمار - جن وعدوں کا اعتبار نہ ہو
اسوہ - نمونہ
اکناف - اطراف
شفیف - پتلا
صفاق - نازک جلد
تشذب - قلت
سفائف - ٹوکریاں

[1] حیرت انگیز بات ہے کہ انسان بندوں سے معمولی امید بھی رکھتا ہے تو ان کے دروازہ پر صبح و شام حاضری دیتا ہے اور ان کی مرضی کے مطابق ہر عمل انجام دیتا ہے بلکہ وقتاً فوقتاً تحفہ بھی پیش کرتا رہتا ہے لیکن پروردگار سے عظیم ترین آخرت کا مطالبہ کرنے کے باوجود نہ صبح و شام مصلیٰ پر حاضری دیتا ہے۔ نہ اس کے احکام کی پرواہ کرتا ہے اور نہ اس کے مطالبہ کے باوجود خمس و زکوٰۃ ادا کرتا ہے۔ کیا اس صورت حال میں یہ تصور حق بجانب نہیں ہے کہ اس کا ایمان صرف بندوں پر ہے پروردگار پر نہیں ہے یا اس کی نظر میں صرف دنیا ہے اور آخرت نہیں ہے۔ جبکہ دنیا کی بے ثباتی اور بے وقعتی انبیاء کرام کے کردار سے واضح ہے۔ جنھیں ساری دنیا کا اختیار حاصل تھا لیکن وہ اس دنیا کو اپنی ذات پر صرف نہیں کرنا چاہتے تھے اور اسے صرف وسیلۂ آخرت کے طور پر استعمال کیا کرتے تھے۔ دنیا مقصد ہوتی ہے تو اپنی ذات پر صرف ہوتی ہے اور وسیلہ ہوتی ہے تو دوسروں کے حوالہ کر دی جاتی ہے جو انبیاء کرام اور ائمہ معصومین کے کردار کا واضح ترین نمونہ ہے۔

پانی کی موجوں پر کس طرح زمین کا فرش بچھایا ہے تو اس کی نگاہ تھک کر پلٹ آئے گی اور عقل مدہوش ہو جائے گی اور کان حیران و سراسیمہ ہو جائیں گے اور فکر راستہ گم کر دے گی۔

(اسی خطبہ کا ایک حصہ) بعض افراد کا اپنے زعم ناقص میں یہ دعویٰ ہے کہ وہ رحمت خدا کے امیدوار ہیں حالانکہ خدائے عظیم گواہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں آخر کیا وجہ ہے کہ ان کی امید کی جھلک ان کے اعمال میں نظر نہیں آتی ہے جب کہ ہر امیدوار کی امید اس کے اعمال سے واضح ہو جاتی ہے سوائے پروردگار سے لو لگانے کے کہ یہی امید مشکوک ہے اور اسی طرح ہر خوف ثابت ہو جاتا ہے سوائے خوف خدا کے کہ یہی غیر یقینی ہے۔ انسان اللہ سے بڑی بڑی امیدیں رکھتا ہے اور بندوں سے چھوٹی امیدیں رکھتا ہے لیکن بندوں کو وہ سارے آداب و حقوق دے دیتا ہے جو پروردگار کو نہیں دیتا ہے۔ تو آخر کیا ہے کہ خدا کے بارے میں اس سلوک سے بھی کوتاہی کی جاتی ہے جو بندوں کے لئے کر دیا جاتا ہے۔ کیا تمھیں کبھی اس بات کا خوف پیدا ہوا ہے کہ کہیں تم اپنی امیدوں میں جھوٹے تو نہیں ہو یا تم اسے محل امید ہی نہیں تصور کرتے ہو (۱)

اسی طرح انسان جب کسی بندہ سے خوفزدہ ہوتا ہے تو اسے وہ سارے حقوق دے دیتا ہے جو پروردگار کو بھی نہیں دیتا ہے۔ گویا بندوں کے خوف کو نقد تصور کرتا ہے اور خوف خدا کو صرف وعدہ اور ٹالنے کی چیز بنا رکھا ہے۔

یہی حال اس شخص کا بھی ہے جس کی نظر میں دنیا عظیم ہوتی ہے اور اس کے دل میں اس کی جگہ بڑی ہوتی ہے تو وہ دنیا کو آخرت پر مقدم کر دیتا ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اپنے کو اس کا بندہ بنا دیتا ہے۔

(رسول اکرمؐ) یقیناً رسول اکرمؐ کی زندگی تمھارے لئے بہترین نمونہ ہے اور دنیا کی ذلت اور اس کے عیوب کے لئے بہترین رہنما ہے کہ اس میں ذلت و رسوائی کے مقامات بکثرت پائے جاتے ہیں۔ دیکھو اس دنیا کے اطراف حضورؐ سے سمیٹ لئے گئے اور غیروں کے لئے ہموار کر دیئے گئے۔ آپ کو اس کے منافع سے الگ رکھا گیا اور اس کی آرائشوں سے کنارہ کش کر دیا گیا۔

اور اگر آپ کے علاوہ دوسری مثال چاہتے ہو تو وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی مثال ہے۔ جنھوں نے خدا کی بارگاہ میں گزارش کی کہ "پروردگار میں تیری طرف نازل ہونے والے خیر کا محتاج ہوں" لیکن خدا گواہ ہے کہ انھوں نے ایک لقمۂ نان کے علاوہ کوئی سوال نہیں کیا۔ وہ زمین کی سبزی کھایا کرتے تھے اور اسی لئے ان کے شکم کی نرم و نازک کھال سے سبزی کا رنگ نظر آیا کرتا تھا کہ وہ انتہائی لاغر ہو گئے تھے اور ان کا گوشت گل گیا تھا۔

تیسری مثال جناب داؤدؑ کی ہے جو صاحب زبور اور قاری اہل جنت تھے۔ مگر وہ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بنایا کرتے تھے اور اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے کہ کون ایسا ہے جو مجھے ان کے فروخت کرنے میں مدد دے اور پھر انھیں بیچ کر جو کی روٹیاں کھایا کرتے تھے۔

---

(۱) انسان کی نجات و آخرت کے دو بنیادی رکن ہیں۔ ایک خوف اور ایک امید۔ اسلام نے قدم قدم پر انھیں دو چیزوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور انھیں ایمان اور عمل کا خلاصہ قرار دیا ہے۔ سورہ مبارکہ حمد جس میں سارا قرآن سمٹا ہوا ہے۔ اس میں بھی رحمان و رحیم امید کا اشارہ ہے اور مالک یوم الدین خوف کا۔ لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ انسان نہ واقعاً خدا سے امید رکھتا ہے اور نہ اس سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ امیدوار ہوتا تو دعاؤں اور عبادتوں میں دل لگتا کہ ان میں طلب ہی طلب پائی جاتی ہے اور خوفزدہ ہوتا تو گناہوں سے پرہیز کرتا کہ گناہ ہی انسان کو عذاب الیم سے دوچار کر دیتے ہیں۔

دنیا کی ہر امید اور اس کے ہر خوف کا کردار سے نمایاں ہو جانا اور آخرت کی امید و بیم کا واضح نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ دنیا اس کے کردار میں ایک حقیقت ہے اور آخرت صرف الفاظ کا مجموعہ اور تلفظ کی بازیگری ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

قَبلها.

عیسیٰ ﷺ

وَ إِنْ شِئْتَ قُلْتُ فِي عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَلَقَدْ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْحَجَرَ، وَ يَلْبَسُ الْخَشِنَ، وَ يَأْكُلُ الْجَشِبَ، وَ كَانَ إِدَامُهُ الْجُوعَ، وَ سِرَاجُهُ بِاللَّيْلِ الْقَمَرَ، وَ ظِلَالُهُ فِي الشِّتَاءِ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا، وَ فَاكِهَتُهُ وَ رَيْحَانُهُ مَا تُنْبِتُ الْأَرْضُ لِلْبَهَائِمِ، وَ لَمْ تَكُنْ لَهُ زَوْجَةٌ تَفْتِنُهُ، وَ لَا وَلَدٌ يَحْزُنُهُ (يعزنه)، وَ لَا مَالٌ يَلْفِتُهُ، وَ لَا طَمَعٌ يُذِلُّهُ، دَابَّتُهُ رِجْلَاهُ، وَ خَادِمُهُ يَدَاهُ!

الرسول الأعظم ﷺ

فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْأَطْيَبِ الْأَطْهَرِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَإِنَّ فِيهِ أُسْوَةً لِمَنْ تَأَسَّى، وَ عَزَاءً لِمَنْ تَعَزَّى. وَ أَحَبُّ الْعِبَادِ إِلَى اللَّهِ الْمُتَأَسِّي بِنَبِيِّهِ، وَ الْمُقْتَصُّ لِأَثَرِهِ. قَضَمَ الدُّنْيَا قَضْماً، وَ لَمْ يُعِرْهَا طَرْفاً، أَهْضَمُ أَهْلِ الدُّنْيَا كَشْحاً، وَ أَخْمَصُهُمْ مِنَ الدُّنْيَا بَطْناً، عُرِضَتْ عَلَيْهِ الدُّنْيَا فَأَبَى أَنْ يَقْبَلَهَا، وَ عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَبْغَضَ شَيْئاً فَأَبْغَضَهُ، وَ حَقَّرَ شَيْئاً فَحَقَّرَهُ، وَ صَغَّرَ شَيْئاً فَصَغَّرَهُ. وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ فِينَا إِلَّا حُبُّنَا مَا أَبْغَضَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، وَ تَعْظِيمُنَا مَا صَغَّرَ اللَّهُ وَ رَسُولُهُ، لَكَفَى بِهِ شِقَاقاً لِلَّهِ، وَ مُحَادَّةً عَنْ أَمْرِ اللَّهِ.

وَ لَقَدْ كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - يَأْكُلُ عَلَى الْأَرْضِ، وَ يَجْلِسُ جِلْسَةَ الْعَبْدِ، وَ يَخْصِفُ بِيَدِهِ نَعْلَهُ، وَ يَرْقَعُ بِيَدِهِ ثَوْبَهُ، وَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعَارِيَ، وَ يُرْدِفُ خَلْفَهُ، وَ يَكُونُ السِّتْرُ عَلَى بَابِ بَيْتِهِ فَتَكُونُ فِيهِ التَّصَاوِيرُ فَيَقُولُ: «يَا فُلَانَةُ - لِإِحْدَى أَزْوَاجِهِ - غَيِّبِيهِ عَنِّي، فَإِنِّي إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا وَ زَخَارِفَهَا». فَأَعْرَضَ عَنِ الدُّنْيَا بِقَلْبِهِ، وَ أَمَاتَ ذِكْرَهَا مِنْ نَفْسِهِ، وَ أَحَبَّ أَنْ تَغِيبَ زِينَتُهَا عَنْ عَيْنِهِ، لِكَيْلَا يَتَّخِذَ مِنْهَا رِيَاشاً، وَ لَا يَعْتَقِدَهَا قَرَاراً، وَ لَا يَرْجُوَ فِيهَا مُقَاماً، فَأَخْرَجَهَا مِنَ النَّفْسِ، وَ أَشْخَصَهَا عَنِ الْقَلْبِ، وَ غَيَّبَهَا عَنِ الْبَصَرِ.

وَ كَذَلِكَ مَنْ أَبْغَضَ شَيْئاً أَبْغَضَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهِ، وَ أَنْ يُذْكَرَ عِنْدَهُ.

وَ لَقَدْ كَانَ فِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - مَا يَدُلُّكَ عَلَى مَسَاوِئِ الدُّنْيَا وَ عُيُوبِهَا، إِذْ جَاعَ فِيهَا مَعَ خَاصَّتِهِ، وَ زُوِيَتْ عَنْهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلْفَتِهِ. فَلْيَنْظُرْ نَاظِرٌ بِعَقْلِهِ: أَكْرَمَ

ظلال - جمع ظل - منزل
تاسّ - اقتدا کرو
تقضم - دانت سے روٹی کا ٹکڑا کاٹنا
ہضم - پیٹ کا دھنس جانا
کشح - پہلو
اخمص - سب سے زیادہ خالی
محادہ - مخالفت
خصف النعل - جوتے ٹانکنا
حمار عاری - جس پر کوئی چیز نہ ہو
ارداف - پیچھے بٹھا لینا
ریاش - عمدہ لباس
اشخصہا - دور کر دیا
خاصہ - خصوصیت یا اقربا
زویت - الگ کر دی گئی
زلفہ - تقرب الٰہی

(۱) مسلمانوں کے مجمع میں جناب عیسیٰ کے اس روحانی کردار کی طرف اشارہ اس نکتہ کی وضاحت ہے کہ جناب عیسیٰ اس عظیم کردار کے مالک تھے اور انھوں نے اس طرح دنیا کو یکسر نظر انداز کر رکھا تھا مگر افسوس کہ ان کے ماننے والوں نے ان تعلیمات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور آج دنیا میں دولت و ثروت کی دوڑ میں ان کے ماننے والے سب سے آگے نظر آتے ہیں۔ اب نہ قناعت کا ذکر ہے اور نہ زہد کا۔ نہ کہیں تقویٰ کا نام ہے اور نہ کہیں خوف خدا کا۔

اور یہی حال جناب موسیٰ کے ماننے والے یہودیوں کا ہے کہ ان کی دوڑ دنیا داری کے بارے میں شہرہ آفاق بن چکی ہے۔

مسلمانو! دیکھو جس طرح گذشتہ انبیاء کی امتوں نے اپنے رہنماؤں کے کردار کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے اور ان سے صرف نام کا رشتہ رکھا ہے خبردار تم ایسے نہ ہو جانا اور اپنے پیغمبر کے کردار کا خیال رکھنا اور ان کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی کوشش کرنا۔!

اس کے بعد چاہو تو میں عیسیٰ بن مریم کی زندگی کا حال بیان کروں۔ جو پتھر پر تکیہ کرتے تھے۔ کھردرا لباس پہنتے تھے اور معمولی غذا پر گذارا کیا کرتے تھے۔ ان کے کھانے میں سالن کی جگہ بھوک تھی اور رات میں چراغ کے بدلے چاند کی روشنی تھی۔ سردی میں سایہ کے بدلے مشرق و مغرب کا آسمانی سائبان تھا۔ ان کے میوے اور پھول وہ نباتات تھے جو جانوروں کے کام آتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی زوجہ نہ تھی جو انھیں مشغول کر لیتی اور نہ کوئی اولاد تھی جس کا رنج و غم ہوتا اور نہ کوئی مال تھا جو اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور نہ کوئی طمع تھی جو ذلت کا شکار بنا دیتی۔ ان کے پیر ان کی سواری تھے اور ان کے ہاتھ ان کے خادم (۱)

(رسول اکرمؐ) تم لوگ اپنے طیب و طاہر پیغمبر کا اتباع کرو کہ ان کی زندگی میں پیروی کرنے والے کے لئے بہترین نمونہ اور صبر و سکون کے طلبگاروں کے لئے بہترین سامان صبر و سکون ہے۔ اللہ کی نظر میں محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اس کے پیغمبر کا اتباع کرے اور ان کے نقش قدم پر قدم آگے بڑھائے۔ انھوں نے دنیا سے صرف مختصر غذا حاصل کی اور اسے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ خالی شکم اور شکم تہی میں بسر کرنے والے وہی تھے ان کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور یہ دیکھ لیا کہ پروردگار اسے پسند نہیں کرتا ہے تو خود بھی ناپسند کیا اور خدا حقیر سمجھتا ہے تو خود بھی حقیر سمجھا اور اس نے چھوٹا بنا دیا ہے تو خود بھی چھوٹا ہی قرار دیا۔ اور اگر ہم میں اس کے علاوہ کوئی عیب نہ ہوتا کہ ہم خدا و رسولؐ کے مبغوض کو محبوب سمجھنے لگے ہیں اور خدا و رسولؐ کی نگاہ میں صغیر و حقیر کو عظیم سمجھنے لگے ہیں تو یہی عیب خدا کی مخالفت اور اس کے حکم سے انحراف کے لئے کافی تھا۔ دیکھو پیغمبر اکرمؐ ہمیشہ زمین پر بیٹھ کر کھاتے تھے۔ غلاموں کے انداز سے بیٹھتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے اپنی جوتیاں ٹانکتے تھے۔ اپنے دست مبارک سے اپنے کپڑوں کو پیوند لگاتے تھے۔ بغیر چارجامہ کے سواری پر سوار ہوتے تھے اور کسی نہ کسی کو ساتھ بٹھا بھی لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایسا پردہ دیکھ لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں تو ایک زوجہ سے فرمایا کہ خبردار اسے ہٹاؤ۔ میں اس کی طرف دیکھوں گا تو دنیا اور اس کی آرائش یاد آئے گی۔ آپ نے دنیا سے دل سے کنارہ کشی فرمائی اور اس کی یاد کو اپنے دل سے محو کر دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینت نگاہوں سے دور رہے تاکہ نہ بہترین لباس بنائیں اور نہ اسے اپنے دل میں جگہ دیں اور نہ اس دنیا میں کسی مقام کی آرزو کریں۔ آپ نے دنیا کو نفس سے نکال دیا اور دل سے دور کر دیا اور نگاہوں سے بھی غائب کر دیا اور یہی ہر انسان کا اصول ہے کہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہتا ہے اور اس کے ذکر کو بھی ناپسند کرتا ہے۔

یقیناً رسول اللہؐ کی زندگی میں وہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں جو دنیا کے عیوب اور اس کی خرابیوں کی نشاندہی کر سکتی ہیں کہ آپ نے اپنے گھر والوں سمیت بھوکا رہنا گوارا کیا ہے اور خدا کی بارگاہ میں انتہائی تقرب کے باوجود دنیا کی زینتوں کو آپ سے الگ رکھا گیا ہے۔

اب ہر انسان کو نگاہ عقل سے دیکھنا چاہیئے اور یہ سوچنا چاہیئے کہ اس صورت حال اور اس طرح کی زندگی سے پروردگار نے

---

(۱) واضح رہے کہ اس واقعہ کا تعلق ازواج کی زندگی اور ان کے گھروں سے ہے۔ اس کا اہلبیتؑ کے گھر سے کوئی تعلق نہیں ہے جسے بعض راویوں نے اہلبیتؑ کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ ان کی زندگی میں بھی عیش و عشرت کا اثبات کر سکیں۔ جب کہ اہلبیتؑ کی زندگی تاریخ اسلام میں مکمل طور پر آئینہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ ان حضرات نے تمامتر اختیارات کے باوجود اپنی زندگی انتہائی سادگی سے گذار دی ہے اور سارا مال دنیا راہِ خدا میں صرف کر دیا ہے۔

اللهُ مُحَمَّداً بِذلِكَ أَمْ أَهَانَهُ! فَإِنْ قَالَ: أَهَانَهُ، فَقَدْ كَذَبَ - وَ اللهِ الْعَظِيمِ - بِالْإِفْكِ الْعَظِيمِ، وَ إِنْ قَالَ: أَكْرَمَهُ، فَلْيَعْلَمْ أَنَّ اللهَ قَدْ أَهَانَ غَيْرَهُ حَيْثُ بَسَطَ الدُّنْيَا لَهُ، وَزَوَاهَا عَنْ أَقْرَبِ النَّاسِ مِنْهُ. فَتَأَسَّى مُتَأَسٍّ بِنَبِيِّهِ، وَاقْتَصَّ أَثَرَهُ، وَ وَلَجَ مَوْلِجَهُ، وَ إِلَّا فَلَا يَأْمَنِ الْهَلَكَةَ، فَإِنَّ اللهَ جَعَلَ مُحَمَّداً - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - عَلَماً لِلسَّاعَةِ، وَ مُبَشِّراً بِالْجَنَّةِ، وَ مُنْذِراً بِالْعُقُوبَةِ. خَرَجَ مِنَ الدُّنْيَا خَمِيصاً، وَوَرَدَ الْآخِرَةَ سَلِيماً لَمْ يَضَعْ حَجَراً عَلَى حَجَرٍ، حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ، وَ أَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهِ. فَمَا أَعْظَمَ مِنَّةَ اللهِ عِنْدَنَا حِينَ أَنْعَمَ عَلَيْنَا بِهِ سَلَفاً نَتَّبِعُهُ، وَ قَائِداً نَطَأُ عَقِبَهُ! وَاللهِ لَقَدْ رَقَّعْتُ مِدْرَعَتِي هٰذِهِ حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَاقِعِهَا. وَ لَقَدْ قَالَ لِي قَائِلٌ: أَلَا تَنْبِذُهَا عَنْكَ؟ فَقُلْتُ: أُغْرُبْ (اعزب) عَنِّي، فَعِنْدَ الصَّبَاحِ يَحْمَدُ الْقَوْمُ السُّرَى!

١٦١

ومن خطبة له (ع)

في صفة النبي و أهل بيته و أتباع دينه، و فيها يعظ بالتقوى

الرسول و اهله و اتباع دينه.

إِبْتَعَثَهُ بِالنُّورِ الْمُضِيءِ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ، وَالْمِنْهَاجِ الْبَادِي، و الْكِتَابِ الْهَادِي. أُسْرَتُهُ خَيْرُ أُسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهُ خَيْرُ شَجَرَةٍ؛ أَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ، وَثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ. مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَهِجْرَتُهُ بِطَيْبَةَ. عَلَا بِهَا ذِكْرُهُ، وَامْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهُ. أَرْسَلَهُ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ، وَمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ. أَظْهَرَ بِهِ الشَّرَائِعَ الْمَجْهُولَةَ، وَقَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُولَةَ، وَبَيَّنَ بِهِ الْأَحْكَامَ الْمَفْصُولَةَ. فَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيناً تَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهُ، وَتَنْفَصِمْ عُرْوَتُهُ، وَتَعْظُمْ كَبْوَتُهُ، وَيَكُنْ مَآبُهُ إِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيلِ وَ الْعَذَابِ الْوَبِيلِ.

وَأَتَوَكَّلُ عَلَى اللهِ تَوَكُّلَ الْإِنَابَةِ إِلَيْهِ، وَأَسْتَرْشِدُهُ السَّبِيلَ الْمُؤَدِّيَةَ إِلَى جَنَّتِهِ، الْقَاصِدَةَ إِلَى مَحَلِّ رَغْبَتِهِ.

النصح بالتقوى

بادی - ظاہر
متہدلہ - جھکے ہوئے - قریب
طیبہ - مدینہ منورہ
متلافیہ - جاہلیت کے تمام امور کی تلافی کرنے والا
مفصولہ - واضح طور پر بیان کیے گئے
کبوہ - منہ کے بل گرنا
انابہ - رجوع
مآب - بازگشت کی جگہ

① کس قدر منطقی گفتگو ہے کہ سرکارِ دو عالم کا دنیا کی لذتوں سے محروم رہنا پروردگار کی طرف سے عزت و اکرام کی علامت ہے تو اپنے پاس دولت و ثروت کی فراوانی ذلت و حقارت کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے-؟

② بعض حضرات نے اس لفظ سے یہ استفادہ کرنا چاہا ہے کہ آپ کا وجود علامتِ قیامت تھا اور آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے اور اس طرح آپ کے خاتم النبیین ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہے علامتِ قیامت سے مراد ختم نبوت نہیں ہے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ نے قیامت کی مکمل طور پر وضاحت کر دی ہے اور اپنی بشارت اور اپنے انذار کے ذریعہ ذہنوں کو آخرت کی طرف موڑ دیا ہے۔

③ حقیقت امر یہ ہے کہ دین خدا کا نمائندہ اور امت کا صحیح راہنما وہی ہے جو اسلام کی سادگی کی کرداری وضاحت کر سکے اور کمزور ترین فرد کی جیسی زندگی گزار سکے اور امیر المومنینؑ اس معیار قیادت کا مکمل نمونہ تھے جس کی کوئی مثال دوسرے افراد کی زندگی میں نہیں پائی جاتی ہے۔

نے پیغمبر کو عزت دی ہے یا انھیں ذلیل بنایا ہے۔ اگر کسی کا خیال یہ ہے کہ ذلیل بنایا ہے تو وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہے اور اگر خیال یہ ہے کہ عزت دی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر اللہ نے اس کے لئے دنیا کو فرش کر دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے اسے ذلیل بنا دیا ہے کہ اپنے قریب ترین بندے سے اسے دور رکھا تھا۔ (۱)

اب ہر شخص کو رسول اکرمؐ کا اتباع کرنا چاہیئے۔ ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیئے اور ان کی منزل پر قدم رکھنا چاہیئے ورنہ ہلاکت سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ پروردگار نے پیغمبر اسلام کو قرب قیامت کی علامت (۲) جنت کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنایا ہے۔ وہ دنیا سے بھوکے چلے گئے لیکن آخرت میں سلامتی کے ساتھ وارد ہوئے۔ انھوں نے تعمیر کے لئے پتھر پر پتھر نہیں رکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پروردگار کی دعوت پر لبیک کہہ دی۔ پروردگار کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان کا جیسا رہنما عطا فرمایا ہے جس کا اتباع کیا جائے اور قائد دیا ہے جس کے نقش قدم پر قدم جمائے جائیں۔

خدا کی قسم میں نے اس قمیص میں اتنے پیوند لگوائے ہیں کہ اب رفوگر کو دیتے ہوئے شرم آنے لگی ہے۔ مجھ سے ایک شخص نے یہ بھی کہا تھا کہ اسے پھینک کیوں نہیں دیتے تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ مجھ سے دور ہو جا۔ "صبح ہونے کے بعد قوم کو رات میں سفر کرنے کی قدر ہوتی ہے"۔ (۳)

۱۶۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کے صفات، اہلبیتؑ کی فضیلت اور تقویٰ و اتباع رسولؐ کی دعوت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

پروردگار نے آپ کو روشن نور، واضح دلیل، نمایاں راستہ اور ہدایت کرنے والی کتاب کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کا خاندان بہترین خاندان اور آپ کا شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جس کی شاخیں معتدل ہیں اور ثمرات دسترس کے اندر ہیں۔ آپ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اور مقام ہجرت ارض طیبہ۔ یہیں سے آپ کا ذکر بلند ہوا ہے اور یہیں سے آپ کی آواز پھیلی ہے۔ پروردگار نے آپ کو کفایت کرنے والی حجت، شفا دینے والی نصیحت۔ گذشتہ تمام امور کی تلافی کرنے والی دعوت کے ساتھ بھیجا ہے۔ آپ کے ذریعہ غیر معروف شریعتوں کو ظاہر کیا ہے اور مہمل بدعتوں کا قلع قمع کر دیا ہے اور واضح احکام کو بیان کر دیا ہے لہٰذا اب جو بھی اسلام کے علاوہ کسی راستہ کو اختیار کرے گا اس کی شقاوت ثابت ہو جائے گی اور ریسمان حیات بکھر جائے گی اور منھ کے بل گرنا سخت ہو جائے گا اور انجام کار دائمی حزن و الم اور شدید ترین عذاب ہوگا۔

میں خدا پر اسی طرح بھروسہ کرتا ہوں جس طرح اس کی طرف توجہ کرنے والے کرتے ہیں اور اس سے اس راستہ کی ہدایت طلب کرتا ہوں جو اس کی جنت تک پہونچانے والا اور اس کی منزل مطلوب کی طرف لے جانا والا ہے۔

(۱) اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہر مسلمان کو آوارہ وطن اور خانہ بدوش ہونا چاہیئے اور خیموں اور جھونپڑیوں میں زندگی گذار دینا چاہیئے۔ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان کو دنیا کی اہمیت و عظمت کا قائل نہیں ہونا چاہیئے اور اسے صرف بطور ضرورت اور بقدر ضرورت استعمال کرنا چاہیئے وہ مکمل طور سے قبضہ میں آجائے تو انسان کو باعزت نہیں بنا سکتی ہے اور سو فیصدی ہاتھوں سے نکل جائے تو ذلیل نہیں کر سکتی ہے۔ عزت و ذلت کا معیار مال و دولت اور جاہ و منصب نہیں ہے۔ اس کا معیار صرف عبادت الٰہی اور اطاعت پروردگار ہے جس کے بعد ملک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَطَاعَتِهِ، فَإِنَّهَا النَّجَاةُ غَداً، وَالْمَنْجَاةُ أَبَداً. رَهَّبَ فَأَبْلَغَ، وَرَغَّبَ فَأَسْبَغَ، وَوَصَفَ لَكُمُ الدُّنْيَا وَانْقِطَاعَهَا، وَزَوَالَهَا وَانْتِقَالَهَا. فَأَعْرِضُوا عَمَّا يُعْجِبُكُمْ فِيهَا لِقِلَّةِ مَا يَصْحَبُكُمْ مِنْهَا. أَقْرَبُ دَارٍ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، وَأَبْعَدُهَا مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ! فَغُضُّوا عَنْكُمْ - عِبَادَ اللّٰهِ - غُمُومَهَا وَأَشْغَالَهَا، لِمَا قَدْ أَيْقَنْتُمْ بِهِ مِنْ فِرَاقِهَا وَتَصَرُّفِ حَالَاتِهَا. فَاحْذَرُوهَا حَذَرَ الشَّفِيقِ النَّاصِحِ، وَالْمُجِدِّ الْكَادِحِ. وَاعْتَبِرُوا بِمَا قَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ مَصَارِعِ الْقُرُونِ قَبْلَكُمْ: قَدْ تَزَايَلَتْ أَوْصَالُهُمْ، وَزَالَتْ أَبْصَارُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ، وَذَهَبَ شَرَفُهُمْ وَعِزُّهُمْ، وَانْقَطَعَ سُرُورُهُمْ وَنَعِيمُهُمْ، فَبُدِّلُوا بِقُرْبِ الْأَوْلَادِ فَقْدَهَا، وَبِصُحْبَةِ الْأَزْوَاجِ مُفَارَقَتَهَا. لَا يَتَفَاخَرُونَ، وَلَا يَتَنَاسَلُونَ، وَلَا يَتَزَاوَرُونَ، وَلَا يَتَحَاوَرُونَ. فَاحْذَرُوا، عِبَادَ اللّٰهِ، حَذَرَ الْغَالِبِ لِنَفْسِهِ، الْمَانِعِ لِشَهْوَتِهِ، النَّاظِرِ بِعَقْلِهِ؛ فَإِنَّ الْأَمْرَ وَاضِحٌ، وَالْعَلَمَ قَائِمٌ، وَالطَّرِيقَ جَدَدٌ، وَالسَّبِيلَ قَصْدٌ.

۱۶۲

و من كلام له (ع)

لبعض أصحابه و قد سأله: كيف دفعكم قومكم عن هذا المقام و أنتم أحق به؟ فقال:

يَا أَخَا بَنِي أَسَدٍ، إِنَّكَ لَقَلِقُ الْوَضِينِ، تُرْسِلُ فِي غَيْرِ سَدَدٍ، وَلَكَ بَعْدُ ذِمَامَةُ الصِّهْرِ وَحَقُّ الْمَسْأَلَةِ، وَقَدِ اسْتَعْلَمْتَ فَاعْلَمْ: أَمَّا الِاسْتِبْدَادُ عَلَيْنَا بِهَذَا الْمَقَامِ وَنَحْنُ الْأَعْلَوْنَ نَسَباً، وَالْأَشَدُّونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - نَوْطاً، فَإِنَّهَا كَانَتْ أَثَرَةً شَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ آخَرِينَ؛ وَالْحَكَمُ اللّٰهُ، وَالْمَعْوَدُ إِلَيْهِ الْقِيَامَةُ.

وَدَعْ عَنْكَ نَهْباً صِيحَ فِي حَجَرَاتِهِ ... وَلَكِنْ حَدِيثاً مَا حَدِيثُ الرَّوَاحِلِ

اسبغ - مکمل کر دیا
ناصح - مخلص
شفیق - خوفزدہ
کادح - بے حد محنت کرنے والا
اوصالہم - جوڑوں کا مجموعہ
تزایلت - متفرق ہو گئے
تحاور - آپس میں بات کرنا
جدد - سیدھا راستہ
قصد - مستقیم
وضین - جنگر
ارسال - متوجہ ہو جانا
سدد - استقامت
ذمامہ - حمایت
صہر - دامادی رشتہ
نوط - تعلق
اثرہ - اختصاص
نہب - لوٹ مار
صیح - آواز بلند کی گئی
حجرات - اطراف

مصادر خطبہ ۱۶۲ امالی صدوق ص۲۶۸، علل الشرائع صدوق باب ۱۱۱، المسترشد طبری، امالی ص۱۲۳، ارشاد مفید ص۱۲۱، بحار الانوار، کتاب الفتن والمحن، الفصول المختارہ ص۳۶

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی اور اس کی اطاعت کی وصیت کرتا ہوں کہ اسی میں کل نجات ہے اور یہی ہمیشہ کے لئے مرکز نجات ہے۔ اس نے تمھیں ڈرایا تو مکمل طور سے ڈرایا اور رغبت دلائی تو مکمل رغبت کا انتظام کیا۔ تمھارے لئے دنیا اور اس کی جدائی اس کے زوال اور اس سے انتقال سب کی توصیف کر دی ہے لہٰذا اس میں جو چیز اچھی لگے اس سے اعراض کرو کہ ساتھ جانے والی شے بہت کم ہے۔ یہ گھر غضب الٰہی سے قریب تر اور رضائے الٰہی سے دور تر ہے۔

بندگانِ خدا! ہم و غم اور اس کے اشتغال سے چشم پوشی کرو کہ تمھیں معلوم ہے کہ اس سے بہر حال جدا ہونا ہے اور اسکے حالات برابر بدلتے رہتے ہیں۔ اس سے اس طرح احتیاط کرو جس طرح ایک خوفزدہ اور اپنے نفس کا مخلص اور جانفشانی کے ساتھ کوشش کرنے والا کرتا ہے اور اس سے عبرت حاصل کرو ان مناظر کے ذریعہ جو تم نے خود دیکھ لئے ہیں کہ گذشتہ نسلیں ہلاک ہو گئیں۔ ان کے جوڑ بند الگ الگ ہو گئے۔ ان کی آنکھیں اور ان کے کان ختم ہو گئے۔ ان کی شرافت اور عزت چلی گئی۔ ان کی مسرت اور نعمت کا خاتمہ ہو گیا۔ اولاد کا قرب فقدان میں تبدیل ہو گیا اور ازواج کی صحبت فراق میں بدل گئی۔ اب نہ باہمی مفاخرت رہ گئی ہے اور نہ نسلوں کا سلسلہ، نہ ملاقاتیں رہ گئی ہیں اور نہ بات چیت۔

لہٰذا بندگانِ خدا! ڈرو اس شخص کی طرح جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو۔ اپنی خواہشات کو روک سکتا ہو اور اپنی عقل کی آنکھوں سے دیکھتا ہو۔ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ نشانیاں قائم ہیں۔ راستہ سیدھا ہے اور صراط بالکل مستقیم ہے۔

۱۶۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اس شخص سے جس نے یہ سوال کر لیا کہ لوگوں نے آپ کو آپ کی منزل سے کس طرح ہٹا دیا)

اے برادر بنی اسد! تم بہت تنگ حوصلہ ہو اور غلط راستہ پر چل پڑے ہو۔ لیکن بہر حال تمھیں قرابت کا حق بھی حاصل ہے اور سوال کا حق بھی ہے اور تم نے دریافت بھی کر لیا ہے تو اب سنو! ہمارے بلند نسب اور رسول اکرمؐ سے قریب ترین تعلق کے باوجود قوم نے ہم سے اس حق کو اس لئے چھین لیا کہ اس میں ایک خود غرضی تھی جس پر ایک جماعت کے نفس مر مٹے تھے اور دوسری جماعت نے چشم پوشی سے کام لیا تھا لیکن بہر حال حاکم اللہ ہے اور روز قیامت اسی کی بارگاہ میں پلٹ کر جانا ہے۔

اس لوٹ مار کا ذکر چھوڑو جس کا شور چاروں طرف مچا ہوا تھا
اب اونٹنیوں کی بات کرو جو اپنے قبضہ میں رہ کر نکل گئی ہیں

---

(۱) یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ سرکار دو عالمؐ کی ایک زوجہ زینب بنت جحش اسدی تھیں اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب آپ کی پھوپھی تھیں۔

(۲) اس میں دونوں احتمالات پائے جاتے ہیں۔ یا اس قوم کی طرف اشارہ ہے جس نے حق اہلبیتؑ کا تحفظ نہیں کیا اور تغافل سے کام لیا۔ یا خود اپنے کردار کی بلندی کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے بھی چشم پوشی سے کام لیا اور مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اس طرح ظالموں نے منصب پر مکمل طور سے قبضہ کر لیا۔

(۳) یہ امرء القیس کا مصرعہ ہے جب اس کے باپ کو قتل کر دیا گیا تو وہ انتقام کے لئے قبائل کی کمک تلاش کر رہا تھا۔ ایک مقام پر مقیم تھا کہ لوگ اس کے اونٹ پکڑ لے گئے۔ اس نے میزبان سے فریاد کی۔ میزبان نے کہا کہ میں ابھی واپس لاتا ہوں۔ ثبوت میں تمھاری اونٹنیاں لئے جاتا ہوں اور اس طرح اونٹ کے ساتھ اونٹنی پر بھی قبضہ کر لیا۔

وَهَـلُمَّ الْخَـطْبَ فِي ابْـنِ أَبِي سُـفْيَانَ، فَـلَقَدْ أَضْـحَكَنِي الدَّهْـرُ بَـعْدَ إِبْكَـائِهِ، وَلَا غَـرْوَ وَاللّٰـهِ، فَـيَا لَـهُ خَـطْباً يَسْتَفْرِغُ الْـعَجَبَ، وَيُكْثِرُ الْأَوَدَ! حَـاوَلَ الْقَوْمُ إِطْـفَاءَ نُـورِ اللّٰـهِ مِـنْ مِـصْبَاحِهِ، وَسَـدَّ فَـوَّارِهِ مِـنْ يَنْبُوعِهِ، وَجَـدَحُوا بَيْنِي وَبَـيْنَهُمْ شِرْباً وَبِـيئاً. فَـإِنْ تَـرْتَفِعْ عَـنَّا وَعَـنْهُمْ مِحَـنُ الْـبَلْوَى، أَحْمِـلْهُمْ مِـنَ الْحَـقِّ عَـلَىٰ مَحْـضِهِ، وَإِنْ تَكُـنِ الْأُخْـرَىٰ، «فَـلَا تَـذْهَبْ نَـفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ، إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ».

۱۶۳

و من خطبة له «ع»

الخالق جل و علا

الْحَـمْدُ لِـلّٰهِ خَـالِقِ الْـعِبَادِ، وَسَـاطِحِ الْمِـهَادِ، وَمُـسِيلِ الْـوِهَادِ، وَمُخْـصِبِ النِّـجَادِ. لَـيْسَ لِأَوَّلِـيَّتِهِ ابْـتِدَاءٌ، وَلَا لِأَزَلِـيَّتِهِ انْـقِضَاءٌ. هُـوَ الْأَوَّلُ وَلَمْ يَـزَلْ، وَالْـبَاقِي بِـلَا أَجَـلٍ. خَـرَّتْ لَـهُ الْجِـبَاهُ، وَوَحَّـدَتْهُ الشِّـفَاهُ. حَـدَّ الْأَشْـيَاءَ عِـنْدَ خَـلْقِهِ لَهَـا إِبَـانَةً لَـهُ مِـنْ شَـبَهِهَا. لَا تُـقَدِّرُهُ الْأَوْهَـامُ بِـالْحُدُودِ وَالْحَـرَكَـاتِ، وَلَا بِـالْجَوَارِحِ وَالْأَدَوَاتِ. لَا يُـقَالُ لَـهُ: «مَـتَىٰ؟»، وَلَا يُـضْرَبُ لَـهُ أَمَـدٌ «بِحَتَّىٰ». الظَّـاهِرُ لَا يُـقَالُ: «مِـمَّ؟»، وَالْـبَاطِنُ لَا يُـقَالُ: «فِـيمَ؟». لَا شَـبَحٌ فَـيُتَقَصَّىٰ، وَلَا مَحْـجُوبٌ فَـيُحْوَىٰ. لَمْ يَـقْرُبْ مِـنَ الْأَشْـيَاءِ بِـالْتِصَاقٍ، وَلَمْ يَـبْعُدْ عَـنْهَا بِـافْتِرَاقٍ. وَلَا يَخْـفَىٰ عَـلَيْهِ مِـنْ عِـبَادِهِ شُـخُوصُ لَحْـظَةٍ، وَلَا كُـرُورُ لَـفْظَةٍ، وَلَا ازْدِلَافُ رَبْـوَةٍ، وَلَا انْـبِسَاطُ خُـطْوَةٍ، فِي لَـيْلٍ دَاجٍ، وَلَا غَـسَقٍ سَـاجٍ، يَـتَفَيَّأُ عَـلَيْهِ الْـقَمَرُ الْمُـنِيرُ، وَتَـعْقُبُهُ الشَّـمْسُ ذَاتُ النُّـورِ فِي الْأُفُـولِ وَالْكُـرُورِ، وَتَـقَلُّبِ الْأَزْمِـنَةِ وَالدُّهُـورِ، مِـنْ إِقْـبَالِ لَـيْلٍ مُـقْبِلٍ، وَإِدْبَـارِ نَهَـارٍ مُـدْبِرٍ. قَـبْلَ كُـلِّ غَـايَةٍ وَمُـدَّةٍ، وَكُـلِّ إِحْـصَاءٍ وَعِـدَّةٍ. تَـعَالَىٰ عَـمَّا يَـنْحَلُهُ الْمُـحَدِّدُونَ مِـنْ صِـفَاتِ الْأَقْـدَارِ، وَنِهَـايَاتِ الْأَقْـطَارِ، وَتَأَثُّـلِ الْمَسَاكِنِ، وَتَمَكُّنِ الْأَمَاكِنِ. فَالْحَدُّ لِخَلْقِهِ مَضْرُوبٌ، وَإِلَىٰ غَيْرِهِ مَنْسُوبٌ.

هَلُمَّ - یاد کرو
خطب - عظیم حادثہ
اود - کجی
فوار - فوارہ
جدحوا - مخلوط کر دیا
شرب - پانی کا ایک حصہ
وَبی - جو باعث وبا ہو جائے
محض الحق - خالص حق
ساطح المھاد - زمین کا فرش بچھانے والا
وہاد - جمع وہدہ نشیب
نجاد - جمع نجد - فراز
ابانۃ - جدا کرنا
شخوص لحظہ - مسلسل دیکھتے رہنا
ازدلاف ربوہ - بلندی کے قریب تر ہونا
داجی - تاریک
غسق - رات
ساجی - ساکن
افول - غیبت
کرور - بار بار واپس آنا
نہایات الاقطار - منتہائے ابعاد
اقدار - جمع قدر - طول عرض عمق
تاثل - اصالت

مصادر خطبہ ۱۶۳ حلیۃ الاولیاء ۱ ص ۷۲ ، عیون الحکم والمواعظ واسطی ، ربیع الابرار (باب الملائکہ) ، بحار الانوار ۷۷ ص ۳۰۹ ، توحید صدوق

اب آؤ اس مصیبت کو دیکھو جو ابوسفیان کے بیٹے کی طرف سے آئی ہے کہ زمانہ نے رُلانے کے بعد ہنسا دیا ہے اور بخدا اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ تعجب تو اس حادثہ پر ہے جس نے تعجب کا بھی خاتمہ کر دیا ہے اور کجی کو بڑھاوا دیا ہے۔ قوم نے چاہا تھا کہ نور الٰہی کو اس کے چراغ ہی سے خاموش کر دیا جائے اور فوارہ کو چشمہ ہی سے بند کر دیا جائے۔ میرے اور اپنے درمیان زہریلے گھونٹوں کی آمیزش کر دی کہ اگر مجھ سے اور ان سے ابتلاء کی زحمتیں ختم ہو گئیں تو میں انھیں خالص حق کے راستہ پر چلاؤں گا اور اگر کوئی دوسری صورت ہو گئی تو تمھیں حسرت و افسوس سے جان نہیں دینی چاہیئے۔ اللہ ان کے اعمال سے خوب باخبر ہے۔

۱۶۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بندوں کا خلق کرنے والا۔ زمین کا فرش بچھانے والا۔ وادیوں میں پانی کا بہانے والا اور ٹیلوں کا سرسبز و شاداب بنانے والا ہے۔ اس کی اولیت کی کوئی ابتدا نہیں ہے اور اس کی ازلیت کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ وہ ابتداء سے ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ باقی ہے اور اس کی بقا کی کوئی مدت نہیں ہے۔ پیشانیاں اس کے سامنے سجدہ ریز اور لب اس کی وحدانیت کا اقرار کرنے والے ہیں۔ اس نے تخلیق کے ساتھ ہی ہر شے کے حدود معین کر دیئے ہیں تاکہ وہ کسی سے مشابہ نہ ہونے پائیں۔ انسانی اوہام اس کے لئے حدود و حرکات اور اعضاء و جوارح کا تعین نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ کب سے ہے اور نہ یہ حد بندی کی جا سکتی ہے کہ کب تک رہے گا۔ وہ ظاہر ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کس چیز سے اور باطن ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ کس چیز میں۔ وہ نہ کوئی ڈھانچہ ہے کہ ختم ہو جائے اور نہ کسی حجاب میں ہے کہ محدود ہو جائے۔ ظاہری اتصال کی بنا پر اشیاء سے قریب نہیں ہے اور جسمانی جدائی کی بنا پر دور نہیں ہے۔ اس کے اوپر بندوں کے حالات میں سے نہ ایک کا جھپکنا مخفی ہے اور نہ الفاظ کا دہرانا۔ نہ بلندی کا دور سے جھلکنا پوشیدہ ہے اور نہ قدم کا آگے بڑھنا۔ نہ اندھیری رات میں اور نہ چھائی ہوئی اندھیاریوں میں جن پر روشن چاند اپنی کرنوں کا سایہ ڈالتا ہے اور روشن آفتاب طلوع و غروب میں اور زمانہ کی ان گردشوں میں جو آنے والی رات کی آمد اور جانے والے دن کے گذرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ہر انتہا و مدت سے پہلے ہے اور ہر احصاء و شمار سے ماوراء ہے۔ وہ ان صفات سے بلند تر ہے جنھیں محدود سمجھ لینے والے اس کی طرف منسوب کر دیتے ہیں چاہے وہ مخلوق کے اندازے ہوں یا اطراف و جوانب کی حدیں۔ مکانات میں قیام ہو یا مساکن میں قرار۔ حد بندی اس کی مخلوقات کے لئے ہے اور اس کی نسبت اس کے غیر کی طرف ہوتی ہے۔

یہ مکتب اہلبیتؑ کا خاصہ ہے کہ ہمیشہ حق کے راستے پر چلنا چاہیئے اور دوسروں کو بھی اسی راستہ پر چلانا چاہیئے اور اس راہ میں کسی طرح کی زحمت و مصیبت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیئے۔ چنانچہ بعض مورخین کے بیان کے مطابق جب دور عمر بن خطاب میں سلمان فارسی کو مدائن کا گورنر بنایا گیا اور انھوں نے [illegible] قرآنی کا قانون نافذ کیا تو ارباب ثروت و تجارت نے خلیفہ سے شکایت کر دی اور انھوں نے فی الفور جناب سلمان کو معزول کر دیا کہ کہیں نگرانی اور محاسبہ کا تصور سارے ملک میں نہ پھیل جائے کہ ارباب مصالح و منافع بغاوت پر آمادہ ہو جائیں اور حکومت کو حق کی راہ پر چلنے کے لئے خاطر خواہ قیمت ادا کرنا پڑے۔

(فی ظلال نہج البلاغہ ۲/۴۴۸)

ابتداء المخلوقين

لَمْ يَخْلُقِ الْأَشْيَاءَ مِنْ أُصُولٍ أَزَلِيَّةٍ، وَلَا مِنْ أَوَائِلَ أَبَدِيَّةٍ، بَلْ خَلَقَ مَا خَلَقَ فَأَقَامَ حَدَّهُ، وَصَوَّرَ مَا صَوَّرَ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ. لَيْسَ لِشَيْءٍ مِنْهُ امْتِنَاعٌ، وَلَا لَهُ بِطَاعَةِ شَيْءٍ انْتِفَاعٌ. عِلْمُهُ بِالْأَمْوَاتِ الْمَاضِينَ كَعِلْمِهِ بِالْأَحْيَاءِ الْبَاقِينَ، وَعِلْمُهُ بِمَا فِي السَّمَاوَاتِ الْعُلَى كَعِلْمِهِ بِمَا فِي الْأَرَضِينَ السُّفْلَى.

منها: أَيُّهَا الْمَخْلُوقُ السَّوِيُّ، وَالْمُنْشَأُ الْمَرْعِيُّ، فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْحَامِ، وَمُضَاعَفَاتِ الْأَسْتَارِ. بُدِئْتَ «مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ»، وَوُضِعْتَ «فِي قَرَارٍ مَكِينٍ، إِلَى قَدَرٍ مَعْلُومٍ»، وَأَجَلٍ مَقْسُومٍ. تَمُورُ فِي بَطْنِ أُمِّكَ جَنِيناً لَا تُحِيرُ دُعَاءً، وَلَا تَسْمَعُ نِدَاءً؛ ثُمَّ أُخْرِجْتَ مِنْ مَقَرِّكَ إِلَى دَارٍ لَمْ تَشْهَدْهَا، وَلَمْ تَعْرِفْ سُبُلَ مَنَافِعِهَا. فَمَنْ هَدَاكَ لِاجْتِرَارِ الْغِذَاءِ مِنْ ثَدْيِ أُمِّكَ، وَعَرَّفَكَ عِنْدَ الْحَاجَةِ مَوَاضِعَ طَلَبِكَ وَإِرَادَتِكَ! هَيْهَاتَ، إِنَّ مَنْ يَعْجِزُ عَنْ صِفَاتِ ذِي الْهَيْئَةِ وَالْأَدَوَاتِ فَهُوَ عَنْ صِفَاتِ خَالِقِهِ أَعْجَزُ، وَمِنْ تَنَاوُلِهِ بِحُدُودِ الْمَخْلُوقِينَ أَبْعَدُ!

۱۶۴

و من كلام له (ع)

لما اجتمع الناس إليه و شكوا ما نقموه على عثمان

و سألوه مخاطبته لهم واستعتابه لهم، فدخل عليه فقال:

إِنَّ النَّاسَ وَرَائِي وَقَدِ اسْتَسْفَرُونِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ، وَوَاللَّهِ مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لَكَ! مَا أَعْرِفُ شَيْئاً تَجْهَلُهُ، وَلَا أَدُلُّكَ عَلَى أَمْرٍ لَا تَعْرِفُهُ. إِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ. مَا سَبَقْنَاكَ إِلَى شَيْءٍ فَنُخْبِرَكَ عَنْهُ، وَلَا خَلَوْنَا بِشَيْءٍ فَنُبَلِّغَكَهُ. وَقَدْ رَأَيْتَ كَمَا رَأَيْنَا، وَسَمِعْتَ كَمَا سَمِعْنَا، وَصَحِبْتَ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - كَمَا صَحِبْنَا. وَمَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ وَلَا ابْنُ الْخَطَّابِ بِأَوْلَى بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْكَ، وَأَنْتَ أَقْرَبُ إِلَى أَبِي رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - وَشِيجَةَ رَحِمٍ مِنْهُمَا؛

اقام حدہ - وہ حدود جس سے امتیاز قائم ہو

سوی - معتدل

منشاء - جدید ایجاد

مرعی - محفوظ

سلالہ - خلاصہ

قرار مکین - رحم مادر

مور - حرکت

لا تحیر - جواب نہیں دے سکتے

استسفرونی - مجھے واسطہ قرار دیا

وشیجہ - قرابت

(۱) بعض دانش وروں کا خیال ہے کہ یہ کائنات ایک مخصوص مادہ گیس سے پیدا ہوئی ہے اور اسے بے اصل نہیں قرار دیا جا سکتا ہے لیکن ان عقلمندوں کو یہ خبر نہیں ہے کہ اس طرح وجود خالق سے انکار کا جواز نہیں تلاش کر سکتے اور یہ سوال بہرحال باقی رہے گا کہ اس مادہ کا خالق کون ہے اور یہ کس طرح وجود میں آگیا ہے کہ مادہ قابل تغیر ہے اور قابل تغیر شے از خود وجود میں نہیں آسکتی ہے ورنہ تغیرات کا باعث اور محرک کیا ہوگا

(۲) الکسیس کارل نے اپنی کتاب "انسان نا شناختہ شدہ" میں بہت عمدہ جملہ لکھا ہے کہ خالق کے کرم کی اعتبار ہے کہ جیسے جیسے شکم مادر میں بچہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے نکلنے کے راستہ میں بھی وسعت پیدا ہوتی جاتی ہے اور یہ کام خالق حکیم کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۶۴ انساب الاشراف بلاذری ۵ صفحہ ۶۰، تاریخ طبری ۵ صفحہ ۹۶، العقد الفرید ۲ صفحہ ۲۰۸، ۴ صفحہ ۲۰۳، کتاب الجمل مفید صفحہ ۱

ں نے اشیاء کی تخلیق نہ ازلی مواد سے کی ہے اور نہ ابدی مثالوں سے۔ جو کچھ بھی خلق کیا ہے خود خلق کیا ہے اور اس کی حدیں معین دی ہیں اور ہر صورت کو حسین بنا دیا ہے۔ کوئی شے بھی اس کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتی ہے اور نہ کسی کی اطاعت میں اس کا ئی فائدہ ہے۔ اس کا علم باطنی کے مرنے والے افراد کے بارے میں ویسا ہی ہے جیسا کہ رہ جانے والے زندوں کے بارے میں ہے وہ بلند ترین آسمانوں کے بارے میں ویسا ہی علم رکھتا ہے جس طرح کہ پست ترین زمینوں کے بارے میں رکھتا ہے۔

(دوسرا حصہ) اے وہ انسان جسے ہر اعتبار سے درست بنایا گیا ہے اور رحم کے اندھیروں اور پردہ در پردہ ظلمتوں میں مکمل رانی کے ساتھ خلق کیا گیا ہے۔ تیری ابتدا خالص مٹی سے ہوئی ہے اور تجھے ایک خاص مرکز میں ایک خاص مدت تک رکھا گیا ہے۔ تو شکم مادر یں اس طرح حرکت کر رہا تھا کہ نہ آواز کا جواب دے سکتا تھا اور نہ کسی آواز کو سن سکتا تھا۔ اس کے بعد تجھے وہاں سے نکال کر اس گھر میں لایا گیا جسے تو نے دیکھا بھی نہیں تھا اور جہاں کے منافع کے راستوں سے باخبر بھی نہیں تھا۔ بتا تجھے پستان مادر سے دودھ حاصل کرنے کی ہدایت کس نے دی ہے اور ضرورت کے وقت موارد طلب و ارادہ کا پتہ کس نے بتایا ہے؟ ۔ ہوشیار ۔ جو شخص ایک صاحب ہیئت و اعضاء مخلوق کے صفات کے پہچاننے سے عاجز ہوگا وہ خالق کے صفات کو پہچاننے سے یقیناً زیادہ عاجز ہوگا اور مخلوقات کے حدود کے ذریعہ اسے حاصل کرنے سے یقیناً دور تر ہوگا۔

۱۶۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب لوگوں نے آپ کے پاس آکر عثمانؓ کے مظالم کا ذکر کیا اور ان کی فہمائش اور تنبیہ کا تقاضا کیا تو آپ نے عثمانؓ کے پاس جا کر فرمایا)

لوگ میرے پیچھے منتظر ہیں اور انھوں نے مجھے اپنے اور تمہارے درمیان واسطہ قرار دیا ہے اور خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں کہ میں تم سے کیا کہوں؟ میں کوئی ایسی بات نہیں جانتا ہوں جس کا تمہیں علم نہ ہو اور کسی ایسی بات کی نشاندہی نہیں کر سکتا ہوں جو تمہیں معلوم نہ ہو۔ تمہیں تمام وہ باتیں معلوم ہیں جو مجھے معلوم ہیں اور میں نے کسی امر کی طرف سبقت نہیں کی ہے کہ اس کی اطلاع تمہیں کروں اور نہ کوئی بات چپکے سے سن لی ہے کہ تمہیں باخبر کروں۔ تم نے وہ سب خود دیکھا ہے جو میں نے دیکھا ہے اور وہ سب کچھ خود بھی سنا ہے جو میں نے سنا ہے اور رسول اکرمؐ کے پاس ویسے ہی رہے ہو جیسے میں رہا ہوں۔ ابن ابی قحافہ اور ابن الخطاب حق پر عمل کرنے کے لئے تم سے زیادہ اولیٰ نہیں تھے کہ تم ان کی نسبت رسول اللہ سے زیادہ قریبی رشتہ رکھتے ہو۔

لے امیر المومنینؑ کے علاوہ دنیا کا کوئی دوسرا انسان ہوتا تو اس موقع کو غنیمت تصور کر کے احتجاج کرنے والوں کے حوصلے مزید بلند کر دیتا اور لمحوں میں عثمانؓ کا خاتمہ کرا دیتا لیکن آپ نے اپنی شرعی ذمہ داری اور اسلامی مسئولیت کا خیال کر کے انقلابی جماعت کو روکا اور چاہا کہ پہلے اتمام حجت کر دیا جائے تاکہ عثمانؓ کو اصلاح امر کا موقع مل جائے اور بنی امیہ کو قتل عثمانؓ کا الزام دھرنے نہ پائیں۔ ورنہ عثمانؓ کے دور کے مظالم عالم آشکار تھے۔ ان کے بارے میں کسی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں تھی جناب ابوذر کا شہر بدر کرا دیا جانا، جناب عبداللہ بن مسعود کی پسلیوں کا توڑ دیا جانا، جناب عمار یاسر کے شکم کو جوتیوں سے پامال کر دینا۔ وہ مظالم ہیں جنھیں سارا عالم اسلام اور بالخصوص مدینۃ الرسول خوب جانتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے درمیان میں پڑ کر اصلاح حال کے بارے میں یہ فارمولا پیش کیا کہ مدینہ کے معاملات کی فی الفور اصلاح کی جائے اور باہر کے لئے بقدر ضرورت مہلت دے دی جائے لیکن خلیفہ کو اصلاح نہیں کرنا تھی نہیں کی اور آخر وہی انجام ہوا جس کے پیش نظر امیر المومنینؑ نے اس قدر زحمت برداشت کی تھی اور جس کے بعد بنی امیہ کو نئے فتنوں کا موقع مل گیا اور ان سے امیر المومنینؑ کو بھی دو چار ہونا پڑا۔

وَقَدْ بَلَغْتَ مِنْ صِهْرِهِ مَا لَمْ يَنَالَا. فَاللَّهَ اللَّهَ فِي نَفْسِكَ! فَإِنَّكَ - وَاللَّهِ - مَا تُبَصَّرُ مِنْ عَمًى، وَلَا تُعَلَّمُ مِنْ جَهْلٍ، وَإِنَّ الطُّرُقَ لَوَاضِحَةٌ (الواضحة)، وَإِنَّ أَعْلَامَ الدِّينِ (الهدى) لَقَائِمَةٌ. فَاعْلَمْ أَنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللَّهِ عِنْدَ اللَّهِ إِمَامٌ عَادِلٌ، هُدِيَ وَهَدَى، فَأَقَامَ سُنَّةً مَعْلُومَةً، وَأَمَاتَ بِدْعَةً مَجْهُولَةً، وَإِنَّ السُّنَنَ لَنَيِّرَةٌ، لَهَا أَعْلَامٌ، وَإِنَّ الْبِدَعَ لَظَاهِرَةٌ، لَهَا أَعْلَامٌ، وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللَّهِ إِمَامٌ جَائِرٌ ضَلَّ وَضُلَّ بِهِ، فَأَمَاتَ سُنَّةً مَأْخُوذَةً، وَأَحْيَا بِدْعَةً مَتْرُوكَةً. وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ - يَقُولُ: «يُؤْتَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِالْإِمَامِ الْجَائِرِ وَلَيْسَ مَعَهُ نَصِيرٌ وَلَا عَاذِرٌ، فَيُلْقَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ، فَيَدُورُ فِيهَا كَمَا تَدُورُ الرَّحَى، ثُمَّ يَرْتَبِطُ فِي قَعْرِهَا». وَإِنِّي أَنْشُدُكَ اللَّهَ أَلَّا تَكُونَ إِمَامَ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْمَقْتُولَ، فَإِنَّهُ كَانَ يُقَالُ: يُقْتَلُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ إِمَامٌ يَفْتَحُ عَلَيْهَا الْقَتْلَ وَالْقِتَالَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَيَلْبِسُ أُمُورَهَا عَلَيْهَا، وَيَبُثُّ الْفِتَنَ فِيهَا، فَلَا يُبْصِرُونَ الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ؛ يَمُوجُونَ فِيهَا مَوْجاً، وَيَمْرُجُونَ فِيهَا مَرْجاً. فَلَا تَكُونَنَّ لِمَرْوَانَ سَيِّقَةً يَسُوقُكَ حَيْثُ شَاءَ بَعْدَ جَلَالِ السِّنِّ وَتَقَضِّي الْعُمُرِ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: «كَلِّمِ النَّاسَ فِي أَنْ يُؤَجِّلُونِي، حَتَّى أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ مِنْ مَظَالِمِهِمْ» فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: مَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَلَا أَجَلَ فِيهِ، وَمَا غَابَ فَأَجَلُهُ وُصُولُ أَمْرِكَ إِلَيْهِ.

۱۶۵

و من خطبة له «عليه السلام»

يذكر فيها عجيب خلقة الطاووس

خلقة الطيور

ابْتَدَعَهُمْ خَلْقاً عَجِيباً مِنْ حَيَوَانٍ وَمَوَاتٍ، وَسَاكِنٍ وَذِي حَرَكَاتٍ؛ وَأَقَامَ مِنْ شَوَاهِدِ الْبَيِّنَاتِ عَلَى لَطِيفِ صَنْعَتِهِ، وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ، مَا انْقَادَتْ لَهُ الْعُقُولُ مُعْتَرِفَةً بِهِ، وَمُسَلِّمَةً لَهُ، وَنَعَقَتْ فِي أَسْمَاعِنَا

ربط - باندھ دینا
مرج - مخلوط کرنا
سیقہ - ہنکایا ہوا جانور
نعق - بلند آواز سے پکارنا

(۱) چونکہ عثمان کا عقد پیغمبر اسلام کی پروردہ جناب خدیجہ کی بھانجی سے ہوا تھا لہٰذا انھیں ایک طرح سے دامادی کا شرف بھی حاصل ہو گیا تھا جو حضرت ابوبکر و عمر کو حاصل نہیں تھا

(۲) واضح رہے کہ امام ہر قیادت کرنے والے کو کہا جاتا ہے چاہے وہ برحق ہو یا باطل اور یہی وجہ ہے کہ امام کو دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ عادل اور ظالم۔ اور قرآن مجید نے بھی امام کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔ ہدایت دینے والا اور جہنم کی طرف دعوت دینے والا۔ کسی بھی شخص کے بارے میں لفظ امام کا استعمال اس امر کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ واقعاً امام عادل یا امام معصوم ہے جب تک کہ یہ نہ کہا جائے کہ اس کی عدالت اثبات نہ ہو جائے یا خود خدا و رسول نے اسے امام بنایا ہو کہ خدا و رسول کسی فاسق یا ظالم کو امام نہیں بنا سکتے ہیں۔ سرکار دو عالم کے اس ارشاد میں لفظ امام لغت کے اعتبار سے قائد کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور امیرالمومنین عثمان کو اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتے تھے کہ کہیں اس قائد سے مراد تمہاری ہی ذات نہ ہو کہ تمہارے قتل سے امت میں فسادات پھوٹ پڑیں اور قتل و خون کا بازار گرم ہو جائے جیسا کہ ہوا اور امت اسلامیہ عرصہ دراز تک اس کا خمیازہ برداشت کرتی رہی بلکہ آج تک برداشت کر رہی ہے۔

اصل: خطبہ ۱۶۵ ربیع الابرار زمخشری، نہایۃ ابن اثیر ا ص ۳۳، ۲ ص ۱۴۰، ۳ ص ۲۳۸، مجمع الامثال ۲ ص ۱۲

نہیں وہ دامادی کا شرف بھی حاصل ہے[1] جو انھیں حاصل نہیں تھا لہٰذا خدارا اپنے نفس کو بچاؤ کہ تمھیں اندھے پن سے بصارت یا جہالت سے علم دیا جا رہا ہے۔ راستے بالکل واضح ہیں اور نشانات دین قائم ہیں۔ یاد رکھو خدا کے نزدیک بہترین بندہ وہ امام عادل[2] ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو اور دوسروں کو ہدایت دے۔ جانی پہچانی سنت کو قائم کرے اور مجہول بدعت کو مُردہ بنا دے۔ دیکھو ضیا بخش سنتوں کے نشانات بھی روشن ہیں اور بدعتوں کے نشانات بھی واضح ہیں اور بدترین انسان خدا کی نگاہ میں وہ ظالم پیشوا ہے جو خود بھی گمراہ ہو اور لوگوں کو بھی گمراہ کرے۔ لی ہوئی سنتوں کو مُردہ بنا دے اور قابل ترک بدعتوں کو زندہ کر دے۔ میں نے رسول اکرمؐ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ روز قیامت ظالم رہنما کو اس عالم میں لایا جائے گا کہ نہ کوئی اس کا مددگار ہوگا اور نہ عذر خواہی کرنے والا اور اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور وہ اس طرح چکر کھائے گا جس طرح چکی۔ اس کے بعد اسے قعرِ جہنم میں جکڑ دیا جائے گا۔ میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ خدارا تم اس امت کے مقتول پیشوا نہ بنو اس لئے کہ دورِ قدیم سے کہا جا رہا ہے کہ اس امت میں ایک پیشوا قتل کیا جائے گا جس کے بعد قیامت تک قتل و قتال کا دروازہ کھل جائے گا اور سارے امور مشتبہ ہو جائیں گے اور فتنے پھیل جائیں گے اور لوگ حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکیں گے اور اسی میں چکر کھاتے رہیں گے اور تہ و بالا ہوتے رہیں گے۔ خدارا مروان کی سواری نہ بن جاؤ کہ وہ جدھر چاہے کھینچ کر لے جائے کہ تمھارا سن زیادہ ہو چکا ہے اور تمھاری عمر خاتمہ کے قریب آچکی ہے۔

عثمانؓ نے اس ساری گفتگو کو سُن کر کہا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیں کہ ذرا مہلت دیں تاکہ میں ان کی حق تلفیوں کا علاج کر سکوں؟ آپ نے فرمایا کہ جہاں تک مدینہ کے معاملات کا تعلق ہے ان میں کسی مہلت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور جہاں تک باہر کے معاملات کا تعلق ہے ان میں صرف اتنی مہلت دی جا سکتی ہے کہ تمھارا حکم وہاں تک پہونچ جائے۔

۱۶۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں مور کی عجیب و غریب خلقت کا تذکرہ کیا گیا ہے)

اللہ نے اپنی تمام مخلوقات کو عجیب و غریب بنایا ہے چاہے وہ ذی حیات ہوں یا بے جان۔ ساکن ہوں یا متحرک اور ان سب کے ذریعہ اپنی لطیف صنعت اور عظیم قدرت کے وہ شواہد قائم کر دیئے ہیں جن کے سامنے عقلیں بکمال اعتراف و تسلیم سرخم کئے ہوئے ہیں اور پھر ہمارے کانوں میں اس کی وحدانیت کے دلائل

---

[1] یہ درحقیقت رہنما اور ظالم وہ دو متضاد الفاظ ہیں جنھیں کسی عالم شرافت و کرامت میں جمع نہیں ہونا چاہیے۔ انسان کو رہنمائی کا شوق ہے تو پہلے اپنے کردار میں عدالت و شرافت پیدا کرے اس کے بعد آگے چلنے کا ارادہ کرے۔ اس کے بغیر رہنمائی کا شوق انسان کو جہنم تک تو پہونچا سکتا ہے رہنما نہیں بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا ہے اور اس عذاب کی شدت کا راز یہی ہے کہ رہنمائی کی وجہ سے بے شمار لوگ مزید گمراہ ہوتے ہیں اور اس کے ظلم سے بے حساب لوگوں کو ظلم کا جواز فراہم ہو جاتا ہے اور سارا معاشرہ تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے۔

عثمانؓ کا دور پہلا دور تھا جب سابق کی ظاہرداری بھی ختم ہو گئی تھی اور کھلم کھلا ظلم کا بازار گرم ہو گیا تھا۔ اس لئے اتنا شدید ردعمل دیکھنے میں آیا ورنہ اس کے بعد سے تو آج تک سارا عالم اسلام انھیں خاندان پروریوں کا شکار ہے اور عوام کی ساری دولت ایک ایک خاندان کے عیاش شہزادوں پر صرف ہو رہی ہے اور مدینہ کے مسلمانوں میں بھی غیرت کی حرکت نہیں پیدا ہو رہی ہے تو باقی عالم اسلام اور دوسرے علاقوں کا کیا تذکرہ ہے۔!

دَلَالَةً عَلَى دَقِيقِ صَنْعَتِهِ وَعَظِيمِ قُدْرَتِهِ / وَمَا ذَرَأَ مِنْ مُخْتَلِفِ صُوَرِ الْأَطْيَارِ الَّتِي أَسْكَنَهَا أَخَادِيدَ الْأَرْضِ، وَخُرُوقَ فِجَاجِهَا وَرَوَاسِيَ أَعْلَامِهَا، مِنْ ذَاتِ أَجْنِحَةٍ مُخْتَلِفَةٍ، وَهَيْئَاتٍ مُتَبَايِنَةٍ، مُصَرَّفَةٍ فِي زِمَامِ التَّسْخِيرِ، وَمُرَفْرِفَةٍ بِأَجْنِحَتِهَا فِي مَخَارِقِ الْجَوِّ الْمُنْفَسِحِ، وَالْفَضَاءِ الْمُنْفَرِجِ. كَوَّنَهَا بَعْدَ إِذْ لَمْ تَكُنْ فِي عَجَائِبِ صُوَرٍ ظَاهِرَةٍ، وَرَكَّبَهَا فِي حِقَاقِ مَفَاصِلَ مُحْتَجِبَةٍ، وَمَنَعَ بَعْضَهَا بِعَبَالَةِ خَلْقِهِ أَنْ يَسْمُوَ فِي الْهَوَاءِ خُفُوفاً، وَجَعَلَهُ يَدِفُّ دَفِيفاً. وَنَسَقَهَا عَلَى اخْتِلَافِهَا فِي الْأَصَابِيغِ بِلَطِيفِ قُدْرَتِهِ، وَدَقِيقِ صَنْعَتِهِ. فَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي قَالَبِ لَوْنٍ لَا يَشُوبُهُ غَيْرُ لَوْنِ مَا غُمِسَ فِيهِ؛ وَمِنْهَا مَغْمُوسٌ فِي لَوْنِ صِبْغٍ قَدْ طُوِّقَ بِخِلَافِ مَا صُبِغَ بِهِ.

الطاووس

وَمِنْ أَعْجَبِهَا خَلْقاً الطَّاوُوسُ الَّذِي أَقَامَهُ فِي أَحْكَمِ تَعْدِيلٍ، وَنَضَّدَ أَلْوَانَهُ فِي أَحْسَنِ تَنْضِيدٍ، بِجَنَاحٍ أَشْرَجَ قَصَبَهُ، وَذَنَبٍ أَطَالَ مَسْحَبَهُ. إِذَا دَرَجَ إِلَى الْأُنْثَى نَشَرَهُ مِنْ طَيِّهِ، وَسَمَا بِهِ مُطِلّاً عَلَى رَأْسِهِ كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوتِيُّهُ. يَخْتَالُ بِأَلْوَانِهِ، وَيَمِيسُ بِزَيَفَانِهِ. يُفْضِي كَإِفْضَاءِ الدِّيَكَةِ، وَيَؤُرُّ بِمَلَاقِحِهِ أَرَّ الْفُحُولِ الْمُغْتَلِمَةِ لِلضِّرَابِ. أُحِيلُكَ مِنْ ذَلِكَ عَلَى مُعَايَنَةٍ، لَا كَمَنْ يُحِيلُ عَلَى ضَعِيفٍ إِسْنَادُهُ. وَلَوْ كَانَ كَزَعْمِ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ يُلْقِحُ بِدَمْعَةٍ تَسْفَحُهَا (تنسحط) مَدَامِعُهُ، فَتَقِفُ فِي ضَفَّتَيْ جُفُونِهِ، وَأَنَّ أُنْثَاهُ تَطْعَمُ ذَلِكَ، ثُمَّ تَبِيضُ لَا مِنْ لِقَاحِ فَحْلٍ سِوَى الدَّمْعِ الْمُنْبَجِسِ، لَمَا كَانَ ذَلِكَ

ذرأ - خلق کیا
اخادید - جمع اخدود، شگاف زمین
خروق - جمع خرق - وسیع زمین
فجاج - جمع فج - وسیع راستہ
اعلام - جمع علم - پہاڑ
مرفرفة - پر پھیلائے ہوئے
مخارق - جمع مخرق - صحرا
حقاق - جمع حق - جوڑ
احتجاب مفاصل - جوڑوں کا گوشت کے اندر رہنا
عبالہ - ضخامت
خفوف - سرعت
دفیف الطائر - نیچی فضا میں پرواز
نسق - ترتیب
اصابیغ - جمع اصباغ - رنگ برنگ
قالب - سانچہ
طوق - یعنی گردن کا رنگ جسم سے مختلف
تنضید - ترتیب و تنظیم
اشرج قصبہ - رگوں کو مرتب کردیا
درج الیہ - اس کی طرف چلا
سما بہ - بلند کردیا
مطلا علی راسہ - سر پر سایہ فگن ہے
قلع - بادبان
داری - دارین سے خوشبو درآمد کرنے والا
عنجہ - کھینچ کر اونچا کردیا
یمیس - اکڑتا ہے
یفضی - مادہ کی طرف جاتا ہے
یؤر - جوڑا کھاتا ہے
ملاقح - اعضاء تناسل
مغتلمہ - شہوت زدہ
ضراب - جوڑا کھانا

تسفح - بہاتا ہے
ضفۃ - کنارہ
لقاح الفحل - مادہ حیات
منبجس - چشمہ سے ابلا ہوا

ان مختلف صورتوں[1] کے پرندوں کی تخلیق کی شکل میں گونج رہے ہیں جنھیں زمین کے گڑھوں۔ دروں کے شگافوں، پہاڑوں کی بلندیوں پر آباد کیا ہے جن کے پر مختلف قسم کے اور جن کی ہیئت جداگانہ انداز کی ہے اور انھیں تسخیر کی زمام کے ذریعہ حرکت دی جارہی ہے اور وہ اپنے پروں کو وسیع فضا کے راستوں اور کشادہ ہوا کی وسعتوں میں پھڑ پھڑا رہے ہیں۔ انھیں عالم عدم سے نکال کر عجیب و غریب ظاہری صورتوں میں پیدا کیا ہے اور گوشت و پوست میں ڈھکے ہوئے جوڑوں کے سروں سے ان کے جسموں کی ساخت قائم کی ہے۔ بعض کو ان کے جسم کی سنگینی نے ہوا میں بلند ہو کر تیز پرواز سے روک دیا ہے اور وہ صرف ذرا اونچے ہو کر پرواز کر رہے ہیں اور پھر اپنی لطیف قدرت اور دقیق صنعت کے ذریعہ انھیں مختلف رنگوں کے ساتھ منظم و مرتب کیا ہے کہ بعض ایک ہی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ دوسرے رنگ کا شائبہ بھی نہیں ہے اور بعض ایک رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن ان کے گلے کا طوق دوسرے رنگ کا ہے۔

(طاؤس) ان سب میں عجیب ترین خلقت مور کی ہے جسے محکم ترین توازن کے سانچہ میں ڈھال دیا ہے اور اس کے رنگوں میں حسین ترین تنظیم قائم کی ہے اسے وہ رنگین پر دئے ہیں جن کی جڑوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے اور وہ دم دی ہے جو دور تک کھنچتی چلی جاتی ہے۔ جب وہ اپنی مادہ کا رخ کرتا ہے تو اسے پھیلا لیتا ہے[2] اور اپنے سر کے اوپر اس طرح سایہ فگن کر لیتا ہے جیسے مقام دارین کی کشتی کا بادبان جسے ملاح ادھر ادھر موڑ رہا ہو۔ وہ اپنے رنگوں پر اتراتا ہے اور اس کی جنبشوں کے ساتھ جھومنے لگتا ہے۔ اپنی مادہ سے اس طرح جفتی کھاتا ہے جس طرح مرغ اور اسے اس طرح حاملہ بناتا ہے جس طرح جوش و ہیجان میں بھرے ہوئے جانور۔ میں اس مسئلہ میں تمھیں مشاہدہ کے حوالہ کر رہا ہوں۔ نہ اس شخص کی طرح جو کسی کمزور سند کے حوالہ کر دے اور اگر گمان کرنے والوں کا یہ گمان صحیح ہوتا کہ وہ ان آنسوؤں کے ذریعہ حمل ٹھہراتا ہے جو اس کی آنکھوں سے باہر نکل کر پلکوں پر ٹھہر جاتے ہیں اور مادہ اسے پی لیتی ہے اس کے بعد انڈے دیدیتی ہے اور اس میں نر و مادہ کا کوئی اتصال نہیں ہوتا ہے سوائے ان پھوٹ پڑنے والے آنسوؤں کے۔ تو یہ بات کوے کے باہمی کھلانے پینے کے ذریعہ حمل ٹھہرانے سے زیادہ تعجب خیز نہ ہوتی۔

---

[1] علم الحیوان کے ماہر رودبرٹ سن کا بیان ہے کہ دنیا میں ایک ارب قسم کے پرندے پائے جاتے ہیں اور سب اپنے اپنے مقام پر عجیب و غریب خلقت کے مالک ہیں۔ سب سے بڑا پرندہ شتر مرغ ہے اور سب سے چھوٹا طنان جس کا طول پانچ سنٹی میٹر ہوتا ہے لیکن ایک گھنٹہ میں ۸۰۔۹۰ کیلومیٹر پرواز کر لیتا ہے اور ایک سکنڈ میں ۵۰ سے لے کر ۲۰۰ مرتبہ اپنے پروں کو حرکت دیتا ہے۔

بعض پرندوں کا ایک قدم چھ میٹر کے برابر ہوتا ہے اور وہ زمین پر ۸۰ کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتے ہیں اور بعض چھ ہزار میٹر کی بلندی پر پرواز کر سکتے ہیں بعض پانی کے اندر ۱۸ میٹر کی گہرائی تک چلے جاتے ہیں اور بعض صرف سمندروں کے اس پار سے اس پار تک چکر لگاتے رہتے ہیں۔

لیکن ان سب سے زیادہ حیرت انگیز امیرالمومنینؑ کی نگاہ میں مور کی خلقت ہے جس کو مختلف رنگوں میں رنگ دیا گیا ہے اور مختلف خصوصیات سے نوازا گیا ہے یاد رہے کہ بہترین پروں کے ساتھ نازک ترین پیر بھی دیئے گئے ہیں تاکہ اس میں بھی غرور نہ پیدا ہو اور انسان کو بھی ہوش آجائے کہ جس کے وجود کا ایک رخ رنگین ہوتا ہے اور اس کا دوسرا رخ کمزور بھی ہوتا ہے لہذا غرور و استکبار کا کوئی امکان نہیں ہے۔ بلکہ تقاضائے شرافت یہ ہے کہ حسین رخ کا شکریہ ادا کرے کہ یہ بھی مالک کا کرم ہے اس کا اپنا کوئی حق نہیں ہے جسے مالک نے ادا کر دیا ہو۔

[2] یہ ایک حسین ترین فطرت ہے کہ نر اپنی مادہ کے پاس جائے تو حسن و جمال کے ساتھ جائے تاکہ اسے بھی انس حاصل ہو اور وہ بھی اپنے نر کے جمال پر فخر کر سکے ایسا نہ ہو کہ عمل فقط ایک جنسی عمل رہ جائے اور سکون نفس کا کوئی راستہ نہ نکل سکے۔

بأعجب من مطاعمة الغراب؛ تخال قصبه مداري من فضة،
وما أنبت عليها من عجيب داراته وشموسه خالص العقيان
وفلذ الزبرجد. فإن شبهته بما أنبتت الأرض قلت:
جني جني من زهرة كل ربيع. وإن ضاهيته بالملابس
فهو كموشي الحلل أو كمونق عصب اليمن. وإن شاكلته
بالحلي فهو كفصوص ذات ألوان، قد نطقت باللجين المكلل.
يمشي مشي المرح المختال، ويتصفح ذنبه وجناحيه،
فيقهقه ضاحكاً لجمال سرباله، وأصابيغ وشاحه؛ فإذا
رمى ببصره إلى قوائمه زقا معولاً بصوت يكاد يبين
عن استغاثته، ويشهد بصادق توجعه، لأن قوائمه حمش
كقوائم الديكة الخلاسية. وقد نجمت من ظنبوب ساقه
صيصية خفية، وله في موضع العرف قنزعة خضراء موشاة،
ومخرج عنقه كالإبريق، ومغرزها إلى حيث بطنه
كصبغ الوسمة اليمانية، أو كحريرة ملبسة مرآة ذات
صقال، وكأنه متلفع بمعجر أسحم؛ إلا أنه يخيل
لكثرة مائه، وشدة بريقه، أن الخضرة الناضرة ممتزجة به.
ومع فتق سمعه خط كمستدق القلم في لون الأقحوان،
أبيض يقق، فهو ببياضه في سواد ما هنالك يأتلق.
وقل صبغ إلا وقد أخذ منه بقسط، وعلاه بكثرة صقاله
وبريقه، وبصيص ديباجه ورونقه، فهو كالأزاهير المبثوثة،
لم تربها أمطار ربيع، ولا شموس قيظ. وقد ينحسر
من ريشه، ويعرى من لباسه، فيسقط تترى، وينبت تباعاً،

مطاعمة الغراب - مادہ کو مانوس کرنا
قصب - پروں کی تیلیاں
مداری - جمع مدری - کنگھی
دارات - چاند کے ہالے
عقیان - خالص سونا
فلذ - جمع فلذہ - ٹکڑا
جنی - چنا ہوا
موشی - منقش
عصب - منقش چادر
لجین - چاندی
مکلل - مزین
مرح - مغرور
سربال - لباس
وشاح - موتیوں کے مختلف سلسلے۔ چادر
زقا - شور مچانا
معول - بلند آواز سے رونے والا
حمش - جمع احمش - باریک
خلاسی - ہندی اور فارسی کا مخلوط
ظنبوب - کنارہ - پنڈلی کی ہڈی
قنزعہ - جوڑا
موشاۃ - منقوش
مغرز - جڑنے کی جگہ
صقال - جلا
معجر - جس لباس سے عورت سر و گردن کو ڈھانکتی ہے
اقحوان - بابونہ
یقق - گہرا سفید
یأتلق - چمکتا ہے
قسط - حصہ
علاہ - اس پر غالب آگیا

بصیص - چمک
رونق - حسن
ازاہیر - جمع ازہار - کلیاں
قیظ - گرمی
ینحسر - کھل جاتا ہے
تتری - رفتہ رفتہ

تم اس کی رنگینی پر غور کرو تو ایسا محسوس کرو گے جیسے پروں کی درمیانی تیلیاں چاندی کی سلائیاں ہیں اور ان پر جو عجیب و غریب ہالے اور سورج کی شعاعوں جیسے جو پر و بال اگ آئے ہیں وہ خالص سونے اور زمرد کے ٹکڑے ہیں اور اگر انھیں زمین کے نباتات سے تشبیہ دینا چاہو گے تو یہ کہو گے کہ یہ ہر موسم بہار کے پھولوں کا ایک شگوفہ ہے اور اگر لباس سے تشبیہ دینا چاہو گے تو کہو گے کہ یہ نقش دار حُلّوں یا خوشنما یمنی چادروں جیسے ہیں اور اگر زیورات ہی سے تشبیہ دینا چاہو گے تو اس طرح کہو گے کہ یہ رنگ برنگ کے نگینے ہیں جو چاندی کے دائروں میں جڑ دیئے گئے ہیں۔ یہ جانور اپنی رفتار میں ایک مغرور اور متکبر شخص کی طرح خرام ناز سے چلتا ہے اور اپنے بال و پر اور اپنی دُم کو دیکھتا رہتا ہے۔ اپنے فطری لباس کی خوبصورتی اور اپنی چادر حیات کی رنگینی کو دیکھ کر قہقہہ لگاتا ہے اور اس کے بعد جب پیروں پر نظر پڑ جاتی ہے تو اس طرح بلند آواز سے روتا ہے جیسے فطرت کی ستم ظریفی کی فریاد کر رہا ہو اور اپنے واقعی درد دل کی شہادت دے رہا ہو اس لئے کہ اس کے پیر دوغلے مرغوں کے پیروں کی طرح دُبلے پتلے اور باریک ہوتے ہیں اور اس کی پنڈلی کے کنارہ پر ایک ہلکا سا کانٹا ہوتا ہے اور اس کی گردن پر بالوں کے بدلے سبز رنگ کے منقش پروں کا ایک گچھا ہوتا ہے۔ اس کی گردن کا پھیلاؤ صراحی کی گردن کی طرح ہوتا ہے اور اس کے گڑنے کی جگہ سے لے کر پیٹ تک کا حصہ یمنی وسمہ جیسا سبز رنگ یا اس ریشم جیسا ہوتا ہے جسے صیقل کئے ہوئے آئینہ پر پہنا دیا گیا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے وہ سیاہ رنگ کی اوڑھنی میں لپٹا ہوا ہے لیکن وہ اپنی آب و تاب کی کثرت اور چمک دمک کی شدت سے اس طرح محسوس ہوتی ہے جیسے اس میں تر و تازہ سبزی الگ سے شامل کر دی گئی ہو۔

اس کے کانوں کے شگاف سے متصل بابونہ کے پھولوں جیسی نوک قلم کے مانند ایک باریک لکیر ہوتی ہے اور وہ اپنی سفیدی کے ساتھ اس جگہ کی سیاہی کے درمیان چمکتی رہتی ہے۔ شائد ہی کوئی رنگ ایسا ہو جس کا کوئی حصہ اس جانور کو نہ ملا ہو مگر اس لکیر کی صیقل اور اس کے ریشمیں پیکر کی چمک دمک سب پر غالب رہتی ہے۔ اس کی مثال ان بکھری ہوئی کلیوں کے مانند ہوتی ہے جنھیں نہ بہار کی بارشوں نے پالا ہو اور نہ گرمی کے سورج کی شعاعوں نے۔ وہ کبھی کبھی اپنے بال و پر سے جدا بھی ہو جاتا ہے اور اس رنگین لباس کو اتار کر برہنہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بال و پر جھڑ جاتے ہیں اور دوبارہ پھر اگ آتے ہیں

[1] کہا جاتا ہے کہ صرف فلپین میں دس ہزار قسم کے پھول پائے جاتے ہیں تو باقی کائنات کا کیا ذکر ہے۔

[2] بعض افراد کا خیال ہے کہ مور کے بدن میں تقریباً تین ہزار سے چار ہزار تک پر ہوتے ہیں اور وہ انھیں پروں کو دیکھ کر اکڑتا رہتا ہے اور صحرا میں رقص کرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اپنے کمال کا مظاہرہ وہاں کرتا ہے جہاں کوئی قدر داں نہیں ہوتا ہے اور نہ اس سے استفادہ کرنے والا ہوتا ہے۔ صرف اپنی ذات کی تسکین اور اپنی انا کی تسلی کا سامان فراہم کرتا ہے اور یہی فرق ہے انسان اور حیوان میں کہ انسانی کمالات انا کی تسکین اور تسلی کے لئے نہیں ہیں ان کا مصرف خلق خدا کو فائدہ پہونچانا اور سماج کو فیضیاب کرنا ہے۔ لہٰذا انسان اپنے کمالات سے معاشرہ کو مستفیض کرتا ہے تو انسان ہے ورنہ ایک مور ہے جو صحرا میں ناچتا رہتا ہے اور اپنے نفس کو خوش کرتا رہتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ خوشی بھی دائمی نہیں ہوتی ہے اور اسے بھی چند لمحوں میں پیروں کی حقارت ختم کر دیتی ہے اور ایک نیا سبق سکھا دیتی ہے کہ عمومی افادیت تو کام بھی آسکتی ہے اور اسے دوام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ذاتی تسکین کی نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ اسے دوام نصیب ہو سکتا ہے۔!

فَتَنْحَتُّ مِنْ قَصَبِهِ انْحِتَاتَ أَوْرَاقِ الْأَغْصَانِ، ثُمَّ يَتَـ
نَامِياً حَتَّى يَعُودَ كَهَيْئَتِهِ قَبْلَ سُقُوطِهِ، لَا يُخَالِفُ سَـ
أَلْوَانِهِ، وَلَا يَقَعُ لَوْنٌ فِي غَيْرِ مَكَانِهِ! وَإِذَا تَصَـ
شَعْرَةً مِنْ شَعَرَاتِ قَصَبِهِ أَرَتْكَ حُمْرَةً وَرْدِيَّةً، وَتَـ
خُضْرَةً زَبَرْجَدِيَّةً، وَأَحْيَاناً صُفْرَةً عَسْجَدِيَّةً فَكَيْفَ تَـ
إِلَى صِفَةِ هَذَا عَمَائِقُ الْفِطَنِ، أَوْ تَبْلُغُهُ قَرَائِحُ الْـ
أَوْ تَسْتَنْظِمُ وَصْفَهُ أَقْوَالُ الْوَاصِفِينَ!

وَأَقَلُّ أَجْزَائِهِ قَدْ أَعْجَزَ الْأَوْهَامَ أَنْ تُدْرِكَهُ، وَالْأَلْـ
أَنْ تَصِفَهُ! فَسُبْحَانَ الَّذِي بَهَرَ الْعُقُولَ عَنْ وَصْفِ خَلْقٍ جَـ
لِلْعُيُونِ، فَأَدْرَكَتْهُ مَحْدُوداً مُكَوَّناً، وَمُؤَلَّفاً مُلَوَّناً، وَأَعْـ
الْأَلْسُنَ عَنْ تَلْخِيصِ صِفَتِهِ، وَقَعَدَ بِهَا عَنْ تَأْدِيَةِ نَـ

صغار المخلوقات

وَسُبْحَانَ مَنْ أَدْمَجَ قَوَائِمَ الذَّرَّةِ وَالْهَمَجَةِ إِلَى مَا فَـ
مِنْ خَلْقِ الْحِيتَانِ وَالْفِيَلَةِ! وَوَأَى عَلَى نَفْسِهِ أَلَّا يَضْـ
شَبَحٌ مِمَّا أَوْلَجَ فِيهِ الرُّوحَ، إِلَّا وَجَعَلَ الْحِمَامَ مَوْعِدَهُ، وَالْفَنَاءَ غَايَـ

منها في صفة الجنة

فَلَوْ رَمَيْتَ بِبَصَرِ قَلْبِكَ نَحْوَ مَا يُوصَفُ لَكَ مِنْهَا لَعَزَ
نَفْسُكَ عَنْ بَدَائِعِ مَا أُخْرِجَ إِلَى الدُّنْيَا مِنْ شَهَوَاتِـ
وَلَذَّاتِهَا، وَزَخَارِفِ مَنَاظِرِهَا، وَلَذَهِلَتْ بِالْفِكْـ
اصْطِفَاقِ أَشْجَارٍ غُيِّبَتْ عُرُوقُهَا فِي كُثْبَانِ الْمِسْكِ عَـ
سَوَاحِلِ أَنْهَارِهَا، وَفِي تَعْلِيقِ كَبَائِسِ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْـ
عَسَالِيجِهَا وَأَفْنَانِهَا، وَطُلُوعِ تِلْكَ الثِّمَارِ مُخْتَلِفَـ
غُلُفِ أَكْمَامِهَا، تُجْنَى مِنْ غَيْرِ تَكَلُّفٍ فَتَأْتِي عَلَى مُـ

ینحت - گرجاتا ہے
عسجدیہ - سنہرا
عمائق - جمع عمیقہ
بہرالعقول - عقلوں کو مدہوش کردیا
جلاہ - واضح کردیا
اولج قوائمھا - پیروں کو اندر داخل کردیا
ذرہ - چیونٹی
ہمجہ - مکھی
وأی - وعدہ کیا
حمام - موت
عزفت - ناپسند کیا
اصطفاق - پتوں کا کھڑکھڑانا
کثبان جمع کثیب - ٹیلہ
افنان - جمع فنن - شاخیں
غُلُف - جمع غلاف
اکمام - جمع کِم - خوشہ کا غلاف
تجنیٰ - چنا جاتا ہے

(۱) ابن ابی الحدید کا بیان ہے کہ طاؤس کی مجموعی عمر ۲۰ سال سے زیادہ نہیں ہوتی ہے
یہ تیسرے سال انڈے دینا شروع کرتا ہے اور اسی وقت کے بال و پر مکمل ہو جاتے ہیں - سال میں ۱۲ انڈے دیتا ہے اور تیس دن اس کی پرورش کا انتظام کرتا ہے -!

ے بال و پر اس طرح گرتے ہیں جیسے درخت کی شاخوں سے پتے گرتے ہیں اور پھر دوبارہ یوں اُگ آتے ہیں کہ بالکل پہلے جیسے ے ہیں۔ نہ پرانے رنگوں سے کوئی مختلف رنگ ہوتا ہے اور نہ کسی رنگ کی جگہ تبدیل ہوتی ہے۔ بلکہ اگر تم اس کے ریشوں میں کسی ریشہ پر بھی غور کرو گے تو تمہیں کبھی گلاب کی سرخی نظر آئے گی اور کبھی زمرد کی سبزی اور پھر کبھی سونے کی زردی۔ بھلا اس بین کی توصیف تک فکروں کی گہرائیاں کس طرح پہونچ سکتی ہیں اور ان دقائق کو عقل کی جودت کس طرح پا سکتی ہے یا توصیف نے والے اس کے اوصاف کو کس طرح مرتب کر سکتے ہیں۔

جب کہ اس کے چھوٹے سے ایک جزو نے اوہام کو وہاں تک رسائی سے عاجز کر دیا ہے اور زبانوں کو اس کی توصیف ے درماندہ کر دیا ہے۔

پاک و بے نیاز ہے وہ مالک جس نے عقلوں کو متحیر کر دیا ہے اس ایک مخلوق کی توصیف سے جسے نگاہوں کے سامنے نع کر دیا ہے اور نگاہوں نے اسے محدود اور مرتب و مرکب و ملوّن شکل میں دیکھ لیا ہے اور پھر زبانوں کو بھی اس کی ت کا خلاصہ بیان کرنے اور اس کی تعریف کا حق ادا کرنے سے عاجز کر دیا۔

اور پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے چیونٹی اور مچھر سے لے کر ان سے بڑی مچھلیوں اور ہاتھیوں تک کے پیروں مضبوط و مستحکم بنایا ہے اور اپنے لئے لازم قرار دے لیا ہے کہ کوئی ذی روح ڈھانچہ حرکت نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کی اصلی دہ گاہ موت ہوگی اور اس کا انجام کار فنا ہوگا۔

اب اگر تم ان بیانات پر دل کی نگاہوں سے نظر ڈالو گے تو تمہارا نفس دنیا کی تمام شہوتوں۔ لذتوں اور زینتوں ے بیزار ہو جائے گا اور تمہاری فکر ان درختوں کے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ میں گم ہو جائے گی جن کی جڑیں ساحل دریا شک کے ٹیلوں میں ڈوبی ہوئی ہیں اور ان تر و تازہ موتیوں کے گچھوں کے لٹکنے اور سبز پتیوں کے غلافوں میں مختلف قسم کے ولوں کے نکلنے کے نظاروں میں گم ہو جائے گی جنہیں بغیر کسی زحمت کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کیا عبرت ناک ہے یہ زندگی کہ ایک طرف راحتیں۔ لذتیں۔ آرائشیں۔ زیبائشیں ہیں اور دوسری طرف موت کا بھیانک چہرہ! سان ایک نظر اس آرائش و زیبائش کی طرف کرتا ہے اور دوسری نظر اس کے انجام کار کی طرف۔ بالکل ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک طرف مور کے پر ہیں اور دوسری طرف پیر — پروں کو دیکھ کر غرور پیدا ہوتا ہے اور پیروں کو دیکھ کر اوقات کا ندازہ ہو جاتا ہے۔

انسان اپنی زندگی کے حقائق پر نظر کرے تو اسے اندازہ ہوگا کہ اس کی پوری حیات ایک مور کی زندگی ہے جہاں ایک طرف ت و آرام۔ آرائش و زیبائش کا ہنگامہ ہے اور دوسری طرف موت کا بھیانک چہرہ۔

ظاہر ہے کہ جو انسان اس چہرہ کو دیکھ لے اسے کوئی چیز حسین اور دلکش محسوس نہ ہوگی اور وہ اس پُر فریب دنیا سے جلد از جلد ت حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔

مُجْتَنِيهَا، وَيُطَافُ عَلَى نُزَّالِهَا فِي أَفْنِيَةِ قُصُورِهَا بِالْأَعْسَالِ الْمُصَفَّقَةِ، وَالْخُمُورِ الْمُرَوَّقَةِ. قَوْمٌ لَمْ تَزَلِ الْكَرَامَةُ تَتَمَادَى بِهِمْ حَتَّى حَلُّوا دَارَ الْقَرَارِ، وَأَمِنُوا نُقْلَةَ الْأَسْفَارِ. فَلَوْ شَغَلْتَ قَلْبَكَ أَيُّهَا الْمُسْتَمِعُ بِالْوُصُولِ إِلَى مَا يَهْجُمُ عَلَيْكَ مِنْ تِلْكَ الْمَنَاظِرِ الْمُونِقَةِ، لَزَهِقَتْ نَفْسُكَ شَوْقاً إِلَيْهَا، وَلَتَحَمَّلْتَ مِنْ مَجْلِسِي هَذَا إِلَى مُجَاوَرَةِ أَهْلِ الْقُبُورِ اسْتِعْجَالاً بِهَا. جَعَلَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ مِمَّنْ يَسْعَى بِقَلْبِهِ إِلَى مَنَازِلِ الْأَبْرَارِ بِرَحْمَتِهِ.

تفسير بعض ما في هذه الخطبة من الغريب

قال السيد الشريف رضي الله عنه: قوله ﴿عليه السلام﴾: «يَؤُرُّ بِمَلَاقِحِهِ»، الْأَرُّ: كِنَايَةٌ عَنِ النِّكَاحِ، يُقَالُ: أَرَّ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ يَؤُرُّهَا إِذَا نَكَحَهَا. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «كَأَنَّهُ قِلْعُ دَارِيٍّ عَنَجَهُ نُوتِيُّهُ»، الْقِلْعُ: شِرَاعُ السَّفِينَةِ، وَدَارِيٌّ: مَنْسُوبٌ إِلَى دَارِينَ، وَهِيَ بَلْدَةٌ عَلَى الْبَحْرِ يُجْلَبُ مِنْهَا الطِّيبُ. وَعَنَجَهُ: أَيْ عَطَفَهُ. يُقَالُ: عَنَجْتُ النَّاقَةَ - كَنَصَرْتُ - أَعْنُجُهَا عَنْجاً إِذَا عَطَفْتُهَا. وَالنُّوتِيُّ: الْمَلَّاحُ. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «ضِفَّتَيْ جُفُونِهِ» أَرَادَ جَانِبَيْ جُفُونِهِ. وَالضِّفَّتَانِ: الْجَانِبَانِ. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «وَفِلَذُ الزَّبَرْجَدِ»، الْفِلَذُ: جَمْعُ فِلْذَةٍ، وَهِيَ الْقِطْعَةُ. وَقَوْلُهُ ﴿عليه السلام﴾: «كَبَائِسُ اللُّؤْلُؤِ الرَّطْبِ»، الْكِبَاسَةُ: الْعِذْقُ. وَالْعَسَالِيجُ: الْغُصُونُ، وَاحِدُهَا عُسْلُوجٌ.

١٦٦

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

الحث على التآلف

لِيَتَأَسَّ① صَغِيرُكُمْ بِكَبِيرِكُمْ، وَلْيَرْأَفْ كَبِيرُكُمْ بِصَغِيرِكُمْ، وَلَا تَكُونُوا كَجُفَاةِ الْجَاهِلِيَّةِ: لَا فِي الدِّينِ يَتَفَقَّهُونَ، وَلَا عَنِ اللهِ يَعْقِلُونَ، كَقَيْضِ بَيْضٍ فِي أَدَاحٍ② يَكُونُ كَسْرُهَا وِزْراً، وَيُخْرِجُ حِضَانُهَا شَرّاً.

بنو أمية

و منها: افْتَرَقُوا بَعْدَ أُلْفَتِهِمْ، وَتَشَتَّتُوا عَنْ أَصْلِهِمْ، فَمِنْهُمْ آخِذٌ بِغُصْنٍ③ أَيْنَمَا مَالَ مَالَ مَعَهُ، عَلَى أَنَّ اللهَ تَعَالَى سَيَجْمَعُهُمْ لِشَرِّ يَوْمٍ لِبَنِي أُمَيَّةَ، كَمَا تَجْتَمِعُ قَزَعُ الْخَرِيفِ يُؤَلِّفُ اللهُ بَيْنَهُمْ، ثُمَّ يَجْمَعُهُمْ رُكَاماً كَرُكَامِ السَّحَابِ، ثُمَّ يَفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَاباً، يَسِيلُونَ مِنْ مُسْتَثَارِهِمْ كَسَيْلِ الْجَنَّتَيْنِ④، حَيْثُ لَمْ تَسْلَمْ عَلَيْهِ قَارَةٌ، وَلَمْ تَثْبُتْ عَلَيْهِ أَكَمَةٌ، وَلَمْ يَرُدَّ سَنَنَهُ رَصُّ طَوْدٍ، وَلَا حِدَابُ أَرْضٍ، يُذَعْذِعُهُمُ اللهُ فِي بُطُونِ أَوْدِيَتِهِ، ثُمَّ يَسْلُكُهُمْ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ،

مصفق - صاف کیا ہوا
مونقہ - خوش رنگ
عذق - کھجور کا گچھا
لیتاس - اقتدا کرنا چاہیے
قیض - انڈے میں اوپر کا چھلکا
اداحی - جمع ادحی - انڈے دینے کی جگہ
قزع - بادل کے ٹکڑے
رکام - تہ بہ تہ بادل
اکمہ - ٹیلہ
سنن - دوڑنا
طود - پہاڑ
رص - انضمام
حدب - اونچی زمین
یذعذعہم - منتشر کردیتا ہے

① اس تاسی اور پیروی کا تعلق اصولی مسائل سے ہے ورنہ عمومی آداب میں ہر نسل کو اپنے دور کا لحاظ رکھنا چاہیے اور صرف قدامت پرستی کو معیار آداب نہیں بنانا چاہیے۔

② جاہل اور بیدین انسان کی مثال شتر مرغ کے انڈوں کی ہے جس کا توڑنا جرم ہے لیکن رکھنا بھی خطرہ سے خالی نہیں ہے کہ یہ انڈہ سانپ کا بھی ہو سکتا ہے۔

③ ہدایت کی شاخ جس سے تمسک کرنے والے اقلیت میں تھے لیکن بہرحال تھے۔

④ ملک سبا کا سیلاب عرم مراد ہے جس نے سارے علاقہ کو تباہ و برباد کر دیا تھا۔

مصادر خطبہ ۱۶۶ کتاب سلیم بن قیس ص۹۹، روضۃ الکافی ص۶۳، ارشاد مفید ص۱۴۳، نہایہ ابن اثیر

اور وہاں وارد ہونے والوں کے گرد محلوں کے آنگنوں میں صاف و شفاف شہد اور پاک و پاکیزہ شراب کے دور چل رہے ہوں گے۔ وہاں وہ قوم ہوگی جس کی کرامتوں نے اسے کھینچ کر ہمیشگی کی منزل تک پہونچا دیا ہے اور انھیں سفر کی مزید زحمت سے محفوظ کر دیا ہے۔ اے میری گفتگو سننے والو! اگر تم لوگ اپنے دلوں کو مشغول کر لو اس منزل تک پہونچنے کے لئے جہاں یہ دلکش نظارے پائے جاتے ہیں تو تمھاری جان اشتیاق کے مارے از خود نکل جائے گی اور تم میری اس مجلس سے اٹھ کر قبروں میں رہنے والوں کی ہمسائیگی کے لئے آمادہ ہو جاؤ گے تاکہ جلد یہ نعمتیں حاصل ہو جائیں۔

اللہ ہمیں اور تمھیں دونوں کو اپنی رحمت کے طفیل ان لوگوں میں قرار دے جو اپنے دل کی گہرائیوں سے نیک کردار بندوں کی منزلوں کے لئے سعی کر رہے ہیں۔

(بعض الفاظ کی وضاحت) یؤر بملاقحہ۔ ارّ نکاح کا کنایہ ہے کہ جب کوئی شخص نکاح کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ارّ الرجل۔

۔ حضرت کا ارشاد "کانّہ قلع داریٌ عنجہ نوتیہ"۔ قلع کشتی کے بادبان کو کہا جاتا ہے اور داری مقام دارین کی طرف منسوب ہے جو ساحل بحر پر آباد ہے اور وہاں سے خوشبو وغیرہ وارد کی جاتی ہے۔

۔ عنجہ یعنی موڑ دیا جس کا استعمال اس طرح ہوتا ہے کہ عنجت الناقۃ یعنی میں نے اونٹنی کے رخ کو موڑ دیا۔

۔ نوتی ملاح کو کہا جاتا ہے۔ ضفتی جفونہ یعنی پلکوں کے کنارے۔ ضفتان یعنی دونوں کنارے۔

۔ فلذ الزبرجد۔ فلذ فلذۃ کی جمع ہے یعنی ٹکڑا۔

۔ کبائس اللؤلوء الرطب۔ کباسہ کھجور کا خوشہ۔

۔ عسالیج جمع علوج۔ شاخیں۔

۱۶۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(دعوت اتحاد و اتفاق) تمھارے چھوٹوں کو چاہئے کہ اپنے بڑوں کی پیروی کریں اور بڑوں کا فرض ہے کہ اپنے چھوٹوں پر مہربانی کریں اور خبردار تم لوگ جاہلیت کے ان ظالموں جیسے نہ ہو جانا جو نہ دین کا علم حاصل کرتے تھے اور نہ اللہ کے بارے میں عقل و فہم سے کام لیتے تھے۔ ان کی مثال ان انڈوں کے چھلکوں جیسی ہے جو شتر مرغ کے انڈے دینے کی جگہ پر رکھے ہوں کہ ان کا توڑنا تو جرم ہے لیکن پرورش کرنا بھی سوائے شر کے کوئی نتیجہ نہیں دے سکتا ہے۔

(ایک اور حصہ) یہ لوگ باہمی محبت کے بعد الگ الگ ہو گئے اور اپنی اصل سے جدا ہو گئے۔ بعض لوگوں نے ایک شاخ کو پکڑ لیا ہے اور اب اسی کے ساتھ جھکتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ انھیں بنی امیہ کے بدترین دن کے لئے جمع کر دے گا جس طرح کہ خریف میں بادل کے ٹکڑے جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر ان کے درمیان محبت پیدا کرے گا پھر انھیں تہ بہ تہ ابر کے ٹکڑوں کی طرح ایک مضبوط گروہ بنا دے گا۔ پھر ان کے لئے ایسے دروازے کھول دے گا کہ یہ اپنے ابھرنے کی جگہ سے شہر سبا کے دو باغوں کے اس سیلاب کی طرح بہ نکلیں گے جس سے نہ کوئی چٹان محفوظ رہی تھی اور نہ کوئی ٹیلہ ٹھہر سکا تھا۔ نہ پہاڑ کی چوٹی اس کے دھارے کو موڑ سکی تھی اور نہ زمین کی اونچائی۔ اللہ انھیں گھاٹیوں کے نشیبوں میں متفرق کر دیگا اور پھر انھیں چشموں کے بہاؤ کی طرح زمین میں پھیلا دے گا۔

يَأْخُذُ بِهِمْ مِنْ قَوْمٍ حُقُوقَ قَوْمٍ، وَيُمَكِّنُ لِقَوْمٍ فِي دِيَارِ قَوْمٍ. وَايْمُ اللّٰهِ، لَيَذُوبَنَّ مَا فِي أَيْدِيهِمْ بَعْدَ الْعُلُوِّ وَالتَّمْكِينِ، كَمَا تَذُوبُ الْأَلْيَةُ عَلَى النَّارِ.

الناس آخر الزمان

أَيُّهَا النَّاسُ، لَوْ لَمْ تَتَخَاذَلُوا عَنْ نَصْرِ الْحَقِّ، وَلَمْ تَهِنُوا عَنْ تَوْهِينِ الْبَاطِلِ، لَمْ يَطْمَعْ فِيكُمْ مَنْ لَيْسَ مِثْلَكُمْ، وَلَمْ يَقْوَ مَنْ قَوِيَ عَلَيْكُمْ. لٰكِنَّكُمْ تِهْتُمْ مَتَاهَ بَنِي إِسْرَائِيلَ. وَلَعَمْرِي، لَيُضَعَّفَنَّ لَكُمُ التِّيهُ مِنْ بَعْدِي أَضْعَافاً بِمَا خَلَّفْتُمُ الْحَقَّ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ، وَقَطَعْتُمُ الْأَدْنَى، وَوَصَلْتُمُ الْأَبْعَدَ. وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِنِ اتَّبَعْتُمُ الدَّاعِيَ لَكُمْ، سَلَكَ بِكُمْ مِنْهَاجَ الرَّسُولِ، وَكُفِيتُمْ مَؤُونَةَ الْاِعْتِسَافِ، وَنَبَذْتُمُ الثِّقْلَ الْفَادِحَ عَنِ الْأَعْنَاقِ.

۱۶۷

و من خطبة له (ع)

في أوائل خلافته

إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ أَنْزَلَ كِتَاباً هَادِياً بَيَّنَ فِيهِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ، فَخُذُوا نَهْجَ الْخَيْرِ تَهْتَدُوا، وَاصْدِفُوا عَنْ سَمْتِ الشَّرِّ تَقْصِدُوا.

الْفَرَائِضَ الْفَرَائِضَ! أَدُّوهَا إِلَى اللّٰهِ تُؤَدِّكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ. إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ حَرَاماً غَيْرَ مَجْهُولٍ، وَأَحَلَّ حَلَالاً غَيْرَ مَدْخُولٍ، وَفَضَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْحُرَمِ كُلِّهَا، وَشَدَّ بِالْإِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيدِ حُقُوقَ الْمُسْلِمِينَ فِي مَعَاقِدِهَا، «فَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ» إِلَّا بِالْحَقِّ، وَلَا يَحِلُّ أَذَى الْمُسْلِمِ إِلَّا بِمَا يَجِبُ.

بَادِرُوا أَمْرَ الْعَامَّةِ وَخَاصَّةَ أَحَدِكُمْ وَهُوَ الْمَوْتُ، فَإِنَّ النَّاسَ أَمَامَكُمْ، وَإِنَّ السَّاعَةَ تَحْدُوكُمْ مِنْ خَلْفِكُمْ. تَخَفَّفُوا تَلْحَقُوا، فَإِنَّمَا يُنْتَظَرُ بِأَوَّلِكُمْ آخِرُكُمْ.

اتَّقُوا اللّٰهَ فِي عِبَادِهِ وَبِلَادِهِ، فَإِنَّكُمْ مَسْؤُولُونَ حَتَّى عَنِ الْبِقَاعِ وَالْبَهَائِمِ. أَطِيعُوا اللّٰهَ وَلَا تَعْصُوهُ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الْخَيْرَ فَخُذُوا بِهِ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الشَّرَّ فَأَعْرِضُوا عَنْهُ.

فادح - سنگین
صدفت - اعراض
سمت - جہت
قصد - استقامت
مدخول - عیب دار
معاقد الحقوق - ذمہ داریوں کی منزلیں
بادر - جلدی سے کام کیا۔

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار عالم نے امت اسلامیہ کو ایک مخصوص کرامت و شرافت اور بلندی عطا فرمائی ہے لیکن اسی کے ساتھ امت کی یہ ذمہ داری قرار دی ہے کہ حق کی نصرت کرتی رہے اور باطل کو کمزور بنانے میں کسی سستی کا مظاہرہ نہ کرے ورنہ یہ شرف اعزاز و احترام سلب بھی کیا جا سکتا ہے اور اسے بنی اسرائیل جیسی ذلت سے دوچار بھی کیا جا سکتا ہے۔

امت اسلامیہ کی سب سے بڑی کوتاہی یہی تھی کہ اس نے اس شخص کی نصرت سے سرتابی کی جسے مجسمۂ حق قرار دیا گیا تھا اور ان افراد کا ساتھ دیا جو سراپا باطل تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ صدیوں سے مسلسل ذلت کا شکار ہے اور اس کی عزت و عظمت لفظی بازیگری کے علاوہ کچھ نہیں رہ گئی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۶۷ تاریخ طبری ۶ صفحہ ۱۵۵۱، خصائص سید الرضیؒ صفحہ

کے ذریعہ ایک قوم کے حقوق دوسری قوم سے حاصل کرے گا اور ایک جماعت کو دوسری جماعت کے دیار میں اقتدار عطا کرے گا۔ خدا کی قسم ان کے اقتدار و اختیار کے بعد جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں ہوگا وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح کہ آگ پر چربی پگھل جاتی ہے۔

(آخر زمانہ کے لوگ) ایہا الناس! اگر تم حق کی مدد کرنے میں کوتاہی نہ کرتے اور باطل کو کمزور بنانے میں سستی کا مظاہرہ نہ کرتے تو تمھارے بارے میں وہ قوم طمع نہ کرتی جو تم جیسی نہیں ہے اور تم پر یہ لوگ قوی نہ ہو جاتے۔ لیکن افسوس کہ تم بنی اسرائیل کی طرح گمراہ ہو گئے اور میری جان کی قسم میرے بعد تمھاری یہ حیرانی اور سرگردانی دوچند ہو جائے گی کہ تم نے حق کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ قریب ترین سے قطع تعلق کر لیا ہے اور دور والوں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ یاد رکھو اگر تم داعی حق کا اتباع کر لیتے تو وہ تمھیں رسول اکرمؐ کے راستہ پر چلاتا اور تمھیں کجروی کی زحمتوں سے بچا لیتا اور تم اس سنگین بوجھ کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دیتے۔

۱۶۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ
(ابتدائے خلافت کے دور میں)

پروردگار نے اس کتاب ہدایت کو نازل کیا ہے جس میں خیر و شر کی وضاحت کر دی ہے لہٰذا تم خیر کے راستہ کو اختیار کرو تاکہ ہدایت پا جاؤ اور شر کے رخ سے منہ موڑ لو تاکہ سیدھے راستہ پر آجاؤ۔

فرائض کا خیال رکھو اور انھیں ادا کرو تاکہ وہ تمھیں جنت تک پہونچا دیں۔ اللہ نے جس حرام کو حرام قرار دیا ہے وہ مجہول نہیں ہے اور جس حلال کو حلال بنایا ہے وہ مشتبہ نہیں ہے۔ اس نے مسلمان کی حرمت کو تمام محترم چیزوں سے افضل قرار دیا ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو ان کی منزلوں میں اخلاص اور یگانگت سے باندھ دیا ہے۔ اب مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے تمام مسلمان محفوظ رہیں مگر یہ کہ کسی حق کی بنا پر ان پر ہاتھ ڈالا جائے اور کسی مسلمان کے لئے مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا واقعی سبب پیدا ہو جائے۔

اُس امر کی طرف سبقت کرو جو ہر ایک کے لئے ہے اور تمھارے لئے بھی ہے اور وہ ہے موت۔ لوگ تمھارے آگے جا چکے ہیں اور تمھارا وقت تمھیں ہنکا کرلے جا رہا ہے۔ سامان ہلکا رکھو تاکہ اگلے لوگوں سے ملحق ہو جاؤ اس لئے کہ ان پہلے والوں کے ذریعہ تمھارا انتظار کیا جا رہا ہے۔

اللہ سے ڈرو اس کے بندوں کے بارے میں بھی اور شہروں کے بارے میں بھی۔ اس لئے کہ تم سے زمینوں اور جانوروں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو۔ خیر کو دیکھو تو فوراً لے لو اور شر پر نظر پڑ جائے تو کنارہ کش ہو جاؤ۔

ے اس قانون میں مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مسلمان وہی ہوتا ہے جس کے ہاتھ یا اس کی زبان سے کسی فرد بشر کو اذیت نہ ہو اور سب اس کے شر سے محفوظ رہیں لیکن یہ اسی وقت تک ہے جب کسی کے بارے میں زبان کھولنا یا ہاتھ اٹھانا شر شمار ہو ورنہ اگر انسان اس امر کا مستحق ہو گیا ہے کہ اس کے کردار پر تنقید کی جائے یا اسے قرار واقعی سزا نہ دینا دین خدا کی توہین ہے تو کوئی شخص بھی دین خدا سے زیادہ محترم نہیں ہے۔ انسان کا احترام دین خدا کے طفیل میں ہے۔ اگر دین خدا ہی کا احترام نہ رہ گیا تو کسی شخص کے احترام کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔!

۱۶۸

و من كلام له (عليه السلام)

بعدما بويع بالخلافة، و قد قال له قوم من الصحابة: لو عاقبت قوماً ممن أجلب على عثمان؟ فقال (عليه السلام):

يَا إِخْوَتَاهُ! إِنِّي لَسْتُ أَجْهَلُ مَا تَعْلَمُونَ، وَلكِنْ كَيْفَ لِي بِقُوَّةٍ وَ الْقَوْمُ الْمُجْلِبُونَ عَلَى حَدِّ شَوْكَتِهِمْ، يَمْلِكُونَنَا وَ لاَ نَمْلِكُهُمْ! وَ هَا هُمْ هؤُلاَءِ قَدْ ثَارَتْ مَعَهُمْ عِبْدَانُكُمْ، وَالْتَفَّتْ إِلَيْهِمْ أَعْرَابُكُمْ، وَهُمْ خِلاَلَكُمْ يَسُومُونَكُمْ مَا شَاؤُوا؛ وَهَلْ تَرَوْنَ مَوْضِعاً لِقُدْرَةٍ عَلَى شَيْءٍ تُرِيدُونَهُ! إِنَّ هذَا الْأَمْرَ أَمْرُ جَاهِلِيَّةٍ. وَ إِنَّ لِهؤُلاَءِ الْقَوْمِ مَادَّةً. إِنَّ النَّاسَ مِنْ هذَا الْأَمْرِ ـ إِذَا حُرِّكَ ـ عَلَى أُمُورٍ: فِرْقَةٌ تَرَى مَا تَرَوْنَ، وَ فِرْقَةٌ تَرَى مَا لاَ تَرَوْنَ، وَ فِرْقَةٌ لاَ تَرَى هذَا وَلاَ ذَاكَ، فَاصْبِرُوا حَتَّى يَهْدَأَ النَّاسُ، وَتَقَعَ الْقُلُوبُ مَوَاقِعَهَا، وَ تُؤْخَذَ الْحُقُوقُ مُسْمَحَةً؛ فَاهْدَأُوا عَنِّي، وَانْظُرُوا مَاذَا يَأْتِيكُمْ بِهِ أَمْرِي، وَلاَ تَفْعَلُوا فَعْلَةً تُضَعْضِعُ قُوَّةً، وَ تُسْقِطُ مُنَّةً، وَتُورِثُ وَهْناً وَذِلَّةً. وَسَأُمْسِكُ الْأَمْرَ مَا اسْتَمْسَكَ. وَإِذَا لَمْ أَجِدْ بُدّاً فَآخِرُ الدَّوَاءِ الْكَيُّ.

۱۶۹

و من خطبة له (عليه السلام)

عند مسير أصحاب الجمل إلى البصرة

الأمور الجامعة للمسلمين

إِنَّ اللهَ بَعَثَ رَسُولاً هَادِياً بِكِتَابٍ نَاطِقٍ وَ أَمْرٍ قَائِمٍ، لاَ يَهْلِكُ عَنْهُ إِلاَّ هَالِكٌ، وَ إِنَّ الْمُبْتَدَعَاتِ الْمُشَبَّهَاتِ هُنَّ الْمُهْلِكَاتُ إِلاَّ مَا حَفِظَ اللهُ مِنْهَا، وَ إِنَّ فِي سُلْطَانِ اللهِ عِصْمَةً لِأَمْرِكُمْ، فَأَعْطُوهُ طَاعَتَكُمْ غَيْرَ مُلَوَّمَةٍ وَلاَ مُسْتَكْرَهٍ بِهَا. وَاللهِ لَتَفْعَلُنَّ أَوْ لَيَنْقُلَنَّ اللهُ عَنْكُمْ سُلْطَانَ الْإِسْلاَمِ، ثُمَّ لاَ يَنْقُلُهُ إِلَيْكُمْ أَبَداً حَتَّى يَأْرِزَ الْأَمْرُ إِلَى غَيْرِكُمْ.

التنفير من خصومه

إِنَّ هؤُلاَءِ قَدْ تَمَالَؤُوا عَلَى سَخْطَةِ إِمَارَتِي، وَسَأَصْبِرُ مَا لَمْ

مجلبون۔ امداد کرنے والے
شوکت۔ شدت
خلالکم۔ تمھارے درمیان
یسومونکم۔ تمھیں مبتلا کرتے ہیں
مادہ۔ مدد
مسمحہ۔ آسان
ضعضع۔ کمزور کردے
منّۃ۔ قوت
وہن۔ کمزوری
کیّ۔ داغنا
ہالک۔ جس کے مزاج میں تباہی شامل ہو
مبتدعات۔ نئی نئی باتیں
مشبہات۔ وہ باتیں جو سنتوں جیسی ہوں
ملومہ۔ جس کی ملامت کی جائے۔
یارز۔ پلٹ آتا ہے
تمالؤوا۔ اتفاق کرلیا
سخطہ۔ ناراضگی ونفرت

مصادر خطبہ ۱۶۸ تاریخ طبری ۵ ص۱۵۸، المستقصی زمخشری ۱ ص۳
مصادر خطبہ ۱۶۹ تاریخ طبری ۶ ص۱۶۳

۱۶۸- آپ کا ارشاد گرامی

(جب بیعت خلافت کے بعد بعض لوگوں نے مطالبہ کیا کہ کاش آپ عثمانؓ پر زیادتی کرنے والوں کو سزا دے دیتے)

بھائیو! جو تم جانتے ہو میں اس سے ناواقف نہیں ہوں لیکن میرے پاس اس کی طاقت کہاں ہے؟ ابھی وہ قوم اپنی طاقت و قوت پر قائم ہے۔ وہ ہمارا اختیار رکھتی ہے اور ہمارے پاس اس کا اختیار نہیں ہے اور پھر تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور تمہارے دیہاتی بھی ان کے گرد جمع ہو گئے ہیں اور وہ تمہارے درمیان اس حالت میں ہیں کہ تمہیں جس طرح چاہیں اذیت پہنچا سکتے ہیں کیا تمہاری نظر میں جو کچھ تم چاہتے ہو اس کی کوئی گنجائش ہے۔ بیشک یہ صرف جاہلیت اور نادانی کا مطالبہ ہے اور اس قوم کے پاس طاقت کا سرچشمہ موجود ہے۔ اس معاملہ میں اگر لوگوں کو حرکت بھی دی جائے تو وہ چند فرقوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک فرقہ وہی سوچے گا جو تم سوچ رہے ہو اور دوسرا گروہ اس کے خلاف رائے کا حامل ہو گا۔ تیسرا گروہ دونوں سے غیر جانبدار بن جائے گا لہٰذا مناسب یہی ہے کہ صبر کرو یہاں تک کہ لوگ ذرا مطمئن ہو جائیں اور دل ٹھہر جائیں اور اس کے بعد دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں۔ خبردار کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جو طاقت کو کمزور بنا دے اور قوت کو پامال کر دے اور کمزوری و ذلت کا باعث ہو جائے۔ میں جہاں تک ممکن ہو گا اس جنگ کو روکے رہوں گا۔ اس کے بعد جب کوئی چارہ کار نہ رہ جائے گا تو آخری علاج داغنا ہی ہوتا ہے۔

۱۶۹- آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جب اصحاب جمل بصرہ کی طرف جا رہے تھے)

اللہ نے اپنے رسول ہادی کو بولتی کتاب اور مستحکم امر کے ساتھ بھیجا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے وہی ہلاک ہو سکتا ہے جس کا مقدر ہی ہلاکت ہو اور نئی نئی بدعتیں اور نئے نئے شبہات ہی ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں مگر یہ کہ اللہ ہی کسی کو بچا لے اور پروردگار کی طرف سے معین ہونے والا حاکم ہی تمہارے امور کی حفاظت کر سکتا ہے لہٰذا اسے ایسی مکمل اطاعت دے دو جو نہ قابل ملامت ہو اور نہ بد دلی کا نتیجہ ہو۔ خدا کی قسم یا تو تم ایسی اطاعت کرو گے یا پھر تم سے اسلامی اقتدار چھن جائے گا اور پھر کبھی تمہاری طرف پلٹ کر نہ آئے گا۔ یہاں تک کہ کسی غیر کے سایہ میں پناہ لے لے۔

دیکھو یہ لوگ میری حکومت سے ناراضگی پر متحد ہو چکے ہیں اور اب میں اس وقت تک صبر کروں گا جب تک تمہاری جماعت کے بارے میں کوئی اندیشہ نہ پیدا ہو جائے۔

لہ عثمانؓ کے خلاف قیام کرنے والے صرف مدینہ کے افراد ہوتے تب بھی مقابلہ آسان نہیں تھا۔ چہ جائیکہ بقول طبری اس جماعت میں چھ سو مصری بھی شامل تھے اور ایک ہزار کوفہ کے سپاہی بھی آ گئے تھے اور دیگر قبائل کے افراد نے بھی اس مہم میں شرکت کر لی تھی۔ ایسے حالات میں ایک شخص جمل و صفین کے معرکے بھی برداشت کرے اور ان تمام انقلابیوں کا محاسبہ بھی شروع کر دے یہ ایک ناممکن امر ہے اور پھر محاسبہ کے عمل میں ام المومنین اور معاویہ کو بھی شامل کرنا پڑے گا کہ قتل عثمانؓ کی مہم میں یہ افراد بھی برابر کے شریک تھے بلکہ ام المومنین نے تو باقاعدہ لوگوں کو قتل پر آمادہ کیا تھا۔

ایسے حالات میں مسئلہ اس قدر آسان نہیں تھا جس قدر بعض سادہ لوح افراد تصور کر رہے تھے یا بعض فتنہ پرداز ایجاد کر رہے تھے۔

أَخْوَفَ عَلَى جَمَاعَتِكُمْ: فَإِنَّهُمْ إِنْ تَمَّمُوا عَلَى فَيَالَةِ هٰذَا الرَّأْيِ انْقَطَعَ نِظَامُ الْمُسْلِمِينَ[1]، وَ إِنَّمَا طَلَبُوا هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَداً لِمَنْ أَفَاءَهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَأَرَادُوا رَدَّ الْأُمُورِ عَلَى أَدْبَارِهَا. وَلَكُمْ عَلَيْنَا الْعَمَلُ بِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالَى وَسِيرَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ـ وَالْقِيَامُ بِحَقِّهِ، وَالنَّعْشُ لِسُنَّتِهِ[2]

۱۷۰

و من كلام له «عليه السلام»

في وجوب اتباع الحق عند قيام الحجة

كلّم به بعض العرب و قد أرسله قوم من أهل البصرة لما قرب «عليه السلام» منها ليعلم لهم منه حقيقة حاله مع أصحاب الجمل لتزول الشبهة من نفوسهم، فبين له «عليه السلام» من أمره معهم ما علم به أنه على الحق، ثم قال له: بايع، فقال: إني رسول قوم، و لا أحدث حدثاً حتى أرجع إليهم. فقال «عليه السلام»:

أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ الَّذِينَ وَرَاءَكَ بَعَثُوكَ رَائِداً تَبْتَغِي لَهُمْ مَسَاقِطَ الْغَيْثِ، فَرَجَعْتَ إِلَيْهِمْ وَأَخْبَرْتَهُمْ عَنِ الْكَلَاءِ وَ الْمَاءِ، فَخَالَفُوا إِلَى الْمَعَاطِشِ وَ الْمَجَادِبِ، مَا كُنْتَ صَانِعاً؟ قَالَ: كُنْتُ تَارِكَهُمْ وَ مُخَالِفَهُمْ إِلَى الْكَلَاءِ وَ الْمَاءِ. فَقَالَ ـ عليه السلام ـ فَامْدُدْ إِذاً يَدَكَ. فَقَالَ الرَّجُلُ: فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَمْتَنِعَ عِنْدَ قِيَامِ الْحُجَّةِ عَلَيَّ، فَبَايَعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ الرَّجُلُ يُعْرَفُ بِكُلَيْبٍ الْجَرْمِيِّ

۱۷۱

و من كلام له «عليه السلام»

لما عزم على لقاء القوم بصفين

الدعاء

اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّقْفِ الْمَرْفُوعِ، وَالْجَوِّ الْمَكْفُوفِ، الَّذِي جَعَلْتَهُ مَغِيضاً لِلَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمَجْرىً لِلشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، وَ مُخْتَلَفاً لِلنُّجُومِ السَّيَّارَةِ، وَ جَعَلْتَ سُكَّانَهُ سِبْطاً مِنْ مَلَائِكَتِكَ، لَا يَسْأَمُونَ مِنْ عِبَادَتِكَ، وَ رَبَّ هٰذِهِ الْأَرْضِ الَّتِي جَعَلْتَهَا قَرَاراً لِلْأَنَامِ، وَ مَدْرَجاً لِلْهَوَامِّ وَ الْأَنْعَامِ، وَ مَا لَا يُحْصَى مِمَّا يُرَى وَ مَا لَا يُرَى، وَ رَبَّ الْجِبَالِ الرَّوَاسِي الَّتِي جَعَلْتَهَا لِلْأَرْضِ أَوْتَاداً، وَ لِلْخَلْقِ اعْتِمَاداً، إِنْ

فیالۃ ۔ کمزوری
افاء ۔ پلٹا دیا
نعش ۔ بلند کرنا
سقف مرفوع ۔ آسمان
مکفوف ۔ مجموع
مغیض ۔ جہاں چیز گم ہو جاتی ہے
سبط ۔ قبیلہ
اعتماد ۔ قابل اعتماد

(۱) یعنی یہی وہ وقت ہوگا جب میرا قیام ضروری ہو جائے گا ۔ اس لئے کہ میں انفرادی نقصانات کو برداشت کرسکتا ہوں لیکن نظام اسلام و مسلمین کی تباہی کو برداشت نہیں کرسکتا ہوں

(۲) سنت و سیرت سرکار دو عالم کا بلند رکھنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے اور امام پر یہ ذمہ داری بطریق اولیٰ عائد ہوتی ہے ۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد سنت واجبہ ہے ۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے ۔ سنت پر عمل کرنا مستحب ہو سکتا ہے لیکن اس کا زندہ رکھنا ہر حال مسلمان اور امام کا فرض ہے ۔

مصادر خطبہ نمبر ۱۷۰ کتاب الجمل واقدی ۔ تاریخ طبری ۵ صفحہ ۱۹۲ ، ربیع الابرار ا باب ا مجابات المسکتہ) کتاب الجمل مفید صفحہ ۱۳۰

مصادر خطبہ نمبر ۱۷۱ کتاب صفین نصر ابن مزاحم صفحہ ۲۳۲ ، الدعا و الذکر حسین بن سعید اہوازی

(۱) اس لئے کہ اگر وہ اپنی رائے کی کمزوری کے باوجود اس امر میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں کا رشتۂ نظم و نسق بالکل ٹوٹ کر رہ جائے گا۔ ان لوگوں نے اس دنیا کو صرف ان لوگوں سے حسد کی بنا پر طلب کیا ہے جنھیں اللہ نے خلیفہ و حاکم بنا لیا ہے۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ معاملات کو الٹے پاؤں جاہلیت کی طرف پلٹا دیں۔ تمہارے لئے میرے ذمہ یہی کام ہے کہ کتاب خدا اور سنتِ رسولؐ پر عمل کروں۔ ان کے حق کو قائم کروں اور ان کی سنت کو بلند و بالا قرار دوں (۲)

۱۷۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دلیل قائم ہو جانے کے بعد حق کے اتباع کے سلسلہ میں۔ جب اہل بصرہ نے بعض افراد کو اس ... نے بھیجا کہ اہل جمل کے بارے میں حضرت کے موقف کو دریافت کریں تاکہ کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہ جائے تو آپ نے جملہ امور کی مکمل وضاحت فرمائی تاکہ واضح ہو جائے کہ آپ حق پر ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب حق واضح ہو گیا تو میرے ہاتھ پر بیعت کرلو۔ اس نے کہا کہ میں ایک قوم کا نمائندہ ہوں اور ان کی طرف رجوع کئے بغیر کوئی اقدام نہیں کر سکتا ہوں۔ فرمایا کہ)

تمہارا کیا خیال ہے اگر اس قوم نے تمھیں نمائندہ بنا کر بھیجا ہوتا کہ جاؤ تلاش کرو جہاں بارش ہوئی ہو اور پانی کی کوئی سبیل ہو اور تم واپس جا کر پانی اور سبزہ کی خبر دیتے اور وہ لوگ تمھاری مخالفت کر کے ایسی جگہ کا انتخاب کرتے جہاں پانی کا قحط اور خشک سالی کا دور دورہ ہو تو اس وقت تمھارا اقدام کیا ہوتا؟ اس نے کہا کہ میں انھیں چھوڑ کر آب و دانہ کی طرف چلا جاتا۔ فرمایا پھر اب ہاتھ بڑھاؤ اور بیعت کرلو کہ چشمۂ ہدایت تو مل گیا ہے۔ اس نے کہا کہ اب حجت تمام ہو چکی ہے اور میرے پاس انکار کا کوئی جواز نہیں رہ گیا ہے اور یہ کہہ کر حضرت کے دست حق پرست پر بیعت کرلی۔

(تاریخ میں اس شخص کو کلیب جرمی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے)

۱۷۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب اصحاب معاویہ سے صفین میں مقابلہ کے لئے ارادہ فرمالیا)

اے پروردگار جو بلند ترین چھت اور ٹھہری ہوئی فضا کا مالک ہے۔ جس نے اس فضا کو شب و روز کے سر چھپانے کی منزل اور شمس و قمر کے سیر کا میدان اور ستاروں کی آمد و رفت کی جولان گاہ قرار دیا ہے۔ اس کا ساکن ملائکہ کے اس گروہ کو قرار دیا ہے جو تیری عبادت سے خستہ حال نہیں ہوتے ہیں۔ تو ہی اس زمین کا بھی مالک ہے جسے لوگوں کا مستقر بنایا ہے اور جانوروں، کیڑوں مکوڑوں اور بے شمار مرئی اور غیر مرئی مخلوقات کے چلنے پھرنے کی جگہ قرار دیا ہے۔

تو ہی ان سربفلک پہاڑوں کا مالک ہے جنھیں زمین کے ٹھہراؤ کے لئے میخ کا درجہ دیا گیا ہے اور مخلوقات کا سہارا قرار دیا گیا ہے

---

(۱) یہ یا استدلال اپنے حسن و جمال کے علاوہ اس معنویت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اسلام میں میری حیثیت ایک سرسبز و شاداب گلستان کی ہے جہاں اسلامی احکام و تعلیمات کی بہاریں خیمہ زن رہتی ہیں اور میرے علاوہ تمام افراد ایک ریگستان سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ انسان سبزہ زار اور چشمۂ آب حیات کو چھوڑ کر پھر ریگستانوں کی طرف پلٹ جائے اور تشنہ کامی کی زندگی گذارتا رہے۔ جو تمام اہل شام کا مقدر بن چکا ہے۔

أظهرتنا على عدونا، فجنبنا البغي وسددنا للحق، وإن أظهرتهم علينا فارزقنا الشهادة، واعصمنا من الفتنة. [له]

الدعوة للقتال

أين المانع للذمار، والغائر عند نزول الحقائق من أهل الحفاظ! العار وراءكم والجنة أمامكم! [ته]

١٧٢
و من خطبة له (ع)

حمد الله

الحمد لله الذي لا تواري عنه سماء سماء، ولا أرض أرضاً.

يوم الشورى

منها: وقد قال قائل: إنك على هذا الأمر يا بن أبي طالب لحريص. فقلت: بل أنتم والله لأحرص وأبعد، وأنا أخص وأقرب. وإنما طلبت حقاً لي وأنتم تحولون بيني وبينه، وتضربون وجهي دونه. فلما قرعته بالحجة في الملإ الحاضرين هب كأنه بهت (هب) لا يدري ما يجيبني به!

الاستنصار على قريش

اللهم إني أستعديك (استعينك) على قريش ومن أعانهم! فإنهم قطعوا رحمي، وصغروا عظيم منزلتي، وأجمعوا على منازعتي أمراً هو لي. ثم قالوا: ألا إن في الحق أن تأخذه، وفي الحق أن تتركه.

منها في ذكر أصحاب الجمل

فخرجوا يجرون حرمة رسول الله - صلى الله عليه وآله - كما تجر الأمة عند شرائها، متوجهين بها إلى البصرة، فحبسا نساءهما في بيوتهما، وأبرزا حبيس رسول الله - صلى الله عليه وآله - لهما ولغيرهما، في جيش ما منهم رجل إلا وقد أعطاني الطاعة، وسمح لي بالبيعة، طائعاً غير مكره، فقدموا على عاملي بها وخزان بيت مال المسلمين وغيرهم من أهلها، فقتلوا طائفة صبراً، وطائفة غدراً. فوالله لو لم يصيبوا من المسلمين إلا رجلاً واحداً معتمدين (متعمدين) لقتله، بلا جرم جره، لحل لي قتل ذلك الجيش كله، إذ حضروه فلم ينكروا، ولم يدفعوا عنه بلسان ولا بيد. دع ما أنهم قد قتلوا من المسلمين مثل العدة التي دخلوا بها عليهم!

ذمار - ذمہ داری، عہد و پیمان
غائر - غیرت دار
حقائق - یقینی حوادث
حفاظ - ذمہ داریوں کی پاسداری
لاتواری - چھپا نہیں سکتے ہیں
ضرب الوجہ - رد کر دینا
قرع - کھٹکھٹانا
ہب - ہوشیار ہو گیا
حبیس - محبوس (زوجہ کی حسین ترین تعبیر ہے)
خزان - جمع خازن
قتل صبر - گرفتار کر کے مارنا
معتمد - قصد کرنے والا

[له] مولائے کائنات کا کمال کردار ہے کہ نہ کامیابی پر مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نہ جنگ کی ناکامیابی پر رنج و افسوس کا اعلان بلکہ دونوں حالات میں ایک ہی دعا کرتے ہیں کہ راہ حق پر ثابت قدم رہیں اور ہر قسم کے فتنہ سے محفوظ رہیں - جو ہر اس شخص کا کردار ہوتا ہے جو اپنی زندگی میں صرف رضائے الٰہی کا طلبگار رہتا ہے - بیدار رہتا ہے تو اس کا طلبگار رہتا ہے اور سو جاتا ہے تو اس کا خریدار بن جاتا ہے -

[ته] جہاد کا حسین ترین نقشہ یہی ہوتا ہے کہ جنت سامنے رہتی ہے اور ذلت پیچھے! انسان دو قدم آگے بڑھ جائے تو جنت میں ہے اور میدان سے ایک قدم پیچھے ہٹ جائے تو مستقل ذلت و رسوائی کا شکار رہے گا -!

اگر تو نے دشمن کے مقابلہ میں غلبہ عنایت فرمایا تو ہمیں ظلم سے محفوظ رکھنا اور حق کے سیدھے راستہ پر قائم رکھنا اور اگر دشمن کو غلبہ حاصل ہو جائے تو ہمیں شہادت کا شرف عطا فرمانا اور فتنہ سے محفوظ رکھنا۔

(دعوت جہاد) کہاں ہیں وہ عزت و آبرو کے پاسبان اور مصیبتوں کے نزول کے بعد ننگ و نام کی حفاظت کرنے والے جان عزت و غیرت۔ یاد رکھو ذلت و عار تمہارے پیچھے ہے اور جنت تمہارے آگے ہے۔

۱۷۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حمد خدا) ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کے سامنے ایک آسمان دوسرے آسمان کو اور ایک زمین دوسری زمین کو چھپا نہیں سکتی ہے۔

(روز شوریٰ) ایک شخص[1] نے مجھ سے یہ بات کہدی کہ فرزند ابوطالب! آپ میں اس خلافت کی طمع پائی جاتی ہے؟ تو میں نے کہا خدا کی قسم تم لوگ زیادہ حریص ہو حالانکہ تم دور والے ہو۔ میں تو اس کا اہل بھی ہوں اور پیغمبرؐ سے قریب تر بھی ہوں۔ میں نے اس حق کا مطالبہ کیا ہے جس کا میں حقدار ہوں لیکن تم لوگ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گئے ہو اور میرے ہی رخ کو اس کی طرف سے موڑنا چاہتے ہو پھر جب میں نے بھری محفل میں دلائل کے ذریعہ سے کانوں کے پردوں کو کھٹکھٹایا تو ہوشیار ہو گیا اور ایسا مبہوت ہو گیا کہ کوئی جواب سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔

(قریش کے خلاف فریاد) خدایا! میں قریش اور ان کے انصار کے مقابلہ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قرابت کا رشتہ توڑ دیا اور میری عظیم منزلت کو حقیر بنا دیا۔ مجھ سے اس امر کے بارے جھگڑا کرنے پر تیار ہو گئے جس کا میں واقعاً حقدار تھا اور پھر یہ کہنے لگے کہ آپ اسے لے لیں تو بھی صحیح ہے اور اس سے دستبردار ہو جائیں تو بھی برحق ہے۔

(اصحاب جمل کے بارے میں) یہ ظالم اس شان سے برآمد ہوئے کہ حرم رسولؐ کو یوں کھینچ کر میدان میں لائے تھے جیسے کنیزیں خرید و فروخت کے وقت لیجائی جاتی ہیں۔ ان کا رخ بصرہ کی طرف تھا۔ ان دونوں[2] نے اپنی عورتوں کو گھر میں بند کر رکھا تھا اور زوجۂ رسولؐ کو میدان میں لارہے تھے۔ جب کہ ان کے لشکر میں کوئی ایسا نہ تھا جو پہلے میری بیعت نہ کر چکا ہو اور بغیر کسی جبر و اکراہ کے میری اطاعت میں نہ رہ چکا ہو۔ یہ لوگ پہلے میرے عامل بصرہ[3] اور خازن بیت المال جیسے افراد پر حملہ آور ہوئے تو ایک جماعت کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور ایک کو دھوکہ میں تلوار کے گھاٹ اتار دیا۔ خدا کی قسم اگر یہ تمام مسلمانوں میں صرف ایک شخص کو بھی قصداً قتل کر دیتے تو بھی میرے واسطے پورے لشکر سے جنگ کرنے کا جواز موجود تھا کہ دیگر افراد حاضر رہے اور انھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اور اپنی زبان[4] یا اپنے ہاتھ سے دفاع نہیں کیا اور پھر جب کہ مسلمانوں میں سے اتنے افراد کو قتل کر دیا ہے جتنی ان کے پورے لشکر کی تعداد تھی۔

---

[1] بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ بات شوریٰ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص نے کہی تھی اور بعض کا خیال ہے کہ سقیفہ کے موقع پر ابوعبیدہ بن الجراح نے کہی تھی اور دونوں ہی امکانات پائے جاتے ہیں کہ دونوں کی فطرت ایک جیسی تھی اور دونوں امیر المومنینؑ کی مخالفت پر متحد تھے۔

[2] اس سے مراد طلحہ و زبیر ہیں جنھوں نے زوجۂ رسولؐ کا اتنا بھی احترام نہیں کیا جتنا اپنے گھر کی عورتوں کا کیا کرتے تھے۔

[3] جناب عثمان بن حنیف کا مثلہ کر دیا اور ان کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت کو تہ تیغ کر دیا۔

[4] فقہی اعتبار سے دفاع نہ کرنے والوں کا قتل جائز نہیں ہوتا ہے لیکن یہاں وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے امام برحق کے خلاف خروج کر کے فساد فی الارض کا ارتکاب کیا تھا اور یہ جرم جواز قتل کے لئے کافی ہوتا ہے!

۱۷۳

و من خطبة له ﴿عليه السلام﴾

في رسول الله، صلّى الله عليه و آله سلم، و من هو
جدير بأن يكون للخلافة و في هوان الدنيا

رسول الله ﴿صلى الله عليه وآله﴾

أَمِينُ وَحْيِهِ، وَ خَاتَمُ رُسُلِهِ، وَ بَشِيرُ رَحْمَتِهِ، وَ نَذِيرُ نِقْمَتِهِ.

الجدير بالخلافة

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ أَقْوَاهُمْ عَلَيْهِ، وَ أَعْلَمُهُمْ (اعملهم) بِأَمْرِ اللَّهِ فِيهِ. فَإِنْ شَغَبَ شَاغِبٌ اسْتُعْتِبَ، فَإِنْ أَبَى قُوتِلَ. وَ لَعَمْرِي، لَئِنْ كَانَتِ الْإِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ حَتَّى يَحْضُرَهَا عَامَّةُ النَّاسِ، فَمَا إِلَى ذَلِكَ سَبِيلٌ، وَ لَكِنْ أَهْلُهَا يَحْكُمُونَ عَلَى مَنْ غَابَ عَنْهَا، ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاهِدِ أَنْ يَرْجِعَ، وَلَا لِلْغَائِبِ أَنْ يَخْتَارَ. أَلَا وَ إِنِّي أُقَاتِلُ رَجُلَيْنِ: رَجُلاً ادَّعَى مَا لَيْسَ لَهُ، وَ آخَرَ مَنَعَ الَّذِي عَلَيْهِ.

أُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ بِتَقْوَى اللَّهِ فَإِنَّهَا خَيْرُ مَا تَوَاصَى الْعِبَادُ بِهِ، وَ خَيْرُ عَوَاقِبِ الْأُمُورِ عِنْدَ اللَّهِ. وَ قَدْ فُتِحَ بَابُ الْحَرْبِ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ أَهْلِ الْقِبْلَةِ، وَ لَا يَحْمِلُ (عملنا) هَذَا الْعَلَمَ إِلَّا أَهْلُ الْبَصَرِ وَ الصَّبْرِ وَ الْعِلْمِ بِمَوَاضِعِ الْحَقِّ. فَامْضُوا لِمَا تُؤْمَرُونَ بِهِ، وَقِفُوا عِنْدَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ، وَ لَا تَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ حَتَّى تَتَبَيَّنُوا، فَإِنَّ لَنَا مَعَ كُلِّ أَمْرٍ تُنْكِرُونَهُ غِيَراً.

هوان الدنيا

أَلَا وَ إِنَّ هَذِهِ الدُّنْيَا الَّتِي أَصْبَحْتُمْ تَتَمَنَّوْنَهَا وَ تَرْغَبُونَ فِيهَا، وَ أَصْبَحَتْ تُغْضِبُكُمْ وَ تُرْضِيكُمْ، لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَ لَا مَنْزِلِكُمُ الَّذِي خُلِقْتُمْ لَهُ وَ لَا الَّذِي دُعِيتُمْ إِلَيْهِ. أَلَا وَ إِنَّهَا لَيْسَتْ بِبَاقِيَةٍ لَكُمْ وَ لَا تَبْقَوْنَ عَلَيْهَا. وَ هِيَ وَ إِنْ غَرَّتْكُمْ مِنْهَا فَقَدْ حَذَّرَتْكُمْ شَرَّهَا. فَدَعُوا غُرُورَهَا لِتَحْذِيرِهَا، وَ أَطْمَاعَهَا لِتَخْوِيفِهَا، وَ سَابِقُوا فِيهَا إِلَى الدَّارِ الَّتِي دُعِيتُمْ إِلَيْهَا، وَانْصَرِفُوا بِقُلُوبِكُمْ عَنْهَا، وَ لَا يَخِنَّنَّ (يحنّن) أَحَدُكُمْ خَنِينَ (حنين) الْأَمَةِ عَلَى مَا زُوِيَ عَنْهُ مِنْهَا، وَاسْتَتِمُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَةِ اللَّهِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا اسْتَحْفَظَكُمْ مِنْ كِتَابِهِ. أَلَا وَ إِنَّهُ لَا يَضُرُّكُمْ تَضْيِيعُ شَيْءٍ مِنْ دُنْيَاكُمْ بَعْدَ حِفْظِكُمْ قَائِمَةَ دِينِكُمْ. أَلَا وَ إِنَّهُ لَا يَنْفَعُكُمْ بَعْدَ تَضْيِيعِ دِينِكُمْ شَيْءٌ حَافَظْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكُمْ. أَخَذَ اللَّهُ بِقُلُوبِنَا وَ قُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ، وَ أَلْهَمَنَا وَ إِيَّاكُمُ الصَّبْرَ!

شَغَبَ - فساد پر اکسایا
استُعتِب - حق پسندی کا مطالبہ کیا جائے گا
اہل قبلہ - مسلمان
غِیَر - تغیرات
خنین - مخصوص انداز کا گریہ
زُوِیَ عنہ - چھین لیا گیا

(۱) یہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ ہے جس کی طرف قرآن مجید نے قصۂ طالوت میں اشارہ کیا ہے کہ سرداری اس شخص کا حق ہے جس میں جسمانی اعتبار سے حق سے دفاع کرنے کی طاقت ہو اور نفسانی اعتبار سے حق شناسی کی صلاحیت ہو ورنہ کوئی طاقت دوسری طاقت کے بغیر کارآمد نہیں ہو سکتی ہے

(۲) یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اب تک خلافت کا فیصلہ ساری امت کے اتفاق سے نہیں ہوا ہے تو یہ شرط صرف میرے بارے میں کیوں لگائی جارہی ہے اور گذشتہ ادوار کی طرح میری بیعت کیوں نہیں کی جارہی ہے علماء اہلسنت نے کتب عقائد میں اس امر کی تصریح کی ہے کہ خلافت کا فیصلہ ایک دو افراد کی بیعت سے بھی ہو سکتا ہے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ساری پریشانیاں صرف ایک خلافت امیرالمومنینؑ کے تسلیم کرنے میں ہیں اور اس کا ادراک نہ معاویہ کو ہو رہا ہے اور نہ عائشہ کو۔

مصادر خطبہ ۱۷۳ تحف العقول حرانی ص۱۳۰، نقض العثمانیہ ابو جعفر اسکافی (متوفی ۲۴۰ھ)

۱۷۳۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(رسول اکرمؐ کے بارے میں اور اس امر کی وضاحت کے سلسلہ میں کہ خلافت کا واقعی حقدار کون ہے؟)

پیغمبر اسلامؐ وحی الٰہی کے امانتدار اور خاتم المرسلین تھے۔ رحمت الٰہی کی بشارت دینے والے اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والے تھے۔

لوگو! یاد رکھو اس امر کا سب سے زیادہ حقدار وہی ہے جو سب سے زیادہ طاقتور اور دین الٰہی کا واقف کار ہو[1]۔ اس کے بعد اگر کوئی فتنہ پرداز فتنہ کھڑا کرے گا تو پہلے اسے توبہ کی دعوت دی جائے گی۔ اس کے بعد اگر انکار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا۔ میری جان کی قسم اگر امامت کا مسئلہ تمام افراد بشر کے اجتماع کے بغیر طے نہیں ہو سکتا ہے تو اس اجتماع کا تو کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔[2] ہوتا یہی ہے کہ حاضرین کا فیصلہ غائب افراد پر نافذ ہو جاتا ہے اور نہ حاضر کو اپنی بیعت سے رجوع کرنے کا حق ہوتا ہے اور نہ غائب کو دوسرا راستہ اختیار کرنے کا جواز ہوتا ہے۔

یاد رکھو کہ میں دونوں طرح کے افراد سے جہاد کروں گا۔ ان سے بھی جو غیر حق کے دعویدار ہوں گے اور ان سے بھی جو حقدار کو اس کا حق نہ دیں گے۔

بندگان خدا! میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں کہ یہ بندوں کے درمیان بہترین وصیت ہے اور پیش پروردگار انجام کے اعتبار سے بہترین عمل ہے۔ دیکھو! تمہارے اور اہل قبلہ مسلمانوں کے درمیان جنگ کا دروازہ کھولا جا چکا ہے۔ اب اس علم کو وہی اٹھائے گا جو صاحب بصیرت، صابر ہوگا اور حق کے مراکز کا پہچاننے والا ہوگا۔ تمہارا فرض ہے کہ میرے احکام کے مطابق قدم آگے بڑھاؤ اور میں جہاں روک دوں وہاں رک جاؤ۔ اور خبردار کسی مسئلہ میں بھی تحقیق کے بغیر جلد بازی سے کام نہ لینا کہ مجھے جن باتوں کا تم انکار کرتے ہو ان میں غیر معمولی انقلابات کا اندیشہ رہتا ہے۔

یاد رکھو۔ یہ دنیا جس کی تم آرزو کر رہے ہو اور جس میں تم رغبت کا اظہار کر رہے ہو اور جو کبھی کبھی تم سے عداوت کرتی ہے اور کبھی تمہیں خوش کر دیتی ہے۔ یہ تمہارا واقعی گھر اور تمہاری واقعی منزل نہیں ہے جس کے لئے تمہیں خلق کیا گیا ہے اور جس کی طرف تمہیں دعوت دی گئی ہے اور یہ باقی رہنے والی بھی نہیں ہے اور تم بھی اس میں باقی رہنے والے نہیں ہو۔ یہ اگر کبھی دھوکہ دیتی ہے تو دوسرے وقت اپنے شر سے ہوشیار بھی کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس کے دھوکہ سے بچو اور اس کی تنبیہ پر عمل کرو۔ اس کی لالچ کو نظر انداز کرو اور اس کی تخویف کا خیال رکھو۔ اس ارادہ کر اس گھر کی طرف سبقت کرو جس کی تمہیں دعوت دی گئی ہے اور اپنے دلوں کا رخ اس کی طرف سے موڑ لو اور خبردار تم میں سے کوئی شخص بھی اس کی کسی نعمت سے محرومی کی بنا پر کنیزوں کی طرح رونے نہ بیٹھ جائے۔ اللہ سے اس کی نعمتوں کی تکمیل کا مطالبہ کرو اس کی اطاعت پر صبر کرنے اور اس کی کتاب کے احکام کی محافظت کرنے کے ذریعہ۔

یاد رکھو اگر تم نے دین کی بنیاد کو محفوظ کر دیا تو دنیا کی کسی شے کی بربادی بھی تمہیں نقصان نہیں پہونچا سکتی ہے اور اگر تم نے دین کو برباد کر دیا تو دنیا میں کسی شے کی حفاظت بھی فائدہ نہیں دے سکتی ہے۔ اللہ ہم سب کے دل کو حق کے راستہ پر لگا دے اور سب کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] علم لشکر قوم کی سربلندی کی نشانی اور لشکر کے وقار و عزت کی علامت ہوتا ہے لہٰذا اس کو اٹھانے والے کو بھی صاحب بصیرت و برداشت ہونا ضروری ہے ورنہ اگر پرچم سرنگوں ہو گیا تو نہ لشکر کا کوئی وقار رہ جائے گا اور نہ مذہب کا کوئی اعتبار رہ جائے گا۔

سرکار دو عالمؐ نے انہیں خصوصیات کے پیش نظر خیبر کے موقع پر اعلان فرمایا تھا کہ کل میں اس کو علم دوں گا جو کرار، غیر فرار، محب خدا و رسولؐ، محبوب خدا و رسولؐ اور مرد میدان ہوگا کہ اس کے علاوہ کوئی شخص علمبرداری کا اہل نہیں ہو سکتا ہے۔!

۱۷۴

و من كلام له (ع)

في معنى طلحة بن عبيد الله

و قد قاله حين بلغه خروج طلحة و الزبير إلى البصرة لقتاله

قَدْ كُنْتُ وَمَا أُهَدَّدُ بِالْحَرْبِ، وَلَا أُرَهَّبُ بِالضَّرْبِ، وَأَنَا عَلَى مَا قَدْ وَعَدَنِي رَبِّي مِنَ النَّصْرِ. وَاللَّهِ مَا اسْتَعْجَلَ مُتَجَرِّداً لِلطَّلَبِ بِدَمِ عُثْمَانَ إِلَّا خَوْفاً مِنْ أَنْ يُطَالَبَ بِدَمِهِ، لِأَنَّهُ مَظِنَّتُهُ، وَلَمْ يَكُنْ فِي الْقَوْمِ أَحْرَصُ عَلَيْهِ مِنْهُ، فَأَرَادَ أَنْ يُغَالِطَ بِمَا أَجْلَبَ فِيهِ لِيَلْتَبِسَ (يلبس) الْأَمْرُ وَيَقَعَ الشَّكُّ. وَوَاللَّهِ مَا صَنَعَ فِي أَمْرِ عُثْمَانَ وَاحِدَةً مِنْ ثَلَاثٍ: لَئِنْ كَانَ ابْنُ عَفَّانَ ظَالِماً - كَمَا كَانَ يَزْعُمُ - لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُوَازِرَ قَاتِلِيهِ، وَأَنْ يُنَابِذَ نَاصِرِيهِ. وَلَئِنْ كَانَ مَظْلُوماً لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْمُنَهْنِهِينَ عَنْهُ، وَالْمُعَذِّرِينَ فِيهِ. وَلَئِنْ كَانَ فِي شَكٍّ مِنَ الْخَصْلَتَيْنِ، لَقَدْ كَانَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَعْتَزِلَهُ وَيَرْكُدَ (يركب) جَانِباً، وَيَدَعَ النَّاسَ مَعَهُ. فَمَا فَعَلَ وَاحِدَةً مِنَ الثَّلَاثِ، وَجَاءَ بِأَمْرٍ لَمْ يُعْرَفْ بَابُهُ، وَلَمْ تَسْلَمْ مَعَاذِيرُهُ.

۱۷۵

و من خطبة له (ع)

في الموعظة و بيان قرباه من رسول الله (ص)

أَيُّهَا النَّاسُ غَيْرُ الْمَغْفُولِ عَنْهُمْ، وَالتَّارِكُونَ الْمَأْخُوذُ مِنْهُمْ، مَا لِي أَرَاكُمْ عَنِ اللَّهِ ذَاهِبِينَ، وَإِلَى غَيْرِهِ (راغبين)! كَأَنَّكُمْ نَعَمٌ أَرَاحَ بِهَا سَائِمٌ إِلَى مَرْعًى وَبِيٍّ، وَمَشْرَبٍ دَوِيٍّ، وَإِنَّمَا هِيَ كَالْمَعْلُوفَةِ لِلْمُدَى لَا تَعْرِفُ مَاذَا يُرَادُ بِهَا! إِذَا أُحْسِنَ إِلَيْهَا تَحْسَبُ يَوْمَهَا دَهْرَهَا، وَشِبَعَهَا أَمْرَهَا. وَاللَّهِ لَوْ شِئْتُ أَنْ أُخْبِرَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَخْرَجِهِ وَمَوْلِجِهِ وَجَمِيعِ شَأْنِهِ لَفَعَلْتُ، وَلَكِنْ أَخَافُ أَنْ تَكْفُرُوا فِيَّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

أَلَا وَإِنِّي مُفْضِيهِ إِلَى الْخَاصَّةِ مِمَّنْ يُؤْمَنُ ذَلِكَ مِنْهُ. وَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ، وَاصْطَفَاهُ عَلَى الْخَلْقِ، مَا أَنْطِقُ إِلَّا صَادِقاً، وَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ

متجردا - مثل شمشیر برہنہ
یلتبس - مشتبہ بنا دے
یوازر - مدد کرے
منابذہ - مقابلہ
نہنہہ - روک دیا
معذرین عنہ - عذر بیان کرنے والے
یرکد - ٹھہر جائے
نعم - چوپائے
اراح بہا - لے گئی
سائم - چرانے والا
وبی - جس میں وبا ہو
دوی - جس میں فساد صحت ہو
مدیٰ - جمع مدیہ - چھری
معلّف - پیٹ بھرا اور مستقبل سے بے خبر غافل
مولجہ - داخل ہونے کی جگہ
مفضیہ - پہنچا دینے والا

(۱) انسان اور حیوان کا بنیادی فرق یہی ہے کہ حیوان حالات کو پیٹ کو دیکھ کر مستقبل سے غافل ہو جاتا ہے اور انسان بہرحال مستقبل پر نگاہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص مستقبل کی طرف سے غافل ہو جائے تو وہ جانور تو کہا جا سکتا ہے۔ انسان نہیں کہا جا سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۷۴ امالی طوسی ۱ ص ۸۳، مناقب خوارزمی ص ۱۱۸، نہایۃ ابن اثیر ۱ ص ۱۶۰، الغارات ابن ہلال ثقفی، المسترشد طبری ص ۹۵، کشف المحجۃ ابن طاؤس ص ۱۷۳، الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ ۱ ص ۱۵۳

مصادر خطبہ ۱۷۵ غرر الحکم آمدی ص ۱۹۱، بحار الانوار مجلسی ۸ ص ۶۶۱

۱۷۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں جب آپ کو خبر دی گئی کہ طلحہ و زبیر جنگ کے لئے بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں)

مجھے کسی زمانہ میں بھی نہ جنگ سے مرعوب کیا جا سکا ہے اور نہ حرب و ضرب سے ڈرایا جا سکا ہے۔ میں اپنے پروردگار کے نصرت پر مطمئن ہوں اور خدا کی قسم اس شخص نے خون عثمانؓ کے مطالبہ کے ساتھ تلوار کھینچنے میں صرف اس لئے جلدبازی سے کام لیا ہے کہ کہیں اسی سے اس خون کا مطالبہ نہ کر دیا جائے کہ اسی امر کا گمان غالب ہے اور قوم میں اس سے زیادہ عثمانؓ کے خون کا پیاسا کوئی نہ تھا۔ اب یہ اس فوج کشی کے ذریعہ لوگوں کو مغالطہ میں رکھنا چاہتا ہے اور مسئلہ کو مشتبہ اور مشکوک بنا دینا چاہتا ہے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ عثمانؓ کے معاملہ میں اس کا معاملہ تین حال سے خالی نہیں تھا۔ اگر عثمانؓ ظالم تھا جیسا کہ اس کا خیال تھا تو اس کا فرض تھا کہ قاتلوں کی مدد کرتا اور عثمانؓ کے مددگاروں کو ٹھکرا دیتا اور اگر وہ مظلوم تھا تو اس کا فرض تھا کہ اس کے قتل سے روکنے والوں اور اس کی طرف سے معذرت کرنے والوں میں شامل ہو جاتا اور اگر یہ دونوں باتیں مشکوک تھیں تو اس کے لئے مناسب تھا کہ اس معاملہ سے الگ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا اور انہیں قوم کے حوالہ کر دیتا لیکن اس نے ان تین میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار نہیں کیا اور ایسا طریقہ اختیار کیا جس کی صحت کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کی معذرت کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

۱۷۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں موعظت کے ساتھ رسول اکرمؐ سے قرابت کا ذکر کیا گیا ہے)

اے وہ غافلو جن کی طرف سے غفلت نہیں برتی جا سکتی ہے اور اے چھوڑ دینے والو جن کو چھوڑا نہیں جا سکتا ہے۔ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں تمہیں اللہ سے دور بھاگتے ہوئے اور غیر خدا کی رغبت کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ گویا تم وہ اونٹ ہو جن کا چرواہا ایک ہلاک کر دینے والی چراگاہ اور تباہ کر دینے والے گھاٹ پر لے آیا ہو یا وہ چوپایہ ہو جسے چھریوں کے لئے پالا گیا ہے کہ اسے نہیں معلوم ہے کہ اس کے ساتھ برتاؤ کا واقعی مقصد کیا ہے اور جب اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ ایک دن ہی سارا زمانہ ہے اور شکم سیری ہی کام ہے۔

خدا کی قسم میں چاہوں تو ہر شخص کو اس کے داخل اور خارج ہونے کی منزل سے آگاہ کر سکتا ہوں اور جملہ حالات کو بتا سکتا ہوں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم مجھ میں گم ہو کر رسول اکرمؐ کا انکار نہ کر دو اور یاد رکھو کہ میں ان باتوں سے ان لوگوں کو بہر حال آگاہ کروں گا جن سے گمراہی کا خطرہ نہیں ہے۔ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے انہیں حق کے ساتھ بھیجا ہے اور مخلوقات میں منتخب قرار دیا ہے کہ میں سوائے سچ کے کوئی کلام نہیں کرتا ہوں۔

مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ عثمانؓ کے آخر دور حیات میں ان کے قاتلوں کا اجتماع طلحہ کے گھر میں ہوا کرتا تھا اور امیرالمومنینؑ ہی نے اس راز کا انکشاف کیا تھا اس کے بعد طلحہ ہی نے جنازہ پر تیر برسائے تھے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا تھا لیکن چار دن کے بعد یہی طلحہ خون عثمانؓ کا وارث بن گیا اور عثمانؓ کے واقعی محسن کو ان کے خون کا ذمہ دار ٹھہرا دیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں کو سوچنے کا موقع مل جائے اور وہ خود طلحہ سے انتقام لینے کے لئے تیار ہو جائیں اور یہ طریقہ ہر شاطر سیاست کار کا ہوتا ہے کہ وہ مسائل کو اس طرح مشتبہ بنا دینا چاہتا ہے کہ اس کی طرف سے ذہن ہٹ نہ پائے چاہے اس راہ میں اپنے سفارت کاروں ہی کو کیوں نہ قربان کرنا پڑے۔؟

بِـذَلِكَ كُـلِّهِ، وَ يَـهْلِكُ مَـنْ يَـهْلِكُ، وَ مَـنْجَى مَـنْ يَـنْجُو، وَ مَآلَ هَـذَا الأَمْرِ. وَ
أُبْـقِ شَـيْئاً يَمُرُّ عَـلَى رَأْسِي إِلاَّ أَفْـرَغْتُهُ فِي أُذُنَيَّ وَ أَفْـضَيْتُ بِهِ إِلَيَّ[۱]

أَيُّهَـا النَّـاسُ، إِنِّي، وَاللَّـهِ، مَـا أَحُـثُّكُمْ عَـلَى طَـاعَةٍ إِلاَّ وَ أَسْـبِقُكُمْ إِلَيْ[۲]
وَ لاَ أَنْهَاكُمْ عَنْ مَـعْصِيَةٍ إِلاَّ وَأَتَنَاهَى قَبْلَكُمْ عَنْهَا.

۱۷۶

و من خطبة له «ع»

و فيها يعظ و يبين فضل القرآن و ينهى عن البدعة

عظة الناس

إِنْـتَفِعُوا بِـبَيَانِ اللَّـهِ، وَاتَّـعِظُوا بِـمَوَاعِـظِ اللَّـهِ، وَاقْـبَلُوا نَـصِيحَةَ اللَّـهِ، فَ
اللَّـهَ قَـدْ أَعْـذَرَ إِلَـيْكُمْ بِـالْجَلِيَّةِ، وَ أَخَـذَ عَـلَيْكُمُ الْـحُجَّةَ، وَ بَـيَّنَ لَكُ
مَحَـابَّهُ مِـنَ الأَعْـمَالِ، وَ مَكَـارِهَهُ مِـنْهَا، لِـتَتَّبِعُوا (لتبتغوا) هَـذِهِ، وَ تَجْـتَنِ
هَـذِهِ، فَـإِنَّ رَسُـولَ اللَّـهِ صَـلَّى اللَّـهُ عَـلَيْهِ وَ آلِـهِ كَـانَ يَـقُولُ: «إِنَّ الْجَـنَّةَ حُفَّ
بِالْمَكَارِهِ، وَ إِنَّ النَّارَ حُفَّتْ (حجبت) بِالشَّهَوَاتِ».

وَاعْـلَمُوا أَنَّـهُ مَـا مِـنْ طَـاعَةِ اللَّـهِ شَيْءٌ إِلاَّ يَأْتِي فِي كُـرْهٍ، وَ مَـا مِـ
مَـعْصِيَةِ اللَّـهِ شَيْءٌ إِلاَّ يَأْتِي فِي شَـهْوَةٍ. فَـرَحِمَ اللَّـهُ امْـرَأً نَـزَعَ عَـنْ شَهْوَتِ
وَ قَـمَعَ هَـوَى نَـفْسِهِ، فَـإِنَّ هَـذِهِ النَّـفْسَ أَبْـعَدُ شَيْءٍ مَـنْزِعاً، وَ إِنَّهَا لاَ تَزَ
تَـنْزِعُ إِلَى مَـعْصِيَةٍ فِي هَـوًى.

وَاعْـلَمُوا - عِـبَادَ اللَّـهِ - أَنَّ الْـمُؤْمِنَ لاَ يُـصْبِحُ وَ لاَ يُـمْسِي إِ
وَ نَـفْسُهُ ظَـنُونٌ عِـنْدَهُ، فَـلاَ يَـزَالُ زَارِياً عَـلَيْهَا وَ مُسْـتَزِيداً لَهَـ
فَكُـونُوا كَـالسَّابِقِينَ قَـبْلَكُمْ، وَ الْمَـاضِينَ أَمَـامَكُمْ. قَـوَّضُوا مِـنَ الدُّنْ
تَقْوِيضَ الرَّاحِلِ، وَ طَوَوْهَا طَيَّ الْمَنَازِلِ.

فضل القرآن

وَاعْـلَمُوا أَنَّ هَـذَا الْـقُرْآنَ هُـوَ النَّـاصِحُ الَّـذِي لاَ يَـغُشُّ، وَ الْهَادِ
الَّـذِي لاَ يُـضِلُّ، وَ الْمُحَـدِّثُ الَّـذِي لاَ يَكْـذِبُ. وَ مَـا جَـالَسَ هَـذَا الْقُرْ
أَحَـدٌ إِلاَّ قَـامَ عَـنْهُ بِـزِيَادَةٍ أَوْ نُـقْصَانٍ: زِيَـادَةٍ فِي هُـدًى، أَوْ نُـقْصَانٍ مِنْ عَم

جلیہ - واضح

نزع عنہ - الگ ہو گیا

منزعا - علیحدگی

ظنون - کمزور

زاری - ناراض

قوضوا - کوچ کیا

[۱] پروردگار نے سورۂ جن میں رسولؐ کی حیثیت کا اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے غیب کا علم سوائے پسندیدہ رسول کے اور کسی کو عطا نہیں کرتا ہے۔ اور امیرالمومنینؑ نے اس خطبہ میں یہی شان امام کی بیان کی ہے کہ رسولؐ اپنے علم کے لئے مرتضیٰ امام کا انتخاب کرتا ہے اور امام بھی اپنے غیب کے لئے خواص مومنین کو اختیار کرتا ہے اور ہر کس و ناکس کو اس علم سے باخبر نہیں کرتا ہے۔

[۲] اسلام کی نظر میں علم بلا عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے امام علیہ السلام نے اپنے علم کی وسعتوں کا اعلان کرنے کے بعد اپنی عملی شخصیت کا بھی اعلان کیا کہ جس طرح میرا علم بے مثل و بے نظیر ہے اسی طرح میرا عمل بھی بے مثال و لاجواب ہے اور اور کوئی شخص میرے علم کی طرح میرے عمل و کردار کی بلندیوں کا ادراک بھی نہیں کر سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۷۶ ربیع الابرار زمخشری ۱ ص ۲۱۹، اصول کافی کلینیؒ ۲ ص ۳۴۳، محاسن برقی ص ۶، امالی صدوقؒ ص ۱۵۳، تفسیر
ص ۳۶۳، تحف العقول حرانی ص ۱۰۸

بِـذَلِكَ كُـلِّهِ، وَ بِـمَهْلِكِ مَـنْ يَـهْلِكُ، وَ مَـنْجَى مَـنْ يَـنْجُو، وَ مَآلِ هٰـذَا الْأَمْرِ، وَ
أَبْـقَى شَـيْئاً يَمُرُّ عَـلَى رَأْسِي إِلَّا أَفْـرَغْتُهُ فِي أُذُنَيَّ وَ أَفْـضَيْتُ بِهِ إِلَيَّ.[1]
أَيُّهَـا الـنَّـاسُ، إِنِّي، وَاللّٰـهِ، مَـا أَحُـثُّكُمْ عَـلَى طَـاعَةٍ إِلَّا وَ أَسْـبِقُكُمْ إِلَـ
وَ لَا أَنْهَاكُمْ عَنْ مَـعْصِيَةٍ إِلَّا وَأَتَـنَاهَى قَـبْلَكُمْ عَـنْهَا.[2]

۱۷۶

و من خطبة له «ﷺ»

و فيها يعظ و يبين فضل القرآن و ينهى عن البدعة

عظة الناس

إِنْـتَفِعُوا بِـبَيَانِ اللّٰـهِ، وَاتَّـعِظُوا بِـمَوَاعِـظِ اللّٰـهِ، وَاقْـبَلُوا نَـصِيحَةَ اللّٰـهِ، فَـ
اللّٰــهَ قَـدْ أَعْـذَرَ إِلَـيْكُمْ بِـالْجَلِيَّةِ، وَ أَخَـذَ عَـلَيْكُمُ الْـحُجَّةَ، وَ بَـيَّنَ لَكُـ
مَحَـابَّهُ مِـنَ الْأَعْـمَالِ، وَ مَكَـارِهَهُ مِـنْهَا. لِـتَتَّبِعُوا (لتبتغوا) هٰـذِهِ، وَ تَجْـتَنِبُـ
هٰـذِهِ، فَـإِنَّ رَسُـولَ اللّٰـهِ صَـلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَ آلِـهِ كَـانَ يَـقُولُ: «إِنَّ الْجَـنَّةَ حُفَّـ
بِالْمَكَارِهِ، وَ إِنَّ النَّارَ حُفَّتْ (حجبت) بِالشَّهَوَاتِ».
وَاعْـلَمُوا أَنَّـهُ مَـا مِـنْ طَـاعَةِ اللّٰـهِ شَيْءٌ إِلَّا يَأْتِي فِي كُـرْهٍ، وَ مَـا مِـ
مَـعْصِيَةِ اللّٰـهِ شَيْءٌ إِلَّا يَأْتِي فِي شَـهْوَةٍ. فَـرَحِمَ اللّٰـهُ امْـرَأً نَـزَعَ عَـنْ شَهْوَتِـ
وَ قَـمَعَ هَـوَى نَـفْسِهِ، فَـإِنَّ هٰـذِهِ الـنَّفْسَ أَبْـعَدُ شَيْءٍ مَـنْزِعاً، وَ إِنَّهَا لَا تَزَ
تَـنْزِعُ إِلَى مَـعْصِيَةٍ فِي هَـوًى.
وَاعْـلَمُوا - عِـبَادَ اللّٰـهِ - أَنَّ الْـمُؤْمِنَ لَا يُـصْبِحُ وَ لَا يُـمْسِي إِ
وَ نَـفْسُهُ ظَـنُونٌ عِـنْدَهُ، فَـلَا يَـزَالُ زَارِياً عَـلَيْهَا وَ مُـسْتَزِيداً لَهَـ
فَكُـونُوا كَـالسَّابِقِينَ قَـبْلَكُمْ، وَ الْـمَاضِينَ أَمَـامَكُمْ. قَـوَّضُوا مِـنَ الدُّنْـ
تَقْوِيضَ الرَّاحِلِ، وَ طَوَوْهَا طَيَّ الْمَنَازِلِ.

فضل القرآن

وَاعْـلَمُوا أَنَّ هٰـذَا الْـقُرْآنَ هُـوَ النَّـاصِحُ الَّـذِي لَا يَـغُشُّ، وَ الْهَـادِ
الَّـذِي لَا يُـضِلُّ، وَ الْمُحَـدِّثُ الَّـذِي لَا يَكْـذِبُ. وَ مَـا جَـالَسَ هٰـذَا الْقُرْ
أَحَـدٌ إِلَّا قَـامَ عَـنْهُ بِـزِيَادَةٍ أَوْ نُـقْصَانٍ: زِيَـادَةٍ فِي هُـدًى، أَوْ نُـقْصَانٍ مِنْ عَـمً

جلیہ ۔ واضح
نزع عنہ ۔ الگ ہوگیا
منزعا ۔ علیحدگی
ظنون ۔ کمزور
زاری ۔ ناراض
قوضوا ۔ کوچ کیا

(1) پروردگار نے سورۂ جن میں رسولؐ کی حیثیت کا اعلان کیا ہے کہ وہ اپنے غیب کا علم سوائے پسندیدہ رسول کے اور کسی کو عطا نہیں کرتا ہے۔ اور امیرالمومنینؑ نے اس خطبہ میں یہی شان امام کی بیان کی ہے کہ رسولؐ اپنے علم کے لئے قرآنی امام کا انتخاب کرتا ہے اور امام بھی اپنے غیب کے لئے خواص مومنین کو اختیار کرتا ہے اور ہر کس و ناکس کو اس علم سے باخبر نہیں کرتا ہے۔

(2) اسلام کی نظر میں علم بلا عمل کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے امام علیہ السلام نے اپنے علم کی وسعتوں کا اعلان کرنے کے بعد اپنی عملی شخصیت کا بھی اعلان کیا کہ جس طرح میرا علم بے مثل و بے نظیر ہے اسی طرح میرا عمل بھی بے مثال و لاجواب ہے اور اور کوئی شخص میرے علم کی طرح میرے عمل و کردار کی بلندیوں کا ادراک بھی نہیں کر سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۷۶ ربیع الابرار زمخشری ۱ ص ۲۱۹، اصول کافی کلینیؒ ۲ ص ۲۲۳، محاسن برقی ص ۶، امالی صدوقؒ ص ۱۵۳، تفسیر
ص ۲۶۳، تحف العقول حرانی ص

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْآنِ مِنْ فَاقَةٍ، وَلَا لِأَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْآنِ مِنْ غِنًى. فَاسْتَشْفُوهُ مِنْ أَدْوَائِكُمْ، وَاسْتَعِينُوا بِهِ عَلَى لَأْوَائِكُمْ، فَإِنَّ فِيهِ شِفَاءً مِنْ أَكْبَرِ الدَّاءِ: وَهُوَ الْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ، وَالْغَيُّ وَالضَّلَالُ، فَاسْأَلُوا اللَّهَ بِهِ، وَتَوَجَّهُوا إِلَيْهِ بِحُبِّهِ، وَلَا تَسْأَلُوا بِهِ خَلْقَهُ، إِنَّهُ مَا تَوَجَّهَ الْعِبَادُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى بِمِثْلِهِ. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ، وَقَائِلٌ مُصَدَّقٌ، وَأَنَّهُ مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفِّعَ فِيهِ، وَمَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُدِّقَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ يُنَادِي مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: «أَلَا إِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مُبْتَلًى فِي حَرْثِهِ وَعَاقِبَةِ عَمَلِهِ، غَيْرَ حَرَثَةِ الْقُرْآنِ». فَكُونُوا مِنْ حَرَثَتِهِ وَأَتْبَاعِهِ، وَاسْتَدِلُّوهُ عَلَى رَبِّكُمْ، وَاسْتَنْصِحُوهُ عَلَى أَنْفُسِكُمْ، وَاتَّهِمُوا عَلَيْهِ آرَاءَكُمْ، وَاسْتَغِشُّوا فِيهِ أَهْوَاءَكُمْ.

الحث على العمل

الْعَمَلَ الْعَمَلَ، ثُمَّ النِّهَايَةَ النِّهَايَةَ، وَالِاسْتِقَامَةَ الِاسْتِقَامَةَ، ثُمَّ الصَّبْرَ الصَّبْرَ، وَالْوَرَعَ الْوَرَعَ! إِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى نِهَايَتِكُمْ، وَإِنَّ لَكُمْ عَلَماً فَاهْتَدُوا بِعَلَمِكُمْ، وَإِنَّ لِلْإِسْلَامِ غَايَةً فَانْتَهُوا إِلَى غَايَتِهِ، وَاخْرُجُوا إِلَى اللَّهِ بِمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَقِّهِ، وَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ وَظَائِفِهِ. أَنَا شَاهِدٌ لَكُمْ وَحَجِيجٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْكُمْ.

نصائح للناس

أَلَا وَإِنَّ الْقَدَرَ السَّابِقَ قَدْ وَقَعَ، وَالْقَضَاءَ الْمَاضِيَ قَدْ تَوَرَّدَ، وَإِنِّي مُتَكَلِّمٌ بِعِدَةِ اللَّهِ وَحُجَّتِهِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ»، وَقَدْ قُلْتُمْ «رَبُّنَا اللَّهُ»، فَاسْتَقِيمُوا عَلَى كِتَابِهِ، وَعَلَى مِنْهَاجِ أَمْرِهِ، وَعَلَى الطَّرِيقَةِ الصَّالِحَةِ مِنْ عِبَادَتِهِ، ثُمَّ لَا تَمْرُقُوا مِنْهَا، وَلَا تَبْتَدِعُوا فِيهَا، وَلَا تُخَالِفُوا عَنْهَا. فَإِنَّ أَهْلَ الْمُرُوقِ مُنْقَطَعٌ بِهِمْ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ثُمَّ إِيَّاكُمْ وَتَهْزِيعَ الْأَخْلَاقِ وَتَصْرِيفَهَا، وَاجْعَلُوا اللِّسَانَ وَاحِداً، وَلْيَخْزُنِ الرَّجُلُ لِسَانَهُ، فَإِنَّ هَذَا اللِّسَانَ جَمُوحٌ بِصَاحِبِهِ. وَاللَّهِ مَا أَرَى عَبْداً يَتَّقِي تَقْوَى تَنْفَعُهُ حَتَّى يَخْزُنَ لِسَانَهُ. وَإِنَّ لِسَانَ الْمُؤْمِنِ مِنْ وَرَاءِ قَلْبِهِ، وَإِنَّ قَلْبَ الْمُنَافِقِ مِنْ وَرَاءِ لِسَانِهِ، لِأَنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَكَلَّمَ بِكَلَامٍ تَدَبَّرَهُ فِي نَفْسِهِ، فَإِنْ كَانَ خَيْراً أَبْدَاهُ، وَإِنْ كَانَ شَرّاً وَارَاهُ. وَإِنَّ الْمُنَافِقَ يَتَكَلَّمُ بِمَا أَتَى عَلَى لِسَانِهِ لَا يَدْرِي

فاقہ - فقر و احتیاج
لاواء - شدت
محل - عیب بیان کرے
استغشوا - بدظن رہو
علم - پرچم ہدایت (قرآن)
خروج من الحق - ادا حق
وظائف - ذمہ داریاں
حجیج - دفاع کرنے والا
تورّد - وارد ہوگیا
عدہ - وعدہ
تہزیع - توڑ دینا
تصریف - الٹ پھیر
جموح - منہ زوری کرنے والی

(۱) ایمان کی صحیح پہچان یہی ہے کہ صاحب ایمان قرآن کے آگے اپنی عقل و فکر پر اعتماد نہیں کرتا ہے بلکہ قرآن احکام کے سامنے اپنی عقل و فکر کو ناقابل اعتبار قرار دیتا ہے اور یہی اس کے ایمان کی مکمل پہچان ہے جس سے گریز کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۲) انسانی زندگی اور کردار میں زبان کی بنیادی حیثیت کا اعلان ان واقعات کے ذیل میں کیا گیا ہے۔
۱۔ زبان کو ہمیشہ ایک ہونا چاہیے
۲۔ زبان کو بطور خزانہ استعمال ہونا چاہیے۔
۳۔ زبان منہ زوری کا بدترین ذریعہ ہے لہٰذا اسے لگام بہرحال لگا کر رہنا چاہیے۔
۴۔ زبان کے تحفظ کے بغیر تقویٰ کا کوئی امکان نہیں ہے۔
۵۔ مومن کی زبان دل کے پیچھے ہوتی ہے کہ وہ پہلے غور کرتا ہے اس کے بعد زبان کھولتا ہے۔
۶۔ مومن خیر کے علاوہ کسی موضوع کے بارے میں زبان نہیں کھولتا ہے۔

یاد رکھو ! قرآن کے بعد کوئی کسی کا محتاج نہیں ہو سکتا ہے اور قرآن سے پہلے کوئی بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے ۔ اپنی بیماریوں سے شفا حاصل کرو اور اپنی مصیبتوں میں اس سے مدد مانگو کہ اس میں بدترین بیماری کفر و نفاق اور گمراہی و بے راہ روی کا علاج بھی موجود ہے ۔ اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو اور اس کی محبت کے وسیلہ سے اس کی طرف رخ کرو اور اس کے ذریعہ مخلوقات سے سوال نہ کرو ۔ اس لئے کہ مالک کی طرف متوجہ ہونے کا اس کا جیسا کوئی وسیلہ نہیں ہے اور یاد رکھو کہ وہ ایسا شفیع ہے جس کی شفاعت مقبول ہے اور ایسا بولنے والا ہے جس کی بات مصدقہ ہے ۔ جس کے لئے قرآن روز قیامت سفارش کر دے اس کے حق میں شفاعت قبول ہے اور جس کے عیب کو وہ بیان کر دے اس کا عیب تصدیق شدہ ہے ۔ روز قیامت ایک منادی آواز دے گا کہ ہر کھیتی کرنے والا اپنی کھیتی اور اپنے عمل کے انجام میں مبتلا ہے لیکن جو اپنے دل میں قرآن کا بیج بونے والے تھے وہ کامیاب ہیں لہٰذا تم لوگ انھیں لوگوں اور قرآن کی پیروی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ ۔ اسے مالک کی بارگاہ کا رہنما بناؤ اور اس سے اپنے نفس کے بارے میں نصیحت حاصل کرو اور اپنے خیالات کو متہم قرار دو اور اپنے خواہشات کو فریب خوردہ تصور کرو ۔

عمل کرو عمل ۔ انجام پر نگاہ رکھو انجام ۔ استقامت سے کام لو استقامت اور احتیاط کرو احتیاط ۔ تمھارے لئے ایک انجام ہے اس کی طرف قدم آگے بڑھاؤ اور اللہ کی بارگاہ میں اس کے حقوق کی ادائیگی اور اس کے احکام کی پابندی کے ساتھ حاضری دو ۔ میں تمھارے اعمال کا گواہ بنوں گا اور روز قیامت تمھاری طرف سے وکالت کروں گا ۔

(نصائح) یاد رکھو کہ جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا اور جو فیصلہ خداوندی تھا وہ سامنے آچکا ۔ میں خدائی وعدہ اور اس کی حجت کے سہارے کلام کر رہا ہوں "بیشک جن لوگوں نے خدا کو خدا مانا اور اسی بات پر قائم رہ گئے ۔ ان پر ملائکہ اس بشارت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں کہ خبردار ڈرو نہیں اور پریشان مت ہو ۔ تمھارے لئے اس جنت کی بشارت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے " اور تم لوگ تو خدا کو خدا کہہ چکے ہو تو اب اس کی کتاب پر قائم رہو اور اس کے امر کے راستہ پر ثابت قدم رہو ۔ اس کی عبادت کے نیک راستہ پر جمے رہو اور اس سے خروج نہ کرو اور نہ کوئی بدعت ایجاد کرو اور نہ سنت سے اختلاف کرو ۔ اس لئے کہ اطاعت الٰہی سے نکل جانے والے کا رشتہ پروردگار سے روز قیامت ٹوٹ جاتا ہے ۔ اس کے بعد ہوشیار رہو کہ تمھارے اخلاق میں الٹ پھیر اور ادل بدل نہ ہونے پائے ۔ اپنی زبان کو ایک رکھو اور اسے محفوظ رکھو اس لئے کہ یہ زبان اپنے مالک سے بہت منہ زوری کرتی ہے ۔ خدا کی قسم میں نے کسی بندۂ مومن کو نہیں دیکھا جس نے اپنے تقویٰ سے فائدہ اٹھایا ہو مگر یہ کہ اپنی زبان کو روک کر رکھا ہے ۔ مومن کی زبان ہمیشہ اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے اور منافق کا دل ہمیشہ اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے ۔ اس لئے کہ مومن جب بات کرنا چاہتا ہے تو پہلے دل میں غور و فکر کرتا ہے ۔ اس کے بعد حرف خیر ہوتا ہے تو اس کا اظہار کرتا ہے ورنہ اسے دل ہی میں چھپا رہنے دیتا ہے لیکن منافق جو اس کے منہ میں آتا ہے بک دیتا ہے ۔ اسے اس بات کی فکر نہیں ہوتی ہے کہ میرے موافق ہے یا مخالف ۔

لهُ، وَ مَاذَا عَلَيهِ. وَ لَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَسْتَقِيمُ إيمَانُ عَبْدٍ حَتَّى يَسْتَقِيمَ قَلْبُهُ، وَ لَا يَسْتَقِيمُ قَلْبُهُ حَتَّى يَسْتَقِيمَ لِسَانُهُ». فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَلْقَى اللّهَ تَعَالَى وَ هُوَ نَقِيُّ الرَّاحَةِ مِنْ دِمَاءِ الْمُسْلِمِينَ وَ أَمْوَالِهِمْ، سَلِيمُ اللِّسَانِ مِنْ أَعْرَاضِهِمْ، فَلْيَفْعَلْ.

تحريم البدع

وَاعْلَمُوا - عِبَادَ اللّهِ أَنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْتَحِلُّ الْعَامَ مَا اسْتَحَلَّ عَاماً أَوَّلَ، وَ يُحَرِّمُ الْعَامَ مَا حَرَّمَ عَاماً أَوَّلَ، وَ أَنَّ مَا أَحْدَثَ النَّاسُ لَا يُحِلُّ لَكُمْ شَيْئاً مِمَّا حُرِّمَ عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنَّ الْحَلَالَ مَا أَحَلَّ اللّهُ، وَ الْحَرَامَ مَا حَرَّمَ اللّهُ. فَقَدْ جَرَّبْتُمُ الْأُمُورَ وَضَرَّسْتُمُوهَا، وَ وُعِظْتُمْ بِمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ ضُرِبَتِ الْأَمْثَالُ لَكُمْ، وَ دُعِيتُمْ إِلَى الْأَمْرِ الْوَاضِحِ. فَلَا يَصَمُّ عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَصَمُّ، وَ لَا يَعْمَى عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا أَعْمَى. وَ مَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ اللّهُ بِالْبَلَاءِ وَ التَّجَارِبِ لَمْ يَنْتَفِعْ بِشَيْءٍ مِنَ الْعِظَةِ، وَ أَتَاهُ التَّقْصِيرُ مِنْ أَمَامِهِ، حَتَّى يَعْرِفَ مَا أَنْكَرَ، وَ يُنْكِرَ مَا عَرَفَ. وَ إِنَّمَا النَّاسُ رَجُلَانِ: مُتَّبِعٌ شِرْعَةً، وَ مُبْتَدِعٌ بِدْعَةً، لَيْسَ مَعَهُ مِنَ اللّهِ سُبْحَانَهُ بُرْهَانُ سُنَّةٍ، وَ لَا ضِيَاءُ حُجَّةٍ.

القرآن

وَ إِنَّ اللّهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَعِظْ أَحَداً بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ «حَبْلُ اللّهِ الْمَتِينُ» وَ سَبَبُهُ الْأَمِينُ، وَ فِيهِ رَبِيعُ الْقَلْبِ، وَ يَنَابِيعُ الْعِلْمِ، وَ مَا لِلْقَلْبِ جِلَاءٌ غَيْرُهُ، مَعَ أَنَّهُ قَدْ ذَهَبَ الْمُتَذَكِّرُونَ، وَ بَقِيَ النَّاسُونَ أَوِ الْمُتَنَاسُونَ. فَإِذَا رَأَيْتُمْ خَيْراً فَأَعِينُوا عَلَيْهِ، وَ إِذَا رَأَيْتُمْ شَرّاً فَاذْهَبُوا عَنْهُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّهِ صَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَانَ يَقُولُ: «يَابْنَ آدَمَ، اعْمَلِ الْخَيْرَ وَدَعِ الشَّرَّ، فَإِذَا أَنْتَ جَوَادٌ قَاصِدٌ».

انواع الظلم

أَلَا وَ إِنَّ الظُّلْمَ ثَلَاثَةٌ: فَظُلْمٌ لَا يُغْفَرُ، وَ ظُلْمٌ لَا يُتْرَكُ، وَ ظُلْمٌ مَغْفُورٌ لَا يُطْلَبُ. فَأَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُغْفَرُ فَالشِّرْكُ بِاللّهِ، قَالَ اللّهُ تَعَالَى: «إِنَّ اللّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ». وَ أَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي يُغْفَرُ فَظُلْمُ الْعَبْدِ نَفْسَهُ عِنْدَ بَعْضِ الْهَنَاتِ. وَ أَمَّا الظُّلْمُ الَّذِي لَا يُتْرَكُ فَظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً. الْقِصَاصُ هُنَاكَ شَدِيدٌ، لَيْسَ هُوَ جَرْحاً بِالْمُدَى وَ لَا ضَرْباً بِالسِّيَاطِ، وَ لٰكِنَّهُ مَا يُسْتَصْغَرُ ذٰلِكَ مَعَهُ. فَإِيَّاكُمْ وَالتَّلَوُّنَ فِي دِينِ اللّهِ، فَإِنَّ جَمَاعَةً فِيمَا تَكْرَهُونَ مِنَ الْحَقِّ، خَيْرٌ مِنْ فُرْقَةٍ

ضرّستموها۔ آزمالیا ہے
اتیان من الامام۔ ظاہر ہونا
قاصد۔ مستقیم
ہنات۔ جمع ہنہ۔ معمولی شے
سیاط۔ جمع سوط کوڑا
فُرقہ۔ افتراق

(۱) انسانی زندگی میں تین عظیم سرمائے ہوتے ہیں جن کا تحفظ ہر انسان کا فریضہ ہوتا ہے اور جن کا برباد کر دینا شدید ترین جرم بن جاتا ہے۔ ایک اس کی زندگی ہے اور ایک اس کا مال اور ایک اس کی آبرو۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ جان اور مال کو عام طور سے ہاتھوں سے خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن آبرو کا سارا خطرہ زبان سے ہوتا ہے جہاں انسان دوسرے کی غیبت کرتا ہے۔ اس پر بہتان طرازی کرتا ہے۔ اسے غلط الفاظ اور القاب سے یاد کرتا ہے اور اس طرح اس کی کرامت اور عزت کے درپے ہو جاتا ہے۔ امیر المومنینؑ نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ انسان جس قدر آبرو کی قدر و قیمت کا احساس کرے اس قدر زبان کو اپنے قابو میں رکھے کہ اس کا پہلا حملہ آبرو ہی پر ہوتا ہے اور اس کا زخم آسانی سے مندمل بھی نہیں ہوتا۔
اور اسی نکتہ کی طرف سرکار دو عالمؐ کی مذکورہ حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ زبان کی استقامت دل کی علامت ہے اور دل میں کجی پیدا ہو گئی تو زبان کے سیدھے ہونے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے

پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے کہ "کسی شخص کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور کسی شخص کا دل درست نہیں ہو سکتا ہے جب تک اس کی زبان درست نہ ہو۔ اب جو شخص بھی اپنے پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کر سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ مسلمانوں کے خون اور ان کے مال سے پاک ہو اور اس کی زبان ان کی آبرو ریزی سے محفوظ ہو تو اسے بہر حال ایسا ضرور کرنا چاہیے۔

(بدعتوں کی ممانعت) یاد رکھو کہ مرد مومن اس سال اسی چیز کو حلال کہتا ہے کہ جسے گذشتہ سال حلال کہہ چکا ہے اور اس سال اسی شے کو حرام قرار دیتا ہے جسے پچھلے سال حرام قرار دے چکا ہے۔ اور لوگوں کی بدعتیں اور ان کی ایجادات حرام الٰہی کو حلال نہیں بنا سکتی ہیں۔ حلال وحرام وہی ہے جسے پروردگار نے حلال وحرام کہہ دیا ہے۔ تم نے تمام امور کو آزما لیا ہے اور سب کا باقاعدہ تجربہ کر لیا ہے اور تمہیں پہلے والوں کے حالات سے نصیحت بھی کی جا چکی ہے اور ان کی مثالیں بھی بیان کی جا چکی ہیں اور ایک واضح امر کی دعوت بھی دی جا چکی ہے کہ اب اس معاملہ میں بہرہ بن اختیار نہیں کرے گا مگر وہی جو واقعاً بہرہ ہو اور اندھا نہیں بنے گا مگر وہی جو واقعاً اندھا ہو اور پھر جسے بلائیں اور تجربات فائدہ نہ دے سکیں اسے نصیحتیں کیا فائدہ دیں گی۔ اس کے سامنے صرف کوتاہیاں ہی رہیں گی جن کے نتیجہ میں برائیوں کو اچھا اور اچھائیوں کو برا سمجھنے لگے گا۔

لوگ دو ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ یا وہ جو شریعت کا اتباع کرتے ہیں یا وہ جو بدعتوں کی ایجاد کرتے ہیں اور ان کے پاس نہ سنت کی کوئی دلیل ہوتی ہے اور نہ حجت پروردگار کی کوئی روشنی۔

(قرآن) پروردگار نے کسی شخص کو قرآن سے بہتر کوئی نصیحت نہیں فرمائی ہے۔ کہ یہی خدا کی مضبوط رسی اور اس کا امانت دار وسیلہ ہے۔ اس میں دلوں کی بہار کا سامان اور علم کے سرچشمے ہیں اور دل کی جلا اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب اگرچہ نصیحت حاصل کرنے والے جا چکے ہیں اور صرف بھول جانے والے یا بھلا دینے والے باقی رہ گئے ہیں لیکن پھر بھی تم کوئی خیر دیکھو تو اس پر لوگوں کی مدد کرو اور کوئی شر دیکھو تو اس سے دور ہو جاؤ کہ رسول اکرمؐ برابر فرمایا کرتے تھے "فرزند آدم خیر پر عمل کر اور شر کو نظر انداز کر دے تاکہ بہترین نیک کردار اور میانہ رو ہو جائے۔

(اقسام ظلم) یاد رکھو کہ ظلم کی تین قسمیں ہیں۔ وہ ظلم جس کی بخشش نہیں ہے اور وہ ظلم جسے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے اور وہ ظلم جس کی بخشش ہو جاتی ہے اور اس کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔

وہ ظلم جس کی بخشش نہیں ہے وہ اللہ کا شریک قرار دینا ہے کہ پروردگار نے خود اعلان کر دیا ہے کہ اس کا شریک قرار دینے والے کی مغفرت نہیں ہو سکتی ہے اور وہ ظلم جو معاف کر دیا جاتا ہے وہ انسان کا اپنے نفس پر ظلم ہے معمولی گناہوں کے ذریعہ۔ اور وہ ظلم جسے چھوڑا نہیں جا سکتا ہے۔ وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ یہاں قصاص بہت سخت ہے اور یہ صرف چھری کا زخم اور تازیانہ کی مار نہیں بلکہ ایسی سزا ہے جس کے سامنے یہ سب بہت معمولی ہیں لہٰذا خبردار دین خدا میں رنگ بدلنے کی روش اختیار مت کرو کہ جس حق کو تم ناپسند کرتے ہو اس پر متحد رہنا اس باطل

لہ اسلام کے حلال وحرام دو قسم کے ہیں۔ بعض امور وہ ہیں جنہیں مطلق طور پر حلال یا حرام قرار دیا گیا ہے ان میں تغیر کا کوئی امکان نہیں ہے اور انہیں بدلنے والا دین خدا میں دخل اندازی کرنے والا ہے جو خود ایک طرح کا کفر ہے۔ اگرچہ بظاہر اس کا نام کفر یا شرک نہیں ہے۔

اور بعض امور وہ ہیں جن کی حلیت یا حرمت حالات کے اعتبار سے رکھی گئی ہے ظاہر ہے کہ ان کا حکم حالات کے بدلنے کے ساتھ خود ہی بدل جائے گا۔ اس میں کسی کے بدلنے کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا ہے۔ ایک مسلمان اور غیر مسلم یا ایک مومن اور غیر مومن کا فرق یہی ہے کہ مسلمان اوامر الٰہیہ کا مکمل اتباع کرتا ہے اور کافر یا منافق ان احکام کو اپنے مصالح اور منافع کے مطابق بدل لیتا ہے اور اس کا نام مصلحت اسلام یا مصلحت مسلمین رکھ دیتا ہے۔

فِيمَا تُحِبُّونَ مِنَ الْبَاطِلِ. وَ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَمْ يَعِظْ أَحَداً بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْآنِ، فَإِنَّهُ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِينُ ... مَضَى، وَ لَا يَعِزُّ بَقِيَ

لزوم الطاعة

يَا أَيُّهَا النَّاسُ «طُوبَىٰ لِمَنْ شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ»، «وَ طُوبَىٰ لِمَنْ لَزِمَ بَيْتَهُ، وَ أَكَلَ قُوتَهُ، وَاشْتَغَلَ بِطَاعَةِ رَبِّهِ، »وَ بَكَىٰ عَلَىٰ خَطِيئَتِهِ«، فَكَانَ مِنْ نَفْسِهِ فِي شُغُلٍ، وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ![1]

۱۷۷

و من كلام له (عليه السلام)

في معنى الحكمين

فَأَجْمَعَ رَأْيُ مَلَئِكُمْ عَلَىٰ أَنِ اخْتَارُوا رَجُلَيْنِ، فَأَخَذْنَا عَلَيْهِمَا أَنْ يُجَعْجِعَا عِنْدَ الْقُرْآنِ، وَ لَا يُجَاوِزَاهُ، وَ تَكُونَ أَلْسِنَتُهُمَا مَعَهُ وَ قُلُوبُهُمَا تَبَعَهُ، فَتَاهَا عَنْهُ، وَ تَرَكَا الْحَقَّ وَ هُمَا يُبْصِرَانِهِ، وَ كَانَ الْجَوْرُ هَوَاهُمَا، وَ الِاعْوِجَاجُ رَأْيَهُمَا. وَ قَدْ سَبَقَ اسْتِثْنَاؤُنَا عَلَيْهِمَا فِي الْحُكْمِ بِالْعَدْلِ وَ الْعَمَلِ بِالْحَقِّ سُوءَ رَأْيِهِمَا وَ جَوْرَ حُكْمِهِمَا. وَ الثِّقَةُ فِي أَيْدِينَا لِأَنْفُسِنَا، حِينَ خَالَفَا سَبِيلَ الْحَقِّ، وَ أَتَيَا بِمَا لَا يُعْرَفُ مِنْ مَعْكُوسِ الْحُكْمِ.

۱۷۸

و من خطبة له (عليه السلام)

في الشهادة و التقوى

لَا يَشْغَلُهُ شَأْنٌ، وَ لَا يُغَيِّرُهُ زَمَانٌ، وَ لَا يَحْوِيهِ مَكَانٌ، وَ لَا يَصِفُهُ لِسَانٌ، وَ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ عَدَدُ قَطْرِ الْمَاءِ وَ لَا نُجُومِ السَّمَاءِ، وَ لَا سَوَافِي الرِّيحِ فِي الْهَوَاءِ، وَ لَا دَبِيبُ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا، وَ لَا مَقِيلُ الذَّرِّ فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ، يَعْلَمُ مَسَاقِطَ الْأَوْرَاقِ، وَ خَفِيَّ طَرْفِ الْأَحْدَاقِ، وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غَيْرَ مَعْدُولٍ بِهِ، وَ لَا مَشْكُوكٍ فِيهِ، وَ لَا مَكْفُورٍ دِينُهُ، وَ لَا مَجْحُودٍ تَكْوِينُهُ، شَهَادَةَ مَنْ

یجعجع - ٹھہر جائے

لا یعزب - مخفی نہیں ہے

سوافی - اڑا دینے والی

صفا - چکنا پتھر

ذر - چیونٹی

طرف الاحداق - پلکوں کا جھپکنا

معدول - جس کا مثل قرار دیا جائے

تکوین - تخلیق

[1] یہ ان لوگوں کو ہدایت ہے جو گھر سے باہر نکلتے ہیں تو اس کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کے عیوب دریافت کریں اور پھر ان کے خلاف پروپگینڈہ کر کے سماج میں فتنہ و فساد کا بازار گرم کریں اور خلق خدا کو چین سے نہ بیٹھنے دیں

ورنہ وہ شخص جو اصلاح خلق اور امداد باہمی کے لئے گھر سے باہر نکلتا ہے۔ اس کا نکلنا ہی پروردگار کی نگاہ میں محبوب ہے اور اس کا گھر میں بیٹھ جانا ہی معاشرہ کی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ہے جسے دین اسلام کسی قیمت پر قبول نہیں کر سکتا ہے۔

مصادر خطبہ ۱۷۷ تاریخ طبری ۵ ص۶۶ حوادث ۳۷ھ

مصادر خطبہ ۱۷۸ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، بحار الانوار ۴، ص۳۰۶، خصال صدوق ۲ ص۱۶۳ ربیع الابرار زمخشری ۱ ص۱۶۴، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص۲۸۴، مجمل مفید ص۲، البیان والتبیین جاحظ

(چل کر منتشر ہو جانے سے بہرحال بہتر ہے جسے تم پسند کرتے ہو۔ پروردگار نے افتراق و انتشار میں کسی کو کوئی خیر نہیں دیا ہے۔ نہ ان لوگوں میں جو چلے گئے اور نہ ان میں جو باقی رہ گئے ہیں۔

لوگو! خوش نصیب ہے وہ جسے اپنا عیب دوسروں کے عیب پر نظر کرنے سے مشغول کرلے اور قابل مبارکباد ہے وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے۔ اپنا رزق کھائے اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرتا رہے اور اپنے گناہوں پر گریہ کرتا رہے۔ وہ اپنے نفس میں مشغول رہے اور لوگ اس کی طرف سے مطمئن رہیں (۱)

۱۷۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(صفین کے بعد حکمین کے بارے میں)

تمہاری جماعت ہی نے دو آدمیوں کے انتخاب پر اتفاق کر لیا تھا۔ میں نے تو ان دونوں سے شرط کرلی تھی کہ قرآن کی حدوں پر توقف کریں گے اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے۔ ان کی زبان اس کے ساتھ رہے گی اور وہ اسی کا اتباع کریں گے لیکن وہ دونوں بھٹک گئے اور حق کو دیکھ بھال کر نظر انداز کر دیا۔ ظلم ان کی آرزو تھا اور کج فہمی ان کی رائے جب کہ اس بدترین رائے اور اس ظالمانہ فیصلہ سے پہلے ہی میں نے یہ شرط کر دی تھی کہ عدالت کے ساتھ فیصلہ کریں گے اور حق کے مطابق عمل کریں گے لہٰذا اب میرے پاس اپنے حق میں حجت و دلیل موجود ہے کہ ان لوگوں نے راہ حق سے اختلاف کیا ہے اور طے شدہ قرارداد کے خلاف الٹا حکم کیا ہے۔

۱۷۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(شہادت ایمان اور تقویٰ کے بارے میں)

نہ اس پر کوئی حالت طاری ہو سکتی ہے اور نہ اسے کوئی زمانہ بدل سکتا ہے اور نہ اس پر کوئی مکان حاوی ہو سکتا ہے اور نہ اس کی توصیف ہو سکتی ہے۔ اس کے علم سے نہ بارش کے قطرے مخفی ہیں اور نہ آسمان کے ستارے۔ نہ فضاؤں میں ہوا کے جھکڑ مخفی ہیں اور نہ پتھروں پر چیونٹی کے چلنے کی آواز اور نہ اندھیری رات میں اس کی پناہ گاہ۔ وہ پتوں کے گرنے کی جگہ بھی جانتا ہے اور آنکھ کے دزدیدہ اشارے بھی۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ نہ اس کا کوئی ہمسر و عدیل ہے اور نہ اس میں کسی طرح کا شک ہے۔ نہ اس کے دین کا انکار ہو سکتا ہے اور نہ اس کی تخلیق سے انکار کیا جا سکتا ہے۔

---

(۱) جب معاویہ نے صفین میں اپنے لشکر کو بارتے ہوئے دیکھا تو نیزوں پر قرآن بلند کر دیا کہ ہم قرآن سے فیصلہ چاہتے ہیں۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ یہ صرف مکاری اور غداری ہے ورنہ میں تو خود ہی قرآن ناطق ہوں۔ مجھ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہو سکتا ہے لیکن شام کے نمک خوار اور ضمیر فروش سپاہیوں نے ہنگامہ کر دیا اور حضرت کو مجبور کر دیا کہ دو افراد کو حکم بنا کر ان سے فیصلہ کرائیں۔ آپ نے اپنی طرف سے ابن عباس کو پیش کیا لیکن ظالموں نے اسے بھی نہ مانا۔ بالآخر آپ نے فرمایا کہ کوئی بھی فیصلہ کرے لیکن قرآن کے حدود سے آگے نہ بڑھے کہ میں نے قرآن ہی کے نام پر جنگ کو موقوف کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ کچھ نہ ہو سکا اور عمرو عاص کی عیاری نے آپ کے خلاف فیصلہ کرا دیا اور اس طرح اسلام ایک عظیم فتنہ سے دوچار ہو گیا لیکن آپ کا عذر واضح رہا کہ میرے فیصلہ میں قرآن کی شرط کی تھی اور یہ فیصلہ قرآن سے نہیں ہوا ہے لہٰذا مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

صَدَقَتْ نِيَّتُهُ، وَ صَفَتْ دِخْلَتُهُ وَ خَلَصَ يَقِينُهُ، وَ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ. وَ أَشْهَدُ
مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ الْمُجْتَبَى مِنْ خَلَائِقِهِ، وَ الْمُعْتَامُ لِشَرْحِ حَقَائِ
وَ الْمُخْتَصُّ بِعَقَائِلِ كَرَامَاتِهِ، وَ الْمُصْطَفَى لِكَرَائِمِ (المكارم) رِسَالَا
وَ الْمُوَضَّحَةُ بِهِ أَشْرَاطُ الْهُدَى، وَ الْمَجْلُوُّ بِهِ غِرْبِيبُ الْعَمَى.

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ الدُّنْيَا تَغُرُّ الْمُؤَمِّلَ لَهَا وَ الْمُخْلِدَ إِلَيْهَا، وَ لَا تَنْ
بِمَنْ نَافَسَ فِيهَا، وَ تَغْلِبُ مَنْ غَلَبَ عَلَيْهَا. وَ ايْمُ اللَّهِ، مَا كَانَ قَوْمٌ قَطُّ
غَضِّ نِعْمَةٍ مِنْ عَيْشٍ فَزَالَ عَنْهُمْ إِلَّا بِذُنُوبٍ اجْتَرَحُوهَا، لِأَنَّ اللَّهَ لَيْ
«بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ». وَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ حِينَ تَنْزِلُ بِهِمُ النِّقَمُ، وَ تَزُولُ عَنْ
النِّعَمُ، فَزِعُوا إِلَى رَبِّهِمْ بِصِدْقٍ مِنْ نِيَّاتِهِمْ، وَ وَلَهٍ مِنْ قُلُوبِهِمْ، لَرَدَّ عَلَيْ
كُلَّ شَارِدٍ، وَ أَصْلَحَ لَهُمْ كُلَّ فَاسِدٍ. وَ إِنِّي لَأَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تَكُونُوا فِي فَتْ
وَ قَدْ كَانَتْ أُمُورٌ مَضَتْ مِلْتُمْ فِيهَا مَيْلَةً، كُنْتُمْ فِيهَا عِنْدِي غَيْرَ مَحْمُودِي
وَ لَئِنْ رُدَّ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ إِنَّكُمْ لَسُعَدَاءُ. وَ مَا عَلَيَّ إِلَّا الْجُهْدُ، وَ لَوْ أَشَ
أَنْ أَقُولَ لَقُلْتُ: عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ!

١٧٩

و من كلام له (ع)

و قد سأله ذعلب اليماني فقال: هل رأيت ربک يا أمير المؤمنين؟

فقال (ع): أفأعبد ما لا أرى؟ فقال: و كيف تراه؟ فقال:

لَا تُدْرِكُهُ الْعُيُونُ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ، وَ لَكِنْ تُدْرِكُهُ الْقُلُوبُ بِحَقَائِقِ الْإِيمَا
قَرِيبٌ مِنَ الْأَشْيَاءِ غَيْرَ مُلَابِسٍ، بَعِيدٌ مِنْهَا غَيْرَ مُبَايِنٍ، مُتَكَلِّمٌ لَا بِرَوِيَّ
مُرِيدٌ لَا بِهِمَّةٍ، صَانِعٌ لَا بِجَارِحَةٍ. لَطِيفٌ لَا يُوصَفُ بِالْخَفَاءِ، كَبِيرٌ لَا يُوصَ
بِالْجَفَاءِ، بَصِيرٌ لَا يُوصَفُ بِالْحَاسَّةِ، رَحِيمٌ لَا يُوصَفُ بِالرِّقَّةِ. تَعْنُو الْوُجُو
لِعَظَمَتِهِ، وَ تَجِبُ الْقُلُوبُ مِنْ مَخَافَتِهِ.

دخلہ - باطن
مجتبیٰ - منتخب
عیمہ - چاہا ہوا مال
معتام - منتخب
عقائل - بلند ترین
کرامات - معجزات و درجات
اشراط - علامات
غربیب - سیاہ ترین
مخلد - مائل
لاتنفس - بخل نہیں کرتی ہے
غض - شاداب
اجتراح - ارتکاب
فترہ - جہالت و فریب
رویۃ - فکر
ہمہ - اہتمام
جارحہ - عضو
جفا - سختی اور ظلم
تعنو - ذلیل نظر آتے ہیں
وجب - لرز گیا

مصادر خطبہ ۱۷۹ اصول کافی ۱ ص ۱۳۸، توحید صدوق ص ۹۶، ص ۳۰۸، ص ۳۳۳، امالی صدوق ص ۲۰۵، ارشاد مفید ص ۱۳۱، اختصاص مفی
تذکرۃ الخواص سبط ابن الجوزی ص ۱۵۶، البدء و التاریخ مقدسی ۱ ص ۴۳

عبادت اس شخص کی ہے جس کی نیت سچی ہے اور باطن صاف ہے اس کا یقین خالص ہے اور میزان عمل گرانبار ۔

اور پھر میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور تمام مخلوقات میں منتخب رسول ہیں ۔ انھیں حقائق کی تشریح کے لئے چنا گیا ہے اور بہترین شرافتوں سے مخصوص کیا گیا ہے ۔ عظیم ترین پیغامات کے لئے ان کا انتخاب ہوا ہے اور ان کے ذریعہ ہدایت کی علامات کی وضاحت کی گئی ہے اور گمراہی کی تاریکیوں کو دور کیا گیا ہے ۔

لوگو ! یاد رکھو یہ دنیا اپنے سے لو لگانے والے اور اپنی طرف کھنچ جانے والے کو ہمیشہ دھوکہ دیا کرتی ہے ۔ جو اس کا خواہش مند ہوتا ہے اس سے بخل نہیں کرتی ہے اور جو اس پر غالب آجاتا ہے اس پر قابو پا لیتی ہے ۔ خدا کی قسم کوئی بھی قوم جو نعمتوں کی تر و تازہ اور شاداب زندگی میں تھی اور پھر اس کی وہ زندگی زائل ہو گئی ہے تو اس کا کوئی سبب سوائے ان گناہوں کے نہیں ہے جن کا ارتکاب اس قوم نے کیا ہے ۔ اس لئے کہ پروردگار اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے ۔ پھر بھی جن لوگوں پر عتاب نازل ہوتا ہے اور نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں اگر صدق نیت اور توجہ قلب کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کریں تو وہ گئی ہوئی نعمتوں کو واپس کر دے گا اور بگڑے کاموں کو بنا دے گا ۔ میں تمھارے بارے میں اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ کہیں تم جہالت اور نادانی میں نہ پڑ جاؤ ۔ کتنے ہی معاملات ایسے گذر چکے ہیں جن میں تمھارا جھکاؤ اس رخ کی طرف تھا جس میں تم قطعاً قابل تعریف نہیں تھے ۔ اب اگر تمھیں پہلے کی روش کی طرف پلٹا دیا جائے تو پھر نیک بخت ہو سکتے ہو لیکن میری ذمہ داری صرف محنت کرنا ہے اور اگر میں کہنا چاہوں تو یہی کہہ سکتا ہوں کہ پروردگار گذشتہ معاملات سے درگذر فرمائے ۔

۱۷۹ ۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب ذعلب یمانی نے دریافت کیا کہ یا امیر المومنینؑ کیا آپ نے اپنے خدا کو دیکھا ہے تو فرمایا کیا میں ایسے خدا کی عبادت کر سکتا ہوں جسے دیکھا بھی نہ ہو ۔ عرض کی مولا ! اسے کس طرح دیکھا جا سکتا ہے ۔؟ فرمایا :)

اسے نگاہیں آنکھوں کے مشاہدہ سے نہیں دیکھ سکتی ہیں ۔ اس کا ادراک دلوں کو حقائق ایمان کے سہارے حاصل ہوتا ہے ۔ وہ ہر شے سے قریب ہے لیکن جسمانی اتصال کی بنا پر نہیں اور دور بھی ہے لیکن علیحدگی کی بنیاد پر نہیں ۔ وہ کلام کرتا ہے لیکن فکر کا محتاج نہیں ہے وہ ارادہ کرتا ہے لیکن سوچنے کی ضرورت نہیں رکھتا ۔ وہ بلا اعضاء و جوارح کے صانع ہے اور بلا پوشیدہ ہوئے لطیف ہے ۔ ایسا بڑا ہے جو چھوٹوں پر ظلم نہیں کرتا ہے اور ایسا بصیر ہے جس کے پاس حواس نہیں ہیں اور اس کی رحمت میں دل کی نرمی شامل نہیں ہے ۔ تمام چہرے اس کی عظمت کے سامنے ذلیل و خوار ہیں اور تمام قلوب اس کے خوف سے لرز رہے ہیں ۔

---

۱ بعض حضرات نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ اگر افراد کا زوال صرف گناہوں کی بنیاد پر ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ دنیا میں بے شمار بدترین قسم کے گنہگار پائے جاتے ہیں لیکن ان کی زندگی میں راحت و آرام ، تقدم اور ترقی کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہوں کا راحت و آرام یا رنج و الم میں کوئی دخل نہیں ہے اور ان مسائل کے اسباب کسی اور شے میں پائے جاتے ہیں ۔ لیکن اس کا واضح سا جواب یہ ہے کہ امیر المومنینؑ نے افراد کا ذکر نہیں کیا ہے قوم کا ذکر کیا ہے اور قوموں کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کا زوال ہمیشہ انفرادی یا اجتماعی گناہوں کی بنا پر ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس قوم نے شکر خدا نہیں ادا کیا وہ صفحۂ ہستی سے نابود ہو گئی اور جس قوم نے نعمت کی فراوانی کے باوجود شکر خدا سے انحراف نہیں کیا اس کا ذکر آج تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا ۔ !

۱۸۰

و من خطبة له (ع)

في ذم العاصين من أصحابه

أَحْمَدُ اللهَ عَلَى مَا قَضَى مِنْ أَمْرٍ، وَ قَدَّرَ مِنْ فِعْلٍ، وَ عَلَى ابْتِلَائِي بِكُـ
أَيَّتُهَا الْفِرْقَةُ الَّتِي إِذَا أَمَرْتُ لَمْ تُطِعْ، وَ إِذَا دَعَوْتُ لَمْ تُجِبْ. إِنْ أُمْهِلْـ
خُضْتُمْ، وَ إِنْ حُورِبْتُمْ خُرْتُمْ، وَ إِنِ اجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى إِمَامٍ طَعَنْتُمْ، وَ إِ
أُجِئْتُمْ إِلَى مُشَاقَّةٍ نَكَصْتُمْ. لَا أَبَا لِغَيْرِكُمْ! مَا تَنْتَظِرُونَ بِنَصْرِكُمْ وَ الْجِهَـ
عَلَى حَقِّكُمْ؟ الْمَوْتَ أَوِ الذُّلَّ لَكُمْ؟ فَوَاللهِ لَئِنْ جَاءَ يَوْمِي - وَ لَيَأْتِيَنِّي - لَيُفَرِّقَـ
بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ وَ أَنَا لِصُحْبَتِكُمْ قَالٍ، وَ بِكُمْ غَيْرُ كَثِيرٍ. لِلَّهِ أَنْتُمْ! أَمَا دِيـ
يَجْمَعُكُمْ! وَ لَا حَمِيَّةٌ تَشْحَذُكُمْ! أَوَ لَيْسَ عَجَباً أَنَّ مُعَاوِيَةَ يَدْعُو الْجُفَاةَ الطَّـ
فَيَتَّبِعُونَهُ عَلَى غَيْرِ مَعُونَةٍ وَ لَا عَطَاءٍ، وَ أَنَا أَدْعُوكُمْ - وَ أَنْتُمْ تَرِيكَـ
الْإِسْلَامِ، وَ بَقِيَّةُ النَّاسِ - إِلَى الْمَعُونَةِ أَوْ طَائِفَةٍ مِنَ الْعَطَاءِ، فَتَفَرَّقُونَ عَـ
وَ تَخْتَلِفُونَ عَلَيَّ؟ إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ إِلَيْكُمْ مِنْ أَمْرِي رِضًى فَتَرْضَوْنَهُ، وَ لَا سُخْـ
فَتَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ، وَ إِنَّ أَحَبَّ مَا أَنَا لَاقٍ إِلَيَّ الْمَوْتُ! قَدْ دَارَسْتُكُمُ الْكِتَا
وَ فَاتَحْتُكُمُ الْحِجَاجَ، وَ عَرَّفْتُكُمْ مَا أَنْكَرْتُمْ، وَ سَوَّغْتُكُمْ مَا مَجَجْتُمْ، لَوْ كَا
الْأَعْمَى يَلْحَظُ، أَوِ النَّائِمُ يَسْتَيْقِظُ! وَ أَقْرِبْ بِقَوْمٍ مِنَ الْجَهْلِ بِاللهِ قَائِدُهُـ
مُعَاوِيَةُ! وَ مُؤَدِّبُهُمُ ابْنُ النَّابِغَةِ!

۱۸۱

و من كلام له (ع)

و قد أرسل رجلاً من أصحابه، يعلم له علم أحوال قوم من جند الكوفة، قد هموا باللحا
بالخوارج، و كانوا على خوف منه (ع). فلما عاد إليه الرجل قال له: «أَمِنُوا فَقَطَنُوا أَ
جَبَنُوا فَظَعَنُوا؟» فقال الرجل: بل ظعنوا يا أمير المؤمنين. فقال (ع):

اجلتم - مہلت دیدی جائے
شاقہ - قطع تعلق
نکصتم - الٹے پاؤں پلٹ گئے
قال - ناراض
غیر کثیر بکم - مختصر اعوان و انصار
شحذ - تیز کیا
جفاۃ - تندخو
طغام - ذلیل افراد
معونۃ - امداد
تریکہ - شتر مرغ کا انڈا بچہ نکل جانے کے بعد
دارستکم - پڑھ کر سنا دیا
سوغتکم - گوارا بنایا
مججتم - تھوک دیا
اقرب بقوم - کس قدر قریب ہے
قطنوا - قیام کیا
ظعنوا - کوچ کر گئے

(شہ) یہ کمال ادب و کرامت ہے ورنہ عرب ایسے مواقع پر "لا ابا لکم" کہا کرتے ہیں اور اس طرح انسان کی حقارت و جہالت کا اعلان کیا کرتے ہیں۔

مصادر خطبہ ۱۸۰ الغارات ابن ہلال الثقفی، تاریخ طبری ۶ صفحہ ۳۶، نہایہ ابن اثیر ۱ صفحہ ۱۸۹
مصادر خطبہ ۱۸۱ الغارات ابن ہلال الثقفی، تاریخ طبری ۶ صفحہ ۶۵

۱۸۰ ۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

میں خدا کا شکر کرتا ہوں ان امور پر جو گذر گئے اور ان افعال پر جو اس نے مقدر کر دئے اور اپنے تمہارے ساتھ مبتلا ہونے پر بھی اے وہ گروہ جسے میں حکم دیتا ہوں تو اطاعت نہیں کرتا ہے اور آواز دیتا ہوں تو لبیک نہیں کہتا ہے۔ تمھیں مہلت دے دی جاتی ہے تو خوب باتیں بناتے ہو اور جنگ میں شامل کر دیا جاتا ہے تو بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ لوگ کسی امام پر اجتماع کرتے ہیں تو اعتراضات کرتے ہو اور گھیر کر مقابلہ کی طرف لائے جاتے ہو تو فرار اختیار کر لیتے ہو۔

تمہارے دشمنوں کا برا ہو آخر تم میری نصرت اور اپنے حق کے لئے جہاد میں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ موت کا یا ذلت کا۔ خدا کی قسم اگر میرا دن آگیا جو بہر حال آنے والا ہے تو میرے تمہارے درمیان اس حال میں جدائی ہوگی کہ میں تمھاری صحبت سے دل برداشتہ ہوں گا اور تمھاری موجودگی سے کسی کثرت کا احساس نہ کروں گا۔

خدا تمھارا بھلا کرے! کیا تمھارے پاس کوئی دین نہیں ہے جو تمھیں متحد کر سکے اور نہ کوئی غیرت ہے جو تمھیں آمادہ کر سکے؟ کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں ہے کہ معاویہ اپنے ظالم اور بدکار ساتھیوں کو آواز دیتا ہے تو کسی امداد اور عطا کے بغیر بھی اس کی اطاعت کر لیتے ہیں اور میں تم کو دعوت دیتا ہوں اور تم سے عطیہ کا وعدہ بھی کرتا ہوں تو تم مجھ سے الگ ہو جاتے ہو اور میری مخالفت کرتے ہو۔ حالانکہ اب تمھیں اسلام کا تذکرہ اور اس کے باقی ماندہ افراد ہو۔ افسوس کہ تمھاری طرف نہ میری رضامندی کی کوئی بات ایسی آتی ہے جس سے تم راضی ہو جاؤ اور نہ میری ناراضگی کا کوئی مسئلہ ایسا آتا ہے جس سے تم بھی ناراض ہو جاؤ۔ اب تو میرے لئے محبوب ترین شے جس سے میں ملنا چاہتا ہوں صرف موت ہی ہے۔ میں نے تمھیں کتاب خدا کی تعلیم دی۔ تمھارے سامنے کھلے ہوئے دلائل پیش کئے۔ جسے تم نہیں پہچانتے تھے اسے پہچنوایا اور جسے تم تھوک دیا کرتے تھے اسے خوشگوار بنایا۔ مگر یہ سب اس وقت کارآمد ہے جب اندھے کو کچھ دکھائی دے اور سوتا ہوا بیدار ہو جائے۔ وہ قوم جہالت سے کس قدر قریب ہے جس کا قائد معاویہ ہو اور اس کا ادب سکھانے والا نابغہ کا بیٹا ہو۔

۱۸۱ ۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے ایک شخص کو اس کی تحقیق کے لئے بھیجا ۔۔۔ جو خوارج سے ملنا چاہتی تھی اور حضرت سے خوفزدہ تھی اور وہ شخص پلٹ کر آیا تو آپ نے سوال کیا کہ کیا وہ لوگ مطمئن ہو کر ٹھہر گئے ہیں یا بزدلی کا مظاہرہ کر کے نکل پڑے ہیں۔ اس نے کہا کہ وہ کوچ کر چکے ہیں ۔ تو آپ نے فرمایا:)

لے انسان کے پاس دو ہی سرمایہ ہیں جو اسے شرافت کی دعوت دیتے ہیں۔ دیندار کے پاس دین اور آزاد منش کے پاس غیرت۔ مگر افسوس کہ امیر المومنینؑ کے اطراف جمع ہو جانے والے افراد کے پاس نہ دین تھا اور نہ قومی شرافت کا احساس۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی قوم سے کسی خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے اور نہ وہ کسی وفاداری کا اظہار کر سکتی ہے۔

کس قدر افسوس ناک یہ بات ہے کہ عالم اسلام میں معاویہ اور عمرو عاص کی بات سنی جائے اور نفس رسولؐ کی بات کو ٹھکرا دیا جائے بلکہ اس سے جنگ کی جائے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی غیرت دار انسان کو زندگی کی آرزو ہو سکتی ہے اور وہ اس زندگی سے دل لگا سکتا ہے۔ امیر المومنینؑ کے اس فقرہ میں "فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" کا بے پناہ درد پایا جاتا ہے۔ جس میں ایک طرف اپنی شہادت اور قربانی کے ذریعہ کامیابی کا اعلان ہے اور دوسری طرف اس بے غیرت قوم سے جدائی کی مسرت کا اظہار بھی پایا جاتا ہے کہ انسان ایسی قوم سے نجات حاصل کرلے اور اس انداز سے حاصل کرلے کہ اس پر کوئی الزام نہ ہو بلکہ وہ معرکۂ حیات میں کامیاب رہے۔

«بُعْداً لَهُمْ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُودُ! أَمَا لَوْ أُشْرِعَتِ الْأَسِنَّةُ إِلَيْهِمْ،
وَصُبَّتِ السُّيُوفُ عَلَى هَامَاتِهِمْ، لَقَدْ نَدِمُوا عَلَى مَا كَانَ مِنْهُمْ. إِنَّ
الشَّيْطَانَ الْيَوْمَ قَدِ اسْتَفَلَّهُمْ، وَهُوَ غَداً مُتَبَرِّئٌ مِنْهُمْ، وَمُتَخَلٍّ عَنْهُمْ.
فَحَسْبُهُمْ بِخُرُوجِهِمْ مِنَ الْهُدَى، وَارْتِكَاسِهِمْ فِي الضَّلَالِ وَالْعَمَى،
وَصَدِّهِمْ عَنِ الْحَقِّ، وَجِمَاحِهِمْ فِي التِّيهِ.

۱۸۲

و من خطبة له «ع»

روى عن نوف البكالي قال: خطبنا بهذه الخطبة أمير المؤمنين عليّ «ع» بالكوفة و
هو قائم على حجارة، نصبها له جعدة بن هبيرة المخزومي، و عليه مِدْرَعَةٌ من صُوف و حمائل
سيفه لِيفٌ، و في رجليه نعلان من لِيفٍ، و كأنّ جبينه ثَفِنَةُ بعيرٍ من أثر السجود. فقال
«ع»:

حمد الله و استعانته

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي إِلَيْهِ مَصَائِرُ الْخَلْقِ، وَعَوَاقِبُ الْأَمْرِ. نَحْمَدُهُ
عَلَى عَظِيمِ إِحْسَانِهِ، وَنَيِّرِ بُرْهَانِهِ، وَنَوَامِي فَضْلِهِ وَامْتِنَانِهِ،
حَمْداً يَكُونُ لِحَقِّهِ قَضَاءً، وَلِشُكْرِهِ أَدَاءً، وَإِلَى ثَوَابِهِ مُقَرِّباً،
وَلِحُسْنِ مَزِيدِهِ مُوجِباً. وَنَسْتَعِينُ بِهِ اسْتِعَانَةَ رَاجٍ لِفَضْلِهِ،
مُؤَمِّلٍ لِنَفْعِهِ، وَاثِقٍ بِدَفْعِهِ، مُعْتَرِفٍ لَهُ بِالطَّوْلِ، مُذْعِنٍ لَهُ بِالْعَمَلِ
وَالْقَوْلِ. وَنُؤْمِنُ بِهِ إِيمَانَ مَنْ رَجَاهُ مُوقِناً، وَأَنَابَ إِلَيْهِ مُؤْمِناً،
وَخَنَعَ لَهُ مُذْعِناً، وَأَخْلَصَ لَهُ مُوَحِّداً، وَعَظَّمَهُ مُمَجِّداً، وَلَاذَ بِهِ رَاغِباً
مُجْتَهِداً.

الله الواحد سبحانه و تعالى

لَمْ يُولَدْ سُبْحَانَهُ فَيَكُونَ فِي الْعِزِّ مُشَارَكاً، وَلَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ مَوْرُوثاً
هَالِكاً. وَلَمْ يَتَقَدَّمْهُ وَقْتٌ وَلَا زَمَانٌ، وَلَمْ يَتَعَاوَرْهُ زِيَادَةٌ وَلَا نُقْصَانٌ،
بَلْ ظَهَرَ لِلْعُقُولِ بِمَا أَرَانَا مِنْ عَلَامَاتِ التَّدْبِيرِ الْمُتْقَنِ، وَالْقَضَاءِ
الْمُبْرَمِ. فَمِنْ شَوَاهِدِ خَلْقِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ مُوَطَّدَاتٍ بِلَا عَمَدٍ، قَائِمَاتٍ

أشرعت - سیدھے کردئے جائیں
ہامات - سر
استفلهم - فرار کی دعوت دیدی ہے
ارتکاس - انقلاب
صدّ - اعراض
جماح - منہ زوری - سرکشی
تیہ - گمراہی
مدرعہ - لباس
ثفنہ - گھٹہ
نوامی - زائد
طَول - فضل وکرم
خنع - ذلیل ہوگیا
تیعاورہ - یکے بعد دیگرے طاری ہونا
موطدات - محکم

(۱) شیطان کی یہ خاص ادا ہے کہ پہلے انسان کو برائی اور گمراہی کی دعوت دیتا ہے اور جب انسان گمراہ ہوجاتا تو برائت اور بیزاری کا اعلان شروع کر دیتا ہے۔

اور یہی ادا ہر شیطان صفت لیڈر اور رہنما میں پائی جاتی ہے کہ پہلے قوم کو گمراہ کرتا ہے اور جب کام بگڑ جاتا ہے تو بیزاری کا اظہار کرکے الگ ہوجاتا ہے اور قوم اپنی غربت و حماقت کا مرثیہ پڑھتی رہتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۸۲ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، نہایۃ ابن اثیر ۳ ص۱۳۵ - ص۱۹۸، بحار الانوار ۸ ص۶۳۳، امالی صدوق ص۳۲

خدا انھیں قوم ثمود[1] کی طرح غارت کرے۔ یاد رکھو جب نیزوں کی انیاں ان کی طرف سیدھی کر دی جائیں گی اور تلواریں ان کے سروں پر پڑنے لگیں گی تو انھیں اپنے کئے پر شرمندگی کا احساس ہوگا۔ آج شیطان نے انھیں منتشر کر دیا ہے اور کل وہی ان سے الگ ہو کر برائت اور بیزاری کا اعلان کرے گا۔ اب ان کے لئے ہدایت سے نکل جانا، ضلالت اور گمراہی میں گر پڑنا۔ راہِ حق سے روک دینا اور گمراہی میں منہ زوری کرنا ہی ان کے تباہ ہونے کے لئے کافی ہے۔

۱۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

نوف بکالی سے روایت کی گئی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک دن کوفہ میں ایک پتھر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا جسے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی نے نصب کیا تھا اور اس وقت آپ اون کا ایک جبہ پہنے ہوئے تھے اور آپ کی تلوار کا پرتلہ بھی لیف خرما کا تھا اور پیروں میں لیف خرما ہی کی جوتیاں تھیں آپ کی پیشانی اقدس پر سجدوں کے گھٹے نمایاں تھے۔ فرمایا:

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی طرف تمام مخلوقات کی بازگشت اور جملہ امور کی انتہا ہے۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کے عظیم احسان، واضح دلائل اور بڑھتے ہوئے فضل و کرم پر۔ وہ حمد جو اس کے حق کو پورا کر سکے اور اس کے شکر کو ادا کر سکے۔ اس کے ثواب سے قریب بنا سکے اور نعمتوں میں اضافہ کا سبب بن سکے۔ میں اس سے مدد چاہتا ہوں اس بندہ کی طرح جو اس کے فضل کا امیدوار ہو۔ اس کے منافع کا طلبگار ہو۔ اس کے دفع بلا کا یقین رکھنے والا ہو، اس کے کرم کا اعتراف کرنے والا ہو اور قول و عمل میں اس پر مکمل اعتماد کرنے والا ہو۔

میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس بندہ کی طرح جو یقین کے ساتھ اس کا امیدوار ہو اور ایمان کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اذعان کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سربسجود ہو اور توحید کے ساتھ اس سے اخلاص رکھتا ہو۔ تمجید کے ساتھ اس کی عظمت کا اقرار کرتا ہو اور رغبت و کوشش کے ساتھ اس کی پناہ میں آیا ہو۔

وہ پیدا نہیں کیا گیا ہے کہ کوئی اس کی عزت میں شریک بن جائے اور اس نے کسی بیٹے کو پیدا نہیں کیا ہے کہ خود ہلاک ہو جائے اور بیٹا وارث ہو جائے۔ نہ اس سے پہلے کوئی زمان و مکان تھا اور نہ اس پر کوئی کمی یا زیادتی طاری ہوتی ہے۔ اس نے اپنی محکم تدبیر اور اپنے حتمی فیصلہ کی بنا پر اپنے کو عقلوں کے سامنے بالکل واضح اور نمایاں کر دیا ہے۔ اس کی خلقت کے شواہد میں ان آسمانوں کی تخلیق بھی ہے جنھیں بغیر ستون کے روک رکھا ہے اور بغیر کسی سہارے کے قائم کر دیا ہے۔

[1] بنی ناجیہ کا ایک شخص جس کا نام خریت بن راشد تھا امیر المومنینؑ کے ساتھ صفین میں شریک رہا اور اس کے بعد گمراہ ہو گیا۔ حضرت سے کہنے لگا کہ نہ آپ کی اطاعت کروں گا اور نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ آپنے سبب دریافت کیا؟ اس نے کہا کل بتاؤں گا۔ اور پھر آنے کے بجائے تیس افراد کو لے کر صحراؤں میں نکل گیا اور لوٹ مار کا کام شروع کر دیا۔ ایک امیر المومنینؑ کے چاہنے والے مسافر کو صرف محبتِ علیؑ کی بنیاد پر کافر قرار دے کر قتل کر دیا اور ایک یہودی کو آزاد چھوڑ دیا۔ حضرت نے اس کی روک تھام کے لئے زیاد بن ابی حفصہ کو ۱۳۰ افراد کے ساتھ بھیجا۔ زیاد نے چند افراد کو تہ تیغ کر دیا اور خریت فرار کر گیا اور گردوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے لگا۔ آپنے معقل بن قیس ریاحی کو دو ہزار سپاہیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے زمین فارس تک اس کا پیچھا کیا یہاں تک کہ طرفین میں شدید جنگ ہوئی اور خریت نعمان بن صہبان کے ہاتھوں فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا اور اس فتنہ کا خاتمہ ہو گیا۔

رت کے اجر کثیر کے مقابلہ میں جو فنا ہونے والا نہیں ہے۔ ہمارے وہ ایمانی بھائی جن کا خون صفین کے میدان میں بہا دیا گیا ان کا
ان ہوا ہے اگر وہ آج زندہ نہیں ہیں کہ دنیا کے مصائب کے گھونٹ پئیں اور گندے پانی پر گذارا کریں۔ وہ خدا کی
ں حاضر ہوگئے اور انھیں ان کا مکمل اجر مل گیا۔ مالک نے انھیں خوف کے بعد امن کی منزل میں وارد کر دیا ہے۔
کہاں ہیں میرے وہ بھائی جو سیدھے راستہ پر چلے اور حق کی راہ پر لگے رہے۔ کہاں ہیں عمار ؟ ۔ کہاں ہیں ابن التیہان ؟ ۔
یں ذوالشہادتین ؟ ۔ کہاں ہیں ان کے جیسے ایمانی بھائی جنھوں نے موت کا عہد و پیمان باندھ لیا تھا اور جن کے سر فاجروں
س بھیج دئے گئے۔

(یہ کہہ کر آپ نے محاسن شریف پر ہاتھ رکھا اور تا دیر گریہ فرماتے رہے اس کے بعد فرمایا :)
آہ ! میرے ان بھائیوں پر جنھوں نے قرآن کی تلاوت کی تو اسے مستحکم کیا اور فرائض پر غور و فکر کیا تو انھیں قائم کیا سنتوں کو زندہ
ور بدعتوں کو مردہ بنایا۔ انھیں جہاد کے لئے بلایا گیا تو لبیک کہی اور اپنے قائد پر اعتماد کیا تو اس کا اتباع بھی کیا۔
(اس کے بعد بلند آواز سے پکار کر فرمایا) جہاد ۔ جہاد ۔ اے بندگانِ خدا ۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں آج اپنی فوج تیار کر رہا ہوں۔
ں خدا کی بارگاہ کی طرف جانا چاہتا ہے تو نکلنے کے لئے تیار ہو جائے۔
وف کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت نے دس ہزار کا لشکر امام حسینؑ کے ساتھ ۔ دس ہزار قیس بن سعد کے ساتھ ۔ دس ہزار ابوایوبؓ
ری کے ساتھ اور اسی طرح مختلف تعداد میں مختلف افراد کے ساتھ تیار کیا اور آپ کا مقصد دوبارہ صفین کی طرف کوچ کرنے کا تھا
ر جمعہ آنے سے پہلے ہی آپ کو ابن ملجم نے زخمی کر دیا اور اس طرح سارا لشکر پلٹ گیا اور ہم سب ان چوپایوں کے مانند ہوگئے جن کا
لک گم ہو جائے اور انھیں چاروں طرف سے بھیڑئیے اُچک لینے کی فکر میں ہوں۔

۱۸۲ ۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرت خدا ۔ فضیلت قرآن اور وصیت تقویٰ کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر دیکھے بھی پہچانا ہوا ہے اور بغیر کسی تکان کے بھی خلق کرنے والا ہے۔ اس نے
وقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنی عزت کی بنا پر ان سے مطالبۂ عبدیت کیا۔ وہ اپنے جود و کرم میں تمام عظماء عالم سے
تر ہے۔ اسی نے اس دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا ہے اور جن و انس کی طرف اپنے رسول بھیجے ہیں تا کہ وہ نگاہوں سے
دہ اٹھا دیں اور نقصانات سے آگاہ کر دیں۔ مثالیں بیان کر دیں اور عیوب سے باخبر کر دیں۔ صحت و بیماری کے تغیرات
عبرت دلانے کا سامان کریں اور حلال و حرام اور اطاعت کرنے والوں کے لئے مہیا شدہ اجر اور نافرمانوں کے لئے
ب سے آگاہ کر دیں۔ میں اس کی ذات اقدس کی اسی طرح حمد کرتا ہوں جس طرح اس نے بندوں سے مطالبہ کیا ہے اور
شے کی ایک مقدار معین ہے اور ہر قدر کی ایک مہلت رکھی ہے اور ہر تحریر کی ایک میعاد معین کی ہے۔
دیکھو قرآن امر کرنے والا بھی ہے اور روکنے والا بھی۔ وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی۔ وہ مخلوقات پر
وردگار کی حجت ہے۔

[مو]ت کے اجر کثیر کے مقابلہ میں جو فنا ہونے والا نہیں ہے۔ ہمارے وہ ایمانی بھائی جن کا خون صفین کے میدان میں بہا دیا گیا ان کا [نقص]ان ہوا ہے اگر وہ آج زندہ نہیں ہیں کہ دنیا کے مصائب کے گھونٹ پئیں اور گندے پانی پر گذارا کریں۔ وہ خدا کی [بارگاہ م]یں حاضر ہو گئے اور انھیں ان کا مکمل اجر مل گیا۔ مالک نے انھیں خوف کے بعد امن کی منزل میں وارد کر دیا ہے۔

کہاں ہیں میرے وہ بھائی جو سیدھے راستہ پر چلے اور حق کی راہ پر لگے رہے۔ کہاں ہیں عمار؟ ۔ کہاں ہیں ابن التیہان؟ ۔ [کہا]ں ہیں ذوالشہادتین؟ ۔ کہاں ہیں ان کے جیسے ایمانی بھائی جنھوں نے موت کا عہد و پیمان باندھ لیا تھا اور جن کے سر فاجروں [کے پا]س بھیج دیے گئے۔

(یہ کہہ کر آپ نے محاسن شریف پر ہاتھ رکھا اور تا دیر گریہ فرماتے رہے اس کے بعد فرمایا :)

آہ! میرے ان بھائیوں پر جنھوں نے قرآن کی تلاوت کی تو اسے مستحکم کیا اور فرائض پر غور و فکر کیا تو انھیں قائم کیا سنتوں کو زندہ [کیا ا]ور بدعتوں کو مُردہ بنایا۔ انھیں جہاد کے لئے بلایا گیا تو لبیک بھی کہی اور اپنے قائد پر اعتماد کیا تو اس کا اتباع بھی کیا۔

(اس کے بعد بلند آواز سے پکار کر فرمایا) جہاد۔ جہاد۔ اے بندگانِ خدا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں آج اپنی فوج تیار کر رہا ہوں۔ [جو] خدا کی بارگاہ کی طرف جانا چاہتا ہے تو نکلنے کے لئے تیار ہو جائے۔

[ن]وف کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت نے دس ہزار کا لشکر امام حسینؑ کے ساتھ۔ دس ہزار قیس بن سعد کے ساتھ۔ دس ہزار ابو ایوب [انصا]ری کے ساتھ اور اسی طرح مختلف تعداد میں مختلف افراد کے ساتھ تیار کیا اور آپ کا مقصد دوبارہ صفین کی طرف کوچ کرنے کا تھا [لیکن] جمعہ آنے سے پہلے ہی آپ کو ابن ملجم نے زخمی کر دیا اور اس طرح سارا لشکر پلٹ گیا اور ہم سب ان چوپایوں کے مانند ہو گئے جن کا [چرواہا] گم ہو جائے اور انھیں چاروں طرف سے بھیڑیے اُچک لینے کی فکر میں ہوں۔

۱۸۲۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(قدرت خدا، فضیلت قرآن اور وصیت تقویٰ کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو بغیر دیکھے بھی پہچانا ہوا ہے اور بغیر کسی تکان کے بھی خلق کرنے والا ہے۔ اس نے [مخلو]قات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنی عزت کی بنا پر ان سے مطالبۂ عبدیت کیا۔ وہ اپنے جود و کرم میں تمام عظماء عالم سے [بالات]ر ہے۔ اسی نے اس دنیا میں اپنی مخلوقات کو آباد کیا ہے اور جن و انس کی طرف اپنے رسول بھیجے ہیں تاکہ وہ نگاہوں سے [پر]دہ اٹھادیں اور نقصانات سے آگاہ کر دیں۔ مثالیں بیان کر دیں اور عیوب سے باخبر کر دیں۔ صحت و بیماری کے تغیرات [سے ع]برت دلانے کا سامان کریں اور حلال و حرام اور اطاعت کرنے والوں کے لئے مہیا شدہ اجر اور نافرمانوں کے لئے [عذا]ب سے آگاہ کر دیں۔ میں اس کی ذات اقدس کی اسی طرح حمد کرتا ہوں جس طرح اس نے بندوں سے مطالبہ کیا ہے اور [ہر ش]ئے کی ایک مقدار معین ہے اور ہر مقدار کی ایک مہلت رکھی ہے اور ہر تحریر کی ایک میعاد معین کی ہے۔

دیکھو قرآن امر کرنے والا بھی ہے اور روکنے والا بھی۔ وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی۔ وہ مخلوقات پر [پرو]ردگار کی حجت ہے۔

أَخَذَ عَلَيْهِ مِيثَاقَهُمْ، وَارْتَهَنَ عَلَيْهِمْ أَنْفُسَهُمْ أَتَمَّ نُورَهُ، وَ أَكْمَلَ (اكرم) بِهِ دِينَهُ
وَ قَبَضَ نَبِيَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - وَ قَدْ فَرَغَ إِلَى الْخَلْقِ مِنْ أَحْكَامِ الْهُدَى بِهِ
فَعَظِّمُوا مِنْهُ سُبْحَانَهُ مَا عَظَّمَ مِنْ نَفْسِهِ، فَإِنَّهُ لَمْ يُخْفِ عَنْكُمْ شَيْئاً مِنْ دِينِهِ، وَ لَمْ يَتْرُكْ
شَيْئاً رَضِيَهُ أَوْ كَرِهَهُ إِلَّا وَ جَعَلَ لَهُ عَلَماً بَادِياً، وَ آيَةً مُحْكَمَةً، تَزْجُرُ عَنْهُ، أَوْ تَدْعُو إِلَيْهِ
فَرِضَاهُ فِيمَا بَقِيَ وَاحِدٌ، وَ سَخَطُهُ فِيمَا بَقِيَ وَاحِدٌ. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَنْ يَرْضَى عَنْكُمْ بِشَيْءٍ
سَخِطَهُ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ لَنْ يَسْخَطَ عَلَيْكُمْ بِشَيْءٍ رَضِيَهُ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ إِنَّ
تَسِيرُونَ فِي أَثَرٍ بَيِّنٍ، وَتَتَكَلَّمُونَ بِرَجْعِ قَوْلٍ قَدْ قَالَهُ الرِّجَالُ مِنْ قَبْلِكُمْ. قَدْ كَفَاكُ
مَؤُونَةَ دُنْيَاكُمْ، وَحَثَّكُمْ عَلَى الشُّكْرِ، وَافْتَرَضَ مِنْ أَلْسِنَتِكُمُ الذِّكْرَ

الوصية بالتقوى

وَ أَوْصَاكُمْ بِالتَّقْوَى، وَ جَعَلَهَا مُنْتَهَى رِضَاهُ، وَ حَاجَتَهُ مِنْ خَلْقِهِ. فَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
أَنْتُمْ بِعَيْنِهِ، وَ نَوَاصِيكُمْ بِيَدِهِ، وَ تَقَلُّبُكُمْ فِي قَبْضَتِهِ. إِنْ أَسْرَرْتُمْ عَلِمَهُ، وَ إِنْ أَعْلَنْتُ
كَتَبَهُ، قَدْ وَكَّلَ بِذَلِكَ حَفَظَةً كِرَاماً، لَا يُسْقِطُونَ حَقّاً، وَ لَا يُثْبِتُونَ بَاطِلاً. وَاعْلَمُوا أَنَّهُ مَ
يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجاً، مِنَ الْفِتَنِ، وَ نُوراً مِنَ الظُّلَمِ، وَ يُخَلِّدْهُ فِيمَا اشْتَهَتْ نَفْ
وَ يُنْزِلْهُ مَنْزِلَ الْكَرَامَةِ عِنْدَهُ، فِي دَارٍ اصْطَنَعَهَا لِنَفْسِهِ، ظِلُّهَا عَرْشُهُ، وَ نُورُهَا بَهْجَتُ
وَ زُوَّارُهَا مَلَائِكَتُهُ، وَ رُفَقَاؤُهَا رُسُلُهُ. فَبَادِرُوا الْمَعَادَ، وَسَابِقُوا الْآجَالَ، فَإِنَّ النَّاس
يُوشِكُ أَنْ يَنْقَطِعَ بِهِمُ الْأَمَلُ، وَ يَرْهَقَهُمُ الْأَجَلُ، وَ يُسَدَّ عَنْهُمْ بَابُ التَّوْبَةِ. فَقَ
أَصْبَحْتُمْ فِي مِثْلِ مَا سَأَلَ إِلَيْهِ الرَّجْعَةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، وَ أَنْتُمْ بَنُو سَبِيلٍ، عَلَى سَفَ
مِنْ دَارٍ لَيْسَتْ بِدَارِكُمْ، وَ قَدْ أُوذِنْتُمْ مِنْهَا بِالارْتِحَالِ، وَ أُمِرْتُمْ فِيهَا بِالزَّادِ وَاعْلَمُو
أَنَّهُ لَيْسَ لِهَذَا الْجِلْدِ الرَّقِيقِ صَبْرٌ عَلَى النَّارِ، فَارْحَمُوا نُفُوسَكُمْ، فَإِنَّكُمْ قَدْ جَرَّبْتُمُوهَ
فِي مَصَائِبِ الدُّنْيَا.

أَفَرَأَيْتُمْ جَزَعَ أَحَدِكُمْ مِنَ الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ، وَ الْعَثْرَةِ تُدْمِيهِ، وَ الرَّمْضَاءِ تُحْرِقُهُ
فَكَيْفَ إِذَا كَانَ بَيْنَ طَابَقَيْنِ مِنْ نَارٍ، ضَجِيعَ حَجَرٍ، وَ قَرِينَ شَيْطَانٍ! أَعَلِمْتُمْ أَ
مَالِكاً إِذَا غَضِبَ عَلَى النَّارِ حَطَمَ بَعْضُهَا بَعْضاً لِغَضَبِهِ، وَ إِذَا زَجَرَهَا تَوَثَّبَتْ بَيْ
أَبْوَابِهَا جَزَعاً مِنْ زَجْرَتِهِ!

أَيُّهَا الْيَفَنُ الْكَبِيرُ، الَّذِي قَدْ لَهَزَهُ الْقَتِيرُ، كَيْفَ أَنْتَ

ارتہن علیہم - گویا رہن کر دیا
بعینہ - نگاہوں کے سامنے
یرہقہم - گرفت میں لے لیتی ہے
رجعہ - دنیا میں دوبارہ واپسی
مالک - داروغہ جہنم
یفن - بوڑھا آدمی
لہزہ - شامل ہو گیا
قتیر - بڑھاپا

(1) دین خدا کے احکام مصالح اور مفاسد کے تابع ہیں - ان کا نظام مرتب اور منظم ہے لہٰذا ان کے بارے میں اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ ایک شے آج رضائے الٰہی کا سبب ہو اور کل غضب پروردگار کا سبب بن جائے - خدا کی رضامندی اور ناراضگی بھی ایک بنیاد رکھتی ہے اور اس کے احکام و قوانین بھی ایک اساس رکھتے ہیں لہٰذا نہ یہ کام بے بنیاد ہو سکتا ہے اور نہ وہ کام بے سبب ہو سکتا ہے۔

(2) مالک نے رزق کا وعدہ کر کے دنیا کی زحمتوں کو خود بخود ختم کر دیا ہے کہ زبان پر ذکر خدا ہونا چاہیے اور دل میں شکر خدا - ذکر خدا شکر پر آمادہ کرتا رہے گا اور شکر خدا ذکر کی راہ سے سکون نہ ہونے دے گا۔

(3) واعلموا - انسان حقیقت کے اعتبار سے کس قدر کمزور ہے اور توہم کے اعتبار سے کس قدر طاقتور ہے - حالت یہ ہے کہ ایک کانٹا برداشت نہیں ہوتا ہے اور حوصلہ یہ ہے کہ آتش جہنم کا مذاق اڑا رہا ہے۔

لوگوں سے عہد لیا گیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنا دیا گیا ہے۔ مالک نے اس کے نور کو تمام بنایا ہے اور اس کے دین کو کامل قرار دیا ہے۔ اپنے پیغمبر کو اس وقت اپنے پاس بلایا ہے جب وہ اس کے احکام کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت دے چکے تھے لہٰذا پروردگار کی عظمت کا اعتراف اس طرح کرو جس طرح اس نے اپنی عظمت کا اعلان کیا ہے کہ اس نے دین کی کسی بات کو مخفی نہیں رکھا ہے اور کوئی ایسی پسندیدہ یا ناپسندیدہ بات نہیں چھوڑی ہے جس کے لئے واضح نشانِ ہدایت نہ بنا دیا ہو یا کوئی محکم آیت نہ نازل کر دی ہو جس کے ذریعہ روکا جائے یا دعوت دی جائے۔ اس کی رضا اور ناراضگی مستقبل میں بھی ویسی ہی رہے گی جس طرح وقت نزول تھی ۔۔۔ اور یہ یاد رکھو کہ وہ تم سے کسی ایسی بات پر راضی نہ ہوگا جس پر پہلے والوں سے ناراض ہو چکا ہے اور نہ کسی ایسی بات سے ناراض ہوگا جس پر پہلے والوں سے راضی رہ چکا ہے(۱) تم بالکل واضح نشانِ قدم پر چل رہے ہو اور انھیں باتوں کو دہرا رہے ہو جو پہلے والے کہہ چکے ہیں(۲)۔ اس نے تمھیں دنیا کی زحمتوں سے بچا لیا ہے اور تمھیں شکر پر آمادہ کیا ہے اور تمھاری زبانوں سے ذکر کا مطالبہ کیا ہے۔

تمھیں تقویٰ کی نصیحت کی ہے اور اسے اپنی مرضی کی حد آخر قرار دیا ہے اور یہی مخلوقات سے اس کا مطالبہ ہے لہٰذا اس سے ڈرو جس کی نگاہ کے سامنے ہو اور جس کے ہاتھوں میں تمھاری پیشانی ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں کروٹیں بدل رہے ہو۔ اگر کسی بات پر پردہ ڈالنا چاہو تو وہ جانتا ہے اور اگر اعلان کرنا چاہو تو وہ لکھ لیتا ہے اور تمھارے اوپر محترم کاتبِ اعمال مقرر کر دئے ہیں جو کسی حق کو ساقط نہیں کر سکتے ہیں اور کسی باطل کو ثبت نہیں کر سکتے ہیں اور یاد رکھو کہ جو شخص بھی تقویٰ الٰہی اختیار کرتا ہے پروردگار اس کے لئے فتنوں سے باہر نکل جانے کا راستہ بنا دیتا ہے اور اسے تاریکیوں میں نور عطا کر دیتا ہے۔ نفس کے تمام مطالبات کے درمیان دائمی زندگی عطا کرتا ہے اور کرامت کی منزل میں نازل کرتا ہے۔ اس گھر میں جس کو اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔ جس کا سایہ اس کا عرش ہے اور جس کا نور اس کی ضیا ہے۔ اس کے زائرین ملائکہ ہیں اور اس کے رفقاء مرسلین۔ اب اپنی بازگشت کی طرف سبقت کرو اور موت سے پہلے سامان مہیا کر لو کہ عنقریب لوگوں کی امیدیں منقطع ہونے والی ہیں اور موت کا پھندہ گلے میں پڑ جانے والا ہے جب توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ ابھی تم اس منزل میں ہو جس کی طرف پہلے والے لوٹ کر آنے کی آرزو کر رہے ہیں اور تم مسافر ہو اور اس گھر سے سفر کرنے والے ہو جو تمھارا اپنا گھر نہیں ہے۔ تمھیں کوچ کی اطلاع دی جا چکی ہے اور زادِ راہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے اور یہ یاد رکھو کہ یہ نرم و نازک جلد آتش جہنم کو برداشت نہیں کر سکتی ہے۔ لہٰذا خدارا اپنے نفسوں پر رحم کرو کہ تم اسے دنیا کے مصائب میں آزما چکے ہو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ہے کہ تمھارا کیا عالم ہوتا ہے جب ایک کانٹا چبھ جاتا ہے یا ایک ٹھوکر لگنے سے خون نکل آتا ہے یا گرم ریت تپنے لگتی ہے۔ تو پھر اس وقت کیا ہوگا جب تم جہنم کے دو طبقوں کے درمیان ہوگے۔ دہکتے ہوئے پتھروں کے پہلو میں اور شیاطین کے ہمسایہ میں۔۔۔ کیا تمھیں یہ معلوم ہے کہ مالک (داروغۂ جہنم) جب آگ پر غضبناک ہوتا ہے تو اس کے اجزاء ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں اور جب اسے جھڑکتا ہے تو وہ گھبرا کر دروازوں کے درمیان اچھلنے لگتی ہے۔

اے پیر کہن سال جس پر بڑھاپا چھا چکا ہے۔ اس وقت تیرا کیا عالم ہوگا جب

إذا (التحمت) أطواق الأرض بعظام الأعناق، ونشبت الجوامع حتى أكلت لحوم السواعد. فالله الله معشر العباد وأنتم سالمون في الصحة قبل السقم، وفي الفسحة قبل الضيق. فاسعوا في فكاك رقابكم من قبل أن تغلق رهائنها. أسهروا عيونكم، وأضمروا بطونكم، واستعملوا أقدامكم، وأنفقوا أموالكم، وخذوا من أجسادكم فجودوا بها على أنفسكم، ولا تبخلوا بها عنها، فقد قال الله سبحانه: «إن تنصروا الله ينصركم ويثبت أقدامكم» وقال تعالى: «من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا فيضاعفه له وله أجر كريم». فلم يستنصركم من ذل، ولم يستقرضكم من قل، استنصركم «وله جنود السماوات والأرض وهو العزيز الحكيم». واستقرضكم «وله خزائن السماوات والأرض وهو الغني الحميد». وإنما أراد أن «يبلوكم أيكم أحسن عملا». فبادروا بأعمالكم تكونوا مع جيران الله في داره. رافق بهم رسله، وأزارهم ملائكته، وأكرم أسماعهم أن تسمع حسيس نار أبدا، وصان أجسادهم أن تلقى لغوبا ونصبا. «ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء، والله ذو الفضل العظيم».

أقول ما تسمعون، والله المستعان على نفسي وأنفسكم، وهو حسبنا ونعم الوكيل.

۱۸٤

و من كلام له «عليه السلام»

قاله للبرج بن مسهر الطائي، وقد قال له بحيث يسمعه: «لا حكم إلا لله»، وكان من الخوارج

اسكت قبحك الله يا أثرم، فوالله لقد ظهر الحق فكنت فيه ضئيلا شخصك، خفيا صوتك، حتى إذا نعر الباطل نجمت نجوم قرن الماعز.

۱۸۵

و من خطبة «عليه السلام»

يحمد الله فيها و يثني على رسوله و يصف خلقا من الحيوان

حمد الله تعالى

نشبت - گڑ گئے

جوامع - جمع جامعہ - طوق

غلق الرہن - چھڑانے کا وقت نکل گیا

یبلوکم - تمہارا امتحان لے گا

حسیس - دھیمی آواز

لغوب - عاجز ہو گئی

نصب - تعب

قبحک اللہ - اللہ تیرا برا کرے

اثرم - دانت ٹوٹا ہوا

ضئیل - نحیف، کمزور

نعر - آواز بلند کی

نجمت - ظاہر ہو گئے

(۱) کتنا مکمل نظام تقویٰ ہے جس میں زندگی کا کوئی خانہ خالی نہیں ہے اور کسی عضو بدن کو محروم عمل نہیں رکھا گیا ہے۔ آنکھیں شب بیداری میں مصروف ہیں۔ شکم روزہ کی مشقت برداشت کر رہا ہے۔ قدم راہ خدا میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ مال بندگان خدا پر صرف ہو رہا ہے اور بدن نفس کی سلامتی کے انتظام میں مصروف ہے۔

مصادر خطبہ ۱۸۴ کتاب الصناعتین ابو ہلال عسکری (متوفی ۳۹۵ھ) ص ۲۵۸

مصادر خطبہ ۱۸۵ احتجاج طبرسی ۱ ص ۳۰۰، ربیع الابرار (باب دواب البر والبحر) امالی ابوطالب یحییٰ بن الحسین بن ہارون الحسینی (متوفی ۴۲۴ھ)

کے طوق گردن کی ہڈیوں میں پیوست ہو جائیں گے اور ہتھکڑیاں ہاتھوں میں گڑ کر کلائیوں کا گوشت تک کھا جائیں گی۔

اللہ کے بندو! اللہ کو یاد کرو اس وقت جب کہ تم صحت کے عالم میں ہو قبل اس کے کہ بیمار ہو جاؤ اور وسعت کے عالم میں قبل اس کے کہ تنگی کا شکار ہو جاؤ اپنی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کرانے کی فکر کرو قبل اس کے کہ وہ اس طرح گروی ہو جائیں کہ پھر چھڑائی نہ جاسکیں۔ اپنی آنکھوں کو بیدار رکھو اپنے شکم کو لاغر بناؤ اور اپنے پیروں کو راہ عمل میں استعمال کرو۔ اپنے مال کو خرچ کرو اور اپنے جسم کو اپنی روح پر قربان کر دو۔ خبردار اس راہ میں بخل نہ کرنا کہ پروردگار نے صاف اعلان فرما دیا ہے کہ "اگر تم اللہ کی نصرت کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات عنایت فرمائے گا" اس نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ "کون ہے جو پروردگار کو بہترین قرض دے تاکہ وہ اسے دنیا میں چوگنا بنا دے اور اس کے لئے بہترین جزا ہے" تو اس نے تم سے کمزوری کی بناء پر نصرت کا مطالبہ نہیں کیا ہے اور نہ غربت کی بناء پر قرض مانگا ہے۔ اس نے مطالبۂ نصرت کیا ہے جب کہ زمین و آسمان کے سارے لشکر اسی کے ہیں اور وہ عزیز و حکیم ہے اور اس نے قرض مانگا ہے جب کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے اسی کی ملکیت ہیں اور وہ غنی و حمید ہے۔" وہ چاہتا ہے کہ تمہارا امتحان لے کہ تم میں حسن عمل کے اعتبار سے سب سے بہتر کون ہے۔ اب اپنے اعمال کے ساتھ سبقت کرو تاکہ اللہ کے گھر میں اس کے ہمسایہ کے ساتھ زندگی گزارو۔ جہاں مرسلین کی رفاقت ہوگی اور ملائکہ زیارت کریں گے اور کان جہنم کی آواز سننے سے بھی محفوظ رہیں گے اور بدن کسی طرح کی تکان اور تعب سے بھی دوچار نہ ہوں گے۔ "یہی وہ فضل خدا ہے کہ جس کو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور اللہ بہترین فضل کرنے والا ہے۔"

میں وہ کہہ رہا ہوں جو تم سن رہے ہو۔ اس کے بعد اللہ ہی مددگار ہے میرا بھی اور تمہارا بھی اور وہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

۱۸۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو آپ نے برج بن مسہر طائی خارجی سے فرمایا جب یہ سنا کہ وہ کہہ رہا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی کو فیصلہ کا حق نہیں ہے)[1]

خاموش ہو جا۔ خدا تیرا برا کرے اے ٹوٹے ہوئے دانتوں والے۔ خدا شاہد ہے کہ جب حق کا ظہور ہوا تھا تو اس وقت تیری شخصیت کمزور اور تیری آواز بے جان تھی۔ لیکن جب باطل کی آواز بلند ہوئی تو تو بکری کی سینگ کی طرح ابھر کر منظر عام پر آگیا۔

۱۵۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں حمد خدا، ثنائے رسولؐ اور بعض مخلوقات کا تذکرہ ہے)

---

[1] یہ ایک خارجی شاعر تھا جس نے مولائے کائنات کے خلاف یہ آواز بلند کی کہ آپ نے تحکیم کو قبول کر کے غیر خدا کو حکم بنا دیا ہے اور اسلام میں اللہ کے علاوہ کسی کی حاکمیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے اس فتنہ کے دور رس اثرات کا لحاظ کر کے سخت ترین لہجہ میں جواب دیا اور قائل کی اوقات کا اعلان کر دیا کہ یہ شخص باطل پرست اور حق بیزار ہے۔ ورنہ اسے اس امر کا اندازہ ہوتا کہ کتاب خدا سے فیصلہ کرانا خدا کی حاکمیت کا اقرار ہے انکار نہیں ہے۔ حاکمیت خدا کے منکر عمرو عاص جیسے افراد ہیں جنھوں نے کتاب خدا کو نظر انداز کر کے سیاسی چالوں سے فیصلہ کر دیا اور دین خدا کو یکسر ناقابل توجہ قرار دے دیا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا تُدْرِكُهُ الشَّوَاهِدُ، وَ لَا تَحْوِيهِ الْمَشَاهِدُ، وَ لَا تَرَاهُ النَّوَاظِرُ، وَ لَا تَحْجُبُهُ السَّوَاتِرُ، الدَّالُّ عَلَى قِدَمِهِ بِحُدُوثِ خَلْقِهِ، وَ بِحُدُوثِ خَلْقِهِ عَلَى وُجُودِهِ، وَ بِاشْتِبَاهِهِمْ (أشباههم) عَلَى أَنْ لَا شَبَهَ لَهُ. الَّذِي صَدَقَ فِي مِيعَادِهِ، وَ ارْتَفَعَ عَنْ ظُلْمِ عِبَادِهِ، وَ قَامَ بِالْقِسْطِ فِي خَلْقِهِ، وَ عَدَلَ عَلَيْهِمْ فِي حُكْمِهِ. مُسْتَشْهِدٌ بِحُدُوثِ الْأَشْيَاءِ عَلَى أَزَلِيَّتِهِ، وَ بِمَا وَسَمَهَا بِهِ مِنَ الْعَجْزِ عَلَى قُدْرَتِهِ، وَ بِمَا اضْطَرَّهَا إِلَيْهِ مِنَ الْفَنَاءِ عَلَى دَوَامِهِ. وَاحِدٌ لَا بِعَدَدٍ، وَ دَائِمٌ لَا بِأَمَدٍ، وَ قَائِمٌ لَا بِعَمَدٍ. تَتَلَقَّاهُ الْأَذْهَانُ لَا بِمُشَاعَرَةٍ، وَ تَشْهَدُ لَهُ الْمَرَائِي لَا بِمُحَاضَرَةٍ. لَمْ تُحِطْ بِهِ الْأَوْهَامُ، بَلْ تَجَلَّى لَهَا بِهَا، وَ بِهَا امْتَنَعَ مِنْهَا، وَ إِلَيْهَا حَاكَمَهَا. لَيْسَ بِذِي كِبَرٍ امْتَدَّتْ بِهِ النِّهَايَاتُ فَكَبَّرَتْهُ تَجْسِيماً، وَ لَا بِذِي عِظَمٍ تَنَاهَتْ بِهِ الْغَايَاتُ فَعَظَّمَتْهُ تَجْسِيداً، بَلْ كَبُرَ شَأْناً، وَ عَظُمَ سُلْطَاناً.

الرسول الأعظم ﴿ﷺ﴾

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ الصَّفِيُّ (المصطفى)، وَ أَمِينُهُ الرَّضِيُّ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - أَرْسَلَهُ بِوُجُوبِ الْحُجَجِ، وَ ظُهُورِ الْفَلَجِ، وَ إِيضَاحِ الْمَنْهَجِ، فَبَلَّغَ الرِّسَالَةَ صَادِعاً بِهَا، وَ حَمَلَ عَلَى الْمَحَجَّةِ دَالّاً عَلَيْهَا، وَ أَقَامَ أَعْلَامَ الْاِهْتِدَاءِ، وَ مَنَارَ الضِّيَاءِ، وَ جَعَلَ أَمْرَاسَ الْإِسْلَامِ مَتِينَةً، وَ عُرَى الْإِيمَانِ وَثِيقَةً.

منها في صفة خلق أصناف من الحيوان

وَ لَوْ فَكَّرُوا فِي عَظِيمِ الْقُدْرَةِ، وَ جَسِيمِ النِّعْمَةِ، لَرَجَعُوا إِلَى الطَّرِيقِ، وَ خَافُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ، وَ لٰكِنِ الْقُلُوبُ عَلِيلَةٌ، وَ الْبَصَائِرُ مَدْخُولَةٌ! أَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى صَغِيرِ مَا خَلَقَ، كَيْفَ أَحْكَمَ خَلْقَهُ، وَ أَتْقَنَ تَرْكِيبَهُ، وَ فَلَقَ لَهُ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ، وَ سَوَّى لَهُ الْعَظْمَ وَ الْبَشَرَ! انْظُرُوا إِلَى النَّمْلَةِ فِي صِغَرِ جُثَّتِهَا، وَ لَطَافَةِ هَيْئَتِهَا، لَا تَكَادُ تُنَالُ بِلَحْظِ الْبَصَرِ (النظر)، وَ لَا بِمُسْتَدْرَكِ الْفِكَرِ، كَيْفَ دَبَّتْ عَلَى أَرْضِهَا، وَ صُبَّتْ (ضنّت) عَلَى رِزْقِهَا، تَنْقُلُ الْحَبَّةَ إِلَى جُحْرِهَا، وَ تُعِدُّهَا فِي مُسْتَقَرِّهَا. تَجْمَعُ فِي حَرِّهَا لِبَرْدِهَا، وَ فِي وِرْدِهَا لِصَدَرِهَا، مَكْفُولٌ بِرِزْقِهَا، مَرْزُوقَةٌ بِوِفْقِهَا، لَا

امد - انتہا
مشاعرہ - حواس کا تاثر
مرائی - منظر
فلج - کامیابی
صادع - واضح کرنے والا
امراس - جمع مرس - رسی
بشر - ظاہری جلد
صَدَر - وارد ہونے کے بعد واپسی
وِفق - موافق

① استدلال کا یہ آسان ترین طریقہ ہے جسے ہر انسان محسوس کر سکتا ہے کہ مخلوقات کی کمزوری اور ان کے نقص سے خالق کے کمال کا اندازہ کیا جائے اور اس کے دو طریقے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ مخلوقات حادث ہیں اور کسی حادث کا وجود ذاتی نہیں ہو سکتا ہے ورنہ روز اول سے ہوتا اور عدم کا کوئی امکان نہ ہوتا عدم کا امکان ہی اس بات کی علامت ہے کہ وجود ذاتی نہیں ہے اور جب وجود ذاتی نہیں ہے تو یقیناً کوئی ہے جس کا وجود ذاتی ہے اور اس نے تمام حادث اشیاء کو نعمت وجود سے سرفراز کر دیا ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ انسان کا خود احساس ہے کہ فلاں چیز میں نقص پایا جاتا ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی فطرت میں کمال مطلق کا تصور رکھ دیا گیا ہے اور یہی تصور ہر ناقص کے نقص کا احساس پیدا کراتا ہے اور مسلسل ٹھوکے دیتا رہتا ہے کہ اگر یہ چیز ناقص ہے تو یقیناً کوئی کامل بھی ہے جس کے کرم کی بنا پر یہ ناقص عالم وجود میں آگیا ہے۔

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جسے نہ حواس پا سکتے ہیں اور نہ مکان گھیر سکتے ہیں۔ نہ آنکھیں اسے دیکھ سکتی ہیں اور نہ پردے اسے چھپا سکتے ہیں۔ اس نے اپنے قدیم ہونے کی طرف مخلوقات کے حادث ہونے سے رہنمائی کی ہے اور ان کے وجود بعد از عدم کو اپنے وجود ازلی کا ثبوت بنا دیا ہے[1] اور ان کی باہمی مشابہت سے اپنے بے مثال ہونے کا اظہار کیا ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں سچا ہے اور اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے اجل وارفع ہے۔ اس نے لوگوں میں عدل کا قیام کیا ہے اور فیصلوں پر مکمل انصاف سے کام لیا ہے۔ اشیاء کے حدوث سے اپنی ازلیت پر استدلال کیا ہے اور ان پر عاجزی کا نشان لگا کر اپنی قدرت کاملہ کا اثبات کیا ہے۔ اشیاء کے جبری فنا و عدم سے اپنے دوام کا پتہ دیا ہے۔ وہ ایک ہے لیکن عدد کے اعتبار سے نہیں۔ دائمی ہے لیکن مدت کے اعتبار سے نہیں اور قائم ہے لیکن کسی کے سہارے نہیں۔ ذہن اسے قبول کرتے ہیں لیکن حواس کی بنا پر نہیں اور مشاہدات اس کی گواہی دیتے ہیں لیکن اس کی بارگاہ میں پہنچنے کے بعد نہیں۔ اوہام اس کا احاطہ نہیں کر سکتے ہیں بلکہ وہ ان کے لئے انھیں کے ذریعہ روشن ہوا ہے اور انھیں کے ذریعہ ان کے قبضہ میں آنے سے انکار کر دیا ہے اور اس کا حکم بھی انھیں کو ٹھہرایا ہے۔ وہ اس اعتبار سے بڑا نہیں ہے کہ اس کے اطراف نے پھیل کر اس کے جسم کو بڑا بنا دیا ہے اور نہ ایسا عظیم ہے کہ اس کی جسامت زیادہ ہو اور اس نے اس کے جسد کو عظیم بنا دیا ہو۔ وہ اپنی شان میں کبیر اور اپنی سلطنت میں عظیم ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندہ اور مخلص رسول اور پسندیدہ امین ہیں۔ اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ اس نے انھیں ناقابل انکار دلائل۔ واضح کامیابی اور نمایاں راستہ کے ساتھ بھیجا ہے اور انھوں نے اس کے پیغام کو واشگاف انداز میں پیش کر دیا ہے اور لوگوں کو سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دی ہے۔ ہدایت کے نشان قائم کر دئے ہیں اور روشنی کے منارے استوار کر دئے ہیں۔ اسلام کی رسیوں کو مضبوط بنا دیا ہے اور ایمان کے بندھنوں کو مستحکم کر دیا ہے۔

اگر یہ لوگ اس کی عظیم قدرت اور وسیع نعمت میں غور و فکر کرتے تو راستہ کی طرف واپس آجاتے اور جہنم کے عذاب سے خوفزدہ ہو جاتے لیکن مشکل یہ ہے کہ ان کے دل مریض ہیں اور ان کی آنکھیں کمزور ہیں۔ کیا یہ ایک چھوٹی سی مخلوق کو بھی نہیں دیکھ رہے ہیں کہ اس نے کس طرح اس کی تخلیق کو مستحکم اور اس کی ترکیب کو مضبوط بنایا ہے۔ اس چھوٹے سے جسم میں کان اور آنکھیں سب بنا دی ہیں اور اسی میں ہڈیاں اور کھال بھی درست کر دی ہے۔

ذرا اس چیونٹی کے چھوٹے سے جسم اور اس کی لطیف ہیئت کی طرف نظر کرو جس کا گوشۂ چشم سے دیکھنا بھی مشکل ہے اور فکروں کی گرفت میں آنا بھی دشوار ہے۔ کس طرح زمین پر رینگتی ہے اور کس طرح اپنے رزق کی طرف لپکتی ہے۔ دانہ کو اپنے سوراخ کی طرف لے جاتی ہے اور پھر وہاں مرکز پر محفوظ کر دیتی ہے۔ گرمی میں سردی کا انتظام کرتی ہے اور توانائی کے دور میں کمزوری کے زمانہ کا بندوبست کرتی ہے۔ اس کے رزق کی کفالت کی جا چکی ہے اور اسی کے مطابق اسے برابر رزق مل رہا ہے۔

[1] ایک چھوٹی سی مخلوق چیونٹی میں یہ دور اندیشی اور اس قدر تنظیم و ترتیب اور ایک اشرف المخلوقات میں اس قدر غفلت اور تغافل کس قدر حیرت انگیز امر ہے اور اس سے زیادہ حیرت انگیز قصہ جناب سلیمان کا ہے جہاں چیونٹی نے لشکر سلیمان کو دیکھ کر آواز دی کہ فوراً اپنے اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہیں لشکر سلیمان تمھیں پامال نہ کر دے اور اسے احساس بھی نہ ہو۔ گویا کہ ایک چیونٹی کے دل میں قوم کا اس قدر درد ہے اور اسے سردار قوم ہونے کے اعتبار سے اس قدر ذمہ داری کا احساس ہے کہ قوم تباہ نہ ہونے پائے اور آج عالم اسلام و انسانیت اس قدر تغافل کا شکار ہو گیا ہے کہ کسی کے دل میں قوم کا درد نہیں ہے بلکہ حکام قوم کے کاندھوں پر اپنے جنازے اٹھا رہے ہیں اور ان کی قبروں پر اپنے تاج محل تعمیر کر رہے ہیں۔

يَسْتَقِلُّهَا الْمِثْقَالُ، وَ لَا يَخْرِمُهَا الدَّيَّانُ، وَلَوْ فِي الصَّفَا الْيَابِسِ، وَ الْحَجَرِ الْجَامِسِ! وَلَوْ فَكَّرْتَ فِي مَجَارِي أَكْلِهَا، فِي عُلْوِهَا وَ سُفْلِهَا، وَ مَا فِي الْجَوْفِ مِنْ شَرَاسِيفِ بَطْنِهَا، وَ مَا فِي الرَّأْسِ مِنْ عَيْنِهَا وَأُذُنِهَا، لَقَضَيْتَ مِنْ خَلْقِهَا عَجَباً، وَلَقِيتَ مِنْ وَصْفِهَا تَعَباً! فَتَعَالَى الَّذِي أَقَامَهَا عَلَى قَوَائِمِهَا، وَ بَنَاهَا عَلَى دَعَائِمِهَا! لَمْ يَشْرَكْهُ فِي فِطْرَتِهَا فَاطِرٌ، وَ لَمْ يُعِنْهُ عَلَى خَلْقِهَا قَادِرٌ. وَلَوْ ضَرَبْتَ فِي مَذَاهِبِ فِكْرِكَ لِتَبْلُغَ غَايَاتِهِ، مَا دَلَّتْكَ الدَّلَالَةُ إِلَّا عَلَى أَنَّ فَاطِرَ النَّمْلَةِ هُوَ فَاطِرُ النَّخْلَةِ (النحلة)، لِدَقِيقِ تَفْصِيلِ كُلِّ شَيْءٍ، وَ غَامِضِ اخْتِلَافِ كُلِّ حَيٍّ (شيءٍ)، وَ مَا الْجَلِيلُ وَ اللَّطِيفُ، وَ الثَّقِيلُ وَ الْخَفِيفُ، وَ الْقَوِيُّ وَ الضَّعِيفُ، فِي خَلْقِهِ إِلَّا سَوَاءٌ.[1]

خلقة السماء و الكون

وَ كَذَلِكَ السَّمَاءُ وَ الْهَوَاءُ، وَ الرِّيَاحُ وَ الْمَاءُ، فَانْظُرْ إِلَى الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ، وَ النَّبَاتِ وَ الشَّجَرِ، وَ الْمَاءِ وَ الْحَجَرِ، وَ اخْتِلَافِ هَذَا اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ، وَ تَفَجُّرِ هَذِهِ الْبِحَارِ، وَكَثْرَةِ هَذِهِ الْجِبَالِ، وَطُولِ هَذِهِ الْقِلَالِ، وَ تَفَرُّقِ هَذِهِ اللُّغَاتِ، وَ الْأَلْسُنِ الْمُخْتَلِفَاتِ. فَالْوَيْلُ لِمَنْ أَنْكَرَ الْمُقَدِّرَ، وَ جَحَدَ الْمُدَبِّرَ! زَعَمُوا أَنَّهُمْ كَالنَّبَاتِ مَا لَهُمْ زَارِعٌ، وَ لَا لِاخْتِلَافِ صُوَرِهِمْ صَانِعٌ، وَ لَمْ يَلْجَؤُوا إِلَى حُجَّةٍ فِيمَا ادَّعَوْا، وَ لَا تَحْقِيقٍ لِمَا أَوْعَوْا، وَ هَلْ يَكُونُ بِنَاءٌ مِنْ غَيْرِ بَانٍ، أَوْ جِنَايَةٌ مِنْ غَيْرِ جَانٍ!

خلقة الجرادة[2]

وَ إِنْ شِئْتَ قُلْتَ فِي الْجَرَادَةِ، إِذْ خَلَقَ لَهَا عَيْنَيْنِ حَمْرَاوَيْنِ، وَ أَسْرَجَ لَهَا حَدَقَتَيْنِ قَمْرَاوَيْنِ، وَ جَعَلَ لَهَا السَّمْعَ الْخَفِيَّ، وَ فَتَحَ لَهَا الْفَمَ السَّوِيَّ، وَ جَعَلَ لَهَا الْحِسَّ الْقَوِيَّ، وَ نَابَيْنِ بِهِمَا تَقْرِضُ، وَ مِنْجَلَيْنِ بِهِمَا تَقْبِضُ. يَرْهَبُهَا الزُّرَّاعُ فِي زَرْعِهِمْ، وَ لَا يَسْتَطِيعُونَ ذَبَّهَا (ردها)، وَ لَوْ أَجْلَبُوا بِجَمْعِهِمْ، حَتَّى تَرِدَ الْحَرْثَ فِي نَزَوَاتِهَا، وَ تَقْضِيَ مِنْهُ شَهَوَاتِهَا. وَ خَلْقُهَا كُلُّهُ لَا يُكَوِّنُ إِصْبَعاً مُسْتَدِقَّةً.

فَتَبَارَكَ اللَّهُ الَّذِي «يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ طَوْعاً وَ كَرْهاً»

صفا - چکنا پتھر
شراسیف - پسلیاں
قلال - جمع قلّہ - پہاڑ کی چوٹی
لم یلجئوا - اعتماد نہیں کیا
اوعاہ - محفوظ کیا
قمراوین - چمکدار مثل چاند رات
منجل - ہنسیا
ذب - ہنکانا
نزوات - اچھل کود

[1] خدا شاہد ہے کہ ماہرین علم الحیوان نے صدہا سال کے تجربات کے بعد بھی ان حقائق کی تلاش میں کامیابی حاصل نہیں کی ہے جن کی طرف چودہ صدی قبل مولائے کائنات نے اشارہ کر دیا تھا جب نہ علم الحیوان کا کوئی وجود تھا اور نہ تجربہ گاہیں ایجاد ہوئی تھیں اور اس کا راز صرف یہ ہے کہ نمائندۂ کائنات پروردگار دو جہاں علام الغیوب سے پڑھ کر آئے ہیں۔ انھیں اس دنیا میں تجربہ اور تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

[2] اس خطبہ میں مولائے کائنات نے دو انتہائی صغیر و حقیر مخلوقات کا حوالہ دیا ہے۔ ایک کا تعلق زمین پر رینگنے سے ہے اور دوسرے کا تعلق فضا میں پرواز کرنے سے ہے۔ دونوں کی تخلیق میں خلقت کے شاہکار پائے جاتے ہیں اور دونوں انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اس قدر طاقتور ہیں کہ چیونٹی ہاتھی کو فنا کر سکتی ہے اور ٹڈی بڑے بڑے فارم کے ناک میں دم کئے رہتی ہے اور یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ انسان کو اپنے جسم کے ڈیل ڈول پر ناز نہیں کرنا چاہیے۔ پروردگار نے ہر بڑی طاقت کے فنا کرنے کا سامان چھوٹی طاقت میں رکھ دیا ہے۔

نہ احسان کرنے والا خدا اسے نظر انداز کرتا ہے اور نہ صاحب جزا و عطا اسے محروم رکھتا ہے چاہے وہ خشک پتھر کے اندر ہو یا جمے ہوئے سنگ خارا کے اندر۔ اگر تم اس کی غذا کو پست و بلند نالیوں اور اس کے جسم کے اندر شکم کی طرف جھکے ہوئے پسلیوں کے کناروں اور سر میں جگہ پانے والے آنکھ اور کان کو دیکھو گے تو تمھیں واقعاً اس کی تخلیق پر تعجب ہوگا اور اس کی توصیف سے عاجز ہو جاؤ گے۔ بابرکت ہے وہ خدا جس نے اس جسم کو اس کے پیروں پر قائم کیا ہے اور اس کی تعمیر انھیں ستونوں پر کھڑی کی ہے۔ نہ اس کی فطرت میں کسی خالق نے حصہ لیا ہے اور نہ اس کی تخلیق میں کسی قادر نے کوئی مدد کی ہے۔ اور اگر تم فکر کے تمام راستوں کو طے کر کے اس کی انتہا تک پہونچنا چاہو گے تو ایک ہی نتیجہ حاصل ہوگا کہ جو چیونٹی کا خالق ہے وہی درخت خرما کا بھی پروردگار ہے۔ اس لئے کہ ہر ایک تخلیق میں یہی باریکی ہے اور ہر جاندار کا دوسرے سے نہایت درجہ باریک ہی اختلاف ہے۔ اس کی بارگاہ میں عظیم و لطیف، ثقیل و خفیف، قوی و ضعیف سب ایک ہی جیسے ہیں۔ (۱)

یہی حال آسمان اور فضا ــ اور ہوا اور پانی کا ہے ــ کہ چاہو شمس و قمر کو دیکھو یا نباتات و شجر کو۔ پانی اور پتھر پر نگاہ کرو یا شب و روز کی آمد و رفت پر۔ دریاؤں کے بہاؤ کو دیکھو یا پہاڑوں کی کثرت اور چوٹیوں کے طول و ارتفاع کو۔ لغات کے اختلاف کو دیکھو یا زبانوں کے افتراق کو۔ سب اس کی قدرت کاملہ کے بہترین دلائل ہیں۔ حیف ہے ان لوگوں پر جنھوں نے تقدیر ساز کا انکار کیا ہے اور تدبیر کرنے والے سے منکر ہو گئے۔ ان کا خیال ہے کہ سب گھاس پھوس کی طرح ہیں کہ بغیر کھیتی کرنے والے کے اُگ آئے ہیں اور بغیر صانع کے مختلف شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ حالانکہ انھوں نے اس دعویٰ میں نہ کسی دلیل کا سہارا لیا ہے اور نہ اپنے عقائد کی کوئی تحقیق کی ہے ورنہ یہ سمجھ لیتے کہ نہ بغیر بانی کے عمارت ہو سکتی ہے اور نہ بغیر مجرم کے جرم ہو سکتا ہے۔ (۲)

اور اگر تم چاہو تو یہی باتیں ٹڈی کے بارے میں کہی جا سکتی ہیں کہ اس کے اندر دو سرخ سرخ آنکھیں پیدا کی ہیں اور چاند جیسے دو حلقوں میں آنکھوں کے چراغ روشن کر دئے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے کان بنا دئے ہیں اور مناسب سا دہانہ کھول دیا ہے لیکن اس کے احساس کو قوی بنا دیا ہے۔ اس کے دو تیز دانت ہیں جن سے پتیوں کو کاٹتی ہے اور دو پیر دندانہ دار ہیں جن سے گھاس وغیرہ کو کاٹتی ہے۔ کاشتکار اپنی کاشت کے لئے ان سے خوفزدہ رہتے ہیں لیکن انھیں ہنکا نہیں سکتے ہیں چاہے کسی قدر طاقت کیوں نہ جمع کر لیں۔ یہاں تک کہ وہ کھیتوں پر جست و خیز کرتے ہوئے حملہ آور ہو جاتی ہیں اور اپنی خواہش پوری کر لیتی ہیں۔ جب کہ اس کا کل وجود ایک باریک انگلی سے زیادہ نہیں ہے۔

پس بابرکت ہے وہ ذات اقدس جس کے سامنے زمین و آسمان کی تمام مخلوقات برغبت یا بجبر و اکراہ سر بسجود رہتی ہیں۔

(۲) درحقیقت گھاس پھوس کے بارے میں بھی یہ تصور خلاف عقل ہے کہ اس کی تخلیق بغیر کسی خالق کے ہو گئی ہے۔ لیکن یہ تصور صرف اس لئے پیدا کر لیتا ہے کہ انسان اس کی حکمت اور مصلحت سے باخبر نہیں ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ اسے برسات نے پانی کے بغیر کسی ترتیب و تنظیم کے اُگا دیا ہے اور اس کے بعد اسی تخلیق پر ساری کائنات کو قیاس کرنے لگتا ہے۔ حالانکہ اسے کائنات کی حکمت و مصلحت کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرنا چاہئے تھا کہ تخلیق کائنات کے بعض اسرار تو واضح بھی ہو گئے ہیں لیکن تخلیق نباتات کا کوئی راز واضح نہیں ہو سکا ہے اور یہ انسان کی انتہائی جہالت ہے کہ وہ اس قدر حقیر اور معمولی مخلوقات کی حکمت و مصلحت سے بھی باخبر نہیں ہے اور حوصلہ اس قدر بلند ہے کہ مالک کائنات سے ٹکر لینا چاہتا ہے اور ایک لفظ میں اس کے وجود کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے۔

وَ يُعَفِّرُ لَهُ خَدّاً وَ وَجْهاً، وَ يُلْقِي إِلَيْهِ بِالطَّاعَةِ سِلْماً وَ ضَعْفاً، وَ يُعْطِي لَهُ الْقِيَادَ رَهْبَةً وَ خَوْفاً. فَالطَّيْرُ مُسَخَّرَةٌ لِأَمْرِهِ، أَحْصَى عَدَدَ الرِّيشِ مِنْهَا وَ النَّفَسِ، وَ أَرْسَى قَوَائِمَهَا عَلَى النَّدَى وَ الْيَبَسِ، وَ قَدَّرَ أَقْوَاتَهَا، وَ أَحْصَى أَجْنَاسَهَا. فَهَذَا غُرَابٌ وَ هَذَا عُقَابٌ. وَ هَذَا حَمَامٌ وَ هَذَا نَعَامٌ. دَعَا كُلَّ طَائِرٍ بِاسْمِهِ، وَ كَفَلَ لَهُ بِرِزْقِهِ. وَ أَنْشَأَ السَّحَابَ الثِّقَالَ، فَأَهْطَلَ دِيَمَهَا، وَ عَدَّدَ قِسَمَهَا. فَبَلَّ الْأَرْضَ بَعْدَ جُفُوفِهَا، وَ أَخْرَجَ نَبْتَهَا بَعْدَ جُدُوبِهَا.

۱۸۶

و من خطبة له (عليه السلام)

في التوحيد، و تجمع هذه الخطبة من اصول العلم ما لا تجمعه خطبة

مَا وَحَّدَهُ مَنْ كَيَّفَهُ، وَ لَا حَقِيقَتَهُ أَصَابَ مَنْ مَثَّلَهُ، وَ لَا إِيَّاهُ عَنَى مَنْ شَبَّهَهُ، وَ لَا صَمَدَهُ مَنْ أَشَارَ إِلَيْهِ وَ تَوَهَّمَهُ. كُلُّ مَعْرُوفٍ بِنَفْسِهِ مَصْنُوعٌ، وَ كُلُّ قَائِمٍ فِي سِوَاهُ مَعْلُولٌ. فَاعِلٌ لَا بِاضْطِرَابِ آلَةٍ، مُقَدِّرٌ لَا بِجَوْلِ فِكْرَةٍ، غَنِيٌّ لَا بِاسْتِفَادَةٍ. لَا تَصْحَبُهُ الْأَوْقَاتُ، وَ لَا تَرْفِدُهُ الْأَدَوَاتُ. سَبَقَ الْأَوْقَاتَ كَوْنُهُ، وَ الْعَدَمَ وُجُودُهُ، وَ الِابْتِدَاءَ أَزَلُهُ. بِتَشْعِيرِهِ الْمَشَاعِرَ عُرِفَ أَنْ لَا مَشْعَرَ لَهُ، وَ بِمُضَادَّتِهِ بَيْنَ الْأُمُورِ عُرِفَ أَنْ لَا ضِدَّ لَهُ، وَ بِمُقَارَنَتِهِ بَيْنَ الْأَشْيَاءِ عُرِفَ أَنْ لَا قَرِينَ لَهُ. ضَادَّ النُّورَ بِالظُّلْمَةِ، وَ الْوُضُوحَ بِالْبُهْمَةِ، وَ الْجُمُودَ بِالْبَلَلِ، وَ الْحَرُورَ (الحرور) بِالصَّرَدِ. مُؤَلِّفٌ بَيْنَ مُتَعَادِيَاتِهَا، مُقَارِنٌ (مقارب) بَيْنَ مُتَبَايِنَاتِهَا، مُقَرِّبٌ بَيْنَ مُتَبَاعِدَاتِهَا، مُفَرِّقٌ بَيْنَ مُتَدَانِيَاتِهَا. لَا يُشْمَلُ بِحَدٍّ، وَ لَا يُحْسَبُ بِعَدٍّ، وَ إِنَّمَا تَحُدُّ الْأَدَوَاتُ أَنْفُسَهَا، وَ تُشِيرُ الْآلَاتُ إِلَى نَظَائِرِهَا. مَنَعَتْهَا مُنْذُ الْقِدْمَةَ، وَ حَمَتْهَا قَدُ الْأَزَلِيَّةَ، وَ جَنَّبَتْهَا لَوْلَا التَّكْمِلَةَ. بِهَا تَجَلَّى صَانِعُهَا لِلْعُقُولِ، وَ بِهَا امْتَنَعَ عَنْ نَظَرِ الْعُيُونِ، وَ لَا يَجْرِي عَلَيْهِ السُّكُونُ وَ الْحَرَكَةُ، وَ كَيْفَ يَجْرِي عَلَيْهِ مَا هُوَ أَجْرَاهُ، وَ يَعُودُ فِيهِ مَا هُوَ أَبْدَاهُ، وَ يَحْدُثُ فِيهِ مَا هُوَ أَحْدَثَهُ. إِذاً لَتَفَاوَتَتْ

ندی - تری - نمی

ہطل - مسلسل بارش

دیم - جمع دیمہ - بلا رعد و برق بارش

تعدید القسم - ہر علاقہ کے حصہ کا حساب رکھنا

جدوب - قحط

صمد - ارادہ کیا

ترفدہ - امداد کرتے ہیں

مشعر - محل شعور و احساس

صَرَد - ٹھنڈک

مدانی - ایک دوسرے سے قریب

منذ - کب سے ہے یہ علامت ہے کہ پہلے نہیں تھا

قد - ہو گیا - یہ اشارہ ہے کہ وجود سے پہلے عدم تھا

لولا - اگر وہ نہ ہوتا - یہ نشانی ہے کہ کسی کا محتاج ہے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اس کا بھی وجود نہ ہوتا اور یہ کھلی ہوئی مخلوقیت کی علامت ہے کہ خالق کسی کے ذریعہ وجود میں نہیں آتا ہے بلکہ ساری کائنات اس کے اشارہ کن سے عالم وجود میں آجاتی ہے۔

مصادر خطبہ ۱۸۶ احتجاج طبرسی ۱ ص ۲۹۹، کافی ۱ ص ۱۳۸، توحید صدوق ص ۹۶، ص ۳۲۰، ص ۳۳۳، امالی صدوق ص ۲۰۵، ارشاد مفید ص ۱۲۰، اختصاص مفید ص ۲۳۶، تذکرۃ الخواص ص ۱۵۶، تحف العقول ص ۴۳، امالی شریف مرتضیٰ ۱ ص ۱۳۰

اس کے لئے چہرہ اور رخسار کو خاک پر رکھے ہوئے ہیں اور عجز و انکسار کے ساتھ اس کی بارگاہ میں سراپا اطاعت ہیں اور خوف و دہشت سے اپنی زمام اختیار اس کے حوالہ کئے ہوئے ہیں۔ پرندے اس کے امر کے تابع ہیں کہ وہ ان کے پروں اور سانسوں کا شمار رکھتا ہے اور ان کے پیروں کو تری یا خشکی میں جما دیا ہے۔ ان کا قوت مقدر کر دیا ہے اور ان کی جنس کا احصار کر لیا ہے کہ یہ کوا ہے۔ وہ عقاب ہے۔ یہ کبوتر ہے۔ وہ شتر مرغ ہے۔ ہر پرندہ کو اس کے نام سے عالم وجود میں دعوت دی ہے اور ہر ایک کی روزی کی کفالت کی ہے۔ سنگین قسم کے بادل پیدا کئے تو ان سے موسلادھار پانی برسا دیا اور اس کی تقسیمات کا حساب بھی رکھا۔ زمین کو خشکی کے بعد تر کر دیا اور اس کے نباتات کو بنجر ہو جانے کے بعد دوبارہ اُگا دیا۔

۱۸۶ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(توحید کے بارے میں اور اس میں وہ تمام علمی مطالب پائے جاتے ہیں جو کسی دوسرے خطبہ میں نہیں ہیں)

وہ اس کی توحید کا قائل نہیں ہے جس نے اس کے لئے کیفیات کا تصور پیدا کر لیا اور وہ اس کی حقیقت سے ناآشنا ہے جس نے اس کی تمثیل قرار دے دی۔ اس نے اس کا قصد ہی نہیں کیا جس نے اس کی شبیہ بنا دی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوا جس نے اس کی طرف اشارہ کر دیا یا اسے تصور کا پابند بنا دینا چاہا۔ جو اپنی ذات سے پہچانا جائے وہ مخلوق ہے اور جو دوسرے کے سہارے قائم ہو وہ اس علت کا محتاج ہے۔ پروردگار فاعل ہے لیکن اعضاء کے حرکات سے نہیں اور اندازے مقرر کرنے والا ہے لیکن فکر کی جولانیوں سے نہیں۔ وہ غنی ہے لیکن کسی سے کچھ لے کر نہیں۔ زمانہ اس کے ساتھ نہیں رہ سکتا اور آلات اسے سہارا نہیں دے سکتے۔ اس کا وجود زمانہ سے پہلے ہے اور اس کا وجود عدم سے بھی سابق اور اس کی ازلیت ابتداء سے بھی مقدم ہے۔ اس کے حواس کو ایجاد کرنے سے اندازہ ہوا کہ وہ حواس سے بے نیاز ہے اور اس کے اشیاء کے درمیان ضدیت قرار دینے سے معلوم ہوا کہ اس کی کوئی ضد نہیں ہے اور اس کے اشیاء میں مقارنت قرار دینے سے ثابت ہوا کہ اس کا کوئی قرین اور ساتھی نہیں ہے۔ اس نے نور کو ظلمت کی۔ وضاحت کو ابہام کی۔ خشکی کو تری کی اور گرمی کو سردی کی ضد قرار دیا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی دشمن اشیاء کو جمع کرنے والا۔ ایک دوسرے سے جداگانہ اشیاء کا ساتھ کر دینے والا۔ باہمی دوری رکھنے والوں کو قریب بنا دینے والا اور باہمی قربت کے حامل امور کا جُدا کر دینے والا ہے۔ وہ نہ کسی حد کے اندر آتا ہے اور نہ کسی حساب و شمار میں آسکتا ہے کہ جسمانی قوتیں اپنی جیسی اشیاء ہی کو محدود کر سکتی ہیں اور آلات اپنے امثال ہی کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں۔ ان اشیاء کو لفظ مُنْذُ (کب) نے قدیم ہونے سے روک دیا ہے اور حرف قَدْ (ہو گیا) نے ازلیت سے الگ کر دیا ہے اور لَوْلا نے انھیں تکمیل سے جُدا کر دیا ہے۔ انھیں اشیاء کے ذریعہ بنانے والا عقلوں کے سامنے جلوہ گر ہوا ہے اور انھیں کے ذریعہ آنکھوں کی دید سے بَری ہو گیا ہے۔ اس پر حرکت و سکون کا قانون جاری نہیں ہوتا ہے کہ اس نے خود حرکت و سکون کے نظام کو جاری کیا ہے اور جس چیز کی ابتدا اس نے کی ہے وہ اس کی طرف کس طرح عائد ہو سکتی ہے یا جس کو اس نے ایجاد کیا ہے وہ اس کی ذات میں کس طرح شامل ہو سکتی ہے۔ ایسا ہو جاتا تو اس کی ذات بھی تغیر پذیر ہو جاتی

ؒ مالک کائنات نے تخلیق کائنات میں ایسے خصوصیات کو ودیعت کر دیا ہے جن کے ذریعہ اس کی عظمت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ صرف اس نکتہ کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ جو شے بھی کسی کی ایجاد کردہ ہوتی ہے اس کا اطلاق موجد کی ذات پر نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا اگر اس نے حواس کو پیدا کیا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی ذات حواس سے بالاتر ہے اور اگر اس نے بعض اشیاء میں ہم رنگی اور بعض میں اختلاف پیدا کیا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس کی ذات اقدس نہ کسی کی ہم رنگ ہے اور نہ کسی سے ضدیت کی حامل ہے۔ یہ ساری باتیں مخلوقات کے مقدر میں لکھی گئی ہیں اور خالق کی ذات ان تمام باتوں سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہے۔!

ذَاتَهُ، وَ لَتَجَزَّأَ كُنْهُهُ، وَ لَامْتَنَعَ مِنَ الْأَزَلِ مَعْنَاهُ، وَ لَكَانَ لَهُ وَرَاءٌ إِذْ وُجِدَ لَهُ أَمَامٌ، وَ لَالْتَمَسَ التَّمَامَ إِذْ لَزِمَهُ النُّقْصَانُ. وَ إِذاً لَقَامَتْ آيَةُ الْمَصْنُوعِ فِيهِ، وَ لَتَحَوَّلَ دَلِيلاً بَعْدَ أَنْ كَانَ مَدْلُولاً عَلَيْهِ، وَ خَرَجَ بِسُلْطَانِ الِامْتِنَاعِ مِنْ أَنْ يُؤَثِّرَ فِيهِ مَا يُؤَثِّرُ فِي غَيْرِهِ. الَّذِي لَا يَحُولُ وَ لَا يَزُولُ، وَ لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ الْأُفُولُ. لَمْ يَلِدْ فَيَكُونَ (فيصير) مَوْلُوداً، وَ لَمْ يُولَدْ فَيَصِيرَ مَحْدُوداً[1]. جَلَّ عَنِ اتِّخَاذِ الْأَبْنَاءِ، وَ طَهُرَ عَنْ مُلَامَسَةِ النِّسَاءِ. لَا تَنَالُهُ الْأَوْهَامُ فَتُقَدِّرَهُ، وَ لَا تَتَوَهَّمُهُ الْفِطَنُ فَتُصَوِّرَهُ، وَ لَا تُدْرِكُهُ الْحَوَاسُّ فَتُحِسَّهُ، وَ لَا تَلْمِسُهُ الْأَيْدِي فَتَمَسَّهُ. وَ لَا يَتَغَيَّرُ بِحَالٍ، وَ لَا يَتَبَدَّلُ فِي الْأَحْوَالِ. وَ لَا تُبْلِيهِ اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامُ، وَ لَا يُغَيِّرُهُ الضِّيَاءُ وَ الظَّلَامُ. وَ لَا يُوصَفُ بِشَيْءٍ مِنَ الْأَجْزَاءِ، وَ لَا بِالْجَوَارِحِ وَ الْأَعْضَاءِ، وَ لَا بِعَرَضٍ مِنَ الْأَعْرَاضِ، وَ لَا بِالْغَيْرِيَّةِ وَ الْأَبْعَاضِ. وَ لَا يُقَالُ: لَهُ حَدٌّ وَ لَا نِهَايَةٌ، وَ لَا انْقِطَاعٌ وَ لَا غَايَةٌ، وَ لَا أَنَّ الْأَشْيَاءَ تَحْوِيهِ فَتُقِلَّهُ أَوْ تُهْوِيَهُ، وَ أَنَّ شَيْئاً يَحْمِلُهُ فَيُمِيلَهُ أَوْ يُعَدِّلَهُ. لَيْسَ فِي الْأَشْيَاءِ بِوَالِجٍ، وَ لَا عَنْهَا بِخَارِجٍ. يُخْبِرُ لَا بِلِسَانٍ وَ لَهَوَاتٍ، وَ يَسْمَعُ لَا بِخُرُوقٍ وَ أَدَوَاتٍ. يَقُولُ وَ لَا يَلْفِظُ، وَ يَحْفَظُ وَ لَا يَتَحَفَّظُ، وَ يُرِيدُ وَ لَا يُضْمِرُ. يُحِبُّ وَ يَرْضَى مِنْ غَيْرِ رِقَّةٍ، وَ يُبْغِضُ وَ يَغْضَبُ مِنْ غَيْرِ مَشَقَّةٍ[2]. يَقُولُ لِمَنْ أَرَادَ كَوْنَهُ: «كُنْ فَيَكُونُ»، لَا بِصَوْتٍ يَقْرَعُ، وَ لَا بِنِدَاءٍ يُسْمَعُ، وَ إِنَّمَا كَلَامُهُ سُبْحَانَهُ فِعْلٌ مِنْهُ أَنْشَأَهُ وَ مَثَّلَهُ، لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبْلِ ذَلِكَ كَائِناً، وَ لَوْ كَانَ قَدِيماً لَكَانَ إِلَهاً ثَانِياً.

لَا يُقَالُ: كَانَ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ، فَتَجْرِيَ عَلَيْهِ الصِّفَاتُ الْمُحْدَثَاتُ، وَ لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهُ فَصْلٌ، وَ لَا لَهُ عَلَيْهَا فَضْلٌ، فَيَسْتَوِيَ الصَّانِعُ وَ الْمَصْنُوعُ، وَ يَتَكَافَأَ الْمُبْتَدَعُ وَ الْبَدِيعُ. خَلَقَ الْخَلَائِقَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ خَلَا مِنْ غَيْرِهِ، وَ لَمْ يَسْتَعِنْ عَلَى خَلْقِهَا بِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ. وَ أَنْشَأَ الْأَرْضَ فَأَمْسَكَهَا مِنْ غَيْرِ اشْتِغَالٍ، وَ أَرْسَاهَا عَلَى غَيْرِ قَرَارٍ، وَ أَقَامَهَا بِغَيْرِ قَوَائِمَ، وَ رَفَعَهَا بِغَيْرِ دَعَائِمَ، وَ حَصَّنَهَا مِنَ الْأَوَدِ وَ الِاعْوِجَاجِ، وَ مَنَعَهَا مِنَ التَّهَافُتِ وَ الِانْفِرَاجِ. أَرْسَى أَوْتَادَهَا، وَ ضَرَبَ أَسْدَادَهَا، وَ اسْتَفَاضَ عُيُونَهَا، وَ خَدَّ أَوْدِيَتَهَا، فَلَمْ يَهِنْ مَا بَنَاهُ، وَ لَا ضَعُفَ مَا قَوَّاهُ. هُوَ الظَّاهِرُ عَلَيْهَا بِسُلْطَانِهِ وَ عَظَمَتِهِ، وَ هُوَ

سلطان الامتناع - وہ قوت جو ہر اعتبار سے محافظ ہے

افول - غروب

مولود - جو کسی بھی ذریعہ سے پیدا ہو

تقلّ - بلند کرے

تہوی - گرا دے

لہوات - حلق کا کوا

لایتحفظ - حفاظت میں کوئی زحمت نہیں ہوتی ہے۔

اود - کجی

تہافت - دھیرے دھیرے گر جانا

انفراج - شگاف

اوتاد - جمع وتد - میخ - رسی

اسداد - جمع سد - پہاڑ

خدّ - شق کر دیا

لم یہن - کمزور نہیں ہے

(۱) جو مولود ہے بہرحال محدود ہے کہ جس سے پیدا ہوا ہے اس نے اس کے وجود کی حد بندی کر دی ہے چاہے وہ باپ ہو یا کوئی دوسرا ذریعہ ہو جیسا کہ خلقت حضرت آدمؑ میں ہوا ہے یا دوسری مخلوقات میں ہوتا رہتا ہے۔

(۲) بعض مسلمانوں کا خیال ہے کہ پروردگار کا کلام ایک صفت ہے جو اس کی ذات سے قائم ہے اور جس طرح اس کی ذات اقدس قدیم ہے اسی طرح یہ صفت اور یہ کلام بھی قدیم ہے۔ اور اسی بنیاد پر ایک زمانہ میں اس قدر اختلاف ہوا ہے کہ عقائد کے بارے علم کا نام علم کلام ہو گیا۔ گویا کہ عقائد میں کوئی عقیدہ سمجھنے کے لائق نہیں ہے۔ سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انسان کلام پروردگار کی حقیقت کا ادراک کرلے اور یہ سمجھ لے کہ اس کا کلام حادث یا قدیم۔ حالانکہ یہ سب مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کے سیاسی حربے تھے ورنہ کوئی شریف آدمی نہیں جانتا ہے کہ کلام کلام ہوتا ہے۔ وہ متکلم نہیں ہو سکتا ہے۔

ں کی حقیقت بھی قابل تجزیہ ہوجاتی اور اس کی صمدیت بھی ازلیت سے الگ ہوجاتی اور اس کے یہاں بھی اگر سامنے کی جہت ہوتی تو پیچھے کی سمت ہوتی اور وہ بھی کمال کا طلبگار ہوتا اگر اس میں نقص پیدا ہوجاتا۔ اس میں مصنوعات کی علامت پیدا ہوجاتی اور وہ مدلول ہونے کے بجائے خود دوسرے کی طرف رہنمائی کرنے والا ہوجاتا۔ وہ اپنے امتناع و تحفظ کی طاقت کی بنا پر اس حد سے باہر نکل گیا ہے کہ کوئی ایسی شے اس پر رے جو دوسروں پر اثرانداز ہوتی ہے۔ اس کے یہاں نہ تغیر ہے اور نہ زوال اور نہ اس کے آفتاب وجود کے لئے کوئی غروب ہے۔ وہ نہ کا باپ ہے کہ اس کا کوئی فرزند ہو اور نہ کسی کا فرزند ہے کہ محدود ہو کر رہ جائے (۱)۔ وہ اولاد بنانے سے بھی بے نیاز اور عورتوں کو ہاتھ نے سے بھی بلند و بالا ہے۔ اوہام اسے پا نہیں سکتے ہیں کہ اس کا اندازہ مقرر کریں اور ہوشمندیاں اس کا تصور نہیں کرسکتی ہیں کہ اس کی یر بنا سکیں۔ حواس اس کا ادراک نہیں کرسکتے ہیں کہ اسے محسوس کرسکیں اور ہاتھ اسے چھو نہیں سکتے ہیں کہ مس کرلیں۔ وہ کسی حال متغیر نہیں ہوتا ہے اور مختلف حالات میں بدلتا بھی نہیں ہے۔ شب و روز اسے پرانا نہیں کرسکتے ہیں اور تاریکی و روشنی اس میں نہیں پیدا کرسکتی ہے۔ وہ نہ اجزاء سے موصوف ہوتا ہے اور نہ جوارح و اعضاء سے۔ نہ کسی عرض سے متصف ہوتا ہے اور نہ یت اور جزئیت سے۔ اس کے لئے نہ حد اور انتہا کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور نہ اختتام اور زوال کا۔ نہ اشیاء اس پر حاوی ہیں ب چاہیں پست کردیں یا بلند کردیں اور نہ کوئی چیز اسے اٹھائے ہوئے ہے کہ جب چاہے سیدھا کردے یا موڑ دے۔ وہ نہ اشیاء ندر داخل ہے اور نہ ان سے خارج ہے۔ وہ کلام کرتا ہے مگر زبان اور تالو کے سہارے نہیں اور سنتا ہے لیکن کان کے راخ اور آلات کے ذریعہ نہیں۔ بولتا ہے لیکن تلفظ سے نہیں اور ہر چیز کو یاد رکھتا ہے لیکن حافظہ کے سہارے نہیں۔ ارادہ کرتا لیکن دل سے نہیں اور محبت و رضا رکھتا ہے لیکن نرمی قلب کے وسیلہ سے نہیں اور بغض و غضب بھی رکھتا ہے لیکن غم و غصہ کی یف سے نہیں۔ جس چیز کو ایجاد کرنا چاہتا ہے اسے کُنْ کہہ دیتا ہے اور وہ ہوجاتی ہے۔ نہ کوئی آواز کانوں سے ٹکراتی ہے نہ کوئی ندا سنائی دیتی ہے۔ اس کا کلام (۲) درحقیقت اس کا فعل ہے جس کو اس نے ایجاد کیا ہے اور اس کے پہلے سے ہونے کا کوئی سوال ہے ورنہ وہ بھی قدیم اور دوسرا خدا ہوجاتا۔

اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آیا ہے کہ اس پر حادث صفات کا اطلاق ہوجائے اور دونوں میں نہ کوئی فاصلہ ئے اور نہ اس کا حوادث پر کوئی فضل رہ جائے اور پھر صانع و مصنوع دونوں برابر ہوجائیں اور مصنوع صنعت کے مثل ہوجائے۔ اس نے قات کو بغیر کسی دوسرے کے چھوڑے ہوئے نمونہ کے بنایا ہے اور اس تخلیق میں کسی سے مدد بھی نہیں لی ہے۔ زمین کو ایجاد کیا اور اس میں الجھے ے روک کر رکھا اور پھر بغیر کسی سہارے کے گاڑ دیا اور بغیر کسی ستون کے قائم کردیا اور بغیر کھمبوں کے بلند بھی کردیا۔ اسے ہر طرح کی ور ٹیڑھے پن سے محفوظ رکھا اور ہر قسم کے شگاف اور انتشار سے بچائے رکھا۔ اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں اور چٹانوں کو مضبوطی نصب کردیا۔ چشمے جاری کردئے اور پانی کی گذرگاہوں کو شگافتہ کردیا۔ اس کی کوئی صنعت کمزور نہیں ہے اور اس نے جس کو قوت دی ہے وہ ضعیف نہیں ہے۔ وہ ہر شے پر اپنی عظمت و سلطنت کی بنا پر غالب ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پروردگار کا عرفان اس کے صفات و کمالات ہی سے ہوتا ہے اور اس کی ذات اقدس بھی مختلف صفات سے متصف ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ اس کے صفات حادث نہیں ہیں۔ بلکہ عین ذات ہیں اور ایک ذات اقدس ہے جس سے اس کے تمام صفات کا اندازہ ہوتا ہے اور اس طرح سے تعدد کا کوئی امکان نہیں ہے۔!

الْبَاطِنُ لَهَا بِعِلْمِهِ وَ مَعْرِفَتِهِ، وَ الْعَالِي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مِنْهَا بِجَلاَلِهِ وَ عِزَّتِهِ. لاَ يُعْجِزُهُ شَيْءٌ مِنْهَا طَلَبَهُ، وَ لاَ يَمْتَنِعُ عَلَيْهِ فَيَغْلِبَهُ، وَ لاَ يَفُوتُهُ السَّرِيعُ مِنْهَا فَيَسْبِقَهُ، وَ لاَ يَحْتَاجُ إِلَى ذِي مَالٍ فَيَرْزُقَهُ. خَضَعَتِ الْأَشْيَاءُ لَهُ، وَ ذَلَّتْ مُسْتَكِينَةً لِعَظَمَتِهِ، لاَ تَسْتَطِيعُ الْهَرَبَ مِنْ سُلْطَانِهِ إِلَى غَيْرِهِ فَتَمْتَنِعَ مِنْ نَفْعِهِ وَ ضَرِّهِ، وَ لاَ كُفْءَ لَهُ فَيُكَافِئَهُ، وَ لاَ نَظِيرَ لَهُ فَيُسَاوِيَهُ. هُوَ الْمُفْنِي لَهَا بَعْدَ وُجُودِهَا، حَتَّى يَصِيرَ مَوْجُودُهَا كَمَفْقُودِهَا.

وَ لَيْسَ فَنَاءُ الدُّنْيَا بَعْدَ ابْتِدَاعِهَا بِأَعْجَبَ مِنْ إِنْشَائِهَا وَ اخْتِرَاعِهَا.[١] وَ كَيْفَ وَ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِيعُ حَيَوَانِهَا مِنْ طَيْرِهَا وَ بَهَائِمِهَا، وَ مَا كَانَ مِنْ مُرَاحِهَا وَ سَائِمِهَا، وَ أَصْنَافِ أَسْنَاخِهَا وَ أَجْنَاسِهَا، وَ مُتَبَلِّدَةِ أُمَمِهَا وَ أَكْيَاسِهَا، عَلَى إِحْدَاثِ بَعُوضَةٍ، مَا قَدَرَتْ عَلَى إِحْدَاثِهَا، وَ لاَ عَرَفَتْ كَيْفَ السَّبِيلُ إِلَى إِيجَادِهَا، وَ لَتَحَيَّرَتْ عُقُولُهَا فِي عِلْمِ ذَلِكَ وَ تَاهَتْ، وَ عَجَزَتْ قُوَاهَا وَ تَنَاهَتْ، وَ رَجَعَتْ خَاسِئَةً حَسِيرَةً، عَارِفَةً بِأَنَّهَا مَقْهُورَةٌ، مُقِرَّةً بِالْعَجْزِ عَنْ إِنْشَائِهَا، مُذْعِنَةً بِالضَّعْفِ عَنْ إِفْنَائِهَا!

وَ إِنَّ اللَّهَ، سُبْحَانَهُ، يَعُودُ بَعْدَ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَحْدَهُ لاَ شَيْءَ مَعَهُ. كَمَا كَانَ قَبْلَ ابْتِدَائِهَا، كَذَلِكَ يَكُونُ بَعْدَ فَنَائِهَا، بِلاَ وَقْتٍ وَ لاَ مَكَانٍ، وَ لاَ حِينٍ وَ لاَ زَمَانٍ. عُدِمَتْ عِنْدَ ذَلِكَ الْآجَالُ وَ الْأَوْقَاتُ، وَ زَالَتِ السُّنُونَ وَ السَّاعَاتُ. فَلاَ شَيْءَ إِلاَّ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الَّذِي إِلَيْهِ مَصِيرُ جَمِيعِ الْأُمُورِ. بِلاَ قُدْرَةٍ مِنْهَا كَانَ ابْتِدَاءُ خَلْقِهَا، وَ بِغَيْرِ امْتِنَاعٍ مِنْهَا كَانَ فَنَاؤُهَا، وَ لَوْ قَدَرَتْ عَلَى الْإِمْتِنَاعِ لَدَامَ بَقَاؤُهَا. لَمْ يَتَكَاءَدْهُ صُنْعُ شَيْءٍ مِنْهَا إِذْ صَنَعَهُ، لَمْ يَؤُدْهُ مِنْهَا خَلْقُ مَا خَلَقَهُ وَ بَرَأَهُ، وَ لَمْ يُكَوِّنْهَا لِتَشْدِيدِ سُلْطَانٍ، وَ لاَ لِخَوْفٍ مِنْ زَوَالٍ وَ نُقْصَانٍ، وَ لاَ لِلْإِسْتِعَانَةِ بِهَا عَلَى نِدٍّ مُكَاثِرٍ، وَ لاَ لِلْإِحْتِرَازِ بِهَا مِنْ ضِدٍّ مُثَاوِرٍ، وَ لاَ لِلْإِزْدِيَادِ بِهَا فِي مُلْكِهِ، وَ لاَ لِمُكَاثَرَةِ شَرِيكٍ فِي شِرْكِهِ، وَ لاَ لِوَحْشَةٍ كَانَتْ مِنْهُ، فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَأْنِسَ إِلَيْهَا.

ثُمَّ هُوَ يُفْنِيهَا بَعْدَ تَكْوِينِهَا، لاَ لِسَأَمٍ دَخَلَ عَلَيْهِ فِي تَصْرِيفِهَا وَ تَدْبِيرِهَا، وَ لاَ لِرَاحَةٍ وَاصِلَةٍ إِلَيْهِ، وَ لاَ لِثِقَلِ شَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهِ.

مُراح - ٹھکانا
سائم - چرنے والا
اسناخ - اصول
متبلدہ - غبی
اکیاس - عقلمند
خاسئی - ذلیل
حسیر - عاجز
لم یتکادہ - مشکل نہیں ہے
لم یودہ - گراں نہیں ہے
برا - خلق کیا
ند - مثل
مکاثرہ - کثرت میں غلبہ
مثاورہ - حملہ آور

(١) اس مقام پر حضرت نے قدرت پروردگار کے اظہار کے لئے انسان کی عاجزی کو ذریعہ قرار دیا ہے کہ انسان ایک مچھر کی تخلیق پر قادر نہیں ہے اور مالک نے کل کائنات کو بنا دیا ہے تو جو کائنات کو ایجاد کر سکتا ہے وہ فنا بھی کر سکتا ہے کہ فنا کا کام ایجاد سے بہرحال آسان تر ہے اور اس کا کوئی تصور نہیں ہے کہ کوئی خالق ایجاد کر دینے پر قدرت رکھتا ہو اور فنا کر دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

(٢) کھلی ہوئی بات ہے کہ جب ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور زمین و آسمان دونوں تباہ ہو جائیں گے تو وقت کا تصور ہی کیا رہ جائے گا۔ وقت افلاک کی حرکت سے پیدا ہوتا ہے اور جب افلاک ہی نہ رہ جائیں گے تو وقت کہاں سے پیدا ہوگا۔ اس ظرف ... بارے میں کسی لفظ کا استعمال بھی صحیح نہیں ہے کہ اسے ظرف زمان بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔

علم و عرفان کی بنا پر اندر تک کی خبر رکھتا ہے۔ جلال و عزت کی بنا پر ہر شے سے بلند و بالا ہے اور اگر کسی شے کو طلب کرنا چاہے تو اسے عاجز نہیں کر سکتی ہے اور اس سے انکار نہیں کر سکتی ہے کہ اس پر غالب آجائے۔ تیزی دکھلانے والے اس سے بچ کر آگے نہیں نکل سکتے ہیں اور وہ کسی صاحب ثروت کی روزی کا محتاج نہیں ہے۔ تمام اشیاء اس کی بارگاہ میں خضوع کرنے والی اور اس کی عظمت کے سامنے ذلیل ہیں۔ کوئی چیز اس کی سلطنت سے فرار کر کے دوسرے کی طرف نہیں جا سکتی ہے کہ اس کے نفع و نقصان سے محفوظ ہو جائے۔ نہ اس کا کوئی کفو ہے کہ ہمسری کرے اور نہ کوئی مثل ہے کہ برابر ہو جائے۔ وہ ہر شے کو وجود کے بعد فنا کرنے والا ہے کہ ایک دن پھر ویسا ہی ہو جائے اور اس کے لئے دنیا کا فنا کر دینا اس سے زیادہ حیرت انگیز نہیں ہے کہ جب اس نے اس کی اختراع و ایجاد کی تھی اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ صورت حال یہ ہے کہ اگر تمام حیوانات پرندہ اور چرندہ۔ رات کو منزل پر واپس آنے والے اور منزل میں رہ جانے والے۔ طرح طرح کے انواع و اقسام والے اور تمام انسان غبی اور ہوشمند سب مل کر ایک مچھر کو ایجاد کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے ہیں اور نہ انھیں یہ اندازہ ہو گا کہ اس کی ایجاد کا طریقہ اور راستہ کیا ہے بلکہ ان کی عقلیں اسی راہ میں گم ہو جائیں گی اور ان کی طاقتیں جواب دے جائیں گی اور عاجز و درماندہ ہو کر میدان عمل سے واپس آجائیں گی اور انھیں محسوس ہو جائے گا کہ ان پر کسی کا غلبہ ہے اور انھیں اپنی عاجزی کا اقرار بھی ہو گا اور انھیں فنا کر دینے کے بارے میں بھی کمزوری کا اعتراف ہوگا۔

وہ خدائے پاک و پاکیزہ ہی ہے جو دنیا کے فنا ہو جانے کے بعد بھی رہنے والا ہے اور اس کے ساتھ رہنے والا کوئی نہیں ہے۔ ابتدا میں بھی ایسا ہی تھا اور انتہا میں بھی ایسا ہی ہونے والا ہے۔ اس کے لئے نہ وقت ہے نہ مکان۔ نہ ساعت ہے نہ زمانہ۔ اس وقت مدت اور وقت سب فنا ہو جائیں گے اور ساعت و سال سب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس خدائے واحد و قہار کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے۔ اسی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے اور کسی شے کو بھی اپنی ایجاد سے پہلے اپنی تخلیق کا یارا نہ تھا اور نہ فنا ہوتے وقت انکار کرنے کا دم ہو گا۔ اگر اتنی ہی طاقت ہوتی تو ہمیشہ نہ رہ جاتے۔ اس مالک کو کسی شے کے بنانے میں کسی زحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا اور اسے کسی شے کی تخلیق و ایجاد تھکا بھی نہیں سکی۔ اس نے اس کائنات کو نہ اپنی حکومت کے استحکام کے لئے بنایا ہے اور نہ کسی زوال اور نقصان کے خوف سے بچنے کے لئے۔ نہ اسے کسی مد مقابل کے مقابلہ میں مدد کی ضرورت تھی اور نہ وہ کسی حملہ آور دشمن سے بچنا چاہتا تھا۔ اس کا مقصد اپنے ملک میں کوئی اضافہ تھا اور نہ کسی شریک کے سامنے اپنی کثرت کا اظہار تھا اور نہ تنہائی کی وحشت سے انس حاصل کرنا تھا۔

اس کے بعد وہ اس کائنات کو فنا کر دے گا۔ نہ اس لئے کہ اس کی تدبیر اور اس کے تصرفات سے عاجز آگیا ہے اور نہ اس لئے کہ اب آرام کرنا چاہتا ہے یا اس پر کسی خاص چیز کا بوجھ پڑ رہا ہے

دنیا میں ایجادات اور حکومات کا فلسفہ یہی ہوتا ہے کہ کوئی ایجادات کے ذریعہ حکومت کا استحکام چاہتا ہے اور کوئی حکومت کے ذریعہ خطرات کا مقابلہ کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے بہت ممکن تھا کہ بعض جاہل افراد مالک کائنات کی تخلیق اور اس کی حکومت کے بارے میں بھی اسی طرح کا خیال قائم کر لیتے۔

حضرت نے یہ چاہا کہ اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا جائے اور اس حقیقت کو بے نقاب کر دیا جائے کہ خالق و مخلوق میں بے پناہ فرق ہے اور کسی بھی مخلوق کا قیاس خالق پر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مخلوق کا مزاج احتیاج ہے اور خالق کا کمال بے نیازی ہے لہٰذا دونوں کے بارے میں ایک طرح کے تصورات نہیں قائم کئے جا سکتے ہیں۔

يَمَلُّهُ طُولُ بَقَائِهَا فَيَدْعُوهُ إِلَى سُرْعَةِ إِفْنَائِهَا، وَلَكِنَّهُ سُبْحَانَهُ دَبَّرَهَا بِلُطْفِهِ، وَأَمْسَكَهَا بِأَمْرِهِ، وَأَتْقَنَهَا بِقُدْرَتِهِ، ثُمَّ يُعِيدُهَا بَعْدَ الْفَنَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ مِنْهُ إِلَيْهَا، وَلَا اسْتِعَانَةٍ بِشَيْءٍ مِنْهَا عَلَيْهَا، وَلَا لِانْصِرَافٍ مِنْ حَالِ وَحْشَةٍ إِلَى حَالِ اسْتِئْنَاسٍ، وَلَا مِنْ حَالِ جَهْلٍ وَعَمًى إِلَى حَالِ عِلْمٍ وَالْتِمَاسٍ، وَلَا مِنْ فَقْرٍ إِلَى غِنًى وَكَثْرَةٍ، وَلَا مِنْ ذُلٍّ وَضَعَةٍ إِلَى عِزٍّ وَقُدْرَةٍ.

١٨٧

ومن خطبة له (عليه السلام)

وهي في ذكر الملاحم

أَلَا بِأَبِي وَأُمِّي، هُمْ مِنْ عِدَّةٍ أَسْمَاؤُهُمْ فِي السَّمَاءِ مَعْرُوفَةٌ وَفِي الْأَرْضِ مَجْهُولَةٌ. أَلَا فَتَوَقَّعُوا مَا يَكُونُ مِنْ إِدْبَارِ أُمُورِكُمْ، وَانْقِطَاعِ وُصَلِكُمْ، وَاسْتِعْمَالِ صِغَارِكُمْ. ذَاكَ حَيْثُ تَكُونُ ضَرْبَةُ السَّيْفِ عَلَى الْمُؤْمِنِ أَهْوَنَ مِنَ الدِّرْهَمِ مِنْ حِلِّهِ. ذَاكَ حَيْثُ يَكُونُ الْمُعْطَى أَعْظَمَ أَجْراً مِنَ الْمُعْطِي. ذَاكَ حَيْثُ تَسْكَرُونَ مِنْ غَيْرِ شَرَابٍ، بَلْ مِنَ النِّعْمَةِ وَالنَّعِيمِ، وَتَحْلِفُونَ مِنْ غَيْرِ اضْطِرَارٍ، وَتَكْذِبُونَ مِنْ غَيْرِ إِحْرَاجٍ (إحواج). ذَاكَ إِذَا عَضَّكُمُ الْبَلَاءُ كَمَا يَعَضُّ الْقَتَبُ غَارِبَ الْبَعِيرِ. مَا أَطْوَلَ هَذَا الْعَنَاءَ، وَأَبْعَدَ هَذَا الرَّجَاءَ!

أَيُّهَا النَّاسُ، أَلْقُوا هَذِهِ الْأَزِمَّةَ الَّتِي تَحْمِلُ ظُهُورُهَا الْأَثْقَالَ مِنْ أَيْدِيكُمْ، وَلَا تَصَدَّعُوا عَلَى سُلْطَانِكُمْ فَتَذُمُّوا غِبَّ فِعَالِكُمْ. وَلَا تَقْتَحِمُوا مَا اسْتَقْبَلْتُمْ مِنْ فَوْرِ نَارِ الْفِتْنَةِ، وَأَمِيطُوا عَنْ سَنَنِهَا، وَخَلُّوا قَصْدَ السَّبِيلِ لَهَا، فَقَدْ لَعَمْرِي يَهْلِكُ فِي لَهَبِهَا الْمُؤْمِنُ، وَيَسْلَمُ فِيهَا غَيْرُ الْمُسْلِمِ.

إِنَّمَا مَثَلِي بَيْنَكُمْ كَمَثَلِ السِّرَاجِ فِي الظُّلْمَةِ، يَسْتَضِيءُ بِهِ مَنْ وَلَجَهَا. فَاسْمَعُوا أَيُّهَا النَّاسُ وَعُوا، وَأَحْضِرُوا آذَانَ قُلُوبِكُمْ تَفْهَمُوا (تفقهوا).

١٨٨

ومن خطبة له (عليه السلام)

في الوصية بأمور

التقوى

أُوصِيكُمْ، أَيُّهَا النَّاسُ، بِتَقْوَى اللَّهِ وَكَثْرَةِ حَمْدِهِ عَلَى آلَائِهِ

احراج ۔ تنگی
قتب ۔ پالان
غارب ۔ گردن اور کوہان کا درمیانی حصہ
ازمہ ۔ جمع زمام
لاتصدعوا ۔ متفرق نہ ہو جاؤ
فورنار ۔ آگ کا بھڑکنا
امیطوا ۔ زائل کرو
قصد السبیل ۔ سیدھا راستہ

① اگرچہ عمومی قانون یہی ہے کہ عطا کرنے والے کا مرتبہ لینے والے سے بلند تر ہوتا ہے اور اصل اجر راہ خدا میں عطا کرنے والے ہی کا ہوتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی معاملہ اس کے برعکس بھی ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب عطا کرنے والا دولت کے نشہ میں مست ہو کر قصد قربت کو نظر انداز کر دیتا ہے اور صرف اپنی دولت و ثروت کے مظاہرہ کے لئے صدقات و خیرات کا سلسلہ شروع کرتا ہے اور اس کے برعکس لینے والا ذاتی طور پر انتہائی شریف اور غیرت دار ہوتا ہے لیکن حالات کی بنا پر ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو جاتا ہے اور صدقات و خیرات پر گزارہ کرنے لگتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے فقیر کا مرتبہ پروردگار کے نزدیک اس غنی سے یقیناً بالاتر ہے اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

مصادر خطبہ ۱۸۷ کتاب صفین ابوالحسن المدائنی ۔ ربیع الابرار زمخشری (باب المال الکسب) بحار الانوار کتاب الفتن
مصادر خطبہ ۱۸۸ الاعجاز والایجاز ابومنصور الثعالبی ص۳۱ ، بحار الانوار ۷۰ ص ۲۳۲

لی بقائے کائنات نے اسے تھکا دیا ہے تو اب اسے مٹا دینا چاہتا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ اس نے اپنے لطف سے اس کی تدبیر کی ہے اپنے امر سے اسے روک رکھا ہے۔ اپنی قدرت سے اسے مستحکم بنایا ہے اور پھر فنا کرنے کے بعد دوبارہ ایجاد کرے گا حالانکہ اس کی بھی نہ اسے کسی شے کی ضرورت ہے اور نہ کسی سے مدد لینا ہوگی۔ نہ وحشت سے انس کی طرف منتقل ہونا ہوگا اور نہ جہالت و تاریکی سے علم اور تجربہ کی طرف آنا ہوگا نہ فقر و احتیاج سے مالداری اور کثرت کی تلاش ہوگی اور نہ ذلت و کمزوری سے عزت اور قدرت کی جستجو ہوگی۔

۱۸۷۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں حوادث روزگار کا ذکر کیا گیا ہے)

میرے ماں باپ ان چند افراد پر قربان ہو جائیں جن کے نام آسمان میں معروف ہیں اور زمین میں مجہول۔ آگاہ ہو جاؤ اور اس وقت کا انتظار کرو جب تمہارے امور الٹ جائیں گے اور تعلقات ٹوٹ جائیں گے اور بچوں کے ہاتھ میں اقتدار آجائے گا۔ وہ وقت ہوگا جب ایک درہم کے حلال کے ذریعہ حاصل کرنے سے آسان تر تلوار کا زخم ہوگا اور لینے والے فقیر کا اجر دینے والے مالدار سے زیادہ ہوگا۔ (۴۵)

تم بغیر کسی شراب کے نعمتوں کے نشہ میں سرمست ہوگے اور بغیر کسی مجبوری کے قسم کھاؤ گے اور بغیر کسی ضرورت کے جھوٹ بولوگے اور یہی وہ وقت ہوگا جب بلائیں تمہیں اس طرح کاٹ کھائیں گی جس طرح اونٹ کی پیٹھ کو پالان۔ ہائے یہ رنج و الم کس قدر طویل ہوگا اور اس سے نجات کی امید کس قدر دور تر ہوگی۔

لوگو! ان سواریوں کی باگ ڈور اتار کر پھینک دو جن کی پشت پر تمہارے ہی ہاتھوں گناہوں کا بوجھ ہے اور اپنے حاکم سے اختلاف نہ کرو کہ بعد میں اپنے کئے پر پچھتانا پڑے۔ وہ آگ کے شعلے جو تمہارے سامنے ہیں ان میں کود نہ پڑو۔ ان کی راہ سے الگ ہو کر چلو اور راستہ کو ان کے لئے خالی کر دو کہ میری جان کی قسم اس فتنہ کی آگ میں مومن ہلاک ہو جائے گا اور غیر مسلم محفوظ رہے گا۔

میری مثال تمہارے درمیان اندھیرے میں چراغ جیسی ہے کہ جو اس میں داخل ہو جائے گا وہ روشنی حاصل کرے گا۔ لہٰذا خدارا میری بات سنو اور سمجھو۔ اپنے دلوں کے کانوں کو میری طرف مصروف کرو تاکہ بات سمجھ سکو۔

۱۸۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(مختلف امور کی وصیت کرتے ہوئے)

ایہا الناس! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں تقویٰ الٰہی اور نعمتوں، احسانات اور فضل و کرم پر شکر خدا ادا کرنے کی

جس طرح مالک نے رسول اکرمؐ کو جاہلیت کے اندھیرے میں سراج منیر بنا کر بھیجا تھا اسی طرح فتنوں کے اندھیروں میں مولائے کائنات کی ذات ایک روشن چراغ کی ہے کہ اگر انسان اس چراغ کی روشنی میں زندگی گذارے تو کوئی فتنہ اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا ہے اور کسی اندھیرے میں اس کے بھٹکنے کا امکان نہیں ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ اس چراغ کی روشنی میں قدم آگے بڑھائے ورنہ اگر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور اندھے پن کے ساتھ قدم آگے بڑھاتا رہا تو چراغ روشن رہے گا اور انسان گمراہ ہو جائے گا جس کی طرف ان کلمات کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے کہ خدارا میری بات سنو اور سمجھو کہ اس کے بغیر ہدایت کا کوئی امکان نہیں ہے اور گمراہی کا خطرہ ہرگز نہیں ٹل سکتا ہے۔

إِلَيْكُمْ، وَنَعْمَائِهِ عَلَيْكُمْ، وَبَلَائِهِ لَدَيْكُمْ. فَكَمْ خَصَّكُمْ (خصكم) بِنِعْمَةٍ، وَتَدَارَكَكُمْ بِرَحْمَةٍ! أَعْوَرْتُمْ لَهُ فَسَتَرَكُمْ، وَتَعَرَّضْتُمْ لِأَخْذِهِ فَأَمْهَلَكُمْ!

الموت

وَأُوصِيكُمْ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَإِقْلَالِ الْغَفْلَةِ عَنْهُ. وَكَيْفَ غَفْلَتُكُمْ عَمَّا لَيْسَ يُغْفِلُكُمْ، وَطَمَعُكُمْ فِيمَنْ لَيْسَ يُمْهِلُكُمْ! فَكَفَى وَاعِظاً بِمَوْتَى عَايَنْتُمُوهُمْ، حُمِلُوا إِلَى قُبُورِهِمْ غَيْرَ رَاكِبِينَ، وَأُنْزِلُوا فِيهَا غَيْرَ نَازِلِينَ. فَكَأَنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا لِلدُّنْيَا عُمَّاراً، وَكَأَنَّ الْآخِرَةَ لَمْ تَزَلْ لَهُمْ دَاراً. أَوْحَشُوا مَا كَانُوا يُوطِنُونَ، وَأَوْطَنُوا مَا كَانُوا يُوحِشُونَ، وَاشْتَغَلُوا بِمَا فَارَقُوا، وَأَضَاعُوا مَا إِلَيْهِ انْتَقَلُوا. لَا عَنْ قَبِيحٍ يَسْتَطِيعُونَ انْتِقَالاً، وَلَا فِي حَسَنٍ يَسْتَطِيعُونَ ازْدِيَاداً. أَنِسُوا بِالدُّنْيَا فَغَرَّتْهُمْ، وَوَثِقُوا بِهَا فَصَرَعَتْهُمْ.

سرعة النفاد

فَسَابِقُوا - رَحِمَكُمُ اللَّهُ - إِلَى مَنَازِلِكُمُ الَّتِي أُمِرْتُمْ أَنْ تَعْمُرُوهَا، وَالَّتِي رَغِبْتُمْ فِيهَا، وَدُعِيتُمْ إِلَيْهَا. وَاسْتَتِمُّوا نِعَمَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ عَلَى طَاعَتِهِ، وَالْمُجَانَبَةِ لِمَعْصِيَتِهِ، فَإِنَّ غَداً مِنَ الْيَوْمِ (الايام) قَرِيبٌ. مَا أَسْرَعَ السَّاعَاتِ فِي الْيَوْمِ، وَأَسْرَعَ الْأَيَّامَ فِي الشَّهْرِ، وَأَسْرَعَ الشُّهُورَ فِي السَّنَةِ، وَأَسْرَعَ السِّنِينَ (السنة) فِي الْعُمُرِ!

١٨٩

و من كلام له (عليه السلام)

في الايمان و وجوب الهجرة

اقسام الايمان

فَمِنَ الْإِيمَانِ مَا يَكُونُ ثَابِتاً مُسْتَقِرّاً فِي الْقُلُوبِ، وَمِنْهُ مَا يَكُونُ عَوَارِيَ بَيْنَ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ. فَإِذَا كَانَتْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ مِنْ أَحَدٍ فَقِفُوهُ حَتَّى يَحْضُرَهُ الْمَوْتُ، فَعِنْدَ ذَلِكَ يَقَعُ حَدُّ الْبَرَاءَةِ.

وجوب الهجرة

وَالْهِجْرَةُ قَائِمَةٌ عَلَى حَدِّهَا الْأَوَّلِ. مَا كَانَ لِلَّهِ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ حَاجَةٌ مِنْ مُسْتَسِرِّ الْإِمَّةِ وَمُعْلِنِهَا. لَا يَقَعُ اسْمُ الْهِجْرَةِ عَلَى أَحَدٍ (الا) بِمَعْرِفَةِ الْحُجَّةِ فِي الْأَرْضِ. فَمَنْ عَرَفَهَا وَأَقَرَّ بِهَا فَهُوَ مُهَاجِرٌ. وَلَا يَقَعُ

بلاء - احسان

اعورتم - برہنہ ہوگئے

اخذ - مواخذہ

اغفلہ - نظرانداز کردیا

اوطن - وطن بنالیا

اوحش - ترک کردیا

عواری - جمع عاریہ

حدہا الاول - سابق حکم

استسر الامر - چھپا دیا

اِمّہ - حالت

(۱) خدا جانتا ہے کہ انسان کس طرح اپنے اعمال کے ذریعہ برہنہ ہو جاتا ہے اور اس کی نگاہ کے سامنے کھل کر گناہ کرتا ہے - لیکن اس کا کرم ہے کہ وہ بندہ کے راز کو فاش نہیں کرتا ہے اور مسلسل پردہ داری کرتا رہتا ہے - اسی بنا پر روایات میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اگر پروردگار کی طرف سے پردہ پوشی کا انتظام نہ ہوتا تو تم ایک دوسرے کو دفن کرنے کے لئے بھی تیار نہ ہوتے - یہ صرف اس کا کرم ہے کہ سماجی تعلقات زندہ ہیں اور معاشرہ چل رہا ہے -

مصادر خطبہ ۱۸۹ الایجاز والاعجاز ثعالبی ص ۳۲ ، بصائر الدرجات صفار (متوفی ۲۹۰ھ) ص ۳۱ ، کتاب غضب امیر المومنین مسعدہ بن صدقہ ، عیون الاخبار صدوق ص ۱۶۳ ، خصال صدوق ۲ ص ۱۳۰ ، غرر الحکم آمدی ص ۸ ، مستدرک حاکم ۲ ص ۳۶۶ ، جامع بیان العلم ابن عبدالبر ۱ ص ۱۱۳ ، اصابہ ابن حجر ۲ ص ۵۰۹ ، الریاض النضرہ محب طبری ص ۱۹۸ ، تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۲۴ ، الفتوحات المکیہ احمد زینی دحلان ۲ ص ۳۳۷ ، ینابیع المودہ قندوزی ص ۲۲۳ ،

دیکھو کتنی نعمتیں ہیں جو اس نے تمھیں عنایت کی ہیں اور کتنی برائیوں کی مکافات سے اپنی رحمت کے ذریعہ بچالیا ہے۔ تم نے کھل کر گناہ کئے اور اس نے پردہ پوشی کی۔ تم نے قابل مواخذہ اعمال انجام دئے اور اس نے تمھیں مہلت دے دی۔

میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ موت کو یاد رکھو اور اس سے غفلت نہ برتو۔ آخر اس سے کیسے غفلت کر رہے ہو جو تم سے غفلت کرنیوالی نہیں ہے اور اس فرشتۂ موت سے کیسے امید لگائے ہو جو ہرگز مہلت دینے والا نہیں ہے۔ تمھاری نصیحت کے لئے وہ مُردے ہی کافی ہیں جنھیں تم دیکھ چکے ہو کہ کس طرح اپنی قبروں کی طرف بغیر سواری کے لیجائے گئے اور کس طرح قبر میں اتار دئے گئے کہ خود سے اُترنے کے بھی قابل نہیں تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کبھی اس دنیا کو بسایا ہی نہیں تھا اور گویا کہ آخرت ہی ان کا ہمیشگی کا مکان ہے۔ وہ جہاں آباد تھے اسے وحشت کدہ بنا گئے اور جس سے وحشت کھاتے تھے وہاں جاکر آباد ہو گئے۔ یہ اسی میں مشغول رہے تھے جس کو چھوڑنا پڑا اور اسے برباد کرتے رہے تھے جدھر جانا پڑا۔ اب نہ کسی بُرائی سے بچ کر کہیں جا سکتے ہیں اور نہ کسی نیکی میں کوئی اضافہ کر سکتے ہیں۔ دنیا سے انس پیدا کیا تو اس نے دھوکہ دے دیا اور اس پر اعتبار کر لیا تو اس نے تباہ و برباد کر دیا۔

خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ اب سے سبقت کرو ان منازل کی طرف جن کو آباد کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی طرف سفر کرنے کی رغبت دلائی گئی ہے اور دعوت دی گئی ہے۔ اللہ کی نعمتوں کی تکمیل کا انتظام کرو اس کی اطاعت کے انجام دینے اور معصیتوں سے پرہیز کرنے پر صبر کے ذریعہ۔ اس لئے کہ کل کا دن آج کے دن سے دور نہیں ہے۔ دیکھو دن کی ساعتیں، مہینہ کے دن، سال کے مہینے اور زندگی کے سال کس تیزی سے گذر جاتے ہیں۔

۱۸۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(ایمان اور وجوب ہجرت کے بارے میں)

ایمان[1] کا ایک وہ حصہ ہے جو دلوں میں ثابت اور مستحکم ہوتا ہے اور ایک وہ حصہ ہے جو دل اور سینے کے درمیان عارضی طور پر رہتا ہے لہٰذا اگر کسی سے برائت اور بیزاری بھی کرنا ہو تو اتنی دیر انتظار کرو کہ اسے موت آجائے کہ اس وقت بیزاری برمحل ہوگی۔

ہجرت[2] کا قانون آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔ اللہ کسی قوم کا محتاج نہیں ہے چاہے جو خفیہ طور پر مومن رہے یا علی اعلان ایمان کا اظہار کرے۔ ہجرت کا اطلاق حجت خدا کی معرفت کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا جو شخص اس کی معرفت حاصل کر کے اس کا اقرار کرلے وہی مہاجر ہے،

---

[1] ایمان وہ عقیدہ ہے جو انسان کے دل کی گہرائیوں میں پایا جاتا ہے اور جس کا واقعی اظہار انسان کے عمل اور کردار سے ہوتا ہے کہ عمل اور کردار کے بغیر ایمان صرف ایک دعویٰ رہتا ہے جس کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی ہے۔

لیکن یہ ایمان بھی دو طرح کا ہوتا ہے۔ کبھی انسان کے دل کی گہرائیوں میں یوں پیوست ہو جاتا ہے کہ زمانہ کے جھکڑ بھی اسے ہلا نہیں سکتے ہیں اور کبھی حالات کی بنا پر تزلزل کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرتؑ نے اس دوسری قسم کے پیش نظر ارشاد فرمایا ہے کہ کسی انسان کی بدکرداری کی بنا پر برائت کرنا ہے تو اتنا انتظار کرو کہ اسے موت آجائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ ایمان اس کے دل کی گہرائیوں میں ثابت نہیں تھا ورنہ توبہ و استغفار کرکے راہ راست پر آجاتا۔

[2] ہجرت کا واقعی مقصد جان کا بچانا نہیں بلکہ ایمان کا بچانا ہوتا ہے لہٰذا جب تک ایمان کے تحفظ کا انتظام نہ ہو جائے اس وقت تک ہجرت کا کوئی مفہوم نہیں ہے اور جب معرفت حجت کے ذریعہ ایمان کے تحفظ کا انتظام ہو جائے تو گویا کہ انسان مہاجر ہو گیا چاہے اس کا قیام کسی منزل پر کیوں نہ رہے۔

اسْمُ الاِسْتِضْعَافِ عَلَى مَنْ بَلَغَتْهُ الْحُجَّةُ فَسَمِعَتْهَا أُذُنُهُ وَ وَعَاهَا قَلْبُهُ.

صعوبة الإيمان

إِنَّ أَمْرَنَا صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ، لَا يَحْمِلُهُ إِلَّا عَبْدٌ مُؤْمِنٌ امْتَحَنَ اللَّهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، وَ لَا يَعِي حَدِيثَنَا إِلَّا صُدُورٌ أَمِينَةٌ، وَ أَحْلَامٌ رَزِينَةٌ.

علم الوصي

أَيُّهَا النَّاسُ، سَلُونِي قَبْلَ أَنْ تَفْقِدُونِي، فَلَأَنَا بِطُرُقِ السَّمَاءِ أَعْلَمُ مِنِّي بِطُرُقِ الْأَرْضِ، قَبْلَ أَنْ تَشْغَرَ بِرِجْلِهَا فِتْنَةٌ تَطَأُ فِي خِطَامِهَا، وَ تَذْهَبُ بِأَحْلَامِ قَوْمِهَا.

۱۹۰

و من خطبة له (ع)

يحمد الله ويثني على نبيه و يعظ بالتقوى

حمد الله سبحانه و تعالى

أَحْمَدُهُ شُكْراً لِإِنْعَامِهِ، وَأَسْتَعِينُهُ عَلَى وَظَائِفِ حُقُوقِهِ، عَزِيزَ الْجُنْدِ، عَظِيمَ الْمَجْدِ.

الثناء على النبي (ص)

وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ، دَعَا إِلَى طَاعَتِهِ، وَ قَاهَرَ أَعْدَاءَهُ جِهَاداً عَنْ دِينِهِ، لَا يَثْنِيهِ عَنْ ذَلِكَ اجْتِمَاعٌ عَلَى تَكْذِيبِهِ، وَ الْتِمَاسٌ لِإِطْفَاءِ نُورِهِ.

العظة بالتقوى

فَاعْتَصِمُوا بِتَقْوَى اللَّهِ، فَإِنَّ لَهَا حَبْلاً وَثِيقاً عُرْوَتُهُ وَمَعْقِلاً مَنِيعاً ذِرْوَتُهُ. وَبَادِرُوا الْمَوْتَ وَ غَمَرَاتِهِ، وَامْهَدُوا لَهُ قَبْلَ حُلُولِهِ، وَأَعِدُّوا لَهُ قَبْلَ نُزُولِهِ: فَإِنَّ الْغَايَةَ الْقِيَامَةُ، وَ كَفَى بِذَلِكَ وَاعِظاً لِمَنْ عَقَلَ، وَ مُعْتَبَراً لِمَنْ جَهِلَ! وَ قَبْلَ بُلُوغِ الْغَايَةِ مَا تَعْلَمُونَ مِنْ ضِيقِ الْأَرْمَاسِ، وَ شِدَّةِ الْإِبْلَاسِ، وَ هَوْلِ الْمُطَّلَعِ، وَرَوْعَاتِ الْفَزَعِ، وَاخْتِلَافِ الْأَضْلَاعِ، وَاسْتِكَاكِ الْأَسْمَاعِ، وَ ظُلْمَةِ اللَّحْدِ، وَ خِيفَةِ الْوَعْدِ، وَ غَمِّ الضَّرِيحِ، وَرَدْمِ الصَّفِيحِ.

فَاللَّهَ اللَّهَ عِبَادَ اللَّهِ! فَإِنَّ الدُّنْيَا مَاضِيَةٌ بِكُمْ عَلَى سَنَنٍ، وَ أَنْتُمْ وَ السَّاعَةُ فِي قَرَنٍ، وَ كَأَنَّهَا قَدْ جَاءَتْ بِأَشْرَاطِهَا، وَ أَزِفَتْ

احلام - عقول
شغر برجلہ - پیر اٹھایا
خطام - مہار
معقل - پناہ گاہ
ذروہ - بلندی
مبادرۃ الموت - موت کی تیاری
غمرات - سختیاں
ارماس - قبریں
ابلاس - رنج و غم
مطلع - محل اطلاع
روعات - پریشانیاں
اختلاف اضلاع - تداخل
استکاک - بہرہ پن
غم - پردہ پوشی
صفیح - پتھر
سنن - راستہ
قرن - جوڑنا
اشراط - علامات
ازفت - قریب ہو گئی

مصادر خطبہ ۱۹۰ غرر الحکم آمدی ص۸۳ (منقول از ابن نباتہ متوفی ۳۷۴ھ)

طرح مستضعف اسے نہیں کہا جاتا ہے جس تک خدائی دلیل پہونچ جائے اور وہ اسے سُن بھی لے اور دل میں جگہ بھی دیدے۔
ہمارا معاملہ[1] نہایت درجہ سخت اور دشوار گذار ہے۔ اس کا تحمل صرف وہ بندۂ مومن کر سکتا ہے جس کے دل کا امتحان ایمان کے لئے لیا جا چکا ہو۔ ہماری باتیں صرف انھیں سینوں میں رہ سکتی ہیں جو امانتدار ہوں اور انھیں عقلوں میں سما سکتی ہیں جو ٹھوس اور مستحکم ہوں۔
لوگو! جو چاہو مجھ سے دریافت کر لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں آسمان کے راستوں کو زمین کی راہوں سے بہتر جانتا ہوں۔ مجھ سے دریافت کر لو قبل اس کے کہ وہ فتنہ اپنے پیر اٹھا لے جو اپنی مہار کو بھی پیروں تلے روندنے والا ہے اور جس سے قوم کی عقلوں کے زوال کا اندیشہ ہے۔

۱۹۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں حمدِ خدا۔ ثنائے رسولؐ اور نصیحت تقویٰ کا ذکر کیا گیا ہے)

میں اس کی حمد کرتا ہوں اس کے انعام کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اور اس سے مدد چاہتا ہوں اس کے حقوق سے عہدہ برآ ہونے کے لئے۔ اس کا لشکر غالب ہے اور بزرگی عظیم ہے۔

میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ انھوں نے اس کی اطاعت کی دعوت دی ہے اور اس کے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا ہے اس کے دین میں جہاد کے ذریعہ۔ انھیں اس بات سے نہ ظالموں کا ان کے جھٹلانے پر اجتماع روک سکا ہے اور نہ ان کی نورِ ہدایت کو خاموش کرنے کی خواہش منع کر سکی ہے۔

تم لوگ تقویٰ الٰہی سے وابستہ ہو جاؤ کہ اس کی ریسمان کے بندھن مضبوط اور اس کی پناہ کی چوٹی ہر جہت سے محفوظ ہے۔ موت اور اس کی سختیوں کے سامنے آنے سے پہلے اس کی طرف سبقت کرو اور اس کے آنے سے پہلے زمین ہموار کر لو۔ اس کے نزول سے پہلے تیاری مکمل کر لو کہ انجام کار بہر حال قیامت ہے اور یہ بات ہر اس شخص کی نصیحت کے لئے کافی ہے جو صاحب عقل ہو اور اس میں جاہل کے لئے بھی عبرت کا سامان ہے اور تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ اس انجام تک پہونچنے سے پہلے تنگیٔ لحد اور شدت برزخ کا بھی سامنا ہے جہاں برزخ کی ہولناکی۔ خوف کی دہشت۔ پسلیوں کا اِدھر سے اُدھر ہو جانا۔ کانوں کا بہرہ ہو جانا۔ قبر کی تاریکیاں۔ عذاب کی دھمکیاں۔ قبر کے سوراخ کا بند کیا جانا اور پتھر کی سلوں سے پاٹ دیا جانا بھی ہے۔

بندگانِ خدا! اللہ کو یاد رکھو کہ دنیا تمھارے لئے ایک ہی راستہ پر چل رہی ہے اور تم قیامت کے ساتھ ایک ہی رسی میں بندھے ہوئے ہو اور گویا کہ اس نے اپنے علامات کو نمایاں کر دیا ہے اور اس کے جھنڈے قریب آچکے ہیں۔

---

[1] بعض حضرات کا خیال ہے کہ اہلبیتؑ کے معاملہ سے مراد دین و ایمان اور عقیدہ و کردار ہے کہ اس کا ہر حال میں برقرار رکھنا اور اس سے کسی بھی حال میں دست بردار نہ ہونا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے ورنہ لوگ ادنیٰ مصیبت میں بھی دین سے دست بردار ہو جاتے ہیں اور جان بچانے کی پناہ گاہیں ڈھونڈنے لگتے ہیں۔
اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد اہلبیتؑ کی روحانی عظمت اور ان کی نورانی منزل ہے جس کا ادراک ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بڑی معرفت درکار ہے لیکن بہر حال اس تصور میں بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کو بھی شامل کرنا پڑے گا ورنہ صرف عقیدہ قائم کرنے کے لئے امتحان شدہ اور مستحکم ہوئے دل کی ضرورت نہیں ہے۔

بِأَفْرَاطِهَا، وَ وَقَفَتْ بِكُمْ عَلَىٰ صِرَاطِهَا (اسراطها)، وَ كَأَنَّهَا قَدْ أَشْرَفَتْ
بِزَلَازِلِهَا، وَ أَنَاخَتْ بِكَلَاكِلِهَا، وَ انْصَرَمَتِ (انصرفت) الدُّنْيَا بِأَهْلِهَا،
وَ أَخْرَجَتْهُمْ مِنْ حِضْنِهَا، فَكَانَتْ كَيَوْمٍ مَضَىٰ، أَوْ شَهْرٍ انْقَضَىٰ، وَ صَارَ
جَدِيدُهَا رَثّاً، وَ سَمِينُهَا غَثّاً. فِي مَوْقِفٍ ضَنْكِ الْمَقَامِ، وَ أُمُورٍ مُشْتَبِهَةٍ
عِظَامٍ، وَ نَارٍ شَدِيدٍ كَلَبُهَا، عَالٍ لَجَبُهَا، سَاطِعٍ لَهَبُهَا، مُتَغَيِّظٍ زَفِيرُهَا،
مُتَأَجِّجٍ سَعِيرُهَا، بَعِيدٍ خُمُودُهَا، ذَاكٍ وُقُودُهَا، مَخُوفٍ وَعِيدُهَا، عَمٍ قَرَارُهَا،
مُظْلِمَةٍ أَقْطَارُهَا، حَامِيَةٍ قُدُورُهَا، فَظِيعَةٍ أُمُورُهَا. «وَ سِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا
رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَراً». قَدْ أُمِنَ الْعَذَابُ، وَ انْقَطَعَ الْعِتَابُ، وَ زُحْزِحُوا
عَنِ النَّارِ، وَ اطْمَأَنَّتْ بِهِمُ الدَّارُ، وَ رَضُوا الْمَثْوَىٰ وَ الْقَرَارَ. الَّذِينَ كَانَتْ
أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا زَاكِيَةً، وَ أَعْيُنُهُمْ بَاكِيَةً، وَ كَانَ لَيْلُهُمْ فِي
دُنْيَاهُمْ نَهَاراً، تَخَشُّعاً وَ اسْتِغْفَاراً، وَ كَانَ نَهَارُهُمْ لَيْلاً، تَوَحُّشاً وَ انْقِطَاعاً،
فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُمُ الْجَنَّةَ مَآباً، وَ الْجَزَاءَ ثَوَاباً، «وَ كَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَ أَهْلَهَا»
فِي مُلْكٍ دَائِمٍ، وَ نَعِيمٍ قَائِمٍ.

فَارْعَوْا عِبَادَ اللَّهِ مَا بِرِعَايَتِهِ يَفُوزُ فَائِزُكُمْ، وَ بِإِضَاعَتِهِ يَخْسَرُ
مُبْطِلُكُمْ، وَ بَادِرُوا آجَالَكُمْ بِأَعْمَالِكُمْ، فَإِنَّكُمْ مُرْتَهَنُونَ بِمَا أَسْلَفْتُمْ،
وَ مَدِينُونَ بِمَا قَدَّمْتُمْ، وَ كَأَنْ قَدْ نَزَلَ بِكُمُ الْمَخُوفُ، فَلَا رَجْعَةً تَنَالُونَ،
وَ لَا عَثْرَةً تُقَالُونَ. اسْتَعْمَلَنَا اللَّهُ وَ إِيَّاكُمْ بِطَاعَتِهِ وَ طَاعَةِ رَسُولِهِ،
وَ عَفَا عَنَّا وَ عَنْكُمْ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ.

اِلْزَمُوا الْأَرْضَ، وَ اصْبِرُوا عَلَى الْبَلَاءِ، وَ لَا تُحَرِّكُوا بِأَيْدِيكُمْ وَ سُيُوفِكُمْ
فِي هَوَىٰ أَلْسِنَتِكُمْ، وَ لَا تَسْتَعْجِلُوا بِمَا لَمْ يُعَجِّلْهُ اللَّهُ لَكُمْ، فَإِنَّهُ
مَنْ مَاتَ مِنْكُمْ عَلَىٰ فِرَاشِهِ وَ هُوَ عَلَىٰ مَعْرِفَةِ حَقِّ رَبِّهِ وَ حَقِّ رَسُولِهِ
وَ أَهْلِ بَيْتِهِ مَاتَ شَهِيداً، وَ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَ اسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَا
نَوَىٰ مِنْ صَالِحِ عَمَلِهِ، وَ قَامَتِ النِّيَّةُ مَقَامَ إِصْلَاتِهِ لِسَيْفِهِ، فَإِنَّ
لِكُلِّ شَيْءٍ مُدَّةً وَ أَجَلاً.

افراط - جمع فرط - پرچم ہدایت
کلاکل - سینے
انصرام - انقضاء
رث - بوسیدہ
غث - لاغر
کلب - بلا سیری کا کھانا
لجب - شور
تغیظ - بھڑکن
زفیر - آگ بھڑکنے کی آواز
ذکت - بھڑک اٹھی
عم قرارہا - جس کی گہرائی نہ مل سکے
لزوم الارض - سکون و قرار
اصلات - تلوار کھینچنا

(۱) اس بھوک کی شدت سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ جب ہم آتش جہنم سے سوال کریں گے کہ کیا تیرا شکم پر ہو گیا ہے تو کہے گی کہ کیا کچھ اور کا امکان ہے۔ گویا یہ وہ گرسنہ ہے جس کی بھوک ختم ہونے والی نہیں ہے اور اس کی غذا گنہگار انسانوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے لہٰذا ہوشیار ہو کر اس کا لقمہ نہ بن جاؤ اور اس کی شان "ہم فیہا خالدون" ہے اور اس کے قبضہ میں جانے والا ابھر نہیں سکتا ہے۔

اس جہنم سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ انسان صحیح عقیدہ اور نیک اعمال کا توشہ ساتھ لے کر دنیا سے جائے تاکہ اس آگ سے محفوظ کر دیا جائے ورنہ گروہ در گروہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

یں اپنے راستہ پر کھڑا کر دیا ہے اور گویا کہ وہ اپنے زلزلوں سمیت نمودار ہو گئی ہے اور اپنے سینے ٹیک دئے ہیں اور دنیا نے اپنے
ے منہ موڑ لیا ہے اور انھیں اپنی گود سے الگ کر دیا ہے۔ گویا کہ یہ ایک دن تھا جو گذر گیا یا ایک مہینہ تھا جو بیت گیا۔ اور اس کا
ہنہ ہو گیا اور اس کا تندرست لاغر ہو گیا۔ اس موقف میں جس کی جگہ تنگ ہے اور جس کے امور مشتبہ اور عظیم ہیں۔ وہ آگ ہے
زخم کاری ہے اور جس کے شعلے بلند ہیں۔ اس کی بھڑک نمایاں ہے اور بھڑکنے کی آوازیں غضب ناک ہیں۔ اس کی لپٹیں
یں اور بجھنے کے امکانات بعید ہیں۔ اس کا بھڑکنا تیز ہے اور اس کے خطرات دہشت ناک ہیں۔ اس کا گڑھا تاریک ہے اور اس کے
ں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اس کی دیگیں کھولتی ہوئی ہیں اور اس کے امور دہشت ناک ہیں۔ اس وقت صرف خدا رکھنے والوں کو گروہ گروہ
ت کی طرف لے جایا جائے گا جہاں عذاب سے محفوظ ہوں گے اور عتاب کا سلسلہ ختم ہو چکا ہوگا۔ جہنم سے الگ کر دئے جائیں گے اور اپنے
یں اطمینان سے رہیں گے۔ جہاں اپنی منزل اور اپنے مستقر سے خوش ہوں گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا میں پاکیزہ تھے اور
کی آنکھیں خوف خدا سے گریاں تھیں۔ ان کی راتیں خشوع اور استغفار کی بنا پر دن جیسی تھیں اور ان کے دن دہشت اور گوشہ نشینی
کی بنا پر رات جیسے تھے۔ اللہ نے جنت کو ان کی بازگشت کی منزل بنا دیا ہے اور جزاء آخرت کو ان کا ثواب۔ "یہ حقیقتاً اسی انعام
کے حقدار اور اہل تھے" جو ملک دائم اور نعیم ابدی میں رہنے والے ہیں۔

بندگان خدا! ان باتوں کا خیال رکھو جن کے ذریعہ سے کامیابی حاصل کرنیوالا کامیاب ہوتا ہے اور جن کو ضائع کر دینے سے باطل والوں کا
ا ہوتا ہے۔ اپنی موت کی طرف اعمال کیساتھ سبقت کرو کہ تم گذشتہ اعمال کے گروی ہو اور پہلے والے اعمال کے مقروض ہو اور اب گویا کہ خوفناک
زل ہو چکا ہے جس سے نہ واپسی کا امکان ہے اور نہ گناہوں کی معافی مانگنے کی گنجائش ہے۔ اللہ ہمیں اور تمھیں اپنی اور اپنے رسول
اطاعت کی توفیق دے اور اپنے فضل و رحمت سے ہم دونوں سے درگذر فرمائے۔

زمین سے چمٹے رہو اور بلاؤں پر صبر کرتے رہو۔ اپنے ہاتھ اور اپنی تلواروں کو زبان کی خواہشات کا تابع نہ بنانا اور جس چیز میں خدا نے
ت نہیں رکھی اس کی جلدی نہ کرنا کہ اگر کوئی شخص خدا اور رسولؐ و اہلبیتؑ کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے بستر پر مر جائے تو وہ بھی شہید ہی مرتا
اور اس کا اجر بھی خدا ہی کے ذمہ ہوتا ہے اور وہ اپنی نیت کے مطابق نیک اعمال کا ثواب بھی حاصل کر لیتا ہے کہ خود نیت بھی تلوار کھینچنے
قائم مقام ہو جاتی ہے اور ہر شے کی ایک مدت ہوتی ہے اور اس کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔

ت حالات اسقدر سنگین تھے کہ امامؑ کے مخلص اصحاب منافقین اور معاندین کی روش کو برداشت نہ کر سکتے تھے اور ہر ایک کی فطری خواہش تھی کہ تلوار اٹھانے کی اجازت
جائے اور دشمن کا خاتمہ کر دیا جائے جو ہر دور کے جذباتی انسان کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے۔ لیکن حضرت یہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی کام مرضی الٰہی اور
مصلحت اسلام کے خلاف ہو اور میرے مخلصین بھی جذبات و خواہشات کے تابع ہو جائیں لہٰذا پہلے آپ نے صبر و سکون کی تلقین کی اور اس امر کی طرف
رہ کیا کہ اسلام خواہشات کا تابع نہیں ہوتا ہے۔ اسلام کی شان یہ ہے کہ خواہشات اس کا اتباع کریں اور اس کے اشارہ پر چلیں۔ اس کے بعد
مخلصین کے اس نیک جذبہ کی طرف توجہ فرمائی کہ یہ شوق شہادت و قربانی رکھتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے حوصلے پست ہو جائیں اور یہ مایوس کا
ر ہو جائیں لہٰذا اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ شہادت کا دارومدار تلوار چلانے پر نہیں ہے۔ شہادت کا دارومدار اخلاص نیت کے ساتھ
جذبۂ قربانی پر ہے لہٰذا تم اس جذبہ کے ساتھ بستر پر بھی مر گئے تو تمھارا اشمار شہداء اور صالحین میں ہو جائے گا۔ تمھیں اس سلسلہ میں پریشان
ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔!

۱۹۱

و من خطبة له (عليه السلام)

يحمد الله ويثني على نبيه و يوصي بالزهد و التقوى

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْفَاشِي فِي الْخَلْقِ حَمْدُهُ، وَالْغَالِبِ جُنْدُهُ، وَ الْمُتَعَالِي جَدُّهُ، أَحْمَدُهُ عَلَى نِعَمِهِ التُّؤَامِ، وَآلَائِهِ الْعِظَامِ. الَّذِي عَظُمَ حِلْمُهُ فَعَفَا، وَعَدَلَ فِي كُلِّ مَا قَضَى، وَعَلِمَ مَا يَمْضِي وَمَا مَضَى، مُبْتَدِعِ (مبتدی) الْخَلَائِقِ بِعِلْمِهِ، وَمُنْشِئِهِمْ بِحُكْمِهِ، بِلَا اقْتِدَاءٍ وَلَا تَعْلِيمٍ، وَلَا احْتِذَاءٍ لِمِثَالِ صَانِعٍ حَكِيمٍ، وَلَا إِصَابَةِ خَطَإٍ، وَلَا حَضْرَةِ مَلَإٍ.

الرسول الأعظم (صلى الله عليه وآله)

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، ابْتَعَثَهُ وَالنَّاسُ يَضْرِبُونَ فِي غَمْرَةٍ، وَيَمُوجُونَ فِي حَيْرَةٍ. قَدْ قَادَتْهُمْ أَزِمَّةُ الْحَيْنِ، وَاسْتَغْلَقَتْ عَلَى أَفْئِدَتِهِمْ أَقْفَالُ الرَّيْنِ.

الوصية بالزهد و التقوى

عِبَادَ اللّٰهِ! أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ، وَالْمُوجِبَةُ عَلَى اللّٰهِ حَقَّكُمْ، وَأَنْ تَسْتَعِينُوا عَلَيْهَا بِاللّٰهِ، وَتَسْتَعِينُوا بِهَا عَلَى اللّٰهِ: فَإِنَّ التَّقْوَى فِي الْيَوْمِ الْحِرْزُ وَالْجُنَّةُ، وَفِي غَدٍ الطَّرِيقُ إِلَى الْجَنَّةِ. مَسْلَكُهَا وَاضِحٌ، وَسَالِكُهَا رَابِحٌ، وَمُسْتَوْدَعُهَا حَافِظٌ. لَمْ تَبْرَحْ عَارِضَةً نَفْسَهَا عَلَى الْأُمَمِ الْمَاضِينَ مِنْكُمْ وَالْغَابِرِينَ، لِحَاجَتِهِمْ إِلَيْهَا غَداً، إِذَا أَعَادَ اللّٰهُ مَا أَبْدَى، وَأَخَذَ مَا أَعْطَى، وَسَأَلَ عَمَّا أَسْدَى. فَمَا أَقَلَّ مَنْ قَبِلَهَا، وَحَمَلَهَا حَقَّ حَمْلِهَا! أُولَئِكَ الْأَقَلُّونَ عَدَداً، وَهُمْ أَهْلُ صِفَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ إِذْ يَقُولُ: «وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ» فَأَهْطِعُوا (فاقطعوا) بِأَسْمَاعِكُمْ إِلَيْهَا، وَأَلِظُّوا بِجِدِّكُمْ عَلَيْهَا، وَاعْتَاضُوهَا

فاشی - منتشر

جَد - عظمت

تؤام - جمع توأم - جوڑوں

حکم - حکمت

ضرب فی الماء - تیرنا

ازمہ - جمع زمام - لگام

حین - ہلاکت

رین - پردہ - زنگ

مستودع التقویٰ - محافظ تقویٰ

اسدیٰ - عطا کر دیا

اہطاع - جلدی کرنا

الظوا - اصرار کرو

(۱) حمد خدا کے تمام مخلوقات میں منتشر ہونے کا ایک تصور یہ ہے کہ ہر مخلوق اس کی حمد و ثنا میں مصروف ہے جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ اس کی تسبیح کر رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ تم اس تسبیح کو سمجھنے کے لائق نہیں ہو۔

اور دوسرا تصور یہ ہے کہ اس نے مخلوقات کو اس شان سے پیدا کیا ہے کہ ہر مخلوق کی تخلیق اس کی حمد کا تقاضا کر رہی ہے اور ہر مصنوع کی صنعت خود پکار کر بیانگ آواز دے رہی ہے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ

مصادر خطبہ ۱۹۱ غرر الحکم آمدی ص۳۰

۱۹۱۔آپ کے خطبہ کا ایک حصّہ

(جس میں حمد خدا، ثنائے رسولؐ اور وصیت زہد و تقویٰ کا تذکرہ کیا گیا ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کی حمد ہمہ گیر اور جس کا لشکر غالب ہے اور جس کی عظمت بلند و بالا ہے۔ میں اس کی مسلسل نعمتوں اور عظیم ترین مہربانیوں پر اس کی حمد کرتا ہوں کہ اس کا علم اسقدر عظیم ہے کہ وہ ہر ایک کو معاف کرتا ہے اور پھر ہر فیصلہ میں انصاف سے بھی کام لیتا ہے اور جو کچھ گذر گیا اور گذر رہا ہے سب کا جاننے والا بھی ہے۔ وہ مخلوقات کو صرف اپنے علم سے پیدا کرنے والا ہے اور اپنے حکم سے ایجاد کرنے والا ہے۔ نہ کسی کی اقتدا کی ہے اور نہ کسی سے تعلیم لی ہے۔ نہ کسی صانع حکیم کی مثال کی پیروی کی ہے اور نہ کسی غلطی کا شکار ہوا ہے اور نہ مشیروں کی موجودگی میں کام انجام دیا ہے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھیں اس وقت بھیجا ہے جب لوگ گمراہیوں میں چکر کاٹ رہے تھے اور حیرانیوں میں غلطاں و پیچاں تھے۔ ہلاکت کی مہاریں انھیں کھینچ رہی تھیں اور کدورت و زنگ کے تالے ان کے دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔

بندگان خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ تمھارے اوپر اللہ کا حق ہے اور اسی سے تمھارا حق پروردگار پر پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لئے اللہ سے مدد مانگو اور اس کے ذریعہ اسی سے مدد طلب کرو کہ یہ تقویٰ آج دنیا میں سپر اور حفاظت کا ذریعہ اور کل جنت تک پہونچنے کا راستہ ہے۔ اس کا مسلک واضح اور اس کا راہرو فائدہ حاصل کرنے والا ہے اور اس کا امانت دار حفاظت کرنے والا ہے۔ یہ تقویٰ اپنے کو ان پر بھی پیش کرتا رہا ہے جو گذر گئے اور ان پر بھی پیش کر رہا ہے جو باقی رہ گئے ہیں کہ سب کو کل اس کی ضرورت پڑنے والی ہے۔ جب پروردگار اپنی مخلوقات کو دوبارہ پلٹائے گا اور جو کچھ عطا کیا ہے اسے واپس لے لے گا اور جن نعمتوں سے نوازا ہے ان کا سوال کرے گا۔ کس قدر کم ہیں وہ افراد جنھوں نے اس کو قبول کیا ہے اور اس کا واقعی حق ادا کیا ہے۔ یہ لوگ عدد میں بہت کم ہیں لیکن پروردگار کی اس توصیف کے حقدار ہیں کہ "میرے شکر گذار بندے بہت کم ہیں" ۔ اب اپنے کانوں کو اس کی طرف مصروف کرو اور سعی و کوشش سے اس کی پابندی کرو اور اسے گذری ہوئی کوتاہیوں کا بدل قرار دو۔

لہٰ کھلی ہوئی بات ہے کہ بندہ کسی قیمت پر پروردگار پر حق پیدا کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا ہر عمل کرم پروردگار اور فضل الٰہی کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی امکان نہیں ہے کہ وہ اطاعت الٰہی انجام دے کر اس کے مقابلہ میں صاحب حق ہو جائے اور اس پر اسی طرح حق پیدا کرلے جس طرح اس کا حق عبادت و اطاعت ہر بندہ پر ہے۔

اس حق سے مراد بھی پروردگار کا یہ فضل و کرم ہے کہ اس نے بندوں سے انعام اور جزا کا وعدہ کر لیا ہے اور اپنے بارے میں یہ اعلان کر دیا ہے کہ میں اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا ہوں جس کے بعد ہر بندہ کو یہ حق پیدا ہو گیا ہے کہ وہ مالک سے اپنے اعمال کی جزا اور اس کے انعام کا مطالبہ کرے نہ اس لئے کہ اس نے اپنے پاس سے اور اپنی طاقت سے کوئی عمل انجام دیا ہے کہ یہ بات غیر ممکن ہے۔ بلکہ اس لئے کہ مالک نے اس سے ثواب کا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کو وفا کرنے کا ذمہ دار ہے اور اس سے ذرہ برابر انحراف نہیں کر سکتا ہے۔ روایات میں حق محمدؐ و آل محمدؐ کا مفہوم یہی ہے کہ انھوں نے اپنی عبادات کے ذریعہ وعدۂ الٰہی کی وفا کا اتنا حق پیدا کر لیا ہے کہ ان کے وسیلہ سے دیگر افراد بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی انھیں کے نقش قدم پر چلیں اور انھیں کی طرح اطاعت و عبادت انجام دینے کی کوشش کریں۔!

مِنْ كُلِّ سَلَفٍ خَلَفاً، وَمِنْ كُلِّ مُخَالِفٍ مُوَافِقاً. أَيْقِظُوا بِهَا نَوْمَكُمْ، وَاقْطَعُوا بِهَا يَوْمَكُمْ، وَأَشْعِرُوهَا قُلُوبَكُمْ، وَارْحَضُوا بِهَا ذُنُوبَكُمْ، وَدَاوُوا بِهَا الْأَسْقَامَ، وَبَادِرُوا بِهَا الْحِمَامَ، وَاعْتَبِرُوا بِمَنْ أَضَاعَهَا، وَلَا يَعْتَبِرَنَّ بِكُمْ مَنْ أَطَاعَهَا. أَلَا فَصُونُوهَا وَتَصَوَّنُوا بِهَا، وَكُونُوا عَنِ الدُّنْيَا نُزَّاهاً، وَإِلَى الْآخِرَةِ وُلَّاهاً. وَلَا تَضَعُوا (تعلوا) مَنْ رَفَعَتْهُ التَّقْوَى، وَلَا تَرْفَعُوا مَنْ رَفَعَتْهُ الدُّنْيَا. وَلَا تَشِيمُوا بَارِقَهَا، وَلَا تَسْمَعُوا نَاطِقَهَا، وَلَا تُجِيبُوا نَاعِقَهَا، وَلَا تَسْتَضِيئُوا بِإِشْرَاقِهَا، وَلَا تُفْتَنُوا بِأَعْلَاقِهَا(أعلاقها)، فَإِنَّ بَرْقَهَا خَالِبٌ، وَنُطْقَهَا كَاذِبٌ، وَأَمْوَالَهَا مَحْرُوبَةٌ، وَأَعْلَاقَهَا مَسْلُوبَةٌ. أَلَا وَهِيَ الْمُتَصَدِّيَةُ الْعَنُونُ، وَالْجَامِحَةُ الْحَرُونُ، وَالْمَائِنَةُ الْخَؤُونُ، وَالْجَحُودُ الْكَنُودُ، وَالْعَنُودُ الصَّدُودُ، وَالْحَيُودُ الْمَيُودُ. حَالُهَا انْتِقَالٌ، وَوَطْأَتُهَا زِلْزَالٌ، وَعِزُّهَا ذُلٌّ، وَجِدُّهَا هَزْلٌ، وَعُلْوُهَا سُفْلٌ. دَارُ حَرَبٍ وَسَلَبٍ، وَنَهْبٍ وَعَطَبٍ. أَهْلُهَا عَلَى سَاقٍ وَسِيَاقٍ، وَلَحَاقٍ وَفِرَاقٍ. قَدْ تَحَيَّرَتْ مَذَاهِبُهَا، وَأَعْجَزَتْ مَهَارِبُهَا، وَخَابَتْ (خانت) مَطَالِبُهَا، فَأَسْلَمَتْهُمُ الْمَعَاقِلُ، وَلَفَظَتْهُمُ الْمَنَازِلُ، وَأَعْيَتْهُمُ الْمَحَاوِلُ. فَمِنْ نَاجٍ مَعْقُورٍ، وَلَحْمٍ مَجْزُورٍ، وَشِلْوٍ (شلق) مَذْبُوحٍ، وَدَمٍ مَسْفُوحٍ، وَعَاضٍّ عَلَى يَدَيْهِ، وَصَافِقٍ بِكَفَّيْهِ، وَمُرْتَفِقٍ بِخَدَّيْهِ، وَزَارٍ عَلَى رَأْيِهِ، وَرَاجِعٍ عَنْ عَزْمِهِ. وَقَدْ أَدْبَرَتِ الْحِيلَةُ، وَأَقْبَلَتِ الْغِيلَةُ، «وَلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ». هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ! قَدْ فَاتَ مَا فَاتَ، وَذَهَبَ مَا ذَهَبَ، وَمَضَتِ الدُّنْيَا لِحَالِ بَالِهَا، «فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ».

رحض - دھو دینا
تصون - حفاظت
نزاہ - جمع نازہ - پاکیزہ نفس
ولاہ - جمع والہ - مشتاق
شام البرق - اس پر نظر رکھی کہ کہاں بارش ہوتی ہے
بارق - بادل
اعلاق - جمع علق - قیمتی
خالب - دھوکہ باز
محروبہ - لٹا ہوا
متصدیہ - مائل کرنے والی
عنون - واضح
جامحہ - منہ زور
حرون - اڑیل
مائنہ - جھوٹی
خؤون - خیانت کار
کنود - ناشکرا
عنود - دشمن
صدود - روکنے والا
حیود - مائل
میود - مضطرب
حرب - لوٹ مار
عطب - ہلاکت
ساق وسیاق - استادہ و آمادہ سفر
لحاق - گذشتگان سے ملنے والا
مہارب - بھاگنے کی جگہ
محاول - چارہ
معقور - زخمی
مجزور - کھال کھینچا ہوا
شلو - بدن -
مسفوح - بہایا ہوا
مرتفق - کہنیوں پر رکھے ہوئے
زاری - بیزاری
غیلہ - مکر
بال - دل - خاطر
منظرین - جن کو مہلت دیدی جائے

ان کے مقابلہ میں موافق بناؤ۔ اس کے ذریعہ اپنی نیند کو بیداری میں تبدیل کرو اور اپنے دن گزار دو۔ اسے اپنے دلوں کا شعار بناؤ
کے ذریعہ اپنے گناہوں کو دھو ڈالو۔ اپنے امراض کا علاج کرو اور اپنی موت کی طرف سبقت کرو۔ ان سے عبرت حاصل کرو جنھوں نے
ضائع کر دیا ہے اور خبردار وہ تم سے عبرت نہ حاصل کرنے پائیں جنھوں نے اس کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کی حفاظت کرو اور اس کے
ے اپنی حفاظت کرو۔ دنیا سے پاکیزگی اختیار کرو اور آخرت کے عاشق بن جاؤ۔ جسے تقویٰ بلند کر دے اسے پست مت بناؤ اور
یا اونچا بنا دے اسے بلند مت سمجھو۔ اس دنیا کے چمکنے والے بادلؓ پر نظر نہ کرو اور اس کے ترجمان کی بات مت سنو اس کے
دینے والے کی آواز پر لبیک مت کہو اور اس کی چمک دمک سے روشنی مت حاصل کرو اور اس کی قیمتی چیزوں پر جان مت
ہی لئے کہ اس کی بجلی فقط چمک دمک ہے اور اس کی باتیں سراسر غلط ہیں۔ اس کے اموال لٹنے والے ہیں اور اس کا
چھنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دنیا جھلک دکھا کر منہ موڑ لینے والی چنڈال، منہ زور اڑیل۔ جھوٹی، خائن، ہٹ دھرم۔ ناشکری کرنے والی، سیدھی
ے منحرف اور منہ پھیرنے والی اور کج و پیچ و تاب کھانے والی ہے۔ اس کا طریقہ انتقال ہے اور اس کا ہر قدم زلزلہ انگیز ہے۔ اس کی
یں ذلت ہے اور اس کی واقعیت بھی مذاق ہے۔ اس کی بلندی پستی ہے اور یہ جنگ و جدل۔ حرب و ضرب، لوٹ مار۔ ہلاکت و
ا گھر ہے۔ اس کے رہنے والے پابہ رکاب ہیں اور چل چلاؤ کے لئے تیار ہیں۔ ان کی کیفیت وصل و فراق کی کشمکش کی ہے۔ جہاں
گم ہو گئے ہیں اور گریز کی راہیں مشکل ہو گئی ہیں اور منصوبے ناکام ہو چکے ہیں۔ محفوظ گھاٹیوں نے انھیں مشکلات کے حوالہ کر دیا ہے اور
ں نے انھیں دور پھینک دیا ہے۔ دانشمندوں نے بھی انھیں درماندہ کر دیا ہے۔ اب جو بچ گئے ہیں ان میں کچھ کی کونچیں کٹی ہوئی ہیں۔ کچھ
کے اترے ہوئے ہیں جن کی کھال اتار لی گئی ہے۔ کچھ کٹے ہوئے جسم اور بہتے ہوئے خون جیسے ہیں۔ کچھ اپنے ہاتھ کاٹنے والے ہیں اور کچھ
افسوس ملنے والے۔ کچھ فکر و تردد میں کہنیاں رخساروں پر رکھے ہوئے اور کچھ اپنی فکر سے بیزار اور اپنے ارادہ سے رجوع کرنے والے
حیلوں نے منہ پھیر لیا ہے اور ہلاکت سامنے آگئی ہے مگر چھٹکارے کا وقت نکل چکا ہے۔ یہ ایک نہ ہونے والی بات ہے۔ جو چیز گذر گئی
گذر گئی اور جو وقت چلا گیا وہ چلا گیا اور دنیا اپنے حال میں من مانی کرتی ہوئی گذر گئی۔" نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ
مہلت ہی دی گئی۔"

جاتا ہے کہ اس دنیا کا کوئی حال قابل اعتبار نہیں ہے اور اس کی کسی کیفیت میں سکون و قرار نہیں ہے۔ اس کا پہلا عیب تو یہ ہے کہ اس کے حالات میں
یلتا ہے۔ صبح کا سویرا تھوڑی دیر میں دوپہر بن جاتا ہے اور آفتاب کا شباب تھوڑی دیر میں غروب ہو جاتا ہے۔ انسان بچپنے کی آزادیوں سے مستفید
ہونے پاتا ہے کہ جوانی کی دھوپ آجاتی ہے اور جوانی کی رعنائیوں سے لذت اندوز نہیں ہونے پاتا ہے کہ ضعیفی کی کمزوریاں حملہ آور ہو جاتی
غرض کوئی حالت ایسی نہیں ہے جس پر اعتبار کیا جا سکے اور جسے کسی حد تک پرسکون کہا جا سکے۔

اور دوسرا عیب یہ ہے کہ الگ الگ کوئی دور بھی قابل اطمینان نہیں ہے۔ دولت مند دولت کو رو رہے ہیں اور غریب غربت کو۔ بیمار بیماریوں کا
رو رہے ہیں اور صحت مند صحت کے تقاضوں سے عاجز ہیں۔ بے اولاد اولاد کے طلبگار ہیں اور اولاد والے اولاد کی خاطر پریشان۔

ایسی صورت حال میں تقاضائے عقل یہی ہے کہ دنیا کو ہدف اور مقصد تصور نہ کیا جائے اور اسے صرف آخرت کے وسیلہ کے طور پر استعمال کیا جائے۔
نعمتوں میں سے اتنا ہی لے لیا جائے جتنا آخرت میں کام آنے والا ہے اور باقی کو اس کے اہل کے لئے چھوڑ دیا جائے!

۱۹۲

و من خطبة له «عليه السلام»

تسمى القاصعة

و هي تتضمن ذم ابليس لعنه الله، على استكباره و تركه السجود لآدم «عليه السلام»، و أنه اول من اظهر العصبية و تبع الحمية، و تحذير الناس من سلوك طريقته.

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَبِسَ الْعِزَّ وَالْكِبْرِيَاءَ، وَاخْتَارَهُمَا لِنَفْسِهِ دُونَ خَلْقِهِ، وَجَعَلَهُمَا حِمًى وَحَرَماً عَلَىٰ غَيْرِهِ، وَاصْطَفَاهُمَا لِجَلَالِهِ. [1]

رأس العصيان

وَجَعَلَ اللَّعْنَةَ عَلَىٰ مَنْ نَازَعَهُ فِيهِمَا مِنْ عِبَادِهِ. ثُمَّ اخْتَبَرَ بِذٰلِكَ مَلَائِكَتَهُ الْمُقَرَّبِينَ، لِيَمِيزَ الْمُتَوَاضِعِينَ مِنْهُمْ مِنَ الْمُسْتَكْبِرِينَ، فَقَالَ سُبْحَانَهُ وَهُوَ الْعَالِمُ بِمُضْمَرَاتِ الْقُلُوبِ، وَمَحْجُوبَاتِ الْغُيُوبِ: «إِنِّي خَالِقٌ بَشَراً مِنْ طِينٍ * فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ * فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ * إِلَّا إِبْلِيسَ» اعْتَرَضَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَافْتَخَرَ عَلَىٰ آدَمَ بِخَلْقِهِ، وَتَعَصَّبَ عَلَيْهِ لِأَصْلِهِ. فَعَدُوُّ اللّٰهِ إِمَامُ الْمُتَعَصِّبِينَ، وَسَلَفُ الْمُسْتَكْبِرِينَ، الَّذِي وَضَعَ أَسَاسَ الْعَصَبِيَّةِ، وَنَازَعَ اللّٰهَ رِدَاءَ الْجَبْرِيَّةِ، وَادَّرَعَ لِبَاسَ التَّعَزُّزِ، وَخَلَعَ قِنَاعَ التَّذَلُّلِ. أَلَا تَرَوْنَ كَيْفَ صَغَّرَهُ اللّٰهُ بِتَكَبُّرِهِ، وَوَضَعَهُ بِتَرَفُّعِهِ، فَجَعَلَهُ فِي الدُّنْيَا مَدْحُوراً، وَأَعَدَّ لَهُ فِي الْآخِرَةِ سَعِيراً؟!

ابتلاء الله لخلقه

وَلَوْ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَخْلُقَ آدَمَ مِنْ نُورٍ يَخْطَفُ الْأَبْصَارَ ضِيَاؤُهُ، وَيَبْهَرُ الْعُقُولَ رُوَاؤُهُ، وَطِيبٍ يَأْخُذُ الْأَنْفَاسَ عَرْفُهُ، لَفَعَلَ. وَلَوْ فَعَلَ لَظَلَّتْ لَهُ الْأَعْنَاقُ خَاضِعَةً (خاضعة)، وَلَخَفَّتِ (لخفت) الْبَلْوَىٰ فِيهِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ. وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَبْتَلِي خَلْقَهُ بِبَعْضِ مَا يَجْهَلُونَ أَصْلَهُ، تَمْيِيزاً بِالِاخْتِبَارِ لَهُمْ، وَنَفْياً لِلِاسْتِكْبَارِ عَنْهُمْ، وَإِبْعَاداً لِلْخُيَلَاءِ مِنْهُمْ.

طلب العبرة

فَاعْتَبِرُوا بِمَا كَانَ مِنْ فِعْلِ اللّٰهِ بِإِبْلِيسَ إِذْ أَحْبَطَ عَمَلَهُ الطَّوِيلَ، وَجَهْدَهُ الْجَهِيدَ (الجميل)، وَكَانَ قَدْ عَبَدَ اللّٰهَ سِتَّةَ آلَافِ سَنَةٍ، لَا يُدْرَىٰ

قاصعه - حقیر بنا دینے والا

عصبیہ - رشتوں پر ناز کرنا

حمیٰ - محفوظ مقام

اصطفیٰ - اختیار کیا

رُواء - حسن منظر

عَرف - خوشبو

احبط - برباد کر دیا

(۱) انسان اگر ذرا غور کرے تو اس حقیقت کا ادراک کر سکتا ہے کہ عزت اور کبریائی کمال کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ جس کے پاس کمال نہیں ہے اس کے پاس کبریائی کا تصور ایک جنون اور دیوانگی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اسی بنیاد پر عزت اور کبریائی صرف پروردگار کے لئے ہے کہ کمال مطلق اسی کی ذات کے لئے ہے اور اس کے علاوہ کوئی اس کمال کا حقدار نہیں ہے۔ جس کے پاس یہ کمال ہے وہ اس کا کرم اور احسان ہے ورنہ مخلوق ذاتی اعتبار سے عدم محض ہے جس کو خالق نے لباس وجود سے آراستہ کر دیا ہے تو اب لباس وجود مخلوق کے لئے ضروری ہے لیکن لباس عزت و کبریائی صرف خالق کے لئے ہے۔

مصادر خطبہ ۱۹۲ کتاب الیقین السید ابن طاؤس ص۱۹۶، فروع الکافی ۴ ص۱۶۸، من لا یحضرہ الفقیہ ۱ ص۱۵۲، ربیع الابرار زمخشری ۱، اعلام النبوۃ ماوردی ص۹۵، الذریعہ ۸ ص۲۰۴، بحار الانوار جلد پنجم

(١٩٢۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ (خطبہ قاصعہ)

(اس خطبہ میں ابلیس کے تکبر کی مذمت کی گئی ہے اور اس امر کا اظہار کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے تعصب اور غرور کا راستہ اسی نے اختیار کیا ہے لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس کا لباس عزت اور کبریائی ہے اور اس نے اس کمال میں کسی کو شریک نہیں بنایا ہے۔ اس نے ان دونوں صفتوں کو ہر ایک کے لئے حرام اور ممنوع قرار دے کر صرف اپنی عزت و جلال کے لئے منتخب کرلیا ہے (1) اور جس نے بھی ان دونوں صفتوں میں اس سے مقابلہ کرنا چاہا ہے اسے ملعون قرار دے دیا ہے۔ اس کے بعد اسی رُخ سے ملائکہ مقربین کا امتحان لیا ہے تاکہ تواضع کرنے والوں اور غرور رکھنے والوں میں امتیاز قائم ہوجائے اور اسی بنیاد پر اس دلوں کے راز اور غیب کے اسرار سے باخبر پروردگار نے یہ اعلان کردیا کہ "میں مٹی سے ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں اور جب اس کا پیکر تیار ہوجائے اور میں اس میں اپنی روح کمال پھونک دوں تو تم سب سجدہ میں گر پڑنا" جس کے بعد تمام ملائکہ نے سجدہ کرلیا صرف ابلیس نے انکار کردیا" کہ اسے تعصب لاحق ہوگیا اور اس نے اپنی تخلیق کے مادہ سے آدم پر فخر کیا اور اپنی اصل کی بنا پر استکبار کا شکار ہوگیا۔ جس کے بعد یہ دشمن خدا تمام متعصب افراد کا پیشوا اور تمام متکبر لوگوں کا مورث اعلیٰ بن گیا۔ اسی نے عصبیت کی بنیاد قائم کی اور اسی نے پروردگار سے جبروت کی رداء میں مقابلہ کیا اور اپنے خیال میں عزت و جلال کا لباس زیب تن کرلیا اور تواضع کا نقاب اتار کر پھینک دیا۔

اب کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ پروردگار نے کس طرح اسے تکبر کی بنا پر چھوٹا بنا دیا ہے اور بلندی کے اظہار کی بنا پر پست کردیا ہے۔ دنیا میں اسے ملعون قرار دے دیا ہے اور آخرت میں اس کے لئے آتش جہنم کا انتظام کردیا ہے۔

اگر پروردگار یہ چاہتا کہ آدم کو ایک ایسے نور سے خلق کرے جس کی ضیاء آنکھوں کو چکاچوند کردے اور جس کی رونق عقلوں کو مبہوت کردے یا ایسی خوشبو سے بنائے جس کی مہک سانسوں کو جکڑ لے تو یقیناً کرسکتا تھا اور اگر ایسا کردیتا تو یقیناً گردنیں ان کے سامنے جھک جاتیں اور ملائکہ کا امتحان آسان ہوجاتا لیکن وہ ان چیزوں سے امتحان لینا چاہتا تھا جن کی اصل معلوم نہ ہو تاکہ اسی امتحان سے ان کا امتیاز قائم ہوسکے اور ان کے استکبار کا علاج کیا جاسکے اور انھیں غرور سے دور رکھا جاسکے۔

تو اب تم سب پروردگار کے ابلیس کے ساتھ برتاؤ سے عبرت حاصل کرو کہ اس نے اس کے طویل عمل اور بے پناہ جد و جہد کو تباہ و برباد کردیا جب کہ وہ چھ ہزار سال عبادت کرچکا تھا۔

(1) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ کی عصمت بشر جیسی اختیاری نہیں ہے جہاں انسان سارے جذبات و خواہشات سے ٹکرا کر عصمت کردار کا مظاہرہ کرتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ بالکل جمادات و نباتات جیسے نہیں ہیں کہ انھیں کسی طرح کا اختیار حاصل نہ ہو۔ ورنہ اگر ایسا ہوتا تو نہ تکلیف کے کوئی معنی ہوتے اور نہ امتحان کا کوئی مقصد ہوتا۔ ان میں جذبات و احساسات ہیں لیکن بشر جیسے نہیں ہیں۔ انھیں فعل و ترک کا اختیار حاصل ہے لیکن بالکل انسانوں جیسا نہیں ہے۔ اسی بنا پر ان کا امتحان لیا گیا اور امتحان صرف جذبہ حب ذات اور انانیت سے متعلق تھا کہ یہ جذبہ ملک کے اندر بھی بظاہر پایا جاتا ہے۔ اور اسی جذبہ کی آزمائش کے لئے آدم کو بظاہر پست ترین عنصر سے پیدا کیا گیا جسے عام طور سے پیروں سے روند دیا جاتا ہے لیکن اسی پیکر خاکی میں روح کمال کو پھونک کر اتنا بلند بنادیا کہ ملائکہ کے مسجود بننے کے قابل ہوگئے اور قدرت نے انسانوں کو بھی متوجہ کردیا کہ تمہارا کمال تمہاری اصل سے نہیں ہے۔ تمہارا کمال ہمارے رابطہ اور تعلق سے ہے۔ لہٰذا جب تک یہ رابطہ برقرار رہے گا تم صاحب کمال رہوگے اور جس دن یہ رابطہ ٹوٹ جائے گا تم خاک کا ڈھیر ہوجاؤگے اور بس۔!

أَمِنْ سِنِي الدُّنْيَا أَمْ مِنْ سِنِي الْآخِرَةِ، عَنْ كِبْرِ سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ. فَمَنْ ذَا بَعْدَ إِبْلِيسَ يَسْلَمُ عَلَى اللّٰهِ بِمِثْلِ مَعْصِيَتِهِ؟ كَلَّا، مَا كَانَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ لِيُدْخِلَ الْجَنَّةَ بَشَراً بِأَمْرٍ أَخْرَجَ بِهِ مِنْهَا مَلَكاً. إِنَّ حُكْمَهُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ وَأَهْلِ الْأَرْضِ لَوَاحِدٌ. وَمَا بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ هَوَادَةٌ فِي إِبَاحَةِ حِمًى حَرَّمَهُ عَلَى الْعَالَمِينَ.

التحذير من الشيطان

فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللّٰهِ عَدُوَّ اللّٰهِ أَنْ يُعْدِيَكُمْ بِدَائِهِ، وَأَنْ يَسْتَفِزَّكُمْ بِنِدَائِهِ، وَأَنْ يُجْلِبَ عَلَيْكُمْ بِخَيْلِهِ وَرَجِلِهِ. فَلَعَمْرِي لَقَدْ فَوَّقَ لَكُمْ سَهْمَ الْوَعِيدِ، وَأَغْرَقَ إِلَيْكُمْ بِالنَّزْعِ الشَّدِيدِ، وَرَمَاكُمْ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ، فَقَالَ: «رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ»، قَذْفاً بِغَيْبٍ بَعِيدٍ، وَرَجْماً بِظَنٍّ غَيْرِ مُصِيبٍ، صَدَّقَهُ بِهِ أَبْنَاءُ الْحَمِيَّةِ، وَإِخْوَانُ الْعَصَبِيَّةِ، وَفُرْسَانُ الْكِبْرِ وَالْجَاهِلِيَّةِ. حَتَّى إِذَا انْقَادَتْ لَهُ الْجَامِحَةُ مِنْكُمْ، وَاسْتَحْكَمَتِ الطَّمَاعِيَّةُ مِنْهُ فِيكُمْ، فَنَجَمَتِ الْحَالُ مِنَ السِّرِّ الْخَفِيِّ إِلَى الْأَمْرِ الْجَلِيِّ، اسْتَفْحَلَ سُلْطَانُهُ عَلَيْكُمْ، وَدَلَفَ بِجُنُودِهِ نَحْوَكُمْ، فَأَقْحَمُوكُمْ وَلَجَاتِ (ولجاب) الذُّلِّ، وَأَحَلُّوكُمْ وَرَطَاتِ الْقَتْلِ، وَأَوْطَأُوكُمْ إِثْخَانَ الْجِرَاحَةِ، طَعْناً فِي عُيُونِكُمْ، وَحَزّاً فِي حُلُوقِكُمْ، وَدَقّاً لِمَنَاخِرِكُمْ، وَقَصْداً لِمَقَاتِلِكُمْ، وَسَوْقاً بِخَزَائِمِ الْقَهْرِ إِلَى النَّارِ الْمُعَدَّةِ لَكُمْ. فَأَصْبَحَ أَعْظَمَ فِي دِينِكُمْ حَرْجاً، وَأَوْرَى فِي دُنْيَاكُمْ قَدْحاً، مِنَ الَّذِينَ أَصْبَحْتُمْ لَهُمْ مُنَاصِبِينَ، وَعَلَيْهِمْ مُتَأَلِّبِينَ. فَاجْعَلُوا عَلَيْهِ حَدَّكُمْ، وَلَهُ جِدَّكُمْ. فَلَعَمْرُ اللّٰهِ لَقَدْ فَخَرَ عَلَى أَصْلِكُمْ، وَوَقَعَ فِي حَسَبِكُمْ، وَدَفَعَ فِي نَسَبِكُمْ، وَأَجْلَبَ بِخَيْلِهِ عَلَيْكُمْ، وَقَصَدَ بِرَجِلِهِ سَبِيلَكُمْ، يَقْتَنِصُونَكُمْ بِكُلِّ مَكَانٍ، وَيَضْرِبُونَ مِنْكُمْ كُلَّ بَنَانٍ. لَا تَمْتَنِعُونَ بِحِيلَةٍ، وَلَا تَدْفَعُونَ بِعَزِيمَةٍ. فِي حَوْزَةِ ذُلٍّ، وَحَلْقَةِ ضِيقٍ، وَعَرْصَةِ مَوْتٍ،

واده - نرمی
عدیکم بدائہ - تمہیں بھی مبتلا کردے
ستفزکم - آمادہ کردے
جلب علیکم - تمہارے خلاف جمع کرلیا ہے
یل ورجل - سوار اور پیادے
وق السہم - کمان پر تیر چڑھالیا ہے
غرق النازع - بھرپور کھینچ لیا ہے
زع - کھینچنا
امح - منہ زور
اعیہ - لالچ
جمت - ظاہر ہوگیا
لفت - آگے بڑھ گیا
قحام - اچانک داخل کردینا
لجات - پناہ گاہ
ثخان - گہرے زخم لگانا
زائم - اونٹ کے ناک کا چھلا
وری - بھڑکا دیا
مناصبین - کھلم کھلا دشمن
متالبین - اجتماع کرنے والے
حدکم - اپنا غضب
- قطع تعلق
ان - انگلیاں
ہ - مرکز

بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے کہ وہ دنیا کے سال تھے یا آخرت کے مگر ایک ساعت کے تکبر نے سب کو ملیامیٹ کر دیا تو اب اس کے بعد ایسی معصیت کر کے عذاب الٰہی سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ جس جرم کی بنا پر ملک کو نکال باہر کیا اس کے ساتھ بشر کو داخل جنت کر دے جب کہ خدا کا قانون زمین و آسمان کے لئے ایک ہی جیسا ہے اور اللہ اور کسی خاص بندہ کے درمیان کوئی ایسا خاص تعلق نہیں ہے کہ وہ اس کے لئے اس چیز کو حلال کر دے جو سارے عالمین کے لئے حرام قرار دی ہے۔

بندگان خدا! اس دشمن خدا سے ہوشیار رہو۔ کہیں تمہیں بھی اپنے مرض میں مبتلا نہ کر دے اور کہیں اپنی آواز پر کھینچ نہ لے اور تم پر اپنے سوار اور پیادہ لشکر سے حملہ نہ کر دے۔ اس لئے کہ میری جان کی قسم اس نے تمہارے لئے شر انگیزی کے تیر کو چلہ کمان میں جوڑ لیا ہے اور کمان کو زور سے کھینچ لیا ہے اور تمہیں بہت نزدیک سے نشانہ بنانا چاہتا ہے۔ اس نے صاف کہہ دیا ہے کہ "پروردگار جس طرح تو نے مجھے بہکا دیا ہے اب میں بھی ان کے لئے گناہوں کو آراستہ کر دوں گا اور ان سب کو گمراہ کر دوں گا" حالانکہ یہ بات بالکل اٹکل پچو تھی اور بالکل غلط اندازہ کی بنا پر زبان سے نکالی تھی لیکن غرور کی اولاد، تعصب کی برادری اور تکبر و جاہلیت کے شہسواروں نے اس کی بات کی تصدیق کر دی۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے منہ زوری کرنے والے اس کے مطیع ہو گئے اور اس کی طمع تم میں مستحکم ہو گئی تو بات پردۂ راز سے نکل کر منظر عام آ گئی۔ اس نے اپنے اقتدار کو تم پر قائم کر لیا اور اپنے لشکروں کا رخ تمہاری طرف موڑ دیا۔ اس نے تمہیں ذلت کے غاروں میں ڈھکیل دیا اور تمہیں قتل و خون کے بھنور میں پھنسا دیا اور مسلسل زخمی کر کے پامال کر دیا۔ تمہاری آنکھوں میں نیزے چبھو دئے۔ تمہارے حلق پر خنجر چلا دئے اور تمہاری ناک کو رگڑ دیا۔ تمہارے جوڑ بند کو توڑ دیا اور تمہاری ناک میں قہر و غلبہ کی نکیل ڈال کر تمہیں اس آگ کی طرف کھینچ لیا جو تمہارے ہی واسطے مہیا کی گئی ہے۔ وہ تمہارے دین کو ان سب سے زیادہ مجروح کرنے والا اور تمہاری دنیا میں ان سب سے زیادہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے والا ہے جن سے مقابلہ کی تم نے تیاری کر رکھی ہے اور جن کے خلاف تم نے لشکر جمع کئے ہیں۔ لہٰذا اب اپنے غیظ و غضب کا مرکز اسی کو قرار دو اور ساری کوشش اسی کے خلاف صرف کرو۔

خدا کی قسم اس نے تمہاری اصل پر اپنی برتری کا اظہار کیا ہے اور تمہارے حسب میں عیب نکالا ہے اور تمہارے نسب پر طعنہ دیا ہے تمہارے خلاف لشکر جمع کیا ہے اور تمہارے راستہ کو اپنے پیادوں سے روندنے کا ارادہ کیا ہے۔ جو ہر جگہ تمہارا شکار کرنا چاہتے ہیں اور ہر مقام پر تمہارے ایک ایک انگلی کے پور پر ضرب لگانا چاہتے ہیں اور تم نہ کسی حیلہ سے اپنا بچاؤ کرتے ہو اور نہ کسی عزم و ارادہ سے اپنا دفاع کرتے ہو حالانکہ تم ذلت کے بھنور، تنگی کے دائرہ، موت کے میدان اور بلاؤں کی جولانگاہ میں ہو۔

اس مقام پر یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ سورۂ کہف کی آیت ۵۰ میں ابلیس کو جنات میں قرار دیا گیا ہے تو اس مقام پر اسے ملک کے لفظ سے کس طرح تعبیر کیا گیا ہے۔
اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ مقام تکلیف میں ہمیشہ ظاہر کو دیکھا جاتا ہے اور مقام جزا میں حقیقت پر نگاہ کی جاتی ہے۔ ایمان کے احکام ان تمام افراد کے لئے ہیں جن کا اظہار ایمان ہے لیکن ایمان کی جزا اور اس کا انعام صرف ان افراد کے لئے ہے جو واقعی صاحبان ایمان ہیں۔
یہی حال ملائکہ اور جنات کا ہے کہ ملائکہ کے احکام میں وہ تمام افراد شامل ہیں جو اپنے ملک ہونے کے دعویدار ہیں چاہے واقعاً قوم جن سے تعلق رکھتے ہوں اور ملائکہ کی عظمت و شرافت صرف ان افراد کے لئے ہے جو واقعاً ملک ہیں اور ان کا قوم جن سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

وَجَوْلَةِ بَلاءٍ. فَأَطْفِئُوا مَا كَمَنَ فِي قُلُوبِكُمْ مِنْ نِيرَانِ الْعَصَبِيَّةِ وَأَحْقَادِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَإِنَّمَا تِلْكَ الْحَمِيَّةُ تَكُونُ فِي الْمُسْلِمِ مِنْ خَطَرَاتِ الشَّيْطَانِ وَنَخَوَاتِهِ، وَنَزَغَاتِهِ وَنَفَثَاتِهِ. وَاعْتَمِدُوا وَضْعَ التَّذَلُّلِ عَلَى رُؤُوسِكُمْ، وَإِلْقَاءَ التَّعَزُّزِ تَحْتَ أَقْدَامِكُمْ، وَخَلْعَ التَّكَبُّرِ مِنْ أَعْنَاقِكُمْ، وَاتَّخِذُوا التَّوَاضُعَ مَسْلَحَةً بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّكُمْ إِبْلِيسَ وَجُنُودِهِ، فَإِنَّ لَهُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ جُنُوداً وَأَعْوَاناً، وَرَجِلاً وَفُرْسَاناً. وَلَا تَكُونُوا كَالْمُتَكَبِّرِ عَلَى ابْنِ أُمِّهِ مِنْ غَيْرِ مَا فَضْلٍ جَعَلَهُ اللَّهُ فِيهِ سِوَى مَا أَلْحَقَتِ الْعَظَمَةُ بِنَفْسِهِ مِنْ عَدَاوَةِ الْحَسَدِ، وَقَدَحَتِ الْحَمِيَّةُ فِي قَلْبِهِ مِنْ نَارِ الْغَضَبِ، وَنَفَخَ الشَّيْطَانُ فِي أَنْفِهِ مِنْ رِيحِ الْكِبْرِ الَّذِي أَعْقَبَهُ اللَّهُ بِهِ النَّدَامَةَ، وَأَلْزَمَهُ آثَامَ الْقَاتِلِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

التحذير من الكبر

أَلَا وَقَدْ أَمْعَنْتُمْ فِي الْبَغْيِ، وَأَفْسَدْتُمْ فِي الْأَرْضِ، مُصَارَحَةً لِلَّهِ بِالْمُنَاصَبَةِ، وَمُبَارَزَةً لِلْمُؤْمِنِينَ بِالْمُحَارَبَةِ. فَاللَّهَ اللَّهَ فِي كِبْرِ الْحَمِيَّةِ وَفَخْرِ الْجَاهِلِيَّةِ! فَإِنَّهُ مَلَاقِحُ الشَّنَآنِ، وَمَنَافِخُ الشَّيْطَانِ، الَّتِي خَدَعَ بِهَا الْأُمَمَ الْمَاضِيَةَ، وَالْقُرُونَ الْخَالِيَةَ، حَتَّى أَعْنَقُوا فِي حَنَادِسِ جَهَالَتِهِ، وَمَهَاوِي ضَلَالَتِهِ، ذُلُلاً عَنْ سِيَاقِهِ، سُلُساً فِي قِيَادِهِ. أَمْراً تَشَابَهَتِ الْقُلُوبُ فِيهِ، وَتَتَابَعَتِ الْقُرُونُ عَلَيْهِ، وَكِبْراً تَضَايَقَتِ الصُّدُورُ بِهِ.

التحذير من طاعة الكبراء

أَلَا فَالْحَذَرَ مِنْ طَاعَةِ سَادَاتِكُمْ وَكُبَرَائِكُمْ! الَّذِينَ تَكَبَّرُوا عَنْ حَسَبِهِمْ، وَتَرَفَّعُوا فَوْقَ نَسَبِهِمْ، وَأَلْقَوُا الْهَجِينَةَ عَلَى رَبِّهِمْ، وَجَاحَدُوا اللَّهَ عَلَى مَا صَنَعَ بِهِمْ، مُكَابَرَةً لِقَضَائِهِ، وَمُغَالَبَةً لِآلَائِهِ، فَإِنَّهُمْ قَوَاعِدُ أَسَاسِ الْعَصَبِيَّةِ، وَدَعَائِمُ أَرْكَانِ الْفِتْنَةِ، وَسُيُوفُ اعْتِزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تَكُونُوا لِنِعَمِهِ عَلَيْكُمْ أَضْدَاداً، وَلَا لِفَضْلِهِ عِنْدَكُمْ حُسَّاداً، وَلَا تُطِيعُوا الْأَدْعِيَاءَ الَّذِينَ شَرِبْتُمْ بِصَفْوِكُمْ كَدَرَهُمْ، وَخَلَطْتُمْ بِصِحَّتِكُمْ مَرَضَهُمْ، وَأَدْخَلْتُمْ فِي حَقِّكُمْ بَاطِلَهُمْ، وَهُمْ أَسَاسُ الْفُسُوقِ، وَأَحْلَاسُ الْعُقُوقِ

نخوت - غرور و تکبر
نزغہ - فساد
نفثہ - پھونک
مسلحہ - اسلحہ خانہ
امعنتم - مبالغہ کیا ہے
ملاقح - نر
شنآن - عداوت
اعنقوا - غائب ہو گئے
حنادس - تاریکیاں
مہاوی - گڑھے
ذلل - رام شدہ
سلس - آسان
ہجینہ - قبیح
آلاء - نعمتیں
اعتزاء - عارض ہونا
ادعیاء - بے نسب
کدر - گندہ
اساس - بنیاد
احلاس - جمع حلس - ساتھی
عقوق - نافرمانی
کہا جاتا ہے کہ ابلیس تین سے
انسان کو بھی تین راستوں سے گمراہ
کردینے کا دعویدار ہے
- غلط راستے سے مال حاصل کرنا
- غلط راستے سے روک کر رکھنا
- غلط راہ میں صرف کر دینا
لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ان
سے ہوشیار رہے اور دشمن خدا
کو اپنے اوپر غالب نہ آنے دے!

تمھارا فرض ہے کہ تمھارے دلوں میں جو عصبیت اور جاہلیت کے کینوں کی آگ بھڑک رہی ہے اسے بجھا دو کہ یہ غرور ایک امور شیطانی وسوسوں، نخوتوں، فتنہ انگیزیوں اور فسوں کاریوں کا نتیجہ ہے[1]۔ اپنے سر پر تواضع کا تاج رکھنے کا عزم کرو اور تکبر کو تلے رکھ کر کچل دو۔ غرور کے طوق کو اپنی گردنوں سے اتار کر پھینک دو اور اپنے اور اپنے دشمن ابلیس اور اس کے لشکروں یان تواضع و انکسار کا مورچہ قائم کر لو کہ اس نے ہر قوم میں سے اپنے لشکر، مددگار، پیادہ، سوار سب کا انتظام کر لیا ہے اور اس شخص کے جیسے نہ ہو جاؤ جس نے اپنے ماں جائے کے مقابلہ میں غرور کیا بغیر اس کے کہ اللہ نے اسے کوئی فضیلت عطا کی ہو علاوہ حسد کی عداوت نے اس کے نفس میں عظمت کا احساس پیدا کرا دیا اور بے جا غیرت نے اس کے دل میں غضب کی آگ بھڑکا دی نے اس کی ناک میں تکبر کی ہوا پھونک دی اور انجام کار ندامت ہی ہاتھ آئی اور قیامت تک کے تمام قاتلوں کا گناہ اس کے ہیں کہ اس نے قتل کی بنیاد قائم کی ہے۔

یاد رکھو تم نے اللہ سے کھلم کھلا دشمنی اور صاحبان ایمان سے جنگ کا اعلان کر کے ظلم کی انتہا کر دی ہے اور زمین میں برپا کر دیا ہے۔ خدارا خدا سے ڈرو۔ تکبر کے غرور اور جاہلیت کے تفاخر کے سلسلہ میں کہ یہ عداوتوں کے پیدا ہونے کی جگہ یطان کی فسوں کاری کی منزل ہے۔ اسی کے ذریعہ اس نے گذشتہ قوموں اور اگلی نسلوں کو دھوکہ دیا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ کے اندھیروں اور ضلالت کے گڑھوں میں گر پڑے۔ وہ اپنے ہنکانے والے کے مکمل تابع اور کھینچنے والے کے سراپا ت تھے۔ یہی وہ امر ہے جس میں قلوب سب ایک جیسے ہیں اور نسلیں اسی راہ پر چلتی رہی ہیں اور یہی وہ تکبر ہے جس کی شی سے سینے تنگ ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ۔ اپنے ان بزرگوں اور سرداروں کی اطاعت سے محتاط رہو جنھوں نے اپنے حسب پر غرور کیا اور اپنے کی بنیاد پر اونچے بن گئے۔ بدنما چیزوں کو اللہ کے سر ڈال دیا اور اس کے احسانات کا صریحی انکار کر دیا۔ انھوں نے اس کے سے مقابلہ کیا ہے اور اس کی نعمتوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عصبیت کی بنیاد۔ فتنہ کے ستون۔ اور ت کے غرور کی تلواریں ہیں۔

اللہ سے ڈرو اور خبردار اس کی نعمتوں کے دشمن اور اس کے دئے ہوئے فضائل کے حاسد نہ بنو۔ ان جھوٹے مدعیان اسلام کا اتباع جن کے گندہ پانی کو اپنے صاف پانی میں ملا کر پی رہے ہو اور جن کی بیماریوں کو تم نے اپنی صحت کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے اور جن کے کو اپنے حق میں شامل کر لیا ہے۔ یہ لوگ فسق و فجور کی بنیاد ہیں اور نافرمانیوں کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔

ابیل اور قابیل کی طرف اشارہ ہے جہاں قابیل نے صرف حسد اور تعصب کی بنیاد پر اپنے حقیقی بھائی کا خون کر دیا اور اللہ کی پاکیزہ زمین کو خون ناحق رنگین کر دیا اور اس طرح دنیا میں قتل و خون کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کے ہر قوم میں قابیل کا ایک حصہ بہر حال رہے گا۔

کی تباہی اور بربادی میں سب سے بڑا ہاتھ ان رئیسوں اور سرداروں کا ہوتا ہے جن کی حیثیت کچھ نہیں ہوتی ہے لیکن اپنے کو اسقدر عظیم بنا کر پیش کرتے کا اعادہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ان کے پاس تعصب۔ عناد۔ غرور اور تکبر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا ہے اور غریب بندگان خدا کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ کو بلند بنایا ہے اور اسی نے تمھیں پست قرار دیا ہے لہٰذا اب تمھارا فرض ہے کہ اس کے فیصلہ پر راضی رہو اور ہماری اطاعت کی راہ پر چلتے رہو ت کا ارادہ مت کرو کہ یہ قضا و قدر الٰہی سے بغاوت ہے اور یہ شان اسلام کے خلاف ہے۔

اتَّخَذَهُمْ إِبْلِيسُ مَطَايَا ضَلَالٍ، وَجُنْداً بِهِمْ يَصُولُ عَلَى النَّاسِ، وَتَرَاجِمَةً يَـ
عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ، اسْتِرَاقاً لِعُقُولِكُمْ وَدُخُولاً فِي عُيُونِكُمْ، وَنَفْثاً (نـ
أَسْمَاعِكُمْ. فَجَعَلَكُمْ مَرْمَى نَبْلِهِ، وَمَوْطِئَ قَدَمِهِ، وَمَأْخَذَ يَدِهِ.

العبرة بالماضين

فَاعْتَبِرُوا بِمَا أَصَابَ الْأُمَمَ الْمُسْتَكْبِرِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنْ بَأْسِ ا
وَصَوْلَاتِهِ، وَوَقَائِعِهِ وَمَثُلَاتِهِ، وَاتَّعِظُوا بِمَثَاوِي خُدُودِهِمْ، وَمَصَـ
جُنُوبِهِمْ، وَاسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ لَوَاقِحِ الْكِبْرِ، كَمَا تَسْتَعِيذُونَهُ مِنْ طَـ
الدَّهْرِ. فَلَوْ رَخَّصَ اللهُ فِي الْكِبْرِ لِأَحَدٍ مِنْ عِبَادِهِ لَرَخَّصَ فِيهِ لِخَـ
أَنْبِيَائِهِ وَأَوْلِيَائِهِ؛ وَلَكِنَّهُ سُبْحَانَهُ كَرَّهَ إِلَيْهِمُ التَّكَابُرَ، وَ
لَهُمُ التَّوَاضُعَ. فَأَلْصَقُوا بِالْأَرْضِ خُدُودَهُمْ، وَعَفَّرُوا فِي التُّرَابِ وُجُو
وَخَفَضُوا أَجْنِحَتَهُمْ لِلْمُؤْمِنِينَ، وَكَانُوا قَوْماً مُسْتَضْعَفِينَ. قَدِ اخْتَبَرَهُمُ
بِالْمَخْمَصَةِ، وَابْتَلَاهُمْ بِالْمَجْهَدَةِ، وَامْتَحَنَهُمْ بِالْمَخَاوِفِ، وَمَخَـ
بِالْمَكَارِهِ. فَلَا تَعْتَبِرُوا الرِّضَى وَالسُّخْطَ بِالْمَالِ وَالْوَلَدِ جَهْلاً بِمَوَ
الْفِتْنَةِ، وَالْاِخْتِبَارِ (الاختبار) فِي مَوْضِعِ الْغِنَى وَالْاِقْتِدَارِ. فَقَدْ قَـ
سُبْحَانَهُ تَعَالَى: «أَيَحْسَبُونَ أَنَّ مَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ نُسَـ
لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ؟ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ» فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ يَخْتَبِرُ عِـ
الْمُسْتَكْبِرِينَ فِي أَنْفُسِهِمْ بِأَوْلِيَائِهِ الْمُسْتَضْعَفِينَ فِي أَعْيُنِهِمْ.

تواضع الأنبياء (عليهم السلام)

وَلَقَدْ دَخَلَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ وَمَعَهُ أَخُوهُ هَارُونُ ـ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ـ
فِرْعَوْنَ، وَعَلَيْهِمَا مَدَارِعُ الصُّوفِ، وَبِأَيْدِيهِمَا الْعِصِيُّ، فَشَرَطَا لَهُ
أَسْلَمَ ـ بَقَاءَ مُلْكِهِ، وَدَوَامَ عِزِّهِ (سلطانه)؛ فَقَالَ: «أَلَا تَعْجَبُونَ مِنْ هَـ
يَشْرِطَانِ لِي دَوَامَ الْعِزِّ، وَبَقَاءَ الْمُلْكِ، وَهُمَا بِمَا تَرَوْنَ مِنْ حَالِ الْفَقْرِ وَ
فَهَلَّا أُلْقِيَ عَلَيْهِمَا أَسَاوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ»؟ إِعْظَاماً لِلذَّهَبِ وَجَمْعِهِ، وَاحْتِقَاراً لِلصّـ
وَلُبْسِهِ! وَلَوْ أَرَادَ اللهُ سُبْحَانَهُ لِأَنْبِيَائِهِ حَيْثُ بَعَثَهُمْ أَنْ يَفْتَحَ لَـ
كُنُوزَ الذِّهْبَانِ، وَمَعَادِنَ الْعِقْيَانِ، وَمَغَارِسَ الْجِنَانِ، وَأَنْ يَحْشُرَ مَعَهُمْ طَـ
السَّمَاءِ وَوُحُوشَ الْأَرَضِينَ لَفَعَلَ، وَلَوْ فَعَلَ لَسَقَطَ الْبَلَاءُ، وَبَطَلَ الْجَـ

نبل ۔ تیر
مثلات ۔ سزائیں
مثاوی ۔ جمع مثویٰ ۔ منزل
خدود ۔ رخسارے
مصارع الجنوب ۔ پہلوؤں کی جگہ
لواقح الکبر ۔ تکبر کے اسباب
مخمصہ ۔ بھوک
مجہدۃ ۔ مشقت
مخض اللبن ۔ دودھ کا متھنا
ذہبان ۔ جمع ذہب ۔ سونا
عقیان ۔ خالص سونا
البلاء ۔ امتحان

(۱) کسی دور میں بھی ایسے انسانوں کی کمی نہیں ہے جن کا تمام تر تصور یہ رہا ہے کہ مال خدا پروردگار کی رضامندی کی علامت ہے اور غربت و افلاس اس کی ناراضگی کی پہچان ہے اور یہی وجہ ہے کہ سماج میں یہ محاورہ بن گیا ہے کہ جب مالی حالات سازگار ہوتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ پروردگار آج کل زیادہ مہربان ہے اور جب مالی حالات خراب ہو جاتے ہیں تو یہ فریاد کی جاتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ پروردگار آج کل کچھ ناراض ہے گویا کہ رضا اور ناراضگی کا معیار یہی مال اور یہی سکون زندگی ہے ۔
حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو فرعون وقارون رضائے الٰہی کے مجسمے ہوتے اور موسیٰ و ہارون ہی غضب الٰہی کا مرکز ہوتے جس کے تصور کی بھی گ
ہے تو انسان کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ مال و دولت امتحان ہے ۔ رضائے الٰہی کا سامان نہیں ہے ۔

ں نے انھیں گمراہی کی سواری بنالیا ہے اور ایسا لشکر قرار دے لیا ہے جس کے ذریعہ لوگوں پر حملہ کرتا ہے اور یہی اس کے ترجمان ہیں جن کی زبان سے
رکتا ہے۔ تمھاری عقلوں کو چھیننے کے لئے اور تمھاری آنکھوں میں سما جانے کے لئے اور تمھارے کانوں میں اپنی باتوں کو پھونکنے کے لئے
ں نے تمھیں اپنے تیروں کا نشانہ اور اپنے قدموں کی جولانگاہ اور اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنالیا ہے۔

دیکھو تم سے پہلے استکبار کرنے والی قوموں پر جو خدا کا عذاب۔ حملہ۔ قہر اور عتاب نازل ہوا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ ان کے رخساروں کے بل لیٹنے اور پہلوؤں کے بل گرنے سے نصیحت حاصل کرو۔ اللہ کی بارگاہ میں تکبر کی پیداوار کی منزلوں سے اس طرح پناہ مانگو س طرح زمانے کے حوادث سے پناہ مانگتے ہو۔ اگر پروردگار تکبر کی اجازت کسی بندہ کو دے سکتا تو سب سے پہلے اپنے مخصوص انبیاء اور اولیاء کو اجازت دیتا لیکن اس بے نیاز نے ان کے لئے بھی تکبر کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کی بھی تواضع ہی سے خوش ہوا ہے۔ انھوں نے اپنے رخساروں کو زمین سے چپکا دیا تھا اور اپنے چہروں کو خاک پر رکھ دیا تھا اور اپنے شانوں کو مومنین کے لئے جھکا دیا تھا۔

یہ سب سماج کے وہ کمزور بنا دیئے جانے والے افراد تھے جن کا خدا نے بھوک سے امتحان لیا۔ مصائب سے آزمایا۔ خوفناک مراحل سے
اختیار کیا اور ناخوشگوار حالات میں انھیں تہ و بالا کرکے دیکھ لیا۔ خبردار خدا کی خوشنودی اور ناراضگی کا معیار مال اور اولاد کو قرار نہ دینا (١١)
تم فتنہ کی منزلوں کو نہیں پہچانتے ہو اور تمھیں نہیں معلوم ہے کہ خدا مالداری اور اقتدار سے کس طرح امتحان لیتا ہے۔ اس نے صاف اعلان کردیا ہے "کیا ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہم انھیں مال و اولاد کی فراوانی عطا کرکے ان کی نیکیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انھیں کوئی شعور نہیں ہے"۔

اللہ اپنے کو اونچا سمجھنے والوں کا امتحان اپنے کمزور قرار دیئے جانے والے اولیاء کے ذریعہ لیا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰ بن عمرانؑ اپنے بھائی ہارون کے ساتھ فرعون کے دربار میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کے بدن پر اون کا پیراہن تھا اور ان کے ہاتھ میں ایک عصا تھا۔ ان حضرات نے اس سے وعدہ کیا کہ اگر اسلام قبول کرے گا تو اس کے ملک اور اس کی عزت کو دوام و بقا عطا کردیں گے۔ تو اس نے لوگوں سے کہا "کیا تم لوگ ان دونوں کے حال پر تعجب نہیں کر رہے ہو جو اس فقر و فاقہ کی حالت میں میرے پاس آئے ہیں اور میرے ملک کو دوام کی ضمانت دے رہے ہیں۔ اگر یہ ایسے ہی اونچے ہیں تو ان پر سونے کے کنگن کیوں نہیں نازل ہوئے ہیں"۔ اس کی نظر میں سونا اور اس کی جمع آوری ایک عظیم کارنامہ تھا اور اون کا لباس پہننا ذلت کی علامت تھا۔ حالانکہ اگر پروردگار چاہتا تو انبیاء کرام کی بعثت کے ساتھ ہی ان کے لئے سونے کے خزانے، طلائے خالص کے معادن، باغات کے کشت زاروں کے دروازے کھول دیتا اور ان کے ساتھ فضا میں پرواز کرنے والے پرندے اور زمین کے چوپایوں کو ان کا تابع فرمان بنا دیتا۔ لیکن ایسا کر دیتا تو آزمائش ختم ہو جاتی اور انعامات کا سلسلہ بھی بند ہو جاتا۔

یہ کتنا عجیب و غریب منظر رہا ہوگا جب اللہ کے دو مخلص بندے معمولی لباس پہنے ہوئے فرعون کے دربار میں کھڑے ہوں گے اور اسے دین حق کی دعوت دے رہے ہوں گے اور اس سے بقا و انعام کا وعدہ کر رہے ہوں گے اور وہ مسکرا کر درباریوں کی طرف دیکھ رہا ہوگا۔ خدا ان دونوں کی جرأت تو دیکھو۔ خدائے وقت کو دعوت بندگی دے رہے ہیں اور پھر حوصلے تو دیکھو۔ بوسیدہ لباس کے باوجود انعامات کا وعدہ کر رہے ہیں اور معمولی حیثیت کے ساتھ عذاب الیم سے ڈرا رہے ہیں۔

لیکن جناب موسیٰؑ نے ان حالات کی کوئی پرواہ نہیں کی اور نہایت سکون و وقار کے ساتھ اپنا پیغام سناتے رہے کہ اللہ والے سلطنت و جبروت سے مرعوب نہیں ہوتے ہیں اور بہترین جہاد یہی ہے کہ سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق بلند کر دیا جائے اور حق کی آواز کو دبنے نہ دیا جائے۔

وَاضْمَحَلَّتِ الْأَنْبَاءُ، وَلَمَا وَجَبَ لِلْقَابِلِينَ أُجُورُ الْمُبْتَلَيْنَ، وَلَا اسْتَحَقَّ الْمُؤْمِنُونَ ثَوَابَ الْمُحْسِنِينَ، وَلَا لَزِمَتِ الْأَسْمَاءُ مَعَانِيَهَا. وَلَكِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَ رُسُلَهُ أُولِي قُوَّةٍ فِي عَزَائِمِهِمْ، وَضَعَفَةً فِيمَا تَرَى الْأَعْيُنُ مِنْ حَالَاتِهِمْ، مَعَ قَنَاعَةٍ تَمْلَأُ الْقُلُوبَ وَالْعُيُونَ غِنًى، وَخَصَاصَةٍ تَمْلَأُ الْأَبْصَارَ وَالْأَسْمَاعَ أَذًى.

وَلَوْ كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ أَهْلَ قُوَّةٍ لَا تُرَامُ، وَعِزَّةٍ لَا تُضَامُ، وَمُلْكٍ تُمَدُّ نَحْوَهُ أَعْنَاقُ الرِّجَالِ، وَتُشَدُّ إِلَيْهِ عُقَدُ الرِّحَالِ، لَكَانَ ذَلِكَ أَهْوَنَ عَلَى الْخَلْقِ فِي الِاعْتِبَارِ، وَأَبْعَدَ لَهُمْ فِي الِاسْتِكْبَارِ (الاستكثار)، وَلَآمَنُوا عَنْ رَهْبَةٍ قَاهِرَةٍ لَهُمْ، أَوْ رَغْبَةٍ مَائِلَةٍ بِهِمْ، فَكَانَتِ النِّيَّاتُ مُشْتَرَكَةً، وَالْحَسَنَاتُ مُقْتَسَمَةً[1]. وَلَكِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَرَادَ أَنْ يَكُونَ الِاتِّبَاعُ لِرُسُلِهِ، وَالتَّصْدِيقُ بِكُتُبِهِ، وَالْخُشُوعُ لِوَجْهِهِ، وَالِاسْتِكَانَةُ لِأَمْرِهِ، وَالِاسْتِسْلَامُ لِطَاعَتِهِ، أُمُوراً لَهُ خَاصَّةً، لَا تَشُوبُهَا مِنْ غَيْرِهَا شَائِبَةٌ. وَكُلَّمَا كَانَتِ الْبَلْوَى وَالِاخْتِبَارُ أَعْظَمَ كَانَتِ الْمَثُوبَةُ وَالْجَزَاءُ أَجْزَلَ.

الكعبة المقدسة

أَلَا تَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ اخْتَبَرَ الْأَوَّلِينَ مِنْ لَدُنْ آدَمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ، إِلَى الْآخِرِينَ مِنْ هَذَا الْعَالَمِ، بِأَحْجَارٍ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَا تُبْصِرُ وَلَا تَسْمَعُ. فَجَعَلَهَا بَيْتَهُ الْحَرَامَ «الَّذِي جَعَلَهُ لِلنَّاسِ قِيَاماً». ثُمَّ وَضَعَهُ بِأَوْعَرِ بِقَاعِ الْأَرْضِ حَجَراً، وَأَقَلِّ نَتَائِقِ الدُّنْيَا مَدَراً، وَأَضْيَقِ بُطُونِ الْأَوْدِيَةِ قُطْراً، بَيْنَ جِبَالٍ خَشِنَةٍ، وَرِمَالٍ دَمِثَةٍ، وَعُيُونٍ وَشِلَةٍ، وَقُرًى مُنْقَطِعَةٍ؛ لَا يَزْكُو بِهَا خُفٌّ، وَلَا حَافِرٌ وَلَا ظِلْفٌ. ثُمَّ أَمَرَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَوَلَدَهُ أَنْ يَثْنُوا أَعْطَافَهُمْ (اعطافهم) نَحْوَهُ، فَصَارَ مَثَابَةً لِمُنْتَجَعِ أَسْفَارِهِمْ، وَغَايَةً لِمُلْقَى رِحَالِهِمْ. تَهْوِي إِلَيْهِ ثِمَارُ الْأَفْئِدَةِ مِنْ مَفَاوِزِ قِفَارٍ سَحِيقَةٍ، وَمَهَاوِي فِجَاجٍ عَمِيقَةٍ، وَجَزَائِرِ بِحَارٍ مُنْقَطِعَةٍ، حَتَّى يَهُزُّوا مَنَاكِبَهُمْ ذُلُلاً يُهَلِّلُونَ (يهلون) لِلَّهِ حَوْلَهُ، وَيَرْمُلُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ شُعْثاً غُبْراً لَهُ. قَدْ نَبَذُوا السَّرَابِيلَ وَرَاءَ

خصاصہ - فقر و احتیاج
نتائق - جمع نتیقہ - بلند ترین زمینیں
مدر - ڈھیلا
دمثہ - نرم
وشلہ - قلیل الماء
لایزکو - بڑھتا نہیں ہے
خف - اونٹ کا اشارہ ہے
حافر - گھوڑے کا اشارہ ہے
ظلف - گائے بکری کا اشارہ ہے
ثنی عطفہ - متوجہ ہوگیا
منتجع - محل فائدہ
ملقی - القاء
تہوی - تیز رفتاری
مفاوز - صحرا
سحیق - دور دراز
فجاج - وسیع راستے
مناکب - کاندھے
رمل - متوسط رفتار
شعث - پراگندہ
غبر - غبار آلود
سرابیل - کپڑے

(۱) نیتوں کے اشتراک اور حسنات کے انقسام کا مفہوم یہ ہے کہ اگر انبیاء کرام صاحبان حیثیت ہوتے تو ایمان میں سب شریک ہو جاتے۔ مخلصین بھی اور [illegible] بھی افراد بھی۔ لیکن اس کے باوجود حسنات کا درجہ الگ الگ ہوتا کہ مخلصین کی جزا اور ان کا انعام تجارت پیشہ عبادت گذاروں سے یقیناً الگ ہوتا [illegible] اور دونوں کو ایک درجہ پر نہیں رکھا جا سکتا ہے۔!

آسمانی خبریں بھی بیکار و برباد ہو جاتیں۔ نہ مصائب کو قبول کرنے والوں کو امتحان دینے والے کا اجر ملتا اور نہ صاحبانِ ایمان کو نیک کرداروں جیسا انعام ملتا اور نہ الفاظ معانی کا ساتھ دیتے۔

البتہ پروردگار نے اپنے مرسلین کو ارادوں کے اعتبار سے انتہائی صاحب قوت قرار دیا ہے اگرچہ دیکھنے میں حالات کے اعتبار سے بیت کمزور ہیں ان کے پاس وہ قناعت ہے جس نے لوگوں کے دل و نگاہ کو ان کی بے نیازی سے معمور کر دیا ہے اور وہ غربت ہے جس کی بنا پر لوگوں کی آنکھوں اور کانوں کو اذیت ہوتی ہے۔

اگر انبیاء کرام ایسی قوت کے مالک ہوتے جس کا ارادہ بھی نہ کیا جا سکے اور ایسی عزت کے دارا ہوتے جس کو ذلیل نہ کیا جا سکے اور ایسی سلطنت کے حامل ہوتے جس کی طرف گردنیں اٹھتی ہوں اور سواریوں کے پالان کسے جاتے ہوں تو یہ بات لوگوں کی عبرت حاصل کرنے کے لئے آسان تر ہوتی اور انھیں استکبار سے بآسانی دور کر سکتی اور سب کے سب قہر آمیز خوف اور لذت آمیز رغبت کی بنا پر ایمان لے آتے۔ سب کی نیتیں ایک جیسی ہوتیں اور سب کے درمیان نیکیاں تقسیم ہو جاتیں۔ لیکن اس نے یہ چاہا ہے کہ اس کے رسولوں کا اتباع اور اس کی کتابوں کی تصدیق اور اس کی بارگاہ میں خضوع اور اس کے احکام کے سامنے فروتنی۔ سب اس کی ذات اقدس سے مخصوص رہیں اور اس میں کسی طرح کی ملاوٹ نہ ہونے پائے اور ظاہر ہے کہ جس قدر آزمائش اور امتحان میں شدت ہو گی اسی قدر اجر و ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

کیا تم یہ نہیں دیکھتے ہو کہ پروردگار عالم نے آدمؑ کے دور سے آج تک اولین و آخرین سب کا امتحان لیا ہے۔ ان پتھروں کے ذریعہ جن کا بظاہر کوئی نفع ہے اور نہ نقصان۔ نہ ان کے پاس بصارت ہے اور نہ سماعت۔ لیکن انھیں سے اپنا وہ محترم مکان بنوا دیا جسے لوگوں کے قیام کا ذریعہ قرار دے دیا ہے اور پھر اسے ایسی جگہ قرار دیا ہے جو روئے زمین پر انتہائی پتھریلی و بلند زمینوں میں انتہائی مٹی والی وادیوں میں اطراف کے اعتبار سے انتہائی تنگ ہے۔ اس کے اطراف سخت قسم کے پہاڑ، نرم قسم کے ریتیلے میدان، کم پانی والے چشمے اور منتشر قسم کی بستیاں ہیں جہاں نہ اونٹ پرورش پا سکتے ہیں اور نہ گائے اور نہ بکریاں۔

اس کے بعد اس نے آدمؑ اور ان کی اولاد کو حکم دے دیا کہ اپنے کاندھوں کو اس کی طرف موڑ دیں اور اس طرح اسے سفروں سے فائدہ اٹھانے کی منزل اور پالانوں کے اتارنے کی جگہ بنا دیا جس کی طرف لوگ دور افتادہ بے آب و گیاہ بیابانوں۔ دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راستوں۔ زمین سے کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے دل و جان سے متوجہ ہوتے ہیں تاکہ ذلت کے ساتھ اپنے کاندھوں کو حرکت دیں اور اس کے گرد اپنے پروردگار کی الوہیت کا اعلان کریں اور پیدل اس عالم میں دوڑتے رہیں کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہوں اور سر پر خاک پڑی ہوئی ہو۔ اپنے پیراہنوں کو اتار کر پھینک دیں۔

یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تعمیر خانۂ کعبہ کا تعلق جناب ابراہیمؑ سے نہیں ہے بلکہ جناب آدمؑ سے ہے۔ سب سے پہلے انھوں نے حکم خدا سے اس کا گھر بنایا اور اس کا طواف کیا اور پھر اپنی اولاد کو طواف کا حکم دیا اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ طوفان نوحؑ کے موقع پر اس تعمیر کو بلند کر لیا گیا اور اس کے بعد جناب ابراہیمؑ نے اپنے دور میں اس کی دیواروں کو بلند کر کے ایک مکان کی حیثیت دے دی جس کا سلسلہ آج تک قائم ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اس گھر کا طواف کرنے کے لئے آتے ہیں جب کہ اس کی تعمیری حیثیت لاکھوں مکانوں سے کمتر ہے۔ لیکن مسئلہ اس کی مادی حیثیت کا نہیں ہے۔ مسئلہ اس کی نسبت کا ہے جو پروردگار نے اپنی طرف دے دی ہے اور اسے مرجع خلائق بنا دیا ہے جس طرح کہ سرکار دو عالمؐ نے خود مولائے کائنات کو "انت بمنزلۃ الکعبۃ" کہہ کر مرجع عوام و خواص بنا دیا ہے کہ اس سے انحراف کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی ہے۔!

ظُهُورِهِمْ، وَشَوَّهُوا بِإِعْفَاءِ الشُّعُورِ مَحَاسِنَ خَلْقِهِمْ، ابْتِلَاءً عَظِيماً، وَامْتِحَا
شَدِيداً، وَاخْتِبَاراً مُبِيناً، وَتَمْحِيصاً بَلِيغاً، جَعَلَهُ اللّٰهُ سَبَباً لِرَحْمَتِهِ، وَوُصْلَ
إِلَىٰ جَنَّتِهِ. وَلَوْ أَرَادَ سُبْحَانَهُ أَنْ يَضَعَ بَيْتَهُ الْحَرَامَ، وَمَشَاعِرَهُ الْعِظَا
بَيْنَ جَنَّاتٍ وَأَنْهَارٍ، وَسَهْلٍ وَقَرَارٍ، جَمِّ الْأَشْجَارِ دَانِي الثِّمَارِ، مُلْتَفِّ الْبُنَ
مُتَّصِلِ الْقُرَىٰ، بَيْنَ بُرَّةٍ سَمْرَاءَ، وَرَوْضَةٍ خَضْرَاءَ، وَأَرْيَافٍ مُحْدِقَةٍ، وَعِرَاصٍ
مُغْدِقَةٍ، وَرِيَاضٍ نَاضِرَةٍ، وَطُرُقٍ عَامِرَةٍ، لَكَانَ قَدْ صَغُرَ قَدْرُ الْجَزَاءِ عَلَ
حَسَبِ ضَعْفِ الْبَلَاءِ. وَلَوْ كَانَ الْأَسَاسُ الْمَحْمُولُ عَلَيْهَا، وَالْأَحْجَا
الْمَرْفُوعُ بِهَا، بَيْنَ زُمُرُّدَةٍ خَضْرَاءَ، وَيَاقُوتَةٍ حَمْرَاءَ، وَنُورٍ وَضِيَا
لَخَفَّفَ ذٰلِكَ مُصَارَعَةَ (مضارعة) الشَّكِّ فِي الصُّدُورِ، وَلَوَضَعَ مُجَاهَدَةَ إِبْلِيسَ
عَنِ الْقُلُوبِ، وَلَنَفَىٰ مُعْتَلَجَ الرَّيْبِ مِنَ النَّاسِ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَخْتَبِرُ عِبَادَ
بِأَنْوَاعِ الشَّدَائِدِ، وَيَتَعَبَّدُهُمْ بِأَنْوَاعِ الْمَجَاهِدِ، وَيَبْتَلِيهِمْ بِضُرُوبِ
الْمَكَارِهِ، إِخْرَاجاً لِلتَّكَبُّرِ مِنْ قُلُوبِهِمْ، وَإِسْكَاناً لِلتَّذَلُّلِ فِي نُفُوسِهِ
وَلِيَجْعَلَ ذٰلِكَ أَبْوَاباً فُتُحاً إِلَىٰ فَضْلِهِ، وَأَسْبَاباً ذُلُلاً لِعَفْوِهِ.

عود الى التحذير

فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِي عَاجِلِ الْبَغْيِ وَآجِلِ وَخَامَةِ الظُّلْمِ، وَسُوءِ عَاقِبَةِ الْكِبْ
فَإِنَّهَا مَصْيَدَةُ إِبْلِيسَ الْعُظْمَىٰ، وَمَكِيدَتُهُ الْكُبْرَىٰ، الَّتِي تُسَاوِرُ قُلُوبَ
الرِّجَالِ مُسَاوَرَةَ السُّمُومِ الْقَاتِلَةِ، فَمَا تُكْدِي أَبَداً، وَلَا تُشْوِي أَحَداً، لَا عَالِ
لِعِلْمِهِ، وَلَا مُقِلّاً فِي طِمْرِهِ.

فضائل الفرائض

وَعَنْ ذٰلِكَ مَا حَرَسَ اللّٰهُ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ بِالصَّلَوَاتِ وَالزَّكَوَاتِ
وَمُجَاهَدَةِ الصِّيَامِ فِي الْأَيَّامِ الْمَفْرُوضَاتِ، تَسْكِيناً لِأَطْرَافِهِمْ، وَتَخْشِيعاً
لِأَبْصَارِهِمْ وَتَذْلِيلاً لِنُفُوسِهِمْ، وَتَخْفِيضاً (تخضيعا) لِقُلُوبِهِمْ، وَإِذْهَاباً
لِلْخُيَلَاءِ عَنْهُمْ، وَلِمَا فِي ذٰلِكَ مِنْ تَعْفِيرِ عِتَاقِ الْوُجُوهِ بِالتُّرَابِ
تَوَاضُعاً، وَالْتِصَاقِ كَرَائِمِ الْجَوَارِحِ بِالْأَرْضِ تَصَاغُراً، وَلُحُوقِ الْبُطُونِ
بِالْمُتُونِ مِنَ الصِّيَامِ تَذَلُّلاً، مَعَ مَا فِي الزَّكَاةِ مِنْ صَرْفِ ثَمَرَاتِ

عفار شعور - بال بڑھانا
رار - پرسکون زمین
م اشجار - بکثرت درخت
ی - جمع بنیہ - مکان
ہ - گندم
راء - بہترین
یاف - شاداب زمین
راص - صحن
مغدقہ - جہاں پانی کی کثرت ہو
اس - جمع اُس
تلج - تلاطم
ی - کھلے ہوئے
اور - در آتی ہے
دی - جب اثر نہ کرسکے
وت الضربتہ - اچٹ گئی
ر - بوسیدہ لباس
رات - اعضاء و جوارح
ناق - بہترین
ون - پشت

یا کہنا اس بندہ کا جو کمال بندگی
اظہار کے لئے اس طرح کی قربانی
مادہ ہو جائے۔ لاکھوں کے مجمع میں
س کو اتار کر ایک لنگی اور چادر میں
پڑے۔ بالوں کو میدان منیٰ میں
نے کے لئے بڑھائے اور پھر منیٰ میں
س صاف کرادے
غرضکہ جملہ جذبات کو قربان کردے اور عشق الٰہی میں ایسا دیوانہ ہو جائے کہ محبوب کی مرضی کے علاوہ کوئی شے نگاہ میں نہ رہ جائے۔

اور بال بڑھا کر اپنے حسن و جمال کو بدنما بنالیں۔ یہ ایک عظیم ابتلاء۔ شدید امتحان اور واضح اختیار ہے جس کے ذریعہ عبدیت کی مکمل آزمائش ہو رہی ہے۔ پروردگار نے اس مکان کو رحمت کا ذریعہ اور جنت کا وسیلہ بنا دیا ہے۔ وہ اگر چاہتا تو اس گھر کو اور اس کے تمام مشاعر کو باغات اور نہروں کے درمیان نرم و ہموار زمین پر بنا دیتا جہاں گھنے درخت ہوتے اور قریب قریب پھل۔ عمارتیں ایک دوسرے سے جڑی ہوتیں اور آبادیاں ایک دوسرے سے متصل۔ کہیں سرخی مائل گندم کے پودے ہوتے اور کہیں سرسبز باغات۔ کہیں چمن زار ہوتا اور کہیں پانی میں ڈوبے ہوئے میدان۔ کہیں سرسبز و شاداب کشت زار ہوتے اور کہیں آباد گذرگاہیں لیکن اس طرح آزمائش کی سہولت کے ساتھ جزا کی مقدار بھی گھٹ جاتی۔

اور اگر جس بنیاد پر اس مکان کو کھڑا کیا گیا ہے وہ سبز زمرد اور سرخ یاقوت جیسے پتھروں اور نور و ضیا کی تابانیوں سے عبارت ہوتی تو سینوں پر شکوک کے حملے کم ہو جاتے اور دلوں سے ابلیس کی محنتوں کا اثر ختم ہو جاتا اور لوگوں کے خلجان قلب کا سلسلہ تمام ہو جاتا۔ لیکن پروردگار اپنے بندوں کو سخت ترین حالات سے آزمانا چاہتا ہے اور ان سے سنگین ترین مشقتوں کے ذریعہ بندگی کرانا چاہتا ہے اور انھیں طرح طرح کے ناخوشگوار حالات سے آزمانا چاہتا ہے تاکہ ان کے دلوں سے تکبر نکل جائے اور ان کے نفوس میں تواضع اور فروتنی کو جگہ مل جائے اور اسی بات کو فضل و کرم کے کھلے ہوئے دروازوں اور عفو و مغفرت کے آسان ترین وسائل میں قرار دیدے۔

دیکھو دنیا میں سرکشی کے انجام، آخرت میں ظلم کے عذاب اور تکبر کے بدترین نتیجہ کے بارے میں خدا سے ڈرو کہ یہ تکبر شیطان کا عظیم ترین جال اور بزرگ ترین مکر ہے جو دلوں میں اس طرح اتر جاتا ہے جیسے زہر قاتل کہ نہ اس کا اثر زائل ہوتا ہے اور نہ اس کا وار خطا کرتا ہے۔ نہ کسی عالم کے علم کی بنا پر اور نہ کسی نادار پر اس کے پھٹے کپڑوں کی بنا پر۔

اور اسی مصیبت[1] سے پروردگار نے اپنے صاحبان ایمان بندوں کو نماز اور زکوٰۃ اور مخصوص دنوں میں روزہ کی مشقت کے ذریعہ بچایا ہے کہ ان کے اعضاء و جوارح کو سکون مل جائے۔ نگاہوں میں خشوع پیدا ہو جائے۔ نفس میں احساس ذلت پیدا ہو، دل بارگاہ الٰہی میں جھک جائیں اور ان سے غرور نکل جائے اور اسی بنیاد پر کہ نماز میں نازک چہرے تواضع کے ساتھ خاک آلود کیے جاتے ہیں اور محترم اعضاء و جوارح کو ذلت کے ساتھ زمین سے ملا دیا جاتا ہے۔ اور روزہ میں احساس عاجزی کے ساتھ پیٹ پیٹھ سے مل جاتے ہیں اور زکوٰۃ میں زمین کے بہترین نتائج کو فقراء و مساکین کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

[1] انسان کی سب سے بڑی مصیبت شیطان کا اتباع ہے اور شیطان کا سب سے بڑا حربہ فساد اور استکبار ہے۔ اس لئے پروردگار نے انسان کو اس حملہ سے بچانے کے لئے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کو واجب کر دیا کہ نماز کے ذریعہ خضوع و خشوع کا اظہار ہوگا۔ روزہ کے ذریعہ مشقت برداشت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور زکوٰۃ کے ذریعہ اپنی محنت کے نتائج میں فقراء و مساکین کو مقدم کرنے کا خیال پیدا ہوگا اور اس طرح وہ غرور نکل جائے گا جو استکبار کی بنیاد بنتا ہے اور جس کی بنا پر انسان شیطنت سے قریب تر ہو جاتا ہے۔

الأَرْضِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ إِلَىٰ أَهْلِ الْمَسْكَنَةِ وَالْفَقْرِ.

اُنْظُرُوا إِلَىٰ مَا فِي هٰذِهِ الْأَفْعَالِ مِنْ قَمْعِ نَوَاجِمِ الْفَخْرِ، وَقَدْعِ (قطع) طَوَالِعِ الْكِبْرِ! وَلَقَدْ نَظَرْتُ فَمَا وَجَدْتُ أَحَداً مِنَ الْعَالَمِينَ يَتَعَصَّبُ لِشَيْءٍ إِلَّا عَنْ عِلَّةٍ تَحْتَمِلُ تَمْوِيهَ الْجُهَلَاءِ، أَوْ حُجَّةٍ تَلِيطُ بِعُقُولِ السُّفَهَاءِ غَيْرَكُمْ؛ فَإِنَّكُمْ تَتَعَصَّبُونَ لِأَمْرٍ مَا يُعْرَفُ لَهُ سَبَبٌ وَلَا عِلَّةٌ (من بد علة). أَمَّا إِبْلِيسُ فَتَعَصَّبَ عَلَىٰ آدَمَ لِأَصْلِهِ، وَطَعَنَ عَلَيْهِ فِي خِلْقَتِهِ، فَقَالَ: أَنَا نَارِيٌّ وَأَنْتَ طِينِيٌّ.

عصبية المال

وَأَمَّا الْأَغْنِيَاءُ مِنْ مُتْرَفَةِ الْأُمَمِ، فَتَعَصَّبُوا لِآثَارِ مَوَاقِعِ النِّعَمِ، فَقَالُوا: «نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالاً وَأَوْلَاداً وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ». فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مِنَ الْعَصَبِيَّةِ فَلْيَكُنْ تَعَصُّبُكُمْ لِمَكَارِمِ الْخِصَالِ، وَمَحَامِدِ الْأَفْعَالِ، وَمَحَاسِنِ الْأُمُورِ، الَّتِي تَفَاضَلَتْ فِيهَا الْمُجَدَاءُ وَالنُّجَدَاءُ مِنْ بُيُوتَاتِ الْعَرَبِ وَيَعَاسِيبِ الْقَبَائِلِ، بِالْأَخْلَاقِ الرَّغِيبَةِ، وَالْأَحْلَامِ الْعَظِيمَةِ، وَالْأَخْطَارِ الْجَلِيلَةِ، وَالْآثَارِ الْمَحْمُودَةِ. فَتَعَصَّبُوا لِخِلَالِ الْحَمْدِ مِنَ الْحِفْظِ لِلْجِوَارِ، وَالْوَفَاءِ بِالذِّمَامِ، وَالطَّاعَةِ لِلْبِرِّ، وَالْمَعْصِيَةِ لِلْكِبْرِ، وَالْأَخْذِ بِالْفَضْلِ، وَالْكَفِّ عَنِ الْبَغْيِ، وَالْإِعْظَامِ لِلْقَتْلِ، وَالْإِنْصَافِ لِلْخَلْقِ، وَالْكَظْمِ لِلْغَيْظِ، وَاجْتِنَابِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ. وَاحْذَرُوا مَا نَزَلَ بِالْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مِنَ الْمَثُلَاتِ بِسُوءِ الْأَفْعَالِ، وَذَمِيمِ الْأَعْمَالِ. فَتَذَكَّرُوا فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ أَحْوَالَهُمْ، وَاحْذَرُوا أَنْ تَكُونُوا أَمْثَالَهُمْ.

فَإِذَا تَفَكَّرْتُمْ فِي تَفَاوُتِ حَالَيْهِمْ، فَالْزَمُوا كُلَّ أَمْرٍ لَزِمَتِ الْعِزَّةُ بِهِ شَأْنَهُمْ (حالهم)، وَزَاحَتِ الْأَعْدَاءُ لَهُ عَنْهُمْ، وَمُدَّتِ الْعَافِيَةُ بِهِ عَلَيْهِمْ، وَانْقَادَتِ النِّعْمَةُ لَهُ مَعَهُمْ، وَوَصَلَتِ الْكَرَامَةُ عَلَيْهِ حَبْلَهُمْ مِنَ الْاِجْتِنَابِ لِلْفُرْقَةِ، وَاللُّزُومِ لِلْأُلْفَةِ، وَالتَّحَاضِّ عَلَيْهَا، وَالتَّوَاصِي بِهَا. وَاجْتَنِبُوا كُلَّ أَمْرٍ كَسَرَ فِقْرَتَهُمْ، وَأَوْهَنَ مُنَّتَهُمْ: مِنْ تَضَاغُنِ الْقُلُوبِ، وَتَشَاحُنِ الصُّدُورِ، وَتَدَابُرِ النُّفُوسِ، وَتَخَاذُلِ الْأَيْدِي. وَتَدَبَّرُوا أَحْوَالَ الْمَاضِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ قَبْلَكُمْ، كَيْفَ كَانُوا فِي حَالِ التَّمْحِيصِ وَالْبَلَاءِ. أَلَمْ يَكُونُوا أَثْقَلَ الْخَلَائِقِ أَعْبَاءً، وَأَجْ

قمع ۔ مغلوب کر دینا
نواجم ۔ آثار
قدع ۔ روک دینا
تلیط ۔ چپک جاتی ہے
مترفہ ۔ دولت مند
آثار مواقع النعم ۔ غرور و تکبر
یعاسیب ۔ شہد کی مکھی کا سردار
رغیبہ ۔ پسندیدہ
احلام ۔ عقول
جوار ۔ ہمسائیگی
ذمام ۔ عہد و پیمان
مثلات ۔ عقوبات
تفاوت ۔ اختلاف
مُدّت ۔ پھیلا دی گئی
فقرہ ۔ ریڑھ کی ہڈی
منّہ ۔ قوت
تمحیص ۔ آزمائش

اسلامی عبادات نے انسان کے دل و دماغ سے کبر و غرور کے تصورات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور اب مسلمان کے لئے تکبر و غرور کا کوئی جواز نہیں ہے۔

ابلیس کو اپنی اصل پر ناز تھا۔ دولت مندوں کو اپنی دولت پر ناز ہے۔ مسلمان کو اگر ناز ہی کرنے کا شوق ہے اور غرور ہی کا خیال ہے تو اس کا فرض ہے کہ پہلے وہ حسین ترین اخلاق اور بلند ترین کردار پیدا کرے جس کی مثال دوسرے افراد اور اقوام کے پاس نہ ہو تاکہ غرور اور تعصب کا کوئی جواز پیدا ہو سکے ورنہ بلا سبب غرور اور تعصب تو شیطنت سے بھی بدتر کردار ہے اور اس کا اولاد رسول سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ذرا دیکھو کہ ان اعمال میں کس طرح تفاخر کے آثار کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے اور تکبر کے نمایاں ہونے والے آثار کو دبا دیا جاتا ہے۔

میں نے تمام عالمین کو پرکھ کر دیکھ لیا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس میں کسی شے کا تعصب پایا جاتا ہو اور اس کے پیچھے کوئی ایسی علت نہ ہو جس سے جاہل دھوکہ کھا جائیں یا ایسی دلیل نہ ہو جو احمقوں کی عقل سے چپک جائے۔ علاوہ تم لوگوں کے کہ تم ایسی چیز کا تعصب رکھتے ہو جس کی کوئی علت اور جس کا کوئی سبب نہیں ہے۔ دیکھو ابلیس نے آدمؑ کے مقابلہ میں عصبیت کا اظہار کیا تو اپنی اصل کی بنیاد پر اور ان کی تخلیق پر طنز کیا اور یہ کہہ دیا کہ میں آگ سے بنا ہوں اور تم خاک سے بنے ہو۔

اسی طرح امتوں کے دولت مندوں نے اپنی نعمتوں کے آثار کی بنا پر غرور کا مظاہرہ کیا اور یہ اعلان کر دیا کہ "ہم زیادہ مال و اولاد والے ہیں لہٰذا ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا ہے" لیکن تمہارے پاس تو ایسی کوئی بنیاد بھی نہیں ہے۔ لہٰذا اگر فخر ہی کرنا ہے تو بہترین عادات، قابل تحسین اعمال اور حسین ترین خصائل کی بنا پر کرو جن کے بارے میں عرب کے خاندانوں۔ قبائل کے سرداروں کے بزرگ اور شریف لوگ کیا کرتے تھے۔ یعنی پسندیدہ اخلاق، عظیم دانائی، اعلیٰ مراتب اور قابل تعریف کارنامے۔

تم بھی انہیں قابل ستائش اعمال پر فخر کرو۔ ہمسایوں کا تحفظ کرو۔ عہد و پیمان کو پورا کرو۔ نیک لوگوں کی اطاعت کرو، سرکشوں کی مخالفت کرو۔ فضل و کرم کو اختیار کرو۔ ظلم و سرکشی سے پرہیز کرو۔ خونریزی سے پناہ مانگو۔ خلق خدا کے ساتھ انصاف کرو۔ غصہ کو پی جاؤ۔ فساد فی الارض سے اجتناب کرو کہ یہی صفات و کمالات قابل فخر و مباہات ہیں۔

بدترین اعمال کی بنا پر گذشتہ امتوں پر نازل ہونے والے عذاب سے اپنے کو محفوظ رکھو۔ خیر و شر ہر حال میں ان لوگوں کو یاد رکھو اور خبردار ان کے جیسے بدکردار نہ ہو جانا۔

اگر تم نے ان کے اچھے برے حالات پر غور کر لیا ہے تو اب ایسے امور کو اختیار کرو جن کی بنا پر عزت ہمیشہ ان کے ساتھ رہی۔ دشمن ان سے دور دور رہے۔ عافیت کا دامن ان کی طرف پھیلا دیا گیا نعمتیں ان کے سامنے سرنگوں ہو گئیں اور کرامت و شرافت نے ان سے اپنا رشتہ جوڑ لیا کہ وہ افتراق سے بچے۔ محبت کے ساتھ۔ اسی پر دوسروں کو آمادہ کرتے رہے اور اسی کی آپس میں وصیت اور نصیحت کرتے رہے۔

اور دیکھو ہر اس چیز سے پرہیز کرو جس نے ان کی کمر کو توڑ دیا۔ ان کی طاقت کو کمزور کر دیا۔ یعنی آپس کا کینہ۔ دلوں کی عداوت، نفوس کا ایک دوسرے سے منھ پھیر لینا اور ہاتھوں کا ایک دوسرے کی امداد سے رک جانا۔

ذرا اپنے پہلے والے صاحبان ایمان کے حالات پر بھی غور کرو کہ وہ کس طرح بلاء اور آزمائش کی منزلوں میں تھے۔ کیا وہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ بوجھ کے متحمل اور تمام بندوں میں سب سے زیادہ مصائب میں مبتلا نہیں تھے۔

یہ تاریخ کردار سازی کا بہترین ذریعہ ہے اور اس سے استفادہ کرنے کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان دونوں طرح کی قوموں کے حالات کا جائزہ لے۔ ان قوموں کو بھی دیکھے جنہوں نے سرفرازی اور بلندی حاصل کی ہے اور ان قوموں کے حالات کا بھی مطالعہ کرے جنہوں نے ذلت اور زوال کا سامنا کیا ہے۔ تاکہ ان اقوام کے کردار کو اپنائے جنہوں نے اپنے وجود کو سرمایۂ تاریخ بنا دیا ہے اور ان لوگوں کے کردار سے پرہیز کرے جنہوں نے اپنے کو ذلت کے غار میں ڈھکیل دیا ہے۔

الْعِبَادِ بَلاءً، وَأَضْيَقَ أَهْلِ الدُّنْيَا حَالاً. اتَّخَذَتْهُمُ الْفَرَاعِنَةُ عَبِيداً فَسَامُوهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ، وَجَرَّعُوهُمُ الْمُرَارَ، فَلَمْ تَبْرَحِ الْحَالُ بِهِمْ فِي ذُلِّ الْهَلَكَةِ وَقَهْرِ الْغَلَبَةِ، لا يَجِدُونَ حِيلَةً فِي امْتِنَاعٍ، وَلا سَبِيلاً إِلَى دِفَاعٍ. حَتَّى إِذَا رَأَى اللَّهُ سُبْحَانَهُ جِدَّ الصَّبْرِ مِنْهُمْ عَلَى الأَذَى فِي مَحَبَّتِهِ، وَالاحْتِمَالَ لِلْمَكْرُوهِ مِنْ خَوْفِهِ، جَعَلَ لَهُمْ مِنْ مَضَايِقِ الْبَلاءِ فَرَجاً، فَأَبْدَلَهُمُ الْعِزَّ مَكَانَ الذُّلِّ، وَالأَمْنَ مَكَانَ الْخَوْفِ، فَصَارُوا مُلُوكاً حُكَّاماً، وَأَئِمَّةً أَعْلاماً، وَقَدْ بَلَغَتِ الْكَرَامَةُ مِنَ اللَّهِ لَهُمْ مَا لَمْ تَذْهَبِ الآمَالُ إِلَيْهِ بِهِمْ

فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانُوا حَيْثُ كَانَتِ الأَمْلاءُ مُجْتَمِعَةً، وَالأَهْوَاءُ مُؤْتَلِفَةً (مستقلة)، وَالْقُلُوبُ مُعْتَدِلَةً، وَالأَيْدِي مُتَرَادِفَةً (مترافدة)، وَالسُّيُوفُ مُتَنَاصِرَةً، وَالْبَصَائِرُ نَافِذَةً، وَالْعَزَائِمُ وَاحِدَةً. أَلَمْ يَكُونُوا أَرْبَاباً فِي أَقْطَارِ الأَرَضِينَ، وَمُلُوكاً عَلَى رِقَابِ الْعَالَمِينَ! فَانْظُرُوا إِلَى مَا صَارُوا إِلَيْهِ فِي آخِرِ أُمُورِهِمْ، حِينَ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ، وَتَشَتَّتَتِ الأُلْفَةُ، وَاخْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَالأَفْئِدَةُ، وَتَشَعَّبُوا مُخْتَلِفِينَ، وَتَفَرَّقُوا مُتَحَارِبِينَ (متحازبين)، قَدْ خَلَعَ اللَّهُ عَنْهُمْ لِبَاسَ كَرَامَتِهِ، وَسَلَبَهُمْ غَضَارَةَ نِعْمَتِهِ، وَبَقِيَ قَصَصُ أَخْبَارِهِمْ فِيكُمْ عِبَراً لِلْمُعْتَبِرِينَ.

الاعتبار بالامم

فَاعْتَبِرُوا بِحَالِ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ[1] وَبَنِي إِسْحَاقَ وَبَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَيْهِمُ السَّلامُ، فَمَا أَشَدَّ اعْتِدَالَ الأَحْوَالِ، وَأَقْرَبَ اشْتِبَاهَ الأَمْثَالِ! تَأَمَّلُوا أَمْرَهُمْ فِي حَالِ تَشَتُّتِهِمْ وَتَفَرُّقِهِمْ، لَيَالِيَ كَانَتِ الأَكَاسِرَةُ وَالْقَيَاصِرَةُ أَرْبَاباً لَهُمْ، يَحْتَازُونَهُمْ عَنْ رِيفِ الآفَاقِ، وَبَحْرِ الْعِرَاقِ، وَخُضْرَةِ الدُّنْيَا، إِلَى مَنَابِتِ (سهابت) الشِّيحِ، وَمَهَافِي الرِّيحِ، وَنَكَدِ الْمَعَاشِ، فَتَرَكُوهُمْ عَالَةً مَسَاكِينَ إِخْوَانَ دَبَرٍ (دين) وَوَبَرٍ (وتبرة)، أَذَلَّ الأُمَمِ دَاراً، وَأَجْدَبَهُمْ قَرَاراً، لا يَأْوُونَ إِلَى جَنَاحِ دَعْوَةٍ يَعْتَصِمُونَ بِهَا، وَلا إِلَى ظِلِّ أُلْفَةٍ يَعْتَمِدُونَ عَلَى عِزِّهَا. فَالأَحْوَالُ مُضْطَرِبَةٌ، وَالأَيْدِي مُخْتَلِفَةٌ، وَالْكَثْرَةُ مُتَفَرِّقَةٌ، فِي بَلاءِ أَزْلٍ، وَأَطْبَاقِ جَهْلٍ! مِنْ بَنَاتٍ مَوْءُودَةٍ، وَأَصْنَامٍ مَعْبُودَةٍ، وَأَرْحَامٍ مَقْطُوعَةٍ، وَغَارَاتٍ مَشْنُونَةٍ.

مرار - شدید تلخ
املاء - جماعت، قوم
ارباب - سردار
غضارۃ - تازگی - وسعت
اعتدال - مناسب
اشتباہ - مشابہت
یحتازون - جمع کرتے ہیں
مہافی - گذرگاہ ہوا
نکد - شدت - تنگی
دبر - جانور کی پیٹھ کا زخم
لایاوون - رجوع نہیں کرتے ہیں
ازل - شدت
موؤدۃ - زندہ درگور
شن الغارۃ - ہر طرف سے حملہ

[1] جناب اسماعیلؑ جناب ابراہیمؑ کے فرزند جناب ہاجرہ کے بطن سے اور جناب اسحاق ان کے فرزند جناب سارہ کے بطن سے تھے۔

اسرائیل جناب یعقوب کا لقب تھا جس کے معنی ہیں خدا سے مقابلہ کرنے والا اور اس کا سبب توریت میں یہ بیان ہوا ہے کہ انھوں نے تمام رات پروردگار سے کشتی لڑی ہے اور پروردگار انھیں زیر نہیں کر سکا ہے (ملاحظہ ہو: توریت سفر تکوین اصحاح ۳۲)

جناب اسرائیل کے بارہ فرزند تھے۔ شمعون، رابین، لاوی، یہوذا، یساکر، زبولون، جاد، اشیر، دان، نفتالی، بنیامین، یوسف۔
ان میں اکثریت بے ایمان۔ قاتل۔ غارت گر اور بے دین افراد کی تھی حالانکہ سب نبی خدا کی اولاد تھی تو ساقیوں کا کیا ذکر ہے؟

تمام اہل دنیا میں سب سے زیادہ تنگی میں بسر نہیں کر رہے تھے۔ فراعنہ نے انھیں غلام بنالیا تھا اور طرح طرح کے بدترین عذاب میں مبتلا کر رہے انھیں تلخ گھونٹ پلا رہے تھے اور وہ انھیں حالات میں زندگی گذار رہے تھے کہ ہلاکت کی ذلت بھی تھی اور تغلب کی قہرسامانی بھی بچاؤ کا کوئی راستہ تھا اور نہ دفاع کی کوئی سبیل۔

یہاں تک کہ جب پروردگار نے یہ دیکھ لیا کہ انھوں نے اس کی محبت میں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کرلی ہیں اور اس کے خوف سے ناگوار حالات کا سامنا کرلیا ہے تو ان کے لئے ان تنگیوں میں وسعت کا سامان فراہم کردیا اور ان کی ذلت کو عزت میں تبدیل کردیا اور خوف کے بدلے امن وامان عطا فرمادیا اور وہ زمین کے حاکم اور بادشاہ ۔ قائد اور نمایاں افراد بن گئے۔ الٰہی کرامت نے انھیں ان منزلوں تک پہونچا دیا جہاں تک جانے کا انھوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔

دیکھو جب تک ان کے اجتماعات یکجا رہے۔ ان کے خواہشات میں اتفاق رہا۔ ان کے دل معتدل رہے۔ ان کے ہاتھ ایک دوسرے کی امداد کرتے رہے۔ ان کی تلواریں ایک دوسرے کے کام آتی رہیں۔ ان کی بصیرتیں نافذ رہیں اور ان کے عزائم میں اتحاد رہا۔ وہ کس طرح باعزت رہے۔ کیا وہ تمام اطراف زمین کے ارباب اور تمام لوگوں کی گردنوں کے حکام نہیں تھے۔

لیکن پھر آخر کار ان کا انجام کیا ہوا جب ان کے درمیان افتراق پیدا ہوگیا اور محبتوں میں انتشار پیدا ہوگیا۔ باتوں اور دلوں میں اختلاف پیدا ہوگیا اور سب مختلف جماعتوں اور متحارب گروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ تو پروردگار نے ان کے بدن سے کرامت کا لباس اتار لیا اور ان نعمتوں کی شادابی کو سلب کرلیا اور اب ان کے قصے صرف عبرت حاصل کرنے والوں کے لئے سامان عبرت بن کر رہ گئے ہیں۔

لہٰذا اب تم اولاد اسمٰعیل اور اولاد اسحاق و اسرائیل (یعقوب) سے عبرت حاصل کرو کہ سب کے حالات کس قدر ملتے ہوئے اور کیفیات کس قدر یکساں ہیں۔ دیکھو ان کے انتشار و افتراق کے دور میں ان کا کیا عالم تھا کہ قیصر و کسریٰ ان کے ارباب بن گئے تھے ـــــ اور انھیں اطراف عالم کے سبزہ زاروں۔ عراق کے دریاؤں اور دنیا کی شادابیوں سے نکال کر خاردار جھاڑیوں اور آندھیوں کی بے روک گذرگاہوں اور معیشت کی دشوار گذار منزلوں تک پہونچا کر اس عالم میں چھوڑ دیا تھا کہ وہ فقیر و نادار ۔ اونٹوں کی پشت پر چلنے والے اور بالوں کے خیموں میں قیام کرنے والے ہوگئے تھے۔ گھر بار کے اعتبار سے تمام قوموں سے زیادہ ذلیل اور جگہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ خشک سالیوں کا شکار تھے نہ ان کی آواز تھی جس کی پناہ لے کر اپنا تحفظ کر سکیں اور نہ کوئی الفت کا سایہ تھا جس کی طاقت پر بھروسہ کرسکیں۔ حالات مضطرب، طاقتیں منتشر، کثرت میں انتشار۔ بلائیں سخت۔ جہالت تہ بہ تہ۔ زندہ در گور بیٹیاں۔ پتھر پرستش کے قابل، رشتہ داریاں ٹوٹی ہوئی اور چاروں طرف سے حملوں کی یلغار۔!

عالم اسلام کو بنی اسرائیل کے حالات سے عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ انھیں قیصر و کسریٰ اور دیگر سلاطین زمانہ نے کس قدر ذلیل کیا اور کیسے کیسے بدترین حالات سے دوچار کیا۔ صرف اس لئے کہ ان کے درمیان اتحاد نہیں تھا اور وہ خود بھی برائیوں میں مبتلا تھے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے روکنے کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پروردگار نے انھیں اس عذاب میں مبتلا کر دیا اور ان کا یہ تصور مہمل ہو کر رہ گیا کہ ہم اللہ کے منتخب بندے اور اس کی اولاد کا مرتبہ رکھتے ہیں۔ دور حاضر میں مسلمانوں کا بھی عالم ہے کہ صرف امت وسط کے نام پر جھوم رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے کردار میں کسی طرف سے اعتدال کی کوئی جھلک نہیں ہے۔ ہر طرف انحراف ہی انحراف اور کجی ہی کجی نظر آتی ہے۔ نہ کہیں وحدت کلمہ ہے اور نہ کہیں اتحاد کلام۔ اختلافات کا زور ہے اور دشمن کی حکمرانی۔ آپس کا جھگڑا ہے اور غیروں کی غلامی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

النعمة برسول الله (ﷺ)

فَانْظُرُوا إِلَى مَوَاقِعِ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ حِينَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رَسُولاً، فَعَقَدَ بِمِلَّتِهِ
طَاعَتَهُمْ، وَجَمَعَ عَلَى دَعْوَتِهِ أُلْفَتَهُمْ: كَيْفَ نَشَرَتِ النِّعْمَةُ عَلَيْهِمْ جَنَاحَ كَرَامَتِهَا
وَأَسَالَتْ لَهُمْ جَدَاوِلَ نَعِيمِهَا، وَالْتَفَّتِ الْمِلَّةُ بِهِمْ فِي عَوَائِدِ بَرَكَتِهَا، فَأَصْبَحُوا فِي
نِعْمَتِهَا غَرِقِينَ، وَ فِي خُضْرَةِ عَيْشِهَا فَكِهِينَ (فاكهين). قَدْ تَرَبَّعَتِ الْأُمُورُ بِهِمْ فِي
ظِلِّ سُلْطَانٍ قَاهِرٍ، وَآوَتْهُمُ الْحَالُ إِلَى كَنَفِ عِزٍّ غَالِبٍ، وَتَعَطَّفَتِ الْأُمُورُ عَلَيْهِمْ فِي
ذُرَى مُلْكٍ ثَابِتٍ. فَهُمْ حُكَّامٌ عَلَى الْعَالَمِينَ، وَمُلُوكٌ فِي أَطْرَافِ الْأَرَضِينَ. يَمْلِكُونَ
الْأُمُورَ عَلَى مَنْ كَانَ يَمْلِكُهَا عَلَيْهِمْ، وَيُمْضُونَ الْأَحْكَامَ فِيمَنْ كَانَ يُمْضِيهَا فِيهِمْ!
لَا تُغْمَزُ لَهُمْ قَنَاةٌ، وَلَا تُقْرَعُ لَهُمْ صَفَاةٌ!

لوم العصاة

أَلَا وَإِنَّكُمْ قَدْ نَفَضْتُمْ أَيْدِيَكُمْ مِنْ حَبْلِ الطَّاعَةِ، وَثَلَمْتُمْ حِصْنَ اللّٰهِ الْمَضْرُوبَ
عَلَيْكُمْ، بِأَحْكَامِ الْجَاهِلِيَّةِ. فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ قَدِ امْتَنَّ عَلَى جَمَاعَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ
فِيمَا عَقَدَ بَيْنَهُمْ مِنْ حَبْلِ هٰذِهِ الْأُلْفَةِ الَّتِي يَنْتَقِلُونَ فِي ظِلِّهَا، وَيَأْوُونَ إِلَى كَنَفِهَا
بِنِعْمَةٍ لَا يَعْرِفُ أَحَدٌ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ لَهَا قِيمَةً، لِأَنَّهَا أَرْجَحُ مِنْ كُلِّ ثَمَنٍ، وَأَجَلُّ مِنْ
كُلِّ خَطَرٍ. وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ صِرْتُمْ بَعْدَ الْهِجْرَةِ أَعْرَاباً، وَبَعْدَ الْمُوَالَاةِ أَحْزَاباً
مَا تَتَعَلَّقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا بِاسْمِهِ، وَلَا تَعْرِفُونَ مِنَ الْإِيمَانِ إِلَّا رَسْمَهُ.

تَقُولُونَ: النَّارَ وَلَا الْعَارَ! كَأَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تُكْفِئُوا الْإِسْلَامَ عَلَى وَجْهِهِ
انْتِهَاكاً لِحَرِيمِهِ، وَنَقْضاً لِمِيثَاقِهِ الَّذِي وَضَعَهُ اللّٰهُ لَكُمْ حَرَماً فِي أَرْضِهِ، وَأَمْناً بَيْنَ
خَلْقِهِ. وَإِنَّكُمْ إِنْ لَجَأْتُمْ إِلَى غَيْرِهِ حَارَبَكُمْ أَهْلُ الْكُفْرِ، ثُمَّ لَا جَبْرَائِيلُ
وَلَا مِيكَائِيلُ وَلَا مُهَاجِرُونَ وَلَا أَنْصَارٌ يَنْصُرُونَكُمْ إِلَّا الْمُقَارَعَةَ بِالسَّيْفِ حَتَّى
يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَكُمْ.

وَإِنَّ عِنْدَكُمُ الْأَمْثَالَ مِنْ بَأْسِ اللّٰهِ وَقَوَارِعِهِ، وَأَيَّامِهِ وَوَقَائِعِهِ، فَلَا
تَسْتَبْطِئُوا وَعِيدَهُ جَهْلاً بِأَخْذِهِ، وَتَهَاوُناً بِبَطْشِهِ، وَيَأْساً مِنْ بَأْسِهِ. فَإِنَّ اللّٰهَ
سُبْحَانَهُ لَمْ يَلْعَنِ الْقَرْنَ الْمَاضِيَ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ إِلَّا لِتَرْكِهِمُ الْأَمْرَ
بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ. فَلَعَنَ اللّٰهُ السُّفَهَاءَ لِرُكُوبِ الْمَعَاصِي
وَالْحُلَمَاءَ لِتَرْكِ التَّنَاهِي!

...تغاف - لپیٹ دینا

...وائد - خیرات و برکات

...ہین - مطمئن

...بعت - ہموار ہو گئے

...ناۃ - نیزہ

...صفاۃ - پتھر

...لم - رخنہ

...والاۃ - محبت

...حقیقت امر یہ ہے کہ اس انسان ... وجود کس قدر با برکت ہے جس نے ... دین کے احکام اور اپنے کردار کی ... طاقت کی بنا پر چند برسوں میں ایک ... تیار کر دی اور قوم کو اس قدر با عزت ... دیا کہ گویا معاشرہ کی کایا پلٹ دی ... کہاں وہ بنی اسرائیل پر ہونے والے ... مظالم - کہاں وہ عرب کا دورِ جاہلیت ... کہاں اسلام کے زیر سایہ تشکیل ... پانے والا معاشرہ - جس نے محکوموں کو ... حاکم بنا دیا - بدوؤں کو انسان بنا دیا ... حیوانوں کو مسلمان اور صاحب ایمان ... بنا دیا اور یہ سب صرف اس لئے ممکن ... ہوا کہ قانون صالح تھا - نافذ کرنے والا ... کامل تھا اور امت اطاعت کے لئے ... تیار تھی - ورنہ ان میں سے کوئی ایک ... عنصر بھی کم ہو جاتا تو اس طرح کے ... انقلاب کے امکانات معدوم ہو جاتے ... اور قوم کے مقدر میں صرف نکبت، رسوائی، غلامی اور دربدری رہ جاتی اور بس ...!

اس کے بعد دیکھو کہ پروردگار نے ان پر کس قدر احسانات کئے جب ان کی طرف ایک رسول بھیج دیا جس نے اپنے نظام سے ان کی اطاعت کا مرکز بنایا اور اپنی دعوت پر ان کی الفتوں کو متحد کیا اور اس کے نتیجہ میں نعمتوں نے ان پر کرامت کے بال و پر پھیلا دیے اور راحتوں کے دریا بہا دیے شریعت نے انھیں اپنی برکتوں کے بیش قیمت فوائد میں لپیٹ لیا۔ وہ نعمتوں میں غرق ہو گئے اور زندگی کی شادابیوں میں مزے اڑانے لگے۔ ایک مضبوط حاکم کے زیر سایہ حالات سازگار ہو گئے اور حالات نے غلبہ و بزرگی کے پہلو میں جگہ دلوا دی اور ایک مستحکم ملک کی بلندیوں پر دنیا و دین کی سعادتیں ان کی طرف جھک پڑیں۔ وہ عالمین کے حکام ہو گئے اور اطراف زمین کے بادشاہ شمار ہونے لگے جو کل ان کے امور کے مالک تھے آج وہ ان کے امور کے مالک ہو گئے اور اپنے احکام ان پر نافذ کرنے لگے جو کل اپنے احکام ان پر نافذ کر رہے تھے کہ اب نہ ان کا دم خم نکالا جا سکتا تھا اور نہ ان کا زور ہی توڑا جا سکتا تھا (۱)

دیکھو تم نے اپنے ہاتھوں کو اطاعت کے بندھنوں سے جھاڑ لیا ہے اور اللہ کی طرف سے اپنے گرد کھنچے ہوئے حصار میں جاہلیت کے احکام کی بنا پر رخنہ پیدا کر دیا ہے۔ اللہ نے اس امت کے اجتماع پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں الفت کی ایسی بندشوں میں گرفتار کر دیا ہے کہ اسی کے زیر سایہ سفر کرتے ہیں اور اسی کے پہلو میں پناہ لیتے ہیں اور یہ وہ نعمت ہے جس کی قدر و قیمت کو کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا ہے اس لئے کہ یہ ہر قیمت سے بڑی قیمت اور ہر شرف و کرامت سے بالاتر کرامت ہے۔

اور یاد رکھو کہ تم ہجرت کے بعد پھر صحرائی بدو ہو گئے ہو اور باہمی دوستی کے بعد پھر گروہوں میں تقسیم ہو گئے ہو۔ تمھارا اسلام سے رابطہ صرف نام کا رہ گیا ہے اور تم ایمان میں سے صرف علامتوں کو پہچانتے ہو اور روح مذہب سے بالکل بے خبر ہو۔

تمھارا کہنا یہ ہے کہ آگ برداشت کر لیں گے مگر ذلت نہیں برداشت کریں گے۔ گویا کہ اسلام کے حدود کو توڑ کر اور اس کے اس عہد و پیمان کو پارہ پارہ کر کے جسے اللہ نے زمین میں پناہ اور مخلوقات میں امن قرار دیا ہے۔ اسلام کو الٹ دینا چاہتے ہو۔ حالانکہ اگر تم نے اسلام کے علاوہ کسی اور طرف رخ بھی کیا تو اہل کفر تم سے باقاعدہ جنگ کریں گے اور اس وقت نہ جبریل آئیں گے نہ میکائیل۔ نہ مہاجر تمھاری امداد کریں گے اور نہ انصار۔ صرف تلواریں کھڑکھڑاتی رہیں گی یہاں تک کہ پروردگار اپنا آخری فیصلہ نافذ کر دے۔

تمھارے پاس تو خدائی عتاب و عذاب اور حوادث و ہلاکت کے نمونے موجود ہیں لہٰذا خبردار اس کی گرفت سے غافل ہو کر اسے دور نہ سمجھو اور اس کے حملہ کو آسان سمجھ کر اور اس کی سختی سے غافل ہو کر اپنے کو مطمئن نہ بنا لو۔

دیکھو پروردگار نے تم سے پہلے گذر جانے والی قوموں (۲) پر صرف اسی لئے لعنت کی ہے کہ انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں جہلاء پر معاصی کے ارتکاب کی بنا پر لعنت ہوئی اور دانشمندوں پر انھیں نہ منع کرنے کی بنا پر

(۱) افسوس جس قوم نے چار دن پہلے عزت کے دن دیکھے ہوں۔ اپنے اتحاد و اتفاق اور اپنی اطاعت شعاری کے اثرات کا مشاہدہ کیا ہو۔ وہ یکبارگی اس طرح منقلب ہو جائے اور راحت پسندی اسے دوبارہ دھکیل کر ماضی کے گڑھے میں ڈال دے اور ذلت و رسوائی اس کا مقدر بن جائے۔

(۲) یہ نکتہ ہر دور کے لئے قابل توجہ ہے کہ دین خدا میں لعنت کا استحقاق صرف جہالت اور بدعملی ہی سے نہیں پیدا ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات اس کے حقدار اہل علم اور دیندار حضرات بھی بن جاتے ہیں۔ جب ان کے کردار میں انانیت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کی طرف سے یکسر غافل ہو جاتے ہیں۔ نہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور نہ برائیوں سے روکتے ہیں۔ دین خدا کی بربادی کی طرف سے اس طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں جیسے کسی غریب کا سرمایہ لٹ رہا ہے اور ہم سے اس کا کوئی تعلق نہیں جب کہ دین اسلام ہر مسلمان کا سرمایۂ حیات ہے اور اس کے تحفظ کی ذمہ داری ہر صاحب ایمان پر عائد ہوتی ہے۔

أَلَا وَقَدْ قَطَعْتُمْ قَيْدَ الْإِسْلَامِ، وَعَطَّلْتُمْ حُدُودَهُ وَأَمَتُّمْ أَحْكَامَهُ. أَلَا وَقَ
أَمَرَنِيَ اللّٰهُ بِقِتَالِ أَهْلِ الْبَغْيِ وَالنَّكْثِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، فَأَمَّا النَّاكِثُ
فَقَدْ قَاتَلْتُ، وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَقَدْ جَاهَدْتُ، وَأَمَّا الْمَارِقَةُ فَقَدْ دَوَّخْتُ، وَأَمَّ
شَيْطَانُ الرَّدْهَةِ فَقَدْ كُفِيتُهُ بِصَعْقَةٍ سُمِعَتْ لَهَا وَجْبَةُ قَلْبِهِ وَرَجَّةُ صَدْرِ
وَبَقِيَتْ بَقِيَّةٌ مِنْ أَهْلِ الْبَغْيِ، وَلَئِنْ أَذِنَ اللّٰهُ فِي الْكَرَّةِ عَلَيْهِمْ لَأُدِيلَ
مِنْهُمْ إِلَّا مَا يَتَشَذَّرُ فِي أَطْرَافِ الْبِلَادِ تَشَذُّراً!

شجاعته و فضله «ع»

أَنَا وَضَعْتُ فِي الصِّغَرِ بِكَلَاكِلِ الْعَرَبِ، وَكَسَرْتُ نَوَاجِمَ قُرُونِ رَبِيعَةَ وَمُضَ
وَقَدْ عَلِمْتُمْ مَوْضِعِي مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِالْقَرَابَ
الْقَرِيبَةِ، وَالْمَنْزِلَةِ الْخَصِيصَةِ. وَضَعَنِي فِي حِجْرِهِ وَأَنَا وَلَدٌ يَضُمُّنِي إِ
صَدْرِهِ، وَيَكْنُفُنِي فِي فِرَاشِهِ، وَيُمِسُّنِي جَسَدَهُ، وَيُشِمُّنِي عَرْفَهُ. وَكَانَ يَمْضَ
الشَّيْءَ ثُمَّ يُلْقِمُنِيهِ، وَمَا وَجَدَ لِي كَذْبَةً فِي قَوْلٍ، وَلَا خَطْلَةً فِي فِعْلٍ. وَلَ
قَرَنَ اللّٰهُ بِهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - مِنْ لَدُنْ أَنْ كَانَ فَطِيماً أَعْظَمَ مَلَ
مِنْ مَلَائِكَتِهِ يَسْلُكُ بِهِ طَرِيقَ الْمَكَارِمِ، وَمَحَاسِنَ أَخْلَاقِ الْعَالَمِ، لَيْلَهُ وَنَهَارَ
وَلَقَدْ كُنْتُ أَتَّبِعُهُ اتِّبَاعَ الْفَصِيلِ أَثَرَ أُمِّهِ، يَرْفَعُ لِي فِي كُلِّ يَوْمٍ مِ
أَخْلَاقِهِ عَلَماً، وَيَأْمُرُنِي بِالِاقْتِدَاءِ بِهِ. وَلَقَدْ كَانَ يُجَاوِرُ فِي كُلِّ سَ
بِحِرَاءَ فَأَرَاهُ، وَلَا يَرَاهُ غَيْرِي. وَلَمْ يَجْمَعْ بَيْتٌ وَاحِدٌ يَوْمَئِذٍ فِي الْإِسْ
غَيْرَ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - وَخَدِيجَةَ وَأَنَا ثَالِثُهُمَا. أَرَى نُو
الْوَحْيِ وَالرِّسَالَةِ، وَأَشُمُّ رِيحَ النُّبُوَّةِ.

وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّيْطَانِ حِينَ نَزَلَ الْوَحْيُ عَلَيْهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ
فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الرَّنَّةُ؟ فَقَالَ: «هٰذَا الشَّيْطَانُ قَدْ أَيِسَ مِ
عِبَادَتِهِ. إِنَّكَ تَسْمَعُ مَا أَسْمَعُ، وَتَرَى مَا أَرَى، إِلَّا أَنَّكَ لَسْتَ بِنَبِ
وَلٰكِنَّكَ لَوَزِيرٌ وَإِنَّكَ لَعَلَى خَيْرٍ». وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَهُ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْ
وَ آلِهِ - لَمَّا أَتَاهُ الْمَلَأُ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا لَهُ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ قَدِ ادَّعَيْ
عَظِيماً لَمْ يَدَّعِهِ آبَاؤُكَ وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَيْتِكَ، وَنَحْنُ نَسْأَلُكَ أَمْراً إِنْ أَ
أَجَبْتَنَا إِلَيْهِ وَأَرَيْتَنَاهُ، عَلِمْنَا أَنَّكَ نَبِيٌّ وَرَسُولٌ، وَإِنْ لَمْ تَفْعَ
عَلِمْنَا أَنَّكَ سَاحِرٌ كَذَّابٌ. فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِ

نکث ۔ عہد شکنی
قاسطون ۔ حق سے عدول کرنے والے
مارقہ ۔ دین سے باہر نکل جانے والے
دوّختہم ۔ انھیں ذلیل بنا دیا ہے
ردھہ ۔ گڑھا
شیطان الردھہ ۔ ذوالثدیہ
صعقہ ۔ بیہوشی
وجبۃ القلب ۔ دل کا لرزنا
رجۃ الصدر ۔ سینے کا دھڑکنا
لادیلن منہم انھیں مٹا کر حکومت دوسروں کے حوالے کر دوں گا
یتشذر ۔ منتشر ہو جائے
کلاکل ۔ سینے
نواجم ۔ ظاہر ہونے والے
عرف ۔ خوشبو
خطلہ ۔ لغزش
فصیل ۔ بچہ شتر
علم ۔ واضح نضیلت
حراء ۔ مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے

(۱) اس شخص کا نام حرقوص بن زہیر تھا۔ رسول اکرمؐ کے دور کا بدترین منافق تھا اور حضورؐ کے عدل و انصاف پر اعتراض کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کی خبر بھی سنا دی تھی۔ اس کے کاندھوں پر گوشت کا ایک ٹکڑا عورت کے پستان جیسا تھا اور اسی بنا پر اسے ذوالثدیہ کہا جاتا ہے۔ نہروان میں خوارج کے قتل کے بعد امیرالمومنینؑ نے اس کی تلاش کا حکم دیا۔ لاش نہ مل سکی تو لوگوں نے کہا کہ شاید بچ کر نکل گیا ہے

گاہ ہو جاؤ کہ تم نے اسلام کی پابندیوں کو توڑ دیا ہے۔ اس کے حدود کو معطل کر دیا ہے اور اس کے احکام کو مردہ ہے اور پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں بغاوت کرنے والے، عہد شکن اور مفسدین سے جہاد کروں۔ عہد و پیمان والوں سے جہاد کر چکا نافرمانوں سے مقابلہ کر چکا اور بے دین خوارج کو مکمل طریقہ سے ذلیل کر چکا۔ رہ گیا گڑھے نے والا شیطان تو اس کا مسئلہ اس چنگھاڑ سے حل ہو گیا جس کے دل کی دھڑکن اور سینہ کی تھرتھراہٹ کی آواز میرے کانوں پہونچ رہی تھی۔ اب صرف باغیوں میں تھوڑے سے افراد باقی رہ گئے ہیں کہ اگر پروردگار ان پر حملہ کرنے کی اجازت ے تو انھیں بھی تباہ کر کے حکومت کا رخ دوسری طرف موڑ دوں گا اور پھر وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو مختلف شہروں میں ے پڑے ہیں۔

(مجھے پہچانو) میں نے کمسنی ہی میں عرب کے سینوں کو زمین سے ملا دیا تھا اور ربیعہ و مضر کی سینگوں کو توڑ دیا تھا تمھیں معلوم رسول اکرمؐ سے مجھے کس قدر قریبی قرابت اور مخصوص منزلت حاصل ہے۔ انھوں نے بچپنے سے مجھے اپنی گود میں اس طرح ں ہے کہ مجھے اپنے سینے سے لگائے رکھتے تھے۔ اپنے بستر پر جگہ دیتے تھے۔ اپنے کلیجہ سے لگا کر رکھتے تھے اور مجھے مسلسل اپنی خوشبو سرفراز فرمایا کرتے تھے اور غذا کو اپنے دانتوں سے چبا کر مجھے کھلاتے تھے۔ نہ انھوں نے میرے کسی بیان میں جھوٹ پایا اور نہ ے کسی عمل میں غلطی دیکھی۔

اور اللہ نے دودھ بڑھائی کے دور ہی سے ان کے ساتھ ایک عظیم ترین ملک کو کر دیا تھا جو ان کے ساتھ بزرگیوں کے راستہ بہترین اخلاق کے طور طریقہ پر چلتا رہتا تھا اور شب و روز یہی سلسلہ رہا کرتا تھا۔ اور میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح ا تھا جس طرح بچہ ناقہ اپنی ماں کے ہمراہ چلتا ہے۔ وہ روزانہ میرے سامنے اپنے اخلاق کا ایک نشانہ پیش کرتے تھے اور مجھے اس کی اقتدار کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

وہ سال میں ایک زمانہ غار حرا میں گذارا کرتے تھے جہاں صرف میں انھیں دیکھتا تھا اور کوئی دوسرا نہ ہوتا تھا۔ اس وقت سول اکرمؐ اور خدیجہ کے علاوہ کسی گھر میں اسلام کا گذر نہ ہوا تھا اور ان میں کا تیسرا میں تھا۔ میں نور وحی رسالت کا مشاہدہ کیا کرتا تھا ر خوشبوئے رسالت سے دماغ کو معطر رکھتا تھا۔

میں نے نزول وحی کے وقت شیطان کی چیخ کی آواز سنی تھی اور عرض کی تھی یا رسول اللہ! یہ چیخ کیسی ہے؟ تو فرمایا کہ یہ یطان ہے جو آج اپنی عبادت سے مایوس ہو گیا ہے۔ تم وہ سب دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں اور وہ سب سن رہے ہو و میں سن رہا ہوں۔ صرف فرق یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو۔ لیکن تم میرے وزیر بھی ہو اور منزل خیر پر بھی ہو۔

میں اس وقت بھی حضرت کے ساتھ تھا جب قریش کے سرداروں نے آکر کہا تھا کہ محمدؐ! تم نے بہت بڑی بات کا دعویٰ کیا ہے جو تمھارے گھر والوں میں کسی نے نہیں کیا تھا۔ اب ہم تم سے ایک بات کا سوال کر رہے ہیں۔ اگر تم نے صحیح جواب دے دیا ور ہمیں ہمارے مدعا کو دکھلا دیا تو ہم سمجھ لیں گے کہ تم نبی خدا اور رسول خدا ہو ورنہ اگر ایسا نہ کر سکے تو ہمیں یقین ہو جائے گا کہ تم ادوگر اور جھوٹے ہو۔ تو آپ نے فرمایا تھا

«وَمَا تَسْأَلُونَ؟» قَالُوا: تَدْعُو لَنَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ حَتَّى تَنْقَلِعَ بِعُرُوقِهَا وَتَقِفَ بَيْنَ يَدَيْكَ. فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: «إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، فَإِنْ فَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ ذٰلِكَ، أَتُؤْمِنُونَ وَتَشْهَدُونَ بِالْحَقِّ؟» قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «فَإِنِّي سَأُرِيكُمْ مَا تَطْلُبُونَ، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّكُمْ لَا تَفِيئُونَ إِلَى خَيْرٍ، وَإِنَّ فِيكُمْ مَنْ يُطْرَحُ فِي الْقَلِيبِ، وَمَنْ يُحَزِّبُ الْأَحْزَابَ». ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: «يَا أَيَّتُهَا الشَّجَرَةُ إِنْ كُنْتِ تُؤْمِنِينَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتَعْلَمِينَ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ، فَانْقَلِعِي بِعُرُوقِكِ حَتَّى تَقِفِي بَيْنَ يَدَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ». فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ لَانْقَلَعَتْ بِعُرُوقِهَا، وَجَاءَتْ وَلَهَا دَوِيٌّ شَدِيدٌ، وَقَصْفٌ كَقَصْفِ أَجْنِحَةِ الطَّيْرِ؛ حَتَّى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مُرَفْرِفَةً، وَأَلْقَتْ بِغُصْنِهَا الْأَعْلَى عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَبِبَعْضِ أَغْصَانِهَا عَلَى مَنْكِبِي، وَكُنْتُ عَنْ يَمِينِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَلَمَّا نَظَرَ الْقَوْمُ إِلَى ذٰلِكَ قَالُوا ـ عُلُوّاً وَاسْتِكْبَاراً ـ: فَمُرْهَا فَلْيَأْتِكَ نِصْفُهَا وَيَبْقَى نِصْفُهَا، فَأَمَرَهَا بِذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ نِصْفُهَا كَأَعْجَبِ إِقْبَالٍ وَأَشَدِّهِ دَوِيّاً، فَكَادَتْ تَلْتَفُّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، فَقَالُوا ـ كُفْراً وَعُتُوّاً ـ: فَمُرْ هٰذَا النِّصْفَ فَلْيَرْجِعْ إِلَى نِصْفِهِ كَمَا كَانَ، فَأَمَرَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَرَجَعَ؛ فَقُلْتُ أَنَا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، إِنِّي أَوَّلُ مُؤْمِنٍ بِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَأَوَّلُ مَنْ أَقَرَّ بِأَنَّ الشَّجَرَةَ فَعَلَتْ مَا فَعَلَتْ بِأَمْرِ اللّٰهِ تَعَالَى تَصْدِيقاً بِنُبُوَّتِكَ، وَإِجْلَالاً لِكَلِمَتِكَ. فَقَالَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ: بَلْ سَاحِرٌ كَذَّابٌ، عَجِيبُ السِّحْرِ خَفِيفٌ فِيهِ، وَهَلْ يُصَدِّقُكَ فِي أَمْرِكَ إِلَّا مِثْلُ هٰذَا! (يَعْنُونَنِي) وَإِنِّي لَمِنْ قَوْمٍ لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، سِيمَاهُمْ سِيمَا الصِّدِّيقِينَ، وَكَلَامُهُمْ كَلَامُ الْأَبْرَارِ، عُمَّارُ اللَّيْلِ وَمَنَارُ النَّهَارِ. مُتَمَسِّكُونَ بِحَبْلِ الْقُرْآنِ؛ يُحْيُونَ سُنَنَ اللّٰهِ وَسُنَنَ رَسُولِهِ؛ لَا يَسْتَكْبِرُونَ وَلَا يَعْلُونَ، وَلَا يَغُلُّونَ وَلَا يُفْسِدُونَ. قُلُوبُهُمْ فِي الْجِنَانِ، وَأَجْسَادُهُمْ فِي الْعَمَلِ!

۱۹۳

و من خطبة له «عليه السلام»

يصف فيها المتقين

لاتفیئون ۔ پلٹ کر نہ آؤ گے
قلیب ۔ کنواں
قصف ۔ تیز آواز

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکار دو عالم نے پروردگار کی دی ہوئی طاقت سے اس معجزہ کا اظہار فرمایا تھا لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے درخت میرے حکم یا مالک کی اجازت سے آجا ۔ بلکہ فرمایا کہ اگر تجھے میرا اعتبار ہے اور میری رسالت کا ایمان ہے تو میرے حکم کے مطابق اپنی جگہ چھوڑ کر میرے سامنے آکر کھڑا ہو جا گویا آپ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ایمان میں اتنی طاقت اور اتنا زور پایا جاتا ہے کہ صاحب ایمان درخت بھی ہو تو سرکار کے بلانے پر جگہ چھوڑ کر حاضر ہو سکتا ہے

حیرت ہے ان انسانوں کے ایمان پر جنھیں حضور روزانہ آواز دے رہے تھے اور وہ پہاڑوں کی بلندیوں سے مڑ کر دیکھنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے

مصادر خطبہ ۱۹۳ کتاب سلیم بن قیس ص ۲۱۱، امالی صدوق ص ۳۴۰، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲ ص ۳۵۲، تحف العقول حرانی ص ۱۵۹، تذکرة الخواص ص [illegible]، مطالب السئول ابن طلحہ الشافعی ۱ ص ۱۵۱، کنز الفوائد کراجکی ص ۳۱، مروج الذہب مسعودی ۲ ص ۴۳۰، طبقات کبریٰ ابن [illegible] ص ۲۱۱، وافی ۳ ص ۱۱، اصول کافی ۲ ص ۲۲۶، امالی صدوق، العقد الفرید ابن عبدربہ ۱ ص ۳۱۳، امالی طوسی ۲ ص ۸۵

سوال کیا ہے؟ ۔ ان لوگوں نے کہا کہ آپ اس درخت کو دعوت دیں کہ وہ جڑ سے اکھڑ کر آجائے اور آپ کے سامنے کھڑا ہوجائے؟
نے فرمایا کہ پروردگار ہر شے پر قادر ہے۔ اگر اس نے ایسا کر دیا تو کیا تم لوگ ایمان لے آؤ گے؟ اور حق کی گواہی دے دو گے!
لوگوں نے کہا بیشک۔ آپ نے فرمایا کہ میں عنقریب یہ منظر دکھلا دوں گا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم کبھی خیر کی طرف پلٹ کر آنے والے
ہو۔ تم میں وہ شخص بھی موجود ہے جو کنویں میں پھینکا جائے گا اور وہ بھی ہے جو احزاب قائم کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ نے درخت کو
آواز دی کہ اگر تیرا ایمان اللہ اور روز آخرت پر ہے اور تجھے یقین ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو جڑ سے اکھڑ کر میرے سامنے
اور اذن خدا سے کھڑا ہوجا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے انھیں حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے کہ درخت جڑ سے اکھڑ گیا اور
عالم میں حضور کے سامنے آگیا کہ اس میں سخت کھڑکھڑاہٹ تھی اور پرندوں کے پروں کی آوازوں جیسی پھڑپھڑاہٹ بھی تھی۔ اس نے
شاخ سرکار کے سر پر سایہ افگن کردی اور ایک میرے کاندھے پر۔ جب کہ میں آپ کے داہنے پہلو میں تھا [1]

ان لوگوں نے جیسے ہی یہ منظر دیکھا نہایت درجہ سرکشی اور غرور کے ساتھ کہنے لگے کہ اچھا اب حکم دیجئے کہ آدھا حصہ آپ کے
آجائے اور آدھا رک جائے۔ آپ نے یہ بھی کر دیا اور آدھا حصہ نہایت درجہ حیرت کے ساتھ اور سخت ترین کھڑکھڑاہٹ
ساتھ آگیا اور آپ کا حصار کر لیا۔ ان لوگوں نے پھر برنبائے کفر و سرکشی یہ مطالبہ کیا کہ اچھا اب اس سے کہئے کہ واپس جاکر
نصف حصہ سے مل جائے۔ آپ نے یہ بھی کرکے دکھلا دیا تو میں نے آواز دی کہ میں توحید الٰہی کا پہلا اقرار کرنے والا اور اس
کا پہلا اعتراف کرنے والا ہوں کہ درخت نے امر الٰہی سے آپ کی نبوت کی تصدیق اور آپ کے کلام کی بلندی کے لئے
کے حکم کی مکمل اطاعت کر دی۔

لیکن ساری قوم نے آپ کو جھوٹا اور جادوگر قرار دے دیا کہ ان کا جادو عجیب بھی ہے اور باریک بھی ہے اور ایسی باتوں
تصدیق ایسے ہی افراد کر سکتے ہیں ہم لوگ نہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن میں بہرحال اس قوم میں شمار ہوتا ہوں جنھیں خدا کے بارے
کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔ جن کی نشانیاں صدیقین جیسی ہیں اور جن کا کلام نیک کردار
جیسا۔ یہ راتوں کو آباد رکھنے والے اور دنوں کے منارے ہیں۔ قرآن کی رسی سے متمسک ہیں اور خدا و رسول کی سنت
زندہ رکھنے والے ہیں۔ ان کے یہاں نہ غرور ہے اور نہ سرکشی، نہ خیانت ہے اور نہ فساد ـــ ان کے دل جنت میں لگے ہوئے
اور ان کے جسم عمل میں مصروف ہیں۔

۱۹۳ ۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جس میں صاحبان تقویٰ کی تعریف کی گئی ہے)

[1] کفار و مشرکین نے یہ بات بطور تمسخر و استہزاء کہی تھی لیکن حقیقت امر یہ ہے کہ ایسے حقائق کا اقرار ایسے ہی افراد کر سکتے ہیں اور ایمان کی دولت سے سرفراز ہونا
ہر کس و ناکس کی بات نہیں ہے۔ اس دولت سے محروم آج کے وہ دانشور بھی ہیں جن کی سمجھ میں معجزہ ہی نہیں آتا ہے اور وہ ہر معجزہ کو خلاف قانون طبیعت قرار دے کر
ٹال دیتے ہیں اور ان کا خیال یہ ہے کہ قانون صاحب قانون پر بھی حکومت کر رہا ہے اور صاحب قانون کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندہ کے منصب کی تصدیق کے
لئے قانون میں تبدیلی کر سکے جب کہ اس کی ہزاروں مثالیں تاریخ میں موجود ہیں ـــ اور وہ جہلاء اور متعصب افراد بھی ہیں جن کی سمجھ میں شق القمر اور رد شمس جیسا روشن
معجزہ نہیں آتا ہے تو قرآن مجید کی باریکیوں اور دیگر کرامات کی نزاکتوں کو کیا سمجھیں گے اور کس طرح ایمان لا سکیں گے۔

روی ان صاحبا لأمیرالمؤمنین (ع) یقال له همام کان رجلا عابدا، فقال له: یا أمیرالمؤمنین، صف لي المتقین حتی کأني أنظر الیهم. فتثاقل (ع) عن جوابه ثم قال: یا همام، اتق الله و احسن: فان الله مع الذین اتقوا و الذین هم محسنون. فلم یقنع همام بهذا القول حتی عزم علیه. فحمدالله و اثنی علیه، و صلی علی النبي - صلی الله علیه و آله - ثم قال (ع):

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ اللَّهَ - سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى - خَلَقَ الْخَلْقَ حِينَ خَلَقَهُمْ غَنِيّاً عَنْ طَاعَتِهِمْ، آمِناً مِنْ مَعْصِيَتِهِمْ، لِأَنَّهُ لَا تَضُرُّهُ مَعْصِيَةُ مَنْ عَصَاهُ، وَلَا تَنْفَعُهُ طَاعَةُ مَنْ أَطَاعَهُ. فَقَسَمَ بَيْنَهُمْ مَعَايِشَهُمْ، وَوَضَعَهُمْ مِنَ الدُّنْيَا مَوَاضِعَهُمْ. فَالْمُتَّقُونَ فِيهَا هُمْ أَهْلُ الْفَضَائِلِ: مَنْطِقُهُمُ الصَّوَابُ، وَمَلْبَسُهُمُ الِاقْتِصَادُ، وَمَشْيُهُمُ التَّوَاضُعُ. غَضُّوا أَبْصَارَهُمْ عَمَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، وَوَقَفُوا أَسْمَاعَهُمْ عَلَى الْعِلْمِ النَّافِعِ لَهُمْ. نُزِّلَتْ أَنْفُسُهُمْ مِنْهُمْ فِي الْبَلَاءِ كَالَّتِي نُزِّلَتْ فِي الرَّخَاءِ. وَلَوْلَا الْأَجَلُ الَّذِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لَمْ تَسْتَقِرَّ أَرْوَاحُهُمْ فِي أَجْسَادِهِمْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، شَوْقاً إِلَى الثَّوَابِ، وَخَوْفاً مِنَ الْعِقَابِ. عَظُمَ الْخَالِقُ فِي أَنْفُسِهِمْ فَصَغُرَ مَا دُونَهُ فِي أَعْيُنِهِمْ، فَهُمْ وَالْجَنَّةُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا، فَهُمْ فِيهَا مُنَعَّمُونَ، وَهُمْ وَالنَّارُ كَمَنْ قَدْ رَآهَا، فَهُمْ فِيهَا مُعَذَّبُونَ. قُلُوبُهُمْ مَحْزُونَةٌ، وَشُرُورُهُمْ مَأْمُونَةٌ، وَأَجْسَادُهُمْ نَحِيفَةٌ، وَحَاجَاتُهُمْ خَفِيفَةٌ، وَأَنْفُسُهُمْ عَفِيفَةٌ. صَبَرُوا أَيَّاماً قَصِيرَةً أَعْقَبَتْهُمْ رَاحَةً طَوِيلَةً. تِجَارَةٌ مُرْبِحَةٌ يَسَّرَهَا لَهُمْ رَبُّهُمْ. أَرَادَتْهُمُ الدُّنْيَا فَلَمْ يُرِيدُوهَا، وَأَسَرَتْهُمْ فَفَدَوْا أَنْفُسَهُمْ مِنْهَا. أَمَّا اللَّيْلَ فَصَافُّونَ أَقْدَامَهُمْ، تَالِينَ لِأَجْزَاءِ الْقُرْآنِ يُرَتِّلُونَهَا تَرْتِيلاً. يُحَزِّنُونَ بِهِ أَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَثِيرُونَ بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ. فَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَشْوِيقٌ رَكَنُوا إِلَيْهَا طَمَعاً، وَتَطَلَّعَتْ نُفُوسُهُمْ إِلَيْهَا شَوْقاً، وَظَنُّوا أَنَّهَا نُصْبَ أَعْيُنِهِمْ. وَإِذَا مَرُّوا بِآيَةٍ فِيهَا تَخْوِيفٌ أَصْغَوْا إِلَيْهَا مَسَامِعَ قُلُوبِهِمْ، وَظَنُّوا أَنَّ زَفِيرَ جَهَنَّمَ وَشَهِيقَهَا فِي أُصُولِ آذَانِهِمْ، فَهُمْ حَانُونَ عَلَى أَوْسَاطِهِمْ، مُفْتَرِشُونَ لِجِبَاهِهِمْ وَأَكُفِّهِمْ وَرُكَبِهِمْ وَأَطْرَافِ أَقْدَامِهِمْ، يَطْلُبُونَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فِي فَكَاكِ رِقَابِهِمْ. وَأَمَّا النَّهَارَ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ، أَبْرَارٌ أَتْقِيَاءُ. قَدْ بَرَاهُمُ الْخَوْفُ بَرْيَ الْقِدَاحِ

اقتصاد - متوسط قسم کا
غضوا ابصارہم - نگاہیں نیچی رکھتے ہیں
مربحۃ - فائدہ مند
ترتیل - وضاحت کے ساتھ
زفیر - بھڑکنے کی آواز
شہیق - شعلوں کی گرج
حانون - خمیدہ
مفترشون - زمین سے چپکے رہے
فکاک - رہائی
قداح - تیر

(۱) تقوی کی ایک عظیم ترین علامت یہ ہے کہ متقی کی نگاہ میں دنیا کی راحت اور تکلیف میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے دنیا کی راحت اسے اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے اور نہ دنیا کی تکلیف اس کے سکون نفس کو درہم برہم کر سکتی ہے وہ یہ دیکھتا رہتا ہے کہ ہر راحت سے بالاتر جنت کی راحت ہے اور ہر مصیبت سے عظیم تر محشر کی مصیبت ہے اور جو اتنے عظیم مراحل پر نگاہ رکھتا ہو اس کی نظروں میں معمولی مراحل کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے اس سے بالاتر مسئلہ یہ ہے کہ وہ عظمت خالق کا مکمل تصور رکھتے ہیں اور ایسے آدمی کے لئے ساری دنیا حقیر و ذلیل ہوتی ہے تو وہاں کی راحت یا مصیبت کی کیا اوقات ہے اور اس کا دل و دماغ پر کیا اثر ہو سکتا ہے

کہا جاتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کے ایک عابد و زاہد صحابی جن کا نام ہمام تھا ایک دن حضرت سے عرض کرنے لگے کہ حضور مجھ سے متقین کے صفات کچھ اس طرح بیان فرمائیں کہ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے جواب سے گریز کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمام اللہ سے ڈرو اور نیک عمل کرو کہ اللہ تقویٰ والوں اور حسن عمل والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ہمام اس مختصر بیان سے مطمئن نہ ہوئے تو حضرت نے حمد و ثنائے پروردگار اور صلوات و سلام کے بعد ارشاد فرمایا:

امابعد! پروردگار نے تمام مخلوقات کو اس عالم میں پیدا کیا ہے کہ وہ ان کی اطاعت سے مستغنی اور ان کی نافرمانی سے محفوظ تھا۔ نہ اسے کسی نافرمان کی معصیت نقصان پہونچا سکتی تھی اور نہ کسی اطاعت گذار کی اطاعت فائدہ دے سکتی تھی۔

اس نے سب کی معیشت کو تقسیم کر دیا۔ اور سب کی دنیا میں ایک منزل قرار دے دی۔ اس دنیا میں متقی افراد وہ ہیں جو صاحبان فضائل و کمالات ہوتے ہیں کہ ان کی گفتگو حق و صواب، ان کا لباس معتدل، ان کی رفتار متواضع ہوتی ہے۔ جن چیزوں کو پروردگار نے حرام قرار دے دیا ہے ان سے نظروں کو نیچا رکھتے ہیں اور اپنے کانوں کو ان علوم کے لئے وقف رکھتے ہیں جو فائدہ پہونچانے والے ہیں۔ ان کے نفوس بلاء و آزمائش میں ایسے ہی رہتے ہیں جیسے راحت و آرام میں۔ اگر پروردگار نے ہر شخص کی حیات کی مدت مقرر نہ کر دی ہوتی تو ان کی روحیں ان کے جسم میں پلک جھپکنے کے برابر بھی ٹھہر نہیں سکتی تھیں کہ انھیں ثواب کا شوق ہے اور عذاب کا خوف۔ خالق ان کی نگاہ میں اس قدر عظیم ہے کہ ساری دنیا نگاہوں سے گر گئی ہے (۲۱)۔ جنت ان کی نگاہ کے سامنے اس طرح ہے جیسے اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں اور جہنم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے اس کے عذاب کو محسوس کر رہے ہوں۔ ان کے دل نیکیوں کے خزانے ہیں اور ان سے شر کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ان کے جسم نحیف اور لاغر ہیں اور ان کے ضروریات نہایت درجہ مختصر اور ان کے نفوس بھی طیب و طاہر ہیں۔ انھوں نے دنیا میں چند دن تکلیف اٹھا کر ابدی راحت کا انتظام کر لیا ہے اور ایسی فائدہ بخش تجارت کی ہے جس کا انتظام ان کے پروردگار نے کر دیا تھا۔ دنیا نے انھیں بہت چاہا لیکن انھوں نے اسے نہیں چاہا اور اس نے انھیں بہت گرفتار کرنا چاہا لیکن انھوں نے فدیہ دے کر اپنے کو چھڑا لیا۔

راتوں کے وقت مصلّیٰ پر کھڑے رہتے ہیں۔ خوش الحانی کے ساتھ تلاوت قرآن کرتے رہتے ہیں۔ اپنے نفس کو محزون رکھتے ہیں اور اسی طرح اپنی بیماریٔ دل کا علاج کرتے ہیں۔ جب کسی آیت ترغیب سے گذرتے ہیں تو اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور جب کسی آیت ترہیب و تخویف سے گذرتے ہیں تو دل کے کانوں کو اس کی طرف یوں مصروف کر دیتے ہیں جیسے جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار مسلسل ان کے کانوں تک پہونچ رہی ہو۔ یہ رکوع میں کمر خمیدہ اور سجدہ میں پیشانی۔ ہتھیلی۔ انگوٹھوں اور گھٹنوں کو فرش خاک کئے رہتے ہیں۔

پروردگار سے ایک ہی سوال کرتے ہیں کہ ان کی گردنوں کو آتش جہنم سے آزاد کر دے۔

اس کے بعد دن کے وقت یہ علماء و دانشمند نیک کردار اور پرہیزگار ہوتے ہیں جیسے انھیں تیرانداز کے تیر کی طرح خوف خدا نے تراشا ہو

یوں تو تلاوت قرآن کا سلسلہ گھروں سے لے کر مسجدوں تک اور گلدستۂ اذان سے لیکر ٹی وی اسٹیشن تک ہر جگہ جاری ہے اور حسن قرأت کے مقابلوں میں "اللہ اللہ" کی آواز بھی سنائی دیتی ہے لیکن کہاں ہیں وہ تلاوت کرنے والے جن کی شان مولائے کائنات نے بیان کی ہے کہ ہر آیت ان کے کردار کا ایک حصہ بن جائے اور ہر فقرہ دردِ زندگی کے ایک علاج کی حیثیت پیدا کر لے۔ آیت نعمت پڑھیں تو جنت کا نقشہ نگاہوں میں کھنچ جائے اور تمنائے موت میں بیقرار ہو جائیں اور آیت غضب کی تلاوت کریں تو جہنم کے شعلوں کی آواز کانوں میں گونجنے لگے اور سارا وجود تھرتھرا جائے۔

درحقیقت یہ امیرالمومنینؑ ہی کی زندگی کا نقشہ ہے جسے حضرت نے متقین کے نام سے بیان کیا ہے ورنہ دیدۂ تاریخ ایسے متقین کی زیارت کے لئے سراپا اشتیاق ہے۔

يَنْظُرُ إِلَيْهِمُ النَّاظِرُ فَيَحْسَبُهُمْ مَرْضَى، وَمَا بِالْقَوْمِ مِنْ مَرَضٍ، وَيَقُولُ: لَقَدْ خُولِطُوا!

وَلَقَدْ خَالَطَهُمْ أَمْرٌ عَظِيمٌ! لَا يَرْضَوْنَ مِنْ أَعْمَالِهِمُ الْقَلِيلَ، وَلَا يَسْتَكْثِرُونَ الْكَثِيرَ.[1] فَهُمْ لِأَنْفُسِهِمْ مُتَّهِمُونَ، وَمِنْ أَعْمَالِهِمْ مُشْفِقُونَ. إِذَا زُكِّيَ أَحَدٌ مِنْهُمْ خَافَ مِمَّا يُقَالُ لَهُ، فَيَقُولُ: أَنَا أَعْلَمُ بِنَفْسِي مِنْ غَيْرِي، وَرَبِّي أَعْلَمُ بِي مِنِّي بِنَفْسِي![2] اللَّهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ، وَاجْعَلْنِي أَفْضَلَ مِمَّا يَظُنُّونَ، وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ.

فَمِنْ عَلَامَةِ أَحَدِهِمْ أَنَّكَ تَرَى لَهُ قُوَّةً فِي دِينٍ، وَحَزْماً فِي لِينٍ، وَإِيمَاناً فِي يَقِينٍ، وَحِرْصاً فِي عِلْمٍ، وَعِلْماً فِي حِلْمٍ، وَقَصْداً فِي غِنًى، وَخُشُوعاً فِي عِبَادَةٍ، وَتَجَمُّلًا فِي فَاقَةٍ، وَصَبْراً فِي شِدَّةٍ، وَطَلَباً فِي حَلَالٍ، وَنَشَاطاً فِي هُدًى، وَتَحَرُّجاً عَنْ طَمَعٍ. يَعْمَلُ الْأَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَهُوَ عَلَى وَجَلٍ. يُمْسِي وَهَمُّهُ الشُّكْرُ، وَيُصْبِحُ وَهَمُّهُ الذِّكْرُ. يَبِيتُ حَذِراً وَيُصْبِحُ فَرِحاً؛ حَذِراً لِمَا حُذِّرَ مِنَ الْغَفْلَةِ، وَفَرِحاً بِمَا أَصَابَ مِنَ الْفَضْلِ وَالرَّحْمَةِ. إِنِ اسْتَصْعَبَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِيمَا تَكْرَهُ لَمْ يُعْطِهَا سُؤْلَهَا فِيمَا تُحِبُّ. قُرَّةُ عَيْنِهِ فِيمَا لَا يَزُولُ، وَزَهَادَتُهُ فِيمَا لَا يَبْقَى. يَمْزُجُ الْحِلْمَ بِالْعِلْمِ، وَالْقَوْلَ بِالْعَمَلِ. تَرَاهُ قَرِيباً أَمَلُهُ، قَلِيلًا زَلَلُهُ، خَاشِعاً قَلْبُهُ، قَانِعَةً نَفْسُهُ، مَنْزُوراً أَكْلُهُ، سَهْلًا أَمْرُهُ، حَرِيزاً دِينُهُ، مَيِّتَةً شَهْوَتُهُ، مَكْظُوماً غَيْظُهُ. الْخَيْرُ مِنْهُ مَأْمُولٌ، وَالشَّرُّ مِنْهُ مَأْمُونٌ. إِنْ كَانَ فِي الْغَافِلِينَ كُتِبَ فِي الذَّاكِرِينَ، وَإِنْ كَانَ فِي الذَّاكِرِينَ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِينَ. يَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَهُ، وَيُعْطِي مَنْ حَرَمَهُ، وَيَصِلُ مَنْ قَطَعَهُ، بَعِيداً فُحْشُهُ، لَيِّناً قَوْلُهُ، غَائِباً مُنْكَرُهُ، حَاضِراً مَعْرُوفُهُ، مُقْبِلًا خَيْرُهُ، مُدْبِراً شَرُّهُ. فِي الزَّلَازِلِ وَقُورٌ، وَفِي الْمَكَارِهِ صَبُورٌ، وَفِي الرَّخَاءِ شَكُورٌ. لَا يَحِيفُ عَلَى مَنْ يُبْغِضُ، وَلَا يَأْثَمُ فِيمَنْ يُحِبُّ. يَعْتَرِفُ بِالْحَقِّ قَبْلَ أَنْ يُشْهَدَ عَلَيْهِ. لَا يُضِيعُ مَا اسْتُحْفِظَ، وَلَا يَنْسَى مَا ذُكِّرَ، وَلَا يُنَابِزُ بِالْأَلْقَابِ، وَلَا يُضَارُّ بِالْجَارِ، وَلَا

خولطوا - عقل ماری گئی ہے
مشفقون - خوفزدہ
زکی - تعریف کی جائے
تجمل - فاقوں میں سکون کا اظہار
تحرج - تحفظ
استصعبت - نافرمانی کرے
منزور - قلیل
حریز - محفوظ
فحش - نامناسب کلام
زلازل - شدائد
وقور - مطمئن
لاینابز بالالقاب - القاب سے چڑھاتا نہیں ہے۔

(۱) کاش ہر صاحب ایمان کو یہ کردار نصیب ہو جاتا اور انسان سماج کی تعریف کے دھوکہ میں آکر کسی غرور کا شکار نہ ہوتا اور یہ احساس کرتا کہ ہر شخص اپنے حالات کو سماج کے مدح خوانوں سے بہتر سمجھتا ہے اور اسے اندازہ رہتا ہے کہ اس کی چھپی کمزوریاں ہیں جن سے سماج باخبر نہیں ہے اور صرف صاحب حال ہی باخبر ہے یا وہ مالک جانتا ہے کہ جو انسان کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھتا ہے اور اس کے ایک ایک عمل سے باخبر ہے اور یہ صرف اس کی پردہ پوشی ہے کہ انسان عزت کی زندگی گذار رہا ہے ورنہ اب تک سماج میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاتا۔

(۲) کس قدر حسین اور معنی خیز دعا ہے کہ انسان کمال تقویٰ کی بنا پر لوگوں کی تعریف کو مواخذہ کا سبب تصور کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ جیسے لوگ میرے اعمال کو اہمیت دے رہے ہیں اسی حساب سے اگر مجھے حساب بھی دینا پڑا تو کیا ہوگا۔ میں تو کسی قابل نہ رہ جاؤں گا اور میرا کہیں ٹھکانہ نہ رہ سکے گا۔

دیکھنے والا انھیں دیکھ کر بیمار تصور کرتا ہے حالانکہ یہ بیمار نہیں ہیں اور ان کی باتوں کو سن کر کہتا ہے کہ ان کی عقلوں میں فتور ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ انھیں ایک بہت بڑی بات نے مدہوش بنا رکھا ہے کہ یہ نہ قلیل عمل سے راضی ہوتے ہیں اور نہ کثیر عمل کو کثیر سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ اپنے نفس ہی کو متہم کرتے رہتے ہیں اور اپنے اعمال ہی سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ جب ان کی تعریف کی جاتی ہے تو اس سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں خود اپنے نفس کو دوسروں سے بہتر پہچانتا ہوں اور میرا پروردگار تو مجھ سے بھی بہتر جانتا ہے (۶۲)

خدایا۔ مجھ سے ان کے اقوال کا محاسبہ نہ کرنا اور مجھے ان کے حسن ظن سے بھی بہتر قرار دے دینا اور پھر ان گناہوں کو معاف بھی کر دینا جنھیں یہ سب نہیں جانتے ہیں۔

ان کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کے پاس دین میں قوت، نرمی میں شدت احتیاط، یقین میں ایمان، علم کے بارے میں طمع، علم کی منزل میں علم، مالداری میں میانہ روی، عبادت میں خشوع قلب، فاقہ میں خودداری، سختیوں میں صبر، حلال کی طلب، ہدایت میں نشاط، لالچ سے پرہیز جیسی تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ وہ نیک اعمال بھی انجام دیتے ہیں تو لرزتے ہوئے انجام دیتے ہیں۔ شام کے وقت ان کی فکر شکر پروردگار ہوتی ہے اور صبح کے وقت ذکر الٰہی۔ خوفزدہ عالم میں رات کرتے ہیں اور فرح و سرور میں صبح۔ جس غفلت سے ڈرایا گیا ہے اس سے محتاط رہتے ہیں اور جس فضل و رحمت کا وعدہ کیا گیا ہے اس سے خوش رہتے ہیں۔ اگر نفس ناگوار امر کے لئے سختی بھی کرے تو اس کے مطالبہ کو پورا نہیں کرتے ہیں۔ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک لازوال نعمتوں میں ہے اور ان کا پرہیز فانی اشیاء کے بارے میں ہے۔ حلم کو علم سے اور قول کو عمل سے ملائے ہوئے ہیں۔ تم ہمیشہ ان کی امیدوں کو مختصر، دل کو خاشع، نفس کو قانع، کھانے کو معمولی، معاملات کو آسان، دین کو محفوظ، خواہشات کو مُردہ اور غصہ کو پیا ہوا دیکھو گے۔

ان سے ہمیشہ نیکیوں کی امید رہتی ہے اور انسان ان کے شر کی طرف سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ غافلوں میں نظر آئیں تو بھی یاد خدا کرنے والوں میں لکھے جاتے ہیں اور یاد کرنے والوں میں نظر آئیں تو بھی غافلوں میں شمار نہیں ہوتے ہیں۔ ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتے ہیں۔ محروم رکھنے والے کو عطا کر دیتے ہیں۔ قطع رحم کرنے والوں سے تعلقات رکھتے ہیں۔ لغویات سے دور۔ نرم کلام۔ منکرات غائب، نیکیاں حاضر، خیر آتا ہوا، شر جاتا ہوا۔ زلزلوں میں باوقار۔ دشواریوں میں صابر۔ آسانیوں میں شکر گذار۔ دشمن پر ظلم نہیں کرتے ہیں۔ چاہنے والوں کی خاطر گناہ نہیں کرتے ہیں۔ گواہی طلب کئے جانے سے پہلے حق کا اعتراف کرتے ہیں۔ امانتوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں۔ جو بات یاد دلا دی جائے اسے بھولتے نہیں ہیں اور القاب کے ذریعہ ایک دوسرے کو چڑھاتے نہیں ہیں اور ہمسایہ کو نقصان نہیں پہونچاتے ہیں۔

خدا گواہ ہے کہ ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ صاحبان تقویٰ کی واقعی شان یہی ہے کہ ان سے ہر خیر کی امید کی جائے اور ان کے بارے میں کسی شر کا تصور نہ کیا جائے۔ وہ غافلوں کے درمیان بھی رہیں تو ذکر خدا میں مشغول رہیں اور بے ایمانوں کی بستی میں بھی آباد ہوں تو ایمان و کردار میں فرق نہ آئے۔ نفس اتنا پاکیزہ ہو کہ ہر برائی کا جواب نیکی سے دیں اور ہر غلطی کو معاف کرنے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ گفتگو۔ اعمال۔ رفتار۔ کردار ہر اعتبار سے طیب و طاہر ہوں اور کوئی ایک لمحہ بھی خوف خدا سے خالی نہ ہو۔

تلاش کیجئے آج کے دور کے صاحبان تقویٰ اور مدعیان پرہیزگاری کی بستی میں۔ کوئی ایک شخص بھی ایسا جامع الصفات نظر آتا ہے اور کسی انسان کے کردار میں بھی مولائے کائنات کے ارشاد کی جھلک نظر آتی ہے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھئے کہ ہم خیالات کی دنیا میں آباد ہیں اور ہمارا واقعیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

يَشْمَتْ بِالْمَصَائِبِ، وَلَا يَدْخُلُ فِي الْبَاطِلِ، وَلَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَقِّ. إِنْ صَمَتَ لَمْ يَغُمَّهُ صَمْتُهُ، وَإِنْ ضَحِكَ لَمْ يَعْلُ صَوْتُهُ، وَإِنْ بُغِيَ عَلَيْهِ صَبَرَ حَتَّى يَكُونَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِي يَنْتَقِمُ لَهُ. نَفْسُهُ مِنْهُ فِي عَنَاءٍ، وَالنَّاسُ مِنْهُ فِي رَاحَةٍ. أَتْعَبَ نَفْسَهُ لِآخِرَتِهِ، وَأَرَاحَ النَّاسَ مِنْ نَفْسِهِ. بُعْدُهُ عَمَّنْ تَبَاعَدَ عَنْهُ زُهْدٌ وَنَزَاهَةٌ، وَدُنُوُّهُ مِمَّنْ دَنَا مِنْهُ لِينٌ وَرَحْمَةٌ. لَيْسَ تَبَاعُدُهُ بِكِبْرٍ وَعَظَمَةٍ، وَلَا دُنُوُّهُ بِمَكْرٍ وَخَدِيعَةٍ.

قال: فصعق همام صعقة كانت نفسه فيها.

فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿ع﴾: أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَخَافُهَا عَلَيْهِ. ثُمَّ قَالَ: أَهٰكَذَا تَصْنَعُ الْمَوَاعِظُ الْبَالِغَةُ بِأَهْلِهَا؟

فقال له قائل: فما بالك يا أمير المؤمنين؟

فَقَالَ ﴿ع﴾: وَيْحَكَ، إِنَّ لِكُلِّ أَجَلٍ وَقْتاً لَا يَعْدُوهُ، وَسَبَباً لَا يَتَجَاوَزُهُ. فَمَهْلاً، لَا تَعُدْ لِمِثْلِهَا، فَإِنَّمَا نَفَثَ الشَّيْطَانُ عَلَى لِسَانِكَ!

١٩٤

و من خطبة له ﴿ع﴾

يصف فيها المنافقين

نَحْمَدُهُ عَلَى مَا وَفَّقَ لَهُ مِنَ الطَّاعَةِ، وَذَادَ عَنْهُ مِنَ الْمَعْصِيَةِ، وَنَسْأَلُهُ لِمِنَّتِهِ تَمَاماً، وَبِحَبْلِهِ اعْتِصَاماً. وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، خَاضَ إِلَى رِضْوَانِ اللّٰهِ كُلَّ غَمْرَةٍ، وَتَجَرَّعَ فِيهِ كُلَّ غُصَّةٍ، وَقَدْ تَلَوَّنَ لَهُ الْأَدْنَوْنَ، وَتَأَلَّبَ عَلَيْهِ الْأَقْصَوْنَ، وَخَلَعَتْ إِلَيْهِ الْعَرَبُ أَعِنَّتَهَا، وَضَرَبَتْ إِلَى مُحَارَبَتِهِ بُطُونَ رَوَاحِلِهَا، حَتَّى أَنْزَلَتْ بِسَاحَتِهِ عَدَاوَتَهَا، مِنْ أَبْعَدِ الدَّارِ، وَأَسْحَقِ الْمَزَارِ.

أُوصِيكُمْ، عِبَادَ اللّٰهِ، بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَأُحَذِّرُكُمْ أَهْلَ النِّفَاقِ، فَإِنَّهُمُ الضَّالُّونَ الْمُضِلُّونَ، وَالزَّالُّونَ الْمُزِلُّونَ. يَتَلَوَّنُونَ أَلْوَاناً، وَيَفْتَنُّونَ افْتِنَاناً، وَيَعْمِدُونَكُمْ بِكُلِّ عِمَادٍ، وَيَرْصُدُونَكُمْ (يـدونكم) بِكُلِّ مِرْصَادٍ. قُلُوبُهُمْ دَوِيَّةٌ، وَصِفَاحُهُمْ نَقِيَّةٌ. يَمْشُونَ الْخَفَاءَ، وَيَدِبُّونَ الضَّرَاءَ. وَصْفُهُمْ دَوَاءٌ، وَقَوْلُهُمْ شِفَاءٌ، وَفِعْلُهُمُ الدَّاءُ الْعَيَاءُ. حَسَدَةُ الرَّخَاءِ، وَمُؤَكِّدُو (مولدوا) الْبَلَاءِ، وَمُقْنِطُوا الرَّجَاءِ. لَهُمْ بِكُلِّ طَرِيقٍ صَرِيعٌ، وَإِلَى كُلِّ

صعق - بیہوش ہوگیا
ذادعنہ - دور کردیا
غمرہ - شدت
غصہ - اچھو
تلون - رنگ بدلنا
تالب - جمع ہو جانا
اعنہ - جمع عنان - لگام
اسحق - دور ترین
زالون - خطاکار
مزلون - لوگوں کو غلطی میں مبتلا کرنے والے
افتنانا - رنگ برنگ کی باتیں کرنا
عماد - ستون
مرصاد - گھات
یرصدونکم - نظر رکھتے ہیں
دویہ - مریض
صفاح - چہرے
یمشون الخفاء - آہستہ چال چلتے ہیں
یدبون - دبے پاؤں چلتے ہیں
الداء العیاء - ناقابل علاج مرض
حسدہ - جمع حاسد
صریع - زمین پر پڑا ہوا

لقب ہی کسی کو طعنے نہیں دیتے ہیں۔ حرف باطل میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور کلمۂ حق سے باہر نہیں آتے ہیں۔ یہ چپ رہیں تو ان کی خوشی ہم و غم کی بنا پر نہیں ہے اور ہنستے ہیں تو آواز بلند نہیں کرتے ہیں۔ ان پر ظلم کیا جائے تو صبر کر لیتے ہیں تاکہ خدا اس کا انتقام لے۔ ان کا اپنا نفس ہمیشہ رنج میں رہتا ہے اور لوگ ان کی طرف سے ہمیشہ مطمئن رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے نفس کو آخرت کے لئے تھکا ڈالا ہے اور لوگ ان کے نفس کی طرف سے آزاد ہو گئے ہیں۔ دور رہنے والوں سے ان کی دوری زہد اور پاکیزگی کی بنا پر ہے اور قریب رہنے والوں سے ان کی قربت نرمی اور رحمت کی بنا پر ہے۔ نہ دوری تکبر و برتری کا نتیجہ ہے اور نہ قربت مکر و فریب کا نتیجہ۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر ہمام نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

تو امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ میں اسی وقت سے ڈر رہا تھا کہ میں جانتا تھا کہ صاحبانِ تقویٰ کے دلوں پر نصیحت کا اثر اسی طرح ہوا کرتا ہے۔

یہ سنا تھا کہ ایک شخص بول پڑا کہ پھر آپ پر ایسا اثر کیوں نہیں ہوا۔؟

تو آپ نے فرمایا کہ خدا تیرا برا کرے۔ ہر اجل کے لئے ایک وقت معین ہے جس سے آگے بڑھنا ناممکن ہے اور ہر شے کے لئے ایک سبب ہے جس سے تجاوز کرنا ناممکن ہے۔ خبردار اب ایسی گفتگو نہ کرنا۔ یہ شیطان نے تیری زبان پر اپنا جادو پھونک دیا ہے۔

۱۹۴۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں منافقین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں)

ہم اس پروردگار کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اطاعت کی توفیق عطا فرمائی اور معصیت سے دور رکھا اور پھر اس سے احسانات کے مکمل کرنے اور اس کی ریسمانِ ہدایت سے وابستہ رہنے کی دعا بھی کرتے ہیں۔ اور اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ انھوں نے اس کی رضا کی خاطر ہر مصیبت میں اپنے کو ڈال دیا اور ہر غصہ کے گھونٹ کو پی لیا۔ قریب والوں نے ان کے سامنے رنگ بدل دیا اور دور والوں نے ان پر لشکر کشی کر دی۔ عربوں نے اپنی زمام کا رخ ان کی طرف موڑ دیا اور اپنی سواریوں کو ان سے جنگ کرنے کے لئے مہمیز کر دیا یہاں تک کہ اپنی عداوتوں کو دور دراز علاقوں اور دور افتادہ سرحدوں سے لا کر ان کے صحن میں اتار دیا۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور تمھیں منافقین[1] سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ گمراہ بھی ہیں اور گمراہ کن بھی۔ منحرف بھی ہیں اور منحرف ساز بھی۔ یہ مسلسل رنگ بدلتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے فتنے اٹھاتے رہتے ہیں۔ ہر مکر و فریب کے ذریعہ تمھارا ہی قصد کرتے ہیں اور ہر گھات میں تمھاری ہی تاک میں بیٹھتے ہیں۔ ان کے دل بیمار ہیں اور ان کے چہرے پاک و صاف۔ اندر ہی اندر چال چلتے ہیں اور نقصانات کی خاطر رینگتے ہوئے قدم بڑھاتے ہیں۔ ان کا طریقہ دوا جیسا اور ان کا کلام شفا جیسا ہے لیکن ان کا کردار ناقابلِ علاج مرض ہے۔ یہ راحتوں میں حسد کرنے والے، مصیبتوں میں مبتلا کر دینے والے اور امیدوں کو نا امید بنا دینے والے ہیں۔ جس راہ پر دیکھو ان کا مارا ہوا پڑا ہے اور جس دل کو دیکھو وہاں تک پہونچنے کا ایک سفارشی ڈھونڈ رکھا ہے۔

---

[1] اگر ساری دنیا کے جرائم کی فہرست تیار کی جائے تو اس میں سرِ فہرست نفاق ہی کا نام ہوگا جس میں ہر طرح کی برائی اور ہر طرح کا عیب پایا جاتا ہے۔ نفاق اندر سے کفر و شرک کی خباثت رکھتا ہے اور باہر سے جھوٹ اور غلط بیانی کی کثافت رکھتا ہے اور ان دونوں سے بدتر دنیا کا کوئی جرم اور کوئی عیب نہیں ہے۔

دورِ حاضر کا دقیق ترین جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس دور میں عالمی سطح پر نفاق کے علاوہ کچھ نہیں رہ گیا ہے۔ ہر شخص جو کچھ کر رہا ہے اس کا باطن اس کے خلاف ہے اور ہر حکومت جس بات کا دعویٰ کر رہی ہے اس کی کوئی واقعیت نہیں ہے۔ تہذیب کے نام پر فساد۔ مواصلات کے نام پر تباہ کاری۔ امن عالم کے نام پر اسلحوں کی دوڑ۔ تعلیم کے نام پر بداخلاقی اور مذہب کے نام پر لامذہبیت ہی اس دور کا طرۂ امتیاز ہے اور اسی کو زبانِ شریعت میں نفاق کہا جاتا ہے۔

قَلْبٍ شَجِيٍّ، وَلِكُلِّ شَجْوٍ دُمُوعٌ. يَتَقَارَضُونَ الثَّنَاءَ، وَيَتَرَاقَبُونَ الْجَزَاءَ، إِنْ سَأَلُوا (سَاقُوا) أَلْحَفُوا، وَإِنْ عَذَلُوا كَشَفُوا، وَإِنْ حَكَمُوا أَسْرَفُوا. قَدْ أَعَدُّوا لِكُلِّ حَقٍّ بَاطِلاً، وَلِكُلِّ قَائِمٍ مَائِلاً، وَلِكُلِّ حَيٍّ قَاتِلاً، وَلِكُلِّ بَابٍ مِفْتَاحاً، وَلِكُلِّ لَيْلٍ مِصْبَاحاً. يَتَوَصَّلُونَ إِلَى الطَّمَعِ بِالْيَأْسِ لِيُقِيمُوا بِهِ أَسْوَاقَهُمْ، وَيُنْفِقُوا بِهِ أَعْلاَقَهُمْ. يَقُولُونَ فَيُشَبِّهُونَ، وَيَصِفُونَ فَيُمَوِّهُونَ. قَدْ هَوَّنُوا الطَّرِيقَ (الدِّينَ)، وَأَضْلَعُوا الْمَضِيقَ. فَهُمْ لُمَةُ الشَّيْطَانِ، وَحُمَةُ النِّيرَانِ: «أُولَئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلاَ إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ».

۱۹۵

و من خطبة له «عليه السلام»

يحمد الله و يثني على نبيه ويعظ

حمد الله

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَظْهَرَ مِنْ آثَارِ سُلْطَانِهِ، وَجَلاَلِ كِبْرِيَائِهِ، مَا حَيَّرَ مُقَلَ الْعُقُولِ مِنْ عَجَائِبِ قُدْرَتِهِ، وَرَدَعَ خَطَرَاتِ هَمَاهِمِ النُّفُوسِ عَنْ عِرْفَانِ كُنْهِ صِفَتِهِ.

الشهادة

وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ، شَهَادَةَ إِيمَانٍ وَإِيقَانٍ، وَإِخْلاَصٍ وَإِذْعَانٍ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَرْسَلَهُ وَأَعْلاَمُ الْهُدَى دَارِسَةٌ، وَمَنَاهِجُ الدِّينِ طَامِسَةٌ، فَصَدَعَ بِالْحَقِّ، وَنَصَحَ لِلْخَلْقِ، وَهَدَى إِلَى الرُّشْدِ، وَأَمَرَ بِالْقَصْدِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ.

العظة

وَاعْلَمُوا، عِبَادَ اللَّهِ، أَنَّهُ لَمْ يَخْلُقْكُمْ عَبَثاً، وَلَمْ يُرْسِلْكُمْ (يترككم) هَمَلاً.

شجو - حزن

يتقارضون - ایک دوسرے سے تعریف کا تقاضا کرتے ہیں

الحفوا - طلب کرنے میں اصرار کیا

عذلوا - ملامت کی

ينفقون - رائج کرتے ہیں

اعلاق - قیمتی شے

يشبهون - مشتبہ باتیں کرتے ہیں

اضلعوا - ٹیڑھا کر دیا

لمہ - جماعت

حمہ - ڈنک

مقل - جمع مقلہ - آنکھ

هماهم - فکر تعلیم

دارسہ - بے نشان

صدع - واشگاف کیا

قصد - اعتدال

منافقین کی واقعی پہچان یہی ہے کہ ان کے پاس ہر میدان حیات کے لئے ایک الگ دنیا پائی جاتی ہے اور ان کی مجاز پر ان کا حقیقت سے کوئی ربط نہیں ہوتا ہے - وہ ہر حق کے مقابلہ میں ایک باطل، ہر مستقیم کے مقابلہ میں ایک منحرف، ہر زندہ کے مقابلہ میں ایک قاتل اور ہر دروازہ کے لئے الگ ایک کنجی رکھتے ہیں - ان کی زندگی کا کوئی قول یا کوئی عمل حقیقت کے مطابق نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی سراپا جھوٹ ہوتی ہے

مصادر خطبہ ۱۹۵ بحار الانوار مجلسی ، ص ۳۱۳

ہر رنج و غم کے لئے آنسو تیار رکھے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کی تعریف میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے بدلے کے منتظر رہتے ہیں۔ سوال کرتے ہیں تو چپک جاتے ہیں اور برائی کرتے ہیں تو رسوا کرکے ہی چھوڑتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں تو حد سے بڑھ جاتے ہیں۔
ہر حق کے لئے ایک باطل تیار کر رکھا ہے اور ہر سیدھے کے لئے ایک کجی کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہر زندہ کے لئے ایک قاتل موجود ہے اور ہر دروازہ کے لئے ایک کنجی بنا رکھی ہے اور ہر رات کے لئے ایک چراغ مہیا کر رکھا ہے۔ طمع کے لئے ناموس کو ذریعہ بناتے ہیں تاکہ اپنے بازار کو رواج دے سکیں اور اپنے مال کو رائج کر سکیں۔ جب بات کرتے ہیں تو شتبہ قسم کی اور جب تعریف کرتے ہیں تو باطل کو حق کا رنگ دے کر۔ انھوں نے اپنے لئے راستہ کو آسان بنالیا ہے اور دوسروں کے لئے تنگی پیدا کردی ہے۔ یہ شیطان کے گروہ ہیں اور جہنم کے شعلے۔ یہی حزب الشیطان کے مصداق ہیں اور حزب الشیطان کا مقدر سوائے خسارہ کے کچھ نہیں ہے۔

۱۹۵۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے اپنی سلطنت کے آثار اور کبریائی کے جلال کو اس طرح نمایاں کیا ہے کہ عقلوں کی نگاہیں عجائب قدرت سے حیران ہوگئی ہیں اور نفوس کے تصورات و افکار اس کے صفات کی حقیقت کے عرفان سے رک گئے ہیں۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے اور یہ گواہی صرف ایمان و یقین۔ اخلاص و اعتقاد کی بنا پر ہے اور پھر میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اس نے انھیں اس وقت بھیجا ہے جب ہدایت کے نشانات مٹ چکے تھے اور دین کے راستے بے نشان ہو چکے تھے۔ انھوں نے حق کا واشگاف انداز سے اظہار کیا۔ لوگوں کو ہدایت دی اور سیدھے راستہ پر لگا کر میانہ روی کا قانون بتا دیا۔
بندگان خدا۔ یاد رکھو پروردگار نے تم کو بیکار نہیں پیدا کیا ہے اور نہ تم کو بے لگام چھوڑ دیا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ منافقین کا کوئی عمل قابل اعتبار نہیں ہوتا ہے اور ان کی زندگی سراپا غلط بیانی ہوتی ہے۔ تعریف کرنے پر آجاتے ہیں تو زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور برائی کرنے پر تل جاتے ہیں تو آدمی کو عالی سطح پر ذلیل کرکے چھوڑتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا نہ کوئی ضمیر ہوتا ہے اور نہ کوئی معیار۔ انھیں صرف موقع پرستی سے کام لینا ہے اور اسی کے اعتبار سے زبان کھولنا ہے۔
خطبہ کے عنوان سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ سماج کے چند افراد کا ایک گروہ ہے جس کے کردار کو واضح کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ اس کردار سے ہوشیار رہیں اور اپنی زندگی کو نفاق سے بچا کر ایمان اور تقویٰ کے راستہ پر لگا دیں۔ لیکن تفصیلات کو دیکھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ پورے سماج کا نقشہ ہے اور سارا عالم انسانیت اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نفاق کی حکمرانی نہ ہو اور انسان کے کردار کا کوئی رخ ایسا نہیں ہے جس میں واقعیت اور حقیقت پائی جاتی ہو اور جسے نفاق سے پاک و پاکیزہ قرار دیا جا سکے۔
ایسے حالات میں تو ہر شخص کو اپنے نفس کا جائزہ لینا چاہئے اور منافقین کے بارے میں بیان کئے ہوئے صفات سے عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ مبادا انسان کا شمار منافقین میں ہو جائے اور اس کی آخری منزل درک اسفل قرار پا جائے۔

عَلِمَ مَبْلَغَ نِعَمِهِ عَلَيْكُمْ، وَأَحْصَى إِحْسَانَهُ إِلَيْكُمْ، فَاسْتَفْتِحُوهُ، وَاسْتَنْجِحُوهُ، وَاطْلُبُوا إِلَيْهِ وَاسْتَمْنِحُوهُ، (واستميحوه)، فَمَا قَطَعَكُمْ عَنْهُ حِجَابٌ، وَلَا أُغْلِقَ عَنْكُمْ دُونَهُ بَابٌ، وَإِنَّهُ لَبِكُلِّ مَكَانٍ، وَفِي كُلِّ حِينٍ وَأَوَانٍ، وَمَعَ كُلِّ إِنْسٍ وَجَانٍّ؛ لَا يَثْلِمُهُ الْعَطَاءُ، وَلَا يَنْقُصُهُ الْحِبَاءُ؛ وَلَا يَسْتَنْفِدُهُ سَائِلٌ، وَلَا يَسْتَقْصِيهِ نَائِلٌ، وَلَا يَلْوِيهِ شَخْصٌ عَنْ شَخْصٍ، وَلَا يُلْهِيهِ صَوْتٌ عَنْ صَوْتٍ، وَلَا تَحْجُزُهُ هِبَةٌ عَنْ سَلْبٍ، وَلَا يَشْغَلُهُ غَضَبٌ عَنْ رَحْمَةٍ، وَلَا تُولِهُهُ رَحْمَةٌ عَنْ عِقَابٍ، وَلَا يُجِنُّهُ الْبُطُونُ عَنِ الظُّهُورِ، وَلَا يَقْطَعُهُ الظُّهُورُ عَنِ الْبُطُونِ. قَرُبَ فَنَأَى، وَعَلَا فَدَنَا، وَظَهَرَ فَبَطَنَ، وَبَطَنَ فَعَلَنَ، وَدَانَ وَلَمْ يُدَنْ. لَمْ يَذْرَإِ الْخَلْقَ بِاحْتِيَالٍ، وَلَا اسْتَعَانَ بِهِمْ لِكَلَالٍ.

أُوصِيكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ، فَإِنَّهَا الزِّمَامُ وَالْقِوَامُ، فَتَمَسَّكُوا بِوَثَائِقِهَا، وَاعْتَصِمُوا بِحَقَائِقِهَا، تَؤُلْ بِكُمْ إِلَى أَكْنَانِ الدَّعَةِ، وَأَوْطَانِ السَّعَةِ، وَمَعَاقِلِ (مناقل) الْحِرْزِ وَمَنَازِلِ (منال) الْعِزِّ فِي «يَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ»، وَتُظْلِمُ لَهُ الْأَقْطَارُ، وَتُعَطَّلُ فِيهِ صُرُومُ الْعِشَارِ. وَيُنْفَخُ فِي الصُّورِ، فَتَزْهَقُ كُلُّ مُهْجَةٍ، وَتَبْكَمُ كُلُّ لَهْجَةٍ، وَتَذِلُّ (تدك) الشُّمُّ الشَّوَامِخُ، وَالصُّمُّ الرَّوَاسِخُ، فَيَصِيرُ صَلْدُهَا سَرَاباً رَقْرَقاً، وَمَعْهَدُهَا قَاعاً سَمْلَقاً. فَلَا شَفِيعٌ يَشْفَعُ، وَلَا حَمِيمٌ يَنْفَعُ، وَلَا مَعْذِرَةٌ تَدْفَعُ.

اِستِفتَاح - طلب فتح
اِستِنجَاح - طلب کامیابی
اِستِمنَاح - طلب عطایا
ثُلِمَ السیف - کنارہ ٹوٹ گیا
حِبَاء - عطیہ
لایلوی - موڑ نہیں سکتا ہے
لاتولہٖ - غافل نہیں بنا سکتا ہے
لایجنہ - چھپا نہیں سکتا ہے
دَانَ - محاسبہ کیا
ذَرَأ - خلق کیا
احتیال - غور و فکر
ازمام - لگام
قوام - اصل حیات
اکنان - جمع کِن - چھپنے کی جگہ
دَعَۃ - عیش و عشرت
مَعَاقِل - قلعہ
حِرز - حفاظت
صَرُوم - اونٹوں کی جماعت
عِشَار - اونٹنی جس کے حمل کو دس
ماہ گذر جائیں
شُمّ - جمع اشم - بلند
شَامِخ - بلندترین
صُمّ - ٹھوس
رَاسِخ - ثابت
صَلد - سخت اور چکنا
سَراب - چمکدار ریت
رقرق - مضطرب
مَعہد - محل
قَاع - میدان
سَملق - ہموار

دی جانے والی نعمتوں کے حدود کو جانتا ہے اور تم پر کئے جانے والے احسانات کا شمار رکھتا ہے لہٰذا اس سے کامرانی اور کامیابی کا تقاضا کرو۔ اسی کی طرف دست طلب بڑھاؤ اور اس سے عطایا کا مطالبہ کرو۔ کوئی حجاب تمہیں اس سے جدا نہیں کر سکتا ہے اور کوئی دروازہ اس کا بند نہیں ہو سکتا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر آن موجود ہے۔ ہر انسان اور ہر جن کے ساتھ ہے۔ نہ عطا اس کے کرم میں رخنہ ڈال سکتی ہے نہ عطایا اس کے خزانہ میں کمی پیدا کر سکتے ہیں۔ کوئی سائل اس کے خزانہ کو خالی نہیں کر سکتا ہے اور کوئی عطیہ اس کے کرم کی انتہا تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔ ایک شخص کی طرف توجہ دوسرے کی طرف سے رُخ موڑ نہیں سکتی ہے اور ایک آواز دوسری آواز سے غافل نہیں بنا سکتی ہے۔ اس کا عطیہ چھین لینے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور اس کا غضب رحمت سے مشغول نہیں کرتا ہے۔ رحمت عتاب سے غفلت میں نہیں ڈال دیتی ہے اور ہستی کا پوشیدہ ہونا ظہور سے مانع نہیں ہوتا ہے اور آثار کا ظہور ہستی کی پردہ داری کو نہیں روک سکتا ہے۔ وہ قریب ہو کر بھی دور ہے اور بلند ہو کر بھی نزدیک ہے۔ وہ ظاہر ہو کر بھی پوشیدہ ہے اور پوشیدہ ہو کر بھی ظاہر ہے۔ جزا دیتا ہے لیکن اسے جزا نہیں دی جاتی ہے۔ اس نے مخلوقات کو سوچ بچار کر کے نہیں بنایا ہے اور نہ خستگی کی بنا پر ان سے مدد لی ہے۔

بندگانِ خدا! میں تمہیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں کہ یہی ہر خیر کی زمام اور ہر نیکی کی بنیاد ہے۔ اس کے بندھنوں سے وابستہ رہو اور اس کے حقائق سے متمسک رہو۔ یہ تم کو راحت کی محفوظ منزلوں اور وسعت کے بہترین علاقوں تک پہونچا دے گا۔ تمہارے لئے محفوظ مقامات ہوں گے اور باعزت منازل۔ اس دن جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور اطراف اندھیرا چھا جائے گا۔ اونٹنیاں معطل کر دی جائیں گی اور صور پھونک دیا جائے گا۔ اس وقت سب کا دم نکل جائے گا اور ہر زبان گونگی ہو جائے گی۔ بلند ترین پہاڑ اور مضبوط ترین چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔ پتھروں کی چٹانیں چمکدار سراب کی شکل میں تبدیل ہو جائیں گی اور ان کی منزل ایک صاف چٹیل میدان ہو جائے گی۔ نہ کوئی شفیع شفاعت کرنے والا ہوگا اور نہ کوئی دوست کام آنے والا ہوگا۔ اور نہ کوئی معذرت دفاع کرنے والی ہوگی۔

جن لوگوں کے صفات و کمالات پر مزاج یا عادات کی حکمرانی ہوتی ہے۔ ان کے کمالات میں اس طرح کی یکسانیت پائی جاتی ہے کہ مہربان ہوتے ہیں تو مہربان ہی ہوتے ہیں اور غصہ ور ہوتے ہیں تو غصہ ور ہی ہوتے ہیں۔ لیکن مالک کائنات کے اوصاف و کمالات اس سے بالکل مختلف ہیں۔ اس کے اوصاف و کمالات کا سرچشمہ اس کا مزاج یا اس کی طبیعت نہیں ہے۔ بلکہ ان کا واقعی سرچشمہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے۔ لہٰذا اس کے بارے میں عین ممکن ہے کہ ایک ہی وقت میں مہربان بھی ہو اور غضبناک بھی۔ نعمتیں عطا بھی کر رہا ہو اور سلب بھی کر رہا ہو۔ اس کے کمال کا ظہور بھی ہو اور پردہ بھی۔ وہ دور بھی نظر آئے اور قریب بھی۔ اس لئے کہ مصالح کا تقاضا ہمیشہ افراد کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے۔ ایک شخص کا کردار رحمت چاہتا ہے اور دوسرے کا غضب۔ ایک کے حق میں مصلحت عطا کر دینا ہے اور دوسرے کے حق میں چھین لینا۔ ایک جزا و انعام کا سزاوار ہے اور دوسرا سزا و عتاب کا حقدار۔ تو حکیم علی الاطلاق کا فرض ہے کہ ایک ہی وقت میں ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے جس کا وہ اہل ہے اور ایک برتاؤ اسے دوسرے برتاؤ سے غافل نہ بنا سکے۔

۱۹۶

و من خطبة له (عليه السلام)

بعثة النبي (صلى الله عليه و آله)

بَعَثَهُ حِينَ لَا عَلَمٌ قَائِمٌ، وَلَا مَنَارٌ سَاطِعٌ، وَلَا مَنْهَجٌ وَاضِحٌ.

العظة بالزهد

أُوصِيكُمْ، عِبَادَ اللَّهِ، بِتَقْوَى اللَّهِ، وَأُحَذِّرُكُمُ الدُّنْيَا، فَ
دَارُ شُخُوصٍ، وَمَحَلَّةُ تَنْغِيصٍ، سَاكِنُهَا ظَاعِنٌ، وَقَاطِنُهَا بَائِنٌ، تَ
بِأَهْلِهَا مَيَدَانَ السَّفِينَةِ تَقْصِفُهَا الْعَوَاصِفُ فِي لُجَجِ الْبِحَارِ، فَ
الْغَرِقُ الْوَبِقُ، وَمِنْهُمُ النَّاجِي عَلَى بُطُونِ الْأَمْوَاجِ، تَحْفِزُهُ الرِّ
بِأَذْيَالِهَا، وَتَحْمِلُهُ عَلَى أَهْوَالِهَا. فَمَا غَرِقَ مِنْهَا فَلَيْسَ بِمُسْتَ
وَمَا نَجَا مِنْهَا فَإِلَى مَهْلَكٍ!

عِبَادَ اللَّهِ، الْآنَ فَاعْلَمُوا، وَالْأَلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالْأَبْدَانُ صَحِ
وَالْأَعْضَاءُ لَدْنَةٌ، وَالْمُنْقَلَبُ (متقلب) فَسِيحٌ، وَالْمَجَالُ عَرِيضٌ، قَ
إِرْهَاقِ (الزهاق) الْفَوْتِ، وَحُلُولِ الْمَوْتِ. فَحَقِّقُوا عَلَيْكُمْ نُ
وَلَا تَنْتَظِرُوا قُدُومَهُ.[۱]

۱۹۷

و من كلام له (عليه السلام)

ينبه فيه على فضيلته لقبول قوله و امره و نهيه

وَلَقَدْ عَلِمَ الْمُسْتَحْفَظُونَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ
لَمْ أَرُدَّ عَلَى اللَّهِ وَلَا عَلَى رَسُولِهِ سَاعَةً قَطُّ. وَلَقَدْ وَاسَيْتُهُ بِنَفْسِي
الْمَوَاطِنِ الَّتِي تَنْكُصُ فِيهَا الْأَبْطَالُ، وَتَتَأَخَّرُ فِيهَا الْأَقْدَامُ، نَجْ
أَكْرَمَنِي اللَّهُ بِهَا.

وَلَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَعَلَى صَدْرِي. وَ
سَالَتْ نَفْسُهُ فِي كَفِّي، فَأَمْرَرْتُهَا عَلَى وَجْهِي. وَلَقَدْ وُلِّيتُ غُسْلَهُ صَلَّى اللَّهُ عَ
وَ آلِهِ وَالْمَلَائِكَةُ أَعْوَانِي، فَضَجَّتِ الدَّارُ وَالْأَفْنِيَةُ: مَلَأٌ يَهْبِطُ، وَمَلَأٌ يَ
وَمَا فَارَقَتْ سَمْعِي هَيْنَمَةٌ مِنْهُمْ، يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتَّى وَارَيْنَاهُ فِي ضَرِيحِهِ.
فَمَنْ ذَا أَحَقُّ بِهِ مِنِّي حَيّاً وَمَيِّتاً؟ فَانْفُذُوا عَلَى بَصَائِرِكُمْ، وَلْتَصْدُقْ نِيَّ

شخوص - کوچ
بائن - جدا
تمید - حرکت کرتی ہے
تقصفہا - توڑ دیتی ہیں
تحفز - دفع کرتی ہیں
وبق - ہلاک
لدن - نرم
منقلب - محل انقلاب
ارہاق - گلے میں پھندہ پڑ جانا
مستحفظ - امانتدار
مواساۃ - ہمدردی
نکص - رجوع
نجدہ - شجاعت
افنیہ - صحن خانہ
ہینمہ - خاموش آواز
بصیرت - عقل کی روشنی

[۱] موت سے کس کو رستگاری ہے آج تم کل ہماری باری ہے ایسی حقیقت کی آمد کے بارے میں انسان مشکوک رہے اور اس کی آمد کا انتظار کرے تو اس سے بڑا جاہل کوئی نہیں ہے ۔ موت برحق ہے ۔ عمل لازم ہے اور توبہ ضروری ہے لہٰذا عمل اور توبہ کی طرف سبقت کرنے میں موت کا انتظار جہالت ہے۔

۱۹۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں سرکار دو عالمؐ کی مدح کی گئی ہے)

پروردگار نے آپ کو اس وقت مبعوث کیا جب کوئی نشانِ ہدایت قائم رہ گیا تھا نہ کوئی منارۂ دین روشن تھا اور نہ کوئی راستہ واضح تھا۔

بندگانِ خدا! میں تمھیں تقویٰ الٰہی کی وصیت کرتا ہوں اور دنیا سے ہوشیار کر رہا ہوں کہ یہ کوچ کا گھر اور بدمزگی کا علاقہ ہے۔ اس کا بہرحال سفر کرنے والا ہے اور اس کا مقیم بہرحال جدا ہونے والا ہے۔ یہ اپنے اہل کو لے کر اس طرح لرزتی ہے جس طرح گہرے سمندروں میں تند و تیز ہواؤں کی زد پر کشتیاں۔ کچھ لوگ غرق اور ہلاک ہو جاتے ہیں اور کچھ موجوں کے سہارے پر باقی رہ جاتے ہیں کہ ہوائیں انھیں اپنے دامن میں لئے پھرتی رہتی ہیں اور اپنی ہولناک منزلوں کی طرف لے جاتی رہتی ہیں۔ جو غرق ہو گیا وہ دوبارہ نہیں جا سکتا اور جو بچ گیا ہے اس کا راستہ ہلاکت ہی کی طرف جا رہا ہے۔

بندگانِ خدا! ابھی بات کو سمجھ لو جب کہ زبانیں آزاد ہیں اور بدن صحیح و سالم ہیں۔ اعضاء میں لچک باقی ہے اور آنے جانے کی جگہ وسیع اور کام کا میدان طویل و عریض ہے۔ قبل اس کے کہ موت نازل ہو جائے اور اجل کا پھندہ گلے میں پڑ جائے۔ اپنے موت کی آمد کو یقینی سمجھ لو اور اس کے آنے کا انتظار نہ کرو۔ (۹۱)

۱۹۷۔ آپ کا ارشادِ گرامی

(جس میں پیغمبر اسلامؐ کے امر و نہی اور تعلیمات کو قبول کرنے کے ذیل میں فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے)

اصحابِ پیغمبرؐ میں شریعت کے امانتدار افراد اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ میں نے ایک لمحہ کے لئے بھی خدا و رسولؐ کی بات کو رد نہیں کیا اور میں نے پیغمبر اکرمؐ پر اپنی جان ان مقامات پر قربان کی ہے جہاں بڑے بڑے بہادر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ صرف اس بہادری کی بنیاد پر جس سے پروردگار نے مجھے سرفراز فرمایا تھا۔

رسول اکرمؐ اس وقت دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جب ان کا سر میرے سینہ پر تھا اور ان کی روح اقدس میرے ہاتھوں پر جدا ہوئی تو میں نے اپنے ہاتھوں کو چہرہ پر مل لیا۔ میں نے ہی آپ کو غسل دیا ہے جب ملائکہ میری امداد کر رہے تھے اور گھر کے اندر اور باہر ایک کہرام برپا تھا۔ ایک گروہ نازل ہو رہا تھا اور ایک واپس جا رہا تھا۔ سب نماز جنازہ پڑھ رہے تھے اور میں مسلسل ان کی آوازیں سن رہا تھا یہاں تک کہ میں نے ہی حضرت کو سپرد لحد کیا ہے۔ تو اب بتاؤ کہ زندگی اور موت میں مجھ سے زیادہ ان سے قریب تر کون ہے؟ اپنی بصیرتوں کے ساتھ اور صدق نیت کے اعتماد پر آگے بڑھو۔

مولائے کائناتؑ کی پوری حیات اس ارشاد گرامی کا بہترین مرقع ہے جہاں ہجرت کی رات سے لے کر فتح مکہ تک اور اس کے بعد تبلیغ برائت تک کوئی موقع ایسا نہیں تھا جہاں آپ نے سرکار دو عالمؐ اور ان کے مقصد کی خاطر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈال دیا ہو اور اس وحدت ذات و صفات کا ثبوت نہ دیا ہو جس کی طرف خود حضرت نے میدان احد میں اشارہ کیا تھا جب جبرئیل امینؑ نے عرض کی کہ حضور علیؑ کی مواساۃ کو دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں حیرت کی بات کیا ہے "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں"۔

اس کے بعد انتقال سے لے کر دفن کے آخری مرحلہ تک ہر قدم پر حضور کے امور کے ذمہ دار رہے جب کہ مورخین کے بیان کی بنا پر بڑے بڑے صحابۂ کرام دفن میں شرکت کی سعادت حاصل نہ کر سکے اور خلافت سازی کی مہم میں مصروف رہ گئے۔

فِي جِهَادِ عَدُوِّكُمْ. فَوَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنِّي لَعَلَى جَادَّةِ الْحَقِّ، وَإِنَّهُمْ لَعَلَى مَزَلَّةِ الْبَاطِلِ. أَقُولُ مَا تَسْمَعُونَ، وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ!

۱۹۸

و من خطبة له (ع)

ينبه على احاطه علم الله بالجزئيات، ثم يحث على التقوى، ويبين فضل الإسلام و القرآن

يَعْلَمُ عَجِيجَ الْوُحُوشِ فِي الْفَلَوَاتِ، وَمَعَاصِيَ الْعِبَادِ فِي الْخَلَوَاتِ، وَاخْتِلَافَ النِّينَانِ فِي الْبِحَارِ الْغَامِرَاتِ، وَتَلَاطُمَ الْمَاءِ بِالرِّيَاحِ الْعَاصِفَاتِ. وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً نَجِيبُ اللَّهِ، وَسَفِيرُ وَحْيِهِ، وَرَسُولُ رَحْمَتِهِ.

الوصية بالتقوى

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ الَّذِي ابْتَدَأَ خَلْقَكُمْ، وَإِلَيْهِ يَكُونُ مَعَادُكُمْ، وَبِهِ نَجَاحُ طَلِبَتِكُمْ، وَإِلَيْهِ مُنْتَهَى رَغْبَتِكُمْ، وَنَحْوَهُ قَصْدُ سَبِيلِكُمْ، وَإِلَيْهِ مَرَامِي مَفْزَعِكُمْ. فَإِنَّ تَقْوَى اللَّهِ دَوَاءُ دَاءِ قُلُوبِكُمْ، وَبَصَرُ عَمَى أَفْئِدَتِكُمْ، وَشِفَاءُ مَرَضِ أَجْسَادِكُمْ (أجسامكم)، وَصَلَاحُ فَسَادِ صُدُورِكُمْ، وَطُهُورُ دَنَسِ أَنْفُسِكُمْ، وَجِلَاءُ عَشَاءِ (غشاء) أَبْصَارِكُمْ، وَأَمْنُ فَزَعِ جَأْشِكُمْ، وَضِيَاءُ سَوَادِ ظُلْمَتِكُمْ. فَاجْعَلُوا طَاعَةَ اللَّهِ شِعَاراً دُونَ دِثَارِكُمْ، وَدَخِيلاً دُونَ شِعَارِكُمْ، وَلَطِيفاً بَيْنَ أَضْلَاعِكُمْ، وَأَمِيراً فَوْقَ أُمُورِكُمْ، وَمَنْهَلاً لِحِينِ وُرُودِكُمْ، وَشَفِيعاً لِدَرَكِ طَلِبَتِكُمْ، وَجُنَّةً لِيَوْمِ فَزَعِكُمْ، وَمَصَابِيحَ لِبُطُونِ قُبُورِكُمْ، وَسَكَناً لِطُولِ وَحْشَتِكُمْ، وَنَفَساً لِكَرْبِ مَوَاطِنِكُمْ. فَإِنَّ طَاعَةَ اللَّهِ حِرْزٌ مِنْ مَتَالِفَ مُكْتَنِفَةٍ، وَمَخَاوِفَ مُتَوَقَّعَةٍ، وَأُوَارِ نِيرَانٍ مُوقَدَةٍ. فَمَنْ أَخَذَ بِالتَّقْوَى عَزَبَتْ عَنْهُ الشَّدَائِدُ بَعْدَ دُنُوِّهَا، وَاحْلَوْلَتْ لَهُ الْأُمُورُ بَعْدَ مَرَارَتِهَا، وَانْفَرَجَتْ عَنْهُ الْأَمْوَاجُ بَعْدَ تَرَاكُمِهَا، وَأَسْهَلَتْ لَهُ الصِّعَابُ بَعْدَ إِنْصَابِهَا، وَهَطَلَتْ عَلَيْهِ الْكَرَامَةُ بَعْدَ قُحُوطِهَا، وَتَحَدَّبَتْ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ بَعْدَ نُفُورِهَا، وَتَفَجَّرَتْ عَلَيْهِ النِّعَمُ

مزلہ - لغزش کی جگہ
نینان - جمع نون - مچھلیاں
نجیب - منتخب
مرامی المفزع - پناہ گاہ
جاش - دل
شعار - بدن سے چپکا ہوا لباس
دثار - باہر کا لباس
منہل - چشمہ
درک - لاحق ہوجانا
طلبہ - مطلوب
جنّہ - سپر
اوار - آگ کی حرارت اور شعلے
عزب - غائب ہوگیا
انصاب - تعب
تحدب علیہ - جھک گیا

(۱) انسانی زندگی کے یہی چند مراحل ہیں - ابتداء، انتہاء، ضروریات، خواہشات، مقصد، پناہ گاہ۔ مولائے کائنات نے صاف لفظوں میں اعلان کردیا ہے کہ یہ سارے مراحل پروردگار کے ہاتھوں میں ہیں لہٰذا اس سے ڈرنا تقاضائے عقل بھی ہے اور تقاضائے ہوش بھی۔

مصادر خطبہ ۱۹۸ تحف العقول ص۱۳۶، اصول کافی ۲ ص۳۹، ذیل الامالی قالی ص۱۶۱، قوت القلوب ابوطالب المکی ۱ ص۳۸۲، حلیۃ ابونعیم ۳ ص۴۰، ص۵۵، خصال صدوق ۱ ص۱۰۸

نے دشمن سے جہاد کرو قسم ہے اس پروردگار کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے کہ میں حق کے راستہ پر ہوں اور وہ لوگ باطل کی لغزشوں کی منزل میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ تم سن رہے ہو اور میں اپنے اور تمہارے دونوں کے لئے خدا کی بارگاہ میں استغفار کر رہا ہوں۔

۱۹۸۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں خدا کے عالم جزئیات ہونے پر تاکید کی گئی ہے اور پھر تقوئی پر آمادہ کیا گیا ہے)

وہ پروردگار صحراؤں میں جانوروں کی فریاد کو بھی جانتا ہے اور تنہائیوں میں بندوں کے گناہوں کو بھی۔ وہ گہرے سمندروں میں مچھلیوں کی آمد و رفت سے بھی باخبر ہے اور تیز و تند ہواؤں سے پیدا ہونے والے تلاطم سے بھی۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ خدا کے منتخب بندہ۔ اس کی وحی کے سفیر اور اس کی رحمت کے رسول ہیں۔

امابعد! میں تم سب کو اسی خدا سے ڈرنے کی نصیحت کر رہا ہوں جس نے تمہاری خلقت کی ابتدا کی ہے اور اسی کی بارگاہ میں تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔ اسی کے ذریعہ تمہارے مقاصد کی کامیابی ہے اور اسی کی طرف تمہاری رغبتوں کی انتہا ہے۔ اسی کی سمت تمہارا سیدھا راستہ ہے اور اسی کی طرف تمہاری فریادوں کا نشانہ ہے (۱)

یہ تقوئی الٰہی تمہارے دلوں کی بیماری کی دوا ہے اور تمہارے قلوب کے اندھے پن کی بصارت۔ یہ تمہارے جسموں کی بیماری کی شفا کا سامان اور تمہارے سینوں کے فساد کی اصلاح۔ یہی تمہارے نفوس کی گندگی کی طہارت ہے اور یہی تمہاری آنکھوں کے چندھیانے کی جلا اسی میں تمہارے دل کے اضطراب کا سکون ہے اور یہی زندگی کی تاریکیوں کی ضیا ہے۔ اطاعت خدا کو اندر کا شعار بناؤ صرف باہر کا نہیں اور اسے باطن میں داخل کرو صرف ظاہر میں نہیں۔ اپنی پسلیوں کے درمیان سمو لو اور اپنے جملہ امور کا حاکم قرار دے دو۔ تشنگی میں ورود کے لئے چشمہ تصور کرو اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے وسیلہ قرار دو۔ اپنے روز فزع کے لئے سپر بناؤ اور اپنی تاریک قبروں کے لئے چراغ۔ اپنی طولانی وحشت قبر کے لئے مونس بناؤ اور اپنے رنج و غم کے مراحل کے لئے سہارا۔ اطاعت الٰہی تمام گھیرنے والے بربادی کے اسباب، آنے والے خوفناک مراحل اور بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں کے لئے حرز جان ہے۔ جس نے تقوئی کو اختیار کر لیا اس کے لئے سختیاں قریب آکر دور چلی جاتی ہیں اور امور زندگی تلخی کے بعد شیریں ہو جاتے ہیں۔ موجیں تہ بہ تہ ہو جانے کے بعد بھی ہٹ جاتی ہیں اور دشواریاں مشقتوں میں مبتلا کر دینے کے بعد بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ قحط کے بعد کرامتوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے اور سحاب رحمت ہٹ جانے کے بعد پھر برسنے لگتا ہے اور نعمتوں کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔

---

(۱) اس مقام پر مولائے کائنات نے اس نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہا ہے کہ تقوئی کا فائدہ صرف آخرت تک محدود نہیں ہے کہ تم یہاں گناہوں سے پرہیز کرو۔ مالک وہاں تمہیں جہنم سے محفوظ کر دے گا بلکہ یہ تقوئی آخرت کے ساتھ دنیا کے ہر مرحلہ پر کام آنے والا ہے اور کسی مرحلہ پر انسان کو نظرانداز کرنے والا نہیں ہے۔ مشکلات سے نجات تقوئی کا کارنامہ ہے اور طوفانوں کا مقابلہ اسی تقوئی کی طاقت سے ہوتا ہے۔ رحمت کے چشمے اسی سے جاری ہوتے ہیں اور فضل و کرم کے بادل اسی کی برکت سے برستے ہیں اور شاید یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسانی زندگی کی ساری پریشانیاں اس کے اعمال کی کمزوریوں سے پیدا ہوتی ہیں جب انسان تقوئی کے کردار کو مضبوط کرے گا تو ہر پریشانی سے مقابلہ آسان ہو جائے گا۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ متقین کی زندگی میں کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے اور وہ چین اور سکون کی زندگی گزارتے ہیں۔ ایسا ہوتا تو صبر کا کوئی مقام نہ ہوتا اور متقین کا سلسلہ صابرین سے الگ ہو جاتا۔ بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تقوئی صبر کا حوصلہ پیدا کرتا ہے اور تقوئی کے ذریعہ مصائب سے مقابلہ کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔

بَعْدَ نُضُوبِهَا، وَوَبِلَتْ عَلَيْهِ الْبَرَكَةُ بَعْدَ إِرْذَاذِهَا.

فَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي نَفَعَكُمْ بِمَوْعِظَتِهِ، وَوَعَظَكُمْ بِرِسَالَتِهِ، وَامْتَنَّ عَلَيْكُمْ بِنِعْمَتِهِ. فَعَبِّدُوا أَنْفُسَكُمْ لِعِبَادَتِهِ، وَاخْرُجُوا إِلَيْهِ مِنْ حَقِّ طَاعَتِهِ.

فضل الاسلام

ثُمَّ إِنَّ هٰذَا الْإِسْلَامَ دِينُ اللّٰهِ الَّذِي اصْطَفَاهُ لِنَفْسِهِ، وَاصْطَنَعَهُ عَلَى عَيْنِهِ، وَأَصْفَاهُ خِيَرَةَ خَلْقِهِ، وَأَقَامَ دَعَائِمَهُ عَلَى مَحَبَّتِهِ. أَذَلَّ الْأَدْيَانَ بِعِزَّتِهِ، وَوَضَعَ الْمِلَلَ بِرَفْعِهِ، وَأَهَانَ أَعْدَاءَهُ بِكَرَامَتِهِ، وَخَذَلَ مُحَادِّيهِ بِنَصْرِهِ، وَهَدَمَ أَرْكَانَ الضَّلَالَةِ بِرُكْنِهِ. وَسَقَى مَنْ عَطِشَ مِنْ حِيَاضِهِ، وَأَتْأَقَ الْحِيَاضَ بِمَوَاتِحِهِ. ثُمَّ جَعَلَهُ لَا انْفِصَامَ لِعُرْوَتِهِ، وَلَا فَكَّ لِحَلْقَتِهِ، وَلَا انْهِدَامَ لِأَسَاسِهِ، وَلَا زَوَالَ لِدَعَائِمِهِ، وَلَا انْقِلَاعَ لِشَجَرَتِهِ، وَلَا انْقِطَاعَ لِمُدَّتِهِ، وَلَا عَفَاءَ لِشَرَائِعِهِ، وَلَا جَذَّ (جذم) لِفُرُوعِهِ، وَلَا ضَنْكَ لِطُرُقِهِ، وَلَا وُعُوثَةَ لِسُهُولَتِهِ، وَلَا سَوَادَ لِوَضَحِهِ، وَلَا عِوَجَ لِانْتِصَابِهِ، وَلَا عَصَلَ فِي عُودِهِ، وَلَا وَعَثَ لِفَجِّهِ، وَلَا انْطِفَاءَ لِمَصَابِيحِهِ، وَلَا مَرَارَةَ لِحَلَاوَتِهِ. فَهُوَ دَعَائِمُ أَسَاخَ فِي الْحَقِّ أَسْنَاخَهَا، وَثَبَّتَ لَهَا آسَاسَهَا، وَيَنَابِيعُ غَزُرَتْ عُيُونُهَا، وَمَصَابِيحُ شَبَّتْ نِيرَانُهَا، وَمَنَارٌ اقْتَدَى بِهَا سُفَّارُهَا، وَأَعْلَامٌ قُصِدَ بِهَا فِجَاجُهَا، وَمَنَاهِلُ رُوِيَ بِهَا وُرَّادُهَا. جَعَلَ اللّٰهُ فِيهِ مُنْتَهَى رِضْوَانِهِ، وَذِرْوَةَ دَعَائِمِهِ، وَسَنَامَ طَاعَتِهِ؛ فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ وَثِيقُ الْأَرْكَانِ، رَفِيعُ الْبُنْيَانِ، مُنِيرُ الْبُرْهَانِ، مُضِيءُ النِّيرَانِ، عَزِيزُ السُّلْطَانِ، مُشْرِفُ (مشرق) الْمَنَارِ، مُعْوِذُ الْمَثَارِ (المنال). فَشَرِّفُوهُ وَاتَّبِعُوهُ

نضوب - خشک ہو جانا
ارذاذ - ہلکی بارش
محادّ - شدید مخالفت
رکن - عزت
اتاق - بھر دیا
مواتح - جمع ماتح - پانی کھینچنے والا
عفا - مٹ جانا
جذ - کاٹ دینا
ضنک - تنگی
وعوثہ - نرمی
وضح - سفیدۂ سحر
عصل - کجی
وعث طریق - دشواری سفر
فج - وسیع راستہ
اساخ - ثابت کر دیا
اسناخ - اصول
شبت - بھڑک اٹھی
سفار - مسافرین
اعلام - سنگ میل
مشرف - بلند
معوذ المثار - تباہی میں پناہ دینے والا

(۱) تعبید طریق عربی زبان میں راستے کے ہموار کرنے کو کہا جاتا ہے اور اسلام میں عبادت کا واقعی تصور یہی ہے کہ زندگی کی راہ احکام الٰہی کے لئے اس طرح ہموار ہو جائے کہ انسان کسی طرح کی تنگی اور دشواری کا احساس نہ کرے اور بندگی پروردگار میں اس طرح فرحت اور سرور کا احساس کرے جس طرح ہموار راستہ پر سفر کرنے میں محسوس

قرآن مجید نے ایمان کے بارے میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ہر اختلاف میں پیغمبر اسلام سے فیصلہ کرایا جائے اور پھر ان کے فیصلہ کے خلاف کسی طرح کی تنگی نفس کا احساس نہ ہو کہ تنگی کا احساس ایمان اور بندگی دونوں کے خلاف ہے۔

ار کی کمی کے بعد برکت کی برسات شروع ہو جاتی ہے۔
اللہ سے ڈرو جس نے تمہیں نصیحت سے فائدہ پہونچایا ہے اور اپنے پیغام کے ذریعہ نصیحت کی ہے اور اپنی نعمت سے احسان کیا ہے۔ اپنے نفس کو اس کی عبادت کے لئے ہموار کرو اور اس کے حق کی اطاعت سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرو۔
اس کے بعد یاد رکھو کہ یہ اسلام وہ دین ہے جسے مالک نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اپنی نگاہوں میں اس کی دیکھ بھال اور اسے بہترین خلائق کے حوالے کیا ہے اور اپنی محبت پر اس کے ستونوں کو قائم کیا ہے۔ اس کی عزت کے ذریعہ ادیان کو سرنگوں کیا ور اس کی بلندی کے ذریعہ ملتوں کی پستی کا اظہار کیا ہے۔ اس کے دشمنوں کو اس کی کرامت کے ذریعہ ذلیل کیا ہے اور اس سے مقابلہ والوں کو اس کی نصرت کے ذریعہ رسوا کیا ہے۔ اس کے رکن کے ذریعہ ضلالت کے ارکان کو منہدم کیا ہے اور اس کے حوض سے وں کو سیراب کیا ہے اور پھر پانی اُلچنے والوں کے ذریعہ ان حوضوں کو بھر دیا ہے۔
اس کے بعد اس دین کو ایسا بنا دیا ہے کہ اس کے بندھن ٹوٹ نہیں سکتے ہیں۔ اس کی کڑیاں کھل نہیں سکتی ہیں۔ اس کی بنیاد منہدم ہو سکتی ہے۔ اس کے ستون گر نہیں سکتے ہیں۔ اس کا درخت اکھڑ نہیں سکتا ہے۔ اس کی مدت تمام نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے آثار نہیں سکتے ہیں۔ اس کی شاخیں کٹ نہیں سکتی ہیں۔ اس کے راستے تنگ نہیں ہو سکتے ہیں۔ اس کی آسانیاں دشوار نہیں ہو سکتی اس کی سفیدی میں سیاہی نہیں ہے اور اس کی استقامت میں کجی نہیں ہے۔ اس کی لکڑی میں ٹیڑھ بھی نہیں ہے اور اس کی وسعت شوار کن نہیں ہے۔ اس کا چراغ بجھ نہیں سکتا ہے اور اس کی حلاوت میں تلخی نہیں آسکتی ہے۔ اس کے ستون ایسے ہیں جن کے حق کی زمین میں نصب کیا گیا ہے اور پھر اس کی اساس کو پائیدار بنایا گیا ہے۔ اس کے چشموں کا پانی کم نہیں ہو سکتا ہے س کے چراغوں کی لو مدھم نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے مناروں سے راہ گیر ہدایت پاتے ہیں اور اس کے نشانات کو راہوں میں منزل بنایا جاتا ہے۔ اس کے چشموں سے پیاسے سیراب ہوتے ہیں اور پروردگار نے اس کے اندر اپنی رضا کی انتہائی اپنے بلند ترین ارکان اور اپنی اطاعت کا عروج قرار دیا ہے۔ یہ دین اس کے نزدیک مستحکم ارکان والا۔ بلند ترین بنیادوں والا۔ دلائل والا۔ روشن ضیاؤں والا۔ غالب سلطنت والا۔ بلند مینار والا اور ناممکن تباہی والا ہے۔
اس کے شرف کا تحفظ کرو۔ اس کے احکام کا اتباع کرو

اسلام کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ اس کے قوانین خالق کائنات نے بنائے ہیں اور ہر قانون کو فطرت بشر سے ہم آہنگ بنایا ہے۔ اس نے تشریع میں اپنے محبوب ترین بندہ کو بھی دخیل نہیں کیا ہے اور نہ کسی کو اس کے قوانین میں ترمیم کرنے کا حق دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو قانون خالق و مالک وکمال کے نتیجہ میں منظر عام پر آئے گا اس کی بقا کی ضمانت اس کے دفعات کے اندر ہی ہوگی اور جب تک یہ کائنات باقی رہے گی اس کے ت میں تغیر و تبدل کی ضرورت نہ ہوگی۔
اسلام کے دین پسندیدہ ہونے ہی کا اثر ہے کہ اس کے سامنے تمام ادیان عالم حقیر اور اس کے مقابلہ میں تمام دشمنان مذہب ذلیل ہیں۔ مالک نے اس کی بنیاد محبت ہے اور اس کی اساس رحمت اور ربوبیت کو قرار دیا ہے۔ اس کا تسلسل ناقابل اختتام ہے اور اس کے حلقے ناقابل انفصام۔
اس میں انسانیت کی پیاس بجھانے کا سامان ہے اور اس میں طالبان ہدایت کے لئے بہترین وسیلۂ رہنمائی ہے۔ رضائے الٰہی کا سامان یہی ہے اور پروردگار کا بہترین مرقع یہی دین و مذہب ہے۔ اس کے بغیر ہدایت کا تصور مہمل ہے اور اس کے علاوہ ہر دین ناقابل قبول ہے۔

وَأَدُّوا إِلَيْهِ حَقَّهُ، وَضَعُوهُ مَوَاضِعَهُ.

الرسول الأعظم (ﷺ)

ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِ
بِالْحَقِّ حِينَ دَنَا مِنَ الدُّنْيَا الانْقِطَاعُ، وَأَقْبَلَ مِنَ الآخِرَةِ الاطِّلَا
وَأَظْلَمَتْ بَهْجَتُهَا بَعْدَ إِشْرَاقٍ، وَقَامَتْ بِأَهْلِهَا عَلَى سَا
وَخَشُنَ مِنْهَا مِهَادٌ، وَأَزِفَ مِنْهَا قِيَادٌ، فِي انْقِطَاعٍ مِنْ مُدَّتِ
وَاقْتِرَابٍ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَتَصَرُّمٍ مِنْ أَهْلِهَا، وَانْفِصَامٍ مِنْ حَلْقَتِ
وَانْتِشَارٍ مِنْ سَبَبِهَا، وَعَفَاءٍ مِنْ أَعْلَامِهَا، وَتَكَشُّفٍ مِنْ عَوْرَاتِ
وَقِصَرٍ مِنْ طُولِهَا.

جَعَلَهُ اللَّهُ بَلَاغاً لِرِسَالَتِهِ، وَكَرَامَةً لِأُمَّتِهِ، وَرَبِيعاً لِأَهْ
زَمَانِهِ، وَرِفْعَةً لِأَعْوَانِهِ، وَشَرَفاً لِأَنْصَارِهِ.

القرآن الكريم

ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ نُوراً لَا تُطْفَأُ مَصَابِيحُهُ، وَسِرَاجَ
لَا يَخْبُو تَوَقُّدُهُ، وَبَحْراً لَا يُدْرَكُ قَعْرُهُ، وَمِنْهَاجاً لَا يُضِ
نَهْجُهُ، وَشُعَاعاً لَا يُظْلِمُ ضَوْؤُهُ، وَفُرْقَاناً لَا يُخْمَدُ بُرْهَانُ
وَتِبْيَاناً لَا تُهْدَمُ (تنهدم) أَرْكَانُهُ، وَشِفَاءً لَا تُخْشَى أَسْقَامُ
وَعِزّاً لَا تُهْزَمُ أَنْصَارُهُ، وَحَقّاً لَا تُخْذَلُ أَعْوَانُهُ. فَهُوَ مَعْدِ
الْإِيمَانِ وَبُحْبُوحَتُهُ، وَيَنَابِيعُ الْعِلْمِ وَبُحُورُهُ، وَرِيَاضُ
الْعَدْلِ وَغُدْرَانُهُ، وَأَثَافِيُّ الْإِسْلَامِ وَبُنْيَانُهُ، وَأَوْدِيَةُ
الْحَقِّ وَغِيطَانُهُ، وَبَحْرٌ لَا يَنْزِفُهُ الْمُسْتَنْزِفُونَ، وَعُيُو
لَا يُنْضِبُهَا الْمَاتِحُونَ، وَمَنَاهِلُ لَا يَغِيضُهَا الْوَارِدُونَ
وَمَنَازِلُ لَا يَضِلُّ نَهْجَهَا الْمُسَافِرُونَ، وَأَعْلَامٌ لَا يَعْمَ
عَنْهَا السَّائِرُونَ، وَآكَامٌ (اسام) لَا يَجُوزُ عَنْهَا الْقَاصِدُونَ
جَعَلَهُ اللَّهُ رِيّاً لِعَطَشِ الْعُلَمَاءِ، وَرَبِيعاً لِقُلُوبِ الْفُقَهَاءِ، وَمَحَاجَّ

ع - آمد
ت - سختی
- گہوارہ
ف - قربت
راط - جمع شرط - علامات
رم - گذر جانا
صام - جدا ہوجانا
ا - محو ہوجانا
ی النار - آگ بجھ گئی
ج - واضح راستہ
- سلوک
وحہ - وسط
ض - جمع روضہ - باغ
ان - جمع غدیر - تالاب
ی - جمع اثفیہ - جس پتھر پر دیگ
رکھی جائے
ان - ہموار زمین
ت - خشک ہوجانا
ب - کم ہوجانا
ح - پانی نکالنے والا
ل - چشمے
ص - نقص
م - جمع اکمہ - ٹیلہ
ز عنہا - آگے نہیں بڑھ سکتے ہیں
ج - جمع محجہ - وسط راہ

حق کو ادا کرو اور اسے اس کی واقعی منزل پر قرار دو۔
اس کے بعد مالک نے حضرت محمدؐ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جب دنیا فنا کی منزل سے قریب تر ہوگئی اور آخرت سر پر منڈلانے لگی اجالا اندھیروں میں تبدیل ہونے لگا اور وہ اپنے چاہنے والوں کے لئے ایک مصیبت بن کر کھڑی ہوگئی۔ اس کا فرش کھردرا ہو گیا اور فنا کے ہاتھوں میں اپنی مہار دینے کے لئے تیار ہوگئی۔ اس طرح کہ اس کی مدت خاتمہ کے قریب پہونچ گئی۔ اس کی فنا کے آثار نظر آگئے۔ اس کے اہل ختم ہونے لگے۔ اس کے حلقے ٹوٹنے لگے۔ اس کے اسباب منتشر ہونے لگے۔ اس کے نشانات مٹنے لگے اس کے عیب کھلنے لگے اور اس کے دامن سمٹنے لگے۔

اللہ نے انھیں پیغام رسانی کا وسیلہ۔ امت کی کرامت۔ اہل زمانہ کی بہار، اعوان و انصار کی بلندی کا ذریعہ اور یار و مددگار افراد کی شرافت کا واسطہ قرار دیا ہے۔

اس کے بعد ان پر اس کتاب کو نازل کیا جس کی قندیل بجھ نہیں سکتی ہے اور جس کے چراغ کی لو مدھم نہیں پڑ سکتی ہے وہ ایسا سمندر ہے جس کی تھاہ مل نہیں سکتی ہے اور ایسا راستہ ہے جس پر چلنے والا بھٹک نہیں سکتا ہے۔ ایسی شعاع جس کی ضو تاریک نہیں ہو سکتی ہے ایسا حق و باطل کا امتیاز جس کا برہان کمزور نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسی وضاحت جس کے ارکان منہدم نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسی شفا جس کے بیماری کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ایسی عزت جس کے انصار پسپا نہیں ہو سکتے ہیں اور ایسا حق جس کے اعوان بے یار و مددگار نہیں چھوڑے جا سکتے ہیں۔

یہ ایمان کا معدن و مرکز۔ علم کا چشمہ اور سمندر۔ عدالت کا باغ اور حوض، اسلام کا سنگ بنیاد اور اساس، حق کی وادی اور اس کا ہموار میدان ہے۔ یہ وہ سمندر ہے جسے پانی نکالنے والے ختم نہیں کر سکتے ہیں اور وہ چشمہ ہے جسے ابلنے والے خشک نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ گھاٹ ہے جس پر وارد ہونے والے اس کا پانی کم نہیں کر سکتے ہیں اور وہ منزل ہے جس کی راہ پر چلنے والے مسافر بھٹک نہیں سکتے ہیں۔ وہ نشان منزل ہے جو راہ گیروں کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتا ہے اور وہ ٹیلہ ہے جس کا قصد کرنے والے آگے نہیں جا سکتے ہیں۔

پروردگار نے اسے علماء کی سیرابی کا ذریعہ۔ فقہاء کے دلوں کی بہار۔ صلحاء کے راستوں کے لئے شاہراہ قرار دیا ہے۔

وہ کتنا حسین دور تھا جب انبیاء کرام کا سلسلہ قائم تھا۔ کتابیں اور صحیفے نازل ہو رہے تھے۔ مبلغین دین و مذہب اپنے کردار سے انسانیت کی رہنمائی کر رہے تھے اور زمین و آسمان کے رشتے جڑے ہوئے تھے پھر یکبارگی فترت کا زمانہ آگیا اور یہ سارے سلسلے ٹوٹ گئے۔ دنیا پر جاہلیت کا اندھیرا چھا گیا اور انسانیت نے اپنی زمام قیادت جہل و جاہلیت کے حوالہ کر دی۔

ایسے حالات میں اگر سرکار دو عالمؐ کا ورود نہ ہوتا تو یہ دنیا گھٹا ٹوپ اندھیروں ہی کی نذر ہو جاتی اور انسانیت کو کوئی راستہ نظر نہ آتا لیکن یہ مالک کا کرم تھا کہ اس نے رحمۃ للعالمین کو بھیج دیا اور اندھیری دنیا کو پھر دوبارہ نور رسالت سے منور کر دیا۔ اور آپ کے ساتھ ایک نور اور نازل کر دیا جس کا نام قرآن مبین تھا اور جس کی روشنی ناقابل اختتام تھی۔ یہ بیک وقت دستور بھی تھا اور اعجاز بھی۔ سمندر بھی تھا اور چراغ بھی۔ حق و باطل کا فرقان بھی تھا اور دین و ایمان کا برہان بھی۔ اس میں ہر مرض کا علاج بھی تھا اور ہر بیماری کا مداوا بھی۔

اسے مالک نے سیرابی کا ذریعہ بھی بنایا تھا اور دلوں کی بہار بھی۔ نشان راہ بھی قرار دیا تھا اور منزل مقصود بھی۔ جو شخص جس نقطۂ نگاہ سے دیکھے اس کی تسکین کا سامان قرآن حکیم میں موجود ہے اور ایک کتاب ساری کائنات جن و انس کی ہدایت کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اس کے مطالب ان لوگوں سے اخذ کئے جائیں جنھیں راسخون فی العلم بنایا گیا ہے اور جن کے علم قرآن کی ذمہ داری مالک کائنات نے لی ہے۔

لِطُرُقِ الصُّلَحَاءِ، وَدَوَاءً لَيْسَ بَعْدَهُ دَاءٌ، وَنُوراً لَيْسَ مَعَهُ ظُلْمَةٌ، وَحَبْلاً وَثِيقاً عُرْوَتُهُ، وَمَعْقِلاً مَنِيعاً ذِرْوَتُهُ، وَعِزّاً لِمَنْ تَوَلاَّهُ، وَسِلْماً لِمَنْ دَخَلَهُ، وَهُدًى لِمَنِ ائْتَمَّ بِهِ، وَعُذْراً لِمَنِ انْتَحَلَهُ، وَبُرْهَاناً لِمَنْ تَكَلَّمَ بِهِ، وَشَاهِداً لِمَنْ خَاصَمَ بِهِ، وَفَلْجاً لِمَنْ حَاجَّ بِهِ، وَحَامِلاً لِمَنْ حَمَلَهُ، وَمَطِيَّةً لِمَنْ أَعْمَلَهُ، وَآيَةً لِمَنْ تَوَسَّمَ، وَجُنَّةً لِمَنِ اسْتَلْأَمَ، وَعِلْماً لِمَنْ وَعَى، وَحَدِيثاً لِمَنْ رَوَى، وَحُكْماً لِمَنْ قَضَى.

۱۹۹

و من خطبة له «ع»

كان يوصي به أصحابه

تَعَاهَدُوا أَمْرَ الصَّلاَةِ، وَحَافِظُوا عَلَيْهَا، وَاسْتَكْثِرُوا مِنْهَا، وَتَقَرَّبُوا بِهَا، فَإِنَّهَا «كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَاباً مَوْقُوتاً». أَلاَ تَسْمَعُونَ إِلَى جَوَابِ أَهْلِ النَّارِ حِينَ سُئِلُوا: «مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ؟ قَالُوا: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ». وَإِنَّهَا لَتَحُتُّ الذُّنُوبَ حَتَّ الْوَرَقِ، وَتُطْلِقُهَا إِطْلاَقَ الرِّبَقِ، وَشَبَّهَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ بِالْحَمَّةِ (الحمة) تَكُونُ عَلَى بَابِ الرَّجُلِ، فَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنْهَا فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا عَسَى أَنْ يَبْقَى عَلَيْهِ مِنَ الدَّرَنِ؟ وَقَدْ عَرَفَ حَقَّهَا رِجَالٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ لاَ تَشْغَلُهُمْ عَنْهَا زِينَةُ مَتَاعٍ، وَلاَ قُرَّةُ عَيْنٍ مِنْ وَلَدٍ وَلاَ مَالٍ. يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: «رِجَالٌ لاَ تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلاَ بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ». وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَصِباً بِالصَّلاَةِ بَعْدَ التَّبْشِيرِ لَهُ بِالْجَنَّةِ، لِقَوْلِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ: «وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلاَةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا». فَكَانَ يَأْمُرُ بِهَا أَهْلَهُ وَيَصْبِرُ عَلَيْهَا نَفْسَهُ.

الزكاة

ثُمَّ إِنَّ الزَّكَاةَ جُعِلَتْ مَعَ الصَّلاَةِ قُرْبَاناً لِأَهْلِ الْإِسْلاَمِ، فَمَنْ أَعْطَاهَا طَيِّبَ النَّفْسِ بِهَا، فَإِنَّهَا تُجْعَلُ لَهُ كَفَّارَةً، وَمِنَ النَّارِ حِجَازاً (حجاباً) وَوِقَايَةً، فَلاَ يُتْبِعَنَّهَا أَحَدٌ نَفْسَهُ، وَلاَ يُكْثِرَنَّ عَلَيْهَا لَهَفَهُ. فَإِنَّ مَنْ أَعْطَاهَا غَيْرَ طَيِّبِ النَّفْسِ بِهَا، يَرْجُو بِهَا مَا هُوَ أَفْضَلُ مِنْهَا، فَهُوَ جَاهِلٌ بِالسُّنَّةِ، مَغْبُونُ الْأَجْرِ، ضَالُّ الْعَمَلِ، طَوِيلُ النَّدَمِ.

الأمانة

فلج - کامیابی
جنة - سپر
استلام - زرہ پہن لی
قضی - فیصلہ کیا
تحت - گرنا
ربق - رسی
حمّہ - گرم
نصب - تعب
مغبون - خسارہ والا

(1) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ... نماز ادا کرنے والا گناہوں کی طرف سے ... بالکل آسودہ ہوجائے کہ نماز انھیں ... ختم کردے گی اور اس طرح ... انسان ایک نماز سے ہر طرح کے گناہوں ... جواز حاصل کرلے
اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ... انسان کو گناہوں سے روک دیتی ... اور نماز کے احکام پر نظر کرنے والا ... اسے اخلاص نیت سے ادا کرنے والا ... طرح کے گناہ سے خود بخود نجات ... حاصل کرلیتا ہے اور یہی معنی ہیں ... کے گناہوں کو پتوں کی طرح گرا ... دینے اور اڑا دینے کے۔ ورنہ ... حقوق العباد کے نماز یا کسی بھی عمل ... سے ساقط ہوجانے کا کوئی تصور نہیں ... ہوسکتا ہے۔

... مصادر خطبہ ۱۹۹ کافی کتاب الجہاد ۵ ص۳۶ ، بحار الانوار کتاب الفتن

ہے جس کے بعد کوئی مرض نہیں رہ سکتا اور وہ نور ہے جس کے بعد کسی ظلمت کا امکان نہیں ہے۔ وہ ریسمان ہے جس کے حلقے مستحکم ہیں۔ ...کا ہے جس کی بلندی محفوظ ہے۔ چاہنے والوں کے لئے عزت، داخل ہونے والوں کے لئے سلامتی۔ اقتدا کرنے والوں کے لئے ہدایت، ...مل کرنے والوں کے لئے حجت، بولنے والوں کے لئے برہان اور مناظرہ کرنے والوں کے لئے شاہد ہے۔ بحث کرنے والوں کی کامیابی کا ذریعہ، ...روں کے لئے بوجھ اٹھانے والا۔ عمل کرنے والوں کے لئے بہترین سواری، حقیقت شناسوں کے لئے بہترین نشانی اور اسلحہ سجنے والوں کے لئے ...سپر ہے۔ فکر کرنے والوں کے لئے علم اور روایت کرنے والوں کے لئے حدیث اور قضاوت کرنے والوں کے لئے قطعی حکم اور فیصلہ ہے۔

۱۹۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کی اصحاب کو وصیت فرمایا کرتے تھے)

دیکھو نماز کی پابندی اور اس کی نگہداشت کرو۔ زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھو اور اسے تقرب الٰہی کا ذریعہ قرار دو کہ یہ صاحبان ایمان ...وقت کی پابندی کے ساتھ واجب کی گئی ہے۔ کیا تم نے اہل جہنم کا جواب نہیں سنا ہے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا کہ تمہیں کس چیز نے ...میں پہونچا دیا ہے تو کہیں گے کہ ہم نمازی نہیں تھے۔ یہ نماز گناہوں کو اسی طرح جھاڑ دیتی ہے جس طرح درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور اسی ...گناہوں سے آزادی دلا دیتی ہے جس طرح جانور آزاد کئے جاتے ہیں۔ رسول اکرمؐ نے اسے اس گرم چشمہ سے تشبیہ دی ہے جو انسان کے دروازہ پر ہو ...وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ غسل کرے۔ ظاہر ہے کہ اس پر کسی کثافت کے باقی رہ جانے کا امکان نہیں رہ جاتا ہے۔

اس کے حق کو وہ افتخار صاحبان ایمان نے پہچانا ہے جنھیں زینت متاع دنیا یا تجارت اور کاروبار کوئی شے بھی یاد خدا اور نماز و زکوٰۃ سے غافل نہیں ...ہے۔ رسول اکرمؐ اس نماز کے لئے اپنے کو زحمت میں ڈالتے تھے حالانکہ انھیں جنت کی بشارت دی جا چکی تھی اس لئے کہ پروردگار نے فرمایا تھا کہ اپنے ...نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو تو آپ اپنے اہل کو حکم بھی دیتے تھے اور خود زحمتیں بھی برداشت کرتے تھے۔

اس کے بعد زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ مسلمانوں کے لئے وسیلۂ تقرب قرار دیا گیا ہے۔ جو اسے طیب خاطر سے ادا کر دے گا اس کے گناہوں کے لئے یہ ...ارہ بن جائے گی اور اسے جہنم سے بچالے گی۔ خبردار کوئی شخص اسے ادا کرنے کے بعد اس کے بارے میں فکر نہ کرے اور نہ اس کا افسوس کرے کہ ...ب نفس کے بغیر ادا کرنے والا اور پھر اس سے بہتر اجر و ثواب کی امید کرنے والا سنت سے بے خبر اور اجر و ثواب کے اعتبار سے خسارہ میں ہے، ...ا عمل برباد ہے اور اس کی ندامت دائمی ہے۔

...اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے نماز قائم کرنے کی راہ میں بے پناہ زحمتوں کا سامنا کیا ہے۔ رات رات بھر مصلیٰ پر قیام کیا ہے اور طرح طرح کی ...زحمتوں کی اذیتوں کو برداشت کیا ہے لیکن مالک کائنات نے اس کا اجر بھی بے حساب عنایت کیا ہے کہ نماز سرکار کی یاد کا بہترین ذریعہ بن گئی ہے اور اس کے ذریعہ سرکار کی شخصیت اور رسالت کو ابدی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ نمازی اذان و اقامت ہی سے سرکار کا کلمہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے اور پھر تشہد و سلام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اس طرح تمام امتوں کا رشتہ ان کے پیغمبروں سے ٹوٹ چکا ہے لیکن امت اسلامیہ کا رشتہ سرکار دو عالمؐ سے نہیں ٹوٹ سکتا ہے اور یہ نماز برابر آپ کی یاد کو زندہ رکھے گی اور مسلمانوں کو حسن کردار کی دعوت دیتی رہے گی۔

...ے زکوٰۃ کو نماز کے ساتھ بیان کرنے کا ظاہری فلسفہ یہ ہے کہ نماز عبد و معبود کے درمیان کا رشتہ ہے اور زکوٰۃ بندوں اور بندوں کے درمیان کا تعلق ہے اور اس طرح اسلام کا نصاب مکمل ہو جاتا ہے کہ مسلمان اپنے مالک کی اطاعت بھی کرتا ہے اور اپنے بنی نوع کے کرد و افراد کا خیال بھی رکھتا ہے اور ان کی شرکت کے بغیر زندہ نہیں رہنا چاہتا ہے۔

ثُمَّ أَدَاءَ الْأَمَانَةِ، فَقَدْ خَابَ مَنْ لَيْسَ مِنْ أَهْلِهَا. إِنَّهَا عُرِضَتْ عَلَى السَّمَاوَاتِ الْمَبْنِيَّةِ، وَالْأَرَضِينَ الْمَدْحُوَّةِ، وَالْجِبَالِ ذَاتِ الطُّولِ الْمَنْصُوبَةِ، فَلَا أَطْوَلَ وَلَا أَعْرَضَ، وَلَا أَعْلَى وَلَا أَعْظَمَ مِنْهَا. وَلَوِ امْتَنَعَ شَيْءٌ بِطُولٍ أَوْ عَرْضٍ أَوْ قُوَّةٍ أَوْ عِزٍّ لَامْتَنَعْنَ وَلَكِنْ أَشْفَقْنَ مِنَ الْعُقُوبَةِ، وَعَقَلْنَ مَا جَهِلَ مَنْ هُوَ أَضْعَفُ مِنْهُنَّ، وَهُوَ الْإِنْسَانُ، «إِنَّهُ كَانَ ظَلُوماً جَهُولاً».

علم الله تعالى

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى لَا يَخْفَى عَلَيْهِ مَا الْعِبَادُ مُقْتَرِفُونَ فِي لَيْلِهِمْ وَنَهَارِهِمْ. لَطُفَ بِهِ خُبْراً، وَأَحَاطَ بِهِ عِلْماً. أَعْضَاؤُكُمْ شُهُودُهُ، وَجَوَارِحُكُمْ جُنُودُهُ، وَضَمَائِرُكُمْ عُيُونُهُ، وَخَلَوَاتُكُمْ عِيَانُهُ.

۲۰۰

و من كلام له (عليه السلام)

في معاوية

وَاللَّهِ مَا مُعَاوِيَةُ بِأَدْهَى مِنِّي، وَلَكِنَّهُ يَغْدِرُ وَيَفْجُرُ. وَلَوْلَا كَرَاهِيَةُ الْغَدْرِ لَكُنْتُ مِنْ أَدْهَى النَّاسِ، وَلَكِنْ كُلُّ غُدَرَةٍ فُجَرَةٌ، وَكُلُّ فُجَرَةٍ كُفَرَةٌ. «وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُعْرَفُ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

وَاللَّهِ مَا أُسْتَغْفَلُ بِالْمَكِيدَةِ، وَلَا أُسْتَغْمَزُ بِالشَّدِيدَةِ.

۲۰۱

و من كلام له (عليه السلام)

يعظ بسلوك الطريق الواضح

أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَسْتَوْحِشُوا فِي طَرِيقِ الْهُدَى لِقِلَّةِ أَهْلِهِ، فَإِنَّ النَّاسَ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلَى مَائِدَةٍ شِبَعُهَا قَصِيرٌ، وَجُوعُهَا طَوِيلٌ.

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا يَجْمَعُ النَّاسَ الرِّضَى وَالسُّخْطُ. وَإِنَّمَا عَقَرَ نَاقَةَ ثَمُودَ رَجُلٌ وَاحِدٌ فَعَمَّهُمُ اللَّهُ بِالْعَذَابِ لَمَّا عَمُّوهُ بِالرِّضَى. فَقَالَ سُبْحَانَهُ: (فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ)، فَمَا كَانَ إِلَّا أَنْ خَارَتْ أَرْضُهُمْ بِالْخَسْفَةِ خُوَارَ السِّكَّةِ الْمُحْمَاةِ فِي الْأَرْضِ الْخَوَّارَةِ. أَيُّهَا النَّاسُ، مَنْ سَلَكَ الطَّرِيقَ الْوَاضِحَ وَرَدَ الْمَاءَ، وَمَنْ خَالَفَ وَقَعَ فِي التِّيهِ!

مَدْحُوَّة - فرش شدہ

مُقْتَرِف - حاصل کرنے والا

خُبر - علم

عِیان - مشاہدہ

لا اُسْتَغْمَز - کمزور نہیں کیا جا سکتا

سخط - ناراضگی

خارت - آواز کرنے لگی

مُحماة - گرم کیا ہوا

خوّارہ - نرم زمین

(1) ظاہر ہے کہ اس امانت سے مراد مال و دولت کی امانت نہیں ہے کہ اسے زمین و آسمان پر پیش کیا گیا ہے اور ان کے انکار کے کوئی معنی ہیں - اس سے مراد دین الٰہی اور اس کی ذمہ داریاں ہیں جن کے ادا کرنے کی صلاحیت زمین و آسمان میں بھی نہیں تھی لہذا انھوں نے زبان حال سے انکار کر دیا اور انسان میں صلاحیت تھی لہذا اس نے اس بوجھ کو اٹھا لیا اور اس کے نتائج کے لئے تیار ہو گیا جو نفس کے خلاف ظلم ضرور تھا لیکن فطرت کی صلاحیتوں کے اعتبار سے کوئی ظلم نہیں تھا اور ایسی باصلاحیت مخلوق کو ایسا ہی ہونا چاہئے تھا

مصادر خطبہ ۲۰۰ اصول کافی ۲ ص ۳۳۶

مصادر خطبہ ۲۰۱ محاسن برقی ص ۲۰۵، غیبت نعمانی ص ۹، بحار الانوار ۲ ص ۲۶۶، تفسیر البرہان ۴ ص ۳۶۰، المسترشد طبری ص ۴۶، ارشاد مفید ص ۳۰۰

اس کے بعد امانتوں کی ادائگی کا خیال رکھو کہ امانتداری نہ کرنے والا ناکام ہوتا ہے۔ امانت ﷲ کو بلند ترین آسمانوں، فرش شدہ زمینوں اور بالا پہاڑوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے جن سے بظاہر طویل و عریض اور اعلیٰ و ارفع کوئی شے نہیں ہے اور اگر کوئی شے اپنے طول و عرض طاقت و طاقت کی بنا پر اپنے کو بچا سکتی ہے تو یہی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ سب خیانت کے عذاب سے خوفزدہ ہوگئے اور اس نکتہ کو سمجھ لیا کہ ان سے ضعیف تر انسان نے نہیں پہچانا کہ وہ اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اور ناواقف تھا۔

پروردگار پر بندوں کے دن و رات کے اعمال میں سے کوئی شے مخفی نہیں ہے۔ وہ لطافت کی بنا پر خبر رکھتا ہے اور علم کے اعتبار سے احاطہ رکھتا ہے۔ تمہارے اعضاء ہی اس کے گواہ ہیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں ہی اس کے لشکر ہیں۔ تمہارے ضمیر اس کے جاسوس ہیں اور تمہاری تنہائیاں بھی اس کی نگاہ کے سامنے ہیں۔

۲۰۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(معاویہ کے بارے میں)

خدا کی قسم معاویہ مجھ سے زیادہ ہوشیار نہیں ہے لیکن کیا کروں کہ وہ مکر و فریب اور فسق و فجور بھی کر لیتا ہے اور اگر یہ چیز مجھے ناپسند نہ ہوتی تو مجھ سے زیادہ ہوشیار کوئی نہ ہوتا لیکن میرا نظریہ یہ ہے کہ ہر مکر و فریب گناہ ہے اور ہر گناہ پروردگار کے احکام کی نافرمانی ہے۔ اور غدار کے ہاتھ میں قیامت کے دن ایک جھنڈا دے دیا جائے گا جس سے اسے عرصۂ محشر میں پہچان لیا جائے گا۔

خدا کی قسم مجھے نہ ان مکاریوں سے غفلت میں ڈالا جا سکتا ہے اور نہ ان سختیوں سے دبایا جا سکتا ہے۔

۲۰۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں واضح راستوں پر چلنے کی نصیحت فرمائی گئی ہے)

ایہا الناس! دیکھو ہدایت کے راستہ پر چلنے والوں کی قلت کی بنا پر چلنے سے مت گھبراؤ کہ لوگوں نے ایک ایسے دسترخوان پر اجتماع کر لیا ہے جس میں سیر ہونے کی مدت بہت کم ہے اور بھوک کی مدت بہت طویل ہے۔

لوگو! یاد رکھو کہ رضامندی اور ناراضگی ہی سارے انسانوں کو ایک نقطہ پر جمع کر دیتی ہے۔ ناقۂ صالح کے پیر ایک ہی انسان نے کاٹے تھے لیکن اللہ نے عذاب سب پر نازل کر دیا کہ باقی لوگ اس کے عمل سے راضی تھے اور فرما دیا کہ ان لوگوں نے ناقہ کے پیر کاٹ ڈالے اور آخر میں ندامت کا شکار ہوگئے۔ ان کا عذاب یہ تھا کہ زمین جھٹکے سے گھر گھرانے لگی جس طرح کہ نرم زمین میں لوہے کی تپتی ہوئی پھال چلائی جاتی ہے۔

لوگو! دیکھو جو روشن راستہ پر چلتا ہے وہ سرچشمہ تک پہونچ جاتا ہے اور جو اس کے خلاف کرتا ہے وہ گمراہی میں پڑ جاتا ہے۔

یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے پروردگار نے نفس رسول قرار دیا ہو اور خود سرکار دو عالم نے باب مدینۂ علم قرار دیا ہو اس سے زیادہ ہوشیار، ہوشمند اور صاحب علم و ہنر کون ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود بعض نادان افراد کا خیال ہے کہ معاویہ زیادہ ہوشیار اور زیرک تھا اور اسی لئے اس کی سیاست زیادہ کامیاب تھی۔ حالانکہ اس کا راز ہوشیاری اور ہوشمندی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا راز مکاری اور غداری ہے کہ معاویہ مقصد کے حصول کے لئے ہر وسیلہ کو جائز قرار دیتا تھا اور اس کا مقصد بھی صرف حصول اقتدار اور تخت حکومت تھا اور مولائے کائنات کی نگاہ میں نہ مقصد وسیلہ کے جواز کا ذریعہ تھا اور نہ آپ کا مقصد اقتدار دنیا کا حصول تھا۔ آپ کا مقصد دین خدا کا قیام تھا اور اس راہ میں انسان کو ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا پڑتا ہے اور ہر سانس پر مرضی پروردگار کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔

تاسّی - پیروی
فادح - سنگین
تعزّی - تسکین
ملحودۃ القبر - لحد
مُسَھَّد - بیدار
ھضم - ظلم
احفاء - تفصیل سوال
قال - بیزار
سئم - دل تنگ
دار مجاز - گذرگاہ
عرجہ - جانور کا منزل پر باندھ دینا

(۱) یہ جناب فاطمہ کی عظیم ترین شخصیت کی طرف اشارہ ہے کہ جس طرح سرکار دو عالم مالک کی نگاہ میں منتخب اور مصطفیٰ تھے اسی طرح جناب فاطمہ سرکار دو عالم کی نگاہ میں منتخب روزگار تھیں

(۲) یعنی جب میں نے آپ کے فراق کو برداشت کرلیا اور آپ کے جسد اقدس کو اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کردیا تو اب کسی بھی مصیبت کا برداشت کرلینا ناممکن نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کی دختر نیک اختر کا مسئلہ آپ سے قدرے مختلف تھا کہ آپ کے بارے میں صرف فراق اور جدائی کا صدمہ تھا اور فاطمہ کے سلسلہ میں بے پناہ مصائب کا احساس بھی ہے جنھیں آپ کے بعد فاطمہ زہرا نے برداشت کیا ہے!

٢٠٢

و من كلام له (عليه السلام)

روي عنه أنه قاله عند دفن سيدة النساء فاطمة (عليها السلام)، كالمناجي به رسول الله (صلى الله عليه وآله) عند قبره:

السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّهِ عَنِّي، وَعَنِ ابْنَتِكَ النَّازِلَةِ فِي جِوَارِكَ، وَالسَّرِيعَةِ اللَّحَاقِ بِكَ! قَلَّ يَا رَسُولَ اللّهِ، عَنْ صَفِيَّتِكَ صَبْرِي، وَرَقَّ عَنْهَا تَجَلُّدِي، إِلاَّ أَنَّ فِي التَّأَسِّي لِي بِعَظِيمِ فُرْقَتِكَ، وَفَادِحِ مُصِيبَتِكَ، مَوْضِعَ تَعَزٍّ، فَلَقَدْ وَسَّدْتُكَ فِي مَلْحُودَةِ قَبْرِكَ، وَفَاضَتْ بَيْنَ نَحْرِي وَصَدْرِي نَفْسُكَ. (إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ). فَلَقَدِ اسْتُرْجِعَتِ الْوَدِيعَةُ، وَأُخِذَتِ الرَّهِينَةُ! أَمَّا حُزْنِي فَسَرْمَدٌ، وَأَمَّا لَيْلِي فَمُسَهَّدٌ، إِلَى أَنْ يَخْتَارَ اللّهُ لِي دَارَكَ الَّتِي أَنْتَ بِهَا مُقِيمٌ. وَسَتُنَبِّئُكَ ابْنَتُكَ بِتَضَافُرِ أُمَّتِكَ عَلَى هَضْمِهَا، فَأَحْفِهَا السُّؤَالَ، وَاسْتَخْبِرْهَا الْحَالَ. هذَا وَلَمْ يَطُلِ الْعَهْدُ، وَلَمْ يَخْلُ مِنْكَ الذِّكْرُ. وَالسَّلامُ عَلَيْكُمَا سَلامَ مُوَدِّعٍ، لاَ قَالٍ وَلاَ سَئِمٍ، فَإِنْ أَنْصَرِفْ فَلاَ عَنْ مَلاَلَةٍ، وَإِنْ أُقِمْ فَلاَ عَنْ سُوءِ ظَنٍّ بِمَا وَعَدَ اللّهُ الصَّابِرِينَ.

٢٠٣

و من كلام له (عليه السلام)

في التزهيد من الدنيا و الترغيب في الآخرة

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا الدُّنْيَا دَارُ مَجَازٍ، وَالآخِرَةُ دَارُ قَرَارٍ، فَخُذُوا مِنْ مَمَرِّكُمْ لِمَقَرِّكُمْ، وَلاَ تَهْتِكُوا أَسْتَارَكُمْ عِنْدَ مَنْ يَعْلَمُ أَسْرَارَكُمْ، وَأَخْرِجُوا مِنَ الدُّنْيَا قُلُوبَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا أَبْدَانُكُمْ، فَفِيهَا اخْتُبِرْتُمْ، وَلِغَيْرِهَا خُلِقْتُمْ. إِنَّ الْمَرْءَ إِذَا هَلَكَ قَالَ النَّاسُ: مَا تَرَكَ؟ وَقَالَتِ الْمَلاَئِكَةُ: مَا قَدَّمَ؟ لِلّهِ آبَاؤُكُمْ! فَقَدِّمُوا بَعْضاً يَكُنْ لَكُمْ قَرْضاً، وَلاَ تُخْلِفُوا كُلاًّ فَيَكُونَ فَرْضاً عَلَيْكُمْ.

٢٠٤

و من كلام له (عليه السلام)

كان كثيراً ما ينادي به أصحابه

تَجَهَّزُوا رَحِمَكُمُ اللّهُ فَقَدْ نُودِيَ فِيكُمْ بِالرَّحِيلِ، وَأَقِلُّوا الْعُرْجَةَ عَلَى الدُّنْيَا، وَانْقَلِبُوا بِصَالِحِ مَا بِحَضْرَتِكُمْ مِنَ الزَّادِ، فَإِنَّ أَمَامَكُمْ

مصادر خطبہ ۲۰۲ اصول کافی ا ص ۳۵۸، دلائل الامامۃ الطبری الامامی ص ۴۷، مجالس مفید ص ۱۶۵، امالی طوسی ا ص ۱۰۷، کشف الغمہ اربلی ۲ ص ۱۳۹، تذکرۃ ابن الجوزی ص ۳۱۸

مصادر خطبہ ۲۰۳ امالی صدوق ص ۱۳۳، عیون اخبار الرضا صدوق ا ص ۱۹۵، ارشاد مفید ص ۱۳۹، مشکوٰۃ الانوار طبرسی ص ۲۳۳، مجموعہ ورام ص ... بحار الانوار ۱ ص ۱۰، کامل مبرد ۲ ص ۳۱۸

مصادر خطبہ ۲۰۴ امالی صدوق، المجالس مفید ص ۱۶، ارشاد مفید ص ۱۱، مشکوٰۃ الانوار طبرسی ص ۲۹۵، بحار الانوار ۳ ص ۳۳۰

۲۰۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

کہا جاتا ہے کہ یہ کلمات سیدۃ النساء فاطمہ زہراؑ کے دفن کے موقع پر پیغمبر اسلامؐ سے رازدارانہ گفتگو کے انداز سے کہے گئے تھے۔

سلام ہو آپ پر اے خدا کے رسولؐ! میری طرف سے اور آپ کی اس دختر کی طرف سے جو آپ کے جوار میں نازل ہو رہی ہے اور بہت جلدی سے ملحق ہو رہی ہے۔

یا رسول اللہ! میری قوت صبر آپ کی منتخب روزگار دختر کے بارے میں ختم ہوئی جا رہی ہے اور میری ہمت ساتھ چھوڑے دے رہی ہے (۱) لیکن چونکہ میں نے آپ کے فراق کے عظیم صدمہ اور جانکاہ حادثہ پر صبر کر لیا ہے (۲) تو اب بھی صبر کروں گا کہ میں نے ہی آپ کو قبر میں اتارا تھا اور میرے ہی سینہ پر سر رکھ کر آپ نے انتقال فرمایا تھا۔ بہرحال میں اللہ ہی کے لئے ہوں اور مجھے بھی اسی کی بارگاہ میں واپس جانا ہے۔

آج امانت واپس چلی گئی اور جو چیز میری تحویل میں تھی وہ مجھ سے چھڑا لی گئی۔ اب میرا رنج و غم دائمی ہے اور میری راتیں نذر بیداری ہیں جب تک مجھے بھی پروردگار اس گھر تک نہ پہونچا دے جہاں آپ کا قیام ہے۔

عنقریب آپ کی دختر نیک اختر ان حالات کی اطلاع دے گی کہ کس طرح آپ کی امت نے اس پر ظلم ڈھانے کے لئے اتفاق کر لیا تھا۔ آپ اس سے مفصل سوال فرمائیں اور جملہ حالات دریافت کریں۔

افسوس کہ یہ سب اس وقت ہوا ہے جب آپ کا زمانہ گذرے دیر نہیں ہوئی ہے اور ابھی آپ کا تذکرہ باقی ہے۔

میرا سلام ہو آپ دونوں پر۔ اس شخص کا سلام جو رخصت کرنے والا ہے اور دل تنگ و ملول نہیں ہے۔ میں اگر اس قبر سے واپس چلا جاؤں تو یہ کسی دل تنگی کا نتیجہ نہیں ہے اور اگر یہیں ٹھہر جاؤں تو یہ اس وعدہ کی بے اعتباری نہیں ہے جو پروردگار نے صبر کرنے والوں سے کیا ہے۔

۲۰۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(دنیا سے پرہیز اور آخرت کی ترغیب کے بارے میں)

لوگو! یہ دنیا ایک گذرگاہ ہے۔ قرار کی منزل آخرت ہی ہے لہٰذا اس گذرگاہ سے وہاں کا سامان لے کر آگے بڑھو اور اس کے سامنے اپنے پردۂ راز کو چاک مت کرو جو تمہارے اسرار سے باخبر ہے۔ دنیا سے اپنے دلوں کو باہر نکال لو قبل اس کے کہ تمہارے بدن کو یہاں سے نکالا جائے۔ یہاں صرف تمہارا امتحان لیا جا رہا ہے ورنہ تمہاری خلقت کسی اور جگہ کے لئے ہے۔ کوئی بھی شخص جب مرتا ہے تو ادھر والے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا چھوڑ گیا ہے اور ادھر کے فرشتے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا لے کر آیا ہے؟ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ کچھ وہاں بھیج دو جو مالک کے پاس تمہارے قرضہ کے طور پر رہے گا۔ اور سب یہیں چھوڑ کر مت جاؤ کہ تمہارے ذمہ ایک بوجھ بن جائے۔

۲۰۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس کے ذریعہ اپنے اصحاب کو آواز دیا کرتے تھے)

خدا تم پر رحم کرے۔ تیار ہو جاؤ کہ تمہیں کوچ کرنے کے لئے پکارا جا چکا ہے اور خبردار دنیا کی طرف زیادہ توجہ مت کرو۔ جو بہترین زاد راہ تمہارے سامنے ہے اسے لے کر مالک کی بارگاہ کی طرف پلٹ جاؤ کہ تمہارے سامنے ایک بڑی دشوار گذار گھاٹی ہے

(۱) اسلام کا مدعا ترک دنیا نہیں ہے اور نہ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان رہبانیت کی زندگی گذارے۔ اسلام کا مقصد صرف یہ ہے کہ دنیا انسان کی زندگی کا وسیلہ ہے اور اس کے دل کا مکین نہ بننے پائے ورنہ محبت دنیا انسان کو زندگی کے ہر خطرہ سے دوچار کر سکتی ہے اور اسے کسی بھی گڑھے میں گرا سکتی ہے۔

عَقَبَةً كَؤُوداً، وَمَنَازِلَ مَخُوفَةً مَهُولَةً، لَا بُدَّ مِنَ الْوُرُودِ عَلَيْهَ
وَالْوُقُوفِ عِنْدَهَا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَلَاحِظَ الْمَنِيَّةِ نَحْوَكُمْ دَانِيَةٌ (دائبة)
وَكَأَنَّكُمْ بِمَخَالِبِهَا وَقَدْ نَشِبَتْ فِيكُمْ، وَقَدْ دَهَمَتْكُمْ فِيهَا مُفْظِعَاتُ
الْأُمُورِ، وَمُعْضِلَاتُ (معضلات) الْمَحْذُورِ. فَقَطِّعُوا عَلَائِقَ الدُّنْ
وَاسْتَظْهِرُوا بِزَادِ التَّقْوَى (الآخرة).

وقد مضى شيء من هذا الكلام فيما تقدم، بخلاف هذه الرواية.

٢٠٥

ومن كلام له (عليه السلام)

كلّم به طلحة و الزبير بعد بيعته بالخلافة و قد عتبا عليه من ترك مشورتهما،
و الاستعانة في الأمور بهما

لَقَدْ نَقَمْتُمَا يَسِيراً، وَأَرْجَأْتُمَا كَثِيراً. أَلَا تُخْبِرَانِي، أَيُّ شَيْءٍ كَا
لَكُمَا فِيهِ حَقٌّ دَفَعْتُكُمَا عَنْهُ؟ أَمْ أَيُّ قَسْمٍ اسْتَأْثَرْتُ عَلَيْكُمَا بِهِ؟ أ
أَيُّ حَقٍّ رَفَعَهُ إِلَيَّ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ضَعُفْتُ عَنْهُ، أَمْ جَهِلْتُهُ، أ
أَخْطَأْتُ بَابَهُ؟!

وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِي فِي الْخِلَافَةِ رَغْبَةٌ، وَلَا فِي الْوِلَايَةِ إِرْبَةٌ
وَلَكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُونِي إِلَيْهَا، وَحَمَلْتُمُونِي عَلَيْهَا، فَلَمَّا أَفْضَتْ إِ
نَظَرْتُ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا، وَأَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهِ فَاتَّبَعْتُ
وَمَا اسْتَنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، فَاقْتَدَيْتُهُ، فَلَمْ أَحْتَ
فِي ذَلِكَ إِلَى رَأْيِكُمَا، وَلَا رَأْيِ غَيْرِكُمَا، وَلَا وَقَعَ حُكْمٌ جَهِلْتُ
فَأَسْتَشِيرَكُمَا وَإِخْوَانِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ؛ وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَمْ أَرْغَبْ عَنْكُ
وَلَا عَنْ غَيْرِكُمَا. وَأَمَّا مَا ذَكَرْتُمَا مِنْ أَمْرِ الْأُسْوَةِ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَمْرٌ
أَحْكُمْ أَنَا فِيهِ بِرَأْيِي، وَلَا وَلِيتُهُ هَوًى مِنِّي، بَلْ وَجَدْتُ أَنَا وَأَنْ
مَا جَاءَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَدْ فُرِغَ مِنْ
فَلَمْ أَحْتَجْ إِلَيْكُمَا فِيمَا قَدْ فَرَغَ اللَّهُ مِنْ قَسْمِهِ، وَأَمْضَى فِيهِ حُكْ
فَلَيْسَ لَكُمَا، وَاللَّهِ، عِنْدِي وَلَا لِغَيْرِكُمَا فِي هَذَا عُتْبَى. أَخَذَ اللَّ
بِقُلُوبِنَا وَقُلُوبِكُمْ إِلَى الْحَقِّ، وَأَلْهَمَنَا وَإِيَّاكُمُ الصَّبْرَ.

ثم قال (عليه السلام): رَحِمَ اللَّهُ رَجُلاً رَأَى حَقّاً فَأَعَانَ عَلَيْهِ، أَوْ رَأَ
جَوْراً فَرَدَّهُ، وَكَانَ عَوْناً بِالْحَقِّ عَلَى صَاحِبِهِ.

كَؤُود - سخت، دشوار گذار

مَلَاحِظ - مرکز نظر

دَانِیہ - قریب

نَشِبَت - گاڑ دیا ہے

اِسْتَظْهِرُوا - مدد حاصل کرو

نَقَمْتُمَا - غصہ دکھلایا

اَرْجَأْتُمَا - ٹال دیا

اِرْبَہ - غرض - حاجت

اُسْوَة - برابری

عُتْبٰی - رضامندی

(۱) موت، قبر، حشر، صراط، میزان وہ منازل ہیں جن کا تصور بھی انسان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ چہ جائیکہ ہر شخص کو ان منازل سے گذرنا بھی ہے اور ان کی سختیوں کا سامنا بھی کرنا ہے۔ امیرالمومنینؑ کی نگاہ میں ان منازل کے لئے بہترین مددگار تقویٰ ہے لہٰذا آپ نے اس سے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا ہے اور دنیا سے قطع تعلق کو اس کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔

مصادر خطبہ ۲۰۵ نقض العثمانیہ ابو جعفر اسکافی، شرح نہج البلاغہ حدیدی ۲ ص ۱۴۳، بحار الانوار کتاب الفتن ص ۴۹۷

بڑی خطرناک اور خوفناک منزلیں ہیں جن پر بہرحال وارد ہونا ہے اور وہیں ٹھہرنا بھی ہے۔ اور یہ یاد رکھو کہ موت کی نگاہیں تم سے قریب تر ہو چکی ہیں اور تم اس کے پنجوں میں آچکے ہو جو تمہارے اندر گڑائے جا چکے ہیں۔ موت کے شدید ترین مسائل اور دشوار ترین مشکلات تم پر چھا چکے ہیں۔ لہٰذا اب دنیا کے تعلقات کو ختم کرو اور آخرت کے زادِ راہ تقویٰ کے ذریعہ اپنی طاقت کا انتظام کرو۔

(واضح رہے کہ اس سے پہلے بھی اسی قسم کا ایک کلام دوسری روایت کے مطابق گذر چکا ہے)

۲۰۵۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں طلحہ و زبیر کو مخاطب بنایا گیا ہے جب ان دونوں نے بیعت کے باوجود مشورہ نہ کرنے اور مدد نہ مانگنے پر آپ سے ناراضگی کا اظہار کیا)

تم نے معمولی سی بات پر تو غصہ کا اظہار کر دیا لیکن بڑی سی باتوں کو پس پشت ڈال دیا۔ کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تمہارا کون سا حق ایسا ہے جس سے میں نے تم کو محروم کر دیا ہے؟ یا کونسا حصہ ایسا ہے جس پر میں نے قبضہ کر لیا ہے؟ یا کسی مسلمان نے کوئی مقدمہ پیش کیا ہو اور میں اس کا فیصلہ نہ کر سکا ہوں یا اس سے ناواقف رہا ہوں یا اس میں کسی غلطی کا شکار ہو گیا ہوں۔

خدا گواہ ہے کہ مجھے نہ خلافت کی خواہش تھی اور نہ حکومت کی احتیاج۔ تمہیں لوگوں نے مجھے اس امر کی دعوت دی اور اس پر آمادہ کیا۔ اس کے بعد جب یہ میرے ہاتھ میں آگئی تو میں نے اس سلسلہ میں کتاب خدا اور اس کے دستور پر نگاہ کی اور جو اس نے حکم دیا تھا اسی کا اتباع کیا اور اسی طرح رسول اکرمؐ کی سنت کی اقتدا کی۔ جس کے بعد نہ مجھے تمہاری رائے کی کوئی ضرورت تھی اور نہ تمہارے علاوہ کسی کی رائے کی اور نہ میں کسی حکم سے جاہل تھا کہ تم سے مشورہ کرتا یا تمہارے علاوہ دیگر برادران اسلام سے۔ اور اگر ایسی کوئی ضرورت ہوتی تو میں نہ تمہیں نظرانداز کرتا اور نہ دیگر مسلمانوں کو۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ میں نے بیت المال کی تقسیم میں برابری سے کام لیا ہے تو یہ نہ میری ذاتی رائے ہے اور نہ اس پر میری خواہش کی حکمرانی ہے بلکہ میں نے دیکھا کہ اس سلسلہ میں رسول اکرمؐ کی طرف سے ہم سے پہلے فیصلہ ہو چکا ہے تو خدا کے معین کئے ہوئے حق اور اس کے جاری کئے ہوئے حکم کے بعد کسی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے۔

خدا شاہد ہے کہ اس سلسلہ میں نہ تمہیں شکایت کا کوئی حق ہے اور نہ تمہارے علاوہ کسی اور کو۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو حق کی راہ پر لگا دے اور سب کو صبر و شکیبائی کی توفیق عطا فرمائے۔

خدا اس شخص پر رحمت نازل کرے جو حق کو دیکھے تو اس پر عمل کرے یا ظلم کو دیکھ لے تو اسے ٹھکرا دے اور صاحب حق کے حق میں اس کا ساتھ دے۔

لہ امیرالمومنینؑ نے ان تمام پہلوؤں کا تذکرہ اس لئے کیا ہے تاکہ طلحہ اور زبیر کی نیتوں کا محاسبہ کیا جا سکے اور ان کے عزائم کی حقیقتوں کو بے نقاب کیا جا سکے کہ مجھ سے پہلے زمانوں میں یہ تمام نقائص موجود تھے۔ کبھی حقوق کی پامالی ہو رہی تھی۔ کبھی اسلامی سرمایہ کو اپنے گھرانے پر تقسیم کیا جا رہا تھا۔ کبھی مقدمات میں فیصلہ سے عاجزی کا اعتراف تھا اور کبھی صریحی طور پر غلط فیصلہ کیا جا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود تم لوگوں کی رگِ حمیت و غیرت کو کوئی جنبش نہیں ہوئی۔ اور آج جب کہ ایسا کچھ نہیں ہے تو تم بغاوت پر آمادہ ہو گئے ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا تعلق دین اور مذہب سے نہیں ہے۔ تمہیں صرف اپنے مفادات سے تعلق ہے۔ جب تک یہ مفادات محفوظ تھے، تم نے ہر غلطی پر سکوت اختیار کیا اور آج جب مفادات خطرہ میں پڑ گئے ہیں تو شورش اور ہنگامہ پر آمادہ ہو گئے ہو۔

۲۰۶

و من كلام له (عليه السلام)

وقد سمع قوماً من أصحابه يسبّون أهل الشام أيام حربهم بصفين

إِنِّي أَكْرَهُ لَكُمْ أَنْ تَكُونُوا سَبَّابِينَ، وَلٰكِنَّكُمْ لَوْ وَصَفْتُمْ أَعْمَالَهُمْ، وَذَكَرْتُمْ حَالَهُمْ، كَانَ أَصْوَبَ فِي الْقَوْلِ، وَأَبْلَغَ فِي الْعُذْرِ، وَقُلْتُمْ مَكَانَ سَبِّكُمْ إِيَّاهُمْ: اَللّٰهُمَّ احْقِنْ دِمَاءَنَا وَدِمَاءَهُمْ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَبَيْنِهِمْ، وَاهْدِهِمْ مِنْ ضَلَالَتِهِمْ، حَتَّىٰ يَعْرِفَ الْحَقَّ مَنْ جَهِلَهُ، وَيَرْعَوِيَ عَنِ الْغَيِّ وَالْعُدْوَانِ مَنْ لَهِجَ بِهِ.①

۲۰۷

و من كلام له (عليه السلام)

في بعض أيام صفين وقد رأى الحسن ابنه (عليه السلام) يتسرع إلى الحرب

اَمْلِكُوا عَنِّي هٰذَا الْغُلَامَ لَا يَهُدَّنِي، فَإِنَّنِي أَنْفَسُ بِهٰذَيْنِ - يَعْنِي الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - عَلَى الْمَوْتِ لِئَلَّا يَنْقَطِعَ بِهِمَا نَسْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ.

قال السيد الشريف: و قوله (عليه السلام): «املكوا عني هذا الغلام» من أعلى الكلام و أفصحه.

۲۰۸

و من كلام له (عليه السلام)

قاله لمّا اضطرب عليه أصحابه في أمر الحكومة

أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَمْ يَزَلْ أَمْرِي مَعَكُمْ عَلَىٰ مَا أُحِبُّ، حَتَّىٰ نَهِكَتْكُمُ الْحَرْبُ، وَقَدْ، وَاللّٰهِ أَخَذَتْ مِنْكُمْ وَتَرَكَتْ، وَهِيَ لِعَدُوِّكُمْ أَنْهَكُ.

لَقَدْ كُنْتُ أَمْسِ أَمِيراً، فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَأْمُوراً، وَكُنْتُ أَمْسِ نَاهِياً، فَأَصْبَحْتُ الْيَوْمَ مَنْهِيّاً، وَقَدْ أَحْبَبْتُمُ الْبَقَاءَ، وَلَيْسَ لِي أَنْ أَحْمِلَكُمْ عَلَىٰ مَا تَكْرَهُونَ!

۲۰۹

و من كلام له (عليه السلام)

بالبصرة، وقد دخل على العلاء بن زياد الحارثي - وهو من أصحابه - يعوده، فلما رأى سعة داره قال:

مَا كُنْتَ تَصْنَعُ بِسِعَةِ هٰذِهِ الدَّارِ فِي الدُّنْيَا، وَأَنْتَ إِلَيْهَا فِي الْآخِرَةِ كُنْتَ أَحْوَجَ؟ وَبَلَىٰ إِنْ شِئْتَ بَلَغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ تَقْرِي فِيهَا الضَّيْفَ، وَتَصِلُ فِيهَا الرَّحِمَ، وَتُطْلِعُ مِنْهَا الْحُقُوقَ مَطَالِعَهَا، فَإِذاً أَنْتَ قَدْ بَلَغْتَ بِهَا الْآخِرَةَ.

اِرْعَوَا - غلطی سے باز آجانا

لہج بہ - کلام کیا

غلام - فرزند چاہے اس کی عمر ۳۳ سال ہی کیوں نہ ہو

ہدّ - منہدم کر دینا

نفس بہ - بخل کیا

نہک - کمزور کر دیا

اِطلاع - اظہار

① امام علیہ السلام نہیں چاہتے ہیں کہ ان کے اصحاب کو گالیاں دینے والا تصور کیا جائے اور ان کے خلاف یہی پروپیگنڈہ کیا جائے کہ یہ لوگ صرف گالیاں دینا اور لعنت کرنا ہی جانتے ہیں۔ ورنہ قرآن مجید نے حق کو چھپانے والے، فساد کرنے والے اور منافقین کو قابل لعن قرار دیا ہے اور اہل شام ان تینوں صفات سے متصف تھے اور ان پر لعنت قطعاً جائز تھی لیکن آپ نے ذکر اوصاف کا طریقہ تعلیم فرمایا تاکہ حقیقت بھی بے نقاب ہو جائے اور گالیوں کا الزام بھی نہ آنے پائے۔

مصادر خطبہ ۲۰۶ الاخبار الطوال دینوری ص ۱۵۵، کتاب صفین ص ۱۰۳، تذکرۃ الخواص ص ۱۵۴،

مصادر خطبہ ۲۰۷ تاریخ طبری ۶ ص ۳۴

مصادر خطبہ ۲۰۸ کتاب صفین ص ۴۸۴، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۱۸، مروج الذہب ۲ ص ۴۰

مصادر خطبہ ۲۰۹ قوت القلوب ۱ ص ۵۳۱، العقد الفرید ۱ ص ۳۲۹، کافی ۱ ص ۳۱، ربیع الابرار باب اللہو واللذات الاخ، تلبیس ابلیس ابن الجوزی ص ۱۹۳،

۲۰۶۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب آپ نے جنگ صفین کے زمانہ میں اپنے بعض اصحاب کے بارے میں سنا کہ وہ اہل شام کو برا بھلا کہہ رہے ہیں)

میں تمہارے لئے اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے ہو جاؤ۔ بہترین بات یہ ہے کہ تم ان کے اعمال اور حالات کا تذکرہ کرو تا کہ بات بھی صحیح رہے اور حجت بھی تمام ہو جائے اور پھر گالیاں دینے کے بجائے یہ دعا کرو کہ خدایا! ہم سب کے خونوں کو محفوظ کر دے اور ہمارے معاملات کی اصلاح کر دے اور انھیں گمراہی سے ہدایت کے راستہ پر لگا دے تا کہ ناواقف لوگ حق سے باخبر ہو جائیں اور حرف باطل کہنے والے اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز آجائیں۔[1]

۲۰۷۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جنگ صفین کے دوران جب امام حسنؑ کو میدان جنگ کی طرف سبقت کرتے ہوئے دیکھ لیا)

دیکھو! اس فرزند کو روک لو کہیں اس کا صدمہ مجھے بے حال نہ کر دے۔ میں ان دونوں (حسنؑ و حسینؑ) کو موت کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے مرجانے سے نسل رسولؐ منقطع ہو جائے۔

سید رضیؒ۔ املکوا عنی ھٰذا الغلام۔ عرب کا بلند ترین کلام اور فصیح ترین محاورہ ہے۔

۲۰۸۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جو اس وقت ارشاد فرمایا جب آپ کے اصحاب میں تحکیم کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا)

لوگو! یاد رکھو کہ میرے معاملات تمہارے ساتھ بالکل صحیح چل رہے تھے جب تک جنگ نے تمھیں خستہ حال نہیں کر دیا تھا۔ اس کے بعد معاملات بگڑ گئے حالانکہ خدا گواہ ہے کہ اگر جنگ نے تم سے کچھ کو لے لیا اور کچھ کو چھوڑ دیا تو اس کی زد تمہارے دشمن پر زیادہ ہی پڑی ہے۔

افسوس کہ میں کل تمہارا حاکم تھا اور آج محکوم بنایا جا رہا ہوں۔ کل تمھیں میں روکا کرتا تھا اور آج تم مجھے روک رہے ہو۔ بات صرف یہ ہے کہ تمھیں زندگی زیادہ پیاری ہے اور میں تمھیں کسی ایسی چیز پر آمادہ نہیں کر سکتا ہوں جو تمھیں ناگوار اور ناپسند ہو۔

۲۰۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب بصرہ میں اپنے صحابی علاء بن زیاد حارثی کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور ان کے گھر کی وسعت کا مشاہدہ فرمایا)

تم اس دنیا میں اس قدر وسیع مکان کو لے کر کیا کرو گے جب کہ آخرت میں اس کی احتیاج زیادہ ہے۔ تم اگر چاہو تو اس کے ذریعہ آخرت کا سامان کر سکتے ہو کہ اس میں مہمانوں کی ضیافت کرو۔ قرابتداروں سے صلۂ رحم کرو اور موقع و محل کے مطابق حقوق کو ادا کرو کہ اس طرح آخرت کو حاصل کر سکتے ہو۔

---

[1] یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مکان کی وسعت ذاتی اغراض کے لئے ہو تو اس کا نام دنیاداری ہے۔ لیکن اگر اس کا مقصد مہمان نوازی، صلۂ رحم، ادائیگی حقوق، حفظ آبرو، اظہار عظمت علم و مذہب ہو تو اس کا کوئی تعلق دنیاداری سے نہیں ہے اور یہ دین و مذہب ہی کا ایک شعبہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ فیصلہ نیتوں سے ہوگا اور نیتوں کا جاننے والا صرف پروردگار ہے کوئی دوسرا نہیں ہے۔

فقال له العلاء: يا أمير المؤمنين، أشكو إليك أخي عاصم بن زياد. قال: و ما له؟ قال: لبس العباءة و تخلّى عن الدنيا. قال: عليّ به. فلمّا جاء قال:

يَا عُدَيَّ نَفْسِهِ! لَقَدِ اسْتَهَامَ بِكَ الْخَبِيثُ! أَمَا رَحِمْتَ أَهْلَكَ وَ وَلَدَكَ! أَتَرَى اللَّهَ أَحَلَّ لَكَ الطَّيِّبَاتِ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ تَأْخُذَهَا! أَنْتَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ!

قال: يا أمير المؤمنين، هذا أنت في خشونة ملبسك و جُشوبة مأكلك! قال:

وَيْحَكَ، إِنِّي لَسْتُ كَأَنْتَ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى فَرَضَ عَلَى أَئِمَّةِ الْعَدْلِ (الحق) أَنْ يُقَدِّرُوا أَنْفُسَهُمْ بِضَعَفَةِ النَّاسِ، كَيْلَا يَتَبَيَّغَ بِالْفَقِيرِ فَقْرُهُ!

۲۱۰

و من كلام له ﴿عليه السلام﴾

و قد سأله سائل عن أحاديث البدع، و عمّا في أيدي الناس من اختلاف الخبر، فقال ﴿عليه السلام﴾:

إِنَّ فِي أَيْدِي النَّاسِ حَقّاً وَ بَاطِلاً، وَصِدْقاً وَكَذِباً، وَنَاسِخاً وَمَنْسُوخاً، وَعَامّاً وَخَاصّاً، و مُحْكَماً وَمُتَشَابِهاً، وَحِفْظاً وَوَهْماً. وَلَقَدْ كُذِبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ - عَلَى عَهْدِهِ، حَتَّى قَامَ خَطِيباً، فَقَالَ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

وَإِنَّمَا أَتَاكَ بِالْحَدِيثِ أَرْبَعَةُ رِجَالٍ لَيْسَ لَهُمْ خَامِسٌ:

المنافقون

رَجُلٌ مُنَافِقٌ مُظْهِرٌ لِلْإِيمَانِ، مُتَصَنِّعٌ بِالْإِسْلَامِ، لَا يَتَأَثَّمُ وَلَا يَتَحَرَّجُ يَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ مُتَعَمِّداً، فَلَوْ عَلِمَ النَّاسُ أَنَّهُ مُنَافِقٌ كَاذِبٌ لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُ، وَ لَمْ يُصَدِّقُوا قَوْلَهُ، وَلٰكِنَّهُمْ قَالُوا: صَاحِبُ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - رَآهُ، وَسَمِعَ مِنْهُ، وَلَقِفَ عَنْهُ، فَيَأْخُذُونَ بِقَوْلِهِ، وَقَدْ أَخْبَرَكَ اللَّهُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ بِمَا أَخْبَرَكَ، وَوَصَفَهُمْ بِمَا وَصَفَهُمْ بِهِ لَكَ، ثُمَّ بَقُوا بَعْدَهُ، فَتَقَرَّبُوا إِلَى أَئِمَّةِ الضَّلَالَةِ، وَالدُّعَاةِ إِلَى النَّارِ بِالزُّورِ وَالْبُهْتَانِ، فَوَلَّوْهُمُ الْأَعْمَالَ، وَجَعَلُوهُمْ (حملوهم) حُكَّاماً عَلَى رِقَابِ النَّاسِ، فَأَكَلُوا بِهِمُ الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا النَّاسُ مَعَ الْمُلُوكِ وَالدُّنْيَا،

عُدَیّ ۔ عدو کی تصغیر ہے
یُقَدِّروا انفسہم ۔ اپنا حساب لگائیں
یَتَبَیَّغ ۔ رنجیدہ کرکے ہلاک نہ کردے
یَتَأَثَّم ۔ گناہ سے ڈرتا ہے
یَتَحَرَّج ۔ غلطی سے پرہیز کرتا ہے
لَقِفَ عَنْہُ ۔ لے لیا

(۱) آپ کا مقصد یہ ہے کہ حاکم کی ذمہ داریاں عوام سے زیادہ ہوتی ہیں عوام اپنی ذات، اپنے گھر اور ہمسایہ و اقربا کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور حاکم ساری رعایا کا ذمہ دار ہوتا ہے لہٰذا اس کا فرض ہے کہ اگر تمام افراد مملکت کے لئے راحت و آرام کا انتظام نہ کر سکے تو کم سے کم ان کے دکھ درد میں برابر کا شریک رہے اور انھیں ان کی تکلیف کا غیر معمولی احساس نہ ہونے دے۔

کاش دنیا کے حکام اس نکتہ کو سمجھ لیتے اور عوام الناس کے حقوق کی بے تحاشہ پامالی نہ ہوتی۔ واضح ہے کہ صاحب "منہاج البراعہ" نے اس خطبہ کی شرح ۳۶۵ ۔ صفحات میں کی ہے جو خود ایک مستقل کتاب ہے۔

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۰ اصول کافی ۱ ص ۶۲ ، تحف العقول ص ۱۳۶ ، خصال صدوق ۱ ص ۳۳۳ ، الامتاع والمؤانسہ توحیدی ۳ ص ۱۹۴ ، الغیبۃ النعمانی ص ۳۶ ، المسترشد ص ۳۰ ، تذکرۃ ص ۱۳۲ ، الاحتجاج طبرسی ۱ ص ۲۹۳ ، الاستنصار کراجکی ص ۱۰ ، الاربعین بہائی ص ۹۰ ، کتاب سلیم ص ۳۸ خصال صدوق ۱ ص ۲۳۳

یہ سن کر علاء بن زیاد نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ میں اپنے بھائی عاصم بن زیاد کی شکایت کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ انھیں کیا ہوگیا ہے؟ عرض کی کہ انھوں نے ایک عبا اوڑھ لی ہے اور دنیا کو یکسر ترک کر دیا ہے۔ فرمایا انھیں بلاؤ۔ عاصم حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا:

اے دشمن جان۔ تجھے شیطان خبیث نے گرویدہ بنا لیا ہے۔ تجھے اپنے اہل و عیال پر کیوں رحم نہیں آتا ہے۔ کیا تیرا خیال یہ ہے کہ خدا نے پاکیزہ چیزوں کو حلال تو کیا ہے لیکن وہ ان کے استعمال کو ناپسند کرتا ہے۔ تو خدا کی بارگاہ میں اس سے زیادہ پست ہے۔

عاصم نے عرض کی کہ یا امیر المومنینؑ! آپ بھی تو کھردرا لباس اور معمولی کھانے پر گذارا کر رہے ہیں۔

فرمایا: تم پر حیف ہے کہ تم نے میرا قیاس اپنے اوپر کر لیا ہے جب کہ پروردگار نے ائمہ حق پر فرض کر دیا ہے کہ اپنی زندگی کا پیمانہ کمزور ترین انسانوں کو قرار دیں تاکہ فقیر اپنے فقر کی بنا پر کسی پیچ و تاب کا شکار نہ ہو۔

۲۱۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب کسی شخص نے آپ سے بدعتی احادیث اور متضاد روایات کے بارے میں سوال کیا)

لوگوں کے ہاتھوں میں حق و باطل، صدق و کذب، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، محکم و متشابہ اور حقیقت و وہم سب کچھ ہے اور جھوٹ افترا کا سلسلہ رسول اکرمؐ کی زندگی ہی سے شروع ہو گیا تھا جس کے بعد آپ نے منبر سے اعلان کیا تھا کہ "جس شخص نے بھی میری طرف سے غلط بات بیان کی اسے اپنی جگہ جہنم میں بنا لینا چاہیے"۔

یاد رکھو کہ حدیث کے بیان والے چار طرح کے افراد ہوتے ہیں جن کی پانچویں کوئی قسم نہیں ہے:

ایک وہ منافق ہے جو ایمان کا اظہار کرتا ہے۔ اسلام کی وضع قطع اختیار کرتا ہے لیکن گناہ کرنے اور افترا میں پڑنے سے پرہیز نہیں کرتا ہے اور رسول اکرمؐ کے خلاف قصداً جھوٹی روایتیں تیار کرتا ہے۔ کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ منافق اور جھوٹا ہے تو یقیناً اس کے بیان کی تصدیق نہ کریں گے لیکن مشکل یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ صحابی ہے۔ اس نے حضورؐ کو دیکھا ہے۔ ان کے ارشادات کو سنا ہے اور ان سے حاصل کیا ہے اور اس طرح اس کے بیان کو قبول کر لیتے ہیں جب کہ خود پروردگار بھی منافقین کے بارے میں بتا چکا ہے اور ان کے اوصاف کا تذکرہ کر چکا ہے اور یہ رسول اکرمؐ کے بعد بھی باقی رہ گئے تھے اور گمراہی کے پیشواؤں اور جہنم کے داعیوں کی طرف اسی غلط بیانی اور افترا پردازی سے تقرب حاصل کرتے تھے۔ وہ انھیں عہدے دیتے رہے اور لوگوں کی گردنوں پر حکمراں بناتے رہے اور انھیں کے ذریعہ دنیا کو کھاتے رہے اور لوگ تو بہرحال بادشاہوں اور دنیا داروں ہی کے ساتھ رہتے ہیں۔ علاوہ ان کے جنھیں اللہ اس شر سے محفوظ کر لے۔

واضح رہے کہ اسلامی علوم میں علم رجال اور علم درایت کا ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ سارا عالم اسلام اس نقطہ پر متفق ہے کہ روایات قابل قبول بھی ہیں اور ناقابل قبول بھی۔ اور راوی حضرات ثقہ اور معتبر بھی ہیں اور غیر ثقہ اور غیر معتبر بھی۔ اس کے بعد عدالت صحابہ اور اخیار علماء کا عقیدہ۔ ایک مضحکہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ منافقین کا کاروبار ہمیشہ حکام کی نااہلی سے چلتا ہے ورنہ حکام دیانتدار ہوں اور ایسی روایات کے خریدار نہیں تو منافقین کا کاروبار ایک دن میں ختم ہو سکتا ہے۔

إِلَّا مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ. فَهٰذَا أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ.

الخاطئون

وَ رَجُلٌ سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ شَيْئاً لَمْ يَحْفَظْهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ، فَوَهِمَ فِيهِ، وَلَمْ يَتَعَمَّدْ كَذِباً، فَهُوَ فِي يَدَيْهِ، وَيَرْوِيهِ وَيَعْمَلُ بِهِ وَ يَقُولُ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ. فَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ أَنَّهُ وَهِمَ فِيهِ لَمْ يَقْبَلُوهُ مِنْهُ، وَلَوْ عَلِمَ هُوَ أَنَّهُ كَذٰلِكَ لَرَفَضَهُ!

أهل الشبهة

وَرَجُلٌ ثَالِثٌ، سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ شَيْئاً يَأْمُرُ بِهِ، ثُمَّ إِنَّهُ نَهَىٰ عَنْهُ، وَ هُوَ لَا يَعْلَمُ، أَوْ سَمِعَهُ يَنْهَىٰ عَنْ شَيْءٍ، ثُمَّ أَمَرَ بِهِ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ، فَحَفِظَ الْمَنْسُوخَ، وَلَمْ يَحْفَظِ النَّاسِخَ. فَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضَهُ، وَلَوْ عَلِمَ الْمُسْلِمُونَ إِذْ سَمِعُوهُ مِنْهُ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ لَرَفَضُوهُ.

الصادقون الحافظون

وَ آخَرُ رَابِعٌ، لَمْ يَكْذِبْ عَلَى اللّٰهِ، وَ لَا عَلَىٰ رَسُولِهِ، مُبْغِضٌ لِلْكَذِبِ خَوْفاً مِنَ اللّٰهِ، وَتَعْظِيماً لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ وَ لَمْ يَهِمْ، بَلْ حَفِظَ مَا سَمِعَ عَلَىٰ وَجْهِهِ، فَجَاءَ بِهِ عَلَىٰ مَا سَمِعَهُ، لَمْ يَزِدْ فِيهِ وَلَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ. فَهُوَ حَفِظَ النَّاسِخَ فَعَمِلَ بِهِ، وَ حَفِظَ الْمَنْسُوخَ فَجَنَّبَ عَنْهُ، وَعَرَفَ الْخَاصَّ وَالْعَامَّ، وَالْمُحْكَمَ وَالْمُتَشَابِهَ، فَوَضَعَ كُلَّ شَيْءٍ مَوْضِعَهُ.

وَقَدْ كَانَ يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ الْكَلَامُ لَهُ وَجْهَانِ: فَكَلَامٌ خَاصٌّ، وَكَلَامٌ عَامٌّ، فَيَسْمَعُهُ مَنْ لَا يَعْرِفُ مَا عَنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِهِ، وَلَا مَا عَنَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - فَيَحْمِلُهُ السَّامِعُ، وَيُوَجِّهُهُ عَلَىٰ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِمَعْنَاهُ، وَمَا قُصِدَ بِهِ، وَمَا خَرَجَ مِنْ أَجْلِهِ، وَلَيْسَ كُلُّ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ - صَلَّى

...م - شتباہ کیا
...ب عنہ - پرہیز کیا
...کم - جس کے معنی واضح ہوں
...شابہ - جس کے معنی واضح نہ ہوں
...سخ - وہ حکم جو قابل عمل ہے
...سوخ - وہ حکم جو قابل عمل نہیں رہ گیا ہے
...ام خاص - جو مخصوص افراد کے لئے ہوتا ہے
...ام عام - جو تمام افراد کے لئے ہوتا ہے

...امام علیہ السلام کے انھیں بیانات ... روشنی میں علماء حق نے روایات ... قبول کرنے کے اصول مرتب کئے ... اور یہ طے کر دیا ہے کہ راوی منافق ... کاذب ہے تو اس کی روایت ... رجال قابل اعتبار نہیں ہے۔ اگر ... راوی میں صحیح محفوظ کرنے کی ... صلاحیت نہیں ہے تو تنہا اس کی ... ایت بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ ... راوی ہر اعتبار سے معتبر ہے اور ... خ و منسوخ سے بے خبر ہے تو اسکی ... ایت پر عمل کرنے کے لئے بھی دوسری ... ایات پر نظر کرنا ضروری ہے تاکہ ... کے ناسخ کو تلاش کیا جاسکے ... راوی کے جامع الشرائط ہونے ... کے بعد روایت قابل اعتبار تو ہو جاتی ہے لیکن قابل عمل نہیں ہوتی ہے جب تک کہ علم رجال سے گذر کر مفہوم حدیث کی بحثوں کی منزل سے ... ے اور اس کے صحیح مفہوم کا تعین نہ کر لیا جائے۔

یں سے ایک قسم ہے۔

دوسرا شخص وہ ہے جس نے رسول اکرمؐ سے کوئی بات سنی ہے لیکن اسے صحیح طریقہ سے محفوظ نہیں کر سکا ہے اور اس میں اشتباہ ہوگیا ہے۔ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا ہے۔ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اسی کی روایت کرتا ہے اور اسی پر عمل کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا ہے حالانکہ اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اس سے غلطی ہوگئی ہے تو ہرگز اسکی قبول نہ کریں گے بلکہ اگر اسے خود بھی معلوم ہو جائے کہ یہ بات اس طرح نہیں ہے تو ترک کر دے گا اور نقل نہیں کرے گا۔

تیسری قسم اس شخص کی ہے جس نے رسول اکرمؐ کو حکم دیتے سنا ہے لیکن حضرت نے جب منع کیا تو اسے اطلاع نہیں ہوسکی یا منع کرتے دیکھا ہے پھر جب آپ نے دوبارہ حکم دیا تو اطلاع نہ ہوسکی۔ اس شخص نے منسوخ کو محفوظ کر لیا ہے اور ناسخ کو محفوظ نہیں کر سکا ہے کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ یہ حکم منسوخ ہوگیا ہے تو اسے ترک کر دے گا اور اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نے منسوخ کی روایت کی ہے تو وہ بھی اسے نظر انداز کر دیں گے۔

چوتھی قسم اس شخص کی ہے جس نے خدا اور رسولؐ کے خلاف غلط بیانی سے کام نہیں لیا ہے اور وہ خوف خدا اور تعظیم رسول خدا میں جھوٹ کا دشمن بھی ہے اور اس سے بھول چوک بھی نہیں ہوئی ہے بلکہ جیسے رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے ویسے ہی محفوظ کیا ہے نہ اس میں کسی طرح کا اضافہ کیا ہے اور نہ کمی کی ہے۔ ناسخ ہی کو محفوظ کیا ہے اور اسی پر عمل کیا ہے اور منسوخ کو دیکھا ہے لیکن اس سے اجتناب کیا ہے۔ خاص و عام اور محکم و متشابہ کو بھی پہچانتا ہے اور اسی کے مطابق عمل بھی کرتا ہے (۱۵)

لیکن مشکل یہ ہے کہ کبھی کبھی رسول اکرمؐ کے ارشادات کے دو رخ ہوتے تھے۔ بعض کا تعلق خاص افراد سے ہوتا تھا اور کلمات عام ہوتے تھے اور ان کلمات کو وہ شخص بھی سن لیتا تھا جسے یہ نہیں معلوم تھا کہ خدا اور رسول کا مقصد کیا ہے اور سن کر اس کی ایک توجیہ کر لیتا تھا بغیر اس نکتہ کا ادراک کئے ہوئے کہ اس کلام کا مفہوم اور مقصد کیا ہے اور یہ کس بنیاد پر وارد ہوا ہے ۔۔ اور تمام اصحاب رسول اکرمؐ میں

جس طرح ایک انسان کی زندگی کے مختلف رخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک رخ دوسرے سے بالکل اجنبی ہوتا ہے کہ بے خبر انسان اسے دو زندگیاں تصور کرتا ہے ۔۔ اسی طرح معاشرہ اور روایات کے بھی مختلف رخ ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک رخ دوسرے سے بالکل اجنبی اور جدا ہوتا ہے اور ہر رخ کے لئے الگ مفہوم ہوتا ہے اور ہر رخ کے الگ احکام ہوتے ہیں ۔۔ اب اگر کوئی شخص اس حقیقت سے باخبر نہیں ہوتا تو وہ ایک ہی رخ یا ایک ہی روایت کو لے اڑتا ہے اور وثوق و اعتبار کے ساتھ یہ بیان کرتا ہے کہ میں نے خود رسول اکرمؐ سے سنا ہے اسے یہ خبر نہیں ہوتی ہے کہ زندگی کا کوئی دوسرا رخ بھی ہے ۔۔ یا اس بیان کا کوئی اور بھی پہلو ہے جو قبل یا بعد دوسرے مناسب موقع پر بیان ہو چکا ہے یا بیان ہونے والا ہے اور اس طرح اشتباہات کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور حقیقت روایات میں گم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ دیدہ و دانستہ کوئی گناہ یا اشتباہ نہیں ہوتا ہے۔

اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - مَنْ كَانَ يَسْأَلُهُ وَيَسْتَفْهِمُهُ، حَتَّى إِنْ كَانُوا لَيُحِبُّونَ أَنْ يَجِيءَ الْأَعْرَابِيُّ وَالطَّارِئُ، فَيَسْأَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى يَسْمَعُوا[1]، وَكَانَ لَا يَمُرُّ بِي مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ وَحَفِظْتُهُ. فَهَذِهِ وُجُوهُ مَا عَلَيْهِ النَّاسُ فِي اخْتِلَافِهِمْ، وَعِلَلِهِمْ فِي رِوَايَاتِهِمْ.

۲۱۱

و من خطبة له (ع)

في عجيب صنعة الكون

وَكَانَ مِنِ اقْتِدَارِ جَبَرُوتِهِ، وَبَدِيعِ لَطَائِفِ صَنْعَتِهِ، أَنْ جَعَلَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ (اليم) الزَّاخِرِ الْمُتَرَاكِمِ الْمُتَقَاصِفِ، يَبَساً جَامِداً، ثُمَّ فَطَرَ مِنْهُ أَطْبَاقاً، فَفَتَقَهَا سَبْعَ سَمَاوَاتٍ بَعْدَ ارْتِتَاقِهَا، فَاسْتَمْسَكَتْ بِأَمْرِهِ، وَقَامَتْ عَلَى حَدِّهِ، وَأَرْسَى أَرْضاً يَحْمِلُهَا الْأَخْضَرُ الْمُثْعَنْجِرُ، وَالْقَمْقَامُ الْمُسَخَّرُ (البحر)، قَدْ ذَلَّ لِأَمْرِهِ، وَأَذْعَنَ لِهَيْبَتِهِ، وَوَقَفَ الْجَارِي مِنْهُ لِخَشْيَتِهِ، وَجَبَلَ جَلَامِيدَهَا، وَنُشُوزَ مُتُونِهَا وَأَطْوَادِهَا، فَأَرْسَاهَا فِي مَرَاسِيهَا، وَأَلْزَمَهَا قَرَارَاتِهَا، فَمَضَتْ رُؤُوسُهَا فِي الْهَوَاءِ، وَرَسَتْ أُصُولُهَا فِي الْمَاءِ، فَأَنْهَدَ جِبَالَهَا عَنْ سُهُولِهَا، وَأَسَاخَ قَوَاعِدَهَا فِي مُتُونِ أَقْطَارِهَا، وَمَوَاضِعِ أَنْصَابِهَا، فَأَشْهَقَ قِلَالَهَا، وَأَطَالَ أَنْشَازَهَا، وَجَعَلَهَا لِلْأَرْضِ عِمَاداً، وَأَرَزَّهَا فِيهَا أَوْتَاداً، فَسَكَنَتْ عَلَى حَرَكَتِهَا مِنْ أَنْ تَمِيدَ بِأَهْلِهَا، أَوْ تَسِيخَ بِحِمْلِهَا، أَوْ تَزُولَ عَنْ مَوَاضِعِهَا. فَسُبْحَانَ مَنْ أَمْسَكَهَا بَعْدَ مَوَجَانِ مِيَاهِهَا، وَأَجْمَدَهَا بَعْدَ رُطُوبَةِ أَكْنَافِهَا، فَجَعَلَهَا لِخَلْقِهِ مِهَاداً، وَبَسَطَهَا لَهُمْ فِرَاشاً! فَوْقَ بَحْرٍ لُجِّيٍّ رَاكِدٍ لَا يَجْرِي، وَقَائِمٍ لَا يَسْرِي، تُكَرْكِرُهُ الرِّيَاحُ الْعَوَاصِفُ، وَتَمْخُضُهُ الْغَمَامُ الذَّوَارِفُ، (إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِمَنْ يَخْشَى).

زاخر - بھرا ہوا
تقاصف - موجوں کا تہ و بالا ہونا
یبس - خشک
فطر - پیدا کیا
اطباق - طبقات
رتق - جوڑنا
مثعنجر - بے حساب پانی
قمقام - سمندر
نشوز - بلندی
انہد - بلند کر دیا
اساخ - داخل کر دیا
انصاب - جمع نصب - سیدھا
اشہق - بلند تر بنا دیا
قلال - جمع قلہ - بلند کوہ
ارزہا - ثابت کر دیا
تمید - ادھر ادھر ہو جائے
اکناف - اطراف
مہاد - فرش
تکرکرہ - حرکت دیتی ہیں
ذوارف - بہانے والا

(1) کس قدر حیرت انگیز صورت حال ہے کہ صحابہ کرام دن رات سرکار دو عالم کی خدمت میں رہیں اور ایک مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق نہ ہو اور اس موقع کے منتظر رہیں جب کوئی باہر والا آکر مسئلہ دریافت کرے تو وہ بھی اس سے باخبر ہو جائیں
ایسی صحابیت سے تو دیہاتیت ہی بہتر ہے کہ اس میں تحصیل علم دین کا جذبہ تو پایا جاتا ہے

مصادر خطبہ ۲۱۱

بھی نہیں تھی کہ آپ سے سوال کر سکیں اور باقاعدہ تحقیق کر سکیں بلکہ اس بات کا انتظار کیا کرتے تھے کہ کوئی صحرائی یا پردیسی آکر سوال کرے تو وہ بھی سن لیں۔ یہ صرف میں تھا کہ میرے سامنے سے کوئی ایسی بات نہیں گزرتی تھی مگر یہ کہ یہ دریافت بھی تھا اور محفوظ بھی کر لیتا تھا۔

یہ ہیں لوگوں کے درمیان اختلافات کے اسباب اور روایات میں تضاد کے عوامل و محرکات۔

۲۱۱۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(حیرت انگیز تخلیق کائنات کے بارے میں)

یہ پروردگار کے اقتدار کی طاقت اور اس کی صناعی کی حیرت انگیز لطافت ہے کہ اس نے گہرے اور متلاطم سمندر[1] میں ایک خشک اور زمین کو پیدا کر دیا۔ اور پھر بخارات کے طبقات بنا کر انہیں شگافتہ کر کے سات آسمانوں کی شکل دے دی جو اس کے امر سے ٹھہرے ہوئے ہیں اور اپنی حدوں پر قائم ہیں۔ پھر زمین کو یوں گاڑ دیا کہ اسے سبز رنگ کا گہرا سمندر اٹھائے ہوئے ہے جو قانون الٰہی کے آگے مسخر ہے۔ اس کے امر کا تابع ہے اور اس کی ہیبت کے سامنے سرنگوں ہے اور اس کے خوف سے اس کا بہاؤ ٹھہرا ہوا ہے۔

پھر پتھروں، ٹیلوں اور پہاڑوں کو خلق کر کے انہیں ان کی جگہوں پر گاڑ دیا اور ان کی منزلوں پر مستقر کر دیا کہ اب ان کی بلندیاں فضاؤں سے گزر گئی ہیں اور ان کی جڑیں پانی کے اندر راسخ ہیں۔ ان کے پہاڑوں کو ہموار زمینوں سے اونچا کیا اور ان کے ستونوں کو اطراف کے پھیلاؤ اور مراکز کے ٹھہراؤ میں نصب کر دیا۔ اب ان کی چوٹیاں بلند ہیں اور ان کی بلندیاں طویل ترین ہیں۔ انہیں پہاڑوں کو زمین کا ستون قرار دیا ہے اور انہیں کو کیل بنا کر گاڑ دیا ہے جن کی وجہ سے زمین حرکت کے بعد ساکن ہو گئی اور نہ اہل زمین کو لے کر کسی طرف جھک سکی اور نہ ان کے بوجھ سے دھنس سکی اور نہ اپنی جگہ سے ہٹ سکی۔

پاک و بے نیاز ہے وہ مالک جس نے پانی کے تموج کے باوجود اسے روک رکھا ہے اور اطراف کی تری کے باوجود اسے خشک بنا رکھا ہے اور پھر اسے اپنی مخلوقات کے لئے گہوارہ اور فرش کی حیثیت دے دی ہے۔ اس گہرے سمندر کے اوپر جو ٹھہرا ہوا ہے اور بہتا نہیں ہے اور ایک مقام پر قائم ہے کسی طرف جاتا نہیں ہے حالانکہ اسے تیز و تند ہوائیں حرکت دے رہی ہیں اور برسنے والے بادل اسے متھ کر اس سے پانی کھینچتے رہتے ہیں۔" ان تمام باتوں میں عبرت کا سامان ہے ان لوگوں کے لئے جن کے اندر خوف خدا پایا جاتا ہے"۔

[1] کتنا حسین نظام کائنات ہے کہ متلاطم پانی پر زمین قائم ہے اور زمین کے اوپر ہوا کا دباؤ قائم ہے اور انسان اس تین منزلہ عمارت میں درمیانی طبقہ پر اس طرح سکونت پذیر ہے کہ اس کے زیر قدم زمین اور پانی ہے اور اس کے بالائے سر فضا اور ہوا ہے۔ ہوا اس کی زندگی کے لئے سانسیں فراہم کر رہی ہے اور زمین اس کے سکون و قرار کا انتظام کرنے کے لئے باقی رکھے ہوئے ہیں۔ پانی اس کی زندگی کا قوام ہے اور سمندر اس کی تازگی کا ذریعہ۔ کوئی ذرۂ کائنات اس کی خدمت سے غافل نہیں ہے اور کوئی عنصر اپنے سے اشرف مخلوق کی اطاعت سے منحرف نہیں ہے۔۔۔ تاکہ وہ بھی اپنی اشرفیت کی آبرو کا تحفظ کرے اور ساری کائنات سے بالاتر خالق و مالک کی اطاعت و عبادت میں ہمہ تن مصروف رہے۔

۲۱۲

و من خطبة له (عليه السلام)

كان يستنهض بها أصحابه الى جهاد أهل الشام في زمانه

اللَّهُمَّ أَيُّمَا عَبْدٍ مِنْ عِبَادِكَ سَمِعَ مَقَالَتَنَا الْعَادِلَةَ غَيْرَ الْجَائِرَةِ، وَالْمُصْلِحَةَ غَيْرَ الْمُفْسِدَةِ، فِي الدِّينِ وَالدُّنْيَا، فَأَبَى بَعْدَ سَمْعِهِ لَهَا إِلَّا النُّكُوصَ عَنْ نُصْرَتِكَ، وَالْإِبْطَاءَ عَنْ إِعْزَازِ دِينِكَ، فَإِنَّا نَسْتَشْهِدُكَ عَلَيْهِ يَا أَكْبَرَ الشَّاهِدِينَ شَهَادَةً، وَنَسْتَشْهِدُ عَلَيْهِ جَمِيعَ مَا أَسْكَنْتَهُ أَرْضَكَ وَسَمَاوَاتِكَ، ثُمَّ أَنْتَ بَعْدُ الْمُغْنِي عَنْ نَصْرِهِ، وَالْآخِذُ لَهُ بِذَنْبِهِ.

۲۱۳

و من خطبة له (عليه السلام)

في تمجيد الله و تعظيمه

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ عَنْ شَبَهِ الْمَخْلُوقِينَ، الْغَالِبِ لِمَقَالِ الْوَاصِفِينَ، الظَّاهِرِ بِعَجَائِبِ تَدْبِيرِهِ لِلنَّاظِرِينَ، وَالْبَاطِنِ بِجَلَالِ عِزَّتِهِ عَنْ فِكْرِ الْمُتَوَهِّمِينَ، الْعَالِمِ بِلَا اكْتِسَابٍ وَلَا ازْدِيَادٍ، وَلَا عِلْمٍ مُسْتَفَادٍ، الْمُقَدِّرِ لِجَمِيعِ الْأُمُورِ بِلَا رَوِيَّةٍ وَلَا ضَمِيرٍ، الَّذِي لَا تَغْشَاهُ الظُّلَمُ، وَلَا يَسْتَضِيءُ بِالْأَنْوَارِ، وَلَا يَرْهَقُهُ لَيْلٌ، وَلَا يَجْرِي عَلَيْهِ نَهَارٌ، لَيْسَ إِدْرَاكُهُ بِالْإِبْصَارِ، وَلَا عِلْمُهُ بِالْإِخْبَارِ.

و منها في ذكر النبي صلى الله عليه و آله و سلم

أَرْسَلَهُ بِالضِّيَاءِ، وَقَدَّمَهُ فِي الِاصْطِفَاءِ، فَرَتَقَ بِهِ الْمَفَاتِقَ، وَسَاوَرَ بِهِ الْمُغَالِبَ، وَذَلَّلَ بِهِ الصُّعُوبَةَ، وَسَهَّلَ بِهِ الْحُزُونَةَ، حَتَّى سَرَّحَ الضَّلَالَ، عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ.

۲۱۴

و من خطبة له (عليه السلام)

يصف جوهر الرسول، و يصف العلماء، و يعظ بالتقوى

وَأَشْهَدُ أَنَّهُ عَدْلٌ عَدَلَ، وَحَكَمٌ فَصَلَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَسَيِّدُ عِبَادِهِ، كُلَّمَا نَسَخَ اللَّهُ الْخَلْقَ فِرْقَتَيْنِ جَعَلَهُ فِي

شبہ - مشابہت
رَہَق - ڈھانپ لینا
رَتق - جوڑنا
مفاتق - شگاف
سَاوَرَ - مقابلہ کیا
مُغالب - غلبہ کی طلبگار
حُزُونہ - ناہموار
نَسَخَ - تبدیل کیا

(۱) بعض حضرات نے "یا اکبر الشاہدین" نقل کیا ہے اور مراد سرکار دو عالم کو لیا ہے - حالانکہ قرین قیاس یا اکبر الشاہدین ہی ہے اور "اکبر الشاہدین" قرآن مجید نے پروردگار ہی کو قرار دیا ہے - (انعام ۱۹)

(۲) یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ مخلوقات کا کمال کسی قدر رتبہ کیوں نہ ہو جائے - اس کا خالق پر قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے کہ ہر ایک کا کمال کسی کی دین ہے اور مالک کا کمال اس کا ذاتی اور حقیقی ہے -

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۲

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۳ بحار الانوار مجلسی ۳ ص ۳۱۹

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۴ غرر الحکم - شرح الحدیدی ۳ ص ۴۳۳

۲۱۲ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں اپنے اصحاب کو اہل شام سے جہاد کرنے پر آمادہ کیا ہے)

خدایا! تیرے جس بندہ نے بھی میری عادلانہ گفتگو (جس میں کسی طرح کا ظلم نہیں ہے) اور مصلحانہ نصیحت (جس میں کسی طرح کا فساد نہیں ہے) کو سننے کے بعد بھی تیرے دین کی نصرت سے انحراف کیا اور تیرے دین کے اعزاز میں کوتاہی کی ہے۔ میں اس کے خلاف تجھے گواہ (۱) بنا رہا ہوں کہ تجھ سے بالاتر کوئی گواہ نہیں ہے اور پھر تیرے تمام سکان ارض و سما کو گواہ قرار دے رہا ہوں۔ اس کے بعد تو ہی مدد سے بے نیاز بھی ہے اور ہر ایک کے گناہ کا مواخذہ کرنے والا بھی ہے۔

۲۱۳ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(پروردگار کی تمجید اور اس کی تعظیم کے بارے میں)

ساری تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو مخلوقات کی شباہت (۲) سے بلند تر اور توصیف کرنے والوں کی گفتگو سے بالاتر ہے وہ تدبیر کے عجائب کے ذریعہ دیکھنے والوں کے سامنے بھی ہے اور اپنے جلال و عزت کی بنا پر مفکرین کی فکر سے پوشیدہ بھی ہے۔ وہ بغیر تحصیل اور اضافہ کے عالم ہے اور اس کا علم کسی استفادہ کا نتیجہ بھی نہیں ہے۔ تمام امور کا تقدیر ساز ہے اور اس سلسلہ میں فکر اور سوچ بچار کا محتاج بھی نہیں ہے۔ تاریکیاں اسے ڈھانپ نہیں سکتی ہیں اور روشنیوں سے وہ کسی طرح کا کسب نور نہیں کرتا ہے۔ نہ رات اس پر غالب آسکتی ہے اور نہ دن اس کے اوپر سے گزر سکتا ہے۔ اس کا ادراک آنکھوں کا محتاج نہیں ہے اور اس کا علم اطلاعات کا نتیجہ نہیں ہے۔

اس نے پیغمبر کو ایک نور دے کر بھیجا ہے اور انھیں سب سے پہلے منتخب قرار دیا ہے۔ ان کے ذریعہ پراگندیوں کو جمع کیا ہے اور مقابلہ کرنے والوں کو قابو میں رکھا ہے۔ دشواریوں کو آسان کیا ہے اور ناہمواریوں کو ہموار بنایا ہے۔ یہاں تک کہ گمراہیوں کو دائیں بائیں ہر طرف سے دور کر دیا ہے۔

۲۱۴ - آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں رسول اکرمؐ کی تعریف، علماء کی توصیف اور تقویٰ کی نصیحت کا ذکر کیا گیا ہے)

میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ پروردگار ایسا عادل ہے جو عدل ہی سے کام لیتا ہے۔ اور ایسا حاکم ہے جو حق و باطل کو جدا کر دیتا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور پھر تمام بندوں کے سردار بھی ہیں۔ جب بھی پروردگار نے مخلوقات کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے انھیںؐ بہترین حصہ ہی میں رکھا ہے۔

صحیح مسلم کتاب الفضائل میں سرکار دو عالمؐ کا یہ ارشاد درج ہے کہ اللہ نے اولاد اسماعیل میں کنانہ کا انتخاب کیا ہے اور پھر کنانہ میں قریش کو منتخب قرار دیا ہے۔ قریش میں بنی ہاشم منتخب ہیں اور بنی ہاشم میں میں۔ لہٰذا دنیا کی کسی شخصیت کا سرکار دو عالمؐ اور اہلبیتؑ پر قیاس نہیں ہو سکتا ہے۔!

خَيْرُهَا، لَمْ يُسْنِهِمْ فِيهِ عَاهِرٌ، وَلَا ضَرَبَ فِيهِ فَاجِرٌ.

أَلَا وَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ قَدْ جَعَلَ لِلْخَيْرِ أَهْلاً، وَلِلْحَقِّ دَعَائِمَ، وَلِلطَّاعَةِ عِصَماً، وَإِنَّ لَكُمْ عِنْدَ كُلِّ طَاعَةٍ عَوْناً مِنَ اللهِ سُبْحَانَهُ يَقُولُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ، وَيُثَبِّتُ الْأَفْئِدَةَ. فِيهِ كِفَاءٌ لِمُكْتَفٍ، وَشِفَاءٌ لِمُشْتَفٍ.

صفة العلماء

وَاعْلَمُوا أَنَّ عِبَادَ اللهِ الْمُسْتَحْفَظِينَ عِلْمَهُ، يَصُونُونَ مَصُونَهُ، وَيُفَجِّرُونَ عُيُونَهُ. يَتَوَاصَلُونَ بِالْوِلَايَةِ، وَيَتَلَاقَوْنَ بِالْمَحَبَّةِ، وَيَتَسَاقَوْنَ بِكَأْسٍ رَوِيَّةٍ، وَيَصْدُرُونَ بِرِيَّةٍ. لَا تَشُوبُهُمُ الرِّيبَةُ، وَلَا تُسْرِعُ فِيهِمُ الْغِيبَةُ. عَلَى ذٰلِكَ عَقَدَ خَلْقَهُمْ وَأَخْلَاقَهُمْ، فَعَلَيْهِ يَتَحَابُّونَ، وَبِهِ يَتَوَاصَلُونَ. فَكَانُوا كَتَفَاضُلِ الْبَذْرِ يُنْتَقَى، فَيُؤْخَذُ مِنْهُ وَيُلْقَى. قَدْ مَيَّزَهُ التَّخْلِيصُ، وَهَذَّبَهُ التَّمْحِيصُ.

العظة بالتقوى

فَلْيَقْبَلِ امْرُؤٌ كَرَامَةً بِقَبُولِهَا، وَلْيَحْذَرْ قَارِعَةً قَبْلَ حُلُولِهَا، وَلْيَنْظُرِ امْرُؤٌ فِي قَصِيرِ أَيَّامِهِ، وَقَلِيلِ مُقَامِهِ، فِي مَنْزِلٍ حَتَّى يَسْتَبْدِلَ بِهِ مَنْزِلاً. فَلْيَصْنَعْ لِمُتَحَوَّلِهِ، وَمَعَارِفِ مُنْتَقَلِهِ. فَطُوبَى لِذِي قَلْبٍ سَلِيمٍ، أَطَاعَ مَنْ يَهْدِيهِ، وَتَجَنَّبَ مَنْ يُرْدِيهِ، وَأَصَابَ سَبِيلَ السَّلَامَةِ بِبَصَرِ مَنْ بَصَّرَهُ، وَطَاعَةِ هَادٍ أَمَرَهُ، وَبَادَرَ الْهُدَى قَبْلَ أَنْ تُغْلَقَ أَبْوَابُهُ، وَتُقْطَعَ أَسْبَابُهُ، وَاسْتَفْتَحَ التَّوْبَةَ، وَأَمَاطَ الْحَوْبَةَ، فَقَدْ أُقِيمَ عَلَى الطَّرِيقِ، وَهُدِيَ نَهْجَ السَّبِيلِ.

۲۱۵

و من دعاء له (عليه السلام)

كان يدعو به كثيراً

الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي لَمْ يُصْبِحْ بِي مَيِّتاً وَلَا سَقِيماً، وَلَا مَضْرُوباً عَلَى عُرُوقِي بِسُوءٍ، وَلَا مَأْخُوذاً بِأَسْوَإِ عَمَلِي، وَلَا مَقْطُوعاً دَابِرِي، وَلَا

عاہر - بدکار
ضرب فیہ - حصہ لیا
عِصَم - جمع عصمت - وسائل حفاظت
کِفاء - کافی
مستحفظین - جنھیں علم کا خزانہ دار بنایا گیا ہے
ولایت - محبت
رَوِیّہ - سیراب کرنے والا
رِیّہ - زوال عطش
ریبہ - شک و شبہ
عقد - خلقت اور اخلاق دونوں کو وابستہ کر دیا
ینتقیٰ - چن لیا جاتا ہے
بذر - تخم زراعت
تہذیب - صفائی
تمحیص - چھٹائی - چھان بین
کرامت - نصیحت
قارعہ - داعی موت
متحوّل - مستقبل
منتقل - مرکز انتقال
حوبہ - گناہ
دابر - نسل - پسماندگان
(۱) یہ اعلان ہے کہ رسول اکرم کے شجرۂ نسب میں کسی بدکار اور فاجر کا دخل نہیں ہے اور سب طیب و طاہر اور پاک و پاکیزہ تھے

یقین میں نہ کسی بدکار کا کوئی حصہ ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کا کوئی دخل ہے۔(۱)

یاد رکھو کہ پروردگار نے ہر خیر کے لئے اہل قرار دئے ہیں اور ہر حق کے لئے ستون اور ہر اطاعت کے لئے وسیلۂ حفاظت قرار دیا ہے اور تمہارے لئے ہر اطاعت کے موقع پر خدا کی طرف سے ایک مددگار کا انتظام رہتا ہے جو زبانوں پر بولتا ہے اور دلوں کو ثبات عنایت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں ہر اکتفا کرنے والے کے لئے کفایت ہے اور ہر طلبگار صحت کے لئے شفا و عافیت ہے۔

یاد رکھو کہ اللہ کے وہ بندے جنھیں اس نے اپنے علم کا محافظ بنایا ہے وہ اس کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو جاری بھی کرتے رہتے ہیں۔ آپس میں محبت سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور چاہت کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ سیراب کرنے والے جام سے مل کر سیراب ہوتے ہیں اور پھر سیر و سیراب ہو کر ہی باہر نکلتے ہیں۔ ان کے اعمال میں ریب کی آمیزش نہیں ہے اور ان کے معاشرہ میں غیبت کا گذر نہیں ہے۔ اسی انداز سے مالک نے ان کی تخلیق کی ہے اور ان کے اخلاق قرار دئے ہیں اور اسی بنیاد پر وہ آپس میں محبت بھی کرتے ہیں اور ملتے بھی رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان دانوں کی ہے جن کو اس طرح چھانا جاتا ہے کہ اچھے دانوں کو لے لیا جاتا ہے اور خراب کو پھینک دیا جاتا ہے۔ انھیں اسی صفائی نے ممتاز بنا دیا ہے اور انھیں اسی پرکھنے صاف ستھرا قرار دے دیا ہے۔

اب ہر شخص کو چاہئے کہ انھیں صفات کو قبول کرکے کرامت کو قبول کرے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہوشیار ہو جائے۔ اپنے مختصر سے دنوں اور تھوڑے سے قیام کے بارے میں غور کرے کہ اس منزل کو دوسری منزل میں بہر حال بدل جانا ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ نئی منزل اور جانی پہچانی جائے بازگشت کے بارے میں عمل کرے۔

خوشا بحال ان قلب سلیم والوں کے لئے جو رہنما کی اطاعت کریں اور ہلاک بنانے والوں سے پرہیز کریں۔ کوئی راستہ دکھا دے تو دیکھ لیں اور واقعی راہنما امر کرے تو اس کی اطاعت کریں۔ ہدایت کی طرف سبقت کریں قبل اس کے کہ اس کے دروازے بند ہو جائیں اور اس کے اسباب منقطع ہو جائیں۔ توبہ کا دروازہ کھول لیں اور گناہوں کے داغوں کو دھو ڈالیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں سیدھے راستہ پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور انھیں واضح راستہ کی ہدایت مل گئی۔

۲۱۵ - آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس کی برابر تکرار فرمایا کرتے تھے)

خدا کا شکر ہے کہ اس نے صبح کے ہنگام نہ مُردہ بنایا ہے اور نہ بیمار۔ نہ کسی رگ پر مرض کا حملہ ہوا ہے اور نہ کسی بدعملی کا مواخذہ کیا گیا ہے۔ نہ میری نسل کو منقطع کیا گیا ہے اور نہ اپنے دین میں ارتداد کا شکار ہوا ہوں۔

(۱) دنیا میں صاحبانِ علم و فضل بے شمار ہیں لیکن وہ اہل علم جنھیں مالک نے اپنے علم اور اپنے دین کا محافظ بنایا ہے وہ محدود ہی ہیں جن کی صفت یہ ہے کہ علم کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو سیراب بھی کرتے رہتے ہیں۔ خود بھی سیراب رہتے ہیں اور دوسروں کی تشنگی کا بھی علاج کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علم میں جہالت اور "لا ادری" کا گذر نہیں ہے اور وہ کسی سائل کو محروم واپس نہیں کرتے ہیں۔

تخلیق میں نہ کسی بدکار کا کوئی حصہ ہے اور نہ کسی فاسق و فاجر کا کوئی دخل ہے (۱)
یاد رکھو کہ پروردگار نے ہر خیر کے لئے اہل قرار دئے ہیں اور ہر حق کے لئے ستون اور ہر اطاعت کے لئے وسیلۂ حفاظت قرار دیا ہے اور تمہارے لئے ہر اطاعت کے موقع پر خدا کی طرف سے ایک مددگار کا انتظام رہتا ہے جو زبانوں پر بولتا ہے اور دلوں کو ثبات عنایت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں ہر اکتفا کرنے والے کے لئے کفایت ہے اور ہر طلبگار صحت کے لئے شفاء و عافیت ہے۔
یاد رکھو کہ اللہ کے وہ بندے جنھیں اس نے اپنے علم کا محافظ بنایا ہے وہ اس کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور اس کے چشموں کو جاری کرتے رہتے ہیں۔ آپس میں محبت سے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور چاہت کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ سیراب کرنے والے پیالوں سے مل کر سیراب ہوتے ہیں اور پھر سیر و سیراب ہو کر ہی باہر نکلتے ہیں۔ ان کے اعمال میں ریب کی آمیزش نہیں ہے اور ان کے معاشرہ میں غیبت کا گذر نہیں ہے۔ اسی انداز سے مالک نے ان کی تخلیق کی ہے اور ان کے اخلاق قرار دئے ہیں اور اسی بنیاد پر وہ آپس میں محبت بھی کرتے ہیں اور ملتے بھی رہتے ہیں۔ ان کی مثال ان دانوں کی ہے جن کو اس طرح چنا جاتا ہے کہ اچھے دانوں کو لے لیا جاتا ہے اور خراب کو پھینک دیا جاتا ہے۔ انھیں اسی صفائی نے ممتاز بنا دیا ہے اور انھیں اسی پرکھنے صاف ستھرا قرار دے دیا ہے۔

اب ہر شخص کو چاہئے کہ انھیں صفات کو قبول کر کے کرامت کو قبول کرے اور قیامت کے آنے سے پہلے ہوشیار ہو جائے۔ اپنے مختصر سے دنوں اور تھوڑے سے قیام کے بارے میں غور کرے کہ اس منزل کو دوسری منزل میں بہرحال بدل جانا ہے۔ اب اس کا فرض ہے کہ نئی منزل اور جانی پہچانی جائے بازگشت کے بارے میں عمل کرے۔

خوشا بحال ان قلب سلیم والوں کے لئے جو رہنما کی اطاعت کریں اور ہلاک ہونے والوں سے پرہیز کریں۔ کوئی راستہ دکھا دے تو دیکھ لیں اور واقعی راہنما امر کرے تو اس کی اطاعت کریں۔ ہدایت کی طرف سبقت کریں قبل اس کے کہ اس کے دروازے بند ہو جائیں اور اس کے اسباب منقطع ہو جائیں۔ توبہ کا دروازہ کھول لیں اور گناہوں کے داغوں کو دھو ڈالیں یہی وہ لوگ ہیں جنھیں سیدھے راستہ پر کھڑا کر دیا گیا ہے اور انھیں واضح راستہ کی ہدایت مل گئی۔

۲۱۵ - آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس کی برابر تکرار فرمایا کرتے تھے)

خدا کا شکر ہے کہ اس نے صبح کے ہنگام نہ مردہ بنایا ہے اور نہ بیمار۔ نہ کسی رگ پر مرض کا حملہ ہوا ہے اور نہ کسی بدعملی کا مواخذہ کیا گیا ہے۔ نہ میری نسل کو منقطع کیا گیا ہے اور نہ اپنے دین میں ارتداد کا شکار ہوا ہوں۔

(۱) دنیا میں صاحبان علم و فضل بے شمار ہیں لیکن وہ اہل علم جنھیں مالک نے اپنے علم اور اپنے دین کا محافظ بنایا ہے وہ محدود ہی ہیں جن کی صفت یہ ہے کہ علم کا تحفظ بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو سیراب بھی کرتے رہتے ہیں۔ خود بھی سیراب رہتے ہیں اور دوسروں کی تشنگی کا بھی علاج کرتے رہتے ہیں۔ ان کے علم میں جہالت اور "لا ادری" کا گذر نہیں ہے اور وہ کسی سائل کو محروم واپس نہیں کرتے ہیں۔

پنے دین سے مرتد ہوں اور نہ اپنے رب کا منکر۔ نہ اپنے ایمان سے متوحش اور نہ اپنی عقل کا مخبوط اور نہ مجھ پر گذشتہ اقوام
یا کوئی عذاب چھا جائے۔ میں نے اس عالم میں صبح کی ہے کہ میں ایک بندۂ مملوک ہوں جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا
ہے۔ خدایا! تیری حجت مجھ پر تمام ہے اور میری کوئی حجت نہیں ہے۔ تو جو دیدے اس سے زیادہ لے نہیں سکتا
اور جس چیز سے تو نہ بچائے اس سے بچ نہیں سکتا۔

خدایا! میں اس امر سے پناہ چاہتا ہوں کہ تیری دولت میں رہ کر فقیر ہو جاؤں یا تیری ہدایت کے باوجود گمراہ
ہو جاؤں یا تیری سلطنت کے باوجود ستایا جاؤں یا تیرے ہاتھ میں سارے اختیارات ہونے کے باوجود مجھ پر دباؤ ڈالا جائے۔

خدایا! میری جن نفیس چیزوں کو مجھ سے واپس لینا اور اپنی جن امانتوں کو مجھ سے پلٹانا۔ ان میں سب سے پہلی چیز میری
روح کو قرار دینا۔

خدایا! میں اس امر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں تیرے ارشادات سے بہک جاؤں یا تیرے دین میں کسی فتنہ میں مبتلا
ہو جاؤں یا تیری آئی ہوئی ہدایتوں کے مقابلہ میں مجھ پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے۔

۲۱۶۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ
(جسے مقام صفین میں ارشاد فرمایا)

امابعد۔ پروردگار نے ولی امر ہونے کی بنا پر تم پر میرا ایک حق قرار دیا ہے اور تمھارا بھی میرے اوپر ایک طرح
کا حق ہے اور حق مدح سرائی کے اعتبار سے تو بہت وسعت رکھتا ہے لیکن انصاف کے اعتبار سے بہت تنگ ہے۔
یہ کسی کا اس وقت تک ساتھ نہیں دیتا ہے جب تک اس کے ذمہ کوئی حق ثابت نہ کر دے اور کسی کے خلاف فیصلہ نہیں کرتا
ہے جب تک اسے کوئی حق نہ دلوا دے۔ اگر کوئی ہستی ایسی ممکن ہے جس کا دوسروں پر حق ہو اور اس پر کسی کا حق
نہ ہو تو وہ صرف پروردگار کی ہستی ہے کہ وہ ہر شے پر قادر ہے اور اس کے تمام فیصلے عدل و انصاف پر مبنی ہیں لیکن
اس نے بھی جب بندوں پر اپنا حق اطاعت قرار دیا ہے تو اپنے فضل و کرم اور اپنے اس احسان کی وسعت کی بنا پر
جس کا وہ اہل ہے ان کا یہ حق قرار دے دیا ہے کہ انھیں زیادہ سے زیادہ ثواب دے دیا جائے۔

پروردگار کے مقرر کئے ہوئے حقوق میں سے وہ تمام حقوق ہیں جو اس نے ایک دوسرے پر قرار دئے ہیں اور ان میں مساوات
بھی قرار دی ہے کہ ایک حق سے دوسرا حق پیدا ہوتا ہے اور ایک حق نہیں پیدا ہوتا ہے جب تک دوسرا حق نہ پیدا ہو جائے۔

اور ان تمام حقوق میں سب سے عظیم ترین حق رعایا پر والی کا حق اور والی پر رعایا کا حق ہے جسے پروردگار نے ایک کو دوسرے
کے لئے قرار دیا ہے اور اسی سے ان کی باہمی الفتوں کو منظم کیا ہے اور ان کے دین کو عزت دی ہے۔ رعایا کی اصلاح ممکن نہیں ہے
جب تک والی صالح نہ ہو اور والی صالح نہیں رہ سکتے ہیں جب تک رعایا صالح نہ ہو۔ اب اگر رعایا نے والی کو اس کا حق
دے دیا اور والی نے رعایا کو ان کا حق دے دیا تو حق دونوں کے درمیان عزیز رہے گا۔ دین کے راستے قائم ہو جائیں گے۔
انصاف کے نشانات برقرار رہیں گے اور پیغمبر اسلام کی سنتیں اپنے ڈھرے پر چل پڑیں گی اور زمانہ ایسا صالح ہو جائے گا کہ
بقاء حکومت کی امید بھی کی جائے گی اور دشمنوں کی تمنائیں بھی ناکام ہو جائیں گی۔

غلبت الرعية واليها، أو أجحف الوالي برعيته، اختلفت هنالك الكلمة، وظهرت معالم الجور، وكثر الإدغال في الدين، وتركت محاج السنن، فعمل بالهوى، وعطلت الأحكام، وكثرت علل النفوس، فلا يستوحش لعظيم حق عطل، ولا لعظيم باطل فعل! فهنالك تذل الأبرار، وتعز الأشرار، وتعظم تبعات الله سبحانه عند العباد. فعليكم بالتناصح في ذلك، وحسن التعاون عليه، فليس أحد - وإن اشتد على رضى الله حرصه، وطال في العمل اجتهاده - ببالغ حقيقة ما الله سبحانه أهله من الطاعة له. ولكن من واجب حقوق الله على عباده النصيحة بمبلغ جهدهم، والتعاون على إقامة الحق بينهم. وليس امرؤ - وإن عظمت في الحق منزلته، وتقدمت في الدين فضيلته - بفوق أن يعان على ما حمله الله من حقه، ولا امرؤ - وإن صغرته (اصغرته) النفوس، واقتحمته العيون - بدون أن يعين على ذلك أو يعان عليه.

فأجابه (ع) رجل من أصحابه بكلام طويل، يكثر فيه الثناء عليه، و يذكر سمعه و طاعته له، فقال (ع):

إن من حق من عظم جلال الله سبحانه في نفسه، وجل موضعه من قلبه، أن يصغر عنده - لعظم ذلك - كل ما سواه، وإن أحق من كان كذلك لمن عظمت نعمة الله عليه، ولطف إحسانه إليه، فإنه لم تعظم نعمة الله على أحد إلا ازداد حق الله عليه عظما. وإن من أسخف حالات الولاة عند صالح الناس، أن يظن بهم حب الفخر، ويوضع أمرهم على الكبر، وقد كرهت أن يكون جال في ظنكم أني أحب الإطراء، واستماع الثناء؛ ولست - بحمد الله - كذلك، ولو كنت أحب أن يقال ذلك لتركته انحطاطا لله سبحانه عن تناول ما هو أحق به من العظمة والكبرياء. وربما استحلى الناس الثناء بعد البلاء، فلا تثنوا علي بجميل ثناء، لإخراجي نفسي إلى الله سبحانه وإليكم من التقية (البقية) في حقوق لم أفرغ من أدائها، وفرائض لا بد من إمضائها، فلا تكلموني بما تكلم به الجبابرة، ولا تتحفظوا مني بما يتحفظ به عند أهل البادرة، ولا تخالطوني بالمصانعة، ولا تظنوا بي استثقالا في حق قيل لي، ولا التماس إعظام لنفسي، فإنه من استثقل الحق أن يقال له أو العدل أن يعرض عليه، كان العمل بهما أثقل عليه. فلا تكفوا عن مقالة بحق أو

تحات - ظلم

ادغال - فساد کی دخل اندازی

محاج - جمع محجہ - سیدھا راستہ

اقتحام - حقیر بنا دینا

سخف - ضعف عقل

- زحمت عمل

تقیہ - خوف

بادرہ - غصہ

مصانعہ - مدارات

کاش انسان اس حقیقت کا ادراک کر لیتا کہ وہ ساری زندگی ... کرنے کے بعد بھی مالک کے حق اطاعت و عبادت کو ادا نہیں کر سکتا ہے تو ... طرح ہمیشہ احساس کوتاہی ... استغفار رہتا اور کبھی عبادتوں کے غرور ... شکار نہ ہوتا۔

کہاں ہیں دنیا میں وہ افراد جن کی نگاہ میں عظمت الٰہی کا وہ جلوہ ہے جس کے سامنے ساری دنیا حقیر ہو جائے اور وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اس دنیا کو عزت و افتخار کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور حیران یہ تصور نہیں کر یہ دنیا قابل توجہ نہیں ہے ... انسان کا علم و ادراک اور اس کی ... و بصیرت اس سے بلند تر ہے کہ ... کا مرکز اس حقیر دنیا کو قرار دیا ... گئے۔

یہ احساس ذمہ داری علی کے علاوہ کس میں پیدا ہو سکتا ہے اور اس شان بے نیازی سے مولائے کائنات کے علاوہ کون کلام کر سکتا ہے
یا لیت قومی یعلمون"

ں اگر رعایا حاکم پر غالب آگئی یا حاکم نے رعایا پر زیادتی کی تو کلمات میں اختلاف ہو جائے گا، ظلم کے نشانات ظاہر ہو جائیں گے۔ مکاری بڑھ جائے گی۔ سنتوں کے راستے نظر انداز ہو جائیں گے۔ خواہشات پر عمل ہوگا۔ احکام معطل ہو جائیں گے اور بیماریاں بڑھ جائیں گی۔ نہ بڑے سے بڑے حق کے معطل ہو جانے سے کوئی وحشت ہوگی اور نہ بڑے سے بڑے باطل رآمد سے کوئی پریشانی ہوگی۔

یسے موقع پر نیک لوگ ذلیل کر دئے جائیں گے اور شریر لوگوں کی عزت ہوگی اور بندوں پر خدا کی عقوبتیں عظیم تر ہو جائیں گی۔ ارا آپس میں ایک دوسرے کے مخلص رہو اور ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو اس لئے کہ تم میں کوئی شخص بھی کتنا ہی ے خدا کی طمع رکھتا ہو اور کسی قدر بھی زحمت عمل برداشت کرے اطاعت خدا کی اس منزل تک نہیں پہونچ سکتا ہے جس کا وہ اہل یکن پھر بھی مالک کا یہ حق واجب اس کے بندوں کے ذمہ ہے کہ اپنے امکان بھر نصیحت کرتے رہیں اور حق کے قیام میں دوسرے کی مدد کرتے رہیں اس لئے کہ کوئی شخص بھی حق کی ذمہ داری ادا کرنے میں دوسرے کی امداد سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے حق میں اس کی منزلت کسی قدر عظیم کیوں نہ ہو اور دین میں اس کی فضیلت کو کسی قدر تقدم کیوں نہ حاصل ہو اور نہ کوئی ں مدد کرنے یا مدد لینے کی ذمہ داری سے کمتر ہو سکتا ہے چاہے لوگوں کی نظر میں کسی قدر چھوٹا کیوں نہ ہو اور چاہے انکی نگاہوں ی قدر کیوں نہ گر جائے۔

(اس گفتگو کے بعد آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے ایک طویل تقریر کی جس میں آپ کی مدح و ثنا کے ساتھ اطاعت کا وعدہ یا تو آپ نے فرمایا کہ :)

یاد رکھو کہ جس کے دل میں جلال الٰہی کی عظمت اور جس کے نفس میں اس کے مقام الوہیت کی بلندی ہے اس کا حق یہ ہے کہ تمام کائنات کی نظر میں چھوٹی ہو جائے اور ایسے لوگوں میں اس حقیقت کا سب سے بڑا اہل وہ ہے جس پر اس کی نعمتیں عظیم اور اس کے احسانات ت ہوں۔ اس لئے کہ کسی شخص پر اللہ کی نعمتیں عظیم نہیں ہوتیں مگر یہ کہ اس کا حق بھی عظیم تر ہو جاتا ہے اور احکام کے حالات میں کرداروں کے نزدیک بدترین حالت یہ ہے کہ ان کے بارے میں غرور کا گمان کیا جائے اور ان کے معاملات کو تکبر پر مبنی سمجھا جائے مجھے یہ بات سخت ناگوار ہے کہ تم میں سے کسی کو یہ گمان پیدا ہو جائے کہ میں روسا کو دوست رکھتا ہوں یا اپنی تعریف سننا چاہتا ہوں اور للہ میں ایسا نہیں ہوں اور اگر میں ایسی باتیں پسند بھی کرتا ہوتا تو بھی اسے نظر انداز کر دیتا کہ میں اپنے کو اس سے کمتر سمجھتا ہوں کہ عظمت و کبریائی کا اہل بن جاؤں جس کا پروردگار حقدار ہے۔ یقیناً بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اچھی کارکردگی پر تعریف کو دوست رکھتے ہیں خبردار تم لوگ میری اس بات پر تعریف نہ کرنا کہ میں نے تمہارے حقوق ادا کر دئے ہیں کہ ابھی بہت سے ایسے حقوق کا خوف باقی ہے جو نہیں ہو سکے ہیں اور بہت سے فرائض ہیں جنھیں بہرحال نافذ کرنا ہے۔ دیکھو مجھ سے اس لہجہ میں بات نہ کرنا جس لہجہ میں جابر بادشاہوں سے ت کی جاتی ہے اور نہ مجھ سے اس طرح بچنے کی کوشش کرنا جس طرح طیش میں آنے والوں سے بچا جاتا ہے۔ نہ مجھ سے خوشامد کے ساتھ تعلقات رکھنا اور نہ میرے بارے میں یہ تصور کرنا کہ مجھے حرف حق گراں گذرے گا اور نہ میں اپنی تعظیم کا طلبگار ہوں۔ اس لئے کہ جو شخص بھی حرف حق ے کو گراں سمجھتا ہے یا عدل کی پیشکش کو ناپسند کرتا ہے وہ حق و عدل پر عمل کو یقیناً مشکل ترین تصور کرے گا۔ لہٰذا خبردار حرف حق کہنے سے غفلت نہ کرنا اور منصفانہ مشورہ دینے سے گریز نہ کرنا۔

مَشُورَةٍ بِعَدْلٍ، فَإِنِّي لَسْتُ فِي نَفْسِي بِفَوْقِ أَنْ أُخْطِئَ، وَ لَا آمَنُ ذَلِكَ مِنْ فِعْلِي، إِلَّا أَنْ يَكْفِيَ اللَّهُ مِنْ نَفْسِي مَا هُوَ أَمْلَكُ بِهِ مِنِّي، فَإِنَّمَا أَنَا وَ أَنْتُمْ عَبِيدٌ مَمْلُوكُونَ لِرَبٍّ لَا رَبَّ غَيْرُهُ، يَمْلِكُ مِنَّا مَا لَا نَمْلِكُ مِنْ أَنْفُسِنَا، وَ أَخْرَجَنَا مِمَّا كُنَّا فِيهِ إِلَى مَا صَلَحْنَا عَلَيْهِ، فَأَبْدَلَنَا بَعْدَ الضَّلَالَةِ بِالْهُدَى، وَ أَعْطَانَا الْبَصِيرَةَ بَعْدَ الْعَمَى.

۲۱۷

و من كلام له (عليه السلام)

في التظلم و التشكي من قريش

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَعْدِيكَ عَلَى قُرَيْشٍ وَ مَنْ أَعَانَهُمْ، فَإِنَّهُمْ قَدْ قَطَعُوا رَحِمِي، وَ أَكْفَئُوا إِنَائِي، وَ أَجْمَعُوا عَلَى مُنَازَعَتِي حَقّاً كُنْتُ أَوْلَى بِهِ مِنْ غَيْرِي، وَ قَالُوا: أَلَا إِنَّ فِي الْحَقِّ أَنْ تَأْخُذَهُ، وَ فِي الْحَقِّ أَنْ تُمْنَعَهُ، فَاصْبِرْ مَغْمُوماً، أَوْ مُتْ مُتَأَسِّفاً. فَنَظَرْتُ فَإِذَا لَيْسَ لِي رَافِدٌ، وَ لَا ذَابٌّ وَ لَا مُسَاعِدٌ، إِلَّا أَهْلَ بَيْتِي، فَضَنَنْتُ بِهِمْ عَنِ الْمَنِيَّةِ، فَأَغْضَيْتُ عَلَى الْقَذَى، وَ جَرِعْتُ رِيقِي عَلَى الشَّجَا، وَ صَبَرْتُ مِنْ كَظْمِ الْغَيْظِ عَلَى أَمَرَّ مِنَ الْعَلْقَمِ، وَ آلَمَ لِلْقَلْبِ مِنْ وَخْزِ الشِّفَارِ.

قال الشريف (رضي الله عنه): و قد مضى هذا الكلام في أثناء خطبة متقدمة، إلا أني ذكرته هاهنا لاختلاف الروايتين.

۲۱۸

و من كلام له (عليه السلام)

في ذكر السائرين إلى البصرة لحربه (عليه السلام)

فَقَدِمُوا عَلَى عُمَّالِي وَ خُزَّانِ بَيْتِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي فِي يَدَيَّ، وَ عَلَى أَهْلِ مِصْرٍ، كُلُّهُمْ فِي طَاعَتِي وَ عَلَى بَيْعَتِي، فَشَتَّتُوا كَلِمَتَهُمْ، وَ أَفْسَدُوا عَلَيَّ جَمَاعَتَهُمْ، وَ وَثَبُوا عَلَى شِيعَتِي، فَقَتَلُوا طَائِفَةً مِنْهُمْ غَدْراً، وَ طَائِفَةٌ عَضُّوا عَلَى أَسْيَافِهِمْ، فَضَارَبُوا بِهَا حَتَّى لَقُوا اللَّهَ صَادِقِينَ.

أملک - زیادہ صاحب اختیار
استعدی - طلب امداد کرتا ہوں
إکفاء - الٹ دینا
إناء - برتن
رافد - مددگار
ذاب - دفاع کرنے والا
ضننت - بخل سے
قذی - آنکھوں میں خاشاک
شجی - گلے میں پھندہ
شفار - تلوار کی دھار
عض سیوف - مسلسل تیغ آزمائی کرتے رہنا

(ط) یہ بعینہ وہی انداز کلام ہے جو جناب یوسف نے اختیار کیا تھا کہ زلیخا کے فتنہ سے بچ جانے کے بعد بھی فرمایا کہ "میں اپنے نفس کو بری نہیں قرار دیتا جب تک پروردگار کی رحمت شامل حال نہ ہو جائے۔ انسان کا کمال کردار یہی ہے کہ رب کے سامنے اپنی عظمت کا احساس بھی پیدا کرے تو پروردگار کی بارگاہ میں اپنی حقارت و ذلت کا مسلسل اعتراف کرتا رہے اور اس احساس و اعتراف سے محروم نہ ہونے پائے۔

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۷ رسائل کلینیؒ، کشف المحجہ ابن طاؤس ص ۱۷۳، الغارات ثقفی، الامامۃ والسیاسۃ ا ص ۱۵۴، المسترشد طبری ص ۸۰، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی، ابن ابی الحدید ۶ ص ۹۶، العقد الفرید ۳ ص ۲۲۷

مصادر خطبہ نمبر ۲۱۸ رسائل کلینیؒ، الغارات، المسترشد ص ۹۵، الامامۃ والسیاسۃ ا ص ۱۵۴، جمہرۃ رسائل العرب

(۱) کہ میں ذاتی طور پر اپنے کو غلطی سے بالاتر نہیں تصور کرتا ہوں اور نہ اپنے افعال کو اس خطرہ سے محفوظ سمجھتا ہوں مگر یہ کہ پروردگار میرے نفس کو بچالے کہ وہ اس کا مجھ سے زیادہ صاحب اختیار ہے۔
دیکھو ہم سب ایک خدا کے بندے اور اسی کے مملوک ہیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔ وہ ہمارے نفوس پر اختیار رکھتا ہے جتنا خود ہمیں بھی حاصل نہیں ہے اور اسی نے ہمیں سابقہ حالات سے نکال کر اس اصلاح کے راستہ پر لگایا ہے کہ اب گمراہی ہدایت میں تبدیل ہو گئی ہے اور اندھے پن کے بعد بصیرت حاصل ہو گئی ہے۔

۲۱۷۔ آپ کا ارشاد گرامی
(قریش سے شکایت اور فریاد کرتے ہوئے)

خدایا! میں قریش سے اور ان کے مددگاروں سے تیری مدد چاہتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری قرابت داری کا خیال نہیں کیا اور میرے ظرف عظمت کو الٹ دیا ہے اور مجھ سے اس حق کے بارے میں جھگڑا کرنے پر اتحاد کر لیا ہے جس کا میں سب سے زیادہ حقدار تھا اور پھر یہ کہنے لگے ہیں کہ آپ اس حق کو لے لیں تو یہ بھی صحیح ہے اور آپ کو اس سے روک دیا جائے تو یہ بھی صحیح ہے۔ اب چاہیں ہم و غم کے ساتھ صبر کریں یا رنج و الم کے ساتھ مر جائیں۔
ایسے حالات میں میں نے دیکھا کہ میرے پاس نہ کوئی مددگار ہے اور نہ دفاع کرنے والا سوائے میرے گھر والوں کے جن کو میں نے انھیں موت کے منہ میں دینے سے گریز کیا اور بالآخر آنکھوں میں خس و خاشاک کے ہوتے ہوئے چشم پوشی کی اور گلے میں پھندہ کے ہوتے ہوئے لعاب دہن نگل لیا اور غصہ کو پینے میں حنظل سے زیادہ تلخ ذائقہ پر صبر کیا اور چھریوں کے زخموں سے زیادہ تکلیف دہ حالات پر خاموشی اختیار کر لی۔
(سید رضیؒ۔ گذشتہ خطبہ میں یہ مضمون گذر چکا ہے لیکن روایتیں مختلف تھیں لہٰذا میں نے دوبارہ اسے نقل کر دیا)

۲۱۸۔ آپ کا ارشاد گرامی
(بصرہ کی طرف آپ سے جنگ کرنے کے لئے جانے والوں کے بارے میں)

یہ لوگ میرے عاملوں۔ میرے زیردست بیت المال کے خزانہ داروں اور تمام اہل شہر جو میری اطاعت و بیعت میں تھے سب کی طرف وارد ہوئے۔ ان کے کلمات میں افتراق پیدا کیا۔ ان کے اجتماع کو برباد کیا اور میرے چاہنے والوں پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک جماعت کو دھوکہ سے قتل بھی کر دیا لیکن دوسری جماعت نے تلواریں اٹھا کر دانت بھینچ لئے اور باقاعدہ مقابلہ کیا یہاں تک کہ حق و صداقت کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

---

(۱) حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان ابھی تک ان دو گروہوں کے بارے میں حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکا ہے جن میں ایک طرف نفس رسولؐ علی بن ابیطالبؑ جیسا انسان تھا جو اپنی تعریف کو بھی گوارا نہیں کرتا تھا اور ہر لحظہ عظمت خالق کے پیش نظر اپنے اعمال کو حقیر و معمولی ہی تصور کرتا تھا اور ایک طرف طلحہ و زبیر جیسے وہ دنیا پرست تھے جن کا کام فتنہ پردازی۔ شر انگیزی۔ تفرقہ اندازی اور قتل و غارت کے علاوہ کچھ نہ تھا اور جو دولت و اقتدار کی خاطر دنیا کی ہر برائی کر سکتے تھے اور ہر جرم کا ارتکاب کر سکتے تھے۔

۲۱۹

و من كلام له (عليه السلام)

لما مر بطلحة بن عبد الله و عبد الرحمن بن عتاب بن أسيد و هما قتيلان يوم الجمل:

لَقَدْ أَصْبَحَ أَبُو مُحَمَّدٍ بِهٰذَا الْمَكَانِ غَرِيباً! أَمَا وَاللهِ لَقَدْ كُنْتُ أَكْرَهُ أَنْ تَكُونَ قُرَيْشٌ قَتْلَى تَحْتَ بُطُونِ الْكَوَاكِبِ! أَدْرَكْتُ وَتْرِي مِنْ بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، وَ أَفْلَتَتْنِي أَعْيَانُ بَنِي جُمَحَ لَقَدْ أَتْلَعُوا أَعْنَاقَهُمْ إِلَى أَمْرٍ لَمْ يَكُونُوا أَهْلَهُ فَوُقِصُوا دُونَهُ.

۲۲۰

و من كلام له (عليه السلام)

في وصف السالک الطريق إلى الله سبحانه

قَدْ أَحْيَا عَقْلَهُ وَأَمَاتَ نَفْسَهُ حَتَّى دَقَّ جَلِيلُهُ، وَلَطُفَ غَلِيظُهُ وَبَرَقَ لَهُ لَامِعٌ كَثِيرُ الْبَرْقِ، فَأَبَانَ لَهُ الطَّرِيقَ، وَسَلَكَ بِهِ السَّبِيلَ وَ تَدَافَعَتْهُ الْأَبْوَابُ إِلَى بَابِ السَّلَامَةِ، وَدَارِ الْإِقَامَةِ، وَثَبَتَتْ رِجْلَاهُ بِطُمَأْنِينَةِ بَدَنِهِ فِي قَرَارِ الْأَمْنِ وَالرَّاحَةِ، بِمَا اسْتَعْمَلَ قَلْبَهُ، وَ أَرْضَى رَبَّهُ.

۲۲۱

و من كلام له (عليه السلام)

قال بعد تلاوته: «أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ۞ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ»

يَا لَهُ مَرَاماً مَا أَبْعَدَهُ! وَزَوْراً مَا أَغْفَلَهُ! وَ خَطَراً مَا أَفْـ
لَقَدِ اسْتَخْلَوْا مِنْهُمْ أَيَّ مُدَّكَرٍ وَتَنَاوَشُوهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ أَفَبِمَصَارِعِ آبَائِهِمْ يَفْخَرُونَ! أَمْ بِعَدِيدِ الْهَلْكَى يَتَكَاثَرُونَ يَرْتَجِعُونَ مِنْهُمْ أَجْسَاداً خَوَتْ، وَحَرَكَاتٍ سَكَنَتْ. وَلَأَنْ يَكُونُوا عِبَراً أَحَقُّ مِنْ أَنْ يَكُونُوا مُفْتَخَراً، وَلَأَنْ يَهْبِطُوا بِهِمْ جَنَابَ ذِلَّةٍ أَحْجَى مِنْ أَنْ يَقُومُوا بِهِمْ مَقَامَ عِزَّةٍ! لَقَدْ نَظَرُوا إِلَيْهِمْ بِأَبْصَارِ الْعَشْوَةِ، وَضَرَبُوا مِنْهُمْ فِي غَمْرَةِ جَهَالَةٍ، وَلَـ

وتر - بدلہ

أتلعوا - سر اٹھا کر دیکھا

وقصوا - گردن توڑ دی گئی

احیاء عقل - فکر و نظر سے کام لینا

اماتۂ نفس - خواہشات کو پامال کر دینا

دق جلیلہ - جسم لاغر ہو گیا

لطف غلیظہ - نفس پاکیزہ ہو گیا

تدافع ابواب - مسلسل مقامات کمال کی طرف رخ کرنا

تکاثر - کثرت کا مقابلہ

مرام - مطلوب

زور - زیارت کرنے والے

استخلاء - خالی پانا

مدکر - عبرت

تناوش - گرفت میں لے لیا

خوت - خالی ہو گئے

احجیٰ - مطابق عقل

عشوہ - ضعف بصارت

مصادر خطبہ ۲۱۹ اغانی ابو الفرج اصفہانی ۲۱ ص ۲۳۶، کامل مبرد ا ص ۱۳۶، العقد الفرید ۳ ص ۲۷۹، المحاسن والمساوی ۲ ص ۵۳، ابن اثیر ۳ ص ۱۹۴، انساب الاشراف ۲ ص ۲۶۲، مروج الذہب ۲ ص ۳۷۱

مصادر خطبہ ۲۲۰ غرر الحکم آمدی ص ۲۳۳

مصادر خطبہ ۲۲۱ عیون الحکم والمواعظ ابن شاکر اللیثی، النہایۃ ابن اثیر ۲ ص ۳۹۸، حلیۃ الاولیاء ۲ ص ۱۳۲

۲۱۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جب روز جمل طلحہ بن عبد اللہ اور عبد الرحمن بن عتاب بن اُسید کی لاشوں کے قریب سے گذر ہوا)

ابو محمد (طلحہ) نے اس میدان میں عالم غربت میں صبح کی ہے۔ خدا گواہ ہے کہ مجھے یہ بات ہرگز پسند نہیں تھی کہ قریش کے ستاروں کے نیچے زیر آسمان پڑے رہیں لیکن کیا کروں۔ بہر حال میں نے عبد مناف کی اولاد سے ان کے کئے کا بدلہ لیا۔ افسوس کہ بنی جمح بچ کر نکل گئے۔ ان سب نے اپنی گردنیں اس امر کی طرف اٹھائی تھیں جس کے یہ ہرگز اہل نہیں تھے۔ اسی لئے منزل تک پہونچنے سے پہلے ہی ان کی گردنیں توڑ دی گئیں۔

۲۲۰۔ آپ کا ارشاد گرامی

(خدا کی راہ میں چلنے والے انسانوں کے بارے میں)

ایسے شخص نے اپنی عقل کو زندہ رکھا ہے اور اپنے نفس کو مُردہ بنا دیا ہے۔ اس کا جسم باریک ہو گیا ہے اور اس کا بھاری بھرکم ہلکا ہو گیا ہے اس کے لئے بہترین ضو پاش نور ہدایت چمک اٹھا ہے اور اس نے راستہ کو واضح کر کے اسی پر چلا دیا ہے۔ تمام دروازوں نے اسے سلامتی کے دروازہ اور ہمیشگی کے گھر تک پہنچا دیا ہے اور اس کے قدم طمانیت بدن کے ساتھ امن و راحت کی منزل میں ثابت ہو گئے ہیں کہ اس نے اپنے دل کو استعمال کیا ہے اور اپنے رب کو راضی کر لیا ہے۔

۲۲۱۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے الهٰکم التکاثر کی تلاوت کے موقع پر ارشاد فرمایا)

ذرا دیکھو تو ان آباء و اجداد پر فخر کرنیوالوں کا مقصد کس قدر بعید از عقل ہے اور یہ زیارت کرنے والے کس قدر غافل ہیں اور خطرہ بھی کس قدر عظیم ہے۔ یہ لوگ تمام عبرتوں سے خالی ہو گئے ہیں اور انھوں نے مُردوں کو بہت دور سے لیا ہے۔ آخر یہ کیا اپنے آباء و اجداد کے لاشوں پر فخر کر رہے ہیں؟ یا مُردوں کی تعداد سے اپنی کثرت میں اضافہ کر رہے ہیں؟ یا ان جسموں کو واپس لانا چاہتے ہیں جو روحوں سے خالی ہو چکے ہیں اور حرکت کے بعد ساکن ہو چکے ہیں۔ انھیں تو فخر کے بجائے عبرت کا سامان ہونا چاہئے تھا اور ان کو دیکھ کر انسان کو عزت کے بجائے ذلت کی منزل میں اُترنا چاہئے تھا مگر افسوس کہ ان لوگوں نے ان مُردوں کو چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ان کی طرف سے جہالت کے گڑھے میں گر گئے ہیں۔

یہ سلسلۂ تفاخر ہر دور میں رہا ہے اور آج بھی برقرار ہے کہ انسان سامانِ عبرت کو وجہ فضیلت قرار دے رہا ہے اور اس طرح مسلسل وادیٔ غفلت میں منزل سے دور تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ کاش اسے اس قدر شعور ہوتا کہ آباء و اجداد کی بوسیدہ لاشیں یا قبریں باعث افتخار نہیں ہیں۔ باعث افتخار انسان کا اپنا کردار ہے اور در حقیقت کردار بھی اس قابل نہیں ہے کہ اسے سرمایۂ افتخار قرار دیا جا سکے۔ انسان کے لئے وجہ افتخار صرف ایک چیز ہے کہ اس کا مالک پروردگار ہے جو ساری کائنات سے بالاتر ہے جیسا کہ خود مولائے کائنات نے اپنی مناجات میں اشارہ کیا ہے کہ "خدایا! میری عزت کے لئے یہ کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں اور میرے فخر کے لئے یہ کافی ہے کہ تو میرا رب ہے۔ اب اس کے بعد میرے لئے کسی شے کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صرف التجا یہ ہے کہ جس طرح تو میری مرضی کا خدا ہے۔ اسی طرح مجھے اپنی مرضی کا بندہ بنا لے۔

اسْتَنْطَقُوا عَنْهُمْ عَرَصَاتِ تِلْكَ الدِّيَارِ الْخَاوِيَةِ، وَالرُّبُوعِ الْخَالِيَةِ، لَقَالَتْ: ذَهَبُوا فِي الْأَرْضِ ضُلَّالاً وَذَهَبْتُمْ فِي أَعْقَابِهِمْ جُهَّالاً، تَطَؤُونَ فِي هَامِهِمْ، وَتَسْتَنْبِتُونَ فِي أَجْسَادِهِمْ، وَتَرْتَعُونَ فِيمَا لَفَظُوا، وَتَسْكُنُونَ فِيمَا خَرَّبُوا، وَإِنَّمَا الْأَيَّامُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ بَوَاكٍ وَنَوَائِحُ عَلَيْكُمْ.

أُولَئِكُمْ سَلَفُ غَايَتِكُمْ، وَفُرَّاطُ مَنَاهِلِكُمْ، الَّذِينَ كَانَتْ لَهُمْ مَقَاوِمُ الْعِزِّ، وَحَلَبَاتُ (حلبات) الْفَخْرِ، مُلُوكاً وَسُوَقاً. سَلَكُوا فِي بُطُونِ الْبَرْزَخِ سَبِيلاً (طريقاً) سُلِّطَتِ الْأَرْضُ عَلَيْهِمْ فِيهِ، فَأَكَلَتْ مِنْ لُحُومِهِمْ، وَشَرِبَتْ مِنْ دِمَائِهِمْ، فَأَصْبَحُوا فِي فَجَوَاتِ قُبُورِهِمْ جَمَاداً لَا يَنْمُونَ، وَضِمَاراً لَا يُوجَدُونَ، لَا يُفْزِعُهُمْ وُرُودُ الْأَهْوَالِ، وَلَا يَحْزُنُهُمْ تَنَكُّرُ الْأَحْوَالِ، وَلَا يَحْفِلُونَ بِالرَّوَاجِفِ، وَلَا يَأْذَنُونَ لِلْقَوَاصِفِ. غُيَّباً لَا يُنْتَظَرُونَ، وَشُهُوداً لَا يَحْضُرُونَ، وَإِنَّمَا كَانُوا جَمِيعاً فَتَشَتَّتُوا، وَآلَافاً فَافْتَرَقُوا، وَمَا عَنْ طُولِ عَهْدِهِمْ، وَلَا بُعْدِ مَحَلِّهِمْ، عَمِيَتْ أَخْبَارُهُمْ، وَصَمَّتْ دِيَارُهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ سُقُوا كَأْساً بَدَّلَتْهُمْ بِالنُّطْقِ خَرَساً، وَبِالسَّمْعِ صَمَماً، وَبِالْحَرَكَاتِ سُكُوناً، فَكَأَنَّهُمْ فِي ارْتِجَالِ (ارتحال) الصِّفَةِ صَرْعَى سُبَاتٍ. جِيرَانٌ لَا يَتَأَنَّسُونَ، وَأَحِبَّاءُ (احياء) لَا يَتَزَاوَرُونَ. بَلِيَتْ بَيْنَهُمْ عُرَا التَّعَارُفِ، وَانْقَطَعَتْ مِنْهُمْ أَسْبَابُ الْإِخَاءِ، فَكُلُّهُمْ وَحِيدٌ وَهُمْ جَمِيعٌ، وَبِجَانِبِ الْهَجْرِ وَهُمْ أَخِلَّاءُ، لَا يَتَعَارَفُونَ لِلَيْلٍ صَبَاحاً، وَلَا لِنَهَارٍ مَسَاءً.

أَيُّ الْجَدِيدَيْنِ ظَعَنُوا فِيهِ كَانَ عَلَيْهِمْ سَرْمَداً، شَاهَدُوا مِنْ

خاویہ - افتادہ
ربوع - مکانات
ضُلّال - جمع ضال
ہام - کھوپڑی
تستنبتون - گھاس اگاتے ہو
ترتعون - چرتے ہو
بواک - جمع باکیہ
نوائح - جمع نائحہ
سلف غایہ - سبقت کرنے والے
فُرّاط - جمع فارط - پانی کی طرف بڑھنے والے
مناہل - جمع منہل (چشمہ)
مقاوم - جمع مقام
حلبات - جمع حلبہ
سُوق - جمع سُوقہ (رعایا)
برزخ - قبر
فجوات - جمع فجوہ (شگاف)
ینمون - اضافہ کرتے ہیں
ضمار - ناقابل برگشت مال
لایحفلون - پرواہ نہیں کرتے ہیں
رواجف - زلزلے
لایاذنون - سنتے نہیں ہیں
قواصف - گرج
آلاف - مجتمع
صمت - بے صدا ہوگئے
ارتجال الصفۃ - جبراً توصیف
صرعیٰ - ہلاک
سبات - خوابیدہ
بلیت - بوسیدہ ہوگئی
عُریٰ - کنڈے
جدیدین - دن رات

...مکانات میں آئے بڑے بڑے مکانوں اور خالی گھروں سے دریافت کیا جائے تو یہی جواب ملے گا کہ لوگ گمراہی کے عالم میں زیر زمین چلے گئے اور تم جہالت کے عالم میں ان کے پیچھے چلے جا رہے ہو۔ ان کی کھوپڑیوں کو روند رہے ہو اور ان کے جسموں پر عمارتیں کھڑی کر رہے ہو۔ جو وہ چھوڑ گئے ہیں اسی کو چر رہے ہو اور جو وہ برباد کر گئے ہیں اسی میں سکونت پذیر ہو۔ تمہارے اور ان کے درمیان کے دن تمہارے حال پر رو رہے ہیں اور تمہاری بربادی کا نوحہ پڑھ رہے ہیں۔

یہ ہیں تمہاری منزل پر پہلے پہونچ جانے والے اور تمہارے چشموں پر پہلے وارد ہو جانے والے۔ جن کے لئے عزت کی منزلیں تھیں اور فخر و مباہات کی فراوانیاں تھیں۔ کچھ سلاطین وقت تھے اور کچھ دوسرے درجہ کے منصب دار۔ لیکن سب برزخ کی گہرائیوں میں راہ پیمائی کر رہے ہیں۔ زمین ان کے اوپر مسلط کر دی گئی ہے۔ اس نے ان کا گوشت کھا لیا ہے اور خون پی لیا ہے۔ اب وہ قبر کی گہرائیوں میں ایسے جماد بن گئے ہیں جن میں نمو نہیں ہے اور ایسے گم ہو گئے ہیں کہ ڈھونڈے نہیں مل رہے ہیں۔ نہ ہولناک مصائب کا ورود انھیں خوفزدہ بنا سکتا ہے اور نہ بدلتے حالات انھیں رنجیدہ کر سکتے ہیں۔ نہ انھیں زلزلوں کی پرواہ ہے اور نہ گرج اور کڑک کی اطلاع۔ ایسے غائب ہوئے ہیں کہ ان کا انتظار نہیں کیا جا رہا ہے اور ایسے حاضر ہیں کہ سامنے نہیں آتے ہیں۔ کل سب یکجا تھے اب منتشر ہو گئے ہیں اور سب ایک دوسرے کے قریب تھے اور اب جدا ہو گئے ہیں۔ ان کے حالات کی بے خبری اور ان کے دیار کی خاموشی طول زمان اور بُعد مکان کی بنا پر نہیں ہے بلکہ انھیں موت کا وہ جام پلا دیا گیا ہے جس نے ان کی گویائی کو گونگے پن میں اور ان کی سماعت کو بہرے پن میں اور ان کی حرکات کو سکون میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان کی سرسری تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ جیسے نیند میں بے خبر پڑے ہوں کہ ہمسایے ہیں لیکن ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہیں اور احباب ہیں لیکن ملاقات نہیں کرتے ہیں۔ ان کے درمیان باہمی تعارف کے رشتے بوسیدہ ہو گئے ہیں اور برادری کے اسباب منقطع ہو گئے ہیں۔ اب سب مجتمع ہونے کے باوجود اکیلے ہیں اور دوست ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ نہ کسی رات کی صبح سے آشنا ہیں اور نہ کسی صبح کی شام پہچانتے ہیں۔

دن و رات میں جس ساعت میں بھی دنیا سے گئے ہیں وہی ان کی ابدی ساعت ہے اور دار آخرت کے خطرات کو اس سے زیادہ دیکھ لیا ہے۔

یہ صورت حال کسی سکون اور اطمینان کا اشارہ نہیں ہے بلکہ در اصل انسان کی مدہوشی اور بدحواسی کا اظہار ہے کہ صاحب عقل و شعور بھی جمادات کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ ادھر کے جملہ حالات سے بے خبر ہو گیا ہے لیکن اُدھر کے حالات سے بے خبر نہیں ہے۔ صبح و شام ارواح کے سامنے جہنم پیش کیا جاتا ہے اور بے عمل اور بدکردار انسان ایک نئی مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔

درحقیقت مولائے کائنات نے ان فقرات میں مرنے والوں کے حالات کا ذکر نہیں کیا ہے بلکہ زندہ افراد کو اس صورت حال سے بچانے کا انتظام کیا ہے کہ انسان اس انجام سے باخبر رہے اور چند روزہ دنیا کے بجائے ابدی عاقبت اور آخرت کا انتظام کرے جس سے بہرحال دوچار ہونا ہے اور اس سے فرار کا کوئی امکان نہیں ہے۔!

أَخْضَارِ دَارِهِمْ أَقْطَعَ بَثٍّ عَافُوا، وَرَأَوْا مِنْ آيَـ
بِمَا قَدَّرُوا، فَكِلْتَا الْغَايَتَيْنِ مُدَّتْ لَهُمْ إِلَـ
فَأَتَتْ مَبَالِغَ الْخَوْفِ (فوت) وَالرَّجَاءِ، فَلَوْ كَانُـ
بِهَا لَعَيُّوا بِصِفَةِ مَا شَاهَدُوا وَمَا عَايَنُوا.

وَلَئِنْ عَمِيَتْ آثَارُهُمْ، وَانْقَطَعَتْ أَخْبَارُهُمْ، لَـ
فِيهِمْ أَبْصَارُ الْعِبَرِ، وَسَمِعَتْ عَنْهُمْ آذَانُ الْعُقُولِ، وَ
مِنْ غَيْرِ جِهَاتِ النُّطْقِ، فَقَالُوا: كَلَحَتِ الْوُجُوهُ
وَخَوَتِ الْأَجْسَامُ النَّوَاعِمُ، وَلَبِسْنَا أَهْدَا
وَتَكَاءَدَنَا ضِيقُ الْمَضْجَعِ، وَتَوَارَثْنَا الْوَحْشَةَ، وَ
عَلَيْنَا الرُّبُوعُ الصُّمُوتُ، فَانْمَحَتْ مَحَاسِنُ أَجْـ
وَتَنَكَّرَتْ مَعَارِفُ صُوَرِنَا، وَطَالَتْ فِي مَسَاكِنِ الْـ
إِقَامَتُنَا، وَلَمْ نَجِدْ مِنْ كَرْبٍ فَرَجاً، وَلَا مِنْ ضِيـ
فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ بِعَقْلِكَ، أَوْ كُشِفَ عَنْهُمْ مَحْجُوبُ الْـ
وَقَدِ ارْتَسَخَتْ أَسْمَاعُهُمْ بِالْهَوَامِّ فَاسْتَكَّتْ، وَاكْـ
أَبْصَارُهُمْ بِالتُّرَابِ فَخَسَفَتْ، وَتَقَطَّعَتِ الْـ
فِي أَفْوَاهِهِمْ بَعْدَ ذَلَاقَتِهَا، وَهَمَدَتِ الْـ
صُدُورِهِمْ بَعْدَ يَقَظَتِهَا، وَعَاثَ فِي كُلِّ جَارِحَـ
جَدِيدُ بِلًى سَمَّجَهَا، وَسَهَّلَ طُرُقَ الْآفَـ
مُسْتَسْلِمَاتٍ فَلَا أَيْدٍ تَدْفَعُ، وَلَا قُلُوبٌ تَجْزَعُ، لَـ
أَشْجَانَ قُلُوبٍ، وَأَقْذَاءَ عُيُونٍ، لَهُمْ فِي كُلِّ فَظَا
حَالٍ لَا تَنْتَقِلُ، وَغَمْرَةٌ لَا تَنْجَلِي. فَكَمْ أَكَلَـ
مِنْ عَزِيزِ جَسَدٍ، وَأَنِيقِ لَوْنٍ، كَانَ فِي الدُّنْيَا غَذِيَّ
وَرَبِيبَ شَرَفٍ، يَتَعَلَّلُ بِالسُّرُورِ فِي سَاعَةِ حُزْنِهِ، وَيَـ

[illegible]
[illegible]
[illegible] جائے
کلح - بدہیئت ہو گئے
نواضر - شاداب
خوت - منہدم ہو گئے
اہدام - لباس
تکاودنا - تھکا دیا ہے
تہکمت - گر پڑے
ربوع - مکانات
صموت - خاموش (قبر)
انمحت - فنا ہو گئے
ہوام - کیڑے مکوڑے
استکت - بہرے ہو گئے
خسفت - دھنس گئیں
ذلاقت - روانی
عاث - برباد کر دیا
بلی - فنا
سمج - بدشکل بنا دیا
اشجان - رنج و غم
اقذاء - خس و خاشاک
غمرۃ - شدت
انیق - خوبصورت
غذی - جسے غذا دی جائے
ربیب - پروردہ
یتعلل - مشغول کر لیتے تھے

دنیا میں اندیشہ تھا اور اس کی نشانیوں کو اس سے زیادہ مشاہدہ کر لیا ہے جس کا اندازہ کیا تھا۔ اب اچھے بُرے دونوں طرح کے کھینچ کر آخری منزل تک پہونچا دیا گیا ہے جہاں آخر درجہ کا خوف بھی ہے اور ویسی ہی امید بھی ہے۔ یہ لوگ اگر بولنے کے لائق بھی ان حالات کی توصیف نہیں کر سکتے تھے جن کا مشاہدہ کر لیا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔

اب اگر ان کے آثار گم بھی ہو گئے ہیں اور ان کی خبریں منقطع بھی ہو گئی ہیں تو عبرت کی نگاہیں بہر حال انھیں دیکھ رہی ہیں اور کے کان بہر حال ان کی داستان غم سن رہے ہیں اور وہ زبان کے بغیر بھی بول رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ شاداب چہرے ہو چکے ہیں اور نرم و نازک اجسام مٹی میں مل گئے ہیں۔ بوسیدگی کا لباس زیب تن ہے اور تنگیٔ مرقد نے تھکا ڈالا ہے۔ وحشت دوسرے کی وراثت ہے اور خاموش منزلیں ویران ہو چکی ہیں۔ جسم کے محاسن محو ہو چکے ہیں اور جانی پہچانی صورت بھی ہو گئی ہے۔ منزل وحشت میں قیام طویل ہو گیا ہے اور کسی کرب سے راحت کی امید نہیں ہے اور نہ کسی تنگی میں وسعت کا امکان ہے۔

اب اگر تم اپنی عقلوں سے ان کی تصویر کشی کرو یا تم سے غیب کے پردے اٹھا دئے جائیں اور تم انھیں اس عالم میں دیکھ لو کہ کی وجہ سے ان کی قوت سماعت ختم ہو چکی ہے اور وہ بہرے ہو چکے ہیں اور ان کی آنکھوں میں مٹی کا سرمہ لگا دیا گیا ہے اور وہ چکی ہیں اور زبانیں دہن کے اندر روانی کے بعد ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہیں اور دل سینوں کے اندر بیداری کے بعد سو چکے ہیں اور کو ایک نئی بوسیدگی نے تباہ کر کے بدہیئت بنا دیا ہے اور آفتوں کے راستوں کو ہموار کر دیا ہے کہ اب سب مصائب کے لئے تسلیم ہیں نہ کوئی ہاتھ دفاع کرنے والا ہے اور نہ کوئی دل بے چین ہونے والا ہے ـــ تو یقیناً وہ مناظر دیکھو گے جو دل کو یدہ بنا دیں گے اور آنکھوں میں خس و خاشاک ڈال دیں گے۔ ان غریبوں کے لئے ہر مصیبت میں وہ کیفیت ہے جو بدلتی نہیں اور وہ سختی ہے جو ختم نہیں ہوتی ہے۔

اُف! یہ زمین کتنے عزیز ترین بدن اور حسین ترین رنگ کھا گئی جن کو دولت و راحت کی غذا مل رہی تھی اور جنھیں شرف کی وش میں پالا گیا تھا۔ جو حزن کے اوقات میں بھی مسرت کا سامان کر لیا کرتے تھے اور اگر کوئی مصیبت آن پڑتی تھی تو اپنے عیش کی تازگیوں

امیر المومنینؑ کی تصویر کشی پر ایک لفظ کے بھی اضافہ کی گنجائش نہیں ہے اور ابوتراب سے بہتر زیر زمین کا نقشہ کون کھینچ سکتا ہے۔ بات صرف یہ کہ انسان اس سنگین صورت حال کا اندازہ کرے اور اس تصویر کو اپنی نگاہ عقل و بصیرت میں مجسم بنائے تاکہ اسے اندازہ ہو کہ اس دنیا کی حیثیت و اوقات کیا ہے اور اس کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ زیر زمین خاک کا ڈھیر بن جانے والے کیسی کیسی زندگیاں گذار گئے ہیں اور کس کس طرح کی راحت پسندیوں سے گذر چکے ہیں آج موت ان کی حیثیت کا اقرار کرنے کے لئے تیار نہیں ہے ــ اور قبر ان کے کسی قسم کے احترام کی قائل نہیں ہے۔ یہ تو صرف ایمان و کردار یا صاحب قبر و بارگاہ کے جوار کا اثر ہے کہ انسان فشار قبر اور بوسیدگی جسم سے محفوظ رہ جائے ـــ ورنہ زمین اپنے ٹکڑے کو اصل سے ملا دینے میں کسی کے تکلف سے کام نہیں لیتی ہے۔

السَّلْوَةِ إِذْ مُصِيبَةٌ نَزَلَتْ بِهِ، ضَنّاً بِغَضَارَةِ عَيْشِهِ، وَ
بِلَهْوٍ وَلَعِباً فَبَيْنَا هُوَ يَضْحَكُ إِلَى الدُّنْيَا وَتَضْ
فِي ظِلِّ عَيْشٍ غَفُولٍ إِذْ وَطِئَ الدَّهْرُ بِهِ حَسَكَهُ وَنَقَضَ
قُوَاهُ، وَنَظَرَتْ إِلَيْهِ الْحُتُوفُ مِنْ كَثَبٍ، فَخَالَطَهُ بَثٌّ
وَنَجِيُّ هَمٍّ مَا كَانَ يَجِدُهُ، وَتَوَلَّدَتْ فِيهِ فَتَرَاتُ عِلَلٍ، آنَسَ
بِصِحَّتِهِ. فَفَزِعَ إِلَى مَا كَانَ عَوَّدَهُ الْأَطِبَّاءُ مِنْ تَسْكِ
بِالْقَارِّ، وَتَحْرِيكِ الْبَارِدِ بِالْحَارِّ، فَلَمْ يُطْفِئْ بِبَارِ
حَرَارَةً، وَلَا حَرَّكَ بِحَارٍّ إِلَّا هَيَّجَ بُرُودَةً، وَلَا اعْتَدَلَ
لِتِلْكَ الطَّبَائِعِ إِلَّا أَمَدَّ مِنْهَا كُلَّ ذَاتِ دَاءٍ؛ حَتَّى فَ
وَذَهَلَ مُمَرِّضُهُ، وَتَعَايَا أَهْلُهُ بِصِفَةِ دَائِهِ، وَخَرِ
جَوَابِ السَّائِلِينَ عَنْهُ، وَتَنَازَعُوا دُونَهُ شَجِيَّ خَبَرٍ
فَقَائِلٌ يَقُولُ: هُوَ لِمَا بِهِ، وَمُمَنٍّ لَهُمْ إِيَابَ عَافِيَتِهِ،
لَهُمْ عَلَى فَقْدِهِ، يُذَكِّرُهُمْ أُسَى الْمَاضِينَ مِنْ قَبْلِهِ. فَ
كَذَلِكَ عَلَى جَنَاحٍ مِنْ فِرَاقِ الدُّنْيَا، وَتَرْكِ الْأَحِبَّةِ، إِ
لَهُ عَارِضٌ مِنْ غُصَصِهِ، فَتَحَيَّرَتْ نَوَافِذُ فِطْنَتِهِ، وَيَبِسَتْ
لِسَانِهِ. فَكَمْ مِنْ مُهِمٍّ مِنْ جَوَابِهِ عَرَفَهُ فَعَيَّ عَنْ رَدِّهِ
مُؤْلِمٍ بِقَلْبِهِ سَمِعَهُ فَتَصَامَّ عَنْهُ، مِنْ كَبِيرٍ كَانَ
أَوْ صَغِيرٍ كَانَ يَرْحَمُهُ! وَإِنَّ لِلْمَوْتِ لَغَمَرَاتٍ هِيَ
مِنْ أَنْ تُسْتَغْرَقَ بِصِفَةٍ، أَوْ تَعْتَدِلَ عَلَى عُقُولِ أَهْلِ الدُّنْيَا.

۲۲۲

و من كلامه له ﴿ع﴾

قاله عند تلاوته:

«يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِ
وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ».

إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى جَعَلَ الذِّكْرَ جِلَاءً لِلْقُلُوبِ،

سَلوہ - تسلی
ضَنّ - بخل
غَضارت - وسعت
غَفُول - باعث غفلت
حَسَک - خار دار جھاڑی
حُتوف - موت
کَثَب - قرب
بَثّ - انتشار
نَجی - رازدار
فَترات - کمزوریاں
قارّ - سرد
مُعَلّل - تسکین دینے والا
مُمَرِّض - تیمارداری کرنے والا
تعایا - اظہار عاجزی
اُسیٰ - رنج و غم
غَمَرات - شدائد
غُصَص - اُچھو
فِطنت - ہوشیاری
عَیّ - عاجز ہوگیا
تصامّ - بہرا ہوگیا
جِلاء - روشنی

رہے اور اپنے لہو و لعب پر فریفتہ ہونے کی بنا پر تسلی کا سامان فراہم کر لیا کرتے تھے۔ یہ ابھی غفلت میں ڈال دینے والے عیش کے دنیا کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور دنیا انھیں دیکھ کر ہنس رہی تھی کہ اچانک زمانہ نے انھیں کانٹوں کی طرح روند دیا اور روزگار کا سارا زور توڑ دیا۔ موت کی نظریں قریب سے ان پر پڑنے لگیں اور انھیں ایسے رنج میں مبتلا کر دیا جس کا اندازہ بھی نہ تھا اور کا شکار ہو گئے جس کا کوئی سابقہ بھی نہ تھا۔ ابھی وہ صحت سے مانوس تھے کہ ان میں مرض کی کمزوریاں پیدا ہو گئیں اور انھوں نے اسباب کی پناہ ڈھونڈنا شروع کر دی جن کا اطبا نے عادی بنا دیا تھا کہ گرم کا سرد سے علاج کریں اور سردی میں گرم دوا کی پیدا کریں لیکن سرد دواؤں نے حرارت کو اور بھڑکا دیا اور گرم دوا نے حرکت کے بجائے برودت میں اور ہیجان پیدا کیا اور کسی مناسب طبیعت دوا سے اعتدال نہیں پیدا ہوا بلکہ اس نے مرض کو اور طاقت بخش دی ۔ یہاں تک کہ تیمار دار ۔ست ہو گئے اور علاج کرنے والے غفلت برتنے لگے ۔ گھر والے مرض کی حالت بیان کرنے سے عاجز آ گئے اور مزاج پرسی کرنے والوں کے جواب سے خاموشی اختیار کر لی اور دردناک خبر کو چھپانے کے لئے آپس میں اختلاف کرنے لگے ۔ ایک کہنے لگا کہ جو ہے وہ ہے ۔ دوسرے نے امید دلائی کہ صحت پلٹ آئے گی ۔ تیسرے نے موت پر صبر کی تلقین شروع کر دی اور گذشتہ لوگوں کے مصائب یاد دلانے لگا۔

ابھی وہ اسی عالم میں دنیا کے فراق اور احباب کی جدائی کے لئے پر تول رہا تھا کہ اس کے گلے میں ایک پھندہ پڑ گیا جس سے اس کی فہانت و ہوشیاری پریشانی کا شکار ہو گئی اور زبان کی رطوبت خشکی میں تبدیل ہو گئی ۔ کتنے ہی مبہم سوالات تھے جن کے جوابات اسے معلوم تھے لیکن بیان سے عاجز تھا اور کتنی ہی دردناک آوازیں ان کے کان سے ٹکرا رہی تھیں جن کے سننے سے بہرہ ہو گیا تھا وہ آوازیں کسی بزرگ کی تھیں جن کا احترام کیا کرتا تھا یا ان بچوں کی تھیں جن پر رحم کیا کرتا تھا لیکن موت کی سختیاں ایسی ہی ہیں جو اپنی شدت میں بیان کی حدوں میں نہیں آسکتی ہیں اور اہل دنیا کی عقلوں کے اندازوں پر پوری نہیں اتر سکتی ہیں۔

۲۲۲۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے آیت کریمہ "یسبح لہ فیہا بالغدو والآصال رجال...." "ان گھروں میں صبح و شام تسبیح پروردگار کرنے والے وہ افراد ہیں جنھیں تجارت اور کاروبار یاد خدا سے غافل نہیں بنا سکتا ہے ۔ کی تلاوت کے موقع پر ارشاد فرمایا:)

پروردگار نے اپنے ذکر کو دلوں کے لئے صیقل قرار دیا ہے جس کی بنا پر وہ بہرے پن کے بعد سننے لگتے ہیں اور

ہائے وہ بیکسی کا عالم کہ نہ مرنے والا دردِ دل کی ترجمانی کر سکتا ہے اور نہ رہ جانے والے اس کے کسی درد کا علاج کر سکتے ہیں۔ جب کہ دونوں آمنے سامنے زندہ موجود ہیں تو اس کے بعد کسی سے کیا توقع رکھی جائے جب ایک موت کی آغوش میں سو جائے گا اور دوسرا کنج لحد کے حالات سے بھی بے خبر ہو جائے گا اور اسے مرنے والے کے حالات کی بھی اطلاع نہ ہو گی۔

کیا یہ صورت حال اس امر کی دعوت نہیں دیتی ہے کہ انسان اس دنیا سے عبرت حاصل کرے اور اہل دنیا پر اعتماد کرنے کے بجائے اپنے ایمان و کردار اور اولیاء الٰہی کی نصرت و حمایت حاصل کرنے پر توجہ دے کہ اس کے علاوہ کوئی سہارا نہیں ہے

بِهِ بَعْدَ الْوَقْرَةِ، وَ تُبْصِرُ بِهِ بَعْدَ الْعَشْوَةِ، وَ تَنْقَادُ بِهِ بَ
الْمُعَانَدَةِ، وَ مَا بَرِحَ لِلَّهِ - عَزَّتْ آلاؤُهُ - فِي الْبُرْهَةِ بَعْدَ الْبُ
وَ فِي أَزْمَانِ الْفَتَرَاتِ، عِبَادٌ نَاجَاهُمْ فِي فِكْرِهِمْ، وَ كَلَّمَهُ
ذَاتِ عُقُولِهِمْ، فَاسْتَصْبَحُوا بِنُورِ يَقَظَةٍ فِي الْأَبْصَارِ وَ الْأَسْمَ
وَ الْأَفْئِدَةِ، يُذَكِّرُونَ بِأَيَّامِ اللَّهِ، وَ يُخَوِّفُونَ مَقَامَهُ، بِ
الْأَدِلَّةِ فِي الْفَلَوَاتِ (القلوب). مَنْ أَخَذَ الْقَصْدَ حَمِدُوا إِلَيْهِ طَ
وَ بَشَّرُوهُ بِالنَّجَاةِ، وَ مَنْ أَخَذَ يَمِيناً وَ شِمَالاً ذَمُّوا إِلَيْهِ الطَّ
وَ حَذَّرُوهُ مِنَ الْهَلَكَةِ، وَ كَانُوا كَذَلِكَ مَصَابِيحَ تِلْكَ الظُّلُ
وَ أَدِلَّةَ تِلْكَ الشُّبُهَاتِ. وَ إِنَّ لِلذِّكْرِ لَأَهْلاً أَخَذُوهُ مِنَ الدُّ
بَدَلاً، فَلَمْ تَشْغَلْهُمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَنْهُ①، يَقْطَعُونَ بِهِ أَيَّ
الْحَيَاةِ، وَ يَهْتِفُونَ بِالزَّوَاجِرِ عَنْ مَحَارِمِ اللَّهِ، فِي أَسْمَ
الْغَافِلِينَ، وَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ وَ يَأْتَمِرُونَ بِهِ، وَ يَنْهَوْنَ عَ
الْمُنْكَرِ وَ يَتَنَاهَوْنَ عَنْهُ، فَكَأَنَّمَا قَطَعُوا الدُّنْيَا إِلَى الْآخِ
وَ هُمْ فِيهَا، فَشَاهَدُوا مَا وَرَاءَ ذَلِكَ، فَكَأَنَّمَا اطَّلَعُوا غُيُوبَ أَهْ
الْبَرْزَخِ فِي طُولِ الْإِقَامَةِ فِيهِ، وَ حَقَّقَتِ الْقِيَامَةُ عَلَيْهِمْ عِدَاتِهَ
فَكَشَفُوا غِطَاءَ ذَلِكَ لِأَهْلِ الدُّنْيَا، حَتَّى كَأَنَّهُمْ يَرَوْنَ مَ
يَرَى النَّاسُ، وَ يَسْمَعُونَ مَا لَا يَسْمَعُونَ. فَلَوْ مَثَّلْتَهُمْ لِعَقْ
فِي مَقَاوِمِهِمُ الْمَحْمُودَةِ، وَ مَجَالِسِهِمُ الْمَشْهُودَةِ، وَ قَ
نَشَرُوا دَوَاوِينَ أَعْمَالِهِمْ، وَ فَرَغُوا لِمُحَاسَبَةِ أَنْفُسِهِمْ عَ
كُلِّ صَغِيرَةٍ وَ كَبِيرَةٍ أُمِرُوا بِهَا فَقَصَّرُوا عَنْهَا، أَوْ نُهُوا عَ
فَفَرَّطُوا فِيهَا، وَ حَمَّلُوا ثِقَلَ أَوْزَارِهِمْ ظُهُورَهُمْ، فَضَ
عَنِ الِاسْتِقْلَالِ بِهَا فَنَشَجُوا نَشِيجاً، وَ تَجَاوَبُوا نَحِيباً، يَعِجُّ
إِلَى رَبِّهِمْ مِنْ مَقَامِ نَدَمٍ وَ اعْتِرَافٍ، لَرَأَيْتَ أَعْلَامَ هُدًى، وَ مَصَا
دُجًى، قَدْ حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ، وَ تَنَزَّلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِي
وَ فُتِحَتْ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَ أُعِدَّتْ لَهُمْ مَقَاعِدُ الْكَرَامَا

وقرہ - بہرہ پن
عشوہ - ضعف بصر
برہہ - طویل مدت
فترات - اوقات مہلت
عدات - وعدے
مقاوم - مقامات
دواوین - جمع دیوان (نامۂ اعمال)
اوزار - جمع وزر (بوجھ)
نشجوا - ہچکیاں بندھ گئیں
نحیب - گریہ
عج - فریاد

① اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اہل ذکر کاروبار حیات سے بالکل الگ رہتے ہیں اور صرف مصلیٰ پر بیٹھ کر تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔ کہ یہ بات دین الٰہی کے مزاج کے خلاف ہے اور اسلام اس قسم کے تقدس اور اس طرح کی رہبانیت کو برداشت نہیں کرسکتا ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ یہ افراد ایسے اثر والے ہیں کہ انھیں کوئی کاروبار یاد خدا سے غافل نہیں کرسکتا ہے اور یہ کاروبار حیات میں بھی یاد خدا پر ایسی نگاہ رکھتے ہیں کہ جیسے ہی اذان کی آواز کانوں میں آتی ہے۔ کاروبار بند کرکے یاد خدا کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور پھر جب نماز تمام ہوجاتی ہے تو دوبارہ رزق خدا کی تلاش میں نکل پڑتے ہیں (سورۂ جمعہ)

سے سماعت کے بعد دیکھنے لگتے ہیں اور عناد اور ضد کے بعد مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں اور خدائے عزوجل (جس کی نعمتیں عظیم و جلیل ہیں) کے لئے ہر دور میں اور ہر عہد فترت میں ایسے بندے رہے ہیں جن سے اس نے ان کے افکار کے ذریعہ راز دارانہ گفتگو کی ہے اور ان کی عقلوں کے وسیلہ سے ان سے کلام کیا ہے اور انھوں نے اپنی بصارت، سماعت اور فکر کی بیداری کے نور سے روشنی حاصل کی ہے۔ انھیں اللہ کے مخصوص دنوں کی یاد عطا کی گئی ہے اور وہ اس کی عظمت سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ ان کی مثال بیابانوں کے راہنماؤں جیسی ہے کہ جو صحیح راستہ پر چلتا ہے اس کی روش کی تعریف کرتے ہیں اور اسے نجات کی بشارت دیتے ہیں اور جو داہنے بائیں چلا جاتا ہے اس کے راستہ کی مذمت کرتے ہیں اور اسے ہلاکت سے ڈراتے ہیں اور اسی انداز سے یہ ظلمتوں کے چراغ اور شبہات کے رہنما ہیں۔

بیشک ذکر خدا کے بھی کچھ اہل ہیں جنھوں نے اسے ساری دنیا کا بدل قرار دیا ہے اور اب انھیں تجارت یا خرید و فروخت اس ذکر سے غافل نہیں کر سکتی ہے (۱)۔ یہ اس کے سہارے زندگی کے دن کاٹتے ہیں اور غافلوں کے کانوں میں محرمات سے روکنے والی آوازیں داخل کر دیتے ہیں۔ لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور خود بھی اسی پر عمل کرتے ہیں۔ برائیوں سے روکتے ہیں اور خود بھی باز رہتے ہیں۔ گویا انھوں نے دنیا میں رہ کر آخرت تک کا فاصلہ طے کر لیا ہے اور پس پردۂ دنیا جو کچھ ہے سب دیکھ لیا ہے اور گویا کہ انھوں نے برزخ کے طویل و عریض زمانہ کے مخفی حالات پر اطلاع حاصل کر لی ہے اور گویا کہ قیامت نے ان کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کر دیا ہے اور انھوں نے اہل دنیا کے لئے اس پردہ کو اٹھا دیا ہے کہ اب وہ ان چیزوں کو دیکھ رہے ہیں جنھیں عام لوگ نہیں دیکھ سکتے ہیں اور ان آوازوں کو سن رہے ہیں جنھیں دوسرے لوگ نہیں سن سکتے ہیں۔ اگر تم اپنی عقل سے ان کی اس تصویر کو تیار کرو جو ان کے قابل تعریف مقامات اور قابل حضور مجالس کی ہے ــ جہاں انھوں نے اپنے اعمال کے دفتر پھیلائے ہوئے ہیں اور اپنے ہر چھوٹے بڑے عمل کا حساب دینے کے لئے تیار ہیں جن کا حکم دیا گیا تھا اور ان میں کوتاہی ہو گئی ہے یا جن سے روکا گیا تھا اور تقصیر ہو گئی ہے اور اپنی پشت پر تمام اعمال کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں لیکن اٹھانے کے قابل نہیں ہیں اور اب روتے روتے ہچکیاں بندھ گئی ہیں اور ایک دوسرے کو رو رو کر اس کے سوال کا جواب دے رہے ہیں اور ندامت اور اعتراف گناہ کے ساتھ پروردگار کی بارگاہ میں فریاد کر رہے ہیں ــ تو وہ تمھیں ہدایت کے نشان اور تاریکی کے چراغ نظر آئیں گے جن کے گرد ملائکہ کا گھیرا ہوگا اور ان پر پروردگار کی طرف سے سکون و اطمینان کا مسلسل نزول ہوگا اور ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے گئے ہوں گے اور کرامتوں کی منزلیں مہیا کر دی گئی ہوں گی۔

(۱) ان حقائق کا صحیح اظہار وہی انسان کر سکتا ہے جو یقین کی اس آخری منزل پر فائز ہو جس کے بعد خود یہ اعلان کرتا ہو کہ اب اگر پردے ہٹا بھی دئے جائیں تو یقین میں کسی طرح کا اضافہ نہیں ہو سکتا ہے۔

اور حقیقت امر یہ ہے کہ اسلام میں اہل ذکر صرف صاحبان علم و فضل کا نام نہیں ہے بلکہ ذکر الٰہی کا اہل ان افراد کو قرار دیا گیا ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی آخری منزل پر ہوں اور آخرت کو اپنی نگاہوں سے دیکھ کر ساری دنیا کو راہ و چاہ سے آگاہ کر رہے ہوں۔ ملائکہ مقربین ان کے گرد گھیرے ڈالے ہوں لیکن اس کے بعد بھی عظمت و جلال الٰہی کے تصور سے اپنے اعمال کو بے قیمت سمجھ کر لرز رہے ہوں اور مسلسل اپنی کوتاہیوں کا اقرار کر رہے ہوں۔!

فِي مَقْعَدٍ (مقام) اطَّلَعَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ فِيهِ، فَرَضِيَ سَعْيَهُمْ، وَحَمِدَ مَقَامَهُمْ. يَتَنَسَّمُونَ بِدُعَائِهِ رَوْحَ التَّجَاوُزِ. رَهَائِنُ فَاقَةٍ إِلَى فَضْلِهِ، وَأُسَارَى ذِلَّةٍ لِعَظَمَتِهِ، جَرَحَ طُولُ الْأَسَى قُلُوبَهُمْ وَطُولُ الْبُكَاءِ عُيُونَهُمْ. لِكُلِّ بَابِ رَغْبَةٍ إِلَى اللَّهِ مِنْهُمْ يَدٌ قَارِعَةٌ (قارعة)، يَسْأَلُونَ مَنْ لَا تَضِيقُ لَدَيْهِ الْمَنَادِحُ، وَلَا يَخِيبُ عَلَيْهِ الرَّاغِبُونَ.

فَحَاسِبْ نَفْسَكَ لِنَفْسِكَ، فَإِنَّ غَيْرَهَا مِنَ الْأَنْفُسِ لَهَا حَسِيبٌ غَيْرُكَ.[1]

۲۲۳

و من كلام له (عليه السلام)

قاله عند تلاوته:

«يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ»

أَدْحَضُ مَسْؤُولٍ حُجَّةً، وَأَقْطَعُ مُغْتَرٍّ مَعْذِرَةً، لَقَدْ أَبْرَحَ جَهَالَةً بِنَفْسِهِ.

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ، مَا جَرَّأَكَ عَلَى ذَنْبِكَ، وَمَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ، وَمَا أَنَّسَكَ بِهَلَكَةِ نَفْسِكَ؟ أَمَا مِنْ دَائِكَ بُلُولٌ، أَمْ لَيْسَ مِنْ نَوْمَتِكَ يَقَظَةٌ؟ أَمَا تَرْحَمُ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَرْحَمُ مِنْ غَيْرِكَ؟ فَلَرُبَّمَا تَرَى الضَّاحِيَ مِنْ حَرِّ الشَّمْسِ فَتُظِلُّهُ، أَوْ تَرَى الْمُبْتَلَى بِأَلَمٍ يُمِضُّ جَسَدَهُ فَتَبْكِي رَحْمَةً لَهُ! فَمَا صَبَّرَكَ عَلَى دَائِكَ، وَجَلَّدَكَ عَلَى مُصَابِكَ، وَعَزَّاكَ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى نَفْسِكَ وَهِيَ أَعَزُّ الْأَنْفُسِ عَلَيْكَ! وَكَيْفَ لَا يُوقِظُكَ خَوْفُ بَيَاتِ نِقْمَةٍ، وَقَدْ تَوَرَّطْتَ بِمَعَاصِيهِ مَدَارِجَ سَطَوَاتِهِ! فَتَدَاوَ مِنْ دَاءِ الْفَتْرَةِ فِي قَلْبِكَ بِعَزِيمَةٍ، وَمِنْ كَرَى الْغَفْلَةِ فِي نَاظِرِكَ بِيَقَظَةٍ، وَكُنْ لِلَّهِ مُطِيعاً، وَبِذِكْرِهِ آنِساً، وَتَمَثَّلْ فِي حَالِ تَوَلِّيكَ عَنْهُ إِقْبَالَهُ عَلَيْكَ، يَدْعُوكَ إِلَى عَفْوِهِ، وَيَتَغَمَّدُكَ بِفَضْلِهِ، وَأَنْتَ مُتَوَلٍّ عَنْهُ إِلَى غَيْرِهِ. فَتَعَالَى مِنْ قَوِيٍّ مَا أَكْرَمَهُ (الحكمة)! وَتَوَاضَعْتَ مِنْ ضَعِيفٍ مَا أَجْرَأَكَ عَلَى مَعْصِيَتِهِ! وَأَنْتَ فِي كَنَفِ سِتْرِهِ مُقِيمٌ، وَفِي سَعَةِ فَضْلِهِ مُتَقَلِّبٌ، فَلَمْ يَمْنَعْكَ فَضْلَهُ، وَلَمْ يَهْتِكْ عَنْكَ

يَتَنَسَّمُونَ ۔ سانس لیتے ہیں
رَہائن ۔ رہن شدہ
اُسَاریٰ ۔ قیدی
اَسیٰ ۔ رنج و غم
قارِعَہ ۔ کھٹکھٹانے والا
مَنادِح ۔ وسعتیں
اَدْحَض ۔ بالکل بیکار
اَقْطَع ۔ بالکل بعید
اَبْرَح ۔ حیرت انگیز ہوگیا
بُلُول ۔ شفا
ضاحی ۔ آفتاب زدہ
یمض ۔ تکلیف دے رہا ہے
جلّدک ۔ صابر بنا دیا ہے
تورّطت ۔ گڑھے میں گر پڑا ہے
کَریٰ ۔ اونگھ
تمثّل ۔ تصور کر
تولّی ۔ پیٹھ پھیرنا
کَنَف ۔ پہلو ۔ زیر سایہ

[1] یوں تو امیر المومنینؑ کا ہر فقرہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے لیکن انسانی سماجیات میں اس سے زیادہ حسین فقرہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انسان صرف اپنے نفس کا حساب کرے اور دوسروں کی فکر چھوڑ دے کہ ان کا حساب کرنے والا موجود ہے آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ سماج کا سارا عیب یہی ہے کہ ہر شخص دوسرے کا حساب کرنا چاہتا ہے اور اپنے حساب سے یکسر غافل رہتا ہے اور یہیں سے فساد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے ۔

مقام پر جہاں مالک کی نگاہ کرم ان کی طرف ہو اور وہ ان کی سعی سے راضی ہو اور ان کی منزل کی تعریف کر رہا ہو۔ وہ مالک کو پکارنے کی فرحت سے بخشش کی ہواؤں میں سانس لیتے ہوں۔ اس کے فضل و کرم کی احتیاج کے ہاتھوں رہن ہوں اور اس کی عظمت کے سامنے ذلت کے اسیر ہوں۔ غم و اندوہ کے طول زمان نے ان کے دلوں کو مجروح کر دیا ہو اور مسلسل گریہ نے ان کی آنکھوں کو زخمی کر دیا ہو۔ مالک کی طرف رغبت کے ہر دروازہ کو کھٹکھٹا رہے ہوں اور اس سے سوال کر رہے ہوں جس کے جود و کرم کی وسعتوں میں تنگی نہیں آتی ہے اور جس کی طرف رغبت کرنے والے کبھی مایوس نہیں ہوتے ہیں۔

دیکھو اپنی بھلائی کے لئے خود اپنے نفس کا حساب کرو کہ دوسروں کے نفس کا حساب کرنے والا کوئی اور ہے (۱)

۲۲۳۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جسے آیت شریفہ "ما غرک بربک الکریم..." [اے انسان تجھے خدائے کریم کے بارے میں کس شے نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے؟] کے ذیل میں ارشاد فرمایا ہے:)

دیکھو یہ انسان جس سے یہ سوال کیا گیا ہے وہ اپنی دلیل کے اعتبار سے کس قدر کمزور ہے اور اپنے فریب خوردہ ہونے کے اعتبار سے کس قدر ناقص معذرت کا حامل ہے۔ یقیناً اس نے اپنے نفس کو جہالت کی سختیوں میں مبتلا کر دیا ہے۔

اے انسان! سچ بتا۔ تجھے کس شے نے گناہوں کی جرأت دلائی ہے اور کس چیز نے پروردگار کے بارے میں دھوکہ میں رکھا ہے اور کس امر نے نفس کی ہلاکت پر بھی مطمئن بنا دیا ہے۔ کیا تیرے اس مرض کا کوئی علاج اور تیرے اس خواب کی کوئی بیداری نہیں ہے اور کیا اپنے نفس پر اتنا بھی رحم نہیں کرتا ہے جتنا دوسروں پر کرتا ہے کہ جب کبھی آفتاب کی حرارت میں کسی کو تپتا دیکھتا ہے تو سایہ کر دیتا ہے یا کسی کو درد و رنج میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کے حال پر رونے لگتا ہے تو آخر کس شے نے تجھے خود اپنے مرض پر صبر دلا دیا ہے اور اپنی مصیبت پر سامان سکون فراہم کر دیا ہے اور اپنے نفس پر رونے سے روک دیا ہے جب کہ وہ تجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ اور کیوں راتوں رات عذاب الٰہی کے نازل ہو جانے کا تصور تجھے بیدار نہیں رکھتا ہے جب کہ تو اس کی نافرمانیوں کی بنا پر اس کے قہر و غلبہ کی راہ میں پڑا ہوا ہے۔

ابھی غنیمت ہے کہ اپنے دل کی سستی کا عزم راسخ سے علاج کر لے اور اپنی آنکھوں میں غفلت کی نیند کا بیداری سے مداوا کر لے۔ اللہ کا اطاعت گذار بن جا۔ اس کی یاد سے انس حاصل کر اور اس امر کا تصور کر کہ کس طرح وہ تیرے دوسروں کی طرف منہ موڑ لینے کے باوجود وہ تیری طرف متوجہ رہتا ہے۔ تجھے معافی کی دعوت دیتا ہے۔ اپنے فضل و کرم میں ڈھانپ لیتا ہے حالانکہ تو دوسروں کی طرف رخ کئے ہوئے ہے۔ بلند و بالا ہے وہ صاحب قوت جو اس قدر کرم کرتا ہے اور ضعیف و ناتواں ہے تو انسان جو اس کی معصیت کی اس قدر جرأت رکھتا ہے جب کہ اسی کے عیب پوشی کے ہمسایہ میں مقیم ہے اور اسی کے فضل و کرم کی وسعتوں میں کروٹیں بدل رہا ہے۔ وہ نہ اپنے فضل و کرم کو تجھ سے روکتا ہے اور نہ تیرے پردۂ راز کو فاش کرتا ہے۔

(۱) حقیقت امر یہ ہے کہ انسان آخرت کی طرف سے بالکل غفلت کا مجسمہ بن گیا ہے کہ دنیا میں کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ پاتا ہے اور اس کی داد رسی کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور آخرت میں پیش آنے والے خود اپنے مصائب کی طرف سے بھی یکسر غافل ہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی آفتاب محشر کے سایہ اور گرمی حساب کی کا انتظام نہیں کرتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات اس کا مذاق بھی اڑاتا ہے۔ انا للہ ....

سِتْرَهُ، بَلْ لَمْ تَخْلُ مِنْ لُطْفِهِ مَطْرِفَ عَيْنٍ فِي نِعْمَةٍ يُحْدِثُهَا لَكَ،
أَوْ سَيِّئَةٍ يَسْتُرُهَا عَلَيْكَ، أَوْ بَلِيَّةٍ يَصْرِفُهَا عَنْكَ. فَمَا ظَنُّكَ بِهِ
لَوْ أَطَعْتَهُ! وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ هٰذِهِ الصِّفَةَ كَانَتْ فِي مُتَّفِقَيْنِ
فِي الْقُوَّةِ، مُتَوَازِيَيْنِ فِي الْقُدْرَةِ، لَكُنْتَ أَوَّلَ حَاكِمٍ عَلَىٰ
نَفْسِكَ بِذَمِيمِ الْأَخْلَاقِ، وَمَسَاوِي الْأَعْمَالِ. وَحَقّاً أَقُولُ
مَا الدُّنْيَا غَرَّتْكَ، وَلٰكِنْ بِهَا اغْتَرَرْتَ، وَلَقَدْ كَاشَفَتْكَ الْعِظَاتِ،
وَآذَنَتْكَ عَلَىٰ سَوَاءٍ، وَلَهِيَ بِمَا تَعِدُكَ مِنْ نُزُولِ الْبَلَاءِ
بِجِسْمِكَ، وَالنَّقْصِ (النَّقْضِ) فِي قُوَّتِكَ أَصْدَقُ وَأَوْفَىٰ مِنْ أَنْ
تَكْذِبَكَ، أَوْ تَغُرَّكَ. وَلَرُبَّ نَاصِحٍ لَهَا عِنْدَكَ مُتَّهَمٌ، وَصَادِقٍ
مِنْ خَبَرِهَا مُكَذَّبٌ. وَلَئِنْ تَعَرَّفْتَهَا فِي الدِّيَارِ الْخَاوِيَةِ،
وَالرُّبُوعِ الْخَالِيَةِ، لَتَجِدَنَّهَا مِنْ حُسْنِ تَذْكِيرِكَ، وَبَلَاغِ
مَوْعِظَتِكَ، بِمَحَلَّةِ الشَّفِيقِ عَلَيْكَ، وَالشَّحِيحِ بِكَ. وَلَنِعْمَ
دَارُ مَنْ لَمْ يَرْضَ بِهَا دَاراً، وَمَحَلُّ مَنْ لَمْ يُوَطِّنْهَا مَحَلّاً.
وَإِنَّ السُّعَدَاءَ بِالدُّنْيَا غَداً هُمُ الْهَارِبُونَ مِنْهَا الْيَوْمَ.

إِذَا رَجَفَتِ الرَّاجِفَةُ، وَحَقَّتْ بِجَلَائِلِهَا الْقِيَامَةُ،
وَلَحِقَ بِكُلِّ مَنْسَكٍ أَهْلُهُ، وَبِكُلِّ مَعْبُودٍ عَبَدَتُهُ،
وَبِكُلِّ مُطَاعٍ أَهْلُ طَاعَتِهِ، فَلَمْ يُجْزَ فِي عَدْلِهِ
وَقِسْطِهِ يَوْمَئِذٍ خَرْقُ بَصَرٍ فِي الْهَوَاءِ، وَلَا هَمْسُ
قَدَمٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا بِحَقِّهِ، فَكَمْ حُجَّةٍ يَوْمَ ذَاكَ دَاحِضَةٍ،
وَعَلَائِقِ عُذْرٍ مُنْقَطِعَةٍ!

فَتَحَرَّ مِنْ أَمْرِكَ مَا يَقُومُ بِهِ عُذْرُكَ، وَتَثْبُتُ بِهِ حُجَّتُكَ،
وَخُذْ مَا يَبْقَىٰ لَكَ مِمَّا لَا تَبْقَىٰ لَهُ، وَتَيَسَّرْ لِسَفَرِكَ،
وَشِمْ بَرْقَ النَّجَاةِ، وَارْحَلْ مَطَايَا التَّشْمِيرِ.

٢٢٤

ومن كلام له (عليه السلام)

يتبرأ من الظلم

وَاللّٰهِ لَأَنْ أَبِيتَ عَلَىٰ حَسَكِ السَّعْدَانِ مُسَهَّداً، أَوْ أُجَرَّ

عظات - مواعظ
آذنتک - باخبر کردیا ہے
تعرفت - طلب معرفت کرے
لم یوطنها - اسے وطن نہ بنائے
راجفہ - زلزلہ
حقت - ثابت ہوجائے
منسک - عبادت گاہ
علائق - جمع علاقہ
تحر - بہترین امر کی تلاش کرو
شم - نظر کرو
رحل - سامان سفر بار کرلیا
تشمیر - تیاری
... اہلبیت علیہم السلام کا
... تربیت کہ انسان میں ذمہ داری
... احساس پیدا کرادیا جائے اور
... خود اپنے اعمال و کردار کے
... میں مجرم قرار دیا جائے تاکہ اسے
... اندازہ ہو کہ اگر ایسا برتاؤ کوئی
... میرے ساتھ کرتا تو میرا
... عمل کیا ہوتا اور میں یہی برتاؤ
... اپنے مالک کے ساتھ کر رہا ہوں اور
... بھی اپنے کو مسلمان اور مومن
... تصور کر رہا ہوں۔ کیا یہی عدل و
... انسانیت کا تقاضہ ہے اور کیا یہی
... انسان مسلمان، مومن اور
... شریف و عزیز بن جاتا ہے

تو پلک جھپکنے کے برابر بھی اس کی مہربانیوں سے خالی نہیں ہے۔ کبھی نئی نئی نعمتیں عطا کرتا ہے۔ کبھی برائیوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور کبھی بلاؤں کو رد کر دیتا ہے جب کہ تو اس کی معصیت کر رہا ہے تو سوچ اگر تو اطاعت کرتا تو کیا ہوتا؟

خدا گواہ ہے کہ اگر یہ برتاؤ دو برابر کی قوت و قدرت والوں کے درمیان ہوتا اور تو دوسرے کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتا تو تو خود ہی سب سے پہلے اپنے نفس کے بداخلاق اور بدعمل ہونے کا فیصلہ کر دیتا لیکن افسوس! (۵۱)

میں سچ کہتا ہوں کہ دنیا نے تجھے دھوکہ نہیں دیا ہے تو نے دنیا سے دھوکہ کھایا ہے۔ اس نے تو نصیحتوں کو کھول کر سامنے رکھ دیا ہے اور تجھے ہر چیز سے برابر سے آگاہ کیا ہے۔ اس نے جسم پر جن نازل ہونے والی بلاؤں کا وعدہ کیا ہے اور قوت میں جس کمزوری کی خبر دی ہے۔ اس میں وہ بالکل سچی اور وفائے عہد کرنے والی ہے۔ نہ جھوٹ بولنے والی ہے اور نہ دھوکہ دینے والی۔ بلکہ بہت سے اس کے بارے میں نصیحت کرنے والے ہیں جو تیرے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں اور سچ سچ بولنے والے ہیں جو تیری نگاہ میں جھوٹے ہیں۔

اگر تو نے اسے گرے پڑے مکانات اور غیر آباد منزلوں میں پہچان لیا ہوتا تو دیکھتا کہ وہ اپنی یاد دہانی اور بلیغ ترین نصیحت میں تجھ پر کس قدر مہربان ہے اور تیری تباہی کے بارے میں کس قدر بخل سے کام لیتی ہے۔

یہ دنیا اس کے لئے بہترین گھر ہے جو اس کو گھر بنانے سے راضی نہ ہو۔ اور اس کے لئے بہترین وطن ہے جو اسے وطن بنانے پر آمادہ نہ ہو۔ اس دنیا کے رہنے والوں میں کل کے دن نیک بخت وہی ہوں گے جو آج اس سے گریز کرنے پر آمادہ ہوں۔

دیکھو جب زمین کو زلزلہ آ جائے گا اور قیامت اپنی عظیم مصیبتوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے گی اور ہر عبادت گاہ کے ساتھ اس کے عبادت گذار۔ ہر معبود کے ساتھ اس کے بندے اور ہر قابل اطاعت کے ساتھ اس کے مطیع و فرمانبردار ملحق کر دئے جائیں گے تو کوئی ہوا میں شگاف کرنے والی نگاہ اور زمین پر پڑنے والے قدم کی آہٹ ایسی نہ ہوگی جس کا عدل و انصاف کے ساتھ پورا بدلہ نہ دے دیا جائے۔ اس دن کتنی ہی دلیلیں ہوں گی جو بیکار ہو جائیں گی اور کتنے ہی معذرت کے رشتے ہوں گے جو کٹ کے رہ جائیں گے۔

لہٰذا مناسب ہے کہ ابھی سے ان چیزوں کو تلاش کر لو جن سے عذر قائم ہو سکے اور ... جس دنیا میں تم کو نہیں رہنا ہے اس میں سے وہ لے لو جس کو تمہارے ساتھ رہنا ہے۔ سفر کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ نجات کی روشنی کی چمک دیکھ لو اور آمادگی کی سواریوں پر سامان بار کر لو۔

۲۲۴۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں ظلم سے برائت و بیزاری کا اظہار فرمایا گیا ہے)

خدا گواہ ہے کہ میرے لئے سعدان کی خاردار جھاڑی پر جاگ کر رات گذار لینا یا زنجیروں میں قید ہو کر کھینچا جانا اس امر سے زیادہ عزیز ہے

فِي الْأَغْلَالِ مُصَفَّداً، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَلْ
وَرَسُولَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ظَالِماً لِبَعْضِ
وَغَاصِباً لِشَيْءٍ مِنَ الْحُطَامِ، وَكَيْفَ أَظْلِمُ أَحَ
يُسْرِعُ إِلَى الْبِلَى قُفُولُهَا، وَيَطُولُ فِي الثَّرَى حُلُولُهَ
وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ عَقِيلاً وَقَدْ أَمْلَقَ حَتَّى اسْ
مِنْ بُرِّكُمْ صَاعاً، وَرَأَيْتُ صِبْيَانَهُ شُعْثَ الشُّ
الْأَلْوَانِ، مِنْ فَقْرِهِمْ، كَأَنَّمَا سُوِّدَتْ وُجُوهُهُمْ بِ
وَعَاوَدَنِي مُؤَكِّداً، وَكَرَّرَ عَلَيَّ الْقَوْلَ مُرَدِّداً فَ
إِلَيْهِ سَمْعِي، فَظَنَّ أَنِّي أَبِيعُهُ دِينِي، وَأَتَّبِعُ
مُفَارِقاً طَرِيقَتِي، فَأَحْمَيْتُ لَهُ حَدِيدَةً، ثُمَّ أَ
مِنْ جِسْمِهِ لِيَعْتَبِرَ بِهَا، فَضَجَّ ضَجِيجَ ذِي دَنَفٍ مِ
وَكَادَ أَنْ يَحْتَرِقَ (يحرق) مِنْ مِيسَمِهَا، فَقُلْتُ لَهُ
الثَّوَاكِلُ يَا عَقِيلُ! أَتَئِنُّ مِنْ حَدِيدَةٍ أَحْمَاهَا
لِلَعِبِهِ، وَتَجُرُّنِي إِلَى نَارٍ سَجَرَهَا جَبَّارُهَا لِ
أَتَئِنُّ مِنَ الْأَذَى وَلَا أَئِنُّ مِنْ لَظَى؟! وَأَعْجَبُ مِ
طَارِقٌ طَرَقَنَا بِمَلْفُوفَةٍ فِي وِعَائِهَا، وَمَعْجُونَةٍ شَ
كَأَنَّمَا عُجِنَتْ بِرِيقِ حَيَّةٍ أَوْ قَيْئِهَا، فَقُلْتُ: أَصِ
زَكَاةٌ، أَمْ صَدَقَةٌ؟ فَذَلِكَ مُحَرَّمٌ عَلَيْنَا أَهْلَ الْ
فَقَالَ: لَا ذَا وَلَا ذَاكَ، وَلٰكِنَّهَا هَدِيَّةٌ. فَقُلْتُ: هَ
الْهَبُولُ! أَعَنْ دِينِ اللّٰهِ أَتَيْتَنِي لِتَخْدَعَنِي؟ أَمُ
أَنْتَ أَمْ ذُو جِنَّةٍ، أَمْ تَهْجُرُ؟ وَاللّٰهِ لَوْ أُعْطِيتُ الْأَ
السَّبْعَةَ بِمَا تَحْتَ أَفْلَاكِهَا، عَلَى أَنْ أَعْصِيَ اللّٰهَ فِي
أَسْلُبُهَا جُلْبَ (غلمة) شَعِيرَةٍ مَا فَعَلْتُهُ، وَإِنَّ دُنْ
عِنْدِي لَأَهْوَنُ مِنْ وَرَقَةٍ فِي فَمِ جَرَادَةٍ تَقْضَمُهَا مَ
وَلِنَعِيمٍ يَفْنَى، وَلَذَّةٍ لَا تَبْقَى! نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ سُ

سعدان - جھاڑی
مسہد - بیدار
مصفد - قیدی
قفول - پلٹنا
املق - فقیر ہو گیا
استماح - طلب عطیہ کیا
شعث - پراگندہ
عظلم - نیل کا رنگ
قیاد - مہار
دنف - مرض
میسم - داغنے کا آلہ
ثکلتک - گریہ کریں
شنئتہا - برا سمجھا
صلۃ - عطیہ
ہبلتک - گریہ کریں
ہبول - رونے والی
مختبط - خبط الحواس
ذوجنۃ - دیوانہ
تہجر - ہذیان بک رہا ہے
جلب - چھلکا
تقضمہا - دانت سے توڑ رہی ہو

(۱) اس شخص سے مراد اشعث بن قیس ہے جو اپنے دور کا اصل المنافقین تھا اور حضرت کے کردار سے اس قدر بے خبر تھا کہ رشوت دے کر آپ کو معاویہ کی صف میں کھڑا کرنا چاہتا تھا۔

روز قیامت پروردگار سے اس عالم میں ملاقات کروں کہ کسی بندہ پر ظلم کر چکا ہوں یا دنیا کے کسی معمولی مال کو غصب کیا ہو بھلا میں کسی شخص پر بھی اس نفس کے لئے کس طرح ظلم کروں گا جو فنا کی طرف بہت جلد پلٹنے والا ہے اور زمین کے اندر بہت دنوں تک رہنے والا ہے۔

خدا کی قسم میں نے عقیل[1] کو خود دیکھا ہے کہ انھوں نے فقر و فاقہ کی بنا پر تمہارے حصۂ گندم میں سے تین کیلو کا مطالبہ کیا تھا اور میں نے دیکھا کہ ان کے بچوں کے بال غربت کی بنا پر پراگندہ ہو چکے تھے اور ان کے چہروں کے رنگ یوں بدل چکے تھے جیسے انھیں تیل چھڑک کر سیاہ بنایا گیا ہو اور انھوں نے مجھ سے بار بار تقاضا کیا اور مکرر اپنے مطالبہ کو دہرایا تو میں نے ان کی طرف کان دھر دیئے اور وہ یہ سمجھے کہ شائد میں دین بیچنے اور اپنے راستہ کو چھوڑ کر ان کے مطالبہ پر چلنے کے لئے تیار ہو گیا ہوں۔ لیکن میں نے ان کے لئے ایک لوہا گرم کرایا اور پھر ان کے جسم کے قریب لے گیا تا کہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ انھوں نے لوہا دیکھ کر یوں فریاد شروع کر دی جیسے کوئی بیمار اپنے درد و الم سے فریاد کرتا ہو اور قریب تھا کہ ان کا جسم اس کے داغ دینے سے جل جائے۔ تو میں نے کہا رونے والیاں آپ کے غم میں روئیں اے عقیل! آپ اس لوہے سے فریاد کر رہے ہیں جسے ایک انسان نے فقط ہنسی مذاق میں تپایا ہے اور آپ مجھے اس آگ کی طرف کھینچ رہے ہیں جسے خدائے جبار نے اپنے غضب کی بنیاد پر بھڑکایا ہے۔ آپ اذیت سے فریاد کریں اور میں جہنم سے فریاد نہ کروں۔

اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایک رات ایک شخص[2] (اشعث بن قیس) میرے پاس شہد میں گندھا ہوا حلوہ برتن میں رکھ کر لایا جو مجھے اس قدر ناگوار تھا جیسے سانپ کے تھوک یا قے سے گوندھا گیا ہو۔ میں نے پوچھا کہ یہ کوئی انعام ہے یا زکوٰۃ یا صدقہ جو ہم اہلبیت پر حرام ہے؟ ۔ اس نے کہا کہ یہ کچھ نہیں ہے۔ یہ فقط ایک ہدیہ ہے! میں نے کہا کہ پسر مردہ عورتیں تجھ کو روئیں۔ تو دین خدا کے راستہ سے آکر مجھے دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے یا تو پاگل ہو گیا ہے یا ہذیان بک رہا ہے۔ آخر ہے کیا؟

خدا گواہ ہے کہ اگر مجھے ہفت اقلیم کی حکومت تمام زیر آسمان دولتوں کے ساتھ دے دی جائے اور مجھ سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ میں کسی چیونٹی پر صرف اس قدر ظلم کروں کہ اس کے منہ سے اس چھلکے کو چھین لوں جو وہ چبا رہی ہے تو ہرگز ایسا نہیں کر سکتا ہوں۔ یہ تمہاری دنیا میری نظر میں اس پتی سے زیادہ بے قیمت ہے جو کسی ٹڈی کے منہ میں ہو اور وہ اسے چبا رہی ہو۔

بھلا علیؑ کو ان نعمتوں سے کیا واسطہ جو فنا ہو جانے والی ہیں اور اس لذت سے کیا تعلق جو باقی رہنے والی نہیں ہے۔ میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے

[1] جناب عقیل آپ کے بڑے بھائی اور حقیقی بھائی تھے لیکن اس کے باوجود آپ نے یہ عادلانہ برتاؤ کر کے واضح کر دیا کہ دین الٰہی میں رشتہ و قرابت کا گذر نہیں ہے۔ دین کا ذمہ دار وہی شخص ہو سکتا ہے جو مالِ خدا کو مالِ خدا تصور کرے اور اس مسئلہ میں کسی طرح کی رشتہ داری اور تعلق کو شامل نہ کرے۔

[2] امیرالمومنینؑ کے کردار کا وہ نمایاں امتیاز ہے جس کا اندازہ دوست اور دشمن دونوں کو تھا اور کوئی بھی اس معرفت سے بیگانہ نہ تھا۔

الْعَقْلِ، وَقُبْحِ الزَّلَلِ، وَ بِهِ نَسْتَعِينُ.

٢٢٥
و من دعاء له (ع)
يلتجىء الى الله أن يغنيه

اَللّٰهُمَّ صُنْ وَجْهِي بِالْيَسَارِ، وَ لَا تَبْذُلْ جَاهِي
بِالْإِقْتَارِ، فَأَسْتَرْزِقَ طَالِبِي رِزْقِكَ (رفدك)، وَ أَسْ
شِرَارَ خَلْقِكَ، وَ أُبْتَلَى بِحَمْدِ مَنْ أَعْطَانِي، وَ أُفْ
بِذَمِّ مَنْ مَنَعَنِي، وَ أَنْتَ مِنْ وَرَاءِ ذٰلِكَ كُ
الْإِعْطَاءِ وَ الْمَنْعِ، «إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ».

٢٢٦
و من خطبة له (ع)
في التنفير من الدنيا

دَارٌ بِالْبَلَاءِ مَحْفُوفَةٌ، وَ بِالْغَدْرِ مَعْرُوفَةٌ، لَا تَدُومُ أَحْ
وَ لَا يَسْلَمُ نُزَّالُهَا.

أَحْوَالٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَ تَارَاتٌ مُتَصَرِّفَةٌ، الْعَيْشُ فِيهَا مَ
وَالْأَمَانُ مِنْهَا مَعْدُومٌ، وَ إِنَّمَا أَهْلُهَا فِيهَا أَغْرَاضٌ مُسْ
تَرْمِيهِمْ بِسِهَامِهَا، وَ تُفْنِيهِمْ بِحِمَامِهَا.

وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللّٰهِ أَنَّكُمْ وَ مَا أَنْتُمْ فِيهِ مِنْ هٰذِهِ الدُّنْيَا
سَبِيلِ مَنْ قَدْ مَضَىٰ قَبْلَكُمْ، مِمَّنْ كَانَ أَطْوَلَ مِنْكُمْ أَعْمَاراً، وَ
دِيَاراً، وَ أَبْعَدَ آثَاراً، أَصْبَحَتْ أَصْوَاتُهُمْ هَامِدَةً، وَ رِيَاحُهُمْ رَا
وَ أَجْسَادُهُمْ بَالِيَةً، وَ دِيَارُهُمْ خَالِيَةً، وَ آثَارُهُمْ عَافِيَةً. فَا
بِالْقُصُورِ الْمُشَيَّدَةِ، وَالنَّمَارِقِ الْمُمَهَّدَةِ، الصُّخُورَ وَ الْأَحْ
الْمُسَنَّدَةَ، وَالْقُبُورَ اللَّاطِئَةَ الْمُلْحَدَةَ، الَّتِي قَدْ بُنِيَ عَلَى الْخَ
فِنَاؤُهَا، وَ شُيِّدَ بِالتُّرَابِ بِنَاؤُهَا، فَمَحَلُّهَا مُقْتَرِبٌ، وَ سَاكِنُهَا مُ
بَيْنَ أَهْلِ مَحَلَّةٍ مُوحِشِينَ، وَ أَهْلِ فَرَاغٍ مُتَشَاغِلِينَ، لَا يَسْتَ
بِالْأَوْطَانِ، وَ لَا يَتَوَاصَلُونَ تَوَاصُلَ الْجِيرَانِ، عَلَىٰ مَا بَ

یسار ۔ مالداری
اقتار ۔ غربت و افلاس
نزّال ۔ نازل ہونے والے
متصرفہ ۔ بدلنے والے
مشیدہ ۔ جس کا قصد کیا جائے
حمام ۔ موت
راکدہ ۔ ٹھہری ہوئی
نمارق ۔ مسند
لاطئہ ۔ چپکی ہوئی
ملحدہ ۔ جس کے اندر لحد بنا دی جائے
فناء ۔ صحن

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مال و دولت کی انسانی دنیا میں کوئی حقیقت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود غربت ایک ایسی بلا ہے جو انسان کے دین اور دنیا دونوں کو خطرہ میں ڈال دیتی ہے۔ دنیا میں انسان کا وقار اور اعتبار ختم ہو جاتا ہے اور آخرت میں غیر مستحق کی مدح یا نہ دینے والے کی مذمت کی بنا پر عذاب الٰہی کا حقدار ہو جاتا ہے۔ دولت انسان کو متکبر بناتی ہے لیکن اس کے بعد بھی انسان اپنے دروازہ پر "ھذا من فضل ربی" کا بورڈ لگا دیتا ہے لیکن غربت عدل الٰہی پر اعتراض کرنے پر آمادہ کر دیتی ہے اور اس طرح انسان سرحد اسلام سے باہر نکل جاتا ہے۔ گویا دولت باغی و طاغی بناتی ہے اور غربت کافر و بیدین اور انسان کا فرض ہے کہ دونوں ہی سے ہوشیار رہے اور خدا کی پنا

سی سے مدد کا طلبگار ہوں۔

۲۲۵۔آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس میں پروردگار سے بے نیازی کا مطالبہ کیا گیا ہے)

خدایا۔ میری آبرو کو مالداری کے ذریعہ محفوظ فرما اور میری منزلت کو غربت کی بنا پر نگاہوں سے نہ گرنے دینا کہ مجھے تجھ سے مانگنے والوں سے مانگنا پڑے یا تیری بدترین مخلوقات سے رحم کی درخواست کرنا پڑے اور اس کے بعد میں ہر عطا کرنے والے کی تعریف کروں اور ہر انکار کرنے والے کی مذمت میں مبتلا ہو جاؤں جب کہ ان سب کے پس پردہ عطا و انکار دونوں کا اختیار تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

۲۲۶۔آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں دنیا سے نفرت دلائی گئی ہے)

یہ ایک ایسا گھر ہے جو بلاؤں میں گھرا ہوا ہے اور اپنی غداری میں مشہور ہے۔ نہ اس کے حالات کو دوام ہے اور نہ اس میں نازل ہونے والوں کے لئے سلامتی ہے۔

اس کے حالات مختلف اور اس کے اطوار بدلنے والے ہیں۔ اس میں پُر کیف زندگی قابل مذمت ہے اور اس میں امن و امان کا دور دور پتہ نہیں ہے۔ اس کے باشندے وہ نشانے ہیں جن پر دنیا اپنے تیر چلاتی رہتی ہے اور اپنی موت کے سہارے انہیں فنا کے گھاٹ اتارتی رہتی ہے۔

بندگان خدا! یاد رکھو اس دنیا میں تم اور جو کچھ تمہارے پاس ہے سب کا وہی راستہ ہے جس پر پہلے والے چل چکے ہیں جنکی عمریں تم سے زیادہ طویل اور جن کے علاقے تم سے زیادہ آباد تھے۔ ان کے آثار بھی دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ لیکن اب ان کی آوازیں دب گئی ہیں ان کی ہوائیں اکھڑ گئی ہیں۔ ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے ہیں ان کے مکانات خالی ہو گئے ہیں اور ان کے آثار مٹ گئے ہیں۔ وہ مستحکم قلعوں اور بچھی ہوئی مسندوں کو پتھروں اور رچنی ہوئی سلوں اور زمین کے اندر لحد والی قبروں میں تبدیل کر چکے ہیں جن کے صحنوں کی بنیاد تباہی پر قائم ہے اور جن کی عمارت مٹی سے مضبوط کی گئی ہے۔ ان قبروں کی جگہیں تو قریب قریب ہیں لیکن ان کے رہنے والے سب ایک دوسرے سے غریب اور اجنبی ہیں۔ ایسے لوگوں کے درمیان ہیں جو بوکھلائے ہوئے ہیں اور یہاں کے کاموں سے فارغ ہو کر وہاں کی فکر میں مشغول ہو گئے ہیں۔ نہ اپنے وطن سے کوئی انس رکھتے ہیں اور نہ اپنے ہمسایوں سے کوئی ربط رکھتے ہیں۔

یہ فقرات بعینہ اسی طرح امام زین العابدینؑ کی مکارم اخلاق میں بھی پائے جاتے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اہلبیتؑ کا کردار اور ان کا بیان ہمیشہ ایک انداز کا ہوتا ہے اور اس میں کسی طرح کا اختلاف و انتشار نہیں ہوتا ہے۔

اس خطبہ میں دنیا کے حسب ذیل خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے: ۱۔ یہ مکان بلاؤں میں گھرا ہوا ہے ۲۔ اس کی غداری معروف ہے ۳۔ اس کے حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں ۴۔ اس کی زندگی کا انجام موت ہے ۵۔ اس کی زندگی قابل مذمت ہے ٦۔ اس میں امن و امان نہیں ہے ۷۔ اس کے باشندے بلاؤں اور مصیبتوں کا ہدف ہیں۔

مِنْ قُرْبِ الْجِوَارِ، وَ دُنُوِّ الدَّارِ. وَ كَيْفَ يَكُونُ بَيْنَهُمْ
وَ قَدْ طَحَنَهُمْ بِكَلْكَلِهِ الْبِلَى، وَ أَكَلَتْهُمُ الْجَنَادِلُ
وَ كَأَنْ قَدْ صِرْتُمْ إِلَى مَا صَارُوا إِلَيْهِ، وَارْتَهَنَكُمْ ذٰلِكَ الْـ
وَ ضَمَّكُمْ ذٰلِكَ الْمُسْتَوْدَعُ. فَكَيْفَ بِكُمْ لَوْ تَنَاهَتْ بِكُمُ الْأُ
وَ بُعْثِرَتِ الْقُبُورُ: «هُنَالِكَ تَبْلُو كُلُّ نَفْسٍ مَا أَسْلَفَتْ
إِلَى اللّٰهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ، وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ». لـه

٢٢٧

و من دعاء له (ع)

يلجأ فيه إلى الله ليهديه إلى الرشاد

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ آنَسُ الْآنِسِينَ لِأَوْلِيَائِكَ، وَ أَحْضَرُهُمْ بِـ
لِلْمُتَوَكِّلِينَ عَلَيْكَ. تُشَاهِدُهُمْ فِي سَرَائِرِهِمْ، وَ تَطَّلِعُ عَـ
فِي ضَمَائِرِهِمْ، وَ تَعْلَمُ مَبْلَغَ بَصَائِرِهِمْ. فَأَسْرَارُهُمْ لَكَ مَكْـ
وَ قُلُوبُهُمْ إِلَيْكَ مَلْهُوفَةٌ. إِنْ أَوْحَشَتْهُمُ الْغُرْبَةُ آنَسَهُمْ ذِ
وَ إِنْ صُبَّتْ عَلَيْهِمُ الْمَصَائِبُ لَجَؤُوا إِلَى الْاِسْتِجَارَ
عِلْماً بِأَنَّ أَزِمَّةَ الْأُمُورِ بِيَدِكَ، وَ مَصَادِرَهَا عَنْ قَضَائِكَ.
اَللّٰهُمَّ إِنْ فَهِهْتُ عَنْ مَسْأَلَتِي، أَوْ عَمِيتُ عَنْ طِـ
فَدُلَّنِي عَلَى مَصَالِحِي، وَ خُذْ بِقَلْبِي إِلَى مَرَاشِدِي، فَـ
ذٰلِكَ بِنُكْرٍ مِنْ هِدَايَاتِكَ، وَ لَا بِبِدْعٍ مِنْ كِفَايَاتِكَ.
اَللّٰهُمَّ احْمِلْنِي عَلَى عَفْوِكَ، وَ لَا تَحْمِلْنِي عَلَى عَدْلِكَ.

٢٢٨

و من كلام له (ع)

يريد به بعض اصحابه

لِلّٰهِ بِلَادُ (بَلَاءُ) فُلَانٍ، فَلَقَدْ قَوَّمَ الْأَوَدَ، وَ دَاوَى
وَ أَقَامَ السُّنَّةَ، وَ خَلَّفَ الْفِتْنَةَ! ذَهَبَ نَقِيَّ الثَّوْبِ، قَلِيلَ الْـ

كلكل - سینہ
بلی - بوسیدگی
جنادل - پتھر
ثری - خاک
بعثرت - باہر نکال لے گئے
تبلو - آزمایا جائے گا
آنس - سب سے زیادہ انس رکھنے والا
ملہوفہ - نگراں
فہہت - عاجز ہوگیا
طلبہ - مطلوب
مراشد - مقامات صلاح و فلاح
نکر - عجیب و غریب
بدع - جدید
قوم - سیدھا کر دیا
اود - کجی
عمد - مرض
خلف - پیچھے چھوڑ گیا

ف: امام زین العابدینؑ سے کہا گیا کہ حسن بصری کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ ہلاک ہونے والے کے بارے میں تعجب نہیں کہ کیسے ہلاک ہوگیا۔ نجات پانے والے کے بارے میں تعجب ہے کہ کیسے نجات پا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا فلسفہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہمیں تعجب ہلاک ہونے والے پر ہوتا ہے کہ رحمت خدا کی بے پناہ وسعتوں کے باوجود کس طرح ہلاک ہوگیا۔

(کے) بالکل قرب و جوار اور نزدیک ترین دیار میں ہیں ۔ اور ظاہر ہے کہ اب ملاقات کا کیا امکان ہے جب کہ بوسیدگی نے انھیں (اپنے) سینے سے دبا کر پیس ڈالا ہے اور پتھروں اور مٹی نے انھیں کھا کر برابر کر دیا ہے اور گویا کہ اب تم بھی وہیں پہونچ گئے ہو (جہاں) وہ پہونچ چکے ہیں اور تمھیں بھی اسی قبر نے گرو رکھ لیا ہے اور اسی امانت گاہ نے جکڑ لیا ہے۔

سوچو اس وقت کیا ہوگا جب تمھارے تمام معاملات آخری حد کو پہونچ جائیں گے اور دوبارہ قبروں سے نکال لیا جائے گا۔ (اس) وقت ہر نفس اپنے اعمال کا خود محاسبہ کرے گا اور سب کو مالک برحق کی طرف پلٹا دیا جائے گا اور کسی کی کوئی افترا پردازی کام (آنے) والی نہ ہوگی۔ (۱)

۲۲۷ ۔ آپ کی دعا کا ایک حصہ

(جس میں نیک راستے کی ہدایت کا مطالبہ کیا گیا ہے)

پروردگار تو اپنے دوستوں کے لئے تمام انس فراہم کرنے والوں سے زیادہ سبب انس اور تمام اپنے اوپر بھروسہ (کر)نے والوں کے لئے سب سے زیادہ حاجت روائی کے لئے حاضر ہے۔ تو ان کے پوشیدہ امور پر نگاہ رکھتا ہے۔ ان کے (اسرا)ر پر اطلاع رکھتا ہے اور ان کی بصیرتوں کی آخری حدوں کو بھی جانتا ہے۔ ان کے اسرار تیرے لئے روشن اور ان کے قلوب (تیری) بارگاہ میں فریادی ہیں۔ جب غربت انھیں متوحش کرتی ہے تو تیری یاد انس کا سامان فراہم کر دیتی ہے اور جب مصائب ان پر (نا)زل دئے جاتے ہیں تو وہ تیری پناہ تلاش کر لیتے ہیں اس لئے کہ انھیں اس بات کا علم ہے کہ تمام معاملات کی زمام تیرے ہاتھ (میں) ہے اور تمام امور کا فیصلہ تیری ہی ذات سے صادر ہوتا ہے۔

خدایا اگر میں اپنے سوالات کو پیش کرنے سے عاجز ہوں اور مجھے اپنے مطالبات کی راہ نظر نہیں آتی ہے تو تو میرے مصالح (کی) رہنمائی فرما اور میرے دل کو ہدایت کی منزلوں تک پہونچا دے کہ یہ بات تیری ہدایتوں کے لئے کوئی انوکھی نہیں ہے اور تیری (حاج)ت روائیوں کے سلسلہ میں کوئی نرالی نہیں ہے۔

خدایا میرے معاملات کو اپنے عفو و کرم پر محمول کرنا اور عدل و انصاف پر محمول نہ کرنا۔

۲۲۸ ۔ آپ کا ارشاد گرامی

(جس میں اپنے بعض اصحاب کا تذکرہ فرمایا ہے)

اللہ فلاں شخص کا بھلا کرے کہ اس نے کجی کو سیدھا کیا اور مرض کا علاج کیا۔ سنت کو قائم کیا اور فتنوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔ (و)یسے اس عالم میں گیا کہ اس کا لباس حیات پاکیزہ تھا اور اس کے عیب بہت کم تھے۔

(ا)بن ابی الحدید نے ساتویں صدی ہجری میں یہ انکشاف کیا کہ ان فقرات میں فلاں سے مراد حضرت عمر ہیں اور پھر اس کی وضاحت میں ۲ صفحے سیاہ کر ڈالے حالانکہ (اس) کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ سید رضیؒ کے دور کے نسخوں میں اس کا کوئی تذکرہ ہے اور پھر اسلامی دنیا کے سربراہ کی تعریف کے لئے لفظ فلاں کے کوئی معنی نہیں (ہیں)۔ خطبہ شقشقیہ میں لفظ فلاں کا امکان ہے لیکن مدح میں لفظ فلاں عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے۔ اس لفظ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کسی ایسے صحابی کا (تذ)کرہ ہے جسے عام لوگ برداشت نہیں کر سکتے ہیں اور امیر المومنینؑ اس کی تعریف ضروری تصور فرماتے ہیں۔

أَصَابَ خَبَرَهَا، وَ سَبَقَ ثَمَرَهَا. أَلَا إِنَّ اللَّهِ طَ
وَاتَّقَاهُ بِحَقِّهِ، وَحَلَّ وَتَرَكَهُمْ فِي طَرِيقٍ مُ
لَا يَهْتَدِي بِهَا الضَّالُّ، وَلَا يَسْتَيْقِنُ الْمُهْتَدِي.

٢٢٩

و من كلام له (عليه السلام)

في وصف بيعته بالخلافة

قال الشريف: و قد تقدم مثله بألفاظ مختلفة.

وَ بَسَطْتُمْ يَدِي فَكَفَفْتُهَا، وَ مَدَدْتُمُوهَا فَقَ
ثُمَّ تَدَاكَكْتُمْ عَلَيَّ تَدَاكَّ الْإِبِلِ الْهِيمِ عَلَى حِيَ
يَوْمَ وِرْدِهَا، حَتَّى انْقَطَعَتِ النَّعْلُ، وَ سَقَطَ ا
وَ وُطِئَ الضَّعِيفُ، وَ بَلَغَ مِنْ سُرُورِ النَّاسِ بِ
إِيَّايَ أَنِ ابْتَهَجَ بِهَا الصَّغِيرُ، وَ هَدَجَ إِلَيْهَا الْكَ
وَ تَحَامَلَ نَحْوَهَا الْعَلِيلُ، وَ حَسَرَتْ إِلَيْهَا الْكِعَابُ. [1]

٢٣٠

و من خطبة له (عليه السلام)

في مقاصد أخرى

فَإِنَّ تَقْوَى اللَّهِ مِفْتَاحُ سَدَادٍ، وَ ذَخِيرَةُ مَ
وَ عِتْقٌ مِنْ كُلِّ مَلَكَةٍ، وَ نَجَاةٌ مِنْ كُلِّ هَلَكَةٍ، بِ
يَنْجَحُ الطَّالِبُ، وَ يَنْجُو الْهَارِبُ، وَ تُنَالُ الرَّغَائِبُ.

فضل العمل

فَاعْمَلُوا وَ الْعَمَلُ يُرْفَعُ، وَ التَّوْبَةُ تَنْفَعُ، وَالدُّعَاءُ يُسْ
وَالْحَالُ هَادِئَةٌ، وَالْأَقْلَامُ جَارِيَةٌ. وَ بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ عُ
نَاكِساً، أَوْ مَرَضاً حَابِساً، أَوْ مَوْتاً خَالِساً. فَإِنَّ الْمَوْتَ هَ
لَذَّاتِكُمْ، وَ مُكَدِّرُ شَهَوَاتِكُمْ، وَ مُبَاعِدُ طِيَّاتِكُمْ. زَائِرٌ
مَحْبُوبٌ (محجوب) وَ قِرْنٌ غَيْرُ مَغْلُوبٍ، وَ وَاتِرٌ غَيْرُ مَطْ
قَدْ أَعْلَقَتْكُمْ حَبَائِلُهُ، وَ تَكَنَّفَتْكُمْ غَوَائِلُهُ، وَ أَقْصَ

شعب - شاخ در شاخ
الکتم - ٹوٹ پڑے
ہیم - پیاسے
ہدج - آہستہ آہستہ چل کر آگیا
حسرت - نقاب الٹ دی
کعاب - دوشیزہ عورتیں
ناکس - الٹی
حابس - مانع عمل
خالس - اچک لینے والا
طیات - منازل سفر
قرن - کفو
واتر - جنایت کار
حبائل - جال
غوائل - جھکانے

(1) قرآن مجید نے امامت کو سیار
بیان کیا تھا کہ عہد الٰہی ظالمین تک
نہیں جا سکتا ہے - گویا کہ عہدہ خود
حقدار کی تلاش میں رہتا ہے -
اور عہدہ کے لئے بے چین نہیں رہتا
اور نہ جوڑ توڑ اور ساز ش میں مبتلا
ہے -
امیرالمومنینؑ نے اپنی اسی حیثیت
اعلان کیا ہے جو عالم اسلام میں
اور کو حاصل نہیں ہو سکی ہے -

دنیا کے خیر کو حاصل کر لیا اور اس کے شر سے آگے بڑھ گیا۔ اللہ کی اطاعت کا حق ادا کر دیا اور اس سے مکمل طور پر خوفزدہ رہ۔ دنیا سے اس عالم میں رخصت ہوا کہ لوگ متفرق راستوں پر تھے جہاں نہ گمراہ ہدایت پا سکتا تھا اور نہ ہدایت یافتہ یقین تک جا سکتا تھا۔

۲۲۹۔ آپ کا ارشاد گرامی

(اپنی بیعت خلافت کے بارے میں)

تم نے بیعت کے لئے میری طرف ہاتھ پھیلانا چاہا تو میں نے روک لیا اور اسے کھینچنا چاہا تو میں نے سمیٹ لیا۔ لیکن اس کے بعد تم طرح مجھ پر ٹوٹ پڑے جس طرح پانی پینے کے دن پیاسے اونٹ تالاب پر گر پڑتے ہیں۔ یہاں تک کہ میری جوتی کا تسمہ ٹ گیا اور عبا کاندھے سے گر گئی اور کمزور افراد کچل گئے۔ تمہاری خوشی کا یہ عالم تھا کہ بچوں نے خوشیاں منائیں۔ بوڑھے لڑاتے ہوئے قدموں سے آگے بڑھے۔ بیمار اٹھتے بیٹھتے پہونچ گئے اور میری بیعت کے لئے نوجوان لڑکیاں بھی پردہ باہر نکل آئیں۔ (۵۹)

۲۳۰۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

یقیناً تقویٰ الٰہی ہدایت کی کلید اور آخرت کا ذخیرہ ہے۔ ہر گرفتاری سے آزادی اور ہر تباہی سے نجات کا ذریعہ ہے۔ اس کے سے طلبگار کامیاب ہوتے ہیں۔ عذاب سے فرار کرنے والے نجات پاتے ہیں اور بہترین مطالب حاصل ہوتے ہیں۔

لہٰذا عمل کرو کہ ابھی اعمال بلند ہو رہے ہیں اور توبہ فائدہ مند ہے اور دعا سنی جا رہی ہے۔ حالات پرسکون ہیں۔ قلم اعمال چل رہا ہے۔ اپنے اعمال کے ذریعہ آگے بڑھ جاؤ جو الٹے پاؤں چل رہی ہے اور اس مرض سے جو اعمال سے روک دیتا ہے اور اس موت سے جو اچانک جھپٹ لیتی ہے۔ اس لئے کہ موت تمہاری لذتوں کو فنا کر دینے والی۔ تمہاری خواہشات کو بدمزہ کر دینے والی اور تمہاری منزلوں کو دور کر دینے والی ہے۔ وہ ایسی زائر ہے جسے کوئی پسند نہیں کرتا ہے اور ایسی مقابل ہے جو مغلوب نہیں ہوتی ہے اور ایسی قاتل ہے جس سے خوں بہا کا مطالبہ نہیں ہوتا ہے۔ اس نے اپنے پھندے تمہارے گلوں میں ڈال رکھے ہیں اور اس کی ہلاکتوں نے تمہیں گھیرے میں لے لیا ہے اور اس کے تیروں نے تمہیں نشانہ بنا لیا ہے۔

کہ کس قدر فرق ہے اس بیعت میں جس کے لئے بوڑھے بچے عورتیں سب گھر سے نکل آئے اور کمال اشتیاق میں صاحب منصب کی بارگاہ کی طرف دوڑ پڑے اور اس بیعت میں جس کے لئے بنت رسولؐ کے دروازہ میں آگ لگائی گئی۔ نفس رسولؐ کے گلے میں رسی کا پھندہ ڈال کر گھر سے نکالا گیا اور صحابۂ کرام کو زدو کوب کیا گیا۔

کیا ایسی بیعت کو بھی اسلامی بیعت کہا جا سکتا ہے اور ایسے انداز کو بھی جواز خلافت کی دلیل بنایا جا سکتا ہے؟ امیر المومنینؑ نے اپنی بیعت کا تذکرہ اسی لئے فرمایا ہے کہ صاحبان عقل و شعور اور ارباب عدل و انصاف بیعت کے معنی کا ادراک کر سکیں اور ظلم و جور، جبر و استبداد کو بیعت کا نام نہ دے سکیں اور نہ اسے جواز حکومت کی دلیل بنا سکیں۔

مَعَابِلُهُ وَ عَظُمَتْ فِيكُمْ سَطْوَتُهُ، وَ تَتَابَعَتْ عَلَيْكُمْ عَـ
وَ قَلَّتْ عَنْكُمْ نَبْوَتُهُ فَيُوشِكُ أَنْ تَغْشَاكُمْ دَوَاجِي ظُـ
وَ احْتِدَامُ عِلَلِهِ، وَ حَنَادِسُ غَمَرَاتِهِ، وَ غَوَاشِي سَكَرَا
وَ أَلِيمُ إِرْهَاقِهِ، وَ دُجُوُّ أَطْبَاقِهِ، وَ جُشُوبَةُ مَذَاقِـ
فَكَأَنْ قَدْ أَتَاكُمْ بَغْتَةً فَأَسْكَتَ نَجِيَّكُمْ، وَ فَرَّقَ نَدِ
وَ عَفَّى آثَارَكُمْ، وَ عَطَّلَ دِيَارَكُمْ، وَ بَعَثَ وُرَّاثَكُمْ، يَقْـ
تُرَاثَكُمْ، بَيْنَ حَمِيمٍ خَاصٍّ لَمْ يَنْفَعْ، وَ قَرِيبٍ مَحْزُونٍ لَمْ يَمْـ
وَ آخَرَ شَامِتٍ لَمْ يَجْزَعْ.

فضل الجد

فَعَلَيْكُمْ بِالْجِدِّ وَالِاجْتِهَادِ، وَالتَّأَهُّبِ وَالِاسْتِـ
وَالتَّزَوُّدِ فِي مَنْزِلِ الزَّادِ، وَ لَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْـ
كَمَا غَرَّتْ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ الْمَاضِيَةِ، وَالْـ
الْخَالِيَةِ، الَّذِينَ احْتَلَبُوا دِرَّتَهَا، وَ أَصَابُوا غِـ
وَ أَفْنَوْا عِدَّتَهَا، وَ أَخْلَقُوا جِدَّتَهَا، وَ أَصْبَحَتْ مَسَاكِـ
أَجْدَاثاً، وَ أَمْوَالُهُمْ مِيرَاثاً، لَا يَعْرِفُونَ مَنْ أَتَـ
وَ لَا يَحْفِلُونَ مَنْ بَكَاهُمْ، وَ لَا يُجِيبُونَ مَنْ دَعَـ
فَاحْذَرُوا الدُّنْيَا فَإِنَّهَا غَدَّارَةٌ غَرَّارَةٌ خَدُوعٌ مُـ
مَنُوعٌ، مُلْبِسَةٌ نَزُوعٌ، لَا يَدُومُ رَخَاؤُهَا، وَ لَا يَـ
عَنَاؤُهَا، وَ لَا يَرْكُدُ بَلَاؤُهَا.

وَ مِنْهَا فِي صِفَةِ الزُّهَّادِ: كَانُوا قَوْماً مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَ لَـ
مِنْ أَهْلِهَا، فَكَانُوا فِيهَا كَمَنْ لَيْسَ مِنْهَا، عَمِلُوا فِـ
بِمَا يُبْصِرُونَ، وَ بَادَرُوا فِيهَا مَا يَحْذَرُونَ، تَقَلَّبُ أَبْدَانُـ
بَيْنَ ظَهْرَانَيْ أَهْلِ الْآخِرَةِ، وَ يَرَوْنَ أَهْلَ الدُّنْـ
يُعَظِّمُونَ مَوْتَ أَجْسَادِهِمْ وَ هُمْ أَشَدُّ إِعْظَاماً لِـ
قُلُوبِ أَحْيَائِهِمْ.

- معابل ـ جمع معبلہ ـ طویل عریض تیر
- عدوہ ـ تعدی
- نَبوہ ـ وار کا اچٹ جانا
- یوشک ـ قریب ہے
- تغشاکم ـ تم پر غالب آجائے
- دواجی ـ جمع داجیہ ـ تاریک
- ظُلل ـ جمع ظُلّہ ـ بادل
- احتدام ـ شدت
- حنادس ـ جمع حندس ـ انتہائی تاریکی
- غمرات ـ شدائد
- ارہاق ـ اچانک دبوچ لینا
- دجو ـ تاریکی
- اطباق ـ جمع طبق ـ تہ بہ تہ
- جشوبہ ـ بدمزگی
- نجی ـ ہمراز
- ندی ـ ہمنشین
- عفیٰ الآثار ـ آثار مٹا دیے
- تراث ـ میراث
- حمیم ـ دوست
- درّہ ـ دودھ
- غِرّہ ـ غفلت
- اخلقوا ـ پرانا کر دیا
- اجداث ـ قبریں
- لایحفلون ـ پرواہ نہیں کرتے ہیں
- ملبسہ ـ پہنانے والی
- نزوع ـ اتار لینے والی
- لایرکد ـ ٹھہرتی نہیں ہے
- بادروا ـ آگے بڑھ کر روک دیا

ں کی سطوت تمہارے بارے میں عظیم ہے اور اس کی تعدیاں مسلسل ہیں اور اس کا وار اُچٹتا بھی نہیں ہے۔ قریب ہے کہ اس کے
ل تیرگیاں۔ اس کے مرض کی سختیاں۔ اس کی جاں کنی کی اذیتیں۔ اس کی دم اکھڑنے کی بیہوشیاں۔ اس کے ہر طرف
جانے کی تاریکیاں اور بدمزگیاں۔ اس کی سختیوں کے اندھیرے تمہیں اپنے گھیرے میں لے لیں۔ گویا وہ اچانک اس
رد ہوگئی کہ تمہارے رازداروں کو خاموش کر دیا، ساتھیوں کو منتشر کر دیا، آثار کو محو کر دیا، دیار کو معطل کر دیا اور
ں کو آمادہ کر دیا۔ اب وہ تمہاری میراث کو تقسیم کر رہے ہیں ان خاص عزیزوں کے درمیان جو کام نہیں آئے اور
یدہ رشتہ داروں کے درمیان جنھوں نے موت کو روکا نہیں اور ان خوش ہونے والوں کے درمیان جو ہرگز
نہیں ہیں۔

ب تمہارا فرض ہے کہ سعی کرو۔ کوشش کرو۔ تیاری کرو۔ آمادہ ہو جاؤ، اس زاد راہ کی جگہ سے زاد سفر لے لو اور خبردار
نھیں اس طرح دھوکہ نہ دے سکے جیسے پہلے والوں کو دیا ہے جو امتیں گذر گئیں اور جو نسلیں تباہ ہو گئیں۔ جنھوں نے اس
دودھ دوہا تھا۔ اس کی غفلت سے فائدہ اٹھایا تھا۔ اس کے باقیماندہ دنوں کو گذارا تھا اور اس کی تازگیوں کو
ہ بنا دیا تھا اب ان کے مکانات قبریں بن گئے ہیں اور ان کے اموال میراث قرار پاگئے ہیں۔ نہ انھیں اپنے پاس آنے والوں
ہے اور نہ رونے والوں کی پرواہ ہے اور نہ پکارنے والوں کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

اس دنیا سے بچو کہ یہ بڑی دھوکہ باز۔ فریب کار۔ غدار۔ دینے والی اور چھیننے والی اور لباس پہنا کر اتار لینے والی ہے
ں کی آسائشیں رہنے والی ہیں اور نہ اس کی تکلیفیں ختم ہونے والی ہیں اور نہ اس کی بلائیں تھمنے والی ہیں۔

کچھ زاہدوں کے بارے میں

ہ انھیں دنیا والوں میں تھے لیکن اہل دنیا نہیں تھے۔ ایسے تھے جیسے اس دنیا کے نہ ہوں۔ دیکھ بھال کر عمل کیا اور خطرات سے آگے
ے۔ گویا ان کے بدن اہل آخرت کے درمیان کروٹیں بدل رہے ہیں اور وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ اہل دنیا ان کی موت کو بڑی
مجھ رہے ہیں حالانکہ وہ خود ان زندوں کے دلوں کی موت کو زیادہ بڑا حادثہ قرار دے رہے ہیں۔

ت کا عجیب و غریب کاروبار ہے کہ مالک کو دنیا سے اٹھا لے جاتی ہے اور اس کا مال ایسے افراد کے حوالے کر دیتی ہے جو نہ زندگی میں کام
ور نہ موت کے مرحلہ ہی میں ساتھ دے سکے۔ کیا اس سے زیادہ عبرت کا کوئی مقام ہو سکتا ہے کہ انسان ایسی موت سے غافل رہے اور چند روزہ
کی لذتوں میں مبتلا ہو کر موت کے جملہ خطرات سے بے خبر ہو جائے۔
یا کی اس سے بہتر کوئی تعریف نہیں ہو سکتی ہے کہ یہ ایک دن بہترین لباس سے انسان کو آراستہ کرتی ہے اور دوسرے دن اسے اتار کر سربراہ
ردیتی ہے۔ یہی حال ظاہری لباس کا بھی ہوتا ہے اور یہی حال معنوی لباس کا بھی ہوتا ہے۔ حسن دے کر بدشکل بنا دیتی ہے۔ جوانی دے کر
دیتی ہے۔ زندگی دے کر مُردہ بنا دیتی ہے۔ تخت و تاج دے کر کنج قبر کے حوالہ کر دیتی ہے اور صاحب دربار و بارگاہ بنا کر قبرستان کے
کدہ میں چھوڑ آتی ہے۔

بْنِ قَيْسٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ: «إِنَّهَا فِتْنَةٌ فَقَطِّعُوا أَوْتَارَكُمْ، وَشِ
سُيُوفَكُمْ» فَإِنْ كَانَ صَادِقاً فَقَدْ أَخْطَأَ بِمَسِيرِهِ غَيْرَ مُسْتَكْرَ
كَانَ كَاذِباً فَقَدْ لَزِمَتْهُ التُّهَمَةُ. فَادْفَعُوا فِي صَدْرِ عَمْرِو بْنِ الْ
بِعَبْدِاللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، وَخُذُوا مَهَلَ الْأَيَّامِ، وَحُوطُوا قَوَاصِيَ الْإِ
أَلَا تَرَوْنَ إِلَى بِلَادِكُمْ تُغْزَى، وَإِلَى صَفَاتِكُمْ تُرْمَى؟

۲۳۹

و من كلام له (عليه السلام)

يذكر فيها آل محمد (صلى الله عليه وآله)

هُمْ عَيْشُ الْعِلْمِ، وَمَوْتُ الْجَهْلِ. يُخْبِرُكُمْ حِلْمُهُمْ عَنْ عِ
وَظَاهِرُهُمْ عَنْ بَاطِنِهِمْ، وَصَمْتُهُمْ عَنْ حِكَمِ مَنْطِقِهِمْ. لَا يُخَا
الْحَقَّ وَلَا يَخْتَلِفُونَ فِيهِ. وَهُمْ دَعَائِمُ الْإِسْلَامِ، وَوَلَائِجُ الْاِعْ
بِهِمْ عَادَ الْحَقُّ إِلَى نِصَابِهِ، وَانْزَاحَ الْبَاطِلُ عَنْ مُقَامِهِ، وَانْ
لِسَانُهُ عَنْ مَنْبِتِهِ. عَقَلُوا الدِّينَ عَقْلَ وِعَايَةٍ وَرِعَايَةٍ، لَا عَقْلَ سَ
وَرِوَايَةٍ. فَإِنَّ رُوَاةَ الْعِلْمِ كَثِيرٌ، وَرُعَاتَهُ قَلِيلٌ.

اوتار - کمان
شیموا - غلاف میں رکھو
ولائج - پناہ گاہ
نصاب - اصل
انزاح - زائل ہو گیا
منبت - اصل
وعایہ - محفوظ کرنا
رعایہ - خیال رکھنا

(۱) عبداللہ بن قیس - ابوموسیٰ
اشعری کے نام سے مشہور ہے اور یہ
روزِ اول سے منافق اور غدار تھا۔
پہلے جنگ جمل میں لوگوں کو جانے سے
روکا۔ اس کے بعد صفین میں معاملہ
سے کھلم کھلا مل گیا

یہی حال عمرو عاص کا بھی تھا
وہ کسی قیمت پر حضرت کا مخلص نہیں
تھا اور اس کا مقابلہ ابن عباس کے
علاوہ کوئی نہیں کر سکتا تھا لیکن قوم
نے ابن عباس کو ہٹا کر ابوموسیٰ کو
معین کر دیا اور اس طرح دونوں
منافق غدار ایک نقطہ پر جمع ہو گئے اور
اسلام کو اس کے واقعی مرکز سے ہٹا دیا

(۲) واضح رہے کہ تحکیم کا قصہ جنگ کے
بعد کا ہے لہٰذا یہ حصہ دوسرے خطبہ
کا ہے یا اس میں تقدیم و تاخیر ہو گئی
ہے۔

مصادر خطبہ ۲۳۹ روضۂ کافی ص ۳۸۶ ، تحف العقول ص ۱۶۳

"یہ جنگ ایک فتنہ ہے لہٰذا اپنی کمانوں کو توڑ ڈالو اور تلواروں کو نیام میں رکھ لو"۔ اب اگر یہ اپنی بات میں سچا تھا تو میرے ساتھ بلا جبر و اکراہ چلنے میں غلط کار تھا اور غلط کہتا تھا تو اس پر الزام ثابت ہو گیا تھا۔ اب تمہارے پاس عمرو بن العاص کا توڑ عبداللہ بن عباس ہیں۔ دیکھو ان دونوں کی مہلت کو غنیمت جانو اور اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو تمہارے شہروں پر حملے ہو رہے ہیں اور تمہاری طاقت و قوت کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔[۲]

۲۳۹۔ آپ کے خطبہ کا ایک حصہ

(جس میں آل محمد علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے)

یہ لوگ علم کی زندگی اور جہالت کی موت ہیں۔ ان کا حلم ان کے علم سے اور ان کا ظاہر ان کے باطن سے اور ان کی خاموشی ان کے کلام سے باخبر کرتی ہے۔ یہ نہ حق کی مخالفت کرتے ہیں اور نہ حق کے بارے میں کوئی اختلاف کرتے ہیں۔ یہ اسلام کے ستون[۱] اور حفاظت کے مراکز ہیں۔ انھیں کے ذریعہ حق اپنے مرکز کی طرف واپس آیا ہے اور باطل اپنی جگہ سے اکھڑ گیا ہے اور اس کی زبان جڑ سے کٹ گئی ہے۔ انھوں نے دین کو اس طرح پہچانا ہے جو سمجھ اور نگرانی کا نتیجہ ہے۔ صرف سننے اور روایت کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ علم کی روایت کرنے والے بہت ہیں اور اس کا خیال رکھنے والے بہت کم ہیں۔

---

[۱] ابن ابی الحدید نے اس مقام پر خود ابو موسیٰ اشعری کی زبان سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سرکار دو عالمؐ نے فرمایا کہ جس طرح بنی اسرائیل میں دو گمراہ حکم تھے اسی طرح اس امت میں بھی ہوں گے۔ تو لوگوں نے ابو موسیٰ سے کہا کہ کہیں آپ ایسے نہ ہو جائیں۔ اس نے کہا یہ ناممکن ہے۔ اور اس کے بعد جب وقت آیا تو طمع دنیا نے ایسا ہی بنا دیا جس کی خبر سرکار دو عالمؐ نے دی تھی۔

حیرت کی بات ہے کہ حکمین کے بارے میں روایت خود ابو موسیٰ نے بیان کی ہے اور حوأب کے سلسلہ کی روایت خود ام المومنین عائشہ نے نقل کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود نہ اس روایت کا کوئی اثر ابو موسیٰ پر ہوا اور نہ اس روایت کا کوئی اثر حضرت عائشہ پر۔

اس صورت حال کو کیا کہا جائے اور اسے کیا نام دیا جائے۔ انسان کا ذہن صحیح تعبیر سے عاجز ہے۔ اور "ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہئے"

[۲] سرکار دو عالمؐ نے ایک طرف نماز کو اسلام کا ستون قرار دیا ہے اور دوسری طرف اہلبیتؑ کے بارے میں فرمایا ہے کہ جو مجھ پر اور ان پر صلوات نہ بھیجے اس کی نماز باطل اور بیکار ہے (سنن دار قطنی ص ۱۳۶) جس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ نماز اسلام کا ستون ہے اور محبت اہلبیتؑ نماز کا ستون اکبر ہے۔ نماز نہیں ہے تو اسلام نہیں ہے اور اہلبیتؑ نہیں ہیں تو نماز نہیں ہے۔

وَ أَقَلُّ عِتَابَهُ، وَكَانَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ أَهْوَنُ سَيْرِهِمَا فِيهِ الْوَجِيفُ، وَأَرْفَقُ حِدَائِهِمَا الْعَنِيفُ، وَكَانَ عَائِشَةَ فِيهِ فَلْتَةُ غَضَبٍ، فَأُتِيحَ لَهُ قَوْمٌ فَقَتَلُوهُ، وَبَايَعَنِي النَّاسُ غَيْرَ مُسْتَكْرَهِينَ وَلَا مُجْبَرِينَ، بَلْ طَائِعِينَ مُخَيَّرِينَ. وَاعْلَمُوا أَنَّ دَارَ الْهِجْرَةِ قَدْ قَلَعَتْ بِأَهْلِهَا وَقَلَعُوا بِهَا، وَجَاشَتْ جَيْشَ الْمِرْجَلِ، وَقَامَتِ الْفِتْنَةُ عَلَى الْقُطْبِ، فَأَسْرِعُوا إِلَى أَمِيرِكُمْ، وَبَادِرُوا جِهَادَ عَدُوِّكُمْ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۲

و من كتاب له (عليه السلام)

إليهم بعد فتح البصرة

وَ جَزَاكُمُ اللَّهُ مِنْ أَهْلِ مِصْرٍ عَنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ أَحْسَنَ مَا يَجْزِي الْعَامِلِينَ بِطَاعَتِهِ، وَالشَّاكِرِينَ لِنِعْمَتِهِ، فَقَدْ سَمِعْتُمْ وَأَطَعْتُمْ، وَدُعِيتُمْ فَأَجَبْتُمْ. [1]

۳

و من كتاب له (عليه السلام)

لشريح بن الحارث قاضيه

و روى أن شريح [2] بن الحارث قاضي أمير المؤمنين (عليه السلام)، اشترى على عهده داراً بثمانين ديناراً، فبلغه ذلك، فاستدعى شريحاً، و قال له:

بَلَغَنِي أَنَّكَ ابْتَعْتَ دَاراً بِثَمَانِينَ دِينَاراً، وَكَتَبْتَ لَهَا كِتَاباً، وَأَشْهَدْتَ فِيهِ شُهُوداً.

فقال له شريح: قد كان ذلك يا أمير المؤمنين، قال: فنظر إليه نظر المغضب ثم قال له:

يَا شُرَيْحُ، أَمَا إِنَّهُ سَيَأْتِيكَ مَنْ لَا يَنْظُرُ فِي كِتَابِكَ، وَلَا يَسْأَلُكَ عَنْ بَيِّنَتِكَ، حَتَّى يُخْرِجَكَ مِنْهَا شَاخِصاً، وَيُسْلِمَكَ إِلَى قَبْرِكَ خَالِصاً. فَانْظُرْ يَا شُرَيْحُ لَا تَكُونُ ابْتَعْتَ هَذِهِ الدَّارَ مِنْ غَيْرِ مَالِكَ، أَوْ نَقَدْتَ الثَّمَنَ مِنْ غَيْرِ حَلَالِكَ! فَإِذَا أَنْتَ قَدْ خَسِرْتَ دَارَ الدُّنْيَا وَدَارَ الْآخِرَةِ! أَمَا إِنَّكَ لَوْ كُنْتَ أَتَيْتَنِي عِنْدَ شِرَائِكَ مَا اشْتَرَيْتَ لَكَتَبْتُ لَكَ كِتَاباً عَلَى هَذِهِ النُّسْخَةِ، فَلَمْ تَرْغَبْ فِي شِرَاءِ هَذِهِ الدَّارِ بِدِرْهَمٍ فَمَا فَوْقُ.

وَجِيف - تیز رفتاری

حِدَاء - اونٹ ہنکانے کی آواز

دار الہجرہ - مدینہ منورہ

قلعوا بہا - ترک سکونت کر دیا

جَاشَت - جوش کھا رہا ہے

مِرجَل - دیگ

شاخص - کوچ کرنے والا

[1] اس لفظ سے یہ غلط فہمی نہ ہونے پائے کہ اس خطبہ کا کوئی تعلق اہل بصرہ سے ہے - اس لئے کہ اہل بصرہ ہمیشہ مولائے کائنات کے مخالف رہے ہیں اور انھوں نے جمل کے موقع پر لشکر عائشہ کا ساتھ دیا ہے۔ اس خطاب کا تعلق اہل کوفہ سے ہے اور انھیں افراد نے حضرت کا مکمل ساتھ دیا ہے اور اطاعت کا حق ادا کیا ہے۔

[2] شریح نے پیغمبر اسلامؐ کا زمانہ درک کیا ہے لیکن آپ کی زیارت نہیں کی ہے اس لئے اس کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا ہے اسے حضرت عمرؓ نے کوفہ میں قاضی بنا دیا تھا اور اس منصب پر ۶۰ سال تک قابض رہا

مصادر کتاب نمبر ۱ النصرۃ للمفیدؒ ص۲۱۵ ، الجمل واقدی ، انساب الاشراف بلاذری ۲ ص۲۳۲ ، ارشاد مفیدؒ ص۱۳۳ ، الجمل مفیدؒ ، تاریخ طبری ، البیان والتبیین جاحظ ، کتاب صفین نصر بن مزاحم

مصادر کتاب نمبر ۳ امالی صدوق ص۱۸۹ ، تذکرۃ الخواص ص۱۶۵ ، دستور معالم الحکم ص۱۳۵ ، اربعین شیخ بہائی ص۳۸ ، بحار الانوار ۱۰ ص۶۶

طلحہ و زبیر کی ہلکی رفتار بھی ان کے بارے میں تیز رفتاری کے برابر تھی اور نرم سے نرم آواز بھی سخت ترین تھی اور عائشہ تو ان کے بارے میں بیحد غضب ناک تھیں چنانچہ ایک قوم کو موقع فراہم ہوگیا اور اس نے ان کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد لوگوں نے میری بیعت کی جس میں نہ کوئی جبر تھا اور نہ اکراہ ۔ بلکہ سب کے سب اطاعت گذار تھے اور خود مختار ۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اب مدینہ رسول اپنے باشندوں سے خالی ہو چکا ہے اور اس کے رہنے والے وہاں سے اکھڑ چکے ہیں۔ وہاں کا ماحول دیگ کی طرح اُبل رہا ہے اور وہاں فتنہ کی چکی چلنے لگی ہے لہٰذا تم لوگ فوراً اپنے امیر کے پاس حاضر ہو جاؤ اور اپنے دشمن سے جہاد کرنے میں سبقت سے کام لو۔ انشاء اللہ

مکتوب ۲

(جسے اہل کوفہ کے نام بصرہ کی فتح کے بعد لکھا گیا ہے)

شہر کوفہ والو! خدا تمھیں تمھارے پیغمبرؐ کے اہلبیتؑ کی طرف سے جزائے خیر دے۔ ایسی بہترین جزا جو اس کی اطاعت پر عمل کرنیوالوں اور اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے والوں کو دی جاتی ہے ۔ کہ تم نے میری بات سنی اور اطاعت کی اور تمھیں پکارا گیا تو تم نے میری آواز پر لبیک کہی۔ (۱۵)

مکتوب ۳

اپنے قاضی شریح کے نام (۱) (۱۶)

کہا جاتا ہے کہ امیر المومنینؑ کے ایک قاضی شریح بن الحارث نے آپ کے دور میں اسّی دینار کا ایک مکان خرید لیا تو حضرت نے خبر پاتے ہی اسے طلب کر لیا اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے اسّی دینار کا مکان خریدا ہے اور اس کے لئے بیعنامہ بھی لکھا ہے اور اس پر گواہی بھی لے لی ہے۔؟

شریح نے کہا کہ ایسا تو ہوا ہے۔ آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا :

شریح! عنقریب تیرے پاس وہ شخص آنے والا ہے جو نہ اس تحریر کو دیکھے گا اور نہ تجھ سے گواہوں کے بارے میں سوال کرے گا بلکہ تجھے اس گھر سے نکال کر تن تنہا قبر کے حوالہ کر دے گا۔

اگر تم نے یہ مکان دوسرے کے مال سے خریدا ہے اور غیر حلال سے قیمت ادا کی ہے تو تمھیں دنیا اور آخرت دونوں میں خسارہ ہوا ہے ۔

یاد رکھو اگر تم اس مکان کو خریدتے وقت میرے پاس آتے اور مجھ سے دستاویز لکھواتے تو ایک درہم میں بھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔ اسّی درہم تو بہت بڑی بات ہے۔ میں اس کی دستاویز اس طرح لکھتا :

صاحب اغانی نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ امیر المومنینؑ کا اختلاف ایک یہودی سے ہو گیا جس کے پاس آپ کی زرہ تھی۔ اس نے قاضی سے فیصلہ کرانے پر اصرار کیا۔ آپ یہودی کے ساتھ شریح کے پاس آئے۔ اس نے آپ سے گواہ طلب کئے۔ آپ نے قنبر اور امام حسنؑ کو پیش کیا۔ شریح نے قنبر کی گواہی قبول کر لی ۔ اور امام حسنؑ کی گواہی فرزند ہونے کی بنا پر رد کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے انھیں سردار جوانان جنت قرار دیا ہے اور تم ان کی گواہی کو رد کر رہے ہو؟ لیکن اس کے باوجود آپ نے فیصلہ کا خیال کرتے ہوئے زرہ یہودی کو دے دی۔ اس نے واقعہ کو نہایت درجہ حیرت کی نگاہ سے دیکھا اور پھر کلمہ شہادتین پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ آپ نے زرہ کے ساتھ اسے گھوڑا بھی دے دیا اور ۹۰۰ درہم وظیفہ مقرر کر دیا ۔ وہ مستقل آپ کی خدمت میں حاضر رہا یہاں تک کہ صفین میں درجۂ شہادت پر فائز ہو گیا۔

اس واقعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کا کردار کیا تھا اور شریح کی ذہنیت کا کیا عالم تھا اور یہودی کے ظرف میں کس قدر صلاحیت پائی جاتی تھی ۔!

و النسخة هذه: «هذا ما اشترى عبد ذليل، من ميت قد أزعج للرحيل، اشترى منه دارا من دار الغرور، من جانب الفانين، و خطة الهالكين. و تجمع هذه الدار حدود أربعة: الحد الأول ينتهي إلى دواعي الآفات، و الحد الثاني ينتهي إلى دواعي المصيبات، و الحد الثالث ينتهي إلى الهوى المردي، و الحد الرابع ينتهي إلى الشيطان المغوي، و فيه يشرع باب هذه الدار. اشترى هذا المغتر بالأمل، من هذا المزعج بالأجل، هذه الدار بالخروج من عز القناعة، والدخول في ذل الطلب و الضراعة، فما أدرك هذا المشتري فيما اشترى منه من درك، فعلى مبلبل (مبلي) أجسام الملوك، و سالب نفوس الجبابرة، و مزيل ملك الفراعنة، مثل كسرى و قيصر، و تبع و حمير، و من جمع المال على المال فأكثر، و من بنى و شيد، و زخرف و نجد، وادخر و اعتقد، و نظر بزعمه للولد، إشخاصهم جميعا إلى موقف العرض و الحساب، و موضع الثواب و العقاب: إذا وقع الأمر بفصل القضاء ﴿و خسر هنالك المبطلون﴾ شهد على ذلك العقل إذا خرج من أسر الهوى، و سلم من علائق الدنيا»

٤
و من كتاب له (ع)
إلى بعض أمراء جيشه

فإن عادوا إلى ظل الطاعة فذاك الذي نحب، و إن توافت الأمور بالقوم إلى الشقاق و العصيان فانهد بمن أطاعك إلى من عصاك، و استغن بمن انقاد معك عمن تقاعس عنك، فإن المتكاره مغيبه خير من مشهده (شهوده)، و قعوده أغنى من نهوضه.

٥
و من كتاب له (ع)
إلى أشعث بن قيس عامل أذربيجان

و إن عملك ليس لك بطعمة (مطعمة) و لكنه في عنقك أمانة، و أنت مسترعى لمن فوقك. ليس لك أن تفتات في رعية، و لا تخاطر

يُشرع - کھلتا ہے
ضَراعہ - ذلت
مُبَلبِل - مہلک امراض پیدا کرنے والا
شَیَّد - مستحکم بنایا
نجّد - آراستہ کیا
اعتقد - ذخیرہ کیا
اشخاص - رخصت کرنا
توافت - جمع ہوگئے
متکارہ - سستی کرنے والا
طُعمہ - لقمہ
تفتات - مستقل طور پر حکم دے

(۱) یہ ملک الموت کا بہترین تعارف ہے کہ ان کے قبضے سے کوئی شخص بچ کر نہیں جا سکتا ہے اور ان کا سلوک ہر شخص کے ساتھ حسب حیثیت ہوتا ہے تاکہ ہر ایک اپنی اوقات کا اندازہ کرلے اور اسے یہ محسوس ہو جائے کہ حکومت کرنا، تخت و تاج پر قبضہ کرلینا اور خدائی کا دعویٰ کر دینا آسان ہے لیکن موت کے چنگل سے آزاد ہو جانا آسان نہیں ہے۔

مصادر کتاب ۴ تذکرۃ الخواص ص ۶۶ ، ۱۲۹
مصادر کتاب ۵ کتاب صفین ص ۲۰ ، العقد الفرید ۲ ص ۲۹۳ ، الامامۃ والسیاسۃ ۲ ص ۹۱ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۵۱

"یہ وہ مکان ہے جسے ایک بندۂ ذلیل نے اس مرنے والے سے خریدا ہے جسے کوچ کے لئے آمادہ کر دیا گیا ہے۔ یہ مکان دنیائے پُر فریب میں واقع ہے جہاں فنا ہونے والوں کی بستی ہے اور ہلاک ہونے والوں کا علاقہ ہے۔ اس مکان کے حدود اربعہ یہ ہیں:

ایک حد اسباب آفات کی طرف ہے اور دوسری اسباب مصائب سے ملتی ہے۔ تیسری حد ہلاک کر دینے والی خواہشات کی طرف ہے اور چوتھی گمراہ کرنے والے شیطان کی طرف اور اسی طرف اس گھر کا دروازہ کھلتا ہے۔

اس مکان کو امیدوں کے فریب خوردہ نے اجل کے راہ گیر سے خریدا ہے جس کے ذریعہ قناعت کی عزت سے نکل کر طلب و خواہش کی ذلت میں داخل ہو گیا ہے۔ اب اگر اس خریدار کو اس سودے میں کوئی خسارہ ہو تو یہ اس ذات کی ذمہ داری ہے جو بادشاہوں کے جسموں کا تہ و بالا کرنے والا۔ جابروں کی جان نکال لینے والا۔ فرعونوں کی سلطنت کو تباہ کر دینے والا۔ کسریٰ و قیصر۔ تبع و حمیر اور زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنیوالوں۔ مستحکم عمارتیں بنا کر انھیں سجانے والوں۔ ان میں بہترین فرش بچھانے والوں اور اولاد کے خیال سے ذخیرہ کرنے والوں اور جاگیریں بنانے والوں کو فنا کے گھاٹ اتار دینے والا ہے① کہ ان سب کو قیامت کے موقف حساب اور منزل ثواب و عقاب میں حاضر کرے جب حق و باطل کا حتمی فیصلہ ہوگا اور اہل باطل یقیناً خسارہ میں ہوں گے۔

اس سودے پر اس عقل نے گواہی دی ہے جو خواہشات کی قید سے آزاد اور دنیا کی وابستگیوں سے محفوظ ہے۔"

مکتوب ۴

بعض امراء لشکر کے نام①

اگر دشمن اطاعت کے زیر سایہ آجائیں تو یہی ہمارا مدعا ہے اور اگر معاملات افتراق اور نافرمانی کی منزل ہی کی طرف جائیں تو تم اپنے اطاعت گذاروں کو لے کر نافرمانوں کے مقابلہ میں اٹھ کھڑے ہو اور اپنے فرمانبرداروں کے وسیلہ سے انحراف کرنے والوں سے بے نیاز ہو جاؤ کہ بادل ناخواستہ حاضری دینے والوں کی حاضری سے غیبت بہتر ہے اور ان کا بیٹھ جانا ہی اٹھ جانے سے زیادہ مفید ہے۔

مکتوب ۵

آذربائیجان کے عامل اشعث بن قیس کے نام

یہ تمہارا منصب کوئی لقمۂ تر نہیں ہے بلکہ تمہاری گردن پر امانت الٰہی ہے اور تم ایک بلند ہستی کے زیر نگرانی حفاظت پر مامور ہو۔ تمہیں رعایا کے معاملہ میں اس طرح کے اقدام کا حق نہیں ہے اور خبردار کسی مستحکم دلیل کے بغیر کسی بڑے کام میں ہاتھ مت ڈالنا۔

① جب اصحاب جمل بصرہ میں وارد ہوئے تو وہاں کے حضرت کے عامل عثمان بن حنیف نے آپ کے نام ایک خط لکھا جس میں بصرہ کی صورت حال کا ذکر کیا گیا تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ جنگ میں پہل کرنا ہمارا کام نہیں ہے لہٰذا تمہارا پہلا کام یہ ہے کہ ان پر اتمام حجت کرو پھر اگر اطاعت امام پر آمادہ ہو جائیں تو بہترین بات ہے ورنہ تمہارے پاس فرمانبردار قسم کے افراد موجود ہیں۔ انھیں ساتھ لے کر ظالموں کا مقابلہ کرنا اور خبردار جنگ کے معاملہ میں کسی پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا کہ جنگ کا میدان قربانی کا میدان ہے اور اس میں وہی افراد ثابت قدم رہ سکتے ہیں جو جان و دل سے قربانی کے لئے تیار ہوں ـــ ورنہ اگر بادل ناخواستہ فوج اکٹھا بھی کر لی گئی تو یہ خطرہ بہرحال رہے گا کہ یہ عین وقت پر چھوڑ کر فرار کر سکتے ہیں جس کا تجربہ تاریخ اسلام میں بارہا ہو چکا ہے اور جس کا ثبوت خود قرآن حکیم میں موجود ہے۔!

إلا بوثيقة، و في يديك مال من مال الله عز و جل، و أنت من خزانه حتى تسلمه إلي، و لعلي ألا أكون شر ولاتك لك، و السلام.

٦

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية

إنه بايعني القوم الذين بايعوا أبا بكر و عمر و عثمان على ما بايعوهم عليه، فلم يكن للشاهد أن يختار، و لا للغائب أن يرد، و إنما الشورى للمهاجرين و الأنصار، فإن اجتمعوا على رجل و سموه إماما كان ذلك لله رضى، فإن خرج عن أمرهم خارج بطعن أو بدعة ردوه إلى ما خرج منه، فإن أبى قاتلوه على اتباعه غير سبيل المؤمنين، و ولاه الله ما تولى.

و لعمري، يا معاوية، لئن نظرت بعقلك دون هواك لتجدني أبرأ الناس من دم عثمان، و لتعلمن أني كنت في عزلة عنه إلا أن تتجنى، فتجن ما بدا لك، و السلام.

٧

و من كتاب له (عليه السلام)

اليه أيضاً

أما بعد، فقد أتتني منك موعظة موصلة، و رسالة محبرة، نمقتها بضلالك، و أمضيتها بسوء رأيك، و كتاب امرئ ليس له بصر يهديه، و لا قائد يرشده، قد دعاه الهوى فأجابه، و قاده الضلال فاتبعه، فهجر لاغطا، و ضل خابطا.

و منه: لأنها بيعة واحدة لا يثنى فيها النظر، و لا يستأنف فيها الخيار. الخارج منها طاعن، و المروي فيها مداهن.

خزان - جمع خازن
ولاة - جمع والی
تتجنی - جنایت کار بن جاؤ
موصلہ - جوڑ جمع کیا ہوا
محبرہ - خوبصورت
تنمیق - حسین کتابت
ہجر - بیہودہ کلام
لاغط - بے معنی جمع آوری
لایثنی - نظرثانی نہیں کی جاتی ہے
مروی - سوچ بچار کرنے والا
مداہن - منافق

(۱) چونکہ معاویہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت کا قائل تھا لہذا حضرتؑ نے ان ہی خلافتوں کے اصول کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح ان خلافتوں سے اختلاف جائز نہیں تھا اور ان پر نظرثانی کی گنجائش نہیں تھی اور ان کا مخالف قابل قتل و قتال تھا اسی طرح میری خلافت کے بارے میں بھی تیرا طرز عمل ہونا چاہئے کہ انھیں افراد نے میری بیعت کی ہے اور انھیں اصولوں پر کی ہے جن اصولوں پر پہلے ہوئی تھی بلکہ مجھ پر اتفاق ان خلافتوں سے بھی زیادہ ہے کہ یہاں بنی ہاشم بھی شریک بیعت ہیں

مصادر کتاب ۵ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۲۹، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۹۳، العقد الفرید ۲ ص۲۸۴، ۴ ص۳۲۲، تاریخ طبری ۵ ص۲۳۵
تاریخ دمشق ابن عساکر، بحار الانوار کتاب الفتن والمحن، تذکرۃ الخواص ص۸۳
مصادر کتاب ۶ فتوح اعثم کوفی ۲ ص۴۳۲، کامل مبرد ۱ ص۱۹۳، کتاب صفین ص۶۳، العقد الفرید ۲ ص۲۸۴، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص۳۱۶
جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۸۴، تذکرۃ الخواص ص۹۳،
مصادر کتاب ۷ کتاب صفین ص[illegible]، العقد الفرید ۲ ص۲۳۴، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۹۵، بحار الانوار ۸ ص[illegible]

ے ہاتھوں میں جو مال ہے ۔ یہ بھی پروردگار کے اموال کا ایک حصّہ ہے اور تم اس کے ذمہ دار ہو جب تک میرے حوالہ نہ کردو لہٰذا اس نصیحت کی بنا پر میں تمھارا بُرا والی نہ ہوں گا ۔ والسّلام

مکتوب ۶

معاویہ کے نام

دیکھو میری بیعت اسی قوم نے کی ہے جس نے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کی بیعت کی تھی اور اسی طرح کی ہے جس طرح ان کی بیعت کی تھی۔ لہٰذا نہ کسی حاضر کو نظر ثانی کا حق تھا اور نہ کسی غائب کو رد کر دینے کا اختیار تھا۔

شوریٰ کا اختیار بھی صرف مہاجرین و انصار کو ہوتا ہے لہٰذا وہ کسی شخص پر اتفاق کرلیں اور اسے امام نامزد کر دیں تو گویا کہ اسی میں رضائے الٰہی ہے اور اگر کوئی شخص تنقید کرکے یا بدعت کی بنیاد پر اس امر سے باہر نکل جائے تو لوگوں کا فرض ہے کہ اسے واپس لائیں اور اگر انکار کر دے تو اس سے جنگ کریں کہ اس نے مومنین کے راستہ سے ہٹ کر راہ نکالی ہے اور اللہ بھی اسے اُدھر ہی پھیر دے گا جدھر وہ پھر گیا ہے۔

معاویہ! میری جان کی قسم ۔ اگر تو خواہشات کو چھوڑ کر عقل کی نگاہوں سے دیکھے گا تو مجھے سب سے زیادہ خونِ عثمانؓ سے بری پائے گا اور تجھے معلوم ہو جائے گا کہ میں اس مسئلہ سے بالکل الگ تھلگ تھا ۔ مگر یہ کہ تو حقائق کی پردہ پوشی کرکے الزام ہی لگانا چاہے تو تجھے مکمل اختیار ہے ۔ (یہ گذشتہ بیعتوں کی صورتِ حال کی طرف اشارہ ہے ورنہ اسلام میں خلافت شوریٰ سے طے نہیں ہوتی ہے ۔ جوادی)

مکتوب ۷

معاویہ ہی کے نام

اما بعد ۔ میرے پاس تیری بے جوڑ نصیحتوں کا مجموعہ اور تیرا خوبصورت سجایا بنایا ہوا خط وارد ہوا ہے جسے تیری گمراہی کے قلم نے لکھا ہے اور اس پر تیری بے عقلی نے امضار کیا ہے ۔ یہ ایک ایسے شخص کا خط ہے جس کے پاس نہ ہدایت دینے والی بصارت ہے اور نہ راستہ بتلانے والی قیادت ۔ اسے خواہشات نے پکارا تو اس نے لبیک کہہ دی اور گمراہی نے کھینچا تو اس کے پیچھے چل پڑا اور اس کے نتیجہ میں اول فول بکنے لگا اور راستہ بھول کر گمراہ ہو گیا ۔

دیکھو یہ بیعت ایک مرتبہ ہوتی ہے جس کے بعد نہ کسی کو نظر ثانی کا حق ہوتا ہے اور نہ دوبارہ اختیار کرنے کا ۔ اس سے باہر نکل جانے والا اسلامی نظام پر معترض شمار کیا جاتا ہے اور اس میں سوچ بچار کرنے والا منافق کہا جاتا ہے ۔

عقاد نے عبقریۃ الامام میں اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ خونِ عثمانؓ کی تمام تر ذمہ داری خود معاویہ پر ہے کہ وہ ان کا تحفظ کرنا چاہتا تو اس کے پاس تمام تر امکانات موجود تھے ۔ وہ شام کا حاکم تھا اور اس کے پاس ایک عظیم ترین فوج موجود تھی جس سے کسی طرح کا کام لیا جا سکتا تھا ۔

امام علیؑ کی یہ حیثیت نہیں تھی ۔ آپ پر دونوں طرف سے دباؤ پڑ رہا تھا ۔ انقلابیوں کا خیال تھا کہ اگر آپ بیعت قبول کرلیں تو عثمانؓ کو بآسانی معزول کیا جا سکتا ہے اور عثمانؓ کا خیال تھا کہ آپ چاہیں تو انقلابیوں کو ہٹا کر میرے منصب کا تحفظ کر سکتے ہیں اور میری جان بچا سکتے ہیں ۔ ایسے حالات میں حضرت نے جس ایمانی فراست اور عرفانی حکمت کا مظاہرہ کیا ہے اس سے زیادہ کسی فرد بشر کے امکان میں نہیں تھا ۔

٨

و من كتاب له (عليه السلام)

الى جرير بن عبدالله البجلي لما أرسله إلى معاوية

أَمَّا بَعْدُ، فَإِذَا أَتَاكَ كِتَابِي فَاحْمِلْ مُعَاوِيَةَ عَلَى الْفَصْلِ، وَ خُذْهُ بِالأَمْ
الْجَزْمِ (الحزم) ثُمَّ خَيِّرْهُ بَيْنَ حَرْبٍ مُجْلِيَةٍ، أَوْ سِلْمٍ مُخْزِيَةٍ (مجزيه) فَإِنِ اخْتَا
الْحَرْبَ فَانْبِذْ إِلَيْهِ، وَ إِنِ اخْتَارَ السِّلْمَ فَخُذْ بَيْعَتَهُ وَ السَّلَامُ.

٩

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى معاوية

فَأَرَادَ قَوْمُنَا قَتْلَ نَبِيِّنَا، وَاجْتِيَاحَ أَصْلِنَا، وَ هَمُّوا بِنَا الْهُمُومَ وَ فَعَلُو
بِنَا الأَفَاعِيلَ، وَ مَنَعُونَا الْعَذْبَ، وَ أَحْلَسُونَا الْخَوْفَ، وَاضْطَرُّونَا إِلَى جَبَلٍ
وَعْرٍ، وَ أَوْقَدُوا لَنَا نَارَ الْحَرْبِ، فَعَزَمَ اللَّهُ لَنَا عَلَى الذَّبِّ عَنْ حَوْزَتِ
وَالرَّمْيِ مِنْ وَرَاءِ حُرْمَتِهِ. مُؤْمِنُنَا يَبْغِي بِذٰلِكَ الأَجْرَ، وَ كَافِرُنَا يُحَامِ
عَنِ الأَصْلِ، وَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ قُرَيْشٍ خِلْوٌ (خلق) مِمَّا نَحْنُ فِيهِ بِحِلْفٍ يَمْنَعُ
أَوْ عَشِيرَةٍ تَقُومُ دُونَهُ، فَهُوَ مِنَ الْقَتْلِ بِمَكَانِ أَمْنٍ.

وَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ (الناس)
وَ أَحْجَمَ النَّاسُ، قَدَّمَ أَهْلَ بَيْتِهِ فَوَقَى بِهِمْ أَصْحَابَهُ حَرَّ السُّيُوفِ وَ الأَسِنَّ
فَقُتِلَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ يَوْمَ بَدْرٍ، وَ قُتِلَ حَمْزَةُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَ قُتِلَ
جَعْفَرٌ يَوْمَ مُؤْتَةَ. وَ أَرَادَ مَنْ لَوْ شِئْتُ ذَكَرْتُ اسْمَهُ مِثْلَ الَّذِي أَرَادُو
مِنَ الشَّهَادَةِ، وَ لٰكِنَّ آجَالَهُمْ عُجِّلَتْ، وَ مَنِيَّتَهُ أُجِّلَتْ. فَيَا عَجَ
لِلدَّهْرِ إِذْ صِرْتُ يُقْرَنُ بِي مَنْ لَمْ يَسْعَ بِقَدَمِي، وَ لَمْ تَكُنْ لَ
كَسَابِقَتِي الَّتِي لَا يُدْلِي (يدلى) أَحَدٌ بِمِثْلِهَا، إِلَّا أَنْ يَدَّعِيَ مُدَّعٍ مَ

فصل - قطعی حکم
حرب مجلیہ - آوارہ وطن کردینے والی جنگ
فانبذ الیہ - عہد وپیمان کو پھینک دو
اجتیاح - استیصال
ھمّوابنا - ہم وغم نازل کردیے
افاعیل - مختلف حرکات
عذب - خوشگوار
أحلسونا - لازم کردیا
اضطرّونا - مجبور کردیا
حوزہ - مجمع
جبل وعر - دشوار گذار
احمرّ الباس - شدید جنگ
حرّ الاسنہ - نیزوں کی تیزی
موتہ - شام میں ایک علاقہ ہے
سابقہ - فضیلت

(۱) حضرت کے اصحاب کا خیال تھا کہ جریر کے شام پہنچتے ہی جنگ کا آغاز کردیا جائے لیکن حضرت نے مزید مہلت دی اور جب کوئی نتیجہ نہ نکلا تو آخری فیصلہ کے لئے یہ خط روانہ کیا جس کے بعد جنگ کے ٹالنے کا کوئی جواز نہ رہ جائے گا۔

مصادر کتاب ۹ کتاب صفین ص۹۰، العقد الفرید ۳ ص۳۳۵، انساب الاشراف ص۲۸۳، العیون والمحاسن مفید ۲ ص۶۰، مناق
ص۱۷۶، بحار الانوار ۸ ص۵۳۷، الاخبار الطوال ص۱۵۳

مکتوب ۸

(جریر بن عبداللہ بجلی کے نام جب انھیں معاویہ کی فہمائش کے لئے روانہ فرمایا)

(۱) اما بعد۔ جب تمھیں یہ میرا خط مل جائے تو معاویہ سے حتمی فیصلہ کا مطالبہ کر دینا اور ایک آخری بات طے کر لینا اور اسے خبردار کر دینا کہ اب دو ہی راستے ہیں۔ یا فنا کر دینے والی جنگ یا رسوا کن صلح۔

اب اگر وہ جنگ کو اختیار کرے تو بات چیت ختم کر دینا اور جنگ کی تیاری کرنا اور اگر صلح کی بات کرے تو فوراً اس سے بیعت لے لینا۔ والسلام

مکتوب ۹

(معاویہ کے نام)

ہماری قوم (قریشؓ) کا ارادہ تھا کہ ہمارے پیغمبرؐ کو قتل کر دے اور ہمیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ انھوں نے ہمارے لئے رنج و غم کے اسباب فراہم کئے اور ہم سے طرح طرح کے برتاؤ کئے۔ ہمیں راحت و آرام سے روک دیا اور ہمارے لئے مختلف قسم کے خوف کا انتظام کیا۔ کبھی ہمیں ناہموار پہاڑوں میں پناہ لینے پر مجبور کیا اور کبھی ہمارے لئے جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ لیکن پروردگار نے ہمیں طاقت دی کہ ہم ان کے دین کی حفاظت کریں اور ان کی حرمت سے ہر طرح سے دفاع کریں۔ ہم میں صاحبانِ ایمان اجر آخرت کے طلبگار تھے اور کفار اپنی اصل کی حمایت کر رہے تھے۔ قریش میں جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے وہ ان مشکلات سے آزاد تھے یا اس لئے کہ انھوں نے کوئی حفاظتی معاہدہ کر لیا تھا یا ان کے پاس قبیلہ تھا جو ان کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور وہ قتل سے محفوظ رہتے تھے۔

اور رسول اکرمؐ کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے اور لوگ پیچھے ہٹنے لگتے تھے تو آپ اپنے اہلبیتؑ کو آگے بڑھا دیتے تھے اور وہ اپنے کو سپر بنا کر اصحاب کو تلوار اور نیزوں کی گرمی سے محفوظ رکھتے تھے۔ چنانچہ بدر کے دن جناب عبیدہ بن الحارث مارے گئے۔ احد کے دن حمزہ شہید ہوئے اور موتہ میں جعفر کام آگئے۔

ایک شخص نے جس کا نام میں بتا سکتا ہوں انھیں لوگوں جیسی شہادت کا قصد کیا تھا لیکن اُن سب کی موت جلدی آگئی اور اس کی موت پیچھے ٹال دی گئی۔

کس قدر تعجب خیز ہے زمانہ کا یہ حال کہ میرا مقابلہ ایسے افراد سے ہوتا ہے جو کبھی میرے ساتھ قدم ملا کر نہیں چلے اور نہ اس دین میں ان کا کوئی کارنامہ ہے جو مجھ سے موازنہ کیا جا سکے مگر یہ کہ کوئی مدعی کسی ایسے شرف کا دعویٰ کرے جس کو نہ میں جانتا ہوں

---

(۱) قریش کی زندگی کا سارا نظام قبائلی بنیادوں پر چل رہا تھا اور ہر قبیلہ کو کوئی نہ کوئی حیثیت حاصل تھی لیکن اسلام کے آنے کے بعد ان تمام حیثیتوں کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے نتیجہ میں سب نے اسلام کے خلاف اتحاد کر لیا اور مختلف معرکے بھی سامنے آگئے لیکن پروردگار عالم نے رسول اکرمؐ کے گھرانے کے ذریعہ اپنے دین کو بچا لیا اور اس میں کوئی قبیلہ بھی ان کا شریک نہیں ہے اور نہ کسی کو یہ شرف حاصل ہے۔ نہ کسی قبیلہ میں کوئی ابو طالب جیسا محافظ پیدا ہوا ہے اور نہ عبیدہ جیسا مجاہد۔ نہ کسی قبیلہ نے حمزہ جیسا سید الشہداء پیدا کیا ہے اور نہ جعفر جیسا طیار۔

یہ صرف بنی ہاشم کا شرف ہے اور اسلام کی گردن پر ان کے علاوہ کسی کا کوئی احسان نہیں ہے۔!

لا أعرفه، و لا أظن الله يعرفه. و الحمد لله على كل حال.

و أما ما سألت من دفع قتلة عثمان إليك، فإني نظرت في هذا الأمر فلم أره يسعني دفعهم إليك و لا إلى غيرك. و لعمري لئن لم تنزع عن غيك و شقاقك لتعرفنهم عن قليل يطلبونك، لا يكلفونك طلبهم في بر و لا بحر، و لا جبل و لا سهل، إلا أنه طلب يسوءك وجدانه، و زور لا يسرك لقيانه. و السلام لأهله.

١٠

و من كتاب له «عليه السلام»

إليه أيضاً

و كيف أنت صانع إذا تكشفت عنك جلابيب ما أنت فيه من دنيا قد تبهجت بزينتها، و خدعت بلذتها. دعتك فأجبتها، و قادتك فاتبعتها، و أمرتك فأطعتها. و إنه يوشك أن يقفك واقف على ما لا ينجيك منه مجن (منج) فاقعس عن هذا الأمر، و خذ أهبة الحساب، و شمر لما قد نزل بك، و لا تمكن الغواة من سمعك، و إلا تفعل أعلمك ما أغفلت من نفسك، فإنك مترف قد أخذ الشيطان منك مأخذه، و بلغ فيك أمله، و جرى منك مجرى الروح و الدم.

و متى كنتم يا معاوية ساسة الرعية، و ولاة أمر الأمة؟ بغير قدم سابق، و لا شرف باسق، و نعوذ بالله من لزوم سوابق الشقاء، و أحذرك أن تكون متمادياً في غرة الأمنية، مختلف العلانية و السريرة.

و قد دعوت إلى الحرب، فدع الناس جانباً و اخرج إلي، و أعف الفريقين من القتال، ليعلم أينا المرين على قلبه، و المغطى على بصره! فأنا أبو حسن قاتل جدك و أخيك و خالك

لم تنزع - باز نہ آیا
شقاق - اختلاف
زور - ملاقات
جلابیب - چادریں
تبہجت - آراستہ ہوگئی
مجن - سپر
اقعس - دور ہو جا
غواۃ - گمراہ
مترف - جسے نعمت سرکش بنادے
ساسۃ - منتظم
باسق - بلند و بالا
امنیۃ - امید
مرین - زنگ آلود

عقاد نے عبقریۃ الامام میں اس
کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ
ویہ نے امیرالمومنینؑ کے مقابلہ
خون عثمانؓ کا ہنگامہ کھڑا کر کے
ومت پانے کے بعد پھر کبھی خون
نؓ کا نام بھی نہیں لیا جو اس بات
علامت ہے کہ اسے خون عثمانؓ
نہیں بلکہ صرف حکومت اور اقتدار
دلچسپی تھی اور اس راہ میں کچھ بھی
سکتا تھا۔

...ئدہ تمہارا ہی جانتا ہے۔ مگر بہر حال ہر حال میں خدا کا شکر ہے۔
ہ گیا تمہارا یہ مطالبہ کہ میں قاتلانِ عثمان کو تمہارے حوالے کر دوں تو میں نے اس مسئلہ میں کافی غور کیا ہے۔ میرے امکان میں نہیں ے حوالے کرنا ہے اور نہ کسی اور کے۔ میری جان کی قسم اگر تم اپنی گمراہی اور عداوت سے باز نہ آئے تو عنقریب انھیں دیکھو گے کہ ہی ڈھونڈھ لیں گے اور اس بات کی زحمت نہ دیں گے کہ تم انھیں خشکی یا تری۔ پہاڑ یا صحرا میں تلاش کرو۔ البتہ یہ وہ طلب ہوگی کا پانا باعث مسرت نہ ہوگا اور وہ ملاقات ہوگی جس سے کسی طرح کی خوشی نہ ہوگی ـــ اور سلام اس کے اہل پر۔

مکتوب ۱۰

معاویہ ہی کے نام

اس وقت کیا کرو گے جب اس دنیا کے یہ سارے لباس تم سے اتر جائیں جس کی زینت سے تم نے اپنے کو آراستہ کر رکھا ہے س کی لذت نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔ اس دنیا نے تم کو آواز دی تو تم نے لبیک کہہ دی اور تمھیں کھینچنا چاہا تو تم کھینچتے چلے اور اس کے احکام کی اطاعت کرتے رہے۔ قریب ہے کہ کوئی بتانے والا تمھیں ان چیزوں سے آگاہ کرے جن سے کوئی سپر الا نہیں ہے لہذا مناسب ہے کہ اس دعوے سے باز آجاؤ اور حساب و کتاب کا سامان تیار کرو۔ آنے والی مصیبتوں کے لئے ہو جاؤ اور گمراہوں کو اپنی سماعت پر حاوی نہ بناؤ ورنہ ایسا نہ کیا تو میں تمھیں ان تمام چیزوں سے باخبر کر دوں گا جن سے فل ہو۔ تم عیش و عشرت کے دلدادہ ہو۔ شیطان نے تمھیں اپنی گرفت میں لے لیا ہے اور اپنی امیدوں کو حاصل کر لیا ہے اور رگ و پے میں روح اور خون کی طرح سرایت کر گیا ہے۔

معاویہ! آخر تم لوگ کب رعایا کی نگرانی کے قابل اور امت کے مسائل کے والی تھے جب کہ تمہارے پاس نہ کوئی سابقہ شرف اور نہ کوئی بلند و بالا عزت۔ ہم اللہ سے تمام دیرینہ بدبختیوں سے پناہ مانگتے ہیں اور تمھیں باخبر کرتے ہیں کہ خبردار امیدوں کے دھوکہ ور ظاہر و باطن کے اختلاف میں مبتلا ہو کر گمراہی میں دور تک مت چلے جاؤ۔

تم نے مجھے جنگ کی دعوت دی ہے تو بہتر یہ ہے کہ لوگوں کو الگ کر دو اور بذات خود میدان میں آجاؤ۔ فریقین کو جنگ سے ت کر دو اور ہم تم براہ راست مقابلہ کر لیں تا کہ تمھیں معلوم ہو جائے کہ کس کے دل پر زنگ لگ گیا ہے اور کس کی آنکھوں پر ے پڑے ہوئے ہیں۔

میں وہی ابوالحسن ہوں جس نے روز بدر تمہارے نانا (عتبہ بن ربیعہ)، ماموں (ولید بن عتبہ) اور بھائی حنظلہ کا سر توڑ کر خاتمہ کر دیا ہے۔

اس مقام پر سیاست سے مراد سیاست عادلہ اور رعایت کاملہ ہے کہ اس کام کا انجام دینا ہر کس و ناکس کے بس کا نہیں ہے ورنہ سیاست سے مکاری اور غداری مراد لی جائے تو بنی امیہ ہمیشہ سے سیاست دار تھے اور ابوسفیان نے ہر محاذ پر اسلام کے خلاف لشکر کشی کی ہے اور اس راہ میں کسی بھی ر نظر انداز نہیں کیا ہے۔ کبھی میدانوں میں مقابلہ کیا ہے اور کبھی بیعت کر کے اسلام کا صفایا کیا ہے۔

حضرت کا یہ وہ مطالبہ تھا جس کی عمرو عاص نے بھی تائید کر دی تھی لیکن معاویہ فوراً تاڑ گیا اور عاص سے کہا کہ تو خلافت کا امیدوار دکھائی دے رہا اور پھر میدان کا رخ کرنے کا ارادہ بھی نہیں کیا کہ علی کی تلوار سے بچ کر نکل جانا محالات میں سے ہے۔!

فَدْخاً يَوْمَ بَدْرٍ، وَ ذٰلِكَ السَّيْفُ مَعِي، وَ بِذٰلِكَ الْقَلْبِ أَلْقَىٰ عَدُوِّ
مَا اسْتَبْدَلْتُ دِيناً، وَ لَا اسْتَحْدَثْتُ نَبِيّاً. وَ إِنِّي لَعَلَى الْمِنْهَاجِ الْـ
تَرَكْتُمُوهُ طَائِعِينَ، وَ دَخَلْتُمْ فِيهِ مُكْرَهِينَ.

وَ زَعَمْتَ أَنَّكَ جِئْتَ ثَائِراً بِدَمِ عُثْمَانَ. وَ لَقَدْ عَلِمْتَ حَيْثُ وَقَ
دَمُ عُثْمَانَ فَاطْلُبْهُ مِنْ هُنَاكَ إِنْ كُنْتَ طَالِباً. فَكَأَنِّي قَدْ رَأَيْـ
تَضِجُّ مِنَ الْحَرْبِ إِذَا عَضَّتْكَ ضَجِيجَ الْجِمَالِ بِالْأَثْقَالِ، وَكَ
بِجَمَاعَتِكَ تَدْعُونِي جَزَعاً مِنَ الضَّرْبِ الْمُتَتَابِعِ، وَالْقَضَاءِ الْوَاقِ
وَ مَصَارِعَ بَعْدَ مَصَارِعَ، إِلَىٰ كِتَابِ اللّٰهِ، وَ هِيَ كَافِرَةٌ جَاحِـ
أَوْ مُبَايِعَةٌ حَائِدَةٌ.

۱۱

و من وصية له (ع)

وصّى بها جيشاً بعثه إلى العدو

فَإِذَا نَزَلْتُمْ بِعَدُوٍّ أَوْ نَزَلَ بِكُمْ، فَلْيَكُنْ مُعَسْكَرُكُمْ فِي قُـ
الْأَشْرَافِ، أَوْ سِفَاحِ الْجِبَالِ، أَوْ أَثْنَاءِ الْأَنْهَارِ، كَيْمَا يَكُـ
لَكُمْ رِدْءاً، وَ دُونَكُمْ مَرَدّاً. وَلْتَكُنْ مُقَاتَلَتُكُمْ مِنْ وَجْهٍ وَاحِـ
أَوِ اثْنَيْنِ، وَاجْعَلُوا لَكُمْ رُقَبَاءَ فِي صَيَاصِي الْجِبَالِ، وَ مَنَا
الْهِضَابِ، لِئَلَّا يَأْتِيَكُمُ الْعَدُوُّ مِنْ مَكَانِ مَخَافَةٍ أَوْ أَمْـ
وَاعْلَمُوا أَنَّ مُقَدِّمَةَ الْقَوْمِ عُيُونُهُمْ، وَ عُيُونَ الْمُقَدِّمَةِ طَلَائِعُـ
وَ إِيَّاكُمْ وَالتَّفَرُّقَ، فَإِذَا نَزَلْتُمْ فَانْزِلُوا جَمِيعاً، وَ
ارْتَحَلْتُمْ فَارْتَحِلُوا جَمِيعاً، وَ إِذَا غَشِيَكُمُ اللَّيْلُ فَاجْعَلُوا الرِّمَـ
كِفَّةً، وَ لَا تَذُوقُوا النَّوْمَ إِلَّا غِرَاراً أَوْ مَضْمَضَةً.

۱۲

و من وصية له (ع)

وصّى بها معقل بن قيس الرياحي حين أنفذه إلى الشام في ثلاثة آلاف مقدمة له

إِتَّقِ اللّٰهَ الَّذِي لَا بُدَّ لَكَ مِنْ لِقَائِهِ، وَ لَا مُنْتَهَىٰ لَكَ دُونَـ
وَ لَا تُقَاتِلَنَّ إِلَّا مَنْ قَاتَلَكَ. وَ سِرِ الْبَرْدَيْنِ، وَ غَوِّرْ بِالنَّا

لم تنزع - باز نہ آئے
شقفان - اچھے والا
زور - نفرت
جلاء - سامنے
اشراف - جمع شرف - بلند
سِفاح - دامن کوہ
اثناء - موڑ
ردء - مددگار
مرد - محل دفاع
صیاصی - بلندیاں
مناکب - چوٹیاں
ہضاب - ٹیلے
کفہ - دائرہ کی شکل میں
غرار - ہلکی نیند
مضمضہ - جھپکی
بردان - ٹھنڈے اوقات
غوّر - شدید گرمی کے وقت قیام

(۱) یہ حالات کا اندازہ یا تخمینہ نہیں ہے بلکہ ایسی خبر ہے جس کا مدرک الہام خداوندی یا اخبار غیبی کے علاوہ کچھ نہیں ہو سکتا ہے

مصادر کتاب ۱۱ کتاب صفین ص۱۲۳، تحف العقول ص۱۹۱، الاخبار الطوال ص۱۶۶، بحار الانوار ۸ ص۴۷۷، ۲۱ ص۹۸
مصادر کتاب ۱۲ کتاب صفین ص۱۴۸

وہ تلوار میرے پاس ہے اور میں اسی ہمت قلب کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کروں گا۔ میں نے نہ دین تبدیل کیا ہے اور نہ نیا نبی کھڑا کیا ہے۔ میں اسی راستہ پر چل رہا ہوں جسے تم نے اختیاری حدود تک چھوڑ رکھا تھا اور پھر مجبوراً داخل ہو گئے تھے۔

تمہارا خیال ہے کہ تم خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینے آئے ہو۔۔۔ تو تمہیں تو معلوم ہے کہ اس خون کی جگہ کہاں ہے۔۔۔ اگر واقعی مطالبہ ہے تو وہیں جا کر کرو۔

مجھے تو یہ منظر نظر آ رہا ہے (۱) کہ جنگ تمہیں دانتوں سے کاٹ رہی ہے اور تم اس طرح فریاد کر رہے ہو جس طرح اونٹ سامان کے بوجھ سے بلبلانے لگتے ہیں اور تمہاری جماعت مسلسل تلوار کی ضرب اور موت کی گرم بازاری اور کشتوں کے پشتے لگ جانے کی بنا پر مجھے خدا کی دعوت دے رہی ہے جب کہ خود اس کتاب کی دیدہ و دانستہ منکر ہے یا بیعت کرنے کے بعد بیعت شکنی کرنے والی ہے۔

۱۱۔ آپ کی نصیحت

(جو اپنے لشکر کو دشمن کی طرف روانہ کرتے ہوئے فرمائی ہے)

جب تم کسی دشمن پر وارد ہونا یا اگر وہ تم پر وارد ہو تو دیکھو تمہارے پڑاؤ ٹیلوں کے سامنے یا پہاڑوں کے دامن میں یا نہروں کے موڑ پر ہوں تاکہ یہ تمہارے لئے وسیلۂ حفاظت بھی رہیں اور دشمن کو روک بھی سکیں۔۔۔ اور جنگ ہمیشہ ایک یا دو محاذ پر کرنا اور اپنے نگرانوں کو پہاڑوں کی چوٹیوں اور ٹیلوں کی بلند سطحوں پر معین کر دینا تاکہ دشمن نہ کسی خطرناک جگہ سے حملہ کر سکے اور نہ محفوظ جگہ سے اور یہ یاد رکھنا کہ فوج کا ہراول دستہ فوج کا نگراں ہوتا ہے اور راس کی اطلاعات کا ذریعہ مخبر افراد ہوتے ہیں۔ خبردار آپس میں منتشر نہ ہو جانا۔ جہاں اترنا سب ایک ساتھ اترنا اور جب کوچ کرنا تو سب ایک ساتھ کوچ کرنا۔ اور جب رات ہو جائے تو نیزوں کو اپنے گرد گاڑ دینا اور خبردار نیند کا مزہ چکھنے کا ارادہ نہ کرنا مگر یہ کہ ایک آدھ جھپکی لگ جائے۔

۱۲۔ آپ کی نصیحت

(جو معقل بن قیس ریاحی کو اس وقت فرمائی ہے جب انھیں تین ہزار کا لشکر دے کر شام کی طرف روانہ فرمایا ہے)

اس اللہ سے ڈرتے رہنا جس کی بارگاہ میں بہرحال حاضر ہونا ہے اور جس کے علاوہ کوئی آخری منزل نہیں ہے۔ جنگ اسی سے کرنا جو تم سے جنگ کرے۔ ٹھنڈے اوقات میں صبح و شام سفر کرنا اور گرمی کے وقت میں قافلہ کو روک کر لوگوں کو آرام دے دینا۔

---

(۱) یہ وہ ہدایات ہیں جو ہر دور میں کام آنے والی ہیں اور قائد اسلام کا فرض ہے کہ جس دور میں جس طرح کا میدان اور جس طرح کے اسلحہ ہوں۔ جنگ کی تنظیم انھیں اصولوں کی بنیاد پر کرے جن کی طرف امیرالمومنینؑ نے دورِ نیزہ و شمشیر میں اشارہ فرمایا ہے۔ حالات اور اسلحوں کے بدل جانے سے اصول حرب و ضرب اور قوانین جہاد و قتال میں فرق نہیں ہو سکتا ہے۔

وَ رَفِّهْ فِي السَّيْرِ، وَ لَا تَسِرْ أَوَّلَ اللَّيْلِ، فَإِنَّ اللَّهَ جَعَلَهُ سَكَناً، وَ قَدَّرَهُ مُقَاماً لَا ظَعْناً، فَأَرِحْ فِيهِ بَدَنَكَ، وَ رَوِّحْ ظَهْرَكَ، فَإِذَا وَقَفْتَ حِينَ يَنْبَطِحُ السَّحَرُ، أَوْ حِينَ يَنْفَجِرُ الْفَجْرُ، فَسِرْ عَلَى بَرَكَةِ اللَّهِ. فَإِذَا لَقِيتَ الْعَدُوَّ فَقِفْ مِنْ أَصْحَابِكَ وَسَطاً، وَ لَا تَدْنُ مِنَ الْقَوْمِ دُنُوَّ مَنْ يُرِيدُ أَنْ يُنْشِبَ الْحَرْبَ، وَ لَا تَبَاعَدْ عَنْهُمْ تَبَاعُدَ مَنْ يَهَابُ الْبَأْسَ، حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي، وَ لَا يَحْمِلَنَّكُمْ شَنَآنُهُمْ عَلَى قِتَالِهِمْ، قَبْلَ دُعَائِهِمْ وَ الْإِعْذَارِ إِلَيْهِمْ.

۱۳

و من كتاب له (عليه السلام)

الى أميرين من أمراء جيشه

وَ قَدْ أَمَّرْتُ عَلَيْكُمَا[۱] وَ عَلَى مَنْ فِي حَيِّزِكُمَا مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ، فَاسْمَعَا لَهُ وَ أَطِيعَا، وَ اجْعَلَاهُ دِرْعاً وَ مِجَنّاً، فَإِنَّهُ مِمَّنْ لَا يُخَافُ وَهْنُهُ، وَ لَا سَقْطَتُهُ، وَ لَا بُطْؤُهُ عَمَّا الْإِسْرَاعُ إِلَيْهِ أَحْزَمُ، وَ لَا إِسْرَاعُهُ إِلَى مَا الْبُطْءُ عَنْهُ أَمْثَلُ.

۱۴

و من وصية له (عليه السلام)

لعسكره قبل لقاء العدو بصفّين

لَا تُقَاتِلُوهُمْ حَتَّى يَبْدَءُوكُمْ، فَإِنَّكُمْ بِحَمْدِ اللَّهِ عَلَى حُجَّةٍ، وَ تَرْكُكُمْ إِيَّاهُمْ حَتَّى يَبْدَءُوكُمْ حُجَّةٌ أُخْرَى لَكُمْ عَلَيْهِمْ. فَإِذَا كَانَتِ الْهَزِيمَةُ بِإِذْنِ اللَّهِ فَلَا تَقْتُلُوا مُدْبِراً، وَ لَا تُصِيبُوا مُعْوِراً، وَ لَا تُجْهِزُوا عَلَى جَرِيحٍ، وَ لَا تَهِيجُوا النِّسَاءَ بِأَذًى، وَ إِنْ شَتَمْنَ أَعْرَاضَكُمْ، وَ سَبَبْنَ أُمَرَاءَكُمْ، فَإِنَّهُنَّ ضَعِيفَاتُ الْقُوَى وَ الْأَنْفُسِ وَ الْعُقُولِ، إِنْ كُنَّا لَنُؤْمَرُ

رفّہ - سہولت سے کام لو
ظعن - سفر
ینبطح - پھیل جائے
شنآن - عداوت
اعذار - تقدیم عذر
حیّز - مکان
درع - زرہ
مجن - سپر
وہن - ضعف
سقطۃ - لغزش
احزم - مطابق ہوش مندی
امثل - بہترین
معور - عاجز
لاتجہزوا - حملہ نہ کرنا

(۱) ان دونوں سے مراد زیاد بن نضر اور شریح بن ہانی ہیں جنھیں آپ نے بارہ ہزار کے دستہ کے ساتھ روانہ کیا تھا اس کے بعد جب سور الروم کے نزدیک ابوالاعور السلمی سے مڈبھیڑ ہوگئی تو مالک اشتر کو سردار بنا کر بھیجدیا اور دونوں سرداروں کے نام یہ ہدایت نامہ ارسال فرمادیا۔

مصادر کتاب ۱۳ تاریخ طبری ۵ صفحہ ۲۳۸ ، کتاب صفین صفحہ ۱۳۵ ، تاریخ یعقوبی ۲ صفحہ ۱۷۰ ، بحار الانوار ۸ صفحہ ۴۷۸

مصادر کتاب ۱۴ تاریخ طبری حوادث ۳۷ھ ، کتاب صفین صفحہ ۲۰۳ ، فروع کافی ۵ صفحہ ۳۸ ، مروج الذہب ۲ صفحہ ۴۳۱ ، فتوح ابن اعثم ، وافی فیض کاشانی ۹ صفحہ ، الجمل المفید صفحہ ۱۶۹ ، تاریخ یعقوبی ۳ صفحہ ۵۸ ، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ صفحہ ۲۳۱ ، ارشاد مفید صفحہ

سفر کرنا اور اول شب میں سفر مت کرنا کہ پروردگار نے رات کو سکون کے لئے بنایا ہے اور اسے قیام کے لئے قرار دیا ہے۔ سفر کے لئے نہیں۔ لہٰذا رات میں اپنے بدن کو آرام دینا اور اپنی سواری کے لئے سکون فراہم کرنا۔ اس کے بعد جب دیکھ لینا کہ سحر طلوع ہو رہی ہے اور صبح روشن ہو رہی ہے تو برکت خدا کے سہارے اٹھ کھڑے ہونا۔ اور جب دشمن کا سامنا ہو جائے تو اپنے اصحاب کے درمیان ٹھہرنا اور نہ دشمن سے اس قدر قریب ہو جانا کہ جیسے جنگ چھیڑنا چاہتے ہو۔ اور نہ اس قدر دور ہو جانا کہ جیسے جنگ سے خوفزدہ ہو۔ یہاں تک کہ میرا حکم آجائے اور دیکھو خبردار دشمن کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ اسے حق کی دعوت دینے اور حجت تمام کرنے سے پہلے جنگ کا آغاز کر دو۔

۱۳ - آپ کا مکتوب شریف

(اپنے سرداران لشکر میں ایک سردار کے نام)

میں نے تم پر اور تمہارے ماتحت لشکر پر مالک بن الحارث الاشتر ① کو سردار قرار دے دیا ہے لہٰذا ان کی باتوں پر توجہ دینا اور ان کی اطاعت کرنا اور انھیں کو اپنی زرہ اور سپر قرار دینا کہ مالک ان لوگوں میں ہیں جن کی کمزوری اور لغزش کا کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ وہ اس موقع پر سستی کر سکتے ہیں جہاں تیزی زیادہ مناسب ہو۔ اور نہ وہاں تیزی کر سکتے ہیں جہاں سستی زیادہ قرین عقل ہو۔

۱۴ - آپ کی نصیحت

(اپنے لشکر کے نام صفین کی جنگ کے آغاز سے پہلے)

خبردار! اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا جب تک وہ لوگ پہل نہ کر دیں کہ تم بحمد اللہ اپنی دلیل ② رکھتے ہو اور انھیں اس وقت تک موقع دینا جب تک پہل نہ کر دیں ایک دوسری حجت ہو جائے گی۔ اس کے بعد جب حکم خدا سے دشمن کو شکست ہو جائے تو کسی بھاگنے والے کو قتل نہ کرنا اور کسی عاجز کو ہلاک نہ کرنا اور کسی زخمی پر قاتلانہ حملہ نہ کرنا۔ اور عورتوں کو اذیت مت دینا چاہے وہ تمہیں گالیاں ہی کیوں نہ دیں اور تمہارے حکام کو برا بھلا ہی کیوں نہ کہیں۔ کہ یہ قوت نفس اور عقل کے اعتبار سے کمزور ہیں اور ہم پیغمبرؐ کے زمانے میں بھی ان کے بارے میں ہاتھ روک لینے پر مامور تھے۔

---

① یہ ساری ہدایات معقل بن قیس کے بارے میں ہیں جنھیں آپ نے تین ہزار افراد کا سردار لشکر بنا کر بھیجا تھا اور ایسے ہدایات سے مسلح فرما دیا تھا جو صبح قیامت تک کام آنے والی ہیں اور ہر دور کا انسان ان سے استفادہ کر سکے۔

② مالک اشتر ان لوگوں میں ہیں جنھوں نے ابوذر کے غسل و کفن کا انتظام کیا تھا۔ جن کے بارے میں رسول اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک صحابی عالم غربت میں انتقال کرے گا اور صاحبان ایمان کی ایک جماعت اس کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرے گی۔

(استیعاب ترجمہ جندب)

③ یہ دلیل سورۂ حجرات کی آیت ۹ ہے جس میں باغی سے قتال کا حکم دیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ معاویہ اور اس کی جماعت باغی تھی جس کی تصدیق جناب عمار یاسر کی شہادت سے ہو گئی جن کے قاتل کو سرکار دو عالمؐ نے باغی قرار دیا تھا۔

بِالْكَفِّ عَنْهُنَّ وَإِنَّهُنَّ لَمُشْرِكَاتٌ، وَإِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَتَنَاوَلُ الْمَرْأَةَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالْفِهْرِ أَوِ الْهِرَاوَةِ فَيُعَيَّرُ بِهَا وَعَقِبُهُ مِنْ بَعْدِهِ.

۱۵

و من دعاء له «عليه السلام»

كان «عليه السلام» يقول إذا لقي العدو محارباً:

اللَّهُمَّ إِلَيْكَ أَفْضَتِ الْقُلُوبُ، وَمُدَّتِ الْأَعْنَاقُ، وَشَخَصَتِ الْأَبْصَارُ، وَنُقِلَتِ الْأَقْدَامُ، وَأُنْضِيَتِ الْأَبْدَانُ. اللَّهُمَّ قَدْ صَرَّحَ مَكْنُونُ الشَّنَآنِ، وَجَاشَتْ مَرَاجِلُ الْأَضْغَانِ. اللَّهُمَّ إِنَّا نَشْكُو إِلَيْكَ غَيْبَةَ نَبِيِّنَا، وَكَثْرَةَ عَدُوِّنَا، وَتَشَتُّتَ أَهْوَائِنَا، «رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ».

۱۶

و كان يقول «عليه السلام»

لاصحابه عند الحرب:

لَا تَشْتَدَّنَّ عَلَيْكُمْ فَرَّةٌ بَعْدَهَا كَرَّةٌ، لَا جَوْلَةٌ بَعْدَهَا حَمْلَةٌ، وَأَعْطُوا السُّيُوفَ حُقُوقَهَا، وَوَطِّئُوا لِلْجُنُوبِ مَصَارِعَهَا، وَاذْمُرُوا أَنْفُسَكُمْ عَلَى الطَّعْنِ الدَّعْسِيِّ، وَالضَّرْبِ الطِّلَحْفِيِّ، وَأَمِيتُوا الْأَصْوَاتَ، فَإِنَّهُ أَطْرَدُ لِلْفَشَلِ. فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، مَا أَسْلَمُوا وَلَكِنِ اسْتَسْلَمُوا، وَأَسَرُّوا الْكُفْرَ، فَلَمَّا وَجَدُوا أَعْوَاناً عَلَيْهِ أَظْهَرُوهُ.

فہر - پتھر
ہراوہ - عصا
افضت - پہنچ گئے
انضیت - لاغر ہو گئے
مکنون الشنان - پوشیدہ عداوت
جاشت - جوش کھانے لگی
مراجل - دیگیں
اضغان - کینے
کرۃ - حملہ
مصارع - مقاتل
اذمروا - آمادہ کرو
دعسی - شدید نیزہ بازی
طلحفی - شدید ضرب

(۱) یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرمؐ کی زندگی تک لوگ دشمن ضرور تھے لیکن ان میں دشمنی کے اظہار کی ہمت نہیں تھی اور بظاہر احترام برقرار تھا لیکن آپ کے بعد عداوتیں منظر عام پر آگئیں اور اب ان معرکوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

مصادر کتاب نمبر ۱۵ کتاب صفین ص ۲۳۱، کتاب صفین جلودی، کتاب النصر المفید ص ۱۰۲، الجمل الواقدی ص ۲۵۱، بحار الانوار ۳۱ ص ۱۰۱، الجمل المفید ص ۱۶۶، الذکری الشہید الاول
مصادر کتاب نمبر ۱۶ فروع کافی ۵ ص ۳۱، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص ۲۱۵، بحار الانوار ۸ ص ۶۳۶، ارشاد مفید ص ۱۲۱

ب کردہ مشرک تھیں اور اس وقت بھی اگر کوئی شخص عورتوں سے پتھر یا لکڑی کے ذریعہ تعرض کرتا تھا تو اسے اور اس کی نسلوں
مطعون کیا جاتا تھا۔

۱۵۔ آپ کی دعا
(جسے دشمن کے مقابلہ کے وقت دہرایا کرتے تھے)

خدایا تیری ہی طرف دل کھنچ رہے ہیں اور گردنیں اٹھی ہوئی ہیں اور آنکھیں لگی ہوئی ہیں اور قدم آگے بڑھ رہے ہیں اور بدن لاغر ہو چکے ہیں۔

خدایا چھپے ہوئے کینے سامنے آگئے ہیں اور عداوتوں کی دیگیں جوش کھانے لگی ہیں۔

خدایا ہم تیری بارگاہ میں اپنے رسول کی غیبت اور دشمنوں کی کثرت کی اور خواہشات کے تفرقہ کی فریاد کر رہے ہیں۔

خدایا ہمارے اور دشمنوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

۱۶۔ آپ کا ارشاد گرامی
(جو جنگ کے وقت اپنے اصحاب سے فرمایا کرتے تھے)

خبردار تم پر وہ فرار گراں نہ گذرے[۱] جس کے بعد حملہ کرنے کا امکان ہو اور وہ پسپائی پریشان کن نہ ہو جس کے بعد دوبارہ واپسی کا امکان ہو۔ تلواروں کو ان کا حق دے دو اور پہلو کے بل گرنے والے دشمنوں کے لئے مقتل تیار رکھو۔ اپنے نفس کو شدید نیزہ بازی اور سخت ترین شمشیر زنی کے لئے آمادہ رکھو اور آوازوں کو مُردہ بنا دو کہ اس سے کمزوری دور ہو جاتی ہے۔
قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جاندار چیزوں کو پیدا کیا ہے کہ یہ لوگ اسلام نہیں لائے ہیں بلکہ حالات کے سامنے سپر انداختہ ہو گئے ہیں اور اپنے کفر کو چھپائے ہوئے ہیں اور جیسے ہی مددگار مل گئے ویسے ہی اظہار کر دیا۔ (۱۰)

---

[۱] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ میدان جنگ میں ایسے حالات آجاتے ہیں جب سپاہی کو اپنی جگہ چھوڑنا پڑتی ہے اور ایک طرح سے فرار کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بشرطیکہ حوصلۂ جہاد برقرار رہے اور جذبۂ قربانی میں فرق نہ آنے پائے۔
میدانِ احد کا سب سے بڑا عیب یہی تھا کہ "صحابۂ کرام" جذبۂ قربانی سے عاری ہو گئے تھے اور رسول اکرمؐ کے پکارنے کے باوجود پلٹ کر آنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسی صورت حال یقیناً اس قابل ہے کہ اس کی مذمت کی جائے اور یہ ننگ و عار نسلوں میں باقی رہ جائے۔ ورنہ فرار کے بعد حملہ یا پسپائی کے بعد واپسی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر مذمت یا ملامت کی جائے۔

۱۷

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية، جواباً عن كتاب منه إليه

وَأَمَّا طَلَبُكَ إِلَيَّ الشَّامَ فَإِنِّي لَمْ أَكُنْ لِأُعْطِيَكَ الْيَوْمَ مَا مَنَعْتُكَ أَمْسِ. وَأَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّ الْحَرْبَ قَدْ أَكَلَتِ الْعَرَبَ إِلَّا حُشَاشَاتِ أَنْفُسٍ بَقِيَتْ، أَلَا وَمَنْ أَكَلَهُ الْحَقُّ فَإِلَى الْجَنَّةِ، وَمَنْ أَكَلَهُ الْبَاطِلُ فَإِلَى النَّارِ. وَأَمَّا اسْتِوَاؤُنَا فِي الْحَرْبِ وَالرِّجَالِ فَلَسْتَ بِأَمْضَى عَلَى الشَّكِّ مِنِّي عَلَى الْيَقِينِ، وَلَيْسَ أَهْلُ الشَّامِ بِأَحْرَصَ عَلَى الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ عَلَى الْآخِرَةِ. وَأَمَّا قَوْلُكَ: إِنَّا بَنُو عَبْدِ مَنَافٍ، فَكَذَلِكَ نَحْنُ، وَلَكِنْ لَيْسَ أُمَيَّةُ كَهَاشِمٍ، وَلَا حَرْبٌ كَعَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَلَا أَبُو سُفْيَانَ كَأَبِي طَالِبٍ، وَلَا الْمُهَاجِرُ كَالطَّلِيقِ، وَلَا الصَّرِيحُ كَاللَّصِيقِ، وَلَا الْمُحِقُّ كَالْمُبْطِلِ، وَلَا الْمُؤْمِنُ كَالْمُدْغِلِ. وَلَبِئْسَ الْخَلْفُ خَلْفٌ يَتْبَعُ سَلَفاً هَوَى فِي نَارِ جَهَنَّمَ.

وَفِي أَيْدِينَا بَعْدُ فَضْلُ النُّبُوَّةِ الَّتِي أَذْلَلْنَا بِهَا الْعَزِيزَ، وَنَعَشْنَا بِهَا الذَّلِيلَ. وَلَمَّا أَدْخَلَ اللَّهُ الْعَرَبَ فِي دِينِهِ أَفْوَاجاً، وَأَسْلَمَتْ لَهُ هَذِهِ الْأُمَّةُ طَوْعاً وَكَرْهاً، كُنْتُمْ مِمَّنْ دَخَلَ فِي الدِّينِ: إِمَّا رَغْبَةً وَإِمَّا رَهْبَةً، عَلَى حِينَ فَازَ أَهْلُ السَّبْقِ بِسَبْقِهِمْ، وَذَهَبَ الْمُهَاجِرُونَ الْأَوَّلُونَ بِفَضْلِهِمْ. فَلَا تَجْعَلَنَّ لِلشَّيْطَانِ فِيكَ نَصِيباً، وَلَا عَلَى نَفْسِكَ سَبِيلاً، وَالسَّلَامُ.

۱۸

و من كتاب له (عليه السلام)

الى عبدالله بن عباس و هو عامله على البصرة

وَاعْلَمْ أَنَّ الْبَصْرَةَ مَهْبِطُ إِبْلِيسَ، وَمَغْرِسُ الْفِتَنِ، فَحَادِثْ أَهْلَهَا بِالْإِحْسَانِ إِلَيْهِمْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةَ الْخَوْفِ عَنْ قُلُوبِهِمْ.

وَقَدْ بَلَغَنِي تَنَمُّرُكَ لِبَنِي تَمِيمٍ، وَغِلْظَتُكَ عَلَيْهِمْ، وَإِنَّ بَنِي

مہاجر - جو صاحب ایمان ہو کر ہجرت کرے

طلیق - جو گرفتار ہو کر آزاد کر دیا جائے

صریح - صحیح النسب

لصیق - جسے کسی نسب سے جوڑ دیا جائے

مُدغِل - مفسد

نعشنا - بلند کیا

تنمّر - بد اخلاقی

(۱) امیہ کے بارے میں علامہ مجلسی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ ایک رومی غلام تھا اور اسے عبد الشمس نے اپنا فرزند بنا لیا تھا ورنہ اس کا نسل عبد مناف سے کوئی تعلق نہیں تھا (بحار الانوار ۸ ص۳۸۳)

(۲) حرب کے بارے میں یہ روایت ہے کہ یہ امیہ کا غلام تھا اور فرزند نہ تھا جیسا کہ ابن ابی الحدید نے کتاب اغانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے (شرح ابن ابی الحدید ص۲۳۶)

(۳) خود معاویہ کے بارے میں زمخشری نے نقل کیا ہے کہ یہ چار افراد کے درمیان مشکوک تھا اور اس کی ماں مکہ میں مشہور عورتوں میں تھی (شرح ابن ابی الحدید ۱ ص۳۶)

مصادر کتاب نمبر ۱۷ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۴۷۱، المحاسن والمساوی بیہقی ص۳۵، الامامة والسیاسة ۱ ص۱۱۸، کتاب سلیم بن قیس ص۱۸۲، بحار الانوار ۸ ص۵۲۰، الاخبار الطوال ص۱۸۷، مروج الذہب ۲ ص۲۳، کنز الفوائد کراجکی ص۲۰۲، فتوح ابن اعثم کوفی ۱ ص۲۵۹

مصادر کتاب نمبر ۱۸ الصناعتین ابوہلال عسکری ص۲۷۰، اعجاز القرآن باقلانی ۱ ص۱۰۳، الطراز السید الیمانی ۱ ص۲۱۹ تا ص۲۱۳، انساب الاشراف ۲ ص۱۵۵، بحار الانوار ۸ ص۶۳۶، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۵۵

۱۷۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام۔ اس کے ایک خط کے جواب میں)

تمہارا یہ مطالبہ[1] کہ میں شام کا علاقہ تمہارے حوالے کر دوں۔ تو جس چیز سے کل انکار کر چکا ہوں وہ آج عطا نہیں کر سکتا ہوں اور تمہارا یہ کہنا کہ جنگ نے عرب کا خاتمہ کر دیا ہے اور چند ایک افراد کے علاوہ کچھ نہیں باقی رہ گیا ہے تو یاد رکھو کہ جس کا خاتمہ حق پر ہوا ہے اس کا انجام جنت ہے اور جسے باطل کھا گیا ہے اس کا انجام جہنم ہے۔

رہ گیا ہم دونوں کا جنگ اور شخصیات کے بارے میں برابر ہونا ــــ تو تم شک میں اس طرح تیز رفتاری سے کام نہیں کر سکتے ہو جتنا میں یقین میں کر سکتا ہوں اور اہل شام دنیا کے بارے میں اتنے حریص نہیں ہیں جس قدر اہل عراق آخرت کے بارے میں فکر مند ہیں۔

اور تمہارا یہ کہنا کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں تو یہ بات صحیح ہے لیکن نہ امیہ ہاشم جیسا ہو سکتا ہے اور نہ حرب عبدالمطلب جیسا۔ نہ ابوسفیان ابوطالب کا ہمسر ہو سکتا ہے اور نہ راہ خدا میں ہجرت کرنے والا آزاد کردہ افراد جیسا۔ نہ واضح نسب والے کا قیاس شجرہ سے چپکائے جانے والے پر ہو سکتا ہے اور نہ حقدار کو باطل نواز جیسا قرار دیا جا سکتا ہے۔ مومن کبھی منافق کے برابر نہیں رکھا جا سکتا ہے۔ بدترین اولاد تو وہ ہے جو اس سلف کے نقش قدم پر چلے جو جہنم میں گر چکا ہے۔

اس کے بعد ہمارے ہاتھوں میں نبوت کا شرف ہے جس کے ذریعہ ہم نے باطل کے عزت داروں کو ذلیل بنایا ہے اور حق کے کمزوروں کو اوپر اٹھایا ہے۔ اور جب پروردگار نے عرب کو اپنے دین میں فوج در فوج داخل کیا ہے اور یہ قوم بخوشی یا بکراہت مسلمان ہوئی ہے تو تم انھیں دین کے دائرہ میں داخل ہونے والوں میں تھے یا برغبت یا بخوف جب کہ سبقت حاصل کرنے والے سبقت حاصل کر چکے تھے اور مہاجرین اولین اپنی فضیلت پا چکے تھے۔ دیکھو خبردار شیطان کو اپنی زندگی کا حصہ دار مت بناؤ اور اسے اپنے نفس پر راہ مت دو ــــ والسلام

۱۸۔ حضرت کا مکتوب گرامی

(بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کے نام)

یاد رکھو کہ یہ بصرہ ابلیس کے اترنے اور فتنوں کے ابھرنے کی جگہ کا نام ہے لہٰذا یہاں کے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کے دلوں سے خوف کی گرہ کھول دینا۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم بنی تمیم کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہو اور ان سے سخت قسم کا برتاؤ کرتے ہو تو یاد رکھو کہ

[1] معاویہ نے اپنے خط میں چار نکتے اٹھائے تھے اور حضرت نے سب کے الگ الگ جوابات دئے ہیں اور حق و باطل کا ابدی فیصلہ کر دیا ہے اور آخر میں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ تمام معاملات میں مساوات فرض کر لینے کے بعد بھی شرف نبوت کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا ہے جو پروردگار نے بنی ہاشم کو عطا کیا ہے اور اس کا بنی امیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے ــ اور ذاتی کردار کے اعتبار سے بھی بنی ہاشم اسلام کی منزل پر فائز تھے اور بنی امیہ نے فتح مکہ کے موقع پر مجبوراً کلمہ پڑھ لیا تھا اور ظاہر ہے کہ استسلام اسلام کے مانند نہیں ہو سکتا ہے۔

تَمِيمٍ[1] لَمْ يَغِبْ لَهُمْ نَجْمٌ إِلَّا طَلَعَ لَهُمْ آخَرُ، وَإِنَّهُمْ لَمْ يُسْبَقُوا بِوَغْمٍ فِي جَاهِلِيَّةٍ وَلَا إِسْلَامٍ، وَإِنَّ لَهُمْ بِنَا رَحِماً مَاسَّةً، وَقَرَابَةً خَاصَّةً، نَحْنُ مَأْجُورُونَ عَلَى صِلَتِهَا، وَمَأْزُورُونَ عَلَى قَطِيعَتِهَا. فَارْبَعْ أَبَا الْعَبَّاسِ رَحِمَكَ اللَّهُ، فِيمَا جَرَى عَلَى لِسَانِكَ وَيَدِكَ مِنْ خَيْرٍ وَشَرٍّ! فَإِنَّا شَرِيكَانِ فِي ذَلِكَ، وَكُنْ عِنْدَ صَالِحِ ظَنِّي بِكَ، وَلَا يَفِيلَنَّ رَأْيِي فِيكَ، وَالسَّلَامُ.

۱۹

و من كتاب له (عليه السلام)

الى بعض عماله[2]

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ دَهَاقِينَ أَهْلِ بَلَدِكَ شَكَوْا مِنْكَ غِلْظَةً وَقَسْوَةً، وَاحْتِقَاراً وَجَفْوَةً، وَنَظَرْتُ فَلَمْ أَرَهُمْ أَهْلاً لِأَنْ يُدْنَوْا لِشِرْكِهِمْ، وَلَا أَنْ يُقْصَوْا وَيُجْفَوْا لِعَهْدِهِمْ، فَالْبَسْ لَهُمْ جِلْبَاباً مِنَ اللِّينِ تَشُوبُهُ بِطَرَفٍ مِنَ الشِّدَّةِ، وَدَاوِلْ لَهُمْ بَيْنَ الْقَسْوَةِ وَالرَّأْفَةِ، وَامْزُجْ لَهُمْ بَيْنَ التَّقْرِيبِ وَالْإِدْنَاءِ، وَالْإِبْعَادِ وَالْإِقْصَاءِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

۲۰

و من كتاب له (عليه السلام)

الى زياد بن أبيه و هو خليفة عامله عبدالله بن عباس على البصرة، و عبدالله عامل أميرالمؤمنين يومئذ عليها و على كور الأهواز و فارس و كرمان و غيرها:

وَإِنِّي أُقْسِمُ بِاللَّهِ قَسَماً صَادِقاً، لَئِنْ بَلَغَنِي أَنَّكَ خُنْتَ مِنْ فَيْءِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئاً صَغِيراً أَوْ كَبِيراً، لَأَشُدَّنَّ عَلَيْكَ شَدَّةً تَدَعُكَ قَلِيلَ الْوَفْرِ، ثَقِيلَ الظَّهْرِ، ضَئِيلَ الْأَمْرِ، وَالسَّلَامُ.

۲۱

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى زياد أيضاً

فَدَعِ الْإِسْرَافَ مُقْتَصِداً، وَاذْكُرْ فِي الْيَوْمِ غَداً، وَأَمْسِكْ مِـ

غیبت نجم - کمزوری
طلوع نجم - طاقت
اربع - نرمی کا برتاؤ کرو
دہاقین - جمع دہقان (زمیندار)
یدنوا - قریب کئے جائیں
یقصوا - دور کئے جائیں
یجفوا - سختی سے معاملہ کیا جائے
شوب - اختلاط
داول - متوسط رفتار
کور - علاقہ
فئ - مال غنیمت وخراج
وفر - مال
ثقیل الظہر - جس کی ذمہ داریاں زیادہ ہوں
ضئیل - کمزور

[1] بنی تمیم اور بنی ہاشم آگے چل کر الیاس بن مضر پر مل جاتے ہیں لہٰذا حضرت نے انھیں اپنا رشتہ دار قرار دیا ہے اور حق قرابت کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

[2] بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے مراد جناب ام سلمہ کے فرزند عمر بن ابی سلمہ ہیں جو فارس میں حضرت کے عامل تھے اور یہ خط انھیں کے نام لکھا گیا ہے۔

مصادر کتاب ۱۹ انساب الاشراف ۲ ص۱۶۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۶۹، بحار کتاب الفتن

مصادر کتاب ۲۰ انساب الاشراف ۲ ص۱۶۲، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۳، المحاسن والمساوی بیہقی ۲ ص۲۰۱، تاریخ یعقوبی، تاریخ طبری ۳ ص۱۶۳، فہرست ابن الندیم ص۱۳۱، العقد الفرید ص۲۱۰، کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۹۲

مصادر کتاب ۲۱ انساب الاشراف ۲ ص۱۶۹، جمہرۃ رسائل العرب احمد زکی صفوت ۱ ص۵۸۳

(۱) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا کوئی ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے۔ یہ جنگ کے معاملہ میں جاہلیت یا اسلام کبھی بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے ہیں اور پھر ہمارا ان سے رشتہ داری اور قرابت کا تعلق بھی ہے کہ اگر ہم اس کا خیال رکھیں گے تو اجر پائیں گے اور قطع تعلق کرلیں گے تو گنہگار ہوں گے لہٰذا ابن عباس خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ ان کے ساتھ اپنی زبان یا ہاتھ پر جاری ہونے والی اچھائی یا برائی میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا کہ ہم دونوں ان ذمہ داریوں میں شریک ہیں۔ اور دیکھو تمھارے بارے میں میرا حسن ظن برقرار رہے اور میری رائے غلط نہ ثابت ہونے پائے۔

۱۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(۱) (اپنے بعض عمال کے نام)

اما بعد! تمھارے شہر کے زمینداروں نے تمھارے بارے میں سختی۔ سنگدلی۔ تحقیر و تذلیل اور تشدد کی شکایت کی ہے اور میں نے ان کے بارے میں غور کرلیا ہے۔ وہ اپنے شرک کی بنا پر قریب کرنے کے قابل تو نہیں ہیں لیکن عہد و پیمان کی بنا پر انھیں دور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے اور ان پر زیادتی بھی نہیں کی جاسکتی ہے لہٰذا تم ان کے بارے میں ایسی نرمی کا شعار اختیار کرو جس میں قدرے سختی بھی شامل ہو اور ان کے ساتھ سختی اور نرمی کے درمیان کا برتاؤ کرو کہ کبھی قریب کرلو۔ کبھی دور کردو۔ کبھی نزدیک بلاؤ اور کبھی الگ رکھو۔ انشاء اللہ

۲۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد ابن ابیہ کے نام جو بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کا نائب (۲) ہوگیا تھا اور ابن عباس بصرہ اور اہواز کے تمام اطراف کے عامل تھے۔)

میں اللہ کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر مجھے خبر مل گئی کہ تم نے مسلمانوں کے مال غنیمت میں چھوٹی یا بڑی قسم کی خیانت کی ہے تو میں تم پر ایسی سختی کروں گا کہ تم نادار۔ بوجھل پیٹھ والے اور بے ننگ و نام ہو کر رہ جاؤ گے۔ والسلام

۲۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد ہی کے نام)

اسراف کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرو اور آج کے دن کل کو یاد رکھو۔ بقدر ضرورت مال روک کر باقی روز حاجت کے لئے آگے بڑھا دو۔

---

(۱) واضح رہے کہ کسی کا قریب کرلینا اور ہے اور اس کے ساتھ عادلانہ اور منصفانہ برتاؤ کرنا اور ہے۔ اسلام عادلانہ برتاؤ کا حکم ہر ایک کے بارے میں دیتا ہے لیکن قربت کا جواز صرف صاحبان ایمان و کردار کے لئے ہے۔ کفار و مشرکین کو تو اس نے حرم خدا سے بھی دور کردیا ہے اور ان کا داخلہ حدود حرم میں بند کردیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آج عالم اسلام میں کفار و مشرکین ہی قریب بنائے جانے کے قابل ہیں اور کلمہ گو مسلمان اس قابل نہیں رہ گئے ہیں اور ان سے صبح و شام سرد جنگ صرف کفار و مشرکین سے قربت پیدا کرنے یا برقرار رکھنے کی بنیاد پر کی جا رہی ہے۔ اللہ اہل اسلام پر رحم کرے اور اس امت کو عقل سلیم عنایت فرمائے۔

(۲) واضح رہے کہ حضرت اختیاری طور پر کسی ایسے شخص کو عہدہ نہیں دے سکتے ہیں جس کا نسب مشکوک ہو۔ یہ کام ابن عباس نے ذاتی طور پر کیا تھا۔ اسی لئے حضرت نے نہایت ہی سخت لہجہ میں خطاب فرمایا ہے۔

الْمَالِ بِقَدْرِ ضَرُورَتِكَ، وَ قَدِّمِ الْفَضْلَ لِيَوْمِ حَاجَتِكَ.

أَتَرْجُو أَنْ يُعْطِيَكَ (یوتیک) اللَّهُ أَجْرَ الْمُتَوَاضِعِينَ وَ أَنْتَ عِنْدَهُ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ! وَ تَطْمَعُ - وَ أَنْتَ مُتَمَرِّغٌ فِي النَّعِيمِ، تَمْنَعُهُ الضَّعِيفَ وَ الْأَرْمَلَةَ - أَنْ يُوجِبَ لَكَ ثَوَابَ الْمُتَصَدِّقِينَ؟ وَ إِنَّمَا الْمَرْءُ مَجْزِيٌّ بِمَا أَسْلَفَ وَ قَادِمٌ عَلَى مَا قَدَّمَ، وَ السَّلَامُ.

٢٢

و من كتاب له «عليه السلام»

إلى عبدالله بن العباس رحمه الله تعالى و كان عبد الله يقول: «ما انتفعت بكلام بعد كلام رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، كانتفاعي بهذا الكلام!»:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهُ دَرْكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيَفُوتَهُ، وَ يَسُوؤُهُ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِيُدْرِكَهُ، فَلْيَكُنْ سُرُورُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ آخِرَتِكَ، وَلْيَكُنْ أَسَفُكَ عَلَى مَا فَاتَكَ مِنْهَا، وَ مَا نِلْتَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِهِ فَرَحاً، وَ مَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَأْسَ عَلَيْهِ جَزَعاً، وَلْيَكُنْ هَمُّكَ فِيمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

٢٣

و من كلام له «عليه السلام»

قاله قبل موته على سبيل الوصية لمّا ضربه ابن ملجم لعنه الله

وَصِيَّتِي لَكُمْ: أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئاً، وَ مُحَمَّدٌ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَلَا تُضَيِّعُوا سُنَّتَهُ. أَقِيمُوا هَذَيْنِ الْعَمُودَيْنِ، وَ أَوْقِدُوا هَذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ، وَ خَلَاكُمْ ذَمٌّ!

أَنَا بِالْأَمْسِ صَاحِبُكُمْ، وَ الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَكُمْ، وَ غَداً مُفَارِقُكُمْ. إِنْ أَبْقَ فَأَنَا وَلِيُّ دَمِي، وَ إِنْ أَفْنَ فَالْفَنَاءُ مِيعَادِي، وَ إِنْ أَعْفُ فَالْعَفْوُ لِي قُرْبَةٌ، وَ هُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ، فَاعْفُوا (أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ). وَ اللَّهِ مَا فَجَأَنِي مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهُ، وَ لَا طَالِعٌ أَنْكَرْتُهُ، وَ مَا كُنْتُ إِلَّا كَقَارِبٍ وَرَدَ، وَ طَالِبٍ وَجَدَ، (وَ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ).

فضل - اضافی مال

متمرغ - کروٹیں بدلنے والا

ما أسلف - جو پہلے بھیج دیا ہے

یفوت - ہاتھ سے نکل جائے

یدرک - حاصل کرے

خلاکم ذم - ہر طرح کی مذمت سے محفوظ

قارب - رات میں پانی تلاش کرنے والا

(۱) ایسے جو کر گیہوں کاٹنے والے ہر دور میں رہے ہیں اور ان کا خیال یہ رہا ہے کہ بدترین اعمال کے بعد بھی بہترین اجر و ثواب حاصل کر لیں گے اور زندگی بھر کوئی عمل خیر نہ کرنے کے باوجود جنت نعیم پر مکمل قبضہ کر لیں گے ایسے دیوانوں کی دنیا میں کمی نہیں ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ اسلام دیوانگی کا نام نہیں ہے۔ اسلام کے صحیفہ میں پہلی کتاب ہی کتاب العقل ہے لہٰذا اس سے ہٹ کر اسلام و ایمان کا کوئی تصور نہیں ہے۔

(۲) انسان کے لئے جو رزق مقدر ہو چکا ہے وہ مل کر رہے گا اور جو مقدر نہیں ہے وہ بہرحال نہیں ملے گا لہٰذا نہ پہلا موضوع خوشی کا ہے اور نہ دوسرا رنج و غم کا۔ خوشی اور رنج کا تعلق اس آخرت کے ملنے اور نہ ملنے سے ہے جسے حاصل کرنا ہے اور وہ مقدر کا سودا نہیں ہے۔

مصادر کتاب ۲۲ کتاب صفین ص۱۰۷، روضۃ الکافی ص۲۴۰، المجالس ثعلب ص۱۹۶، الامالی ابو علی القالی ۲ ص۹۶، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۳۸، العقد الفرید ۲ ص۱۳۳، قوت القلوب ابو طالب المکی ۱ ص۱۵۸، انساب الاشراف ص۱۱۴، المحاضرات راغب اصفہانی، دستور معالم الحکم ص۹۶، تذکرۃ الخواص ص۱۶۰، عیون الادب والسیاسۃ ابن ہذیل ص۳۰، الطراز السید الیمانی ۲ ص۳۲۵، اعجاز القرآن باقلانی ص۱۹۵، کامل مبرد ص۳۰۳، الوافی الفیض ۳ ص۴۵، الحکمۃ الخالدۃ ابن مسکویہ ص۱۹، تحف العقول حرانی ص۲۰۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۸۱، مناقب خوارزمی ص۲۰

مصادر کتاب ۲۳ اصول کافی ۱ ص۲۹۹، مروج الذہب ۲ ص۴۳۶، اثبات الوصیہ مسعودی ص۱۲۳، تاریخ ابن عساکر، الوافی ۲، الخرائج راوندی ص۲۰، تاریخ الخلفاء سیوطی ص۱۴۳

یہ تمہارا خیال یہ ہے کہ تم شکبروں میں رہوگے اور خدا تمہیں متواضع افراد جیسا اجر دے دیگا یا تمہارے واسطے صدقہ و خیرات کرنے والوں کا ثواب لازم قرار دے دیگا اور تم نعمتوں میں کروٹیں بدلتے رہوگے نہ کسی کمزور کا خیال کروگے اور نہ کسی بیوہ کا جب کہ انسان کو اسی کا اجر ملتا ہے جو اس نے انجام دیا ہے اور وہ اسی پر وارد ہوتا ہے جو اس نے پہلے بھیج دیا ہے۔ والسلام

۲۲۔آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام ۔ جس کے بارے میں خود ابن عباس کا مقولہ تھا کہ میں نے رسول اکرمؐ کے بعد کسی کلام سے استفادہ نہیں کیا ہے جسقدر اس کلام سے کیا ہے)

امابعد! کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان اس چیز کو پاکر بھی خوش ہو جاتا ہے جو اس کے ہاتھ سے جانے والی نہیں تھی اور اس چیز کے چلے جانے سے بھی رنجیدہ ہو جاتا ہے جو اسے ملنے والی نہیں تھی لہٰذا تمہارا فرض ہے کہ اس آخرت پر خوشی مناؤ جو حاصل ہو جائے اور اس پر افسوس کرو جو اس میں سے حاصل نہ ہو سکے۔ دنیا حاصل ہو جائے تو اس پر زیادہ خوشی کا اظہار نہ کرو اور ہاتھ سے نکل جائے تو بیقرار ہو کر افسوس نہ کرو۔ تمہاری تمامتر فکر موت کے بعد کے بارے میں ہونی چاہیے (۵۲)

۲۳۔آپ کا ارشاد گرامی

(جسے اپنی شہادت سے پہلے بطور وصیت فرمایا ہے)

تم سب کے لئے میری وصیت یہ ہے کہ خبردار خدا کے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ کرنا اور حضرت محمدؐ کی سنت کو ضائع اور برباد نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم رکھو اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھو۔ اس کے بعد کسی مذمت کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔

میں کل تمہارے ساتھ تھا اور آج تمہارے لئے عبرت بن گیا ہوں اور کل تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد میں باقی رہ گیا تو اپنے خون کا صاحب اختیار میں خود ہوں ورنہ اگر میری مدت حیات پوری ہو گئی ہے تو بھی دنیا سے چلا جاؤں گا۔ میں اگر معاف کر دوں تو یہ میرے لئے قربت الٰہی کا ذریعہ ہوگا اور تمہارے حق میں بھی ایک نیکی ہوگی لہٰذا تم بھی معاف کر دینا "کیا تم نہیں چاہتے ہو کہ اللہ تمہیں بخش دے"۔

خدا کی قسم یہ اچانک موت ایسی نہیں ہے جسے میں ناپسند کرتا ہوں اور نہ ایسا سانحہ ہے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ میں تو اس شخص کے مانند ہوں جو رات بھر پانی کی جستجو میں رہے اور صبح کو چشمہ پر وارد ہو جائے اور تلاش کے بعد اپنے مقصد کو پالے اور پھر خدا کی بارگاہ میں جو کچھ بھی ہے وہ نیک کرداروں کے لئے بہتر ہی ہے "۔

(۵۲) واضح رہے کہ اس معافی سے مراد دنیا میں انتقام نہ لینا ہے کہ قاتل کے جرم کی دو حیثیتیں ہوتی ہیں۔ وہ انسانی دنیا میں ایک خون کا ذمہ دار ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں قصاص کا قانون سامنے آتا ہے اور مذہبی دنیا میں حکم الٰہی کی مخالفت کا مجرم ہوتا ہے جس کا انجام آتش جہنم ہے۔ دنیا کے قصاص و انتقام میں فسادات کے اندیشے ہوتے ہیں اور عداوتوں کے شعلے مزید بھڑک اٹھتے ہیں لیکن آخرت کے عذاب میں کوئی خطرہ نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے صاحبان عقل و دانش یہاں کے انتقام کو نظرانداز کر دیتے ہیں تاکہ مزید فساد نہ پیدا ہو سکے اور اس بات سے مطمئن رہتے ہیں کہ مجرم کے لئے عذاب جہنم ہی کافی ہے اور خدا سے بہتر انتقام لینے والا کون ہے۔؟

قال السيد الشريف رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أقول: «و قد مضى بعض هذا الكلام فيما تقدم من الخطب، إلا أن فيه هاهنا زيادة أوجبت تكريره».

٢٤

و من وصية له «عليه السلام»

بما يعمل في أمواله، كتبها بعد منصرفه من صفين

هٰذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي مَالِهِ، ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، لِيُولِجَهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَ يُعْطِيَهُ بِهِ الْأَمَنَةَ (الْأَمْنَةَ).

مِنْهَا: فَإِنَّهُ يَقُومُ بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَأْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَ يُنْفِقُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوفِ، فَإِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَ حُسَيْنٌ حَيٌّ، قَامَ بِالْأَمْرِ بَعْدَهُ، وَ أَصْدَرَهُ مَصْدَرَهُ.

وَ إِنَّ لِابْنَيْ فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِيٍّ مِثْلَ الَّذِي لِبَنِي عَلِيٍّ، وَ إِنِّي إِنَّمَا جَعَلْتُ الْقِيَامَ بِذٰلِكَ إِلَى ابْنَيْ فَاطِمَةَ ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ، وَ قُرْبَةً إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ، وَ تَكْرِيماً لِحُرْمَتِهِ، وَ تَشْرِيفاً لِوُصْلَتِهِ.

وَ يَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِي يَجْعَلُهُ إِلَيْهِ أَنْ يَتْرُكَ الْمَالَ عَلَى أُصُولِهِ، وَ يُنْفِقَ مِنْ ثَمَرِهِ حَيْثُ أُمِرَ بِهِ وَ هُدِيَ لَهُ، وَ أَلَّا يَبِيعَ مِنْ أَوْلَادِ نَخِيلِ هٰذِهِ الْقُرَى وَدِيَّةً حَتَّى تُشْكِلَ أَرْضُهَا غِرَاساً.

وَ مَنْ كَانَ مِنْ إِمَائِي ـ اللَّاتِي أَطُوفُ عَلَيْهِنَّ ـ لَهَا وَلَدٌ، أَوْ هِيَ حَامِلٌ، فَتُمْسَكُ عَلَى وَلَدِهَا وَ هِيَ مِنْ حَظِّهِ، فَإِنْ مَاتَ وَلَدُهَا وَ هِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ عَتِيقَةٌ، قَدْ أَفْرَجَ عَنْهَا الرِّقُّ، وَ حَرَّرَهَا الْعِتْقُ.

قال الشريف: قوله «عليه السلام» في هذه الوصية: «و ألا يبيع من نخلها وديّة»، الوديّة: الفسيلة، و جمعها وديّ. و قوله «عليه السلام»: «حتى تشكل أرضها غراساً» هو من أفصح الكلام، والمراد به أن الأرض يكثر فيها غراس النخل حتى يراها الناظر على غير تلك الصفة التي عرفها بها فيشكل عليه أمرها و يحسبها غيرها.

٢٥

و من وصية له «عليه السلام»

كان يكتبها لمن يستعمله على الصدقات

قال الشريف: و إنما ذكرنا هنا جملاً ليعلم بها أنه «عليه السلام» كان يقيم عماد الحق، و يشرع

يُولِج ـ داخل کردے
اَمَنَہ ـ امن و امان
حَدَث ـ حادثہ (موت)
اَصْدَرَہ ـ اسی روش پر چلائیں گے
وُصْلَہ ـ قرابت
ترک علی الاصول ـ اصل مال کا محفوظ رکھنا
وَدِیَّہ ـ چھوٹے چھوٹے درخت
اطوف علیہن ـ یہ عبارت جنسی تعلق کا کنایہ ہے۔

(١) [illegible] ظاہر ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ بنص پیغمبر امام تھے اور سرکار نے ان کے قیام و قعود کی ضمانت لے لی تھی لیکن اس کے باوجود امیرالمومنینؑ نے وصیت نامہ میں طریقہ استعمال کی وضاحت کر دی ہے تاکہ یہ تمام صاحبان اموال اور ان کے ورثہ کے لئے نمونہ عمل رہے اور کوئی شخص مال وقف کو باپ دادا کا ترکہ سمجھ کر آزادی کے ساتھ استعمال نہ کرے جس طرح کہ دور حاضر میں ہو رہا ہے اور متولی اور مالک کا فرق یکسر ختم ہو گیا ہے اور ہر متولی اپنے کو مالک اور مال کو باپ دادا کی میراث تصور کرنے لگے ہیں۔

مصادر کتاب ٢٤ فروع کافی ۷ صفحہ ٤٩، تہذیب شیخ طوسی ۹ صفحہ ١٤٦، بحار الانوار ۹ صفحہ ٦٤٢، جمہرۃ رسائل العرب ۱ صفحہ ٤٠٦
مصادر کتاب ٢٥ فروع کافی ۳ صفحہ ٥٣٦، الغارات، مستدرک الوسائل ۱ صفحہ ٥١٩، بحار الانوار باب الزکاۃ، المقنعۃ المفید صفحہ ٤٢، تہذیب طوسی ۴ صفحہ ٩٦، ربیع الابرار زمخشری باب ٥٥، بحار الانوار ۸ صفحہ ٦٣١، الوصایا ابوحاتم السجستانی صفحہ ١٤٣

سید رضیؒ۔ اس کلام کا ایک حصہ پہلے گذر چکا ہے لیکن یہاں کچھ اضافات تھے لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اسے دوبارہ نقل کر دیا جائے۔

۲۴۔ آپ کی وصیت

(اپنے اموال کے بارے میں جسے جنگ صفین کی واپسی پر تحریر فرمایا ہے)

یہ بندۂ خدا۔ علی بن ابی طالبؑ امیر المومنین کا حکم ہے اپنے اموال کے بارے میں جس کا مقصد رضائے پروردگار ہے تاکہ اس کے ذریعہ جنت داخل ہو سکے اور روز محشر کے ہول سے امان پا سکے۔

ان اموال کی نگرانی حسنؑ بن علی کریں گے۔ (۱) بقدر ضرورت استعمال کریں گے اور بقدر مناسب انفاق کریں گے۔ اس کے بعد اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آ گیا اور حسینؑ باقی رہ گئے تو ذمہ دار وہ ہوں گے اور اسی انداز پر کام کریں گے۔

اولاد فاطمہؑ کا حق علیؑ کے صدقات میں وہی ہے جو دیگر اولاد علیؑ کا ہے۔ میں نے نگرانی کا کام اولاد فاطمہؑ کو صرف رضائے الٰہی اور قربت پیغمبرؐ کے خیال سے سونپ دیا ہے کہ اس طرح حضرتؐ کی حرمت کا احترام بھی ہو جائے گا اور آپ کی قرابت کا اعزاز بھی برقرار رہے گا۔

لیکن اس کے بعد بھی والی کے لئے یہ شرط ہے کہ مال کی اصل کو باقی رکھے اور صرف اس کے ثمرات کو خرچ کرے۔ وہ بھی ان راہوں میں جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن کی ہدایت دی گئی ہے اور خبردار اس قریہ کے نخلستان میں سے ایک پودا بھی فروخت نہ کرے یہاں تک کہ زمین دوبارہ بونے کے لائق نہ رہ جائے۔

میری وہ کنیزیں جن سے میرا تعلق رہ چکا ہے اور ان کی اولاد بھی موجود ہے یا وہ حاملہ ہیں۔ ان کو ان کی اولاد کے حساب میں روک لیا جائے اور انھیں کا حصہ قرار دے دیا جائے۔ اس کے بعد اگر بچہ مر جائے اور کنیز زندہ رہ جائے تو اسے آزاد کر دیا جائے گویا اس کی غلامی ختم ہو چکی ہے اور آزادی حاصل ہو چکی ہے۔

سید رضیؒ۔ اس وصیت میں حضرتؑ کا ارشاد "ودیہ بھی فروخت نہ کیا جائے" اس میں ودیہ سے مراد خرمہ کے چھوٹے درخت ہیں جس کی جمع ودی ہے اور "حتی تشکل ارضها غراسا" ایک فصیح ترین کلام ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ زمین میں کھجور کی درخت کاری اتنی زیادہ ہو جائے کہ دیکھنے والا اس کی اصل ہیئت کا اندازہ نہ کر سکے اور اس کے لئے مسئلہ مشتبہ ہو جائے کہ شاید یہ کوئی دوسری زمین ہے۔

۲۵۔ آپ کی وصیت

(جسے ہر اس شخص کو لکھ کر دیتے تھے جسے صدقات کا عامل قرار دیتے تھے)

سید رضیؒ۔ میں نے یہ چند جملے اس لئے نقل کر دئے ہیں تاکہ ہر شخص کو اندازہ ہو جائے کہ حضرتؑ کس طرح ستون حق کو قائم رکھتے تھے اور

(۱) مورخین کے بیان کے مطابق امیر المومنینؑ نے اپنی زندگی میں صرف ارواح و نفوس کی سرزمینوں کو زندہ کرنے کا کام انجام نہیں دیا ہے۔ بلکہ مادی زمینوں میں بھی مسلسل کام کرتے رہے ہیں۔ زمینوں کو قابل کاشت بنایا ہے۔ چشموں کو جاری کیا ہے۔ درختوں کی سینچائی کی ہے اور ایک مزدور جیسی زندگی گذاری ہے اور پھر اپنی ساری زحمتوں اور محنتوں کے نتیجہ کو راہ خدا میں وقف کر دیا ہے تاکہ بندگان خدا استفادہ کر سکیں اور اولاد علیؑ بھی صرف بقدر ضرورت فائدہ اٹھا سکے۔ ایسا کردار اب صرف کاغذات پر رہ گیا ہے ورنہ اس کا وجود دنیا سے عنقا ہو چکا ہے نہ علیؑ والوں میں دیکھنے میں آتا ہے اور نہ دنیاداروں میں۔ سربراہان مملکت فوٹو کھنچوانے کے لئے ہاتھ میں پھاوڑا اور کدال لے لیتے ہیں ورنہ انھیں زراعت سے کیا تعلق ہے۔ زمینوں کا زندہ کرنا ابوتراب کا کام تھا اور انھوں نے اس کا حق ادا کر دیا۔ باقی سب داستانیں ہیں جو صفحۂ قرطاس پر محفوظ کر دی گئی ہیں اور ان میں روشنائی کی چمک ہے۔ کردار اور حقیقت کی روشنی نہیں ہے۔!

أمثلة العدل، في صغير الأمور وكبيرها ودقيقها وجليلها.

انطلق على تقوى الله وحده لا شريك له، ولا تروّعنّ مسلماً و
تجتازنّ (تمتازنّ) عليه كارهاً، ولا تأخذنّ منه أكثر من حقّ الله في ما
فإذا قدمت على الحيّ فانزل بمائهم من غير أن تخالط أبياتهم
ثمّ امض إليهم بالسكينة والوقار، حتّى تقوم بينهم فتسلّم علي
ولا تخدج بالتحيّة لهم، ثمّ تقول: عباد الله، أرسلني إليكم وليّ الل
وخليفته، لآخذ منكم حقّ الله في أموالكم، فهل لله في أموالكم م
حقّ فتؤدّوه إلى وليّه؟ فإن قال قائل: لا، فلا تراجعه، وإن أنعم ل
منعم فانطلق معه من غير أن تخيفه أو توعده أو تعسفه أو ترهقه. ف
ما أعطاك من ذهب أو فضّة. فإن كان له ماشية أو إبل فلا تدخلها إ
بإذنه. فإنّ أكثرها له. فإذا أتيتها فلا تدخل عليها دخول متسلّط (متس
عليه ولا عنيف به ولا تنفّرنّ بهيمة ولا تفزعنّها، ولا تسوءنّ صاحبها في
واصدع المال صدعين ثمّ خيّره، فإذا اختار فلا تعرضنّ لما اختاره. ثمّ اصد
الباقي صدعين، ثمّ خيّره، فإذا اختار فلا تعرضنّ لما اختاره. فلا تز
كذلك حتّى يبقى ما فيه وفاء لحقّ الله في ماله، فاقبض حقّ الله م
فإن استقالك فأقله. ثمّ اخلطهما ثمّ اصنع مثل الّذي صنعت أوّلاً ح
تأخذ حقّ الله في ماله. ولا تأخذنّ عوداً ولا هرمة ولا مكسورة و
مهلوسة، ولا ذات عوار، ولا تأمننّ عليها إلّا من تثق بدينه، راف
بمال المسلمين حتّى يوصله إلى وليّهم فيقسمه بينهم. ولا توكّ
بها إلّا ناصحاً شفيقاً وأميناً حفيظاً، غير معنف ولا مجحف، ولا ملغب و
متعب. ثمّ احدر إلينا ما اجتمع عندك نصيّره حيث أمر الله به، فإ
أخذها أمينك فأوعز إليه ألّا يحول بين ناقة وبين فصيلها ولا يمص
لبنها فيضرّ ذلك بولدها، ولا يجهدنّها ركوباً، وليعدل بين صواحباته

ترویع - تخویف
اجتیاز - گذرنا
لاتخدج - بخل نہ کرنا
انعم لک - ہاں کہدے
تعسف - سختی کرنا
ارہاق - سخت برتاؤ کرنا
صدع - مال کو دو حصوں پر تقسیم کرنا
تخییر - اختیار دینا
استقالہ - طلب معافی
عود - مسن اونٹ
ہرم - بوڑھے اونٹ
مہلوس - ضعیف
عوار - عیب
مجحف - شدت سے تھکانے والا
ملغب - تھکا دینے والا
احدر - تیزی سے لے آؤ
فصیل - بچہ ناقہ
مصر - سارا دودھ دوہ لینا

(۱) اس وصیت نامہ میں چند دفعات بے پناہ اہمیت کی حامل ہیں جن سے ایک مکمل دستور حکومت تیار کیا جا سکتا ہے اور اسے تمام سربراہان مملکت کے لئے ایک آئیڈیل قرار دیا جا سکتا ہے۔

۱۔ اسلام میں دہشت گردی روا نہیں ہے۔
۲۔ اسلام میں جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ۳۔ اسلام حقوق میں ایک ذرہ اضافہ کا متحمل نہیں ہے۔ ۴۔ اسلام "مال و جان" میں تیرا اجارہ مخالف ہے۔ ۵۔ اسلام صاحب حق کو حق ادا کرنے میں صاحب اختیار قرار دیتا ہے۔ ۶۔ اسلام جانوروں کے احترام کو بھی دینداری بتاتا ہے۔ ۷۔ اسلام جانوروں پر بھی ظلم کو روا نہیں رکھتا ہے۔

نہج البلاغہ

علامہ السید الشریف الرضی (طاب ثراہ)

○ ترجمہ، تشریح، تفسیر، تقدیم ○

علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

محفوظ بک ایجنسی ❁ مارٹن روڈ کراچی
Tel: 424286 - 4917823 Fax: 4917823

نام کتاب: ________ نہج البلاغہ
مترجم: ________ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی
پہلا ایڈیشن (ہندوستان): ________ مارچ ۱۹۹۸ء
پہلا ایڈیشن (پاکستان): ________ مارچ ۱۹۹۹ء
تعداد: ________ ۱۰۰۰
ناشر (ہندوستان): ________ تنظیم المکاتب، لکھنؤ
ناشر (پاکستان): ________ محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی
قیمت: ________ ڈیلکس ایڈیشن -/250
سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو ○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

نام کتاب: ________ نہج البلاغہ

مترجم: ________ علامہ السید ذیشان حیدر جوادی

پہلا ایڈیشن (ہندوستان): ________ مارچ ۱۹۹۸ء

پہلا ایڈیشن (پاکستان): ________ مارچ ۱۹۹۹ء

تعداد: ________ ۱۰۰۰

ناشر (ہندوستان): ________ تنظیم المکاتب، لکھنؤ

ناشر (پاکستان): ________ محفوظ بک ایجنسی۔ کراچی

قیمت: ________ ڈیلکس ایڈیشن -/250

سادہ ایڈیشن -/225

ضروری گذارش

پہلے ایڈیشن میں عربی حوالہ جات کے نشانات واضح نہیں ہیں۔ قارئین کی آسانی کے لیے اس ایڈیشن میں نشانات کو ○ دائرے اور اعداد کے ذریعے نمایاں کیا گیا ہے۔

رئیس احمد جعفری، مولانا مفتی جعفر حسین اور مرزا یوسف حسین کے تراجم کی اہمیت اپنی جگہ مُسلّم لیکن پیشِ نظر ترجمہ عصری ملحوظات اور محققانہ رسائیوں کے باعث اُردو تراجم کی صف میں ایک امتیازی نوعیت سے باریاب ہوا ہے۔ اس امتیازی نوعیت میں ترجمے کی زبان نہایت سلیس رکھی گئی ہے۔ الفاظ کی تراکیب اور محاورات سازی سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ خطبات و کلمات کے حوالہ جات کی تحقیق تو سیع کے باوجود احتیاط کو مقدم رکھا گیا ہے۔

مزید براں، تاریخی واقعات کو تفہیم و تشریح کی حدوں سے متجاوز ہونے نہیں دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اس ترجمے کی سب سے نمایاں فضیلت یہ بھی ہے کہ الفاظ کی ایک مختصر فرہنگ اور خطبات و کلمات کے جواز اور مقاصد پر بڑی جانگسل محنت کی گئی ہے۔

آخر میں، صاحب نہج البلاغہ کی بارگاہِ برکت پناہ میں، دست بہ دُعا ہوں کہ وہ اپنی توجہ خاص سے علامہ سید ذیشان حیدر جوادی مدظلہٗ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے (آمین)

مَیں ادارے کے محترم کرم فرما جناب نصیر ترابی کا بھی انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے اس ترجمے کے اشاعتی مراحل میں اپنے بے لوث مشوروں سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

نیاز کیش

سید عنایت حسین

فہرست مضامین

نہج البلاغہ : حصہ اول

نہج البلاغہ: حصہ دوم مکاتیب و رسائل، فرامین و عہود وصایا و نصائح

نہج البلاغہ: حصہ سوم جوامع الکلم کلمات وحکمات

تشریح طلب کلام

...رشتے، اسلام اور معمولی معاملات میں عدل و انصاف کی مثالیں قائم کرنا چاہتے تھے۔

(۲۵)

خدائے وحدہ لاشریک کا خوف لے کر آگے بڑھو اور خبردار نہ کسی مسلمان کو خوف زدہ کرنا اور نہ کسی کی زمین پر جبراً اپنا گذر کرنا۔ مال خدا سے ذرہ برابر زیادہ مت لینا اور جب کسی قبیلہ پر وارد ہونا تو ان کے گھروں میں گھسنے کے بجائے چشمہ اور کنوئیں پر وارد ہونا اس کے بعد سکون و وقار کے ساتھ ان کی طرف جانا اور ان کے درمیان کھڑے ہو کر سلام کرنا اور سلام کرنے میں بخل سے کام نہ لینا۔ اس کے بعد ان سے کہنا کہ بندگان خدا مجھے تمہاری طرف پروردگار کے ولی اور جانشین نے بھیجا ہے تاکہ میں تمہارے اموال میں پروردگار کا حق لے لوں تو کیا تمہارے اموال میں کوئی حق اللہ ہے جسے میرے حوالے کر سکو؟ اگر کوئی شخص انکار کر دے تو اس سے تکرار نہ کرنا اور اگر کوئی شخص اقرار کرے تو اس کے ساتھ اس انداز سے جانا کہ نہ کسی کو خوف زدہ کرنا نہ دھمکی دینا۔ نہ سختی کا برتاؤ کرنا نہ بیجا دباؤ ڈالنا جو سونا یا چاندی دے دیں وہ لے لینا اور اگر چوپایہ یا اونٹ ہوں تو ان کے مرکز پر اچانک بلا اجازت داخل نہ ہو جانا کہ زیادہ حصہ تو مالک ہی کا ہے۔ اس کے بعد جب چوپایوں کے مرکز تک پہونچ جانا تو کسی ظالم و جابر کی طرح داخل نہ ہونا اور جانور کو بھڑکا دینا اور نہ کسی کو خوف زدہ کر دینا اور نہ مالک کے ساتھ بھی غلط برتاؤ نہ کرنا بلکہ مال کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مالک کو اختیار دینا اور وہ جس حصہ کو اختیار کر لے اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا۔ پھر باقی کو دو حصوں پر تقسیم کرنا اور اسے اختیار دینا اور پھر اس کے انتخاب پر اعتراض نہ کرنا۔ یہاں تک کہ اتنا ہی مال باقی رہ جائے جس سے حق خدا ادا ہو سکتا ہے تو اسی کو لے لینا۔ بلکہ اگر کوئی شخص تقسیم پر نظرثانی کی درخواست کرے تو اسے بھی منظور کر لینا اور سارے مال کو ملا کر پھر پہلے کی طرح تقسیم کرنا اور آخر میں اسی بچے مال میں سے حق اللہ لے لینا۔ بس اس کا خیال رکھنا کہ بوڑھا۔ ضعیف۔ کمر شکستہ۔ کمزور اور عیب دار اونٹ نہ لینا اور ان اونٹوں کا امین بھی اسی کو بنانا جس کے دین کا اعتبار ہو اور جو مسلمانوں کے مال میں نرمی کا برتاؤ کرتا ہو۔ تاکہ وہ ولی تک مال پہونچا دے اور وہ ان کے درمیان تقسیم کر دے۔ اس موضوع پر صرف اسے وکیل بنانا جو مخلص۔ خدا ترس۔ امانت دار اور نگراں ہو۔ نہ سختی کرنے والا ہو نہ ظلم کرنے والا نہ تھکا دینے والا ہو نہ شدت سے دوڑانے والا۔ اس کے بعد جس قدر مال جمع ہو جائے وہ میرے پاس بھیج دینا تاکہ میں امر الٰہی کے مطابق اس کے مرکز تک پہونچا دوں۔

امانت دار کو مال دیتے وقت اس بات کی ہدایت دے دینا کہ خبردار اونٹنی اور اس کے بچہ کو جدا نہ کرے اور سارا دودھ نہ نکال لے جو بچہ کے حق میں مضر ہو۔ سواری میں بھی شدت سے کام نہ لے اور اس کے اور دوسری اونٹنیوں کے درمیان عدالت سے کام لے۔

کیا کوئی ایسا سربراہ مملکت ہے جو اپنے احکام کو اتنی شدید پابندیوں میں جکڑ دے اور اپنی رعایا کو اس قدر سہولت دیدے۔ دنیا کے حکام میں تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ اسلام کے خلفاء میں بھی دور دور تک اس کردار کا پتہ نہیں ملتا ہے اور حکومت کا آغاز ہی جبر و استبداد اور خانہ سوزی سے ہوتا ہے۔

ضرورت ہے کہ اس وصیت نامہ کو بغور پڑھا جائے اور اس کے ایک ایک فقرہ پر غور کیا جائے تاکہ یہ اندازہ ہو کہ اسلامی سلطنت میں رعایا کا کیا مرتبہ ہوتا ہے۔ اور زندگی میں کس قدر سہولت فراہم کی جاتی ہے اور انسانوں کی طرح جانوروں کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

فِي ذٰلِكَ وَ بَيْنَهَا، وَلْيُرَفِّهْ عَلَى اللَّاغِبِ، وَلْيَسْتَأْنِ بِالنَّقِبِ وَ الظَّالِعِ، وَلْيُ
مَا تَمُرُّ بِهِ مِنَ الْغُدُرِ، وَ لَا يَعْدِلْ بِهَا عَنْ نَبْتِ الْأَرْضِ إِلَىٰ جَوَادِّ ال
وَلْيُرَوِّحْهَا فِي السَّاعَاتِ، وَلْيُمْهِلْهَا عِنْدَ النِّطَافِ وَالْأَعْشَابِ، حَتَّىٰ
بِإِذْنِ اللّٰهِ بُدَّناً مُنْقِيَاتٍ، غَيْرَ مُتْعَبَاتٍ وَ لَا مَجْهُودَاتٍ، لِنَقْسِمَهَا
كِتَابِ اللّٰهِ وَ سُنَّةِ نَبِيِّهِ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ - فَإِنَّ ذٰلِكَ أَعْظَمُ لِ
وَ أَقْرَبُ لِرُشْدِكَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

٢٦

و من عهد له (عليه السلام)

الى بعض عماله و قد بعثه على الصدقة

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللّٰهِ فِي سَرَائِرِ أَمْرِهِ وَ خَفِيَّاتِ عَمَلِهِ، حَيْثُ لَا شَهِيدَ
وَ لَا وَكِيلَ دُونَهُ. وَ أَمَرَهُ أَلَّا يَعْمَلَ بِشَيْءٍ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ فِيمَا ظَهَرَ فَ
إِلَىٰ غَيْرِهِ فِيمَا أَسَرَّ، وَ مَنْ لَمْ يَخْتَلِفْ سِرُّهُ وَ عَلَانِيَتُهُ، وَ فِعْلُهُ وَ مَ
فَقَدْ أَدَّى الْأَمَانَةَ، وَ أَخْلَصَ الْعِبَادَةَ.

وَ أَمَرَهُ أَنْ لَا يَجْبَهَهُمْ وَ لَا يَعْضَهَهُمْ، وَ لَا يَرْغَبَ عَنْهُمْ تَفَضُّلاً بِ
عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُمُ الْإِخْوَانُ فِي الدِّينِ، وَالْأَعْوَانُ عَلَى اسْتِخْرَاجِ الْحُقُوقِ.

وَ إِنَّ لَكَ فِي هٰذِهِ الصَّدَقَةِ نَصِيباً مَفْرُوضاً، وَ حَقّاً مَعْلُوماً، وَ شُرَكَاءَ أَهْلَ مَ
وَ ضُعَفَاءَ ذَوِي فَاقَةٍ، وَ إِنَّا مُوَفُّوكَ حَقَّكَ، فَوَفِّهِمْ حُقُوقَهُمْ، وَ إِلَّا تَفْعَلْ
مِنْ أَكْثَرِ النَّاسِ خُصُوماً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ بُؤْساً لِمَنْ - خَصْمُهُ عِنْدَ اللّٰهِ - ا
وَالْمَسَاكِينُ وَ السَّائِلُونَ وَالْمَدْفُوعُونَ، وَالْغَارِمُونَ وَابْنُ السَّبِيلِ! وَ مَنِ اسْ
بِالْأَمَانَةِ، وَرَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ، وَ لَمْ يُنَزِّهْ نَفْسَهُ وَ دِينَهُ عَنْهَا، فَقَدْ
بِنَفْسِهِ الذُّلَّ وَالْخِزْيَ فِي الدُّنْيَا وَ هُوَ فِي الْآخِرَةِ أَذَلُّ وَ أَخْزَىٰ. وَ إِنَّ أَ
الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْأُمَّةِ، وَ أَفْظَعَ الْغِشِّ غِشُّ الْأَئِمَّةِ، وَ السَّلَامُ.

لَاغِب - تھکا ماندہ
یستان - نرمی کرے
نَقِب - جس کے کھر گھس جائیں
ظالع - لنگڑا
غُدر - جمع غدیر - تالاب
جوادّ الطریق - بے آب و گیاہ راستے
نطاف - مختصر پانی
بُدّن - موٹے تگڑے
مُنقیات - تندرست
مجہودات - تھکے ماندے
یجبہ - برائی سے پیش آیا
یعضہہم - پریشان کرنا
یرغب عنہم - منہ موڑ لینا
بؤس - شدت، سختی
خزی - ذلت

(۱) مذکورہ بالا فقرات سے حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ اسلام انسانی نظام ہونے کے ساتھ جانوروں کا بھی خیال رکھتا ہے اور ان پر کسی طرح کا بیجا دباؤ برداشت نہیں کرتا ہے خصوصیت کے ساتھ اگر جانوروں کا تعلق صدقات و خیرات سے ہو تو ان کی اہمیت خود بخود بڑھ جاتی ہے اور ان کا لحاظ مزید واجب ہو جاتا

مصادر کتاب ۲۶ دعائم الاسلام ۱ ص۲۵۰ ، انساب الاشراف ۲ ص۱۵۹ ، بحار الانوار ۸ ص۶۳۲ ، ۴ ص۲۳ ، جمہرۃ رسائل ال

سے اونٹ کو دم لینے کا موقع دے اور جس کے کھر گھس گئے ہوں یا پاؤں شکستہ ہوں ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے۔ راستے میں
پڑیں تو انھیں پانی پینے کے لئے لیجائے اور سرسبز راستوں کو چھوڑ کر بے آب و گیاہ راستوں پر نہ لے جائے وقتاً فوقتاً آرام دیتا
اور پانی اور سبزہ کے مقامات پر ٹھہرنے کی مہلت دے یہاں تک کہ ہمارے پاس اس عالم میں پہونچیں تو حکم خدا سے تندرست و
ے ہوں۔ تھکے ماندے اور در ماندہ نہ ہوں تاکہ ہم کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق انھیں تقسیم کر سکیں کہ یہ بات تمھارے
لیں اجر عظیم کا باعث اور ہدایت سے قریب تر ہے۔ انشاء اللہ

۲۶۔ آپ کا عہد نامہ

(بعض عمال کے لئے جنھیں صدقات کی جمع آوری کے لئے روانہ فرمایا تھا)

میں انھیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے پوشیدہ امور اور مخفی اعمال میں بھی اللہ سے ڈرتے رہیں جہاں اس کے علاوہ کوئی دوسرا گواہ اور نگراں نہیں
ہے اور خبردار ایسا نہ ہو کہ ظاہری معاملات میں خدا کی اطاعت کریں اور مخفی مسائل میں اس کی مخالفت کریں۔ اس لئے کہ جس کے ظاہر و باطن
عمل و قول میں اختلاف نہیں ہوتا ہے وہی امانت الٰہی کا ادا کرنے والا اور عبادت الٰہی میں مخلص ہوتا ہے۔
اور پھر حکم دیتا ہوں کہ خبردار لوگوں سے برے طریقہ سے پیش نہ آئیں اور انھیں پریشان نہ کریں اور ان سے اظہار اقتدار کے لئے
کشی کریں کہ بہر حال یہ سب بھی دینی بھائی ہیں اور حقوق کی ادائیگی میں مدد کرنے والے ہیں۔
دیکھو ان صدقات میں تمھارا حصہ معین ہے اور تمھارا حق معلوم ہے لیکن فقراء و مساکین اور فاقہ کش افراد بھی اس حق میں تمھارے
یک ہیں۔ ہم تمھیں تمھارا پورا حق دینے والے ہیں لہٰذا تمھیں بھی ان کا پورا حق دینا ہوگا کہ اگر ایسا نہیں کروگے تو قیامت کے
سب سے زیادہ دشمن تمھارے ہوں گے اور سب سے زیادہ بدبختی اسی کے لئے ہے جس کے دشمن بارگاہ الٰہی میں فقراء۔
ین۔ سائلین۔ محرومین۔ مقروض اور غربت زدہ مسافر ہوں اور جس شخص نے بھی امانت کو معمولی تصور کیا اور خیانت کی چراگاہ میں
ل ہوگیا اور اپنے نفس اور دین کو خیانت کاری سے نہیں بچایا۔ اس نے دنیا میں بھی اپنے کو ذلت اور رسوائی کی منزل میں اُتار دیا
آخرت میں تو ذلت و رسوائی اس سے بھی زیادہ ہے اور یاد رکھو کہ بدترین خیانت امت کے ساتھ خیانت ہے اور بدترین فریب کاری
اور دین کے ساتھ فریب کاری کا برتاؤ ہے۔!

ئمہ دنیا کے تمام حکام کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ فقراء و مساکین اس دنیا میں بے آسرا و بے سہارا ہیں لیکن آخرت میں ان کا بھی والی و وارث
ہے اور وہاں کسی صاحب اقتدار کا اقتدار کام آنے والا نہیں ہے۔ عدالت الٰہیہ میں شخصیات کا کوئی اثر نہیں ہے ہر شخص کو اپنے اعمال کا احتسا
ہوگا اور اس کے مواخذہ اور محاسبہ کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہاں نہ کسی کی کرسی کام آسکتی ہے اور نہ کسی کا تخت و تاج۔
افراد کے ساتھ خیانت تو برداشت بھی کی جا سکتی ہے کہ وہ انفرادی معاملہ ہوتا ہے اور اسے افراد معاف کر سکتے ہیں لیکن قوم و ملت کے ساتھ خیا
برداشت ہے کہ اس کی مدعی تمام امت ہوگی اور اتنے بڑے مقدمہ کا سامنا کرنا کسی انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔

۲۷

ومن عهد له عليه السلام

الى محمد بن أبي بكر - رضي الله عنه - حين قلده مصر:

فَاخْفِضْ لَهُمْ جَنَاحَكَ، وَأَلِنْ لَهُمْ جَانِبَكَ، وَابْسُطْ لَهُمْ وَجْهَكَ، وَآسِ بَيْنَهُمْ فِي اللَّحْظَةِ وَالنَّظْرَةِ، حَتَّى لَا يَطْمَعَ الْعُظَمَاءُ فِي حَيْفِكَ لَهُمْ، وَلَا يَيْأَسَ الضُّعَفَاءُ مِنْ عَدْلِكَ عَلَيْهِمْ. فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُسَائِلُكُمْ مَعْشَرَ عِبَادِهِ عَنِ الصَّغِيرَةِ مِنْ أَعْمَالِكُمْ وَالْكَبِيرَةِ، وَالظَّاهِرَةِ وَالْمَسْتُورَةِ، فَإِنْ يُعَذِّبْ فَأَنْتُمْ أَظْلَمُ، وَإِنْ يَعْفُ فَهُوَ أَكْرَمُ. وَاعْلَمُوا عِبَادَ اللَّهِ أَنَّ الْمُتَّقِينَ ذَهَبُوا بِعَاجِلِ الدُّنْيَا وَ آجِلِ الْآخِرَةِ، فَشَارَكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَلَمْ يُشَارِكُوا أَهْلَ الدُّنْيَا فِي آخِرَتِهِمْ؛ سَكَنُوا الدُّنْيَا بِأَفْضَلِ مَا سُكِنَتْ، وَأَكَلُوهَا بِأَفْضَلِ مَا أُكِلَتْ، فَحَظُوا مِنَ الدُّنْيَا بِمَا حَظِيَ بِهِ الْمُتْرَفُونَ، وَأَخَذُوا مِنْهَا مَا أَخَذَهُ الْجَبَابِرَةُ الْمُتَكَبِّرُونَ؛ ثُمَّ انْقَلَبُوا عَنْهَا بِالزَّادِ الْمُبَلِّغِ، وَالْمَتْجَرِ الرَّابِحِ. أَصَابُوا لَذَّةَ زُهْدِ الدُّنْيَا فِي دُنْيَاهُمْ، وَتَيَقَّنُوا أَنَّهُمْ جِيرَانُ اللَّهِ غَداً فِي آخِرَتِهِمْ. لَا تُرَدُّ لَهُمْ دَعْوَةٌ، وَلَا يَنْقُصُ لَهُمْ نَصِيبٌ مِنْ لَذَّةٍ. فَاحْذَرُوا عِبَادَ اللَّهِ الْمَوْتَ وَقُرْبَهُ، وَأَعِدُّوا لَهُ عُدَّتَهُ، فَإِنَّهُ يَأْتِي بِأَمْرٍ عَظِيمٍ، وَخَطْبٍ جَلِيلٍ، بِخَيْرٍ لَا يَكُونُ مَعَهُ شَرٌّ أَبَداً، أَوْ شَرٍّ لَا يَكُونُ مَعَهُ خَيْرٌ أَبَداً. فَمَنْ أَقْرَبُ إِلَى الْجَنَّةِ مِنْ عَامِلِهَا! وَمَنْ أَقْرَبُ إِلَى النَّارِ مِنْ عَامِلِهَا! وَأَنْتُمْ طُرَدَاءُ الْمَوْتِ، إِنْ أَقَمْتُمْ لَهُ أَخَذَكُمْ، وَإِنْ فَرَرْتُمْ مِنْهُ أَدْرَكَكُمْ، وَهُوَ أَلْزَمُ لَكُمْ مِنْ ظِلِّكُمْ. الْمَوْتُ مَعْقُودٌ بِنَوَاصِيكُمْ؛ وَالدُّنْيَا تُطْوَى مِنْ خَلْفِكُمْ. فَاحْذَرُوا نَاراً قَعْرُهَا بَعِيدٌ، وَحَرُّهَا شَدِيدٌ، وَعَذَابُهَا جَدِيدٌ. دَارٌ لَيْسَ فِيهَا رَحْمَةٌ، وَلَا تُسْمَعُ فِيهَا دَعْوَةٌ، وَلَا تُفَرَّجُ فِيهَا كُرْبَةٌ. وَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ يَشْتَدَّ خَوْفُكُمْ مِنَ اللَّهِ، وَأَنْ يَحْسُنَ ظَنُّكُمْ بِهِ، فَاجْمَعُوا بَيْنَهُمَا، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِنَّمَا يَكُونُ حُسْنُ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ عَلَى قَدْرِ خَوْفِهِ مِنْ رَبِّهِ، وَإِنَّ أَحْسَنَ النَّاسِ ظَنّاً بِاللَّهِ أَشَدُّهُمْ خَوْفاً لِلَّهِ.

وَاعْلَمْ - يَا مُحَمَّدُ بْنَ أَبِي بَكْرٍ - أَنِّي قَدْ وَلَّيْتُكَ أَعْظَمَ أَجْنَادِي فِي

آسِ - برابر کا برتاؤ کرنا
حَیف - ظلم
مُترَف - عیش پرست
نواصی - جمع ناصیہ (پیشانی)

① مورخین کا بیان ہے کہ سرکار دو عالم اپنے اصحاب کو برابر ہدایت دیتے رہتے تھے کہ خبردار کوئی میرے پیچھے پیچھے نہ چلے اور محفل میں میری تعظیم میں قیام نہ کرے اور ایسے القاب سے آواز نہ دے جس سے سلاطین عالم کو یاد کیا جاتا ہے۔ کہ یہ ساری باتیں انسان کے نفس میں غرور پیدا کرتی ہیں اور وہ راستے سے ہٹ جاتا ہے اور اپنے کو سماج سے الگ اور بالاتر تصور کرنے لگتا ہے۔

ظاہر ہے کہ ان باتوں کا امکان معصوم کی زندگی میں نہیں ہوتا ہے لیکن قائد کا فرض ہے کہ پہلے احکام کو اپنی ذات پر منطبق کرے۔ اس کے بعد دوسروں کو پابند بنائے ورنہ احکام ایک نظریہ کی شکل اختیار کریں گے اور ان پر عمل کرنے والا پیدا نہ ہوگا۔

امت کی عملی رہنمائی قائد معصوم نہ کرے گا تو کون کرے گا اور اسے اسوۂ حسنہ کہاں سے حاصل ہوگا۔

مصادر کتاب نمبر ۲۷ الغارات، تحف العقول ص۱۷۶، المجالس المفیدؒ ص۱۳۰، الامالی طوسیؒ ۱ ص۲۴، بشارة المصطفیٰ طبری ص۵۲، مجموعہ شیخ ورام ص۱۲، جمہرة رسائل العرب ۱ ص۵۸۲، تاریخ طبری ۶ ص۳۲۳۶، امالی مفیدؒ،

۲۷۔ آپ کا عہد نامہ

(محمد بن ابی بکر کے نام ۔ جب انھیں مصر کا حاکم بنایا گیا)

لوگوں کے سامنے اپنے شانوں کو جھکا دینا اور اپنے برتاؤ کو نرم رکھنا۔ کشادہ روئی سے پیش آنا اور نگاہ و نظر میں بھی سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنا تاکہ بڑے آدمیوں کو یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ تم ان کے مفاد میں ظلم کر سکتے ہو اور کمزوروں کو تمہارے انصاف کی طرف سے یاوسی نہ ہو جائے ۔ پروردگار روز قیامت تمام بندوں سے ان کے تمام چھوٹے اور بڑے ظاہر اور مخفی اعمال کے بارے میں محاسبہ کرے گا۔ اس کے بعد اگر وہ عذاب کرے گا تو تمہارے ظلم کا نتیجہ ہوگا اور اگر معاف کر دے گا تو اس کے کرم کا نتیجہ ہوگا۔

بندگان خدا ! یاد رکھو کہ پرہیزگار افراد دنیا اور آخرت کے فوائد لے کر آگے بڑھ گئے ۔ وہ اہل دنیا کے ساتھ ان کی دنیا میں شریک رہے لیکن اہل دنیا ان کی آخرت میں شریک نہ ہو سکے۔ وہ دنیا میں بہترین انداز سے زندگی گذارتے رہے[1]۔ جو سب نے کھایا اس سے اچھا پاکیزہ کھانا کھایا اور وہ تمام لذتیں حاصل کر لیں جو عیش پرست حاصل کرتے ہیں اور وہ سب کچھ پالیا جو جابر اور متکبر افراد کے حصہ میں آتا ہے۔ اس کے بعد وہ زاد راہ لے کر گئے جو منزل تک پہونچا دے اور وہ تجارت کر کے گئے جس میں فائدہ ہی فائدہ ہو۔ دنیا میں رہ کر دنیا کی لذت حاصل کی اور یہ یقین رکھے رہے کہ آخرت میں پروردگار کے جوار رحمت میں ہوں گے ۔ جہاں نہ ان کی آواز ٹھکرائی جائے گی اور نہ کسی لذت میں ان کے حصہ میں کوئی کمی ہوگی۔

بندگان خدا ! موت اور اس کے قرب سے ڈرو اور اس کے لئے سر و سامان مہیا کر لو۔ کہ وہ ایک عظیم امر اور بڑے حادثہ کے ساتھ آنے والی ہے۔ ایسے خیر کے ساتھ جس میں کوئی شر نہ ہو یا ایسے شر کے ساتھ جس میں کوئی خیر نہ ہو[2]۔ جنت یا جہنم کی طرف ان کے لئے عمل کرنے والوں سے زیادہ قریب تر کون ہو سکتا ہے۔ تم وہ ہو جس کا موت مسلسل پیچھا کئے ہوئے ہے ۔ تم ٹھہر جاؤ گے تب بھی تمھیں پکڑ لے گی اور فرار کرو گے تب بھی اپنی گرفت میں لے لے گی۔ وہ تمہارے ساتھ تمہارے سایہ سے زیادہ چپکی ہوئی ہے۔ اسے تمہاری پیشانیوں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے اور دنیا تمہارے پیچھے سے برابر لپیٹی جا رہی ہے ۔ اس جہنم سے ڈرو جس کی گہرائی بہت دور تک ہے اور اس کی گرمی بیحد شدید ہے اور اس کا عذاب بھی برابر تازہ بہ تازہ ہوتا رہے گا۔

وہ گھر ایسا ہے جہاں نہ رحمت کا گذر ہے اور نہ وہاں کوئی فریاد سنی جاتی ہے اور نہ کسی رنج و غم کی کشائش کا کوئی امکان ہے۔

اگر تم لوگ یہ کر سکتے ہو کہ تمہارے دل میں خوف خدا شدید ہو جائے اور تمھیں اس سے حسن ظن حاصل ہو جائے تو ان دونوں کو جمع کر لو کہ بندہ کا حسن ظن اتنا ہی ہوتا ہے جتنا خوف خدا ہوتا ہے اور بہترین حسن ظن رکھنے والا وہی ہے جس کے دل میں شدید ترین خوف خدا پایا جاتا ہو۔

محمد بن ابی بکر! یاد رکھو کہ میں نے تم کو اپنے بہترین لشکر ۔ اہل مصر پر حاکم قرار دیا ہے۔

---

[1] بہترین زندگی سے مراد قصر شاہی میں قیام اور لذیذ ترین غذائیں نہیں ہیں۔ بہترین زندگی سے مراد وہ تمام اسباب ہیں جن سے زندگی گذر جائے اور انسان کسی حرام اور ناجائز کام میں مبتلا نہ ہو۔

[2] اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آخرت میں یا صرف خیر ہے یا صرف شر اور مخلوط اعمال والوں کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آخرت کے ثواب و عذاب کا فلسفہ یہی ہے کہ اس میں کسی طرح کا اختلاط و امتزاج نہیں ہے۔ دنیا کے ہر آرام میں تکلیف شامل ہے اور ہر تکلیف میں آرام کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہے لیکن آخرت میں عذاب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی راحت کا تصور نہیں ہے اور ثواب کا ایک لمحہ بھی وہ ہے جس میں کسی تکلیف کا کوئی امکان نہیں ہے۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ اس عذاب سے ڈرے اور اس ثواب کا انتظام کرے۔

تُغْضِبِي أَهْلَ مِصْرَ، فَأَنْتَ مَحْقُوقٌ أَنْ تُخَالِفَ عَلَى نَفْسِكَ، وَأَنْ تُنَافِحَ عَنْ دِينِكَ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَكَ إِلاَّ سَاعَةٌ مِنَ الدَّهْرِ، وَلاَ تُسْخِطِ اللّٰهَ بِرِضَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ، فَإِنَّ فِي اللّٰهِ خَلَفاً مِنْ غَيْرِهِ، وَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ خَلَفٌ فِي غَيْرِهِ.

صَلِّ الصَّلاَةَ لِوَقْتِهَا الْمُوَقَّتِ لَهَا، وَلاَ تُعَجِّلْ وَقْتَهَا لِفَرَاغٍ، وَلاَ تُؤَخِّرْهَا عَنْ وَقْتِهَا لاِشْتِغَالٍ. وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ عَمَلِكَ تَبَعٌ لِصَلاَتِكَ.

و منه: فَإِنَّهُ لاَ سَوَاءٌ، إِمَامُ الْهُدَى وَإِمَامُ الرَّدَى، وَوَلِيُّ النَّبِيِّ وَعَدُوُّ النَّبِيِّ، وَلَقَدْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ ـ: «إِنِّي لاَ أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي مُؤْمِناً وَلاَ مُشْرِكاً؛ أَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَمْنَعُهُ اللّٰهُ بِإِيمَانِهِ، وَأَمَّا الْمُشْرِكُ فَيَقْمَعُهُ اللّٰهُ بِشِرْكِهِ. وَلٰكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ كُلَّ مُنَافِقِ الْجَنَانِ، عَالِمِ اللِّسَانِ، يَقُولُ مَا تَعْرِفُونَ، وَيَفْعَلُ مَا تُنْكِرُونَ».

۲۸

و من كتابه له (عليه السلام)

إلى معاوية جواباً، قال الشريف: و هو من محاسن الكتب.

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ أَتَانِي كِتَابُكَ تَذْكُرُ فِيهِ اصْطِفَاءَ اللّٰهِ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ لِدِينِهِ، وَتَأْيِيدَهُ إِيَّاهُ بِمَنْ أَيَّدَهُ مِنْ أَصْحَابِهِ؛ فَلَقَدْ خَبَّأَ لَنَا الدَّهْرُ مِنْكَ عَجَباً، إِذْ طَفِقْتَ تُخْبِرُنَا بِبَلاَءِ اللّٰهِ تَعَالَى عِنْدَنَا، وَنِعْمَتِهِ عَلَيْنَا فِي نَبِيِّنَا، فَكُنْتَ فِي ذٰلِكَ كَنَاقِلِ التَّمْرِ إِلَى هَجَرَ، أَوْ دَاعِي مُسَدِّدِهِ إِلَى النِّضَالِ. وَزَعَمْتَ أَنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ فِي الْإِسْلاَمِ فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ، فَذَكَرْتَ أَمْراً إِنْ تَمَّ اعْتَزَلَكَ كُلُّهُ، وَإِنْ نَقَصَ لَمْ يَلْحَقْكَ ثَلْمُهُ. وَمَا أَنْتَ وَالْفَاضِلَ وَالْمَفْضُولَ، وَالسَّائِسَ وَالْمَسُوسَ!

وَمَا لِلطُّلَقَاءِ وَأَبْنَاءِ الطُّلَقَاءِ، وَالتَّمْيِيزَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ، وَتَرْتِيبَ دَرَجَاتِهِمْ، وَتَعْرِيفَ طَبَقَاتِهِمْ! هَيْهَاتَ لَقَدْ حَنَّ قِدْحٌ لَيْسَ مِنْهَا، وَطَفِقَ يَحْكُمُ فِيهَا مَنْ عَلَيْهِ

مُنافحہ - دفاع
یقمعُہ - مغلوب کر دیتا ہے
منافق الجنان - جو دل میں نفاق چھپائے رہے
عالم اللسان - عالم بے عمل
خَبَّأَ - چھپا کر رکھا ہے
طفقت - شروع کر دیا ہے
بلاء - احسان
ہجر - بحرین کا ایک شہر ہے جہاں خرمے بکثرت پیدا ہوتے ہیں
مسدد - استاد
نضال - مقابلہ تیر اندازی
اعتزال - الگ کر دینا
ثلم - عیب
طلقاء - فتح مکہ کے آزاد کردہ
حنّ - آواز دینے لگے
قِدح - تیر
(۱) یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو بصرہ سامان خریدنے گیا تھا اور اسے کوئی مناسب سامان نہ ملا تو خرمے لے کر چلا آیا جس کی بحرین میں بہتات تھی اور بیچنے کے لئے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ ساری کھجوریں برباد ہو گئیں اور کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا۔

مصادر کتاب ۲۸ فتوح اعثم کوفی ۲ ص ۹۶۱، صبح الاعشیٰ قلقشندی ا ص ۲۲۹، نہایۃ الارب، ص ۲۳۳، انساب الاشراف ۲ ص ۲۰۹، جمہرۃ رسائل العرب، احتجاج طبرسی ص ۹۵، تذکرۃ الخواص ص ۳۰، العقد الفرید، ا ص ۳۲۶، کتاب صفین نصر بن مزاحم، المستقصی زمخشری ۲ ص ۹۹، مجمع الامثال میدانی ا ص ۳۰، بحار الانوار ۸ ص ۱۳

اب تم سے مطالبہ یہ ہے کہ اپنے نفس کی مخالفت کرنا اور اپنے دین کی حفاظت کرنا چاہے تمہارے لئے دنیا میں صرف ایک ہی ساعت باقی رہ جائے اور کسی مخلوق کو خوش کرکے خالق کو ناراض نہ کرنا کہ خدا ہر ایک کے بدلے کام آسکتا ہے لیکن اس کے بدلے کوئی کام نہیں آسکتا ہے۔

نماز اس کے مقررہ اوقات میں ادا کرنا۔ نہ ایسا ہو کہ فرصت حاصل کرنے کے لئے پہلے ادا کرلو اور نہ ایسا ہو کہ مشغولیت کی بنا پر تاخیر کردو۔ یاد رکھو کہ تمہارے ہر عمل کو نماز کا پابند ہونا چاہئے۔

— یاد رکھو کہ امام ہدایت اور پیشوائے ہلاکت ایک جیسے نہیں ہوسکتے ہیں۔ نبی کا دوست اور دشمن یکساں نہیں ہوتا ہے۔ رسول اکرم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ "میں اپنی امت کے بارے میں نہ کسی مومن سے خوفزدہ ہوں اور نہ مشرک سے۔ مومن کو اللہ اس کے ایمان کی بنا پر برائی سے روک دے گا اور مشرک کو اس کے شرک کی بنا پر مغلوب کر دے گا۔ سارا خطرہ ان لوگوں سے ہے جو زبان کے عالم ہوں اور دل کے منافق۔ کہتے وہی ہیں جو تم سب پہچانتے ہو اور کرتے وہ ہیں جسے تم بُرا سمجھتے ہو"۔

۲۸۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے خط کے جواب میں جو بقول سید رضیؒ آپ کا بہترین خط ہے)

امابعد! میرے پاس تمہارا خط آیا ہے جسے تم نے رسول اکرمؐ کے دین خدا کے لئے منتخب ہونے اور آپ کے پروردگار کی طرف سے اصحاب کے ذریعہ مؤید ہونے کا ذکر کیا ہے لیکن یہ تو ایک بڑی عجیب و غریب بات ہے جو زمانے نے تمہاری طرف سے چھپا کر رکھی تھی کہ تم ہم کو ان احسانات کی اطلاع دے رہے ہو جو پروردگار نے ہمارے ہی ساتھ کئے ہیں اور اس نعمت کی خبر دے رہے ہو جو ہمارے ہی پیغمبر کو ملی ہے۔ گویا کہ تم مقام ہجر کی طرف خرمے بھیج رہے ہو یا استاد کو تیر اندازی کی دعوت دے رہے ہو۔

اس کے بعد تمہارا خیال ہے کہ فلاںؓ اور فلاں تمام افراد سے بہتر تھے تو یہ تو ایسی بات ہے کہ اگر صحیح بھی ہو تو اس کا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر غلط بھی ہو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ تمہارا اس فاضل و مفضول، حاکم و رعایا کے مسئلہ سے کیا تعلق ہے۔ بھلا آزاد کردہ افراد اور ان کی اولاد کو مہاجرین اولین کے درمیان امتیاز قائم کرنے۔ ان کے درجات کا تعین کرنے اور ان کے طبقات کے پہچنوانے کا حق کیا ہے (یہ تو اس وقت مسلمان بھی نہیں تھے) افسوس کہ جوئے کے تیروں کے ساتھ باہر کے تیر بھی آواز نکالنے لگے اور ان مسائل میں وہ لوگ بھی کرنے لگے جن کے خلاف خود ہی فیصلہ ہونے والا ہے۔

معاویہ نے یہ خط ابوامامہ باہلی کے ذریعہ بھیجا تھا اور اس میں متعدد مسائل کی طرف اشارہ کیا تھا۔ سب سے بڑا مسئلہ حضرات شیخین کے فضائل کا تھا کہ حضرت علیؑ کے ساتھ اکثریت انھیں افراد کی تھی جو آپ کو سلسلہ سے چوتھا خلیفہ تسلیم کرتے تھے۔ اب اگر آپ ان کے بارے میں اپنی صحیح رائے کا اظہار کر دیں تو قوم بدظن ہو جائے گی اور معاشرہ میں ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے گا اور اگر ان کے فضائل کا اقرار کرلیں تو گویا ان تمام کلمات کی تکذیب کر دی جو کل تک اپنی فضیلت یا مظلومیت کے بارے میں بیان کرتے تھے۔

حضرت نے اس حساس صورت حال کا بخوبی اندازہ کر لیا اور واضح جواب دینے کے بجائے معاویہ کو اس مسئلہ سے الگ رہنے کی تلقین فرمائی اور اسے اس کی اوقات سے بھی باخبر کر دیا کہ یہ مسئلہ صدر اسلام کا ہے اور اس وقت تو تمہارا باپ بھی مسلمان نہیں تھا تمہارا کیا ذکر ہے؟ لہٰذا ایسے مسائل میں تمہیں رائے دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ البتہ یہ ہر حال ثابت ہو جاتا ہے کہ ان فضائل میں تمہارے خاندان کا کوئی ذکر نہیں ہے۔!

الحكم لها! ألا تربع أيها الإنسان على ظلعك، وتعرف قصور
ذرعك، وتتأخر حيث أخرك القدر! فما عليك غلبة المغلوب
ولا ظفر الظافر!

وإنك لذهاب في التيه، رواغ عن القصد. ألا ترى - غير مخبر
لك، ولكن بنعمة الله أحدث - أن قوما استشهدوا في سبيل الله
تعالى من المهاجرين والأنصار، ولكل فضل، حتى إذا استشهد
شهيدنا قيل: سيد الشهداء، وخصه رسول الله - صلى الله عليه
وآله - بسبعين تكبيرة عند صلاته عليه! أولا ترى أن قوما
قطعت أيديهم في سبيل الله - ولكل فضل - حتى إذا فعل بواحدنا
ما فعل بواحدهم، قيل: الطيار في الجنة وذو الجناحين! ولولا
ما نهى الله عنه من تزكية المرء نفسه، لذكر ذاكر فضائل جمة
تعرفها قلوب المؤمنين، ولا تمجها آذان السامعين. فدع عنك من
مالت به الرمية، فإنا صنائع ربنا، والناس بعد صنائع لنا.[1]

لم يمنعنا قديم عزنا ولا عادي طولنا على قومك أن خلطناكم
بأنفسنا، فنكحنا وأنكحنا، فعل الأكفاء، ولستم هناك! وأنى
يكون ذلك ومنا النبي ومنكم المكذب، ومنا أسد الله ومنكم
أسد الأحلاف، ومنا سيدا شباب أهل الجنة ومنكم صبية النار
ومنا خير نساء العالمين، ومنكم حمالة الحطب، في كثير مما
لنا وعليكم!

فإسلامنا قد سمع، وجاهليتنا لا تدفع، وكتاب الله يجمع
لنا ما شذ عنا، وهو قوله سبحانه وتعالى: (وأولوا الأرحام بعضهم
أولى ببعض في كتاب الله) وقوله تعالى: (إن أولى الناس بإبراهيم
للذين اتبعوه وهذا النبي والذين آمنوا والله ولي المؤمنين) فنحن
مرة أولى بالقرابة، وتارة أولى بالطاعة. ولما احتج المهاجرون على

ظلع - لنگڑاپن
ذرع - ہاتھ - وسعت
تیہ - گمراہی
رواغ - شدت سے انحراف کرنے والا
قصد - میانہ روی
شہیدنا - جناب حمزہؑ
واحدنا - حضرت جعفر طیارؑ
جمۃ - کثیر
مج - پھینک دیا
رمیۃ - شکار
صنائع - ساختہ و پرداختہ
طول - کرم
اکفاء - برابر والے
مکذب - ابوجہل
اسد اللہ - حضرت حمزہؑ
اسد الاحلاف - ابوسفیان جس نے رسول اکرمؐ کے خلاف احزاب سے حلف لیا تھا
صبیۃ النار - اولاد مروان (بقول رسول اکرمؐ)
حمالۃ الحطب - ام جمیل (معاویہ کی پھوپھی)
لا تدفع - ناقابل انکار ہے

[1] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اہلبیتؑ پروردگار عالم کے براہ راست احسانات ہیں اور انھیں اپنے دین اور اپنے احکام کے لئے منتخب قرار دیا ہے اور ما بعد تمام افراد تک کرم پروردگار انھیں کے ذریعہ پہنچا ہے اور سب انھیں کے شرمندۂ احسان ہیں کہ اگر یہ گھرانا نہ ہوتا تو کسی کو اسلام نہ ہوتا تو پھر فضائل و کمالات کا کیا تذکرہ ہے۔

اے شخص تو اپنے لنگڑے پن کو دیکھ کر اپنی حد پر ٹھہرتا کیوں نہیں ہے اور اپنی کوتاہ دستی کو سمجھتا کیوں نہیں ہے اور جہاں قضا و قدر نے
رکھ دیا ہے وہیں پیچھے ہٹ کر جاتا کیوں نہیں ہے۔ تجھے کسی مغلوب کی شکست یا غالب کی فتح سے کیا تعلق ہے۔

تو تو ہمیشہ گمراہیوں میں ہاتھ پاؤں مارنے والا اور درمیانی راہ سے انحراف کرنے والا ہے۔ میں تجھے باخبر نہیں کر رہا ہوں بلکہ
نعمت خدا کا تذکرہ کر رہا ہوں ورنہ کیا تجھے نہیں معلوم ہے کہ مہاجرین و انصار کی ایک بڑی جماعت نے راہ خدا میں جانیں دی ہیں اور سب
صاحبانِ فضل ہیں لیکن جب ہمارا کوئی شہید ہوا ہے تو اسے سید الشہداء کہا گیا ہے اور رسول اکرمؐ نے اس کے جنازہ کی نماز میں ستر تکبیریں
کہی ہیں۔ اسی طرح تجھے معلوم ہے کہ راہ خدا میں بہت سوں کے ہاتھ کٹے ہیں اور صاحبانِ شرف ہیں لیکن جب ہمارے آدمی کے ہاتھ
کٹ گئے تو اسے جنت میں طیار اور ذوالجناحین بنا دیا گیا اور اگر پروردگار نے اپنے منہ سے اپنی تعریف سے منع نہ کیا ہوتا تو بیان
کرنے والا بے شمار فضائل بیان کرتا جنھیں صاحبانِ ایمان کے دل پہچانتے ہیں اور سننے والوں کے کان بھی الگ نہیں کرنا چاہتے چھوڑو
اس کا ذکر جس کا تیر نشانہ سے خطا کرنے والا ہے۔ ہمیں دیکھو ہم پروردگار کے براہ راست ساختہ و پرداختہ ہیں اور باقی لوگ ہمارے
احسانات کا نتیجہ ہیں۔ ہماری قدیمی عزت اور تمھاری قوم پر برتری ہمارے لئے اس امر سے مانع نہیں ہوئی کہ ہم نے تم کو اپنے ساتھ
شامل کر لیا تو تم سے رشتے لئے(۱) اور تمھیں رشتے دیئے جو عام سے برابر کے لوگوں میں کیا جاتا ہے اور تم ہمارے برابر کے نہیں ہو اور
ہو بھی کس طرح سکتے ہو جب کہ ہم میں سے رسول اکرمؐ ہیں اور تم میں سے ان کی تکذیب کرنے والا۔ ہم میں اسد اللہ ہیں اور تم میں
اسد الاحلاف۔ ہم میں سرداران جوانانِ جنت ہیں اور تم میں جہنمی لڑکے۔ ہم میں سیدۃ نساء العالمین ہیں اور تم میں حمالۃ الحطب اور
ایسی ہی بے شمار چیزیں ہیں۔ جو ہمارے حق میں ہیں اور تمھارے خلاف ۔ ہمارا اسلام بھی مشہور ہے اور ہمارا قبل اسلام کا شرف بھی
ناقابل انکار ہے اور کتاب خدا نے ہمارے منتشر اوصاف کو جمع کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ "قرابت دار بعض بعض کے لئے اولیٰ ہیں"
اور یہ کہہ کر کہ "ابراہیم کے لئے زیادہ قریب تر وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کا اتباع کیا ہے اور یہ پیغمبرؐ اور صاحبانِ ایمان اور
اللہ صاحبانِ ایمان کا ولی ہے"۔ یعنی ہم قرابت کے اعتبار سے بھی اولیٰ ہیں اور اطاعت و اتباع کے اعتبار سے بھی۔ اس کے
بعد جب مہاجرین نے انصار کے خلاف روز سقیفہ قرابت پیغمبرؐ سے استدلال کیا اور کامیاب بھی ہو گئے ۔ تو

---

(۱) یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے اپنے ہاتھ کی پروردہ لڑکیوں کا عقد بنی امیہ میں کر دیا اور ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے خود عقد
کیا حالانکہ عام طور سے لوگ رشتوں کے لئے برابری تلاش کرتے ہیں۔ مگر چونکہ اسلام نے ظاہری کلمہ کو کافی قرار دیا ہے لہٰذا ہم نے بھی رشتہ داری
کر لی اور تمھاری اوقات کا خیال نہیں کیا تاکہ مذہب سماج پر حاکم رہے اور سماج مذہب پر حکومت نہ کرنے پائے۔

الأنصار يوم السقيفة برسول الله صلى الله عليه وآله - فلجوا عليهم فإن يكن الفلج به فالحق لنا دونكم، وإن يكن بغيره فالأنصار على دعواهم.

وزعمت أني لكل الخلفاء حسدت، وعلى كلهم بغيت، فإن يكن ذلك كذلك فليست الجناية عليك، فيكون العذر إليك.

وتلك شكاة ظاهر عنك عارها

وقلت: إني كنت أقاد كما يقاد الجمل المخشوش حتى أبايع؛ ولعمر الله لقد أردت أن تذم فمدحت، وأن تفضح فافتضحت! وما على المسلم من غضاضة في أن يكون مظلوماً ما لم يكن شاكاً في دينه، ولا مرتاباً بيقينه! وهذه حجتي إلى غيرك قصدها، ولكني أطلقت لك منها بقدر ما سنح من ذكرها.

ثم ذكرت ما كان من أمري وأمر عثمان، فلك أن تجاب عن هذه لرحمك منه، فأينا كان أعدى له، وأهدى إلى مقاتله! أم من بذل له نصرته فاستقعده واستكفه، أم من استنصره فتراخى عنه وبث المنون إليه، حتى أتى قدره عليه. كلا والله لقد (يعلم الله المعوقين منكم والقائلين لإخوانهم هلم إلينا ولا يأتون البأس إلا قليلاً). وما كنت لأعتذر من أني كنت أنقم عليه أحداثاً؛ فإن كان الذنب إليه إرشادي وهدايتي له، فرب ملوم لا ذنب له.

وقد يستفيد الظنة المتنصح

وما أردت (إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب). وذكرت أنه ليس لي ولأصحابي عندك إلا السيف، فلقد أضحكت بعد استعبار! متى ألفيت بني عبد المطلب عن الأعداء ناكلين، وبالسيف مخوفين؟!

فلجوا علیہم - فاتح ہوگئے
فلج - کامیابی
شکاۃ - کمزوری
ظاہر عنک - بعید
مخشوش - جس کی ناک میں نکیل ڈال دی جائے
غضاضہ - نقص
سنح - ظاہر ہوا
رحم - قرابت
اعدیٰ - شدید دشمن
مقاتل - میدان قتال
استقعدہ - بیٹھنے کا مطالبہ کیا
استکفہ - روک دیا
بث المنون - موت کا رخ موڑ دیا
معوقین - منع کرنے والے
کنت انقم علیہ - عیب لگاتا تھا
احداث - بدعتیں
ظنۃ - تہمت
متنصح - نصیحت کرنے والا
استعبار - گریہ
الفیت - پایا
ناکلین - پیچھے ہٹنے والے

(۱) مقصد یہ ہے کہ خلافت کوئی لوٹ مار اور دھوکہ دھڑی کا کاروبار نہیں ہے۔ اس کے دو ہی معیار ہوسکتے ہیں یا قرابت رسولؐ یا اطاعت و اتباع رسولؐ جیسا کہ قرآن مجید نے اولویت کے ذیل میں گذشتہ دو آیات میں اشارہ کیا ہے!! ہم دونوں ہی اعتبار سے اولویت کے حقدار ہیں۔ نہ ہم سے زیادہ کوئی رسول اکرمؐ سے قربت و قرابت رکھنے والا ہے اور نہ ہم سے بہتر کوئی اطاعت و اتباع کرنے والا ہے۔

اگر کامیابی کا راز یہی ہے تو حق ہمارے ساتھ ہے نہ کہ تمہارے ساتھ اور اگر کوئی اور دلیل ہے تو انصار کا دعویٰ باقی ہے (۱)

تمہارا خیال ہے کہ میں تمام خلفاء سے حسد رکھتا ہوں اور میں نے سب کے خلاف بغاوت کی ہے تو اگر یہ صحیح بھی ہے تو اس کا ظلم تم پر نہیں ہے کہ تم سے معذرت کی جائے (یہ وہ غلطی ہے جس سے تم پر کوئی حرف نہیں آتا) بقول شاعر

اور تمہارا یہ کہنا کہ میں اس طرح کھینچا جا رہا تھا جس طرح نکیل ڈال کر اونٹ کو کھینچا جاتا ہے تاکہ مجھ سے بیعت لی جائے تو خدا کی قسم تم نے میری مذمت کرنا چاہی اور نادانستہ طور پر تعریف کر بیٹھے اور مجھے رسوا کرنا چاہا تھا مگر خود رسوا ہو گئے۔

مسلمان کے لئے اس بات میں کوئی عیب نہیں ہے کہ وہ مظلوم ہو جائے جب تک کہ وہ دین کے معاملہ میں شک میں مبتلا نہ ہو اور اس کا یقین شبہ میں نہ پڑ جائے۔ میری دلیل اصل میں دوسروں کے مقابلہ میں ہے لیکن جس قدر مناسب تھا میں نے تم سے بھی بیان کر دیا۔

اس کے بعد تم نے میرے اور عثمانؓ کے معاملہ کا ذکر کیا ہے تو اس میں تمہارا حق ہے کہ تمہیں جواب دیا جائے اس لئے کہ تم ان کے قرابت دار ہو لیکن یہ سچ سچ بتاؤ کہ ہم دونوں میں ان کا زیادہ دشمن کون تھا اور کس نے ان کے قتل کا سامان فراہم کیا تھا۔ اس نے جس نے نصرت کی پیشکش کی اور اسے بٹھا دیا گیا اور روک دیا گیا یا اس نے جس سے نصرت کا مطالبہ کیا گیا اور اس نے سستی برتی اور موت کا رخ ان کی طرف موڑ دیا یہاں تک کہ قضا و قدر نے اپنا کام پورا کر دیا۔ خدا کی قسم میں ہرگز اس کا مجرم نہیں ہوں اور اللہ ان لوگوں کو بھی جانتا ہے جو روکنے والے تھے اور اپنے بھائیوں سے کہہ رہے تھے کہ ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ میں بہت کم حصہ لینے والے تھے۔

میں اس بات کی معذرت نہیں کر سکتا کہ میں ان کی بدعتوں پر برابر اعتراض کر رہا تھا کہ اگر یہ ارشاد اور ہدایت بھی کوئی گناہ تھا تو بہت سے ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کی بے گناہ بھی ملامت کی جاتی ہے اور "کبھی کبھی واقعی نصیحت کرنے والے بھی بدنام ہو جاتے ہیں"۔ "میں نے اپنے امکان بھر اصلاح کی کوشش کی اور میری توفیق صرف اللہ کے سہارے ہے۔ اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میری توجہ ہے"۔

تم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تمہارے پاس میرے اور میرے اصحاب کے لئے تلوار کے علاوہ کچھ نہیں ہے تو یہ کہہ کر تم نے رُلتے کو ہنسا دیا ہے۔ بھلا تم نے اولاد عبدالمطلب کو کب دشمنوں سے پیچھے ہٹتے یا تلوار سے خوفزدہ ہوتے دیکھا ہے؟

---

(۱) قیامت کی بات ہے کہ ساری تلوار کی دھمکی صاحب ذوالفقار کو دے رہا ہے جب کہ اسے معلوم ہے کہ علیؑ اس بہادر کا نام ہے جس نے دس برس کی عمر میں تمام کفار و مشرکین سے رسول اکرمؐ کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اور ہجرت کی رات تلواروں کی چھاؤں میں نہایت سکون و اطمینان سے سویا ہے اور بدر کے میدان میں تمام رؤسائے کفار و مشرکین اور زعمائے بنی امیہ کا تن تنہا خاتمہ کر دیا ہے ۔ ایں چہ بوالعجبی است۔

لَبِّثْ قَلِيلاً يَلْحَقِ الْهَيْجَا حَمَلْ

فَسَيَطْلُبُكَ مَنْ تَطْلُبُ، وَ يَقْرُبُ مِنْكَ مَا تَسْتَبْعِدُ، وَ أَنَا مُرْقِلٌ نَحْوَكَ فِي جَحْفَلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَ الْأَنْصَارِ، وَ التَّابِعِينَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ، شَدِيدٍ زِحَامُهُمْ، سَاطِعٍ قَتَامُهُمْ، مُتَسَرْبِلِينَ سَرَابِيلَ الْمَوْتِ، أَحَبُّ اللِّقَاءِ إِلَيْهِمْ لِقَاءُ رَبِّهِمْ، وَ قَدْ صَحِبَتْهُمْ ذُرِّيَّةٌ بَدْرِيَّةٌ، وَ سُيُوفٌ هَاشِمِيَّةٌ، قَدْ عَرَفْتَ مَوَاقِعَ نِصَالِهَا فِي أَخِيكَ وَ خَالِكَ وَ جَدِّكَ وَ أَهْلِكَ (وَ مَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ).

۲۹

وَ مِنْ كِتَابٍ لَهُ (عليه السلام)

الی أهل البصرة

وَ قَدْ كَانَ مِنِ انْتِشَارِ حَبْلِكُمْ وَ شِقَاقِكُمْ مَا لَمْ تَغْبَوْا عَنْهُ، فَعَفَوْتُ عَنْ مُجْرِمِكُمْ، وَ رَفَعْتُ السَّيْفَ عَنْ مُدْبِرِكُمْ، وَ قَبِلْتُ مِنْ مُقْبِلِكُمْ، فَإِنْ خَطَتْ بِكُمُ الْأُمُورُ الْمُرْدِيَةُ، وَ سَفَهُ الْآرَاءِ الْجَائِرَةِ، إِلَى مُنَابَذَتِي وَ خِلَافِي، فَهَأَنَذَا قَدْ قَرَّبْتُ جِيَادِي، وَ رَحَلْتُ رِكَابِي، وَ لَئِنْ أَلْجَأْتُمُونِي إِلَى الْمَسِيرِ إِلَيْكُمْ لَأُوقِعَنَّ بِكُمْ وَقْعَةً لَا يَكُونُ يَوْمُ الْجَمَلِ إِلَيْهَا إِلَّا كَلَعْقَةِ لَاعِقٍ، مَعَ أَنِّي عَارِفٌ لِذِي الطَّاعَةِ مِنْكُمْ فَضْلَهُ، وَ لِذِي النَّصِيحَةِ حَقَّهُ، غَيْرُ مُتَجَاوِزٍ مُتَّهَماً إِلَى بَرِيٍّ، وَ لَا نَاكِثاً إِلَى وَفِيٍّ.

۳۰

وَ مِنْ كِتَابٍ لَهُ (عليه السلام)

إلى معاوية

فَاتَّقِ اللَّهَ فِيمَا لَدَيْكَ، وَ انْظُرْ فِي حَقِّهِ عَلَيْكَ، وَ ارْجِعْ إِلَى مَعْرِفَةِ مَا لَا تُعْذَرُ بِجَهَالَتِهِ، فَإِنَّ لِلطَّاعَةِ أَعْلَاماً وَاضِحَةً، وَ سُبُلًا نَيِّرَةً، وَ مَحَجَّةً نَهْجَةً، وَ غَايَةً مُطَّلَبَةً، يَرِدُهَا الْأَكْيَاسُ

لَبِّثْ ۔ ذرا مہلت دو

ہیجا ۔ جنگ

حَمَل ۔ بنی قشیر کا ایک شخص تھا جس کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا گیا تھا اور اس نے بالآخر آزاد کرا لیا

مُرْقِل ۔ تیز رفتار

جحفل ۔ لشکر جرار

ساطع ۔ منتشر

قتام ۔ غبار جنگ

متسربل ۔ پہنے ہوئے

بدریہ ۔ اولاد اصحاب بدر

اخیک ۔ حنظلہ

خالک ۔ ولید بن عقبہ

جدک ۔ عتبہ بن ربیعہ

انتشار الحبل ۔ رسی کے بل کھل جانا

غباوت ۔ جہالت

خطت ۔ گذر گئے

مُردیہ ۔ ہلاک

سفہ ۔ حماقت کی ۔ کمزور ہوگیا

جائرہ ۔ ظالم ۔ منحرف

منابذہ ۔ مخالفت

رکاب ۔ اونٹ

لعقہ ۔ چاٹنا

ناکث ۔ عہد شکن

محجہ نہجہ ۔ واضح راستہ

مصادر کتاب ۲۹ الغارات ثقفی، جمہرۃ رسائل العرب ۱ ص ۴۰۹

مصادر کتاب ۳۰ جمہرۃ رسائل العرب ۱ ص ۴۳۲، الطراز السید الیمانی ۲ ص ۱۴۳، بحار الانوار ۸ ص ۵۳۰

" ذرا ٹھہر جاؤ کہ حمل میدان جنگ تک پہونچ جائے " (شاعر)
عنقریب جسے تم ڈھونڈ رہے ہو وہ تمھیں خود ہی تلاش کرے گا اور جس چیز کو بعید خیال کر رہے ہو اسے قریب کر دے گا۔ اب میں
ری طرف مہاجرین و انصار کے لشکر کے ساتھ بہت جلد آ رہا ہوں اور میرے ساتھ وہ بھی ہیں جو ان کے نقش قدم پر ٹھیک طریقہ سے
والے ہیں۔ ان کا حملہ شدید ہوگا اور غبار جنگ ساری فضا میں منتشر ہوگا۔ یہ موت کا لباس پہنے ہوں گے اور ان کی نظر میں بہترین ملاقات
ردگار کی ملاقات ہوگی۔ ان کے ساتھ اصحاب بدر کی ذریت اور بنی ہاشم کی تلواریں ہوں گی۔ تم نے ان کی تلواروں کی کاٹ اپنے بھائی
ں۔ نانا اور ماموں والوں میں دیکھ لی ہے اور وہ ظالموں سے اب بھی دور نہیں ہے۔"

۲۹۔ آپ کا مکتوب گرامی
(اہل بصرہ کے نام)

تمھاری تفرقہ پردازی اور مخالفت کا جو عالم تھا وہ تم سے مخفی نہیں ہے لیکن میں نے تمھارے مجرموں کو معاف کر دیا۔ بھاگنے والوں سے
ر اٹھالی۔ آنے والوں کو بڑھ کر گلے لگالیا۔ اب اس کے بعد بھی اگر تمھاری تباہ کن آراء اور تمھارے ظالمانہ افکار کی حماقت تمھیں میری
فت اور عہد شکنی پر آمادہ کر رہی ہے تو یاد رکھو کہ میں نے گھوڑوں کو قریب کر لیا ہے۔ اونٹوں پر سامان بار کر لیا ہے اور اگر تم نے
سے نکلنے پر مجبور کر دیا تو ایسی معرکہ آرائی کروں گا کہ جنگ جمل فقط زبان کی چاٹ رہ جائے گی۔
میں تمھارے اطاعت گذاروں کے شرف کو پہچانتا ہوں اور مخلصین کے حق کو جانتا ہوں۔ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ مجرم سے آگے
ر کے بے خطا پر حملہ کر دوں یا عہد شکن سے تجاوز کر کے وفادار سے بھی تعرض کروں۔

۳۰۔ آپ کا مکتوب گرامی
(معاویہ کے نام)

جو کچھ ساز و سامان تمھارے پاس ہے اس میں اللہ سے ڈرو اور جو اس کا حق تمھارے اوپر ہے اس پر نگاہ رکھو۔ اس حق کی
فت کی طرف پلٹ آؤ جس سے ناواقفیت قابل معافی نہیں ہے۔ دیکھو اطاعت کے نشانات واضح، راستے روشن، شاہراہیں سیدھی
اور منزل مقصود سامنے ہے جس پر تمام عقل والے وارد ہوتے ہیں۔

پہلے اہل بصرہ نے وفاداری کا اعلان کیا تو حضرت نے عثمان بن حنیف کو عامل بنا کر بھیجدیا۔ اس کے بعد عائشہ وارد ہوئیں تو اکثریت منحرف ہوگئی اور
جمل کی نوبت آگئی لیکن آپ نے عام طور سے سب کو معاف کر دیا اور عائشہ بھی مدینہ واپس چلی گئیں۔ لیکن معاویہ نے پھر دوبارہ ورغلانا شروع
یا تو آپ نے یہ تنبیہی خط روانہ فرمایا کہ جنگ جمل تو صرف مزہ چکھانے کے لئے تھی جنگ تو اب ہونے والی ہے۔ لہٰذا ہوش میں آجاؤ اور معاویہ
یکانے پر راہ حق سے انحراف نہ کرو۔

وَ مَجَاهِلُهَا الْأَنْكَاسُ، مَنْ نَكَّبَ عَنْهَا جَارَ عَنِ الْحَقِّ، وَ خَبَطَ فِي التِّيهِ،
وَ غَيَّرَ اللَّهُ نِعْمَتَهُ، وَ أَحَلَّ بِهِ نِقْمَتَهُ. فَنَفْسَكَ نَفْسَكَ! فَقَدْ بَيَّنَ
اللَّهُ لَكَ سَبِيلَكَ، وَ حَيْثُ تَنَاهَتْ بِكَ أُمُورُكَ، فَقَدْ أَجْرَيْتَ إِلَى غَايَةِ
خُسْرٍ، وَ مَحَلَّةِ كُفْرٍ، فَإِنَّ نَفْسَكَ قَدْ أَوْلَجَتْكَ شَرّاً، وَ أَقْحَمَتْكَ غَيّاً،
وَأَوْرَدَتْكَ الْمَهَالِكَ، وَ أَوْعَرَتْ عَلَيْكَ الْمَسَالِكَ.

٣١

و من وصية له (عليه السلام)

للحسن بن علي عليهما السّلام، كتبها إليه بحاضرين عند انصرافه من صفّين:

مِنَ الْوَالِدِ الْفَانِ، الْمُقِرِّ لِلزَّمَانِ، الْمُدْبِرِ الْعُمُرِ، الْمُسْتَسْلِمِ
لِلدُّنْيَا، السَّاكِنِ مَسَاكِنَ الْمَوْتَى، وَ الظَّاعِنِ عَنْهَا غَداً، إِلَى الْمَوْلُودِ
الْمُؤَمِّلِ مَا لَا يُدْرِكُ، السَّالِكِ سَبِيلَ مَنْ قَدْ هَلَكَ، غَرَضِ الْأَسْقَامِ،
وَ رَهِينَةِ الْأَيَّامِ، وَ رَمِيَّةِ الْمَصَائِبِ، وَ عَبْدِ الدُّنْيَا، وَ تَاجِرِ الْغُرُورِ،
وَ غَرِيمِ الْمَنَايَا، وَ أَسِيرِ الْمَوْتِ، وَ حَلِيفِ الْهُمُومِ، وَ قَرِينِ الْأَحْزَانِ،
وَ نُصُبِ الْآفَاتِ، وَ صَرِيعِ الشَّهَوَاتِ، وَ خَلِيفَةِ الْأَمْوَاتِ.

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ فِيمَا تَبَيَّنْتُ مِنْ إِدْبَارِ الدُّنْيَا عَنِّي، وَ جُمُوحِ
الدَّهْرِ عَلَيَّ، وَ إِقْبَالِ الْآخِرَةِ إِلَيَّ، مَا يَزَعُنِي عَنْ ذِكْرِ مَنْ
سِوَايَ، وَ الِاهْتِمَامِ بِمَا وَرَائِي، غَيْرَ أَنِّي حَيْثُ تَفَرَّدَ بِي دُونَ
هُمُومِ النَّاسِ هَمُّ نَفْسِي، فَصَدَفَنِي رَأْيِي وَ صَرَفَنِي عَنْ هَوَايَ،
وَ صَرَّحَ لِي مَحْضُ أَمْرِي، فَأَفْضَى بِي إِلَى جِدٍّ لَا يَكُونُ فِيهِ لَعِ

انکاس - جمع نکس - پست فطرت
نکب - انحراف کیا
جار - مائل ہو گیا
خبط - سرگشتہ ہو گیا
تیہ - گمراہی
غایۃ خسر - انتہائی خسارہ
اولجک - داخل کر دیا
اقحمک - پھینک دیا
غی - گمراہی
اوعرت - دشوار کر دیا
حاضرین - صفین کے اطراف میں ایک شہر ہے
المقر للزمان - زمانہ کی سختیوں کا معترف
غرض - نشانہ
رہینہ - گرو
رمیۃ - نشانہ
نصب - نشانہ
صریع - ہلاک زدہ
جموح - تغلب - منہ زوری
یزعنی - روک رہا ہے
ماورائی - اغیار
صدفنی - روک
محض الامر - خالص

مصادر کتاب ۳۱ رسائل کلینی، الزواجر والمواعظ حسن بن عبداللہ بن سعید العسکری، العقد الفرید ۳ ص۱۵۵، من لا یحضرہ الفقیہ ۳ ص۳۶۲، تحف العقول ص۵۲، کتاب الوصایا ابن طاؤس، کتاب المحجہ ابن طاؤس ص۲۳۸، بحار الانوار ۱۷ ص۵۶، وافی فیض کاشانی ۱ ص۲۳۸، شرح غرر الفوائد میدجی ص۲۳۰، مجمع الامثال ۱ ص۱۶۲

اور پست فطرت اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ جو اس ہدف سے منحرف ہو گیا وہ راہ حق سے ہٹ گیا اور گمراہی میں ٹھوکریں کھانے لگا۔ اللہ نے اس کی نعمتوں کو سلب کر لیا اور اپنا عذاب اس پر وارد کر دیا۔ لہٰذا اپنے نفس کا خیال رکھو اور اسے ہلاکت سے بچاؤ کہ پروردگار نے تمھارے لئے راستہ کو واضح کر دیا ہے اور وہ منزل بتا دی ہے جہاں تک امور کو جانا ہے۔ تم نہایت تیزی سے بدترین خسارہ اور کفر کی منزل کی طرف بھاگے جا رہے ہو۔ تمھارے نفس نے تمھیں بدبختی میں ڈال دیا ہے اور گمراہی میں جھونک دیا ہے۔ ہلاکت کی منزلوں میں وارد کر دیا ہے اور صحیح راستوں کو دشوار گذار بنا دیا ہے۔

۳۱۔ آپ کا وصیت نامہ

(جسے امام حسنؑ کے نام صفین سے واپسی پر مقام حاضرین میں تحریر فرمایا ہے)

یہ وصیت ایک ایسے باپ کی ہے جو فنا ہونے والا اور زمانہ کے تصرفات کا اقرار کرنے والا ہے۔ جس کی عمر خاتمہ کے قریب ہے اور وہ دنیا کے مصائب کے سامنے سپر انداختہ ہے۔ مرنے والوں کی بستی میں مقیم ہے اور کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہے۔

اس فرزند کے نام جو دنیا میں وہ امیدیں رکھے ہوئے ہے جو حاصل ہونے والی نہیں ہیں اور ہلاک ہو جانے والوں کے راستہ کا راہرو ہے، بیماریوں کا نشانہ اور روزگار کے ہاتھوں گروی ہے۔ مصائب زمانہ کا ہدف اور دنیا کا پابند ہے۔ اس کی فریب کاریوں کا تاجر اور موت کا قرضدار ہے۔ اجل کا قیدی اور رنج و غم کا ساتھی۔ مصیبتوں کا ہمنشیں ہے اور آفتوں کا نشانہ، خواہشات کا مارا ہوا ہے اور مرنے والوں کا جانشین۔

اما بعد! میرے لئے دنیا کے منہ پھیر لینے۔ زمانہ کے ظلم و زیادتی کرنے اور آخرت کے میری طرف آنے کی وجہ سے جن باتوں کا انکشاف ہو گیا ہے انھوں نے مجھے دوسروں کے ذکر اور اغیار کے اندیشہ سے روک دیا ہے۔ مگر جب میں تمام لوگوں کی فکر سے الگ ہو کر اپنی فکر میں پڑا تو میری رائے نے مجھے خواہشات سے روک دیا اور مجھ پر واقعی حقیقت منکشف ہو گئی جس نے مجھے اس محنت و مشقت تک پہونچا دیا جس میں کسی طرح کا کھیل نہیں ہے اور اس صداقت تک پہونچا دیا جس میں کسی طرح کی غلط بیانی نہیں ہے۔

بعض شارحین کا خیال ہے کہ یہ وصیت نامہ جناب محمد حنفیہ کے نام ہے اور سید رضی علیہ الرحمہ نے اسے امام حسنؑ کے نام بنایا ہے۔ بہرحال یہ ایک عام وصیت نامہ ہے جس سے ہر باپ کو استفادہ کرنا چاہیے اور اپنی اولاد کو انھیں خطوط پر وصیت و نصیحت کرنا چاہیے ورنہ اس کا مکمل مضمون نہ فلسفۂ کائنات پر منطبق ہوتا ہے اور نہ امام حسنؑ پر ـــ اور نہ ایسے وصیت نامے کسی ایک فرد سے مخصوص ہوا کرتے ہیں۔ یہ انسانیت کا عظیم ترین منشور ہے جس میں عظیم ترین باپ نے عظیم ترین بیٹے کو مخاطب قرار دیا ہے تاکہ دیگر افراد ملت اس سے استفادہ کریں بلکہ عبرت حاصل کریں!

وَ صِدْقِي لَا يَشُوبُهُ كَذِبٌ. وَ وَجَدْتُكَ بَعْضِي، بَلْ وَجَدْتُكَ كُلِّي، حَتَّى كَأَنَّ شَيْ
أَصَابَكَ أَصَابَنِي، وَكَأَنَّ الْمَوْتَ لَوْ أَتَاكَ أَتَانِي. فَعَنَانِي مِنْ أَمْرِكَ مَا يَ
مِنْ أَمْرِ نَفْسِي فَكَتَبْتُ إِلَيْكَ كِتَابِي مُسْتَظْهِراً بِهِ إِنْ أَنَا بَقِيتُ لَكَ أَوْ فَنِيتُ

فَإِنِّي أُوصِيكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ - أَيْ بُنَيَّ - وَ لُزُومِ أَمْرِهِ، وَ عِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِهِ، وَ الِاعْتِ
بِحَبْلِهِ، وَ أَيُّ سَبَبٍ أَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ إِنْ أَنْتَ أَخَذْتَ بِهِ!

أَحْيِ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ، وَ أَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ، وَ قَوِّهِ بِالْيَقِينِ، وَ نَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ، وَ ذَ
بِذِكْرِ الْمَوْتِ، وَ قَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ، وَ بَصِّرْهُ فَجَائِعَ الدُّنْيَا، وَ حَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَ فُحْشَ تَ
اللَّيَالِي وَ الْأَيَّامِ، وَ اعْرِضْ عَلَيْهِ أَخْبَارَ الْمَاضِينَ، وَ ذَكِّرْهُ بِمَا أَصَابَ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ
الْأَوَّلِينَ، وَ سِرْ فِي دِيَارِهِمْ وَ آثَارِهِمْ، فَانْظُرْ فِيمَا فَعَلُوا، وَ عَمَّا انْتَقَلُوا، وَ أَيْنَ حَ
وَ نَزَلُوا! فَإِنَّكَ تَجِدُهُمْ قَدِ انْتَقَلُوا عَنِ الْأَحِبَّةِ، وَ حَلُّوا دِيَارَ الْغُرْبَةِ، وَ كَأَنَّكَ
قَلِيلٍ قَدْ صِرْتَ كَأَحَدِهِمْ. فَأَصْلِحْ مَثْوَاكَ، وَ لَا تَبِعْ آخِرَتَكَ بِدُنْيَاكَ. وَ دَعِ الْقَوْلَ فِ
لَا تَعْرِفُ، وَ الْخِطَابَ فِيمَا لَمْ تُكَلَّفْ، وَ أَمْسِكْ عَنْ طَرِيقٍ إِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهُ. فَإِنَّ الْ
عِنْدَ حَيْرَةِ الضَّلَالِ خَيْرٌ مِنْ رُكُوبِ الْأَهْوَالِ، وَ أْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ تَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ، وَ أَ
الْمُنْكَرَ بِيَدِكَ وَ لِسَانِكَ وَ بَايِنْ مَنْ فَعَلَهُ بِجُهْدِكَ، وَ جَاهِدْ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ،
تَأْخُذْكَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَ خُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَ تَفَقَّهْ فِي الدِّينِ، وَ
نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوهِ، وَ نِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ فِي الْحَقِّ! وَ أَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي أُمُ
كُلِّهَا إِلَى إِلٰهِكَ، فَإِنَّكَ تُلْجِئُهَا إِلَى كَهْفٍ حَرِيزٍ، وَ مَانِعٍ عَزِيزٍ. وَ أَخْلِصْ فِي الْمَ
لِرَبِّكَ فَإِنَّ بِيَدِهِ الْعَطَاءَ وَ الْحِرْمَانَ، وَ أَكْثِرِ الِاسْتِخَارَةَ، وَ تَفَهَّمْ وَصِيَّتِي، وَ لَا تَذْ
عَنْكَ صَفْحاً، فَإِنَّ خَيْرَ الْقَوْلِ مَا نَفَعَ. وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لَا خَيْرَ فِي عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَ لَا يُ
بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ تَعَلُّمُهُ.

أَيْ بُنَيَّ إِنِّي لَمَّا رَأَيْتُنِي قَدْ بَلَغْتُ سِنّاً، وَ رَأَيْتُنِي أَزْدَادُ وَهْناً، بَادَرْتُ بِوَصِ
إِلَيْكَ، وَ أَوْرَدْتُ خِصَالاً مِنْهَا قَبْلَ أَنْ يَعْجَلَ بِي أَجَلِي دُونَ أَنْ أُفْضِيَ إِلَيْكَ بِ
نَفْسِي أَوْ أَنْ أُنْقَصَ فِي رَأْيِي كَمَا نُقِصْتُ فِي جِسْمِي، أَوْ يَسْبِقَنِي إِلَيْكَ بَعْضُ غَ

مُسْتَظْہِر - مدد لینے والا
فجائع - حوادث
بَایِن - الگ ہو جاؤ
غَمَرات - شدائد
کَہف - پناہ گاہ
حَرِیز - محفوظ
استخارہ - طلب خیر
صفح - درگذر
لَا یَحِقُّ - سزاوار نہیں ہے
سِنّ - بزرگی
وَہن - کمزوری
افضی الیک - حوالہ کردوں

(1) یہ استخارہ وہ نہیں ہے جو ہمارے یہاں تسبیح یا قرآن مجید سے کیا جاتا ہے بلکہ اس کا مقصد ہر مسئلہ میں مالک سے طلب خیر کرتے رہنا اور صرف اپنی رائے اور فکر پر اعتماد نہ کرنا ہے

(2) اس نقص سے مراد عقل و فکر کی کمزوری نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح حوادث روزگار نے جسم کو کمزور بنا دیا ہے کہیں رائے کو بھی کمزور نہ بنا دیں کہ ہمہ گیر اظہار کا موقع نہ رہ جائے یا اس کا اعتبار ختم ہو جائے جس طرح کہ رسول اکرم کو ایسی ہی عمر میں ہذیان گو تصور کیا جانے لگا تھا!

میں نے تم کو اپنا ہی ایک حصہ پایا بلکہ تم کو اپنا سراپا وجود دیکھا کہ تمھاری تکلیف میری تکلیف ہے اور تمھاری موت میری موت ہے اس لئے مجھے تمھارے معاملات کی اتنی ہی فکر ہے جتنی اپنے معاملات کی ہوتی ہے اور اسی لئے میں نے یہ تحریر لکھ دی ہے جس کے ذریعہ تمھاری امداد کرنا چاہتا ہوں چاہے میں زندہ رہوں یا مر جاؤں ۔

فرزند! میں تم کو خوف خدا اور اس کے احکام کی پابندی کی وصیت کرتا ہوں ۔ اپنے دل کو اس کی یاد سے آباد رکھنا اور اس کی ریسمان ہدایت سے وابستہ رہنا کہ اس سے زیادہ مستحکم کوئی رشتہ تمھارے اور خدا کے درمیان نہیں ہے ۔

اپنے دل کو موعظہ سے زندہ رکھنا اور اس کے خواہشات کو زہد سے مُردہ بنا دینا ۔ اسے یقین کے ذریعہ قوی رکھنا اور حکمت کے ذریعہ نورانی رکھنا ۔ ذکر موت کے ذریعہ رام کرنا اور فنا کے ذریعہ قابو میں رکھنا ۔ دنیا کے حوادث سے آگاہ رکھنا اور زمانہ کے حملہ اور لیل و نہار کے تصرفات سے ہوشیار رکھنا ۔ اس پر گذشتہ لوگوں کے اخبار کو پیش کرتے رہنا اور پہلے والوں پر پڑنے والے مصائب کو یاد دلاتے رہنا ۔ ان کے دیار و آثار میں سرگرم سفر رہنا اور یہ دیکھتے رہنا کہ انھوں نے کیا کیا ہے اور کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں ۔ کہاں وارد ہوئے ہیں اور کہاں ڈیرہ ڈالا ہے ۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ احباب کی دنیا سے منتقل ہو گئے ہیں اور دیار غربت میں وارد ہو گئے ہیں اور گویا کہ عنقریب تم بھی انھیں میں شامل ہو جاؤ گے لہٰذا اپنی منزل کو ٹھیک کر لو اور خبردار آخرت کو دنیا کے عوض فروخت نہ کرنا ۔ جن باتوں کو نہیں جانتے ہو ان کے بارے میں بات نہ کرنا اور جن کے مکلف نہیں ہو ان کے بارے میں گفتگو نہ کرنا جس راستہ میں گمراہی کا خوف ہو ادھر قدم آگے نہ بڑھانا کہ گمراہی کے تحیر سے پہلے ٹھہر جانا ہولناک مرحلوں میں وارد ہو جانے سے بہتر ہے ۔ نیکیوں کا حکم دیتے رہنا تاکہ اس کے اہل میں شمار ہو اور برائیوں سے اپنے ہاتھ اور زبان کی طاقت سے منع کرتے رہنا اور برائی کرنے والوں سے اپنے امکان بھر دور رہنا ۔ راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کر دینا اور خبردار اس راہ میں کسی ملامت گر کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا ۔ حق کی خاطر جہاں بھی ہو سختیوں میں کود پڑنا اور دین کا علم حاصل کرنا ۔ اپنے نفس کو ناخوشگوار حالات میں صبر کا عادی بنا دینا اور یاد رکھنا کہ بہترین اخلاق حق کی راہ میں صبر کرنا ہے ۔ اپنے تمام امور میں پروردگار کی طرف رجوع کرنا کہ اس طرح ایک محفوظ ترین پناہ گاہ کا سہارا لو گے اور بہترین محافظ کی پناہ میں رہو گے ۔ پروردگار سے سوال کرنے میں مخلص رہنا کہ عطا کرنا اور محروم کر دینا اسی کے ہاتھ میں ہے ۔ مالک سے مسلسل طلب خیر کرتے (۱) رہنا اور میری وصیت پر غور کرتے رہنا ۔ اس سے پہلو بچا کر گذر نہ جانا کہ بہترین کلام وہی ہے جو فائدہ مند ہو اور یاد رکھو کہ جس علم میں فائدہ نہ ہو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور جو علم سیکھنے کے لائق نہ ہو اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے ۔

فرزند! میں نے دیکھا کہ اب میرا سن بہت زیادہ ہو چکا ہے اور مسلسل کمزور ہوتا جا رہا ہوں لہٰذا میں نے فوراً یہ وصیت لکھ دی اور ان مضامین کو درج کر دیا کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے دل کی بات تمھارے حوالہ کرنے سے پہلے مجھے موت آجائے یا جسم کے نقص (۲) کی طرح رائے کو کمزور تصور کیا جانے لگے یا وصیت سے پہلے ہی خواہشات کے غلبے اور دنیا کے فتنے تم تک نہ پہونچ جائیں ۔

ضلالة. فإن أيقنت أن قد صفا قلبك فخشع، وتمّ رأيك فاجـ
وكان همّك في ذلك همّاً واحداً. فانظر فيما فسّرت لك. وإن لم يجـ
لك ما تحبّ من نفسك، وفراغ نظرك وفكرك، فاعلم أنّك إنّما تخـ
العشواء وتتورّط الظلماء. وليس طالب الدين من خبط أو خـ
والإمساك عن ذلك أمثل.

فتفهّم يا بنيّ وصيّتي، واعلم أنّ مالك الموت هو مالك الحـ
وأنّ الخالق هو المميت، وأنّ المفني هو المعيد، وأنّ المبتلي هـ
المعافي، وأنّ الدنيا لم تكن لتستقرّ إلّا على ما جعلها الله عليه
النعماء، والابتلاء، والجزاء في المعاد أو ما شاء ممّا لا تعلم، فـ
أشكل عليك شيء من ذلك فاحمله على جهالتك. فإنّك أوّل ما خلقت
جاهلاً ثمّ علّمت. وما أكثر ما تجهل من الأمر، ويتحيّر فيه رأ
ويضلّ فيه بصرك ثمّ تبصره بعد ذلك! فاعتصم بالّذي خلقك ورز
وسوّاك، وليكن له تعبّدك، وإليه رغبتك، ومنه شفقتك.

واعلم يا بنيّ أنّ أحداً لم ينبئ عن الله سبحانه كما أنـ
عنه الرسول - صلّى الله عليه وآله - فارض به رائداً، وإلى النـ
قائداً، فإنّي لم آلك نصيحة. وإنّك لن تبلغ في النظر لنفـ
- وإن اجتهدت - مبلغ نظري لك.

واعلم يا بنيّ أنّه لو كان لربّك شريك لأتتك رسله، ولرأ
آثار ملكه وسلطانه، ولعرفت أفعاله وصفاته، ولكنّه إله واحد
وصف نفسه، لا يضادّه في ملكه أحد، ولا يزول أبداً. ولم يزل أوّل قـ
الأشياء بلا أوّليّة، وآخر بعد الأشياء بلا نهاية. عظم عن أن تثـ
ربوبيّته بإحاطة قلب أو بصر.

فإذا عرفت ذلك فافعل كما ينبغي لمثلك أن يفعله في صغر خطـ
وقلّة مقدرته، وكثرة عجزه، وعظيم حاجته إلى ربّه، في طلب طاعـ
والخشية من عقوبته، والشفقة من سخطه، فإنّه لم يأمرك إلّا بحسـ
ولم ينهك إلّا عن قبيح.

يا بنيّ إنّي قد أنبأتك عن الدنيا وحالها، وزوالها وانتقالها، وأنبأتك عن الآخرة و
أعدّ لأهلها فيها، وضربت لك فيهما الأمثال، لتعتبر بها، وتحذو عليها. إنّما مثل من خبر الـ

عشواء - ضعیف البصر
تورط - گر پڑنا
امساک - نفس کو روک لینا
امثل - افضل
شفقت - خوف
رائد - تلاش خیر کرنے والا
لم آلک - کوتاہی نہیں کی
خطر - قدر و منزلت
خبر - خوب پہچان لیا

(۱) واضح رہے کہ یہ پوری کائنات ایک اکائی ہے جس کا ہر ذرۂ خاک آسمان کے ستاروں سے رابطہ رکھتا ہے اور کوئی چیز دوسرے سے الگ اور جداگانہ نہیں ہے۔ اور یہی وحدت مخلوق وحدت خالق کی بہترین دلیل ہے۔ جس کے بعد کسی اور ملک خدائی کرنے والے کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ اپنے کو کسی مخلوق کا خالق یا مالک قرار دے۔ اس لئے کہ وہ مخلوق دوسری مخلوقات سے الگ نہیں ہے اور سب ایک سلسلہ میں جڑے ہوئے ہیں۔ یہ صرف انسان کی جہالت ہے کہ وہ کائنات کے بعض حصوں کو بعض سے الگ سمجھتا ہے اور اس طرح کسی حصۂ کائنات کے خالق اور مالک ہونے کا دعویدار بن جاتا ہے!۔

(۲) جو قلب و نظر کے اندر سما جائے وہ محدود ہو کر مخلوق ہو جاتا ہے اور خالق کہے جانے کے قابل نہیں رہ جاتا ہے!۔

پھر اگر تمھیں اطمینان ہو جائے کہ تمھارا دل صاف اور خاشع ہو گیا ہے اور تمھاری رائے تام و کامل ہو گئی ہے اور تمھارے پاس صرف یہی ایک فکر رہ گئی ہے تو جن باتوں کو میں نے واضح کیا ہے ان میں غور و فکر کرنا ورنہ اگر حسب منشاء فکر و نظر کا فراغ حاصل نہیں ہوا ہے تو یاد رکھو کہ اس طرح صرف شبکور اونٹنی کی طرح ہاتھ پیر مارتے رہو گے اور اندھیرے میں بھٹکتے رہو گے اور دین کا طلبگار وہ نہیں ہے جو اندھیروں میں ہاتھ پاؤں مارے اور باتوں کو مخلوط کر دے۔ اس سے تو ٹھہر جانا ہی بہتر ہے۔

فرزند! میری وصیت کو سمجھو اور یہ جان لو کہ جو موت کا مالک ہے وہی زندگی کا مالک ہے اور جو خالق ہے وہی موت دینے والا ہے اور جو فنا کرنے والا ہے وہی دوبارہ واپس لانے والا ہے اور جو مبتلا کرنے والا ہے وہی عافیت دینے والا ہے اور یہ دنیا اسی حالت میں مستقر رہ سکتی ہے جس میں مالک نے قرار دیا ہے یعنی نعمت، آزمائش، آخرت کی جزا یا وہ بات جو تم نہیں جانتے ہو۔ اب اگر اس میں سے کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنی جہالت پر محمول کرنا کہ تم ابتدا میں جب پیدا ہوئے ہو تو جاہل ہی پیدا ہوئے ہو۔ بعد میں علم حاصل کیا ہے اور اسی بنا پر مجہولات کی تعداد کثیر ہے جن میں انسانی رائے متحیر رہ جاتی ہے اور نگاہ بہک جاتی ہے اور بعد میں صحیح حقیقت نظر آتی ہے۔ لہٰذا اس مالک سے وابستہ رہو جس نے پیدا کیا ہے۔ روزی دی ہے اور معتدل بنایا ہے۔ اسی کی عبادت کرو، اسی کی طرف توجہ کرو اور اسی سے ڈرتے رہو۔

بیٹا! یہ یاد رکھو کہ تمھیں خدا کے بارے میں اس طرح کی خبریں کوئی نہیں دے سکتا ہے جس طرح رسول اکرمؐ نے دی ہیں لہٰذا ان کو بخوشی اپنا پیشوا اور راہ نجات کا قائد تسلیم کرو۔ میں نے تمھاری نصیحت میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور نہ تم کوشش کے باوجود اپنے بارے میں اتنا سوچ سکتے ہو جتنا میں نے دیکھ لیا ہے۔

فرزند! یاد رکھو اگر خدا کے لئے کوئی شریک بھی ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے اور اس کی سلطنت اور حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے اور اس کے افعال و صفات کا بھی کچھ پتہ ہوتا۔ لیکن ایسا کچھ نہیں ہے لہٰذا خدا ایک ہے جیسا کہ اس نے خود بیان کیا ہے۔ اس کے ملک میں اس سے کوئی ٹکرانے والا نہیں ہے اور نہ اس کے لئے کسی طرح کا زوال ہے۔ وہ اولیت کی حدوں کے بغیر سب سے اول ہے اور کسی انتہا کے بغیر سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ وہ اس بات سے عظیم تر ہے کہ اس کی ربوبیت کا اثبات فکر و نظر کے احاطہ سے کیا جائے۔ اگر تم نے اس حقیقت کو پہچان لیا ہے تو اس طرح عمل کرو جس طرح تم جیسے معمولی حیثیت، قلیل طاقت، کثیر عاجزی اور پروردگار کی طرف اطاعت کی طلب، عتاب کے خوف اور ناراضگی کے اندیشہ میں حاجت رکھنے والے کیا کرتے ہیں۔ اس نے جس چیز کا حکم دیا ہے وہ بہترین ہے اور جس سے منع کیا ہے وہ بدترین ہے۔

فرزند! میں نے تمھیں دنیا۔ اس کے حالات۔ تصرفات، زوال اور انتقال سب کے بارے میں باخبر کر دیا ہے اور آخرت اور اس میں صاحبان ایمان کے لئے مہیا نعمتوں کا بھی پتہ بتا دیا ہے اور دونوں کے لئے مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ تم عبرت حاصل کر سکو اور اس سے ہوشیار رہو۔

یاد رکھو کہ جس نے دنیا کو بخوبی پہچان لیا ہے اس کی مثال اس مسافر قوم جیسی ہے

كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ نَبَا بِهِمْ مَنْزِلٌ جَدِيبٌ، فَأَمُّوا مَنْزِلاً خَصِيباً وَ جَنَاباً مَرِيعاً، فَاحْتَمَلُوا وَعْثَاءَ الطَّرِيقِ، وَ فِرَاقَ الصَّدِيقِ، وَ خُشُونَةَ السَّفَرِ، وَ جُشُوبَةَ الْمَطْعَمِ، لِيَأْتُوا سَعَةَ دَارِهِمْ، وَ مَنْزِلَ قَرَارِهِمْ، فَلَيْسَ يَجِدُونَ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ أَلَماً، وَ لَا يَرَوْنَ نَفَقَةً فِيهِ مَغْرَماً. وَ لَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِمَّا قَرَّبَهُمْ مِنْ مَنْزِلِهِمْ، وَ أَدْنَاهُمْ مِنْ مَحَلَّتِهِمْ.

وَ مَثَلُ مَنِ اغْتَرَّ بِهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ كَانُوا بِمَنْزِلٍ خَصِيبٍ فَنَبَا بِهِمْ إِلَى مَنْزِلٍ جَدِيبٍ، فَلَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِمْ وَ لَا أَفْظَعَ عِنْدَهُمْ مِنْ مُفَارَقَةِ مَا كَانُوا فِيهِ إِلَى مَا يَهْجُمُونَ عَلَيْهِ، وَ يَصِيرُونَ إِلَيْهِ.

يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَاناً فِيمَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ غَيْرِكَ، فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَ اكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا، وَ لَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ أَنْ تُظْلَمَ، وَ أَحْسِنْ كَمَا تُحِبُّ أَنْ يُحْسَنَ إِلَيْكَ، وَ اسْتَقْبِحْ مِنْ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُهُ مِنْ غَيْرِكَ، وَ ارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ، وَ لَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَ إِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ، وَ لَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ الْإِعْجَابَ ضِدُّ الصَّوَابِ، وَ آفَةُ الْأَلْبَابِ. فَاسْعَ فِي كَدْحِكَ، وَ لَا تَكُنْ خَازِناً لِغَيْرِكَ. وَ إِذَا أَنْتَ هُدِيتَ لِقَصْدِكَ فَكُنْ أَخْشَعَ مَا تَكُونُ لِرَبِّكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ طَرِيقاً ذَا مَسَافَةٍ بَعِيدَةٍ، وَ مَشَقَّةٍ شَدِيدَةٍ، وَ أَنَّهُ لَا غِنَى بِكَ فِيهِ عَنْ حُسْنِ الِارْتِيَادِ، وَ قَدْرِ بَلَاغِكَ مِنَ الزَّادِ مَعَ خِفَّةِ الظَّهْرِ، فَلَا تَحْمِلَنَّ عَلَى ظَهْرِكَ فَوْقَ طَاقَتِكَ، فَيَكُونَ ثِقْلُ ذٰلِكَ وَبَالاً عَلَيْكَ، وَ إِذَا وَجَدْتَ مِنْ أَهْلِ الْفَاقَةِ مَنْ يَحْمِلُ لَكَ زَادَكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَيُوَافِيكَ بِهِ غَداً حَيْثُ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَاغْتَنِمْهُ وَ حَمِّلْهُ إِيَّاهُ، وَ أَكْثِرْ مِنْ تَزْوِيدِهِ وَ أَنْتَ قَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَعَلَّكَ تَطْلُبُهُ فَلَا تَجِدُهُ. وَ اغْتَنِمْ مَنِ اسْتَقْرَضَكَ فِي حَالِ غِنَاكَ لِيَجْعَلَ قَضَاءَهُ لَكَ فِي يَوْمِ عُسْرَتِكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ أَمَامَكَ عَقَبَةً كَؤُوداً، الْمُخِفُّ فِيهَا أَحْسَنُ حَالاً مِنَ الْمُثْقِلِ، وَ الْمُبْطِئُ عَلَيْهَا أَقْبَحُ حَالاً مِنَ الْمُسْرِعِ، وَ أَنَّ مَهْبِطَكَ بِهَا لَا مَحَالَةَ إِمَّا عَلَى جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ، فَارْتَدْ لِنَفْسِكَ

سَفر - مسافرین
نبا المنزل - جس مکان سے دل اچٹ جائے
جدیب - قحط زدہ
جناب - علاقہ
مریع - سرسبز و شاداب
وعثاء - مشقت
جشوبہ - بدمزگی
یہجم - اچانک وارد ہونا
اعجاب - خود پسندی
آفة - بیماری
کدح - انتھک کوشش
ارتیاد - طلب
بلاغ - بقدر کافی
کؤود - دشوار گذار
مخف - ہلکے سامان والا
مثقل - جس کا بوجھ سنگین ہو
فارتد - آگے آگے بھیج دو

(۱) ایک فقیر و مفلس کے بارے میں اتنی حسین تعبیر ایک امام معصوم کے علاوہ کسی زبان سے نہیں نکل سکتی ہے۔ دنیا کے فقراء و مساکین کو ذلیل نگاہوں سے دیکھنے والے اور ان کے ساتھ ذلت کا برتاؤ کرنے والے اس تعبیر کو محسوس کریں کہ وہ فقیر کی امداد اپنی دولت اور بے نیازی کے ... میں کرتے ہیں اور فقیر ان کے کام عسرت و تنگدستی اور فاقہ کے موقع پر آئے گا لہٰذا اس کا مرتبہ اس غنی اور مال دار سے یقیناً بالاتر ہے۔

اس کا قحط زدہ منزل سے دل اچاٹ ہو جائے اور وہ کسی سرسبز و شاداب علاقہ کا ارادہ کرے اور زحمت راہ. فراق احباب، دشواری سفر، بدمزگی طعام وغیرہ جیسی تمام مصیبتیں برداشت کرے تاکہ وسیع گھر اور قرار کی منزل تک پہونچ جائے کہ ایسے لوگ ان تمام باتوں میں کسی تکلیف کا احساس نہیں کرتے اور نہ اس راہ میں خرچ کو نقصان تصور کرتے ہیں اور ان کی نظر میں اس سے زیادہ محبوب کوئی شے نہیں ہے جو انھیں منزل سے قریب تر کر دے اور اپنے مرکز تک پہونچا دے۔

اور اس دنیا سے دھوکہ کھا جانے والوں کی مثال اس قوم کی ہے جو سرسبز و شاداب مقام پر رہے اور وہاں سے دل اُچاٹ جائے تو قحط زدہ علاقہ کی طرف چلی جائے کہ اس کی نظر میں قدیم حالات کے چھٹ جانے سے زیادہ ناگوار اور دشوار گذار کوئی شے نہیں ہے کہ اب جس منزل پر وارد ہوئے ہیں اور جہاں تک پہونچے ہیں وہ کسی قیمت پر اختیار کرنے کے قابل نہیں ہے۔

بیٹا! دیکھو اپنے اور غیر کے درمیان میزان اپنے نفس کو قرار دو اور دوسرے کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند رکھتے ہو اور اس کے لئے بھی وہ بات ناپسند کرو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے ہو۔ کسی پر ظلم نہ کرنا کہ اپنے اوپر ظلم پسند نہیں کرتے ہو اور ہر ایک کے ساتھ نیکی کرنا جس طرح چاہتے ہو کہ سب تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کریں اور جس چیز کو دوسرے سے برا سمجھتے ہو اسے اپنے لئے بھی برا ہی تصور کرنا۔ لوگوں کی اس بات سے راضی ہو جانا جس سے اپنی بات سے لوگوں کو راضی کرنا چاہتے ہو۔ بلا علم کوئی بات زبان سے نہ نکالنا اگرچہ تمہارا علم بہت کم ہے اور کسی کے بارے میں وہ بات نہ کہنا جو اپنے بارے میں پسند نہ کرتے ہو۔

یاد رکھو کہ خود پسندی راہ صواب کے خلاف اور عقلوں کی بیماری ہے لہٰذا اپنی کوشش تیز تر کرو اور اپنے مال کو دوسروں کے لئے ذخیرہ نہ بناؤ اور اگر درمیانی راستہ کی ہدایت مل جائے تو اپنے رب کے سامنے سب سے زیادہ خضوع و خشوع سے پیش آنا۔

اور یاد رکھو کہ تمہارے سامنے وہ راستہ ہے جس کی مسافت بعید اور مشقت شدید ہے اس میں تم بہترین زاد راہ کی تلاش اور بقدر ضرورت زاد راہ کی فراہمی سے بے نیاز ہو سکتے ہو۔ البتہ بوجھ ہلکا رکھو اور اپنی طاقت سے زیادہ اپنی پشت پر بوجھ مت لادو کہ یہ گراں باری ایک وبال بن جائے اور پھر جب کوئی فقیر مل جائے اور تمہارے زاد راہ کو قیامت تک پہونچا سکتا ہو اور کل وقت ضرورت مکمل طریقہ سے تمہارے حوالے کر سکتا ہو تو اسے غنیمت سمجھو اور مال اس کے حوالے کر دو اور زیادہ سے زیادہ اس کو دے دو کہ شاید بعد میں تلاش کرو اور وہ نہ مل سکے اور اسے بھی غنیمت سمجھو جو تمہاری دولتمندی کے دور میں تم سے قرض مانگے تاکہ اس دن ادا کر دے جب تمہاری غربت کا دن ہو۔

اور یاد رکھو کہ تمہارے سامنے بڑی دشوار گذار منزل ہے جس میں ہلکے بوجھ والا سنگین بار والے سے کہیں زیادہ بہتر ہوگا اور دھیرے چلنے والا تیز رفتار سے کہیں زیادہ بدحال ہوگا اور تمہاری منزل بہرحال جنت یا جہنم ہے لہٰذا اپنے نفس کے لئے منزل سے پہلے

وَ طَرِيقٍ إِلَى الْآخِرَةِ، وَ أَنَّكَ طَرِيدُ الْمَوْتِ الَّذِي لَا يَنْجُو مِنْهُ هَارِبُهُ، وَ لَا يَفُوتُهُ طَالِبُهُ، وَ لَا بُدَّ أَنَّهُ مُدْرِكُهُ، فَكُنْ مِنْهُ عَلَى حَذَرِ أَنْ يُدْرِكَكَ وَ أَنْتَ عَلَى حَالٍ سَيِّئَةٍ، قَدْ كُنْتَ تُحَدِّثُ نَفْسَكَ مِنْهَا بِالتَّوْبَةِ، فَيَحُولَ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنْتَ قَدْ أَهْلَكْتَ نَفْسَكَ.

ذكر الموت

يَا بُنَيَّ أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ، وَ ذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ، وَ تُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَأْتِيَكَ وَ قَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ، وَ شَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ، وَ لَا يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ. وَ إِيَّاكَ أَنْ تَغْتَرَّ بِمَا تَرَى مِنْ إِخْلَادِ أَهْلِ الدُّنْيَا إِلَيْهَا، وَ تَكَالُبِهِمْ عَلَيْهَا، فَقَدْ نَبَّأَكَ اللَّهُ عَنْهَا، وَ نَعَتَتْ هِيَ لَكَ عَنْ نَفْسِهَا، وَ تَكَشَّفَتْ لَكَ عَنْ مَسَاوِيهَا، فَإِنَّمَا أَهْلُهَا كِلَابٌ عَاوِيَةٌ، وَ سِبَاعٌ ضَارِيَةٌ يَهِرُّ بَعْضُهَا عَلَى بَعْضٍ، وَ يَأْكُلُ عَزِيزُهَا ذَلِيلَهَا، وَ يَقْهَرُ كَبِيرُهَا صَغِيرَهَا. نَعَمٌ مُعَقَّلَةٌ (معقلة)، وَ أُخْرَى مُهْمَلَةٌ، قَدْ أَضَلَّتْ عُقُولَهَا، وَ رَكِبَتْ مَجْهُولَهَا. سُرُوحُ عَاهَةٍ بِوَادٍ وَعْثٍ، لَيْسَ لَهَا رَاعٍ يُقِيمُهَا، وَ لَا مُسِيمٌ يُسِيمُهَا. سَلَكَتْ بِهِمُ الدُّنْيَا طَرِيقَ الْعَمَى، وَ أَخَذَتْ بِأَبْصَارِهِمْ عَنْ مَنَارِ الْهُدَى، فَتَاهُوا فِي حَيْرَتِهَا، وَ غَرِقُوا فِي نِعْمَتِهَا، وَ اتَّخَذُوهَا رَبّاً، فَلَعِبَتْ بِهِمْ وَ لَعِبُوا بِهَا، وَ نَسُوا مَا وَرَاءَهَا.

الرفق في الطلب

رُوَيْداً يُسْفِرُ الظَّلَامُ، كَأَنْ قَدْ وَرَدَتِ الْأَظْعَانُ، يُوشِكُ مَنْ أَسْرَعَ أَنْ يَلْحَقَ! وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ مَنْ كَانَتْ مَطِيَّتُهُ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ، فَإِنَّهُ يُسَارُ بِهِ وَ إِنْ كَانَ وَاقِفاً، وَ يَقْطَعُ الْمَسَافَةَ وَ إِنْ كَانَ مُقِيماً وَادِعاً.

وَ اعْلَمْ يَقِيناً أَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ، وَ لَنْ تَعْدُوَ أَجَلَكَ، وَ أَنَّكَ فِي سَبِيلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ. فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَ أَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ، فَإِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ إِلَى حَرَبٍ، فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوقٍ وَ لَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُومٍ، وَ أَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَ إِنْ

حِذر - سامان حفاظت
اَزر - قوت
بَہَرَ - غالب آگیا
اِخلاد - چپکے رہنا
تَکالُب - ٹوٹ پڑنا
نَعَتَ - سنا دی ہے
ضاریہ - پھاڑ کھانے والے
تَہِرّ - شور مچاتے ہیں
نَعَم - اونٹ
مُعَقَّلَۃ - بندھے ہوئے
اَضَلَّت - گم کردیا
مجہول - نا شناختہ راستہ
سُرُوح - آوارہ چرنے والے
عاہَۃ - آفت
وَعث - دشوار گذار
مُسِیم - چرانے والا
یُسفِر - روشن ہو جائے
اظعان - محملیں
وادع - مطمئن
خَفِّض - نرمی کرو
اَجمِل - قاعدہ سے کام کرو
حَرَب - تلف مال
دَنِیّۃ - پستی

اور تم آخرت کے راستہ پر ہو۔ موت تمہارا پیچھا کئے ہوئے ہے جس سے کوئی بھاگنے والا بچ نہیں سکتا ہے اور اس کے ہاتھ سے نکل نہیں سکتا ہے۔ وہ بہرحال اسے پالے گی۔ لہٰذا اس کی طرف سے ہوشیار رہو کہ وہ تمھیں کسی بُرے حال میں پکڑ لے اور تم خالی توبہ کے لئے سوچتے ہی رہ جاؤ اور وہ تمہارے اور توبہ کے درمیان حائل ہو جائے کہ اس طرح گویا تم نے اپنے نفس کو ہلاک کر دیا۔

فرزند! موت کو برابر یاد کرتے رہو اور ان حالات کو یاد کرتے رہو جن پر اچانک وارد ہونا ہے اور جہاں تک موت کے بعد جانا ہے تاکہ وہ تمہارے پاس آئے تو تم احتیاطی سامان کر چکے ہو اور اپنی طاقت کو مضبوط بنا چکے ہو اور وہ اچانک آ کر تم پر قبضہ نہ کر لے اور خبردار اہل دنیا کو دنیا کی طرف جھکتے اور اس پر مرتے دیکھ کر تم دھوکہ میں نہ آ جانا کہ پروردگار تمھیں اس کے بارے میں بتا چکا ہے اور وہ خود بھی اپنے مصائب سنا چکی ہے اور اپنی بُرائیوں کو واضح کر چکی ہے۔ دنیادار افراد صرف بھونکنے والے کتے اور پھاڑ کھانے والے درندے ہیں جہاں ایک دوسرے پر بھونکتا ہے اور طاقت والا کمزور کو کھا جاتا ہے اور بڑا چھوٹے کو کچل ڈالتا ہے۔ یہ سب جانور ہیں جن میں بعض بندھے ہوئے ہیں اور بعض آوارہ ۔ جنھوں نے اپنی عقلیں گم کر دی ہیں اور نامعلوم راستہ پر چل پڑے ہیں۔ گویا دشوار گذار وادیوں میں مصیبتوں میں چرنے والے ہیں جہاں نہ کوئی چرواہا ہے جو سیدھے راستہ پر لگا سکے اور نہ کوئی چرانے والا ہے جو انھیں چرا سکے۔ دنیا نے انھیں گمراہی کے راستہ پر ڈال دیا ہے اور ان کی بصارت کو منارۂ ہدایت کے مقابلہ میں سلب کر لیا ہے اور وہ حیرت کے عالم میں سرگرداں ہیں اور نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ دنیا کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور وہ ان سے کھیل رہی ہے اور وہ اس سے کھیل رہے ہیں اور سب نے آخرت کو یکسر بھلا دیا ہے۔

ٹھہرو! اندھیرے کو چھٹنے دو۔ ایسا محسوس ہوگا جیسے قافلے آخرت کی منزل میں اُتر چکے ہیں اور قریب ہے کہ تیز رفتار افراد اگلے لوگوں سے ملحق ہو جائیں۔

فرزند! یاد رکھو کہ جو شب و روز کی سواری پر سوار ہے وہ گویا سرگرم سفر ہے چاہے ٹھہرا ہی کیوں نہ ہو اور مسافت قطع کر رہا ہے چاہے اطمینان سے مقیم ہی کیوں نہ رہے۔ یہ بات یقین کے ساتھ سمجھ لو کہ تم نہ ہر امید کو پا سکتے ہو اور نہ اجل سے آگے جا سکتے ہو۔ تم اگلے لوگوں کے راستہ ہی پر چل رہے ہو لہٰذا طلب میں نرم رفتاری سے کام لو اور کسب معاش میں میانہ روی اختیار کرو۔ ورنہ بہت سی طلب انسان کو مال کی محرومی تک پہونچا دیتی ہے اور ہر طلب کرنے والا کامیاب بھی نہیں ہوتا ہے اور نہ ہر اعتدال سے کام لینے والا محروم ہی ہوتا ہے۔ اپنے نفس کو ہر طرح کی پستی سے بلند تر رکھو چاہے وہ پستی پسندیدہ اشیاء تک پہونچا ہی کیوں نہ دے۔

لے بہترین فلسفۂ حیات اور بلیغ ترین موعظہ ہے اگر انسان فکر سلیم اور عقل مستقیم رکھتا ہو۔ ہر گذرنے والا دن اور ہر بیت جانے والی رات انسان کی زندگی میں سے ایک حصہ کم کر دیتی ہے اور اس طرح انسان مسلسل سرگرم سفر ہے اگرچہ مکانی اعتبار سے اپنی جگہ پر مقیم ہے اور حرکت بھی نہیں کر رہا ہے۔ حرکت صرف مکان ہی کا میں نہیں ہوتی ہے۔ زمان میں بھی ہوتی ہے اور یہی حرکت انسان کو سرحد موت تک لے جاتی ہے۔!

تَـاقَتْكَ إِلَى الرَّغَـائِبِ، فَـإِنَّكَ لَـنْ تَـعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضاً. وَ
تَكُـنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَ قَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ حُرّاً. وَ مَا خَيْرُ خَيْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِـ
وَ يُسْرٍ لَا يُنَالُ إِلَّا بِعُسْرٍ؟!

وَ إِيَّـاكَ أَنْ تُـوجِفَ بِكَ مَـطَايَا الطَّـمَعِ، فَتُورِدَكَ مَـنَاهِلَ الْـهَ
وَ إِنِ اسْـتَطَعْتَ أَلَّا يَكُـونَ بَـيْنَكَ وَ بَـيْنَ اللّٰـهِ ذُو نِـعْمَةٍ فَـافْعَلْ. فَـ
مُـدْرِكٌ قَسْمَكَ، وَ آخِـذٌ سَهْمَكَ، وَ إِنَّ الْـيَسِيرَ مِـنَ اللّٰـهِ سُـبْحَانَهُ أَعْـ
وَ أَكْـرَمُ مِـنَ الْكَثِيرِ مِـنْ خَـلْقِهِ وَ إِنْ كَـانَ كُـلٌّ مِنْهُ.

وصايا شتى

وَ تَـلَافِيكَ مَـا فَـرَطَ مِـنْ صَـمْتِكَ أَيْسَرُ مِـنْ إِدْرَاكِكَ مَـا فَـاتَ مِـ
مَـنْطِقِكَ، وَ حِـفْظُ مَـا فِي الْـوِعَاءِ بِشَدِّ الْـوِكَاءِ، وَ حِـفْظُ مَـا فِي يَـدَ
أَحَبُّ إِلَيَّ مِـنْ طَـلَبِ مَـا فِي يَـدَيْ غَـيْرِكَ. وَ مَـرَارَةُ الْـيَأْسِ خَـيْرٌ مِـ
الطَّـلَبِ إِلَى النَّـاسِ، وَ الْحِـرْفَةُ مَعَ الْـعِفَّةِ خَـيْرٌ مِـنَ الْـغِنَى مَـعَ الْـفُجُ
وَ الْـمَرْءُ أَحْـفَظُ لِـسِرِّهِ، وَ رُبَّ سَـاعٍ فِيمَا يَضُرُّهُ! مَـنْ أَكْـثَرَ أَهْـ
وَ مَـنْ تَـفَكَّرَ أَبْـصَرَ. قَـارِنْ أَهْـلَ الْخَيْرِ تَكُـنْ مِـنْهُمْ، وَ بَـايِنْ أَهْ
الشَّرِّ تَـبِنْ عَـنْهُمْ. بِـئْسَ الطَّـعَامُ الْحَـرَامُ! وَ ظُـلْمُ الضَّعِيفِ أَفْـحَشُ الظُّـ
إِذَا كَـانَ الرِّفْـقُ خُـرْقاً كَـانَ الْخُـرْقُ رِفْـقاً. رُبَّـمَا كَـانَ الدَّوَاءُ دَ
وَ الدَّاءُ دَوَاءً. وَ رُبَّـمَا نَـصَحَ غَـيْرُ النَّـاصِحِ، وَ غَشَّ الْـمُسْتَنْصَحُ. وَ إِيَّـ
وَ الِاتِّكَـالَ عَـلَى الْـمُنَى فَـإِنَّهَا بَضَائِعُ الـنَّوْكَى، وَ الْـعَقْلُ حِـفْظُ التَّجَارِ
وَ خَـيْرُ مَـا جَـرَّبْتَ مَـا وَعَـظَكَ. بَـادِرِ الْـفُرْصَةَ قَبْلَ أَنْ تَكُونَ غُـصَّةً. لَـ
كُـلُّ طَـالِبٍ يُـصِيبُ، وَ لَا كُلُّ غَـائِبٍ يَؤُوبُ. وَ مِـنَ الْـفَسَادِ (الـفـسدة) إِضَـا
الزَّادِ، وَ مَـفْسَدَةُ الْـمَعَادِ.

وَ لِكُـلِّ أَمْـرٍ عَـاقِبَةٌ. سَـوْفَ يَـأْتِيكَ مَـا قُـدِّرَ لَكَ. التَّـاجِرُ مُخَـا
وَ رُبَّ يَسِـيرٍ أَنْـمَى مِـنْ كَـثِيرٍ! لَا خَـيْرَ فِي مُـعِينٍ مَهِينٍ، وَ لَا فِي صَـدِيقٍ ظَـ
سَـاهِلِ الدَّهْـرَ مَـا ذَلَّ لَكَ قَـعُودُهُ، وَ لَا تُخَـاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَـاءَ أَكْـثَرَ مِـ
وَ إِيَّـاكَ أَنْ تَجْمَحَ بِكَ مَـطِيَّةُ اللَّجَاجِ.

احْـمِلْ نَـفْسَكَ مِـنْ أَخِـيكَ عِنْدَ صَرْمِهِ عَـلَى الصِّـلَةِ، وَ عِـ

رغائب - پسندیدہ اشیاء
یُسر - سہولت
عُسر - تنگی
توجف - تیز رفتاری کرے
مطایا - جمع مطیۃ (سواری)
مناہل - چشمے
ہلکہ - ہلاکت
تلافی - تدارک
فرط - کوتاہی ہو گئی
شدّ وکار - منھ بند کر دینا
اَفجر - بدیان بکنے لگتا ہے
خرق - شدت
مستنصح - جس سے نصیحت طلب کی جائے
منیٰ - امیدیں
نوکیٰ - جمع انوک (احمق)
مہین - حقیر
ظنین - متہم
ساہل الدہر - سہولت کا برتاؤ کرو
قعود - جو اونٹ بٹھا دیا جائے
مطیّہ - سواری
لجاج - جھگڑا
صرم - قطع
وصلہ - تعلق

لئے کہ جو عزت نفس دے دوگے اس کا کوئی بدل نہیں مل سکتا اور خبردار کسی کے غلام نہ بن جانا جب کہ پروردگار نے تمھیں آزاد قرار دیا ہے۔ دیکھو اس خیر میں کوئی خیر نہیں ہے جو شر کے ذریعہ حاصل ہو اور وہ آسانی آسانی نہیں ہے جو دشواری کے راستہ سے ملے۔

خبردار طمع کی سواریاں تیز رفتاری دکھلا کر تمھیں ہلاکت کے چشموں پر نہ وارد کر دیں اور اگر ممکن ہو کہ تمھارے اور خدا کے درمیان کوئی صاحب نعمت نہ آنے پائے تو ایسا ہی کرو کہ تمھیں تمھارا حصہ بہرحال ملنے والا ہے اور اپنا نصیب بہرحال لینے والے ہو اور اللہ کی طرف سے تھوڑا بھی مخلوقات کے بہت سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اگرچہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔

خاموشی سے پیدا ہونے والی کوتاہی کی تلافی کر لینا گفتگو سے ہونے والے نقصان کے تدارک سے آسان تر ہے۔ برتن کے اندر کا سامان منھ بند کر کے محفوظ کیا جاتا ہے اور اپنے ہاتھ کی دولت کا محفوظ کر لینا دوسرے کے ہاتھ کی نعمت کے طلب کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ مایوسی کی تلخی کو برداشت کرنا لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بہتر ہے اور پاکدامانی کے ساتھ محنت مشقت کرنا فسق و فجور کے ساتھ مالداری سے بہتر ہے۔

ہر انسان اپنے راز کو دوسروں سے زیادہ محفوظ رکھ سکتا ہے اور بہت سے لوگ ہیں جو اس امر کے لئے دوڑ رہے ہیں جو ان کے لئے نقصان دہ ہے۔ زیادہ بات کرنے والا بکواس کرنے لگتا ہے اور غور و فکر کرنے والا بصیر ہو جاتا ہے۔ اہل خیر کے ساتھ رہو تاکہ انھیں میں شمار ہو اور اہل شر سے الگ رہو تاکہ ان سے الگ حساب کئے جاؤ۔ بدترین طعام مال حرام ہے اور بدترین ظلم کمزور آدمی پر ظلم ہے۔ نرمی نامناسب ہو تو سختی ہی مناسب ہے۔ کبھی کبھی دوا مرض بن جاتی ہے اور مرض دوا اور کبھی کبھی غیر مخلص بھی نصیحت کی بات کر دیتا ہے اور کبھی کبھی مخلص بھی خیانت سے کام لے لیتا ہے۔ دیکھو خبردار خواہشات پر اعتماد نہ کرنا کہ یہ احمقوں کا سرمایہ ہیں۔ عقلمندی تجربات کے محفوظ رکھنے میں ہے اور بہترین تجربہ وہی ہے جس سے نصیحت حاصل ہو۔ فرصت سے فائدہ اٹھاؤ قبل اس کے کہ رنج و اندوہ کا سامنا کرنا پڑے۔ ہر طلبگار مطلوب کو حاصل بھی نہیں کرتا ہے اور ہر غائب پلٹ کر بھی نہیں آتا ہے۔

فساد کی ایک قسم زاد راہ کا ضائع کر دینا اور عاقبت کو برباد کر دینا بھی ہے۔ ہر امر کی ایک عاقبت ہے اور عنقریب وہ تمھیں مل جائے گا جو تمھارے لئے مقدر ہوا ہے۔ تجارت کرنے والا وہی ہوتا ہے جو مال کو خطرہ میں ڈال سکے۔ بسا اوقات تھوڑا مال زیادہ سے زیادہ بابرکت ہوتا ہے۔ اُس مددگار میں کوئی خیر نہیں ہے جو ذلیل ہو اور وہ دوست بیکار ہے جو بدنام ہو۔ زمانہ کے ساتھ سہولت کا برتاؤ کرو جب تک اس کا اونٹ قابو میں رہے اور کسی چیز کو اس سے زیادہ کی امید میں خطرہ میں مت ڈالو۔ خبردار کہیں دشمنی اور عناد کی سواری تم سے منھ زوری نہ کرنے لگے۔

اپنے نفس کو اپنے بھائی کے بارے میں قطع تعلق کے مقابلہ میں تعلقات، اعراض کے مقابلہ میں مہربانی۔

صُدُودِهِ عَلَى اللَّطَفِ وَالْمُقَارَبَةِ، وَعِنْدَ جُمُودِهِ عَلَى الْبَذْلِ، وَعِنْدَ تَبَاعُ
عَلَى الدُّنُوِّ، وَعِنْدَ شِدَّتِهِ عَلَى اللِّينِ، وَعِنْدَ جُرْمِهِ عَلَى الْعُذْرِ، حَتَّى كَأَنَّكَ لَ
عَبْدٌ، وَكَأَنَّهُ ذُو نِعْمَةٍ عَلَيْكَ. وَإِيَّاكَ أَنْ تَضَعَ ذٰلِكَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ،
أَنْ تَفْعَلَهُ بِغَيْرِ أَهْلِهِ. لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيقِكَ صَدِيقاً فَتُعَادِيَ صَدِيقَ
وَامْحَضْ أَخَاكَ النَّصِيحَةَ، حَسَنَةً كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً، وَتَجَرَّعِ الْغَيْظَ فَإِ
لَمْ أَرَ جُرْعَةً أَحْلَى مِنْهَا عَاقِبَةً، وَلَا أَلَذَّ مَغَبَّةً. وَلِنْ لِمَنْ غَالَظَ
فَإِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ يَلِينَ لَكَ. وَخُذْ عَلَى عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَإِنَّهُ أَحْلَى الْـ
الظَّفَرَيْنِ. وَإِنْ أَرَدْتَ قَطِيعَةَ أَخِيكَ فَاسْتَبْقِ لَهُ مِنْ نَفْسِكَ بَقِيَّةً يَرْ
إِلَيْهَا إِنْ بَدَا لَهُ ذٰلِكَ يَوْماً مَا. وَمَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْراً فَصَدِّقْ ظَنَّهُ. وَ
تُضِيعَنَّ حَقَّ أَخِيكَ اتِّكَالاً عَلَى مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكَ بِ
مَنْ أَضَعْتَ حَقَّهُ. وَلَا يَكُنْ أَهْلُكَ أَشْقَى الْخَلْقِ بِكَ، وَلَا تَرْغَبَنَّ فِيـ
زَهِدَ عَنْكَ، وَلَا يَكُونَنَّ أَخُوكَ أَقْوَى عَلَى قَطِيعَتِكَ مِنْكَ عَلَى صِلَ
وَلَا تَكُونَنَّ عَلَى الْإِسَاءَةِ أَقْوَى مِنْكَ عَلَى الْإِحْسَانِ. وَلَا يَكْبُرَ
عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ، فَإِنَّهُ يَسْعَى فِي مَضَرَّتِهِ وَنَفْعِكَ. وَلَيْسَ جَزَ
مَنْ سَرَّكَ أَنْ تَسُوءَهُ.[1]

وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ أَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهُ، وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ، فَـ
أَنْتَ لَمْ تَأْتِهِ أَتَاكَ. مَا أَقْبَحَ الْخُضُوعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ، وَالْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِ
إِنَّمَا لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ، مَا أَصْلَحْتَ بِهِ مَثْوَاكَ. وَإِنْ كُنْتَ جَازِعاً (جزع
عَلَى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَدَيْكَ، فَاجْزَعْ عَلَى كُلِّ مَا لَمْ يَصِلْ إِلَيْكَ. اسْتَ
عَلَى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ، فَإِنَّ الْأُمُورَ أَشْبَاهٌ، وَلَا تَكُونَنَّ مِ
لَا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ إِلَّا إِذَا بَالَغْتَ فِي إِيلَامِهِ، فَإِنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِ
بِالْآدَابِ، وَالْبَهَائِمَ (او الجاهل) لَا تَتَّعِظُ إِلَّا بِالضَّرْبِ. اِطْرَحْ عَنْـ
وَارِدَاتِ الْهُمُومِ (الامور) بِعَزَائِمِ الصَّبْرِ وَحُسْنِ الْيَقِينِ. مَنْ تَـ
الْقَصْدَ جَارَ، وَالصَّاحِبُ مُنَاسِبٌ، وَالصَّدِيقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهُ، وَالْهَوَ

صُدود - ترک کر دینا
لَطَف - مہربانی
جُمود - بخل
بذل - عطا
غیظ - غصہ
مَغبّۃ - انجام
لِنْ - نرم ہو جاؤ
غالَظَ - سختی کرے
مثوٰی - مقام
تفلّت - نکل گئی
قصد - اعتدال
جارَ - منحرف ہو گیا
غیب - غیبت
ہویٰ - خواہش نفس

[1] خدا گواہ ہے کہ تمام دنیا اس عظیم نکتہ کے تصور سے عاجز ہے مقام عمل تو بہت بڑی بات ہے دنیا کے مستضعفین کے لئے اس سے زیادہ سکون و اطمینان کا کوئی سامان نہیں ہو سکتا ہے اور دشمنوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی موعظہ ممکن نہیں ہے کہ جب ظالم تمہاری عاقبت بنا رہا ہے تو تم اس کی دنیا کیوں خراب کر رہے ہو، عاقبت تو اس نے خود ہی خراب کر لی ہے۔ تمہیں زحمت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔

بخل کے مقابلہ میں عطا، دوری کے مقابلہ میں قربت، شدت کے مقابلہ میں نرمی اور جرم کے موقع پر معذرت کے لئے آمادہ کر دیا کہ تم اس کے بندے ہو اور اس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے اور خبردار احسان کو بھی بے محل نہ قرار دینا اور نہ کسی نااہل کے ساتھ احسان کرنا۔ اپنے دشمن کے دوست کو اپنا دوست نہ بنانا کہ تم اپنے دوست کے دشمن ہو جاؤ اور اپنے بھائی کو مخلصانہ نصیحت کرتے رہنا چاہے اسے اچھی لگیں یا بری۔ غصہ کو پی جاؤ کہ میں نے انجام کار کے اعتبار سے اس سے زیادہ شیریں کوئی گھونٹ نہیں دیکھا ہے اور نہ عاقبت کے لحاظ سے لذیذ تر۔ اور جو تمہارے ساتھ سختی کرے اس کے لئے نرم ہو جاؤ شاید کبھی وہ بھی نرم ہو جائے۔ اپنے دشمن کے ساتھ احسان کرو کہ اس میں دو میں سے ایک کامیابی اور شیریں ترین کامیابی ہے اور اگر اپنے بھائی سے قطع تعلق کرنا چاہو تو اپنے نفس میں اتنی گنجائش رکھو کہ اگر اسے کسی دن واپسی کا خیال پیدا ہو تو واپس آسکے۔ جو تمہارے بارے میں اچھا خیال رکھے اس کے خیال کو غلط نہ ہونے دینا۔ باہمی روابط کی بنا پر کسی بھائی کے حق کو ضائع نہ کرنا کہ جس کے حق کو ضائع کر دیا پھر وہ واقعاً بھائی نہیں ہے اور دیکھو تمہارے گھر والے تمہاری وجہ سے بدبخت نہ ہونے پائیں اور جو تم سے کنارہ کش ہونا چاہے اس کے پیچھے نہ لگے رہو۔ تمہارا کوئی بھائی قطع تعلقات میں تم پر بازی نہ لے جائے اور تم تعلقات مضبوط کرو اور خبردار برائی کرنے میں نیکی کرنے سے زیادہ طاقت کا مظاہرہ نہ کرنا اور کسی ظالم کے ظلم کو بہت بڑا تصور نہ کرنا کہ وہ اپنے کو نقصان پہونچا رہا ہے اور تمہیں فائدہ پہونچا رہا ہے اور جو تمہیں فائدہ پہونچائے اس کی جزا یہ نہیں ہے کہ تم اس کے ساتھ برائی کرو [1]۔

اور فرزند! یاد رکھو کہ رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزق وہ ہے جسے تم تلاش کر رہے ہو اور ایک رزق وہ ہے [2] جو تم کو تلاش کر رہا ہے کہ اگر تم اس تک نہ جاؤ گے تو وہ خود تم تک آجائے گا۔ ضرورت کے وقت خضوع و خشوع کا اظہار کس قدر ذلیل ترین بات ہے اور بے نیازی کے عالم میں بدسلوکی کس قدر قبیح حرکت ہے۔ اس دنیا میں تمہارا حصہ اتنا ہی ہے جس سے اپنی عاقبت کا انتظام کر سکو۔ اور کسی چیز کے ہاتھ سے نکل جانے پر پریشانی کا اظہار کرنا ہے تو ہر اس چیز پر بھی فریاد کرو جو تم تک نہیں پہونچی ہے۔ جو کچھ ہو چکا ہے اس کے ذریعہ اس کا پتہ لگاؤ جو ہونے والا ہے کہ معاملات تمام کے تمام ایک ہی جیسے ہیں اور خبردار ان لوگوں میں نہ ہو جاؤ جن پر اس وقت تک نصیحت اثر انداز نہیں ہوتی ہے جب تک پوری طرح تکلیف نہ پہونچائی جائے اس لئے کہ انسان عاقل ادب سے نصیحت حاصل کرتا ہے اور جانور مار پیٹ سے سیدھا ہوتا ہے۔ دنیا میں وارد ہونے والے ہموم و آلام کو صبر کے عزائم اور یقین کے حسن کے ذریعہ رد کر دو۔ یاد رکھو کہ جس نے بھی اعتدال کو چھوڑا وہ منحرف ہو گیا۔ ساتھی ایک طرح کا شریک نسب ہوتا ہے اور دوست وہ ہے جو غیبت میں بھی سچا دوست رہے۔ خواہش اندھے پن کی شریک کار ہوتی ہے۔

[1] اس مسئلہ کا تعلق دنیا میں اخلاقی برتاؤ سے ہے جہاں ظالموں کو اسلامی اخلاقیات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور کبھی لشکر معاویہ پر بندش آب کو روک دیا جاتا ہے اور کبھی ابن ملجم کو سیراب کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ اگر دین و مذہب خطرہ میں پڑ جائے تو مذہب سے زیادہ عزیز تر کوئی شے نہیں ہے اور ظالموں سے جہاد بھی واجب ہو جاتا ہے۔

[2] اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ انسان کی زندگی میں بے شمار ایسے مواقع آتے ہیں جہاں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ جیسے انسان رزق کی تلاش میں نہیں ہے بلکہ رزق انسان کو تلاش کر رہا ہے اور انسان جہاں جہاں جا رہا ہے اس کا رزق اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ اور پروردگار نے ایسے واقعات کا انتظام اسی لئے کیا ہے کہ انسان کو اس کی رزاقیت اور ایفائے وعدہ کا یقین ہو جائے اور وہ رزق کی راہ میں عزت نفس یا دار آخرت کو بیچنے کے لئے تیار نہ ہو جائے۔

شَرِيكُ الْعَمَى، وَ رُبَّ بَعِيدٍ أَقْرَبُ مِنْ قَرِيبٍ، وَ قَرِيبٍ أَبْعَدُ مِنْ بَعِيدٍ، وَالْغَرِيبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَبِيبٌ. مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهُ، وَ مَنِ اقْتَصَرَ عَلَى قَدْرِهِ كَانَ أَبْقَى لَهُ. وَ أَوْثَقُ سَبَبٍ أَخَذْتَ بِهِ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَ بَيْنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ. وَ مَنْ لَمْ يُبَالِكَ فَهُوَ عَدُوُّكَ. قَدْ يَكُونُ الْيَأْسُ إِدْرَاكاً، إِذَا كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكاً. لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ، وَ لَا كُلُّ فُرْصَةٍ تُصَابُ، وَ رُبَّمَا أَخْطَأَ الْبَصِيرُ قَصْدَهُ، وَ أَصَابَ الْأَعْمَى رُشْدَهُ. أَخِّرِ الشَّرَّ فَإِنَّكَ إِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهُ، وَ قَطِيعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ. مَنْ أَمِنَ الزَّمَانَ خَانَهُ، وَ مَنْ أَعْظَمَهُ أَهَانَهُ. لَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمَى أَصَابَ. إِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرَ الزَّمَانُ. سَلْ عَنِ الرَّفِيقِ قَبْلَ الطَّرِيقِ، وَ عَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ. إِيَّاكَ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلَامِ مَا يَكُونُ مُضْحِكاً، وَ إِنْ حَكَيْتَ ذَلِكَ عَنْ غَيْرِكَ.

الرأي في المرأة

وَ إِيَّاكَ وَ مُشَاوَرَةَ النِّسَاءِ، فَإِنَّ رَأْيَهُنَّ إِلَى أَفْنٍ، وَ عَزْمَهُنَّ إِلَى وَهْنٍ. وَاكْفُفْ عَلَيْهِنَّ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ إِيَّاهُنَّ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ أَبْقَى عَلَيْهِنَّ، وَ لَيْسَ خُرُوجُهُنَّ بِأَشَدَّ مِنْ إِدْخَالِكَ مَنْ لَا يُوثَقُ بِهِ عَلَيْهِنَّ، وَ إِنِ اسْتَطَعْتَ أَلَّا يَعْرِفْنَ غَيْرَكَ فَافْعَلْ. وَ لَا تُمَلِّكِ الْمَرْأَةَ مِنْ أَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ رَيْحَانَةٌ، وَ لَيْسَتْ بِقَهْرَمَانَةٍ. وَ لَا تَعْدُ بِكَرَامَتِهَا نَفْسَهَا، وَ لَا تُطْمِعْهَا فِي أَنْ تَشْفَعَ لِغَيْرِهَا. وَ إِيَّاكَ وَ التَّغَايُرَ فِي غَيْرِ مَوْضِعِ غَيْرَةٍ، فَإِنَّ ذَلِكَ يَدْعُو الصَّحِيحَةَ إِلَى السَّقَمِ، وَ الْبَرِيئَةَ إِلَى الرِّيَبِ. وَ اجْعَلْ لِكُلِّ إِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلاً تَأْخُذُهُ بِهِ، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَلَّا يَتَوَاكَلُوا فِي خِدْمَتِكَ.

وَ أَكْرِمْ عَشِيرَتَكَ، فَإِنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِي بِهِ تَطِيرُ، وَأَصْلُكَ الَّذِي إِلَيْهِ تَصِيرُ، وَ يَدُكَ الَّتِي بِهَا تَصُولُ.

دعاء

أَسْتَوْدِعِ اللّٰهَ دِينَكَ وَ دُنْيَاكَ، وَ اسْأَلْهُ خَيْرَ الْقَضَاءِ لَكَ فِي الْعَاجِلَةِ وَ الْآجِلَةِ، وَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ السَّلَامُ.

لَمْ يُبَالِكَ - تمھاری پرواہ نہیں کرتا ہے
تَعَجَّلْتَ - جلدی کر سکتے ہو
أَعْظَمَ - بڑا تصور کیا
أَفْن - نقص
وَهْن - کمزوری
قَهْرَمان - خود مختار حاکم
لَا تَعْدُ - تجاوز نہ کرو
تَغَايُر - غیرت داری
تَوَاكُل - ایک دوسرے کے حوالے کر دینا

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ حکام کی طرف اشارہ ہے کہ جو حاکم عوام کی پرواہ نہیں کرتا ہے اسے عوام کے مفادات کا دشمن ہی تصور کیا جاتا ہے۔

(۲) دنیا میں کتنے ہی عیب ہیں جو پس پردہ انجام دیے جاتے ہیں اور کتنے ہی بھیڑیے ہیں جو انسانوں کے بھیس میں نظر آتے ہیں لہٰذا انسان کو ہوشیار رہنا چاہیے اور صورت ظاہر پر اعتماد نہ کرنا چاہیے

(۳) یہ ایک عظیم سماجی نکتہ ہے کہ بعض غیرت دار افراد عورتوں کو باہر نہیں جانے دیتے ہیں لیکن سارے خاندان اور غیر خاندان کے افراد کو گھر میں داخلے کی اجازت دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کا خطرہ باہر نکلنے سے کم نہیں ہے۔ اگر انسان عقل و ہوش کی زندگی گزار رہا ہے۔

(۴) یہ اس ترقی یافتہ ماحول کی طرف اشارہ ہے جہاں پہلے گھر کی عورتوں کو باہر کے مردوں سے متعارف کرا دیا جاتا ہے اس کے بعد زندگی بھر اس کے نتائج کا مرثیہ پڑھا جاتا ہے۔

بہت سے دور والے ایسے ہوتے ہیں جو قریب والوں سے قریب تر ہوتے ہیں اور بہت سے قریب والے دور والوں سے زیادہ دور تر ہوتے ہیں۔ غریب وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔ جو حق سے آگے بڑھ جائے اس کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اور جو اپنی حیثیت پر قائم رہتا ہے اس کی عزت باقی رہ جاتی ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں مضبوط ترین وسیلہ تمہارا اور خدا کا رشتہ ہے۔ اور جو تمہاری پرواہ نہ کرے وہی تمہارا دشمن ہے۔ کبھی کبھی مایوسی بھی کامیابی بن جاتی ہے جب حرص و طمع موجب ہلاکت ہو۔ ہر عیب ظاہر نہیں ہوا کرتا ہے اور نہ ہر فرصت کا موقع بار بار ملا کرتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آنکھوں والا راستے سے بھٹک جاتا ہے اور اندھا سیدھے راستے کو پا لیتا ہے۔ برائی کو پس پشت ڈالتے رہو کہ جب بھی چاہو اس کی طرف بڑھ سکتے ہو۔ جاہل سے قطع تعلق عاقل سے تعلقات کے برابر ہے۔ جو زمانہ کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے زمانہ اس سے خیانت کرتا ہے اور جو اسے بڑا سمجھتا ہے اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہر تیر انداز کا تیر نشانہ پر نہیں بیٹھتا ہے۔ جب حاکم بدل جاتا ہے تو زمانہ بدل جاتا ہے۔ رفیق سفر کے بارے میں راستہ پر چلنے سے پہلے دریافت کرو اور ہمسایہ کے بارے میں اپنے گھر سے پہلے خبر گیری کرو۔ خبردار ایسی کوئی بات نہ کرنا جو مضحکہ خیز ہو چاہے دوسروں ہی کی طرف سے نقل کی جائے۔

خبردار۔ عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کہ ان کی رائے کمزور اور ان کا ارادہ سست ہوتا ہے۔ انہیں پردہ میں رکھ کر ان کی نگاہوں کو تاک جھانک سے محفوظ رکھو کہ پردہ کی سختی ان کی عزت و آبرو کو باقی رکھنے والی ہے اور ان کا گھر سے نکل جانا غیر معتبر افراد کے اپنے گھر میں داخل کرنے سے زیادہ خطرناک نہیں ہے۔ اگر ممکن ہو کہ وہ تمہارے علاوہ کسی کو نہ پہچانیں تو ایسا ہی کرو اور خبردار انہیں ان کے ذاتی مسائل سے زیادہ اختیارات نہ دو اس لئے کہ عورت ایک پھول ہے اور حاکم و متصرف نہیں ہے۔ اس کے پاس و لحاظ کو اس کی ذات سے آگے نہ بڑھاؤ اور اس میں دوسروں کی سفارش کا حوصلہ نہ پیدا ہونے دو۔ دیکھو خبردار غیرت کے مواقع کے علاوہ غیرت کا اظہار مت کرنا کہ اس طرح اچھی عورت بھی برائی کے راستہ پر چلی جائے گی اور بے عیب بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

اپنے ہر خادم کے لئے ایک عمل مقرر کر دو جس کا محاسبہ کر سکو کہ یہ بات ایک دوسرے کے حوالہ کرنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اپنے قبیلہ کا احترام کرو کہ یہی تمہارے لئے پر پرواز کا مرتبہ رکھتے ہیں اور یہی تمہاری اصل ہیں جن کی طرف تمہاری بازگشت ہے اور تمہارے ہاتھ ہیں جن کے ذریعہ حملہ کر سکتے ہو۔

اپنے دین و دنیا کو پروردگار کے حوالہ کر دو اور اس سے دعا کرو کہ تمہارے حق میں دنیا و آخرت میں بہترین فیصلہ کرے۔ والسلام

۱ـ اس کلام میں مختلف احتمالات پائے جاتے ہیں:

ایک احتمال یہ ہے کہ یہ اس دور کے حالات کی طرف اشارہ ہے جب عورتیں ۹۹ فیصدی جاہل ہوا کرتی تھیں اور ظاہر ہے کہ پڑھے لکھے انسان کا کسی جاہل سے مشورہ کرنا نادانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں عورت کی جذباتی فطرت کی طرف اشارہ ہے کہ اس کے مشورہ میں جذبات کی کارفرمائی کا خطرہ زیادہ ہے لہٰذا اگر کوئی عورت اس نقص سے بلند تر ہو جائے تو اس سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تیسرا احتمال یہ ہے کہ اس میں ان مخصوص عورتوں کی طرف اشارہ ہو جن کی رائے پر عمل کرنے سے عالم اسلام کا ایک بڑا حصہ تباہی کے گھاٹ اتر گیا ہے اور آج تک اس تباہی کے اثرات دیکھے جا رہے ہیں۔

۳۲

و من كتاب له ﴿ع﴾

الى معاوية

وَأَرْدَيْتَ جِيلاً مِنَ النَّاسِ كَثِيراً، خَدَعْتَهُمْ بِغَيِّكَ، وَأَلْقَيْتَهُمْ فِي مَوْجِ بَحْرِكَ، تَغْشَاهُمُ الظُّلُمَاتُ، وَتَتَلاَطَمُ بِهِمُ الشُّبُهَاتُ، فَجَازُوا عَنْ وِجْهَتِهِمْ، وَنَكَصُوا عَلَى أَعْقَابِهِمْ، وَتَوَلَّوْا عَلَى أَدْبَارِهِمْ، وَعَوَّلُوا عَلَى أَحْسَابِهِمْ، إِلاَّ مَنْ فَاءَ مِنْ أَهْلِ الْبَصَائِرِ، فَإِنَّهُمْ فَارَقُوكَ بَعْدَ مَعْرِفَتِكَ، وَهَرَبُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ مُوَازَرَتِكَ، إِذْ حَمَلْتَهُمْ عَلَى الصَّعْبِ، وَعَدَلْتَ بِهِمْ عَنِ الْقَصْدِ. فَاتَّقِ اللَّهَ يَا مُعَاوِيَةُ فِي نَفْسِكَ، وَجَاذِبِ الشَّيْطَانَ قِيَادَكَ، فَإِنَّ الدُّنْيَا مُنْقَطِعَةٌ عَنْكَ، وَالْآخِرَةَ قَرِيبَةٌ مِنْكَ، وَالسَّلاَمُ.

۳۳

و من كتاب له ﴿ع﴾

الى قثم بن عباس و هو عامله على مكة

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ عَيْنِي - بِالْمَغْرِبِ - كَتَبَ إِلَيَّ يُعْلِمُنِي أَنَّهُ وُجِّهَ إِلَى الْمَوْسِمِ أُنَاسٌ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، الْعُمْيِ الْقُلُوبِ، الصُّمِّ الْأَسْمَاعِ، الْكُمْهِ الْأَبْصَارِ، الَّذِينَ يَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ، وَيُطِيعُونَ الْمَخْلُوقَ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، وَيَحْتَلِبُونَ الدُّنْيَا دَرَّهَا بِالدِّينِ، وَيَشْتَرُونَ عَاجِلَهَا بِآجِلِ الْأَبْرَارِ الْمُتَّقِينَ، وَلَنْ يَفُوزَ بِالْخَيْرِ إِلاَّ عَامِلُهُ، وَلاَ يُجْزَى جَزَاءَ الشَّرِّ إِلاَّ فَاعِلُهُ. فَأَقِمْ عَلَى مَا فِي يَدَيْكَ قِيَامَ الْحَازِمِ الصَّلِيبِ، وَالنَّاصِحِ اللَّبِيبِ، التَّابِعِ لِسُلْطَانِهِ، الْمُطِيعِ لِإِمَامِهِ، وَإِيَّاكَ وَمَا يُعْتَذَرُ مِنْهُ، وَلاَ تَكُنْ عِنْدَ النَّعْمَاءِ بَطِراً، وَلاَ عِنْدَ الْبَأْسَاءِ فَشِلاً، وَالسَّلاَمُ.

۳۴

و من كتاب له ﴿ع﴾

الى محمد بن أبي بكر، لما بلغه توجده من عزله بالأشتر عن مصر، ثم توفي الأشتر في توجهه إلى هناك قبل وصوله إليها

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي مَوْجِدَتُكَ مِنْ تَسْرِيحِ الْأَشْتَرِ إِلَى

أردیت - ہلاک کر دیا ہے
غیّ - گمراہی
وجہہ - سیدھا راستہ
نکصوا - پلٹ گئے
عوّلوا - اعتماد کیا
فاء - واپس آگیا
موازرہ - بوجھ بٹانا
جاذب - مقابلہ کرو
قیاد - مہار
عینی - میرا جاسوس
مغرب - بلاد غرب
موسم - زمانۂ حج
کُمہ - پیدائشی اندھے
یحتلبون - دوہتے ہیں
درّ - دودھ
صلیب - شدید
نعماء - آسائش
بطر - اکڑ
بأساء - شدت
فشل - کمزور - بزدل
موجدہ - غصہ
توجّد - تکدر
تسریح - روانہ کرنا

مصادر کتاب ۳۲ الفتوح ابو الحسن المدائنی (متوفی ۲۲۴ھ) شرح نہج البلاغہ ۲ ص۳۸۱
مصادر کتاب ۳۳ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۴ ص۱۴، شرح ابن میثم ۵ ص۶۲، مجمع الامثال ۱ ص۳۳
مصادر کتاب ۳۴ الفتوح مدائنی، الغارات ثقفی ۲۰۰، تاریخ طبری (حوادث ۳۸ھ) انساب الاشراف ۲ ص۳۹۸

۳۲- آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ کے نام)

تم نے لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو ہلاک کر دیا ہے کہ انھیں اپنی گمراہی سے دھوکے میں رکھا ہے اور اپنے سمندر کی موجوں کے حوالہ کر دیا ہے جہاں تاریکیاں انھیں ڈھانپے ہوئے ہیں اور شبہات کے تھپیڑے انھیں تہ و بالا کر رہے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راہ حق سے ہٹ گئے اور الٹے پاؤں پلٹ گئے اور پیٹھ پھیر کر چلتے بنے اور اپنے حسب و نسب پر بھروسہ کر بیٹھے علاوہ ان چند اہل بصیرت کے جو واپس آگئے اور انھوں نے تمھیں پہچاننے کے بعد چھوڑ دیا اور تمھاری حمایت سے بھاگ کر اللہ کی طرف آگئے جب کہ تم نے انھیں دشواریوں میں مبتلا کر دیا تھا اور راہ اعتدال سے ہٹا دیا تھا۔ لہٰذا اے معاویہ اپنے بارے میں خدا سے ڈرو اور شیطان سے جان چھڑاؤ کہ یہ دنیا بہرحال تم سے الگ ہونے والی ہے اور آخرت بہت قریب ہے۔ والسلام

۳۳- آپ کا مکتوب گرامی

(مکہ کے عامل قثم بن عباس کے نام)

امابعد! میرے مغربی علاقہ کے جاسوس نے مجھے لکھ کر اطلاع دی ہے کہ موسم حج کے لئے شام کی طرف سے کچھ ایسے لوگوں کو بھیجا گیا ہے جو دلوں کے اندھے، کانوں کے بہرے اور آنکھوں کے محروم ضیا ہیں۔ یہ حق کو باطل سے مشتبہ کرنے والے ہیں اور خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کو خوش کرنے والے ہیں۔ ان کا کام دین کے ذریعہ دنیا کو دوہنا ہے اور یہ نیک کردار، پرہیزگار لوگوں کی آخرت کو دنیا کے ذریعہ خریدنے والے ہیں جب کہ خیر اس کا حصہ ہے جو خیر کا کام کرے اور شر اس کے حصہ میں آتا ہے جو شر کا عمل کرتا ہے۔ دیکھو اپنے منصبی فرائض کے سلسلہ میں ایک تجربہ کار، پختہ کار، مخلص، ہوشیار انسان کی طرح قیام کرنا جو اپنے حاکم کا تابع اور اپنے امام کا اطاعت گذار ہو اور خبردار کوئی ایسا کام نہ کرنا جس کی معذرت کرنا پڑے اور راحت و آرام میں مغرور نہ ہو جانا اور نہ شدت کے مواقع پر کمزوری کا مظاہرہ کرنا۔ والسلام

۳۴- آپ کا مکتوب گرامی

(محمد بن ابی بکر کے نام - جب یہ اطلاع ملی کہ وہ اپنی معزولی اور مالک اشتر کے تقرر سے رنجیدہ ہیں اور پھر مالک اشتر مصر پہونچنے سے پہلے انتقال بھی کر گئے)

امابعد! مجھے مالک اشتر کے مصر کی طرف بھیجنے کے بارے میں تمھاری بددلی کی اطلاع ملی ہے

بعض روایات میں ہے کہ حتات مجاشعی ایک جماعت کے ساتھ معاویہ کے دربار میں وارد ہوا معاویہ نے سب کو ایک ایک لاکھ انعام دیا اور حتات کو ستر ہزار۔ تو اس نے اعتراض کیا۔ معاویہ نے کہا کہ میں نے ان سے ان کا دین خریدا ہے۔ حتات نے کہا تو مجھ سے بھی خرید لیجئے، یہ سننا تھا کہ معاویہ نے ایک لاکھ پورا کر دیا۔

قثم عبداللہ بن عباس کے بھائی تھے اور مکہ پر حضرت کے عامل تھے جو حضرت کی شہادت تک اپنے عہدہ پر فائز رہے اور اس کے بعد معاویہ کے دور میں سمرقند میں قتل کر دیئے گئے۔

محمد بن ابی بکر جناب اسماء بنت عمیس کے فرزند تھے۔ جنھوں نے پہلے حضرت جعفر طیار سے عقد کیا اور ان سے جناب عبداللہ بن جعفر پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ابوبکر سے عقد کیا جس سے محمد کی ولادت ہوئی اور آخر میں مولائے کائنات سے عقد کیا جس سے یحییٰ پیدا ہوئے اور اس طرح محمد ابوبکر کے فرزند اور حضرت کے پروردہ تھے۔ آپ نے انھیں مصر کا گورنر بنایا۔ اس کے بعد معاویہ اور عمرو عاص کے خطرہ کے پیش نظر ان کی جگہ مالک اشتر کا تقرر کیا لیکن معاویہ نے انھیں راستہ ہی میں زہر دلوا دیا اور اس طرح محمد اپنے عہدہ پر باقی رہ گئے۔ لیکن انھیں معزولی سے جو صدمہ ہوا تھا اس کے تدارک میں حضرت نے یہ خط ارسال فرمایا۔

عَلَيْكَ، وَإِنِّي لَمْ أَفْعَلْ ذَلِكَ اسْتِبْطَاءً لَكَ فِي الْجَهْدِ، وَلَا ازْدِيَاداً لَكَ فِي الْجِدِّ؛ وَلَوْ نَزَعْتُ مَا تَحْتَ يَدِكَ مِنْ سُلْطَانِكَ، لَوَلَّيْتُكَ مَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكَ مَؤُونَةً، وَأَعْجَبُ إِلَيْكَ وِلَايَةً.

إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي كُنْتُ وَلَّيْتُهُ أَمْرَ مِصْرَ كَانَ رَجُلاً لَنَا نَاصِحاً، وَعَلَى عَدُوِّنَا شَدِيداً نَاقِماً، فَرَحِمَهُ اللَّهُ! فَلَقَدِ اسْتَكْمَلَ أَيَّامَهُ، وَلَاقَى حِمَامَهُ، وَنَحْنُ عَنْهُ رَاضُونَ؛ أَوْلَاهُ اللَّهُ رِضْوَانَهُ، وَضَاعَفَ الثَّوَابَ لَهُ. فَأَصْحِرْ لِعَدُوِّكَ، وَامْضِ عَلَى بَصِيرَتِكَ، وَشَمِّرْ لِحَرْبِ مَنْ حَارَبَكَ، وَادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ، وَأَكْثِرِ الِاسْتِعَانَةَ بِاللَّهِ يَكْفِكَ مَا أَهَمَّكَ، وَيُعِنْكَ عَلَى مَا يُنْزِلُ بِكَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

۳۵

ومن كتاب له (عليه السلام)

إلى عبدالله بن العباس، بعد مقتل محمد بن أبي بكر

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مِصْرَ قَدِ افْتُتِحَتْ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ ـ رَحِمَهُ اللَّهُ ـ قَدِ اسْتُشْهِدَ، فَعِنْدَ اللَّهِ نَحْتَسِبُهُ وَلَداً نَاصِحاً، وَعَامِلاً كَادِحاً، وَسَيْفاً قَاطِعاً، وَرُكْناً دَافِعاً. وَقَدْ كُنْتُ حَثَثْتُ النَّاسَ عَلَى لَحَاقِهِ، وَأَمَرْتُهُمْ بِغِيَاثِهِ قَبْلَ الْوَقْعَةِ، وَدَعَوْتُهُمْ سِرّاً وَجَهْراً، وَعَوْداً وَبَدْءاً، فَمِنْهُمُ الْآتِي كَارِهاً، وَمِنْهُمُ الْمُعْتَلُّ كَاذِباً، وَمِنْهُمُ الْقَاعِدُ خَاذِلاً. أَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى أَنْ يَجْعَلَ لِي مِنْهُمْ فَرَجاً عَاجِلاً؛ فَوَاللَّهِ لَوْلَا طَمَعِي عِنْدَ لِقَائِي عَدُوِّي فِي الشَّهَادَةِ، وَتَوْطِينِي نَفْسِي عَلَى الْمَنِيَّةِ، لَأَحْبَبْتُ أَلَّا أَلْقَى مَعَ هَؤُلَاءِ يَوْماً وَاحِداً، وَلَا أَلْتَقِيَ بِهِمْ أَبَداً.

۳۶

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى أخيه عقيل بن أبي طالب، في ذكر جيش أنفذه إلى بعض الأعداء،

وهو جواب كتاب كتبه إليه عقيل

فَسَرَّحْتُ إِلَيْهِ جَيْشاً كَثِيفاً مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَلَمَّا بَلَغَهُ ذَلِكَ

عمل - ولایت

ناقم - غضبناک

حمام - موت

اصحر - نکل پڑو

احتسبہ - خدا سے طالب اجر ہوں

کادح - محنتی

(۱) جناب مالک کے شرف کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ ایک امام معصوم نے ان کے کردار کی شہادت دی ہے اور ان کے حق میں رضائے الٰہی اور ثواب آخرت کے لئے دعا کی ہے اور یہ وہ مرتبہ ہے جو ہر کس و ناکس کو حاصل نہیں ہوتا ہے اس کے لئے ایسا ہی جذبۂ قربانی درکار ہوتا ہے جیسا مالک اشتر کے دل میں تھا کہ معاویہ جیسا خونخوار بھی ان کے نام سے لرزتا تھا اور اسی بنا پر مصر پہنچنے سے پہلے انھیں زہر دلوا دیا کہ اسے معلوم تھا کہ محمد بن ابی بکر کے دور حکومت میں اس کی کاروائی چل سکتی ہے لیکن مالک اشتر کے ہوتے ہوئے اس کی سازشیں کامیاب نہیں ہو سکتی ہیں اور مالک کی اسی صلاحیت کے پیش نظر حضرت نے انھیں مصر کا گورنر بنانا چاہا تھا اور انھیں ایک مکمل منشور حکومت سے سرفراز فرمایا تھا۔

مصادر کتاب ۳۵ تاریخ طبری (حوادث ۳۸ھ) الغارات ثقفی، کامل ابن اثیر ۳ ص۱۸۱

مصادر کتاب ۳۶ الغارات، اغانی ۱۵ ص۴۴، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص۴۴

کیونکہ میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا کہ تمھیں کام میں کمزور پایا تھا یا تم سے زیادہ محنت کا مطالبہ کرنا چاہتا تھا بلکہ اگر میں نے تم سے تمھارے زیر اقتدار کو لیا بھی تھا تو تمھیں ایسا کام دینا چاہتا تھا جو تمھارے لئے مشقت کے اعتبار سے آسان ہو اور تمھیں پسند بھی ہو۔

جس شخص کو میں نے مصر کا عامل قرار دیا تھا وہ میرا مرد مخلص اور میرے دشمن کے لئے سخت قسم کا دشمن تھا۔ خدا اس پر رحمت نازل کرے جس نے اپنے دن پورے کرلئے اور اپنی موت سے ملاقات کرلی۔ ہم اس سے بہرحال راضی ہیں۔ اللہ اسے اپنی رضا عنایت فرمائے اور اس کے ثواب کو مضاعف کردے[1]۔ اب تم دشمن کے مقابلہ میں نکل پڑو اور اپنی بصیرت پر چل پڑو۔ جو تم سے جنگ کرے اس سے جنگ کرنے کے لئے تیار رہو اور دشمن کو راہ خدا کی دعوت دے دو۔ اس کے بعد اللہ سے مسلسل مدد مانگتے رہو کہ وہی تمھارے لئے ہر اہم میں کافی ہے اور وہی ہر نازل ہونے والی مصیبت میں مدد کرنے والا ہے۔ انشاء اللہ

۳۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(عبداللہ بن عباس کے نام۔ محمد بن ابی بکر کی شہادت کے بعد)

امابعد! دیکھو مصر پر دشمن کا قبضہ ہوگیا ہے اور محمد بن ابی بکر شہید ہوگئے ہیں (خدا ان پر رحمت نازل کرے) میں ان کی مصیبت کا اجر خدا سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے مخلص فرزند اور محنت کش عامل تھے۔ میری تیغ بُرّان اور میرے دفاعی ستون۔ میں نے لوگوں کو ان سے ملحق ہوجانے پر آمادہ کیا تھا اور انھیں حکم دیا تھا کہ جنگ سے پہلے ان کی مدد کو پہونچ جائیں اور انھیں خفیہ اور علانیہ ہر طرح دعوت عمل دی تھی اور بار بار آواز دی تھی لیکن بعض افراد بادل ناخواستہ آئے اور بعض نے جھوٹے بہانے کردئے۔ کچھ تو میرے حکم کو نظر انداز کرکے گھروں ہی میں بیٹھے رہ گئے۔ اب میں پروردگار سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے ان کی طرف سے جلد کشائش عنایت فرمادے کہ خدا کی قسم اگر مجھے دشمن سے ملاقات کرکے وقت شہادت کی آرزو نہ ہوتی اور میں نے اپنے نفس کو موت کے لئے آمادہ نہ کرلیا ہوتا تو میں ہرگز یہ پسند نہ کرتا کہ ان لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی دشمن سے مقابلہ کروں یا خود ان لوگوں سے ملاقات کروں۔

۳۶۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بھائی عقیل کے نام جس میں اپنے بعض لشکروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ درحقیقت عقیل کے مکتوب کا جواب ہے)

پس میں نے اس کی طرف مسلمانوں کا ایک لشکر عظیم روانہ کردیا اور جب اسے اس امر کی اطلاع ملی تو اس نے دامن سمیٹ کر فرار اختیار کیا۔

[1] مسعودی نے مروج الذہب میں ۳۸ھ کے حوادث میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے کہ "معاویہ نے عمرو ابن العاص کی سرکردگی میں ۴ ہزار کا لشکر مصر کی طرف روانہ کیا اور اس میں معاویہ بن خدیج اور ابوالاعور السلمی جیسے افراد کو بھی شامل کردیا۔ مقام مسناۃ پر محمد بن ابی بکر نے اس لشکر کا مقابلہ کیا لیکن اصحاب کی بیوفائی کی بنا پر میدان چھوڑنا پڑا۔ اس کے بعد دوبارہ مصر کے علاقہ میں رن پڑا اور آخر کار محمد بن ابی بکر کو گرفتار کرلیا گیا اور انھیں بھی ایک گدھے کی کھال میں رکھ کر نذر آتش کردیا گیا" جس کا حضرت کو بیحد صدمہ ہوا اور آپ نے اس واقعہ کی اطلاع بصرہ کے عامل عبداللہ بن عباس کو کی اور اپنے مکمل جذبات کا اظہار فرمادیا یہاں تک کہ اہل عراق کی بیوفائی کی بنیاد پر آرزوئے موت تک کا تذکرہ فرمادیا کہ گویا ایسے افراد کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے ہیں جو راہ خدا میں جہاد کرنا نہ جانتے ہوں۔ اور یہ مولائے کائنات کا درس عمل ہر دور کے لئے ہے کہ جس قوم میں جذبۂ قربانی نہیں ہے۔ علیؑ نہ انھیں دیکھنا پسند کرتے ہیں اور نہ انھیں اپنے شیعوں میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔!

هَارِباً، وَنَكَصَ نَادِماً، فَلَحِقُوهُ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ، وَقَدْ طَفَّلَتِ الشَّمْسُ لِلإِيَابِ، فَاقْتَتَلُوا شَيْئاً كَلَا وَلَا، فَمَا كَانَ إِلَّا كَمَوْقِفِ سَاعَةٍ حَتَّى نَجَا جَرِيضاً بَعْدَمَا أُخِذَ مِنْهُ بِالْمُخَنَّقِ، وَلَمْ يَبْقَ مِنْهُ غَيْرُ الرَّمَقِ، فَلَأْياً بِلَأْيٍ مَا نَجَا. فَدَعْ عَنْكَ قُرَيْشاً وَتَرْكَاضَهُمْ فِي الضَّلَالِ، وَتَجْوَالَهُمْ فِي الشِّقَاقِ، وَجِمَاحَهُمْ فِي التِّيهِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَجْمَعُوا عَلَى حَرْبِي كَإِجْمَاعِهِمْ عَلَى حَرْبِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ - قَبْلِي، فَجَزَتْ قُرَيْشاً عَنِّي الْجَوَازِي! فَقَدْ قَطَعُوا رَحِمِي، وَسَلَبُونِي سُلْطَانَ ابْنِ أُمِّي.

وَأَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ مِنْ رَأْيِي فِي الْقِتَالِ، فَإِنَّ رَأْيِي قِتَالُ الْمُحِلِّينَ حَتَّى أَلْقَى اللَّهَ، لَا يَزِيدُنِي كَثْرَةُ النَّاسِ حَوْلِي عِزَّةً، وَلَا تَفَرُّقُهُمْ عَنِّي وَحْشَةً، وَلَا تَحْسَبَنَّ ابْنَ أَبِيكَ - وَلَوْ أَسْلَمَهُ النَّاسُ - مُتَضَرِّعاً مُتَخَشِّعاً، وَلَا مُقِرّاً لِلضَّيْمِ وَاهِناً، وَلَا سَلِسَ الزِّمَامِ لِلْقَائِدِ، وَلَا وَطِيءَ الظَّهْرِ لِلرَّاكِبِ الْمُتَقَعِّدِ، وَلَكِنَّهُ كَمَا قَالَ أَخُو بَنِي سُلَيْمٍ:

فَإِنْ تَسْأَلِينِي كَيْفَ أَنْتَ فَإِنَّنِي ... صَبُورٌ عَلَى رَيْبِ الزَّمَانِ صَلِيبُ

يَعِزُّ عَلَيَّ أَنْ تُرَى بِي كَآبَةٌ ... فَيَشْمَتَ عَادٍ أَوْ يُسَاءَ حَبِيبُ

٣٧

و من كلام له (ع)

إلى معاوية

فَسُبْحَانَ اللَّهِ! مَا أَشَدَّ لُزُومَكَ لِلْأَهْوَاءِ الْمُبْتَدَعَةِ، وَالْحَيْرَةِ الْمُتَّبَعَةِ، مَعَ تَضْيِيعِ الْحَقَائِقِ وَاطِّرَاحِ الْوَثَائِقِ، الَّتِي هِيَ لِلَّهِ طِلْبَةٌ

طفّلت - قریب ہو چکا تھا
إیاب - واپسی
کلا ولا - ذرا
جریض - رنجیدہ
مخنق - گلوگرفتہ
لأیا - شدت
ترکاض - دوڑ
تجوال - گردش
شقاق - اختلاف
جماح - منہ زوری
تیہ - گمراہی
جوازی - مکافات
ابن امی - رسول اکرم
ضیم - ظلم
واہن - ضعیف
سلس - سہل
وطیء - نرم
متقعد - سوار ہونے والا
صلیب - شدید
یعزّ علی - سخت ہے
کآبۃ - آثار رنج
عاد - دشمن
مبتدعہ - زحمت میں ڈالنے والی
طلبہ - مطلوب

مصادر کتاب ۳۷ شرح ابن ابی الحدید ۴ ص ۵۵، شرح ابن میثم بحرانی ۵ ص ۸۱، احتجاج طبرسی ص ۹۴

اور پشیمان ہو کر پیچھے ہٹ گیا تو ہمارے لشکر نے اسے راستہ ہی میں جا لیا جب کہ سورج ڈوبنے کے قریب تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں ایک مختصر جھڑپ ہوئی اور ایک ساعت نہ گذرنے پائی تھی کہ اس نے بھاگ کر نجات حاصل کر لی جب کہ اسے گلے سے پکڑا جا چکا تھا اور چند سانسوں کے علاوہ کچھ باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس طرح بڑی مشکل سے اس نے جان بچائی لہٰذا اب قریش اور گمراہی میں ان کی تیز رفتاری اور تفرقہ میں ان کی گردش اور ضلالت میں ان کی منہ زوری کا ذکر چھوڑ دو کہ ان لوگوں نے مجھ سے جنگ پر ویسے ہی اتفاق کر لیا ہے جس طرح رسول اکرمؐ سے جنگ پر اتفاق کیا تھا۔ اب اللہ ہی قریش کو ان کے کئے کا بدلہ دے کہ انھوں نے میری قرابت کا رشتہ توڑ دیا اور مجھ سے میرے ماں جائے[1] کی حکومت سلب کر لی۔

اور یہ جو تم نے جنگ کے بارے میں میری رائے دریافت کی ہے تو میری رائے یہی ہے کہ جن لوگوں نے جنگ کو حلال بنا رکھا ہے ان سے جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ مالک کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔ میرے گرد لوگوں کا اجتماع میری عزت میں اضافہ نہیں کر سکتا ہے اور نہ ان کا متفرق ہو جانا میری وحشت میں اضافہ کر سکتا ہے اور میرے برادر[2] اگر تمام لوگ بھی میرا ساتھ چھوڑ دیں تو آپ مجھے کمزور اور خوفزدہ نہ پائیں گے اور نہ ظلم کا اقرار کرنے والا۔ کمزور اور کسی قائد کے ہاتھ میں آسانی سے زمام پکڑا دینے والا اور کسی سوار کے لئے سواری کی سہولت دینے والا پائیں گے۔ بلکہ میری وہی صورت حال ہوگی جس کے بارے میں قبیلۂ بنی سلیم والے نے کہا ہے:

"اگر تو میری حالت کے بارے میں دریافت کر رہی ہے تو سمجھ لے کہ میں زمانہ کے مشکلات میں صبر کرنے والا اور مستحکم ارادہ والا ہوں میرے لئے ناقابل برداشت ہے کہ مجھے پریشان حال دیکھا جائے اور دشمن طعنے دے یا دوست اس صورت حال سے رنجیدہ ہو جائے۔"

۳۷۔ آپ کا مکتوب گرامی
(معاویہ کے نام)

اے سبحان اللہ۔ تو نئی نئی خواہشات اور زحمت میں ڈالنے والی حیرت و سرگردانی سے کس قدر چپکا ہوا ہے جب کہ تو نے حقائق کو برباد کر دیا ہے اور دلائل کو ٹھکرا دیا ہے جو اللہ کو مطلوب اور بندوں پر اس کی حجت ہیں۔

---

[1] مولائے کائناتؑ نے سرکار دو عالمؐ کو "ابن امی" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے اس لئے کہ سرکار دو عالمؐ مسلسل آپ کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ بنت اسد کو اپنی ماں کے لفظ سے یاد فرمایا کرتے تھے "ھی امی بعد امی"۔

[2] اس مقام پر آپ نے اپنی ذات کو "ابن ابیہ" کہہ کر یاد کیا ہے اور بھائی نہیں کہا ہے تاکہ جناب عقیل اس نکتہ کی طرف متوجہ ہو جائیں کہ ہم اور آپ ایک ایسے باپ کے فرزند ہیں جن کی زندگی میں ذلت کے قبول کرنے اور ظلم و ستم کے سامنے گھٹنے ٹیک دینے کا کوئی تصور نہیں تھا تو آج میرے بارے میں کیا سوچا ہے اور جہاد راہ خدا کے بارے میں میری رائے کیا دریافت کرنا ہے۔ جب میرا باپ اس کے باپ کے مقابلہ میں ہمیشہ جہاد کرتا رہا تو مجھے معاویہ کے مقابلہ میں ہمیشہ جہاد کرنے میں کیا تکلف ہو سکتا ہے۔ آخر کار وہ ابوسفیان کا بیٹا ہے اور میں ابوطالب کا فرزند ہوں۔

اس کے ساتھ آپ نے اس حقیقت کا بھی اعلان کر دیا کہ مقابلہ کرنے والے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ بعض کا اعتماد لشکروں اور سپاہیوں پر ہوتا ہے اور بعض کا اعتماد ذات پروردگار پر ہوتا ہے۔ لشکروں پر اعتماد کرنے والے پیچھے ہٹ سکتے ہیں لیکن ذات واجب پر اعتماد کرنے والے میدان سے قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتے ہیں۔ نہ ان کا خدا کسی کے مقابلہ میں کمزور ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی قلت و کثرت سے مرعوب ہو سکتے ہیں۔

وَعَلَى عِبَادِهِ حُجَّةٌ. فَأَمَّا إِكْثَارُكَ الْحِجَاجَ عَلَى عُثْمَانَ وَقَتَلَتِهِ، فَإِنَّكَ إِنَّمَا نَصَرْتَ عُثْمَانَ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَكَ، وَخَذَلْتَهُ حَيْثُ كَانَ النَّصْرُ لَهُ، وَالسَّلَامُ.

٣٨

و من كتاب له (عليه السلام)

الى أهل مصر، لما ولى عليهم الأشتر

مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ غَضِبُوا لِلَّهِ حِينَ عُصِيَ فِي أَرْضِهِ، وَذُهِبَ بِحَقِّهِ، فَضَرَبَ الْجَوْرُ سُرَادِقَهُ عَلَى الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ، وَالْمُقِيمِ وَالظَّاعِنِ، فَلَا مَعْرُوفٌ يُسْتَرَاحُ إِلَيْهِ، وَلَا مُنْكَرٌ يُتَنَاهَى عَنْهُ.

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَعَثْتُ إِلَيْكُمْ عَبْداً مِنْ عِبَادِ اللهِ، لَا يَنَامُ أَيَّامَ الْخَوْفِ، وَلَا يَنْكُلُ عَنِ الْأَعْدَاءِ سَاعَاتِ الرَّوْعِ، أَشَدَّ عَلَى الْفُجَّارِ مِنْ حَرِيقِ النَّارِ، وَهُوَ مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ أَخُو مَذْحِجٍ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا أَمْرَهُ فِيمَا طَابَقَ الْحَقَّ، فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ، لَا كَلِيلُ الظُّبَةِ، وَلَا نَابِي الضَّرِيبَةِ: فَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تَنْفِرُوا فَانْفِرُوا، وَإِنْ أَمَرَكُمْ أَنْ تُقِيمُوا فَأَقِيمُوا، فَإِنَّهُ لَا يُقْدِمُ وَلَا يُحْجِمُ، وَلَا يُؤَخِّرُ وَلَا يُقَدِّمُ إِلَّا عَنْ أَمْرِي؛ وَقَدْ آثَرْتُكُمْ بِهِ عَلَى نَفْسِي لِنَصِيحَتِهِ لَكُمْ، وَشِدَّةِ شَكِيمَتِهِ عَلَى عَدُوِّكُمْ.

٣٩

و من كتاب له (عليه السلام)

الى عمر بن العاص

فَإِنَّكَ قَدْ جَعَلْتَ دِينَكَ تَبَعاً لِدُنْيَا امْرِئٍ ظَاهِرٍ غَيُّهُ، مَهْتُوكٍ سِتْرُهُ، يَشِينُ الْكَرِيمَ بِمَجْلِسِهِ، وَيُسَفِّهُ الْحَلِيمَ بِخِلْطَتِهِ، فَاتَّبَعْتَ أَثَرَهُ

حجاج - بحث و جدال
جور - ظلم
سُرادق - شامیانے
بَرّ - نیک کردار
ظاعن - مسافر
یستراح الیہ - سکون حاصل کیا جائے
نکول - پیچھے ہٹ جانا
روع - خوف
مذحج - مالک کے قبیلہ کا نام ہے
کلیل - کند
ظبہ - دھار
نابی - اچٹ جانے والی
ضریبہ - کاٹ -
آثرت - مقدم کیا
شکیمہ - لگام

(۱) عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عثمان کا رضاعی بھائی تھا۔ رسول اکرمؐ کے دور میں قرآن مجید میں تحریف کرنا چاہی تو آپ نے اس کا اظہار کر دیا اور وہ مشرک ہو کر بھاگ گیا ہے کہ بعد فتح مکہ میں عثمانؓ کے اشارہ پر دوبارہ مسلمان ہوا حالانکہ آپ اس کے قتل کا حکم دے چکے تھے عثمانؓ نے اپنے دور میں اسے واپس بلا کر مصر کا گورنر بنا دیا اور اس کے مظالم نے اہل مصر کو عثمانؓ کے قتل پر مجبور کر دیا اور ان کے سامنے کوئی راستہ نہ رہ گیا

مصادر کتاب ۳۸ تاریخ طبری ۶ ص ۳۹۴۳، اختصاص مفیدؒ ص ۸۰، امالی مفیدؒ ص ۳۵، الغارات، کتاب صفین ابن مزاحم ص ۱۳۲، تاریخ یعقوبی، البیان والتبیین جاحظ ۲ ص ۲۵۶

مصادر کتاب ۳۹ کتاب صفین ابن مزاحم، احتجاج طبرسیؒ ا ص ۲۶۰، تذکرۃ الخواص ابن جوزی ص ۸۳، البیان والتبیین ۲ ص ۱۵۹، شرح ابن میثم

رہ گئی تمہارا عثمانؓ اور ان کے قاتلوں کے بارے میں جھگڑا اٹھانا تو اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ تم نے عثمانؓ کی مدد اس وقت کی ہے جب مدد میں تمہارا فائدہ تھا اور اس وقت لاوارث چھوڑ دیا تھا جب مدد میں ان کا فائدہ تھا۔ والسلام

۳۸ - آپ کا مکتوب گرامی

(مالک اشتر کی ولایت کے موقع پر اہل مصر کے نام)

بندۂ خدا۔ امیرالمومنین علیؑ کی طرف سے۔ اس قوم کے نام جس نے خدا کے لئے اپنے غضب کا اظہار کیا جب اس کی زمین میں اس کی معصیت کی گئی اور اس کے حق کو برباد کر دیا گیا۔ ظلم نے ہر نیک و بدکار اور مقیم و مسافر پر اپنے شامیانے تان دئے اور نہ کوئی نیکی رہ گئی جس کے زیر سایہ آرام لیا جا سکے اور نہ کوئی ایسی برائی رہ گئی جس سے لوگ پرہیز کرتے۔

امابعد۔ میں نے تمہاری طرف بندگانِ خدا میں سے ایک ایسے بندہ کو بھیجا ہے جو خوف کے دنوں میں سوتا نہیں ہے اور دہشت کے اوقات میں دشمنوں سے خوفزدہ نہیں ہوتا ہے اور فاجروں کے لئے آگ کی گرمی سے زیادہ شدید تر ہے اور اس کا نام مالک بن اشتر مذحجی ہے لہٰذا تم لوگ اس کی بات سنو اور اس کے ان اوامر کی اطاعت کرو جو مطابق حق ہیں کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کی تلوار کند نہیں ہوتی ہے اور جس کا وار اچٹ نہیں سکتا ہے۔ وہ اگر کوچ کرنے کا حکم دے تو نکل کھڑے ہو اور اگر ٹھہرنے کے لئے کہے تو فوراً ٹھہر جاؤ اس لئے کہ وہ میرے امر کے بغیر نہ آگے بڑھ سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ نہ حملہ کر سکتا ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ میں نے اس کے معاملہ میں تمہیں اپنے اوپر مقدم کر دیا ہے اور اپنے پاس سے جدا کر دیا ہے کہ وہ تمہارا مخلص ثابت ہوگا اور تمہارے دشمن کے مقابلہ میں انتہائی سخت گیر ہوگا۔

۳۹ - آپ کا مکتوب گرامی

(عمرو بن العاص کے نام)

تو نے اپنے دین کو ایک ایسے شخص کی دنیا کا تابع بنا دیا ہے جس کی گمراہی واضح ہے اور اس کا پردۂ عیوب چاک ہو چکا ہے۔ وہ شریف انسان کو اپنی بزم میں بٹھا کر عیب دار اور عقلمند کو اپنی مصاحبت سے احمق بنا دیتا ہے۔ تو نے اس کے نقش قدم پر قدم جمائے ہیں

لہ ابن ابی الحدید نے بلاذری کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عثمانؓ کے محاصرہ کے دور میں معاویہ نے شام سے ایک فوج یزید بن اسد قسری کی سرکردگی میں روانہ کی اور اسے ہدایت دیدی کہ مدینہ کے باہر مقام ذی خشب پر مقیم رہیں اور کسی بھی صورت میں میرے حکم کے بغیر مدینہ میں داخل نہ ہوں۔ چنانچہ فوج اسی مقام پر حالات کا جائزہ لیتی رہی اور قتل عثمانؓ کے بعد واپس شام بلا لی گئی۔ جس کا کھلا ہوا مفہوم یہ تھا کہ اگر انقلابی جماعت کامیاب نہ ہو سکے تو اس فوج کی مدد سے عثمانؓ کا خاتمہ کرا دیا جائے اور اس کے بعد خون عثمانؓ کا ہنگامہ کھڑا کر کے علیؑ سے خلافت سلب کر لی جائے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ آج بھی دنیا میں اس شامی سیاست کا سکہ چل رہا ہے اور اقتدار کی خاطر اپنے ہی افراد کا خاتمہ کیا جا رہا ہے تاکہ اپنے جرائم کی صفائی دی جا سکے اور دشمن کے خلاف جنگ چھیڑنے کا جواز پیدا کیا جا سکے۔

سلہ افسوس کہ عالم اسلام نے یہ لقب خالد بن الولید کو دے دیا ہے جس نے جناب مالک بن نویرہ کو بے گناہ قتل کر کے اسی رات ان کی زوجہ سے تعلقات قائم کر لئے اور اس پر حضرت عمرؓ تک نے اپنی برہمی کا اظہار کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے سیاسی مصالح کے تحت انھیں "سیف اللہ" قرار دے کر اتنے سنگین جرم سے بری کر دیا۔ انا للہ . . .

وَطَلَبْتَ فَضْلَهُ، اتِّبَاعَ الْكَلْبِ لِلضِّرْغَامِ يَلُوذُ بِمَخَالِبِهِ، وَيَنْتَظِرُ مَا يُلْقَى إِلَيْهِ مِنْ فَضْلِ فَرِيسَتِهِ، فَأَذْهَبْتَ دُنْيَاكَ وَآخِرَتَكَ! وَلَوْ بِالْحَقِّ أَخَذْتَ أَدْرَكْتَ مَا طَلَبْتَ. فَإِنْ يُمَكِّنِّي اللهُ مِنْكَ وَمِنِ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَجْزِكُمَا بِمَا قَدَّمْتُمَا، وَإِنْ تُعْجِزَا وَتَبْقَيَا فَمَا أَمَامَكُمَا شَرٌّ لَكُمَا، وَالسَّلَامُ.

۴۰

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ (عليه السلام)

الى بعض عماله

أَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ، إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ رَبَّكَ، وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ، وَأَخْزَيْتَ أَمَانَتَكَ.

بَلَغَنِي أَنَّكَ جَرَّدْتَ الْأَرْضَ فَأَخَذْتَ مَا تَحْتَ قَدَمَيْكَ، وَأَكَلْتَ مَا تَحْتَ يَدَيْكَ، فَارْفَعْ إِلَيَّ حِسَابَكَ، وَاعْلَمْ أَنَّ حِسَابَ اللهِ أَعْظَمُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ، وَالسَّلَامُ.

۴۱

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ (عليه السلام)

إلى بعض عماله

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي كُنْتُ أَشْرَكْتُكَ فِي أَمَانَتِي، وَجَعَلْتُكَ شِعَارِي وَبِطَانَتِي، وَلَمْ يَكُنْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِي أَوْثَقَ مِنْكَ فِي نَفْسِي لِمُوَاسَاتِي وَمُوَازَرَتِي وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ إِلَيَّ؛ فَلَمَّا رَأَيْتَ الزَّمَانَ عَلَى ابْنِ عَمِّكَ قَدْ كَلِبَ، وَالْعَدُوَّ قَدْ حَرِبَ، وَأَمَانَةَ النَّاسِ قَدْ خَزِيَتْ، وَهٰذِهِ الْأُمَّةَ قَدْ فَنَكَتْ وَشَغَرَتْ، قَلَبْتَ لِابْنِ عَمِّكَ ظَهْرَ الْمِجَنِّ فَفَارَقْتَهُ مَعَ الْمُفَارِقِينَ، وَخَذَلْتَهُ مَعَ الْخَاذِلِينَ، وَخُنْتَهُ مَعَ الْخَائِنِينَ، فَلَا ابْنَ عَمِّكَ آسَيْتَ، وَلَا الْأَمَانَةَ أَدَّيْتَ. وَكَأَنَّكَ

ضرغام - شیر
اخزیت - رسوا کر دیا
جرّدت - صاف کر دیا
مواساۃ - ہمدردی
موازرہ - مدد
کلب - سخت ہوگیا
حرب - لڑنے پر آمادہ ہوگیا
خزیت - ذلیل ہوگئی
فنکت - لاپرواہی برتی
شغرت - لاوارث ہوگئی
مجن - سپر
آسیت - مدد کی

(۱) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امیر المومنینؑ کی زندگی میں عفو و درگذر کے بے شمار مواقع پائے جاتے ہیں اور آپ نے اپنے قاتل تک کے بارے میں ہمدردی کی وصیت فرمائی تھی لیکن یہ تمام باتیں اپنے ذاتی معاملات سے متعلق تھیں ورنہ دین خدا اور حقوق الناس کی بات آجائے تو اس میں کسی طرح کی مروت کا کوئی امکان نہیں ہے اور علیؑ سے زیادہ دین خدا میں سخت تر کوئی نہیں ہے۔

مصادر کتاب ۴۰ العقد الفرید ابن عبدربہ ۳ ص ۳۵۵، ۴ ص ۲۹۰

مصادر کتاب ۴۱ عیون الاخبار ابن قتیبہ ۱ ص ۵۸، العقد الفرید ۲ ص ۲۳۲، رجال کشی ص ۵۸، انساب الاشراف ۲ ص ۱۴۹، کنز العمال ۶ ص ... ، مجمع الامثال ۲ ص ۱۰۱، تذکرۃ الخواص ص ۱۶۸، ثمار القلوب ابو منصور الثعالبی ص ۶۳۷، المستقصی زمخشری ۲ ص ۱۴۵

اور اس کے پیچھے پیچھے کی جستجو کی ہے جس طرح کہ کتا شیر کے پیچھے لگ جاتا ہے کہ اس کے پنجوں کی پناہ میں رہتا ہے اور اس وقت کا منتظر رہتا ہے جب شیر اپنے شکار کا بچا کھچا پھینک دے اور وہ اسے کھالے۔ تم نے تو اپنی دنیا اور آخرت دونوں کو گنوا دیا ہے۔ حالانکہ اگر حق کی راہ پر رہے ہوتے جب بھی یہ مدعا حاصل ہو سکتا تھا۔ بہر حال اب خدا نے مجھے تم پر اور ابو سفیان کے بیٹے پر قابو دے دیا تو میں تمھارے حرکات کا صحیح بدلہ دے دوں گا اور اگر تم بچ کر نکل گئے اور میرے بعد تک باقی رہ گئے تو تمھارا آئندہ دور تمھارے لئے سخت ترین ہوگا۔ والسلام

۴۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بعض عمال کے نام)

امابعد۔ مجھے تمھارے بارے میں ایک بات کی اطلاع ملی ہے۔ اگر تم نے ایسا کیا ہے تو اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے۔ اپنے امام کی نافرمانی کی ہے اور اپنی امانتداری کو بھی رسوا کیا ہے۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے بیت المال کی زمین کو صاف کر دیا ہے اور جو کچھ زیر قدم تھا اس پر قبضہ کر لیا ہے اور جو کچھ ہاتھوں میں تھا اسے کھا گئے ہو لہٰذا فوراً اپنا حساب بھیج دو اور یہ یاد رکھو کہ اللہ کا حساب لوگوں کے حساب سے زیادہ سخت تر ہے۔ والسلام

۴۱۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بعض عمال کے نام)

امابعد۔ میں نے تم کو اپنی امانت میں شریک کار بنایا تھا اور ظاہر و باطن میں اپنا قرار دیا تھا اور ہمدردی اور مددگاری اور امانتداری کے اعتبار سے میرے گھر والوں میں تم سے زیادہ معتبر کوئی نہیں تھا۔ لیکن جب تم نے دیکھا کہ زمانہ تمھارے ابن عم پر حملہ آور ہے اور دشمن آمادۂ جنگ ہے اور لوگوں کی امانت رسوا ہو رہی ہے اور امت بے راہ اور لاوارث ہو گئی ہے تو تم نے بھی اپنے ابن عم سے منھ موڑ لیا اور جدا ہونے والوں کے ساتھ مجھ سے جدا ہو گئے اور ساتھ چھوڑنے والوں کے ساتھ الگ ہو گئے اور خیانت کاروں کے ساتھ خائن ہو گئے۔ نہ اپنے ابن عم کا ساتھ دیا اور نہ امانتداری کا خیال کیا۔ گویا کہ تم نے اپنے جہاد سے خدا کا ارادہ بھی نہیں کیا تھا۔

یہ بات تو واضح ہے کہ حضرت نے یہ خط اپنی کسی چچا زاد بھائی کے نام لکھا ہے۔ لیکن اس سے کون مراد ہے؟ اس میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے بعض حضرات کا خیال ہے کہ عبداللہ بن عباس مراد ہیں جو بصرہ کے عامل تھے لیکن جب مصر میں محمد بن ابی بکر کا حشر دیکھ لیا تو بیت المال کا سارا مال لے کر مکہ چلے گئے اور وہیں زندگی گذارنے لگے جس پر حضرت نے اپنی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ابن عباس کے تمام کارناموں پر خط نسخ کھینچ دیا اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ابن عباس جیسے حبر الامۃ اور مفسر قرآن کے بارے میں اس طرح کے کردار کا امکان نہیں ہے لہٰذا اس سے مراد ان کے بھائی عبیداللہ بن عباس ہیں جو یمن میں حضرت کے عامل تھے لیکن بعض حضرات نے اس پر بھی اعتراض کیا ہے کہ یمن کے حالات میں ان کی خیانت کاری کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تو ایک بھائی کو بچانے کے لئے دوسرے کو نشانۂ ستم کیوں بنایا جا رہا ہے۔

عبداللہ بن عباس لاکھ عالم و فاضل اور مفسر قرآن کیوں نہ ہوں۔ امام معصوم نہیں ہیں اور بعض معاملات میں امام یا مکمل پیرو امام کے علاوہ کوئی ثابت قدم نہیں رہ سکتا ہے چاہے مرد عامی ہو یا مفسر قرآن۔!

لم تكن الله تريد بجهادك، وكأنك لم تكن على بينة من ربك،
وكأنك إنما كنت تكيد هذه الأمة عن دنياهم، وتنوي غرتهم عن
فيئهم، فلما أمكنتك الشدة في خيانة الأمة أسرعت الكرة، وعاجلت
الوثبة، واختطفت ما قدرت عليه من أموالهم المصونة لأراملهم
وأيتامهم اختطاف الذئب الأزل دامية المعزى الكسيرة، فحملته
إلى الحجاز رحيب الصدر بحمله، غير متأثم من أخذه كأنك - لا
أبا لغيرك - حدرت إلى أهلك تراثك من أبيك وأمك، فسبحان الله!
أما تؤمن بالمعاد؟ أو ما تخاف نقاش الحساب! أيها المعدود - كان -
عندنا من أولي الألباب، كيف تسيغ شراباً وطعاماً، وأنت تعلم أنك
تأكل حراماً، وتشرب حراماً، وتبتاع الإماء وتنكح النساء من أموال
اليتامى والمساكين والمؤمنين والمجاهدين، الذين أفاء الله عليهم
هذه الأموال، وأحرز بهم هذه البلاد! فاتق الله واردد إلى هؤلاء
القوم أموالهم، فإنك إن لم تفعل ثم أمكنني الله منك لأعذرن
إلى الله فيك، ولأضربنك بسيفي الذي ما ضربت به أحداً إلا دخل النار!
ووالله لو أن الحسن والحسين فعلا مثل الذي فعلت، ما كانت لهما عندي
هوادة، ولا ظفرا مني بإرادة، حتى آخذ الحق منهما، وأزيح الباطل عن
مظلمتهما، وأقسم بالله رب العالمين ما يسرني أن ما أخذته من
أموالهم حلال لي، أتركه ميراثاً لمن بعدي، فضح رويداً، فكأنك قد
بلغت المدى، ودفنت تحت الثرى، وعرضت عليك أعمالك بالمحل الذي
ينادي الظالم فيه بالحسرة، ويتمنى المضيع فيه الرجعة، «ولات حين مناص»!

كادَ - دھوکہ دیا
غِرّة - غفلت
فَیْ - مال غنیمت
اَزَلّ - تیز رفتار
دامیہ - مجروح
معزیٰ - بکری
کسیرہ - شکستہ
متأثم - گناہوں سے بچنے والا
لا ابا لغیرک - دشمن کا برا ہو
حدرت الیہم - تیز رفتاری سے چل دیا
نقاش - سخت گیری
تسیغ - بسہولت ہضم کرتا ہے
لاعذرن - اپنے عمل جو پیش خدا معذور بنادے
ہوادہ - صلح
ضح رویداً - ذرا ہوش میں آؤ
مدیٰ - انتہا
ثریٰ - خاک
لات حین مناص - چھٹکارے کی گنجائش نہیں

مصادر کتاب ۴۱ تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۰، انساب الاشراف ۲ ص۱۵۹، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۸۹، اسد الغابہ ۳ ص۲۶، التقریب ص۳۶۳

گویا تمھارے پاس پروردگار کی طرف سے کوئی حجت نہیں تھی اور گویا کہ تم اس امت کو دھوکہ دے کر اس کی دنیا پر قبضہ کرنا چاہتے تھے اور تمھاری نیت تھی کہ ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کے اموال پر قبضہ کرلیں۔ چنانچہ جیسے ہی امت سے خیانت کرنے کی طاقت پیدا ہوگئی تم نے تیزی سے حملہ کردیا اور فوراً کود پڑے اور ان تمام اموال کو اچک لیا جو یتیموں اور بیواؤں کے لئے محفوظ کئے گئے تھے جیسے کوئی تیز رفتار بھیڑیا شکستہ یا زخمی بکریوں پر حملہ کردیتا ہے۔ پھر تم ان اموال کو حجاز کی طرف اٹھالے گئے اور اس حرکت سے بیحد مطمئن اور خوش تھے اور اس کے لینے میں کسی گناہ کا احساس بھی نہ تھا جیسے (خدا تمھارے دشمنوں کا برا کرے) اپنے گھر کی طرف اپنے ماں باپ کی میراث کا مال لارہے ہو۔

اے سبحان اللہ۔ کیا تمھارا آخرت پر ایمان ہی نہیں ہے اور کیا روز قیامت کے شدید حساب کا خوف بھی ختم ہوگیا ہے اے وہ شخص جو کل ہمارے نزدیک صاحبانِ عقل میں شمار ہوتا تھا۔ تمھارے لئے کھانا پینا کس طرح گوارا ہوتا ہے جب کہ تمھیں معلوم ہے کہ تم مال حرام کھا رہے ہو اور حرام ہی پی رہے ہو اور پھر ایتام۔ مساکین۔ مومنین اور مجاہدین جنھیں اللہ نے یہ مال دیا ہے اور جن کے ذریعہ ان شہروں کا تحفظ کیا ہے۔ ان کے اموال سے کنیزیں خرید رہے ہو اور شادیاں رچا رہے ہو۔

خدارا۔ خدا سے ڈرو اور ان لوگوں کے اموال واپس کردو کہ اگر ایسا نہ کروگے اور خدا نے کبھی تم پر اختیار دے دیا تو تمھارے بارے میں وہ فیصلہ کروں گا جو مجھے معذور بنا سکے اور تمھارا خاتمہ اسی تلوار سے کروں گا جس کے مارے ہوئے کا کوئی ٹھکانہ جہنم کے علاوہ نہیں ہے۔

خدا کی قسم۔ اگر یہی کام حسنؑ و حسینؑ نے کیا ہوتا تو ان کے لئے بھی میرے پاس کسی نرمی کا امکان نہیں تھا اور نہ وہ میرے ارادہ پر قابو پا سکتے تھے جب تک کہ ان سے حق حاصل نہ کرلوں اور ان کے ظلم کے آثار کو مٹا نہ دوں۔

خدائے رب العالمین کی قسم میرے لئے یہ بات ہرگز خوش کن نہیں تھی اگر یہ سارے اموال میرے لئے حلال ہوتے اور میں بعد والوں کے لئے میراث بنا کر چھوڑ جاتا۔ ذرا ہوش میں آؤ کہ اب تم زندگی کی آخری حدوں تک پہونچ چکے ہو اور گویا کہ زیر خاک دفن ہوچکے ہو اور تم پر تمھارے اعمال پیش کر دئے گئے ہیں۔ اس منزل پر جہاں ظالم حسرت سے آواز دیں گے۔ اور زندگی برباد کرنے والے واپسی کی آرزو کر رہے ہوں گے اور چھٹکارے کا کوئی امکان نہ ہوگا۔

لہ حضرت علیؑ کے مجاہدات کے امتیازات میں سے ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ جس کی تلوار آپ پر چل جائے وہ بھی جہنمی ہے اور جس پر آپ کی تلوار چل جائے وہ بھی جہنمی ہے۔ اس لئے کہ آپ امام معصوم اور یداللہ ہیں اور امام معصوم سے کسی غلطی کا امکان نہیں ہے اور اللہ کا ہاتھ کسی بے گناہ اور بے خطا پر نہیں اٹھ سکتا ہے۔

کاش مولائے کائنات کے مقابلہ میں آنے والے جمل و صفین کے فوجی یا سربراہ اس حقیقت سے باخبر ہوتے اور انھیں اس نکتہ کا ہوش رہ جاتا تو کبھی نفس پیغمبرؐ سے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ کرتے۔

لہ یہ کسی ذاتی امتیاز کا اعلان نہیں ہے۔ یہی بات پروردگار نے پیغمبرؐ سے کہی ہے کہ تم شرک اختیار کرلوگے تو تمھارے اعمال بھی برباد کر دئے جائیں گے اور یہی بات پیغمبر اسلامؐ نے اپنی دختر نیک اختر کے بارے میں فرمائی تھی اور یہی بات مولائے کائناتؑ نے امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بارے میں فرمائی ہے۔ گویا کہ یہ ایک صحیح اسلامی کردار ہے جو صرف انھیں بندگانِ خدا میں پایا جاتا ہے جو مشیت الٰہی کے ترجمان اور احکام الٰہیہ کی تمثیل ہیں ورنہ اس طرح کے کردار کا پیش کرنا ہر انسان کے بس کا کام نہیں ہے۔!

٤٢

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى عمر[1] بن أبي سلمة المخزومي، وكان عامله على البحرين، فعزله، واستعمل نعمان بن عجلان الزرقي[2] مكانه

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ وَلَّيْتُ نُعْمَانَ بْنَ عَجْلَانَ الزُّرَقِيَّ عَلَى الْبَحْرَيْنِ، وَنَزَعْتُ يَدَكَ بِلَا ذَمٍّ لَكَ، وَلَا تَثْرِيبٍ عَلَيْكَ، فَلَقَدْ أَحْسَنْتَ الْوِلَايَةَ، وَأَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، فَأَقْبِلْ غَيْرَ ظَنِينٍ، وَلَا مَلُومٍ، وَلَا مُتَّهَمٍ، وَلَا مَأْثُومٍ، فَلَقَدْ أَرَدْتُ الْمَسِيرَ إِلَى ظَلَمَةِ أَهْلِ الشَّامِ، وَأَحْبَبْتُ أَنْ تَشْهَدَ مَعِي، فَإِنَّكَ مِمَّنْ أَسْتَظْهِرُ بِهِ عَلَى جِهَادِ الْعَدُوِّ، وَإِقَامَةِ عَمُودِ الدِّينِ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

٤٣

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى مصقلة بن هبيرة الشيباني، وهو عامله على أردشير خرة

بَلَغَنِي عَنْكَ أَمْرٌ إِنْ كُنْتَ فَعَلْتَهُ فَقَدْ أَسْخَطْتَ إِلَهَكَ، وَعَصَيْتَ إِمَامَكَ: أَنَّكَ تَقْسِمُ فَيْءَ الْمُسْلِمِينَ الَّذِي حَازَتْهُ رِمَاحُهُمْ وَخُيُولُهُمْ، وَأُرِيقَتْ عَلَيْهِ دِمَاؤُهُمْ، فِيمَنِ اعْتَامَكَ مِنْ أَعْرَابِ قَوْمِكَ. فَوَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ، وَبَرَأَ النَّسَمَةَ، لَئِنْ كَانَ ذَلِكَ حَقّاً لَتَجِدَنَّ لَكَ عَلَيَّ هَوَاناً، وَلَتَخِفَّنَّ عِنْدِي مِيزَاناً، فَلَا تَسْتَهِنْ بِحَقِّ رَبِّكَ، وَلَا تُصْلِحْ دُنْيَاكَ بِمَحْقِ دِينِكَ، فَتَكُونَ مِنَ الْأَخْسَرِينَ أَعْمَالاً.

أَلَا وَإِنَّ حَقَّ مَنْ قِبَلَكَ وَقِبَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فِي قِسْمَةِ هَذَا الْفَيْءِ سَوَاءٌ: يَرِدُونَ عِنْدِي عَلَيْهِ، وَيَصْدُرُونَ عَنْهُ.

٤٤

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى زياد بن أبيه، وقد بلغه أن معاوية كتب إليه يريد خديعته باستلحاقه

وَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلَيْكَ يَسْتَزِلُّ لُبَّكَ، وَيَسْتَفِلُّ غَرْبَكَ، فَاحْذَرْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ الشَّيْطَانُ يَأْتِي الْمَرْءَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، وَعَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، لِيَقْتَحِمَ

تثریب - ملامت
ظنین - متہم
ظلمہ - جمع ظالم
استظہر بہ - مدد حاصل کرتا ہوں
اردشیر خرہ - ارض عجم کا ایک شہر ہے
فئ - مال غنیمت
اعتامک - تجھے اختیار کیا ہے
نسمہ - روح
قبل - طرف
یستزل - پھسلانا چاہتا ہے
لب - عقل - قلب
یستفل - کند کرنا چاہتا ہے
غرب - دھار

① یہ ام سلمہ کے فرزند اور رسول اکرمؐ کے پروردہ تھے۔ حبشہ میں ۲ھ میں پیدا ہوئے اور عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں انتقال کیا

② یہ قبیلہ بنو زریق سے تعلق رکھتے تھے اور مدینہ کے انصار میں شامل تھے امیرالمومنینؑ کے مخلص تھے اور اپنے دور کے شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ اپنے اس اخلاص کا تذکرہ اپنے اشعار میں بھی کیا ہے

مصادر کتاب ۴۲ انساب الاشراف ۲ ص۱۶۱، تاریخ ابن واضح ۲ ص۱۹۱، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۶۱

مصادر کتاب ۴۳ الفتوح مدائنی، کامل ابن اثیر ۳ ص۲۳۰، اسد الغابہ ابن اثیر ۴ ص۳۱۶، استیعاب ابن عبدالبر ص۵۱۵، کتاب صفین مزاحم ص۱۹۲، تاریخ یعقوبی ۲ ص۱۶۳

۴۲۔ آپ کا مکتوب گرامی

(بحرین کے عامل عمر بن ابی سلمہ مخزومی کے نام جنھیں معزول کرکے نعمان بن عجلان الزرقی کو معین کیا تھا)

امابعد۔ میں نے نعمان بن عجلان الزرقی کو بحرین کا عامل بنادیا ہے اور تمھیں اس سے بے دخل کردیا ہے لیکن اس میں تمھاری کوئی برائی ہے اور نہ ملامت۔ تم نے حکومت کا کام بہت ٹھیک طریقہ سے چلایا ہے اور امانت کو ادا کردیا ہے۔ لیکن اب واپس چلے آؤ نہ تمھارے بارے میں کوئی بدگمانی ہے نہ ملامت۔ نہ الزام ہے نہ گناہ۔ اصل میں میرا ارادہ شام کے ظالموں سے مقابلہ کرنے کا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ رہو کہ میں تم جیسے افراد سے دشمن سے جنگ کرنے اور ستون دین قائم کرنے میں مدد لینا چاہتا ہوں۔ انشاء اللہ

۴۳۔ آپ کا مکتوب گرامی

(مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے نام جو اردشیر خرہ میں آپ کے عامل تھے)

مجھے تمھارے بارے میں ایک خبر ملی ہے اگر واقعاً صحیح ہے تو تم نے اپنے پروردگار کو ناراض کیا ہے اور اپنے امام کی نافرمانی کی ہے۔ خبر یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے مال غنیمت کو جسے ان کے نیزوں اور گھوڑوں نے جمع کیا ہے اور جس کی راہ میں ان کا خون بہایا گیا ہے۔ اپنی قوم کے ان بدوؤں میں تقسیم کررہے ہو جو تمھارے ہوا خواہ ہیں۔ قسم اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جانداروں کو پیدا کیا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو تم میری نظروں میں انتہائی ذلیل ہوگے اور تمھارے اعمال کا پلہ ہلکا ہو جائے گا۔ لہٰذا خبردار اپنے رب کے حقوق کو معمولی مت سمجھنا اور اپنے دین کو برباد کرکے دنیا آراستہ کرنے کی فکر نہ کرنا کہ تمھارا شمار ان لوگوں میں ہو جائے جن کے اعمال میں خسارہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

یاد رکھو! جو مسلمان تمھارے پاس ہیں یا میرے پاس ہیں ان سب کا حصہ اس مال غنیمت ایک ہی جیسا ہے اور اسی اعتبار سے وہ میرے پاس وارد ہوتے ہیں اور اپنا حق لے کر چلے جاتے ہیں۔

۴۴۔ آپ کا مکتوب گرامی

(زیاد بن ابیہ کے نام۔ جب آپ کو خبر ملی کہ معاویہ اسے اپنے نسب میں شامل کرکے دھوکہ دینا چاہتا ہے)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ معاویہ نے تمھیں خط لکھ کر تمھاری عقل کو پھسلانا چاہا ہے اور تمھاری دھار کو کند بنانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ لہٰذا خبردار ہوشیار رہنا۔ یہ شیطان ہے جو انسان کے پاس آگے، پیچھے۔ داہنے، بائیں ہر طرف سے آتا ہے تاکہ اسے غافل پاکر اس پر ٹوٹ پڑے اور غفلت کی حالت میں اس کی عقل کو سلب کرلے۔

امیر المومنینؑ کا اصول حکومت تھا کہ اپنے عمال پر ہمیشہ کڑی نگاہ رکھتے تھے اور ان کے تصرفات کی نگرانی کیا کرتے تھے اور جہاں کسی نے حدود اسلامیہ سے تجاوز کیا فوراً تنبیہی خط تحریر فرمادیا کرتے تھے اور یہی وہ طرز عمل تھا جس کی بنا پر بہت سے افراد ٹوٹ کر معاویہ کے ساتھ چلے گئے اور دین و دنیا دونوں کو برباد کرلیا۔ ہبیرہ انھیں افراد میں تھا اور جب حضرت نے اس کے تصرفات پر تنقید فرمائی تو منحرف ہو کر شام چلا گیا اور معاویہ سے ملحق ہوگیا لیکن علیؑ کا کردار شام کے اندھیرے میں چمکتا رہا اور آج تک دنیا کو اسلام کی روشنی دکھلا رہا ہے۔!

عَقْلَهُ، وَيَسْتَلِبُ غِرَّتَهُ.

وَقَدْ كَانَ مِنْ أَبِي سُفْيَانَ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلْتَةٌ مِنْ حَدِيثِ النَّفْسِ، وَنَزْغَةٌ مِنْ نَزَغَاتِ الشَّيْطَانِ: لَا يَثْبُتُ بِهَا نَسَبٌ، وَلَا يُسْتَحَقُّ بِهَا إِرْثٌ، وَالْمُتَعَلِّقُ بِهَا كَالْوَاغِلِ الْمُدَفَّعِ، وَالنَّوْطِ الْمُذَبْذَبِ.

فلما قرأ زياد الكتاب قال: شهد بها و رب الكعبة، و لم تزل في نفسه حتى ادعاه معاوية.

قال الرضي: قوله ﴿؏﴾ «الواغل»: هو الذي يهجم على الشرب ليشرب معهم، ليس منهم، فلا يزال مدفعاً محاجزاً. و «النوط المذبذب»: هو ما يناط برحل الراكب من قعب أو قدح أو ما أشبه ذلك، فهو أبداً يتقلقل اذا حث ظهره و استعجل سيره.

٤٥

و من كتاب له ﴿؏﴾

الى عثمان بن حنيف الانصاري و كان عامله على البصرة

و قد بلغه أنه دعي إلى وليمة قوم من أهلها، فمضى إليها ـ قوله:

أَمَّا بَعْدُ، يَا ابْنَ حُنَيْفٍ: فَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّ رَجُلاً مِنْ فِتْيَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ دَعَاكَ إِلَى مَأْدُبَةٍ فَأَسْرَعْتَ إِلَيْهَا تُسْتَطَابُ لَكَ الْأَلْوَانُ، وَتُنْقَلُ إِلَيْكَ الْجِفَانُ. وَمَا ظَنَنْتُ أَنَّكَ تُجِيبُ إِلَى طَعَامِ قَوْمٍ، عَائِلُهُمْ مَجْفُوٌّ، وَغَنِيُّهُمْ مَدْعُوٌّ. فَانْظُرْ إِلَى مَا تَقْضَمُهُ مِنْ هَذَا الْمَقْضَمِ، فَمَا اشْتَبَهَ عَلَيْكَ عِلْمُهُ فَالْفِظْهُ، وَمَا أَيْقَنْتَ بِطِيبِ وُجُوهِهِ فَنَلْ مِنْهُ.

أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَأْمُومٍ إِمَاماً، يَقْتَدِي بِهِ وَيَسْتَضِيءُ بِنُورِ عِلْمِهِ. أَلَا وَإِنَّ إِمَامَكُمْ قَدِ اكْتَفَى مِنْ دُنْيَاهُ بِطِمْرَيْهِ، وَمِنْ طُعْمِهِ بِقُرْصَيْهِ. أَلَا وَإِنَّكُمْ لَا تَقْدِرُونَ عَلَى ذَلِكَ، وَلَكِنْ أَعِينُونِي بِوَرَعٍ وَاجْتِهَادٍ، وَعِفَّةٍ وَسَدَادٍ. فَوَاللَّهِ مَا كَنَزْتُ مِنْ دُنْيَاكُمْ تِبْراً، وَلَا ادَّخَرْتُ مِنْ غَنَائِمِهَا وَفْراً، وَلَا أَعْدَدْتُ لِبَالِي

يقتحم ـ داخل ہو جاتا ہے
غرہ ـ سادہ عقل
فلتہ ـ بے سوچے سمجھے عمل
مادبہ ـ دسترخوان
جفان ـ بڑے پیالے
عائل ـ محتاج
مجفو ـ دھتکارا ہوا
تقضم ـ دانت سے کاٹنا
لفظ ـ پھینک دینا
طمر ـ بوسیدہ لباس
طعم ـ طعام
سداد ـ عاقلانہ تصرف
تبر ـ سونا
وفر ـ مال

① بات یہ ہے کہ عمر بن الخطاب کے دور حکومت میں زیاد نے دربار میں ایک فصیح و بلیغ تقریر کر دی تو کسی نے کہہ دیا کہ کاش یہ جوان قریش میں سے ہوتا تو ابوسفیان بول پڑا کہ یہ قریش ہی میں سے ہے اور یہ درحقیقت میرا ہی نطفہ ہے لیکن یہ بات اس وقت نہ چل سکی کہ زیاد کی کوئی اوقات نہ تھی۔ اس کے بعد جب معاویہ کے دور میں زنازادوں کی بیعت ہو گئی اور اس کا بازار چل پڑا تو اس نے زیاد کو ابوسفیان کی اولاد میں شامل کر لیا اور اس طرح زیاد کو منہ مانگی قیمت دے کر خرید لیا۔

مصادر کتاب ۴۵ الخرائج والجرائح قطب راوندیؒ، مناقب ابن شہر آشوبؒ ۲ ص۱۰۱، ربیع الابرار زمخشری ص۲۱۶، روضۃ الواعظین ابن الفتال نیشاپوری ص۱۲۷، الاستیعاب ۲ ص۴۲، الامالی الصدوقؒ مجلس ص۹۰

(۱) واقعہ یہ ہے کہ ابو سفیان نے عمر بن الخطاب کے زمانہ میں ایک بے تکی بات کہہ دی تھی جو شیطانی وسوسوں میں سے ایک وسوسہ کی حیثیت رکھتی تھی جس سے نہ کوئی نسب ثابت ہوتا ہے اور نہ کسی میراث کا استحقاق پیدا ہوتا ہے اور اس سے تمسک کرنے والا ایک بن بلایا شرابی ہے جسے دھکے دے کر نکال دیا جائے یا پیالہ ہے جو زین فرس میں لٹکا دیا جائے اور ادھر اُدھر ڈھلکتا رہے۔

(۲) یہ درحقیقت۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد زیاد نے کہا کہ رب کعبہ کی قسم علیؑ نے اس امر کی گواہی دے دی اور یہ بات اس کے دل سے لگی رہی یہاں تک کہ معاویہ نے اس کے بھائی ہونے کا ادعا کر دیا۔

(۳) واغل اُس شخص کو کہا جاتا ہے جو بزم شراب میں بن بلائے داخل ہو جائے اور دھکے دے کر نکال دیا جائے۔ اور نوط مذبذب وہ پیالہ وغیرہ ہے جو مسافر کے سامان سے باندھ کر لٹکا دیا جاتا ہے اور وہ مسلسل اِدھر اُدھر ڈھلکتا رہتا ہے۔

۴۵۔ آپ کا مکتوب گرامی

(اپنے بصرہ کے عامل عثمانؓ بن حنیف کے نام جب آپ کو اطلاع ملی کہ وہ ایک بڑی دعوت میں شریک ہوئے ہیں)

اما بعد۔ ابن حنیف! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بصرہ کے بعض جوانوں نے تم کو ایک دعوت میں مدعو کیا تھا جس میں طرح طرح کے خوشگوار کھانے تھے اور تمہاری طرف بڑے بڑے پیالے بڑھائے جا رہے تھے اور تم تیزی سے وہاں پہونچ گئے تھے۔ مجھے تو یہ گمان بھی نہیں تھا کہ تم ایسی قوم کی دعوت میں شرکت کرو گے جس کے غریبوں پر ظلم ہو رہا ہو اور جس کے دولت مند مدعو کئے جاتے ہوں۔ دیکھو جو لقمے چباتے ہو اسے دیکھ لیا کرو اور اگر اس کی حقیقت مشتبہ ہو تو اسے پھینک دیا کرو اور جس کے بارے میں یقین ہو کہ پاکیزہ ہے اسی کو استعمال کیا کرو۔

یاد رکھو کہ ہر ماموم کا ایک امام ہوتا ہے جس کی وہ اقتدا کرتا ہے اور اسی کے نور علم سے کسب ضیاء کرتا ہے اور تمہارے امام نے تو اس دنیا میں صرف دو بوسیدہ کپڑوں اور دو روٹیوں پر گذارا کیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ ایسا نہیں کر سکتے ہو لیکن کم سے کم اپنی احتیاط۔ کوشش، عفت اور سلامت روی سے میری مدد کرو۔ خدا کی قسم میں نے تمہاری دنیا میں سے نہ کوئی سونا جمع کیا ہے اور نہ اس مال و متاع میں سے کوئی ذخیرہ اکٹھا کیا ہے اور نہ ان دو بوسیدہ کپڑوں کے بدلے کوئی اور معمولی کپڑا مہیا کیا ہے۔

---

(۱) عثمان بن حنیف انصار کے قبیلۂ اوس کی ایک نمایاں شخصیت تھے اور یہی وجہ ہے کہ جب خلافت دوم میں عراق کے والی کی تلاش ہوئی تو سب نے بالاتفاق عثمان بن حنیف کا نام لیا اور انھیں ارض عراق کی پیمائش اور اس کے خراج کی تعیین کا ذمہ دار بنا دیا گیا۔ امیرالمومنینؑ نے اپنے دور حکومت میں انھیں بصرہ کا والی بنا دیا تھا اور وہ طلحہ و زبیر کے وارد ہونے تک برابر مصروف عمل رہے اور اس کے بعد ان لوگوں نے سارے حالات خراب کر دئے اور بالآخر حضرت کی شہادت کے بعد کوفہ منتقل ہو گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔

عثمانؓ کے کردار میں کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے لیکن امیرالمومنینؑ کا اسلامی نظام عمل یہ تھا کہ حکام کو عوام کے حالات کو نگاہ میں رکھ کر زندگی گذارنی چاہیے اور کسی حاکم کی زندگی کو عوام کے حالات سے بالاتر نہیں ہونی چاہئے جس طرح کہ حضرت نے خود اپنی زندگی گذاری ہے اور معمولی لباس و غذا پر پورا دور حکومت گذار دیا ہے۔

ثَوبِي، وَلَا حُزْتُ مِنْ أَرْضِهَا شِبْراً، وَلَا أَخَذْتُ مِنْهُ إِلَّا كَقُوتِ أَتَانٍ دَبِرَةٍ، وَلَهِيَ فِي عَيْنِي أَوْهَى وَأَهْوَنُ مِنْ عَفْصَةٍ مَقِرَةٍ. بَلَى كَانَتْ فِي أَيْدِينَا فَدَكٌ ① مِنْ كُلِّ مَا أَظَلَّتْهُ السَّمَاءُ، فَشَحَّتْ عَلَيْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ، وَسَخَتْ عَنْهَا نُفُوسُ قَوْمٍ آخَرِينَ، وَنِعْمَ الْحَكَمُ اللَّهُ. وَمَا أَصْنَعُ بِفَدَكٍ وَغَيْرِ فَدَكٍ، وَالنَّفْسُ مَظَانُّهَا فِي غَدٍ جَدَثٌ تَنْقَطِعُ فِي ظُلْمَتِهِ آثَارُهَا، وَتَغِيبُ أَخْبَارُهَا، وَحُفْرَةٌ لَوْ زِيدَ فِي فُسْحَتِهَا، وَأَوْسَعَتْ يَدَا حَافِرِهَا، لَأَضْغَطَهَا الْحَجَرُ وَالْمَدَرُ، وَسَدَّ فُرَجَهَا التُّرَابُ الْمُتَرَاكِمُ؛ وَإِنَّمَا هِيَ نَفْسِي أَرُوضُهَا بِالتَّقْوَى لِتَأْتِيَ آمِنَةً يَوْمَ الْخَوْفِ الْأَكْبَرِ (القيامة) وَتَثْبُتَ عَلَى جَوَانِبِ الْمَزْلَقِ. وَلَوْ شِئْتُ لَاهْتَدَيْتُ الطَّرِيقَ إِلَى مُصَفَّى هَذَا الْعَسَلِ، وَلُبَابِ هَذَا الْقَمْحِ، وَنَسَائِجِ هَذَا الْقَزِّ. وَلَكِنْ هَيْهَاتَ أَنْ يَغْلِبَنِي هَوَايَ، وَيَقُودَنِي جَشَعِي إِلَى تَخَيُّرِ الْأَطْعِمَةِ - وَلَعَلَّ بِالْحِجَازِ أَوِ الْيَمَامَةِ مَنْ لَا طَمَعَ لَهُ فِي الْقُرْصِ، وَلَا عَهْدَ لَهُ بِالشِّبَعِ - أَوْ أَبِيتَ مِبْطَاناً وَحَوْلِي بُطُونٌ غَرْثَى وَأَكْبَادٌ حَرَّى، أَوْ أَكُونَ كَمَا قَالَ الْقَائِلُ:

وَحَسْبُكَ دَاءً أَنْ تَبِيتَ بِبِطْنَةٍ ... وَحَوْلَكَ أَكْبَادٌ تَحِنُّ إِلَى الْقِدِّ

أَأَقْنَعُ مِنْ نَفْسِي بِأَنْ يُقَالَ: هَذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا أُشَارِكُهُمْ فِي مَكَارِهِ الدَّهْرِ، أَوْ أَكُونَ أُسْوَةً لَهُمْ فِي جُشُوبَةِ (الخشونة) الْعَيْشِ! فَمَا خُلِقْتُ لِيَشْغَلَنِي أَكْلُ الطَّيِّبَاتِ، كَالْبَهِيمَةِ الْمَرْبُوطَةِ، هَمُّهَا عَلَفُهَا، أَوِ الْمُرْسَلَةِ شُغُلُهَا تَقَمُّمُهَا، تَكْتَرِشُ مِنْ أَعْلَافِهَا، وَتَلْهُو عَمَّا يُرَادُ بِهَا، أَوْ أُتْرَكَ سُدًى، أَوْ أُهْمَلَ عَابِثاً، أَوْ أَجُرَّ حَبْلَ الضَّلَالَةِ

طمر - بوسیدہ لباس
دبرہ - زخمی پشت
مقرہ - تلخ
فدک - مدینہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک علاقہ ہے
مظان - محل احتمال وجود
جدث - قبر
ضغط - دباؤ
مدر - ڈھیلا پتھر
فرج - شگاف
اروض - ہموار کرتا ہوں
مزلق - پھسلنے کی جگہ
قز - ریشم
جشع - حرص و طمع
قرص - روٹی
غرثی - بھوکے
حری - پیاسے
بطنہ - پیٹ بھرا
قد - سوکھا چمڑا
جشوبہ - بدمزگی
تقمم - گھاس کوڑا کھانا
تکترش - پیٹ بھر لیتا ہے
علف - چارہ

① یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اکرم کے دور سے فدک پر ہمارا قبضہ تھا اور قانونی اعتبار سے قبضہ والے سے گواہ نہیں طلب کئے جاتے ہیں لہٰذا ہم سے گواہ طلب کرنا اس امر کی علامت ہے کہ قوم کی دال [illegible] رہی تھی اور وہ ہمارے گھر والوں کو کھاتا پیتا نہیں دیکھ سکتے تھے اور نہ ہماری غرباء پروری سے راضی تھے۔

اور نہ ایک بالشت پر قبضہ کیا ہے اور نہ ایک بیمار جانور سے زیادہ کوئی قوت (غذا) حاصل کیا ہے۔ یہ دنیا میری نگاہ میں کڑوی چھال سے بھی زیادہ حقیر اور بے قیمت ہے۔ ہاں ہمارے ہاتھوں میں اس آسمان کے نیچے صرف ایک فدک (۱) تھا مگر اس پر بھی ایک قوم نے اپنی لالچ کا مظاہرہ کیا اور دوسری قوم نے اس کے جانے کی پرواہ نہ کی اور بہر حال بہترین فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے اور ویسے بھی مجھے فدک یا غیر فدک سے کیا لینا دینا ہے جب کہ نفس کی منزل اصلی کل کے دن قبر ہے جہاں کی تاریکی میں تمام آثار منقطع ہو جائیں گے اور کوئی خبر نہ آئے گی۔ یہ ایک ایسا گڑھا ہے جس کی وسعت زیادہ بھی کر دی جائے اور کھودنے والا اسے وسیع بھی بنادے تو بالآخر پتھر اور ڈھیلے اسے تنگ بنادیں گے اور تہ بہ تہ مٹی اس کے شگاف کو بند کر دے گی۔ میں تو اپنے نفس کو تقویٰ کی تربیت دے رہا ہوں تاکہ عظیم ترین خوف کے دن مطمئن ہو کر میدان میں آئے اور پھسلنے کے مقامات پر ثابت قدم رہے۔

میں اگر چاہتا تو اس خالص شہد، بہترین صاف شدہ گندم اور ریشمی کپڑوں کے راستے بھی پیدا کر سکتا تھا لیکن خدا نہ کرے کہ مجھ پر خواہشات کا غلبہ ہو جائے اور مجھے حرص و طمع اچھے کھانوں کے اختیار کرنے کی طرف کھینچ کر لے جائیں جب کہ بہت ممکن ہے کہ حجاز یا یمامہ میں ایسے افراد بھی ہوں جن کے لئے ایک روٹی کا سہارا نہ ہو اور شکم سیری کا کوئی سامان نہ ہو۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں شکم سیر ہو کر سو جاؤں اور میرے اطراف بھوکے پیٹ اور پیاسے جگر تڑپ رہے ہوں۔ کیا میں شاعر کے اس شعر کا مصداق ہو سکتا ہوں:

"تیری بیماری کے لئے یہی کافی ہے کہ تو پیٹ بھر کر سو جائے اور تیرے اطراف وہ جگر بھی ہوں جو سوکھے چمڑے کو بھی ترس رہے ہوں"

کیا میرا نفس اس بات سے مطمئن ہو سکتا ہے کہ مجھے "امیر المومنین" کہا جائے اور میں زمانے کے ناخوشگوار حالات میں مومنین کا شریک حال نہ بنوں اور معمولی غذا کے استعمال میں ان کے واسطے نمونہ نہ پیش کر سکوں۔ میں اس لئے تو نہیں پیدا کیا گیا ہوں کہ مجھے بہترین غذاؤں کا کھانا مشغول کر لے اور میں جانوروں کے مانند ہو جاؤں کہ وہ بندھے ہوتے ہیں تو ان کا کل مقصد چارہ ہوتا ہے اور آزاد ہوتے ہیں تو کل مشغلہ اِدھر اُدھر چرنا ہوتا ہے جہاں گھاس پھوس سے اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں اور انھیں اس بات کی فکر نہیں ہوتی ہے کہ ان کا مقصد کیا ہے۔ کیا میں آزاد چھوڑ دیا گیا ہوں۔ یا مجھے بیکار آزاد کر دیا گیا ہے یا مقصد یہ ہے کہ میں گمراہی کی رسی میں باندھ کر کھینچا جاؤں۔

---

(۱) آج دنیا کے زہد و تقویٰ کا بیشتر حصہ مجبوریوں کی پیداوار ہے اور انسان کو جب دنیا حاصل نہیں ہوتی ہے تو وہ دین کے زیر سایہ پناہ لے لیتا ہے اور ذکر آخرت سے اپنے نفس کو بہلاتا ہے لیکن امیر المومنین کا کردار اس سے بالکل مختلف ہے۔ آپ کے ہاتھوں میں دنیا و آخرت کا اختیار تھا۔ آپ کے بازوؤں میں زور خیبر شکنی اور آپ کی انگلیوں میں قوت ردشمس تھی لیکن اس کے باوجود فاقے کرتے تھے تاکہ اسلام میں ریاست اور حکومت عیش پرستی کا ذریعہ نہ بن جائے اور حکام اپنی مسئولیت کا احساس کریں اور اپنی زندگی کو غرباء کے معیار پر گذاریں تاکہ ان کا دل نہ ٹوٹنے پائے اور ان کے نفس میں غرور نہ پیدا ہونے پائے۔ مگر افسوس کہ دنیا سے یہ تصور یکسر غائب ہو گیا اور ریاست و حکومت صرف راحت و آرام اور عیاشی و عیش پرستی کا وسیلہ بن کر رہ گئی۔

ان حالات کی جزوی اصلاح غلامان علیؑ کے اسلامی نظام سے ہو سکتی ہے اور کلی اصلاح فرزند علیؑ کے ظہور سے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بنی امیہ اور بنی عباس پر ناز کرنے والے سلاطین ان حالات کی اصلاح نہیں کر سکتے ہیں۔

(۲) انسان اور جانور کا نقطۂ امتیاز یہی ہے کہ جانور کے یہاں کھانا اور چارہ مقصد حیات ہے اور انسان کے یہاں یہ اشیاء وسیلۂ حیات ہیں۔ لہٰذا انسان جب تک مقصد حیات اور بندگی پروردگار کا تحفظ کرتا رہے گا انسان رہے گا اور جس دن اس نکتہ سے غافل ہو جائے گا اس کا شمار حیوانات میں ہو جائے گا۔

أَوْ أَغْشَيْكُمْ طَرِيقَ السَّاهِقِ ! وَكَأَنِّي بِقَائِلِكُمْ يَقُو
«إِذَا كَانَ هٰذَا قُوتُ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَدْ قَعَدَ بِهِ الضَّ
عَنْ قِتَالِ الْأَقْرَانِ، وَمُنَازَلَةِ الشُّجْعَانِ». أَلَا وَإِنَّ الشَّجَ
الْبَرِّيَّةَ أَصْلَبُ عُوداً، وَالرَّوَائِعَ الْخَضِرَةَ أَرَقُّ جُلُو
وَالنَّابِتَاتِ الْعِذْيَةَ أَقْوَىٰ وَقُوداً، وَأَبْطَأُ خُمُوداً. وَأَنَ
مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ كَالضَّوْءِ مِنَ الضَّوْءِ(ﷺ) (کالصنو من الص
وَالذِّرَاعِ مِنَ الْعَضُدِ. وَاللّٰهِ لَوْ تَظَاهَرَتِ الْعَرَبُ عَ
قِتَالِي لَمَا وَلَّيْتُ عَنْهَا، وَلَوْ أَمْكَنَتِ الْفُرَصُ مِ
رِقَابِهَا لَسَارَعْتُ إِلَيْهَا. وَسَأَجْهَدُ فِي أَنْ أُطَ
الْأَرْضَ مِنْ هٰذَا الشَّخْصِ الْمَعْكُوسِ، (الرَّجُلِ)، وَالْجِ
الْمَرْكُوسِ حَتّٰى تَخْرُجَ الْمَدَرَةُ مِنْ بَيْنِ حَبِّ الْحَصِيدِ.

ومن هذا الكتاب، وهو آخره:

إِلَيْكِ عَنِّي يَا دُنْيَا، فَحَبْلُكِ عَلَىٰ غَارِبِكِ، قَ
انْسَلَلْتُ مِنْ مَخَالِبِكِ، وَأَفْلَتُّ مِنْ حَبَائِلِ
وَاجْتَنَبْتُ الذَّهَابَ فِي مَدَاحِضِكِ. أَيْنَ الْقُرُونُ (القوم
الَّذِينَ غَرَرْتِهِمْ بِمَدَاعِبِكِ! (مداعیک) أَيْنَ الْأُمَ
الَّذِينَ فَتَنْتِهِمْ بِزَخَارِفِكِ! فَهَا هُمْ رَهَائِنُ الْقُبُو
وَمَضَامِينُ اللُّحُودِ. وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتِ شَخْصاً مَرْئِ
وَقَالَباً حِسِّيّاً (حسيّا)، لَأَقَمْتُ عَلَيْكِ حُدُودَ اللّٰ
فِي عِبَادٍ غَرَرْتِهِمْ بِالْأَمَانِي، وَأُمَمٍ أَلْقَيْتِهِ
فِي الْمَهَاوِي، وَمُلُوكٍ أَسْلَمْتِهِمْ إِلَى التَّلَ
وَأَوْرَدْتِهِمْ مَوَارِدَ الْبَلَاءِ، إِذْ لَا وِرْدَ وَلَا صَدَرَ
هَيْهَاتَ! مَنْ وَطِئَ دَحْضَكِ زَلِقَ، وَمَنْ رَكِبَ لُجَجَكِ
غَرِقَ، وَمَنِ ازْوَرَّ عَنْ حَبَائِلِكِ وُفِّقَ، وَالسَّالِمُ مِنْكِ
لَا يُبَالِي إِنْ ضَاقَ بِهِ مُنَاخُهُ، وَالدُّنْيَا عِنْدَهُ كَيَوْمٍ
حَانَ انْسِلَاخُهُ.

اعتساف ۔ راہ سے بے راہ ہو جانا
متاہۃ ۔ گمراہی ۔ حیرانی
بریہ ۔ جنگل
خضرہ ۔ سرسبز و شاداب
عذیہ ۔ بارش سے سینچی گئی
وقود ۔ ایندھن
عضد ۔ بازو
اَجہد ۔ کوشش کرنا
مرکوس ۔ الٹا
مدرۃ ۔ پتھر
حصید ۔ کاٹا ہوا غلہ
الیک عنی ۔ دور ہو جا
غارب ۔ کاندھا
مخالب ۔ پنجے
حبائل ۔ جال
مداحض ۔ پھسلنے کے مقامات
مداعب ۔ ہنسی مذاق
مہاوی ۔ گڑھے
ورد ۔ چشمہ پر وارد ہونا
صدر ۔ پانی پی کر نکلنا
دحض ۔ پھسلنے والی زمین
زلق ۔ پھسل گیا
ازورّ ۔ دور ہٹ گیا
مناخ ۔ مقام
حان ۔ وقت آگیا
انسلاخ ۔ زوال

(۱) اگر یہ لفظ صنو ہے تو اس کے معنی شاخ کے ہیں یعنی ہم دونوں ایک ہی درخت عصمت و طہارت کی شاخیں ہیں اور وہ رسول اکرم ہیں تو میں
رسول اکرم ہوں ۔

یا بھٹکنے کی جگہ پر منہ اٹھائے پھر تا رہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے بعض لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ جب ابو طالب کے فرزند کی غذا ایسی معمولی ہے تو انھیں ضعف نے دشمنوں سے جنگ کرنے اور بہادروں کے ساتھ میدان میں اُترنے سے بٹھا دیا ہوگا۔ تو یاد رکھنا کہ جنگل کے درختوں کی لکڑی زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور تر و تازہ درختوں کی چھال کمزور ہوتی ہے۔ صحرائی جھاڑ کا ایندھن زیادہ بھڑکتا بھی ہے اور اس کے شعلے دیر میں بجھتے بھی ہیں۔ میرا رشتہ رسول اکرمؐ سے وہی ہے۔ جو نور کا رشتہ نور سے ہوتا ہے یا ہاتھ کا رشتہ بازوؤں سے ہوتا ہے۔

خدا کی قسم اگر تمام عرب مجھ سے جنگ کرنے پر اتفاق کر لیں تو بھی میں میدان سے منہ نہیں پھرا سکتا اور اگر مجھے ذرا بھی موقع مل جائے تو میں ان کی گردنیں اڑا دوں گا اور اس بات کی کوشش کروں گا کہ زمین کو اس اُلٹی کھوپڑی اور بے ہنگم ڈیل ڈول والے سے پاک کر دوں تاکہ کھلیان کے دانوں میں سے کنکر پتھر نکل جائیں۔

(اس خطبہ کا آخری حصہ) اے دنیا مجھ سے دور ہو جا۔ میں نے تیری باگ دوڑ تیرے ہی کاندھے پر ڈال دی ہے اور تیرے چنگل سے باہر آچکا ہوں اور تیرے جال سے نکل چکا ہوں اور تیرے پھسلنے کے مقامات کی طرف جانے سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تو نے اپنی ہنسی مذاق کی باتوں سے لُبھا لیا تھا اور کہاں ہیں وہ قومیں جن کو اپنی زینت و آرائش سے مبتلائے فتنہ کر دیا تھا۔ دیکھو اب وہ سب قبروں میں رہن ہو چکے ہیں اور لحد میں دبکے پڑے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تو کوئی دیکھنے والی شے اور محسوس ہونے والا ڈھانچہ ہوتی تو میں تیرے اوپر ضرور حد جاری کرتا کہ تو نے اللہ کے بندوں کو آرزوؤں کے سہارے دھوکہ دیا ہے اور قوموں کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ بادشاہوں کو بربادی کے حوالے کر دیا ہے اور انھیں بلاؤں کی منزل پر اُتار دیا ہے جہاں نہ کوئی وارد ہونے والا ہے اور نہ صادر ہونے والا۔

افسوس! جس نے بھی تیری لغزش گاہوں پر قدم رکھا وہ پھسل گیا اور جو تیری موجوں پر سوار ہوا وہ غرق ہو گیا۔ بس جس نے تیرے پھندوں سے کنارہ کشی اختیار کی اس کو توفیق حاصل ہو گئی۔ تجھ سے بچنے والا اس بات کی پرواہ نہیں کرتا ہے کہ اس کی منزل کس قدر تنگ ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ دنیا اس کی نگاہ میں صرف ایک دن کے برابر ہے جس کے اختتام کا وقت ہو چکا ہے۔

لے بعض افراد کا خیال ہے کہ انسانی زندگی میں طاقت کا سرچشمہ اس کی غذا ہوتی ہے اور انسان کی غذا جس قدر لذیذ اور خوش ذائقہ ہوگی انسان اسی قدر صحت اور طاقت والا ہوگا حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور مہمل ہے۔ طاقت کا تعلق لذّت و ذائقہ سے نہیں ہے۔ قوت نفس اور ہمت قلب سے اور اس کے بالاتر تائید پروردگار سے کہ دست قدرت سے سیراب ہونے والا صحرائی درخت زیادہ مضبوط ہوتا ہے اور امکانات کے اندر تربیت پانے والے اشجار انتہائی کمزور ہوتے ہیں کہ دست بشر وہ طاقت نہیں پیدا کر سکتا ہے جو دست قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔

لے لفظوں میں یہ بات بہت آسان ہے لیکن سچی سچائی دنیا کو تین مرتبہ طلاق دے کر اپنے سے جدا کر دینا صرف نفس پیغمبرؐ کا کارنامہ ہے اور امت کے بس کا کام نہیں ہے۔ یہ کام وہی انجام دے سکتا ہے جو نفس کے چنگل سے آزاد ہو۔ خواہشات کے پھندوں میں گرفتار نہ ہوا اور ہر طرح کی زینت و آرائش کو اپنی نگاہوں سے گرا چکا ہو۔

اُعْزُبِي عَنِّي! فَوَاللَّهِ لَا أَذِلُّ لَكِ فَتَسْتَذِلِّينِي، وَلَا أَسْلَسُ لَكِ فَتَقُودِينِي. وَايْمُ اللَّهِ - يَمِيناً أَسْتَثْنِي[١] فِيهَا بِمَشِيئَةِ اللَّهِ - لَأَرُوضَنَّ نَفْسِي رِيَاضَةً تَهِشُّ مَعَهَا إِلَى الْقُرْصِ إِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهِ مَطْعُوماً، وَتَقْنَعُ بِالْمِلْحِ مَأْدُوماً، وَلَأَدَعَنَّ مُقْلَتِي كَعَيْنِ مَاءٍ، نَضَبَ مَعِينُهَا، مُسْتَفْرِغَةً دُمُوعَهَا. أَتَمْتَلِئُ السَّائِمَةُ مِنْ رِعْيِهَا فَتَبْرُكَ؟ وَتَشْبَعُ الرَّبِيضَةُ مِنْ عُشْبِهَا فَتَرْبِضَ؟ وَيَأْكُلُ عَلِيٌّ مِنْ زَادِهِ فَيَهْجَعَ! قَرَّتْ إِذاً عَيْنُهُ إِذَا اقْتَدَى بَعْدَ السِّنِينَ الْمُتَطَاوِلَةِ بِالْبَهِيمَةِ الْهَامِلَةِ، وَالسَّائِمَةِ الْمَرْعِيَّةِ!

طُوبَى لِنَفْسٍ أَدَّتْ إِلَى رَبِّهَا فَرْضَهَا، وَعَرَكَتْ بِجَنْبِهَا بُؤْسَهَا، وَهَجَرَتْ فِي اللَّيْلِ غُمْضَهَا، حَتَّى إِذَا غَلَبَ الْكَرَى عَلَيْهَا افْتَرَشَتْ أَرْضَهَا، وَتَوَسَّدَتْ كَفَّهَا، فِي مَعْشَرٍ أَسْهَرَ عُيُونَهُمْ خَوْفُ مَعَادِهِمْ، وَتَجَافَتْ عَنْ مَضَاجِعِهِمْ جُنُوبُهُمْ، وَهَمْهَمَتْ بِذِكْرِ رَبِّهِمْ شِفَاهُهُمْ، وَتَقَشَّعَتْ بِطُولِ اسْتِغْفَارِهِمْ ذُنُوبُهُمْ، أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

فَاتَّقِ اللَّهَ يَا ابْنَ حُنَيْفٍ، وَلْتَكْفُفْ أَقْرَاصُكَ، لِيَكُونَ مِنَ النَّارِ خَلَاصُكَ.

اعزُبي - دور ہوجا
لا اسلس - اطاعت نہیں کرسکتی
تہش - خوش ہوجائے
مادوم - سالن
مقلہ - آنکھ
نضب - خشک ہوگیا
معین - چشمہ
سائمہ - چرنے والے جانور
رعی - گھاس
ربیضہ - بکری
تربض - سینہ کے بھل بیٹھ جاتی ہے
یہجع - آرام کرے
قرّت عینہ - آنکھیں بے نور ہوجائیں
ہاملہ - آوارہ
بؤس - سختی
غمض - نیند
کری - اونگھ
تجافت - دور رہے
مضاجع - بستر
ہمہمت - زمزمہ خوانی کرتے رہے
تقشعت - چھٹ گئے
اقراص - روٹیاں

[١] یہ کمال معرفت کی دلیل ہے کہ انسان تقریر کے جوش میں اور اپنے نفس کی بلندی کے اظہار میں عظمت پروردگار اور کرم خالق سے غافل نہ ہوجائے اور اسے یہ احساس رہے کہ اس کی ساری بلندیاں مالک کے کرم کا نتیجہ ہیں اور اس کا ارادہ بدل جائے تو دنیا کی کوئی طاقت حالات کی اصلاح نہیں کرسکتی ہے۔ لہٰذا ہر مرحلہ پر انشاء اللہ کہنا ضروری ہے اور ہر مسئلہ میں مشیت پروردگار کا لحاظ لازم ہے۔

تو مجھ سے دور ہو جا۔ میں تیرے قبضہ میں آنے والا نہیں ہوں کہ تو مجھے ذلیل کر سکے اور نہ اپنی زمام تیرے ہاتھ میں دینے والا ہوں کہ جدھر چاہے کھینچ سکے۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔۔ اور اس قسم میں مشیت خدا کے علاوہ کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں کرتا۔ اس نفس کو ایسی تربیت دوں گا کہ ایک روٹی پر بھی خوش رہے اگر وہ بطور طعام اور نمک بطور ادام مل جائے اور میں اپنی آنکھوں کے سوتے کو ایسا بنا دوں گا جیسے وہ چشمہ جس کا پانی تقریباً خشک ہو چکا ہو اور سارے آنسو بہ گئے ہوں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح جانور چارہ کھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور بکریاں گھاس سے سیر ہو کر اپنے باڑہ میں لیٹ جاتی ہیں۔۔ اسی طرح علیؑ بھی اپنے پاس کا کھانا کھا کر سو جائے۔ اس کی آنکھیں پھوٹ جائیں جو ایک طویل زمانہ گذارنے کے بعد آوارہ جانور اور چرائے ہوئے حیوانات کی پیروی کرنے لگے۔

خوشا نصیب اس نفس کے لئے جو اپنے رب کے فرض کو ادا کر دے اور سختیوں کے عالم میں صبر سے کام لے۔ راتوں کو اپنی آنکھوں کو کھلا رکھے یہاں تک کہ نیند کا غلبہ ہونے لگے تو زمین کو بستر بنا لے اور ہاتھوں کو تکیہ۔۔ ان لوگوں کے درمیان جن کی آنکھوں کو خوف محشر نے بیدار رکھا ہے اور جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے ہیں۔ اُن کے ہونٹوں پر ذکر خدا کے زمزمے رہے ہیں اور جن کے طول استغفار سے گناہوں کے بادل چھٹ گئے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے گروہ میں ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

ابن حنیف! اللہ سے ڈرو۔۔ اور تمہاری یہ روٹیاں تمہیں حرص وطمع سے روکے رہیں تاکہ آتش جہنم سے آزادی حاصل کر سکو۔!

کہاں دنیا میں ایسا کوئی انسان ہے جو صاحب جاہ وجلال۔ اقتدار و بیت المال ہو۔ دنیا میں اس کا سکہ چل رہا ہو اور عالم اسلام اس کے زیر نگیں ہو اور اس کے بعد یا تو راتوں کو بیداری اور عبادت الٰہی میں گذار دے یا سونے کا ارادہ کرے تو خاک کا بستر اور ہاتھ کا تکیہ بنا لے۔ سلاطین زمانہ اور حکام مسلمین تو اس صورت حال کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اس کردار کے پیدا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ یہ مولائے کائنات کی شخصی زندگی کا نقشہ نہیں ہے۔ یہ حاکم اسلامی اور خلیفۃ اللہ کا منصبی کردار ہے کہ جسے عوامی مفادات اور اسلامی مقدرات کا ذمہ دار بنایا جاتا ہے۔ اس کے کردار کو ایسا ہونا چاہئے اور اس کی زندگی میں اسی قسم کی سادگی درکار ہے۔ انسان ایسے نفس قدسی کے پیدا کرنے کا عزم محکم کرے ورنہ اسلامی تخت اقتدار کو چھوڑ کر ظلم وستم کی بساط پر زندگی گذار دے اور اپنے کو عالم اسلام کا حاکم کہنے کا ارادہ نہ کرے۔ وما توفیقی الا باللہ

٤٦

و من كتاب له (عليه السلام)

الى بعض عماله [1]

أما بعد، فإنك ممن أستظهر به على إقامة الدين، وأقمع به نخوة الأثيم، وأسد به لهاة الثغر المخوف. فاستعن بالله على ما أهمك، واخلط الشدة بضغث من اللين، وارفق ما كان الرفق أرفق (أوفق)، واعتزم بالشدة حين لا تغني عنك إلا الشدة، واخفض للرعية جناحك، وابسط لهم وجهك، وألن لهم جانبك، وآس بينهم في اللحظة والنظرة، والإشارة والتحية، حتى لا يطمع العظماء في حيفك، ولا ييأس الضعفاء من عدلك، والسلام. [2]

٤٧

و من وصية له (عليه السلام)

للحسن و الحسين عليهما السلام لما ضربه ابن ملجم لعنه الله

أوصيكما بتقوى الله، وألا تبغيا الدنيا وإن بغتكما، ولا تأسفا على شيء منها زوي عنكما، وقولا بالحق، واعملا للأجر (للآخرة)، وكونا للظالم خصماً، وللمظلوم عوناً.

أوصيكما، وجميع ولدي وأهلي ومن بلغه كتابي، بتقوى الله، ونظم أمركم، وصلاح ذات بينكم، فإني سمعت جدكما - صلى الله عليه وآله وسلم - يقول: «صلاح ذات البين أفضل من عامة الصلاة والصيام».

الله الله في الأيتام، فلا تغبوا أفواههم، ولا يضيعوا بحضرتكم. والله الله في جيرانكم، فإنهم وصية نبيكم، ما زال يوصي بهم

استظہر بہ - مدد طلب کرتا ہوں
اقمع - توڑ دیتا ہوں
نخوت - غرور
اثیم - گناہگار
لہاۃ - کوّا - حلق
ثغر - سرحد
مخوف - خوفناک
ضغث - ایک حصہ
آسِ - برابر کا برتاؤ کرنا
حیف - ظلم، زیادتی
بغتکما - وہ تم دونوں کو طلب کرے
زوی - جدا کر دی جائے
لا تغبوا - فاقہ ذکرنے دینا

[1] شارحین نہج البلاغہ نے عام طور سے اس عامل کے نام کا پتہ نہیں لگایا ہے جس کے نام حضرت نے یہ فرمان تحریر فرمایا ہے۔ البتہ اس فرمان سے دو باتوں کا اندازہ ضرور ہوتا ہے۔ ۱۔ یہ عامل مرد مومن، ثقہ اور مجاہد تھا جس سے علیؑ جیسے امام معصوم بھی مذہبی معاملات میں مدد لیا کرتے تھے۔

[2] اس خط کے ذریعہ حضرت نے اصول جہانبانی کی طرف متوجہ کرنا چاہا ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ دنیا کی حکمرانی مذہب کی حکومت سے الگ ہے اور مذہب ہر مسئلہ میں اپنے اصول کو مقدم رکھتا ہے کسی حاکم کی شخصیت کو نہیں۔

مصادر کتاب ۴۶ الغارات ثقفی، انساب الاشراف ۲ ص ۳۶۵، تاریخ طبری حوادث ۳۹ھ، کامل ابن اثیر ۳ ص ۱۵۴، المجالس المفید ص ۱۶۳

مصادر کتاب ۴۷ مقاتل الطالبیین ابوالفرج ص ۲۳، المعمرون والوصایا ابوحاتم سجستانی ص ۱۴۹، تاریخ طبری ۶ ص ۸۵، امالی زجاجی ص ۱۳۳، کافی کلینی ۷ ص ۵۱، مروج الذہب ۲ ص ۴۲۵، تحف العقول ص ۱۹۷، من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۴۱، مناقب خوارزمی ص ۲۷۶، کشف الغمہ ص ۱۶، ذخائر العقبیٰ طبری ص ۱۱۶، روضۃ الواعظین نیشاپوری ص ۱۳۶، معارف ابن قتیبہ ۲ ص ۱۵۱، الامامۃ والسیاسۃ ۱ ص ۱۳۸، کتاب سلیم ص ۱۳۴، امالی طوسی ۱ ص ۶، امالی قالی ۲ ص ۱۵۱، صواعق محرقہ ص ۸۰، امالی مفید ص ۱۲۹، بحار الانوار ۹، تاریخ الخلفاء ص ۱۰۳، الجرائح راوندی ص ۱۸، الکامل ۱ ۲ ص ۱۵۲، الاغانی ابوالفرج اصفہانی

۴۶۔ آپ کا مکتوب گرامی
(بعض عمال کے نام)

اما بعد۔ تم ان لوگوں میں ہو جن سے میں دین کے قیام کے لئے مدد لیتا ہوں اور گنہگاروں کی نخوت کو توڑ دیتا ہوں اور سرحدوں کے خطرات کی حفاظت کرتا ہوں لہٰذا اپنے اہم امور میں اللہ سے مدد طلب کرنا اور اپنی شدت میں تھوڑی نرمی بھی شامل کر لینا۔ جہاں تک نرمی مناسب ہو نرمی ہی سے کام لینا اور جہاں سختی کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو وہاں سختی ہی کرنا۔ رعایا کے ساتھ تواضع سے پیش آنا اور کشادہ روئی کا برتاؤ کرنا۔ اپنا رویہ نرم رکھنا اور نظر بھر کے دیکھنے یا کنکھیوں سے دیکھنے میں بھی برابر کا سلوک کرنا اور اشارہ وسلام میں بھی مساوات سے کام لینا تاکہ بڑے لوگ تمہاری ناانصافی سے امید نہ لگا بیٹھیں اور کمزور افراد تمہارے انصاف سے مایوس نہ ہو جائیں۔ والسلام

۴۷۔ آپ کی وصیت
(امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے۔ ابن ملجم کی تلوار سے زخمی ہونے کے بعد)

میں تم دونوں کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ الٰہی اختیار کئے رہنا اور خبردار دنیا لاکھ تمہیں چاہے اس سے دل نہ لگانا اور اس کی کسی شے سے محروم ہو جانے پر افسوس کرنا۔ ہمیشہ حرف حق کہنا اور ہمیشہ آخرت کے لئے عمل کرنا اور دیکھو ظالم کے دشمن رہنا اور مظلوم کے ساتھ رہنا۔

میں تم دونوں کو اور اپنے تمام اہل وعیال کو اور جہاں تک میرا یہ پیغام پہونچے۔ سب کو وصیت کرتا ہوں کہ تقوائے الٰہی اختیار کریں۔ اپنے امور کو منظم رکھیں۔ اپنے درمیان تعلقات کو سدھارے رکھیں کہ میں نے اپنے جد بزرگوار سے سُنا ہے کہ آپس کے معاملات کو سُلجھا کر رکھنا عام نماز اور روزہ سے بھی بہتر ہے۔

دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اور ان کے فاقوں کی نوبت نہ آ جائے اور وہ تمہاری نگاہوں کے سامنے برباد نہ ہو جائیں اور دیکھو ہمسایہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کہ ان کے بارے میں تمہارے پیغمبرؐ کی وصیت ہے اور آپؐ برابر ان کے بارے میں نصیحت فرماتے رہتے تھے

یہ اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کا بنیادی مقصد معاشرہ کی اصلاح۔ سماج کی تنظیم اور امت کے معاملات کی ترتیب ہے اور نماز روزہ کو بھی درحقیقت اس کا ایک ذریعہ بنایا گیا ہے ورنہ پروردگار کسی کی عبادت اور بندگی کا محتاج نہیں ہے اور اس کا تمامتر مقصد یہ ہے کہ انسان میں پروردگار اپنے کو حقیر وفقیر سمجھے اور اس میں یہ احساس پیدا ہو کہ میں بھی تمام بندگانِ خدا میں سے ایک بندہ ہوں اور جب سب ایک ہی خدا کے بندے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں جانے والے ہیں تو آپس کے تفرقہ کا جواز کیا ہے اور یہ تفرقہ کب تک برقرار رہے گا۔ بالآخر سب کو ایک دن اس کی بارگاہ میں ایک دوسرے کا سامنا کرنا ہے۔

اس کے بعد اگر کوئی شخص اس جذبہ سے محروم ہو جائے اور شیطان اس کے دل ودماغ پر مسلط ہو جائے تو دیگر افراد کا فرض ہے کہ اصلاحی قدم اٹھائیں اور معاشرہ میں اتحاد واتفاق کی فضا قائم کریں کہ یہ مقصد الٰہی کی تکمیل اور ارتقائے بشریت کی بہترین علامت ہے۔ نماز روزہ انسان کے ذاتی اعمال ہیں۔ اور سماج کے فساد سے آنکھیں بند کر کے ذاتی اعمال کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے۔ ورنہ اللہ کے معصوم بندے بھی گھر سے باہر ہی نہ نکلتے اور ہمیشہ سجدۂ پروردگار ہی میں پڑے رہتے۔!

حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُمْ.

وَاللهَ وَاللهَ فِي الْقُرْآنِ، لَا يَسْبِقُكُمْ بِالْعَمَلِ بِهِ غَيْرُكُمْ.

وَاللهَ وَاللهَ فِي الصَّلَاةِ، فَإِنَّهَا عَمُودُ دِينِكُمْ.

وَاللهَ اللهَ فِي بَيْتِ رَبِّكُمْ، لَا تُخَلُّوهُ مَا بَقِيتُمْ، فَإِنَّهُ إِنْ تُرِكَ لَمْ تُنَاظَرُوا.[1]

وَاللهَ وَاللهَ فِي الْجِهَادِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ.

وَعَلَيْكُمْ بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّبَاذُلِ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّدَابُرَ وَالتَّقَاطُعَ. لَا تَتْرُكُوا الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ فَيُوَلَّى عَلَيْكُمْ شِرَارُكُمْ، ثُمَّ تَدْعُونَ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ.

ثم قال:

يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لَا أُلْفِيَنَّكُمْ تَخُوضُونَ دِمَاءَ الْمُسْلِمِينَ خَوْضاً، تَقُولُونَ: «قُتِلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ». أَلَا لَا تَقْتُلُنَّ بِي إِلَّا قَاتِلِي.

انْظُرُوا إِذَا أَنَا مِتُّ مِنْ ضَرْبَتِهِ هَذِهِ، فَاضْرِبُوهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ، وَلَا تُمَثِّلُوا بِالرَّجُلِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ـ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ـ يَقُولُ: «إِيَّاكُمْ وَالْمُثْلَةَ وَلَوْ بِالْكَلْبِ الْعَقُورِ».

سیورثہم ۔ عنقریب انھیں وارث بنا دیں گے

لم تناظروا ۔ تم دیکھنے کے لائق بھی نہ رہ جاؤ گے

تباذل ۔ باہمی عطا

لا اُلفینکم ۔ میں تمھیں نہ پاؤں

تخوضون ۔ خون بہا رہے ہو

لا تمثلوا ۔ ٹکڑے ٹکڑے مت کرنا

مثلہ ۔ اعضاء بدن کا کاٹ دینا

یوتغان ۔ ہلاک کر دیتے ہیں

ما تقضی قراتہ ۔ جس کا نہ ملنا ہی مقدر ہو

تاتوا ۔ قسم کھائی

اکذبہم ۔ جھوٹا ثابت کر دیا

[1] حقیقت امر یہ ہے کہ خانۂ کعبہ مسلمانوں کی عزت و عظمت کا راز ہے اور جب بھی مسلمان اس سے دور ہو جائیں گے ہیں دنیا و آخرت میں کہیں قابل توجہ نہ رہ جائیں گے

کعبہ کے خالی نہ چھوڑنے کا مقصد صرف طواف کرنا نہیں ہے بلکہ اسکی واقعی حقیقت کا پیش نظر رکھنا ہے اور اسے عزت اسلام کا رمز تصور کرنا ہے ایسے طواف کا کیا حاصل ہے جہاں جسم اللہ کے گھر کا طواف کر رہا ہو اور قلب و دماغ دشمنان خدا کے تصورِ محلات کے طواف میں مصروف ہوں اور اسی کو اپنی عزت و عظمت کا راز تصور کر رہے ہوں

۴۸

و من كتاب له «عليه السلام»

الى معاوية

وَإِنَّ الْبَغْيَ وَالزُّورَ يُوتِغَانِ (يذيعان) الْمَرْءَ فِي دِينِهِ وَدُنْيَاهُ، وَيُبْدِيَانِ خَلَلَهُ عِنْدَ مَنْ يَعِيبُهُ، وَقَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ غَيْرُ مُدْرِكٍ مَا قُضِيَ فَوَاتُهُ، وَقَدْ رَامَ أَقْوَامٌ أَمْراً بِغَيْرِ الْحَقِّ فَتَأَلَّوْا عَلَى اللهِ فَأَكْذَبَهُمْ

مصادر کتاب ۴۸ کتاب صفین ابراہیم بن دیزیل ۔ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۴۹۳ ، الفتوح اعثم کوفی ۳ ص۲۲۳

یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ شائد آپ وارث بھی بنانے والے ہیں۔
دیکھو اللہ سے ڈرو قرآن کے بارے میں کہ اس پر عمل کرنے میں دوسرے لوگ تم سے آگے نہ نکل جائیں۔
اور اللہ سے ڈرو نماز کے بارے میں کہ وہ تمھارے دین کا ستون ہے۔
اور اللہ سے ڈرو اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں کہ جب تک زندہ رہو اسے خالی نہ ہونے دو کہ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو تم دیکھنے کے لائق بھی نہ رہ جاؤ گے۔
اور اللہ سے ڈرو اپنے جان اور مال اور زبان سے جہاد کے بارے میں اور آپس میں ایک دوسرے سے تعلقات رکھو۔ ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور خبردار ایک دوسرے سے منہ نہ پھیر لینا۔ اور تعلقات توڑ نہ لینا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نظر انداز نہ کر دینا کہ تم پر اشرار کی حکومت قائم ہو جائے اور تم فریاد بھی کرو تو اس کی سماعت نہ ہو۔
اے اولادِ عبدالمطلب! خبردار میں یہ نہ دیکھوں کہ تم مسلمانوں کا خون بہانا شروع کر دو صرف اس نعرہ پر کہ "امیر المومنینؑ مارے گئے ہیں" میرے بدلہ میں میرے قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جا سکتا ہے۔
دیکھو اگر میں اس ضربت سے جانبر نہ ہو سکا تو ایک ضربت کا جواب ایک ہی ضربت ہے اور دیکھو میرے قاتل کے جسم کے ٹکڑے نہ کرنا کہ میں نے خود سرکار دو عالمؐ سے سنا ہے کہ خبردار کاٹنے والے کتے کے بھی ہاتھ پیر نہ کاٹنا۔

۴۸۔ آپ کا مکتوب گرامی
(معاویہ کے نام)

بیشک بغاوت اور دروغ گوئی انسان کو دین اور دنیا دونوں میں ذلیل کر دیتی ہے اور اس کے عیب کو نکتہ چینی کرنے والے کے سامنے واضح کر دیتی ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تو اس چیز کو حاصل نہیں کر سکتا ہے جس کے نہ ملنے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ کہ بہت سی قوموں نے حق کے بغیر مقصد کو حاصل کرنا چاہا اور اللہ کو گواہ بنایا تو اللہ نے ان کے جھوٹ کو واضح کر دیا۔

لہ کون دنیا میں ایسا شریف النفس اور بلند کردار ہے جو قانون کی سربلندی کے لئے اپنے نفس کا موازنہ اپنے دشمن سے کرے اور یہ اعلان کر دے کہ اگرچہ مجھے مالک نے نفس اللہ اور نفس پیغمبر قرار دیا ہے اور میرے نفس کے مقابلہ میں کائنات کے جملہ نفوس کی کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن جہاں تک اس دنیا میں قصاص کا تعلق ہے۔ میرا نفس بھی ایک ہی نفس شمار کیا جائے گا اور میرے دشمن کو بھی ایک ہی ضرب لگائی جائے گی تاکہ دنیا کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ مذہب کی ترجمانی کے لئے کس بلند کردار کی ضرورت ہوتی ہے اور سماج میں خونریزی اور فساد کے روکنے کا واقعی راستہ کیا ہوتا ہے۔ یہی وہ افراد ہیں جو خلافت الٰہیہ کے حقدار ہیں اور انھیں کے کردار سے اس حقیقت کی وضاحت ہوتی ہے کہ انسانیت کا کام فساد اور خونریزی نہیں ہے بلکہ انسان اس سرزمین پر فساد اور خونریزی کی روک تھام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اس کا منصب واقعی خلافت الٰہیہ ہے۔
لے آپ نے معاویہ کو ہوشیار کرنا چاہا ہے کہ یہ خونِ عثمانؓ کا مطالبہ کوئی نیا نہیں ہے۔ تجھ سے پہلے اہل جمل یہ کام کر چکے ہیں اور ان کا جھوٹ واضح ہو چکا ہے اور وہ دنیا و آخرت کی رسوائی مول لے چکے ہیں۔ اب تجھے دوبارہ ذلیل و خوار ہونے کا شوق پیدا ہوا ہے۔ تیرا راستہ رسوائی اور ذلت کے سوا کچھ نہیں ہے۔

فاحذر يوماً يغتبط فيه من أحمد عاقبة عمله، ويندم من أمكن الشيطان[۱] من قياده فلم يجاذبه.

وقد دعوتنا إلى حكم القرآن ولست من أهله، ولسنا إياك أجبنا، ولكنا أجبنا القرآن في حكمه، والسلام.

۴۹

و من كتاب له (عليه السلام)

الى معاوية ايضاً

أما بعد، فإن الدنيا مشغلة عن غيرها، ولم يصب صاحبها منها شيئاً إلا فتحت له حرصاً عليها، ولهجاً بها، ولن يستغني صاحبها بما نال فيها عما لم يبلغه منها، ومن وراء ذلك فراق ما جمع، ونقض ما أبرم! ولو اعتبرت بما مضى حفظت ما بقي، والسلام.

۵۰

و من كتاب له (عليه السلام)

إلى أمرائه على الجيش

من عبدالله علي بن أبي طالب أمير المؤمنين إلى أصحاب المسالح:

أما بعد، فإن حقاً على الوالي ألا يغيره على رعيته فضل ناله، ولا طول خص به، وأن يزيده ما قسم الله له من نعمه دنواً من عباده، وعطفاً على إخوانه.

ألا وإن لكم عندي ألا أحتجز (احتجن) دونكم سراً إلا في حرب، ولا أطوي دونكم أمراً إلا في حكم، ولا أؤخر لكم حقاً عن محله، ولا أقف به دون مقطعه، وأن تكونوا عندي في الحق سواء، فإذا فعلت ذلك وجبت لله عليكم النعمة، ولي عليكم الطاعة، وألا تنكصوا عن دعوة، ولا تفرطوا في صلاح، وأن تخوضوا الغمرات إلى الحق، فإن أنتم لم تستقيموا لي على ذلك لم يكن أحد أهون علي ممن اعوج منكم، ثم أعظم له العقوبة، ولا يجد عندي فيها رخصة، فخذوا هذا من أمرائكم، وأعطوهم من أنفسكم ما يصلح الله به أمركم، والسلام.

يغتبط - خوش ہوتا ہے

احمد عاقبۃ عملہ - انجام کو بہتر بنایا

امکن الشیطان - شیطان کو اختیار دے دیا

لہج - شدت حرص

مسالح - سرحدیں

طول - فضل و کرم

احتجز - چھپا دوں

لا اطوی - پیچیدہ نہیں کروں گا

مقطع - انجام کار

نکص - پیٹھ پیچھے پلٹ جانا

غمرات - سختیاں

(۱) شیاطین کو ہمیشہ یہ خوش فہمی رہتی ہے کہ اگر کسی بندہ خدا نے حکم پروردگار کی بنا پر کوئی ایسا عمل کر لیا جو شیاطین کے فلسفہ کے مطابق ہوا تو فوراً یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ ہم نے اپنی بات کو منوا لیا اور میدان جیت لیا۔ تاریخ میں روز اول سے اس امر کی مثالیں موجود ہیں کہ آدم نے خلافت ارض کی خاطر جنت کو ترک کر دیا اور اپنے فرائض کی راہ پر چل پڑے تو ابلیس نے اعلان کر دیا کہ میں نے آدم کو گمراہ کر دیا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا اور آج تک اس کے پیروکار انبیاء کے گناہوں کی فہرست مرتب کرنے میں لگے ہوئے ہیں تاکہ شیطان کو فاتح قرار دیا جا سکے۔

مصادر کتاب نمبر ۴۹ الفتوح اعثم کوفی ۳ صفحہ ۲۲۳، الاخبار الطوال صفحہ ۱۵۳، کتاب صفین نصر بن مزاحم صفحہ ۱۱۰

مصادر کتاب نمبر ۵۰ کتاب صفین نصر بن مزاحم صفحہ ۱۰۷، امالی طوسیؒ ۱ صفحہ ۲۲۱

اس دن سے ڈرو جس دن خوشی صرف اسی کا حصہ ہوگی جس نے اپنے عمل کے انجام کو بہتر بنا لیا ہے اور ندامت اس کے لئے ہوگی جس نے اپنی مہار شیطان کے اختیار میں دے دی اور اسے کھینچ کر نہیں رکھا۔ تم نے مجھے قرآنی فیصلہ کی دعوت دی ہے حالانکہ تم اس کے اہل نہیں تھے اور میں نے بھی تمہاری آواز پر لبیک نہیں کہی ہے بلکہ قرآن کے حکم پر لبیک کہی ہے۔

۴۹۔ آپ کا مکتوب گرامی

(معاویہ ہی کے نام)

امابعد! دنیا آخرت سے روگردانی کر دینے والی ہے اور اس کا ساتھی جب بھی کوئی چیز پا لیتا ہے تو اس کے لئے حرص کے دوسرے دروازے کھول دیتی ہے اور وہ کبھی کوئی چیز حاصل کر کے اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ہے جس کو حاصل نہیں کر سکا ہے۔ حالانکہ ان سب کے بعد جو کچھ جمع کیا ہے اس سے الگ ہونا ہے اور جو کچھ بند و بست کیا ہے اسے توڑ دینا ہے اور تو اگر گذشتہ لوگوں سے ذرا بھی عبرت حاصل کرتا تو باقی زندگی کو محفوظ کر سکتا تھا۔ والسلام

۵۰۔ آپ کا مکتوب گرامی

(رؤساء لشکر کے نام)

بندۂ خدا امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی طرف سے سرحدوں کے محافظوں کے نام۔ یاد رکھنا! والی پر قوم کا حق یہ ہے کہ اس نے جس برتری کو پا لیا ہے یا جس فارغ البالی کی منزل تک پہونچ گیا ہے اس کی بنا پر قوم کے ساتھ اپنے رویہ میں تبدیلی نہ پیدا کرے اور اللہ نے جو نعمت اسے عطا کی ہے اس کی بنا پر بندگان خدا سے زیادہ قریب تر ہو جائے اور اپنے بھائیوں پر زیادہ مہربانی کرے۔

یاد رکھو مجھ پر تمہارا ایک حق یہ بھی ہے کہ جنگ کے علاوہ کسی موقع پر کسی راز کو چھپا کر نہ رکھوں اور حکم شریعت کے علاوہ کسی مسئلہ میں تم سے مشورہ کرنے سے پہلو تہی نہ کروں۔ نہ تمہارے کسی حق کو اس کی جگہ سے پیچھے ہٹاؤں اور نہ کسی معاملہ کو آخری حد تک پہونچائے بغیر دم لوں اور تم سب میرے نزدیک حق کے معاملہ میں برابر رہو۔ اس کے بعد جب میں ان حقوق کو ادا کر دوں گا تو تم پر اللہ کے لئے شکر اور میرے لئے اطاعت واجب ہو جائے گی اور یہ لازم ہوگا کہ میری دعوت سے پیچھے نہ ہٹو اور کسی اصلاح میں کوتاہی نہ کرو۔ حق تک پہونچنے کے لئے سختیوں میں کود پڑو کہ تم ان معاملات میں سیدھے نہ رہے تو میری نظر میں تم میں سے ٹیڑھے ہو جانے والے سے زیادہ کوئی حقیر و ذلیل نہ ہوگا اس کے بعد میں اسے سخت سزا دوں گا اور میرے پاس کوئی رعایت نہ پائے گا۔ تو اپنے زیر نگرانی امراء سے یہی عہد و پیمان لو اور اپنی طرف سے انھیں وہ حقوق عطا کرو جن سے پروردگار تمہارے امور کی اصلاح کر سکے۔ والسلام

لے یہ اسلامی قانون کا سب سے بڑا امتیاز ہے کہ اسلام حق لینے سے پہلے حق ادا کرنے کی بات کرتا ہے اور کسی شخص کو اس وقت تک صاحب حق نہیں قرار دیتا ہے جب تک وہ دوسروں کے حقوق ادا نہ کر دے اور یہ ثابت نہ کر دے کہ وہ خود بھی بندۂ خدا ہے اور احکام الٰہیہ کا احترام کرنا جانتا ہے۔ اس کے بغیر حقوق کا مطالبہ کرنا بشر کو مالک سے آگے بڑھا دینے کے مرادف ہے کہ اپنے واسطے مالک کائنات بھی قابل اطاعت نہیں ہے اور دوسروں کے واسطے اپنی ذات بھی قابل اطاعت ہے۔ یہ فرعونیت اور نمرودیت کی وہ قسم ہے جو دور قدیم کے فراعنہ میں بھی نہیں دیکھی گئی اور آج کے ہر فرعون میں پائی جا رہی ہے۔ کل کا فرعون اپنے کو فرائض سے بالاتر سمجھتا تھا اور آج والے فرائض کو فرائض سمجھتے ہیں اور اس کے بعد بھی ادا کرنے کی فکر نہیں کرتے ہیں۔

۵۱

و من كتاب له (ع)

الى عماله على الخراج

مِنْ عَبْدِ اللهِ عَلِيٍّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى أَصْحَابِ الْخَرَاجِ:

أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ مَنْ لَمْ يَحْذَرْ مَا هُوَ صَائِرٌ إِلَيْهِ لَمْ يُقَدِّمْ لِنَفْسِهِ مَا يُحْرِزُهَا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا كُلِّفْتُمْ بِهِ يَسِيرٌ، وَأَنَّ ثَوَابَهُ كَثِيرٌ، وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيمَا نَهَى اللهُ عَنْهُ مِنَ الْبَغْيِ وَالْعُدْوَانِ عِقَابٌ يُخَافُ لَكَانَ فِي ثَوَابِ اجْتِنَابِهِ مَا لَا عُذْرَ فِي تَرْكِ طَلَبِهِ. فَأَنْصِفُوا النَّاسَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ، وَاصْبِرُوا لِحَوَائِجِهِمْ، فَإِنَّكُمْ خُزَّانُ الرَّعِيَّةِ، وَوُكَلَاءُ الْأُمَّةِ، وَسُفَرَاءُ الْأَئِمَّةِ. وَلَا تُحْشِمُوا (تحسموا - تحسبوا) أَحَداً عَنْ حَاجَتِهِ، وَلَا تَحْبِسُوهُ عَنْ طَلِبَتِهِ، وَلَا تَبِيعُنَّ لِلنَّاسِ فِي الْخَرَاجِ كِسْوَةَ شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ، وَلَا دَابَّةً يَعْتَمِلُونَ عَلَيْهَا، وَلَا عَبْداً، وَلَا تَضْرِبُنَّ أَحَداً سَوْطاً لِمَكَانِ دِرْهَمٍ، وَلَا تَمَسُّنَّ مَالَ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، مُصَلٍّ وَلَا مُعَاهَدٍ، إِلَّا أَنْ تَجِدُوا فَرَساً أَوْ سِلَاحاً يُعْدَى بِهِ عَلَى أَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَدَعَ ذَلِكَ فِي أَيْدِي أَعْدَاءِ الْإِسْلَامِ، فَيَكُونَ شَوْكَةً عَلَيْهِ. وَلَا تَدَّخِرُوا أَنْفُسَكُمْ نَصِيحَةً، وَلَا الْجُنْدَ حُسْنَ سِيرَةٍ، وَلَا الرَّعِيَّةَ مَعُونَةً، وَلَا دِينَ اللهِ قُوَّةً، وَأَبْلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ مَا اسْتَوْجَبَ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ قَدِ اصْطَنَعَ عِنْدَنَا وَعِنْدَكُمْ أَنْ نَشْكُرَهُ بِجُهْدِنَا، وَأَنْ نَنْصُرَهُ بِمَا بَلَغَتْ قُوَّتُنَا، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ.

۵۲

و من كتاب له (ع)

الى أمراء البلاد في معنى الصلاة

أَمَّا بَعْدُ، فَصَلُّوا بِالنَّاسِ الظُّهْرَ حَتَّى تَفِيءَ الشَّمْسُ مِنْ مَرْبِضِ الْعَنْزِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ حَيَّةٌ فِي عُضْوٍ مِنَ النَّهَارِ حِينَ يُسَارُ فِيهَا فَرْسَخَانِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْمَغْرِبَ حِينَ يُفْطِرُ الصَّائِمُ، وَيَدْفَعُ الْحَاجُّ إِلَى مِنًى، وَصَلُّوا بِهِمُ الْعِشَاءَ حِينَ يَتَوَارَى الشَّفَقُ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ، وَصَلُّوا بِهِمُ الْغَدَاةَ وَالرَّجُلُ يَعْرِفُ وَجْهَ صَاحِبِهِ.

خُزّان - جمع خازن
لاتحشموا - محروم نہ کرنا
طَلِبہ - مطلوب
یعتملون علیہا - ان پر اعتماد کرتے ہیں
لمکان درہم - ایک درہم کے واسطے
مُعاہَد - کافر ذمی
اِدّخر - ذخیرہ کیا، بچا کے رکھا
اَبلوا - ادا کرو
قد اصطنع - طلب خیر کیا ہے
تفیٔ - سایہ پیدا ہو جائے
مربض غنم - بکریوں کے بیٹھنے کی جگہ
یدفع - کوچ کرتا ہے
بیضاء - زرد نہ ہونے پائے
فرسخ - ۵۵۶۰ میٹر
شفق - افق پر غروب کے بعد پیدا ہونے والی سرخی

(ش) یہ اسلام کا کمال کرم ہے کہ اس نے اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے عوام کی زندگی کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور جس طرح عام قرض خواہوں کو حکم دیا ہے کہ تنگ دست افراد پر جبر نہ کریں اور ان کی سہولت کے اوقات کا انتظار کریں۔ اسی طرح خود بھی انھیں قوانین کی پابندی کی ہے اور خراج کو فلاح عامہ کا ذریعہ قرار دیا ہے قتل عام کا نہیں۔

مصادر کتاب ۵۱ کتاب صفین نصر بن مزاحم ص۱۰۸، ص۱۳۲

مصادر کتاب ۵۲ الاعجاز والایجاز ابو منصور ثعالبی ص۳۳، بحار الانوار ۸ ص۶۲۹

۵۱۔ آپ کا مکتوب گرامی
(خراج وصول کرنے والوں کے نام)

بندۂ خدا، امیر المومنین علیؑ کی طرف سے خراج وصول کرنے والوں کی طرف۔

امابعد! جو شخص اپنے انجام کار سے نہیں ڈرتا ہے وہ اپنے نفس کی حفاظت کا سامان بھی فراہم نہیں کرتا ہے۔ یاد رکھو تمہارے فرائض بہت مختصر ہیں اور ان کا ثواب بہت زیادہ ہے اور اگر پروردگار نے بغاوت اور ظلم سے روکنے کے بعد اس پر عذاب بھی نہ رکھا ہوتا تو اس سے پرہیز کرنے کا ثواب ہی اتنا زیادہ تھا کہ اس کے ترک کرنے میں کوئی شخص معذور نہیں ہو سکتا تھا۔ لہٰذا لوگوں کے ساتھ انصاف کرو۔ ان کے ضروریات کے لئے صبر و تحمل[1] سے کام لو کہ تم رعایا کے خزانہ دار، امت کے نمائندے اور ائمہ کے سفیر ہو۔ خبردار کسی شخص کو اس کی ضرورت سے روک نہ دینا اور اس کے مطلوب کی راہ میں رکاوٹ نہ پیدا کرنا اور خراج وصول کرنے کے لئے اس کے سردی یا گرمی کے کپڑے نہ بیچ ڈالنا اور نہ اس جانور یا غلام پر قبضہ کر لینا جو اس کے کام آتا ہے اور کسی کو پیسہ کی خاطر مارنے نہ لگنا اور کسی مسلمان یا کافر ذمی کے مال کو ہاتھ نہ لگانا مگر یہ کہ اس کے پاس کوئی ایسا گھوڑا یا اسلحہ ہو جسے دشمنانِ اسلام کو دینا چاہتا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ یہ اشیاء دشمنانِ اسلام کے ہاتھوں میں چھوڑ دے اور وہ اسلام پر غالب آجائیں۔ دیکھو کسی نصیحت کو بچا کر نہ رکھنا۔ نہ لشکر کے ساتھ اچھے برتاؤ میں کمی کرنا اور نہ رعایا کی امداد میں اور نہ دینِ خدا کو قوت پہونچانے میں۔ اللہ کی راہ میں اس کے تمام فرائض کو ادا کر دینا کہ اس نے ہمارے اور تمہارے ساتھ جو احسان کیا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کے شکر کی کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو اس کے دین کی مدد کریں کہ قوت بھی تو بالآخر خدائے عظیم کا عطیہ ہے۔

۵۲۔ آپ کا مکتوب گرامی
(امرار بلاد کے نام ـــ نماز کے بارے میں)

امابعد۔ ظہر کی نماز اس وقت تک ادا کر دینا جب آفتاب کا سایہ بکریوں کے باڑہ کی دیوار کے برابر ہو جائے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھا دینا جب آفتاب روشن اور سفید رہے اور دن میں اتنا وقت باقی رہ جائے جب مسافر دو فرسخ جا سکتا ہو۔ مغرب اس وقت ادا کرنا جب روزہ دار افطار کرتا ہے اور حاجی عرفات سے کوچ کرتا ہے اور عشاء اس وقت پڑھنا جب شفق چھپ جائے اور ایک تہائی رات نہ گذرنے پائے۔ صبح کی نماز اس وقت ادا کرنا جب آدمی اپنے ساتھی کے چہرہ کو پہچان سکے۔

لہ واضح رہے کہ یہ خط سارے شہر کے نام لکھا گیا ہے اور ان کے لئے نماز جماعت کے اوقات معین کئے گئے ہیں۔ اس کا اصل نماز سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اصل نماز کے اوقات سورۂ اسراء میں بیان کر دئے گئے ہیں یعنی زوال آفتاب، تاریکی شب اور فجر ـــ اور انھیں تین اوقات میں پانچ نمازوں کو ادا ہو جانا ہے۔ جس میں تقدیم و تاخیر نمازی کے اختیار میں ہے کہ فجر کے ایک ڈیڑھ گھنٹہ میں دو رکعت کب ادا کرے گا یا ظہر و عصر کے چھ گھنٹہ میں آٹھ رکعت کس وقت ادا کرے گا یا تاریکی شب کے بعد سات رکعت مغرب و عشاء کب پڑھے گا۔ سرکاری جماعت میں اس طرح کی آزادی ممکن نہیں ہے۔ اس کا وقت معین ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ نماز میں شرکت کر سکیں۔ لہٰذا حضرت نے اس دور کے حالات کے پیش نظر ایک وقت معین کر دیا۔ ورنہ آج کے زمانہ میں دو فرسخ راستہ پانچ منٹ میں طے ہوتا ہے جو قطعاً اس مکتوب گرامی میں مقصود نہیں ہے۔

وَصَلُّوا بِهِمْ صَلَاةَ أَضْعَفِهِمْ، وَلَا تَكُونُوا فَتَّانِينَ.

۵۳

و من كتاب له (عليه السلام)

كتبه للأشتر (له) النخعي، لما ولاه على مصر و أعمالها حين اضطرب أمر أميرها محمد بن أبي بكر، و هو أطول عهد كتبه و أجمعه للمحاسن.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

هَذَا مَا أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، مَالِكَ بْنَ الْحَارِثِ الْأَشْتَرَ فِي عَهْدِهِ إِلَيْهِ، حِينَ وَلَّاهُ مِصْرَ (عه): جِبَايَةَ خَرَاجِهَا، وَ جِهَادَ عَدُوِّهَا، وَ اسْتِصْلَاحَ أَهْلِهَا، وَ عِمَارَةَ بِلَادِهَا.

أَمَرَهُ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَ إِيثَارِ طَاعَتِهِ، وَ اتِّبَاعِ مَا أَمَرَ بِهِ فِي كِتَابِهِ: مِنْ فَرَائِضِهِ وَ سُنَنِهِ، الَّتِي لَا يَسْعَدُ أَحَدٌ إِلَّا بِاتِّبَاعِهَا، وَ لَا يَشْقَى إِلَّا مَعَ جُحُودِهَا وَ إِضَاعَتِهَا، وَ أَنْ يَنْصُرَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ بِقَلْبِهِ وَ يَدِهِ وَ لِسَانِهِ؛ فَإِنَّهُ، جَلَّ اسْمُهُ، قَدْ تَكَفَّلَ بِنَصْرِ مَنْ نَصَرَهُ، وَ إِعْزَازِ مَنْ أَعَزَّهُ.

وَ أَمَرَهُ أَنْ يَكْسِرَ نَفْسَهُ مِنَ الشَّهَوَاتِ، وَ يَزَعَهَا عِنْدَ الْجَمَحَاتِ، فَإِنَّ النَّفْسَ أَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ، إِلَّا مَا رَحِمَ اللَّهُ.

ثُمَّ اعْلَمْ يَا مَالِكُ، أَنِّي قَدْ وَجَّهْتُكَ إِلَى بِلَادٍ قَدْ جَرَتْ عَلَيْهَا دُوَلٌ قَبْلَكَ، مِنْ عَدْلٍ وَ جَوْرٍ، وَ أَنَّ النَّاسَ يَنْظُرُونَ مِنْ أُمُورِكَ فِي مِثْلِ مَا كُنْتَ تَنْظُرُ فِيهِ مِنْ أُمُورِ الْوُلَاةِ قَبْلَكَ، وَ يَقُولُونَ فِيكَ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِيهِمْ، وَ إِنَّمَا يُسْتَدَلُّ عَلَى الصَّالِحِينَ بِمَا يُجْرِي اللَّهُ لَهُمْ عَلَى أَلْسُنِ عِبَادِهِ، فَلْيَكُنْ أَحَبَّ الذَّخَائِرِ إِلَيْكَ ذَخِيرَةُ الْعَمَلِ الصَّالِحِ، فَامْلِكْ هَوَاكَ، وَ شُحَّ بِنَفْسِكَ عَمَّا لَا يَحِلُّ لَكَ، فَإِنَّ الشُّحَّ بِالنَّفْسِ (الأنفس) الْإِنْصَافُ مِنْهَا فِيمَا أَحَبَّتْ أَوْ كَرِهَتْ. وَ أَشْعِرْ قَلْبَكَ الرَّحْمَةَ لِلرَّعِيَّةِ، وَ الْمَحَبَّةَ لَهُمْ، وَ اللُّطْفَ بِهِمْ، وَ لَا تَكُونَنَّ عَلَيْهِمْ سَبُعاً ضَارِياً (ضاريا) تَغْتَنِمُ أَكْلَهُمْ، فَإِنَّهُمْ صِنْفَانِ: إِمَّا أَخٌ لَكَ فِي الدِّينِ، أَوْ نَظِيرٌ لَكَ فِي الْخَلْقِ، يَفْرُطُ مِنْهُمُ الزَّلَلُ، وَ تَعْرِضُ لَهُمُ الْعِلَلُ، وَ يُؤْتَى عَلَى أَيْدِيهِمْ فِي الْعَمْدِ وَ الْخَطَإِ، فَأَعْطِهِمْ مِنْ عَفْوِكَ وَ صَفْحِكَ مِثْلَ الَّذِي تُحِبُّ وَ تَرْضَى أَنْ يُعْطِيَكَ اللَّهُ مِنْ عَفْوِهِ وَ صَفْحِهِ، فَإِنَّكَ فَوْقَهُمْ، وَ وَالِي الْأَمْرِ عَلَيْكَ فَوْقَكَ، وَ اللَّهُ فَوْقَ مَنْ وَلَّاكَ! وَ قَدِ اسْتَكْفَاكَ أَمْرَهُمْ، وَ ابْتَلَاكَ بِهِمْ. وَ لَا تَنْصِبَنَّ نَفْسَكَ

فتانین ۔ مصیبت میں ڈالنے والے
یزعہا ۔ روک دے
جمحات ۔ منہ زوری
شح ۔ بخل کرو
یفرط ۔ سرزد ہو جاتی ہے
زلل ۔ لغزش
استکفاک ۔ طلب کفایت کیا ہے

(له) مالک اشتر مولائے کائنات کے مخلصین میں ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کو دونوں طرح کے اوصاف و کمالات حاصل تھے علم و فضل و تقویٰ میں عدیم المثال تھے اور شجاعت و ہمت میں بھی یکتائے روزگار اور اشجع عرب شمار ہوتے تھے ۔ محمد بن ابی بکر کے بعد مالک اشتر کا تقرر اس امر کی علامت ہے کہ مالک اشتر محمد بن ابی بکر سے زیادہ فضائل و کمالات کے مالک تھے اور جن حالات کی اصلاح محمد بن ابی بکر کے بس میں نہیں تھی ۔ ان کی اصلاح مولائے کائنات کی نظر میں صرف مالک اشتر ہی کر سکتے تھے

(عه) مالک اشتر کے منصب میں چار طرح کے کام شامل تھے

۱۔ خراج کا جمع کرنا
۲۔ دشمن سے جہاد کرنا
۳۔ اہل مملکت کے حالات کی اصلاح کرنا
۴۔ زمینوں کو آباد کرنا اور زراعت وغیرہ کا مکمل انتظام کرنا

مصادر کتاب ۵۳ تحف العقول ص۱۲۶ ، دعائم الاسلام قاضی نعمان ا ص۳۵۰ ، نہایۃ الارب نویری ۶ ص۱۹

ان کے ساتھ نماز پڑھو کمزور ترین آدمی کا لحاظ رکھ کر — اور خبردار ان کے لئے صبر آزما نہ بن جاؤ۔

۵۳۔ آپ کا مکتوب گرامی (۱)

(جسے مالک بن اشتر نخعی کے نام تحریر فرمایا ہے۔ اس وقت جب انھیں محمد بن ابی بکر کے حالات کے خراب ہو جانے کے بعد مصر اور اس کے اطراف کا عامل مقرر فرمایا۔ اور یہ عہد نامہ حضرت کے تمام سرکاری خطوط میں سب سے زیادہ مفصل اور محاسن کلام کا جامع ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ فرمان ہے جو بندۂ خدا امیر المومنین علیؑ نے مالک بن اشتر نخعی کے نام لکھا ہے جب انھیں خراج جمع کرنے، دشمن سے جہاد کرنے، حالات کی اصلاح کرنے اور شہروں کی آبادکاری کے لئے مصر کا عامل قرار دے کر روانہ کیا۔ (۲)

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو، اس کی اطاعت کو اختیار کرو اور جن فرائض و سنن کا اپنی کتاب میں حکم دیا ہے ان کا اتباع کرو کہ کوئی شخص ان کے اتباع کے بغیر نیک بخت نہیں ہو سکتا ہے اور کوئی شخص ان کے انکار اور بربادی کے بغیر بدبخت نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔ اپنے دل۔ ہاتھ اور زبان سے دین خدا کی مدد کرتے رہنا کہ خدائے "عز اسمہ" نے یہ ذمہ داری لی ہے کہ اپنے مددگاروں کی مدد کرے گا اور اپنے دین کی حمایت کرنے والوں کو عزت و شرف عنایت کرے گا۔

دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے نفس کے خواہشات کو کچل دو اور اسے منہ زوریوں سے روکے رہو کہ نفس برائیوں کا حکم دینے والا ہے جب تک پروردگار کا رحم شامل نہ ہو جائے۔ اس کے بعد مالک یہ یاد رکھنا کہ میں نے تم کو ایسے علاقہ کی طرف بھیجا ہے جہاں عدل و ظلم کی مختلف حکومتیں گذر چکی ہیں اور لوگ تمھارے معاملات کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں جس نظر سے تم ان کے اعمال کو دیکھ رہے تھے اور تمھارے بارے میں وہی کہیں گے جو تم دوسروں کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ نیک کردار بندوں کی شناخت اس ذکر خیر سے ہوتی ہے جو ان کے لئے لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوتا ہے لہٰذا تمھارا محبوب ترین ذخیرہ عمل صالح کو ہونا چاہئے۔ خواہشات کو روک کر رکھو اور جو چیز حلال نہ ہو اس کے بارے میں نفس کو صرف کرنے سے بخل کرو کہ یہی بخل اس کے حق میں انصاف ہے چاہے اسے اچھا لگے یا برا۔ رعایا کے ساتھ مہربانی اور محبت و رحمت کو اپنے دل کا شعار بنالو اور خبردار ان کے حق میں پھاڑ کھانے والے درندہ کے مثل نہ ہو جانا کہ انھیں کھا جانے ہی کو غنیمت سمجھنے لگو۔ کہ مخلوقات خدا کی دو قسمیں ہیں۔ بعض تمھارے دینی بھائی ہیں اور بعض خلقت میں تمھارے جیسے بشر ہیں جن سے لغزشیں بھی ہو جاتی ہیں اور انھیں خطاؤں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور جان بوجھ کر یا دھوکے سے ان سے غلطیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا انھیں ویسے ہی معاف کر دینا جس طرح تم چاہتے ہو کہ پروردگار تمھاری غلطیوں سے درگذر کرے کہ تم ان سے بالاتر ہو اور تمھارا ولی امر تم سے بالاتر ہے اور پروردگار تمھارے والی سے بھی بالاتر ہے اور اس نے تم سے ان کے معاملات کی انجام دہی کا مطالبہ کیا ہے اور اسے تمھارے لئے ذریعۂ آزمائش بنا دیا ہے اور خبردار اپنے نفس کو اللہ کے مقابلہ پر نہ اتار دینا

---

(۱) یہ اسلامی نظام کا امتیازی نکتہ ہے کہ اس نظام میں مذہبی تعصب سے کام نہیں لیا جاتا ہے بلکہ ہر شخص کو برابر کے حقوق دئے جاتے ہیں۔ مسلمان کا احترام اس کے اسلام کی بنا پر ہوتا ہے اور غیر مسلم کے بارے میں انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے اور ان حقوق میں بنیادی نکتہ یہ ہے کہ حاکم ہر غلطی کا مواخذہ نہ کرے بلکہ انھیں انسان سمجھ کر ان کی غلطیوں کو برداشت کرے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرے اور یہ خیال رکھے کہ مذہب کا ایک مستقل نظام ہے "رحم کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" اگر انسان اپنے سے کمزور افراد پر رحم نہیں کرتا ہے تو اسے جبار سماوات و ارض سے توقع نہیں کرنی چاہئے۔ قدرت کا اٹل قانون ہے کہ تم اپنے سے کمزور پر رحم کرو تاکہ پروردگار تم پر رحم کرے اور تمھاری خطاؤں کو معاف کر دے جس پر تمھاری عاقبت اور بخشش کا دار و مدار ہے۔

النَّاسِ، فَإِنَّ فِي النَّاسِ عُيُوباً، الْوَالِي أَحَقُّ مَنْ سَتَرَهَا، فَلَا تَكْشِفَنَّ عَمَّا غَابَ عَنْكَ مِنْهَا، فَإِنَّمَا عَلَيْكَ تَطْهِيرُ مَا ظَهَرَ لَكَ، وَ اللَّهُ يَحْكُمُ عَلَى مَا غَابَ عَنْكَ. فَاسْتُرِ الْعَوْرَةَ مَا اسْتَطَعْتَ يَسْتُرِ اللَّهُ مِنْكَ مَا تُحِبُّ سَتْرَهُ مِنْ رَعِيَّتِكَ. أَطْلِقْ عَنِ النَّاسِ عُقْدَةَ كُلِّ حِقْدٍ، وَاقْطَعْ عَنْكَ سَبَبَ كُلِّ وِتْرٍ، وَ تَغَابَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَضِحُ لَكَ، وَ لَا تَعْجَلَنَّ إِلَى تَصْدِيقِ سَاعٍ، فَإِنَّ السَّاعِيَ غَاشٌّ، وَ إِنْ تَشَبَّهَ بِالنَّاصِحِينَ.

وَ لَا تُدْخِلَنَّ فِي مَشُورَتِكَ بَخِيلاً يَعْدِلُ بِكَ عَنِ الْفَضْلِ، وَ يَعِدُكَ الْفَقْرَ، وَ لَا جَبَاناً يُضْعِفُكَ عَنِ الْأُمُورِ، وَ لَا حَرِيصاً يُزَيِّنُ لَكَ الشَّرَهَ بِالْجَوْرِ، فَإِنَّ الْبُخْلَ وَ الْجُبْنَ وَ الْحِرْصَ غَرَائِزُ شَتَّى يَجْمَعُهَا سُوءُ الظَّنِّ بِاللَّهِ.

إِنَّ شَرَّ وُزَرَائِكَ مَنْ كَانَ لِلْأَشْرَارِ قَبْلَكَ وَزِيراً، وَ مَنْ شَرِكَهُمْ فِي الْآثَامِ فَلَا يَكُونَنَّ لَكَ بِطَانَةً، فَإِنَّهُمْ أَعْوَانُ الْأَثَمَةِ (الأئمة)، وَ إِخْوَانُ الظَّلَمَةِ، وَ أَنْتَ وَاجِدٌ مِنْهُمْ خَيْرَ الْخَلَفِ مِمَّنْ لَهُ مِثْلُ آرَائِهِمْ وَ نَفَاذِهِمْ، وَ لَيْسَ عَلَيْهِ مِثْلُ آصَارِهِمْ وَأَوْزَارِهِمْ وَ آثَامِهِمْ، مِمَّنْ لَمْ يُعَاوِنْ ظَالِماً عَلَى ظُلْمِهِ، وَ لَا آثِماً عَلَى إِثْمِهِ، أُولَئِكَ أَخَفُّ عَلَيْكَ مَئُونَةً، وَ أَحْسَنُ لَكَ مَعُونَةً، وَ أَحْنَى عَلَيْكَ عَطْفاً، وَ أَقَلُّ لِغَيْرِكَ إِلْفاً، فَاتَّخِذْ أُولَئِكَ خَاصَّةً لِخَلَوَاتِكَ وَ حَفَلَاتِكَ، ثُمَّ لْيَكُنْ آثَرُهُمْ عِنْدَكَ أَقْوَلَهُمْ بِمُرِّ الْحَقِّ لَكَ، وَ أَقَلَّهُمْ مُسَاعَدَةً فِيمَا يَكُونُ مِنْكَ مِمَّا كَرِهَ اللَّهُ لِأَوْلِيَائِهِ، وَاقِعاً ذَلِكَ مِنْ هَوَاكَ حَيْثُ وَقَعَ. وَالْصَقْ بِأَهْلِ الْوَرَعِ وَ الصِّدْقِ، ثُمَّ رُضْهُمْ عَلَى أَلَّا يُطْرُوكَ وَ لَا يَبْجَحُوكَ بِبَاطِلٍ لَمْ تَفْعَلْهُ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الْإِطْرَاءِ تُحْدِثُ الزَّهْوَ، وَ تُدْنِي مِنَ الْعِزَّةِ (الغرة)[1].

وَ لَا يَكُونَنَّ الْمُحْسِنُ وَ الْمُسِيءُ عِنْدَكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ، فَإِنَّ فِي ذَلِكَ تَزْهِيداً لِأَهْلِ الْإِحْسَانِ فِي الْإِحْسَانِ، وَ تَدْرِيباً لِأَهْلِ الْإِسَاءَةِ عَلَى الْإِسَاءَةِ! وَ أَلْزِمْ كُلّاً مِنْهُمْ مَا أَلْزَمَ نَفْسَهُ. وَ اعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ شَيْءٌ بِأَدْعَى إِلَى حُسْنِ ظَنِّ رَاعٍ بِرَعِيَّتِهِ مِنْ إِحْسَانِهِ إِلَيْهِمْ، وَ تَخْفِيفِهِ الْمَئُونَاتِ عَلَيْهِمْ، وَ تَرْكِ اسْتِكْرَاهِهِ إِيَّاهُمْ عَلَى مَا لَيْسَ لَهُ قِبَلَهُمْ.

فَلْيَكُنْ مِنْكَ فِي ذَلِكَ أَمْرٌ يَجْتَمِعُ لَكَ بِهِ حُسْنُ الظَّنِّ بِرَعِيَّتِكَ، فَإِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ يَقْطَعُ عَنْكَ نَصَباً طَوِيلاً. وَ إِنَّ أَحَقَّ مَنْ حَسُنَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ حَسُنَ

اَطلِق - کھول دو
وِتر - عداوت
تغاب - تغافل
یضح - واضح ہو جائے
ساعی - چغل کھانے والا
فضل - احسان
یعدک - ڈراتا ہے
شرہ - لالچ
شتّی - مختلف
بطانہ - خاص لوگ
الاثمہ - گناہ گار
ظلمہ - جمع ظالم
اوزار - بوجھ گناہ
آصار - گناہ
اِلف - الفت وانس
رُض - تربیت دو
بَجّح - خوش کرنا
اطراء - ضرورت سے زیادہ تعریف کرنا
زہو - غرور
تُدنی - قریب کر دیتا ہے
عِزّہ - تکبر
قِبَل - پاس
نصب - تعب

[1] حکام کے مزاج کے لیے سخت ترین مسئلہ یہ ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کو برداشت کرلیں جو ان کے مزاج کے خلاف گفتگو کرے یا ان کے کردار پر تنقید کرے اور امیرالمومنینؑ کی تعلیم یہی ہے کہ قریب ترین انسان اس کو ہونا چاہیے جس میں حق کہنے کی صلاحیت پائی جاتی ہو تاکہ حاکم کو اس کی کمزوریوں سے آگاہ کرتا رہے ورنہ بیجا تعریف کسی وقت بھی غرور میں مبتلا کرکے صراط مستقیم سے منحرف بنا سکتی ہے۔

اس لئے کہ لوگوں میں بہرحال کمزوریاں پائی جاتی ہیں اور ان کی پردہ پوشی کی سب سے بڑی ذمہ داری والی پر ہے لہٰذا خبردار جو عیب تمہارے سامنے نہیں ہے اس کا انکشاف نہ کرنا۔ تمہاری ذمہ داری صرف عیوب کی اصلاح کر دینا ہے اور غائبات کا فیصلہ کرنے والا پروردگار ہے۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کے ان تمام عیوب کی پردہ پوشی کرتے رہو جن اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی پروردگار سے تمنا کرتے ہو۔ لوگوں کی طرف سے کینہ کی ہر گرہ کو کھول دو اور دشمنی کی ہر رسی کو کاٹ دو اور جو بات تمہارے لئے واضح نہ ہو اس سے انجان بن جاؤ اور ہر چغل خور کی تصدیق میں عجلت سے کام نہ لو کہ چغل خور ہمیشہ خیانت کار ہوتا ہے چاہے وہ مخلصین ہی کے بھیس میں کیوں نہ آئے۔

(مشاورت): دیکھو اپنے مشورہ میں کسی بخیل کو شامل نہ کرنا کہ وہ تم کو فضل و کرم کے راستہ سے ہٹا دے گا اور فقر و فاقہ کا خوف دلاتا رہیگا اور اسی طرح بزدل سے مشورہ نہ کرنا کہ وہ ہر معاملہ میں کمزور بنا دے گا۔ اور حریص سے بھی مشورہ نہ کرنا کہ وہ ظالمانہ طریقہ سے مال جمع کرنے کو بھی تمہاری نگاہوں میں آراستہ کر دے گا۔ یہ بخل۔ بزدلی اور طمع اگرچہ الگ الگ جذبات و خصائل ہیں لیکن ان سب کا قدر مشترک پروردگار سے سوء ظن ہے جس کے بعد ان خصلتوں کا ظہور ہوتا ہے۔

(وزارت): اور دیکھو تمہارے وزراء میں سب سے زیادہ بدتر وہ ہے جو تم سے پہلے اشرار کا وزیر رہ چکا ہو اور ان کے گناہوں میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا خبردار! ایسے افراد کو اپنے خواص میں شامل نہ کرنا کہ یہ ظالموں کے مددگار اور خیانت کاروں کے بھائی بند ہیں اور تمھیں ان کے بدلے بہترین افراد مل سکتے ہیں جن کے پاس انھیں کی جیسی عقل اور کارکردگی ہو اور ان کے جیسے گناہوں کے بوجھ اور خطاؤں کے انبار نہ ہوں۔ نہ انھوں نے کسی ظالم کی اس کے ظلم میں مدد کی ہو اور نہ کسی گناہگار کا اس کے گناہ میں ساتھ دیا ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا بوجھ تمہارے لئے ہلکا ہوگا اور یہ تمہارے بہترین مددگار ہوں گے اور تمہاری طرف محبت کا جھکاؤ بھی رکھتے ہوں گے اور اغیار سے انس و الفت بھی نہ رکھتے ہوں گے۔ انھیں کو اپنے مخصوص اجتماعات میں اپنا مصاحب قرار دینا اور پھر ان میں بھی سب سے زیادہ حیثیت اسے دینا جو حق کے حرف تلخ کو کہنے کی زیادہ ہمت رکھتا ہو اور تمہارے کسی ایسے عمل میں تمہارا ساتھ نہ دے جسے پروردگار اپنے اولیاء کے لئے ناپسند کرتا ہو چاہے وہ تمہاری خواہشات سے کتنی زیادہ میل کیوں نہ کھاتی ہوں۔

(مصاحبت): اپنا قریبی رابطہ اہل تقویٰ اور اہل صداقت سے رکھنا اور انھیں بھی اس امر کی تربیت دینا کہ بلا سبب تمہاری تعریف نہ کریں اور کسی ایسے بے بنیاد عمل کا غرور نہ پیدا کرائیں جو تم نے انجام نہ دیا ہو کہ زیادہ تعریف سے غرور پیدا ہوتا ہے اور غرور انسان کو سرکشی سے قریب تر بنا دیتا ہے۔ (۱)

دیکھو خبردار! نیک کردار اور بدکردار تمہارے نزدیک یکساں نہ ہونے پائیں کہ اس طرح نیک کرداروں میں نیکی سے بددلی پیدا ہوگی اور بدکرداروں میں بدکرداری کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا جس کے قابل اس نے اپنے کو بنایا ہے اور یاد رکھنا کہ حاکم میں رعایا سے حسن ظن کی اسی قدر توقع کرنی چاہئے جس قدر ان کے ساتھ احسان کیا ہے اور ان کے بوجھ کو ہلکا بنایا ہے اور ان کو کسی ایسے کام پر مجبور نہیں کیا ہے جو ان کے امکان میں نہ ہو۔ لہٰذا تمہارا برتاؤ اس سلسلہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے جس سے تم رعایا سے زیادہ سے زیادہ حسن ظن پیدا کر سکو کہ یہ حسن ظن بہت سی اندرونی زحمتوں کو قطع کر دیتا ہے اور تمہارے حسن ظن کا بھی سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس کے ساتھ تم نے بہترین سلوک کیا ہے۔

(۱) ان فقرات میں زندگی کے مختلف شعبوں کے بارے میں ہدایات کا ذکر کیا گیا ہے اور اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حاکم کو کسی شعبۂ حیات سے غافل نہیں ہونا چاہئے اور کسی محاذ پر بھی کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہئے جو حکومت کو تباہ و برباد کر دے اور عوامی مفادات کو نذر تغافل کر کے انھیں ظلم و ستم کا نشانہ بنا دے۔

بَلَاؤُهُ عِنْدَهُ، وَ إِنَّ أَحَقَّ مَنْ سَاءَ ظَنُّكَ بِهِ لَمَنْ سَاءَ بَلَاؤُكَ عِنْدَهُ.

وَ لَا تَنْقُضْ سُنَّةً (1) صَالِحَةً عَمِلَ بِهَا صُدُورُ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَ اجْتَمَعَتْ بِهَا الْأُلْفَةُ، وَ صَلَحَتْ عَلَيْهَا الرَّعِيَّةُ، وَ لَا تُحْدِثَنَّ سُنَّةً تَضُرُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاضِي تِلْكَ السُّنَنِ فَيَكُونَ الْأَجْرُ لِمَنْ سَنَّهَا، وَ الْوِزْرُ عَلَيْكَ بِمَا نَقَضْتَ مِنْهَا.

وَ أَكْثِرْ مُدَارَسَةَ الْعُلَمَاءِ، وَ مُنَاقَشَةَ الْحُكَمَاءِ (2)، فِي تَثْبِيتِ مَا صَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ بِلَادِكَ، وَ إِقَامَةِ مَا اسْتَقَامَ بِهِ النَّاسُ قَبْلَكَ.

وَ اعْلَمْ أَنَّ الرَّعِيَّةَ طَبَقَاتٌ لَا يَصْلُحُ بَعْضُهَا إِلَّا بِبَعْضٍ، وَ لَا غِنَى بِبَعْضِهَا عَنْ بَعْضٍ: فَمِنْهَا جُنُودُ اللَّهِ، وَ مِنْهَا كُتَّابُ الْعَامَّةِ وَ الْخَاصَّةِ، وَ مِنْهَا قُضَاةُ الْعَدْلِ، وَ مِنْهَا عُمَّالُ الْإِنْصَافِ وَ الرِّفْقِ، وَ مِنْهَا أَهْلُ الْجِزْيَةِ وَ الْخَرَاجِ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَ مُسْلِمَةِ النَّاسِ، وَ مِنْهَا التُّجَّارُ وَ أَهْلُ الصِّنَاعَاتِ، وَ مِنْهَا الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ ذَوِي الْحَاجَةِ وَ الْمَسْكَنَةِ، وَ كُلٌّ قَدْ سَمَّى اللَّهُ لَهُ سَهْمَهُ، وَ وَضَعَ عَلَى حَدِّهِ فَرِيضَةً فِي كِتَابِهِ أَوْ سُنَّةِ نَبِيِّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ - عَهْداً مِنْهُ عِنْدَنَا مَحْفُوظاً.

فَالْجُنُودُ، بِإِذْنِ اللَّهِ، حُصُونُ الرَّعِيَّةِ، وَ زَيْنُ الْوُلَاةِ، وَ عِزُّ الدِّينِ، وَ سُبُلُ الْأَمْنِ، وَ لَيْسَ تَقُومُ الرَّعِيَّةُ إِلَّا بِهِمْ. ثُمَّ لَا قِوَامَ لِلْجُنُودِ إِلَّا بِمَا يُخْرِجُ اللَّهُ لَهُمْ مِنَ الْخَرَاجِ الَّذِي يَقْوَوْنَ بِهِ عَلَى جِهَادِ عَدُوِّهِمْ، وَ يَعْتَمِدُونَ عَلَيْهِ فِيمَا يُصْلِحُهُمْ، وَ يَكُونُ مِنْ وَرَاءِ حَاجَتِهِمْ. ثُمَّ لَا قِوَامَ لِهَذَيْنِ الصِّنْفَيْنِ إِلَّا بِالصِّنْفِ الثَّالِثِ مِنَ الْقُضَاةِ وَ الْعُمَّالِ وَ الْكُتَّابِ، لِمَا يُحْكِمُونَ مِنَ الْمَعَاقِدِ، وَ يَجْمَعُونَ مِنَ الْمَنَافِعِ، وَ يُؤْتَمَنُونَ عَلَيْهِ مِنْ خَوَاصِّ الْأُمُورِ وَ عَوَامِّهَا.

وَ لَا قِوَامَ لَهُمْ جَمِيعاً إِلَّا بِالتُّجَّارِ وَ ذَوِي الصِّنَاعَاتِ، فِيمَا يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهِ مِنْ مَرَافِقِهِمْ، وَ يُقِيمُونَهُ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ، وَ يَكْفُونَهُمْ مِنَ التَّرَفُّقِ بِأَيْدِيهِمْ مَا لَا يَبْلُغُهُ رِفْقُ غَيْرِهِمْ. ثُمَّ الطَّبَقَةُ السُّفْلَى مِنْ أَهْلِ الْحَاجَةِ وَ الْمَسْكَنَةِ الَّذِينَ يَحِقُّ رِفْدُهُمْ وَ مَعُونَتُهُمْ. وَ فِي اللَّهِ لِكُلٍّ سَعَةٌ، وَ لِكُلٍّ عَلَى الْوَالِي حَقٌّ بِقَدْرِ مَا يُصْلِحُهُ، وَ لَيْسَ يَخْرُجُ الْوَالِي مِنْ حَقِيقَةِ مَا أَلْزَمَهُ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا بِالِاهْتِمَامِ وَ الِاسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ، وَ تَوْطِينِ نَفْسِهِ عَلَى لُزُومِ الْحَقِّ، وَ الصَّبْرِ عَلَيْهِ فِيمَا خَفَّ عَلَيْهِ أَوْ ثَقُلَ. فَوَلِّ مِنْ جُنُودِكَ (3) أَنْصَحَهُمْ فِي نَفْسِكَ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ وَ لِإِمَامِكَ، وَ أَنْقَاهُمْ جَيْباً، وَ أَفْضَلَهُمْ حِلْماً

بلاء - برتاؤ
سہم - حصہ
معاقد - عہد و پیمان
مرافق - منافع
ترفق - کسب
رفد - مساعدت
جیب - گریبان
حلم - عقل - تحمل

(1) اس سنت سے مراد وہ اجتماعی طریقے ہیں جو ہر سماج میں پائے جاتے ہیں اور جن کے ذریعہ سماج کے نظام کی اصلاح کی جاتی ہے - اس کا سنت پیغمبرؐ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس میں مضر اور مفید کی تقسیم کا کوئی امکان نہیں ہے۔

(2) علماء اور حکماء، فقہاء اور فلاسفہ نہیں ہیں بلکہ وہ افراد ہیں جو اجتماعی معاملات پر نظر رکھتے ہوں اور امت کے حالات کی اصلاح کے طریقوں سے باخبر ہوں -

(3) واضح رہے کہ مولائے کائنات کی نظر میں طبقاتی تقسیم دولت و ثروت نسل و نسب اور دین و مذہب نہیں ہے بلکہ اس کا تمامتر دار و مدار کام اور صرف کام پر ہے اور سماج میں جتنے قسم کے کام پائے جاتے ہیں اتنے ہی قسم کے طبقات بھی پائے جاتے ہیں اور سب ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں جن میں کسی کی افادیت دوسرے کے بغیر ممکن نہیں ہے لہذا اسے فوقیت اور برتری کی علامت بھی نہیں قرار دیا جا سکتا ہے -

(۵۱)
سے زیادہ بدظنی کا حقدار وہ ہے جس کا برتاؤ تمہارے ساتھ خراب رہا ہو۔ دیکھو کسی ایسی نیک سنت کو مت توڑ دینا جس پر اس
کے بزرگوں نے عمل کیا ہے اور اسی کے ذریعہ سماج میں الفت قائم ہوتی ہے اور رعایا کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے اور کسی ایسی سنت
کو ایجاد نہ کر دینا جو گذشتہ سنتوں کے حق میں نقصان دہ ہو کہ اس طرح اجر اس کے لئے ہو گا جس نے سنت کو ایجاد کیا ہے اور گناہ تمہارا
ہو گا کہ تم نے اسے توڑ دیا ہے۔

(۵۲)
علماء کے ساتھ علمی مباحثہ اور حکماء کے ساتھ سنجیدہ بحث جاری رکھنا ان مسائل کے بارے میں جن سے علاقہ کے امور کی اصلاح ہوتی ہے
اور وہ امور قائم رہتے ہیں جن سے گذشتہ افراد کے حالات کی اصلاح ہوئی ہے۔

اور یاد رکھو کہ رعایا کے بہت سے طبقات ہوتے ہیں جن میں کسی کی اصلاح دوسرے کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے اور کوئی دوسرے سے مستغنی
نہیں ہے۔ انھیں میں اللہ کے لشکر کے سپاہی ہیں اور انھیں میں عام اور خاص امور کے کاتب ہیں۔ انھیں میں عدالت سے فیصلہ کرنے والے ہیں
انھیں میں انصاف اور نرمی قائم کرنے والے عمال ہیں۔ انھیں میں مسلمان اہل خراج اور کافر اہل ذمہ ہیں اور انھیں میں تجارت اور صنعت
والے افراد ہیں اور پھر انھیں میں فقراء و مساکین کا پست ترین طبقہ بھی شامل ہے اور سب کے لئے پروردگار نے ایک حصہ معین کر دیا ہے۔
اور کتاب کے فرائض یا اپنے پیغمبر کی سنت میں اس کی حدیں قائم کر دی ہیں اور یہ وہ عہد ہے جو ہمارے پاس محفوظ ہے۔

فوجی دستے یہ حکم خدا سے رعایا کے محافظ اور والیوں کی زینت ہیں۔ انھیں سے دین کی عزت ہے اور یہی امن و امان کے وسائل ہیں۔
رعایا کے امور کا قیام ان کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے اور یہ دستے بھی قائم نہیں رہ سکتے ہیں جب تک وہ خراج نہ نکال دیا جائے جس کے ذریعہ
دشمن سے جہاد کی طاقت فراہم ہوتی ہے اور جس پر حالات کی اصلاح میں اعتماد کیا جاتا ہے اور وہی ان کے حالات کے درست کرنے کا ذریعہ
ہے۔ اس کے بعد ان دونوں صنفوں کا قیام قاضیوں۔ عاملوں اور کاتبوں کے طبقہ کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے کہ یہ سب عہد و پیمان کو مستحکم بناتے ہیں۔
منافع کو جمع کرتے ہیں اور معمولی اور غیر معمولی معاملات میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ان سب کا قیام تجار اور صنعت کاروں کے بغیر
نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ وسائل حیات کو فراہم کرتے ہیں۔ بازاروں کو قائم رکھتے ہیں اور لوگوں کی ضرورت کا سامان ان کی زحمت کے بغیر فراہم کر دیتے ہیں۔
اس کے بعد فقراء و مساکین کا پست طبقہ ہے جو اعانت و امداد کا حقدار ہے اور اللہ کے یہاں ہر ایک کے لئے سامان حیات مقرر ہے اور
ہر ایک کا والی پر اتنی مقدار میں حق ہے جس سے اس کے امر کی اصلاح ہو سکے اور والی اس فریضہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا ہے
جب تک ان مسائل کا اہتمام نہ کرے اور اللہ سے مدد طلب نہ کرے اور اپنے نفس کو حقوق کی ادائیگی اور اس راہ کے خفیف و ثقیل پر صبر
کرنے کے لئے آمادہ نہ کرے لہٰذا لشکر کا سردار اسے قرار دینا جو اللہ، رسول اور امام کا سب سے زیادہ مخلص، سب سے زیادہ پاکدامن
اور سب سے زیادہ برداشت کرنے والا ہو۔ (۵۳)

اس مقام پر امیر المومنینؑ نے سماج کو ۷ حصوں پر تقسیم کیا ہے اور سب کے خصوصیات، فرائض۔ اہمیت اور ذمہ داریوں کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ
سماج کا کوئی حصہ دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا ہے لہٰذا ہر ایک کا فرض ہے کہ دوسرے کی مدد کرے تاکہ سماج کی مکمل اصلاح ہو سکے اور معاشرہ چین اور سکون کی زندگی
گذار سکے ورنہ اس کے بغیر سماج تباہ و برباد ہو جائے گا اور اس کی ذمہ داری تمام طبقات پر یکساں طور پر عائد ہو گی۔

يُبْطِئُ عَنِ الْغَضَبِ، وَ يَسْتَرِيحُ إِلَى الْعُذْرِ، وَ يَرْأَفُ بِالضُّعَفَاءِ، وَ يَنْبُو عَلَى الْأَقْوِيَاءِ، وَ مِمَّنْ لَا يُثِيرُهُ الْعُنْفُ، وَ لَا يَقْعُدُ بِهِ الضَّعْفُ.

ثُمَّ الْصَقْ بِذَوِي الْمُرُوءَاتِ وَ الْأَحْسَابِ، وَ أَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَ السَّوَابِقِ الْحَسَنَةِ، ثُمَّ أَهْلِ النَّجْدَةِ وَ الشَّجَاعَةِ، وَ السَّخَاءِ وَ السَّمَاحَةِ، فَإِنَّهُمْ جِمَاعٌ مِنَ الْكَرَمِ، وَ شُعَبٌ مِنَ الْعُرْفِ. ثُمَّ تَفَقَّدْ مِنْ أُمُورِهِمْ مَا يَتَفَقَّدُ الْوَالِدَانِ مِنْ وَلَدِهِمَا، وَ لَا يَتَفَاقَمَنَّ فِي نَفْسِكَ شَيْءٌ قَوَّيْتَهُمْ بِهِ، وَ لَا تَحْقِرَنَّ لُطْفاً تَعَاهَدْتَهُمْ بِهِ وَ إِنْ قَلَّ، فَإِنَّهُ دَاعِيَةٌ لَهُمْ إِلَى بَذْلِ النَّصِيحَةِ لَكَ، وَ حُسْنِ الظَّنِّ بِكَ. وَ لَا تَدَعْ تَفَقُّدَ لَطِيفِ أُمُورِهِمُ اتِّكَالًا عَلَى جَسِيمِهَا، فَإِنَّ لِلْيَسِيرِ مِنْ لُطْفِكَ مَوْضِعاً يَنْتَفِعُونَ بِهِ، وَ لِلْجَسِيمِ مَوْقِعاً لَا يَسْتَغْنُونَ عَنْهُ.

وَ لْيَكُنْ آثَرُ رُؤُوسِ جُنْدِكَ عِنْدَكَ مَنْ وَاسَاهُمْ فِي مَعُونَتِهِ، وَ أَفْضَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ جِدَتِهِ بِمَا يَسَعُهُمْ وَ يَسَعُ مَنْ وَرَاءَهُمْ مِنْ خُلُوفِ أَهْلِيهِمْ، حَتَّى يَكُونَ هَمُّهُمْ هَمّاً وَاحِداً فِي جِهَادِ الْعَدُوِّ، فَإِنَّ عَطْفَكَ عَلَيْهِمْ يَعْطِفُ قُلُوبَهُمْ عَلَيْكَ. وَ إِنَّ أَفْضَلَ قُرَّةِ عَيْنِ الْوُلَاةِ اسْتِقَامَةُ الْعَدْلِ فِي الْبِلَادِ، وَ ظُهُورُ مَوَدَّةِ الرَّعِيَّةِ. وَ إِنَّهُ لَا تَظْهَرُ مَوَدَّتُهُمْ إِلَّا بِسَلَامَةِ صُدُورِهِمْ، وَ لَا تَصِحُّ نَصِيحَتُهُمْ إِلَّا بِحِيطَتِهِمْ عَلَى وُلَاةِ الْأُمُورِ، وَ قِلَّةِ اسْتِثْقَالِ دُوَلِهِمْ، وَ تَرْكِ اسْتِبْطَاءِ انْقِطَاعِ مُدَّتِهِمْ، فَافْسَحْ فِي آمَالِهِمْ، وَ وَاصِلْ فِي حُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ، وَ تَعْدِيدِ مَا أَبْلَى ذَوُو الْبَلَاءِ مِنْهُمْ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الذِّكْرِ لِحُسْنِ أَفْعَالِهِمْ تَهُزُّ الشُّجَاعَ، وَ تُحَرِّضُ النَّاكِلَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

ثُمَّ اعْرِفْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ مَا أَبْلَى، وَ لَا تَضُمَّنَّ بَلَاءَ امْرِئٍ إِلَى غَيْرِهِ، وَ لَا تُقَصِّرَنَّ بِهِ دُونَ غَايَةِ بَلَائِهِ، وَ لَا يَدْعُوَنَّكَ شَرَفُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تُعْظِمَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ صَغِيراً، وَ لَا ضَعَةُ امْرِئٍ إِلَى أَنْ تَسْتَصْغِرَ مِنْ بَلَائِهِ مَا كَانَ عَظِيماً.

وَ ارْدُدْ إِلَى اللَّهِ وَ رَسُولِهِ مَا يُضْلِعُكَ مِنَ الْخُطُوبِ، وَ يَشْتَبِهُ عَلَيْكَ

ینبو - اکڑ جاتا ہے
جماع - مجموعہ
شعب - جمع شعبہ
عرف - نیکی
تفاقم - بڑائی
لطف - مہربانی
آثر - افضل
واساہم - ہمدردی
افضل - مہربانی کی
جدۃ - مالداری
خلوف - قبیلہ، پسماندگان
حیطہ - حفاظت
ذوو البلاء - عظیم کام انجام دینے والے
ناکل - پست ہمت
بلاء - نیکی
یضلع - مشکل ہو جائے

[1] یہ خاندان پرستی یا شخصیت پرستی کی تعلیم نہیں ہے بلکہ کارناموں کی قدردانی ہے کہ بعض گھروں میں بڑے کارنامے والے افراد پائے جاتے ہیں۔ ان کی تربیت اور ذہنیت دوسرے افراد سے جدا ہوتی ہے اور اس کے بعد اس رابطہ کا مقصد بھی کوئی امتیاز دینا نہیں ہے بلکہ ان کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنا اور انھیں بروئے کار لانا ہے اور اس میں کسی طرح کا کوئی جمہوری عیب نہیں ہے۔

[2] یہ اس نکتہ کی طرف اشارہ ہے کہ حاکم کا سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ لوگ اس کے اقتدار کو ایک بوجھ تصور کریں اور اس کی حکومت کے خاتمہ کی دعا کریں۔ اور اس صورت حال کا خاتمہ خنجر و شمشیر اور ظلم و ستم سے نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا واحد راستہ عوام میں اعتماد اور محبت کا پیدا کرنا ہے جو بہترین برتاؤ کے بغیر ناممکن ہے۔

...موقع پر جلد بازی نہ کرتا ہو۔ عذر کو قبول کر لیتا ہو۔ کمزوروں پر مہربانی کرتا ہو۔ طاقتور افراد کے سامنے اکڑ جاتا ہو۔ بدخوئی اسے جوش میں نہ آئے اور کمزوری اسے بٹھا نہ دے۔

...ات عامہ:

پھر اس کے بعد اپنا رابطہ بلند خاندان، نیک گھرانے، عمدہ روایات والے اور صاحبانِ ہمت و شجاعت و سخاوت و کرم سے مضبوط ... کہ یہ لوگ کرم کا سرمایہ اور نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔ ان کے حالات کی اسی طرح دیکھ بھال رکھنا جس طرح ماں باپ اپنی اولاد کے حالات پر نظر ... ہیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایسا سلوک کرنا جو انہیں تقویت بخشتا ہو تو اسے عظیم نہ خیال کر لینا اور اگر کوئی معمولی برتاؤ بھی کیا ہے تو اسے ... کر روک نہ دینا۔ اس لئے کہ اچھا سلوک انہیں اخلاص کی دعوت دے گا اور ان میں حسن ظن پیدا کرائے گا اور خبردار بڑے بڑے ... پر اعتماد کر کے چھوٹی چھوٹی ضروریات کی نگرانی کو نظر انداز نہ کر دینا کہ معمولی مہربانی کا بھی ایک اثر ہے جس سے لوگوں کو فائدہ ... ہے اور بڑے کرم کا بھی ایک مقام ہے جس سے لوگ مستغنی نہیں ہو سکتے ہیں۔

...اع:

اور دیکھو تمام سرداران لشکر میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ افضل اسے ہونا چاہئے جو فوجیوں کی امداد میں ہاتھ بٹاتا ہو اور اپنے ... مال سے ان پر اس قدر کرم کرتا ہو کہ ان کے پسماندگان اور متعلقین کے لئے بھی کافی ہو جائے تاکہ سب کا ایک ہی مقصد رہ جائے اور وہ ... دشمن سے جہاد۔ اس لئے کہ ان سے تمہاری مہربانی ان کے دلوں کو تمہاری طرف موڑ دے گی۔ والیوں کے حق میں بہترین خنکی چشم کا ... یہ ہے کہ ملک بھر میں عدل و انصاف قائم ہو جائے اور رعایا میں محبت و الفت ظاہر ہو جائے اور یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ... سلامت نہ ہوں اور ان کی خیر خواہی مکمل نہیں ہو سکتی ہے جب تک اپنے حاکموں کے گرد گھیرا ڈال کر ان کی حفاظت نہ کریں اور پھر ان کے ... کو سر کا بوجھ نہ سمجھیں اور ان کی حکومت کے خاتمہ کا انتظار نہ کریں لہٰذا ان کی امیدوں میں وسعت دینا اور برابر کارناموں کی تعریف کرتے ... عظیم لوگوں کے کارناموں کو شمار کرتے رہنا کہ ایسے تذکروں کی کثرت بہادروں کو جوش دلاتی ہے اور پیچھے ہٹ جانے والوں کو ابھار دیا کرتی ہے انشاء اللہ اس کے بعد ہر شخص کے کارنامہ کو پہچانتے رہنا اور کسی کے کارنامہ کو دوسرے کے کھاتے میں نہ درج کر دینا اور ان کا مکمل بدلہ دینے ... کوتاہی نہ کرنا اور کسی شخص کی سماجی حیثیت تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم اس کے معمولی کام کو بڑا قرار دے دو یا کسی چھوٹے ... کے بڑے کارنامہ کو معمولی بنا دو۔

... جو امور مشکل دکھائی دیں اور تمہارے لئے مشتبہ ہو جائیں انہیں اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو۔

...سرداران لشکر کے بارے میں متعدد تاکیدوں اور ان کے شرائط و اوصاف ... [illegible]

... [illegible] ... ملک کی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

مِنَ الْأُمُورِ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لِقَوْمٍ أَحَبَّ إِرْشَادَهُمْ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ، فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُولِ) فَالرَّدُّ إِلَى اللّٰهِ: الْأَخْذُ بِمُحْكَمِ كِتَابِهِ، وَ الرَّدُّ إِلَى الرَّسُولِ: الْأَخْذُ بِسُنَّتِهِ الْجَامِعَةِ غَيْرِ الْمُفَرِّقَةِ.

ثُمَّ اخْتَرْ لِلْحُكْمِ بَيْنَ النَّاسِ أَفْضَلَ رَعِيَّتِكَ فِي نَفْسِكَ، مِمَّنْ لَا تَضِيقُ بِهِ الْأُمُورُ، وَ لَا تُمَحِّكُهُ الْخُصُومُ، وَ لَا يَتَمَادَى فِي الزَّلَّةِ، وَ لَا يَحْصَرُ مِنَ الْفَيْءِ إِلَى الْحَقِّ إِذَا عَرَفَهُ، وَ لَا تُشْرِفُ نَفْسُهُ عَلَى طَمَعٍ، وَ لَا يَكْتَفِي بِأَدْنَى فَهْمٍ دُونَ أَقْصَاهُ، وَ أَوْقَفَهُمْ فِي الشُّبُهَاتِ، وَ آخَذَهُمْ بِالْحُجَجِ، وَ أَقَلَّهُمْ تَبَرُّماً بِمُرَاجَعَةِ الْخَصْمِ، وَ أَصْبَرَهُمْ عَلَى تَكَشُّفِ الْأُمُورِ، وَ أَصْرَمَهُمْ عِنْدَ اتِّضَاحِ الْحُكْمِ، مِمَّنْ لَا يَزْدَهِيهِ إِطْرَاءٌ، وَ لَا يَسْتَمِيلُهُ إِغْرَاءٌ، وَ أُولٰئِكَ قَلِيلٌ.[1] ثُمَّ أَكْثِرْ تَعَاهُدَ (تعهد) قَضَائِهِ، وَ افْسَحْ لَهُ فِي الْبَذْلِ مَا يُزِيلُ عِلَّتَهُ، وَ تَقِلُّ مَعَهُ حَاجَتُهُ إِلَى النَّاسِ، وَ أَعْطِهِ مِنَ الْمَنْزِلَةِ لَدَيْكَ مَا لَا يَطْمَعُ فِيهِ غَيْرُهُ مِنْ خَاصَّتِكَ، لِيَأْمَنَ بِذٰلِكَ اغْتِيَالَ (اغتياب) الرِّجَالِ لَهُ عِنْدَكَ. فَانْظُرْ فِي ذٰلِكَ نَظَراً بَلِيغاً، فَإِنَّ هٰذَا الدِّينَ قَدْ كَانَ أَسِيراً فِي أَيْدِي الْأَشْرَارِ، يُعْمَلُ فِيهِ بِالْهَوَى، وَ تُطْلَبُ بِهِ الدُّنْيَا.

ثُمَّ انْظُرْ فِي أُمُورِ عُمَّالِكَ فَاسْتَعْمِلْهُمُ اخْتِبَاراً (اختيارا)، وَ لَا تُوَلِّهِمْ مُحَابَاةً وَ أَثَرَةً، فَإِنَّهُمَا جِمَاعٌ مِنْ شُعَبِ الْجَوْرِ وَ الْخِيَانَةِ. وَ تَوَخَّ مِنْهُمْ أَهْلَ التَّجْرِبَةِ (النصيحة) وَ الْحَيَاءِ مِنْ أَهْلِ الْبُيُوتَاتِ الصَّالِحَةِ، وَ الْقَدَمِ فِي الْإِسْلَامِ الْمُتَقَدِّمَةِ، فَإِنَّهُمْ أَكْرَمُ أَخْلَاقاً، وَ أَصَحُّ أَعْرَاضاً (اغراضا)، وَ أَقَلُّ فِي الْمَطَامِعِ إِشْرَافاً (اسرافا)، وَ أَبْلَغُ فِي عَوَاقِبِ الْأُمُورِ نَظَراً. ثُمَّ أَسْبِغْ عَلَيْهِمُ الْأَرْزَاقَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ قُوَّةٌ لَهُمْ عَلَى اسْتِصْلَاحِ أَنْفُسِهِمْ، وَ غِنًى لَهُمْ عَنْ تَنَاوُلِ مَا تَحْتَ أَيْدِيهِمْ، وَ حُجَّةٌ عَلَيْهِمْ إِنْ خَالَفُوا أَمْرَكَ أَوْ ثَلَمُوا أَمَانَتَكَ. ثُمَّ تَفَقَّدْ أَعْمَالَهُمْ، وَ ابْعَثِ الْعُيُونَ مِنْ أَهْلِ الصِّدْقِ وَ الْوَفَاءِ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ تَعَاهُدَكَ فِي

مُحکم کتاب - صریحی احکام
تمحک - غصہ میں آجانا
تمادی - دور تک چلا جانا
زلّہ - لغزش
لا یحصر - خستہ نہ ہو جائے
فئ - رجوع
لا تشرف - سر اٹھا کر دیکھے
اقصیٰ - دور رس
تبرّم - بد دلی
اصرم - زیادہ صریح
اطراء - بے تحاشہ تعریف
تعاہد - نگرانی
بذل - عطیہ
اختبار - امتحان
اثرۃ - خود رائی
محاباۃ - تعلقات
شعب - شعبے
توخّ - تلاش کرو
قدم - سابقہ
اسبغ - مکمل کرو
ثلموا - کوتاہی کی
عیون - نگراں، جاسوس

[1] امیر المومنینؑ نے اس تعبیر سے عملِ تعلیم کا مرقع پیش کیا ہے کہ جس طرح میں اپنے سے پہلے کے احکام پر واضح تبصرہ کر رہا ہوں ——— اور ان کی شرارتوں کو بے نقاب کر رہا ہوں۔ اسی طرح ہر قاضی کا فرض ہے کہ فیصلہ کرنے میں شخصیت یا سماجی قصہ سے مرعوب نہ ہو اور جو حرف حق ہو اسے زبان پر جاری کردے ورنہ روز قیامت خیانت کاروں میں شمار کیا جائے گا۔

کہ پروردگار نے جس قوم کو ہدایت دینا چاہی ہے اس سے فرمایا ہے "ایمان والو! اللہ، رسول اور صاحبانِ امر کی اطاعت کرو۔ اس کے بعد کسی شے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پلٹا دو"۔ تو اللہ کی طرف پلٹانے کا مطلب اس کی کتاب محکم کی طرف پلٹانا ہے اور رسولؐ کی طرف پلٹانے کا مقصد اس سنت کی طرف پلٹانا ہے جو امت کو جمع کرنے والی ہو، تفرقہ ڈالنے والی نہ ہو۔

قضاوت :

اس کے بعد لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان افراد کا انتخاب کرنا جو رعایا میں تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بہتر ہوں۔ اس اعتبار سے کہ نہ معاملات میں تنگی کا شکار ہوتے ہوں اور نہ جھگڑا کرنے والوں پر غصہ کرتے ہوں۔ نہ غلطی پر اڑ جاتے ہوں اور نہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی طرف پلٹ کر آنے میں تکلف کرتے ہوں اور نہ ان کا نفس لالچ کی طرف جھکتا ہو اور نہ معاملات کی تحقیق میں ادنیٰ فہم پر اکتفا کرکے مکمل تحقیق نہ کرتے ہوں۔ شبہات میں توقف کرنے والے ہوں اور دلیلوں کو سب سے زیادہ اختیار کرنے والے ہوں۔ فریقین کی بحثوں سے اکتا نہ جاتے ہوں اور معاملات کی چھان بین میں پوری قوت برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوں اور حکم کے واضح ہو جانے کے بعد نہایت وضاحت سے فیصلہ کر دیتے ہوں۔ نہ کسی کی تعریف سے مغرور ہوتے ہوں اور نہ کسی کے ابھارنے پر اونچے ہو جاتے ہوں۔ ایسے افراد یقیناً کم ہیں۔ لیکن ہیں۔ (۱)

پھر اس کے بعد تم خود بھی ان کے فیصلوں کی نگرانی کرتے رہنا اور ان کے عطایا میں اتنی وسعت پیدا کر دینا کہ ان کی ضرورت ختم ہو جائے اور پھر لوگوں کے محتاج نہ رہ جائیں۔ انہیں اپنے پاس ایسا مرتبہ اور مقام عطا کرنا جس کی تمہارے خواص بھی طمع نہ کرتے ہوں کہ اس طرح وہ لوگوں کے ضرر پہنچانے سے محفوظ ہو جائیں گے۔ مگر اس معاملہ پر بھی گہری نگاہ رکھنا کہ یہ دین بہت دنوں اشرار کے ہاتھوں میں قیدی رہ چکا ہے جہاں خواہشات کی بنیاد پر کام ہوتا تھا اور مقصد صرف دنیا طلبی تھا۔

عمال :

اس کے بعد اپنے عاملوں کے معاملات پر بھی نگاہ رکھنا اور انہیں امتحان کے بعد کام سپرد کرنا اور خبردار تعلقات یا جانبداری کی بنا پر عہدہ نہ دے دینا کہ یہ باتیں ظلم اور خیانت کے اثرات میں شامل ہیں۔ اور دیکھو ان میں بھی جو مخلص اور غیرت مند ہوں ان کو تلاش کرنا جو اچھے گھرانے کے افراد ہوں اور ان کے اسلام میں سابق خدمات رہ چکے ہوں کہ ایسے لوگ خوش اخلاق اور بے داغ عزت والے ہوتے ہیں۔ ان کے اندر فضول خرچی کی لالچ کم ہوتی ہے اور یہ انجام کار پر زیادہ نظر رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے بھی تمام اخراجات کا انتظام کر دینا کہ اس سے انہیں اپنے نفس کی اصلاح کا بھی موقع ملتا ہے اور دوسروں کے اموال پر قبضہ کرنے سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں اور پھر تمہارے امر کی مخالفت کریں یا امانت میں رخنہ پیدا کریں تو ان پر حجت بھی تمام ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد ان عمال کے اعمال کی بھی تفتیش کرتے رہنا اور نہایت معتبر قسم کے اہل صدق و صفا کو ان پر جاسوسی کے لئے مقرر کر دینا کہ یہ طرز عمل

---

(۱) اس مقام پر قاضیوں کے حسب ذیل صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے:
(۱) خود حاکم کی نگاہ میں قضاوت کرنے کے قابل ہو (۲) تمام رعایا سے افضلیت کی بنیاد پر منتخب کیا گیا ہو (۳) مسائل میں الجھ نہ جاتا ہو بلکہ صاحب نظر و استنباط ہو (۴) فریقین کے جھگڑوں پر غصہ نہ کرتا ہو (۵) غلطی ہو جائے تو اس پر اکڑتا نہ ہو (۶) لالچی نہ ہو (۷) معاملات کی مکمل تحقیق کرتا ہو اور کاہلی کا شکار نہ ہو (۸) شبہات کے موقع پر جلد بازی سے کام نہ لیتا ہو بلکہ دیگر مقررہ قوانین کی بنیاد پر فیصلہ کرتا ہو (۹) دلائل کو قبول کرنے والا ہو (۱۰) فریقین کی طرف مراجعہ کرنے سے اکتا نہ ہو بلکہ پوری بحث سننے کی صلاحیت رکھتا ہو (۱۱) تحقیقات میں بے پناہ قوت صبر و تحمل کا مالک ہو (۱۲) بات واضح ہو جائے تو قطعی فیصلہ کرنے میں تکلف نہ کرتا ہو (۱۳) تعریف سے مغرور نہ ہوتا ہو (۱۴) لوگوں کے ابھارنے سے کسی کی طرف جھکاؤ نہ پیدا کرتا ہو۔

السرّ لأمورهم حدوة لهم على استعمال الأمانة، والرفق بالرعية. وتحفّظ من الأعوان، فإن أحد منهم بسط يده إلى خيانة اجتمعت بها عليه عندك أخبار عيونك، اكتفيت بذلك شاهداً، فبسطت عليه العقوبة في بدنه (بـديه)، وأخذته بما أصاب من عمله، ثم نصبته بمقام المذلّة، ووسمته بالخيانة، وقلّدته عار التهمة.

وتفقّد أمر الخراج بما يصلح أهله، فإن في صلاحه وصلاحهم صلاحاً لمن سواهم، ولا صلاح لمن سواهم إلّا بهم، لأنّ الناس كلّهم عيال على الخراج وأهله. وليكن نظرك في عمارة الأرض أبلغ من نظرك في استجلاب الخراج، لأنّ ذلك لا يدرك إلّا بالعمارة، ومن طلب الخراج بغير عمارة أخرب البلاد، وأهلك العباد، ولم يستقم أمره إلّا قليلاً. فإن شكوا ثقلاً أو علّة، أو انقطاع شرب أو بالّة، أو إحالة أرض اغتمرها غرق، أو أجحف بها عطش، خفّفت عنهم بما ترجو أن يصلح به أمرهم، ولا يثقلنّ عليك شيء خفّفت به المؤونة عنهم، فإنّه ذخر يعودون به عليك في عمارة بلادك، وتزيين ولايتك، مع استجلابك حسن ثنائهم، وتبجّحك باستفاضة العدل فيهم، معتمداً فضل قوّتهم بما ذخرت عندهم من إجمامك لهم، والثقة منهم بما عوّدتهم من عدلك عليهم ورفقك بهم، فربّما حدث من الأمور ما إذا عوّلت فيه عليهم من بعد احتملوه طيّبة أنفسهم به، فإنّ العمران محتمل ما حمّلته، وإنّما يؤتى خراب الأرض من إعواز أهلها، وإنّما يعوز أهلها لإشراف أنفس الولاة على الجمع، وسوء ظنّهم بالبقاء، وقلّة انتفاعهم بالعبر.

ثمّ انظر في حال كتّابك، فولّ على أمورك خيرهم، واخصص رسائلك التي تدخل فيها مكائدك وأسرارك بأجمعهم لوجوه صالح الأخلاق ممّن لا تبطره الكرامة، فيجترئ بها عليك في خلاف لك بحضرة ملأ، ولا تقصر به الغفلة عن إيراد مكاتبات

...وہ - جگہ
...ولا - پیداوار میں کمی کی آفت آگئی
انقطاع شرب - نہروں کا ڈوبنا
انقطاع بالّہ - بارشوں کا نہ ہونا
...اغتمرها غرق - زمین کا برباد ہو جانا
...اغتمرها - برباد کر دیا
...اجحف - تلف کر دیا
...تبجح - خوشی
استفاضہ - شمول و عموم
اجمام - راحت و رفاہیت
اعواز - کمی
...ذخر - ذخیرہ اندوزی
...تبطر - مغرور بنا دینا
...ملأ - مجمع عام - جماعت

... اس مقام پر حضرت نے سزا کو ... کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے جسے ... زبان میں تعزیر کہا جاتا ہے کہ حد ... مقدار شریعت کی طرف سے مقرر ... ہے اور تعزیر کی مقدار کو ... اختیار حاکم کو ہے جس کی تحدید ... مصالح کے پیش نظر کرتا ہے ... امر میں کسی طرح سے زیادتی کر دیا ... ذاتی جذبات و انتقام کا دخل نہیں ... ہے۔

... یہاں پر لفظ خراج سے مراد صرف مال گذاری نہیں ہے بلکہ حکومت کے تمام ذرائع و وسائل اور بیت المال کے تمام ذخائر ہیں - چاہے ان کا تعلق زکوٰۃ ... مال غنیمت سے ہو یا اس سے جس کا حصول کسی جنگ و جدال کے بغیر ہوتا ہے۔

نہیں یا اختیارات کے استعمال پر اور رعایا کے ساتھ نرمی کے برتاؤ پر آمادہ کرے گا۔ اور دیکھو اپنے مددگاروں سے بھی اپنے کو بچا کر رکھنا اگر ان میں کوئی ایک بھی خیانت کی طرف ہاتھ بڑھائے اور تمہارے جاسوس متفقہ طور پر یہ خبر دیں تو اس شہادت کو کافی سمجھ لینا اور اسے جسمانی اعتبار سے بھی سزا دینا اور جو مال حاصل کیا ہے اسے چھین بھی لینا اور سماج میں ذلت کے مقام پر رکھ کر خیانت کاری کے مجرم کی حیثیت سے روشناس کرانا اور ننگ و رسوائی کا طوق اس کے گلے میں ڈال دینا۔

خراج :

خراج اور مالگذاری کے بارے میں وہ طریقہ اختیار کرنا جو مالگذاروں کے حق میں زیادہ مناسب ہو کہ خراج اور اہل خراج کے صلاح ہی میں سارے معاشرہ کی صلاح ہے اور کسی کے حالات کی اصلاح خراج کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے، لوگ سب کے سب اسی خراج کے بھروسے زندگی گذارتے ہیں۔ خراج میں تمہاری نظر مال جمع کرنے سے زیادہ زمین کی آبادکاری پر ہونی چاہئے کہ مال کی جمع آوری زمین کی آبادکاری کے بغیر ممکن نہیں ہے اور جس نے آبادکاری کے بغیر مالگذاری کا مطالبہ کیا اس نے شہروں کو برباد کر دیا اور بندوں کو تباہ کر دیا اور اس کی حکومت چند دنوں سے زیادہ قائم نہیں رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد اگر لوگ گرانباری۔ آفت ناگہانی۔ نہروں کی خشکی۔ بارش کی کمی۔ زمین کی غرقابی کی بنا پر تباہی اور خشکی کی بنا پر بربادی کی کوئی فریاد کریں تو ان کے خراج میں اس قدر تخفیف کر دینا کہ ان کے امور کی اصلاح ہو سکے اور یہ تخفیف تمہارے نفس پر گراں نہ گذرے اس لئے کہ یہ تخفیف اور سہولت ایک ذخیرہ ہے جس کا اثر شہروں کی آبادی اور حکام کی زینت کی شکل میں تمہاری ہی طرف واپس آئے گا اور اس کے علاوہ تمہیں بہترین تعریف بھی حاصل ہوگی اور عدل و انصاف کے پھیلنے سے مسرت بھی حاصل ہوگی، پھر ان کی راحت و رفاہیت اور عدل و انصاف، نرمی و سہولت کی بنا پر جو اعتماد حاصل کیا ہے اس سے ایک اضافی طاقت بھی حاصل ہوگی جو بوقت ضرورت کام آ سکتی ہے۔ اس لئے کہ بسا اوقات ایسے حالات پیش آ جاتے ہیں کہ جن میں اعتماد و حسن ظن کے بعد ان پر اعتماد کرو تو نہایت خوشی سے مصیبت کو برداشت کر لیتے ہیں اور اس کا سبب زمینوں کی آبادکاری ہی ہوتا ہے۔ زمینوں کی بربادی اہل زمین کی تنگدستی سے پیدا ہوتی ہے اور تنگدستی کا سبب حکام کے نفس کا جمع آوری کی طرف رجحان ہوتا ہے اور ان کی یہ بدظنی ہوتی ہے کہ حکومت باقی رہنے والی نہیں ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتے ہیں۔

کاتب :

اس کے بعد اپنے منشیوں کے حالات پر نظر رکھنا اور اپنے امور کو بہترین افراد کے حوالے کرنا اور پھر وہ خطوط جن میں رموز سلطنت اور اسرار مملکت ہوں ان افراد کے حوالے کرنا جو بہترین اخلاق و کردار کے مالک ہوں اور عزت پا کر آپے سے باہر نہ ہو جاتے ہوں کہ ایک دن لوگوں کے سامنے تمہاری مخالفت کی جرأت پیدا کر لیں اور غفلت کی بنا پر لین دین کے معاملات میں تمہارے عمال کے خطوط کے پیش کرنے

یہ اسلامی نظام کا امتیاز ہے کہ اس نے زمینوں پر ٹیکس ضرور رکھا ہے کہ پیداوار میں اگر ایک حصہ مالک زمین کی محنت اور آبادکاری کا ہے تو ایک حصہ مالک کائنات کے کرم کا بھی ہے جس نے زمین میں پیداوار کی صلاحیت ودیعت کی ہے اور وہ پوری کائنات کا مالک ہے وہ اپنے حصہ کو اپنے سماج پر تقسیم کرنا چاہتا ہے اور اسے نظام کی تشکیل کا بنیادی عنصر قرار دینا چاہتا ہے۔ لیکن اس ٹیکس کو حاکم کی صوابدید اور اس کی خواہش پر نہیں رکھا ہے جو دنیا کے تمام ظالم اور عیاش حکام کا طریقہ کار ہے۔ بلکہ اسے زمین کے حالات سے وابستہ کر دیا ہے تاکہ ٹیکس اور پیداوار میں رابطہ رہے اور مالکان زمین کے دلوں میں حاکم سے ہمدردی پیدا ہو اور پرسکون حالات میں جی لگا کر کاشت کریں اور حادثاتی مواقع پر مملکت کے کام آ سکیں۔ ورنہ اگر عوام میں بددلی اور بدظنی پیدا ہو گئی تو نظام اور سماج کو بربادی سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔!